الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

جامع کرامات اولیاء

تالیف

الامام المحقق علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

القرآن

اولیائی تحت قبائی لا یعلمهم غیری

(الحدیث القدسی)

جامع کرامات اولیاء (اردو)

جلد اوّل

تالیف

الامام المحقق علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ

پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ٥ پاکستان

نام کتاب	جامع کرامات اولالیاء (جلد اول)
تالیف	الامام المحقق علامہ محمد یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ
مترجم	پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی
اشاعت	جنوری 2013ء (بار دوم)
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	TF8 کامل سیٹ
قیمت	-/1500 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ، لاہور فون: 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 37247350 فیکس: 042-37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی فون: 021-32212011 فیکس: 021-32210212

خصوصی گزارش

کتاب ''جامع کرامات اولیاء'' مترجم اس سے پہلے مکتبہ حامدیہ، داتا گنج بخش روڈ، لاہور شائع کرتا رہا ہے۔ اب اس کتاب کے مترجم جناب پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ صاحب نے ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور کو جملہ حقوق برائے اشاعت دائمی منتقل کر دیئے ہیں۔ اب کوئی ادارہ یا پبلشر اس کتاب کو چھاپنے کا مجاز نہیں ہے۔

العارض

محمد حفیظ البرکات شاہ

فہرست

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کی ضیاء القرآن پبلی کیشنز پر خاص نظر رحمت ہے کہ اپنے لطف واحسان سے ہم فقیروں سے اپنے دین متین کی اشاعت ایسی عظیم خدمت لے رہا ہے۔ ہماری خوش بختی ہے کہ اس نے ہمیں اپنی آئندہ نسلوں تک اپنا علمی، فکری اور دینی ورثہ پہنچانے کی سعادت ارزانی فرمائی ہے اور اپنے اسلاف کی اقدار کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس پر ہم اپنے کریم رب کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اس کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیں اپنی نگاہ رحمت میں رکھے اور لطف وکرم سے نوازتا رہے۔

عرصہ پہلے ہم نے عالم اسلام کی مقتدر شخصیت محدث، مفتی، عالم، صوفی جناب علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں، کی شہرۂ آفاق اور لاجواب کتاب ''جامع کرامات اولیاء'' چھاپنے کی سعادت حاصل کی۔ علمی حلقوں نے بڑا سراہا، اسے بڑی پذیرائی ملی۔ اس میں علامہ موصوف نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے اور یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کی عظمت و رفعت اللہ کی بندگی میں ہے۔ جو انسان اپنے رب کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی محبت سے سرشار ہو کر اس کی بندگی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بندہ پروری کرتے ہوئے اسے وہ عزت، رفعت، عظمت اور شان عطا کرتا ہے جسے ہم اپنی زبان میں کرامت سے تعبیر کرتے ہیں، گویا اس کے سر پر تاج کرامت سجا دیتا ہے۔ ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ اٰدَمَ''۔ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

ہمیں اپنے اسلاف کی رفعتوں اور عظمتوں سے محروم ہوئے چند صدیاں بیت چکی ہیں لیکن ان کی روحانی زندگی کے اثرات آج بھی ہماری زندگیوں کو جلا بخش رہے ہیں، ایسے بزرگوں کی زندگیاں ہی انسانیت کے شرف کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

مؤرخین نے ایسے اسلاف کی زندگیوں کو کتابی نسخوں میں محفوظ کر کے آنے والی نسلوں پر احسان کیا اور ایک مینارۂ نور عطا کیا ہے۔ انہیں میں سے ایک علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

علامہ موصوف ایسے پاکباز، راست گو، نیک طینت بندوں کے احوال اور کرامات دو ضخیم جلدوں میں جمع کر کے ہمیں عظمت انسانی کے بڑے کرشمے دکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مساعی کو قبول فرمائے اور ان کے مزار پر اپنی رحمت کا ہمیشہ نزول فرمائے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت پیر سید ذاکر حسین سیالوی نے کیا، جو انہوں نے بڑی نفاست سے کیا۔ ترجمہ میں سلاست اور روانی مولانا کی محنت اور ذوق کی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش بہا لطف واحسان سے نوازے۔ پہلے ہم نے اسے چھوٹے سائز کی تین جلدوں میں شائع کیا تھا۔ اب آپ کی سہولت کے پیش نظر اسے دو جلدوں میں شائع کر رہے ہیں۔

پہلی جلد مقدمہ سے لے کر حرف الف تک اور دوسری جلد حرف باء سے لے کر حرف یاء تک ہے۔ ہم نے کتاب کو طباعت کی ظاہری و معنوی خوبیوں سے آراستہ کرنے کی اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے۔ چنانچہ نئی کمپوزنگ، دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل کے ساتھ آپ کی خدمت میں یہ حقیر کاوش پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ اسے پسند کریں گے۔ کتاب کو اغلاط سے پاک رکھنے کی پوری کوشش کی گئی۔ تاہم پھر بھی اگر آپ کوئی نقص اور خامی دیکھیں تو ہمیں ضرور مطلع کریں تا کہ ہم آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اپنے نیک بندوں کی سیرت و کردار کے حوالے سے ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ ہمیں اپنے نیک بندوں کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے فیوض و برکات سے نوازے، ان کی تعلیمات سے مستفیض و مستنیر فرمائے۔ دنیا و آخرت میں ہماری اصلاح فرمائے اور ہمیں اپنی رضا کی دولت بخش کر اپنی بندگی کا ذوق عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

محمد حفیظ البرکات شاہ

علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ

مترجم کتاب

ضلع جہلم کے دور افتادہ گاؤں دھرکنہ علاقہ ونہار (جہلم) میں شرف سیادت اور نسبت رسولی سے مشرف ایک علمی و روحانی خاندان مدت سے علم و روحانیت کی ترویج اور مسلمانانِ علاقہ کی فکری و علمی تربیت میں مصروف ہے۔ اپنی آبائی روایات کے تتبع میں تواضع و خودداری، عزم و استقامت کے ساتھ خدمت دین متین اور خدمت خلق میں مشغول ہے۔ اس معروف علمی خانوادہ میں بہت سے لوگ ملی علوم کے فاضل اور روحانی حیثیت سے ممتاز مقام کے حامل گزرے ہیں اس خاندان کے مرد حق آگاہ حضرت سید شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے اس خاندان کے ایک رکن حضرت مولانا سید محمد ابراہیم شاہ صاحب کے ہاں مترجم کتاب حضرت الفاضل سید محمد ذاکر شاہ صاحب کی اکتوبر 1934ء میں ولادت ہوئی۔

تعلیم

چار سال دس دن کی عمر میں آفتاب ولایت حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ محترم مولانا سید محمد رسول رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بسم اللہ پڑھائی۔ پھر مقامی اساتذہ سے قرآن مجید فارسی اور سکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوسرے حضرات سے استفادہ کیا۔ آپ نے کئی ممتاز علماء کرام سے دینی علوم حاصل کئے تبرکاً چند اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔ 1۔ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عطا محمد صاحب ۲۔ مولانا سید مصور شاہ صاحب۔ ۳۔ استاذ العلماء حضرت مولانا سید غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی۔ ۴۔ ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ مولانا خدا بخش صاحب شیخ الحدیث جامعہ عزیزیہ بھیرہ۔ ۵۔ مولانا علامہ غازی احمد صاحب جیسے افاضل سے مستفید ہوئے۔ آپ نے دینی علوم کے حصول پر محنت و کوشش صرف کرنے کے ساتھ خدمت اسلام کے لیے دنیوی مروجہ علوم کی طرف بھی توجہ دی اور خداداد ذہانت کی بدولت تھوڑا ہی عرصہ میں ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات، ایم اے اردو، ایم او ایل اور مولوی فاضل کی ڈگریاں حاصل کیں۔

تدریس

مسجد و مدرسہ سے دور رہنے والی ذمہ داریاں سنبھالنے والی قوم کو ملی و روحانی جذبہ سے سرشار کرنے کے لیے سکول و کالج کے میدان کو منتخب کیا۔ لیکن اس عرصہ میں درس نظامی کی تدریس کی طرف بھی توجہ مبذول رکھی اور مختلف حضرات کو درس نظامی کے علم سے مزین کیا۔ اس دور میں آپ سے استفادہ کرنے والوں کی فہرست میں سید افتخار علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ

ہائی سکول کالس، صوفی کرم الٰہی سابق پرنسپل انٹر کالج کٹاس جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔

جامعہ میں تدریس

غالباً 1951ء کا زمانہ تھا کہ جامعہ عزیزیہ بھیرہ میں طالب علمی کے زمانہ میں حضرت شاہ صاحب سے پہلی ملاقات ہوئی۔ استاذی المعظم سید غلام محی الدین ان دنوں دار العلوم عزیزیہ میں صدر المدرسین کے فرائض سرانجام دے رہے تھے کہ شاہ صاحب نے اس دار العلوم میں داخلہ لیا اس وقت بھی شاہ صاحب ہونہار طلباء میں شامل ہوتے تھے اور خصوصاً ادب عربی میں سب طلباء پر فوقیت رکھتے تھے۔ ادب عربی کی مشہور کتاب مقامات حریری پر آپ کو خصوصی مہارت حاصل تھی۔ مکتب کی وہ رفاقت دوستی کا روپ دھار گئی کہ الحمدللہ العظیم کہ اس دن سے آج تک وہ تعلق حسن وخوبی کے ساتھ موجود ہے۔ دعا ہے کہ مولا کریم اس مخلصانہ تعلق کو دوام بخشے۔ حضرت شاہ صاحب جن دنوں سکول کالج کے نونہالوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں مشغول تھے۔ مجھے آپ کی اس ترقی پر خوشی تو ہوئی مگر یہ افسوس بھی تھا کہ درس نظامی کے تمام مضامین وعلوم میں مہارت رکھنے والے فاضل کا افادہ محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے قیام کے کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ صاحب سے میں نے ان قلبی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جامعہ میں تشریف لانے کی دعوت دی تو آپ نے اپنے اصلی مقام کا احساس کرتے ہوئے کالج کی سہل اور منفعت بخش زندگی بطیب خاطر چھوڑ کر انسان ساز چٹائی نوازوں کی صف میں آشامل ہوئے۔

علمی مہارت

آٹھ سال سے زائد عرصہ میں جامعہ میں رہ کر تمام درجات میں تدریسی خدمات انجام دیں دورہ حدیث کے طلباء کو نوٹس لکھوائے۔ فاضل عربی کی تیاری کرا کے امتحانات دلوائے اور جدید ادب عربی کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیا اس دوران کئی کتابوں کے مسودے تحریر کئے۔ تاریخ الحدیث مرتب فرمائی اور البلاغۃ الواضحہ کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔ تفسیر بیضاوی، سورۃ آل عمران کا اردو ترجمہ کیا۔ آپ میری استدعا پر علامہ نبہانی کی مشہور کتاب ''جامع کرامات الاولیاء'' کی لطافتوں سے دنیائے اردو کو شناسا کر رہے ہیں جس کی پہلی جلد ناظرین کے سامنے ہے۔

جن حضرات کو کسی کتاب کے ترجمہ کرنے کے مراحل سے گزرنا پڑا ہے وہی یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ اس ترجمہ کا انداز کیا ہے اور حضرت شاہ صاحب کو اردو عربی دونوں زبانوں پر کس حد تک عبور حاصل ہے اور کس اندازِ تحریر کے وہ حامل ہیں۔ ترجمہ کے میدان کی نزاکتوں سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے میں تبصرہ کی ہمت نہیں پاتا مگر اتنا ضرور سمجھتا ہوں کہ کسی کتاب کا ترجمہ اصل مفہوم اور مطالب کو بدلے بغیر ادب وبلاغت کی چاشنی کے ساتھ انتہائی مشکل کام ہے دیکھا یہی گیا ہے کہ جو لوگ اردو ادب کے محاوروں کو موزوں استعمال کر کے کتاب میں چاشنی پیدا کرتے ہیں وہ اصل کتاب کے مفہوم سے ہٹ جاتے ہیں یا اپنے مفہوم کو قاری پر مسلط کرتے ہیں اور حضرت شاہ صاحب نے حیزم واحتیاط اور ادب اردو کے حسن دونوں خوبیوں کو بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔ خصوصاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی طرح لکھنے والے دوسرے مشاہیر کے ادق اور مشکل کلام

کو بہت عمدگی کے ساتھ اردو میں منتقل فرمایا ہے حضرت شاہ صاحب نے اپنے مشائخ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے زودنویسی اور خوب نویسی کا جو ملکہ عطا کیا ہے اسے آپ نے اس ترجمہ میں استعمال فرمایا ہے اور ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

ابوالخیر مولانا علامہ سید حسین الدین شاہ چشتی
ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ
نائب ناظم تنظیم المدارس پاکستان

حرف آغاز

''مشکل کام''

ایک علمی محفل میں جب پہلی دفعہ برادر مکرم ومحترم مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ راولپنڈی نے مجھے جامع کرامات اولیاء کا ترجمہ کرنے کا اشارہ فرمایا تو میں اپنی مصروفیات کے پیش نظر پہلو تہی کر گیا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد حضرت شاہ صاحب نے بہ اصرار ترجمہ کرنے کا حکم صادر فرمایا تو فقیر نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ شاہ صاحب قبلہ نے کتاب مذکور کی پہلی جلد مطالعہ اور ترجمہ کے لئے عطا فرمائی۔ کتاب کے مطالعہ کے دوران عجیب کیفیت طاری رہی۔ میں حسن ولایت میں کھو گیا۔ دل کی گہرائیوں سے آواز آئی کہ اس گوہر نایاب کا ضرور ترجمہ ہونا چاہئے اور اہل اسلام کو عموماً اور اہل سنت کو خصوصاً اس بہار جاوداں سے لطف اندوز ہونا چاہئے۔ میرے سامنے کچھ مشکلات تھیں۔ پہلی مشکل تو میری عدیم الفرصتی تھی جس کے گواہ خود حضرت سید موصوف ہیں۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ یہ کتاب عظمائے ملت یعنی اولیائے امت کی کرامات پر مشتمل تھی۔ ان کے احوال و مقامات کی تشریح تھی اور میں بے مایہ واقف راہ نہ تھا اکثر شاہ صاحب سے عرض کرتا کہ جناب والا! آپ نے صوفیائے کرام کا کلام ایک عامی غیر صوفی کے حوالے فرما دیا ہے یہ انصاف نہیں۔ شاہ صاحب اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ فرماتے: ''تا کہ غیر صوفی بھی صوفی بن جائے۔'' شاید دوران ترجمہ میں حال کو قال کا لباس پہناتے ہوئے حق ترجمہ نہ ادا کر سکوں۔ یہ مشکل قارئین کے سامنے رکھ رہا ہوں تا کہ اگر ان کے ذوق لطیف کو میرے الفاظ گراں گزریں تو درگزر سے کام لیں۔ تیسری مشکل بذات خود ترجمہ کی تھی۔ اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانا اور بات ہے یہاں میدان وسیع ہوتا ہے خیالات و تصورات کے پیچھے الفاظ دوڑنے لگتے ہیں مگر ترجمہ کے دوران اپنے خیالات سامنے نہیں ہوتے۔ کسی کے تصورات و فرمودات کے پیچھے خود دوڑنا ہوتا ہے اور اس دوڑ میں الفاظ کا انتخاب اور معانی کا دامن دونوں تھامنے ہوتے ہیں اس مشکل سے فقیر نے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے اور ناشر کتاب حضرت مولانا انوار الاسلام مدظلہ کے اس فرمان کو بھی سامنے رکھا ہے کہ سلیس ہو اور پڑھتے ہوئے قاری یہ بھول جائے کہ وہ ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ کتاب کے قاری حضرات ہی فرما سکیں گے۔

احادیث واقوال کا ترجمہ کرتے ہوئے کئی مقامات پر احقر نے حالات حاضرہ کے پیش نظر فٹ نوٹس دیئے ہیں، یہ محض اس لئے تا کہ قاری کے سامنے تصویر کے دونوں رخ آسکیں۔ ایک وہ رخ جو اسلاف نے ہمارے سامنے رکھا اور جسے مصنف علام نے ہم تک پہنچایا۔ دوسرا وہ رخ جو جدید دور کے نام نہاد محققین نے امت کے نظریات و معتقدات سے ہٹ کر آج ہمارے سامنے پیش کیا اور جس کی تردید فقیر نے ان فٹ نوٹس میں کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں بے نوا انسان ہوں اس کوشش کو اولیائے امت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ان کے وسیلے سے اللہ کریم کی جناب مستطاب میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں کہ مولا کریم اس جہد مقل کو اپنے محبوب بندگان کے صدقے شرف قبولیت سے مشرف فرمائیں۔

سید محمد ذاکر شاہ سیالوی

حضرت علامہ امام محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

عہد، طرز فکر اور علمی کارنامے

تیرہویں اور چودہویں صدی ہجری میں مسلمان سیاسی ادبار کا شکار تھے۔ عثمانی ترکوں کو مغربی استعمار ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔ ترکی کو وہ "مرد بیمار" کہنے لگے تھے۔ برصغیر کے افق پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا ستارہ چمک رہا تھا اور مغل ادبار کے تاریک سایوں میں کھو رہے تھے۔ عالم عرب کو اندرونی کشمکش کی چکی میں پیسا جا رہا تھا، مشرق سے مغرب تک عالم اسلام غلامی کی بیڑیوں میں جکڑا جا چکا تھا۔ مغربی شاطروں نے سیاست کی بساط الٹ دی تھی اور مسلمان حکمران خزاں کے بکھرے پتوں کی طرح استعماریت کی ہوا کے دوش پر اڑتے جا رہے تھے، جن کی کوئی منزل نہ تھی، جن کی اپنی رائے نہ تھی، جو اسلامی دنیا کا تحفظ نہیں کر سکتے تھے آج وہ لقمۂ تیغ بن رہے تھے یا جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے یاد ماضی کے عذاب میں مبتلا تھے یا روپوش ہو کر عوامی زندگی کو اپنا کر استعماریت کا راستہ صاف کر چکے تھے دیو استبداد مشرق کی سیاست کے کھنڈرات پر محو رقص تھا۔ "انا ولا غیر" کا نعرہ اقتدار اس کی زبان پر تھا۔ عوام محو حیرت تھے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا، انہیں اپنی اور اپنے شہروں کی فکر کم تھی وہ اسلام کے متعلق سوچ رہے تھے۔ وہ سوچتے تھے کہ اگر ہماری اجتماعیت کا یہ شیرازہ بکھر گیا تو پھر کیا ہو گا؟

نئے حاکم بھی سوچ رہے تھے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمان کے دل و دماغ سے مذہب کی الفت نکال دی جائے۔ جب تک مذہب سے یہ والہانہ محبت باقی ہے تب تک ان کے اقتدار کو دوام نصیب نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے مسلمان کا علمی تجزیہ کیا، انہیں محسوس ہوا کہ مسلمان کے دل میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عالی ہے وہ ناموس محمدی کے تحفظ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہرگز نہیں ہچکچاتے۔ وہ سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں مگر نام محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی عظمتوں کے خلاف ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتے۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است   آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

اس کو انہوں نے اپنا ایمان ٹھہرایا ہوا ہے، محبت نبوی ہی ان کی زندگی ہے، یہی محبت ان کے لئے شعاع امید ہے اور اسی محبت کی روشنیوں میں راہ حیات کی تاریکیوں کو عبور کرتے جاتے ہیں، ان کے نزدیک زندگی کے وہی لمحے حیات اصلیہ ہیں جو خلوت و جلوت میں یاد محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نذر ہو جاتے ہیں، ان کے وہی سپنے حسین ہیں جن میں مدینہ منورہ کی بہاریں نظر نواز ہوں، ان کی وہی سانسیں معطر ہیں جو کالی کملی والی سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کے ساتھ سینے کو منور کر رہی ہوں۔ کیونکہ فرمان نبوی ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُ كُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

"تم میں سے کوئی دولت ایمان سے سرفراز نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنے باپ اپنے بیٹے اور ساری دنیا سے

عزیز تر نہ سمجھے"۔

اس کا وہ عملی نمونہ ہیں۔

غیروں نے سوچا، حاکموں نے غور کیا کہ عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بہاریں جب تک گل فشاں ہیں تب تک ملت مسلمہ کا شیرازہ نہیں بکھر سکتا۔ ضروری ہے کہ روح محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ اس امت کے سینے سے نکال دی جائے پھر ملت منتشر ہو جائے گی اور اس کے انتشار کے بعد ہمارے اقتدار کے محل کو کسی قسم کا خوف لاحق نہ ہوگا۔ اب ضروری ٹھہرا کہ ذات رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موضوع بحث بنایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں شکست خوردہ قوم کے کچھ لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا جائے قوموں میں ایسے ذہن ہر دور میں موجود ہوتے ہیں جو اقتدار کو مرجع و ماویٰ سمجھتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی تلاش میں مغربی استعمار کامیاب ہو گیا۔ اسے عالم عرب میں بھی ایسے لوگ مل گئے اور برصغیر میں بھی ان کی تلاش بارآور ہوئی، مسئلہ یہ اٹھایا گیا کہ کیا حضور ختمی مرتبت علیہ التحیۃ والتسلیم کو علم غیب کلی حاصل تھا یا نہیں؟

اہل دل تڑپ اٹھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ملت کے مفکر سوچ میں ڈوب گئے کہ اس حملے کا جواب کس انداز سے دیا جائے؟ جگہ جگہ اس نئے نظریے کا چرچا کیا گیا پھر کہا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلی نہیں ہے تو آپ کو غائبانہ ندا بھی جائز نہ ہوگی۔ لہٰذا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا کلمہ شرک ہوگا۔ ان نظریات کے پرچار میں اتنی شدت برتی گئی کہ روئے زمین کانپ اٹھی۔ زندہ تو ایک طرف رہے مردوں کو بھی نہ بخشا گیا اور مزارات پر بلڈوزر چلا دیئے گئے۔ یعنی سنت یزید کا احیاء ہوا کہ اس نے شہدائے اہل بیت کے مزارات پر ہل چلا دیئے تھے اور نئے علمبرداران مذہب نے وہی کام بلڈوزروں سے لیا۔

سیاسی افراتفری کے ساتھ یہ علمی پراگندگی مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی، انبیائے کرام علیہم السلام کے حقیقی وارث اولیائے عظام رحمہم اللہ ہوتے ہیں ان کی درگاہیں وجہ اتحاد اور سبب سکون ہوتی ہیں ان خانقاہ نشینوں نے اسلام کی علمی، اخلاقی اور تہذیبی اقدار کی ہمیشہ حفاظت کی ہے اور ہر آڑے وقت میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی ہے۔ دور حاضر میں تحریک پاکستان کی صف اول میں ہمارے یہی خانقاہ نشیں حضرات تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ پاکستان کے لئے وقف کر دیا تھا اور کسی جبر و تشدد اور لالچ و حرص کی پروا کئے بغیر لشکر اسلام کا ہراول دستہ بن کر میدان جہاد میں اتر آئے تھے۔ یہ خانقاہیں مغربی استعمار کے لئے مصیبت گاہیں تھیں لہٰذا اپنے ایجنٹوں کو ان کے خلاف بھی صف آراء ہونے کا حکم دیا اور عرب و عجم میں ان ضمیر فروشوں نے اولیائے امت کے خلاف جھوٹ کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔

آپ نے گزشتہ دو صدیوں کی وہ مختلف تحاریک ملاحظہ فرمالیں جو عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف برپا کی گئیں اور جن کو اولیائے امت کے خلاف استعمال کیا گیا ان میں قدر مشترک ایک ہی تھی کہ مسلمان کے سینے سے محبت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نکل جائے اور اولیائے امت کی الفت کا رشتہ ٹوٹ جائے۔

ان حالات میں اور اس ماحول میں اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے میدان عمل میں اترے انہوں نے اسلامی عقائد کا دفاع کیا۔ انہوں نے حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد یوں ہی ہالہ بنایا جس طرح بدر و احد کے میدانوں میں عظیم المرتبت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنایا کرتے تھے۔ ان بندگان حق میں دو حضرات ممتاز تر تھے۔ دنیائے برصغیر میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور عالم عرب میں ہمارے مصنف امام شہیر عالم بے نظیر علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان دو حضرات میں قدر مشترک عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ آگے بڑھے اور استعماریت کی کج فکریوں کو میدان علم میں للکارا، استعماریت کے دجل وفریب کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑا، ان کے دلائل کے پرخچے اڑا دیئے اور ثابت کر دیا کہ ان نظریات کی اینٹوں سے تعمیر ہونے والا محل اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ (العنکبوت: 41) کا مصداق ہے اور مکڑی کے جالے سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

ان دونوں فضلاء نے چومکی جنگ لڑی۔ ان کی زبان، ان کا قلم اور ان کی تقریر نے مسلمانوں کے فکری انحطاط کو ختم کیا۔ ان کا لہجہ اور لوگوں کی طرح معذرت خواہانہ نہیں تھا بلکہ پوری قوت سے انہوں نے اسلام کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مغربی طرز فکر اور مغرب کے گماشتوں کے طرز استدلال کے لئے یہ لوہے کے چنے ثابت ہوئے جنہیں چبانے سے ان کے دانت ٹوٹ رہے تھے اور جن کے نگلنے سے ان کی آنتیں پھٹ رہی تھیں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا موضوع ہے وہ اسی مرکز کی طرف دعوت دیتے ہیں جو عظمت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دشمن ہے وہ ان کا دشمن ہے اور جو محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے وہ ان کا محبوب ہے خواہ وہ جہاں ہے جس نسل کا ہے اور جو بھی زبان بولتا ہے۔ اس لئے کہ محبت کی دنیا میں رنگ، نسل اور زبان کا داخلہ ممنوع ہے اور جب یہ دنیا خود امام الدنیا علیہ التحیۃ والثناء آباد فرماتے ہیں تو اس کی بنیاد محبت پر رکھ کر رنگ ونسل اور زبان وبیان کے بتوں کو یہ فرما کر ''لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ كُلُّكُمْ عَنْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ'' پاش پاش فرما دیتے ہیں۔

دونوں حضرات نے مختلف علمی موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے سب مصنفین سے گوئے سبقت لے گئے اور امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ عربی دنیا کے سب سکالروں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتابوں کی ایک عام سی فہرست پر ذرا نگاہ ڈال لیں۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ان کی معلومات کتنی متنوع ہیں اور ان کا مطالعہ کتنا وسیع ہے۔ ان کا قلم کتنا بوقلموں ہے اور ان کی فکر کس طرح اغیار کے افکار باطلہ کے لئے شبخون ہے۔ لیجئے اس مختصر سی فہرست پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال لیجئے۔

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر: اس کتاب میں حضرت نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ ہزار احادیث جمع فرما دی ہیں، اپنے موضوع پر بڑی جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ علامہ مرحوم کی سب کتابوں سے زیادہ مفید اور بہت نافع ہے۔ اگر اس کے علاوہ علامہ کے گوہر بار قلم سے اور کوئی تحریر نہ بھی نکلتی تو ان کے علمی مقام کے لئے یہی کتاب کافی تھی۔

۲۔ قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ عَلٰى مُنْتَخَبِ الصَّحِيْحَيْنِ: تین ہزار احادیث اس کتاب میں امام موصوف نے جمع فرمائی ہیں۔ اور اپنے قلم حقیقت نگار سے بڑا فاضلانہ حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ علم حدیث کی تدوین وتخریج اور تحقیق وتدقیق میں یہ دونوں کتابیں شاہکار ہیں اور ان لوگوں کے لئے دعوت نظارہ، جو ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ سنی حضرات علمی دنیا سے ناواقف ہیں۔

۳۔ جَوَاهِرُ الْبِحَارِ فِيْ فَضَائِلِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ: چار ضخیم جلدیں ہیں، فضائل مصطفیٰ کا گلشن مہک رہا ہے۔ اور بحر نبوت کے جواہرات کا نکھار چکا چوند پیدا کر رہا ہے کتاب کیا ہے محبت کی داستان ہے، محققین امت کی کاوشوں کا جامع و مانع خلاصہ ہے، اپنے موضوع پر بے مثل کتاب ہے اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ لاجواب ہے۔

۴۔ وَسَائِلُ الْأُصُوْلِ إِلٰى شَمَائِلِ الرَّسُوْلِ: کتاب کا نام ہی اپنے موضوع اور اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے۔ شمائل نبوی پر جامع کتاب ہے۔

۵۔ قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ من البيضاوي والجلالين: قرآن حکیم کی دو متداول و مشہور تفسیریں بیضاوی اور جلالین کے ساتھ ساتھ تحقیق وتدقیق کے دریا بہاتے نظر آتے ہیں۔

۶۔ شَوَاهِدُ الْحَقِّ فِي الْاِسْتِغَاثَةِ بِسَيِّدِ الْخَلْقِ: کتاب کا نام ہی بتا رہا ہے کہ یہ کتنی عظیم کتاب ہے۔ منبع جود وعطا، مرکز علم وسخا صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کو مدلل انداز سے ثابت کر کے ان سب اوہام پر پانی پھیر دیا ہے جن کے سہارے کچھ لوگ محراب ومنبر کے وارث بن کر روٹیاں توڑنے کا سامان پیدا کرتے رہتے ہیں۔

۷۔ حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين: علامہ کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس نے اپنے موضوع کو کمال بسط سے بیان کی لطافتوں سے مزین کر دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اس سے جامع کوئی کتاب شاید دستیاب نہ ہو۔

۸۔ أَفْضَلُ الصَّلَوٰاتِ عَلٰى سَيِّدِ السَّادَاتِ: درود پاک اور اس کے لوازمات پر مفصل کتاب ہے۔

۹۔ اَلنَّظْمُ الْبَدِيْعُ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ الشَّفِيْعِ۔

۱۰۔ اَلْهَمْزِيَّةُ الْأَلْفِيَّةُ فِيْ مَدْحِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ: دونوں کتابیں شاہسواران نظم کے لئے انمول تحفے ہیں۔ حضرت علامہ کی قادر الکلامی ہر ہر لفظ سے چھلک رہی ہے۔

۱۱۔ اَلْأَحَادِيْثُ الْأَرْبَعِيْنَ فِيْ وُجُوْبِ طَاعَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

۱۲۔ أنوار المحمدية مختصر مواهب اللدنية: مواہب لدنیہ اپنے موضوع پر ایک عظیم کتاب شمار ہوتی ہے جس نے دنیا بھر کے اصحاب تحقیق سے داد وصول کی ہے۔ اس کتاب میں مواہب کا خلاصہ کمال جامعیت سے پیش کیا ہے۔

۱۳۔ اَلْأَحَادِيْثُ الْأَرْبَعِيْنَ فِيْ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

۱۴۔ اَلْأَحَادِيْثُ الْأَرْبَعِيْنَ فِيْ أَمْثَالِ أَفْصَحِ الْعَالَمِيْنَ: دونوں کتابوں کے نام اپنے موضوع کی تعیین کرتے ہیں۔

۱۵۔ سَعَادَةُ الدَّارَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ

۱۶۔ اَلسَّابِقَاتُ الْجِيَادُ فِيْ مَدْحِ سَيِّدِ الْعِبَادِ: یہ دونوں کتابیں بھی اپنے موضوع کی تعیین اپنے ناموں سے کر رہی ہیں۔

۱۷۔ مِثَالُ نَعْلِهِ الشَّرِيْفِ۔

۱۸۔ قَصِیْدَۃُ سَعَادَۃِ الْهَادِیْ فِیْ مُوَازَنَةِ بِانَتْ سُعَادِ: قصیدہ بانت سعاد عربی کا وہ مایہ ناز قصیدہ ہے جس کی دھوم چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے اور اسی قصیدہ کو شفیع بنا کر شاعر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا اور انعام پایا۔ حضرت علامہ نے اسی بحر میں طبع آزمائی کر کے غلامی کا حق ادا کر دیا ہے۔

۱۹۔ خُلَاصَةُ الْکَلَامِ فِیْ تَرْجِیْحِ دِیْنِ الْاِسْلَامِ: اس کتاب کو تقابل ادیان پر ایک بہترین کتاب قرار دیا جا سکتا ہے۔ حضرت موصوف نے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی ابدی طاقتوں کے نورانی چہرے سے نقاب الٹا ہے اور اسلام کی حسین و جمیل تصویر دکھائی ہے۔

۲۰۔ اَلْفَضَائِلُ الْمُحَمَّدِیَّةُ: عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترانہ ہے۔

۲۱۔ ھادی المرید الی طرق الاسانید۔ نام سے ظاہر ہے کہ اسناد احادیث سے اس میں بحث کی گئی ہے اور ماہرین فن کو پتہ ہے کہ یہ علم کتنا ذہن طلب اور صبر آزما ہے۔ علامہ نے یہاں بھی اپنی علمی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیے ہیں۔

۲۲۔ اَلْوِرْدُ الشَّافِیْ

۲۳۔ المزدوجة الغراء فی الاستغاثة باسماء اللہ الحسنیٰ: اسمائے الٰہیہ کی عظمتوں اور لطافتوں پر لطیف و شریف بحث۔

۲۴۔ اَلْمَجْمُوْعَةُ النَّبْهَانِیَّةُ فِی الْمَدَائِحِ النَّبَوِیَّةِ: اپنے موضوع پر ایک جامع اور مدلل کتاب ہے۔

۲۵۔ جَامِعُ الثَّنَاء

۲۶۔ مُفَرِّجُ الْکُرُوْبِ

۲۷۔ جَذْبُ الْاِسْتِغَاثَاتِ: تینوں کتابوں کے نام ہی ان کے موضوعات کی تعیین کرتے ہیں۔

۲۸۔ اِرْشَادُ الْحَیَارٰی فِیْ تَحْذِیْرِ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ مَدَارِسِ النَّصَارٰی: مشرقی دنیا پر بالعموم اور اسلامی دنیا پر بالخصوص قابض ہو کر مغرب کی استعماری نصرانی طاقتوں نے مدارس کا ایک جال بچھا دیا تاکہ نئی نسل کے ذہنوں کو اپنے افکار کے سانچوں میں ڈھالا جا سکے۔ دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں نے ان مدارس کا توڑ کرنا چاہا اور اپنے اپنے انداز سے اس مشکل کا حل ڈھونڈا۔ حضرت علامہ کی یہ کتاب بھی مغرب کے ان علم فروش اداروں کی خرابیوں کی نشان دہی کرتی ہے۔ ایک یہ تحذیر ہے اور ایک وہ تحذیر ہے جو برصغیر میں چھپی اور سب سے زیادہ متنازع کتاب ثابت ہوئی اور امکان نبوت کا دروازہ کھول کر قادیانی نبوت کا راستہ صاف کر گئی۔

۲۹۔ نجوم المھتدین فی معجزاته والرد علی اعدائه اخوان الشیاطین: معجزات نبوی کا مدلل انداز سے اثبات اور دشمنان معجزات کی بھرپور علمی تردید۔

۳۰۔ حسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مقدس کو بھرپور انداز سے نظم کا لباس پہنایا ہے۔

۳۱۔ كِتَابُ الْأَسْمَاءِ فِي مَا لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

۳۲۔ اَلْبُرْهَانُ الْمُسَدَّدُ فِي اِثْبَاتِ نُبُوَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ۔ یہ دونوں کتابیں اپنے موضوع اپنے ناموں سے ہی ظاہر کر رہی ہیں۔ اس عظیم مصنف کی زیادہ تر کتابوں کا موضوع حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس ہے اس پرفتن دور میں جبکہ مقام محمدی ﷺ کی عظمتوں کے خلاف کچھ لوگ پف زنی کر رہے تھے ہمارا یہ عظیم مصنف مومنوں کے دلوں میں اپنی شاہکار کتابوں سے عظمت محمدی کا نور بکھیر رہا تھا۔

۳۳۔ حُسْنُ الشِّرْعَةِ فِي مَشْرُوعِيَّةِ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بَعْدَ جُمُعَةٍ: (اس کتاب میں علامہ نے جمعہ کے وقت ایسے علاقوں میں جہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہو، نماز ظہر پڑھنے کے دلائل دیے ہیں اس نماز کو ہمارے علاقے میں نماز احتیاط الظہر کہا جاتا ہے۔

۳۴۔ اَلرَّحْمَةُ الْمُهْدَاةُ فِي فَضْلِ الصَّلٰوةِ: (اس کتاب میں نماز کی فضیلتوں کا ذکر ہے۔

۳۵۔ دَلِيْلُ التُّجَّارِ اِلٰى اَخْلَاقِ الْاَخْيَارِ: نیک لوگوں کی عادات کا تذکرہ ہے۔

۳۶۔ سَبِيْلُ النَّجَاةِ۔

۳۷۔ اَلتَّحْذِيْرُ مِنِ اتِّخَاذِ الصُّوَرِ وَالتَّصْوِيْرِ

۳۸۔ التنبيه: الافكار لحكمة اقبال الدنيا على الكفار: تینوں کتابوں کے نام اپنے موضوعات کی تعیین کرتے ہیں اور ان مشکل موضوعات کو علامہ نے بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے۔

۳۹۔ اِتْحَافُ الْمُسْلِمِ

۴۰۔ سَعَادَةُ الْاَنَامِ فِي اِتِّبَاعِ دِيْنِ الْاِسْلَامِ: (اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہر دور کے انسانوں کی بھلائی اسلام کی پیروی میں مضمر ہے۔

۴۱۔ اَلْقَصِيْدَةُ الرَّائِيَّةُ الْكُبْرٰى

۴۲۔ اَلْقَصِيْدَةُ الرَّائِيَّةُ الصُّغْرٰى فِي ذَمِّ الْبِدْعَةِ وَ مَدْحِ السُّنَّةِ الْغَرَّا: ان دونوں نظموں میں حضرت مصنف نے موضوع سے قطع نظر اپنی شاعرانہ عظمتوں کا بھی ثبوت دیا ہے۔

۴۳۔ اَلْاَرْبَعِيْنَ مِنْ اَحَادِيْثِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ: اس کتاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس احادیث جمع کی گئی ہیں۔ دور اول سے علمائے اسلام حضور ﷺ کی چالیس احادیث جمع کرتے آئے ہیں یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

۴۴۔ اَلْعُقُوْدُ اللُّؤْلُؤِيَّةُ فِي الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ: آنحضور ﷺ کی مدح وثناء پر مشتمل معرکۃ الآرا کتاب ہے۔

۴۵۔ تَهْذِيْبُ النُّفُوْسِ فِي تَرْتِيْبِ الدُّرُوْسِ

۴۶۔ اَلْمُبَشِّرَاتُ

۴۷۔ صَلٰوةُ الثَّنَاءِ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ

۴۸۔ الدلالات الواضحات بشرح دلائل الخیرات: دلائل الخیرات وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جو اولیائے امت خود بطور وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کو پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ کتاب کی شرح ہے اور مصنف نے شرح کے ساتھ ساتھ مخالفین کے اعتراضات کا بھی پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

۴۹۔ اَلْقَوْلُ الْحَقُّ فِیْ مَدْحِ سَیِّدِ الْخَلْقِ

۵۰۔ اَلصَّلَوٰتُ الْاَلْفِیَّۃُ فِی الْکَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ: یہ دونوں کتابیں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و کمالات پر مشتمل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وہ سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور ہمارا عظیم مصنف انہی محامد و مناقب کا باغ قاری کے سامنے کھلانا چاہتا ہے۔

۵۱۔ رِیَاضُ الْجَنَّۃِ فِیْ اَذْکَارِ الْکِتَابِ السُّنَّۃِ

۵۲۔ اَلْاِسْتِغَاثَۃُ الْکُبْرٰی بِاَسْمَاءِ اللہِ الْحُسْنٰی: اسمائے الٰہیہ پر مصنف کی یہ دوسری کتاب ہے۔

۵۳۔ صَلَوٰاتُ الْاَخْیَارِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ

۵۴۔ جَامِعُ الصَّلَوٰاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ۔ دونوں کتابوں میں درود شریف اس کے فضائل اور پڑھنے کے مختلف انداز بڑی وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔

۵۵۔ اَلشَّرَفُ الْمُؤَبَّدُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کی عظمتوں، رفعتوں اور تقدس کا ذکر ہے۔

۵۶۔ اَلْبَشَائِرُ الْاِیْمَانِیَّۃُ فِی الْمُبَشِّرَاتِ الْمَنَامِیَّۃِ: خوابوں کی بشارتوں کا ذکر ہے اور بڑی تفصیل سے مصنف نے اس مسئلے کا جائزہ لیا ہے۔

۵۸۔ کِتَابُ الْبَرْزَخِ: ہمارے مصنف نے برزخی زندگی پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اور اپنے موضوع پر یہ بڑی ہی جامع کتاب ہے۔

۵۸۔ کتاب الأذکار: ذکر الٰہی پر عمدہ کتاب۔

۵۹۔ جامع کرامات أولیاء: اولیاء کرام کی کرامات کا تذکرہ ہے اور اپنے موضوع پر عظیم ترین کتاب ہے جس کا ترجمہ حاضر خدمت ہے۔ لہٰذا ترجمہ خود بتائے گا کہ کتاب کیسی ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اکثر تصانیف ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد طواف کرتی نظر آتی ہیں۔ حضرت مصنف کا قلم محبت کے سمندر میں غوطے کھاتا دکھائی دیتا ہے اور ان کا دل اسلاف کے عشق کا عکاس بن جاتا ہے۔ وہ کسی کی پروا کئے بغیر عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے گیت گاتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں بیک وقت جامی، رومی، سیوطی، محدث دہلوی اور رازی کا مجموعہ کہا جاسکتا ہے۔

متاخرین میں ان جیسا تبحر علمی شاذ و نادر لوگوں میں ہی ملتا ہے۔ انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے حق تحقیق ادا کر دیا

ہے اور عشق و محبت کی نمائندگی کا فرض پورا کر دیا ہے۔ انہوں نے مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا بھرپور دفاع کیا ہے اور مخالفین کے دلائل کو قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ثابت کیا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ جب علامہ اپنے افکار عالیہ سے عربی دنیا کی رہنمائی فرما رہے تھے عین اسی زمانہ میں برصغیر کی وسعتوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نغمے الاپ کر دلوں میں عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیپ جلا رہے تھے۔ آپ کے قلم سے ایسی شاہکار کتابیں اردو میں نکل رہی تھیں جو اپنے انداز میں منفرد تھیں۔ آپ نے کم وبیش ایک ہزار کتابیں لکھیں اور کوئی بھی ایسا علمی موضوع نہیں جس پر آپ نے اپنے شبدیز قلم کی جولانیاں نہ دکھائی ہوں اور جس میدان میں بھی آئے ہیں، سکے جما دیئے ہیں۔ تحدیث نعمت کے طور پر خود فرماتے ہیں:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم　　جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

مسئلہ علم الغیب پر آپ کی معرکۃ الآراء کتاب۔ ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' نے اپنی دھاک بٹھا دی ہے اور اسی کتاب پر خود امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تقریظ تحریر فرمائی ہے۔

آج جبکہ نمائندگان تنقیص کی کتب بازاروں میں عام ہیں اور سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں میں بکھری پڑی ہیں جو محبت کی دنیا کے لئے پیغام موت ہیں اور جن کے مصنفین نہ صرف مقام نبوت کی عظمتوں سے ناآشنا ہیں بلکہ وہ تحریک پاکستان کے بدترین دشمن رہے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ہم عشق کے ترجمانوں اور محبت کے اداشناسوں، اسلام کے خادموں اور سرکار مدینہ علیہ التحیۃ والثناء کے غلاموں کی کتب کو عام کریں۔ تاکہ ہماری نئی نسلیں اسلام کے نقوش پا پر چل کر محبت کی دنیا کو بسا سکیں۔ عظمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تن من دھن قربان کر سکیں۔ اولیائے امت کی برکات کو عام کر سکیں اور بزرگوں کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیں۔ یہی وہ مشن ہے جسے علامہ نبہانی خلد مکانی اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہما اللہ تعالیٰ عام کرنا چاہتے ہیں اور اسی مشن کو اہلسنت کا مشن کہا جا سکتا ہے۔

آیئے اب ہم علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا بھی مختصر سا جائزہ لیتے چلیں۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں ہوئی، آبائی وطن خطۂ فلسطین ہے۔ نبہان عربوں کا ایک معروف قبیلہ ہے آپ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے اسی بنا پر آپ کو نبہانی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی علوم اسلامیہ کے بہت بڑے فاضل اور تقویٰ و تقدیس سے موصوف تھے۔ وہ ذکر خدا اور یاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں مشغول رہا کرتے تھے۔

تعلیم

آپ نے اپنے والد گرامی سے ناظرہ قرآن کریم پڑھا۔ مختلف اساتذہ سے علوم وفنون پڑھے۔ ۱۲۸۳ھ میں جبکہ آپ نے زندگی کی صرف سترہ بہاریں دیکھی تھیں عازم مصر ہوئے تاکہ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے قدیم یونیورسٹی الازہر میں داخلہ لے سکیں۔ جامعہ ازہر میں ساڑھے چھ سال تک آپ نے پورے انہماک سے اور کامل توجہ سے علوم اسلامیہ

کا مطالعہ جاری رکھا۔ علوم عقلیہ وفنون نقلیہ پر پوری دسترس حاصل کی۔ رجب ۱۲۸۹ھ میں جامعہ نے انہیں سند فراغت عطا کی۔ جامعہ کے سب اساتذہ اگرچہ یگانہ روزگار تھے مگر شیخ الشیوخ علامہ ابراہیم سقا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ممتاز تھا۔ آپ اس دور میں علماء کا مرجع اور استاذ الاساتذہ تھے۔ ان کی وفات کا بھی یہی ۱۲۸۹ھ کا سال تھا۔

کمال علمی

آپ اپنے ہمعصروں میں کئی حیثیتوں سے ممتاز تھے۔ جید عالم دین اور یگانہ روزگار فاضل تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عظیم اہل قلم، صاحب طرز ادیب، لازوال مصنف اور قادر الکلام شاعر تھے۔ سنت نبوی کے عاشق، بدعت کے دشمن اور سب سے بڑھ کر عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جیتی جاگتی تصویر، آپ زندگی کا مرکز اور ایمان کا منبع حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی محبت کو یقین فرماتے تھے۔ اور یہی جذبہ صادق انہیں بار بار کشاں کشاں بارگاہ بے کس پناہ میں مدینہ طیبہ لے جاتا۔ ان کا دل کیا تھا یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا خزینہ تھا۔ روضۂ اقدس سے ذراہٹ کر بیٹھتے اور کہا کرتے میں کہاں اس قابل ہوں کہ قریب جاؤں اور پھر ان کی آنکھوں سے محبت کی لڑیاں ٹوٹنے لگتیں۔

حلیہ

سفید ریش، نورانی چہرہ جو یاد الٰہی کے جلووں سے جگمگاتا رہتا تھا۔ دوزانو مؤدب بیٹھنے کی عادت، آپ کے کمال کی تو بات ہی کیا ہے۔ آپ کی بیگم صاحبہ کو سید کل ختم رسل د... بل صلی اللہ علیہ وسلم نے چوراسی دفعہ اپنے جمال جہاں آراء کی زیارت سے نوازا۔

ملازمت

آپ نے کافی عرصہ تک بیروت میں عہدہ قضاء کو نوازا۔ وہاں سرکاری لائبریری کے منتظم اعلیٰ بھی رہے، بڑی مصروف زندگی گزاری، عبادت وریاضت، تصنیف وتالیف، قضا وفتاویٰ اور سفر حج وزیارت مدینہ منورہ ان کے مقدس مشاغل تھے۔ اب ذرا اس عاشق صادق کے وصال کو ملاحظہ فرمائیں۔

وصال

''جواہر البحار'' کی تصنیف کے کچھ عرصہ بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب کو بہت پسند فرمایا اور کرم گستری وذرہ نوازی فرماتے ہوئے حضرت علامہ کو سینۂ اقدس سے لگالیا۔ علامہ یہ عنایت بے پایاں پا کر عرض کرنے لگے ''سیدی! اب جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی قوت وتاب نہیں رہی۔'' یہ درد بھرا جملہ سرکار رسالت میں شرف قبولیت پا گیا۔ اور یہ عاشق صادق حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نورانی سینہ سے لپٹ کر ابدی نیند سو گیا، زبان عشق نے کہا، حیات جاوداں پا گیا۔ آپ کی وفات شریف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دس سال بعد ۱۳۵۰ ہجری مطابق ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ اپنے آبائی گاؤں اجزم میں قبر انور ہے جہاں آپ خواب عشق کے مزے

لے رہے ہیں۔

علمی اثرات

ہم عرض کر چکے ہیں کہ مختلف تحریکوں کے ذریعے مغربی شاطر ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے در پے تھے اور مقام مصطفوی کے خلاف پف زنی میں مشغول تھے۔ ان کے چیلے مختلف ناموں سے اسلامی دنیا میں زہر افشانی کر رہے تھے۔ عالم عرب میں حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب اور برصغیر میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ ہوا کا رخ بدل گیا اور دونوں صنادید اسلام کے ایمان افروز قلموں نے وہ نور بکھیرا کہ ظلمت چھٹ گئی۔ ایک اسلامی ملک کی حکومت تو علامہ نبہانی کی تحریروں کے دلائل سے گھبرا کر یہ فیصلہ کر بیٹھی کہ ان کی کتابیں اس ملک میں ناقابل اشاعت ہیں۔ اندازہ فرمائیے کہ قرآن وسنت کے دلائل کا جواب نہ بن سکا تو کتابوں پر بندش کا حکم نافذ کر دیا۔ یہ کتابیں عربی سے دوسری زبانوں میں منتقل ہو کر مزید اثرات پیدا کر رہی ہیں۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایمان افروز اثرات کس حد تک پھیلتے جائیں گے مگر اس سے کسی کو انکار نہیں کہ اثرات پھیلیں گے اور ضرور پھیلیں گے جوابی تحریکیں اٹھیں گی اور عشق کی دنیا میں ضرور بہار آئے گی۔

جامعیت

حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم تھے اگرچہ آپ کی اکثر کتب کا موضوع شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا تذکرہ ہے مگر اس تذکرے کے دوران وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کو سموتے چلے جاتے ہیں۔ قاری کے دل و دماغ کو علوم سے بھر دینے کی بھرپور کوشش فرماتے ہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف موضوع سے بلکہ موضوع سے متعلقہ علوم سے بھی پورا پورا انصاف فرماتے جاتے ہیں۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا اپنا ایک مخصوص انداز تحریر ہے اور یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ علامہ موصوف صاحب طرز ادیب ہیں، کثرت معلومات تو ان کی کتاب ''جامع کرامات اولیاء'' سے بھی عیاں ہیں۔ مختلف ادوار کے اولیاء کرام کا تذکرہ بڑا مشکل مسئلہ ہے پھر ان اولیائے کبار کا تعلق کسی ایک علاقہ سے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام سے ہے اس کتاب میں حضرت علامہ نے دور اول سے لے کر اپنے دور تک کے اولیائے امت کا ذکر فرما کر تاریخ اسلام پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ سیرت اولیاء کی اس طرح حفاظت فرما دی ہے۔ اب اخلاق اولیاء کے عاشق اس کتاب کا مطالعہ کر کے علم واخلاق سیکھتے چلے جائیں گے۔ کتاب کے قاری کے سامنے ولایت کے گلہائے نایاب کا نکھار ہوگا اور اس کی عقیدت ان پھولوں کی مہک پر نچھاور ہوتی رہے گی۔

فقیر بے نوا

سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریفوں کا مستحق جہانوں کا پروردگار اللہ کریم ہے جس نے اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہا ایسی عظیم المرتبت کرامات سے نوازا جو اس کے مرسل نبیوں کے معجزات کا ایک حصہ تھیں اور دین مبین کی صحت پر دلیل تھیں۔ درود وسلام ہو اس ذات عالی پر جو تمام انبیاء ورسل سے افضل اور سب مخلوق کے آقا ہیں، جن کا اسم شریف محمد صادق اور امین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی ذات اقدس کو تنہا سب انبیاء ورسل سے زیادہ معجزات عطا فرمائے اور ان کی امت مرحومہ کے اولیائے کرام کو سابقہ سب امتوں کے اولیاء سے بڑھ کر کرامات سے نوازا۔

وجہ تسمیہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد رقم طراز ہوں کہ میں نے اس کتاب کا نام "جامع کرامات الاولیاء" رکھا ہے کیونکہ میں نے اس گروہ رضوان نصیب کی ایسی کرامات اس کتاب میں جمع کر دی ہیں جن کی مثل میرے علم کی حد تک کسی اور کتاب میں جمع نہیں تھیں۔ اگر صاحب کرامت معلوم تھا تو میں نے کرامت اس کی ذات کی طرف منسوب کی اور زیادہ تر معلوم ہی تھے اور اگر کسی ولی کا علم مجھے نہیں تھا تو میں نے روایت کرنے والے راوی کا نام لے لیا ہے اور ایسی روایات کی تعداد میری کتاب میں کم ہے۔ اگر میں نے خود مشاہدہ نہیں کیا یا مشاہدہ کرنے والے نے اس کی کرامت کو بیان نہیں فرمایا تو میں نے جس کتاب سے وہ روایت نقل کی تھی اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

مآخذ ومصادر

اب ذرا ان کتابوں کے ناموں کی فہرست ملاحظہ فرماتے جائیں، جن سے میں نے کافی حصے نقل کیے ہیں اور جو اپنے موضوع پر بے نظیر کتابیں ہیں اور جو نقل کرامات کے باب میں اپنا مخصوص انداز رکھتی ہیں:

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح: امام ولی الدین تبریزی، سن تالیف ۷۳۷ ھ ہے میں نے اس کتاب سے معجزات نبوی پر مشتمل ایک سو احادیث کا انتخاب کیا ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ ھ۔ میں نے کرامات صحابہ اور کرامات اولیاء کے اثبات میں اپنی کتاب کے مقدمے میں بہت کچھ اس کتاب عظیم سے نقل کیا ہے۔

۳۔ الاعتبار: امیر اسامہ بن منقذ دمشقی متوفی ۵۸۴ ھ

۴۔ رسالہ القشیریہ: حضرت ابو القاسم نیشاپوری قشیری متوفی ۴۶۵ ھ

۵۔ مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام: ابو عبداللہ بن نعمان مراکشی متوفی ۶۸۳ ھ

۶۔ روح القدس

۷۔ الفتوحات المکیہ

۸۔ مواقع النجوم

۹۔ المحاضرات: یہ چاروں کتابیں حضرت شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی، متوفی ۶۳۶ھ کی تصنیفات ہیں۔

۱۰۔ روض الریاحین

۱۱۔ نشر المحاسن: یہ دونوں کتابیں امام یافعی متوفی ۷۶۸ھ کی تالیفات ہیں۔

۱۲۔ تفاح الارواح: آٹھویں صدی کے عظیم عالم اور امام سبکی و علامہ ابن تیمیہ کے معاصر کمال الدین محمد بن ابی الحسن علی سراج رفائی قرشی شافعی کی تالیف لطیف ہے۔ کرامات اولیاء پر مشتمل اس کتاب کی دو جلدیں ہیں لیکن مجھے صرف پہلی جلد مل سکی ہے۔

۱۳۔ شرح الحکم العطائیہ: عارف بن عباد متوفی ۷۹۲ھ کی تصنیف ہے۔

۱۴۔ تحفۃ الاحباب: علامہ سخاوی نے اس میں مصر میں مدفون اولیائے کرام کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ امام سخاوی نویں صدی ہجری میں تھے اور وہ سخاوی نہیں جن کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔

۱۵۔ الاشارات الاماکن الزیارات فی دمشق الشام: گیارہویں صدی ہجری کے عظیم عالم ابن حورانی کی کتاب۔

۱۶۔ تحفۃ الانام فی فضائل الشام، یہ کتاب شیخ جلال الدین بصری دمشقی نے ۱۰۰۲ھ میں تحریر فرمائی تھی۔

۱۷۔ طبقات الخواص من اہل الیمن: امام زین الدین ابو العباس احمد بن احمد بن عبداللطیف شرجی زبیدی مصنف مختصر البخاری متوفی ۸۹۳ھ نے تالیف فرمائی۔ یہ اپنے شہر زبید میں ہی فوت ہوئے تھے۔

۱۸۔ الانس الجلیل: قاضی عبدالرحمٰن علیمی حنبلی متوفی ۹۲۷ھ کی تالیف ہے۔

۱۹۔ الشقائق النعمانیہ: طاش کبریٰ متوفی ۸۹۳ھ کی تالیف ہے۔

۲۰۔ شرح تائیہ ابن حبیب صفدی

۲۱۔ نسمات الاسحار فی کرامات الاولیاء الاخیار: یہ دونوں سیدی شیخ علوان حموی کی تالیف ہیں۔ آپ کی وفات ۹۳۶ھ میں ہوئی تھی۔ ''نسمات الاسحار'' مکمل نہیں ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کا مقدمہ ہے مگر مصنف نے کتاب کی تحریر سے رجوع فرمالیا اور یہی مقدمہ کتاب بن گیا۔

۲۲۔ قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، یہ شیخ محمد بن یحییٰ تاذنی حنبلی متوفی ۹۶۳ ہجری کی تالیف ہے۔

۲۳۔ المنن الکبریٰ

۲۴۔ البحر المورود

۲۵۔ الاجوبۃ المرضیۃ

۲۶۔ الطبقات الکبریٰ: یہ چاروں کتابیں امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ کی تصنیفات ہیں۔

۲۷۔ الطبقات الکبریٰ

۲۸۔ الطبقات الصغری: یہ دونوں کتابیں امام مناوی متوفی ۱۰۰۱ھ کی تحریر شدہ ہیں۔

۲۹۔ الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز دباغ: ابن المبارک فاسی، اس کتاب کو انہوں نے ۱۱۲۹ھ میں لکھنا شروع کیا تھا۔

۳۰۔ المشرع الروی فی مناقب ساداتنا آل باعلوی: یہ کتاب اسی خاندان کے ایک عظیم عالم سید محمد بن ابوبکر شبلی باعلوی متوفی ۱۰۹۳ھ کی تصنیف ہے۔

۳۱۔ الکواکب السائرۃ فی اعیان المائۃ العاشرہ: شیخ محمد بن نجم الدین غزنی متوفی ۱۰۶۱ھ نے دمشق شام میں تالیف فرمائی۔

۳۲۔ نفح الطیب: شہاب احمد مقری متوفی ۱۰۴۱ھ نے لکھی۔

۳۳۔ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحاوی عشر: محبی متوفی ۱۱۱۱ ہجری نے لکھی ان کی وفات دمشق میں ہوئی۔

۳۴۔ مسلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر: سید محمد خلیل مرادی مفتی شام متوفی ۱۲۰۶ھ۔

۳۵۔ تاریخ مصر: عبدالرحمٰن بن حسن جبرتی متوفی ۱۲۳۷ھ۔

۳۶۔ شرح الطریقۃ المحمدیۃ: سیدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی متوفی ۱۱۴۴ھ کی تالیف ہے۔

۳۷۔ شرح البردۃ: شیخ گرامی حسن عدوی مصری متوفی مصر ۱۳۰۳ھ۔

۳۸۔ الحدائق الوردیۃ فی حقائق اجلاء النقشبندیۃ: یہ ہمارے دوست عالم فاضل شیخ عبدالمجید بن شیخ گرامی علامہ مرشد محمد خانی نقشبندی متوفی ۱۳۱۷ ہجری کی تصنیف ہے ان کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی۔

۳۹۔ مناقب القطب الکبیر سیدی شمس الدین الحنفی المصری: یہ کتاب حضرت کے خلیفہ شیخ علی بن محمد بتنونی کی تالیف ہے۔ میں نے طبقات شعرانی سے جو نقل کیا وہ در صل علامہ علی کی اس کتاب سے لیا ہے جو طبقات کی تلخیص کے طور پر انہوں نے تحریر فرمائی تھی۔

۴۰۔ عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق: شیخ ابراہیم عبیدی مالکی۔

۴۱۔ مناقب القطب: شمس الدین الحنفی المصری، یہ کتاب ان کے شاگرد شیخ حسن شمہ مصری فوی نے تحریر فرمائی۔

۴۲۔ مناقب القطب: سیدی الشیخ محمد جسر طرابلسی، یہ کتاب ان کے صاحبزادے اور ہمارے دوست علامہ شیخ حسین کی تصنیف ہے جو ابھی بقید حیات ہیں۔

۴۳۔ میری اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین، اس کتاب سے صرف وہی نقل کیا ہے جو طبقات سبکی سے میں نے اس کتاب میں تحریر کیا ہے اور یہ اس لئے کہ طبقات سبکی مصر میں ایک شخص نے مجھ سے لی تا کہ اسے چھپوا دے مگر کئی سال گزر گئے کہ نہ کتاب واپس کی اور نہ چھاپی۔ واللہ المستعان۔

یہ چالیس سے زائد کتابیں ہیں، یہ معتبر ہیں ان کے مؤلف یا تو اکابر اولیاء اللہ ہیں یا عظیم المرتبت علماء ہیں اور انہیں

پوری دنیا میں اتفاقاً قبول کیا جاتا ہے۔ اگر ان کے علاوہ اور مصنفین سے کچھ نقل کیا ہے تو ان کا ہم نے مقام تحریر پر حوالہ دے دیا ہے، کئی کرامات ایسی بھی ہیں جو متعدد کتابوں میں درج ہیں مگر ہم نے صرف ایک کتاب کے حوالے پر اکتفا کیا ہے خواہ یہ کتاب دوسری کتاب سے تصنیف میں پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً میں نے مناوی کا حوالہ دیا پھر وہی کرامت زبیدی نے بیان کی اور زبیدی مناوی سے مقدم ہیں یا وہ زبیدی کی کتاب سے میں نے پڑھی اور پھر یافعی کی کتاب میں بھی وہ کرامت مل گئی جو زبیدی سے بھی مقدم ہیں تو میں پہلی نقل کو ہی کافی سمجھتا ہوں خواہ وہ زمانے میں مؤخر ہی کیوں نہ ہو۔ میری اس کتاب میں جو کرامتیں مذکورہ ہیں وہ دس ہزار سے کم نہیں بلکہ زائد ہی ہوں گی۔ یہ کرامات چودہ سو اولیائے کرام سے منقول ہوئی ہیں دور صحابہ سے لے کر آج تک کے عظیم اولیاء سے نقل کی گئی ہیں۔ اگر صاحب کرامت کا نام معلوم نہیں تھا تو اسے کتاب کے خاتمہ پر ذکر کیا ہے۔

کرامات اولیاء کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں محدثین کے انداز پر لکھی جانے والی مندرجہ ذیل کتابوں کا انداز نہیں ملتا اگر میں ان کتابوں کا حوالہ دوں گا تو یہ حوالہ براہ راست نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے ناقلین مثلاً علامہ مناوی وغیرہ کے واسطے سے ہوگا۔ وہ کتابیں یہ ہیں:

۱۔ کتاب الزہد، تالیف گرامی حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حلیۃ الاولیاء علامہ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ صفوۃ الصفوہ، تالیف علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ کرامات الاولیاء، تالیف ابو محمد خلال، ابن ابی الدنیا، الکائی

وجہ تالیف

ہم مقدمہ میں تفصیلاً بیان کرنے والے ہیں کہ ہر ولی کی کرامت دراصل اس کے نبی کا معجزہ ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیائے کرام کی کرامات بھی اس اصول کے تحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں جو دین محمدی کی صحت و صداقت پر دلیل ہیں یہی حقیقت مجھے اس کتاب کی تحریر پر آمادہ کر رہی ہے تاکہ میں اسے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم'' کا تتمہ قرار دے سکوں (حجۃ اللہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات شریفہ مذکور ہیں اور ''جامع الکرامات'' میں اولیائے امت کی کرامات درج ہیں چونکہ بقول مصنف کرامات اولیاء انبیاء کے معجزات ہیں۔ لہٰذا اولیائے امت کی کرامات سیدنا النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں تو یہ کتاب حجۃ اللہ کی دوسری جلد یا تتمہ بن گئی ہے۔ مترجم) میرا مقصود صرف اخبار تاریخی اور حکایات مروی نقل کرنا نہیں بلکہ ہمارے عالی مرتبت صوفیہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے جو کرامات صدور پذیر ہوئی ہیں، انہیں بطور ڈائجسٹ ذکر کیا جائے۔ اگرچہ اس طرح بھی علماء وفضلاء نے اور اولیائے کرام اور ان کے اخبار و آثار کو ماننے والوں نے ذکر کیا ہے مگر انہیں بطور معجزہ نبی ذکر کرنے سے ایمان قوی ہوتا ہے وجود خداوندی اور اس کی عظیم قدرتوں اور اولیائے کرام کے لئے ذات خداوندی کا اکرام ثابت ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین مبین صحیح ہے

اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نفوس میں ثبت ہوتی ہے۔ اگر آدمی مومن نہ ہو تو ان کرامات کو دیکھ کر اسے ایمان ملتا ہے اور اگر اسے پہلے ہی ایمان وایقان کی دولت نصیب ہے تو ان کرامات کو دیکھ کر ایمان میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا کرامات کا مقصود اصلی یہی قرار دینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ ولہ الحمد

انداز ترتیب

اصحاب کرامات کے اسمائے گرامی میں نے حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کئے ہیں اور غالباً ان کے زمانے کے مطابق ان کے ناموں کو ترتیب دیا ہے اگر کسی کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا تو اندازاً اس کے دور کا تعین کر دیا ہے۔ اگر صاحب کرامت ولی کا نام معلوم نہیں ہو سکا تو کتاب کے خاتمہ پر اس کی کرامت کا ذکر کیا ہے تاہم میں نے اس کرامت کو معتبر اور ثقہ لوگوں سے نقل کیا ہے جنہوں نے یا تو وہ کرامت خود دیکھی ہے یا اپنی کتابوں میں اسے ذکر کیا ہے۔

میں نے کتاب کی ابتداء میں بڑے مفید مقدمے کا ذکر کیا ہے یہ مقدمہ شان اولیائے کے لئے جلیل القدر فوائد اور عظیم المرتبت مطالب پر مشتمل ہے، اس مقدمہ میں اثبات کرامات، انواع کرامات اور اولیاء کے مراتب کا بھی ذکر ہوا ہے۔ دراصل یہ مقدمہ ایک مستقل کتاب ہے۔ اس مقدمہ کے آخر میں سو احادیث بھی مذکور ہیں جو صحیح وحسن ہیں ان احادیث میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان ہوئے ہیں۔ پھر میں نے چون (۵۴) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد میں نے آغاز ان اولیائے امت سے کیا ہے۔ جن کا نام نامی محمد ہے (اور ترتیب تہجی نہیں کیا) یہ محض اس نام نامی کی تعظیم وتکریم کے لئے کیا ہے۔ بہت سے مؤرخین نے بھی ایسا ہی کیا ہے تہذیب الاسماء واللغات میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی انداز اپنایا ہے۔ اگر کچھ اولیائے کرام کنیت یا لقب سے زیادہ مشہور تھے تو میں نے کنیت یا لقب سے ہی ان کا ذکر کیا ہے لیکن ایسے حضرات کی تعداد بہت کم ہے، واللہ اعلم بالصواب

کچھ ضروری باتیں

مقدمے سے پہلے کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے کچھ تنبیہات کا ذکر ضروری ہے تاکہ مطالعہ میں آسانی رہے۔

تنبیہ اول

میں نے کتاب کو حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیا ہے اور جس ولی کا اصل نام ملا ہے اسے تاریخی دور کے مطابق ذکر کر دیا ہے ان کے نام کے ساتھ آنے والے دیگر الفاظ وصفات کا لحاظ نہیں کیا، اگر دونوں نام ایک جیسے ہیں تو جو تاریخ میں مقدم ہے اسے پہلے رکھا ہے۔ اگر اس کی صحیح تاریخ معلوم نہ تھی تو اندازاً لکھ دی ہے اگر میں زیادہ کوشش کرتا تو ایسے حضرات کی صحیح تاریخ معلوم کی جا سکتی تھی، مگر مصروفیات آڑے آئیں اور میں یہ کام نہ کر سکا۔ حالانکہ یہ چنداں مشکل نہ تھا۔ اگر کچھ لوگ کنیت، لقب یا نسب کی وجہ سے معروف تھے اور ان کے نام مجھے معلوم نہیں ہو سکے تو جس نام سے وہ مشہور تھے اس کے حرف اول کے مطابق حروف تہجی کے تحت ان کا ذکر کروں گا۔ ہاں اگر کسی کی کنیت ابوالحسن ہے تو میں اس کا نام علی ہی ذکر کروں گا۔

اگرچہ کتب میں اس کا نام علی نہ لکھا گیا ہو کیونکہ ابوالحسن کی کنیت بتاتی ہے کہ صاحب کنیت کا نام ضرور علی ہے کچھ معروف ناموں والے حضرات ہیں مگر وہ اپنی کنیت یا نسبت والے القاب سے مشہور ہیں تو میں ایسے حضرات کا ذکر خیر ان کے نام کی نسبت سے کروں گا اور مشہور وصف بھی متعلقہ حرف کے ساتھ ذکر کر دوں گا۔

تنبیہ ثانی

کئی اولیائے کرام کی کرامات و تراجم کا مختصر ذکر کروں گا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ میں نے جس کتاب سے نقل کیا ہے وہاں اتنا ہی مذکور تھا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کی کرامات لاتعداد ہیں اور بے حد مشہور ہیں لہٰذا ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ میں اس لئے بھی کچھ حضرات کا ذکر مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں نے ان کے ذکر خیر پر مشتمل پوری کتاب لکھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کتاب میں اعادے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضور سیدی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا محمد حنفی، سیدی محمد حفنی، سیدی محمد جسر طرابلسی وغیرہم ایسے ہی نفوس قدسیہ ہیں جن کی کرامات مبسوط و مشہور بھی ہیں اور ان حضرات پر جو کتابیں میں نے لکھی ہیں ان کا تذکرہ بھی۔

تنبیہ ثالث

اگر میں نے کسی ولی کی تاریخ وفات نہیں لکھی تو قاری کو چاہئے کہ اگر اسے تاریخ وفات معلوم ہو تو ان کی کرامات کے اختتام پر تاریخ درج فرما دے لیکن اگر میں نے کسی کی کنیت یا لقب ذکر کیا ہے اور نام ذکر نہیں کیا تو اس کے نام کا اضافہ کنیت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے مگر کتاب کی عبارت تبدیل کر کے اسے حروف تہجی کے مطابق دوسرے مقام پر ذکر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ تصرف کثیر ہے جس کا چنداں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

تنبیہ رابع

جن کا ذکر خیر میں نے اس کتاب میں ان سے مل کر کیا ہے اور ان کی کرامات بیان کی ہیں تو اس ولایت و کرامات کو میں نے اپنے مشاہدہ و معاینہ کی بنا پر بیان کر دیا ہے ان کی حقیقت و سر کو تو اللہ کریم ہی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ میں ولایت خاصہ کا حامل نہیں ہوں اور نہ ہی اہل کشف سے ہوں کہ اولیائے کرام کی حقیقت کو جان سکوں اگر میں بہ حسن ظن کسی کی حقیقت کو پا گیا تو بہت اچھا اور اگر حقیقت کو نہیں پا سکا تو اللہ تعالیٰ مجھے اور اسے معاف فرما دیں۔ میں کسی کی صفائی پیش خدا کرنے نہیں آیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ خود اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے ہم تو صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں اور اسی پر حکم لگاتے ہیں۔ باطل و سرائر کا والی اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ لیجئے اب ہم مقدمۂ کتاب کی طرف بڑھتے ہیں۔

مقدمہ

مقدمہ کے چار مطالب ہیں:

مطلب اول

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے ویسی ہی کرامت ولی سے صدور پذیر ہو سکتی ہے اور یہ کرامت دراصل نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ قرآن پاک نے اولیاء کی شان میں فرمایا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (یونس)

''سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔

دوسری جگہ فرمان خداوندی ہے۔

وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ (مریم)

''اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی''

تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (آل عمران)

''جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں یہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے اسے بے گنتی دیتا ہے''۔

چوتھی آیت کریمہ ملاحظہ ہو۔

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ (الکہف)

''اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں، سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو۔ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا۔ اور اے محبوب! تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے ان کے غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان کے دائیں طرف کترا

جاتا ہے۔"

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آخری آیت شریفہ کی تفسیر فرماتے ہوئے طویل بحث کی ہے اور اس سے کرامات اولیاء کو ثابت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: "ہمارے صوفیہ عظام نے کرامات کے ثابت کرنے کے لئے اس آیت کو بطور حجت پیش فرمایا ہے اور ان کا یہ استدلال بالکل واضح ہے۔ ہم اس مسئلہ اثبات کرامات اولیاء کو یہاں تفصیلاً بیان کرتے ہیں مگر اس مسئلہ پر گفتگو سے پہلے دو مقدمے پیش نظر رکھنا ضروری ہیں:

لفظ ولی کی لغوی تحقیق

پہلا مقدمہ

لفظ ولی کیا ہے؟ تو جواباً عرض ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں: "پہلی یہ کہ یہ علیم اور قدیر کی طرح فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس صورت میں اس کا معنی ہوگا ایسی ذات جس کی طاعات مسلسل رہیں اور معصیت و گناہ ان طاعات میں خلل نہ ڈالیں۔ دوسری صورت یہ کہ قتیل اور جریح کی طرح فعیل کے وزن پر ہو مگر معنی مفعول کا دے جس طرح کہ قتیل و جریح بمعنی مقتول و مجروح ہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا وہ جس کی حفاظت و نگرانی ہر قسم کے معاصی سے مسلسل اللہ کریم فرمائیں اور اسے ہمیشہ طاعات کی توفیق سے نوازیں"۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ پھر قرآن پاک سے اس لفظ ولی کے ماخذ نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ لفظ ان ارشادات قرآنیہ سے ماخوذ ہے۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ: 257)

"اللہ ایمانداروں کا ولی ہے"۔

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾ (البقرہ)

"تو ہمارا کارساز ہے ہمیں قوم کفار پر فتح عطا فرما"۔

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (المائدہ: 55)

"تمہارا ولی صرف اللہ اور اس کا رسول ہے"۔

وَ هُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ (الاعراف: 197)

"وہ نیک لوگوں کا دوست اور ولی ہے"۔

(یہاں لفظ مولیٰ بھی ولایت سے بنا ہے جس سے لفظ ولی بنا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ (محمد)

"یہ اس لئے کہ اللہ ایمانداروں کا مولیٰ ہے اور کافروں کا تو کوئی مولیٰ نہیں"

میں کہتا ہوں کہ ولی لغت میں قریب کو کہتے ہیں تو جب بندہ کثرت طاعات اور زیادتی اخلاص کی وجہ سے حضرت خداوندی کے قریب ہوتا ہے اور اللہ کریم اپنی رحمت فضل اور احسان سے اپنے بندے کے قریب آ جاتا ہے تو یہ دونوں قرب مل کر ولایت کا خمیر اٹھاتے ہیں۔

دوسرا مقدمہ

کوئی بھی خارق عادت (عادت کے خلاف) بات کسی انسان سے ظاہر ہو تو اس کا یا تو وہ انسان دعویٰ کرتا ہے کہ میرے دعویٰ کی دلیل یہ خارق عادت بات ہے یا دعویٰ نہیں کرتا۔

اگر پہلی صورت دعویٰ والی صورت ہے تو پھر یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ وہ کس بات کا مدعی ہے کیا دعوائے الوہیت کرتا ہے یا مدعی نبوت و ولایت ہے۔ یا یہ دعویٰ ہے کہ وہ جادوگر اور مرید شیطان ہے تو یہ چار صورتیں بن جاتی ہیں۔ پہلی صورت دعوائے الوہیت ہے یعنی وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کیا ایسے آدمی سے خرق عادت باتیں صادر ہو سکتی ہیں؟ اہل سنت نے اتفاقاً ایسے آدمی سے خارق عادت باتوں کے ظہور کو جائز قرار دیا ہے اور بطور دلیل فرعون کے دعوائے الوہیت کو پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس سے خارق عادت باتیں صادر ہوتی تھیں اور یہ دلیل بھی دی ہے کہ دجال بھی ایسا ہی دعویٰ کرے گا اور اس سے بھی خارق عادت امور ظاہر ہوں گے (جیسا کہ حدیث میں ہے۔ مترجم) ہمارے آئمہ فرماتے ہیں کہ دعوائے الوہیت کرنے والے کی شکل اور اس کا وجود ہی اس کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا اس کی خارق عادت باتوں سے اشتباہ ہوتا ہی نہیں (امام رازی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم تو لَیۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ سے موصوف ہے اور یہ مدعی ایک شکل رکھتا ہے نیز وہ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ سے موصوف ہے اور یہ مخلوق ہے اور شکل و مخلوق سے موصوف خدا کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا اس کے دعوے سے کوئی شبہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی دھوکا کھا سکتا ہے۔ مترجم)

اگر دوسری صورت، دعوائے نبوت والی صورت ہے تو پھر اس کی دو صورتیں بن جاتی ہیں کیا مدعی صادق ہے یا کاذب؟ اگر وہ سچا ہے تو خوارق عادت معجزات کا ظہور لازماً اس کے ہاتھ سے ہونا چاہئے یہ ہر وہ شخص مانتا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا اقراری ہے اور ساری دنیا اس پر متفق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے لیکن اگر مدعی نبوت جھوٹا ہے تو اس کے ہاتھ سے ظہور خوارق نہیں ہونا چاہئے۔ اگر بالفرض والتقدیر وہ کچھ شعبدے کر دکھائے تو اس کا معارضہ و مقابلہ ضروری ہوتا ہے۔

اگر تیسری صورت، ولایت کے دعوے والی صورت ہے تو کرامات کے ماننے والے یہاں اختلاف فرماتے ہیں کچھ کا خیال ہے کہ ولی کو دعوائے کرامت نہیں کرنا چاہئے اور کچھ دعویٰ کو جائز قرار دیتے ہیں، پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا ظہور کرامات اس کے دعویٰ کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں؟

اگر چوتھی قسم جادوگری اور شیطنت کے دعوے والی صورت ہے تو اہل سنت کہتے ہیں کہ ایسے آدمی سے خارق عادت باتیں ظاہر ہو سکتی ہیں معتزلہ کا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔

اب رہی مقدمہ دوم کی دوسری صورت کہ جس انسان سے خارق عادت باتیں صادر ہوتی ہیں مگر وہ کسی بات کا بھی دعویٰ نہیں کرتا تو ایسا انسان یا تو اللہ کریم کا نیک اور پسندیدہ آدمی ہوتا ہے یا گنہگار و خبیث انسان ہوتا ہے اگر پہلی صورت ہے تو اس کی یہ خارق عادت باتیں کرامات اولیاء کہلاتی ہیں یہ صدور پذیر ہوتی ہیں اور ائمہ اہل سنت ان کے جواز کے قائل ہیں معتزلہ میں سے ابوالحسن بصری اور اس کا دوست محمود خوارزمی کرامات اولیاء کے قائل ہیں باقی سب معتزلہ منکر ہیں۔

اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ سے صدور پذیر ہوں تو انہیں کرامت نہیں بلکہ استدراج کہا جاتا ہے۔ دونوں مقدموں پر تفصیلاً بات ہوگئی (1) سو اب ہم اہل سنت کے مذہب کے مطابق اولیائے کرام کی کرامات کے جواز پر قرآن، حدیث، آثار صلحا اور عقل سے استدلال کریں گے۔ سب سے پہلے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں، ہمارا استدلال کئی آیات سے ہوگا آیت اول سیدہ مریم علیہا السلام کے متعلق ہے اس کی شرح ہم سورۂ آل عمران سے کرتے ہیں اب اس کا اعادہ نہیں کرتے (یہاں اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (آل عمران: 37) او پر شان اولیائے کرام میں نقل ہونے والی یہ تیسری آیت ہے۔ مترجم)

آیت قصۂ اصحاب کہف ہے کہ وہ تین سو نو سال تک زندہ و سلامت آفات سے محفوظ سوتے رہے اور اللہ کریم انہیں سورج کی تمازت و گرمی سے بھی بچاتا رہا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ (کہف: 18) (تو انہیں بیدار خیال کرتا ہے حالانکہ وہ سو رہے ہیں) سے لے کر اس ارشاد باری تعالیٰ تک کہ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ (شان اولیاء کی آیت نمبر چار ترجمہ سمیت ملاحظہ فرمالیں) کچھ لوگوں نے اس مسئلہ اثبات کرامات پر اس آیت شریفہ سے بھی استدلال کیا ہے: قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (النمل: 40) (جس کے پاس علم کتاب تھا اس نے کہا کہ میں تخت بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کو لا دوں گا) مگر ہمارے نزدیک یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ جس کے پاس علم کتاب تھا وہ خود حضرت سلیمان علیہ السلام تھے پھر یہ آیت محل استدلال نہ رہی کیونکہ اس صورت میں وہ رسول کا معجزہ بن جاتی ہے ولی کی کرامت نہیں رہتی۔

واقعۂ اصحاب کہف پر قاضی نے ایک اور انداز سے بحث کی ہے کہ ان اصحاب کہف میں یا ان کے دور میں کوئی نبی ہوگا اور یہ واقعہ اس کے معجزہ کے طور پر ظاہر ہوا ہوگا۔ کیونکہ یہ نیند نقض عادت پر دال ہے اور معجزہ بھی عادت کے توڑ اور اس کے خلاف کا نام ہے۔ لہٰذا یہ کسی نبی کا معجزہ ہے کرامت ولی نہیں۔ لہٰذا اس سے اثبات کرامت کے لئے دلیل لینا جائز نہیں۔ امام رازی جواباً فرماتے ہیں کہ قاضی صاحب کا یہ استدلال باطل ہے اور کسی نبی کا معجزہ ماننا محال ہے اس لئے کہ سونا ایسا معاملہ نہیں جسے خارق عادت مانا جائے اور پھر یہ خارق عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ بنے (یعنی سونا انسانی عادت ہے اور خلاف عادت معجزہ ہوتا ہے لہٰذا صرف سونا معجزہ نہ ٹھہرا۔ مترجم) اگر نبی سونے کو معجزہ قرار دے تو لوگ اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر جب

1۔ ادلہ اربعہ سے کرامات کے حق ہونے کے دلائل۔

تین سونو سال کے بعد وہ آئیں تو لوگوں کو کیا خبر ہوگی کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں نبی نے معجزاتی طور پر سلایا تھا اور پھر اس دور کے سب لوگوں کا بھی تین سونو سال زندہ رہنا ضروری ٹھہرتا ہے تا کہ وہ نبی کے معجزہ کو بچشم سر دیکھ سکیں چونکہ یہ ساری شرطیں مفقود ہیں لہٰذا یہ واقعہ معجزہ نہیں، اب ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ یہ واقعہ کرامت اولیاء ہو جو اللہ کریم نے انہیں بطور احسان عطا فرمائی اور یہی حق ہے۔ ان آیات کے بعد اب ہم احادیث شریفہ کو لیتے ہیں، کرامات اولیاء کے اثبات کے لئے بہت سی احادیث ہیں ہم صرف پانچ کا ذکر کریں گے۔

حدیث اول

مَا اَخْرَجَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَصَبِیٌّ فِیْ زَمَنِ جُرَیْجِ النَّاسِكِ وَصَبِیٌّ اٰخَرُ۔ اَمَّا عِیْسٰی فَعَرَفْتُمُوْهُمْ۔ وَاَمَّا جُرَیْجٌ فَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا بِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَانَتْ لَهٗ اُمٌّ فَكَانَ یَوْمًا یُصَلِّیْ اِذَا اشْتَاقَتْ اِلَیْهِ اُمُّهٗ فَقَالَتْ یَا جُرَیْجُ فَقَالَ یَارَبِّ الصَّلٰوةُ خَیْرٌ اَمْ رُؤْیَتُهَا ثُمَّ صَلّٰی فَدَعَتْهُ ثَانِیًا فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰی قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَكَانَ یُصَلِّیْ وَیَدَعُهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰی اُمِّهٖ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰی تُرِیَهُ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَتْ زَانِیَةٌ هُنَاكَ فَقَالَتْ لَهُمْ اَنَا اَفْتِنُ جُرَیْجَ حَتّٰی یَزْنِیْ فَاَتَتْهُ فَلَمْ تَقْدِرْ عَلٰی شَیْءٍ وَكَانَ هُنَاكَ رَاعٍ یَأْوِیْ بِاللَّیْلِ اِلٰی اَصْلِ صُوْمَعَتِهٖ فَلَمَّا اَعْیَاهَا رَاوَدَتِ الرَّاعِیَ عَنْ نَفْسِهَا فَاَتَاهَا فَوَلَدَتْ ثُمَّ قَالَتْ وَلَدِیْ هٰذَا مِنْ جُرَیْجٍ فَاَتَاهُ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ وَكَسَرُوْا صُوْمَعَتَهٗ وَشَتَمُوْهُ فَصَلّٰی وَدَعَا ثُمَّ نَخَسَ الْغُلَامَ فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالَ بِیَدِهٖ یَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْكَ فَقَالَ الرَّاعِیْ فَنَدِمَ الْقَوْمُ عَلٰی مَا كَانَ مِنْهُمْ وَاعْتَذَرُوْا اِلَیْهِ وَقَالُوْا نَبْنِیْ صُوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاَبٰی عَلَیْهِمْ وَبَنَاهَا كَمَا كَانَتْ وَاَمَّا الصَّبِیُّ الْاٰخَرُ فَاِنَّ امْرَاَةً كَانَتْ مَعَهَا صَبِیٌّ لَهَا تُرْضِعُهٗ اِذَا مَرَّ بِهَا شَابٌّ جَمِیْلٌ ذُوْشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الصَّبِیُّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ ثُمَّ مَرَّتْ بِهَا امْرَاَةٌ ذَكَرُوْا اَنَّهَا سَرَقَتْ وَزَنَتْ وَعُوْقِبَتْ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الصَّبِیُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا فَقَالَتْ لَهٗ اُمُّهٗ فِیْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّ الشَّابَّ كَانَ جَبَّارًا مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَهٗ وَاِنَّ هٰذِهٖ قِیْلَ اِنَّهَا زَنَتْ وَلَمْ تَزْنِ وَقِیْلَ اِنَّهَا سَرَقَتْ وَلَمْ تَسْرِقْ وَهِیَ تَقُوْلُ حَسْبِیَ اللّٰهُ۔

''بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پنگھوڑے میں صرف تین بچوں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، زاہد جریج کے دور میں ایک بچے اور ایک اور بچے نے گفتگو کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ تو تمہیں (صحابہ) معلوم ہے۔ اب رہا جریج تو وہ اسرائیلیوں میں ایک عابد شخص تھا۔ اس کی والدہ تھی وہ ایک دن نماز پڑھ رہا تھا کہ والدہ کو اس پر پیار آیا اس نے پکارا جریج! جریج کہنے لگا، مولا کریم! نماز بہتر ہے یا

ماں کی زیارت؟ پھر نماز پڑھنے لگ گیا ماں نے دوبارہ پکارا، جریج نے پھر پہلا عمل دہرایا، تین دفعہ ایسا ہی ہوا کہ وہ نماز میں مصروف رہا اور ماں کا خیال نہ کیا۔ ماں کو بات ناگوار گزری اس نے بطور بددعا کہا اللہ! اسے بدکار عورتوں کے فتنے میں مبتلا کرنے سے پہلے موت نہ دینا۔ وہاں ایک بدکار عورت رہتی تھی۔ اسرائیلیوں سے کہنے لگی میں جریج کو فتنۂ زنا میں مبتلا کر دوں گی۔ وہ اس کے پاس آئی مگر وہ اس کے ہتھے نہ چڑھ سکا۔ ایک چرواہا جریج کے گرجے کے پاس رات گزار رہا تھا جب جریج آمادہ گناہ نہ ہوا تو اس نے چرواہے سے بدی کی اور بچہ جن دیا۔ پھر اعلان کرنے لگی کہ یہ بچہ جریج کا ہے، اسرائیلیوں نے جریج کا گرجا گرایا اور اسے گالیاں دیں۔ جریج نے نماز پڑھی دعا مانگی پھر بچے کو ہاتھ سے چوکا دیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا میں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ رہا ہوں جب آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا (جریج کے اشارہ کی نقل فرماتے ہوئے) لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا چرواہا، لوگ شرمندہ ہو کر جریج سے معذرت خواہ ہونے لگے اور کہنے لگے ہم سونے یا چاندی کا گرجا بنا دیتے ہیں، جریج نہ مانا اور پھر پہلے کی طرح گرجا بنالیا۔ ایک دوسرے بچے کی گفتگو یوں ہے کہ ایک عورت شیر خوار بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک خوبصورت خوش منظر جوان گزرا، عورت نے کہا اللہ! میرے بچے کو بھی ایسا ہی بنا دے، بچے نے کہا اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ پھر ایک عورت گزری، اس پر چوری اور زنا کا الزام تھا اور وہ سزا پا چکی تھی دودھ دینے والی عورت کہنے لگی اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے کہا اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ جب ماں نے پوچھا تو بچے نے جواب دیا کہ نوجوان تو ایک ظالم و جابر تھا میں اس جیسا نہیں بننا چاہتا تھا اس عورت پر زنا کا الزام تھا مگر وہ زانیہ نہ تھی چوری کا الزام تھا مگر وہ چور نہ تھی بلکہ حَسْبِیَ اللّٰہ کہتی جا رہی تھی"۔

حدیث دوم

وَ هُوَ خَبَرُ الْغَارِ وَ هُوَ مَشْهُوْرٌ فِی الصِّحَاحِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْطَلَقَ ثَلَاثُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَآوَاهُمُ الْمَبِيْتُ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ وَسَدَّتْ عَلَيْهِمْ بَابَ الْغَارِ ـ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا فَنَامَا فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ يَوْمًا فَلَمْ اَبْرَحْ عَنْهُمَا وَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَجِئْتُهُمَا بِهٖ فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا فَقُمْتُ وَالْقَدَحُ فِيْ يَدِيْ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى ظَهَرَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ هٰذَا ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ من هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ انْفِرَاجًا لَّا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ الْاٰخَرُ كَانَتْ لِيْ اِبْنَةُ عَمٍّ وَ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ فَرَاوَدْتُّهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا مَالًا عَظِيْمًا عَلٰى اَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ

لَا يَجُوْزُ لَكَ اَنْ تَفُكَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَخَرَجْتُ مِنْ ذَالِكَ الْعَمَلِ وَتَرَكْتُهَا وَتَرَكْتُ الْمَالَ مَعَهَا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرِجْ عَنْهُ مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثُ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ فَاَعْطَيْتُهُمْ اُجُوْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ اُجْرَتَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ فَجَاءَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ وَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ اَدِّ اِلَيَّ اُجْرَتِيْ فَقُلْتُ لَهٗ كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اُجْرَتِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ اَتَسْتَهْزِئُ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ فَاَخَذَ ذَالِكَ كُلَّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ عَنِ الْغَارِ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ

''دوسری حدیث غار والی ہے جو کتب صحاح میں مشہور ہے۔ امام زہری نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لی ہے۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ دور میں تین افراد مل کر آ رہے تھے انہیں ایک غار کے قریب پہنچ کر رات ہو گئی وہ غار میں چلے گئے اچانک ایک پہاڑی چٹان نے گر کر غار کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے بخدا! اب اس بلائے ناگہانی سے اسی صورت میں نجات پا سکتے ہو کہ اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو ان میں سے ایک نے یوں واقعہ سنایا کہ میرے والدین بہت زیادہ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے شام کو دودھ نہیں پیا کرتا تھا وہ دونوں ایک دن ایک درخت کے سائے میں سو گئے۔ میں بھی ان کے پاس ہی رہا ان کے لئے شام کا دودھ دوھ لایا، جب ان کے پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان سے پہلے خود بھی شام کا دودھ پینا نامناسب جانا۔ پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا ان کے جاگنے کا انتظار کرتے کرتے صبح ہو گئی جاگے تو اپنا رات کا دودھ پیا (اب وہ یہ بیان کر کے دعا کرنے لگا) اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو اس چٹان والی مصیبت سے ہمیں نجات عطا فرما (اس کی اس دعا سے) وہ چٹان تھوڑی سرک گئی مگر ابھی وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ پھر دوسرے نے اپنا واقعہ یوں سنایا۔ میری ایک چچازاد تھی اور کائنات بھر سے پیاری تھی میں نے اسے بہلایا مگر وہ بے اعتنائی برت گئی۔ پھر اسے قحط سے ایک سال دو چار ہونا پڑا۔ میرے پاس مدد کے لئے آئی۔ میں نے اسے اس شرط پر بہت سا مال دے دیا کہ وہ مجھے اپنی تنہائی سے سرفراز کرے گی (جب تنہائی میں آئی) اور مجھے اس پر قدرت حاصل ہو گئی تو کہنے لگی تو اس خاتم کو بلاحق نہ کھول (اس کا یہ کہنا تھا) کہ میں الگ ہو گیا اسے چھوڑ دیا اور مال بھی اسی کے پاس رہنے دیا (پھر یوں دست بدعا ہوا) اے اللہ! اگر میں نے یہ سب تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں کشائش عطا فرما دے اور اس مصیبت کو دور کر۔ چٹان کچھ اور ہٹی مگر ابھی نکلنے کے لئے راستہ تنگ تھا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تیسرا یوں گویا ہوا، اے اللہ! میں نے کچھ مزدور رکھے تھے میں نے انہیں مزدوری دے دی تھی صرف ایک مزدور

مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری والی اجرت کو پھلدار بنا دیا اور بہت مال پیدا کیا۔ وہ مزدور کچھ وقت کے بعد آیا اور مجھے کہنے لگا، اے بندۂ خدا! مجھے میری مزدوری دے دے، میں نے اسے جواب دیا کہ یہ سب اونٹ بھیڑ بکریاں اور غلام تیرا ہی مال ہیں، یہ سن کر وہ کہنے لگا اے اللہ کے بندے! میرا مذاق نہ اڑا۔ میں نے اسے کہا میں جناب کا مذاق نہیں اڑا رہا ہوں (یہ سب آپ کا ہے لے لیں) تو اس نے وہ سارا مال سمیٹ لیا (پھر یوں دعا کی) میرے اللہ! اگر یہ سب کچھ میں نے آپ کی چاہت کے لئے کیا تھا تو ہماری مصیبت کو رفع فرما۔ اب کیا تھا چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی اور وہ اپنے سفر پر چل نکلے۔ یہ حدیث حسن وصحیح اور متفق ہے"۔

حدیث سوم

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُوْبُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

"کئی پراگندہ مو، غبار سے اٹے اور پھٹے کپڑوں والے ہوتے ہیں ان کی کوئی انسان پرواہ تک نہیں کرتا لیکن اگر وہ قسم خدا کسی بات پر کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی قسم کو کسی خاص چیز سے وابستہ نہیں فرمایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ جو بھی قسم کھائیں اللہ کریم اسے پورا فرما دیتے ہیں۔

حدیث چہارم

رَوٰى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ اِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا وَاِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَتَكَلَّمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ

"حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ایک آدمی ایک بیل کو لادے ہانکے لے جا رہا تھا کہ بیل اس کی طرف مڑا اور کہنے لگا میں بوجھ اٹھانے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا میری تخلیق تو ہل چلانے کے لئے ہوئی تھی لوگوں نے (بیل کو باتیں کرتے سن کر) کہا سبحان اللہ! بیل بول رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس بات کو مانتے ہیں"۔

(ایمان صدیقی اور ایمان فاروقی کی عظمت ملاحظہ ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقرار و ایمان کے ساتھ ان کے اقرار و ایمان کو شامل فرما لیا۔ مترجم)

حدیث پنجم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسْمَعُ

رَعْدًا اَوْصَوْتًا فِي السَّحَابِ اَنْ اَسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ قَالَ فَغَدَوْتُ اِلٰى تِلْكَ الْحَدِيْقَةِ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْهَا فَقُلْتُ مَا اِسْمُكَ قَالَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِحَدِيْقَتِكَ هٰذِهٖ اِذَا صَرَمْتَهَا قَالَ وَلِمَ تَسْاَلُ عَنْ ذَالِكَ قُلْتُ لِاَنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّحَابِ اَنْ اَسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتَ فَاِنِّيْ اَجْعَلُهَا اَثْلَاثًا فَاَجْعَلُ لِنَفْسِيْ وَ اَهْلِيْ ثُلُثًا وَاَجْعَلُ لِلْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ثُلُثًا وَاُنْفِقُ عَلَيْهَا ثُلُثًا

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ایک آدمی نے بادل سے یہ کڑک اور آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلادے، وہ آدمی (یہ آواز سن کر) اس باغیچہ کی طرف چل نکلا، باغ میں ایک آدمی کھڑا تھا آدمی کہتا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں بن فلاں ہوں، میں نے اس سے پوچھا جب آپ اس باغ کا پھل اتارتے ہیں اور اس کی کھیتی کاٹتے ہیں تو پھر کیا کرتے ہیں؟ باغ کے مالک نے کہا آپ کو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ آدمی کہتا ہے میں نے کہا کہ میں نے بادل کے اندر سے آواز سنی تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلادے (یعنی بادل کے اندر سے آپ کے نام کی آواز آئی تھی اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ کوئی خاص کرامت ہے جس کی بنا پر آپ کا نام بادلوں میں گونج رہا ہے) وہ فرمانے لگے جب آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو سنئے میں باغ کے ماحاصل کے تین حصے کرتا ہوں۔ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے ایک تہائی رکھتا ہوں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ایک تہائی الگ کر لیتا ہوں اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں صرف کر دیتا ہوں"۔

جب کتاب وسنت سے کرامات کا اثبات ہو گیا تو اب آثار کی بات آتی ہے۔ ہم پہلے خلفائے راشدین سے اور اس کے بعد باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے صدور پانے والی کرامات کا ذکر کرتے ہیں، کرامات صحابہ کے زیر عنوان ہم امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور باقی لوگوں کے حوالے سے ان کرامات کا ذکر کریں گے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والغفر ان کی کتب میں حد وحصر سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات مذکور ہیں جو صحابہ کی کرامات کے متعلق پڑھنے کا شائق ہو وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرے (تو آثار صحابہ کے طور پر مذکور ہونے والی کرامات کا مصنف نے یہاں ذکر نہیں فرمایا کرامات صحابہ میں ان کا ذکر ہوگا۔ مترجم)

قرآن وحدیث اور آثار سے اثبات کرامات کے بعد ہم عقلی دلائل کی طرف بڑھتے ہیں تو ملاحظہ ہوں دلائل عقلیہ۔

جواز کرامات پر عقلی دلائل

کئی انداز سے عقلی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں:

پہلی دلیل

بندہ اللہ کا ولی ہے اس کا ثبوت یہ آیت شریفہ ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (یونس) (یقیناً اللہ کے ولیوں کے لئے نہ خوف ہے نہ غم) اور اللہ بندے کا ولی ہے اس کے ثبوت میں یہ آیات وارد ہوئی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ: 257) (اللہ ایمانداروں کا ولی ہے) پھر فرمایا: وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (الاعراف: 197) (وہ نیک لوگوں کا ولی ہے) پھر فرمایا: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (المائدہ: 55) (صرف اللہ اور اس کا رسول تمہارے ولی ہیں) ارشاد ہے: اَنْتَ مَوْلٰىنَا (البقرہ: 286) (تو ہمارا مولیٰ ہے) (یاد رہے کہ مولیٰ اور ولی کا ماخذ ولایت ہے۔) ارشاد ہوتا ہے: ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (محمد: 11) (یہ اس لئے کہ اللہ مومنوں کا مولیٰ ہے) ان آیات طیبات سے ثابت ہوا کہ اللہ بندے کا ولی ہے، قرآن میں یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے محبوب ہیں اور بندہ اللہ کریم کا محبوب ہے ذرا ملاحظہ ہو ارشاد ہے: یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ (المائدہ: 54) (اللہ ان مومنوں سے محبت کرتا ہے اور وہ مومن اللہ سے محبت کرتے ہیں) پھر ارشاد ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ: 165) (مومن اللہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں) اور ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ (البقرہ) (یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت پسندوں کو محبوب رکھتے ہیں) جب اللہ کی ولایت ومحبت بندوں کے لئے اور بندوں کی ولایت ومحبت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ جب بندہ اطاعت کی اس حد کو پالیتا ہے کہ جو بھی امر خداوندی ہوتا ہے وہ کرتا ہے اور جو رضائے الٰہی ہوتی ہے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور جو منہی چیزیں ہیں ان سے منہ موڑتا ہے اور دوسروں کو بھی روکتا ہے تو پھر ایسا کیوں نہ ہو کہ رحیم اور کریم رب بھی ایک دفعہ بندے کی بات مان کر وہی کردے جو اس کا بندہ چاہتا ہے بلکہ اس طرح ہونا تو اولیٰ ہے کیونکہ بندہ تو مسکین وعاجز ہوتے ہوئے بھی اللہ کریم کے ارادے وامر پر عمل پیرا ہوجاتا ہے تو اللہ رحیم وکریم قادر و مختار ہوتے ہوئے بندے کی مرضی پوری کردے تو زیادہ بہتر ہے۔ تبھی تو قرآن میں فرمایا: وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ (البقرہ: 40) (تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا) (معلوم ہوا کہ مقام اطاعت پر ثابت قدم رہ کر بندہ اوامر الٰہیہ پورے کرتا ہے تو جواباً اللہ کریم بندے کی خواہش محض اپنی رحمت سے پوری فرما دیتے ہیں اور یہی اس بندے کے لئے کرامت ہے جو عقلاً ثابت ہے۔ مترجم)۔

دوسری دلیل

اگر ظہور کرامت کو ممنوع قرار دیا جائے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: پہلی یہ کہ اللہ کریم ایسا فعل وعمل کرنے کے اہل نہیں اور دوسری یہ کہ مومن اس بات کے قابل نہیں کہ اللہ کریم اسے یہ عطیہ مرحمت فرمائے۔ پہلی صورت کا اقرار تو کفر ہے

کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم کو قدرت حاصل نہیں اور دوسری صورت باطل ہے کیونکہ بندے کو اللہ کریم کی ذات، صفات، افعال، احکام، اسماء، محبت اور اطاعت کی عظیم معرفت حاصل ہے جو اس کی ذات اقدس کی تقدیس، تمجید اور تہلیل میں ہمہ تن مصروف ہے جب یہ معرفت محبت، ذکر اور شکر اس ذات بے مثل نے اپنے بندے کو بلا سوال عطا فرمائے ہیں تو کیا وہ کسی صحرا میں اسے ایک روٹی عطا نہیں فرمائے گا یا کوئی سانپ اور شیر اس کے لئے مسخر نہیں کر دے گا۔ ان عظیم نعمتوں کی عطا کے بعد ان حقیر باتوں کے عطا فرمانے میں آخر کون سی رکاوٹ اور دوری ہے۔

تیسری دلیل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب العزت جل مجدہٗ سے حکایت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

مَا تَقَرَّبَ عَبْدٌ اِلَیَّ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَ بَصَرًا وَ لِسَانًا وَ قَلْبًا وَ یَدًا وَ رِجْلًا بِیْ یَسْمَعُ وَ بِیْ یَبْصُرُ وَ بِیْ یَنْطِقُ وَ بِیْ یَمْشِیْ

''کوئی بندہ میرے فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا تقرب حاصل نہیں کر سکتا (فرائض کے بعد پھر وہ) نوافل سے مزید میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں جب وہ میرے مقام محبت تک پہنچ جاتا ہے تو میں اس کے کان، آنکھ، زبان، دل، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں، وہ میرے ذریعہ سے سنتا، دیکھتا، بولتا اور چلتا ہے''۔

حدیث پاک کا مفہوم یہ ہوا کہ ان کے کانوں، ان کی آنکھوں اور ان کے باقی اعضاء میں غیر اللہ کا حصہ ہی نہیں رہ گیا، جب یہ ثابت ہو گیا تو ہمیں پھر یہ کہنے دیجئے کہ یہ عظیم مقام ہے اس کے مقابلے میں سانپ یا درندے کی تسخیر، روٹی کی عطا، انگوروں کے گچھے کا حصول یا پانی کا گھونٹ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ جب مولا کریم اپنے بندے کو محض اپنی نوازش سے یہ درجات عالیہ عطا فرما دیتے ہیں تو صحرا میں ایک روٹی یا چند گھونٹ پانی کیوں عطا نہیں فرمائے گا؟

چوتھی دلیل

حضور شافع یوم النشور نے رب العزت جل جلالہ سے نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَةِ

''جس نے میرے کسی ولی کو ایذا پہنچائی تو اس نے میدان جنگ میں مجھے دعوت مبازرت دی ہے''۔

اب اللہ کریم نے ولی کی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا ہے۔ یہ ارشاد دوسری آیت کریمہ کے مطابق ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح: 10) (یقیناً جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کر رہے ہیں) (مطلب یہ ہوا کہ ایذائے ولی ایذائے الٰہی ہے تو رضائے ولی بھی رضائے الٰہی ہے اور بیعت محبوب بھی اسی قاعدہ کی بنا پر بیعت الٰہی ہے۔ مترجم) اللہ کریم کا یہ بھی ارشاد ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا الخ (الاحزاب: 36) (یعنی کسی مومن اور کسی مومنہ کو یہ حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

فیصلے کے بعد وہ اپنے اختیار کو باقی رکھیں) اللہ کریم جل مجدہٗ کا ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ (الاحزاب: 57) (جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف وایذا پہنچاتے ہیں اللہ نے انہیں دنیا اور آخرت میں ملعون قرار دے دیا ہے) ان تین آیات کریمہ میں اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم کی بیعت کو اپنی بیعت، ان کی رضا کو اپنی رضا اور ان کی ایذا کو اپنی ایذا اقرار دیا ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ انتہاؤں کی حد تک بلند تھا۔ اب ذرا حدیث پاک پر غور فرمائیں اس میں ارشاد ہوا کہ ولی کو ایذا دینے والا اللہ کریم کو دکھ پہنچانے والا ہے اس حدیث کی تائید ایک اور مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے کہ اللہ کریم قیامت کو فرمائے گا۔

مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ اِسْتَسْقَیْتُكَ فَمَا سَقَیْتَنِیْ اِسْتَطْعَمْتُكَ فَمَا اَطْعَمْتَنِیْ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ كَیْفَ اَفْعَلُ هٰذَا وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ فَیَقُوْلُ اِنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ وَ كَذَا فِی السَّقْیِ وَ الْاِطْعَامِ

''میں بیمار ہوا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی تھی میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ بندہ جواباً عرض کرے گا: میرے رب! میں یہ کیسے کر سکتا تھا تو تو سب جہانوں کا خود پالنے والا ہے؟ اللہ کریم فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی تھی کیا تجھے پتہ نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا اسی طرح کھلانے اور پلانے میں بھی ہوتا''۔

ان احادیث نے بتادیا کہ اللہ کے ولی ان درجات عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کیا اب بھی یہ بات بعید اور ناقابل یقین سمجھی جاسکتی ہے کہ اللہ کسی ولی کو روٹی کا ٹکڑا یا پانی کا گھونٹ عطا فرمادے یا کتا اور کوئی وحشی جانور اس کا مطیع کردے؟

پانچویں دلیل

عرف میں ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ بادشاہ جسے خدمت خاصہ کے لئے متعین کرتے ہیں اور جسے محبت کی محفل میں آنے کی اجازت دیتے ہیں اسے ایسے اختیارات بھی دیتے ہیں جو دوسروں کو نہیں ملا کرتے بلکہ عقل سلیم کا فتویٰ تو یہ ہے کہ جب یہ قرب ووصال کی دولت ملتی ہے تو یہ مناصب خود بخود آجاتے ہیں یعنی قرب اصل ہوتا ہے اور عہدہ اس کے تابع۔ اب فرمائیے کہ اللہ کریم سب سے بڑا بادشاہ ہے کہ نہیں؟ تو جسے یہ شہنشاہ اپنی خدمت کی دہلیز پر کرامت کے درجے عطا فرما کر متعین کرتا ہے اسرار معرفت اسے عطا کرتا ہے دوری وفراق کے پردے ہٹا کر اسے اپنے قرب کے قالین پر بٹھاتا ہے تو کیا پھر اسے اس جہان میں کچھ کرامات کے اظہار سے روک بھی دیتا ہے؟ حالانکہ یہ سارا جہاں روحانی سعادتوں اور خداوندی معرفتوں کے مقابلے میں عدم محض اور فنائے صرف ہے تو جب وہ سب کچھ عطا فرمادیا ہے تو یہ حقیر چیز کیسے عطا نہ ہوگی؟

چھٹی دلیل

یہ مسلمہ بات ہے کہ افعال کی متولی روح ہے جسم نہیں، اور اس میں بھی شک نہیں کہ اللہ کی معرفت روح کے لئے اتنی ہی

ضروری اور اہم ہے جتنی جسم کے لئے روح ضروری ہے اس بات کی پوری تفصیل ہم نے اپنی تفسیر میں اس آیت شریفہ کے تحت بیان کر دی ہے: یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ (النحل:2) (ملائکہ ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے) حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ (میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے) اسی حقیقت کے پیش نظر ہم دیکھتے ہیں کہ جسے دنیائے غیب کے احوال کے کوائف زیادہ معلوم ہوتے ہیں اتنا ہی اس کا دل قوی ہوتا ہے اور وہاں ضعف راہ نہیں پا سکتا۔ اسی حقیقت کے پیش نظر تو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''بخدا میں نے جسمانی قوت سے در خیبر نہیں اکھاڑا بلکہ یہ قوت ربانیہ کی جلوہ سامانیاں تھیں''۔ یہ اس لئے وقوع پذیر ہوا کہ سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی نظر اقدس عالم اجساد سے کٹ چکی تھی اور ملائکہ نے عالم کبریا کے انوار کی جلوہ ریزیاں کر دی تھیں اس کیفیت کے بعد حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی روح میں قوت پیدا ہوگئی اور جوہر روح ملکی کا انعکاس وظہور ہوا اور ان کی ذات اقدس میں عالم قدس اور جہان عظمت کی ضوء ریزیاں آب وتاب پیدا کرنے لگ گئیں تو اب بازوئے حیدر میں وہ قوت ظہور پذیر ہوئی جس نے وہ کام کر دکھایا جو کسی اور سے نہ ہو سکا (یعنی غیب سے ظہور کا لباس پہنا تو وہ ممکن ہوا جو ناممکن تھا، مترجم) بس اسی طرح جب بندۂ خدا طاعات کے راستے پر چلتا اس مقام رفیع تک پہنچتا ہے تو اللہ کریم فرماد یتے ہیں: كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا (میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں) جب جلال الٰہی کا نور اس کے کان بنتا ہے تو وہ بندۂ خدا قریب و دور سے سننے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور اس کی نگاہ کو تاباں کرتا ہے تو وہ قریب و دور کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور جلال ولی کا ہاتھ بن جاتا ہے تو اسے آسان ومشکل اور قریب وبعید میں تصرف عطا کر دیتا ہے۔

ساتویں دلیل

اس دلیل کا مدار فلسفہ کے عقلی قوانین پر ہے تفصیل یوں ہے کہ روح کا جوہر بننے اور بگڑنے والے جسموں کی جنس سے نہیں ہے جو بکھار و تمزق کی آماجگاہ ہیں جنہیں ثبات وقرار نہیں بلکہ جوہر روح کا جنسی تعلق جواہر ملائکہ اور آسمانی دنیا کے باسیوں سے ہے یہ ان مقدس ومطہر جواہر سے نوعی تعلق رکھتا ہے۔ ہاں جب یہی روح اس بدن سے متعلق ہوئی اور بدن کی تدابیرات میں مصروف ہوئی تو اس محویت واستغراق نے اسے اپنا پہلا وطن اور قدیم مسکن بھلا دیا۔ اب جوہر روح اس جسم فاسد سے کلی طور پر مشابہ ہو گیا اور محویت نے اس کی قوتوں کو ضعیف کر دیا اس کی شان وشکوہ کو مسخ کر دیا اب قوت کار بھی اس سے سلب ہوگئی اور قدرتیں بھی عنقا ہوگئیں، پھر جب اسے معرفت خداوندی اور محبت الٰہی نے اپنے دامن انس میں پناہ دی اور تدبیر بدن کے سمندر میں غوطے کم ہوئے اور عرشی وسماوی روحوں کے انوار کا پھر اس پر انعکاس ہوا اور انوار قدسیہ نے پھر اس کی دستگیری کی تو اس کی قوت رفتہ پھر پلٹی تو پھر وہی روح اس دنیا کے اجسام پر دوبارہ قوت پا کر متصرف ہونے لگ گئی اب اس میں ارواح فلکیہ والی قوت عود کر آئی اور یہ خارق عادت امور اس سے ظاہر ہونے لگ گئے اور یہی کرامت ہے۔

ایک اور تحقیقی وباریک بات کو بھی ملاحظہ فرماتے جائیں ہمارا مذہب ہے کہ انسانی روحیں اپنی ماہیت واصلیت میں مختلف ہیں کچھ قوی ہیں اور کچھ ضعیف ہیں کچھ نورانی ہیں اور کچھ ظلماتی اور کچھ اشراف ہیں اور کچھ ارزل بعینہ یہی کیفیت ارواح

فلکیہ کی بھی ہے ملاحظہ ہو جبریل علیہ السلام کے وصف میں ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿١٩﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿٢١﴾ (التکویر)

''بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، امانت دار ہے''۔

فرشتوں کی ایک اور جماعت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا (النجم:26)

''اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی''۔

اب آپ نے ارواح ملائکہ کے فرق کو بھی ملاحظہ فرمالیا۔ اب اگر ایک روح انسانی قوت قدسیہ سے اپنے عنصر کو قوی کر لے اپنے جوہر کو منور فرمالے وہ طبعاً علویت پسند ہوگی اور ان سب باتوں کے ساتھ وہ ریاضت وعبادت کے ذریعے اس عالم کون وفساد کے غبار و گدلاہٹ کو بھی اپنے چہرے سے زائل کردے تو لازماً اس میں چمک دمک آئے گی اور اس عالم کون وفساد کے ہیولیٰ پر پھر اسے تصرف حاصل ہو جائے گا۔ یہ سب تصرف معرفت خداوندی کے نور اور سرکار جلال وعزت کی ضو کی قوت سے ہوگا۔

اب ہم بیان کی عنان تھام رہے ہیں کیونکہ اس سے آگے دقیق اسرار اور عمیق احوال ہیں جو وہاں پہنچتا ہے وہی اس کی تصدیق کرتا ہے ہم دامن پھیلائے سوال کر رہے ہیں کہ خیرات کے سمجھنے میں اللہ کریم ہمارا معاون ہو۔

منکرین کرامات کے شبہات

جو لوگ کرامات اولیائے کرام کے منکر ہیں انہوں نے کرامات کے صدور پذیر نہ ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شبہات پیش کئے ہیں:

پہلا شبہ

اس شبہ پر منکرین کو بہت ناز ہے اور اسی کے سہارے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں طرز استدلال یوں ہے کہ خارق عادت اشیاء کے ظہور کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے دلیل قرار دیا ہے اگر یہی خارق عادت اشیاء نبی کے بغیر کسی اور سے بھی ظاہر ہونے لگیں تو پھر خارق عادت اشیاء دلیل نبوت نہیں رہیں گی کیونکہ مدلول کے بغیر اگر دلیل پائی جائے تو اس کا دلیل ہونا باطل ہو جاتا ہے (یعنی معجزہ یا خارق عادت) چیز دلیل ہے اور نبی اس کا مدلول ہے اگر دلیل کسی اور میں موجود ہے اور وہ نبی نہیں تو پھر دلیل باطل ہو جائے گی۔ (مترجم)

دوسرا شبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے بھی انہوں نے استدلال کیا ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کریم جل مجدہٗ سے نقل

فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ''لَنْ یَتَقَرَّبَ الْمُتَقَرِّبُوْنَ اِلَیَّ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِمْ'' (ہرگز کوئی تقرب کا متلاشی میرا تقرب ادائیگی فرض سے بڑھ کر نہیں پاسکتا) منکرین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ادائے نوافل سے زیادہ ثواب ادائے فرائض سے ہوتا ہے پھر جو فرض ادا کرتا ہے اسے تو کرامات حاصل نہیں ہوتیں تو ادائے نوافل کے ساتھ یہ کرامات کیسے وابستہ کی جاسکتی ہیں؟

تیسرا شبہ

اس آیت شریفہ سے بھی منکرین نے دلیل لی ہے: وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (النحل: 7) (کہ سواری کے جانور تمہارے سامان اس شہر تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے)۔ اگر اس ذریعے کے بغیر ولی ایک شہر سے کسی دوسرے شہر میں منتقل ہوجاتا ہے تو یہ اس آیت کریمہ کے خلاف ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تک بڑی تکلیف کے بعد کئی دنوں کے بعد تشریف لے گئے پھر یہ کیسے عقل کی بات ہوسکتی ہے کہ ولی صرف ایک دن میں اپنے شہر سے حج کے لئے جا پہنچے۔

چوتھا شبہ

منکرین کہتے ہیں کہ اگر یہ صاحب کرامات ولی کسی انسان پر دعویٰ کرے کہ اس نے میرا ایک درہم دینا ہے تو کیا ہم ولی مذکور سے گواہوں کو پیش کرنے کا مطالبہ کریں گے یا نہیں؟ اگر ہم گواہ مانگیں تو یہ فضول سی بات ہوگی کیونکہ کرامتوں کا اس سے ظہور اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جھوٹا نہیں تو اس دلیل قاطع کے ہوتے ہوئے گواہوں والی دلیل ظنی ہم کیسے طلب کرسکتے ہیں اور اگر ہم گواہ پیش کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی کے تارک بنتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْبَیِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِیْ (گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے) اب گواہ مانگیں تو یہ دلیل ظنی ہے اور اگر نہ مانگیں تو ترک حدیث ہے پھر یوں ہی کیوں نہ کہہ دیں کہ کرامت کا ماننا ہی باطل ہے تاکہ اس اعتراض سے بچ سکیں۔

پانچواں شبہ

جب کرامتوں کا ظہور بعض اولیائے سے جائز مانیں گے تو اس سے لازم آئے گا کہ باقی اولیاء سے بھی کرامات کا ظہور جائز ہو۔ جب سب سے ظہور کرامات ہوگا تو کرامات لاتعداد ہوجائیں گی چونکہ کرامت خارق عادت ہے جب کثرت ہوگی تو وہ خارق عادت نہ رہے گی بلکہ مطابق عادت ہوجائے گی اور جب مطابق عادت ہوئی تو معجزہ رہی اور نہ کرامت۔

شبہات کے جوابات

ان شبہات کا جواب علمائے اہل سنت نے یوں دیا ہے۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ولی کے لئے ولایت کا دعویٰ جائز ہے یا نہیں؟ محققین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ولایت کا دعویٰ ولی کے لئے جائز نہیں ان کے اس فیصلہ کے مطابق معجزات و کرامات میں بنیادی فرق ہے۔ معجزہ سے پہلے دعوائے نبوت ضروری ہے لیکن کرامت کے

لئے پہلے ولایت کا دعویٰ ضروری نہیں۔ اس فرق کا سبب یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام مخلوق کی طرف اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر ایمان کی دعوت دیں اور معصیت سے ہٹا کر اطاعت کے راستے پر گامزن کریں اب اگر وہ نبوت کا دعویٰ ہی نہ فرمائیں تو لوگ ایمان ہی نہیں لائیں گے اور ایمان نہ لانے کی صورت میں کفر کی دلدل سے نہ نکل سکیں گے جب وہ دعوائے نبوت کریں گے اور معجزات کا ان سے ظہور ہوگا تو لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے پتہ چلا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوائے نبوت کی غرض نفس کی عظمت کے لئے نہیں بلکہ اس سے مقصود مخلوق خدا پر شفقت ہے تا کہ اس دعوے کے بعد وہ کفر سے اسلام کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اب رہی بات ولی کے لئے ولایت کے ثبوت کی، تو اس ولی کی ولایت سے اگر کوئی بے خبر بھی رہ جائے تو وہ کافر نہیں ہوتا اور نہ اس کی ولایت کی معرفت سے ایمان ملتا ہے۔ اب ولایت کا دعویٰ شہوت و خواہش کے اظہار کا ذریعہ بن جاتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کے لئے نبوت کا دعویٰ کرنا واجب ہے اور ولی کے لئے ولایت کا دعویٰ جائز نہیں۔ اب فرق واضح ہو گیا اور شبہ اول اٹھ گیا، اب رہی بات دوسرے گروہ کی جو کہتا ہے کہ ولی کے لئے ولایت کا دعویٰ کرنا جائز ہے تو انہوں نے شبہ اول کے جواب میں معجزہ و کرامت کا فرق کئی طریقوں سے بیان کیا ہے پہلی بات یہ ہے کہ کسی سے خارق عادت کا ظہور اس بات کی دلیل ہے کہ وہ انسان گناہوں سے بری ہے تو پھر ایسا پاکدامن انسان نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ فعل (خارق عادت فعل) دعوائے نبوت میں اس کے سچا ہونے کی دلیل ہے اور اگر وہ دعوائے ولایت کرتا ہے تو یہ فعل اس دعوے میں اس کے صدق کی دلیل ہے تو پھر ظہور کرامات اولیائے کرام کے لئے موجب طعن نہیں بن سکتا اور اس طرح ان کے ظہور سے معجزات دلیل نبوت نہیں رہتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب نبی دعوائے معجزہ کرتا ہے تو اسے قطعی دلیل بھی سمجھتا ہے لیکن جب ولی کرامت کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے دلیل قطعی نہیں سمجھتا کیونکہ معجزہ کا ظاہر کرنا تو واجب ہے مگر کرامات کا ظہور کرنا لازمی نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ معجزے کا معارضہ کرنا اور مقابلہ میں آنا شرعاً سخت ممنوع ہے لیکن کرامت کے لئے عدم معارضہ واجب نہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ولایت کے دعوے کے بعد ظہور کرامت ولی کے لئے اسی وقت ہم جائز قرار دیتے ہیں کہ وہ اس نبی کے دین کو ماننے والا ہو جب وہ نبی کے دین کا ماننے والا ہوگا تو اس کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہوگا جو اس کی رسالت کی تائید کرے گا تو اس طرح یہ کرامت نبی کی نبوت کے لئے ذریعہ طعن نہیں ہوگی بلکہ باعث تقویت ہوگی (اب اتنا فرق ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ظہور کرامت سے نبوت کے لئے معجزے کا دلیل ہونا ختم ہو جاتا ہے، ایک بلا دلیل دعویٰ ہے جو قابل رد ہے)۔

اب رہا دوسرا شبہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف فرائض سے تقرب الٰہی نوافل کے تقرب سے زیادہ ہوتا ہے لیکن ولی تو فرائض و نوافل دونوں کے تقرب کا جامع ہوتا ہے تو واضح بات ہے کہ اس کا حال لازماً اس سے زیادہ قوی ہوگا جو صرف فرائض سے تقرب کا متلاشی ہوگا (حاصل جواب یہ ہے کہ ولی فرائض کا کوئی تارک تو نہیں ہوتا کہ اس کے صرف نوافل کا ذکر کر کے شبہ کیا جائے وہ تو جامع فرائض و نوافل ہوتا ہے لہٰذا صرف فرائض سے تقرب تلاش کرنے والے سے اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ (مترجم)

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ آیت شریفہ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (النحل: 7) لوگوں میں متعارف ومعہود معاملات پر محمول ہے تو کرامات کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ متعارف ومعہود نہیں بلکہ نادر ہیں تو گویا وہ آیت شریفہ کے عموم سے مستثنیٰ ہیں۔ بعینہٖ یہی جواب چوتھے شبہے کا بھی دیا جا سکتا ہے اور چوتھا شبہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِىْ سے پیدا کیا گیا ہے جواب یہ ہوگا کہ لوگوں میں مروج اور عام عادی باتوں کے لئے یہ قانون تھا چونکہ کرامت متعارف نہیں بلکہ نادر ہے لہٰذا وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

پانچویں شبہے کا جواب یہ ہے کہ مطیع قلیل ہوتے ہیں خود ذات باری کا ارشاد ہے: وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (میرے بندوں میں سے شکر گزار کم ہیں) ابلیس بھی ان کی قلت کا شاہد ہے کہتا ہے: لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (اللہ! تو ان انسانوں میں سے اکثر کو ناشکرا ہی پائے گا) جب گروہ اولیاء قلیل ٹھہرا تو ان سے اوقات نادرہ میں ظہور پانے والی کرامات خلاف عادت ہی رہیں گی لہٰذا اعتراض اٹھ گیا ہے

(آیئے اب ایک نئے مسئلہ کی طرف بڑھیں تا کہ خارق عادت اشیاء میں حق وباطل کی حیثیت سے فرق کر سکیں)۔ (مترجم)

کرامات واستدراج میں فرق

یہ بات خیال میں رہے کہ اگر کوئی آدمی کسی مراد تک پہنچ جائے اور اللہ کریم اس کا مقصد پورا فرما دے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ آدمی اللہ کے ہاں وجیہ اور مقرب ہے خواہ اس کی مراد مطابق عادت ہو یا مطابق عادت نہ ہو بلکہ خارق عادت ہو۔ کیونکہ اللہ کریم کا یہ عطیہ کبھی تو بندے کی عزت افزائی کے لئے ہوتا ہے اور کبھی یہ عطیہ استدراج کے طور پر بندے کو عطا ہو جاتا ہے۔ استدراج کو قرآن پاک نے کئی ناموں سے ذکر فرمایا ہے:

ا۔ استدراج

ارشاد خداوندی ہے: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (القلم) (قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی)۔ استدراج کا معنی یہ ہے کہ بندے کو دنیا میں اللہ کریم ہر وہ چیز عطا فرما دے جو اس بندے کی کجروی گمراہی اور جہالت میں اضافہ کا سبب بن جائے۔ یہ اشیاء اس کے لئے اللہ کریم سے دوری بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔ علوم عقلیہ میں تحقیقاً یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر کام کو بار بار دہرایا جائے تو اس کام کے کرنے پر ایک راسخ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے جب انسان کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اللہ کریم اس بندے کی مراد پوری بھی فرما دیتا ہے اور وہ اپنے مطلوب کو پالیتا ہے تو اسے ایک لذت سی حاصل ہو جاتی ہے اس لذت کا حصول اسے مزید دنیا کی طرف مائل کر دیتا ہے یہ میلان اسے مزید کوشش و جہاد پر آمادہ کرتا ہے۔ اب یہ میلان و کوشش اس آدمی کو ایک سے دوسرے کی طرف بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور یہ دونوں حالتیں درجہ بدرجہ قوی ہوتی جاتی ہیں اب جب وہ ان لذتوں میں کھو جاتا ہے تو لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ مقامات مکاشفات اور درجات معارف سے گرتا چلا جاتا ہے۔ اب جتنا میلان دنیا کی

طرف بڑھتا جائے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جائے گا حتیٰ کہ درجہ بدرجہ گرتے گرتے یہ بعد کامل بن جائے گا اور وصال خداوندی اور تقرب الٰہی ختم ہو جائے گا۔ یہ استدراج ہے۔

۲۔ مکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف) (اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے) نیز ارشاد ہے: وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (النمل) (انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے) نیز فرمان ہے: وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (آل عمران) (اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے)۔

۳۔ کید

ارشاد حق ہے: يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:142) (وہ اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا) نیز ارشاد ہے: يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ (البقرہ:9) (وہ فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو)۔

۴۔ املاء

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنْفُسِهِمْ ۗ إِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا إِثْمًا (آل عمران:178)

''اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں وہ ان کے لئے بھلا ہے ہم تو اس لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ گناہ میں بڑھیں''۔

۵۔ اہلاک

ارشاد ربانی ہے: حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنٰهُمْ (الانعام:44) (یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا) فرعون کے بارے ارشاد ہوا:

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ (القصص)

''اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا''۔

ان آیات الٰہیہ سے ثابت ہوا کہ مرادوں تک پہنچنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ایسا آدمی درجات کمالات کو پا چکا ہے یا وہ نیکیوں اور خیرات کو حاصل کر چکا ہے۔

فرق

اب رہی یہ بات کہ کرامات واستدراجات میں کیا فرق ہے تو آیئے ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ صاحب کرامت کو ظہور کرامت کے وقت انس وخوشی میسر نہیں ہوتی بلکہ اسے اللہ کا خوف آلیتا ہے اور قہر خداوندی سے وہ زیادہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اسے خوف ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں استدراج نہ ہو۔ لیکن صاحب استدراج کا معاملہ بالکل دوسرا ہوتا ہے وہ اپنے استدراج کو دیکھ کر انس وخوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے یہ کرامت (استدراج) بطور استحقاق ملا ہے اب وہ اپنی عظمت کو پا کر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے اس میں غرور پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کریم کے عتاب وگرفت سے وہ خود کو مامون سمجھنے لگ جاتا ہے۔ سوئے عاقبت سے نڈر ہو جاتا ہے اب اگر دیکھنے والا ایسے حالات ملاحظہ کرتا ہے تو اسے یقین کر لینا چاہئے کہ یہ صاحب کرامت نہیں بلکہ صاحب استدراج ہے، اسی بنا پر ہمارے محققین فرماتے ہیں کہ حضور خداوندی عموماً انقطاع کرامات کے قیام پر ہی آ کر ہوتا ہے اسی لئے محقق اولیا کرامات کے اظہار سے اس طرح خوف کھاتے جس طرح مصیبت وبلا سے خوف کھایا جاتا ہے، کرامات (1) سے انس طریق حق سے قاطع ہوتا ہے اسے کئی دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

دلیل اول

جب آدمی اپنے آپ کو مستحق کرامت سمجھنے لگتا ہے تو اس میں غرور سمانے لگ جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اس کرامت کا مستحق نہ ہوتا تو اسے خوشی نہ ہوتی بلکہ اس کی خوشی کرم خداوندی اور اس کے فضل پر موقوف ہوتی اپنے نفس پر نہ ہوتی، ثابت ہوا کہ کرامت پر خوشی اسے اپنے نفس کی خوشی سے بڑھ کر ہے اور یہ خوشی اس بنا پر ہے کہ وہ اپنے آپ کو مستحق کرامت سمجھتا ہے۔

یہی خوشی تو اصل جہل ہے کیونکہ فرشتوں نے کہا تھا لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرہ: 32) (ہم وہی کچھ جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھلایا ہے) اور اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (الانعام: 91) (اور اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی)۔

اور یہ یقینی دلیل سے ثابت ہے کہ مخلوق میں سے کسی کا اللہ پر حق نہیں۔ اب کرامت پر استحقاق اس شخص کو کیسے حاصل ہو گیا، (یعنی وہ اپنے آپ کو مستحق کرامت سمجھ کر اللہ پر اپنا حق جتلا رہا ہے اور ایسا حق کسی کو اللہ پر حاصل نہیں اور اسی حق نے اس میں غرور پیدا کر دیا ہے اور یہ غرور کرامت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے لہٰذا محققین یہ کہنے میں حق بجانب ہوئے کہ کرامات حضور خداوندی سے مانع بن جاتی ہیں اور ایسا آدمی کرامات میں کھو کر ذات برحق سے کٹ جاتا ہے۔ مترجم

دلیل دوم

کرامات حق تعالیٰ کی مغایر ہیں۔ اب کرامت دکھا کر خوش ہونے والا ایسی چیز پر خوش ہوتا ہے جو حق نہیں اور غیر حق کے ساتھ خوشی حجاب حق ہے اور جو چیز حق سے محجوب کرے وہ خوشی وسرور کے قابل نہیں (نتیجہ یہ نکلا کہ کرامت نے خوشی پیدا کی تو

حاجب حق ہوئی لہٰذا وہ کرامت بھی نہ رہی بلکہ استدراج ہو گیا اور جب حاجب حق ہوئی تو محققین کی یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ کرامات دربارِ خداوندی سے انقطاع کا سبب بن جاتی ہیں۔ مترجم)

دلیل سوم

جو شخص اپنے جی میں اس اعتقاد کو بٹھا لیتا ہے کہ وہ اپنے عمل کی وجہ سے مستحق کرامت ہو گیا ہے تو اس کے دل میں اس عمل کا بڑا مرتبہ اور عظمت بن جاتی ہے اور جو اپنے کام و عمل کو وقیع سمجھتا ہے وہ تو سراسر جاہل ہے۔ اگر وہ عارف ہوتا تو اسے پتہ چلتا کہ مخلوق کی سب اطاعت کیشیاں اللہ کریم کے جلال کے مقابلے میں سراپا تقصیر ہیں اور اس ذات کریم کی نعمتوں اور عطاؤں کے مقابلے میں ساری مخلوق کا شکر سراسر قصور و فتور ہے اور اس ذات کی عزت و شکوہ کے مقابلے میں مخلوق کی ساری معرفتیں اور علوم صرف حیرت و جہالت ہیں۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک قاری نے حضرت استاد ابو علی دقاق کی محفل میں اللہ کریم کا یہ ارشاد پڑھا: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر: 10) (اس کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے) تو حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے عمل کو اس لئے اٹھا لیا کہ وہ آپ کے پاس نہ رہے کیونکہ جو عمل آپ کے پاس مرغوب نظر ہو کر رہے وہ مدفوع (غیر مقبول) ہے اور جو آپ کے پاس نہ رہے وہ مرفوع و مقبول ہے۔

چوتھی دلیل

صاحب کرامت کو اس لئے کرامت عطا ہوئی تھی تا کہ وہ سرکار خداوندی میں مسکینی و تواضع کا سرمایہ لے کر حاضری دے جب وہ کرامت کے اظہار کے بعد جبروت و تنفر اور غرور و تکبر کے راستے پر چل پڑا تو وہ ذریعہ ہی جاتا رہا جس کے سہارے وہ کرامت تک پہنچا تھا تو اظہار کرامت اسے راہ وصال سے کاٹ گیا لہٰذا یہ اظہار مردود ٹھہرا۔ اسی بنا پر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی ذات شریفہ کے مناقب و فضائل شمار فرمائے تو ہر منقبت کے بیان کے بعد یہ ضرور فرمایا وَلَا فَخْرَ (مجھے اس اعزاز و اکرام پر ناز نہیں) میرا سارا ناز یہ کرم گستریاں کرنے والے اور جود و نوال کا دستر خوان بچھانے والے پر ہے۔

پانچویں دلیل

ابلیس و بلعام کے حق میں بہت سی کرامات کا ظہور ہوا مگر جب وہ سرکشی و غرور کے راستے پر چل نکلے تو ابلیس کے حق میں ارشاد ہوا: وکان من الکافرین (وہ کافروں سے تھا) اور بلعام کو کہا گیا: فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ (الاعراف: 177) (اس کی مثال تو کتے کی مثال ہے)۔ اسرائیلی علماء کے لئے فرمایا گیا: مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعہ: 5) (ان کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم عدولی کی، گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے پھرتا ہے) اسرائیلی علماء کے لئے یہ بھی ارشاد ہوا: وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ (آل عمران: 19) (اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا اپنے

دلوں کی جلن سے) ان سب آیات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ظلمات و گمراہیوں کا صرف اس لئے شکار ہوئے کہ وہ اپنے علم و زہد پر اترانے اور ناز کرنے لگ گئے تھے (تو اظہار کرامت باعث ناز و غرور بنتا ہے اور غرور سبب دوری ہے لہٰذا اظہار کرامات سے دوری کا پیدا ہونا امر ممکن ہے لہٰذا اخفاء بہتر ٹھہرا۔ مترجم)

چھٹی دلیل

کرامت اکرام و عظمت بخشنے والے خدا کا غیر ہے اور جو اس ذات کریم کا غیر ہے وہ ذلیل ہے اور جو ذلیل کے سہارے عظمت کا متلاشی ہے وہ بھی ذلیل ہے اسی نکتہ کے پیش نظر تو حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا تھا: مجھے جبریل آپ کی حاجت نہیں۔ اب فقر کے ذریعے غنا کا طالب بے چارہ سراپا فقر ہے اور عاجز کے ذریعے قوت حاصل کرنے والا عاجزی کا شکار ہے۔

اگر کوئی ناقص کے ذریعے طالب کمال ہے تو وہ مجسمۂ نقصان ہے، فانی و محدث کے سہارے خوش ہونے والا احمق ہے۔ سراپا توجہ الی الحق کا نام اخلاص ہے۔ ثابت ہوا کہ فقیر جب کرامت کا اظہار کر کے خوش ہوگا تو وہ اپنے مقام سے گر جائے گا ہاں اگر کرامات میں مشاہدہ ذات کریم کا ہو اور عزت پا کر نظر عزت بخشنے والے کی طرف اٹھتی ہو اور مخلوق کو دیکھ کر خالق کے مشاہدے میں مستغرق ہو تو پھر وصول کی راہیں متحقق ہو جاتی ہیں۔

ساتویں دلیل

اپنے نفس اور اس کی صفات پر ناز کرنا ابلیس و فرعون کا طریقہ ہے۔ ابلیس نے ناز سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (الاعراف: 12) (میں آدم سے بہتر ہوں) فرعون ناز سے بولا اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ (الزخرف: 51) (کیا میرے پاس مصر کی بادشاہت نہیں) خدائی اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی غرض بھی تو اپنے نفس کی تزئین ہوتی ہے اور وہ بھی تو اس دعوے کے ذریعے حرص و غرور کو طاقت دیتے ہیں (پھر ان کے غرور اور اس ولی کے غرور میں کیا فرق رہا جس نے اپنے نفس کی عظمت کے لئے کرامت کا سہارا لیا اور کرامت کے ذریعے اس کے نفس میں غرور نے جنم لیا۔ مترجم) اسی وجہ سے تو رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین چیزیں مہلک ہیں اور ان تین کو بیان فرماتے ہوئے اس فقرے پر ختم فرمایا کہ آدمی کا اپنے نفس کے لئے غرور کا سامان پیدا کرنا۔

آٹھویں دلیل

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ (الاعراف) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ (الحجر) (تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر کرنے والوں میں ہو۔ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو)۔ جب عطیۂ عظیم سے نوازا تو ارشاد ہوا کہ عطا فرمانے والے کی خدمت میں مشغول ہو جا عطیہ کو پا کر خوش نہ ہو۔

نویں دلیل

اللہ کریم نے جب اپنے محبوب رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ اختیار دیا کہ وہ بادشاہ نبی بنیں گے یا عبد نبی تو حضور کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہت کو چھوڑ دیا حالانکہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے شاہی مشرق و مغرب تک کی کرامات بلکہ معجزات پر مشتمل ہوتی لیکن اس کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاہی پر عبودیت کو ترجیح دی کیونکہ جب عبد ہوں گے تو ان کے سارے افتخار و ناز کا مرجع مولیٰ کریم ہوگا اور جب شاہ ہوں گے تو ان کا سارا ناز اپنے خدام و غلمان پر ہوگا اور مولیٰ سے توجہ ہٹ جائے گی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبودیت کو اختیار فرمایا تو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کے الفاظ سنت ٹھہرے اور واقعہ معراج میں بھی اس عبودیت کا یوں اظہار ہوا: سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ (بنی اسرائیل: 1) (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات ہی رات سیر کرائی)۔

دسویں دلیل

محب مولیٰ مولیٰ ہے اور اسی طرح جو چیز مولیٰ کی ہے وہ بھی مولیٰ نہیں بلکہ غیر ہے جو مولیٰ کا محب ہے وہ غیر مولیٰ کی وجہ سے نہ تو خوش ہوتا ہے اور نہ ہی مانوس، اگر غیر مولیٰ کے ساتھ انس ہو یا اس کے ساتھ خوشی وابستہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ محب مولیٰ نہیں تھا، بلکہ وہ اپنے نفس کے حصے اور نصیب کا محب تھا۔ اب واضح بات ہے کہ نفس کا حصہ و نصیب نفس کے لئے طلب کیا جاتا ہے مولیٰ کے لئے نہیں تو اب یہ صاحب بھی اپنے نفس کے محب ہوئے مولا کے نہیں مولیٰ اس کا محبوب و مطلوب نہیں تھا بلکہ اپنے مرغوب کے حصول کے لئے وہ مولا کو وسیلہ بنا رہا تھا۔ (یعنی خواہش نفس پوری کرنے کے لئے مولیٰ کو استعمال کر رہا تھا) اور صنم اکبر تو یہی نفس ہے جس کی شہادت خود قرآن حکیم میں موجود ہے۔ فرمان خداوندی ہے: اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (جاثیہ: 23) (بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا)۔ اب یہ خواہش پرست انسان تو سب سے بڑے بت کا پجاری ہوا، محققین ملت نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ کسی بھی بت کی عبادت اتنی نقصان دہ نہیں جتنی نفس پرستی نقصان دہ ہے اور بتوں کی پوجا اتنی خوفناک نہیں جتنی خوفناک کرامات پر خوشی ہے۔

گیارہویں دلیل

ارشاد خداوندی ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق) (اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے)۔ یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ سے نہیں ڈرتا اور ذات اقدس پر توکل نہیں کرتا تو اسے یہ افعال و اعمال حاصل نہیں ہوتے۔

کیا ولی کو علم ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے؟

حضرت استاذ ابوبکر بن فورک فرماتے ہیں: ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا اور حضرت استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم ہوتا ہے پہلے گروہ کے دلائل یہ ہیں جن سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا۔

پہلی دلیل

اگر کسی آدمی کو پتہ چل جائے کہ وہ ولی اللہ ہے تو اسے امن مل جاتا ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس) (سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم)۔ مگر امن کا حصول جائز نہیں تو پھر علم ولایت بھی ولی کے لئے جائز نہ ہوگا۔ امن (1) کا حصول ناجائز ہونے پر ان لوگوں نے یہ وجوہات استدلالاً پیش کی ہیں:

وجۂ اول

ارشاد ربانی ہے: فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (الاعراف) (تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے) اس طرح ناامیدی بھی اس قول شریف کی وجہ سے ناجائز ہے: اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (یوسف) (بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر) نیز اس ارشاد سے بھی: وَ مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝ (الحجر) (اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوئے مگر وہی جو گمراہ ہوئے) ان آیات شریفہ کا مطلب یہ ہوا کہ امن اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ کریم کے متعلق عقیدۂ عجز تسلیم کر لیا جائے اور ناامیدی تب ہی آتی ہے جب مولا کریم کے متعلق عقیدۂ بخل تسلیم کر لیا جائے حالانکہ اللہ کریم کے متعلق یہ دونوں عقیدے رکھنا کفر ہے تو پھر لامحالہ امن و ناامیدی دونوں کفر ہوں گے۔ (مطلب یہ کہ جو کہتا ہے میں امن میں آ گیا ہوں وہ دراصل یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب مجھے میدان امن سے نکال نہیں سکتا تو گویا اللہ عاجز ہوا اور جو کہتا ہے میں مایوس ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب میرا مقصد پورا کرنے سے اللہ کریم بخل کر رہا ہے تو امن و یاس نے اسے اللہ کریم کو بخیل کہنے پر آمادہ کیا اور یہ دونوں باتیں اسلامی نکتۂ نگاہ سے کفر ہیں۔ لہٰذا امن پیمبر کفر ہوا اور جو چیز امن دے رہی تھی اس کا علم ناجائز ٹھہرا۔ مترجم

وجۂ ثانی

طاعات خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں قہر خداوندی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جب قہر ان طاعات پر غالب ہے تو پھر حصول امن کی حقیقت کیا ہے؟

وجۂ ثالث

امن کا تقاضا تو یہ ہے کہ عبدیت ختم ہو جائے جب عبودیت و خدمت ختم ہوگی تو ان کی جگہ عداوت آ جائے گی اور امن خوف کو ختم کر دے گا۔ (عبودیت، خدمت اور خوف ضروری ہے لہٰذا امن نہیں ملے گا تو جو چیز حصول امن کی دلیل تھی وہ غلط ثابت ہو جائے گی لہٰذا ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ورنہ یہ ساری قباحتیں لازم آئیں گی۔ مترجم)

وجۂ رابع

اللہ کریم نے مخلصوں کی مدح یوں فرمائی: وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝ (الانبیاء) (اور ہمیں

پکارتے تھے عجز اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں) رغبت (1) و رہبت کے یہ معانی علماء سے منقول ہیں انہیں ہمارے ثواب کی رغبت اور ہمارے عتاب سے خوف ہے ہمارے فضل و کرم کی رغبت ہے اور ہمارے عدل کا خوف ہے، ہمارے وصال کی رغبت ہے اور ہمارے فراق کا خوف ہے۔ یہ سب معانی اپنے اپنے مقام پر ٹھیک ہیں مگر زیادہ مناسب یہ ہے کہ یوں مطلب بیان کیا جائے کہ ہماری ذات میں انہیں رغبت ہے اور ہماری ذات سے ہی انہیں خوف ہے۔ رَغْبًا فِيْنَا وَرَهْبًا مِنَّا

دوسری دلیل ملاحظہ ہو:

دوسری دلیل

ولی کا ولی ہونا اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ اللہ کریم اسے محبوب رکھتے ہیں۔ اس طرح نہیں کہ وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے۔ دشمن کی پہچان بھی یہی ہے کہ اللہ اسے دشمن رکھتا ہو۔ اب فرمایئے کہ اللہ کریم کی محبت اور اس کی ذات پاک کی عداوت تو اسرار الٰہیہ ہیں ان کا علم کسے اور کیسے ہوگا؟ یہ بندوں کی طاعت کیشیاں اور عباد کی ستم شعاریاں اور سرکشیاں اللہ کریم کی محبت و عداوت پر کیسے اثر انداز ہوسکتی ہیں جبکہ یہ محدث ہیں اور صفات الٰہیہ قدیم اور غیر متناہی ہیں کیا محدث و متناہی بھی قدیم و غیر متناہی پر غالب آسکتا ہے؟ اگر تسلیم بھی کرلیں کہ ان محدث و متناہی کا اعتبار ہے تو ملاحظہ فرمایئے کہ بندہ بسا اوقات عین معصیت میں مبتلا ہوتا ہے مگر قسام ازل جلّ مجدہ نے اسے عین محبت عطا فرما رکھی ہوتی ہے اور بندہ کی حالت بسا اوقات عین طاعت ہوتی ہے مگر اس کی قسمت میں قلم ازل نے عین عداوت لکھی ہوتی ہے تو پھر تحقیقی بات یہ ہوئی کہ اللہ کریم کی محبت اور عداوت اس ذات بے ہمتا کی صفات ہیں اور صفات حق محتاج علل نہیں ہوتیں تو جس ذات کی محبت علت کی محتاج نہ ہو اس کی عداوت بھی معصیت کی علت کی محتاج نہیں ہوگی اور اگر اس ذات کی عداوت کسی علت کی وجہ سے نہ ہو تو وہ طاعت کی علت کی وجہ سے محب بھی نہیں ہوسکتا۔ پتہ چلا کہ اللہ کریم کی محبت و عداوت اسرار الٰہیہ ہیں اور ان کی اطلاع نہیں ہوتی اسی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ (المائدہ) (تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے، بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کو خوب جاننے والا)۔

تیسری دلیل

کسی کے ولی ہونے کا حکم اور اس کے مستحق ثواب و جنت ہونے کے حکم کا تعلق خاتمہ سے ہے اس کی دلیل یہ ارشاد ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 160)

''جو ایک نیکی لائے اس کے لئے اس جیسی دس ہیں''۔

یہاں لفظ جَآءَ استعمال ہوا ہے عمل نہیں اگر عمل ہوتا تو مطلب ہوتا کہ جس نے کردیا مگر جَآءَ کا مطلب ہے جو حسنہ لے کر آیا۔ اب صرف کام کرنا کافی نہ ہوا بلکہ اس کے انجام کو لے کر آنا ہوا تو انجام سے مراد خاتمہ ہی ہے۔ لہٰذا استحقاق ثواب کا

1۔ رغبت و رہبت کے معانی

مدار خاتمہ پر ہوگا ابتدائے عمل پر نہیں اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ایک آدمی کی ساری زندگی کفر کی نذر ہو جائے مگر انجام و خاتمہ اسلام پر ہو تو وہ مستحق ثواب ہے اگر بات اس کے الٹ ہے تو مستحق ثواب بھی نہیں اس سے بھی ثابت ہوا کہ اعتبار انجام کار پر ہوتا ہے آغاز کار پر نہیں۔ اسی لئے تو مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (الانفال: 38)

''تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا''۔

یہاں بھی اعتبار انتہائے کفر اور ترک کفر کا ہے۔ اب سب آیات سے ثابت ہوا کہ دوستی و دشمنی، استحقاق ثواب و عذاب کا مدار خاتمے پر ہے اور خاتمے کا کسی کو علم نہیں تو پھر ولی کو بھی اپنے ولی ہونے کا خاتمہ سے پہلے علم نہ ہوگا۔ یہ تو تھے ان حضرات کے دلائل جو فرماتے ہیں کہ ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم نہیں ہوتا۔

ولی کو اپنی ولایت کا علم ہوتا ہے

اب آیئے ان حضرات کی طرف جو کہتے ہیں کہ ولی کو اپنے ولی ہونے کا پتہ ہوتا ہے تو انہوں نے یوں استدلال کیا ہے کہ ولایت کے دو رکن ہیں: پہلا یہ کہ وہ شخص دنیائے ظاہر میں مطیع شریعت ہو اور دوسرا یہ کہ وہ عالم باطن میں نور حقیقت میں مستغرق ہو۔ جب یہ دونوں رکن حاصل ہوں اور انسان ان کے حصول کو پہچان لے تو لازماً اسے اپنی ولایت کا علم ہو جاتا ہے۔ دنیائے ظاہر میں شریعت کا منقاد ہونا امر واضح ہے جو محتاج بیان نہیں عالم باطن میں نور حقیقت میں استغراق کا مطلب یہ ہے کہ اس کی خوشی اطاعت خداوندی سے ظہور پاتی ہے اور یاد خدا سے اسے دولت انس ملتی ہے اور غیر اللہ میں سے کسی چیز سے اسے سکون و قرار نہیں ملتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں بڑی گہری اور کثیر غلطیاں صدور پا سکتی ہیں اور پھر فیصلہ دشوار ہو جاتا ہے۔ تجربہ خطرات سے بھر جاتا ہے اور یقین دھوکہ ثابت ہوتا ہے۔ عالم ربوبیت تک وصول سے پہلے لاتعداد نوری و ناری پردے ہیں اور اسرار کی حقیقت اللہ جانتا ہے (لہٰذا کسی کو جزماً اپنی ولایت کا علم ہونا بہت مشکل مسئلہ بن جاتا ہے)۔

حضرت نابلسی اصلیت ولایت بتاتے ہیں

سیدی عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ''الطریقۃ المحمدیۃ'' میں امام برکوی کے قول: كَرَامَاتُ الْاَوْلِيَآءِ حَقٌّ کی شرح میں لکھا ہے کہ کرامت ایسی خارق عادت بات کا نام ہے جس کا ظہور بطور تحدی و مقابلہ نہیں ہوتا اور یہ ایسے آدمی سے صدور پذیر ہوتی ہے جس کا ظاہر ٹھیک ہو اور صلاح رکھتا ہو وہ شخص کسی نبی کا پیرو ہو اور اس کا اعتقاد و عمل بھی درست ہو، جب یہ ارشاد ہوا کہ اس میں تحدی و دعویٰ نہیں ہوتا تو یہ معجزہ سے الگ ہو گئی جب یہ فرمایا کہ ظاہر الصلاح ہو تو معونت اس قید سے خارج ہو گئی جو عام مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی صدور پذیر ہو سکتی ہے تاکہ وہ مشکلات و مکروہات سے بچ سکیں، جب صحیح الاعتقاد کہا تو اس سے استدراج خارج ہو گیا جب کسی نبی کی اطاعت و پیروی کی بات کی تو اس سے وہ خارق عادت باتیں خارج ہو گئیں جو جھوٹوں کے جھوٹ کی تائید کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کی مثال مسیلمہ کذاب کا ایک میٹھے کنوئیں میں اس غرض سے تھوکنا ہے

کہ پانی میں اضافہ ہو اور مٹھاس بڑھے مگر وہ نمکین اور کڑوا ہو جاتا ہے جیسا کہ لقانی نے یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ حضرت نابلسی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ کرامات کا ظہور زندہ و مردہ دونوں قسم کے اولیاء سے ہوتا ہے کیونکہ موت آ کر نہ ولی کی ولایت کو ختم کرتی ہے اور نہ ہی نبی کی نبوت کو۔ اس کی شرح ہم پہلے کر چکے ہیں۔

علامہ تفتازانی ولی کی تعریف کرتے ہیں

اولیاء لفظ ولی کی جمع ہے اور ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو۔ وہ تا حد امکان طاعات پر مواظبت کرتا ہے اور معاصی سے بچتا ہے وہ لذات و شہوات میں انہماک سے بھی روگردانی کرتا ہے۔ یہ وہ تعریف ہے جو علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح العقائد'' میں تحریر فرمائی ہے۔ اس تعریف کی قیود ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ وہ فرماتے ہیں: لذات و شہوات میں انہماک نہ ہو اب اگر شہوات و لذات انہماک کے بغیر ہوں تو وہ اس تعریف سے خارج ہوں گی یعنی اگر وہ بلا تکلف میسر ہوئی ہیں اور اس نے اپنی جان کو ان سے روکا نہیں تو اس کے لئے اس حد تک کہ انہماک نہ ہو، حلال ہیں۔ اولیائے کرام کی کرامات کا حق ہونا حضرت مریم علیہا السلام کے واقعے سے نص قرآنی سے ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ثابت ہے اور یہ بھی ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (آل عمران: 37)

''جب زکریا (علیہ السلام) اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں اللہ کے پاس سے ہے''۔

سیدہ مریم حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں ان کے علاوہ سیدہ کے پاس اور کوئی نہیں جا سکتا تھا جب وہ اس کے پاس سے واپس ہوتے، سات دروازے بند کر کے آتے جب تشریف لاتے تو سرما کے پھل گرمی میں اور گرما کے پھل سردی میں ان کے پاس موجود پاتے انہیں حیرانی ہوئی اور مندرجہ بالا الفاظ میں ان سے سوال کیا۔ جناب مریم علیہا السلام کا جواب تھا کہ یہ عطائے ربانی ہیں جسے وہ ذات چاہتی ہے بغیر حساب رزق عطا فرماتی ہے اسی طرح دوسری نص قرآنی جس سے کرامت اولیاء ثابت ہوتی ہے، اصحاب کہف کا واقعہ ہے کہ وہ سال ہا سال تک کھائے بغیر غار میں زندہ رہتے ہیں۔ تیسری نص قرآنی آصف بن برخیا کا وہ واقعہ ہے جس میں وہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے لے آتے ہیں۔ اب رہی بات امت کی تو اگرچہ تفاصیل تو حکم آحاد میں ہیں مگر یہ تواتر معنوی ہے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد آج تک صالحین عالی مقام سے کرامات صادر ہوتی رہی ہیں۔ (قالہ اللقانی)

منکرین کرامات بدعتی ہیں

''مقاصد المقاصد'' کی شرح میں علامہ دلجی فرماتے ہیں کہ بدعتیوں کی طرف سے کرامات کا انکار کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ نہ تو ان کی اپنی جانیں ایسی باتوں کا منبع ہیں اور نہ ہی وہ اپنے قائدین سے ایسی باتیں سن سکے ہیں حالانکہ وہ عبادات

ومجاہدہ میں مصروف تھے اور سیئات سے بچتے تھے۔اب جب نہ وہ خود صاحب کرامت تھے اور نہ ہی ان کے عظماء کو یہ دولت ملی تھی تو ان اہل بدع وہواء نے اولیائے امت پر اعتراضات شروع کر دیئے ان کے گوشت کو نوچنا شروع کر دیا اور ان کی کھال کھینچنی چاہی۔ان کم بختوں کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ امر ولایت کا مدار عقیدے کی طہارت، باطن کی صفائی، طریقت کی پیروی اور حقیقت کے انتخاب پر مبنی ہے، مجھے کچھ اہل سنت فقہاء پر حیرانی ہے کہ وہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بگڑے جس میں آتا ہے کہ وہ ایک ہی دن بصرہ اور مکہ میں دیکھے گئے۔اس فقیہ نے فتویٰ دے دیا کہ جو اس بات کو جائز سمجھتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے جو اس موضوع پر علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔علامہ نسفی سے پوچھا گیا کہ کہا جاتا ہے کہ کعبہ مکرمہ کسی ولی کا طواف کیا کرتا تھا۔کیا یہ بات کہنا جائز ہے؟ تو علامہ نسفی نے فرمایا: بطور کرامت اہل ولایت سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو خارق عادت اور ناقص طبیعت ہوتی ہیں یہ اہل سنت کے نزدیک جائز ہیں اور مسافت بعیدہ تھوڑے سے وقت میں طے کرنا بھی ایسی ہی بات ہے اسی عقیدہ کی بنیاد پر (کہ کرامت ولی حق ہے)۔

حنفی وشافعی فقہاء کی نگاہ میں

حنفی اور شافعی فقہائے کرام نے بہت سے شرعی مسائل حل فرمائے ہیں، کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں:

ا۔علامہ ابن ہمام نے اپنی کتاب "فتح القدیر" کے باب ثبوت النسب میں تحریر فرمایا ہے کہ بیوی کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کا فراش (نکاح) قائم ہو اور دخول کے امکان کا اعتبار نہیں ہے بلکہ نکاح دخول کے قائم مقام ہوگا جیسا کہ ایک مشرق کا رہنے والا مغرب میں رہنے والی سے شادی کرے حق یہ ہے کہ تصور شرط ہے (اور تصور نکاح کی صورت میں قائم ہے) اسی قاعدہ کی بناء پر یہ مسئلہ متفرع ہے کہ اگر ایک بچے کی بیوی بچہ جن دے تو بچے کا نسب (1) اس خاوند سے ثابت ہو جائے گا) کیونکہ کرامات اولیاء ایک ثابت حقیقت ہیں لہٰذا یہ خاوند بھی صاحب خطوہ ہوگا یا پھر جن ہوگا (صاحب خطوہ ولی وہ ہوتا ہے جس کے لئے کائنات کی وسعتیں محدود ہو کر رہ جاتی ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں اس کے قدم پہنچ جاتے ہیں)۔

۲۔علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی صاحب کمال پر سورج ایک شہر میں غروب ہوا اور وہ صاحب خطوہ ہو اور وہ دوسرے مطلع تک پہنچ جائے اور وہاں سورج غروب نہ ہوا ہو اور وہ پہلے شہر میں نماز مغرب پڑھ آیا ہو تو اس دوسرے مطلع میں اسے بعد نماز مغرب کا اعادہ نہیں کرنا پڑے گا۔

طعام وشرب اور لباس کا وقت ضرورت موجود ہو جانا جیسا کہ بہت سے اولیائے کرام سے ظہور پذیر ہوا، یا فضا میں اڑنے لگ جانا جس طرح حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت لقمان سرخسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے منقول ہے یا پانی پر چلنے لگ جانا یا جمادات وعجماء (جانور اور پرندے) سے کلام کرنا (2) اور اسی قسم کی دیگر خارق عادت اشیاء جو اولیائے کرام سے ان کی عظمت وتکریم من اللہ کے طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں، سب برحق ہیں اگر یہ اللہ کے کسی رسول سے سرزد ہوں تو معجزہ ہیں

1۔ثابت نہیں ہوگا لیکن اگر مغرب میں رہنے والی (مشرق میں رہنے والے خاوند سے بچہ جن دے تو بچے کا نسب اس خاوند سے ثابت ہو جائے گا۔مترجم)

2۔کرامات بعد از وفات بھی ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

خواہ انکا صدور وفات رسول سے بعد ہی کیوں نہ ہو معجزہ کے لئے نبی کا اس عالم آب وگل میں ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے وصال شریف کے بعد بھی ظہور معجزہ ممکن ہے یہی حال کرامت ولی کا ہے کہ کرامت بھی ولی کی وفات کے بعد صادر ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امام یافعی کی نگاہ میں

اب مزید آگے بڑھیں اور کرامت کے حق ہونے پر حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''نشر المحاسن الغالیہ'' کا مطالعہ فرمائیں انہوں نے بہت سے اہل سنت کے اکابر ائمہ کرام اور مشائخ عظام سے بطور کرامت اولیاء اللہ سے خارق عادت اشیاء کے صدور کو نقل کیا ہے وہ عظیم علماء یہ ہیں:

امام الحرمین، ابوبکر باقلانی، ابوبکر بن فورک، حجۃ الاسلام امام غزالی، فخر الدین رازی، ناصر الدین بیضاوی، محمد بن عبد الملک سلمی، ناصر الدین طوسی، حافظ الدین نسفی اور ابو القاسم قشیری ان سب حضرات کی عبارات نقل فرمانے کے بعد امام یافعی لکھتے ہیں: یہ وہ دس عظیم المرتبت آئمہ ہیں جن کی محققانہ تصنیفات اور عالمانہ کلام اہل سنت کے ہاں عقائد کے بارے میں معتبر ہے میں نے انہی پر اکتفا کیا ہے کیونکہ کثرت تعداد کی ضرورت نہیں (بلکہ لکھنے والے کے علم کی عظمت کافی ہے) اگر ان دس میں سے بھی کچھ بیان ہو جاتے تو وہی کافی ہوتے۔ ان دس کے دس نے کہا کہ کرامت و معجزہ میں فرق صرف تحدی (اعلان و مقابلہ) کا ہے ان میں سے کوئی بھی جنس و عظمت میں کرامت کو معجزہ کے مغایر نہیں سمجھتا۔

امام قشیری کی رائے

اب ذرا امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ملاحظہ فرماتے جائیں آپ اپنے شہرہ آفاق رسالہ ''رسالہ قشیریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے کیونکہ یہ ظہور ایک امر موہوم ہے جو عقل میں حدوث پذیر ہوتا ہے اور جب یہ امر حاصل ہو جائے اور کرامت ظاہر ہو جائے تو اس سے شریعت کے کسی اصول پر زد نہیں پڑتی تو اگر شریعت پر زد بھی نہ پڑے اور اس کی ایجاد و وجود پر اللہ کریم کی قدرت کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا حرج ہے جب وہ قدرت خداوندی میں ہے تو اس کے حصول کے جواز سے کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ پھر کرامت کا ظہور اس بات کی صداقت کی بین دلیل ہے کہ جس ولی سے کرامت ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے احوال میں صادق ہے جو صادق نہیں ہوتا اس سے ایسی کرامات کا ظہور نہیں ہوتا۔ استدلالی انداز سے اپنے احوال میں صادق ولی اور اس کے خلاف مفتری و مبطل میں فرق ایک امر موہوم ہوتا ہے لہذا مفتری میں ایسی خارق عادت کا وجود نہیں ہوتا اور ولی صادق الاحوال میں ہوتا ہے یہی کرامت ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اس کرامت کا خارق عادت اور ناقص طبیعت ہونا ضروری ہے اور اس کا ظہور ولی سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے ذریعے اس کے حال کی تصدیق ہو سکے۔ کرامات و معجزات میں فرق کرنے کے لئے لوگوں نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔

امام اسفرائینی کی رائے

امام ابو اسحاق اسفرائنی کا ارشاد ہے کہ معجزات صدق انبیاء کی نشانیاں ہیں اور نبوت کی دلیل غیر نبی میں نہیں پائی جاتی۔ امام اسفرائنی ہی فرمایا تھے کہ اولیائے کرام کے لئے کرامات ہوتی ہیں جو قبولیت دعا سے مشابہت رکھتی ہیں لیکن جنس معجزۂ انبیاء نہیں ہیں۔ امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ معجزات صدق کی دلیلیں ہیں۔ ہاں اگر یہ دلیل پیش کرنے والا نبوت کا داعی ہو تو معجزہ اس کے قول و ارشاد کے سچا ہونے کی دلیل ہے اور اگر یہ داعی ولایت کی طرف اشارہ کرے تو یہ معجزہ و خارق عادت بات اس کے حال کی صداقت کی دلیل ہے پھر ہم اسے کرامت کہیں گے معجزہ نہیں کہیں گے اگرچہ وہ معجزات کی جنس سے ہی ہے تاکہ فرق باقی رہ سکے۔

امام قشیری نے مزید فرمایا: اپنے دور کے ماہر فن قاضی ابوبکر اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ معجزات نبیوں سے مختص ہیں اور کرامتیں انبیاء و اولیاء دونوں کے لئے عام ہیں۔ ولی کے پاس معجزہ نہیں ہوتا کیونکہ معجزہ کی ایک شرط نبوت کا دعویٰ کرنا ہے۔ معجزہ بذات خود معجزہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں بہت سے اوصاف مل کر اسے معجزہ بناتے ہیں۔ اور جب کوئی ایک شرط اس سے مفقود ہو جائے تو وہ معجزہ نہیں رہتا ان شرائط میں سے ایک شرط دعوائے نبوت ہے (جو دعوائے نبوت نہیں کرتا اس کے پاس معجزہ نہیں ہوگا) ولی چونکہ داعی نبوت نہیں ہوتا لہٰذا اس سے ظاہر ہونے والی چیز معجزہ نہیں کہلا سکتی۔ امام قشیری فرماتے ہیں کہ ہم اہل سنت حضرت اشعری کے اس ارشاد پر ہی اعتماد کرتے ہیں یہی کہتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ معجزات کی کلی یا اکثر شرائط سوائے اس ایک شرط (دعوائے نبوت) کے کرامت میں موجود ہوتی ہے۔ قشیری مزید کہتے ہیں کہ کرامت ایک فعل محدث ہے کیونکہ قدیم کو تو کسی ایک سے اختصاص نہیں ہوتا (اور کرامات اولیائے کرام کے مختلف افراد کے ساتھ خاص ہوتی ہیں) کرامات ناقض عادت ہوتی ہے، اور زمانہ تکلیف میں حاصل ہوتی ہے اور اللہ کے ایک مقرب بندے سے اس کی تخصیص و فضیلت کے لئے ظاہر ہوتی ہے کبھی کرامت کا حصول اختیار و دعا سے ہوتا ہے اور کبھی بلا اختیار ولی سے صادر ہو جاتی ہے۔ پھر ولی کو یہ حکم بھی نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے اگر ان اشیاء میں سے کچھ چیزیں ولی کسی اہل کے سامنے ظاہر کر دے تو حرج نہیں۔ علامہ قشیری نے مزید فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جو کرامات ایک ولی کو حاصل ہیں دوسروں کو بھی ویسی ہی حاصل ہوں بلکہ اگر دنیا میں کسی ولی کے پاس کرامت ظاہرہ سرے سے نہ ہو تو یہ اس کی ولایت کے خلاف نہیں۔ لیکن انبیاء کی یہ کیفیت نہیں ہوتی ان کے لئے معجزات ضروری ہیں کیونکہ نبی مخلوق کی طرف مبعوث ہوتا ہے اب مخلوق کے لئے اس کا صدق جاننا ضروری ہے اور نبی کی صداقت کا معیار معجزہ ہے لہٰذا نبی کے لئے معجزہ ضروری ہے لیکن ولی کا حال اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کی ولایت کا علم مخلوق تو کجا خود اس کی اپنی ذات کے لئے بھی واجب نہیں۔ ولی کے لئے کرامت باعث سکون و قرار نہیں ہوتی بلکہ جب کرامت ظاہر ہوتی ہے تو ولی کی قوت یقین بڑھتی ہے اور بصیرت میں جلا پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ کرامت کو اللہ کریم جل مجدہٗ کا فعل سمجھتا ہے لہٰذا وہ کرامت کو اپنے عقیدہ کی صحت کی دلیل سمجھنے لگ جاتا ہے، حاصل کلام یہ کہ کرامات اولیائے کے صادر ہونے کا قول لازمی و ضروری ہے سب اہل معرفت کا یہی عقیدہ ہے اور کرامات کے ظہور کے سلسلے میں اتنی خبریں اور حکایتیں

منقول ہیں کہ وہ متواتر کے درجے پر ہیں جو شک کو ختم کرتا ہے جو اس مقدس جماعت میں رہتا ہے اور ان کی اخبار و حکایات متواترہ کو ملاحظہ کرتا ہے اسے کرامات کے حق ہونے میں ذرہ بھی شبہ نہیں رہتا۔ امام قشیری نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ کرامت کے حق ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل سیدنا سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا واقعہ ہے جس میں اس نے کہا:

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (النمل:40)

''میں اسے آپ کے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے''۔

یہ امر واضح ہے کہ یہ صحابی نبی نہیں تھے۔ اس آیت کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اثر منقول ہے جو بالکل صحیح ہے کہ انہوں نے یا ساریة الجبل (اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھ) جمعہ کے دن دوران خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور ان کی مبارک آواز اسی وقت (صحرا و دریا چیرتی) ساریہ رضی اللہ عنہ تک جا پہنچی اور انہوں نے پہاڑ میں دشمن کی چالوں کو اس آواز کے سننے کے بعد ناکام کر دیا۔

ایک اعتراض اور امام قشیری کا جواب

کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ کرامات بحیثیت معانی معجزات رسل سے زائد ہیں پھر ان کے اظہار کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے کیا ولی نبیوں سے افضل ہیں؟ (یعنی بحیثیت معنی وحقیقت آپ نے کرامات کو معجزات سے زائد مانا ہے تو پھر صاحب کرامت ولی بھی صاحب معجزہ نبی سے افضل ماننا ضروری ہو جائے گا۔ مترجم) علامہ قشیری جواباً فرماتے ہیں کہ یہ سب کرامات نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سے ملحق ہیں کیونکہ اگر یہ صاحب کرامت ولی اسلام میں سچا نہ ہوتا تو اس سے کرامت کا ظہور نہ ہوتا (کرامت کا ظہور اس لئے ہوا کہ اس کا ایمان نبی کے متعلق صحیح ہے لہٰذا یہ کرامت معجزہ نبی ٹھہری۔ مترجم) اب اگر نبی کی کرامت ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو وہ نبی کا ہی ایک معجزہ ہوگی۔ کیونکہ اگر وہ نبی سچا نہ ہوتا تو اس کے ایک فرمانبردار سے کرامت کا ظہور نہ ہوتا۔ رہی بات ولی کے مرتبہ کی تو یاد رکھیے کہ ولی کا مرتبہ لازماً نبی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس پر اجماع ہے (نیز جب ولی کو اتباع نبی کی وجہ سے کرامت ملی تو وہ تابع ہوگا اور تابع اپنے متبوع سے بڑے مرتبے والا کیسے ہو سکتا ہے۔ مترجم)

اقسام کرامات

امام قشیری یہاں اقسام کرامات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کبھی تو کرامت یہ ہوتی ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی ظاہری سبب کے بغیر دوران فاقہ کھانا سامنے آجاتا ہے یا وقت پیاس پانی موجود ہو جاتا ہے یا مختصر سے وقت میں دور کا سفر طے ہو جاتا ہے یا دشمن کے ہتھکنڈوں سے نجات مل جاتی ہے یا ہاتف اپنے خطاب کے ذریعے بات سنا دیتا ہے اسی طرح کے اور افعال بھی بطور کرامت صدور پذیر ہوتے ہیں جو خلاف عادت اور ناقص طبیعت ہوتے ہیں۔ قاری حضرات کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بہت سی مقدورات ایسی ہیں جن کے متعلق آج قطعاً معلوم ہے کہ وہ بطور کرامات

اولیائے کرام سے صدور پذیر نہیں ہوتیں۔ یہ بداہۃً بھی معلوم ہے اور شبہ بداہیت کے طور پر بھی معلوم ہے کہ ایسی کرامات صادر نہیں ہوتیں۔ مثلاً انسان کا والدین کے بغیر پیدا ہونا، کسی جماد ٹھوس چیز کا چوپایہ و جانور بن جانا وغیرہ۔

قشیری رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ بھی امام رازی والا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جس کی طاعات میں تسلسل ہو یا اس کی حفاظت و نگرانی کا ذمہ اللہ کریم نے اپنے ذمہ لے لیا ہو۔ اب اس کے لئے خذلان و رسوائی نہیں ہوتی اور خذلان یہ ہے کہ وہ عصیان و نافرمانی پر قادر ہو جائے اور تسلسل طاعات اسے اس نافرمانی سے روک دیتا ہے اور قدرت اطاعت اللہ کی توفیق سے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے اللہ کریم خود فرماتے ہیں: وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ (الاعراف) (وہ اللہ نیک لوگوں کا متولی ہوتا ہے) لیکن یاد رہے کہ ولی نبیوں کی طرح معصوم نہیں ہوتا وہ محفوظ ہوتا ہے اور محفوظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا جو صدق دل اور خلوص کے ساتھ صرف چالیس دن دنیا سے کٹ جاتا ہے اس سے کرامات ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں اگر ظاہر نہ ہوں تو وہ اپنے زہد میں نقص تصور کرے۔ سہل سے پوچھا گیا کرامت اس سے کیسے ظاہر ہوگی؟ جواب دیا کرامت یوں ہوگی کہ جو چاہے گا جیسے چاہے گا جہاں سے چاہے گا، لے لے گا۔ یاد رہے کہ اولیائے عظام کی سب سے بڑی کرامت اطاعت خداوندی کی دائمی توفیق اور گناہ و مخالفت سے دائمی تحفظ ہے۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

اب ذرا عارف کامل حضرت محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و اعتقدات ملاحظہ ہوں، حضرت شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مواقع النجوم و مطالع اہل الاسرار و العلوم" میں ارشاد فرمایا ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھی و برص والے کو شفا دینے کا عظیم مقام و کریم مرتبہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کریم کے اذن پاک سے حاصل ہوا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب پرندوں کو اکٹھا کیا اور انہیں ذبح کرنے، گوشت کو باہم ملانے اور ان کے اجزا کو ہر ایک پہاڑی پر رکھنے کے بعد بلایا تو وہ ان کی خدمت میں دوڑتے آئے تو یہ سب بھی اللہ کریم کے اذن و عطا کی ذرہ نوازیاں تھیں۔ یہ عقل سے بعید نہیں کہ اللہ کریم اپنے کسی ولی کو ایسی کرامات سے نوازے اور ایسی کرامت کا اس کے ہاتھوں اجرا ہو جائے۔ کیونکہ ولی سے حاصل ہونے والی کرامت اور اس کے ہاتھوں صدور پانے والی خارق عادت اس کی اپنی نہیں ہوتی بلکہ اس کرامت کا شرف نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع پذیر ہوتا ہے کیونکہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اور آپ کی حدود پر اطلاع کے بعد ہی ولی کے لئے کرامت کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کرامت کے ظہور کے بعد اس کے انداز کے متعلق ائمہ کرام میں اختلاف ہے۔ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ ولی کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہے جو ولی سے صدور پذیر ہوتا ہے۔ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اس طرح نہیں ہے کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ ولی کی کرامت ایسی ہو سکتی ہے جو نبی کا معجزہ نہ ہو (بلکہ اس کا تعلق ولی سے ہی ہو) لیکن ہمارے سادات عالی مقام صوفیائے عظام تو کرامات کی نفی نہیں فرما سکتے۔ کیونکہ وہ ان کرامات کا مشاہدہ اپنی

جانوں میں بھی کرتے ہیں اور اپنے دوسرے ولی بھائیوں میں بھی ملاحظہ فرماتے ہیں اور کیوں ملاحظہ نہ کریں وہ تو اہل کشف اور اصحاب شوق ہیں۔

انکار کرامات کی وجوہات

اگر ہم ان مشاہدات کا ذکر کریں جو ہم نے خود ملاحظہ کئے ہیں یا معتبر لوگوں کی زبان سے سنے ہیں تو سامع مبہوت رہ جائے اور شائد اعتراض بھی کرنے لگے لیکن یہ اعتراض محض اس وجہ سے ہوگا کہ معترض نے صاحب کرامت کو اپنی نظر سے حقیر کوتاہ سمجھا ہے۔ اگر وہ صاحب کرامت سے ہٹ کر اللہ کریم قادر رحیم کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کی نوازش سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے تو پھر وہ کرامت کو عظیم سمجھ کر حیران نہ ہوگا۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں میں نے اپنے دور کے ایک فقیر آدمی کو یہ کہتے دیکھا کہ اگر میں ان امور میں سے کوئی امر کسی سے صادر ہوتا دیکھوں گا تو کہہ دوں گا کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے اگرچہ میں ایسے معاملات کے اجرا کا قائل ہوں لیکن اب یہ واقعہ ہوا ہے تو میں کہہ دوں گا کہ نہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی کے ہاتھوں ایسی خارق عادت کا ظہور کرنا چاہے تو کرا سکتا ہے (مگر میں اس دور میں تسلیم نہیں کروں گا) شیخ اکبر فرماتے ہیں: ملاحظہ ہو اس شخص کے سامنے کتنا دبیز حجاب آ گیا اور اس نے کس شدت سے انکار کیا ہے اور جہالت کی حد کر دی ہے۔ اللہ کریم ہماری اور اس کی دستگیری فرمائے اور نور بصیرت عطا کرے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

اب ذرا کرامات اولیاء کے اثبات میں حضرت امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ملاحظہ ہو جو انہوں نے طبقات میں درج فرمایا ہے انہوں نے منکرین کرامات اولیاء کا شافی توڑ فرمایا ہے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی چند کرامات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جسے تھوڑی سی بصیرت سے نوازا گیا ہے اس کے لئے تو یہی کرامات صحابہ کافی ہیں لیکن ہم ایک اور خصوصی دلیل ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عناد کٹ جائے اور شبہ صاف ہو جائے، کرامات کے اثبات کی دلیل کی کئی وجوہات ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

دلائل اثبات کرامات

دلیل اول

یہ منفرد حیثیت والی بات ہے کہ علماء و صالحین کی مختلف کرامتیں اتنی مشہور ہیں جتنی شجاعت حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور سخاوت حاتم مشہور ہے، ان کا انکار کوئی بغض رکھنے والا جاہل ہی کر سکتا ہے۔ یہ کرامات اتنی مشہور و واضح ہیں کہ ان کی مخالفت اور عناد ایسا آدمی ہی کر سکتا ہے جس کی قلبی صلاحیتیں محو ہو چکی ہوں۔ پناہ بخدا

دلیل ثانی

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی ثبوت کرامات اولیاء کے لئے واضح دلیل ہے۔ انہیں خاوند کے بغیر حمل ہوتا ہے۔ خشک کھجور

کے تنے سے تازہ کھجوریں حاصل ہوتی ہیں بلا اسباب ووقت ان کے ہاں کھانا آتا ہے۔ قرآن پاک اعلان کرتا ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۗ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (آل عمران: 37)

”جب زکریا (علیہ السلام) اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ پوچھا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں اللہ کے پاس سے ہے“۔

وہ نبی نہیں تھیں (ولیہ خدا تھیں اور ان باتوں کا ان سے ظہور کرامت کا ظہور ہے)۔

دلیل ثالث

اصحاب کہف کا واقعہ بھی اثبات کرامات کی دلیل ہے کیونکہ وہ تین سو سال سے زائد عرصہ سو کر گزارتے ہیں پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔ ان پر کوئی آفت و تکلیف طاری نہیں ہوتی اور ان میں قوت عادی بھی باقی نہیں رہتی۔ حالانکہ یہ قوت غذا و مشروب کے بغیر باقی نہیں رہتی کیا یہ سب باتیں خارق عادت نہیں ہیں؟ اگر یقیناً خارق عادت ہیں تو یہ اصحاب کہف سے صدور پذیر ہوئی ہیں جو یقیناً نبی نہیں تھے جب نبی نہیں تھے تو یہ باتیں معجزہ نہ ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء ثابت ہیں اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔

دلیل رابع

مختلف واقعات و قصص سے بھی تمسک کیا جا سکتا ہے مثلاً حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ جو بلقیس کے تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے اٹھا لانے کے سلسلے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش آیا۔ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کے قرآنی الفاظ سے اکثر مفسرین کرام نے حضرت آصف کو ہی مراد لیا ہے۔

ہم اس سلسلہ میں صحابہ کرام کی کچھ کرامات کا بھی ذکر کر چکے ہیں اور صحابہ کے بعد اولیاء کرام سے حد متواتر کے ساتھ اتنی کرامات منقول ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی آدمی استیعاباً نقل کرنا چاہے تو نہ چار پایوں کے بوجھوں میں وہ سما سکیں اور نہ ہی اونٹوں کے کجاوں میں آ سکیں، سابقہ ادوار میں بھی لوگ ایسے ہی تھے اور آئندہ زمانوں میں بھی ایسے ہی رہیں گے ان منکرین کرامات کی یاوہ گوئیوں اور ان کجرؤوں کی کجرویوں کے آغاز سے قبل لوگ کرامات اولیاء سے اکتساب فیض کرتے تھے اور بنی اسرائیل اور ان کے بعد آنے والے اولیاء سے بھی وہ کرامات نقل کرتے تھے خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس سلسلے میں خوب غور و خوض فرماتے تھے (جب صحابہ اور اسلاف سب کرامات کے قائل تھے تو پھر منکرین کے انکار کی کیا وقعت رہ جاتی ہے علامہ دلائل سے انکار کرنے والوں کو کج رو اور بے راہ رو کہتے ہیں اگر وہ آج کے منہ پھٹ مخالفین کی گالیاں سنتے تو شاید ان کے لئے کوئی شایان شان لفظ نہ پاتے)۔

دلیل خامس

اللہ کریم نے جو اس امت کے اولیائے کرام اور علمائے عظام کو علوم عطا فرمائے ہیں وہ بھی اثبات کرامات کی دلیل ہیں ان حضرات نے اتنی کتابیں تصنیف فرمائیں کہ کوئی آدمی مصنف کی ساری عمر جتنی عمر پائے تو ان کتابوں کو نقل بھی نہ کر سکے پھر یہ تصنیف تحریر برائے تحریر نہ تھیں بلکہ حد و شمار سے زائد انہوں نے علمی باریکیاں بیان فرمائیں ایسے ایسے استنباط فرمائے کہ عقلمند وجد میں آ جائے۔ اتنے مطالب و معانی کا کتاب و سنت سے استخراج فرمایا کہ طبق ارض کو بھر دیا۔ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال انہی دلائل سے فرمایا پھر اس سلسلے میں بے شمار مجاہدات و ریاضات سے گزرے اور دعوت حق کے راستے میں بے شمار تکالیف فرمائیں، اپنی جانوں کو لذات دینوی سے روکا یہ سب کچھ عقل و شعور اور فہم ذکاء کے ساتھ کیا حصول علم کے لئے نفس پر سختیاں کیں اور علم کو ہی اپنا محبوب و مقصود سمجھا پھر جب ان کے علوم پر سوچنے والا نگاہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کرامت بے آباد زمین میں روٹی کا ٹکڑا، یا صحرا میں پانی کا گھونٹ مل جانے والی کرامات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور کرامات

اب ذرا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کی انتیسویں بحث بھی ملاحظہ فرماتے جائیں ارشاد ہوتا ہے کہ جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جو چیز ایک نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے وہ چیز کسی ولی کے لئے کرامت بن سکتی ہے۔ معتزلہ اور شیخ ابو اسحاق اسفرائینی نے جمہور علماء سے ہٹ کر یہ بات کہی ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جیسا معجزہ نبی سے ظاہر ہو رہا ہے ویسی ہی کرامات کسی ولی سے ظاہر ہو۔ اور نبی کے سارے خارق عادت کی مثال ولی سے صدور پذیر ہو بلکہ کرامات کی پہنچ صرف اس حد تک ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جائے یا ایسے صحرا میں اسے پانی مل جائے جس میں عادۃً پانی نہیں تھا۔ ایسی ہی کچھ اور اشیاء کا ظہور بھی جو درجۂ خارق عادت اشیاء سے نیچے یا کم مرتبہ ہیں۔ امام شعرانی حضرت شیخ اکبر کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''فتوحات'' کے ایک سو ستائیسویں باب میں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا استاذ اسفرائینی کا ارشاد صحیح ہے ہاں ایک شرط کا میں مزید اضافہ کرتا ہوں جو انہوں نے ذکر نہیں فرمائی وہ شرط یہ ہے کہ نبی کا معجزہ ولی کی کرامت صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ولی اس کا اظہار نبی کی تصدیق کے لئے کرے۔ اپنے نفس کی کرامت کے لئے نہیں اگر یہ صورت ہو تو اولیائے کرام ایسی کرامت کے صدور پذیر ہونے کے قائل ہیں، ہاں اگر نبی اس دنیا میں تشریف فرما ہو اور بطور تحدید منکرین کے سامنے معجزہ کا اظہار فرما رہا ہو تو پھر کسی ولی سے اس وقت یا اس نبی کی زندگی میں ایسی کرامات کا ظہور ممنوع ہوگا (کیونکہ بصورت ظہور کرامت نبی کا معجزہ قوم کے سامنے معجزہ نہیں رہے گا اس نظیر و مثال کی وجہ سے جو ولی سے ظاہر ہوئی ہے۔ مترجم) اگر نبی کی وفات شریف کے بعد یا اس مقررہ وقت کے بعد ولی سے نبی کے معجزے جیسی کرامت ظاہر ہو جائے تو یہ جائز ہوگا اگر نبی نے مطلقاً بغیر کسی شرط و قید کے (یعنی بلا تحدی کے) معجزہ ظاہر کیا تو اس کی مثال بھی ممنوع نہیں ہوگی۔

حضرت ابن علی محلی کا ارشاد

اب ذرا شیخ محمد بن علی محلی کو بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔ انہوں نے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قصیدہ تائیہ کی شرح کرتے

ہوئے مندرجہ ذیل شعر کی شرح کی ہے:

و فی کل وقت إن تأمل ذوالنهی　　یشاهد حدوث المعجزات الجدیدة

(اگر عقلمند عقل وشعور سے مشاہدہ کرے تو ہر لمحہ نئے معجزات دیکھ سکتا ہے۔)

امام عارف حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا: بسا اوقات اولیائے کرام سے مختلف کرامات ظہور پذیر ہوتی ہیں مثلاً فضا میں ہاتف کی آواز، خود اپنے باطن سے آواز کا آنا، زمین کا ان کے لئے لپیٹ کر مختصر کر دیا جانا یا کچھ واقعات کا ان کے ظہور سے پہلے علم ہونا۔ یہ سب کرامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی برکت کا نتیجہ ہیں اور کرامات دراصل معجزات انبیاء کا تتمہ ہی ہوتی ہیں۔ یہ عبارت نقل کر کے شارح مذکور فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جس ولی کے ہاتھوں بھی کوئی کرامت ظاہر ہوگی وہ نبی کے معجزات کا تتمہ وتکملہ ہوگی۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیائے کرام کی کرامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا تتمہ ہوں گی۔ ثابت ہوا کہ اس کائنات ارضی میں اولیائے کرام کا وجود حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معجزہ ہے اور اللہ کریم اولیائے امت کے طفیل بندوں کی ضرورتیں پوری فرماتے ہیں۔ ان کی برکت سے بلائیں ملک و بلاد سے رفع ہوتی ہیں ان کی دعاؤں سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ان کے وجود باجود سے بدحالی ونکبت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (چونکہ یہ ساری چیزیں کرامات ہیں اور یہ کرامات تتمۂ معجزات ہیں لہٰذا ان اولیاء وکرامات کا مسلسل رہنا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلسل معجزات میں شامل ہوگا۔ مترجم)

علامہ نبہانی کی اپنی تحقیق

(اب ذرا خود صاحب کتاب حضرت علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات ملاحظہ فرمائیں)، کہتے ہیں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی امت میں کثرت اولیائے کی حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و سیادت سب انبیاء کرام علیہم السلام پر ثابت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما تھے تو بھی آپ کے پاس معجزات کی کثرت تھی اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تب بھی بوجہ اولیائے کرام آپ کے معجزات کی کثرت ہے، آپ چونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قیامت تک آپ کے دین مبین نے باقی رہنا ہے لہٰذا آپ کی تصدیق کے اسباب کا بھی مسلسل جاری رہنا ضروری ہے۔ ان اسباب میں سے ایک قوی ترین سبب کرامات ہیں جو صدور تو اولیاء سے پاتی ہیں مگر حقیقت میں معجزات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ہوتی ہیں۔ یہ کرامات قرآن پاک کے معجزہ پر اضافی معجزہ ہیں اور قرآن کا وجود خود سید المعجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے ہے یہ کتاب مقدس واضح معجزات کی جامع ہے۔ اللہ کا کلام قدیم ہے اللہ کا ذکر حکیم ہے جس کی طرف باطل کی رسائی نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے یہ حکیم وحمید خدا کی وحی منزل ہے۔ پھر اولیائے کرام کی کرامات ان معجزات شریفہ پر بھی اضافہ لطیف ہیں جن کی خبر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی مثلاً قیامت کی شرطیں اور لوازمات وغیرہ جن کا ظہور بتدریج ہوتا ہے تو اب ان اضافی معجزات یعنی کرامات کے ذریعہ گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت میں موجود ہیں اور امت آپ کی وفات شریفہ کے بعد بھی اسی طرح آپ کے معجزات کا مشاہدہ کر رہی ہے جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں مشاہدہ کیا

کرتی تھی۔ ان کے ظہور کا فائدہ حسب ارشاد قرآن پاک:

وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا (المدثر: 31) (تاکہ ایمانداروں کے ایمان میں اضافہ ہو) اضافہ وزیادتی ایمان ہے اور غیر مسلموں کے لئے ان کا فائدہ یہ ہے کہ انہیں دین کا راستہ ان کرامات سے ملتا ہے ارشاد ہے: ویھدی اللہ لدینہ من یشاء (جسے اللہ چاہتا ہے اسے دین کا راستہ سمجھا دیتا ہے) چونکہ اولیائے امت ہر دور میں بکثرت رہے ہیں لہٰذا کثرت کرامات ان کے وجود سے لازماً رہی ہے۔ اس عنوان پر وارد حدیث پاک سے یہی کچھ سلطان العارفین شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی وغیرہ نے ثابت فرمایا ہے۔

کشف صحیح کے انداز

کشف صحیح کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انداز ہیں اور یہی عدد ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا اور یہ سب انداز جو اولیائے کرام سے صدور پا رہے ہیں سید کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات شریفہ اتنے گنا بڑھ جاتے ہیں کہ حدوشمار کی پہنائیاں انہیں ناپنے سے عاجز رہ جاتی ہیں۔ میں نے ان معجزات کی کثرت وتسلسل کے سلسلہ میں جو حکمت وعلت بیان کی ہے وہی سبب ہے اس بات کا کہ صحابہ کرام سے بھی ان کرامات کا ظہور ہوا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کم کرامات ثابت ہیں اور بعد کے اولیائے کرام سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ دور صحابہ میں مومنوں کے ایمان پختہ تھے اور دوسروں کو ہدایت بھی ان کے دور میں مل رہی تھی تو یہ دونوں باتیں (پختگیٔ ایمان اور ہدایت) حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی وجہ سے تھی اور یہ معجزات کئی اندازوں سے وہ حضرات دیکھ رہے تھے تو اب اگرچہ صحابہ کرام کی کرامات بھی بعد میں آنے والے اولیائے امت کی کرامات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہی تھے مگر ان کے اظہار کی اس دور میں بوجہ معجزات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی ضرورت نہ تھی جتنی کہ بعد کے اولیاء کے دور میں پیش آئی۔

صحابہ کی کرامات کم کیوں تھیں؟

صحابہ کرام کی کرامات کم کیوں تھیں؟ اسے تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ نے بھی طبقات میں یوں بیان کیا ہے کہ اگر سوال ہو کہ صحابہ کرام کی کرامات کثیر ہونے کے باوجود ان اولیائے کرام سے کم کیوں ہیں جو ان کے بعد آئے؟ تو اس کا پہلا جواب تو یہی ہے۔

امام ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام جلیل سیدنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ صحابہ کرام کا ایمان قوی تھا تو انہیں کسی ایسی چیز (مثلاً کرامت) کی ضرورت پیش نہ آئی جو ان کے ایمان کو قوی کرنے کا ذریعہ بنتی۔ اور رہا وہ دور جو دور صحابہ نہیں تو اس دور میں ضعف ایمانی نے راہ پالی ہے لہٰذا اسے تقویت دینے کے لئے کرامات کا صدور ہونا ضروری ہے۔

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

شیخ گرامی حضرت سہروردی نے بھی حضرت امام احمد بن حنبل جیسی بات فرمائی ہے کہ خرق عادت کشف والے کے ضعف یقین کو دور کرنے کے لئے رحمت خداوندی کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ عبادت گزار بندوں کے لئے گویا ثواب معجل ہے اور جن حضرات کا مرتبہ ان اصحاب کشف سے اونچا ہے ان کے دلوں پر تو (انوار کے) پردے پڑے ہیں انہیں تقویت ایمانی کے لئے ایسی خرق عادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اب ملاحظہ ہو دوسرا جواب:

شان و کرامات صحابہ

جو کرامات صحابہ کرام سے ظہور پذیر ہوئی ہیں یا جن کرامات کا ظہور ان کی عظیم المرتبت ذاتوں سے نہیں ہوا یہ سب ان کی عظمت کے مقابل کچھ بھی نہیں وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے طلعت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت کی ہے اور استقامت کی راہ کو نہیں چھوڑا جو بہت بڑی کرامت ہے۔ پھر جتنی فتوحات انہوں نے فرمائی ہیں وہ کسی کرامات سے کم ہیں؟ دنیا ان کے قدموں میں تھی تو انہوں نے اس پر نگاہ غلط انداز نہیں ڈالی نہ اس کی طرف مائل ہوئے اور نہ ہی وہ اپنی راہ سے پھسلے۔ آج جتنی دنیا لوگوں کے پاس ہے (اور وہ اس کی وجہ سے پھسل رہے ہیں) اس سے کئی گنا زیادہ دنیا خدام محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس تھی اور وہ پھر بھی اس سے رو گرداں تھے یہ کیا کم کرامت ہے؟ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے ان کا شوق صرف ایک تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور کائنات بو اس لی ذات والا صفات کی طرف ہی بلایا جائے۔

امام یافعی کی نظر میں کرامت

امام یافعی کا نظریہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں، یہ لازم نہیں کہ صاحب کرامت ولی اس ولی سے افضل ہو جو صاحب کرامت نہیں بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کے پاس کرامت نہیں وہ صاحب کرامت ولی سے افضل ہوتا ہے۔

شیخ اکبر کے ولی کے متعلق ادیبانہ ارشادات

اسی بات کی مزید تائید سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے ''مواقع النجوم'' میں اولیائے امت کی پانی پر چلنے، ہوا میں اڑنے اور اسی طرح کی کرامات نصاً بیان کرنے کے بعد ذکر فرمایا کہ یہ اصحاب مقامات عالیہ جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، عظیم المرتبت، نیک، متقی اور منتخب لوگ ہیں، یہ رجال حق اور اولیاء اللہ ہیں، یہ وقت کے سرات و ابدال ہیں لیکن کبیریت احمر، اکسیر اکبر التفات و توجہ سے منزہ فاعل، سب صفات عالیہ کا مالک، اور سب آفات سے الگ، حفاظت کے پردوں اور کون کے کچھاروں میں اپنی ذات کو چھپانے والا دولہا، مخلوق کے ہاں معروف، مظالم و مصائب سے مستغنی، نہ کسی کی طرف توجہ دینے والا اور نہ کسی کو اپنی طرف کھینچنے والا تو کوئی ایک ہی ہوتا ہے، جو کبھی دنیائے کشف میں آتا ہے اور کبھی نہیں، اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ کبھی تو وہ کسی دکان میں لیٹا ہوتا ہے اور اسے کتے نوچ رہے ہوتے ہیں یا وہ کسی بہلول کی شکل میں آتا ہے اور اسے پتھر مارے جا رہے ہوتے ہیں نہ اسے اہمیت دی جاتی ہے اور نہ تو وہ توجہات کا مرکز بنایا

جاتا ہے وہ سب سے الگ صرف ایک ذات کی طرف متوجہ ہے اور یہ سب لوگ اس کے لئے حجاب ہیں آگے چل کر ابن عربی فرماتے ہیں کہ اپنے احوال میں یہ بندۂ مصطفیٰ جو اپنے وقت کی کبیریت اور اپنے وجود کی اکسیر ہے یا تو اصلاً اس کے پاس کرامت نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو کسی محدود سے وقت کسی محدود سے کام کے لئے ہوتی ہے۔ ایسے نابغۂ عصر کے لئے کرامات کا تسلسل نہیں ہوتا اور کرامات نہ ہونے کا کوئی سر خفی ہوتا ہے، آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابن عربی نے وضاحت فرمادی کہ اتنے عظیم المرتبہ ولی ہونے کے باوجود اس گروہ عالیشان کے پاس قلیل کرامتیں ہیں۔ یہ لوگوں میں چھپے رہتے ہیں ان کے احوال نامعلوم اور مخفی ہوتے ہیں رضی اللہ عنہم۔ پتہ چلا کہ کتاب میں جن اولیاء کرام کی زیادہ کرامات منقول ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کم کرامات والے اولیاء سے افضل ہوں کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بزرگ بھی ہیں جن کے ہاتھوں کرامات کا صدور نہیں ہوا اور وہ ان اولیاء سے افضل ہیں جو منبع کرامات تھے۔ صرف درجہ ولایت کا حصول ہی ان کے لئے فضل عظیم کا باعث ہے۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ شرف ولایت کی وجہ سے ہی اپنے اولیاء کو کرامات اور خرق عادت سے محترم و مکرم فرماتا ہے۔

جھوٹے مدعیان ولایت

یہ الگ بات ہے کہ کچھ ولایت کے جھوٹے دعویدار لوگوں کے سامنے معاملہ الجھا کر رکھ دیتے ہیں وہ صوفیانہ لباس کو زیب تن کر کے بزعم خویش مسند ارشاد پر فائز ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ دراصل جہل وفساد کے نمائندے اور راہ حق سے اعراض کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ چونکہ صاحب کرامت تو ہوتے نہیں، لہٰذا اس خوف سے کہ مبادا لوگ ان کی عقیدت مندی کا جوا گردن سے اتار پھینکیں، دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ اس گروہ اولیاء سے ہیں جن کے ہاتھوں صدور کرامت نہیں ہوا کرتا اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اصحاب کرامات پر اپنے آپ کو افضل گردانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ صاحب کرامت اولیاء کو کم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔ یہ سب پاپڑ محض اس لئے بیلتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ان کا مقام و ناموس محفوظ رہے۔ مگر میں قسمیہ کہتا ہوں کہ یہ نانہجار لوگ شریروں کے قائد اور فاجروں کے رہنما ہیں ان سے تو بہانگ دہل فسق و فجور میں مبتلا جاہل عوام بہتر ہیں۔ (کیونکہ ان کی بدی ان کی ذات تک محدود ہوتی ہے اور یہ نام نہاد اولیاء اللہ، اللہ کے سچے اور پاکیزہ بندوں کو بھی بدنام کرتے ہیں اور عوام کی عقیدت مندی سے غلط فائدہ اٹھا کر انہیں بھی گمراہی کے غاروں میں دھکیلتے ہیں۔ مترجم)

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ کن کلام

اب میں یہاں سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کو نقل کرتا ہوں کیونکہ اس موضوع پر انہوں نے بڑے محققانہ انداز سے حقیقت کی نقاب کشائی فرمائی ہے وہ ایک سو پچاسویں باب میں ترک کرامات کی وجہ بیان کرتے ہوئے زبان شعر میں یوں گوہر فشانی فرماتے ہیں:

ترك الكرامة لا يكون دليلا فاصغ لقولى فهم اقوم قيلا

إن الكرامة قد يكون وجودها حظ المكرم ثم ساء سبيلا
فاحرص على العلم الذى كلفته لا تتخذ غير غير الإله بديلا
ستر الكرامة واجب متحقق عند الرجال فلا تكن مخذولا
و ظهورها في المرسلين فريضة و بها تنزل و فيه تنزيلا

۱۔ترک کرامت ولی اللہ نہ ہونے کی دلیل نہیں۔اے قاری! میری اس بات پر کان لگا کیونکہ یہ بہت ہی درست بات ہے۔

۲۔کرامت کا وجود کبھی صرف اس لئے ہوتا ہے کہ صاحب کرامت کا اس سے اکرام ہو۔اس سے آگے تو کوئی اچھا راستہ نہیں (یعنی صاحب کرامت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت کو نوازش سمجھے تو ٹھیک ہے اور اگر اس پر نازاں ہو تو یہ راہ ناہموار بن جائے گی اور مفید کی جگہ مضر قرار پائے گی۔مترجم)

۳۔جس علم کا تو عاشق ہو کے حاصل کرنے والا بنا ہے صرف اسی کی خواہش کر۔اللہ کا بدل چاہنے والا نہ بن (ولایت یہ ہے کہ توجہات کا مرکز ذات خداوندی ہو، کرامت غیر حق ہے لہٰذا علم حقیقی سے اگر توجہ کرامت کی طرف ہوگی تو علم حقیقی (وصال ربانی) سے مانع بن جائے گی اور یہ اس علم حقیقی کا بدل بن جائے گی۔کوئی عاقل وصال خداوندی کو چھوڑ کر اس کے بدل کی طرف نہیں جاسکتا۔مترجم)

۴۔کرامت کا چھپانا اہل حق اور مردان خدا کے نزدیک لازم و مستحق ہے لہٰذا کرامت ظاہر کر کے تو رسوا نہ بن جا۔

۵۔ہاں یہ یاد رکھ کہ کرامات (معجزات) کا ظاہر کرنا رسولوں کے لئے فرض ہے نبی کا معجزہ تو اس کی طرف آنے والی وحی ہے (نبی نے قوم کو دعوت حق دینی ہوتی ہے لہٰذا اس کے ہاتھوں دعوت کی تائید کے لئے معجزہ کا ظہور ضروری ہوتا ہے اور اس کا معجزہ وحی خداوندی ہوتا ہے جبکہ یہ بات ولی میں نہیں۔لہٰذا ان کے ہاتھوں ظہور کرامت ضروری نہیں بلکہ اخفاء بہتر ہے۔ کتاب کے مختلف حصے پڑھنے پر خود قاری کے ذہن میں مسئلہ کی تفصیلات واضح ہو جاتی ہیں۔مترجم)

میزان شرع کے تقاضے

جیسا آیات و معجزات کا اظہار اپنے دعوے کی بنا پر نبی کے لئے ضروری ہے اسی طرح ولی کا ان پر چھپانا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ کوئی دعویٰ لے کر نہیں اٹھا ہوتا۔اسے دعویٰ زیب بھی نہیں دیتا کیونکہ وہ صاحب تشریع نہیں یہی مذہب اہل سنت ہے اور یہی جماعت صوفیہ کا مسلک ہے۔شرعی میزان اس دنیا میں قائم ہے اور اسے علمائے ظاہر جو اصحاب فتویٰ اور جرح و تعدیل کرنے والے ہیں، چلا رہے ہیں۔اب رہا یہ ولی خدا تو جب وہ میزان شرع سے عقل کے ہوتے ہوئے خارج ہوتا ہے اور عقل پر ہی مدار احکام و تکلیف ہے تو اس کے حق میں فی نفس الامر احتمال کی بنا پر اس کا حال تسلیم کیا جائے گا۔کیونکہ یہ کیفیت بھی تو میزان شرع میں موجود ہے مگر ظاہری شرع کے خلاف اگر امر ظاہر ہوتا ہے اور حاکم کے پاس شہادتوں سے ثابت ہو جاتا ہے تو لازماً اس ولی پر ظاہری شرع کے مطابق حد لگے گی اور یہ احتمال اس کے کام نہیں آئے گا کہ کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی

ہوتے ہیں جنہیں گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتے یا ان کے لئے کچھ چیزیں مباح ہو جاتی ہیں جو باقیوں کے لئے حرام ہوتی ہیں۔ ہاں آخرت میں ان سے مواخذہ نہیں ہوگا جیسا کہ اہل بدر کے متعلق خود ذات کریم کا ارشاد ہے کہ ان کے لئے سب افعال مباح ہیں اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے:

افعل ما شئت فقد غفرت لك

''تو جو چاہے کرتا جا کیونکہ میں نے تجھے بخش دیا ہے''۔

یہاں یہ ارشاد نہیں ہوا کہ دنیا میں تجھ سے حدود ساقط ہوگئی ہیں (حاصل کلام یہ ہوا کہ اس دنیا میں جو شخص بھی میزان شریعت کو توڑتا ہے اس پر حاکم شرعی احکام کے مطابق حد نافذ کرے گا مگر آخرت میں ایسا شخص جو ولی ہے اس سے جرم کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ کیونکہ وہاں ایسے حضرات کے لئے مغفرت و بخشش کی بشارت موجود ہے۔ مترجم) جو حاکم ایسے ولی پر حد شرع نافذ کرے گا وہ عند اللہ ماجور ہوگا۔ لیکن یہ ولی بھی حقیقت و نفس امر میں گناہگار نہیں ہوگا۔ آپ حضرت منصور حلاج یا ان جیسے دیگر حضرات کو دیکھ لیں (ان پر شرعی حدود نافذ ہوئیں۔ نافذ کرنے والے نے میزان شرع کے مطابق عمل کیا لہٰذا وہ مستحق اجر ٹھہرے اور یہ اولیائے کرام بھی گناہ گار نہ ہوئے کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے حال کے تحت کیا خواہش نفس اور اتباع ہوا کے تحت نہیں کیا۔ مترجم)

یہ بھی یاد رہے کہ کرامت کا ترک کبھی ابتداً اللہ کریم کی طرف سے ہوتا ہے کہ اس ولی کے عظیم المرتبت بندۂ خدا ہونے کے باوجود اللہ کریم اسے کرامت کے اظہار کی قدرت ہی عطا نہیں فرماتا اور عالم خدا ہونے کی وجہ سے وہ ذات اقدس اپنے بندے کو کرامات سے مستغنی کر دیتی ہے یا اس ولی برحق کو قدرت اظہار تو ہوتی ہے مگر وہ رضائے الٰہی کے لئے کرامت کو ظاہر ہی نہیں کرتا اور کرامات کے اظہار سے منہ موڑ لیتا ہے، ہم نے ایسے بہت سے اولیائے کرام دیکھے ہیں۔

حضرت ابن شبل رحمۃ اللہ علیہ اور تصرف

جناب ابو المسعود بن شبل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واقف حال نے پوچھا کہ کیا جناب کو اللہ کریم نے اصل کرامت یعنی تصرف عطا فرمایا ہے تو ارشاد ہوا کہ پندرہ سال سے تصرف عطا ہے مگر ہم نے وسعت ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے تصرف کو چھوڑ رکھا ہے اور ذات حق خود ہمارے لئے تصرف فرما رہی ہے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے اللہ ہی کو اپنا وکیل بنا لیا ہے (قرآن میں ارشاد ہے فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ (المزمل) (اللہ کریم کو اپنا وکیل بنا لے)، حضرت کا اسی طرف اشارہ ہے۔ مترجم) سائل نے آپ سے مزید پوچھا کہ اس کے بعد پھر؟ جواب دیا کہ اس کے بعد پانچ نمازیں اور موت کا انتظار، آدمی تو ایک کوشاں پرندے کی مانند ہے جس کا منہ مشغول ہے اور قدم دوڑتے ہیں آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ مجھے مختلف اقوال میں سے صرف یہ ارشاد پسند ہے جو زبان شعر میں ہے ؎

واثبت فی مستنقع الموت رجله وقال لها من دون خصك الحشر

(ولی کامل موت کی دلدل میں اپنے پاؤں کو گاڑے ہوتا ہے اور پاؤں کو کہتا ہے کہ تیرے تلوے کے نیچے حشر ہے)۔

یعنی ولی کامل کا پاؤں دنیا میں ہوتا ہے اور تلوؤں کے نیچے قیامت ہوتی ہے یعنی وہ دونوں دنیاؤں میں بیک وقت نزول فرما ہوتا ہے دنیا کی دلدل میں بھی اس کی نگاہ آخرت میں ہوتی ہے۔ مترجم) جو ایسا ہے وہ مرد راہ خدا ہے اگر ایسا نہیں تو اس راہ کا مرد ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔

مقام کامل حسب ارشاد شیخ رحمۃ اللہ علیہ

سیدی محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس نسخہ سے اس انداز کی تقلید میں تھا تو حق نے میرے اندر یوں خطاب کیا جس نے مجھے اپنا وکیل بنالیا وہ میرا ولی و دوست بن گیا۔ اور جو میرا ولی بن گیا تو اس کے لئے میرا مطالبہ حق ہوا اور جن معاملات کا اس نے مجھے والی بنایا ان کے بارے میں حساب قائم کرنا میرے لئے ضروری ہوا۔ ملاحظہ فرمایا کہ معاملہ بالکل الٹ گیا اور مراتب بدل کر رہ گئے یہ ہے اللہ کریم کا طریقہ اپنے مصطفیٰ و مرتضیٰ بندوں کے ساتھ اس احسان سے آگے تو کوئی احسان نہیں جس کی طلب کے لئے ہمت بڑھے ایک محقق بندۂ خدا کو یہ عظیم مرتبہ اپنی قدرت کے علم سے نہیں نکالتا۔ اللہ کریم کو وہی عظیم انسان وکیل بناتا ہے جس کی قوتوں اور جوارح کا مرجع ہی حق ہو۔ کیونکہ حقائق نہیں بدلا کرتے۔

فالحق حق فالخلق خلق   والعبد عبد والرب رب

(تو ملاحظہ حق حق ہے اور خلق خلق ہے بندہ بندہ ہی ہے اور رب تعالیٰ رب ہی ہے)۔

اگر ایسے عظیم آدمی سے خرق عادت و کرامات کا ظہور ہو تو یہ ہمارے نزدیک کرامت نہیں کیونکہ کرامت تو اس ولی کی طرف منسوب ہوتی اور پلٹتی ہے جس سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ایسے عظیم المرتبت انسان سے وہ کچھ ظہور پذیر ہوتا ہے جس کا ظہور ہم نے ایک محفل میں ۵۷۶ھ میں ملاحظہ کیا۔

ابن عربی نے آگ کو گلزار بنا دیا

واقعہ یوں تھا کہ ہمارے پاس ایک فلسفی آیا جو نبوت کے اس مقام کا منکر تھا جو مسلمان بیان کرتے ہیں وہ معجزات انبیاء کا منکر تھا اور کہتا تھا کہ حقائق اشیاء میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ سردیوں کے دن تھے ہمارے سامنے بہت بڑی انگیٹھی دہک رہی تھی یہ مکذب و منکر کہنے لگا کہ عوام کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے انہیں نہیں جلایا۔ کہنے لگا کہ آگ طبعاً ایسے جسموں کو جلا دیتی ہے جو اس کے سامنے آئیں اور جلنے کے قابل ہوں قرآن میں جس آگ کا ذکر ہے وہ یہ ظاہری آگ نہ تھی بلکہ اس سے مراد نمرود کا غصہ اور عناد تھا۔ یہ غضب کی آگ تھی آگ میں ڈالے جانے کا مطلب نمرود کا آپ پر غضب ناک ہونا تھا اور نہ جلنے سے مطلب یہ ہے کہ جابر و ظالم نمرود کا غصہ و غضب ان پر اثر انداز نہ ہوا کیونکہ ان کے پاس ایسے دلائل تھے جن پر نمرود کا غصہ غالب نہ آ سکتا تھا۔ مثلاً اجرام سماوی نوری کا غروب ہونا اب اگر وہ اشیاء خدا ہوتیں تو غروب نہ ہوتیں۔ ان دلائل کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام اپنے نظریے پر مستعد رہے اور غرور کے غصے سے مرعوب نہ ہوئے جب وہ فلسفی بات کر چکا تو حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا (ظاہر ہے کہ یہ شخص خود سیدی محی الدین تھے کیونکہ انہیں یہ مقام و تمکن حاصل تھا جس کا وہ مندرجہ بالا عبارت میں ذکر فرما رہے ہیں۔ مترجم) کہ اگر میں تجھے دکھا دوں کہ ارشاد خداوندی سچ ہے کہ

آگ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا اور اللہ کریم نے اپنے ارشاد کے مطابق اسے ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا اور میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے ان کے قائم مقام بن جاؤں اور یہ ساری بات اپنی کرامت نہ سمجھوں اور دفاع سیدنا ابراہیم علیہ السلام سمجھوں تو تیرا کیا خیال ہے؟ منکر کہنے لگا ایسا ہونا ناممکن ہے۔ صاحب مقام ولی نے فرمایا کیا یہ سامنے (انگیٹھی والی) آگ جلانے والی ہے کہ نہیں؟ کہنے لگا حضور! یہ جلاتی ہے، فرمانے لگے اب ذرا دیکھ۔ انہوں نے آگ اٹھائی اور انگیٹھی منکر کی گود میں پلٹ دی کافی دیر تک آگ اس کی گود میں پڑی رہی وہ اپنے ہاتھ سے اسے الٹتا پلٹتا رہا۔ وہ حیران تھا کہ آگ کیوں نہیں جلا رہی؟ آپ نے پھر وہ آگ اٹھائی اور انگیٹھی میں ڈال دی۔ پھر فلسفی سے فرمانے لگے اب ذرا ہاتھ آگ کے قریب کیجئے اس نے ہاتھ بڑھایا تو آگ نے ہاتھ جلا دیا۔ حضرت فرمانے لگے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ یہ آگ بیچاری تو مامور من اللہ ہے حکم ہو تو جلاتی ہے حکم نہ ہو تو نہیں جلاتی۔ اللہ کریم جو چاہے کرتا ہے۔ اب حضرت فلسفی کی آنکھیں کھلیں، ایمان لایا اور معجزات انبیاء علیہم السلام کا قائل ہوا۔ تو ولی حق جس نے کرامات کا اظہار چھوڑ رکھا ہوتا ہے اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دور میں معجزات کی دنیا میں بھی نائب ہوتا ہے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی نائب ہوتا ہے وہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے دین پاک کی صداقت کے لئے اپنی کرامات کا اظہار کرتا ہے اپنے ولی ہونے کی دلیل ان کرامات کو نہیں بناتا۔ یہ ہے ان کے ترک کرامات کی حقیقت، اور اولیائے کرام سے فرقہ ملامتیہ اسی انداز سے چلتا ہے (یعنی وہ کرامات ظاہر نہیں کیا کرتے) باقی صوفیہ کرام کرامات ظاہر فرماتے رہتے ہیں اکابر صوفیہ کرامات کو رعونت نفس سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر ضرورت پیش آ جائے تو اسے ظاہر فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی ہم نے فلسفی والا واقعہ بیان کیا ہے یہی حق و سچ ہے۔

اقسام معجزات و کرامات

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ معجزات جو حضور کریم علیہ التحیۃ والسلام سے آپ کے صدق اور دین و نبوت کی صحت کی دلیل کی بنا پر صادر ہوئے ان کی کئی قسمیں تھیں کچھ تو مشرکوں کے مطالبہ پر صدور پذیر ہوئے مثلاً چاند کا شق ہو جانا کچھ مسلمانوں کے عرض کرنے پر ظاہر ہوئے مثلاً پانی اور کھانے وغیرہ کا بڑھ جانا اور کچھ کسی کی طلب کے بغیر از خود صدور پذیر ہوئے مثلاً غیب کی خبریں وغیرہ۔ چونکہ اولیائے کرام کی کرامات بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منجملہ معجزات ہی ہیں جو بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے ان سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسا کہ سیدی محی الدین ابن عربی مذکورہ بالا عبارت سے آگے فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بھی کرامات کا اظہار انہی معجزات کے انداز پر کریں، یعنی کچھ تو کافروں کے مطالبے پر اور کچھ مسلمانوں کی درخواست پر اور کچھ بلا طلب ظاہر فرمائیں تاکہ مشاہدہ کرنے والوں کو ان سے نفع عظیم ہو۔ خواہ ان کرامات کے سربھید کو وہ سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔ اور نہیں تو کرامات دیکھ کر ان کی ایمانی قوت میں تو اضافہ ہوگا۔ اور یہ بھی تو عظیم نفع ہے جسے شرع شریف نے بہت اہمیت دی ہے۔ اگر حکمت، فائدہ اور نفع کرامت میں نہ ہو تو پھر اس کا چھپانا بہتر ہے۔ لیکن نفع تو ضرور ہوتا ہے۔ پھر ہمیں ان اولیائے کرام سے حسن ظن رکھنا چاہئے جن سے وہ صادر ہوتی ہیں کہ وہ اپنی

ولایت کی دکان چمکانے کے لئے نہیں ظاہر فرما رہے بلکہ کسی قصد مشروع کے لئے کر رہے ہیں خواہ اس کا ہمیں علم نہ ہو۔ بہرحال تقویت ایمان اور دین مبین کی صحت کا فائدہ تو ظہور کرامت سے لازماً ہوتا ہے۔

اولیائے کرام سے سوئے ظن رکھنا اچھا نہیں

میرے بھائی! ان اولیائے کرام سے آپ ہرگز سوئے ظن نہ رکھیں کہ وہ نفوس قدسیہ اپنی ذات کی ولایت ثابت کرنے کے لئے اور عوام میں اعتبار حاصل کرنے کے لئے اظہار کرامات کرتے ہیں۔ وہ ہرگز اس مقصد کے لئے ایسا نہیں کرتے۔ ان عظمائے امت پر آپ یہ اعتراض بھی نہ کریں کہ ان پر کرامات کا چھپانا واجب تھا پھر انہوں نے کرامات کا اظہار کر کے برکات سے محرومی کیوں اختیار فرمائی؟ آپ یہ یقین رکھیں کہ ان عالی مقام عارفوں نے صحیح حکمتوں اور پر خلوص نیتوں سے محض رضائے الٰہی اور دین مبین کی ضرورت کے لئے اظہار کرامات فرمایا ہے اور وہ اس مسئلہ میں صاحب معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور خلفاء ہیں۔ اور اکثر کرامات ان سے از خود صادر نہیں ہوتیں بلکہ بلا اختیار اللہ کریم ان سے صادر کراتے ہیں۔ ہماری تو دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں ان کی برکات سے متمتع فرمائے اور ان پر معترض ہونے سے ہمیں بچائے۔ کیونکہ وہ اللہ کے دوست اور ولی ہیں۔ اور اللہ کریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو میرے کسی ولی کو اذیت و دکھ پہنچاتا ہے تو میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے''، یعنی میں اسے بتا دیتا ہوں کہ میں بھی اس سے جنگ کرنے والا اور دشمنی رکھنے والا ہوں۔ علمائے امت فرماتے ہیں کہ ڈرانے کا اتنا شدید انداز صرف دو آدمیوں کے لئے اختیار فرمایا ایک اولیائے کرام کو ایذا دینے والا اور دوسرا سود خور۔ ہم دین، دنیا اور آخرت میں اللہ کریم سے عافیت اور معافات کاملہ چاہتے ہیں۔

سیدی ابن عربی کے ان طویل اقتباسات کے بعد اب ذرا حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتقدات بھی ان کی کتاب ''روض الریاحین'' سے پڑھتے جائیں۔

امام یافعی کا مخالفین اولیاء کے متعلق نظریہ

منکرین کرامات کی کئی اقسام ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں جو مطلقاً اور کلی طور پر کرامات کے منکر ہیں یہ معروف مذہب کے علمبردار ہیں مگر توفیق خداوندی سے محروم ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ہمعصر اولیاء کی کرامات کے تو منکر ہیں مگر متقدمین کی کرامات کے قائل ہیں مثلاً وہ حضرات معروف، سہل اور جنید وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات کو مانتے ہیں۔ اس گروہ کے متعلق حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو اسرائیلیوں کے ہم نوالہ ہوئے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی مگر سید الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر دی کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زمان تھے (تو جس طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہود نے آپ کی تکذیب کی مگر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تصدیق کی اسی طرح یہ گروہ بھی اپنے عصر کے اولیاء کی تکذیب اور متقدمین کی تصدیق کرتا ہے۔ مترجم) منکرین کا تیسرا گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی بھی ہوتے ہیں اور ان کی کرامتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اپنے زمانے کے کسی معین آدمی کے لئے وہ کرامات نہیں مانتے۔ یہ بھی محروموں کا گروہ ہے کیونکہ جو کسی معین مخصوص کو تسلیم نہیں کرتا وہ کسی ولی سے بھی نفع حاصل نہیں کر

سکتا۔ ہم اللہ سے توفیق اور انجام بخیر کی دعا کرتے ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ کسی بہت بڑے عالم سے کرامات اولیاء کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا کرامات حق ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا اس کا کون منکر ہو سکتا ہے؟ اگر تمہیں کرامات کا علم نہیں اور تمہاری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں تو اللہ کریم کی طرف رجوع کیجئے۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو مرضی ہو اس کا حکم دے دیتا ہے (یعنی کرامات رضائے الٰہی اور قوت خداوندی سے صادر ہوتی ہیں تو کیا اللہ کریم ان کے صدور پر قادر نہیں۔ مترجم)

امام یافعی مزید فرماتے ہیں کہ ہم تو منکرین کرامات پر بہت متعجب ہیں وہ ان کا کیسے انکار کرتے ہیں جبکہ آیات کریمہ، احادیث صحیحہ، آثار مشہورہ، عظیم المرتبت انسانوں سے صادر ہونے والی حکایات اور سلف وخلف کے مشاہدات سے ثابت ہیں اور سب بلاد اسلامیہ میں اتنی کثرت وشہرت سے پھیلی ہوئی ہیں کہ حد وشمار میں نہیں لایا جا سکتا۔ اگر یہ منکرین اللہ کریم کے اولیاء وصلحاء کو ہوا میں اڑتا بھی دیکھ لیں تو چلا اٹھیں کہ یہ جادو ہے یا وہ گوئی پر اتر آئیں اور اولیاء کو شیطان کہہ دیں اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ جو توفیق خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے وہ غیب میں حق کی تکذیب کرتا ہے اور حسد سے اسے جھٹلاتا ہے۔ لیکن اگر حق غیب سے شہادت میں آ جائے اور عالم حسی میں جلوہ ریز ہو جائے تب بھی یہ حاسد اس کی تکذیب ہی کرتا جاتا ہے جیسا کہ خود ذات خداوندی نے جو اصدق القائلین ہے، ارشاد فرمایا:

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الانعام)

''اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے پھر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے تب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو''۔(1)

کرامات اور دوسری خارق عادت اشیاء میں فرق

میں نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین'' کے مقدمے میں معجزے اور دوسری خارق عادت اشیاء کے درمیان فرق بیان کر دیا ہے اور سب لوازمات ماوردی، شعرانی، قسطلانی اور ابن حجر وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کر دیئے ہیں۔ ان عبارات کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں یہاں صرف وہ ذکر ہوگا جو وہاں نہیں لکھا گیا۔ سیدی محی الدین ابن عربی نے خوارق عادت کی معرفت میں اپنی کتاب (2) کے ایک سو چھیالیسویں باب میں اشعار میں ارشاد فرمایا ہے:

1۔ دور حاضر کے گستاخان اولیاء اور شاتمان صلحا اپنے جبہ و قبہ سمیت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس آئینہ حق نما میں اپنی مکروہ شکلیں ملاحظہ کریں اور اپنے اسلاف کے نظریات کو ملاحظہ فرمائیں کیا ان میں اور سابقہ منکرین میں کچھ فرق ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس طویل عرصے میں ان کی گالیاں اپنے متقدمین سے زیادہ ہو گئی ہیں اور عقل کا خانہ بالکل ہی خالی ہو گیا ہے کیونکہ بقول امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ دشمن اولیاء اللہ کو توفیق خداوندی اور تائید ایزدی سے محروم کر دیا جاتا ہے اور یہ محرومین جب میدان خطابت میں آتے ہیں تو اس قسم کے گل کھلاتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کا معنی یہ ہے نہیں کوئی گیارہویں کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی جھنڈوں کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی اچھاڑ چڑھانے کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی روضے بنانے کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی زیارت پر جانے کے لائق مگر اللہ۔ ان گستاخان اولیاء کے ایسے معانی سن کر ان کے اسلاف کی روحیں قبروں میں وجد کرتی ہوں گی کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ مترجم

2۔ فتوحات مکیہ

خرق العوائد أقسام مقسمة أتى بها النظر الفكرى محصورة
منها معينة بالحق قائمة كالمعجزات على الإرسال مقصورة
وما سواها من الأقسام محتمل وليس للعلم فى تعيينه صورة
و كلها فى كتاب الله بينة فقف عليه تجدها فيه مسطورة
بشرى و سحر و مكراً و علامته و كلها فى كتاب الله مذكورة
فهذه خمسة أقسامها انحصرت للناظرين وفى الأكوان مشهورة

۱۔ خارق عادت اشیاء کی کئی قسمیں نظر فکری نے قرار دی ہیں۔
۲۔ پہلی قسم وہ خارق عادت معجزات ہیں جو قائم بالحق ہیں اور ان کا تعلق رسالت سے ہے۔
۳۔ باقی اقسام احتمالی ہیں جنہیں علم یقینی صورت حقیقت نہیں دے سکتا۔
۴۔ یہ سب اقسام کتاب اللہ میں مذکور ہیں (1)۔
۵۔ معجزۂ رسول کے علاوہ یہ چاروں قسمیں کتاب اللہ میں مذکور ہیں، بشریٰ، سحر، مکر اور علامت۔
۶۔ یہ پانچ قسمیں ناظرین کے سامنے منحصر ہیں اور سب جہانوں میں مشہور ہیں (یہ چار معجزۂ نبی کے ساتھ مل کر پانچ بن جاتی ہیں)۔

خارق عادات کی اقسام

معلوم ہونا چاہئے کہ خرق عادت کی کئی قسمیں ہیں کچھ وہ ہیں جن کا تعلق قوائے نفسیہ سے ہے کیونکہ اجرام عالم نفسی ہمتوں کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان اجرام میں اللہ کریم نے یہی معاملہ جاری فرما رکھا ہے دوسری قسم کی خارق عادت اشیاء معلوم طبعی حیلوں سے وجود پذیر ہیں آپ فطریات وغیرہ کو دیکھ لیں علماء اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ تیسری قسم قویٰ نفسیہ کی اقسام سے وہ ہے جسے اہل رصد طوالع کے ذریعے حروف کے نظم میں استعمال کرتے ہیں۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ کچھ لفظ یاد کرنے والا دہراتا جاتا ہے تو ان الفاظ کے دہرانے سے ایسا فعل صادر ہوتا ہے جسے خارق عادت کہا جاتا ہے۔ دیکھنے والا تو دیکھتا ہے کہ جیسا بولنے والا کہہ رہا ہے اسی طرح عملاً ہو رہا ہے حالانکہ یہ آنکھ کا دھوکہ ہوتا ہے۔ حقیقت میں کچھ نہیں ہو رہا ہوتا۔ یہ تھیں وہ خارق عادت اشیاء جن کا تعلق قوائے نفسیہ سے تھا اب وہ خارق عادت اشیاء ملاحظہ ہوں جن کا تعلق جناب الٰہی سے ہے جو نہ تو انسانی عمل کی گرہ کشائیوں میں آتی ہیں اور نہ بشری قوت کی قہر سامانیوں کی محتاج ہوتی ہیں وہ تو انسان سے اس لئے ظہور پاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے انہیں ظاہر کرتا ہے یا اللہ کے امر و اعلان سے وہ بندہ ان کا مرجع و منبع بنتا ہے ان خارق عادت کی پھر کئی قسمیں ہیں: پہلی قسم معجزہ ہے معجزہ کی شرطیں اور صفات خاص اور معلوم ہیں دوسری قسم وہ ہے جسے معجزہ نہیں بلکہ آیت کہتے ہیں، تیسری قسم وہ ہے جسے کرامت کا نام دیا جاتا ہے چوتھی قسم کو مؤیدہ کہتے ہیں، پانچویں قسم منبہ ہوتی ہے اسے باعثہ بھی کہتے ہیں

1۔ آپ کتاب خداوندی پر مطلع ہوں گے تو ان اقسام کو وہاں لکھا ہوا پائیں گے۔

(منبہ جو بطور تنبیہ استعمال ہو اور باعثہ جو کسی کام پر آمادہ اور برانگیختہ کرنے کے لئے ظاہر ہو۔ مترجم) چھٹی قسم کا نام جزاء ہے۔ ساتویں قسم مکر و استدراج ہے۔ ان سب کی بندگان خدا کے نزدیک علامات ہیں اگرچہ ان لوگوں کو علم نہ ہو کہ کس قسم کی کرامت ظاہر ہو رہی ہے۔ لیکن معجزات میں یہ بات نہیں ہوتی، بلکہ نبی کو اس کی ماہیت کا علم ہوتا ہے۔ جن کرامات کی نسبت اللہ کریم کی ذات والا صفات سے ہے ان سب میں سوائے معجزہ و آیت کے یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ کیا یہ عنایت الٰہیہ ہے یا عنایت الٰہیہ نہیں۔ معجزہ و آیت میں لازماً عنایت خداوندی شامل ہوتی ہے کیونکہ وہ خبر دینے والے نبی کے صدق کی تائید کے لئے ہوتی ہے ان دونوں میں احتمال و شک پیدا ہو جائے تو نبوت بازیچۂ اطفال بن جاتی ہے اور عقائد کی عمارت گر پڑتی ہے لیکن باقی اشیاء و اقسام میں احتمال عنایت الٰہی ہوتا ہے، یقین و حزم وہاں نہیں ہوتا۔

فلسفۂ کرامات

آیئے پھر ہم اپنے موضوع کی طرف پلٹتے ہیں خرق عادت اور کرامت اس لئے اولیاء کو ملتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے نفس میں خارق عادت پیدا کر لی ہوتی ہے کہ نفس کی طبیعت کے خلاف وہ کام کرتے ہیں حتیٰ کہ مباح چیزوں سے بھی نفس کو دور رکھتے ہیں۔ شیطان نفس کے سامنے جن چیزوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے وہ اپنے نفس کو ان سے بھی دور رکھتے ہیں۔ اگر ترک واجب پر شیطان آمادہ کرے تو اس کی بات بھی نہیں مانتے۔ جب نفس کو عادت سے ہٹا کر انہوں نے خلاف عادت تک پہنچایا اور یہ سب رضائے خداوندی کے لئے ہوا تو اللہ کریم اس عالم کون و فساد میں ان کے لئے نقض عادت پیدا فرما دیتا ہے اور ان سے وہ کام ظہور پذیر ہوتے ہیں جو خارق عادت ہوتے ہیں۔ دلوں کی بات سمجھنا، فضا میں اڑنا وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔

کتاب "مواقع النجوم" اور فلسفۂ مناسبت

ہم نے ان کرامات کی مختلف قسمیں اور ان کے مراتب و نتائج اپنی کتاب "مواقع النجوم" میں بیان کئے ہیں۔ اس جیسی ترتیب والی کتاب ہمارے علم میں نہیں ہاں اس کے مضامین اور کتابوں میں بھی مل سکتے ہیں۔ یہ کتاب اگرچہ چھوٹی سی ہے مگر صحیح انداز اور بڑے نفع والی کتاب ہے۔ جو ہم نے اس میں مناسبت کا تذکرہ کیا ہے اور مناسبت ہی اس دنیا کے وجود کی اصل ہے۔ اور یہ واضح بات ہے کہ خرق عادت بھی دنیا میں شامل ہے۔

آیات معتادہ اور غیر معتادہ

اس عالم کون و فساد میں آیات الٰہیہ دو قسم کی ہیں ایک معتادہ (مطابق عادت) اور دوسری غیر معتادہ (خلاف عادت) ہیں۔ آیات معتادہ اللہ سے فہم پانے والے خاص لوگ تبدیل کر سکتے ہیں جو خاصان خدا نہیں وہ ان میں اس لئے تبدیلی نہیں لا سکتے کہ انہیں ان آیات کے بارے اللہ کریم کے ارادے کا علم نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم ان آیات معتادہ کے ذکر سے بھرپور ہے مثلاً رات اور دن کا ادل بدل، بارشوں کا برسنا، نباتات کا اگنا، سمندروں میں جہازوں کی نازک خرامیاں، زبانوں اور رنگوں کی رنگا رنگی، تجارت کی غرض سے رات اور دن اسفار۔ یہ سب آیات معتادہ ہیں لیکن قرآن نے اعلان کیا کہ آیات عقلمند، سماعت

شعار، منبع تفقہ، مرکز ایمان وعلم اور مرجع ایقان و تفکر قوم کے لئے ہی ہیں اور ساری کائنات میں ان صفات سے موصوف ہو کر کوئی بھی ان آیات کے علم کے لئے اولیائے کرام کے سوا سر اونچا نہیں کرتا۔ کیونکہ قرآن کی گہرائیوں میں اترنے والے اور اللہ کے خاص یہی اولیائے کرام ہیں جو اہل قرآن ہیں۔

اب آیئے آیات کی دوسری قسم یعنی آیات غیر معتادہ کی طرف تو یہ وہ ہیں جنہیں خارق عادت کہا جاتا ہے۔ یہ عوام کے دلوں اور جانوں پر اثر کرتی ہیں مثلاً زلزلوں کا ہونا، سورج و چاند کو گرہن ہونا، جانوروں کا بول پڑھنا، پانی پر چلنا یا ہوا میں اڑنا، مستقبل کی خبریں دینا، دلوں کے بھید بتانا، اس عالم سے کھانا، تھوڑے سے کھانے کا بہت سے لوگوں کو کافی ہو رہنا وغیرہ، خارق عادت اشیاء ہیں جنہیں عوام خصوصاً قابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ اگر خرق عادت انسان کامل کو استقامت عطا نہیں کرتی اور اس کے ذریعے سے برانگیختگی اور آمادگی راہ خدا کی طرف نہیں ہوتی جو کہ ہونی چاہئے تھی اور نہ ہی وہ دنیائے عمل بسانے کے کام آتی ہے تو وہ کرامت نہیں بلکہ مکر و استدراج ہے اس کو کید متین کہا جاتا ہے۔ یہ تو مخالفت خدا کا ایک مظہر ہے۔ اس میں عارفوں کا ایک خاص بھید ہے چونکہ اس کے ظاہر کرنے میں عموماً ضرر ہوتا ہے لہٰذا ہم اسے ذکر نہیں کرنا چاہتے اور جو معلوم ہو اسے ذکر کرنا ضروری بھی تو نہیں ہوتا۔ خرق عادت صرف پہلی دفعہ ہوتا ہے اگر اسے دہرا دیں تو پھر وہ خرق عادت نہیں بلکہ عادت بن جاتا ہے لوگوں کو اس کی حقیقت معلوم نہیں، میں آپ کے سامنے اصلیت بیان کر رہا ہوں۔ خدا کرے آپ میری بات سمجھ جائیں۔ الوہیت اعادہ سے ماورا ہے لیکن امثال پردہ بن جاتی ہیں ان نابیناؤں کی آنکھوں پر جو حیات ظاہریہ کو تو جانتے ہیں لیکن وہ آخرت سے غافل ہیں جو مثل ثانی کا عین وجود ہے۔ لہٰذا ایسے اندھوں کو نئی تخلیق میں اشتباہ و شک ہے (اگر یہ لوگ غور کرتے تو انہیں پتہ چلتا) کہ ممکنات غیر متناہیہ ہیں اور قدرت نافذ ہے اور اللہ خلاق ہے بتایئے پھر تکرار کہاں ہے؟ کیونکہ تکرار تو صرف اعادہ سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اعادہ خرق عادت ہے (1) یہاں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ختم ہوئے۔ یہ اقتباسات فتوحات مکیہ کے باب ایک سو چھیاسی سے لئے گئے ہیں اس عبارت میں انہوں نے اپنی کتاب ''مواقع النجوم'' کا بھی ذکر فرمایا۔

وہ مختصر سی حجم کی کتاب ہے مگر اس کے فوائد بہت بڑے ہیں۔ یہ کتاب پرانے خط میں لکھی میرے پاس موجود ہے قریباً ایک سو ورق ہیں اور حضرت شیخ اکبر نے ۵۹۵ھ میں اسے زیور تحریر سے آراستہ فرمایا تھا۔

ابن عباد اور فلسفہ تخصیص و تخلیص

اب آیئے حضرت عارف حقانی سیدی امام شیخ محمد بن عباد رندی نے ''الحکم العطائیہ'' میں اس ارشاد کی شرح میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی نظر سے گزارتے جائیں کہ جس کی تخصیص ثابت ہو جائے اس کی تخلیص بھی درجہ کمال تک پہنچ جائے،

1۔ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک ہی نوعیت کی کرامت کا اظہار ہو تو وہ عادت کے مطابق اس اعادہ سے نہیں ہو جائے گی کیونکہ وہ ممکن تھی اور ممکنات لامتناہی ہیں۔ قدرت خداوندی مسلسل جاری ہے اور خالق اللہ کریم ہے تو پھر لامتناہی ممکنات اور غیر مختتم قدرت کے باوجود تخلیق میں اعادہ کیسے ہوگا جب اعادہ نہیں ہوگا تو تکرار نہیں آئے گا جب تکرار نہ ہوا تو پھر وہ کرامت اعادہ کی صورت میں عادت نہ بن سکی۔ مترجم

ضروری نہیں''۔ تخصیص سے یہ مراد ہے کہ اللہ کریم اپنے کسی بندے پر عنایت ولطف اور اثر و رعایت کے دروازے وا کردے اور اگر یہ کیفیت دوام پالے تو عرفان الٰہی کا تحقق ہو جاتا ہے۔ وہ غیر خدا اور عالم کون وفساد سے خلاصی پا کر ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو جاتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ حضرات مقربین میں سے بھی درجہ خواص پالیتے ہیں۔ یہ علم الٰہی میں مستغرق اور محبت خداوندی میں محو ہو جاتے ہیں اور کچھ حضرات کو اللہ کریم کمال کی چوٹیاں سر کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور انہیں ان کے حال کے مناسب علوم واعمال عطا فرما کر ان کی تربیت کرتا ہے یہ عام مقربین ہیں یہ عابد وزاہد حضرات اصحاب یمین میں سے چیدہ وخاص ہیں۔ یہ مجاہدہ واوراد والے ہیں یہ حضرات اگرچہ کرامات کے لطائف اور طاعات وعبادات کے عطا شدہ وظائف میں جو مولا کریم نے انہیں عطا فرمائے ہوتے ہیں پہلے گروہ مقدس کے سہیم وشریک ہیں مگر وہ پھر بھی گروہ عالی کی طرح اپنی جانوں کے خیال ورویت اور اپنے نصیب وحصہ کی رعایت سے بالکلیہ الگ نہیں ہوئے اسباب سے ان کا تعلق منقطع نہیں ہوا اور حجاب کے وجود سے ان کا ربط نہیں ٹوٹا۔ اس دوسرے گروہ کو اللہ کریم کبھی یہ خصوصیت عطا فرما دیتا ہے کہ ان کے ہاتھوں یا ان کے سبب سے کرامات کا اظہار ہوتا ہے تاکہ ان کے نفوس کو دولت تسکین ملے اور یقین کے پودے ان کے دلوں میں جڑیں گاڑ سکیں۔ پہلے گروہ عالی کو کرامات نہیں عطا ہوتیں، اس لئے کہ وہ یقین، قوت اور تمکین کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز وراسخ ہوتے ہیں کہ انہیں مزید ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

اسی حقیقت کو ''عوارف المعارف'' کے مصنف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ کبھی راز ہائے قدرت پر بذریعہ کشف مطلع ہونے والے شخص سے وہ شخص مرتبہ میں آگے بڑھ جاتا ہے جسے یہ کشف حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اسے اللہ کریم نے صرف معرفت کے دریا میں مستغرق کر دیا ہوتا ہے اب یہ قدرت جو کشف پر دوسرے کو حاصل ہوئی ہے یہ قادر کے اثر ونتیجہ کے طور پر اسے ملی ہے اب جو قادر کے قرب سے سرشار ہے وہ قدرت کے کسی بھی عنوان کو نہ عجیب وغریب سمجھتا ہے اور نہ ہی اسے کثیر کہتا ہے وہ تو دیکھتا ہے تو قدرت خود عالم حکمت کے اجزا کے پردوں سے اس پر تجلی ریز ہو رہی تھی۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابوتراب کو صحرا میں بھوک لگی تو انہیں دکھائی دیا کہ سارا صحرا کھانا بن گیا ہے۔ حضرت شبلی نے فرمایا یہ تو ایک ایسا بندہ ثابت ہوئے جن سے رفاقت کا برتاؤ ہوا اور نرمی کی گئی لیکن اگر وہ ولایت کے مقام تحقیق تک پہنچ جاتے تو وہ ان کی طرح کھاتے پیتے جنہوں نے ارشاد فرمایا تھا:

أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ

''میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ ہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے''۔

1۔ حضرت شبلی کا اشارہ حدیث شریف کی طرف ہے مطلب یہ ہے کہ خارج سے کھانے کی کیا ضرورت ہے باطن اپنی غذا نور خدا سے حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ مقام تحقیق حاصل ہو۔ مترجم

مقاصد کرامت اور حضرت ابن عباد رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

امام محمد بن عباد رندی نے ''لطائف المنن'' میں ارشاد فرمایا ہے کہ کرامات کبھی ولی کی اپنی ذات کے لئے اور کبھی دوسروں کے لئے ظہور پاتی ہیں اگر وہ خود ولی کے لئے ظاہر ہوں تو ان کا مطلب ہے کہ قدرت خداوندی اور اس کی فردیت واحدیت پر وہ دال ہوتی ہیں اور اس بات کی دلالت ہوتی ہیں کہ قدرت خداوندی محتاج اسباب وعلل نہیں اور وہ ذات بے مثل عادات پر حاکم ہے عادات اس پر حاکم نہیں (کہ خلاف عادت کے ظہور پر وہ قادر نہ ہو) یہ سب عادات و وسائط اور علل و اسباب تو صرف اس کی قدرت عالیہ کے حجاب اور اس کی احدیت کے سورج کے لئے سحاب ہیں جو ان حجابات میں کھو جاتا ہے وہ رسوا ہو جاتا ہے اور جو ان پردوں کو تار تار کر کے حریم ناز تک جا پہنچتا ہے وہی عنایات کا وصال پانے والا ہے پھر حضرت محمد شیخ ابوالحسن کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کرامات کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت، ارادے اور صفات ازلیہ کا یقینی تعارف حاصل ہو جاتا ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ صفات عالیہ اس ذات عالی میں اکٹھی ہیں جدا نہیں اور ایسا معاملہ ہے جس کا ذات خداوندی سے الگ ہونا مقصود نہیں گویا یہ سب صفات مل کر ایک صفت ہیں اور ایک ہی موصوف سے قائم ہیں جو شخص نور خدا سے منور ہو کر معرفت خداوندی حاصل کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح نہیں جو نور عقل کے سہارے معرفت حاصل کرے۔(1)

چونکہ بنیادی طور پر کرامات جن سے صدور پاتی ہیں، ان کے لئے تثبیت واطمینان کا ذریعہ ہوتی ہیں لہٰذا متبدی ابتداء میں انہیں پاتے ہیں مگر منتہی عالم انتہا میں انہیں نہیں پاتے کیونکہ یہ اہل نہایت (درجۂ کمال کے اولیاء) یقین، قوت اور تمکین میں اتنے راسخ ہو چکے ہوتے ہیں کہ انہیں کسی مثبت و ذریعہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ اسلاف کرام رضی اللہ عنہم کو ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ کریم نے انہیں حسی کرامات کے ظہور کا محتاج نہیں بنایا تھا کیونکہ ان کے پاس معارف غیبی اور علوم شہودی موجود تھے کبھی پہاڑوں کو بھی لنگر کی ضرورت پیش آئی ہے؟ (پھر عظمائے اسلام کیوں محتاج کرامت ہوں) کرامت تو صرف اس لئے تھی کہ احسان خداوندی میں شک نہ آئے اور جس سے ظاہر ہوئی ہے اسے اللہ کی معرفت حاصل ہو اور اسے استقامت خداوندی کی شہادت میسر آئے (اور یہ سب مبادیات میں ہوتا ہے)۔

کرامات کیا ہیں؟

کرامات کے متعلق تین گروہ بن گئے ہیں: ایک گروہ نے کرامات کو مقصود قرار دے دیا ہے اگر کسی سے کرامات ظاہر

1۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا:

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور — چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا — چراغ رہگذر کو کیا خبر ہے

یعنی عشق اور نور خداوندی کے مقابل عقل چراغ راہ سے زیادہ نہیں۔ مترجم

ہوں تو اس کی تکریم و تعظیم کریں گے اور اگر ظہور کرامات نہ ہو تو اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور تعظیم و تکریم سے منہ موڑ لیں گے۔ دوسرا گروہ سرے سے کرامات کے خلاف ہے وہ کرامات کو دھوکہ کہتے ہیں اہل ارادہ کرامات کے ذریعے دھوکہ کھاتے ہیں تا کہ وہ ان کے حصول کے بعد رک جائیں اور آگے نہ بڑھ سکیں تا کہ اس مقام پر نہ پہنچ سکیں جس کے وہ اہل نہیں۔ ابوتراب بخشی نے حضرت ابوالعباس رقی سے پوچھا کہ آپ کے ساتھی ان کرامات کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عزت بخشتا ہے۔ حضرت نے جواب دیا میں تو سمجھتا ہوں کہ سب لوگ کرامات کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابوتراب بولے جو کرامات تسلیم نہ کرے وہ تو کافر ہو جاتا ہے میرا سوال یہ نہیں بلکہ میرا سوال یہ ہے کہ طریق احوال کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ ابوالعباس بولے اس سلسلے میں میرے احباب کا کوئی ارشاد مجھے معلوم نہیں۔ ابوتراب فرمانے لگے آپ کے احباب کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے بہلاوا ہے حالانکہ ایسا نہیں دھوکہ اور بہلاوا تو یہ احوال و کیفیات تب ہوتیں کہ ولی انہیں پا کر سکون پا لیتا اور خوش ہو جاتا۔ جب کرامات پا کر وہ نہ اترائے اور نہ سکون و قرار پائے تو یہ اولیائے ربانی کا مقام ہے یہ سارا مقولہ اس وقت جاری ہوا جب ابوتراب رحمہ اللہ کے ساتھی پیاس میں مبتلا ہوئے اور ابوتراب نے زمین پر ہاتھ مارا۔ پانی کا چشمہ جاری ہوا فرمانے لگے میں تو یہ پانی پیالے کے ذریعے پینا چاہتا ہوں۔ پھر زمین پر ہاتھ مارا ایک سفید شیشے کا گلاس لیا خود بھی پانی نوش فرمایا اور سب ساتھیوں کو بھی پلایا۔ حضرت ابوالعباس فرماتے ہیں کہ سارے سفر میں مکہ شریف تک یہ پیالہ ہمارے پاس رہا۔ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ کرامات کے سلسلے میں قول فیصل یہ ہے کہ اللہ کریم کے ساتھ کسی اور حاجت کا طلب کرنا مناسب نہیں (کیونکہ اس طرح بحر احدیت سے رابطہ کٹ جاتا ہے اور کرامات غیر ہیں لہٰذا اس طرف توجہ نہیں ہونی چاہئے۔ مترجم) لیکن اگر کسی سے کرامات کا صدور ہو جائے تو یہ دلیل عظمت ہیں کیونکہ کرامات اس کی استقامت کی گواہ ہیں۔ اب رہی تیسری قسم کے ولی سے کسی اور کے لئے کرامت ظاہر ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دوسرا آدمی سمجھ لے کہ اس ولی خدا کا راستہ ٹھیک ہے تبھی تو کرامت ظہور پذیر ہو رہی ہے اب اگر وہ منکر ہو گا تو دولت اعتراف پا لے گا۔ کافر ہو گا تو ایمان کی طرف رجوع کر لے گا۔ اگر ولی خدا کی خصوصیت میں اسے شک ہو گا تو کرامت دیکھ کر اس پر احسان خداوندی کا اعتراف کر لے گا۔

حضرت ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

اب حضرت ابونصر سراج کا کرامات کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوالحسن سے پوچھا کہ کرامات کا کیا مطلب ہے جبکہ اہل اللہ نے اپنے اختیار سے دنیا چھوڑ دی ہے (تو پھر کرامات کو اختیار کرنے کا کیا معنی ہوا) جب ترک دنیا کا اکرام و احترام انہیں حاصل ہے تو پھر پتھر کو سونا بنانے کے اکرام کی اولیائے کرام کو کیا ضرورت ہے؟ پھر کرامات سے احترام کے حصول کا مطلب کیا ہے؟ فرمانے لگے اللہ کریم اس لئے اولیاء کو کرامت نہیں عطا فرماتے کہ کرامات کوئی محترم چیز ہیں بلکہ ان کی عطا صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ جب ان کے پاس رزق نہ ہو تو ان کے نفوس قدسیہ رزق کے لئے اضطراب و بیقراری نہ کریں بلکہ ان کرامات کو پا کر وہ پکار اٹھیں کہ جو ذات عالی پتھر کو سونا بنانے پر قادر ہے تو جہاں سے چاہے لاتعداد رزق بھی لا سکتی ہے اب جب رزق نہیں ہو گا تو یہ دلیل اپنے نفوس کو دے کر وہ انہیں دولت استقامت عطا کر

دیں گے اور اس طرح وساوس نفس کو کاٹ کر رکھ دیں گے اور اس طرح اپنے نفوس کو ریاضت وتادیب کے راستے پر گامزن کر دیں گے (حضرت ابو نصر کے ارشاد کا مطلب بھی یہی ہوا کہ کرامات استقامت اور مقبولیت کی علامات ہیں اور یہی باقی حضرات کے ارشادات کا بھی خلاصہ تھا۔ مترجم)

پتھر سونا بن گیا

حضرت ابو نصر اپنے ارشاد پر بطور استشہاد ایک واقعہ ابن سالم کے ذریعے سے نقل فرماتے ہیں کہ سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے واقعہ سنایا کہ بصرہ میں اسحاق بن احمد نامی ایک دنیادار رہا کرتا تھا پھر اس نے دنیا اور اس کے سب مال ومنال سے رخ موڑ لیا توبہ کی اور حضرت سہل کی صحبت اختیار کر لی۔ ایک دفعہ حضرت سہل سے عرض کرنے لگا اے ابو محمد! (حضرت سہل کی کنیت) میری جان کو غذا اور قوت لا یموت کا دھڑکا لگا رہتا ہے اور میری جان کا یہ واویلا ختم نہیں ہوتا۔ بس کھانے کی اشیاء ختم ہونے کا خوف دامن نہیں چھوڑتا، حضرت سہل نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اسے اٹھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اسے کھانا بنا دے تاکہ تو کھا سکے۔ اسحاق نے عرض کیا حضور! کوئی اس سلسلہ میں میرا امام بھی ہو جس نے ایسا کر دکھایا ہوتا کہ میں اس کی پیروی میں ایسا کر سکوں (یعنی انہوں نے قرآن وسنت سے دلیل مانگی) حضرت سہل نے فرمایا تیرے اس سلسلہ میں جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام امام ہیں جنہوں نے فرمایا تھا:

رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ (البقرہ:260)

''اے رب میرے! مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے''۔

آیت میں یہ معنی موجود ہے کہ نفس عین کو دیکھ کر ہی اطمینان پاتا ہے ورنہ اس کی جبلت میں شک ہے وہ شک کرتا ہی رہتا ہے۔ تبھی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے تاکہ دیکھ کر مجھے اطمینان نفسی حاصل ہو اگرچہ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ تو مردوں کو زندہ کر دیتا ہے لیکن نفس تو آنکھ سے دیکھ کر ہی مانتا ہے۔ ابو نصر فرماتے ہیں یہی حال اولیائے کرام کا ہے کہ کرامات کا اظہار بھی اس لئے اولیاء سے ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے نفوس کو تہذیب وتادیب کے زیور سے آراستہ کر سکیں اور یقین وایقان میں اضافہ کے نور سے مستنیر ہو سکیں۔ حضرت ابو نصر کے کلام کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ایک عالم کامل کا ارشاد بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سچے مگر خود رفتہ لوگوں سے ہی میں نے یہ کرامات ملاحظہ کی ہیں، وہ کہتے ہیں:

وضو کا پانی سونا اور چاندی بن گیا

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک ایسا ہی شخص تھا۔ ایک دن کہنے لگا کہ حضرت! میں جب وضو کرتا ہوں تو پانی میرے سامنے دو شاخیں بن کر بہنے لگتا ہے ایک شاخ سونے کی ہوتی ہے اور دوسری شاخ چاندی کی، حضرت سہل نے اسے جواب دیا کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب بچے روتے ہیں تو انہیں بہلانے کے لئے زیور اور کھلونے دیئے جاتے ہیں۔

گرم لوہا برف بن گیا

حضرت جعفر خالدی مرحوم نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت و حکایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس حضرت ابوحفص نیشاپوری، حضرت عبداللہ رباطی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ایک بہت کم گو گنجا آدمی بھی تھا۔ وہ ایک دن حضرت ابوحفص سے کہنے لگا کہ سابقہ حضرات کے پاس تو ظاہری کرامات و آیات تھیں آپ کے پاس کچھ بھی نہیں۔ حضرت ابوحفص نے فرمایا میرے ساتھ چل، وہ اسے لوہاروں کے بازار میں لے گئے ایک بڑی بھٹی پر پہنچے ایک لوہے کا بڑا سا ٹکڑا گرمایا گیا۔ حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹی میں ہاتھ ڈال کر گرم گرم لوہا پکڑ لیا بھٹی سے نکالا تو وہ ٹھنڈا تھا، فرمانے لگے اب تجھے یہ کافی ہوگا کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے اپنے نفس کی طرف سے اس کرامت کا اظہار فرمایا (حالانکہ اولیائے کرام اس سے اجتناب فرماتے ہیں) تو جواباً ارشاد ہوا اس کا حال بدل رہا تھا اگر میں کرامت ظاہر نہ کرتا تو اس کا حال بدل جاتا۔ اب آپ نے یہ کرامت اس کے حال کے تحفظ اور اس کے ایمان کی زیادتی کے لئے محض شفقت فرماتے ہوئے ظاہر فرمائی اور اسے خصوصیت سے نوازا۔ ورنہ عام حالات میں عارف اظہار کرامات سے بچتے ہیں اور محقق صوفیہ ان کے اظہار سے ڈرتے ہیں۔

ہرن خود ذبح ہونے کے لئے حاضر ہوا

حضرت ابوحفص یا کسی اور صاحب سے مذکور ہے کہ وہ اپنے احباب کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ پہاڑ سے اتر کر ایک ہرن آیا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر ابوحفص رو پڑے۔ رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا آپ میرے آس پاس بیٹھے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میرے پاس بکری ہوتی تو میں اسے تمہارے کھانے کے لئے ذبح کرتا۔ جب یہ ہرن میرے پاس آبیٹھا تو میں نے اپنے نفس کو فرعون کے مشابہ سمجھا کہ اس نے بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ دریائے نیل کو اس کے ساتھ جاری کرے اور اللہ کریم نے ایسا کر دیا تھا۔ میں پھر رو پڑا اور اپنی تمنا کی لغزش سے معافی چاہی اب ہرن کو آزاد کرتا ہوں۔ ؎

ہم آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف   بہ امید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

(خسرو)

مراد حق میں فنا

مروی ہے کہ ابدال میں سے کسی صاحب نے شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد سے کہا کیا وجہ ہے کہ ہمارے سامنے تو کوئی چیز نہ سخت ہوتی ہے اور نہ رکتی ہے۔ اور ان پر معمولی کام بھی رکاوٹ ہیں حالانکہ ہم ان کے مرتبہ و مقام کے متمنی ہیں اور انہیں ہمارے مقام کی مطلقاً تمنا نہیں۔ جب یہ بات ابومدین کو معلوم ہوئی تو فرمایا ہم نے اپنی مرادیں اللہ کریم کی مرادوں کے مقابلے میں چھوڑ دی ہیں۔

پانی کنوئیں سے باہر چھلکنے لگا

ایک بزرگ صحرا میں چل رہے تھے کہ ایک کنوئیں تک پہنچے تو پانی کنوئیں کے کنارے تک آ گیا۔ کہنے لگے مجھے معلوم ہے کہ آپ اس بات پر اے اللہ! قادر ہیں لیکن یہ میری طاقت سے باہر ہے اگر آپ کسی بدوی کو متعین فرما دیتے کہ وہ مجھ سے چند دفعہ ہاتھ ملاتا اور پانی کے چند گھونٹ پلا دیتا تو میرے لئے زیادہ درست ہوتا اور پھر میں یہ بھی جان لیتا کہ یہ نرمی و رفق بدوی کی طرف سے نہیں بلکہ آپ نے یہ نرمی اسے میرے لئے عطا کی ہے۔

اولیائے امت کے انداز

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں کہ وہ آیات و کرامات کا دلدادہ ہے تو سمجھ لیں کہ اس کا طریق ابدال جیسا ہے اور جب وہ آلات و نغمات کو مرکز توجہات سمجھے تو آپ سمجھ لیں کہ اس کا طریقہ اہل محبت کا طریقہ ہے اور پہلے کی نسبت یہ اچھا ہے، اب آپ دیکھتے ہیں کہ وہ ذکر میں محویت رکھتا ہے تو یقین جانیں کہ اس کا دل ''مذکور'' سے وابستہ ہے جس کا ذکر اس کی زبان کو متحرک رکھ رہا ہے تو ایسا شخص عارفوں کی راہ پر چل رہا ہے۔ یہ عارف سب سے اعلیٰ احوال کا مالک ہے۔ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آغاز کار میں اللہ تعالیٰ مجھے آیات و کرامات دکھایا کرتے تھے۔ میں ان کرامات کی طرف نظر التفات نہ ڈالتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حال میں ملاحظہ فرمایا تو میرے سامنے اپنی معرفت کے دروازے کھول دیئے۔ (یہاں حضرت محمد بن عباد رندی نے ''الحکم العطائیہ'' کی شرح میں علامہ شبلی، حضرت ابوالحسن، حضرت ابوالنصر، حضرت ابو حفص اور دیگر حضرات کے حوالے پیش فرمائے ہیں۔ مترجم)

یہاں کتاب کے مقدمہ کا مطلب اول اختتام پذیر ہوا، اب مطلب ثانی ملاحظہ ہو۔

مطلب ثانی

کرامات کی قسمیں

علامہ تاج الدین سبکی کی تحقیق

حضرت تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' میں ارشاد فرمایا ہے کہ کرامات کی کئی قسمیں ہیں:

پہلی قسم

مردوں کا زندہ کرنا ہے۔ علامہ سبکی نے استشہاداً حضرت ابو عبید بسری کا واقعہ نقل کیا ہے کہ غزوہ میں ان کی سواری مر گئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کی سواری زندہ فرما دے تو ان کی سواری زندہ ہو گئی۔ دوسرا واقعہ حضرت مفرج دمامینی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ انہوں نے بھونے ہوئے پرندوں سے کہا اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے۔ اسی طرح حضرت شیخ اہدل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے مردہ بلی کو بلایا تو وہ ان کے پاس چلی آئی۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حکایت ہے کہ مرغی کا گوشت کھایا جا

چکا تھا کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جا اللہ کے حکم سے جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندگی کا پیغام دیتا ہے مرغی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایسا ہی واقعہ حضرت شیخ ابو یوسف دہمانی سے منقول ہے کہ وہ ایک میت کے پاس تشریف لائے اور قم باذن اللہ کا نعرہ مستانہ مارا تو مردہ اٹھ بیٹھا اور اس کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہا۔ اسی طرح ایک حکایت شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے جو امام سبکی کو ان کے فرزند ولی خدا شیخ فتح الدین یحییٰ نے سنائی کہ ان کے گھر چھت سے ایک چھوٹا سا لڑکا گر کر مر گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ بچہ زندہ ہو گیا۔ سبکی فرماتے ہیں کہ اس نوع کی کرامات اتنی زیادہ ہیں کہ انہیں بیان کے احاطہ میں نہیں لایا جا سکتا۔ میرا ان پر ایمان ہے لیکن کوئی ایسی روایت نہیں مل سکی کہ کسی ولی کے ہاتھوں کوئی ماضی بعید کا آدمی گلنے سڑنے اور عظیم رمیم ہو جانے کے بعد زندہ ہوا ہو اور پھر طویل عرصے تک جیتا رہا ہو۔ ایسا واقعہ اولیاء سے ثابت ہونے کا میں معتقد نہیں ہوں مگر سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ یہ معجزات ہیں جہاں کرامات کی رسائی نہیں۔ یہ جائز ہے ایک نبی اپنی نبوت کے اختتام سے پہلے عرصہ ہائے دراز پہلے کی قوموں کو زندہ کر دے اور پھر زندہ ہونے کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہیں۔ لیکن میں اس بات کا معتقد نہیں ہوں کہ اب کوئی ولی ہمارے سامنے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو زندہ کر سکتا ہے اور وہ اس کرامت کی بنا پر لمبا عرصہ زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح اپنے دور میں زندہ تھے بلکہ مختصر سے عرصہ کے لئے بھی وہ اس طرح زندہ نہیں ہو سکتے کہ وہ زندوں سے مل کر رہیں جس طرح وفات سے پہلے مل کر رہا کرتے تھے۔

دوسری قسم

مردوں سے باتیں کرنا ہے یہ تو پہلی نوع سے بھی زیادہ ہیں ایسی کرامات حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات سے مروی ہیں۔ ان میں حضرت سبکی کے والد ماجد کے کچھ مشائخ بھی شامل ہیں۔

تیسری قسم

دریا کا پھٹ جانا اور سوکھ جانا، پانی پر چلنا، ایسی کرامات بھی لاتعداد ہیں۔ شیخ الاسلام سید المتاخرین حضرت تقی الدین دقیق العید سے بھی ایسی کرامات کا ظہور ہوا۔

چوتھی قسم

اعیان کو تبدیل کرنا ہے۔ شیخ عیسیٰ ہتار یمنی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کسی آدمی نے ان کے پاس بطور تمسخر دو منکے شراب سے بھر کر بھیجے۔ آپ نے ایک کو دوسرے میں ڈالا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ لوگوں نے کھایا تو وہ ایسا گھی تھا کہ اس جیسی مہک و رنگ والا گھی کبھی دیکھا نہیں گیا تھا۔ ایسی حکایات جن سے اعیان کو تبدیل کرنے کا ثبوت ملتا ہے، لاتعداد ہیں۔

پانچویں قسم

زمین کا لپٹ کر اولیائے کرام کے لئے مختصر ہو جانا۔ ایک بزرگ شہر طرسوس کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انہیں

حرم شریف کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ انہوں نے اپنا سر جھکا کر گریبان میں ڈالا جب گریبان سے سر نکالا تو وہ حرم شریف میں ذوق اشتیاق کی پیاس بجھا رہے تھے۔ اس نوع کی حکایات میں قدر مشترک یہ ہے کہ درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں ان کرامات کا منکر کوئی حیرت زدہ جھگڑالو ہی ہو سکتا ہے۔

چھٹی قسم

جمادات و حیوانات کا ہم کلام ہونا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کرامت اولیائے امت سے بکثرت سرزد ہوتی رہی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی کرامت: حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ، جس میں انار کا انہیں عرض کرنا کہ وہ اسے تناول فرمائیں۔ آپ (1) نے انار کھایا انار کا چھوٹا ہونا مگر آپ کے پکڑنے سے بڑھ جانا اور اس کی ترشی کا مٹھاس میں بدل جانا اور پھر درخت کا سال میں دو دفعہ آپ کی برکت سے پھل دینا مشہور و معروف ہے۔

ساتویں قسم

مرضوں کا دور ہو جانا۔ حضرت سری نے ایک آدمی سے روایت کی ہے جو انہیں پہاڑ میں ملا تھا اور اپاہجوں، اندھوں اور دوسرے مریضوں کو شفا دے رہا تھا۔

ایک مریض اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ: اسی طرح حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک اپاہج، فالج زدہ، نابینا اور کوڑھ کے مارے لڑکے سے فرمایا: اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ گویا اسے کبھی کوئی تکلیف نہ تھی۔

آٹھویں قسم

حیوانات کا اولیائے کرام کے تابع ہونا۔ حضرت ابو سعید بن ابی الخیر مہینی کا شیر کے ساتھ معاملہ معروف ہے۔ ان سے پہلے حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی واقعہ منقول ہے یہ تو حیوانات تھے۔ اس جماعت قدسیہ کی اطاعت تو جمادات نے بھی کی ہے۔

حضرت عزالدین اور ہوا: سلطان العلماء شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام کی حکایت میں فرنگیوں کے حملہ کے وقت یہ ارشاد موجود ہے کہ اے ہوا! انہیں پکڑ لے۔

نویں قسم

زمانے اور وقت کا پھیل جانا۔

دسویں قسم

زمانے کا سکڑ جانا اور وقت کا محدود ہو جانا، ان دونوں قسموں کا اندازہ و تقدیر ذہنوں کے لئے ایک مشکل مسئلہ ہے جو اس کرامت کے اہل ہیں اسلامی احکام کے مطابق اسے انہی کے حوالے کرنا بہتر ہے اس سلسلہ میں بھی لاتعداد واقعات موجود ہیں

1۔ آپ کا انار کو لینا انار کا رخ۔

(انہی کے حوالے کرنے سے اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے کہ امانتیں ان کے اہل وقابل لوگوں کی طرف لوٹا دو۔ مترجم)

گیارہویں قسم

دعا کا شرف قبولیت پانا۔ یہ تو بہت ہی زیادہ ہے ہم نے خود اولیائے کرام کی ایک پوری جماعت سے مشاہدہ کیا ہے۔

بارہویں قسم

زبان کا بات کرنے سے رک جانا یا کھل جانا۔

تیرہویں قسم

انتہائی نفرت کرنے والے دلوں کو کسی مجلس میں کھینچ لینا اور مطیع بنا لینا۔

چودہویں قسم

کچھ غیوب کی خبر دینا یا کشف ہو جانا یہ تو اس حد تک اولیائے کرام سے منقول ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

پندرہویں قسم

کھائے پیے بغیر عرصہ دراز تک صبر کیے رکھنا۔

سولہویں قسم

مقام تصرف پر فائز ہو کر تصرف کرنا۔ اولیائے کرام کی ایک جماعت سے بہت سے ایسے واقعات منقول ہیں۔

بارش ولی کے ساتھ چلی: یہ بھی مذکور ہے کہ ان میں سے کئی کے پیچھے پیچھے بارش چلا کرتی۔ متاخرین میں سے حضرت ابو العباس شاطر ایسے بزرگ تھے کہ وہ درہموں کے بدلے بارش بیچا کرتے تھے۔ اس باب میں ان سے اتنی حکایات منقول ہیں کہ ذہن کو جرأت انکار نہیں ہوتی۔

سترہویں قسم

زیادہ کھانا کھانے پر قدرت ہونا۔

اٹھارہویں قسم

حرام کھانے سے محفوظ رہنا۔ حضرت حارث محاسبی سے منقول ہے کہ ان کی ناک تک حرام کھانے کی مہک اٹھتی تھی تو اسے نہیں کھاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حرام کھانے کو دیکھتے ہی ان کی رگ رگ پھڑکنے لگ جاتی تھی۔ ایسی مثالیں ابو العباس مرسی سے بھی حکایت ہوئی ہیں۔

انیسویں قسم

پردوں کے پیچھے جگہ کا مشاہدہ کرنا۔ جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ حضرت ابو اسحاق شیرازی بغداد میں بیٹھ کر کعبہ شریف کا

مشاہدہ فرمایا کرتے تھے۔

بیسویں قسم

وہ ہیبت جو کچھ اولیائے کرام کو عطا ہوتی ہے کہ صرف انہیں دیکھتے ہی، دیکھنے والا مر جاتا ہے۔ جیسا کہ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دیکھنے والے سے ہوا، یا ولی کے سامنے آدمی گنگ ہو جاتا ہے اور بول نہیں سکتا۔ یا وہ راز اگل دیتا ہے جو شاید اسے چھپانا چاہتا ہو۔ اور اسی قسم کی دیگر اشیاء جن کا اظہار بطور کرامت اولیائے عظام سے بکثرت ہوا ہے۔

اکیسویں قسم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت وحمایت کا حصول جبکہ کوئی اس جماعت مقدسہ سے ارادۂ شر کرے اور پھر اس شر کو اللہ کریم خیر میں تبدیل کر دے۔ ایسا ہی واقعہ ہارون الرشید کا سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ سے پیش آیا۔

بائیسویں قسم

مختلف اطوار و کیفیات کا تصور، اسی کو حضرات صوفیہ عالم المثال کا نام دیتے ہیں۔ اجسام وارواح کی دو دنیاؤں کے درمیان یہ حضرات ایک اور متوسط عالم کے قائل ہیں یہ عالم مثال ان کے ارشاد کے مطابق عالم اجسام سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہے یہی عالم مثال ہے جس میں ارواح جسمانی شکل اور متعدد اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے نظریہ کے ثبوت کے لئے قرآن حکیم کے اس ارشاد سے دلیل لی ہے کہ سیدہ مریم علیہا السلام کے سامنے حضرت جبریل علیہ السلام صورت انسانی میں تشریف لائے، ارشاد ہوتا ہے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ (مریم)

''وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا''۔

ایک ولی اللہ کے کئی اشکال: حضرت قضیب البان موصلی سے حکایت ہے جو ابدال میں سے تھے کہ کسی شخص نے انہیں نماز پڑھتے نہ دیکھا تو انہیں متہم کیا اور بڑی سختی کی آپ کئی صورتوں میں فوراً اس کے سامنے آئے اور فرمایا ان صورتوں میں سے کس صورت میں تو نے مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ اولیاء کرام کے اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔

سائل کو زیارت کعبہ کرادی: متاخرین میں سے کسی نے ایک بہت بوڑھے فقیر کو قاہرہ کے مدرسہ سیوفیہ میں بلا ترتیب وضو کرتے پایا تو اسے کہا کہ جناب شیخ! آپ بلا ترتیب وضو فرما رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو ترتیب سے وضو کر رہا ہوں لیکن آپ کو دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اگر تجھے نظر آتا تو یوں دیکھتا یہ کہہ کر سائل کا ہاتھ پکڑا اور اسے کعبہ مکرمہ کی زیارت کرادی پھر اسے مکہ مشرفہ پہنچا دیا۔ اس نے سچ مچ اپنے آپ کو مکہ میں پایا اور وہاں کئی سال ٹھہرا رہا۔ حکایت بہت طویل ہے۔

تیئیسویں قسم

اللہ کریم اولیائے کرام کو زمین کے ذخیروں کی اطلاع فرما دیتا ہے جیسا کہ حضرت ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ گزر چکا ہے کہ

انہوں نے زمین پر پاؤں مارا تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ ابن سبکی مرحوم فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس کرامت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم ایسی جگہ پانی پیدا فرما دیتا ہے جہاں پانی نہیں ہوتا اور زمین پاؤں مارنے والے کی مطیع بن جاتی ہے۔

لاٹھی کے نیچے سے پانی ابل رہا تھا: ایک اور صاحب سے مروی ہے کہ حج کے راستے میں وہ پیاسے ہوئے کسی کے پاس پانی نہ تھا انہوں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ ایک جگہ وہ اپنی کھونٹی گاڑے بیٹھے ہیں اور اس کے نیچے سے پانی بہہ رہا ہے۔ اس صاحب نے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا اور باقی حاجیوں کو بھی پانی کی اطلاع دی۔ سب نے اس پانی سے اپنے برتن بھر لئے۔

چوبیسویں قسم

مختصر سے دور میں بہت سے علما کے لئے بہت سی تصانیف کا سہل و ممکن ہونا۔ وفات تک وہ جس طرح تعلیم و تعلم میں مصروف رہے اگر اس عرصے میں ان کی تصانیف کو تقسیم کریں تو ان تصانیف کا نقل کرنا ہی ایک مسئلہ بن جاتا ہے۔ چہ جائیکہ انہیں علمی انداز سے تصنیف کیا جائے۔ یہ ایسی کرامت ہے کہ زمانے نے اپنی تنگ دامانیاں ان کے لئے پھیلا دیں۔ اور یہ دسویں نوع کی کرامت ہے جس میں ہم نے زمانے کا پھیل جانا ذکر کیا تھا۔

حضرت امام شافعی روزانہ ختم قرآن فرماتے: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ملاحظہ فرمائیں ان کی عمر شریف تو ان تصانیف سے دسویں حصہ کے لئے بھی کافی نہیں مگر امام موصوف نے صرف یہ کام نہیں کیا بلکہ غور و تدبر سے روزانہ ایک ختم قرآن فرماتے تھے اور پورے غور و فکر سے رمضان شریف میں دو ختم قرآن روزانہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کے بارے ذرا ملاحظہ ہو کہ وہ درس دے رہے ہیں، فتاویٰ لکھ رہے ہیں ذکر خداوندی اور فکر رب العالمین میں محو ہیں پھر ان کی جسمانی صحت کو بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کا وجود کبھی بھی ایک دو یا زائد بیماریوں سے خالی نہیں رہا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بیک وقت وہ تیس مرضوں میں مبتلا ہیں (1)۔

آپ امام الحرمین ابو المعالی جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف کا حساب لگائیں پھر ان کی تصانیف دیکھیں، طلبہ کی تدریس دیکھیں پھر محافل ذکر میں ان کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور پھر بتائیں کیا یہ عمر اتنے اشغال کے لئے کافی تھی؟

روزانہ آٹھ ختم: کئی بندگان خدا نے ایک ایک دن میں آٹھ آٹھ قرآن ختم کئے ہیں ایسی مثالیں لاتعداد ہیں۔ اب ذرا امام ربانی حضرت محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور عمر شریف کو دیکھیں اس عرصہ میں تو انہیں نقل بھی نہیں کر سکتے۔ اور پھر زندگی میں وہ صرف تصانیف میں ہی مشغول نہیں رہے انہوں نے سب قسم کی عبادات وغیرہ بھی تو ساتھ جاری رکھیں۔ اب ابن سبکی مرحوم اپنے والد حضرت امام شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں جب ان کی عمر کا حساب ہوا اور تصانیف دیکھی گئیں پھر ان کی عبادات پر مواظبت اور درس و تدریس میں محویت اور فتاویٰ نویسی، تلاوت قرآن کو ملاحظہ

1۔ یہ گرامی قدر نفوس امراض کو بھی نعمت سمجھتے ہیں اور بقول خواجہ حافظ صاحب

بلائے کز حبیب آید ہزارش مرحبا گفتم

مصائب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ (مترجم)

کیا گیا پھر ان کے عدالتی فیصلے پڑھے گئے تو معلوم ہوا کہ ان کی عمر تو اس کام کی تہائی کے لئے بھی کافی نہ تھی۔ پاک ہے وہ ذات اقدس جو ان حضرات کو برکات سے نوازتی ہے اور اوقات کو ان کے لئے پھیلاتی اور سکیڑتی ہے۔

پچیسویں قسم

زہروں (1) اور ہلاکت خیز اشیاء کا اولیاء کرام پر اثر نہ ہونا۔ ملاحظہ ہو کہ ایک بادشاہ نے ولی سے کہا یا تو آپ کرامت ظاہر کریں یا اپنے فقیروں کی جان سے ہاتھ دھولیں۔ بادشاہ کے پاس اونٹوں کی مینگنیاں پڑی تھیں فرمایا دیکھ! یہ کیا ہے؟ دیکھا تو وہ سونا تھیں۔ بادشاہ کے پاس برتن بے آب تھا ولی نے پکڑ کر فضا میں اچھالا پھر پکڑا بادشاہ کو واپس کر دیا تو وہ پانی سے بھرا ہوا تھا برتن الٹا تھا مگر پھر بھی اس سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا یہ جادو ہے۔ ولی نے بہت زیادہ آگ جلوائی پھر قوالی و سماع کا حکم دیا جب وجد و مستی طاری ہوئی تو اپنے درویشوں سمیت آگ میں گھس گیا۔ آگ سے نکل کر بادشاہ کے چھوٹے سے بچے کو اچک لیا اور آگ میں پہنچ کر غائب ہو گیا۔ بادشاہ بچے کے لئے آگ میں جانے ہی والا تھا کہ ولی لڑکے کو لئے آگ سے باہر نکلا، لڑکے نے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار پکڑا ہوا تھا۔ باپ نے بیٹے سے پوچھا بیٹا! کہاں تھے؟ جواب ملا باغ میں تھا۔ بادشاہ کے مقربین بولے، یہ سب تو بناوٹ اور چال ہے اس کی حقیقت تو کچھ بھی نہیں (2)۔

بادشاہ نے ولی سے کہا یہ زہر کا پیالہ موجود ہے اگر آپ پی لیں تو میں آپ کو سچا سمجھ لوں گا۔ ولی خدا نے پی لیا۔ اتنا شدید زہر تھا کہ کپڑے پھٹ گئے اور کپڑے ان پر ڈالے گئے۔ کئی دفعہ کپڑے پھٹے۔ آخر کار جو کپڑے نہ پھٹے تو پسینہ ان کے بعد خشک ہو گیا جو مرد حق کو آ رہا تھا لیکن زہر نے مرد حق کو ذرا بھی اثر نہ کیا۔

یہاں پہنچ کر علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کی کرامات تو سو قسموں سے بھی زائد ہیں مگر میں نے جو لکھی ہیں یہ چھوڑی ہوئی اقسام کی دلیل ہیں اور یہی ان حضرات کے لئے کافی ہیں جو دنیائے غفلت سے نکل چکے ہیں ان سب انواع و اقسام میں لاتعداد کراماتی قصص و روایات اور اخبار و حکایات موجود ہیں۔ یہ سب حق ہیں اور حق کو نہ ماننا تو گمراہی ہے۔ بیان ہدیٰ ہیں یہ واقعات ان کے سوا تو محالات ہیں اللہ جسے توفیق دیتا ہے وہ تو انہیں مانتا ہے اور دربار خداوندی میں دست سوال پھیلاتا ہے کہ پروردگار! مجھے ان صالحین کے ساتھ ملا دے۔ کیونکہ یہی صراط مستقیم کے شاہسوار ہیں، اگر ان حضرات کی کیفیات کا حصر کرتے تو نہ زندگی ساتھ دیتی اور نہ اوراق گنجائش پیدا کرتے۔

1۔ یعنی منکرین اولیاء کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ کچھ نہ دیکھیں تو انکار کرتے ہیں اور کچھ دیکھ لیں تو اسے جادو اور بناوٹ و مکر کہتے ہیں ان کے اسلاف بھی یہی کہتے تھے اخلاف بھی اولاد ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے یہی کچھ آج بھی کہہ رہے ہیں۔ اخلاف نے اتنا مزید حق نمک ادا کیا ہے کہ وہ ولایت کو مان کر کرامات کا انکار کرتے تھے یہ ولایت و کرامات دونوں کے منکر ہیں۔ ہمارے پیارے پاکستان کی اکثر مساجد میں بیٹھے ہوئے بہت سے نام نہاد علماء کا مشغلہ ہی یہی ہے کہ وہ حاضرین کو جو عبادت کے لئے آیات ہیں، صرف اولیاء کرام کے خلاف لغویات پر مشتمل وعظ کہتے ہیں اور پھریوں گوہر افشانی ہوتی ہے کہ اگر یہ کچھ کر سکتے تو مجھے مار دیتے، میری زبان بند کر دیتے وغیرہ ان نام نہاد فاضلوں نے کبھی نہیں سوچا کہ اگر کوئی کمیونسٹ انہیں یہ دلیل دے کہ حضرت مولانا! اگر آپ کا خدا قادر ہے تو میں اسے نہیں مانتا مجھے مار دے میری زبان بند کر دے تو حضرت مولانا کے پاس کیا جواب ہوگا؟ (مترجم)

2۔ ایک محفل میں کئی کرامات۔

امام مناوی اور اقسام ولایت

اب ذرا اقسام ولایت پر حضرت امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ملاحظہ ہوں جو انہوں نے اپنی کتاب ''طبقات صغریٰ'' کے مقدمہ میں ایک اور انداز سے پیش فرمائے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی اس تحریر کو سیدی محی الدین ابن عربی کی کتاب ''مواقع النجوم'' کی طرف منسوب نہیں فرمایا لیکن دراصل یہ ''مواقع النجوم'' کے ہی اقتباسات ہیں جنہیں مصنف نے بطور خلاصہ حسب مرضی تقدیم و تاخیر کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کرامات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ولی حق کو اپنے عجائبات کا مشاہدہ کراتا ہے اور حسب مرضی آیات دکھا کر اسے اپنے حاصل کردہ مقام کی رغبت دلاتا ہے اور اسے اپنے مسلک میں پختہ کرتا جاتا ہے۔ خود ارشاد خداوندی ہے:

لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا (بنی اسرائیل: 1)

''کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں''۔

علت خود خدا نے ذکر فرما دی ہے حسن اتباع و لزوم اقتداء کی وجہ سے ولی کو افعال کی جب وراثت (انبیاء) سے مل جاتی ہے تو یہ کوئی بعید بات نہیں کہ مولا کریم انہیں کرامات بھی عطا فرما دیں اور وہ زیارت کے لئے آنے والے کو آنے سے قبل بہت دور سے ملاحظہ فرما لیں یا پردوں کے پیچھے سے اسے دیکھ لیں یا دور سے کعبہ مکرمہ کی زیارت کر لیں یا عالم ملکوتی، نورانی، رحمانی یا ترابی کو ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح دیگر خوارق عادات بھی ان سے ظہور پذیر ہو جائیں جو از قسم معجزات سید کل صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام و عشاق کو بطور عزت حاصل ہوتا ہے۔

مختلف عالموں سے کیا مراد ہے؟

عالم روحانی ملکوتی سے مراد عالم ملائکہ ہے اور عالم جبروتی سے عالم جنات ہے۔ روحانی طینی و ترابی سے مراد ابدال و اوتاد ہیں۔ فرشتوں کے متعلق فرمان ربانی ہے:

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ (الانبیاء)

''رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے''۔

پھر آپ کا اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے جو اس غفلت کی لغزشوں سے دور معصوم و سادات گروہ کا انیس و جلیس ہے۔ یہ بھی تو لازماً ذاکر ہوگا اس کا مقام اور جلال و اکرام کے مشاہدہ و معائنہ کے بعد اپنی متنوع طاعات کو دیکھتے ہوئے انہیں تقصیر نفسی پر محمول کرتا ہوگا (کیونکہ کہاں رب تعالیٰ کی نوازشات اور کہاں ان کے مقابلے میں بندے کی عبادات۔ مترجم)

یہی بدیہی بات ہے کہ کامران و مفلح کا ساتھی بھی مفلح و کامران ہوتا ہے (لہٰذا ان فرشتوں کا جلیس بھی مفلح و کامران تھا) اب ذرا روحانی طینی دنیا کی طرف توجہ فرمایئے جو انسان دربار خداوندی میں جد و جہد کے درمیان اور اوصاف کمال سے موصوف ہو کر اوصاف ملائکہ لے کر حاضر ہوتا ہے مثلاً جناب خضر علیہ السلام اور ان جیسے اور باکمال لوگ (تو ان کی عظمت و کرامت کا کیا کہنا) آپ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیں۔ جب وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملے تو اس ملاقات کو انہوں نے کرامت سمجھا۔

والدہ کی اطاعت سے خضر علیہ السلام ملے

آپ نے خضر علیہ السلام سے پوچھا مجھے کس وجہ سے آپ کی ملاقات نصیب ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی جو فرمانبرداری کی اور اطاعت کیشی اختیار کی ہے یہ اس کا انعام ہے۔

مقام اولیاء اور ان کا نعمت خدا ہونا

جب بھی ایسے حضرات سے ملاقات ہو تو اسے اللہ کریم کی عنایت و توجہ سمجھ کر خوش ہونا چاہئے کہ مولا کریم نے اپنے اطاعت شعاروں اور مخلوق کے چمکتے ستاروں سے ملایا ہے اور ان کی محبت عطا فرمائی ہے ان کی عنایت سے محبوب بنایا ہے۔ کیونکہ یہ وہ افراد حقیقت ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبختی سے دور اور فلاکت سے نفوز ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات طینی مبادیات اور بشری غرور و رعونت سے دور نکل گئے ہیں ان کے معتدل مزاج، لطیف اجزاء زمین مقدس و معتدل کو عنایت الٰہی سے سورج نے پکا کر اپنے مراکز سے نکال کر عالم علوی سے ملا دیا ہے اب وہ نقض و خرق عادت پر قادر ہو گئے ہیں اور اجسام میں تصرف ان کا حق ہو گیا ہے (مبادی طینیہ سے مراد یہ ہے کہ انسان کی اصل مٹی تھی اور اسی سے اس کا آغاز ہوا تھا اربعہ عناصر کا اجتماع غرور و تکبر کو چاہتا ہے اور لطف خداوندی ان دونوں کیفیات کو مٹا کر انسان کو صفات ملائکہ سے متصف فرما دیتا ہے اور یہی مطلوب ہے۔ مترجم) جب انسان ان سادات گرامی یعنی ملائکہ ربانی سے مل جاتا ہے تو ان سے وہ صفات حاصل کر لیتا ہے جو موجود نہ تھیں اب اس کی بشری عادات ختم ہو جاتی ہیں اس ملکوتی تزکیہ و صفائی کی وجہ سے عجیب و غریب خوارق عادات اس سے ظہور پاتی ہیں اور ان مشاہدات سے تسخیر کائنات ارضی کا حصول ہو جاتا ہے اب اس کا وجود نظروں میں نہیں آتا، دیکھنے والے کے ادراکات کے سامنے پردے حائل ہو جاتے ہیں۔ ولی آپ کو پکار رہا ہوتا ہے مگر آپ اسے اس حال میں دیکھ نہیں سکتے، اب وہ تسخیر کا شاہ بن کر پانی پر چلتا ہے، فضاؤں میں اڑتا ہے وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے (فلسفہ کی زبان میں یوں سمجھئے) وہ ہیولیٰ بن جاتا ہے جو عالم روحانی کی طرح مختلف شکلوں اور صورتوں کو قبول کرتا ہے یہی مقام ہے جہاں پہنچنے کے بعد جناب خضر علیہ السلام دیکھنے والے کی پسندیدہ صورت میں متشکل ہو کر نظروں کو نوازتے ہیں۔

نور بصیرت کی جلوہ سازیاں

اس بات کو بھی سمجھتے جائیں کہ انسان ملکوتی خارجی دنیا سے اپنی مخصوص ملکوتی دنیا میں بھی منتقل ہو جاتا ہے اور اپنی ملکوتی دنیا کا مشاہدہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اسے صوفیہ کرام دل کی آنکھ کھلنے سے تعبیر فرماتے ہیں جب یہ آنکھ کھلتی ہے اور در بصیرت وا ہوتا ہے تو اسرار اپنی کمین گاہوں سے نکل آتے ہیں اور انوار اپنی سیر گاہوں سے تجلی ریز ہونے لگتے ہیں دل سے حجابات چھٹ جاتے ہیں معانی الٰہیہ اور اسرار علویہ کا ظہور ہوتا ہے جب شیشہ خیال میں یہ انوار و اسرار تجلی فرماتے ہیں تو باطن انہیں یونہی ملاحظہ کرتا ہے جس طرح ظاہری آنکھ عالم ظاہر کو ملاحظہ کرتی ہے اسی کو بصیرت کی آنکھ کہتے ہیں اس آنکھ کو پا کر دل وجود کی

کچھاروں میں چھپی چیزوں کو ملاحظہ کرتا ہے ضمیر و دل کے بھیدوں پر یہ نگاہ مطلع ہو جاتی ہے۔(1)

یہ نگاہ بصیرت یعنی دل کی آنکھ جب پردوں کو چیرتی اور رکاوٹوں کو ہٹاتی بڑھتی ہے تو اپنے مقابل آنے والے دل کو اپنی حسیات و وساوس اور ظنون و ہوا جس کے ساتھ سمجھ لیتی ہے اگر اس دل میں خیر ہے تو اسے سمجھ لیتی ہے اور اگر شر ہے تو اسے پا لیتی ہے، اب یہ عارف کا کام ہے کہ بہ تقاضائے وقت و مصلحت چاہے تو بیان کر دے اور چاہے تو راز رہنے دے کچھ عارفان عالی مقام نے جو غیب سے بذریعہ کشف مطلع فرمایا ہے تو وہ اسی بنا پر مبنی ہے۔ کچھ اولیائے کے دلوں کی صفائی کی وجہ سے ان میں دوسرے لوگوں کے دلوں کی باتیں منتقل ہو جاتی ہیں یہ آئینہ دل عارفوں کا نصیب ہے جو عرضی خیالات و وساوس سے پاک ہوتے ہیں اگر ایسے عظیم المرتبت ولی حق کے دل میں ایسا خیال آتا ہے جو اس کے مقام کے شایان شان نہیں تو اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ حاضرین میں سے کسی کا خیال ہے اب وہ اس خیال کے موصوف سے بات کرتا ہے اور اگر کسی مخصوص آدمی کا خیال تھا تو عارف اس کی طرف منہ کر کے بات اسی سے کرتا ہے، اصل معرفت یہ ہے کہ اصل میں دلوں میں مناسبت ہوتی ہے شیخ یا مرید کے دل میں اگر کوئی قبیح واہمہ یا غلط کھٹکا ہوتا ہے تو دل سے دھواں سا اٹھ کر شیخ کے دل میں پھیلنے لگتا ہے اب جس کا یہ واہمہ ہوتا ہے جب شیخ اس کی طرف منہ کرتا ہے تو دھواں کثیف ہونے لگتا ہے اور جب اس سے منہ پھیرتا ہے تو دھواں چھٹنے لگتا ہے (اسی طرح عارف بھرے مجمع میں صاحب خیال کو پہچان لیتا ہے) اگر واہم و خیال عمدہ و حسین ہوتا ہے تو عارف کے دل پر دھوئیں کی جگہ لطیف سی مہک پھیلنے لگتی ہے تو دل کی طرح فوراً اس کا حال ناک دریافت کر لیتا ہے اگر صاحب خیال حاضر ہے تو یہی حال ہوتا ہے (اور اگر حاضر نہیں تو) اس کا حال جامع میں ٹھہرنے والے عارف کا ہے کہ اسے بھوک نہیں مگر گھر والوں یا دوسرے لوگوں کے لئے اسے خواہش طعام ہوتی ہے اب یہ کھٹکا دل میں پیدا ہوتا ہے اسے پتہ ہے اسے خواہش طعام نہیں تو طعام منگا کر وہ اس کی خواہش رکھنے والوں کو بھیج دیتا ہے۔

کشف کی حیرت خیزیاں

ا۔ مکاشفات کی حیران کن کیفیات ملاحظہ ہوں کہ ادھر دل میں خیال آیا ادھر عارف نے اسے کپڑے پر لکھا دیکھا کہ ایسا کرو یا ایسا نہ کرو۔ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں تو ان کے کپڑے پر حضرت ابو العباس خشاب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ لکھا ہے:

اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَتَكَ

1۔ اقبالؒ نے اسے ایک اور پیرائے میں بیان کیا ہے وہ عارف کو اسرار و معارف اور معانی و حقائق کا شکاری سمجھتے ہیں اس شکاری کا ادنیٰ شکار تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسا عظیم المرتبت فرشتہ ہے۔ فرماتے ہیں:

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے

اور اس شکاری کی نگاہ کہاں ہوتی ہے؟ اقبالؒ پکار اٹھتے ہیں:

یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ!

اللہ اللہ عارفوں کا کیا مقام ہے۔

"اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دیں"۔

اسی طرح حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک کتاب کی تالیف میں مصروف تھے کہ انہیں حکم ہوا اور لکھیے کہ یہ وہ باب ہے جس کا وصف مشکل ہے اور جس کا کشف ممنوع ہے، اور وہ نہ جان سکے کہ اس کے بعد کیا لکھیں کافی عرصہ وہ عالم تحیر میں رہے ان کا مزاج منحرف ہو گیا پھر انہوں نے اپنے سامنے ایک نورانی گڑھی ہوئی تختی دیکھی اس پر سبز نوری سطر تھی جس میں وہی کچھ لکھا تھا مگر اب اس سے ہی عالم حیرت کا خاتمہ ہو گیا۔

۲۔ کئی اولیائے ملت نے دیکھا کہ غائب کی طرف سے یہ عالم حس منکشف ہے اب اس کشف کو نہ دیواریں روک سکیں اور نہ اندھیرے حائل ہوئے اور عارف نے گھر کی گہرائیوں اور تنہائیوں میں ہونے والے مخلوق کے حالات دیکھ لئے۔

(اقبالؒ نے خوب فرمایا: ع نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے۔ مترجم)

۳۔ کچھ عظمت مآب اولیاء کا یہ حال ہے کہ جب ان کے پاس زانی، شرابی، چور، چغل خور یا ظالم گناہ کی طرف چلنے والا کوئی آدمی آتا تو اس کے متعلقہ عضو میں سیاہ لکیروں کو دیکھ کر انہیں پتہ چل جاتا۔ ابن عربی کے شیخ ابی یعزی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام حاصل تھا۔ یہ مکاشفہ صرف ورع وتقویٰ میں مقام تحقیق پانے والے عظمائے ملت کا حصہ ہے۔

۴۔ کچھ وہ با کمال ایسے بھی ہیں کہ ان کی محفل میں کوئی آدمی اگر حرکت وسکون کرے تو وہ اس کا مقام پہچان لیتے ہیں اور وجود کے کس حصے میں یہ مقام ہے اسے بھی پہچان جاتے ہیں وہ قطعیت کے ساتھ اس شخص کو بتا دیتے ہیں پھر ایسا ہی ہوتا ہے جس طرح وہ فرماتے ہیں۔ حضرت استاذ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کے کسی شخص سے ایک شخص کے حق میں ایسی بات ظاہر ہوئی اس نے ان کی محفل میں حرکت کی تو آپ نے اسے محفل سے نکال دیا اور فرمایا کہ اتنے سالوں کے بعد تم اس کا حال دیکھ لو گے۔ حاضرین میں سے کسی نے تفصیل چاہی تو فرمایا وہ مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ بیس سال کے بعد ایسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ یہ سب علم لدنی کے الہامات کی کرم گستریاں ہیں۔

۵۔ کچھ وہ حضرات ہیں کہ عالم بیداری میں درخت سے ان کے سامنے شہد، دودھ اور پانی پیش کئے جاتے ہیں اور وہ نوش فرماتے ہیں۔

۶۔ کچھ وہ دولت بے نیازی کے شاہ ہیں کہ مادہ سے مجرد عالم معانی ان کے سامنے تجلی پذیر ہوا اور انہوں نے اس پر نگاہ غلط انداز بھی نہ ڈالی۔

۷۔ کچھ وہ ہستیاں بھی ہیں جو معدنی پتھروں کے اسرار سے واقف ہیں وہ ہر پتھر کا راز اور اس کا نقصان جانتے ہیں۔

۸۔ کچھ وہ حضرات ہیں جنہیں فہم حاصل ہوا ہے کہ ذات برحق کو سمجھیں اور اس کی آیات سنیں یہ حضرات جمادات کے نطق کو ہر مرتبے میں سنتے ہیں عادت کے طور پر بھی اور خرق عادت کے انداز سے بھی، آیات الٰہی میں خرق عادت دو حیثیتوں سے ہوتا ہے یا تو وہ سننے والے سے متعلق ہے یا خود ان آیات کی طرف راجع ہے۔ اگر خرق عادت کا تعلق سامع سے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آیات کے حقائق کو سمجھتا ہے اور اگر آیات وجمادات کی طرف راجع ہے تو وہ ان سے بطور کرامت بات کرتا

ہے۔ صحابہ کرام کے مقدس ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا اسی قبیل سے ہے۔ جب بندۂ خدا اس مقام پر متحقق ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ساری کائنات زید وعمرو کی طرح بولنے والی زبان سے تسبیح پڑھ رہی ہے۔

۹۔ کچھ حضرات کے سامنے عالم نباتات منکشف ہو جاتا ہے پھر ہر درخت اور ہر بوٹی انہیں پکار پکار کر اپنے نفع وضرر کے خواص بتانے لگتی ہے وہ چلاتی ہے، بندۂ رب! میں فلاں مرض کے لئے مفید ہوں اور فلاں کے لئے مضر۔

۱۰۔ کچھ وہ ملت کے ستارے ہیں جو دنیائے حیوانات کو جانتے ہیں۔ جانور اپنی زبان سے انہیں سلام کہتے ہیں اور اپنے خواص انہیں بتاتے ہیں۔

۱۱۔ کچھ حضرات کے سامنے زندوں میں عالم حیات کے اجزاء وسرایت کا انکشاف ہو جاتا ہے ہر ذات کو عطا ہونے والے وہ اسرار منکشف ہو جاتے ہیں جتنا ان ذاتوں میں ان اسرار کے قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، پھر وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ عبادات اس اجزاء وسرایت میں کیسے اندراج پاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ سمجھیں کہ سر ذات اور سر عبادت کے وہ عارف ہوتے ہیں۔

۱۲۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے سامنے انقلابات کا رہٹ چل رہا ہے یہ تغیرات واستحالات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ کثیف لطیف بن رہا ہے اور لطیف کثیف کی شکل میں تبدیل ہو رہا ہے۔

۱۳۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ ان کے سامنے وہ نور آتا ہے جس سے شرارے چھوٹ رہے ہوتے ہیں وہ ان سے پردہ چاہتے ہیں مگر ایسا نہیں ہوتا۔

۱۴۔ کچھ حضرات کے سامنے طوالع کے انوار اور ترتیب کلی کی صورتیں جلوہ ریز ہوتی ہیں۔

۱۵۔ یہ وہ حضرات ہیں جن میں علوم الہیہ کے قبول کے انداز منکشف ہو جاتے ہیں اور انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ قبول کرنے والے میں کتنی استعداد ہے اخذ وعطا اور قبض وبسط کے آداب بھی انہیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ جلا دینے والی ہلاکتوں سے دل کو محفوظ رکھنے کے طریقے کیا ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ وہاں سب راستے دائرہ کی شکل میں ہیں وہاں کے خفی وغیرہ سب راستے انہیں معلوم ہوتے ہیں (یعنی وہ سب باتیں اور سبق حقائق انہیں معلوم ہوتے ہیں جن کا تعلق علوم الہیہ سے ہے۔ مترجم)

۱۶۔ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے سامنے علوم نظریہ اور افکار سلیمہ کے مراتب منکشف ہوتے ہیں افہام واذہان پر وارد ہونے والی غلطیاں انہیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ وہم وعلم کا فرق ان کے سامنے واضح ہو جاتا ہے۔ عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان جو رنگ سازیاں فطرت کرتی ہیں وہ ان کے سامنے منکشف ہوتی ہیں ان رنگ سازیوں کے تولد کو وہ جانتے ہیں۔ عنصری دنیاؤں میں اسرار الٰہی کی سرایت اور اس کے اسباب سے وہ باخبر ہوتے ہیں۔ (1)

1۔ شاید ایسے ہی حضرات کے مکاشفات وتصرفات کو دیکھ کر حضرت اقبال کی روح وجد میں آ کر پکار اٹھی تھی:

ما ہنوز اندر ظلام کائنات — او شریک انتظام کائنات

کہ ہم عوام تو ابھی کائنات کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اور بندۂ خدا کائنات کے انتظام واہتمام میں مشغول ہے۔ (مترجم)

۱۷۔ کچھ وہ حضرات گرامی ہیں جن کے سامنے تصویر، تحسین اور جمادات کے عالم منکشف ہیں انہیں معلوم ہوتا ہے کہ صور مقدسہ اور نفوس نباتیہ میں عقول کی رسائی کہاں تک ہے؟ حسن شکل و نظام کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اور پھر ان اشیاء میں نرمی، رقت اور فتور کس انداز سے طاری ہوتا ہے؟

۱۸۔ کچھ حضرات کے سامنے مراتب قطبیت وا ہو جاتے ہیں۔

۱۹۔ کچھ وہ حضرات ہیں جن کے سامنے انعکاسات کے دروازے کھل جاتے ہیں، انہیں دوام پذیر اشیاء اور خلود گیر موجودات کا علم ہو جاتا ہے موجودات کی ترتیب انہیں معلوم ہو جاتی ہے۔ موجودات وغیرہ میں وجود کی سرایت کیسے ہوئی؟ اور پھر ان کی حفاظت کی قدرت کیا ہے؟ اور انہیں مستحقوں تک کیسے پہنچایا جاتا ہے؟ یہ سب کچھ ان نفوس قدسیہ پر منکشف ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ ایک گروہ مقدس کو رموز، اجمال اور وہم کی معرفت عطا کر دی جاتی ہے (پھر کوئی رمز ان کے سامنے رمز نہیں رہتی نہ اجمال اجمال رہتا ہے اور نہ وہم وہم کی شکل پا سکتا ہے۔ مترجم)

۲۱۔ کچھ نفوس سامیہ کے سامنے عالم غیرت کی جلوہ سامانیاں واضح ہو جاتی ہیں۔ کشف حق، آرائے سلیمہ، مذاہب صحیحہ و مستقیمہ اور نازل شدہ شریعتیں ان کے علم میں آتی ہیں اور کشف پاتی ہیں۔

۲۲۔ کچھ وہ حضرات ہیں جن کے سامنے وہ دنیا آجاتی ہے جسے اللہ کریم نے معارف قدسیہ سے مزین کر رکھا ہوتا ہے۔

۲۳۔ کچھ وہ ہیں جن کے سامنے وقار و طمانیت، ثبات و مکر اور اسرار کی گہرائیوں کی دنیا کھل جاتی ہے اور وہ اسے ملاحظہ فرمانے لگتے ہیں۔

۲۴۔ کچھ ایسے محدث حضرات ہیں کہ جن سے وہ بات کر رہے ہوتے ہیں وہ سامنے نہیں ہوتے وہ ان سے بات تو کرتے ہیں اور ان کا خطاب بھی سنتے ہیں یا تو یہ سب کچھ بدایۃً ہوتا ہے یا ان کی طرف سے سوال کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ یہ حضرات ہاتف کی طرف سے سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

۲۵۔ کچھ ان حضرات سے آگے بڑھ جاتے ہیں وہ ملاء اعلیٰ (دنیائے بالا) سے بات چیت کرتے ہیں اگر آدمی مقام سماع پر فائز ہو کر محقق مقام بن جائے تو اسے پکارا جاتا ہے اور ہاتف اس سے باتیں کرتا ہے جب بولے تو اس کی بات رد نہیں کی جاتی جب اس ولی خدا اور ملاء اعلیٰ کے درمیان مکالمہ درست انداز سے چل پڑتا ہے اور وہ کسی بات پر نزاع کرتے ہیں تو جو بات یہ انہیں کہتا ہے مقام تحقق کی وجہ سے اس سے مدد ہوتی ہے۔

۲۶۔ کچھ حضرات عالم کون میں تکوین پانے والی باتوں کی قبل از وقت خبر دے دیتے ہیں اور مغیبات کی اعیان ابھی عالم وجود تک نہیں پہنچی ہوتیں کہ یہ ان کی خبر دے دیتے ہیں۔ یہ علم ان تک تین ذریعوں سے ہوتا ہے القاء، کتابت و تحریر اور بالمشافہ۔ حضرت بقی بن مخلد میں یہ تینوں باتیں تھیں۔

۲۷۔ کچھ حضرات کے سامنے عالم حیرت و کوتاہی اور عالم عجز اور عالم خزائن اعمال کھل جاتے ہیں۔

۲۸۔ کچھ بزرگوں کے سامنے جنتوں کے حجابات ختم ہو جاتے ہیں اور جنتوں کے درجات ان کے سامنے کھل کر آجاتے

ہیں۔ وہ جہنم اور اس کے درکات کو بھی جان لیتے ہیں انہیں یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ جہنم کے مختلف حصوں میں عذاب میں کتنا فرق ہے اور کتنا اضافہ ہے۔

۲۹۔ کچھ حضرات کے سامنے اولاد آدم کی صورتیں آجاتی ہیں۔ کچھ پردے اٹھتے ہیں اور کچھ پردے گرتے ہیں ان کی مخصوص تسبیحات ہوتی ہیں جو عارف سنتا ہے۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس صفت کے موصوف بہت سے لوگ ہم نے دیکھے ہیں۔ اس مقام سے آگے بڑھ کر وہ مقام کریم پر فائز ہو جاتے ہیں کہ جس چیز کو کن (ہوجا) کہہ دیں وہ اللہ کے حکم سے ہو جاتی ہے۔ غایت قصویٰ تک پہنچنے کے لئے یہ مقام، مقام کریم اور مشہد عظیم ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اسی مقام پر فائز ہو کر فرمایا ہے:

وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران:49)

''اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے''۔

یہ قضیہ عقل میں کوئی بعید نہیں کہ اللہ کریم کسی ولی کو اس کی کرامت سے مکرم فرما کر اس کے ہاتھوں یہ کرامت جاری فرما دے کیونکہ ولی کی ہر کرامت کا شرف تو امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی طرف راجع ہوتا ہے کیونکہ آپ کی فرمانبرداری اور آقا کی قائم کردہ حدود میں رہنے سے ہی یہ سب کمالات ملتے ہیں۔

۳۰۔ کچھ ذوات قدسیہ وہ ہیں جو عالم غیب کی طرف ارتقاء فرماتے ہیں وہ قلم کو دیکھتے ہیں کہ وہ جہان کو شکل اور نقطوں کے ساتھ ایک ایک حرف کر کے وجود کے لوح محفوظ میں لکھتا جا رہا ہے تا کہ حقائق اشکال و انواع کی مثالوں میں آکر متمیزات پا سکیں کہ یہ صنف انسانی ہے اور یہ چار پائے ہیں۔ یہ پرندے ہیں حیوانات و نباتات کے ساتھ جمادات کی اقسام و انواع، یہ متفرق امثال ذاتی حیثیت سے محتاج نقاط نہیں ہیں جو نوع میں شریک ہیں وہ اشخاص میں فعلی کیفیت کے لئے کسی امر عرضی کی احتیاج رکھتے ہیں۔ جسے یہ مقام عالی ملتا ہے وہ اس مقدس خط سازی کی رفعت میں باقی رہتا ہے نرالی تحریروں سے انوکھے نظام کے ساتھ حسین ترین لوح حروف کی شاہی ایجاد کرتا رہتا ہے جب اس کی نگاہ جزئیات کائنات پر پڑتی ہے (جو بہت زیادہ وطویل ہیں) اور اس کی عمر مختصر ہوتی ہے تو اللہ کریم اس کے نفس میں تضرع وزاری ڈال دیتا ہے اور وہ اس زاری سے التجا کرتا ہے کہ اسے اس دنیا سے منتقل کر دے۔

۳۱۔ کچھ وہ عالی مرتبت ہیں جن کے طعام وشراب اور لباس کی حفاظت اللہ کریم نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ کیا مجال ہے کہ ان کے جسم تک کوئی ایسی چیز پہنچے جو مشتبہ ہو۔ حرام ہونا تو دور کی بات ہے یہ تحفظ اس تعلق و علاقہ کی وجہ سے ہوتا ہے جو مولا کریم ان کے دل میں ڈال دیتا ہے یا اس شے میں ڈال دیتا ہے جو مشتبہ اور حرام ہوتی ہے۔

حضرت محاسبی کا واقعہ

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی حال تھا کہ اگر ان کے سامنے مشکوک کھانا لایا جاتا تو ان کی انگلی کی ایک رگ پھڑک اٹھتی۔ حضرت ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں جب حاملہ تھیں اور حضرت جب جنم لینے والے تھے تو کسی مشتبہ کھانے کی طرف

ہاتھ نہیں بڑھاتی تھیں بلکہ ان کا ہاتھ ہٹ جاتا تھا(1)۔کئی اسے کیڑوں کی شکل میں پاتے، کچھ دیکھتے کہ کھانے پر سیاہی چھا گئی ہے۔کئی بزرگ مشکوک کھانے کو خنزیر کی شکل میں دیکھتے اس طرح کی کئی اور علامات بھی پیدا ہو جاتیں۔

۳۲۔ کچھ وہ مایۂ افتخار حضرات بھی ہیں کہ تھوڑے سے کھانے کو دست مبارک سے چھو کر بہت زیادہ کر دیتے ہیں ایسے ہی ایک ولی حق کے پاس بہت سے شخص آ گئے اور ان کے پاس صرف ایک کا کھانا تھا انہوں نے روٹی کو توڑا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا وہ سب رومال کے نیچے سے کھانے لگے۔ وہ بہت سے آدمی تھے سب سیر ہو گئے اور روٹی جوں کی توں پڑی رہی یہ فعل تو عمل نبوی سے وراثت کے طور پر ان حضرات کو ملا ہے(2)۔

حضرت ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ابوعبداللہ تاوَدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے کپڑے کے تھان کا ایک حصہ پکڑا اور اپنے پہلو میں اسے تھام کر دوسرا کنارا درزی کو پکڑا کر فرمایا: اس جماعت یا گروہ کے لئے جتنا کپڑا کافی ہو لے لے وہ ناپتا اور کاٹتا رہا وہ تاڑ گیا کہ بات کچھ اور ہی ہے کہنے لگا کہ کپڑے کا یہ ٹکڑا تو کبھی ختم نہ ہوگا آپ نے پہلو سے ہٹا پھینکا اور فرمایا لیجئے اب تو ختم ہو گیا۔

۳۳۔ کچھ اور امامان فن ہیں کہ ایک تھالی میں ایک رنگ اور ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے مگر وہ اسے کئی قسموں میں تبدیل کر دیتے ہیں اور اسی پر بس نہیں فرماتے بلکہ حاضرین میں سے جو شخص جو کھانا چاہتا ہے وہی اسے ملتا ہے۔

حضرت ابومدین رحمۃ اللہ علیہ ایک نوجوان ولی کا واقعہ سناتے ہیں

شیخ المشائخ حضرت ابومدین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے وہ سیاحت کے لئے تشریف لے چلے ایک آدمی ملا اور ساتھ ہو لیا بہت دور نہیں گئے تھے کہ ایک غار میں ایک بڑھیا کے پاس پہنچے (واقعہ لمبا ہے، ہم اختصار کئے دیتے ہیں) حضرت شام کو سیاحت فرما کر بڑھیا کے پاس تشریف لائے کہ اس کا لڑکا بھی آ گیا۔ سلام کہنے لگا۔ بڑھیا نے دسترخوان بچھایا ایک سالن کی پلیٹ اور روٹی تھی حضرت اور وہ نوجوان تناول فرمانے لگے حضرت نے فرمایا میری خواہش تھی کہ فلاں کھانا ہوتا۔ نوجوان بولا بسم اللہ آقا! جو مرضی ہے تناول فرمالیں۔ حضرت ابومدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جان بوجھ کر تمنائیں بڑھاتا گیا اور وہ اپنا فقر دہراتا رہا اور مجھے اپنی تمنا ملتی رہتی وہ نوجوان بالکل نوعمر تھا ابھی کانوں کے پاس داڑھی نہیں اتری تھی۔

۳۴۔ کچھ وہ ملت کے سدابہار پھول ہیں جن کی غذا پانی اور لباس فضاؤں میں معلق ہوتے ہیں۔ ایک حضرت کا یوں واقعہ ہے کہ صحرا میں انہیں پانی کی ضرورت پیش آئی انہوں نے اپنے سر کے اوپر گھنٹی کی آواز سنی سر اٹھایا تو سنہری زنجیر کے ساتھ ایک پیالہ لٹکے ہوا پایا پانی پی کر پیالہ چھوڑ دیا۔

1۔کئی حضرات کو مشتبہ کھانا دیکھ کر متلاہٹ اور قے آنے لگ جاتی تھی کئی حضرات کے سامنے کھانا خون بن جاتا۔

2۔حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے صحاح ستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ایسے واقعات مروی ہیں کہ تھوڑا سا کھانا یا تھوڑا سا دودھ کثیر تعداد صحابہ کو کافی ہو رہا۔ ایسے ہی ایک واقعہ کو ملاحظہ فرما کر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قدس سرہ نے استعجاباً پوچھا۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر　　جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

۳۵۔ کچھ وہ مایہ ناز ہستیاں تھیں کہ اگر کڑوا کسیلا پانی انہیں دستیاب ہوتا تو فوراً ٹھنڈا میٹھا اور خوشگوار ہو جاتا۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن استاذ مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے ایسا پانی پیا یہ شیخ الشیوخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کے خاص غلاموں میں سے تھے۔

کھائے کوئی اور پیٹ کسی اور کا بھرے

۳۶۔ کچھ وہ حضرات ہیں جو دوسرے کے لئے کھاتے ہیں۔ مثلاً یوں ہوتا ہے کہ زید عمرو کے لئے کھا رہا ہے عمرو غیر حاضر ہے مگر سیر ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اپنی جگہ پر ہی رہتا ہے مگر پھر بھی کھانے کا ذائقہ چکھتا ہے گویا اس نے خود ہی کھایا۔ یہ واقعہ غرناطہ میں الحاج ابو محمد مروزی کو جناب ابو العباس بن ابو مروان کے پاس پیش آیا۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ایسا باکمال عارف اپنے باطن میں ادناس و میل سے الگ طاہر و مطہر ہمت پالیتا ہے یہ اس کے مقام کی درستی اور کرامت نفس کے لئے اللہ کریم اسے عطا فرما دیتے ہیں اب اس پاکیزہ ہمت سے مذکورہ بالا قسم کی کرامات صادر ہونے لگتی ہیں۔

روحانی غذا

۳۷۔ کچھ وہ حضرات ہیں جو غذائے روحانی کی طرف ارتقاء فرما لیتے ہیں کیونکہ روحانی غذا بقائے نفس کا ذریعہ ہے۔ ایسے حضرات کو جسمانی غذا اور اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف اتنی مقدار لیں گے جس سے ان کی ذات باقی رہے کیونکہ ذات کے باقی رہنے سے ہی روحانی غذا پر تمکن و قدرت حاصل ہوتی ہے۔

حکمت تخلیق پر نگاہ ولی

۳۸۔ کچھ وہ اصحاب تصرف ہیں جو دانے کے اسرار پر مطلع ہو جاتے ہیں کہ وہ زمین میں کیسے گیا پھر بادل میں بارش کیسے آئی اور دانے کی تحلیل کا سبب بنی۔ پھر برسنے والے بادل کو لے کر ہوا کیسے چلی اور بادلوں نے پھر بارش کیسے برسائی اور اس بارش سے پھر زمین میں قوت نامیہ کیسے پیدا ہوئی۔ پھر سورج کے بیدار کرنے اور ابھارنے والی حرارت کو کس طرح اس کی غذا کے لئے بکھیر دیا۔ اس غذا میں ہی تو دانے کے وجود کا کمال تھا۔ اس کی معرفت بہت بڑا علم ہے اور اس کا ثمرہ بھی عظیم ہے جو اللہ اپنے بعض اولیاء کو عطا کرتا ہے (دانے پر اگر نطفۂ انسانی کو قیاس کر لیا جائے اور پھر انسان کے روحانی، جسمانی، علمی و اخلاقی وغیرہ ارتقاء پر نگاہ جائے اور ولی خدا اس کا اظہار فرما دے تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ بنیادی طور پر ولی کا تعلق اس عالم اصغر کی اصلاح و ہدایت کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ مترجم)

۳۹۔ کچھ وہ دانائے راز ہوتے ہیں جن کے سامنے زمین لپیٹ دی جاتی ہے وہ اس کے حقائق سے باخبر اور طبقات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اس کے اسرار پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ زمین کے جوڑ جوڑ میں طبعی حکمتیں مولا کریم نے ودیعت فرما رکھی ہیں انہیں وہ تفصیلاً جان لیتے ہیں۔

۴۰۔ کچھ وہ خضر صفت حضرات ہیں جن کے سامنے عالم ملکوت میں پانی میں رکھا ہوا علم اور زندگی کا راز وا ہو جاتا ہے۔ تو

وہ جسم پر موقوف زندگی اور لطیف زندگی کو بھی پہچان لیتے ہیں آلام ولذات وغیرہ کا بھی انہیں احساس ہو جاتا ہے (شاید اس لئے اولیائے کرام کو دلوں کا جاسوس کہا جاتا ہے۔ مترجم)۔

۴۱۔ کچھ حضرات ہر علم کا مرتبہ پہچانتے ہیں وجود میں ان کا نصیبہ کہاں ہے۔ کس سے یہ علم متعلق ہو گا کس سے اس کی نفی ہوگی اور کس سے اس کا صدور ہوگا۔

۴۲۔ کچھ وہ شاہسواران حقیقت ہیں جو ہواؤں پر چلتے ہیں۔ یہ اتنے ہیں کہ حد وشمار میں نہیں آسکتے۔ ایک شخص نے کسی صاحب کو اڑتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ شرف آپ کو کیسے ملا؟ جواب دیا کہ میں نے اپنی ہوا (خواہش) خدا کی ذات کی ہوا (مرضی) کے لئے چھوڑ دی تو اس نے اس (ظاہری) ہوا کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ یہ کہا اور پھر چلا گیا۔

۴۳۔ کچھ واقفان اسرار کے لئے عالم ملکوت میں دنیائے ارواح کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ پھر اسرار کے حقائق سے واقف ہو جاتے ہیں۔ آسمان کی طرف روحوں کے چڑھنے اور وہاں سے اترنے کے اسرار ان کے سامنے کھل جاتے ہیں انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ استواء کیا ہے۔ اسی طرح استمداد (مدد چاہنا) تدبیر اور تسخیر کے بھید ان کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ تکالیف کا صدور کہاں سے ہوتا ہے اور ان تکالیف کے حقوق کیا ہیں؟ (تکالیف سے یہاں مراد احکام شرعیہ کا اپنی شرائط کے ساتھ بجالانا ہے۔ مترجم)(1)

۴۴۔ کچھ وہ محرمان راز ہیں جو اپنے دل کو لوح محفوظ کے مقابل لے آتے ہیں اور اپنے کشف ومشاہدہ کی قوت کے مطابق دل میں وہاں سے امور منتقل کر لیتے ہیں ایسے مقام کا مشاہدہ کرنے والا ولی اعضاء کو ساکن رکھتا ہے آنکھوں کے بغیر اس کے کسی عضو میں کوئی حرکت نہیں ہوتی۔

۴۵۔ کچھ مستغنی مزاج لوح پر معتکف تو رہتے ہیں مگر اس سے نفع اندوز نہیں ہوتے۔

۴۶۔ کچھ حضرات لوح کا کبھی کبھی مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

۴۷۔ کچھ حضرات یہ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں کہ قلم لوح پر کیا لکھ رہا ہے۔

۴۸۔ کچھ شاہسواران راہ قلم کے لئے دایاں ہاتھ حرکت کرتا دیکھتے ہیں، ہر مقام کا ایک ادب ہے جو اس مقام کے ساتھ خاص ہے اور ایک حال ہے جو اس کے لئے ہی شاہد ہے۔

ولی حالات بتائے بغیر جان لیتا ہے

لوح محفوظ کا مشاہدہ کرنے والے ولی کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ کے اسرار منکشف کرتا جاتا ہے حالانکہ آپ خود خاموش

1۔ اسی مقام کی طرف غالباً حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مبارک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعاً کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ الْاِتِّصَالٖ

میں نے اللہ کی سب کائنات پر نگاہ ڈالی وہ رائی کے دانے کی طرح باہم متصل ہے۔

یعنی ساری کائنات ایک رائی کا دانہ بن کر نظر آئی۔ یہی تو زمین کا لپیٹ دیا جانا ہے کیا مقام ولایت ہے۔ (مترجم)

ہوتے ہیں۔ جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ عارف کون ہے تو آپ نے جواب دیا کہ جو آپ کے اسرار بتائے دراں حال کہ آپ خاموش ہوں اور جو قلم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس ولی کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جو بھید آپ دل میں کہتے ہیں اس کے صدور کے محل اور سبب وجود کو وہ پا جاتے ہیں۔

۴۹۔ کچھ خلوص شعاروں کو عالم اکبر میں ودیعت شدہ اسرار پر مطلع کر دیا جاتا ہے (عالم اصغر سے صوفیہ وجود انسانی مراد لیتے ہیں کیونکہ وجود انسانی خود ایک دنیا ہے اور اس خارجی دنیا کو یہ حضرات عالم اکبر کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم اکبر میں جہاد کرنے کو جہاد اصغر فرمایا ہے اور جہاد بالنفس کو جہاد اکبر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ اپنے نفس کو مارنا بہت مشکل امر ہے اور جب بندۂ خدا اس جہاد میں کامیاب ہو جاتا ہے تو عالم اکبر کے خلاف جہاد میں اسے کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ مترجم)

۵۰۔ کچھ وہ اصحاب حال ہوتے ہیں جنہیں اللہ کریم علل واسباب کا علم عطا فرما دیتا ہے کہ فلاں امر کیوں وجود پذیر ہوا۔ اور فلاں کائناتی معاملہ کیوں عدم کی نذر ہو گیا۔ جب انہیں یہ معلوم ہوتا ہے تو پھر دیکھتے ہیں کیا اس میں تاثیر ہے یا نہیں؟ اگر تاثیر ہو تو اس کی قبولیت کے لئے وہ تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ تاثیر ہلاکت ہو تو اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کو مطلع کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تاثیر رحمت ہو تو اپنے خواص کو بشارت دیتے ہیں اور خود شکر و ثنا کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں۔ ابن برجان رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنا پر فتح بیت المقدس کی سال کی تعیین کے ساتھ خوشخبری دے دی تھی اور پھر اسی طرح ظہور پذیر ہوا تھا۔

۵۱۔ کچھ حضرات کو اپنے نفس میں ہونے والی علتوں کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہاں کیا منصۂ وجود پر جلوہ گر ہو گا اور اس کا مقام کیا ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟ اور اس کا انجام کیا ہے (1)۔

۵۲۔ کچھ حضرات حریم ناز میں یوں داخل ہو جاتے ہیں کہ انہیں دنیائے وجود میں سوائے ذات حق کے کوئی خطاب کرنے والا نظر نہیں آتا۔ چونکہ اسے سوائے خدا کے کوئی مخاطب ہی نظر نہیں آتا لہٰذا وہ ہر حکم کی بے چوں و چرا تعمیل کرتے جاتے ہیں یہ مقام خطر ہے حضرت خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ اس مقام عالی پر فائز تھے اسی خیال کے ساتھ وہ گھر سے نکلے انہیں آزمائش میں ڈال دیا گیا کہ انہیں ایک آدمی ملا کہا تو تو میرا غلام ہے اور تیرا نام خیر ہے انہوں نے اپنے مقام کے مطابق یہ بات بھی اللہ کریم کی طرف سے سمجھی وہ آدمی جو آپ سے کئی سال تک کپڑا بننے کا کام لیتا رہا اور آخر کار کہنے لگا نہ آپ میرے غلام ہیں اور نہ ہی آپ کا نام خیر ہے پھر آپ کو آزاد کر دیا (اولیاء سے بے ادب رہے)

اور اس گروہ کی کون سی قسم ہے پھر اور کون سی قسم ہے۔ کس کس قسم کا ذکر کروں میرا مقصد سب اقسام کا بیان کرنا نہیں جو ہمارا مقصد تھا اس کے بیان کے لئے اتنا کچھ ہی کافی ہے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو حقیر سمجھے اور اولیائے کرام سے باادب پیش آئے جب بھی کوئی ارشاد، فعل یا حال ملاحظہ کرے تو ادب کی راہ پر چلے ان کے ارشادات حق سمجھے اگر سمجھ نہ آئیں

1۔ اقبال مرحوم نے کتنے بلیغ انداز میں جدید فلسفہ و سائنس پر طنز کی ہے، فرماتے ہیں:

خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے　　کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے

مترجم)

تو کوئی بات نہیں سلامتی کا راستہ تسلیم کرنا ہے۔ اگر آپ کے کانوں تک اللہ کریم کے ایسے اسرار پہنچیں جو ذات اقدس نے اپنی مخلوق میں پنہاں کر رکھے ہیں اور کچھ حضرات کو ان رازوں سے خاص فرما رکھا ہے تو آپ انہیں قبول کرنے والے اور تصدیق کرنے والے بن جائیں اگر ایسا نہیں کریں گے تو ان اسرار کی خیر سے خود محروم ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ اگر کسی فرد کو کچھ عطا نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اصحاب عطا کا دشمن بن جائے بلکہ بہتری اس میں ہے کہ اصحاب عطا سے وابستگی اختیار کی جائے ان کے احوال و مستی کو تسلیم کیا جائے شاید یہ تسلیم کسی کام آسکے۔ اگر عداوت کا راستہ اپنایا گیا یا انکار کی گھاٹیوں میں اترا گیا تو سوائے محرومی و خسران کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ دور حاضر کے منکروں کو دیکھ لیجئے کیا یہ لوگ اس تحریر کا علمی نمونہ اور مصداق کامل نہیں ہیں؟ مترجم) یہاں وہ عبارت ختم ہوئی جو میں نے حضرت امام عبدالرؤف مناوی کی کتاب ''طبقات صغریٰ'' سے نقل کرنی چاہی تھی، مجھے یہ عبارت حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مواقع النجوم'' سے بھی مل گئی مگر ترتیب وہ نہیں ہے جو امام مناوی کی کتاب میں ہے (غالباً علامہ مناوی نے اخذ تو حضرت شیخ اکبر سے کی ہے مگر ترتیب بدل دی ہے اور حوالہ بھی نہیں دیا۔ مترجم)

مطلب سوم

اس مطلب کا موضوع یہ ہے کہ کرامات کے نتائج ہیں پھر ضروری ہے کہ طاعات اور کرامات ظاہر کرنے والے اعضاء کے درمیان مناسبتیں بھی ہوں جن سے یہ کرامات صادر ہوتی ہیں۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مواقع النجوم کا ذکر ''فتوحات'' میں فرمادیا ہے اور اس کتاب کی آپ نے بہت تعریف کی ہے، حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ بڑی نفیس کتاب ہے اس میں آپ نے آٹھ اعضاء سے صادر ہونے والی کرامات کا بھی ذکر فرمایا ہے کیونکہ ان اعضاء سے وہ طاعات صادر ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اعضاء یہ ہیں: آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیٹ، عضو تناسل، پاؤں اور دل۔ کیونکہ ان اعضاء میں سے ہر ایک عضو کے ساتھ کچھ احکام شرع کی تکلیف وابستہ ہے۔ جب احکام شرع کا مکلف انسان ان تکالیف شرعیہ کا پیرو ہو کر ان اعضاء سے وہ کام کراتا ہے تو پھر ان اعضاء سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ حضرت نے اپنی اس کتاب میں علم حقیقت کے بے شمار معارف و اسرار کا ذکر فرمایا ہے اور علم شریعت کے لاتعداد فوائد کا بیان کیا ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان آٹھ اعضاء کے متعلق ان کے فرمودات کا اختصار پیش کروں اس لئے کہ ان عبارات کا تعلق ہمارے موضوع (کرامات اولیاء) سے متعلق ہے اور پھر علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مواقع النجوم'' سے ماخوذ اپنی مذکورہ بالا عبارات میں ان آٹھ اعضاء کی کرامات والی عبارات کو نقل نہیں فرمایا۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیے:

آنکھ

آنکھ اگر طاعات میں مشغول رہے اور اس کے لئے جو شرعاً نامناسب مواقع ہیں ان سے بچے تو اسے یہ کرامات ملتی ہیں کہ وہ آنے والے کو آنے سے پہلے بہت دور سے ملاحظہ کر لیتی ہے اور اسی طرح کثیف حجابات کے پیچھے بھی دیکھ لیتی ہے اور نماز کے وقت کعبہ کو اپنے سامنے پاتی ہے تاکہ صحیح اسی کی طرف منہ ہو سکے وغیرہ، پھر آنکھ کو یہ کرامات بھی ملتی ہیں کہ وہ ملائکہ، ملاء

اعلیٰ اور جنات کے عالم ملکوتی اور عالم روحانی اور عالم ترابی کو ملاحظہ کرنے لگتی ہے اسے خضر علیہ السلام اور ابدال بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں (حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی احادیث طیبہ میں حضور اقدس کی نگاہ کی ناز آفرینیاں ان سب کوائف کے ساتھ ملتی ہیں اور اولیائے کرام جو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ترجمان اور نمائندے ہیں ان میں بھی یہ اوصاف کریمانہ بطور اقتداء واتباع کے ملتے ہیں۔ مترجم)

کان

اگر کان طاعت کیش ہو اور نا ملائم باتوں سے بچے تو اسے بشارت کی سماعت سے نوازا جاتا ہے کہ وہ عند اللہ ہدایت و عقل سے موصوف ہے۔ یہ سماع بہت بڑی کرامت ہے اللہ کریم کا ارشاد ہے:

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (الزمر)

''تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پہ چلیں''۔

کان کو اور کرامت یہ عطا ہوتی ہے کہ وہ جمادات کے بول سننے لگ جاتا ہے۔ جب یہ سماعی حالت دوام پاتی ہے تو وجود کی ہر چیز بولنے والی زبان سے یوں تسبیح پڑھتے سنائی دیتی ہے جس طرح زید و عمرو باہم باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اب کرامات زبان ملاحظہ ہوں۔

زبان

اگر یہ مطیع احکام خداوندی ہو کر طاعت شعاری کا ثبوت دے تو یہ عالم اعلیٰ سے ہم کلام ہوتی ہے اور ان سے باتیں کرتی ہے۔ جب آدمی مقام سماع کے درجے میں متحقق ہو جائے تو اس سے خطاب بھی ہوتا ہے اور ہاتف بھی اسے آواز دیتا ہے(1)۔ جب وہ بولتا ہے تو اس کی بات رد نہیں کی جاتی۔ جب ولی اور عالم بالا میں مکالمہ چل پڑتا ہے اور باہم گفتگو کا آغاز ہوتا ہے تو اس کا انداز یہ ہوتا ہے کہ جو یہ کہتا ہے وہ زبان سے کہتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ اس تک کانوں کے مقام تحقق پر پہنچنے کی وجہ سے آتا ہے اور اگر یہ ان کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ آنکھوں کے مقام تحقق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہی کچھ ان سب مذکورہ اعضاء میں ہوتا ہے۔ چونکہ یہی ان کے مناسبات میں سے ہے۔ زبان کی اور کرامت یہ ہے کہ کسی چیز کے ہونے سے پہلے وہ اسے اپنے نطق سے منکشف کر دیتی ہے۔ مغیبات و کائنات کی خبریں ان کے وجود میں آنے سے پہلے دینا زبان کا ہی کارنامہ ہے۔ اب ہاتھ کی کرامات ملاحظہ کرتے جائیں۔

ہاتھ

اگر ہاتھ تابع فرمان خدا ہو کر نامناسب معاملات سے بچ کر رہے تو اسے یہ کرامات عطا ہوتی ہیں کہ وہ اپنے گریبان میں

1۔ یعنی وہی بات ہوتی ہے جو اقبال نے کہی ہے:

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر　　کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر

(مترجم)

سے ہو کر نکلے تو چمکتا دمکتا نکلتا ہے۔ یہ چمک دمک بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ انوار الٰہیہ سے ہوتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ مرتبہ عطا ہوا تھا پھر یہ کرامات ملتی ہیں کہ ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق کو ملاحظہ کر لیں۔ جب ایسا ہاتھ دشمنوں کی طرف کنکریاں اور مٹی پھینکتا ہے تو وہ شکست سے دو چار ہو جاتے ہیں۔ ولی حق ہوا میں سے کچھ پکڑتے دکھائی دیتے ہیں اور جب وہ مٹھی کھولتے ہیں تو ہاتھ میں سونا اور چاندی نکلتے ہیں (1)۔

پیٹ

اگر پیٹ نامناسب معاملات سے بچ کر اطاعت کیش بن جائے تو اس کی ایسی کرامات ہیں جن میں مکر و استدراج کا دخل نہیں یہ کرامت بھی ہے کہ اس کے طعام و شراب و لباس کا تحفظ ہوتا ہے اور ایسی علامات اللہ کریم خود ولی کے نفس میں یا متعلقہ چیز جس میں حرمت و شبہ ہو کے نفس میں ڈال دیتا ہے پھر ولی صرف حلال کھاتا اور پیتا ہے۔ حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر ان کے سامنے مشکوک کھانا لایا جاتا تو ان کے ہاتھ کی ایک رگ پھڑکنے لگ جاتی۔ اور حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں دوران حمل حرام چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا سکتی تھیں۔ کسی کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ایسے موقع پر اسے آواز آتی ''ورع اختیار کر'' اور کسی صاحب پر متلاہٹ طاری ہوتی۔ کسی کے سامنے حرام کھانا خون میں تبدیل ہو جاتا۔ کوئی اس پر پھیلی ہوئی سیاہی دیکھتا کسی کو وہ شکل خنزیر میں نظر آتا ایسی ہی اور علامات بھی پیدا ہو جاتیں جو اولیاء و اصفیاء ملاحظہ فرما کر حرام کے قریب نہ جاتے (سبحان اللہ! معصومین کے متبعین میں کیا حفاظت کارفرما ہے) پیٹ سے متعلق اور کرامت یہ ہے کہ تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے یہ تو میراث نبوی ہے اور فعل سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے سامنے چمڑے کی چادر بچھا دی گئی جس کے پاس گندم تھی وہ گندم لایا جس کے پاس کھجوریں تھیں وہ کھجوریں لایا تھوڑی سی چیزیں اکٹھی ہو گئیں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے برکت فرمائی پھر لوگ آئے اور برتن بھر بھر کر لے گئے (مسلم میں یہ حدیث موجود ہے) پیٹ کی اور کرامت یہ ہے کہ پلیٹ میں پڑا ایک قسم کا کھانا کھانے والے کی حس میں اس کی خواہش کا ذائقہ اختیار کر لیتا ہے۔ اس مقام کی اور کرامت یہ ہے کہ جن اور فرشتے اس کے طعام، شراب اور لباس لے کر شرف حضوری پاتے ہیں یا ہوا میں یہ اشیاء وہ ولی خدا معلق پاتا ہے اس مقام کی یہ کرامت بھی ہے کہ کڑوا کسیلا پانی ٹھنڈا اور میٹھا بن جاتا ہے۔ سیدی ابن عربی فرماتے ہیں: میں نے ایسا پانی ابو محمد عبد اللہ بن استاذ مروزی کے ہاتھوں پیا تھا۔ یہ شیخ عارف حضرت ابن مدین کے خاص مرید تھے۔ حضرت نے انہیں الحاج المبرور کے خطاب سے نواز رکھا تھا۔ اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ جو شخص غذائے حلال کے اس مقام پر متحقق ہو جاتا ہے خواہ کسباً حلال کھائے یا توحید کے ورع و زہد سے اسے یہ مقام حاصل ہو جائے جس کے متعلق اولیاء اللہ کا ارشاد ہے کہ عارف وہ ہے جس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھا سکے (**العارف من لا یطفیٔ نور معرفة**

1۔ کبھی فضاؤں سے اوک بھر بھر کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پھیلی چادر پر ڈال دیتے ہیں اور علم کا دریا بہا دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی جھوم اٹھتے ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں　　دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(مترجم)

نور و رعہ) جب حلال حاصل ہو جائے تو یہ تحلیل بھی تو اسی کا ایک حصہ ہے جب ولی اس سے متحقق ہو جاتا ہے تو اس کے اندر ایک فیصلہ کن فعال ہمت پیدا ہو جاتی ہے جو اللہ کریم محض کرامت اور اس کے مقام کی صحت وصدق کی دلیل کے طور پر پیدا فرما دیتے ہیں۔ اب یہ کرامات اسی ہمت کی جلوہ سامانیاں ہوتی ہیں وہ مذکورہ بالا کرامات اور ان جیسی اور کرامات کا منبع بن جاتا ہے بلکہ ایسی کرامات اس سے ظاہر ہونے لگتی ہیں کہ اس کے دل میں بھی نہیں کھٹکی ہوتیں۔ اب ذرا فرج کی کرامات ملاحظہ فرمائیں۔

جب یہ موصوف طاعات ہو کر نا ملائم خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے تو اللہ کریم اسے مردوں کو زندہ کرنے، کوڑھی اور برص زدہ کو شفا دینے اور اللہ تعالیٰ سے روگرداں کرنے والی ہر چیز کو چھوڑ دینے کی کرامت سے نوازتا ہے اور ارشاد عالی ہے:

وَالَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِیۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰیَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۱﴾ (الانبیاء)

''اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اسے اس کے بیٹے کو سارے جہان کے لئے نشانی بنا دیا''۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں کچھ اور مناسبات ذکر فرمائی ہیں جو بے حد دقیق ہیں اور علم حقیقت کے بہت سے اسرار بھی انہوں نے منکشف فرمائے ہیں (میرا خیال ہے کہ ان اسرار کی دقت و گہرائی کی وجہ سے ہی مصنف نے انہیں بیان نہیں فرمایا۔ مترجم)

قدم

جب نامناسب معاملات کو چھوڑ کر طاعات کا راستہ پر قدم چلنے لگ جاتا ہے تو مولا کریم اسے پانی پر چلنے، زمین کے لپیٹ جانے اور فضاء میں اڑنے کی کرامات سے نوازتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کرامات اتنی مشہور ہیں کہ انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی شہرت ان کے ذکر سے مانع ہے کتب اور دواوین ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں اللہ کے ایسے ولی ہیں جن سے وہ ایسے معاملات فرماتا ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے پانی و ہوا پر چلنے اور دنیا کی وسعتوں کو محدود کرنے والوں کی عظیم دنیا بالمشافہ دیکھی ہے۔

دل

جب یہ طاعت شعار ہو کر اور ہوا و ہوس کو چھوڑ کر چلتا ہے تو اسے کون کی معرفت اس کے ہونے سے قبل ہو جاتی ہے۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیٹا! اللہ تعالیٰ اپنی توفیق کو آپ کا رفیق راہ بنائے۔ اور آپ کے دل کو منور فرمائے۔ آپ کے سینے کو کھول دے۔ آپ کے کپڑے کو پاک رکھے۔ اور آپ کے بھید کو پاکیزگی عطا کرے۔

یہ یاد رکھیے کہ اعضاء کے متعلق جن کرامات و منازل کا ذکر ہم کر چکے ہیں یہ سب دل کی طرف راجع ہیں۔ اگر دل نہ ہو تو ان اعضاء سے کچھ بھی کرامات صدور پذیر نہ ہوں اور جو بھی عمل ان اعضاء سے صادر ہوتا ہے اس میں خلوص کی چاشنی جو دل کا عمل ہے، نہ ہو تو اعضاء کا عمل اڑتے ہوئے غبار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور وہ نتیجہ سے بے بہرہ رہتا ہے پھر اس کے حصے میں سعادت نہیں آتی۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (البینۃ: 5)

''اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ہوئے''۔

اور سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِیٍٔ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی الدُّنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ

''اعمال کا مدار صرف نیتوں پر ہے ہر شخص کو نیت کا پھل ملتا ہے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو تو یہ ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہی ہوگی، جس کی ہجرت حصول دنیا یا کسی عورت سے شادی کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی۔ جس کے لئے اس نے ہجرت کی''۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اعمال ظاہری ہوں یا باطنی سب کو دل کا عمل ہی سند قبول بخشتا ہے یا درجہ جرح پر لا کر گرا دیتا ہے تو پھر واضح ہوا کہ صرف اور صرف دل کے حکم اور اس کے ارادے سے ہی سب اعضاء میں حرکت وسکون کی جلوہ فرمائیاں ہوتی ہیں خواہ ان حرکات وسکنات کا تعلق اطاعت شریعہ سے ہو یا معصیت سے، کیونکہ دل میں ہی پہلے ایک کھٹکا اور واہمہ جنم لیتا ہے اگر دل اسے پورا کرنے پر عزم راسخ کر لے تو وہ اس عضو کو جو اس کھٹکا کو پورا کر سکتا ہے، دیکھتا ہے اب دل اس عضو کو اس کھٹکے کے پورا کرنے کے لئے حرکت میں لائے (1) یا نافرمانی کے لئے اور اسی عمل کی وجہ سے متعلقہ عضو پر ثواب و عتاب کا حکم کیا جاتا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بلا قصد غیر محرم عورت پر پہلی اچانک نظر کو جس میں دل کی نیت وتوجہ نہیں ہوتی شریعت نے معاف قرار دے دیا ہے اور مواخذہ نہیں فرمایا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بھول کر قصد وارادہ کے بغیر کوئی عمل کرتا ہے تو اللہ اس عمل کو معاف فرما دیتے ہیں اسی طرح جب دل کسی معصیت کا قصد وارادہ کرتا ہے اور اس کے لئے اصرار نہیں کرتا تو جب تک اس پر عمل پیرا نہیں ہوگا یا ارادہ کو کلام کی شکل نہیں دے گا اس سے محاسبہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ تو تھی معاصی کی بات، لیکن اگر معاملہ طاعات کا ہے تو صرف نیت وقصد سے بھی مستحق ثواب ہوگا۔ اگر معصیت پر قصد کے بعد عمل نہیں کیا تو یہ نیکی شمار ہوگی۔ جب یہ باتیں معلوم ہوئیں تو یہ بھی پتہ چل گیا کہ دل بدن کا رئیس وآمر ہے اور اعضاء کی جتنی کرامات بیان ہوئی ہیں وہ دل کی طرف ہی رجوع پذیر ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ دل کی اپنی مخصوص کرامات بھی تو ہیں مثلاً یہ کرامت کہ اللہ برتر واعلیٰ اسے عالم اکبر میں ودیعت شدہ اسرار بتا دیتا ہے اور یہ کرامت کہ وہ علل واسباب اسے معلوم ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے کسی معاملہ کا وجود ہوتا ہے یا وہ مختلف دنیاؤں میں سے جس بھی دنیا سے تعلق رکھتا ہے روحانی ہو یا غیر روحانی سب کا اسے علم ہو جاتا ہے ان کے علاوہ اور کرامات بھی ہیں جن کا کتاب مذکور میں سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے (2)۔

1۔ لے آتا ہے خواہ طاعت کے لئے حرکت میں لائے یا نافرمانی۔

2۔ علامہ اقبال مرحوم دل کی جلوہ سامانیوں کا ذکر کچھ اس انداز سے فرماتے ہیں اور دل کی بیداری کو ہی فاروقی وکراری سمجھتے ہیں۔

دل بیدار فاروقی دل بیدار کراری مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری
(مترجم)

تتمہ و تکملہ

حضرت ابن عربی نے مذکورہ بالا کتاب میں جن مناسبتوں کا ذکر فرمایا ہے میں ان میں سے چند مناسبات یہاں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرنا پسند کروں گا۔ قدم کے موضوع پر بات کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا ''آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ زمین کا لپٹ کر مختصر ہو جانا ان اصحاب مجاہدہ کے لئے ممکن ہے جنہوں نے معاملات میں اجتہاد و مشقت کر کے اپنے جسم کے سفینوں کو جلا کر رکھ دیا ہو اس لئے کہ اللہ حکیم و علیم و خبیر نے مناسبتوں میں حکمتوں کی ضوریزیاں فرما رکھی ہیں اور انہی مناسبتوں پر اس کتاب (مواقع النجوم) کے ستون قائم ہیں، جب کوئی مقام حاصل ہوتا ہے تو صرف اسی صورت میں ہوتا ہے کہ مقام اور اس صفت کے درمیان کوئی مناسبت ہوتی ہے جہاں وہ مقام آپ کو پہنچاتا ہے آپ آنکھ کو لے لیں جب وہ حدود خداوندی میں رہ کر فرائض و مستحبات کو پوری قوت اور صحیح انداز سے ادا کرتی ہے تو اللہ کریم اسے مشاہدہ کی صفت عطا فرما دیتے ہیں۔ اب اگر اس کے مناسب صفت مشاہدہ کی بجائے اسے صفت مناجات مل جائے تو یہ نامناسب ہو گا کیونکہ مناجات کا تعلق اور واسطہ سننے سے ہے دیکھنے سے نہیں اب اگر آنکھ کو مناجات مل جائے تو وہ غیر متنعم رہ جائے گی کیونکہ اس کے لئے نعمت دیکھنا ہے سننا نہیں۔ اسے مناجات و کلام سے کیا واسطہ؟ اللہ علیم و حکیم ہے تو کسی بھی چیز کو اس کی مجانس و مطابق چیز ہی عطا فرمائے گا کیونکہ ذات حق اشیاء کو اپنے صحیح مقامات پر ہی رکھتی ہے۔ وہ مشاہدہ والی اشیاء کان کو اور سمع والی اشیاء نگاہ کو عطا نہیں فرماتا کیونکہ اس طرح ان کے حقائق درجہ قبولیت سے انکار کر دیتے ہیں۔

اگر عقلاً یہ بات جائز بھی ہو کہ آنکھ سننے لگ جائے مگر جب ایسا ہو گا تو وہ آنکھ نہیں بلکہ کان بن جائے گی کیونکہ آنکھ تو وہ صرف اسی صورت میں تھی کہ وہ دیکھتی اور مشاہدہ کرتی، اگرچہ ایک ادراک ہی یہ سب کام کر رہا ہو جیسا کہ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ وہ جس سے دیکھتا ہے اسی سے سنتا ہے اور جس سے بولتا ہے اسی سے دیکھتا ہے لیکن بات وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کر دی ہے (کہ بصر جب دیکھنے کی بجائے سننے لگ جائے تو وہ سمع ہے بصر نہیں۔ مترجم)

زمین کیوں لپٹ جاتی ہے؟

یہ مناسبات کا علم ایک متہم بالشان علم ہے مگر اسے صرف وہی لوگ جانتے ہیں جو علم میں بڑی گہرائی و رسوخ رکھتے ہوں جب یہ مسئلہ مناسبت ثابت ہو گیا تو پھر آنکھ اگر لذت مشاہدہ سے بے بہرہ ہو جائے تو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ اب ذرا قدم کی اس مناسبت کی طرف آیئے کہ عالم کبیر میں زمین کا لپٹ کر مختصر ہونا ولی کے لئے ثابت ہوتا ہے تو یہ اسی بنا پر ظاہر ہوتا ہے کہ ولی مجاہدات اور مختلف عبادات کے ذریعے اپنے جسم کی زمین کو لپیٹ دیتا ہے اور کئی کئی دنوں اور کئی کئی راتوں تک اپنے آپ کو

مقام طویٰ (بھوک) پر روکتا ہے تو اسے طی (زمین کا لپٹ کر مختصر ہونا) پر تسلط حاصل ہوتا ہے۔ یہی کچھ ہمیں اولیائے امت سے ملا ہے اور یہی ہمیں علم نے بتایا ہے۔ اب ذرا پانی پر چلنے کی مناسبت بھی ملاحظہ فرماتے جائیں کہ آدمی جب کسی کو کھانا کھلاتا ہے یا ننگوں کو کپڑے پہناتا ہے خواہ مال سے ایسا کرتا ہے یا ان کے لئے ویسے کوشاں رہتا ہے یا کسی جاہل کو علم اور طالب کو راہ راست دکھاتا ہے تو اس پانی پر چلنا اس لئے آسان ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں صفات حسی و علمی زندگی کا سر ہیں پھر وہ پانی پر چلتا ہے اور چاہے تو نہیں چلتا۔ جیسا فتویٰ وقت کا ہوتا ہے اسی پر عمل پیرا ہو جاتا ہے اسی طرح مردوں کو حیات علمیہ سے وہ زندہ کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ پھر اس کے علاوہ اور کوئی کرامت اس سے صادر نہیں ہوتی بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ کوئی کرامت حاصل ہو تو اس کے اسباب اور ماخذ ومنشا یہی اسباب ہوتے ہیں اگر سرے سے کوئی کرامت صدور پذیر نہ ہو تو اس میں عارف کے لئے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس نے اس مقام کی منازل واسرار حاصل کرنے ہوتے ہیں جو اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔

ہوا میں اڑنے کی وجہ

اسی طرح یہ مناسبت بھی ملاحظہ ہو کہ ہوا میں وہی اڑتا ہے جس نے اپنی ہوا (خواہش) کو چھوڑ دیا ہو۔ اب وہ مراد ہوتا ہے مرید نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک اڑنے والے صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ کرامت کیسے ملی؟ تو انہوں نے جواب دیا میں نے اپنی ہوا (خواہش) کو چھوڑ دیا ہے اللہ کی مرضی کے لئے، تو اس نے اپنی ہوا میرے لئے مسخر فرما دی۔ علم و حکمت نام ہی معرفت مناسبات کا ہے۔ عقل کے معنی کا بھی یہی فتویٰ ہے اور قضائے الٰہی کا بھی یہی حکم ہے، جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کریم اس کے خلاف کرتے ہیں تو اسے حکمتوں اور دانائیوں کے مواقع ومحلات کا کچھ بھی علم نہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾ (الحاقہ)

"کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ، اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا"۔

اس سے مراد روزوں کے دن ہیں اب یہاں اللہ کریم نے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا تو فرمایا ہے مگر اشْهَدُوْا وَاسْمَعُوْا (مشاہدہ کرو اور سنو) نہیں فرمایا یعنی جزاء مطابق عمل تجویز فرمائی (اور یہی یہاں مناسبت تھی) اللہ کریم کا یہ بھی ارشاد ہے:

فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ (الاعراف: 51)

"تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا"۔

نیز فرمایا:

كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ (طٰہٰ)

"یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا"۔

اور ارشاد ہوا:

اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ (ہود)

''اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو''۔

نیز فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ (المطففین)

''بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے''۔

پھر جزا کے متعلق فرمان ہوا:

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ (المطففین)

''تو آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہیں''۔

اور آیت کی تکمیل و تتمیم یوں فرمائی:

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ (المطففین)

''کیوں کچھ بدلا ملا کافروں کو اپنے کئے کا''۔

اللہ کریم نے فرمایا:

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (البقرہ:15)

''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے''۔

اور یہ کافروں کے اس جواب میں فرمایا جب کہ انہوں نے کہا:

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾ (البقرہ)

''ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں''۔

(اب ان سب آیات شریفہ کو غور سے ملاحظہ فرمالیں ہر کام کے لئے مناسبات کا خیال رکھا گیا ہے اور کہیں بھی اس قاعدہ کو نہیں چھوڑا گیا)۔

ایک بزرگ کسی کے خواب میں ملے ان سے پوچھا گیا، اللہ کریم نے آپ سے کیا معاملہ کیا تو انہوں نے جواب دیا مجھ پر اللہ کریم نے رحم فرمایا ہے اور مجھے ارشاد کیا ہے، اے نہ کھانے والے! اب کھا اور اے نہ پینے والے اب پی۔ اب جو لوگ مناسبات کے قائل نہیں وہ سوچیں کہ اس بزرگ کو یوں کیوں فرمایا گیا اور رات کو تلاوت میں گزارنے والے کھا اور اے میدان جنگ سے منہ موڑنے والے پی۔ محض اس لئے ایسا نہ فرمایا گیا کہ ایسا فرمان حکمت و دانائی کے خلاف ہوتا اور اللہ کریم تو علیم اور حکیم ہیں اور اشیاء کو اپنے اپنے مراتب پر ترتیب دیتے ہیں اور اگر یہ بات کسی کو سمجھ نہیں آتی تو اس کی وجہ اسے ترتیب خداوندی کا علم نہیں ہوتا۔ فلک یمینی پر بات جاری رکھتے ہوئے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کریم نے کسی شے کو باطل انداز سے وضع نہیں فرمایا:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ (آل عمران)

''اے ہمارے رب! تو نے یہ بیکار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے''۔

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (ص: 27)

''اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے یہ کافروں کا گمان ہے''۔

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۱۶﴾ (الانبیاء)

''اور ہم نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، عبث نہ بنائے''۔

اس عالم وجود میں کوئی چیز بھی بلا حکمت وجود پذیر نہیں ہوئی ہاں یہ الگ بات ہے کچھ لوگوں کو علم حکمت ہے اور کچھ کو علم حکمت نہیں۔ اس سارے وجود میں نظم ونسق اور یہ اضافت ورابطہ کسی ظاہری یا باطنی مناسبت کا ہی مرہون احسان ہے۔ اگر کوئی دانا و متجسس تلاش کرے گا تو اسے یہ مناسبت معلوم ہو جائے گی۔

حضرت امام غزالی اور فلسفہ مناسبت

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ اس طریقہ جلیلہ ولایت کے رئیس و آقا ہیں اور اس مناسبت کے بھی قائل ہیں جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کہ آپ نے مقام قدس پر ایک فاختہ اور ایک کوے کو ایک دوسرے سے وابستہ پایا۔ فاختہ کوے سے انس کر رہی تھی اور وحشت چھوڑ چکی تھی۔ یہ دیکھ کر امام نے فرمایا: مناسبت نے دونوں کو یکجا کر رکھا ہے پھر آپ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا (تا کہ وہ چلیں) وہ چلے تو دونوں لنگڑے تھے (اب مناسبت معلوم ہو گئی)۔

حضرت ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ

ایسا ہی واقعہ مغرب کے عظیم المرتبت شیخ ابو النجاء ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کو پیش آیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ان کے دل میں غیر خدا کا خیال آ گیا۔ انہوں نے ایک شخص دیکھا جو اس خیال کے عین مطابق تھا۔ شیخ اسے دیکھ کر وحشت میں مبتلا ہو گئے۔ اس سے پوچھا تو وہ مشرک تھا۔ انہیں اب مناسبت کا علم ہوا اس مشرک سے الگ ہو گئے (مناسبت یہ تھی کہ ان کا خیال غیر حق تھا اور یہ شرک تھا اور سامنے والا اس خیال کے مطابق مشرک تھا) سب اشیاء کے سیاق میں مناسبت ہوتی ہے مگر اس مناسبت کو اہل طریقت میں سے خواص ہی جانتے ہیں کیونکہ یہ سب اشیاء حتیٰ کہ اسم و مسمّٰی تک میں موجود ہوتی ہے لیکن یہ بہت ہی گہری ہوتی ہے لہٰذا خواص ہی اسے سمجھ سکتے ہیں۔

علامہ سہیلی مناسبت کے مؤید ہیں

علامہ ابو زید سہیلی مرحوم کو اگرچہ طریقت کا علم نہ تھا مگر انہوں نے اس مقام (مناسبت) کا ذکر اپنی کتاب ''المعارف والاعلام'' میں کیا ہے وہاں انہوں نے حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسماء مبارکہ محمد اور احمد پر کلام کرتے ہوئے اخلاق و افعال نبوی اور ان دو اسماء کے معانی پر خوب بحث کی ہے۔ اولیائے امت میں سے مناسبت کے قائل تو بڑے بڑے اصحاب مراقبہ

اور احوال و آداب میں مشغول رہنے والے بڑے بڑے مشائخ عظام ہیں۔ اس مقام پر مجھے ''مواقع النجوم'' کی اتنی عبارت ہی درکار تھی۔

اقسام کرامات

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتوحات مکیہ'' کے ایک سو چوراسیویں باب میں ارشاد فرمایا ہے: اے قاری! اللہ کریم آپ کو اپنی تائید سے نوازے، یہ جان لیجئے کہ کرامت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ اس ذات کے اسم ''البر'' کی کرم فرمائیاں ہیں لہٰذا یہ ابرار کے حصے میں ہی پورے جمال کے ساتھ جلوہ ریز ہوتی ہے۔ کیونکہ مناسبت اسی بات کی متقاضی ہے کہ بَرّ کے احسان ابرار تک پہنچیں اگرچہ وہ خود کرامت طلب نہ ہی فرما رہے ہوں۔ کرامت کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک حسی اور دوسری معنوی۔ عام لوگ صرف حسی کرامت کو ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دل کی بات پر مطلع ہونا۔ ماضی، حال اور استقبال کے غیوب کی اطلاع دینا۔ کون سے اخذ کرنا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، زمین کا لپٹ جانا، نظروں سے اوجھل ہو جانا، دعا کا فوراً قبول ہو جانا، عوام کو صرف ایسی کرامات معلوم ہوتی ہیں۔

معنوی کرامات کیا ہیں؟

رہی بات کرامت معنوی کی تو انہیں اللہ کے خاص بندے ہی پہچانتے ہیں۔ عوام کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ معنوی کرامات یہ ہیں کہ آداب شریعت اس بندۂ حق کے لئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ مکارم اخلاق کو سامنے لانے کی اسے توفیق ملتی ہے اور گھٹیا اخلاق سے وہ مجتنب ہو جاتا ہے وہ مطلقاً اوقات صحیحہ میں واجبات کی ادائیگی پر محافظت کرتا ہے خیرات وحسنات کی طرف بھاگتا ہے۔ اس کا سینہ بغض وحسد، کینے اور سوئے ظن سے پاک ہوتا ہے ہر صفت مذموم سے اس کا نورانی دل پاکیزہ ہوتا ہے۔ انفاس قدسیہ کے ساتھ مراقبہ کا شرف اسے حاصل ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دیگر اشیاء میں حقوق اللہ کی رعایت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ وہ مولا کریم کے آثار رحمت ونوازش کو اپنے دل میں تلاش کرتا ہے وہ سانسوں کے آتے جاتے پوری مراعات سے کام لیتا ہے۔ جب سانس آئے تو ادب سے اسے قبول کرتا ہے اور جب سانس نکلے تو اسے خلعت حضوری حاصل ہوتی ہے ہمارے نزدیک تو یہ اولیائے کرام کی معنوی کرامات ہیں۔ ان میں نہ مکر کا دخل ہے نہ استدراج کا، یہ سب وفائے عہد کی دلیل ہیں کہ مقصود ٹھیک ہے اور کوئی مطلوب اگر نہیں مل سکا تو رضا بالقضا ہے اور اگر کوئی مکروہ مل گیا ہے تب بھی قضائے خداوندی پر شاکر ہیں۔ ان کرامات میں ایسا ولی اپنا شریک راہ صرف مقرب فرشتوں اور مختار اولیائے کرام کو ہی پاتا ہے۔

حسی کرامات

اب کرامات حسیہ کو ملاحظہ فرمائیے جو معلومات عامۃ الناس ہیں تو ان سب میں مکر خفی کا داخل ہونا ممکن ہے، اب ہم اگر ان اشیاء کو کرامت فرض کریں تو ضروری ہے کہ وہ استقامت کا نتیجہ ہوں یا استقامت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوں اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو پھر وہ کرامت بھی نہیں۔ جب کرامت کا نتیجہ استقامت ہو تو ہو سکتا ہے اللہ کریم اسے عملی بنا دیں یا فعل کی جزا بنا

دیں اور جب کسی سے یہ ظہور پذیر ہوں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کرامات کی وجہ سے محاسبہ فرمائیں۔

عظمت علم حقیقی

رہی بات کرامات معنویہ کی تو مذکورہ بالا باتیں ان کو خراب نہیں کر سکتیں کیونکہ ان کے ساتھ علم ہوتا ہے۔ علمی قوت اور علمی شرف یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ ان کرامات میں مکر داخل نہ ہو کیونکہ حدود شرع مکر کا جال نہیں بنائی جا سکتیں۔ اس لئے کہ یہ حدود سعادت و کمال کے لئے واضح راستہ ہیں۔ علم عمل سے آپ کو ناز و غرور سے کو محفوظ رکھتا ہے کیونکہ علم کا شرف ہی یہ ہے کہ وہ آپ کو عمل کی طرف لے جائے اور جب آپ سے عمل کا ظہور ہو چکے تو آپ کو عمل سے الگ کر کے اسے اللہ سے نسبت دے دے اور علم آپ کو بتا دے کہ یہ عمل اللہ کی توفیق و ہدایت سے ظہور پذیر ہوا ہے اسی کی عنایت کی دستگیری کا صدقہ ہے یہ اطاعت و حفظ حدود الٰہیہ ہے۔ جب ولی کے باطن سے ایسی ظاہر کرامات صادر ہوتی ہیں تو وہ متوجہ الی اللہ ہوتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ اس غیر عادت چیز پر عادی اشیاء سے پردہ ڈال دے تا کہ وہ عام لوگوں سے متمیز نہ ہو اور سوائے علم کے کسی اور صفت سے موصوف ہونے کا اس کی طرف اشارہ نہ ہو۔ کیونکہ مطلوب اصلی علم ہے منفعت کا مدار اسی پر ہے اگرچہ آدمی علم پر عامل نہ ہی ہو کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: عالم و جاہل برابر نہیں۔ ثابت ہوا کہ علماء حق (عالم اولیاء) تلبیس سے مامون ہیں۔ تو کرامت بندوں کے لئے امن و احسان ہے یہ انہی کا حصہ ہے جو عالم کون سے حتیٰ کہ اپنی جانوں سے بھی ہٹ کر متوجہ الی اللہ ہوتے ہیں، کیونکہ انہیں اپنی جانوں میں بھی ذات حق نظر نہیں آتی (یعنی ذات خدا کے سامنے سب گویا موجود ہی نہیں حضرت ہمہ اوست کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔) تو ایسے عظیم لوگوں کو جو سب سے بڑا تحفہ ملا ہے وہ کرامت علم ہے اور علم کا موطن دنیا ہے باقی جتنی خارق عادت چیزیں ہیں ان کا موطن دنیا نہیں (چونکہ دنیا کا راستہ عادت کا راستہ ہے اور کرامت خرق عادت ہے لہٰذا دنیا خارق عادت کا وطن نہیں) اب یہ خارق عادت اس وقت کرامت بنے گی جب تعریف خداوندی اس سے حاصل ہو گی صرف خارق عادت ہونے کی وجہ سے وہ کرامت نہیں بن جائے گی اب جس کرامت سے تعریف الٰہی (معرفت خداوندی) حاصل ہو گی وہ علم بن جائے گی تو خارق عادت جو معرفت الٰہی دیتی ہے وہ علم ہو گی تو کرامت الٰہیہ کا انجام بھی علم خداوندی ٹھہرا۔

(یہی نتیجہ تھا کرامت معنویہ کا، تو نتیجہ کی حد تک کرامت حسی بھی وہاں ہی آ پہنچی مگر راستے کے شکوک سے وہ مبرا نہ تھی لہٰذا اس کا مرتبہ کم رہا۔ حضرت نے اس عبارت میں جہاں بھی علم کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس سے مراد معرفت خداوندی کا ذریعہ بننے والا علم ہے، مطلق علم نہیں۔ مترجم)

(اب حضرت یہ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں کہ کرامات ظاہریہ وحسیہ اہل باطن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اس کو ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں۔ مترجم)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے زمین کے مختصر ہونے اور لپٹ جانے کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ تو کچھ بھی نہیں کیونکہ ابلیس ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب تک ساری زمین کی مسافت طے کر جاتا ہے حالانکہ وہ اللہ کریم کے سامنے

ذلیل اور بیکار ہے۔ ان سے ہوا میں اڑنے کا سوال کیا گیا تو فرمانے لگے: پرندہ فضا میں اڑتا ہے (وہ حقیر سی چیز ہے) مومن تو اللہ کے نزدیک پرندے سے افضل ہے اب ادنیٰ چیز جس میں پرندہ بھی شریک ہے وہ ولی کے لئے کرامت کیسے ہوگی؟ اسی طرح انہوں نے ان سب کرامات کی تعلیل کردی جو ان کے سامنے بیان ہوئیں تھیں پھر فرمانے لگے، میرے اللہ! ان مذکورہ چیزوں میں ایک قوم نے تجھے تلاش کیا تو تو نے انہیں انہی چیزوں میں مشغول و مصروف کردیا۔ اللہ! اگر مجھے کوئی چیز عطا فرمانی ہے تو اپنا کوئی بھید اور سر مجھے عطا فرمانا، اب دیکھیں انہوں نے بھی علم ہی مانگا۔ کیونکہ یہ بڑا پاکیزہ تحفہ اور عظیم کرامت ہے۔ اگر یہ بطور حجت و دلیل آپ کو مل جائے تو یہ آپ کو اعتراف و استدلال کی قوت بخش دیتا ہے علم کے ذریعے ہی آپ اپنے حقوق دوسرے کے حقوق کے بارے جان سکتے ہیں، اللہ کریم اپنے محبوب رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف علم میں زیادہ مانگنے کا حکم دیتے ہیں اور کسی چیز میں طلب اضافہ کا حکم نہیں دیا۔ (حضرت اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ (طٰہٰ) ''اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے'' یہ اس لئے ہوا کہ سب خیر علم میں مخفی ہے تو پھر سب سے بڑی کرامت علم ہوئی۔

حصول علم کے اسباب بہت سے ہیں علم سے میری مراد علم ذات خداوندی اور آخرت کے گھر کا علم ہے اور اس دنیا کا صرف اتنا علم کہ جتنا اس دنیا کا استحقاق ہے۔ اور جس کے لئے اس دنیا کی تخلیق ہوئی ہے۔ اور کیوں یہ وضع ہوئی ہے تاکہ انسان جہاں بھی ہو اسے بصیرت حاصل رہے اور اپنی جان اور اپنی حرکات سے بے خبر نہ رہے (یعنی نفس و آفاق کا اتنا علم ضروری ہے جو اس دنیا میں اسے متوجہ الی اللہ رکھ سکے۔) علم اللہ کریم کی احاطیہ صفت ہے تو اللہ کریم کے فضل میں آنے والی چیزوں میں یہ افضل ہے۔ ارشاد ہے:

اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ (الکہف)

''جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا''۔

یہ بھی معلوم رہے کہ علم کان رحمت ہے اور میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ کرامت کیا ہے اور یہ بھی سمجھا چکا ہوں کہ کرامت معرفت الٰہی ہے کہ جو کچھ اللہ کریم نے آپ کو تحفہ و ہدیہ عطا فرمایا ہے یہ اس کی ذات پاک کی طرف سے اعزاز (کرامت) ہے لیکن اس سے آخرت کا کوئی حصہ کم نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی یہ آپ کے کسی عمل کی جزا بننی چاہئے۔ یہ تو صرف آپ کے اس راستے پر اقدام کے لئے ہے اور یہ قدوم بھی تو آپ کو آغاز کار میں معلوم نہ تھا، ورنہ ابتدا میں ہی آپ اس کرامت تک پہنچ جاتے۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا ہی واقعہ ابتدائے امر میں پیش آیا۔ وہ طلب حق کے لئے بسطام سے نکلے تو انہیں ایک آدمی ملا اور کہنے لگا، بایزید! آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، تلاش حق میں ہوں۔ اس آدمی نے کہا جس کی تلاش میں نکلے ہو اسے تو بسطام چھوڑ آئے ہو (1)۔ اب بایزید متنبہ ہوئے کہ اسے کیسے طلب کریں جو خود فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ

1۔ علامہ اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں — جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں

بھلا اے دل! حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں — سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا طالب

مَا كُنْتُمْ (الحدید: 4) (اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو) پھر تو نہ علم ہوا اور نہ ایمان مل سکا۔ اگر اللہ آپ کو اپنے مشاہدہ کے علم سے محروم فرمادے تو کم از کم یہ تو ہو کہ اس پر ایمان ہو۔ اسی بنا پر ہی تو ہم کہتے ہیں کہ وہی اقدام کرے گا جسے معلوم نہیں ہو گا۔ اب گروہ اولیاء کا تو قصد ہی ذات حق اور اس کی تلاش ہے لہٰذا وہ اس ذات اقدس کی طرف بڑھتے ہیں اور وہ جیسے تحفے چاہتا ہے انہیں عطا فرماتا جاتا ہے اور انہیں جتلا دیتا ہے کہ یہ صرف اقدام و وفود کا انعام ہے اگر جتلانے کے باوجود وہ نہ سمجھیں تو حال حق ان کے خلاف جانے کا خوف بھی ہے اور آخرت کے حصے میں کمی کا ڈر بھی، آخرت میں پھر وہ آرزو کریں گے کاش! انہیں دنیا میں یہ کرامات نہ ملتیں، اللہ کریم تو حق فرماتے ہیں اور وہی راہ ہدایت دکھانے والے ہیں۔

چوتھا مطلب

اولیائے کرام کے مراتب وطبقات

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتوحات مکیہ'' کے تہترویں باب میں اولیائے کرام کے مراتب وطبقات کا ذکر ان کے احوال کے اختلاف وتغیر کے پیش نظر فرمایا ہے، اور تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات صغریٰ'' کے مقدمہ میں فتوحات کا اختصار پیش کیا ہے لیکن انہوں نے فتوحات کی عبارات اصلیہ پوری طرح نقل نہیں کیں بلکہ ان میں اپنی طرف سے تصرف بھی کیا ہے اور بہت سے اہم فوائد کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ میں بھی مندرجہ بالا باب کا ہی یہاں اختصار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں لیکن میں اس کی اصل عبارات ہی پیش کروں گا اور مناوی مرحوم نے جو بہت سے فوائد چھوڑ دیئے ہیں، ان کا تذکرہ بھی کروں گا۔

عالم الانفاس

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں: طریقۂ ولایت میں سب مردان حق کا مشترکہ نام تو عالم الانفاس ہے ان حضرات کے پھر کئی طبقات ہیں اور مختلف احوال سے وہ نامدار بھی ہیں جن میں یہ سب طبقات واحوال بحیثیت مجموعی پائے جاتے ہیں اور کئی نفوس قدسیہ کو ان طبقات واحوال میں سے کچھ ملتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ ان اصحاب احوال ومقامات کے ہر طبقے کا ایک خاص لقب ہوتا ہے، پھر کچھ حضرات وہ ہیں جو ہر دور میں مخصوص عدد میں ہوتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کی تعداد متعین نہیں ہوتی وہ کم و بیش ہوتے رہتے ہیں، ہم اصحاب تعداد اور اصحاب غیر متعینہ سب کو اپنے اپنے القاب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

قسم اول

وہ صاحب مراتب مردان حق جن کی تعداد مقرر ہے

ا۔ اقطاب

یہ حضرات اصالۃً یا نیابۃً سب احوال ومقامات کے جامع ہوتے ہیں کبھی لفظ قطب میں صوفیہ وسعت پیدا کر دیتے ہیں اور ایسے شخص کو بھی قطب کہہ دیتے ہیں جس پر مقامات میں سے کوئی مقام طاری ہوا ہو یا وہ اپنے ابنائے جنس میں انفرادی مقام اپنے دور میں پیدا کر چکا ہو۔ اسی بنا پر شہر کے کامل کو اس شہر کا قطب کہہ دیتے ہیں اور کسی جماعت کے شیخ ومرشد کو اس جماعت کا قطب کہہ دیتے ہیں۔ یہ تو مجازی معانی تھے۔ لیکن مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے اور اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ مقربین خدا میں سے ہوتا ہے اور اپنے زمانے میں گروہ اولیاء کے آقا ہوتا ہے۔ ان اقطاب میں سے کچھ حضرات وہ ہوتے ہیں جنہیں حکم ظاہر اور

خلافت ظاہرہ بھی خلافت باطنہ کے ساتھ ملتی ہے۔ ایسے حضرات میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، سیدنا حیدر کرار، سیدنا امام حسن، حضرت معاویہ بن یزید، حضرت عمر بن عبد العزیز اور جناب متوکل عباسی رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ کچھ اقطاب وہ ہیں جنہیں صرف باطنی خلافت ملتی ہے اور حکم ظاہری نہیں ملتا ان حضرات میں احمد بن ہارون الرشید سبتی، با یزید بسطامی وغیرہما رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ اکثر قطب حکم ظاہری کے بغیر ہوتے ہیں۔

۲۔ آئمہ

یہ ہر دور میں صرف دو ہوتے ہیں، تیسرا قطعاً نہیں ہوتا ایک عبد الرب اور دوسرا عبد الملک ہوتا ہے۔ قطب کو عبد اللہ کہتے ہیں (یہ تینوں صفاتی نام ہیں) ان کے ذاتی نام جو بھی ہوں، ہوتے رہیں۔ یہ دونوں آئمہ قطب کے مرنے کی صورت میں ان کے خلیفہ ہوتے ہیں انہیں وزیر سمجھنا چاہئے۔ ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ میں محو رہتا ہے اور دوسرا عالم ملک تک محدود رہتا ہے۔

۳۔ اوتاد

یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ہم نے اس جماعت کے ایک بزرگ ابن جدون کو فارس شہر میں دیکھا تھا یہ صاحب اجرت پر مہندی چھانتے تھے۔ ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ کریم مشرق کی حفاظت فرماتا ہے اور اس کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے دوسرا مغرب میں تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ سے شروع ہوتی ہے۔ کبھی اوتاد وغیرہ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ ان چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں: عبد الحی، عبد العلیم، عبد القادر اور عبد المرید۔

۴۔ ابدال

یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اقالیم سبعہ کی حفاظت فرماتا ہے۔ ہر ابدال کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے۔ پہلا نقش پائے خلیل علیہ السلام پر چلتا ہے اور اقلیم اول اس کی تولیت میں ہوتی ہے دوسرا قدم کلیم علیہ السلام، تیسرا قدم ہارون علیہ السلام اور چوتھا قدم حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچواں قدم یوسف علیہ السلام اور چھٹا قدم عیسیٰ علیہ السلام اور ساتواں آدم علیہ السلام کے پائے اقدس پر چل رہا ہوتا ہے۔

ابدال کو ابدال کیوں کہتے ہیں؟

انہیں اس لئے ابدال کہتے ہیں کہ وہ کسی جگہ کو چھوڑتے ہیں اور اپنا قائم مقام اس جگہ مقرر کرتے ہیں اور یہ تبدیلی کسی مصلحت و قربت کے پیش نظر ہوتی ہے تو ایسے آدمی کو اپنی جگہ نامزد کرتے ہیں جو بالکل ان کا ہم شکل ہوتا ہے کسی کو بھی یہ شک تک نہیں گزرتا کہ یہ اصل نہیں حالانکہ یہ جانشین ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جو قصداً اور عملاً ابدال اپنی جگہ چھوڑ کر جاتا ہے۔ جس ہستی میں بدلنے کی یہ قوت ہو وہ بدل ہوتا ہے اگر کوئی بدل اللہ کسی جگہ متعین فرما دے اور اصل بدل کو اس کا علم نہ ہو تو وہ ابدال میں شامل نہیں ہوتا۔ ایسا اکثر ہوتا ہے ہم نے خود ایسا ہوتا دیکھا ہے۔ ہم نے حنبلیوں کے حطیم کے پیچھے مکہ مکرمہ میں یہ

ساتوں حضرات دیکھے تھے ان کے ساتھ مل بیٹھے ان سے زیادہ حسین صورت والا کوئی آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ ایسے ہی ایک بدل حضرت موسیٰ بیدرانی کو ہم نے ۵۸۶ھ کو شہر شبیلیہ میں دیکھا۔ وہ قصداً ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اکٹھے ہونے سے مشرف ہوئے۔ ہم نے ایک اور بدل شیخ الجبال محمد بن اشرف رندی سے بھی شرف ملاقات پایا تھا۔ ہمارے دوست عبدالمجید بن سلمہ کو بھی ایک بدل معاذ بن اشرص نامی ملے تھے یہ ابدال میں سے عظیم بدل تھے عبدالمجید کے ذریعے انہوں نے ہمیں سلام بھیجا تھا۔ عبدالمجید نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ ابدال کو یہ مرتبہ کس عمل کے ذریعے ملتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ان چار اشیاء کے ذریعے یہ مرتبہ ملتا ہے جو حضرت ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہیں یعنی بھوک، بیداری، خاموشی اور تنہائی۔

۵۔ نقباء

یہ ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں آسمان کے بارہ ہی برج ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے، اللہ کریم نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیئے ہیں، نفوس میں چھپی اشیاء اور آفات نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے نفوس کے مکر وخداع کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں۔ ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اس کی ان مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر کسی کا نقش پا زمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی وسعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔

آثار وقیافہ

(نقوش پا پہچاننے اور نقوش جسم سے حالات واطوار جاننے والے) کے علماء کی طرح یہ لوگ بھی ہوتے ہیں کھرا اٹھانے والے (علماء آثار) بہت زیادہ ہیں، چٹانوں پر بھی کھوج لگا لیتے ہیں، آدمی سامنے آتا ہے تو فوراً بتا دیتے ہیں کہ فلاں نقش پا اس آدمی کا ہے اور تحقیق کے بعد ایسا ہی ہوتا ہے، حالانکہ کھوجی اور علمائے قیافہ وآثار ولی اللہ نہیں ہوتے اگر ان کا حال یہ ہے تو پھر کیا مقام ہوگا ان علوم آثار کا جو اللہ کریم اپنے مقرب نقباء کو عطا فرماتا ہے۔

۶۔ نجباء

ہر دور میں آٹھ سے کم وبیش نہیں ہوتے ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے اس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں، ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے۔

۷۔ حواری

یہ ہر دور میں صرف ایک ہوتا ہے دوسرا کبھی نہیں ہوتا جب وہ مرتا ہے تو دوسرا اس کا جانشین بنتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس مقام پر متمکن تھے حالانکہ یہ دور تلوار کے ذریعے دین کی مدد کرنے والوں کی کثرت کا دور تھا مگر حواری وہ ہوتا ہے جو سیف وحجت دونوں کے ذریعے دین کی مدد کرتا ہے اسے علم، عبادت اور دلیل عطا

ہوتی ہے۔ تلوار، شجاعت اور جرأت کا بھی وہ شاہکار ہوتا ہے وہ دین مشروع کی صحت پر دلیل قائم کرنے میں بے پناہ تحری وسعی سے کام لیتا ہے۔

۸۔ رجبی

یہ ہر دور میں صرف چالیس ہی ہوتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جن پر عظمت الٰہی کی عظمت کا حال طاری رہتا ہے یہ افراد ہوتے ہیں انہیں رجبی اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام کا حال رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک طاری رہتا ہے پھر یہ کیف ومستی ختم ہو جاتی ہے۔ اگلے سال رجب میں پھر اس حال کا اعادہ ہوتا ہے یہ مختلف شہروں میں بکھرے ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں مگر دوسرے سالکان راہ سے کم لوگ ہی انہیں پہچان سکتے ہیں کچھ حضرات یمن، شام اور دیار بکر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

ایک رجبی کا حیران کن کشف

حضرت ابن عربی فرماتے ہیں: دیار بکر کے شہر دنسیر میں مجھے ایک رجبی ملے تھے ان کے علاوہ اور کسی سے ملاقات نہ ہو سکی حالانکہ مجھے ان کی زیارت کا شوق وافر تھا۔ کچھ رجبیوں پر رجبی کیفیت کی کچھ علامات سال بھر رہتی ہیں اور کچھ حضرات پر ذرا برابر بھی علامت باقی نہیں رہتی۔ جن صاحب کو میں نے دیکھا تھا ان پر سارا سال رافضیوں کا کشف باقی رہتا ہے۔ وہ کشفی حالت میں انہیں خنزیر کی شکل میں دیکھتے۔ اگر کوئی مستور الحال رافضی ان کے سامنے آجاتا تو وہ فوراً فرما دیتے کہ توبہ کیجئے تم تو رافضی ہو اور رافضی جس کے حال کا کسی کو علم نہ ہوتا حیران ہو کر رہ جاتا، اب اگر وہ آپ کے کہنے پر توبہ کرتا اور سچی توبہ ہوتی تو آپ اسے انسان دیکھتے اگر صرف زبانی کہہ رہا ہے اور اپنے مذہب کو دل میں چھپا لیا ہے تو آپ اسے مکاشفاتی کیفیت میں خنزیر ہی دیکھتے اور فرماتے تو جھوٹ کہہ رہا ہے کہ تو نے توبہ کر لی ہے اگر وہ سچا ہوتا تو کہتے تو سچ کہہ رہا ہے اب اس کیفیت کو پا کر رافضی اپنے رفض کو چھوڑ دیتا۔ دو عاقل صاحب عدالت شافعی حضرات سے بھی ان کا سابقہ پڑا جو رافضی نہ تھے اور رافضی گھرانوں سے وابستہ تھے وہ بڑے صاحب عقل تھے انہوں نے اپنی حالت کا بالکل اظہار نہ کیا مگر وہ بباطن صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق رافضیوں جیسا عقیدہ رکھتے تھے جب وہ ان کے سامنے آئے تو آپ نے حکم دیا انہیں نکال دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باطن آپ کے سامنے شکل خنزیر میں رکھ دیئے۔ رافضیوں کے لئے اللہ کریم نے یہی علامت وشکل مقرر فرما رکھی ہے۔ ان دونوں کو پتہ تھا کہ کوئی اہل ارض ان کے باطن کو نہیں جانتا۔ وہ دونوں لوگوں میں متبع سنت اور شاہد و عادل مشہور تھے۔ دونوں نے اس سلسلے میں آپ سے احتجاج کیا۔ آپ نے فرمایا، میں تو تمہیں خنزیر ہی دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور میرے درمیان اس مذہب رفض کو ماننے والوں کی یہی علامت مقرر ہے۔ یہ بات سن کر انہوں نے دلوں میں توبہ کر لی، آپ نے فوراً فرمایا، اب تم نے اس مذہب سے رجوع کر لیا ہے کیونکہ اب عالم کشف میں تم مجھے انسان نظر آ رہے ہو۔ دونوں حیران رہ گئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کی۔

یہ رجبی حضرات پہلی رجب کو یوں محسوس کرتے ہیں گویا ان پر آسمان گر گیا ہے۔ اتنا بوجھ محسوس کرتے ہیں کہ نہ آنکھ

جھپک سکتے ہیں اور نہ ہی کسی عضو کو حرکت دے سکتے ہیں، پہلے دن تو لیٹے رہتے ہیں نہ قیام کرتے ہیں نہ قعود، نہ ہاتھ ہلاتے ہیں نہ پاؤں۔ آنکھ تک نہیں جھپکتے۔ دوسرے دن یہ بوجھ تھوڑا سا کم ہوتا ہے۔ تیسرے دن بہت کم ہو جاتا ہے، اب کشف و تجلی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ غیب شہادت میں بدل جاتا ہے۔ مگر وہ اس عرصہ میں لیٹے اور لپٹے رہتے ہیں۔ دو یا تین دنوں کے بعد پھر بولتے ہیں، وہ خود کلام کرتا ہے اور اس سے کلام کی بھی جاتی ہے جب مہینہ ختم ہوتا اور شعبان شروع ہوتا ہے تو یہ مرد حق اٹھ کھڑا ہوتا ہے گویا ابھی اس کا اسکیل ڈھنگام ٹوٹا ہے اور وہ آزاد ہوا ہے۔ اب یہ حال ختم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی صنعت و تجارت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اللہ چاہے تو کچھ حال باقی رہ جاتا ہے۔ ان کے اس حال کا سبب نامعلوم ہے جس شخص سے میں ملا اسے رجب میں اسی حال میں پایا۔

۹۔ ختم

یہ ہر دور میں ساری دنیا میں صرف ایک ہوتے ہیں۔ ایسی ہستی پر اللہ تعالیٰ ولایت محمدی کا خاتمہ فرماتے ہیں۔ اولیائے محمدی میں ان سے بڑی ہستی کوئی نہیں ہوتی۔ ایک ختم آخر میں بھی ہوں گے جن پر آدم علیہ السلام سے لے کر آخری ولی تک کی ولایت ختم ہوگی۔ یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں وہی خاتم الاولیاء ہیں دورۂ فلک کے بھی وہ ختم تھے۔ قیامت کو اسی لئے ان کے دو حشر ہوں گے ایک حشر بحیثیت امت محمدی میں شمولیت کے اور ایک حشر بطور رسول کے ہوگا۔

۱۰۔ قلب آدم علیہ السلام کے مطابق تین سو مرد

یہ زمانہ میں تین سو کی مقدار میں ہوتے ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں اور نہ کم واضح ہو کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان حضرات کے متعلق فرمایا یہ قلب آدم کے مطابق ہیں یا کسی اور صاحب کے بارے فرمایا کہ وہ فلاں عظیم انسان یا فرشتے کے دل کے مطابق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ معارف الٰہیہ کی قبولیت میں اس شخص کی طرح ہیں چونکہ علوم الٰہیہ کا ورود دل پر ہوتا ہے تو جس طرح ان علوم و معارف کا ورود و نزول اکابر کے دلوں پر ہوتا ہے اسی طرح ان حضرات کے دلوں پر ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ "فلاں کا دل فلاں کے دل پر ہے" اسی طرح عربی میں یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کا قدم فلاں کے قدم پر ہے تو دونوں کا مفہوم یہی ہے کہ ان کا انداز علم و عمل ایسا ہے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع بخشی ہے کہ ان تین سو حضرات کے دل قلب آدم کے مطابق ہیں۔ بقول سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ: رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تین سو ساری امت میں ہیں یا ہر زمانے میں ہیں، ان کا ہر زمانے میں تین سو کی تعداد میں ہونا ہمیں بذریعہ کشف معلوم ہوا ہے۔ ان تین سو مردان خدا میں سے ہر ایک کو تین سو اخلاق خداوندی ملتے ہیں اگر کسی انسان کو ان میں سے صرف ایک خلق مل جائے تو اسے سعادت مل جاتی ہے۔ یہ مجتبیٰ و مصطفیٰ حضرات ہیں اللہ کریم نے جو یہ دعائیہ الفاظ قرآن پاک میں ذکر کیے ہیں: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ (الاعراف) یہی ان کی پسندیدہ دعا ہے۔

۱۱۔ قلب نوح علیہ السلام کے مطابق مردان حق

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کی امت میں سدا چالیس آدمی قلب نوح علیہ السلام کے مطابق ہوں گے۔ یہ ہر

دور میں اسی تعداد میں ہوتے ہیں۔ کمی وبیشی نہیں ہوتی۔ سیدنا نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں ان کے دل کے مطابق حضرات پر کیفیت طاری رہتی ہے اور ان کی دعا سیدنا نوح علیہ السلام والی دعا ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (نوح) (اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو، اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی)۔ ان حضرات کا مقام غیرت دینیہ کا مقام ہے یہ وہ مقام ہے جس کی چڑھائی بہت مشکل ہے ان چالیس میں جو عادات متفرقہ ہیں ان کا مجمع سیدنا نوح علیہ السلام کی ذات ہے۔ اسی طرح اوپر والے تین سو حضرات کی عادت شریفہ کا مجموعہ ذات ابوالبشر آدم علیہ السلام ہے۔

اصحاب اربعینات اور خلوات الفتح

گروہ اولیاء میں سے اربعینات والی جماعت کے افراد اپنی خلوتوں میں انہی حضرات کی رفعتوں سے خوشہ چینی کرتے ہیں اور ان کے انداز سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہٹتے، ان خلوتوں کو یہ حضرات خلوات الفتح کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کو بطور سند پیش فرماتے ہیں:

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ

''جو شخص چالیس دن تک محض اللہ کے لیے سراپا اخلاص بن جاتا ہے تو مولا کریم اس کے دل سے ابلنے والے چشموں کو اس کی زبان پر جاری فرما دیتے ہیں''۔

۱۲۔ ترجمان قلب ابراہیم علیہ السلام

حضور کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ حدیث شریف کے مطابق ان کی تعداد سات میں ہی منحصر رہتی ہے وہ دعائے ابراہیمی کا ورد فرمایا کرتے ہیں:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۸۳﴾ (الشعراء)

''اے میرے رب! مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں''۔

ان کا مقام سب قسم کے شکوک واوہام سے سلامتی وحفاظت کا مقام ہے۔ اس دنیا میں ہی ان کے سینوں سے اللہ نے بغض وکینے کو نکال لیا ہوتا ہے۔ سوئے ظن تو دور کی بات ہے ان کے سینوں میں تو سرے سے ظن کی گنجائش ہی نہیں یہ تو علم صحیح کے نمائندے ہوتے ہیں ظن وگمان تو اس بے خبر کا چراغ ہے جو اپنی نامعلوم اشیاء میں اس کے ذریعے ترجیحات پر قائم کرتا رہتا ہے یہ حضرات تو لوگوں کی خیر کو ہی دیکھتے ہیں اور لوگوں میں جو شر ہیں، اللہ ان سے ان حضرات کو محجوب فرما دیتے ہیں (1)۔

1۔ ظن وتخمین تو خود حجابات ہیں اور علوم اصلیہ کے راستے کی ٹھوکریں ہیں اسی لئے اقبال نے بھی اس مفہوم کو یوں ادا کیا

ظن وتخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری مشام تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک دن ان حضرات سے ملا تو علم و حلم میں ان کے حسین انداز سے بڑھ کر کسی اور کو نہ پایا۔ وہ اخوان صدق ہیں جو جنتیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر جلوہ افروز ہیں۔ ان کے دلوں میں روحانی و معنوی جنتیں وقت سے پہلے ہی براجمان ہو چکی ہیں۔

۱۳۔ قلب جبریل علیہ السلام کے نمائندے

ان کی تعداد بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی دور میں پانچ سے کم وبیش نہیں ہوتی وہ اس طریق ولایت کے شاہ ہیں۔ ان کے علوم حضرت جبریل علیہ السلام کی قوتوں جتنے ہوتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کی قوتوں کو ہی ان کے بازوؤں اور پروں سے تعبیر کیا جاتا ہے جن کے ذریعے وہ آسمان پر چڑھتے اور اترتے ہیں۔ ان پانچ حضرات کا علم حضرت جبریل علیہ السلام کے علم سے آگے نہیں بڑھ سکتا وہی ان حضرات کے غیبی مددگار بنتے ہیں اور ان حضرات کا انہی کے ساتھ حشر بھی ہوگا۔

۱۴۔ قلب میکائیل (علیہ السلام) کے حضرات

یہ بھی ہر دور میں تین ہی ہوتے ہیں۔ یہ صرف خیر، رحمت، نرمی اور توجہ کے منبع ہوتے ہیں۔ ان تین حضرات میں بسط و مسکراہٹ، نرمی اور انتہائی شفقت ہوتی ہے وہ ایسی چیزوں کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں جو باعث شفقت ہوں۔ ان حضرات کو میکائیل علیہ السلام کی قوتوں کے مطابق علوم عطا ہوتے ہیں۔

۱۵۔ قلب اسرافیل علیہ السلام کا نمائندہ

ہر زمانہ میں یہ ایک ہوتا ہے امر اور اس کی نقیض پر انہیں تسلط ہے یعنی دونوں طرفوں (امر و نہی) کا وہ جامع ہوتا ہے۔ علم اسرافیل علیہ السلام کے جامع کے لئے حدیث پاک میں یہی مروی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ قلب اسرافیل کے مطابق تھے۔ انبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہی حال تھا جو قلب عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق ہو وہ بھی قلب اسرافیل کے ہی مطابق ہوگا۔ لیکن جو قلب اسرائیل کے مطابق ہو لازم نہیں کہ وہ قلب عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق بھی ہو۔ حضرت ابن عربی نے فرمایا ہمارے کچھ شیوخ جو اکابر سے تھے، وہ قلب عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق تھے۔

۱۶۔ مردان عالم الناس

یہ قلب داؤد علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ ہر دور میں ہوتے ہیں ان میں بھی کمی وبیشی نہیں ہوتی۔ اس صفت کے موصوف جناب داؤد علیہ السلام سے پہلے بھی موجود تھے پھر ان کی نسبت جناب سے کیوں ہوئی؟ مطلب یہ ہے کہ جو احوال، علوم اور مراتب ان سب حضرات میں متفرق تھے وہ جناب داؤد علیہ السلام میں جمع تھے وہ ان سب اوصاف کا مجمع تھے۔ میں اس دنیا کے سب حضرات سے ملا ان سے نفع حاصل کیا۔ مصاحبت طویلہ سے لطف اندوز ہوا۔ ان کے وہ مراتب ہیں جن سے وہ تجاوز نہیں کرتے ان مراتب کا ان حضرات کی تعداد کے مطابق میں ذکر کروں گا۔

۱۷۔ رجال الغیب

یہ دس حضرات ہوتے ہیں، کم و بیش نہیں ہوتے، ہمیشہ ان کے احوال پر انوار الٰہی کا نزول رہتا ہے لہٰذا یہ اہل خشوع ہوتے ہیں اور سرگوشی میں بات کرتے ہیں اللہ کریم جل مجدہ کا ارشاد عالی ہے:

وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ (طٰہٰ)

''اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی اور تو نہ سنے گا مگر آہستہ آواز''۔

یہ مستور رہتے ہیں، زمین و آسمان میں چھپے رہتے ہیں ان کی مناجات صرف حق تعالیٰ سے ہوتی ہیں اور ان کے شہود کا مرکز بھی وہی ذات بے مثال ہوتی ہے ارشاد ہے:

یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (الفرقان)

''اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام''۔

وہ مجسمۂ حیا ہوتے ہیں اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور ان کے پٹھے کانپنے لگتے ہیں، اہل اللہ جب بھی لفظ رجال الغیب استعمال فرماتے ہیں تو ان کا مطلب یہی حضرات ہوتے ہیں، کبھی اس لفظ سے وہ انسان بھی مراد لئے جاتے ہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں کبھی رجال الغیب سے نیک اور مومن جن بھی مراد لئے جاتے ہیں کبھی ان لوگوں کو بھی رجال الغیب کہہ دیا جاتا ہے جو علم اور رزق محسوس حسی دنیا سے نہیں لیتے بلکہ غیب کی دنیا سے علم و رزق انہیں ملتا ہے۔

۱۸۔ وہ اٹھارہ حضرات جو امر الٰہی کو امر الٰہی سے ہی ظاہر کرتے ہیں یہ اسی تعداد میں ہمیشہ پائے جاتے ہیں وہ قائم باللہ ہوتے ہیں اور حقوق اللہ کو قائم کرتے ہیں اسباب کو ثابت فرماتے ہیں، خارق عادت ان کی عادت ہوتی ہیں:

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (الانعام:91)

''اللہ کہو، پھر انہیں چھوڑ دو''۔

پھر ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿۸﴾ (نوح)

''میں نے انہیں اعلانیہ بلایا''۔

حضرت ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ اسی جماعت میں سے تھے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے تمہارے پاس موافقت ہے اسے ظاہر کرو اگر لوگوں کے پاس مخالفت ہے تو انہیں وہ ظاہر کرنے دو۔ اللہ نے جو ظاہری نعمتیں خارق عادات کرامتیں اور جو باطنی نعمتیں مصارف و حقائق تمہیں عطا فرما رکھی ہیں انہیں جلوہ ریز کرتے رہو کیونکہ مولا کریم کا ارشاد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (الضحیٰ)

''اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے''۔

اور حبیب کبریا علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ

''نعمت کے متعلق باتیں کرنا گویا منعم کا شکر کرنا ہے''۔

۱۹۔ قوت خداوندی کے مظہر رجال حق

یہ آٹھ حضرات ہیں۔ قرآن میں ان کی علامت اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (الفتح:29) (کافروں پر سخت ہیں)۔ اسمائے الٰہیہ میں سے ان کے لئے اسم ''ذوالقوۃ المتین'' ہے راہ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت کو وہ پرکاہ کی حیثیت نہیں دیتے انہیں رجال قہر بھی کہا جاتا ہے لوگوں کی جانوں کے لئے انہیں بڑی فعال ہمتیں اللہ کریم عطا فرماتے ہیں اور اسی علامت سے ان کو پہچانا جاتا ہے شہر فاس میں اقامت پذیر حضرات ابو عبداللہ دقاق ایسے ہی بزرگ تھے وہ فرماتے ہیں میں نے کسی کی نہ خود غیبت کی ہے اور نہ ہی میرے سامنے کسی کی غیبت کی گئی ہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں: اندلس کے علاقہ میں میری ان کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی یہ عجیب علامات اور نرالے حقائق کے لوگ تھے اور میرے کچھ مشائخ بھی انہی رجال قوت الٰہیہ میں شامل تھے۔

۲۰۔ پانچ اور حضرات

یہ ہمیشہ پانچ ہی کی تعداد میں ہوتے ہیں قوت میں اوپر والے آٹھ حضرات کا وہ مظہر ہوتے ہیں مگر ان میں تھوڑی سی نرمی ہوتی ہے جو ان آٹھ حضرات میں نہیں ہوتی گویا مقام نرمی میں وہ نقوش پائے انبیاء پر چل رہے ہوتے ہیں ان کی علامت یہ آیت کریمہ ہے:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ:44)

''تو اس سے نرم بات کہنا''۔

نیز یہ ارشاد ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (آل عمران:159)

''تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے''۔

باوجود قوت کے بعض جگہوں پر وہ نرمی برت جاتے ہیں رہی بات عزام وارادہ کی تو اس معاملہ میں وہ اوپر والے آٹھ حضرات کے ہم پلہ ہیں صرف یہ نرمی والی بات انہیں آٹھ حضرات سے ممتاز کرتی ہے۔ سیدی محی الدین فرماتے ہیں اس مقدس جماعت سے ہماری ملاقاتیں رہیں اور ہم ان سے نفع اندوز ہوتے رہے۔ (رضی اللہ عنہم)

۲۱۔ نوازشات خداوندی اور توجہات الٰہی کے نمائندے

یہ تعداد میں پندرہ ہیں۔ ان کی علامت سلیمانی ہوا والی آیت شریفہ ہے:

تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِهٖ رُخَآءً حَیۡثُ اَصَابَ ۝ (ص)

"کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی"۔

وہ اللہ کریم کے سب بندوں مومن و کافر کے لئے سراپا رحمت و شفقت ہوتے ہیں ان کی نگاہیں مخلوق خدا پر (سخاوت) وجود کی حیثیت سے پڑتی ہیں حکم و قضا کی حیثیت سے وہ مخلوق کو نہیں دیکھتے۔ ولایت ظاہرہ، قضا و شاہی، اللہ کریم انہیں ہرگز عطا نہیں فرماتے کیونکہ ان کا ذوق اور ان کا مقام امر مخلوق کے انتظام و انصرام سے الگ ہوتا ہے، وہ رحمت مطلقہ کے نمائندوں کی حیثیت سے مخلوق سے پیش آتے ہیں۔ اللہ کریم نے رحمت مطلقہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (الاعراف:156)

"اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے"۔

شیخ اکبر فرماتے ہیں میں ان کی ایک جماعت سے ملا اور اس راہ پر ان کے ساتھ چلا۔

۲۲۔ ہر دور میں چار نفوس قدسیہ

کتاب اللہ میں ان کی علامت

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَهُنَّ (الطلاق:12)

"اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں، حکم ان کے درمیان اترتا ہے"۔

نیز سورۂ ملک میں بھی ان کی علامت یہ آیت شریفہ ہے:

الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ (الملک:3)

"جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا، تو رحمان کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے"۔

یہ نمائندگان ہیبت و جلال ہیں۔

کَاَنَّمَا الطَّیۡرُ مِنۡهُمۡ فَوۡقَ رُءُوۡسِهِمۡ لَا خَوۡفَ ظُلۡمٍ وَلٰکِنۡ خَوۡفَ اِجۡلَالٍ

(گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (لہٰذا وہ سر نہیں ہلاتے) ظلم کے خوف سے وہ یوں بے حس نہیں بلکہ جلال خداوندی کے خوف نے انہیں بے حس کیا ہے)۔

یہ اوتاد کے مددگار ہوتے ہیں ان کے احوال پر روحانیت طاری رہتی ہے ان کے دل سماوی ہوتے ہیں زمین میں تو انہیں کوئی نہیں پہچانتا مگر آسمان پر وہ معروف معلوم ہوتے ہیں ان میں سے ایک عظیم المرتبت انسان قلب محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار کا مظہر ہوتا ہے دوسرا بزرگ قلب شعیب علیہ السلام کا پیرو اور تیسرا ولی حق قلب صالح علیہ السلام کا مقتدی اور چوتھا مرد راہ قلب ہود علیہ السلام کا عکاس ہوتا ہے۔ ایک کو عالم بالا سے جناب عزرائیل دوسرے کو حضرت جبرئیل تیسرے کو حضرت میکائیل اور چوتھے کو جناب اسرافیل علیہ السلام اپنی نگاہوں کا مرکز بنائے رکھتے ہیں۔ ان کی شان عجیب اور ان کا معاملہ نرالا ہوتا ہے۔ سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ان جیسا کوئی اور نہ مل سکا دمشق میں یہ حضرات مجھے ملے تو میں پہچان گیا یہ وہی چاروں حضرات ہیں۔

اندلس کے علاقے میں بھی مجھے ان کی زیارت ہوئی کبھی وہ میرے ساتھ رہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ ان کا یہ مقام رفیع ہے میں اندلس میں صرف یہ سمجھتا رہا کہ یہ اللہ کے مقرب بندے ہیں، پھر جب میں نے انہیں دمشق میں پہچان لیا تو اللہ کریم کا شکر ادا کیا کہ مجھے ان کی معرفت مل گئی ہے اور ان کے حال و مقام سے واقف ہو گیا ہوں۔

۲۳۔ چوبیس رجال فتح

یہ ہمیشہ اسی تعداد میں ہوتے ہیں، انہی کے ذریعے اہل اللہ کے دلوں پر معارف و اسرار کے غنچے وا ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد رات دن کی ساعات کے مطابق ہے (یعنی چوبیس گھنٹے ہیں تو رجال بھی چوبیس ہیں) ہر ساعت کے لئے ایک بزرگ ہیں۔ رات اور دن کی جس ساعت میں جو معارف و علوم کسی کے دل پر کھلتے ہیں تو وہ اس ساعت کے مرد حق کے وسیلہ سے کھلتے ہیں یہ حضرات بکھرے رہتے ہیں کبھی اکٹھے نہیں ہوتے ہر بزرگ اپنی جگہ پر تشریف فرما رہتا ہے وہ اس جگہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یمن میں دو ہوتے ہیں بلاد مشرق میں چار ہیں مغرب میں چھ ہیں اور باقی سب طرفوں میں ہیں کتاب اللہ میں ان کی علامت یہ آیت کریمہ ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا (فاطر:2)

''اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے، اس کا کوئی روکنے والا نہیں''۔

۲۴۔ ہر دور کے سات مردان حق رجال المدارج العلی

بلند مرتبوں کے مردان خدا کہتے ہیں یہ سدا اسی تعداد میں رہتے ہیں انہیں ہر نفس میں معراج حاصل ہے عالم انفاس کا وہ مقام اعلیٰ ہیں یعنی اولیائے عالی مقام کا یہ مقام رفیع ہیں کتاب اللہ میں ان کے لئے یہ آیت ہے:

وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۗ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ (محمد:35)

''اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے''۔

کچھ حضرات نے سات کے عدد کی وجہ سے انہیں ابدال سمجھ لیا ہے رجبیوں کو بھی ان حضرات نے جو ابدال کی تعداد چالیس مانتے ہیں، ابدال بوجہ تعداد سمجھا ہے، ان کا سبب غالباً یہ ہے کہ ان کی کوئی خاص تعریف اللہ کریم کی طرف سے معلوم نہیں ہو سکی اور نہ ہی تعین عددی ہو سکا۔ ہر دور میں اللہ کریم کے کچھ چیدہ بندے ہوتے ہیں جن کے ذریعے اللہ کریم جہان کو محفوظ رکھتے ہیں تو لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اس قسم کے آدمیوں کی اتنی تعداد ہے اسی طرح کچھ مراتب محفوظ ہوتے ہیں لیکن ان مراتب پر فائز ہونے والوں کی تعداد متعین نہیں ہوتی ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مثلاً افراد، رجال الماء، امناء، احباء، اخلاء، اہل اللہ محدثین، سمراء اور اصفیاء۔ یہ سب چیدہ لوگ ہوتے ہیں ہر دور میں یہ مراتب کچھ حضرات کے لئے مختص ہوتے ہیں لیکن ان حضرات کی تعداد متعین نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ تعداد متعین حضرات کی بات ہے۔

۲۵۔ تحت اسفل کے اکیس نمائندے

وہ اس نفس کے اہل ہیں جو ذات خداوندی سے قبول کرتے ہیں لیکن اپنے نکلنے والے نفس کی واقفیت تک نہیں رکھتے یہ

ہمیشہ اسی تعداد میں ہوتے ہیں ان کی علامت یہ آیت ہے:

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ (التین)

''پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا''۔

اسفل سے مراد عالم طبیعت ہے کیونکہ اس سے اسفل نہیں اللہ تعالیٰ پھر اس مرد حق کو اس عالم طبیعت کی طرف واپس کرتے ہیں تا کہ وہ اس کی زندگی کا سبب بن سکے کیونکہ طبع اصالۃً مردہ ہے اور اللہ اس عالم طبع کو اس نفس شریفہ کے ذریعہ زندگی عطا فرما دیتے ہیں ان حضرات کی نگاہیں ہمیشہ صرف ان الطاف پر رہتی ہیں جو انفاس کے ساتھ اللہ کریم کی طرف سے وارد ہوتے ہیں لہٰذا یہ حضرات حضور دوامی سے مستفیض ہوتے ہیں۔

۲۶۔ امداد الٰہی و کونی کے تین نمائندے

ان کی تعداد ہمیشہ یہی رہتی ہے اللہ کریم سے مدد طلب کرتے ہیں اور مخلوق خدا کو مدد دیتے ہیں ان کی یہ دستگیری لطف و لین اور رحمت کی مظہر ہوتی ہے۔ ترشی، شدت اور قہر سے وہ دور ہوتے ہیں وہ اللہ کریم سے استفادہ فرما کر مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتے ہیں یہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی، وہ لوگوں کی ضروریات اور لوازمات کو صرف ذات خداوندی سے حل کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ سیدی محی الدین فرماتے ہیں ان میں سے ایک عظیم ہستی سے میں اشبیلیہ میں ملا ان کا اسم گرامی موسیٰ بن عمران تھا وہ اپنے وقت کے آقا تھے اور اس گروہ کے ایک فرد تھے کسی سے وہ اپنی حاجت طلب نہیں فرماتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَقَبَّلَ لِيْ بِوَاحِدَةٍ تَقَبَّلْتُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ اَنْ لَّا يَسْئَلَ اَحَدًا شَيْئًا

''جو آدمی میری ایک بات مان لے میں اسے جنت میں پہنچانے کی بات مانتا ہوں (میری بات یہ ہے) کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگے''۔

ان کا انداز کرم گستری یوں ہوتا ہے کہ جب مخلوق کو فائدہ پہنچا رہے ہوتے ہیں تو اتنی نرمی و لطف کا اظہار کرتے ہیں کہ گویا یہ فائدہ پہنچا نہیں رہے بلکہ خود فائدہ حاصل کر کے ممنون ہو رہے ہیں۔ انسانی معاملات میں ان سے بڑھ کر میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

۲۷۔ الٰہیون و رحمانیون، تین حضرات

ان کی یہی تعداد رہتی ہے۔ بعض احوال میں ابدال سے مشابہ ہوتے ہیں حالانکہ ابدال نہیں ہوتے۔ کتاب اللہ میں ان کی علامت یوں ہے:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً (الانفال:35)

''اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی''۔

کلام اللہ کے بارے میں ان کا اعتقاد عجیب و نرالا ہوتا ہے ان سے خداوندی سرگوشیاں اور خطاب سدا جاری رہتا ہے وہ

یوں سنتے ہیں گویا چٹیل پتھر پر زنجیر کھینچی جا رہی ہے یا گھنٹی بج رہی ہے یہ ہے ان حضرات عالی مقام کا مرتبہ و مقام، رضی اللہ عنہم

۲۸۔ ایک ہی فرد وحید

یہ کبھی عورت بھی ہوتی ہے، اس کی علامت:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ (الانعام: 18)

''اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر''۔

خدا کے بغیر اسے ہر چیز پر قدرت و غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ جرأت مند، بہادر، پیش رو اور حق کے متعلق کثیر الدعا ہوتا ہے۔ اس کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے اور عادلانہ فیصلے ہی اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

ہمارے پیشوا حضرت عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فائز تھے، آپ کو بہت شکوہ حاصل تھا۔ اور حق کی طرف سے مخلوق پر قدرت و غلبہ حاصل تھا۔ آپ بڑی شان والے تھے۔ آپ کے واقعات زبان زد خلق ہیں، میری حضور غوث سے ملاقات تو نہ ہو سکی لیکن جو ہمارے زمانے میں اس مرتبہ پر فائز ہیں میں ان سے ملا لیکن ان صاحب سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بہت سے معاملات میں بہت ہی آگے تھے۔ اب یہ صاحب بھی عالم آخرت کی طرف تشریف لے گئے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کے بعد اس منصب جلیلہ پر کون فائز ہوا ہے۔

۲۹۔ ہر زمانے کا مرکب و ممتزج فرد واحد

اس کے مقام کا اس کے دور میں دوسرا نہیں ہوتا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھنے والا ہوتا ہے۔ روح و بشر کے امتزاج سے ولادت پاتا ہے اس کا کوئی بشر باپ نہیں ہوتا۔ اس ظاہری دنیا میں اس کی مثال بلقیس تھی جو جن و انس کا ممتزج تھی۔ یہ صاحب کمال بھی دو مختلف جنسوں سے مرکب ہوتے ہیں یعنی یہ عالم برزخ کا مرد ہے اسی سے دائماً برزخ کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں۔ ہر دور میں ایسے ایک آدمی کا وجود ضروری ہوتا ہے اس کی ولادت اسی بیان کردہ انداز سے ہوتی ہے یہ صرف ماں کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اگرچہ (1) علمائے طبیعیات کو اس لئے درمیان میں نہیں لایا جا سکتا کہ اس کی تخلیق بطور خارق عادت ہوتی ہے اور خارق عادت کو عادت کے پیمانوں سے نہیں ناپا کرتے، پھر اسی خارق عادت کی ایک مثال جس کا قرآن پاک شاہد ہے وہ ہمارے سامنے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صورت شریف میں موجود ہے اور دوسری مثال حضرت آدم علیہ السلام کی موجود ہے کہ ان کی تخلیق اور زیادہ حیرت انگیز ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تو ہیں اور جناب آدم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بھی نہیں، تو یہ سب قدرت خداوندی کے شاہکار ہیں اور قدرت خداوندی عالم طبیعیات کی خالق ہے اس کی محتاج نہیں۔ (مترجم)

1۔ کہتے ہیں کہ عورت کے نطفہ سے بچہ ہرگز پیدا نہیں ہوتا تو ہم جواباً یہی عرض کریں گے کہ اللہ کریم ہر چیز پر قادر ہے (حضرت کا مطلب یہ ہے کہ فرد مرکب ممتزج بے باپ پیدا ہوتا ہے۔

۳۰۔ ایک ہی مرد وحید

جس کے دقائق سب عالم میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں غریب وانوکھے مقام والا ہوتا ہے۔ ہر دور میں صرف ایک ہی ہوتا ہے بعض اہل طریق پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے تو وہ اس مرد حق کو قطب سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ قطب نہیں ہوتا۔ اس مقام پر عورت بھی فائز ہو سکتی ہے۔

۳۱۔ سقیط الرفرف

سیدی ابن عربی فرماتے ہیں: میں قونیہ میں انہیں ملا تھا۔ کتاب اللہ میں ان کے لئے آیت وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ۞ (النجم) ہے۔ وہ اپنے نفس اور اپنے رب کے متعلق ہی محو حال رہتے ہیں، یہ عظیم شان اور کبیر حال والے ہوتے ہیں ان کی زیارت صاحب حال آدمی پر بڑی اثر انگیز ہوتی ہے وہ بڑے منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ میں جب ان سے ملا تو صاحب عجز و انکسار پایا۔ مجھے ان کی صفات سے حیرانی ہوئی وہ بڑے صاحب حیا تھے اور ان کی زبان معارف ربانی کا گنجینہ تھی۔

۳۲۔ دو مردان غنا بوجہ ذات خدا

یہ ہر دور میں عالم انفاس یعنی مراتب والے اولیاء سے ہوتے ہیں ان کی علامت کتاب اللہ میں ہے:

فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (آل عمران)

"تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہے"۔

اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اس مقام عالی کی حفاظت فرماتا ہے ان سے ایک کے لئے عالم شہادت کی امداد ہے جو آدمی بھی عالم شہادت میں غنی ہوتا ہے تو وہ اس مرد حق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسرے کے ذمہ عالم ملکوت کی امداد ہوتی ہے جسے بھی عالم ملکوت میں اللہ غنا عطا فرماتا ہے تو وہ اسی مرد خدا کے ذریعے ہوتی ہے یہ دونوں حضرات ایک روح علوی سے خود طالب مدد ہوتے ہیں وہ روح متحقق بالحق ہوتی ہے اسے اللہ نے غنا سے نوازا ہوتا ہے اس کی ساری دولتیں ذات حق ہوتی ہیں۔ اگر اس روح عالی کو بھی ساتھ ملالیں تو رجال غنا تین بن جاتے ہیں اگر آپ پردہ بشریت کو دیکھ کر شمار کریں تو رجال غنا دو ہوں گے۔ یہ صاحب غنا عورت بھی ہو سکتی ہے۔ پھر غنا کی کئی قسمیں ہیں: غنا نفس، غنا باللہ، وہ غنی جیسے اللہ کریم نے دولت غنا سے نوازا ہے۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں: ہمیں ان تینوں کو پہچاننے کے لئے اللہ نے لطافت سے نوازا ہے۔

۳۳۔ وہ فرد وحید، جو ہر جی میں اپنا دل بتکرار پہنچاتا ہے

اس سے زیادہ عجیب حال والا کوئی آدمی مردان خدا میں نہیں اور اس گوہر نایاب سے زیادہ کسی کو عارفان خدا میں سے معرفت خداوندی حاصل نہیں، وہ پیکر خشیت وتقویٰ ہوتا ہے۔ میں نے اس کی تلاش کی، پایا اور استفادہ کیا۔ کتاب اللہ میں اس گوہر مقصود کی علامت:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۞ (الشوریٰ)

''اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے''۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ (بنی اسرائیل:6)

''پھر ہم نے ان پر الٹ کر حملہ کر دیا''۔

ہم نے مشاہدہ کیا کہ اس مرد حق کے پٹھے (کندھے کا گوشت) خوف خدا سے کانپتے ہی رہتے تھے۔

۳۴۔ عین تحکیم وزوائد کے دس عظیم المرتبت مردان حق

یہ ہر دور میں اسی تعداد میں ہوتے ہیں ان کا مقام دعا میں خوشی کی زبان سے انتہائی خصوصیت کا اظہار ہے غیب ان کے لئے شہادت ہوتا ہے: ان کا حال غیب پر ایمان کی زیادتی اور اس غیب کو حاصل کرنے کا یقین ہے، غیب ان کے لئے غیب نہیں بلکہ ہر غیب ان کے لئے عالم شہادت ہے اور ہر حال ان کے لئے عبادت ہے۔ جب بھی کوئی غیب ان کے سامنے مقام شہادت پاتا ہے تو ایک اور غیب کے حصول کے لئے ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے اور اسے حاصل کرنے کا یقین بڑھنے لگتا ہے۔ کلام اللہ میں ان کی علامات یہ آیات ہیں:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ (طٰہٰ)

''کہہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے''۔

لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ (الفتح:4)

''تا کہ ان کا یقین پر یقین بڑھے''۔

فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ (التوبہ)

''ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں''۔

نیز یہ ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:186)

''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے میرے بارے پوچھیں تو (کہہ دینا) میں نزدیک ہوں''۔

۳۵۔ بارہ نفوس قدسیہ، جو ابدال نہیں بلکہ بدلا ہیں

یہ ہمیشہ بارہ ہی رہتے ہیں انہیں اس لئے بدلا کہتے ہیں کہ اگر صرف ان میں سے ایک موجود ہو تو وہ سب کا کام پورا کر دیتا ہے ان کا مقام انتہائی خصوصیت سے خوشی کی زبان کے ساتھ دعا میں اظہار ہے ان کا حال غیب پر ایمان کی زیادتی اور اس غیب کے حصول کا یقین ہے۔

۳۶۔ پانچ مردان اشتیاق

یہ حضرات طریق خدا کے بادشاہ ہیں وجود عالم کی حفاظت انہی کے وجودوں کی مرہون احسان ہے ان کی علامت قرآن

حکیم میں:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ:238)

"نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی"۔

سیدی محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح بربری رضی اللہ عنہ وہ رات دن ہمہ وقت نماز میں مصروف رہتے ہیں۔ حضرت انہی میں سے تھے میں ان سے ملا مصاحبت سے لطف اندوز ہوا اور ان کے وجود سے وفات تک نفع کی دولت سمیٹی۔ حضرت ابو عبداللہ مہدوی جنہوں نے شہر فاس کو مرید فرما رکھا تھا، اسی گروہ عالی سے تھے اور ان کی صحبت کے بھی میں نے مزے لوٹے تھے۔

۳۷۔ ہر دور کے چھ نفوس قدسیہ

احمد سبتی رحمۃ اللہ علیہ اسی جماعت مقدسہ کے ایک فرد جلیل تھے۔ سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں انہیں ۵۹۹ھ میں نماز جمعہ کے بعد طواف کرتے ہوئے ملا طواف کرتے ہوئے ہی میں نے کئی سوال کئے اور انہوں نے مجھے جوابات سے نوازا۔ دوران طواف ان کی روح میرے سامنے لباس جسم پہن کر حسی دنیا میں نظر نواز ہوئی۔ جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام ایک بدوی کی شکل میں متشکل ہو کر (حضور علیہ السلام کی خدمت میں) حاضر ہوئے تھے اس جماعت قدسیہ کو ہر چھ سمتوں پر جہاں بھی وجود انسان کی ضوریزیاں ہیں، غلبہ و شکوہ حاصل ہے حضرت ابن عربی فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا تھا کہ ان حضرات سے ایک صاحب ارزن روم کے باسیوں میں تشریف فرما تھے میں انہیں پہچانتا ہوں اور ان سے مل چکا ہوں، وہ میری بڑی تعظیم فرماتے اور مجھے بہت کچھ سمجھتے، میں انہیں دمشق، سواس، ملطیہ اور قیصریہ میں ملا۔ وہ مدت تک میری خدمت کرتے رہے وہ اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار تھے، میں حران کے مقام پر ان کے ساتھ ان کی ماں سے بھی ملا۔ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے وہ سب سے زیادہ اپنی والدہ کے تابع فرمان تھے۔ یہ صاحب مال تھے عرصہ ہوا دمشق میں ان سے میں جدا ہوگیا مجھے معلوم نہیں کہ اب وہ زندہ ہیں یا وفات فرما چکے ہیں۔

قصہ کوتاہ اس جہاں میں ہر امر محصور کے لئے اللہ کے معدود بندے ہوتے ہیں جن کے ذریعے اللہ کریم اس امر کی حفاظت فرماتے ہیں۔

دوسری قسم

وہ اولیائے عالی مقام، جن کی تعداد متعین نہیں

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس باب (قسم اول) میں ہم ایسے اولیائے کرام کا ذکر کر چکے ہیں جن کا مخصوص عدد ہوتا ہے اور ہر زمانے میں وہ اسی تعداد میں پائے جاتے ہیں اب ہم ان مردان حق کا تذکرہ کرنے والے ہیں جن کی تعداد مقرر نہیں ہوتی بلکہ ہر دور میں ان میں کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔

ا۔ ملامتیہ حضرات

انہیں ملامیہ بھی کہتے ہیں وہ اولیائے طریقت اور آئمہ طرق خداوندی کے مولا و آقا ہوتے ہیں سید العالم بھی اسی جماعت سے ہوتا ہے۔ سید عالم سید کل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ دراصل حکماء ہیں جو امور کو اپنے مقامات پر نہ صرف متعین فرماتے ہیں بلکہ انہیں پختگی بھی عطا فرماتے ہیں، اسباب کو اپنے اماکن پر براجمان کرتے ہیں اور نامناسب محلات سے الگ کرتے ہیں ان کی ترتیب اشیاء بالکل ترتیب خداوندی کے مطابق ہوتی ہے جو دار اول کے لئے مناسب ہے اسے دار اول کے لئے چھوڑتے ہیں اور جو دار آخرت کے لئے موزوں ہے اسے دار آخرت کے لئے چھوڑتے ہیں، یہ اشیاء کو نظر خداوندی سے ملاحظہ فرماتے ہیں کیا مجال کہ حقائق میں خلط ملط کریں، ملامیہ مجہول الاقدار لوگ ہیں انہیں ان کا وہ آقا ہی پہچان سکتا ہے جس نے انہیں اس مقام پر فائز ہونے کی خصوصیت عطا فرمائی ہوتی ہے ان کی تعداد غیر متعین ہوتی ہے۔ بڑھتے گھٹتے رہتے ہیں۔

۲۔ فقراء

ان کی بھی مقررہ تعداد نہیں ہوتی ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ مولا کریم نے سب موجودات کے شرف اور اپنی ذات کے بطور شاہد کے ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ (فاطر:15)

''اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو''۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا میرے مولا! میں تیرے تقرب کا کسے ذریعہ قرار دوں، جواب ملا اس چیز کو ذریعہ بنا جو مجھ میں سے نہیں ہے یعنی عاجزی و مسکینی کو اس کی تائید ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ (الذاریات)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا''۔

عبادت سے مراد یہاں عاجزی و ذلت ہے مطلب یہ ہوا کہ وہ میرے سامنے عاجزی و بے مائیگی کا اظہار کریں۔ (عبادت اصطلاحی میں بھی اظہار عاجزی ہی ہوتا ہے کہ انسان محض دربار خداوندی میں حاضری کے لئے جسم کو پاک کرتا ہے، پاک لباس زیب تن کرتا اور پھر پاک جگہ کا انتخاب کرتا ہے پھر یکسوئی کے لئے رو بہ قبلہ ہو جاتا ہے پھر تضرع و عاجزی کا مجسمہ بن کر ہاتھ باندھ لیتا ہے پھر عاجزی میں اضافہ کرتے ہوئے گھٹنوں پر جھک جاتا ہے پھر عاجزی اور بے مائیگی کی تکمیل کے لئے اپنا معزز ترین عضو چہرہ زمین پر رکھ دیتا ہے اور زبان سے عظمت خداوندی کے گن گانے لگتا ہے یعنی زبان و عمل سے عاجزی و مسکینی اور ذلت و صغار کا بے مثل اعتراف کرتا ہے اور غالباً اسی عاجزی و انکساری کے پیش نظر نماز باقی فرائض سے ہر حیثیت میں مقدم قرار پاتی ہے۔ (مترجم)

۳۔ صوفیہ

یہ اصحاب مکارم اخلاق بھی بیش و کم ہوتے رہتے ہیں۔ مقولہ ہے:

مَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْأَخْلَاقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ

''جو تم سے اخلاق میں آگے ہے وہ تصوف میں بھی آگے ہے''۔

ان کا مقام ایک قلب کی صورت میں مجتمع ہو جاتا ہے ان کی زندگی سے تین یائیں خارج ہوتی ہیں وہ کبھی بھی لی (میرے لئے) عندی (میرے پاس) متاعی (میرا سامان) نہیں کہتے (یہی تین یائیں ہیں جو بطور مضاف الیہ لی، عندی اور متاعی میں استعمال ہوئی ہیں۔ (مترجم)

مطلب یہ ہے کہ اپنی جانوں کی طرف کسی چیز کو منسوب نہیں کرتے، یعنی مخلوق سے الگ ان کی کوئی ملکیت نہیں اور سب ماسوا اللہ کے ساتھ اپنی مملوکہ چیزوں میں شریک ہیں اور جو لوگوں کی اشیاء ہیں ان میں یہ حضرات خود کو شریک نہیں سمجھتے وہ اس مقام پر فائز ہو کر اپنی اشیاء میں دوسروں کو تو شریک سمجھتے ہیں مگر دوسروں سے ان کی اشیاء کا مطالبہ نہیں کرتے، یہ حضرات اپنے اختیار سے اظہار کرامات فرماتے ہیں تا کہ مقام ضرورت پر اپنی کرامات کے ذریعے دین کی صحت و تصدیق پر دلیل پیش کر سکیں، ہم نے اس جماعت قدسیہ سے ایسی باتوں کا مشاہدہ کیا ہے، ان میں وہ باکمال بھی ہیں کہ یہ خارق عادت کرامات ان سے یوں ظہور پذیر ہوتی ہیں گویا یہ ان کی عادت شریفہ ہیں اور خرق عادت نہیں۔ وہ پانی پر یوں چلتے اور ہوا میں یوں اڑتے ہیں جیسے انسان اور جانور زمین پر چلتے ہیں۔

۴۔عباد

یہ بالخصوص اہل فرائض ہوتے ہیں فرائض ہی ادا کرتے ہیں۔ مولا کریم جل مجدہ نے ان کی یوں تعریف فرمائی:

وَ كَانُوا لَنَا عٰبِدِيْنَ (الانبیاء:73)

''اور وہ میری بندگی کرتے ہیں''۔

ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو پہاڑوں، گھاٹیوں، ساحلوں اور وادیوں میں دنیا سے کٹ کر رہتا ہے انہیں سیاح کہتے ہیں، ایک گروہ گھر میں رہ کر نماز باجماعت کی پابندی کرتا ہے اور اپنے نفس سے جہاد میں مصروف رہتا ہے، کچھ اسباب کے قائل ہوتے ہیں، کچھ اسباب کی طرف مائل نہیں ہوتے، عباد حضرات ظاہر و باطن کے صلحا ہوتے ہیں، بغض و کینہ، حرص و لالچ اور بے راہ روی سے دور اور نفور ہوتے ہیں، ان سب اوصاف ذمیمہ سے دور اور اوصاف محمودہ کے قریب ہوتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ اوصاف ذمیمہ متعلقہ صفت کا افراطی پہلو ہوتا ہے یا تفریطی پہلو، تو اوصاف محمودہ کا مطلب یہ ہوا کہ متعلقہ صفت میں وہ اعتدال پیدا کر کے محمود بن جاتے ہیں اوصاف میں افراط و تفریط اور اعتدال کے متعلق اخلاقیات پر مشتمل کتب میں تفصیلات موجود ہیں مترجم)۔

۴۔معارف الٰہیہ

اسرار خداوندی، مطالعہ ملکوت اور پڑھی جانے والی آیات خداوندی کا فہم انہیں مشہود ہوتا ہے، قیامت اور اس کے احوال، اسی طرح جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرتے ہیں، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (السجدہ:16)

''ان کی کروٹیں جدا ہیں خوابگاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے ہیں''۔

تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (الاعراف:55)

''گڑگڑاتے ہیں اور آہستہ''۔

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان)

''جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں پس سلام''۔

وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان)

''جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔''

وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (الفرقان)

''وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں''۔

قیامت کے خوف نے ان کی نیندیں اچاٹ کردی ہیں، میدان نجات میں گوئے سبقت لے جانے کے لئے انہوں نے روزے رکھ رکھ کر اپنی کوکھیں سکیڑ رکھی ہیں۔

اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان)

''جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں''۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیرت انگیز عبادت

وہ باطل اور گناہ کی دنیا سے بے خبر ہیں وہ کارندے ہیں کیسے کارندے؟ تعظیم وعظمت سے عمل حق کے کارندے، حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ طبقہ عباد کے سرکردہ بزرگ تھے وہ رات نماز میں قیام فرماتے جب تھک جاتے تو اپنے پاؤں کو لاٹھی سے پیٹتے اور پاؤں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے: میری سواری کی نسبت تم مار کھانے کے زیادہ مستحق ہو۔ کیا صحابہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا یہ سمجھیں گے کہ صرف وہی ہمارے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے عظیم المرتبہ ہوئے ہیں نہیں ایسی بات نہیں ہوگی ہم میدان عمل میں دوڑیں گے تاکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پتہ چلے کہ وہ پیچھے مرد چھوڑ آئے ہیں۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس طبقہ کے لاتعداد لوگوں سے ہماری ملاقات ہوئی اور ان کے ذکر پاک سے ہماری کتابیں بھی بھری پڑی ہیں۔ ہم نے ان کے وہ احوال دیکھے ہیں کہ کتابوں کے اوراق کی تنگ دامانی ان کے بیان کے لئے کافی نہیں۔

۵۔ زہاد گرامی قدر

یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قدرت و طاقت کے باوجود دنیا ترک کردی ہے (ترک اختیاری ہے اضطراری نہیں) ہمارے بزرگ اس مسئلہ میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں لیکن وہ دنیا کی طلب اور جمع پر قادر ہے مگر پھر جمع نہیں کرتا تو کیا وہ زاہد ہے یا نہیں؟ کچھ حضرات نے اسے زاہد گردانا ہے اور کچھ نے کہا ہے کہ ترک وزہد صرف

اس میں ہے جو پاس ہے۔ چونکہ اس آدمی کے پاس قدرت ہے مگر دنیا موجود نہیں لہٰذا یہ زاہد نہیں ہو سکتا کہ اسے دنیا مل جائے تو یہ زہد و ورع اختیار نہ کر سکے۔ جماعت زہاد کے عظیم قائد حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا واقعہ مشہور و معلوم ہے۔ (انہوں نے زہد کے لئے بخارا کی بادشاہی چھوڑ دی تھی) مترجم۔

اولیائے امت کی زہد پروریاں اور بے نیازیاں

شیخ اکبر فرماتے ہیں میرے ایک ماموں بھی اس متبرک طبقہ سے تھے ان کا نام یحییٰ بن یفان تھا اور وہ تلمسان کے شاہ تھے، ان کے دور میں اپنے وقت کے عظیم زاہد فقیہ اور عابد حضرت ابوعبداللہ تونسی رحمۃ اللہ علیہ تلمسان کے باہر عباد کے مقام پر ایک مسجد میں دنیا سے الگ تھلگ محو عبادت رہا کرتے تھے۔ ان کی قبر زیارت گاہ انام ہے۔ یہ بزرگ شہر تلمسان میں سے گزر رہے تھے کہ میرے ماموں یحییٰ بن یفان مذکور اپنے خدام اور جاہ و حشم کے ساتھ انہیں مل گئے۔ یحییٰ کو لوگوں نے بتایا کہ زاہد وقت حضرت ابوعبداللہ تونسی یہی ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام تھام لی اور جناب شیخ کو سلام پیش کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ شاہ نے بڑا قیمتی حلہ زیب تن کر رکھا تھا۔ حضرت سے پوچھا جناب! یہ کپڑے جو میں نے پہن رکھے ہیں کیا ان میں میری نماز ہو سکتی ہے؟ حضرت ہنسے۔ شاہ نے کہا آپ کس لئے ہنس رہے ہیں؟ جواب میں فرمایا تیری عقل کی بے مائیگی، اپنی جان اور اپنے حال سے بے خبری پر مجھے ہنسی آئی ہے۔ میرے پاس سوائے کتے کے اور کوئی چیز نہیں جس سے تجھے تشبیہ دے سکوں کہ کتا مردار کے خون میں لوٹتا ہے اسے گندگیوں اور نجاستوں سمیت کھاتا ہے مگر جب پیشاب کرنا چاہتا ہے تو ٹانگ اٹھا لیتا ہے تاکہ اسے پیشاب نہ لگے (یعنی غلاظت سے تو بچتا نہیں جو مردار کی شکل میں موجود ہے اور اپنے پیشاب سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ مترجم) تیرا وجود حرام سے بھرا ہوا برتن ہے سوال کپڑوں کے متعلق کر رہا ہے یہ نہیں دیکھا کہ تیری گردن سے بندگان خدا کے خلاف کتنے مظالم وابستہ ہیں؟ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شاہ پر گریہ طاری ہوا وہ گھوڑے سے اتر پڑے اور اسی وقت اپنی حکومت سے دست کش ہو گئے۔ شیخ گرامی کے دامن سے وابستہ ہوئے حضرت شیخ نے شاہ کو اپنے پاس تین دن ٹھہرایا پھر انہیں رسی دے کر فرمانے لگے، شاہ! اب دعوت کے دن گزر گئے اٹھئے اور لکڑیاں بیچا کیجئے۔ شاہ اپنے سر پر لکڑیاں اٹھائے جب شہر میں داخل ہوتے تو لوگ انہیں دیکھ کر رونے لگتے، شاہ لکڑیاں بیچ کر صرف ایک دن کی غذا لیتے اور بقیہ رقم صدقہ کر دیتے اسی طرح اس شہر میں زندگی گزار کر عالم بقا کی راہ لی۔ حضرت شیخ کے احاطۂ مزار سے باہر دفن ہوئے ان کی قبر آج اہل نظر کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے، جب لوگ حضرت شیخ ابوعبداللہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوتے تو آپ فرماتے یحییٰ بن یفان سے دعا کراؤ کیونکہ وہ شاہ بھی ہیں اور زاہد بھی۔ اگر مجھے حکومت کی آزمائش میں ان کی طرح ڈالا جاتا تو شاید میں زہد کا راستہ نہ اپنا سکتا۔

۷۔ حضرات رجال الماء

یہ حضرات سمندروں اور دریاؤں کی گہرائیوں میں اتر کر عبادت و حضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں یہ ہر کسی کو معلوم نہیں ہوتے۔ حضرت ابوالبدر تماسکی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ثقہ و عارف اور حافظ و ضابط شخص نے طریقت کے امام وقت حضرت ابو

سعود بن شبل سے یہ روایت مجھے سنائی کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بغداد کے مشہور دریا دجلہ کے کنارے پر تھا کہ اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کیا اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو پانی میں اس کی عبادت کرتے ہیں، ابھی اس خیال کا دل سے گزر ہی ہوا تھا کہ دریا پھٹ گیا ایک شخص سامنے آیا اور کہا ہاں ابو سعود! ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو پانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور میں بھی انہی میں سے ہوں، میں تکریت کا باشندہ تھا اور وہاں سے یہاں آ گیا ہوں کیونکہ وہاں اتنے دنوں کے بعد یہ واقعہ ہونے والا ہے وہ بات بتائی جو وہاں ہونے والی تھی پھر دفعتہً پانی میں وہ شخص غائب ہو گیا۔ جب اس کے کہنے کے مطابق پندرہ دن گزرے تو جس طرح وہ واقعہ حضرت ابو السعود کو اس شخص نے بتایا تھا بعینہ ہوا، وقت سے پہلے ہی ہونے والے واقعہ کی اس نے صحیح صحیح اطلاع دے دی۔

۸۔ افراد

ان کی کوئی خاص تعداد نہیں ہوتی زبان شرع میں یہ مقربین ہیں اس طبقہ کے ایک عظیم بزرگ حضور غوث اعظم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی محمد ادنی معروف بہ ابن قائد بغداد کے علاقہ ادانہ کے رہنے والے تھے۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ انہیں معربد الحضرہ (دربار کا تندخو) کے نام سے یاد فرماتے حضور غوث جو مردان حق کے طریق کے حاکم ہیں، فرماتے ہیں ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ افراد میں شامل ہیں یہ حضرات قطب کے دائرہ سے باہر نکل جانے والے ہوتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام اسی طبقہ کے ایک فرد ہیں، فرشتوں میں ان کی مثال وہ عظیم المرتبت فرشتے ہیں جن کی روحیں جلال خداوندی میں حیران و سرگرداں ہیں انہیں کروبی کہا جاتا ہے۔ دربار خداوندی میں سدا معتکف رہتے ہیں اس کی ذات عالی کے بغیر کسی کو نہیں پہچانتے۔ جس کی معرفت رکھتے ہیں اس کے بغیر کسی اور کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ (مشاہدہ خداوندی میں محو رہتے ہیں) ان کی جانوں کو خود ان کی ذاتوں کا علم نہیں ہوتا۔ صدیقیت، نبوت اور شریعت کے درمیان ان کا مقام و درجہ ہے یہ ایک عظیم مقام ہے جسے اکثر اہل طریقت بھی نہیں جانتے۔

۹۔ امناء

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ لِلّٰهِ اُمَنَاءَ (اللہ کے کچھ امین بندے بھی ہیں) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ اس امت کے امین ہیں، جماعت امناء ہمیشہ اولیاء کے ملامتیہ گروہ سے منتخب کی جاتی ہے۔ یہ ملامتیہ کے اکابر اور خواص ہوتے ہیں۔ ان کے احوال اس لئے معلوم نہیں ہو سکتے کہ یہ مخلوق کے ساتھ معلوم اور عادی احکام کے مطابق سلوک کرتے ہیں۔ یہی احکام مطلوب ایمان ہیں مطلب یہ کہ فرضیت کے طور پر جو اوامر و نواہی ہیں وہ ان پر ہی کاربند رہتے ہیں، جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کے احوال و مقامات مخلوق کے سامنے ظاہر ہوں گے کیونکہ یہ درنایاب دنیا میں تو لوگوں سے مخفی رہتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ اللہ کے کچھ امین بندے بھی ہیں، یہی مطلب ہے کہ وہ مذکورہ بالا احکام کے امین ہیں، اگر اللہ تعالیٰ جناب خضر علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہونے کا حکم نہ دیتا تو نہ وہ خود ظاہر ہوتے اور نہ ان معارف کا ظہور ہوتا جو ان سے ظاہر ہوئے کیونکہ خضر بھی تو امین ہیں۔ یہ باقی طبقات اولیاء سے اس صفت میں ممتاز ہیں کہ وہ یہ نہیں پہچانتے کہ ان

کے دوسرے ساتھیوں کے پاس کون سے معارف ہیں بلکہ وہ دوسرے ساتھی کو ایک عام مومن سمجھتے ہیں۔ یہ بات صرف ان مقدس نفوس کے لئے خاص ہے۔

۱۰۔ قراء

ان کی کوئی خاص تعداد نہیں ہوتی، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اہل قرآن ہی اہل اللہ اور خاصان خدا ہیں، اس بنا پر اس گروہ کو اولیائے کرام نے اہل اللہ اور بندگان خاص کہا ہے۔ ان لوگوں نے عمل کے ذریعے قرآن کو یاد کر رکھا ہوتا ہے اور اس کے حروف کے بھی حافظ ہوتے ہیں تو وہ حفظ و عمل سے عظمت قرآن کو ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اسی گروہ پاک سے تھے۔ اہل قرآن وہ ہیں جن کا خلق قرآن بن گیا ہو، اور جو اہل قرآن ہو جاتا ہے وہ لازماً اہل اللہ میں شامل ہے کیونکہ قرآن کلام اللہ ہے (حضرت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن صفت خداوندی ہے اور جب کسی بندے کا خلق ہی قرآن بن جاتا ہے تو اس میں اللہ کریم کی ایک صفت بطور عکس پیدا ہو جاتی ہے اور اس صفت کی وجہ سے کلام کا حقیقی موصوف یعنی اللہ اسے اپنے خواص میں شامل فرمالیتا ہے۔ مترجم) حضرت سہل بن عبداللہ تستری کو صرف چھ سال کی عمر میں یہ مقام مل گیا تھا۔

۱۱۔ احباب

ان کی تعداد بھی متعین نہیں ہوتی، بلکہ کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس گروہ کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ:54)

''تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا''۔

چونکہ یہ محبان خدا ہیں اسی لئے ان کی آزمائش ہوتی ہے اور یہ محبوبان خدا بھی ہیں اس لئے ان کا انتخاب اور چناؤ ہوتا ہے اور انہیں اجتباء و اصطفاء کے تاج بھی پہنائے جاتے ہیں۔ اس جماعت مقدسہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جن پر ابتداء سے ہی نقوش محبت ثبت ہیں۔

محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذرہ پروریاں اور کرم گستریاں

اور دوسری قسم وہ ہے جنہیں اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم کی اطاعت میں اس لئے لگا دیا ہے کہ وہ طاعت خداوندی ہے اور اطاعت مصطفوی بطور تحفہ انہیں محبت خداوندی میں دے دی ہے۔ خود ذات بے مثل کا ارشاد ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:80)

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:31)

''اے محبوب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست

رکھے گا''۔

تو یہ محبت نبوی ہی ہے جو یہ نتیجہ لے آئی ہے جو پہلے حاصل نہیں تھا اگرچہ یہ سارے لوگ احباب تھے یہ ایک دوسرے کے مقامات کو جانتے ہیں۔ مقامات اولیاء میں سے ہر مقام میں اہل مقام فاضل ومفضول ہوتے ہیں۔ احباب کی علامت صفائے قلب ہے کیا مجال کہ وہاں کدورت راہ پاسکے وہ اس قدم پر ثابت رہتے ہیں ڈگمگاتے نہیں اور اسی کائنات کے اندر ان کا سلوک معیار شرع کے مطابق ہوتا ہے۔ شرع کے ہاں محمود ہے تو محمود ہی کہیں گے وہاں مذموم ہے تو مذموم کہیں گے۔ ان کا معاملہ ادب اسلامی کے مطابق ہوتا ہے۔ ان کی محبت اللہ کے لئے اور دشمنی بھی اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ جو اس مقام کا داعی ہوتا ہے اللہ اسے فرماتے ہیں میرے بندے! کبھی تو نے کوئی عمل میرے لئے بھی کیا ہے؟ تو وہ بندہ جواب دیتا ہے اللہ میں نے نمازیں پڑھی ہیں اور جہاد کیا ہے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے وہ بہت سے افعال خیر بتائے گا۔ اللہ جواباً ارشاد فرمائے گا یہ سب اعمال تیرے لئے تھے، بندہ عرض کرے گا: اللہ! ارشاد فرمایئے وہ عمل کون سا ہے جو آپ کے لئے ہے؟ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تو نے محض میرے لئے کسی ولی سے دوستی رکھی یا صرف میرے لئے کسی دشمن سے دشمنی رکھی ہے یہی تو محبوب کے لئے ایثار ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ (الممتحنہ:1)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں یہی خبر پہنچاتے ہو دوستی سے''۔

نیز فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ (المجادلہ)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں گے ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا سامنے والے ہوں۔ یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی روح سے ان کی مدد کی''۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ حضرات اہل تائید اور اصحاب قوت ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ

''میری محبت ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو محض میری خاطر ایک دوسرے کی محبت کے اسیر ہیں، اور جو محض میرے لئے باہم مجلسیں لگا کر بیٹھے ہیں اور جو صرف میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور جو صرف میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں''۔

۱۲۔ محدثون

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسی جماعت قدسیہ کے فرد وحید ہیں۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں ابو العباس خشاء اور ابو

زکریا بحائی جو مقام معرہ پر تشریف فرما ہیں اور معرہ دیر بقرہ میں عمر بن عبدالعزیز کے زاویہ میں واقع ہے دونوں اسی جماعت سے تھے۔ محدث دو قسم کے ہوتے ہیں ایک گروہ وہ ہے جن کے ساتھ پردے کے پیچھے سے باتیں ہوتی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (الشوری:51)

''اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو''۔

اس قسم میں بہت سے طبقات ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جن کے دلوں اور کبھی ان کے کانوں میں ارواح ملکیہ باتیں ڈال دیتی ہیں اور کبھی ان کے سامنے لکھ کر پیش کر دیتی ہیں۔ یہ سب محدث ہیں وہ جماعت جن سے روحیں باتیں کرتی ہیں تو ان کے مقام تک پہنچنے کے لئے نفسی ریاضتیں اور بدنی مجاہدے بے پناہ ضروری ہیں خواہ ان کا انداز کوئی بھی ہو۔ کیونکہ جانیں جب طبیعت کی کدورت سے منزہ ہو جائیں تو وہ اپنے لئے مناسب دنیا سے مل جاتی ہیں پھر انہیں بھی علوم اسرار ملکوت اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جو فرشتوں کی ارواح عالیہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان روحوں میں بھی سارے جہان کے معانی منقش ہو جاتے ہیں اور ان کی روحانی طاقت سے غیب شہادت بن جاتے ہیں۔ روحیں اگر کسی معاملے میں باہم ایک جیسی ہوں پھر بھی ہر ایک کا ایک الگ مقام ہوتا ہے اور الگ درجے اور طبقات ہوتے ہیں کچھ کبیر ہیں اور کچھ اکبر، جبریل اگرچہ اکابر میں شامل ہیں لیکن میکائیل ان سے بڑے ہیں اور ان کا منصب ان سے اونچا ہے۔ حضرت اسرافیل حضرت میکائیل سے بڑے ہیں، حضرت جبرائیل جناب عزائیل سے مرتبہ میں بڑے ہیں تو ولی خدا جس کا دل حضرت اسرافیل کے دل جیسا ہے اسے اسرافیلی مدد ملتی ہے۔ تو یہ ولی ان اولیاء سے افضل ہو گا جن کا دل میکائیلی ہے اگر گروہ محدثین کی بات کیجئے تو ہر محدث کو اس کے مناسب روح باتیں بتاتی ہیں، بے شمار محدث ایسے ہیں جو بات کرنے والے کو نہیں جانتے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی جانوں کو اس حد تک طبیعت سے خاص اور صاف کر لیا ہے اور عناصر و ارکان کی تاثیر سے اتنا بلند کر دیا ہے کہ اس نفس کو بدنی مزاج پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے (اب انہیں آواز سے غرض ہے عناصر سے نہیں) کچھ لوگوں نے حدیث و بات کو اتنی مقدار میں ہی کافی سمجھا ہے لیکن دار آخرت میں یہ حدیث و بات شہادت ایمانی کی شرط نہیں کیونکہ یہ صرف تخلیص نفسی ہے ہاں اگر محدث تخلیص طبعی دینے والی سب صفتیں، شرعی طریقے، اتباع نبوی اور ایمان محکم کے ذریعے پیدا کرے تو پھر اس حدیث کے ساتھ سعادت مل جائے گی اب اگر وہ اتباع نبوی کے ساتھ ارشادات خداوندی بھی سماع کرنے لگ جائے تو محدثین کے اعلیٰ طبقے میں شمار ہونے لگ جائے گا۔

۱۳۔ اخلاء

ان میں بھی کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ (النساء)

''اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا''۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنَّ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ اللهِ

''اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا۔ لیکن تمہارا محبوب تو خلیل اللہ ہے''۔

۱۴۔ سمراء

ان کا عدد محدود نہیں ہوتا یہ محدثین کی ہی ایک قسم ہے لیکن وہ عظیم المرتبت قسم ہے کہ یہ ارواح ملکیہ سے باتیں نہیں کرتے ان کی باتیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہیں۔

۱۵۔ ورثہ

ان کی تین قسم ہیں: (۱) اپنی جان پر زیادتی کرنے والے۔ (۲) میانہ رو۔ (۳) نیکیوں میں آگے بڑھنے والے۔ تینوں کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ (فاطر: 32)

''پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی بڑا فضل ہے''۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

''علماء انبیاء کے وارث ہیں''۔

اللہ کریم کا آیت میں چنیدہ وارث کو اپنی جان پر ظلم و زیادتی کرنے والا قرار دینا دراصل حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر لوگوں کی طرف اشارہ فرمانا ہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ان جانوں کی بہتری کے لئے ہی زیادتی کی ہے یہ محض اس لئے ایسا کرتے رہے تاکہ آخرت میں اپنی جانوں کو سعادت سے ہمکنار کر سکیں، اب ذرا اس زیادتی اور ظلم کی تشریح ملاحظہ ہو حضور سید المرسلین علیہ صلوات رب العالمین وسلامہ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

''یقیناً تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے''۔

اب اگر ایک انسان ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور رات بھر جاگتا رہتا ہے اور نیند کا نام تک نہیں لیتا تو وہ اپنی جان کا حق بھی مارتا ہے اور اپنی آنکھ کا حق بھی ادا نہیں کرتا (کیونکہ روزوں نے اس کی جان کو کھانے پینے سے روکا اور کھانا پینا جان کا حق تھا اس طرح سونا آنکھ کا حق تھا اور اس نے بیدار رہ کر حق تلفی کی۔ مترجم) لیکن یہ ظلم و زیادتی جان اور آنکھ کی بہتری کے لئے اس سے سرزد ہوئی اسی لئے اللہ کریم نے فرمایا وہ اپنے نفس کے لئے زیادتی کرنے والا (ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ) ہے اس زیادتی سے مراد یہاں ارادے اور عزیمت کو پورا کرنا ہے اور سختیاں جھیلنا ہے (تاکہ آخرت کے عذاب سے جان اور آنکھ نجات پا سکے) کیونکہ

طبعاً نفس رخصت شعار اور سستی پسند واقع ہوا ہے، لہٰذا کمزوروں کے لئے سنت نے دونوں معاملوں میں (سختی کرنا یا رخصت قبول کرنا) کی اجازت دے دی ہے۔ اس ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد وہ ظالم نہیں جسے شرع شریف قابل مذمت سمجھتی ہے۔ کیونکہ وہ ظلم تو مقام اصطفاء سے الگ ہے۔ اب رہا کتاب کا دوسرا وارث جسے قرآن نے مقتصد (میانہ رو) سے تعبیر کیا تو یہ وہ ہے جو نفس کو دنیاوی راحتیں اس کے حق کے طور پر دیتا ہے تا کہ نفس ان نعمتوں کو پا کر اپنے رب کریم کی خدمت کے لئے آمادہ ہو سکے اور نیکی کے اعمال بھی ادا کر سکے اور راحت بھی حاصل کر سکے۔ گویا مقتصد پختہ ارادے والے عامل اور رخصت قبول کرنے والے کارندے کے درمیان واقع ہوگا۔ مقتصد اگر رات کے قیام میں مشغول ہو تو وہ متجد (سونے والا) بھی ہوگا کیونکہ وہ خلاء کے لئے قیام بھی کرتا ہے اور آرام کے لئے سوتا بھی ہے اسی طرح وہ باقی کاموں میں بھی میانہ رو ہوتا ہے۔ اب رہے خیرات وحسنات سے آگے نکل جانے والے جو ورثہ کی تیسری قسم ہے تو یہ حضرات عمل کی طرف لپک پڑتے ہیں حالانکہ عمل کا ابھی وقت بھی شروع نہیں ہوتا وہ اس لئے ایسا کرتے ہیں تا کہ پوری طرح تیار اور مستعد رہیں اور جونہی وقت آئے تو فوراً کام شروع کر دیں اور کسی مانع کا وجود اس وقت نہ رہے اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ نماز کے وقت سے پہلے وضو کر لینا، اسی طرح نماز کے وقت سے پہلے نماز کے انتظار کے لئے مسجد میں آ بیٹھنا، اب جونہی وقت داخل ہوگا تو اس کا وضو بھی ہوگا اور مسجد میں بھی موجود ہوگا، اب نماز کی فرض ادائیگی میں سبقت لے جائے گا، اسی طرح اگر اس کے پاس مال ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نکالتا ہے سال کی آخری رات میں زکوٰۃ کا مال متعین کر کے مستحق زکوٰۃ کو اگلے سال کے لئے پہلے لمحے میں بذریعہ عامل زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو یہ بھی السابق الی الخیر ہوگا۔ یہی حال سب اعمال کا ہے جن کی ادائیگی میں وہ جلدی کرتا ہے۔

بلال رضی اللہ عنہ حسنات وخیرات کا منبع

جیسا کہ خود ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا بِمَ سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّةِ (آپ مجھ سے پہلے جنت کیسے پہنچے؟) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! میں جونہی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کر لیتا ہوں اور جب بھی وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا تو پھر ان دو نیکیوں سے ہی ایسا ہوا ہے۔ بس ایسی چیزیں اور ان جیسے اعمال ہی حسنات کی طرف پہلے لے جانے والے ہیں حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی اور نوعمری مشرکوں میں اسی حال حسنات کی طرف جلدی میں گزری حالانکہ آپ شرعاً مکلف نہ تھے پھر بھی آپ سب سے کٹ کر رب کی طرف متوجہ ہوئے تنہائی اختیار فرمائی حسنات وخیرات اور مکارم اخلاق میں مسابقت فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ کریم نے رسالت عطا فرمائی۔

تیسری قسم

معدود اور غیر معدود اصحاب ولایت حضرات

ا۔ انبیاء کرام

اللہ انہیں ولایت نبوت عطا فرماتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی ذات کے لئے بنایا ہوتا ہے اور اپنی خدمت

کے لئے چنا ہوتا ہے۔ سب بندوں کو چھوڑ کر انہیں اپنی سرکار کے لئے مختص کیا ہوتا ہے ان کی ذاتوں کے لئے مخصوص عبادت مشروع فرمائی ہوتی ہے اور انہیں یہ حکم نہیں ہوتا کہ وجوبی انداز سے وہ دوسروں کی طرح عبادت کریں اور یہ نبوت کے مقام ولایت کا ایک خاص مقام ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایسی شریعت لے کر آتے ہیں جو ان کے لئے کچھ معاملات کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیتی ہے اور یہ احکام ان ہی سے خاص ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ دار دنیا جو موت و زندگی کا گھر ہے، اس میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ (الملک:2)

''وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو''۔

یہاں جو لفظ ابتلا ہے اس سے مراد تکلیف شرعی ہے (اور یہی تکلیف شرعی ہے جس پر نبی اپنے دور میں عمل فرماتے ہیں اور یہ شرعی احکام ان سے خاص رہے ہیں۔ مترجم) نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت نبوت عامہ ہے اور تشریعی نبوت، نبوت خاصہ ہے (آپ پیچھے حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر محقق صوفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات تفصیلاً پڑھ چکے ہیں کہ نبی کے لئے اعلان نبوت فرض ہوتا ہے اور اظہار معجزہ بھی فرض ہوتا ہے لہٰذا اس کا ماننا انسانوں کے لئے فرض ہوتا ہے نبی کے نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے مگر اولیاء کی یہ کیفیت نہیں ہوتی، نہ ان کے لئے اعلان ولایت ضروری ہوتا ہے اور نہ اظہار کرامات لازم ہوتا ہے۔ وہ اپنی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دیتے بلکہ اپنے نبی کی طرف دعوت دیتے ہیں ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ حضرت علامہ صرف اس حیثیت سے انہیں نبوت عامہ میں شامل فرما رہے ہیں کہ انہیں تقرب الٰہی کی وجہ سے الہامات ہوتے ہیں اور غیب کی خبریں ہوتی ہیں۔ چونکہ نبوت بھی لغۃً غیب کی خبریں دینے کا معنی رکھتی ہے لہٰذا اس عام معنی میں اس لفظ کا اطلاق غیر نبی کے لیے جائز ہے۔ لیکن اصطلاحی معنی میں جائز نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کو تشریعی نبی ماننا کفر صریح اور ارتداد بواح ہے۔ اس پر قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس شاہد ہے۔ مترجم)

۲۔ رسل عظام

اللہ کریم انہیں ولایت رسالت عطا فرماتے ہیں یہ ایسے مرسل نبی ہوتے ہیں جنہیں یا تو کچھ لوگوں کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے یا ان کی بعثت ساری دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ یہ دوسری قسم کی بعثت صرف نبی مکرم رؤف معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے اللہ کریم نے جس تبلیغ کا حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:67)

''اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے''۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ (المائدہ:99)

''رسول پر نہیں مگر پہنچانا''۔

آپ نے اسے پورا فرما دیا۔ تو مقام تبلیغ کو ہی قرآن نے لفظ رسالت سے تعبیر فرمایا ہے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے مقام

نبوت ورسالت پر کوئی گفتگو نہیں فرمائی معذرت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے یا دوسرے حضرات (اولیائے کاملین) کو جو نبی نہیں اس مقام عالی کا ذوق ہی نہیں لہٰذا اس مقام عالی پر گفتگو ہمارے لئے حرام ہے ذوق ضروری ہے اگر ذوق نہ ہو تو بات نہیں بنتی اور ذوق ان دونوں مقامات (نبوت ورسالت) میں حاصل نہیں ان کے علاوہ مسائل میں ذوق ہے تو ہم ان باقی سب مسائل میں اس لئے گفتگو کر سکتے ہیں کہ اللہ کریم نے ان میں کلام سے روکا نہیں۔

(حضرت ابن عربی نہ صرف اپنے بلکہ سب اولیاء کرام کی طرف سے اعلان فرماتے ہیں کہ مقام نبوت ورسالت اتنا رفیع الشان ہے کہ ہم لب کشائی نہیں کر سکتے ہمیں اتنا ارفع ذوق ہی نہیں ملا کہ ہم اس مقام کو سمجھ سکیں، اب ایک طرف تو یہ معیار ہے جو معیار اولیائے امت ہے جو معیار اہل سنت ہے مگر دوسری طرف ایک اور معیار بھی ہے کہ نبی اور ہم امتی ایک جیسے ہیں نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا، نبی کا ادب بڑے بھائی جتنا ہوتا ہے اگر نبی کا خیال نماز میں آ جائے تو...... میرا قلم ان حضرات کے الفاظ نقل کرنا بھی توہین ایمان سمجھتا ہے۔ فرمائیے معزز قارئین! کون سا معیار آپ کو پسند ہے اب فیصلہ آپ نے خود صادر فرمانا ہے پہلا معیار پوری امت کا معیار ہے اور صحابہ سے لے کر آج تک کی ساری امت کا متفقہ معیار ہے دوسرے معیار نے بارہویں صدی ہجری میں نجد کے ریگ زاروں میں جنم لیا اور کئی نام نہاد یونیورسٹیوں نے اسے پروان چڑھایا اور کئی کٹھ پتلیوں نے اس پر رقص کیا، یہ نام نہاد مدعیان علم وحکمت ایک طرف ہیں اور ساری امت دوسری طرف ہے اب یہ آپ کا فیصلہ ہے کہ شاہراہ پر چلنا ہے یا پگڈنڈیوں پر، دریا کے ٹھنڈے میٹھے پانی کا انتخاب کرنا ہے یا ایسے گندے جوہڑ کے پانی کا، جس کا پانی ناپاک بھی ہے، گدلا بھی اور کڑوا بھی، پھر سورج کی تمازت نے اسے ماء حمیم بھی بنا رکھا ہے۔ مترجم)

۳۔ صدیقین

اللہ کریم نے انہیں ولایت صدیقیت عطا فرما رکھی ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ (الحدید: 19)

''اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے''۔

صدیق وہ ہوتا ہے جو صرف مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کو پا کر اللہ کریم اور رسول رحیم پر ایمان لے آتا ہے اس کے پاس دلیل صرف نور ایمان کی ہوتی ہے یہ دلیل اس کے دل کی گہرائیوں سے اٹھتی ہے اور ہر قسم کے شکوک وترددات کو جو قول رسول میں پیدا ہو سکتے ہیں، کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ یہ مقام اتنا بلند ہے کہ نبوت تشریعی اور صدیقیت میں کوئی اور مرتبہ حائل نہیں ادھر صدیقوں کی بلند وبالا شخصیت سے آدمی آگے بڑھا اور ادھر مقام نبوت کے قصر رفیع میں داخل ہو گیا، سید کل دانائے سبل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت تشریعی کا داعی تو کافر ہے وہ یہ دعوے کر کے صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کا مرتکب ہوتا ہے ہاں یہ یاد رہے کہ مقام صدیقیت سے اوپر اور مقام نبوت تشریعی سے نیچے ایک مقام قربت ضرور ہے (اس کا ذکر حضرت پیچھے بھی فرما چکے ہیں اور یہاں بھی ذرا جامعیت سے بیان فرما رہے ہیں) حسب ارشاد شیخ اکبر یہ مقام قربت کا مقام ہے جو افراد کو عطا ہوتا ہے یہ نبوت تشریعی سے تو عند اللہ نیچے ہے لیکن مقام صدیقیت سے اوپر ہے یہ وہ مقام ہے جسے لفظ سرّ (بھید) سے

تعبیر فرمایا گیا ہے یہی سرِّ قلب صدیق اکبر میں جانشین ہوا تو وہ سب صدیقوں سے افضل قرار پائے اب حضور کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان اور کوئی صاحب مقام آدمی حائل نہیں کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقام صدیقیت اور مقام سر دونوں کے جامع ہیں (1)۔

۴۔ شہداء

اللہ کریم نے ان حضرات کو ولایت شہادت سے نوازا ہوتا ہے یہ مقربین میں شامل ہیں۔ علوم الٰہیہ کی بساط پر انہیں حضوری سے نوازا جاتا ہے۔ ارشاد قرآنی ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ (آل عمران: 18)

1۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ صدیقین میں جو حضرات مقام افراد پر فائز ہوتے ہیں وہ اصحاب سرّ ہیں اور ان اصحاب سر کے امام امت مرحومہ کے امام اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان درجہ و مقام کا کوئی پردہ حائل نہیں ادھر منبع رسالت سے انوار نکلے اور ادھر مخزن صدیقیت میں ضیا پاش ہونے لگے اسی مقام سے گزرتے ہوئے علامہ اقبال نے خواب میں صدیق اکبر کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہمارے کام کی بنیاد اور اساس آپ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا آپ ہمارے ناصر و چارہ گر بنیں۔ فرماتے ہیں:

اے کہ در دستت اساس کار ما　چارۂ فرما پئے آزار ما

(ہمارے معاملے اور کام کی بنیاد آپ کے ہاتھ میں ہے آپ ہی قوم کے امیر اول ہیں لہٰذا ہماری مشکلات و مصائب کے لئے کوئی چارہ تجویز فرمائیں۔)

دوسرے مقام پر اسی عقیدہ کو علامہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

آں امن الناس برمولائے ما　آں کلیم اول سینائے ما
دولت او کشت ملت راچوں ابر　ثانیٔ اسلام و غار و قبر و بدر

(صدیق وہ عظیم انسان ہیں جنہوں نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ احسان کئے ہیں وہ ہمارے طور سینا (اسلام) کے سب سے پہلے کلیم ہیں ان کی دولت ملت کی کھیتی کے لئے ابر بہار اس کا حکم رکھتی ہے وہ اسلام، غار، قبر اور بدر میں ثانی رسول ہیں۔)

فکر اقبال نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے امن الناس کے لفظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے صدیق ہیں،
ان کے احسانات اللہ اتارے گا۔'' (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اقبال آپ کو طور سینا کا پہلا کلیم قرار دیتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پہلے خلیفہ ہیں لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب صحابہ کرام کے امام ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہتے۔ ارشاد قرآن ''ثانی اثنین'' ہونے کے شرف سے بھی وہی مشرف ہوتے ہیں۔ بدر کے عریش میں بھی محبوب برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سدا بہار میں انہی کو محویت کی عظمت ملتی ہے اور روضہ مصطفوی جس پر جنت و عرش کی عظمتیں قربان ہیں میں بھی انہی کو ثانی ہونے کا شرف نصیب ہوتا ہے لہٰذا امت انہیں ثانی لاثانی مانتی ہے اور اقبال اسی حقیقت کو اپنے کلام میں واشگاف فرما رہے ہیں اور علامہ ابن عربی اسی حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھا رہے ہیں۔ (مترجم)

''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر''۔

دیکھا اللہ کریم نے بساط شہادت پر انہیں فرشتوں کے ساتھ ملا دیا۔ یہ حضور الٰہی اور عنایت ازلیہ میں منفرد اور موحد ہیں ان کی شان عجیب اور ان کا معاملہ نرالا اور غریب ہے یہ شہداء جنہیں آیت شریفہ میں عمومیت بخشی گئی، علمائے ربانی ہیں جو ارشادت الٰہیہ پر علمی وسعتوں کے ساتھ ایمان لائے ہیں مگر یہ یاد رہے کہ صدیق نور میں شہید سے آگے ہوتا ہے کیونکہ یہ عالم وحدت میں بذریعہ علم پہنچتا ہے اور صدیق صرف ایمان سے وہاں قدم رنجہ فرما ہوتا ہے لہٰذا شہید مرتبہ ایمان میں صدیق سے پیچھے رہ جاتا ہے مگر مرتبہ علمی میں وہ صدیق سے آگے ہوتا ہے یعنی مرتبہ علم میں مقدم اور مرتبہ ایمان میں موخر۔

۵۔ صالحون

اللہ کریم ان حضرات کو ولایت صلاح سے نوازتا ہے شہداء کے بعد چوتھے نمبر پر ان کا مقام آتا ہے (قرآن پاک کی اس آیت میں انہی کی طرف اشارہ ہے:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ

(النساء:69)

''تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ''۔

(یہاں صالحین کو چوتھے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔ مترجم) ہر نبی نے اپنے صالح ہونے کا بھی ذکر کیا ہے اور نبی ہوتے ہوئے بھی اپنے لئے صالح ہونے کی دعا کی ہے تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ رتبہ صلاح نبوت میں ایک خصوصیت کے مترادف ہے۔ یہ مرتبہ صلاحیت نبی، صدیق اور شہید کے بغیر اور لوگوں کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انبیاء کی صلاح و نیکی ان کے آغاز سے وابستہ ہے صالحون وہ ہوتے ہیں جن کے عمل اور ایمان باللہ اور ارشادات خداوندی پر ایمان میں ہرگز خلل نہیں ہوتا اگر یہاں خلل راہ پا جائے تو وہ پھر صالح نہیں رہتا۔ یہی وہ مقام صلاح ہے جس کی عظمت خود عظمت مآب انبیاء نے فرمائی ہے اب جس کی صدیقیت میں خلل راہ نہ پاسکے تو وہ صدیق بھی ہے اور صالح بھی، اسی طرح جس کی شہادت تک خلل کو رسائی نہ ہو وہ شہید بھی ہے اور صالح بھی، اور جس کی نبوت تک خلل کی رسائی نہ ہو وہ نبی بھی ہے اور صالح بھی۔

۶۔ مسلمون و مسلمات

اللہ کریم نے ان حضرات کو ولایت اسلام سے مزین فرمایا ہوتا ہے اسلام ہر منزل من اللہ چیز کی اطاعت و اتباع کا نام ہے اگر کوئی شخص اسلام کے سب لوازمات، شروط اور قواعد سے شرط وفا استوار کر لیتا ہے تو وہ مسلم بن جاتا ہے اگر کسی شرط میں کوتاہی کرتا ہے تو اس شرط میں عدم وفا کی وجہ سے مسلم نہیں رہے گا۔ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

ید کا لفظ یہاں قدرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کچھ کرنے پر قادر تھا مگر

حدود الٰہی کو توڑنے اور خلاف اسلام عمل کرنے سے صرف اس لئے بچ گیا کہ اسلام نے اس کی ممانعت فرمادی تھی پھر زبان کا ذکر اس لئے ضروری تھا کیونکہ بہت سے ایسے اعمال ہیں جن میں ایذاء صرف زبان کے ذریعے ہوتی ہے اور وہاں فعل وعمل کا تصور نہیں ہوتا اب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضروری قرار دیا کہ مسلمان کو اس صفت مذمومہ سے بھی خالی ہونا چاہئے۔

۷۔ مؤمنون ومؤمنات

اللہ کریم نے انہیں ولایت ایمان سے نوازا ہوتا ہے ایمان، قول، عمل اور اعتقاد کا نام ہے۔ شرعاً اور لغۃً ایمان کی حقیقت اعتقاد ہی ہے لیکن قول وعمل کی قید شرعاً ہے لغۃً نہیں، شرعاً مومن وہی ہے جس کا قول وفعل مطابق اعتقاد ہو۔ (مطلب یہ ہوا کہ جو کہہ رہا ہے جو کر رہا ہے دل سے بھی اسی کا قائل ہو) اسی بنا پر قرآن پاک میں ارشاد ہے:

نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ (التحریم:8)

''ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے''۔

یہاں نور سے مراد وہ اعمال صالحہ ہیں جو لوگ سرکار خداوندی میں مرنے سے پہلے بھیج دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم اللہ کریم نے تیار فرما رکھا ہے۔ قرآنی آیت کے بعد حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اَلۡمُؤۡمِنُ مَنۡ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى اَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ

''مومن وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کا امین سمجھیں''۔

نیز فرمان نبوی ہے:

اَلۡمُؤۡمِنُ مَنۡ اَمِنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

''مومن وہ ہے جس کی زیادتیوں سے اس کا پڑوسی مامون ہو''۔

اب دونوں احادیث میں لوگ اور پڑوسی ارشاد ہوا ہے یہ ارشاد نہیں ہوا کہ مسلمان یا مؤمن، یعنی ایماندار سے سب لوگ خواہ وہ مومن ہوں یا مشرک اور اسی طرح پڑوسی خواہ وہ کوئی بھی ہوں، مامون ومحفوظ رہتے ہیں۔ مسلم کی تعریف میں سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ تھا کہ مسلمان اس سے محفوظ رہیں تو مومن کی تعریف نے کہ سب لوگ اور پڑوسی اس سے مامون رہیں، مسلم ومومن میں اطلاق وتقیید کی حیثیت سے فرق واضح کر دیا تو ہمیں پتہ چل گیا کہ ایمان میں ایک خصوصی وصف ہے اور وہ وصف بلا دلیل تقلیدی حیثیت سے تصدیق کرنا ہے اب اس وصف کے بعد ایمان اور علم میں بھی فرق واضح ہو گیا۔

طریق خداوندی میں اہل اللہ کے نزدیک اصطلاحاً وہ انسان مؤمن ہے جس میں عندالشرع یہ دو علامتیں ہوں ان دونوں کے وجود کی صورت میں وہ مومن ہوگا پہلی علامت یہ ہے کہ لاریب ہونے میں غیب اس کے سامنے شہادت کی طرح ہو جائے اور دوسری علامت یہ ہے کہ ایمان اس سے نکل کر سارے جہان میں جاری وساری ہو جائے جب سارے جہان میں اس کے ایمان کی سرایت ہوگی تو لوگ اسے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کے لئے سراپا امن وخیر سمجھیں گے اور کسی قسم کا خدشہ اس امان کے متعلق اس شخص کے خلاف اس کے دلوں میں پیدا نہ ہوگا یہ ہے وہ گوہر نایاب جسے مومن کہا جاتا ہے اگر کسی

میں یہ دو علامتیں نہیں تو اپنے آپ کو مغالطہ میں نہ ڈالے اور اپنے آپ کو مومنوں میں شمار نہ سمجھے کیونکہ مومن تو وہی ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں (1)۔

۸۔ قانتون وقانتات

اللہ کریم نے انہیں ولایت قنوت واطاعت دے رکھی ہوتی ہے وہ ہر امر و نہی میں اطاعت کیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ)

''اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کے حضور ادب سے''۔

قٰنِتِيْنَ کا معنی ہے تابع فرمان۔ نیز فرمایا:

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ (الاحزاب: 35)

''اطاعت کیش مرد اور فرمانبردار عورتیں''۔

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اور اللہ کے ایک نیک بندے (جن کا نام الحاج مدور یوسف اوستجی تھا، وہ ان پڑھ تھے متوجہ الی اللہ تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جن کی بصیرت نورانی تھی) ایک سائل کے پاس رکے جو یہ کہہ رہا تھا رضائے خدا کے لئے کون کچھ دیگا۔ ایک آدمی نے درہموں کی تھیلی کھولی جو اس کے پاس تھی اور سائل کو دینے کے لئے اس میں سے چھوٹا سکہ تلاش کرنے لگا۔ اسے درہم کا آٹھواں حصہ ملا وہ اسے دے دیا۔ یہ نیک بندہ اسے دیکھ رہا تھا مجھے کہنے لگا جناب! آپ کو پتہ ہے کہ یہ سخی کیا تلاش کر رہا ہے؟ میں نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں، اس نے کہا کہ اللہ کے ہاں جو اس کا مرتبہ ہے وہ اسے تلاش کر رہا ہے۔ کیونکہ بوجہ اللہ سائل کو دے رہا ہے تو یہ جتنا بوجہ اللہ دے گا اتنی ہی رب تعالیٰ کے ہاں اس کی قیمت ہو گی۔ ہمارے نزدیک قانت وہ ہے جو اللہ کی اطاعت محض بندۂ خدا ہونے کی وجہ سے کرے اس لئے نہیں کہ اسے آخرت میں

1۔ اب ذرا مومن کی شان کلام اقبال سے ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔

بندۂ مومن ز آیات خداست ہر جہاں اندر براو چوں قباست
چوں کہن گردد جہانے در برش می دہد قرآن جہانے دیگرش

''مومن آدمی آیات خداوندی میں سے ایک آیت ہے اور ہر جہاں اس کے پہلو میں قبا کی طرح ہوتا ہے یعنی وہ عناصر کا حاکم ہے محکوم نہیں، اگر ایک دنیا اس کے پہلو میں پرانی ہو جائے تو قرآن اسے ایک نیا جہان عطا کر دیتا ہے، یعنی مرد مومن خالق اعصار و دہور ہے وہ بندہ ہے مگر مولیٰ صفات ہے۔''

اسی کو اردو میں یوں بیان فرمایا:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلمان مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

(مترجم)

اطاعت کا اجر و ثواب ملے گا۔ تو جو اجر قانت کو ملتا ہے وہ اس کے مطلوبہ عمل کی وجہ سے ہوتا ہے جو اس حال کی وجہ سے نہیں جو قنوت نے اس پر طاری کر دیا ہے۔

۹۔صادقون وصادقات

اللہ نے ان کو اقوال وافعال میں ولایت صدق سے نوازا ہوتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (الاحزاب:23)

''مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا''۔

۱۰۔صابرون وصابرات

اللہ نے انہیں ولایت صبر عطا کر رکھی ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ تعین وقت کے بغیر اطاعت خداوندی کے لئے اپنی جانوں کو روکے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ نے بھی پابندی وقت کے بغیر انہیں بدلہ دینے کا بندوبست کر دیا۔ ارشاد ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (الزمر)

''صابروں کو ہی ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی''۔

ان کے لئے تعین وقت اس لئے نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ تعین وقت نہیں کیا۔ انہوں نے ہر مقام پر صبر شعاری اختیار کی جہاں صبر شعاری کی ضرورت تھی۔ اگر معاملہ امر کا ہے تو انہوں نے جانیں اس کی تعمیل میں لگا دیں۔ اگر مسئلہ نہی کا ہے تو اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا یہ وہ لوگ ہیں کہ مشکلات و مصائب میں کسی غیر کے سامنے طلب و سوال کا یا شفاعت کا ہاتھ مصیبت کو دور کرنے کے لئے نہیں بڑھایا بلکہ صرف اللہ سے مصیبت دور کرنے کے لئے التجا کی جو خلاف صبر نہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں جناب ایوب علیہ السلام رفع بلا کے لئے اپنے اللہ کے سامنے التجا کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں:

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (الانبیاء)

''مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے''۔

اب درخواست اللہ سے ہے اسے ارحم الرحمین کہتے ہیں اس کلمے میں اسباب کا اثبات کر دیا اور اسی کلمے میں انہوں نے رفع بلا کی درخواست بھی پیش کر دی اللہ کریم نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ تکلیف دور کر دی اور فاستجبنا کہہ کر ثابت کر دیا کہ ان کی دعا رفع بلا کے لئے تھی پھر ان کے ضرر کو دور کر دیا اور اس کے باوجود ان کے صبر کی تعریف فرمائی اور انکے صبر کی شہادت دی۔ فرمایا:

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ (ص)

''بے شک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ، بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے''۔

مطلب یہ ہوا کہ ابتلا میں ان کا وجود صرف ہماری طرف تھا عبودیت کی بنا پر بھی ان کی تعریف کی اگر دفع ضرر اور دفع بلا میں اللہ کریم سے دعا مانگنا بھی طریق ولایت میں مطلوب و مشروع صبر کے خلاف ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف

نہ کرتے جو کہ فرمائی ہے۔ بلکہ ہم تو سرکار خداوندی میں اسے بے ادبی سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ سے دفع بلا کی دعا نہ کرے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قہر الٰہی کا مقابلہ اپنے صبر وقوت سے کرنا چاہتا ہے۔ ایک عارف کا ارشاد ہے، اللہ مجھے بھوک دیتا ہے تا کہ میں اس کے سامنے رولوں۔ عارف میں اگرچہ قوت صبر ہوتی ہے پھر بھی وہ ضعف، عبودیت اور حسن ادب کے میدان کی طرف دوڑتا ہے۔ کیونکہ حقیقی قوت تو سب اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اب وہ رفع بلا کی التجائیں کرتا ہے اور وقوع بلا کا وہم تو اس سے بچاؤ کی درخواستیں پیش کرتا ہے۔ یہ سب باتیں رضا بالقضا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ قضا میں آزمائش سے اصل مقتضیٰ مراد ہوتا ہے قضا مراد نہیں ہوتی پس وہ راضی بالقضا ہو کر مقتضیٰ بہ (جس کی قضا ہوئی ہے) کے دور کرنے کا سوال کرتا ہے اور راضی و صابر ہو جاتا ہے یہی وہ صابر لوگ ہیں جن کی اللہ کریم تعریف فرماتے ہیں۔ ایک گرامی قدر ولی کو بھوک سے روتا دیکھا گیا تو انہیں کہا گیا، آپ اتنے عظیم المرتبت ہو کر بھی رو رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے اس ذات اقدس نے اسی لئے تو بھوک لگائی ہے کہ میں اس کی سرکار میں زاری کروں۔ یہ کلمہ عالم باللہ، عارف نفس ورب اور محقق راہ خدا کا ہی ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ خاشعون وخاشعات

اللہ کریم انہیں ولایت خشوع وعاجزی عطا فرماتا ہے عبودیت کی عاجزی ان کی ذاتوں سے وابستہ ہوتی ہے تا کہ دار دنیا میں ان کے دلوں پر دلیل ربوبیت جلوہ ریز ہو سکے۔

۱۲۔ متصدقون ومتصدقات

اللہ کریم نے انہیں اپنی جود کی ولایت عطا فرمائی ہوتی ہے تا کہ وہ دوسروں کے لئے سراپا جود بن سکیں اور جن معاملات میں خلق محتاج خدا ہے ان معاملات میں وہ نمائندگان خدا بن کر ان کی دستگیری کریں کیونکہ وہ غنائے خداوندی سے موصوف ہیں لہٰذا خلق کو اللہ کریم نے ان کا محتاج بنا دیا ہے۔

۱۳۔ صائمون وصائمات

وہ اس امساک کی ولایت کے شاہ ہیں جو انہیں اللہ کے ہاں سب چیزوں پر برتری دیتا ہے اللہ کریم نے انہیں حکم دیا کہ وہ جانوں اور اعضاء کو رضائے خدا کے لئے روک لیں، اب کچھ امساک واجب ہیں اور کچھ مستحب۔

۱۴۔ حافظون وحافظات

انہیں حفظ حدود کی ولایت میسر ہوتی ہے اسی کے ذریعے وہ قابل حفاظت معاملات کی حفاظت فرماتے ہیں ان کے دو طبقات ہیں اپنے فرج کی حفاظت کرنے والے خاص ہیں اور حدود اللہ کے محافظ عام ہیں۔

۱۵۔ ذاکرون وذاکرات

انہیں ذکر الٰہی کی ولایت حاصل ہوتی ہے اللہ کریم انہیں الہام فرماتے ہیں کہ وہ ذات حق کا ذکر کریں تا کہ وہ ان کا ذکر فرمائے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ: 152)

''تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا''۔

اللہ کریم نے اس پاکیزہ جملہ میں اپنے ذکر کو اولیائے کرام کے ذکر سے پیچھے ذکر کیا ہے۔ یعنی پہلے تم ذکر کرو تاکہ پھر میں تمہارا ذکر کروں۔ نیز حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے:

مَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَمَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُ

''جو مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے جی میں یاد فرماتا ہوں اور جو مجھے محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی محفل سے بہتر محفل میں یادوں سے نوازتا ہوں''۔

نیز ارشاد ہے:

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا

''جو ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے میں اسے ایک ہاتھ کی قربت سے مقرب فرماتا ہوں''۔

نیز ارشاد ہوا:

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 31)

''تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا''۔

ذکر سب مقامات سے اعلیٰ ہے اور ذاکر وہ مرد بزرگ ہے جسے باقی اہل مقامات پر عظمت حاصل ہوتی ہے۔

۱۶۔ تائبون و تائبات

اللہ کریم ان حضرات کو ہر حال میں اپنی طرف رجوع کی ولایت سے نوازتا ہے یا ہر ایک حال میں ایسی توبہ رہتی ہے جو ہر مقام میں ولایت سے نوازتی ہے۔ عین مخالفت سے ہٹ کر اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تائب ہوتا ہے۔ اب اگر ایک دن میں سو دفعہ توبہ کریگا تو سو دفعہ اس کا رجوع الی اللہ ہوگا۔ قرآنی نص کے مطابق جو نمائندہ حق ہے، تنزیل خداوندی ہے جسے باطل سامنے یا پیچھے سے آکر شکست نہیں دے سکتا۔ تائبون محبوبان خداوندی ہیں۔

۱۷۔ طہارت پسند رجال و نساء

رب قدوس نے انہیں ولایت تطہیر سے سرخرو فرمایا ہوتا ہے ان کی یہ تطہیر ذاتی ہوتی ہے فعلی نہیں ہوتی۔ یہ تنزیل کی صفت ہے۔ ملاحظہ ہو ارشاد ربانی:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ (البقرہ)

''اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

اس طریق حق میں متطہر بندے اللہ کے اولیاء ہی ہوتے ہیں کیونکہ متطہر وہ ہوتا ہے جو ہر ایسی صفت سے پاک و طاہر ہو جو اسے رب تعالیٰ کے پاس جانے سے مانع ہو۔ اسی لئے تو نماز کے لئے بھی طہارت ضروری ٹھہری کیونکہ نماز کا مطلب

مناجات کے لئے دربار حق میں حاضری ہے۔

۱۸۔ حمد شعار مرد اور عورتیں

ان حضرات کو صفات حمد کے عطا فرمودہ عواقب و نتائج کی ولایت پر سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ یہ عاقبت امور کے اہل ہوتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (لقمان)

بندگان خدا میں سے حامد وہ ہے جو حمد مطلق کو جو سب جہان کی زبانوں پر جاری و ساری ہے، خواہ وہ لوگ اہل اللہ ہیں یا نہیں خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں رطب اللسان ہیں یا ایک دوسرے کی حمد میں مصروف، اللہ کریم کے لئے سمجھے کیونکہ حقیقت ثابتہ ہے کہ ثناو حمد کے نتائج و عواقب کا مرجع ذات خداوندی ہے۔ حمد جس انداز سے بھی ہوگی وہ اللہ کریم کی ہی ہوگی تو وہ حامد جن کی تعریف قرآن میں ہے ایسے لوگ ہیں جو معاملات و امور کی انتہا، ابتدا میں ہی ملاحظہ فرما لیتے ہیں۔ یہ حضرات ہی اہل سوابق ہیں اللہ کی حمد کو انہوں نے یوں ابتدا دی کہ محبوبوں کی حمد الٰہی انہی کی حمدوں کی انتہا بنی یہ زبان حق سے بر بنائے شہود حامد ہوئے۔

۱۹۔ سائحون، راہ حق کے مجاہد و مجاہدات

رحمت دو عالم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

سِيَاحَةُ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

''میری امت میں سیاحت راہ خدا میں جہاد کرنا ہے''۔

ارشاد ربانی ہے:

اَلتَّآىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآىِٕحُوْنَ (التوبہ: 112)

''توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے''۔

سیاحت یہ ہے کہ قرون ماضیہ کے آثار و نقوش اور امم سابقہ کی تباہی عبرت کے لئے ملاحظہ کرنے کی خاطر اللہ کی زمین پر چلنا، عارفان خدا کو جب پتہ چلا کہ زمین پر ذکر خدا کیا جائے تو وہ فخر و ناز کرتی ہے اور عارف ہمیشہ حق غیر کے لئے سعی و ایثار کو ہی اپناتے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ آباد زمین تو عاقبۃ الناس ذکر شعاروں سے خالی نہیں ہوتی لیکن جو ہلاکت خیز صحرا آبادیوں سے دور ہوتے ہیں وہاں کوئی انسان ذاکر نہیں ہوتا تو کچھ عارفوں نے ایسے صحراؤں کی سیاحت لازم سمجھی جہاں ان جیسے لوگوں کے بغیر اور کوئی نہیں جا سکتا انہوں نے سمندروں کے کناروں اور وادیوں کی تہوں، پہاڑوں اور گھاٹیوں کی چوٹیوں کو اپنی سیاحت گاہ بنا لیا پھر وہ جہاد کے لئے سرزمین کفر پر بھی خیمہ زن ہوئے کیونکہ نہ وہاں توحید خداوندی کا اعتراف تھا اور نہ عبادت خداوندی کا تصور، اسی لئے سیاحت کو آقا مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مرحومہ کے لئے جہاد قرار دیا کیونکہ اگر زمین میں کفر نہ ہو اور ذکر خداوندی بھی نہ ہو تو کم مغموم و محزون ہوتی ہے اس نسبت سے کہ اس کی چھاتی پر غیر اللہ کی عبادت ہو اور کفر ہو، اب خالی زمین کی طرف محض اسے غم سے بچانے کے لئے اولیائے امت بڑھے تو جو زمین عبادت غیر اللہ کی وجہ سے اس سے بڑھ

کر مغموم ہوا سے خوش کرنے کے لئے کیوں نہ کوشش ہو لہٰذا اگر صرف ذکر خدا کے لئے سیاحت ہوگی یا عبرت وغیرہ کے لئے سیاحت ہوگی تو وہ اس سیاحت سے کم درجہ ہوگی جو راہ خدا میں کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کے لئے اختیار کی جائے لیکن جہاد میں بھی ذکر خدا لازم ہے کیونکہ جہاد میں ذکر خدا دشمنوں کی گردنیں اڑانے اور اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی افضل ہے (اس لئے کہ جہاد کا مقصد بھی رفعت ذکر الٰہی تھا تو یہ ذکر کی عظمت اگر میدان جہاد میں جلوہ فرمائیاں کرنے لگے تو اور بہتر ہوگا۔ مترجم) سائحون کا مقصود ان جگہوں پر ذکر خدا کے جھنڈے گاڑنا ہے جہاں غیر اللہ کی عبادت کی نحوست طاری تھی (1)۔

ابن عربی فرماتے ہیں: میں ایک بڑے سیاح ولی حضرت یوسف مغاوری الجلاء سے ملا تھا وہ دشمنوں کی سرزمین پر بیس سال سیاحت فرماتے رہے اور دوسرے بزرگ جو سرحدوں پر دشمن کی گھات میں رہے وہ احمد بن ہمام شقاق اندلسی تھے جو جلمائیہ میں جوان ہوئے، بچپن سے عابد تھے کم عمری میں عظیم سیاح ولی تھے ابھی بالغ بھی نہیں تھے کہ میدان سیاحت میں اترے اور وفات تک اسی راہ پر گامزن رہے۔

۲۰۔ راکعون و راکعات

اللہ کریم نے قرآن میں ان کی صفت راکعین کے لفظ سے فرمائی ہے رکوع، خضوع و خشوع کو کہتے ہیں۔

۲۱۔ ساجدون و ساجدات

اللہ کریم انہیں دلوں کے سجدہ کی ولایت عطا فرماتا ہے یہ دنیا اور آخرت میں سر اوپر نہیں اٹھاتے یہ قرب و وصال کا حال اور مقربین کی صفت ہے۔ سجدہ تجلی و شہود کا ہی مظہر ہوتا ہے اسی لئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ (العلق)

''اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ''۔

اب سجدے کے ساتھ یہ قرب کرامت، نیکی اور احسان کا قرب ہوگا آپ نے دنیا میں بھی ملاحظہ کیا ہوگا کہ کوئی شخص جب بادشاہ کے پاس جا کر سلام کہہ کر اس کے سامنے کورنش بجالاتا ہے تو بادشاہ کہتا ہے قریب آیئے قریب آیئے جو مقام قربت شاہ نے اسے دے رکھا ہوتا ہے وہ وہاں بیٹھ جاتا ہے بس ارشاد خداوندی میں اقترب کا یہی مطلب ہے کہ حالت سجود میں قرب مل گیا ہے اور ساجد نے مسجود کا مشاہدہ کر کے یقین کر لیا ہے کہ وہ مسجود کے سامنے ہے اور مسجود فرما رہا ہے اور قریب آتا کہ قرب و وصال میں مزید رعنائی پیدا ہو۔ اسی بات کو اللہ کریم نے حدیث قدسی میں یوں ارشاد فرمایا:

1۔ مجاہدین راہ خدا کے ذکر کے ترانے اقبال مرحوم نے یوں گائے ہیں۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مؤمن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

(مترجم)

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا

''جو بالشت بھر میرے قرب میں آنے کی کوشش کرتا ہے میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہو جاتا ہوں''۔

جب یہ قرب و وصال حکم خداوندی سے ہو تو ساجد کے نیک ہونے اور مکرم ہونے کی بہت بڑی دلیل بن جاتا ہے کیونکہ اس طرح بنا بر کشف و مشاہدہ اپنے آقا مسجود کا حکم مان رہا ہوتا ہے یہ ان عارفوں کا سجدہ ہے جن کے لئے مولا کریم نے اپنے خلیل رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا ان حضرات اور ان جیسے اور لوگوں کے لئے اللہ کے گھر کو پاک رکھیں۔ ارشاد ہوا:

طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (البقرہ)

''میرا گھر خوب ستھرا کر طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے''۔

اور حبیب رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ۝ (الحجر)

''تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بیان کر اور سجدہ والوں میں ہو جا''۔ (1)

۲۲۔ امر بالمعروف کرنے والے

انہیں اللہ کریم نے معروف کے امر کرنے کی ولایت دی ہوتی ہے آپ انہیں معروف کے حکم کرنے والا بھی کہہ سکتے ہیں اور ارشادات خداوندی کا آمر بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اللہ ہی تو وہ معروف ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے: ارشاد ہے:

وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (العنکبوت:61)

''اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور مسخر کیا سورج اور چاند کو تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے''۔

حالانکہ یہ مشرک تھے اور خود کہتے تھے کہ ہم بتوں کی عبادت محض قرب خدا کے لئے کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر:3)

''کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں''۔

اللہ کریم ہی تو ان کے نزدیک وہ معروف تھا جسے سب ملل و نحل اور سب عقول بلا اختلاف تسلیم کرتے ہیں اور اسی طرح نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

''جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا''۔

1۔ اقبال نے ایسے ہی سجدہ قرب و وصال کے متعلق فرمایا:۔

وہ ایک سجدہ جس سے روح زمین کانپ جاتی ہے اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

(مترجم)

یہ معروف ہے اور جو اس کا حکم دیتا ہے وہ معروف کا حکم دیتا ہے، تو یہ اولیائے امر بالمعروف نیکی کا حکم دینے والا اعلیٰ طبقہ ہے اور جہاں بھی امر بالمعروف ہوتا ہے وہ انہی کے امر بالمعروف کے ضمن میں آتا ہے۔

۲۳۔ منکر سے روکنے والے

اللہ کریم انہیں نہی عن المنکر کی ولایت سے نوازتے ہیں منکر وہ شریک ہے جسے مشرک اپنی جہالت کی وجہ سے ثابت کرتے تھے مگر خدائے قدوس کی توحید عرفانی اسے تسلیم نہیں کر سکتی تھی لہٰذا اس کا انکار کر دیا اور یہ منکر جھوٹ قرار پایا اور اصلاً اللہ کریم کا کوئی شریک نہ بن سکا۔

۲۴۔ صاحبان حلم

اللہ انہیں دولت حلم کی ولایت عطا فرماتا ہے۔ حلم یہ ہے کہ باوجود قدرت کے جرم وزیادتی کا بدلہ لینے میں جلد بازی نہ کی جائے کیونکہ زیادتی کے جواب میں فوری بدلہ اس لئے ہوتا ہے کہ آپ نے اس زیادتی سے تنگی وضجر محسوس کی ہے تو آپ نے بدلہ لیا تو حلیم نہ رہے کیونکہ حلیم تو وہ ہوتا ہے جو قادر ہونے اور کسی رکاوٹ کے نہ ہونے کے باوجود بدلہ نہیں لیتا۔

۲۵۔ اَوّاهُونُ (رجال ونساء)

سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس صفت کی موصوف ایک خاتون سے میں مرشانۃ الزیتون میں ملا یہ شہر اندلس میں واقع ہے اس خاتون کا نام یا سمین مسنہ تھا۔ اس جماعت کو اللہ کریم نے ولایت تاوہ عطا فرما رکھی ہوتی ہے وہ اپنے سینوں میں سوز عشق پاتے ہیں تو آہیں بھرتے رہتے ہیں (لہٰذا انہیں اہل تاوہ کہتے ہیں) اللہ کریم نے اس صفت کی بنا پر اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ﴿۷۵﴾ (ہود)

''بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے''۔

اواہ، حلیم ہی ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو خود ساختہ خداؤں کی عبادت میں مصروف پایا تو وہ درد سے آہیں بھرنے لگے مگر بدلہ نہیں لیا حلم اختیار فرمایا وہ بدلے پر قادر تھے کہ بددعا کر سکتے تھے لیکن بددعا نہیں فرمائی اور یہ امید رکھی کہ انہیں مستقبل میں شاید ایمان کی توفیق مل جائے تو یہی بات ان کے حلم کا سبب تھی اگر انہیں اپنی قوم کے متعلق نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح ہونے کا گمان ہوتا تو آپ حلم اختیار نہ فرماتے نوح علیہ السلام نے تو فرما دیا تھا:

وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ (نوح)

''اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار، بڑی ناشکری''۔

پھر آپ بھی ایسی ہی دعا کرتے۔

۲۶۔ وہ ولایت مآب جو اللہ کے غالب آنے والے لشکر ہیں

یہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ انہیں دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ (الصافات)

''اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا''۔

یہ حضرات تقویٰ، مراقبہ، حیا، خشیت، صبر اور فقیری کے پیکر ہوتے ہیں۔ یہ وہ اصحاب علم وایمان ہیں کہ کرامت وخارق عادت یونہی ان کے پاس ہوتی ہے جیسے عالم کے پاس دلیل ہوتی ہے وہ اپنی کرامات سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دور کر دیتے ہیں جس طرح عالم اپنی دلیل سے شکوک وشبہات کو دور کر دیتا ہے۔ ایسے لوگ ہی جنود اللہ ہیں (1)۔

اگر مومن کے پاس خارق عادت نہ ہو جس کے ذریعے وہ دشمن کو دور کر سکے تو وہ مومن ضرور ہے مگر اس فوج میں شامل نہیں اس جماعت کی معرفت کی جامع بات یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک ادنی سے آلہ کے ذریعے دشمنوں کے دفاع اور ان سے بچاؤ پر قادر ہوتا ہے تو وہ اس فوج خداوندی کا سپاہی ہے جس کے مقدر میں غلبہ وقوت ہے۔

یہ غلبہ دراصل تائید الٰہی ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ دشمنوں پر غالب آجاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ (الصف)

''تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے''۔

۲۷۔ اخیار

یہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ ارشاد ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ (ص)

''اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں''۔

انہیں اللہ کریم نے ولایت دے رکھی ہوتی ہے اور بھلائی اور نیکی ان کی فطرت میں ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ (التوبہ:88)

''اور انہی کے لئے بھلائیاں ہیں''۔

خیرات خیرۃ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ہر چیز سے عمدہ واعلیٰ تو اخیار وہ ہوئے جو اپنے سب ہم جنسوں سے کسی ایسے امر میں آگے بڑھ جاتے ہیں جو دوسروں میں موجود نہیں ہوتا اس کا علم ذات خدا سے ہوتا ہے اور اس علم کا کوئی خاص طریقہ ہوتا ہے جو صرف ان اولیائے عالی مرتبت کو حاصل ہوتا ہے۔

1۔ اقبال نے ایسے مردان حق کے لئے کہا۔

ماہنوز اندر ظلام کائنات او شریک انتظام کائنات

ہم عامی تو ابھی تک کائنات کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ مرد حق اس کائنات کے انتظام واہتمام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ (مترجم)

۲۸۔ اوّابون

انہیں اپنے احوال اوبت الی اللہ (رجوع الی اللہ) کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل)

"تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے"۔

اب اوّاب وہ عظیم المرتبت انسان ہوگا جو دائیں بائیں سامنے اور پیچھے چاروں سمتوں سے جہاں سے شیطان آتا ہے رجوع پذیر ہوکر متوجہ الی اللہ ہو جائے یہ حضرات اول و آخر سب سمتیں چھوڑ کر اللہ کریم کی طرف مڑ جاتے ہیں (یعنی وہی بات ہوتی ہے جس کا تذکرہ فقیر نے اپنے شعر میں کیا ہے۔

میں تیری یاد میں جان تمنا! بھری دنیا سے غافل ہو رہا ہوں

۲۹۔ مخبتین

یہ عورتیں بھی ہوتی ہیں اللہ نے انہیں اخبات (طمانیت وسکون) کی ولایت عطا فرمائی ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا:

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ (البقرہ:260)

"مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے"۔

یعنی میرا دل سکون پا سکے خبت ہموار زمین کو کہتے ہیں جو بندے اللہ کو پا کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں تسکین آ جاتی ہے تو وہ اس ذات سبحان کے ذریعے دولت اطمینان سے مشرف ہو جاتے ہیں اللہ کریم کے اسم رفیع الدرجات کے نیچے تواضع کرتے اور اس ذات اقدس کی عزت کے سامنے اپنے آپ کو بے سایہ سمجھتے ہیں یہی وہ مردان راہ خدا ہیں جن کے بارے میں اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بشارت دینے کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (الحج)

"اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں"۔

یہ ہیں صفات مخبتین۔

۳۰۔ وَالْمُنِيْبُوْنَ وَالْمُنِيْبَاتِ

انابت الی اللہ کی ولایت سے سرفراز ہوتے ہیں ارشاد ہے:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ (ہود)

"بے شک ابراہیم تحمل والے بہت آہیں بھرنے والے، رجوع کرنے والے ہیں"۔

انابت کی صفت کے وہ موصوف ہوتے ہیں جو سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں وہ اپنے حال میں شہود ہوتے ہوئے راہ رجوع پر چلتے ہیں اور راجع الی اللہ ہوتے ہیں۔

۳۱۔ مُبۡصِرُوۡنَ

مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ انہیں ولایت ابصار عطا ہوتی ہے یہ دولت ابصار، پرہیز گار لوگوں کی صفت خاص ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۱﴾ (الاعراف)

"بے شک جو ڈرنے والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں"۔

۳۲۔ مہاجرون ومہاجرات

اللہ کریم انہیں اس معنی میں ولایت ہجرت عطا فرماتے ہیں کہ انہیں الہام ہجرت ہوتا ہے اور توفیق اس راہ میں اس کی توفیق ہوتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَ مَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِہٖ مُہَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ثُمَّ یُدۡرِکۡہُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ

"اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہوگا"۔ (النساء:100)

مہاجر وہ ہے جو ہر اس چیز سے کنارہ کش ہو جاتا ہے جسے چھوڑنے کا اللہ اور اس کے محبوب رحیم ﷺ نے حکم دیا ہے۔

۳۳۔ سراپا خوف

وہ خوف خدا سے منبع ولایت اشفاق بن جاتے ہیں۔ رب کریم کا ارشاد عالی ہے:

الَّذِیۡنَ ہُمۡ مِّنۡ خَشۡیَۃِ رَبِّہِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ (المومنون)

"وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں"۔

یہ باب انفعال سے ہے عربی محاورہ ہے۔

اَشۡفَقۡتُ مِنۡہُ فَاَنَا مُشۡفِقٌ

"میں اس سے بچا اور میں ڈرنے والا ہوں"۔

یعنی میں اس سے خوف زدہ ہو کر محتاط ہو گیا۔ ارشاد خداوندی ملاحظہ ہو:

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مِّنۡ عَذَابِ رَبِّہِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿ۚ۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّہِمۡ غَیۡرُ مَاۡمُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ (المعارج)

''اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں''۔

اب یہاں معنی بھی ڈر کر محتاط رہنے والے ہی ہیں کہ وہ رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں کہ وہ کہیں انہیں نہ آ لے، تو اس صفت اشفاق سے موصوف مشفق اولیاء وہ ہوتے ہیں جو اپنی جان پر تبدیلی و انقلاب سے خوف زدہ رہتے ہیں اب اگر اللہ کریم کی طرف سے انہیں بشارت مل جاتی ہے تو وہ اللہ کی مخلوق کے لئے یوں اللہ کریم کے عذاب سے ڈرانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے خوف خداوندی کا ذریعہ تھے۔

۳۴۔ عہد خداوندی کو پورا کرنے والے

اللہ کریم انہیں ایفائے عہد کی ولایت سے نوازتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا (البقرہ: 177)

''اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں''۔

نیز اللہ کریم جل مجدہ نے فرمایا:

الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ (الرعد)

''اور جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں''۔

یہ وہ حضرات ہیں کہ عہد میں عذر کی نحوست نہیں ملاتے۔ وفا اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی عادت ہوتی ہے اگر کوئی بندۂ خدا ان امور کو جن کا اللہ کریم نے اسے مکلف بنایا ہے، صحیح طریقے سے اپنے جملہ حالات میں ادا کرتا ہے یا اکثر اس ادائیگی کو نبھاتا ہے تو وہ وفا شعار ہے اور وہ جادۂ وفا پر قدم پیما ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا:

وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ۝ (النجم)

''اور ابراہیم وہ ہے جو احکام پورے بجالایا''۔

نیز ارشاد ہوا:

وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (الفتح)

''اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا''۔

یہ وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے چھپے ہوئے اسرار کو تاڑتے اور جھانکتے ہیں عربی میں اَوْفَی الشَّیِ اَشْرَفَ کے معنی میں آتا ہے جسے اردو میں ہم جھانکنا یا تاڑنا کہتے ہیں، جو امور مکلفہ میں وفا کی ان عظمتوں کو پالے اور اللہ کریم نے معارف و علوم کے جو خزانے معمور فرما رکھے ہیں انہیں جھانکنے لگ جائے تو وہ مرد حق وفی کہلاتا ہے۔

۳۵۔ واصلون و واصلات:

جسے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے ملانے کی توفیق کی ولایت سے اللہ کریم نوازتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ (الرعد: 21)

''اور وہ جو کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا''۔
مراد یہاں صلہ رحمی ہے نیز وہ مومن جوان سے قطع تعلق کرتے ہیں یہ ان سے بھی راہ وصل کی تلاش کرتے ہیں کہ انہیں سلام کہہ دیتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر احسان کر دیتے ہیں اور جو جرم ان سے سرزد ہوتے ہیں یہ ان کا مواخذہ نہیں فرماتے بلکہ درگزر کر جاتے ہیں اور منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں یہ صرف ان لوگوں سے قطع تعلق کرتے ہیں جن سے الگ ہو جانے کا اللہ نے حکم دیا ہوتا ہے باقی سب لوگوں سے ان کا وصال ہی رہتا ہے لیکن حکم الٰہی کے مطابق بھی جب مقاطعہ فرماتے ہیں تو ان لوگوں کی ذاتوں سے مقاطعہ نہیں فرماتے بلکہ اس صفت سے مقاطعہ فرماتے ہیں (جو عند اللہ مبغوض ہوتی ہے)۔

۳۶۔ خائفین وخائفات

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خوف کی ولایت سے نوازا ہوتا ہے یا احکام خداوندی کی بجا آوری میں خوف کی دولت سے وہ نوازے جاتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران:175)

''اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو''۔

پھر ان کے اسی خوف کی بنا پر ثنا فرماتے ہوئے ارشاد ہوا:

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ (النور)

''ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں''۔

جب خدائے برتر کے خوف کے موصوف بن جاتے ہیں تو اس صفت میں وہ ملائکہ (ملاء اعلیٰ) سے مل جاتے ہیں کیونکہ مولا کریم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (النحل)

''اپنے اوپر اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو''۔

۳۷۔ معرضون

ایسے معاملات سے منہ پھیرنے والے مرد اور عورتیں جن سے منہ پھیرنے کا اللہ کریم نے حکم دیا ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ (المومنون)

''اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے''۔

نیز فرمان ہے:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا (النجم:29)

''تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا''۔

۳۸۔ کراما

(مرد اور عورتیں) اللہ کریم نے انہیں کرم نفس کی ولایت سے سرفراز فرمایا ہوتا ہے۔ ارشاد حق ہے:

وَ إِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ (الفرقان)

''اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالے گزرتے ہیں''۔

یعنی جو نگاہ رب العزت سے ساقط ہے اس پر یہ نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالتے اور اسے دیکھ کر اپنی نگاہوں کو گدلا کرنے سے احتراز کرتے ہیں ان کی توجہ ادھر منعطف ہی نہیں ہوتی وہ اپنی شان کریمی سے گزر جاتے ہیں لہذا لغو کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا۔

میں فتوحات مکیہ سے یہی کچھ نقل کرنا چاہتا تھا جو میں نے نقل کر دیا۔ اب مقدمہ کتاب سے میں فارغ ہوتا ہوں۔ اللہ کریم رب العالمین کا شکر ہے اور وہی سزاوار حمد ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات و دلائل نبوت پر بارے سو احادیث

یہ احادیث صحیح و حسن ہیں (صحیح وہ حدیث ہے جس کے راوی عادل وضابط ہوں سند متصل ہو، کوئی خفیہ علت اس میں نہ ہو اور کسی زیادہ قوی حدیث کے خلاف نہ ہو، اگر ضبط میں کچھ کمی ہو تو وہ حسن ہے۔ باقی سب شرطیں حسن کی صحیح والی ہی ہوتی ہیں) اور زیادہ تر کتب صحاح سے لی گئی ہیں۔ (مترجم)

ابوسفیان دربار ہرقل میں نعت مصطفیٰ سناتے ہیں

ا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے میرے روبرو یہ واقعہ سنایا کہ اس مدت معاہدہ میں جو میرے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تھی، میں علاقہ شام میں گیا۔ میں وہاں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے نام پہنچا۔ یہ گرامی نامہ دحیہ کلبی لے کر آئے تھے۔ انہوں نے یہ خط حاکم بصریٰ کو پہنچایا اور حاکم بصریٰ نے ہرقل کی طرف یہ خط بھیج دیا۔ (ہرقل نے گرامی نامہ ملاحظہ کرنے کے بعد) کہا کہ ان بزرگوں کے خاندان کا کوئی شخص یہاں مل سکتا ہے جن کا دعویٰ نبوت کا ہے، لوگوں نے ہرقل کو جواب دیا، جی ہاں ایسا شخص مل سکتا ہے (ابوسفیان کہتے ہیں) مجھے خاندان قریش کے کچھ اور لوگوں سمیت بلایا گیا۔ جب ہم ہرقل کے دربار میں پہنچے تو اس نے ہمیں اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ اس نبوت کے داعی بزرگ کا تم میں سے کون سب سے زیادہ رشتہ دار ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں، میں نے کہا کہ میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ اب مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا گیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا گیا۔ پھر ہرقل نے اپنا ترجمان بلایا اور کہا ان سب (ابوسفیان کے ساتھیوں) سے کہہ دے کہ میں اس داعی نبوت کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اگر ابوسفیان مجھے غلط جواب دے تو اس کا جھوٹ مجھے بتا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ قسم بخدا اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے جھوٹ کا پول ساتھی کھول دیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ (کیونکہ ابھی تک ابوسفیان دامن اسلام سے وابستہ نہ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حریف تھے۔ مترجم) اب ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ اس سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب و مرتبہ کے متعلق پوچھئے۔ میں نے جواب دیا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی قوم کے صاحب نسب انسان ہیں۔ اس کا اگلا سوال تھا کہ ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے جواب دیا کوئی نہیں تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا اعلان نبوت سے پہلے تم انہیں تہمت کذب سے متہم پاتے تھے؟ میں نے جواب دیا ایسا کبھی نہیں ہوا، ہرقل نے پھر سوال کیا کہ اشراف ان کے معتقد ہیں یا ضعفاء؟ میں نے جواب دیا کہ ضعفاء۔ اس نے پوچھا کہ ان کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ میرا جواب تھا کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا سوال تھا کہ اس کے دین کو ناپسند کر کے کبھی کسی نے منہ موڑا ہے؟ میں نے کہا کہ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ پوچھنے لگا کہ کبھی ان سے تم لوگوں نے جنگ لڑی ہے؟ جواب اثبات میں پا کر کہنے لگا کہ اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا مسئلہ برابر ہی رہتا ہے کبھی وہ غالب آ جاتے ہیں اور کبھی ہم انہیں دکھ پہنچاتے ہیں۔ کہنے لگا کیا وہ غدر و

دھوکہ سے بھی کام لیتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اب مدت معاہدہ چل رہی ہے خدا جانے اس میں وہ کیا کرتے ہیں۔ بس یہی ایک فقرہ ایسا تھا جو میں ساری گفتگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان پر لا سکا۔ اس کا اگلا سوال تھا کہ کیا اس سے پہلے کسی اور نے بھی ایسا دعویٰ کیا؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ اب ہرقل اپنے ترجمان کی طرف متوجہ ہوا (اپنے سوالوں اور ابوسفیان کے جوابات کا تجزیہ کرنے لگا) اور کہا اسے بتادیں کہ میں نے نبی کے حسب کے متعلق سوال کیا تو تو نے اعتراف کیا کہ وہ صاحب حسب ہیں انبیائے کرام کا یہی انداز ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے صاحب حسب لوگوں میں شامل ہوتے ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ ان کے آباء میں کوئی بادشاہ تھا تو تیرا جواب تھا کوئی نہیں تھا۔ اگر ان کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ اپنے آباء کا گم گشتہ ملک اعلان نبوت کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے میں نے پوچھا کہ اشراف ان کے پیروکار ہیں یا ضعفاء؟ تیرا جواب ہے کہ ان کے پیروکار ضعفاء ہیں۔ فی الواقع نبیوں کے پیروکار ہمیشہ ضعفاء ہی رہے ہیں۔ اعلان نبوت سے پہلے تیرے قول کے مطابق وہ متہم بالکذب نہ تھے تو واضح بات ہے جو لوگوں کے خلاف جھوٹ سے بچتے ہیں وہ خدا کے خلاف جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں (یعنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیسے کر سکتے ہیں) میں نے پوچھا کہ ان کے دین میں داخل ہو کر کبھی کوئی اسے ناپسند کر کے مرتد بھی ہوا ہے تو تیرا جواب ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تو میرا جواب ہے کہ ایمان جب دل کی گہرائیوں میں اترتا ہے تو پھر خارج نہیں ہوا کرتا۔ میں نے پھر پوچھا کہ کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں۔ تو نے جواب دیا کہ بڑھ رہے ہیں یہی تو تکمیل ایمان کے تقاضے ہیں۔ میں نے تجھ سے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق پوچھا تیرا جواب ہے کہ یہ برابری کی بازی ہے کبھی وہ غالب آتے ہیں اور کبھی تم انہیں تنگ کرتے ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی انداز ہوتا ہے۔ اللہ کریم ان کی آزمائش فرماتے ہیں انجام کار وہ غالب رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا ہے کہ وہ غدر و دھوکہ سے تو کام نہیں لیتے تو نے نفی میں جواب دیا ہے تو بات واضح ہے کہ نبی دھوکہ دہی سے مبرا ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا ہے کہ ان سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو تو نے بتایا ہے کہ پہلے ایسا داعی کوئی نہیں تھا۔ میں تاڑ گیا کہ اگر پہلے کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو شاید اس کی پیروی کرنے والے ہوتے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر پوچھنے لگا کہ تمہیں کون سا حکم دیتے ہیں؟ میرا جواب تھا وہ نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں یہ سن کر کہنے لگا اگر تیری باتیں سچ ہیں تو یقیناً وہ نبی ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ وہ آنے والے ہیں مگر میری چشم گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ تم میں آئیں گے۔ اگر میں ان کی خدمت میں حاضری دینے کے قابل ہوتا تو ان کی دید سے روح کی بالیدگی کا سامان کرتا، اور اگر ان کی نگاہ ناز کو پاتا تو ان کے قدم دھو کر تسکین دل کا سامان کرتا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ان کی حکومت میرے اس مقام تک پہنچنے والی ہے، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ منگایا اور پڑھنے لگا۔ فرمان نامے کی عبارت یہ تھی:

"رحمان ورحیم خدا کے نام سے: محبوب خدا محمد رسول اللہ کا فرمان ہرقل شاہ روم کے نام، متبعین ہدایت پر سلام ہے۔ بعد ازاں، میں تجھے دعوت اسلام دیتا ہوں، اگر دامن اسلام سے وابستہ ہوگا نجات سے سرفراز ہوگا۔ اور اللہ کریم دوگنا اجر عطا فرمائیگا۔ (ایک اجر اتباع مسیح علیہ السلام کا اور دوسرا اجر سید الکل علیہ التحیۃ والتسلیم کی اطاعت کا) لیکن اگر تو منہ موڑ گیا تو تیری رعایا

(اریسیون) کا بوجھ بھی تجھی پر ہوگا۔ (پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آیت قرآنی سے استدلال فرماتے ہوئے لکھا)
''اے اہل کتاب! آیئے اس بات کو مان لیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلمہ ہے کہ ہم صرف اللہ واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اللہ کریم کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہیں مانیں گے۔ اگر وہ منہ موڑ جائیں تو تم مسلمانو! انہیں کہہ دو کہ گواہ رہنا ہم تو اطاعت شعار ہیں''۔

ہرقل خط مبارک پڑھ چکا تو آوازیں گونجیں۔ شوروشغب سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اس نے ہمیں باہر نکالنے کا حکم دے دیا۔ جب ہم دربار سے نکلے تو میں نے (اپنے ساتھیوں سے کہا ابن ابی کبشہ (نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) کا معاملہ یوں چمکا ہے کہ بنی اصفر (رومی) کا شاہ بھی ان سے خوفزدہ ہے۔ اس واقعہ کے بعد سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ ان کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ پھر وہ لمحہ آیا کہ میں خود کشاں کشاں آغوش اسلام میں جا پہنچا۔ ہرقل نے اپنے گروہ کو بلایا اور اپنے گھر میں انہیں اکٹھا کیا۔ کہنے لگا اے رومیو! کیا تم ابدی کامرانی وہدایت چاہتے ہو، اور یہ بھی چاہتے ہو کہ حکومت بھی باقی رہے؟ (یعنی اگر یہ چاہتے ہو تو نبی رحمت وامام ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ یہ اس کی طرف سے دعوت اسلام تھی) اس کے ساتھی وحشی گدھوں کی طرح دولتیاں جھاڑتے دروازوں کی طرف دوڑے مگر دروازے تو بند تھے (شاہ تاڑ گیا کہ یہ دعوت اسلام قبول نہیں کریں گے۔ اب اس نے سیاست دانوں کی طرح پینترا بدلا) ہرقل نے رومیوں کو بلا کر کہا واہ ایسے ہی بھاگ کھڑے ہوئے ہو۔ میں تو یہ آزمانے کے لئے کہ تم دین میں کتنے پختہ ہو، یہ سب باتیں کر رہا تھا اب آزما چکا ہوں تم میرے معیار پر پورے اترے ہو۔ میں جو کچھ چاہتا تھا (ا) تم نے پورا کر دکھایا۔ رومی راضی ہو کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہ حدیث پاک مسلم اور بخاری دونوں نے نقل فرمائی ہے۔ حدیث میں جو لفظ اریسیون آیا ہے اس کے معنی فلاحون (کسان) ہے۔ کچھ حضرات نے اس کا معنی پیروکار کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت حدیث میں ابن ابی کبشہ آئی ہے۔ ابو کبشہ ننھیال کی طرف سے حضور کریم علیہ التحیہ والتسلیم کے ایک نانا ہیں اور یہ کنیت انہی کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ اسلام اور دربار نجاشی کی کیفیت

۲۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم اپنے گروہوں کے ساتھ غزوۂ خندق کے بعد واپس آئے تو میں نے خاندان قریش کے بہت سے آدمیوں کو اکٹھا کیا یہ ایسے لوگ تھے جو میرا مرتبہ جانتے تھے اور میری بات سنتے تھے۔ میں نے انہیں کہا بخدا تم جانتے ہو کہ سب معاملات پر امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم غالب آ رہا ہے۔ اب مجھے ایک رائے سوجھی ہے، تم بھی اپنی رائے دو، حاضرین کہنے لگے: ہمیں اپنی رائے سے مطلع فرمایئے! میں نے انہیں کہا کہ میری تجویز یہ ہے کہ ہم شاہ حبشہ نجاشی کے پاس چلے جائیں، وہاں ٹھہریں اگر حضرت مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وسلامہ ہماری قوم پر غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور نجاشی کے ماتحت رہنا سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ماتحتی سے بہتر رہے گا۔ بصورت دیگر اگر ہماری قوم مسلمانوں پر غالب آتی ہے تو وہ ہمیں پہچانتی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ بھلائی ہی کرے گی۔ سب نے اس رائے کو صائب قرار دے دیا۔ فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں تحائف وہدایا جمع کرنے چاہئیں۔ ہماری سرزمین کا بہتر تحفہ عمدہ

گندم تھا لہٰذا ہم نے بڑی مقدار میں اسے اکٹھا کیا۔ اب ہم حبشہ کی طرف رواں دواں تھے۔ نجاشی کے پاس پہنچے وہاں عمرو بن امیہ ضمری بھی آ پہنچے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جناب جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے لئے بھیجے گئے تھے وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلے گئے تو میں نے اپنے احباب سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ تھے اگر میں نجاشی سے انہیں مانگ کر قتل کر دوں اور قریش تک یہ اطلاع پہنچے کہ میں نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کو قتل کر دیا ہے تو وہ اسے اپنی طرف سے بدلہ سمجھ کر خوش ہوں گے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ اس سکیم کے بعد میں دربار نجاشی میں حاضر ہوا اور حسب دستور سجدہ کیا۔ نجاشی نے مرحبا و خوش آمدید کہہ کر پوچھا میرے لئے اپنے دیس سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! شاہ والا تبار میں بہت سی گندم لایا ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے گندم پیش کی۔ اسے بہت مرغوب خاطر ہوئی۔ میں نے شاہ کا موڈ دیکھ کر کہا شاہ عالی! میں نے ابھی ابھی ایک آدمی آپ کے دربار سے نکلتے دیکھا ہے جو ہمارے دشمن کا ایلچی بن کر آیا ہے اگر آپ وہ شخص مجھے عطا فرما دیں تا کہ میں اسے قتل کر دوں تو بڑی نوازش ہوگی کیونکہ اس نے ہمارے اشراف و پسندیدہ لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری درخواست سن کر شاہ کو سخت غصہ آیا دونوں ہاتھ بڑھا کر اپنی ناک کو اس شدت سے پیٹا کہ میں سمجھا کہ ناک ٹوٹ گئی ہوگی، یہ دیکھ کر مجھے سخت ڈر لگا۔ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں دھنس جاتا، میں نے عرض کیا، جناب! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ برا مانیں گے تو میں ہرگز یہ درخواست پیش نہ کرتا۔ شاہ کہنے لگے اچھا تو تمہاری یہ خواہش تھی کہ میں تمہیں اس عظیم المرتبت انسان کا نمائندہ دے دیتا جن کی خدمت میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح ناموس اکبر (جبریل علیہ السلام) حاضر ہوتا ہے اور یہ اس لئے کہ تم ایسے نمائندے کو قتل کر دو؟ میں نے عرض کیا حضور والا! کیا وہ (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) فی الواقع ایسے ہی ہیں؟ شاہ کہنے لگے، عمرو! مخالفت چھوڑ میری بات مان اور ان کی پیروی اختیار کر بخدا وہ حق پر ہیں۔ وہ اپنے سب مخالفین پر اسی طرح غالب آئیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے تھے۔ ابن عاص فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، کیا آپ میری طرف سے ان کے لئے بیعت اسلام قبول فرما لیں گے۔ شاہ نے جی ہاں کہہ کر ہاتھ آگے بڑھا دیا اور میں نے ان کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ جب میں اپنے دوستوں کے پاس آیا تو میری رائے بدل چکی تھی مگر میں نے اپنا حال احباب سے چھپائے رکھا۔ اب میں حبشہ سے نگاہ یار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ابھی فتح مکہ کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

خالد بن ولید مکہ سے آتے مجھے ملے میں نے انہیں کہا ابو سلیمان! آپ کہاں تشریف لے چلے ہیں؟ کہنے لگے بخدا اب تو معاملہ بالکل واضح ہو چکا ہے اور یہ صاحب (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً نبی ہیں۔ میں تو اسلام قبول کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے انہیں کہا اللہ کی قسم! میں نے بھی یہ راہ طویل صرف اسلام کے لئے طے کی ہے۔ ہم دونوں مرجع کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید آگے بڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیعت کی، پھر میں دریائے رحمت کے قریب ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے محبوب کردگار! میں حضور کا دست شفقت اس امید پر پکڑ رہا ہوں کہ مولا کریم میرے سابقہ گناہ معاف فرما دے اور میں آنے والے گناہوں کا ذکر نہیں کرتا۔ حضور رحمۃ للعالمین علیہ صلوات رب العالمین نے فرمایا عمرو!

بیعت کرلے۔ اسلام سابقہ گناہوں کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔(1)

حضرت ابن عاص فرماتے ہیں میں نے بیعت کی اور پھر واپس آ گیا۔ یہ حدیث امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے۔

نجاشی کا عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میں نے نجاشی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ سید کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ کریم کے وہ عظیم رسول ہیں جن کی بشارتیں دی جاتی رہی ہیں اگر معاملات ملکی اور امور دنیا کا بوجھ مجھ پر نہ پڑا ہوتا تو میں ان کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا اور ان کے نعلین شریفین اٹھائے پھرتا''۔

یہ حدیث امام ابو داؤد نے روایت فرمائی ہے۔ (نجاشی کی تو خواہش خواہش ہی رہی مگر سلسلہ حنفیہ کے امام عالی مقام حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دادا استاد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ نعلین اٹھانے کے مزے لوٹے جن کے لئے عرش اعظم کی آنکھیں بھی ترستی ہیں اور جن نعلین شریفین کے لئے جامی کا وجدان مستی میں آ کر کہنے لگا):

ادیم　طائفی　نعلین　پاکن　شراک از رشتۂ جا نہائے ماکن

(مترجم)

راہب سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

۴۔ سیدنا حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں: حضرت ابو طالب نے فرمایا ہم قریش کے بزرگوں کے ساتھ شام کی طرف بڑھ رہے تھے، ہمیں معیت محمدی کا شرف بھی حاصل تھا۔ حیدر کرار فرماتے ہیں انہوں نے راہب والی حدیث کا ذکر کیا۔ (پوری حدیث بیان کرنے کے بعد کہنے لگے) راہب ان کے پاس کھڑا چلا رہا تھا، اللہ کی قسمیں دے رہا تھا کہ انہیں (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روم کی طرف نہ لے جاؤ، کیونکہ یہودی انہیں دیکھ کر اور ان کی صفات پا کر پہچان لیں گے اور درپے تکلیف ہو جائیں گے۔ وہ قسمیں دے ہی رہا تھا کہ پلٹ کر دیکھا تو نو رومی اس کے گرجا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ ان کے استقبال کے لئے بڑھا اور کہنے لگا حضرات! کیسے آنا ہوا؟ رومیوں نے جواب دیا، ہمارے عالموں نے اطلاع دی ہے کہ نبی عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس مہینے ہمارے علاقے میں قدم رنجہ فرمانے والے ہیں۔ سب راستوں

1۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں دونوں صفات جمع ہو گئی تھیں کہ وہ ظلمت کفر سے نور اسلام کی طرف ہجرت کر کے آ رہے تھے۔ لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث میں انہیں سابقہ گناہوں کے مٹ جانے کی بشارت عطا فرما رہے تھے کتنا مبارک تھا وہ وقت کہ صحابہ کرام کی نگاہیں اٹھتیں تو دریائے نور میں غوطے کھانے لگتیں۔ اقبال مرحوم اسی تصور سے وجد میں آ کر فرماتے ہیں:

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا　خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

اعلیٰ حضرت نقشہ کھینچتے ہیں:

کتنے مزے کی بھیک اس پاک در کی ہے　لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں

(مترجم)

پر نا کہ بندی کے لئے آدمی بھیجے گئے ہیں اور اسی غرض کے لئے ہمیں اس راستے پر بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا ذرا سوچو تو اگر ایک معاملہ مولا کریم نے پورا کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے تو کیا کوئی آدمی اسے روک سکتا ہے؟ رومی بولے کوئی ایسا نہیں کر سکتا، اب راہب بولا تو لیجئے یہ ہیں وہ نبی رحمت ان کی بیعت کرلو۔ انہوں نے بیعت کی اور راہب کے پاس ہی ٹھہر گئے۔ (ان کو ٹھہرا کر) راہب پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں، بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے اسے کہا یہ صاحب (حضرت ابو طالب) ہیں۔ وہ مجھے بار بار قسمیں دیتا رہا میں نے کچھ لوگوں کی معیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بھیج دیا۔ ان لوگوں میں بلال بھی تھے۔ راہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زادراہ کے لئے اپنے ملک کی موٹی روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا۔ یہ روایت علامہ زرین نے بیان فرمائی ہے (حدیث کے اس حصے پر کہ "ان لوگوں میں بلال بھی تھے" ناقدین نے اعتراض کیا ہے اس لئے کہ بلال تو شائد ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے پھر ان کی ہمراہی کا کیا معنی؟ کچھ محدثین نے یہ جواب دیا ہے کہ حدیث سند و متن کی حیثیت سے بالکل صحیح ہے صرف یہ ایک فقرہ کسی اور حدیث کا حصہ ہے جو سہواً اس حدیث میں شامل ہو گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے مراد مشہور صحابی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نہیں، ہوسکتا ہے کہ ان حضرات میں بلال نامی کوئی اور شخص ہو اور یہاں وہی مراد ہو۔ حدیث میں لفظ کعک بھی موجود ہے جس کا معنی عموماً ہمارے محدثین موٹی روٹی کرتے ہیں۔ اب بھی یورپ میں جو روٹی کھائی جاتی ہے اسی انداز کی ہے اور ہمارے ہاں شاید لفظ کیک بھی اسی کی نشاندہی کرتا ہے۔ مترجم) اب اگلی حدیث میں راہب کے واقعہ کی تفصیل بھی ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت ابو طالب کا سفر شام اور معجزات

۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں حضرت ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قریشی بزرگوں کے ساتھ سفر شام کے لئے نکلے، جب راہب کے پاس پہنچے تو سواریوں سے اترے اور کجاوے اتار لئے۔ راہب ان کے پاس آیا۔ قبل ازیں جب کبھی اس راستے سے گزر ہوتا تو وہ تارک دنیا راہب اپنے گوشۂ تنہائی سے کبھی ان کیلئے نہ نکلتا۔ ابھی وہ کجاوے اتار ہی رہے تھے کہ وہ ان کے درمیان گھومتا پھرتا حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہنے لگا یہی تو آقائے کون و مکان ہیں، یہی تو رسول رب دارین ہیں، انہی کو تو تاج رحمۃ للعالمین سجتا ہے (انہی کا نقارہ شرق و غرب میں بجتا ہے) سرداران قریش نے یہ سن کر راہب سے پوچھا ان باتوں کا آپ کو کیسے علم ہوا؟ کہنے لگا جب تم وادی سے ڈھلک رہے تھے تو سب درخت اور سب پتھر سجدہ ریز ہو گئے تھے اور حجر و شجر نبیوں کے سامنے ہی جبین نیاز جھکاتے ہیں۔ ہاں ہاں ان کے کندھے کی مبارک ہڈی کے نیچے تو سیب جیسی شکل کا گوشت کا ٹکڑا بھی ہے جو خاتم نبوت ہے۔ میں اس علامت حق کو بھی پہچانتا ہوں۔ پھر گرجا کی طرف پلٹا اور کھانا تیار کرایا جب کھانا لے کر آیا تو حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اونٹ چرانے تشریف لے جا چکے تھے۔ قریش سے کہنے لگا انہیں بلواؤ، آپ تشریف لائے تو بادل سایہ کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔ جب قریب تشریف لائے تو سائے میں لوگوں کو براجمان پایا۔ جب جگہ نہ پا کر آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی قدم بوسی کے لئے آپ کی طرف جھک گیا۔ راہب بولا ذرا سائے کو دیکھو آپ کی طرف ڈھل گیا ہے۔ پھر کہنے لگا

قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ ان کے ولی کون ہیں؟ جواب ملا ابوطالب ہیں۔ وہ حضرت ابوطالب کو قسمیں دلاتا رہا کہ انہیں واپس بھیج دو۔ اس کے اصرار پیہم پر حضرت ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا۔ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب بلال کو آپ کے ساتھ بھیجا۔ راہب نے موٹی روٹی اور زیتون کے تیل کا زادراہ خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی ہے۔ (حضرت صدیق کا جناب بلال کا ساتھ بھیجنا الحاقی فقرہ ہے۔ حدیث نمبر ۴ میں ہم عرض کر چکے ہیں۔)

بیمار کا عشق اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا تھا۔ آپ گرجا میں بھی تشریف لے گئے وہاں بہت سے یہودی جمع تھے۔ ایک یہودی انہیں تورات پڑھ کر سنا رہا تھا۔ جب تورات کے اس مقام پر پہنچے جہاں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی صفت مبارک تھی تو چپ ہو گئے۔ کنیسہ (گرجا) کے گوشے میں ایک بیمار آدمی پڑا ہوا تھا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، چپ کیوں ہو گئے ہو؟ بیمار بولا ایک عظیم المرتبت نبی کی صفت تک پہنچ کر چپ ہو گئے ہیں پھر وہ مریض گھسٹتا ہوا آیا اور تورات لی۔ پڑھتے ہوئے حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کی مدح وثنا تک پہنچا اور کہنے لگا حضور! یہ آپ کی اور آپ کی امت کی صفت ومدح ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس ذات عالی کے رسول ہیں اور معبود برحق صرف ذات خداوندی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بیمار عالم جاودانی کو سدھارا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو ارشاد فرمایا اپنے بھائی کو کپڑے میں لپیٹو۔ یہ حدیث پاک امام احمد نے روایت فرمائی ہے۔

یہودی کے بیٹے کی گواہی

۷۔ ابوصخر عقیلی ایک بدوی سے روایت بیان کرتے ہیں۔ بدوی کہتا ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک دفعہ میں مدینہ شریف میں سامان تجارت لایا۔ جب میں خرید وفروخت سے فارغ ہوا تو میں نے خیال کیا کہ مجھے خود سید کائنات علیہ اکمل التحیات والتسلیمات کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات سننے چاہئیں۔ بدوی کہتا ہے آپ مجھے صدیق وفاروق کے درمیان چلتے ملے۔ میں ان تینوں حضرات کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ ایک یہودی کے پاس پہنچے جو اپنے حسین وجمیل قریب المرگ بیٹے پر تورات کھولے پڑھ رہا تھا۔ حضور معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: میں تجھے اس ذات اقدس کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات نازل فرمائی ہے کیا تورات میں تجھے میری صفت اور میرا مقام خروج (مکہ مکرمہ) ملا ہے؟ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اب اس کا بیمار بیٹا بول پڑا کہ اس ذات کی قسم! جس نے تورات اتاری ہے ہم تورات میں آپ کی صفت ومخرج کو پاتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف ذات حق ہے اور آپ اس ذات عالی کے رسول ہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودی کو اپنے بھائی کے پاس سے اٹھا دو۔ پھر اس کے کفن، دفن اور جنازے کا خود اہتمام فرمایا۔ (رواہ الامام احمد)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نعت حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سناتی ہیں

۸۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں کے ذریعے ہوا تھا۔ جو خواب

بھی آپ دیکھتے وہ شعاع صبح کی طرح سچا ہوتا۔ ان دنوں آپ خلوت پسند فرمانے لگ گئے تھے۔ آپ غار حرا میں تحنث فرماتے۔ تحنث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھر آئے بغیر زاد لے کر مسلسل کئی کئی راتیں عبادت میں گزار دینا۔ (آپ اس طرح کئی راتیں غار میں گزار کر) ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور پھر زاد لے کر واپس چلے جاتے۔ حتیٰ کہ اس غار حرا میں حق کا نزول ہوا اور فرشتے نے آ کر عرض کیا کہ پڑھیے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فرشتے نے مجھے پوری قوت سے بھینچا۔ پھر بھینچا چھوڑا اور درخواست کی کہ آپ پڑھیں میرا پھر بھی وہی جواب تھا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتے نے پھر پوری قوت سے بھینچا۔ پھر چھوڑا اور پڑھنے کی درخواست کی۔ میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ پھر پہلے کی طرح اس نے پوری قوت سے بھینچا اور چھوڑ کر کہنے لگا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞ (العلق)

''پڑھو اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے پڑھو، اور تمہارا رب سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کے ساتھ واپس تشریف لائے تو دل جھوم رہا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کملی اوڑھادو، کملی اوڑھادو، انہوں نے کملی اوڑھادی جب وہ کیفیت محویت ختم ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا جان کا خوف محسوس کرتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں میں آپ کو بشارت دیتی ہوں بخدا اللہ آپ کو عظمت دے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ کو فروغ دیتے ہیں لوگوں کے مصائب اپنے ذمہ لے کر ان کی مدد کرتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں کی دستگیری فرماتے ہیں مہمانوں کو لطف میزبانی سے نوازتے ہیں، مصائب میں مصیبت زدوں کی مدد فرماتے ہیں، پھر وہ آپ کو ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کے پاس لے گئیں۔ یہ صاحب دور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ عبرانی پر عبور تھا اور انجیل عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ عمر رسیدہ تھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''میرے ابن عم! ذرا اپنے بھتیجے (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد سنیے۔ انہوں نے کہا بھتیجے! فرمائیے کیا بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیتی سنادی۔ ورقہ کہنے لگے یہ تو وہی ناموس (جبریل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ کاش! میں اس دور میں (اعلان نبوت کے بعد) جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو یہاں سے نکال دے گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا مجھے وہ لوگ نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا جی ہاں حضور! صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص بھی آپ جیسا پیغام لے کر آتا ہے اسے نشانہ عداوت بنایا جاتا ہے۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور حمایت کروں گا۔ جلدی ہی ورقہ کو موت نے آلیا اور وحی رک گئی۔ بخاری و مسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ غطّہ کا معنی شدت سے بھینچنا، پانی کا کسی کو ڈھانپ لینا کلٌ کا معنی ہے عیال، ناموس صاحب سر فرشتہ جناب جبریل علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ جذع کا معنی نوجوان ہے۔ ینشب یلبث (ٹھہرتا ہے) کے معنی میں آتا ہے۔

واقعہ شق صدر

9۔ عتبہ بن عبد لسلمی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ! صلوات اللہ وسلامہ علیک آپ کے معاملے کا آغاز کیسے ہوا؟ ارشاد فرمایا، میری رضاعی ماں قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی ایک خاتون تھیں، میں اور ان کا ایک لڑکا چھوٹے چھوٹے دنبے لے کر باہر نکلے مگر اپنے ساتھ زادراہ نہ لیا۔ میں نے کہا بھائی آپ جائیں اور ماں سے زاد لے آئیں۔ میرا وہ بھائی چلا گیا اور میں ان بکریوں اور دنبوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ دو سفید پرندے آئے جو چیلوں جیسے تھے۔ ایک پرندے نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں (یعنی فرشتے حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کا تقدس کر رہے تھے گو ہر مقصود مل گیا تو ایک دوسرے کو خوش ہو کر کہنے لگا یہ حضور ہیں۔ مترجم) دوسرے نے جواب دیا بالکل وہی ہیں، وہ ایک دوسرے سے آگے میری طرف بڑھنے لگے۔ مجھے پکڑ کر کھلی جگہ لٹایا، میرا پیٹ کھول دیا پھر میرا دل نکال کر چیرا اور اس سے دو سیاہ لوتھڑے نکال دیئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا مجھے برفانی پانی لادے (پانی آ گیا) تو اس نے میرا پیٹ دھوڈالا۔ پھر کہنے لگا، مجھے زلالی پانی لادے۔ اس پانی سے اس نے میرا دل دھو دیا۔ پھر کہنے لگا سکون وطمانیت لادے۔ اس نے یہ میرے دل میں چھڑک دی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب سی دیں سی کر اس نے خاتم نبوت سے اس پر مہر کر دی۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ انہیں ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں ان کی امت کے ہزار آدمی رکھ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (جب انہوں نے یوں رکھ کر ترازو اٹھایا) تو میں نے ان ہزار کو دیکھا گویا وہ مجھ پر گر رہے ہیں (آپ کا پلڑا بھاری ہوا دوسرا پلڑا اوپر اٹھ گیا اور اس فرشتے نے کہا اگر ساری امت بھی دوسرے پلڑے میں ڈال دی جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی بھاری ہوں گے۔ پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھ پر شدید گھبراہٹ طاری تھی۔ میں اپنی رضاعی ماں کے پاس گیا اور انہیں سارا ماجرا سنا دیا۔ انہیں خوف ہوا کہ کہیں مجھے جنات کی تکلیف نہ ہو۔ کہنے لگیں میں آپ کو حوالۂ خدا کرتی ہوں۔ انہوں نے اونٹ پر کجاوہ کسا مجھے کجاوے میں بٹھا کر میرے پیچھے خود بھی بیٹھ گئیں۔ اور ہم اپنی والدہ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا) کے پاس پہنچ گئے۔ رضاعی ماں کہنے لگیں، میں نے امانت پہنچا دی اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی، پھر انہیں سارا واقعہ بھی سنایا۔ میری والدہ ماجدہ بالکل خوفزدہ نہ ہوئیں فرمانے لگیں جب آپ پیدا ہوئے تھے تو میں نے وہ عظیم الشان نور دیکھا تھا کہ شام کے محلات اس نور میں مجھے نظر آنے لگے تھے۔ (رواہ الدارمی)

(شق الصدر کا واقعہ حسب حالات ومواقع کئی دفعہ پیش آیا اس میں لاتعداد حکمتیں تھیں۔ معترضین کے اعتراضات بالکل لغو ہیں۔ یہ خلفاء عن سلف صرف نہ مانوں کی رٹ لگا رہے ہیں۔ ہم ان کے اعتراضات کا جائزہ لینے سے اس لئے قاصر ہیں کہ کتاب کے ترجمے کے ضمن میں ہم طویل بحث کی گنجائش نہیں پاتے۔ ایک اطاعت شعار مسلمان کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ شق صدر صحیح احادیث سے ثابت ہے اور صحیح حدیث کی اتباع ہی بقول امام اعظم رضی اللہ عنہ اسلام ہے۔ حدیث پاک میں اور بھی کئی نکات ہیں جنہیں ہم قارئین کرام کی ذہانت کے حوالے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ خود حدیث پاک سے بہت سے مسائل اخذ کر لیں گے۔ مترجم)

جنات کی دربار گوہر بار میں حاضری

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گرامی قدر صحابہ کے ایک گروہ کی معیت میں بازار عکاظ تشریف لے گئے۔ ان دنوں شیاطین آسمانی خبریں نہیں سن سکتے تھے اور انہیں ٹوٹنے والے ستاروں سے مارا جاتا۔ وہ جب خبریں جانے بغیر واپس پلٹے تو ان کے ساتھیوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ اب خبریں سننے پر پابندی لگ گئی ہے اور ستارے برسائے جاتے ہیں۔ جواب ملا، پتہ نہیں کیا بات ہے بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اب آسمانی خبریں ہم نہیں سن سکتے اور ستاروں کے ذریعے ہمیں مارا جاتا ہے باقی شیاطین بولے اس کی کوئی خاص وجہ ضرور ہوگی۔ مشرق و مغرب کو چھان ڈالو اور پتہ چلاؤ کہ آسمانی خبروں سے رکاوٹ کا سبب کیا ہے؟ اب جو شیاطین تہامہ کی طرف نکلے تھے اور عکاظ جانا چاہتے تھے انہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے ساتھ نماز صبح پڑھتے پایا۔ قرآن کی آواز آئی تو ہمہ تن گوش بن گئے۔ کہنے لگے یہی ہیں جن کی وجہ سے ہم آسمانی خبریں نہیں پا سکتے۔ اب قوم کے پاس واپس پلٹے تو وہ کلمات کہے جو قرآن پاک نے نقل فرمائے ہیں:

فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ (الجن)

''تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے اور ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے''۔

نبی اقدس پر اللہ تعالیٰ نے قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ (تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی) نازل فرمایا، یہ قول جن ہی تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ (راواہ البخاری)

شق صدر اور ساتھیوں کی حیرانی

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کو اٹھا کر دل چیرا ایک لوتھڑا نکالا اور فرمایا یہ نصیب شیطانی ہے (وہ لوتھڑا وہی ہوگا جس میں شیطانی وساوس راہ پا سکتے ہیں، اسے کاٹ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کا اظہار کر دیا) پھر سنہری طشتری میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دل مبارک دھویا پھر اسے باہم ملایا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ بچے آپ کی رضاعی ماں کے پاس دوڑتے آئے اور کہا کہ محمد (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) تو مار دیئے گئے ہیں۔ سب لوگ آپ کی طرف دوڑے آپ کا رنگ مبارک بدلا ہوا تھا۔ راوی حدیث حضرت انس فرماتے ہیں سوئی سے سینے کی علامات میں آپ کے سینہ میں دیکھا کرتا تھا۔ (رواہ مسلم)

شکاری خود شکار ہوگیا

۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ضماد ازدی مکہ مکرمہ میں آیا وہ ہوا (مراد دماغی مریض ہے) کا دم کیا کرتا تھا۔ مکہ کے احمقوں کی زبانی اس نے سنا کہ سید کل صلی اللہ علیہ وسلم پر جنون طاری ہے کہنے لگا کہ اگر وہ مجھے ملتے تو میرے ہاتھوں اللہ کریم انہیں شفا

عطا کر دیتا۔ ابن عباس بتاتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور کہنے لگا کہ جناب! میں اس مرض کا معالج ہوں، کیا آپ علاج کروانا پسند فرمائیں گے۔ حضور کریم نے یہ کلمات طیبہ ارشاد فرمائے:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

''یقیناً استحقاق حمد ذات خداوندی کو حاصل ہے، ہم اس کی حمد سے رطب اللسان ہیں اور اس کی اعانت کے طلبگار، جسے وہ راہ راست دکھاتا ہے اسے گمراہی کی تاریکیوں میں کوئی نہیں دھکیل سکتا اور جسے وہ راہ راست سے دور کر دیتا ہے وہ کہیں ہادی نہیں پاتا۔ میں اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ محمد عربی علیہ صلوات اللہ وسلامہ مرکز مقام عبودیت اور منبع فیض رسالت ہیں۔ بعد ازاں''

حضور کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم ابھی اما بعد کے لفظ پر پہنچے ہی تھے کہ وہ کہنے لگا کہ ایک دفعہ یہی کلمات دہرا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ مبارک عبارت دہرائی۔ وہ کہنے لگا، میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں کے اقوال سنے ہیں، میں نے کسی کی زبان سے ایسے کلمات نہیں سنے۔ یہ تو سمندر کی گہرائی کو پہنچ گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر اپنا ہاتھ مبارک مجھے تھامنے کی اجازت مرحمت فرمایئے تاکہ میں اسلام کی بیعت کر سکوں۔ ابن عباس کہتے ہیں پھر اس نے آپ سے بیعت کی۔ (رواہ مسلم)

دشمن رسول کو فرشتے مارتے ہیں

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابو جہل کہنے لگا کہ لوگو! کیا محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو غبار آلود فرماتے رہتے ہیں (اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری موجودگی میں نماز پڑھتے ہوئے سر مبارک سجدہ میں رکھتے ہیں اور چہرہ پر سجدے کی وجہ سے مٹی پڑتی رہتی ہے۔ مترجم) لوگ بولے، جی ہاں، کہنے لگا لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے انہیں ایسے کرتے دیکھا تو ان کی گردن کو کچل ڈالوں گا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ گردن روندنے کی نیت سے آیا (پھر عجیب بات ہوئی) اچانک وہ پچھلے پاؤں ہٹا اور اپنے ہاتھوں کو یوں ہلانے لگا گویا اپنے آپ کو بچا رہا ہے، لوگوں نے اس سے پوچھا، تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہنے لگا میرے اور محبوب برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان آگ کی خندق حائل ہو گئی ہے، ایک خوف چھایا ہوا ہے اور پروں کی پھڑ پھڑاہٹ ہے۔ نبی رحمت شافع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے اور اچک لیتے۔ (رواہ مسلم)

کافر چراغ مصطفوی بجھانا چاہتے ہیں

۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ایک رات قریش نے مکہ میں باہم مشورہ کیا، ایک بولا صبح انہیں بیڑیوں میں کس دو، دوسرا کہنے لگا، انہیں قتل کر دو۔ تیسرے کی تجویز تھی ملک بدر کر دو۔ مولا کریم نے اپنے محبوب رحیم کو اطلاع کر دی، وہ رات حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے آپ کے بستر مبارک پر گزاری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، اور غار حرا میں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ مشرک

ساری رات جناب علی رضی اللہ عنہ کو حضور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سمجھ کر نگرانی کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو دھاوا بولا، مگر ناکام رہا کیونکہ ان کی نگاہوں نے وہاں حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو پایا۔ پوچھنے لگے تیرے محبوب کہاں ہیں؟ کرار کا اشارہ تھا مجھے کیا پتہ۔ اب قریش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقوش پا پر چلنے لگے مگر پہاڑ میں یہ نشان بھی نہ مل سکے۔ پہاڑ پر چڑھے غار کے پاس سے گزر ہوا تو اس کے دروازے پر مکڑی کا تنا ہوا جالا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اگر وہ غار میں داخل ہوئے ہوتے تو اس کے دروازے پر یہ جالا نہ ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غار میں تین راتیں تشریف فرما رہے۔ (رواہ احمد)

شب ہجرت کی جلوہ ریزیاں

۱۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عازب نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ صدیق! جب آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رات کی تنہائیوں میں تنہا نکلے تھے تو ماجرا کیسے پیش آیا تھا؟ حضرت صدیق نے جواب دیا کہ ہم رات بھر اور اگلی دو پہر تک چلتے رہے۔ راستہ خالی تھا کوئی چلنے والا نہ تھا۔ ایک طویل چٹان ہمارے سامنے آئی۔ جہاں دھوپ نہ تھی اور سایہ پھیلا ہوا تھا۔ ہم وہاں اتر پڑے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے جگہ صاف کی تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام استراحت فرما سکیں۔ میں نے اس ہموار زمین پر پوستین بچھا دیں اور سرکار دل و جان کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ حضور! آپ آرام فرمائیں، میں ماحول پر نگاہ رکھوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمانے لگے اور میں ماحول کی نگرانی کرنے لگا۔ مجھے ایک چرواہا آتا دکھائی دیا۔ میں نے اسے کہا کہ کیا آپ کی بکریوں میں کوئی شیر دار بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کہ دودھ دے گا کہنے لگا، جی ہاں۔ اس نے ایک بکری پکڑی اور ایک کاٹھ کے پیالے میں اس کا دودھ دوہا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک برتن بھی ساتھ رکھا ہوا تھا جو آپ کے لئے پانی پینے اور وضو کرنے کے کام آرہا تھا۔ دودھ اس برتن میں ڈالا۔ حضور مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ مگر آپ کو بیدار کرنا آداب محبت کے خلاف سمجھا، جب آپ نے خود نگاہ ناز کھولی تو میں نے دودھ میں پانی ملایا تا کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے۔ میں نے نوش فرمانے کیلئے درخواست پیش کی آپ نے نوش فرمایا تو مجھے خوشی و رضا کی دولت ملی، آپ نے فرمایا، کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کیا جانے کا وقت ہے، سورج ڈھلا تو ہم چل دیئے۔ سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کر رہا تھا میں نے عرض کیا، حضور! ہم تو دریافت کر لئے گئے ہیں۔ مجھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا فکر نہ کیجئے، اللہ ہمارے ساتھ ہے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ: 40) حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک سطح ارضی میں دھنس گیا (سراقہ اچانک یہ کیفیت پا کر) کہنے لگا میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے۔ اب میرے لئے دعا کرو (تا کہ میں اس مصیبت سے بچوں) اللہ گواہ ہے کہ میں متلاشیوں کو واپس کرتا جاؤں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تو اسے دولت نجات ملی۔ اب واپس جاتے جسے وہ دیکھتا کہتا کہ ادھر تو کوئی بھی نہیں۔ لہٰذا واپس چلو۔ یہ سن کر لوگ واپس چل پڑتے۔ (رواہ البخاری و مسلم) حدیث میں انفض کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عرب کہتے ہیں نفض المکان جب سب کچھ مکان میں دیکھا۔

صدیق اکبر قصہ ہجرت سناتے ہیں

۱۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تیرہ درہم میں کجاوہ خریدا۔ حضرت عازب (راوی کے والد ماجد) کو فرمایا کہ آپ (اپنے بیٹے) براکو حکم دیں کہ وہ کجاوہ میرے ساتھ اٹھالے چلے، حضرت عازب نے جواباً کہا کہ یہ حکم میں اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک آپ واقعہ ہجرت نبوی نہ سنا دیں۔ کیونکہ آپ ہی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ برا کہتے ہیں کہ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ہم رات میں نکلے، رات دن چلتے رہے دو پہر ہونے کو آ گئی اور دو پہر کو آرام کرنے والے آرام کرنے لگ گئے۔ ہمیں سوائے سراقہ بن مالک کے کوئی تلاش نہ کر سکا سراقہ گھوڑے پر سوار تھا۔

سراقہ آتا ہے مگر شکار ہو جاتا ہے

میں نے سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں التجا کی متلاشی تو آ پہنچا، جواباً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ کریم ہمارے ساتھ ہیں۔ سراقہ بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ فاصلہ ایک دو یا تین نیزوں سے زائد نہ تھا۔ میں نے پھر درخواست پیش کی کہ حضور! متلاشی تو آ پہنچا۔ میں یہ کہہ کر رو پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ صدیق نے عرض کی خدائے واحد کی قسم! میں اپنی جان کے لئے نہیں رو رہا ہوں یہ سب آنسو تو جان سرکار کی فکر کی وجہ سے بہہ رہے ہیں (1)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بددعا دی (بددعا کے کلمات یہ تھے) اللہ! ہمیں جس ذریعے سے تو اس سے بچانا چاہتا ہے بچالے۔ (ملاحظہ فرمائیں ان الفاظ کو پھر بھی شان رحمۃ للعالمینی نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ اس کی سزا اپنی طرف سے تجویز فرما کر عرض کرتے کہ اسے یوں کر دے ارشاد یہی ہوا کہ جس طرح تو کرنا چاہتا ہے اس طرح کر کے اس کے شر سے بچالے)۔

ٹھوس اور سخت زمین میں اس کا گھوڑا پیٹ تک دھنس چکا تھا۔ وہ کود کر گھوڑے سے الگ ہو کر کہنے لگا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے معلوم ہے کہ یہ سب کچھ آپ کے عمل سے ہوا ہے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے (اگر آپ مجھے نجات دلا دیں گے تو) میں قسمیہ وعدہ کرتا ہوں کہ میرے پیچھے جو بھی آپ کو تلاش کرنے آ رہے ہیں انہیں بھٹکا دوں گا۔ یہ

1۔ جو کچھ یہاں ہوا ہے وہی کچھ غار میں بھی ہوا تھا۔ صدیق کے آنسو یہاں بھی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے بہہ رہے تھے اور غار میں بھی آنسوؤں کی لڑیاں انہی کے لئے ٹوٹ رہی تھیں مقام محبت سے بے خبر لوگ ان رموز کو نہ پا کر باتیں بنا سکتے ہیں مگر سالکان راہ کو پتہ ہے کہ جب محبوب عاشق کے سامنے کسی تکلیف میں مبتلا ہو رہا ہو تو عاشق پر کیا گزرتی ہے۔ پھر وہ مرد وفا سرشت اور ترجمان رسول صدیق جس نے محبت کو نئے عنوانات دیئے ہیں جس نے عشق کو رعنائیاں دی ہیں جس نے الفت کی نوک پلک سنواری ہے جب اپنی آنکھوں کے سامنے کبھی غار کی تنہائیوں میں اور کبھی صحرا کی پنہائیوں میں اپنے محبوب کو دشمنوں کے نرغے میں پاتا ہے تو اس کے دل و دماغ پر کیا گزرتی ہے اسی حالت کا اظہار وہ بے زبان آنسو کرتے ہیں جو صدیق کبھی غار میں بہاتے ہیں اور کبھی صحرا میں، کچھ ایسی کیفیت ہوتی ہے جس کا نقشہ شاعر نے یوں کھینچا ہے۔

میں لٹا رہا ہوں موتی میں بچھا رہا ہوں کلیاں   میری فکر نو بنو سے تیری رہگزر سجی ہے!

ناواقفان راہ محبت اور ناشناسان کوئے صداقت کو یہی کہا جا سکتا ہے:

او اشناس نہ دلبر خطا اینجا است   (مترجم)

ہے میرا ترکش اس سے ایک تیر بھی نکال لیں کیونکہ آپ فلاں اور فلاں جگہ سے میرے اونٹوں اور بھیڑوں بکریوں کے پاس سے گزریں گے (میرا تیر دکھا کر) ان میں سے جتنی ضرورت ہو لے لینا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شان استغنا کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ اب حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دست دعا اٹھا دیئے اس کو گرفت سے رہائی ملی اور وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس پلٹا (کتب سیر میں یہ بھی موجود ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے سنہری کنگن دیکھ رہا ہوں۔ پھر دور فاروقی میں چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ کسریٰ کے کنگن مسجد نبوی میں ہیں اور فاروق کی عقابی نگاہیں مجمع میں سے سراقہ کو تاڑ رہی ہیں پھر حاضرین نے دیکھا کہ سراقہ محراب میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہیں اور فاروق اعظم اپنے ہاتھوں سے کسریٰ کے سنہری کنگن سراقہ کو پہنا رہے ہیں۔ فاروق کی نگاہوں سے آنسو ڈھلکنے لگتے ہیں یہ فرحت وسرور کے آنسو ہیں۔ وہ سراقہ کو حکم دیتے ہیں کہ منبر پر چڑھ کر بازو فضا میں لہرا دو تا کہ کائنات کی نگاہیں دیکھ سکیں کہ بے آب وگیاہ صحرا میں دشمن کے نرغے میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی کئی سالوں پہلے فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی ہے آج وہ غیب شہود میں آ گیا ہے جو لوگوں کے لئے تو غیب تھا مگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لئے غیب نہ تھا۔ کیونکہ بقول علامہ اقبال:

چشم او برزشت و خوب کائنات　　در نگاہ او غیوب کائنات

مدینہ والوں کا استقبال اور نعرۂ رسالت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر جاری رکھا، ہم مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ لوگ استقبال کے لئے راستوں اور پگڈنڈیوں پر نکل آئے۔ راستے میں نوکر چاکر اور بچے نعرہ تکبیر کی گونج میں ''جاء رسول اللہ جاء محمد صلوات اللہ علیہ'' کا اعلان کر رہے تھے۔ (1)

1۔ مسلم شریف جلد نمبر ۲ مصری ص ۴۰۶ کے الفاظ یہ ہیں کہ یا محمد یا رسول اللہ کے نعروں سے فضائیں گونج رہی تھیں۔ یہ مدینہ طیبہ میں حضور کا ورود مسعود تھا۔ دلوں کا شاہ کیا آیا بہاریں چھا گئیں، موسم بدل گیا، نور بکھر گیا، زندگی رعنائیوں سے عبارت ہوگئی۔ یا رسول اللہ کا نعرہ عاشقاں بلند ہوا۔ صحابہ، صحابیات، آقا، غلام، بوڑھے، بچے پکار اٹھے یا محمد یا رسول اللہ، آج کچھ حضرات کہتے ہیں:

یا رسول اللہ کا اجتماعی نعرہ ثابت نہیں؟ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کیا یہ صحابہ کرام کا اجتماعی نعرہ نہیں، کیا یہ مدینہ والوں کا نعرہ نہیں؟ کیا یہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا استقبال کرنے والوں کا نعرہ نہیں؟ کیا یہ عاشقان روئے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا نعرہ نہیں؟ کیا عمل صحابہ بھی شرک ہوتا ہے؟ ہم نے تو صحابہ کو انفرادی حیثیت سے بھی یہ نعرہ بلند کرتے ہوئے سنا، اجتماعی حیثیت سے بھی ان کے نعرے کی گونج کا آسمان گواہ ہے۔ ان کی تنہائیوں کا یہ وظیفہ ہے اور وراثت صحابہ کے طور پر اولیائے امت یہ وظیفہ پڑھتے آئے ہیں اور قیام قیامت تک پڑھتے جائیں گے۔ علمائے حق بھی اولیائے کرام کا ہاتھ تھامے یہی اعلان کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت کی زبانی سنیئے:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

فقیر مترجم نے عرض کیا ہے:

ظلمت عصیاں میں جب تجھ کو پکارا یا رسول　　ظلمت عصیاں کا ہر دریا کنارہ ہو گیا

(مترجم)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینہ کا ہر آدمی خواہش مند تھا کہ دریائے رحمت کا رخ اس کے گھر کی طرف ہو، حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیقراری دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ آج میں جناب عبدالمطلب کے ننھیال بنی نجار میں رات بسر فرما کر انہیں اپنی عظمت بخشوں گا جب صبح ہوئی تو جہاں کا امر تھا(1) (آپ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ مترجم) آپ وہاں تشریف لے چلے۔ (مسند امام احمد)

ساقیٔ کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام بے موسمی دودھ پلاتے ہیں

۱۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں ابھی بچہ تھا اور مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ حضور شفیع المذنبین علیہ صلوات رب العالمین یار غار کی معیت میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا لڑکے! کیا تیرے پاس ہمیں پلانے کے لئے دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں امانت دار ہوں لہذا دودھ پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی نوعمر بکری ہے جسے ابھی کسی نر نے دیکھا نہ ہو؟ میں ان حضرات کے پاس ایسی بکری لے آیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھنگا لگایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کھیری کو دست عطا لگایا دعا فرمائی پھر دودھ سے کھیری بھر گئی۔ دودھ دوہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی دودھ نوش فرمایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ پھر کھیری کو خشک ہونے کا حکم صادر فرمایا تو کھیری خشک ہوگئی۔ میں (یہ معجزہ دیکھنے کے بعد) خدمت گرامی میں شرف حضوری سے مشرف ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! یہ پاکیزہ ارشاد مجھے بھی سکھا دیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا تو سیکھنے والا لڑکا ہے۔ میں نے پھر کان وحی اور منبع علم و حکمت سے ستر سورتیں پڑھیں جن میں میرے ساتھ اور کوئی شریک نہ تھا۔ (روی فی حلیۃ الاولیاء)

ام معبد عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتی ہیں

۱۸۔ حزام بن ہشام نے اپنے والد کی زبانی اور انہوں نے اپنے دادا جیش بن خالد کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا (یاد رہے کہ جیش حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں) کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے تھے تو حضرت ابو بکر اور ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی بھی دلیل راہ کے طور پر آپ کے ساتھ تھے۔ ام معبد کے خیموں کے پاس سے اس قافلۂ شوق کا گزر ہوا تو ام معبد سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس کے پاس تو کچھ بھی بیچنے کے لئے نہ تھا۔ کیونکہ قحط و بدحالی نے اس علاقہ کے باسیوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ خیمے کے ایک گوشے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ناز ایک بکری پر پڑی۔ فرمایا ام معبد! اس بکری کی کیفیت کیا ہے۔ عرض کرنے لگیں کہ یہ بیچاری دودھ سے درماندہ ہے اس کی خستہ حالی نے اسے ریوڑ کے ساتھ چلنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ ارشاد فرمایا کیا آپ اسے دوہنے کی اجازت دیں گی، ام معبد بولیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دودھ ہے تو دوہ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری پاس بلوائی اور دست ناز اس کی کھیری پر پھیرا۔ اللہ کریم کا نام نامی ورد زبان ہوا۔ ام معبد کے لئے بکری کے سلسلہ میں دعا کی۔ پھر کیا تھا بکری نے پاؤں کھول دیئے دودھ اتر آیا اور جگالی کرنے لگی۔ ایک برتن طلب فرمایا جو گروہ و قافلہ

1۔ آپ نے فرمایا تھا اونٹنی کو چھوڑ دو وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے اور اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ (مترجم)

کو سیراب کرسکتا تھا۔ اس برتن میں خوب دودھ دوہا حتیٰ کہ جھاگ آ گئی۔ ام معبد کو سیر ہو کر پلایا۔ صحابہ نے بھی سیر ہو کر پیا۔ خود نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے آخر میں نوش فرمایا۔ پھر دوبارہ دوہ کر دہ برتن بھر دیا۔ یہ بھرا ہوا برتن ام معبد کو عطا فرما دیا۔ ام معبد نے دست حق پر بیعت کی اور یہ قافلہ عشق و مستی اپنی منزل کو چل دیا۔ شرح السنہ، استیعاب از ابن عبد البر۔ کتاب الوفا از ابن جوزی جیسی کتب میں یہ حدیث روایت ہوئی ہے۔

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضوریزیاں

۱۹۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نماز پڑھائی، آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ خطاب عالی سے نوازنا شروع کیا۔ یہ علم کی خیرات نماز ظہر تک بٹتی رہی پھر آپ مصلیٰ پر رونق فرما ہوئے، ظہر کی امامت فرما کر پھر منبر کو معزز فرمایا، وقت عصر آ گیا، مصلیٰ کو عزت بخشی۔ جماعت سے نماز پڑھائی۔ پھر منبر کو نوازا، سورج ڈوبنے تک تقریر دلپذیر جاری رہی۔ قیامت تک پیش آنے والا ہر واقعہ ارشاد فرما دیا۔ راوی فرماتے ہیں اب صحابہ میں وہ آدمی سب سے بڑا عالم ہے جسے یہ تقریر شریف سب سے زیادہ یاد ہے۔ (صحیح مسلم) (1)

حضرت عدی (1) علم نبوی کی وکالت فرماتے ہیں

۲۰۔ حاتم طائی کے صاحبزادے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آ کر فاقہ کی شکایت کی۔ اسی محفل عالی میں دوسرے نے آ کر راستہ میں ڈاکے پڑنے کی شکایت کی۔ فرمان ہوا کہ عدی تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ اگر تیری زندگی نے وفا کی تو تو دیکھے گا کہ ہودج نشین (2) خاتون حیرہ سے تن تنہا طواف کعبہ

1۔ باعث تخلیق کائنات کے علم پر اعتراض کرنے والے ذرا اس حدیث پاک کے آئینہ میں اپنی مقدس شکلیں دیکھیں، وہ تو ایک ہی رٹ لگاتے رہے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا۔ نبی کا علم اگر جزئی ہے تو پھر اسے زید و عمرو تو کیا کسی جانور پر بھی فضیلت علمی حاصل نہیں۔ نبی بڑے بھائی کے برابر ہوتا ہے۔ یہ تو تھے ان نام نہاد علماء کے ہفوات اور دوسری طرف ہیں حاملان علوم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صحابہ کرام کے ارشادات، وہ تو فرماتے ہیں کہ قیامت تک کے علوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ جنتیوں کو جنت پہنچانے تک اور جہنمیوں کے جہنم رسید ہونے تک کے سب واقعات حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائے اور صاحب قرآن خود ارشاد فرماتے ہیں میں جہنم سے نکل کر جنت میں پہنچنے والے آخری انسان کو بھی جانتا ہوں۔ قرآن نے کہا جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ اللہ نے آپ کو بتلا دیا۔ قرآن کہتا ہے جس نبی کو مقام ارتضاء ملا اسے علم عطا ہو گیا۔ قرآن کہتا ہے خبیث و طیب کو الگ کرنے کے لئے نبی کو علوم ملے، مگر دور حاضر کا نام نہاد مفکر اور علم فروش ملاں کہتا ہے نہیں یہ سب کچھ شرک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ کچی پہلی کا طالب علم کہہ رہا ہے کہ پی ایچ ڈی جاہل ہے اور یہ اپنی جہالت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے مترادف ہے۔ اگر صفحات کی کم دامنی کا احساس نہ ہوتا تو ہم اس موضوع پر بہت کچھ لکھتے مگر قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور دیگر اکابر اہل سنت کی کتب اس موضوع پر وافر مقدار میں اظہار حق کے لئے موجود ہیں اور لاجواب ہیں کسی کو آج تک ان کے قرآن و سنت پر مبنی دلائل توڑنے کی توفیق نہیں ہوئی اور نہ ہی ہوگی۔ منکرین کی تو وہی حالت ہے جس کا نقشہ فاضل بریلوی نے یوں کھینچا ہے۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یار ہے　　　پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

(مترجم)

2۔ کجاوہ نشین

کے لئے آئے گی اور اللہ کے سوا کسی کا اسے خوف نہ ہوگا۔ اگر تیری زندگی نے وفا کی تو تو دیکھ لے گا کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے۔ اگر تیری زندگی نے ساتھ دیا تو تو یہ بھی دیکھ لے گا کہ آدمی سونا اور چاندی ہتھیلی پر رکھے غریبوں کی تلاش میں ہوگا تاکہ دے سکے مگر اسے کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ اللہ کریم قیامت کے دن ہر آدمی سے بغیر کسی ترجمان کے دوبدو ملے گا اور پوچھے گا کیا میں نے تیرے پاس تبلیغ کے لئے رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ جواب دے گا جی ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ آدمی دائیں دیکھے گا تو صرف جہنم پر نظر پڑے گی بائیں دیکھے گا تو صرف جہنم ہی دکھائی دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی بچ سکو، اگر کھجور کا ٹکڑا بھی نہیں تو کلمہ خیر ہی کہہ کر جہنم سے بچنے کی کوشش کرو۔ عدی فرماتے ہیں: میں نے پھر دیکھا کہ حیرہ سے ہودج نشین خاتون چلی مسافتیں طے کرتی طواف کعبہ سے سرفراز ہوئی اسے خدا کے علاوہ کسی کا خوف نہ تھا۔ رہی بات کسریٰ کے خزانوں کی تو میں خود ان مجاہدین میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کے دروازے کھولے تھے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو فرماتے ہیں اگر تم زندہ رہے تو نبی معظم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا و چاندی ہتھیلی پر رکھ کر غریب تلاش کرنے کی جو بات ارشاد فرمائی ہے وہ بھی تم دیکھ لو گے۔ (صحیح بخاری)۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین غیب بیان فرمائے۔ دو حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے دور میں پورے ہو گئے۔ تیسرے کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ تم دیکھ لو گے۔ کیونکہ ابوالقاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر ارشاد سچ ہوتا ہے۔ یہ تیسری پیشگوئی امت کی تاریخ میں کئی دفعہ پوری ہوئی اور کئی دفعہ پھر پوری ہوگی۔ مترجم)

مستقبل کی خبریں

۲۱۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کے سایہ میں چادر سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ ہم نے مشرکوں کی طرف سے پہنچنے والی سختیوں کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ اللہ کریم سے دعا فرمائیں۔ آپ سیدھے تشریف فرما ہوئے چہرۂ انور سرخ ہو گیا ارشاد فرمایا کہ پہلے دور میں آدمی کو گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیا جاتا تھا۔ پھر آری اس کے سر پر رکھ کر اسے دو حصوں میں چیر دیا جاتا تھا۔ پھر بھی وہ دین سے نہیں رکتا تھا۔ لوہے کے کھریروں سے اس کے گوشت اور پٹھوں کو ہڈیوں سے الگ کر دیا جاتا اور پھر بھی وہ دین نہیں چھوڑتا تھا۔ قسم بخدا یہ معاملہ (اسلام) پورا ہو کر رہے گا وہ دور بھی آئے گا کہ سوار صنعاء سے یمن تک چلتا جائے گا اور خدائے قدوس کے علاوہ اسے کسی اور کا خوف نہ ہوگا، یا یہ خوف ہوگا کہ بھیڑیا بکریاں نہ مارے (وقت تو ضرور آ کر رہے گا) تم خواہ مخواہ (گھبرا کر) جلد بازی پر اتر آئے ہو۔ (رواہ البخاری)

نگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی اور صحابہ کا ایمان

۲۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا جب حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے خندق کھودنے کا حکم دیا (جنگ خندق کا واقعہ ہے) تو خندق میں ایک چٹان آ گئی جس سے کھودنے کا معاملہ مشکل ہو گیا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے اور کدال لی اپنی چادر مبارک خندق کے کنارے پر رکھی اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ (الانعام: 115)

''اور پوری ہے رب کی بات سچ اور انصاف میں۔ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں وہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

یہ پڑھ کر ضرب لگائی تو پتھر کا تیسرا حصہ کٹ گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے دیکھ رہے تھے۔ حضور کی ضرب اقدس سے بجلی سی چمکی۔ پھر دوسری ضرب ماری اور پھر وہی آیت شریفہ تلاوت فرمائی: وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ چٹان کی اور ایک تہائی بکھر گئی اور پہلے کی طرح بجلی کی چمک سی پیدا ہوئی جسے جناب سلمان نے ملاحظہ فرمایا۔ اب تیسری ضرب تھی اور وہی آیت مقدسہ کہ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۱۵﴾ باقی کی تہائی بھی پاش پاش ہوگئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے باہر تشریف لائے۔ اپنی چادر مبارک اٹھالی اور تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت سلمان نے خدمت عالیہ میں عرض پیش کی یا رسول اللہ! آپ جب بھی ضرب لگاتے تھے تو چمک پیدا ہوتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، سلمان! کیا تم نے وہ چمک دیکھی تھی؟ سلمان نے عرض کیا اس ذات اقدس کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے میں نے وہ چمک دیکھی تھی زبان وحی ترجمان سے یوں پھول جھڑے کہ جب میں نے پہلی بار ضرب لگائی تھی تو کسریٰ کا دار الخلافہ مدائن، اس کا ماحول اور کئی اور شہر میں نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیے۔ حاضرین صحابہ نے التجا کی حضور! دعا فرمائیں یہ شہر ہم فتح کریں اور وہاں کے باسی ہماری غنیمت بنیں۔ راوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمادی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر دوسری ضرب پر قیصر کے شہر اور ان کا ماحول میں نے اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھا، صحابہ نے پھر اپنی درخواست دہرائی کہ دعا فرمائی جائے کہ یہ شہر ہم فتح کریں اور وہاں کے باسی و رعایا ہماری غنیمت بنیں۔ حضور کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا بھی فرمادی۔ ارشاد ہوتا ہے پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو حبشہ کا دار الحکومت اور اس کا سارا ماحول میں نے اپنی مقدس آنکھوں سے دیکھا (1)۔ (رواہ النسائی)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور علم نبوی

۲۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے دوران جناب عمار رضی اللہ عنہ کا سر

1۔ کتب حدیث (تاریخ گواہ ہیں کہ صحابہ کرام نے یہ علاقے صدیقی، فاروقی و عثمانی خلافت میں فتح فرمائے۔ خلافت کے دور میں وہ ظہور پذیر ہوا جس کے لئے صحابہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا منگوائی تھی۔ اگر یہ خلافت منہاج نبوت پر نہ ہوتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ صحابہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے دعا منگاتے اور عرض کرتے ہیں کہ آقا! یہ شہر اور یہ علاقے ہمیں دلوادیں۔ پتہ چلا کہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار مانتے تھے ورنہ التجا و درخواست کا کیا معنی؟ بجلی کی چمک کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ملاحظہ فرماتے ہیں یہ ان کی ولایت کی دلیل ہے جس کا ظہور حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتا ہے تاکہ کرامات اولیاء کو سند جواز عطا ہوسکے۔ ایک صحابی زخمی حالت میں جناب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے میدان جہاد میں آئے اور کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے جارہا ہوں۔ اگر کوئی پیغام ہو تو ارشاد فرمائیں۔ امین الامت نے جو پیغام دیا وہ اقبال کی زبانی سنیئے وہ فرماتے ہیں۔

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غفور نے   پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

ان وعدوں سے بھی اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔ (مترجم)۔

پونچھا اور فرمایا ابن سمیہ کے غبار آلود بیٹے! تجھے تو ایک باغی جماعت قتل کرے گی (1)۔ (صحیح مسلم)

مجاہدین امت نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

۲۴۔ جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تھے ایک دن آپ تشریف لائے تو ام حرام نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا پھر سر مبارک کے مقدس بال صاف کرنے لگیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں ہی خواب استراحت فرمانے لگے۔ آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ کہتی ہیں میں نے عرض کیا حضور! اس جان بخش تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا، میری امت کے کچھ غازیان راہ خدا میرے سامنے پیش کئے گئے جو اس سمندر کے بڑے حصے پر سوار ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ تختوں پر بیٹھے بادشاہ ہیں، کہتی ہیں میں نے درخواست پیش کی کہ حضور! اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ ذات اقدس مجھے بھی ان مجاہدین میں شامل فرمالے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر سر مبارک بستر پر رکھا اور آرام فرمایا پھر جاگے تو لبوں پر وہی پیارا پیارا تبسم تھا۔ میں نے پھر مسکراہٹ کی وجہ پوچھی پہلے کی طرح پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جواب عطا فرمایا میری امت کے غازیان راہ خدا میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں کہتی ہیں میں نے پھر التجا کی حضور! اللہ سے دعا فرما کر مجھے بھی ان میں شامل کرا دیجئے۔ ارشاد فرمایا تو تو پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ام حرام رضی اللہ عنہا سمندری بیڑے کے ساتھ سوار ہوئیں سمندر عبور کر کے سواری پر سوار ہوئیں تو گر پڑیں اور وفات پا گئیں (2)۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابن سلام یہود کے کردار کا تذکرہ فرماتے ہیں

۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی زمین پر پھل چن رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا سنا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ میں آپ سے صرف تین باتیں پوچھوں گا جن کا علم نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ہوتا (ارشاد فرمائیے کہ) قیامت کی پہلی پہلی شرطیں کیا ہیں؟ جنتیوں کا پہلا کھانا کون سا ہوگا؟ بچہ ماں یا باپ سے کس بنا پر مشابہ ہوتا ہے؟ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جواباً ارشاد فرمایا: ابھی ابھی یہ باتیں جناب جبریل علیہ السلام نے پیش خدمت کی ہیں۔ قیامت کی پہلی شرط تو ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر اکٹھا کر دے گی۔ اور پہلا کھانا جو جنتیوں کو ملے گا وہ مچھلی کے جگر کے حصے ہوں گے، اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر پہل کر جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کا پانی مسابقت پالے تو بچہ کو وہ اپنی طرف کھینچ لے گی۔ (یہ سن کر حضرت ابن سلام) بولے، میں

1۔ جناب حیدر رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور ارشاد نبوی پورا ہوا۔ مترجم

2۔ ام حرام رشتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ تھیں۔ لہٰذا وہ محرم ہیں۔ تفلی کا معنی جوئیں تلاش کرنا ہے مگر یہاں وہ معنی مراد نہیں اس لئے کہ انبیاء کرام کے قریب جوئیں نہیں جاتیں نہ مکھیوں کی وہاں رسائی ہوتی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ازواج مطہرات کے جسموں پر بوجہ احترام نبوی مکھیاں نہیں بیٹھا کرتی تھیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد نوری پر مکھیوں کا بیٹھنا یا جوؤں کا پھرنا محال ہے۔ یہاں مراد بالوں کو ادھر ادھر ہٹانے سے ہے تاکہ کوئی تنکا وغیرہ نہ رہے صاف ہو جائیں۔ یا ویسے بھی بالوں میں انگلیاں ڈال کر انہیں ادھر ادھر ہٹانے کی کیفیت مراد ہے اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ ام حرام محرمہ ہیں۔ (مترجم)

گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ کریم کی ذات پاک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور! یہودی بہتان تراش قوم ہے اگر میرے متعلق دریافت فرمانے سے قبل انہیں پتہ چل گیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو وہ مجھے الزام تراشی کا نشانہ بنا دیں گے۔ اب یہودی بھی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں؟ کہنے لگے وہ خود بھی سراپا خیر ہیں اور سراپا خیر کے بیٹے ہیں وہ صرف آقا ہی نہیں بلکہ آقازادے بھی ہیں (یہ رائے لینے کے بعد) حضور نے فرمایا، اگر عبداللہ بن سلام اسلام لے آئیں تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ کہنے لگے خدا اسے اسلام سے بچائے۔ عبداللہ (جس مکان میں چھپے بیٹھے تھے تاکہ ان کی عدم موجودگی میں یہود صحیح رائے دے سکیں اس مکان سے) باہر نکل آئے اور ''أشھد أن لا الله إلا الله وأشھد أنَّ محمدا رسول الله'' پڑھا۔ یہود نے فوراً رخ بدلا اور کہنے لگے یہ تو ہم میں شریر ابن شریر ہے۔ اب ان کی عیب جوئی میں مصروف ہو گئے۔ یہ سن کر جناب عبداللہ بولے، حضور! مجھے ان سے اسی بات کا خوف تھا۔ (صحیح بخاری)

عشق صحابہ کی رعنائیاں

۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسلمانوں کو ابوسفیان کے تجارت سے واپس آنے کی اطلاع ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کرنے لگے اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یا رسول اللہ! اگر آپ حکم دیں تو ہم سمندروں میں کود جائیں گے اور اگر ارشاد ہو کہ ہم مقام برک غماد تک اپنی سواریوں کو دوڑا دوڑا کر ان کے جگر خشک کر دیں تو ہم ایسا بھی کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ راوی فرماتے ہیں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے لوگوں کو بلایا۔ سب لوگ چلتے چلتے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں فلاں مرے گا اور یہاں فلاں مرے گا۔ آپ زمین پر ہاتھ مبارک سے نشان کرتے جاتے تھے۔ راوی کہتے ہیں جہاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان کر دیا تھا وہاں سے مرنے والا کوئی کافر ادھر ادھر نہ سرک سکا۔ (رواہ مسلم)

میدان جنگ نگاہ رحمت للعالمین میں

۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبر لوگوں کو اس سے پہلے ہی دے دی کہ ان کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید نے اسلامی فوج کا جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا اور شہید ہو گئے۔ پھر ابن رواحہ نے لیا اور جام شہادت نوش کیا۔ یہ فرماتے جا رہے تھے اور آپ کی مقدس آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ فرمایا یہاں تک کہ یہ سلسلہ چلتا رہا کہ اللہ کی ایک تلوار، خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھا لیا۔ اور اللہ کریم نے انہیں عزت فتح سے نوازا (1)۔ (رواہ البخاری)

ظاہراً مجاہد باطناً جہنمی شخص

۲۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم غزوہ حنین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ غزوۂ موتہ میں یہ سب کچھ پیش آیا۔

اپنے ساتھ جانے والے اسلام کے دعویدار ایک مرد کے لئے فرمایا یہ جہنمی ہے۔ جنگ شروع ہوئی تو وہ بہت شدت سے لڑا اور اسے کئی زخم آئے۔ ایک آدمی سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، یا رسول اللہ! جس کے بارے میں آپ ﷺ نے جہنمی ہونے کا فرمایا ہے وہ اللہ کے راستہ میں بڑی شدت سے لڑا ہے اور اسے بہت زخم آئے ہیں اس کے متعلق آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ ارشاد فرمایا وہ تو جہنمی ہے، یہ بات سن کر کچھ لوگوں کو شک پڑنے لگا۔ یہی کیفیت تھی کہ اس شخص کو زخموں کے درد نے ستایا اس نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ ایک مسلمان دوڑتا حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ کریم نے حضور کا ارشاد پورا کر دکھایا۔ فلاں نے تو خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ اکبر، میں گواہ ہوں کہ میں اللہ کا محبوب بندہ اور رسول ہوں۔ بلال! اٹھیے اور اعلان کیجئے کہ جنت میں صرف مومن ہی جائے گا۔ ہاں اللہ کریم کسی فاجر آدمی سے اپنے دین متین کی تائید کرا سکتا ہے۔ (رواہ البخاری)

جادوگروں کی سازشیں

۲۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور ﷺ پر جادو کر دیا گیا آپ خیال فرماتے میں نے فلاں کام کر دیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔ ایک دن آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے تو اللہ کریم سے دعا کے بعد دعا فرماتے رہے، پھر فرمانے لگے عائشہ! کیا تم نے محسوس کیا کہ میں نے جو کچھ اللہ کریم سے دریافت کیا تھا اس کا مجھے جواب عطا کر دیا گیا ہے میرے پاس دو آدمی آئے ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس عظیم المرتبت انسان کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے جواب دیا انہیں جادو ہے، پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا لبید بن اعصم یہودی کی یہ کاروائی ہے۔ پہلے نے پوچھا کس چیز پر عمل جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کنگھی، کنگھی کے ساتھ نکلنے والے بالوں اور نر کھجور کے شگوفہ پر۔ پہلے نے پوچھا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرا بولا ذروان کے کنوئیں میں ہیں۔ حضور مکرم شفیع معظم ﷺ اپنے خدام صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ فرمایا یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ کنوئیں کا پانی مہندی کا دھوون معلوم ہوتا تھا اور اس کی کھجوریں (۱) شیطانوں کے سر دکھائی دیتے تھے۔ (رواہ البخاری)

گستاخ ذرا حدیث میں اپنا چہرہ دیکھیں!

۳۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک غنیمت کی تقسیم میں مصروف تھے اور ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ذوالخویصرہ آیا، یہ قبیلۂ بنی تمیم کا ایک فرد تھا کہنے لگا، یا رسول اللہ! انصاف فرمائیے۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا تو ہلاک ہو اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ عدل نہ کرنے والے تو خائب و خاسر ہوتے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بولے حضور! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں اس کی گردن قلم کر دوں۔ ارشاد فرمایا اسے جانے دے۔ اس کے کچھ اور ساتھی بھی ہیں کہ دیکھنے والا تمہاری نمازوں کو ان کی نمازوں اور تمہارے روزوں کو ان کے روزوں کے

1۔ کھجوروں کے شگوفے۔

مقابلہ میں ہیچ پاتا ہے، یہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا۔ (دل نور قرآن سے منور نہیں ہوتا) وہ دین سے یوں نکل جاتے ہیں جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، شکاری پھل کو، پچھلے حصے کو، درمیانی حصے کو اور پروں کو دیکھتا ہے کچھ نظر نہیں آتا۔ گوبر دخول سے پہلے نکل جاتا ہے ان کی علامت ایک کالے رنگ کا آدمی ہوگا جس کے ایک بازو کا کنارہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا یہ لوگوں کے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہے اور میں اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ جناب حیدر رضی اللہ عنہ نے اس گروہ سے جنگ لڑی اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جناب کرار رضی اللہ عنہ نے اس علامت والے آدمی کی تلاش کرائی تھی۔ جب وہ خدمت میں لایا گیا تو میں نے اسے ہو بہو وہی پایا جس کی کیفیت سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی تھی۔

دوسری روایت میں ہے کہ گڑھی آنکھوں، ابھرے ماتھے، گھنی داڑھی، لٹکتے بھوؤں اور منڈے سر والا آدمی خدمت نبوی میں آکر کہنے لگا: یا محمد! (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اللہ سے ڈریے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگ جاؤں تو بتا پھر اس کا اطاعت کیش کون ہوگا؟ اللہ تو مجھے سب اہل زمین کا امین سمجھتا ہے مگر تم نہیں سمجھ رہے ہو؟ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر آپ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی اور وہ چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی نسل و اصل سے ایک قوم جنم لے گی جو قرآن تو پڑھے گی مگر وہ اس کے حلق سے نیچے اترنے کا نام نہ لے گا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو تو قتل کریں گے مگر بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

کافروں سے دوستی اور مسلمانوں سے دشمنی

وہ لوگ کافروں کے دوست اور مسلمانوں کے دشمن ہوں گے (1)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں انہیں پالوں تو یوں قتل کروں جس طرح قبیلۂ عاد قتل ہو گیا (2)۔

(رواہ البخاری و مسلم)

1۔ اس جماعت کا نقطۂ آغاز خارجی تھے پھر تاریخ نے مختلف ادوار میں انہیں کئی لباسوں میں دیکھا۔ دور حاضر میں بھی ان کی دوستیاں کافروں کے لئے وقف رہیں۔ گاندھی اور نہرو کو تو انہوں نے قائد مانا مگر پاکستان بنانے کے اس لئے مخالف رہے کہ یہ مسلمانوں کا ملک تھا۔ گاندھی جیسے مشرک کو یہ مساجد میں منبر نبوی پر لے آئے مگر پھر بھی موحد کے موحد ہی رہے۔ قائد اعظم تو ان کے دھرم میں کافر اعظم تھے مگر گاندھی صرف لیڈر ہی نہ تھا بلکہ بقول ان کے اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا۔ قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا جس کی نسل خبیث کے پھیلنے کا حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ذکر فرمایا تھا وہ نسل کہاں کہاں پھیلی۔ اہل حق نے انہیں مختلف رنگوں اور متنوع رنگوں میں دیکھ کر فرمایا (1)۔ یہ چراغ مصطفوی کے دشمن اور شرار بولہبی کے پرستار لاکھ چھپیں، چھپ نہیں سکتے۔

(1) بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

2۔ ان حضرات کو یہی کہا جا سکتا ہے:

آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ (مترجم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن سے قبر کی بھی دشمنی ہے

۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی کاتب نبوی تھا اسلام چھوڑ کر مشرکوں سے جا ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اسے قبول نہ کرے گی، حضرت انس کہتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں اس علاقے میں گیا جہاں وہ مرا تھا تو اسے زمین سے باہر پھینکا ہوا پایا۔ لوگوں سے پوچھا اس کی کیا کیفیت ہے؟ بولے ہم کئی دفعہ اسے دفن کر چکے ہیں لیکن زمین اسے قبول ہی نہیں کرتی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

حفاظت مدینہ

۳۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نکلے اور عسفان جا پہنچے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی راتیں وہاں قیام فرما رہے۔ لوگ کہنے لگے یہاں ہمارا کام تو کوئی بھی نہیں اور ہمارے اہل خانہ مدینے میں ہیں، ان کی حفاظت کیسے ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بات پہنچی تو فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی ہر گھاٹی اور نکڑ پر تمہاری واپسی تک دو دو فرشتے نگرانی و حفاظت کے لئے مامور ہیں۔ پھر فرمایا اب کوچ کیجئے۔ ہم نے کوچ کیا اور مدینہ طیبہ آ پہنچے، اس ذات کی قسم! جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ ابھی مدینہ پہنچ کر ہم نے کجاوے بھی نہیں اتارے تھے کہ بنی غطفان نے ہم پر شبخون علیحدہ ڈال دی۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ شبخون پر آمادہ نہ تھے۔ خدا جانے اب تک کس چیز نے انہیں غارت گری سے روک رکھا تھا۔ (رواہ مسلم)

جانثاران حضور پر کرم حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

۳۳۔ حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورافع (دشمن اسلام) کی طرف ایک گروہ بھیجا۔ آپ کے فرستادوں میں سے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے رات کو اسے سوتے میں جا لیا اور قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر دبائی اور وہ پیٹھ کی طرف نکل گئی۔ (چونکہ اندھیرا تھا جب تلوار جسم سے پار ہو گئی تو) میں سمجھ گیا کہ وہ قتل ہو گیا ہے اب میں سب دروازے (اس کے گھر اور ماحول کے) کھول کر سیڑھی تک آ پہنچا۔ (جو فصیل کے ساتھ حسب پروگرام لگی ہوئی تھی۔) میں نے وہاں پاؤں تو رکھا لیکن پاؤں صحیح نہ ٹکا اور چاندنی رات میں میں سیڑھی سے گر گیا۔ میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ پگڑی سے پنڈلی باندھ کر اپنے دوستوں کے پاس آ پہنچا۔ پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے پورا واقعہ خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ذرا پاؤں پھیلا دیجئے۔ میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا مجھے (ٹانگ ٹوٹنے کی) کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔ رواہ البخاری)

رجل، فاتح خیبر کی پیشین گوئی

۳۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا کل اس آدمی

کودوں گا جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہو جائے گا۔ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب سے محبت کرتا ہے اور اللہ کریم اور اس کے محبوب رحیم بھی اس آدمی سے الفت فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب لوگ اس توقع کے ساتھ قدم بوس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے کہ جھنڈا عطا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ فرمایا انہیں بلا بھیجو، آپ کو بلایا گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مبارک آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا آنکھیں یوں ٹھیک ہوئیں گویا انہیں کبھی تکلیف نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت کرار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام کیا اس وقت تک جنگ لڑتا رہوں گا کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں فرمایا آپ اپنے انداز سے چلیں جب ان کے آنگن میں جا پہنچیں تو دعوت اسلام دیں اور انہیں بتائیں کہ کون سے حقوق اللہ ان پر لازم ہیں، قسم بخدا اگر آپ کے ذریعے اللہ کریم کسی ایک آدمی کو دولت ہدایت سے نواز دے تو وہ تیرے لئے (غنیمت کے) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

قیصر و کسریٰ کے متعلق پیش گوئی

۳۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہو گیا۔ اب اس کے بعد کسریٰ نہ ہو گا۔ قیصر بھی ہلاک ہو گا پھر اس کے بعد قیصر بھی نہیں ہو گا اور تم ان کے خزانے راہ خدا میں تقسیم کر دو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو ایک چال قرار دیا۔ (بخاری و مسلم)

صحابہ کرام کی فتوحات بارے پیش گوئیاں

۳۶۔ حضرت نافع کہتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جزیرۂ عرب میں جنگ لڑو گے تو اللہ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم فارس والوں سے جنگ کرو گے اللہ وہ ملک بھی تمہیں عطا فرمائے گا۔ پھر رومیوں سے لڑائی ہو گی اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر دجال سے تمہاری لڑائی ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح یاب کرے گا۔ (رواہ مسلم)

۳۷۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خاندان کے خزانے کھول دے گی۔ (رواہ مسلم)

۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم خوزستان اور کرمان میں ایسے عجمیوں سے جنگ نہ لڑ لو جن کے چہرے سرخ ہیں ناکیں چپٹی اور بیٹھی ہوئی ہیں۔ آنکھیں چھوٹی ہیں۔ ان کے چہرے ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوں گے اور ان کے جوتے بالوں کے بنے ہوں گے۔ (رواہ البخاری) بخاری کی دوسری روایت میں جو حضرت عمرو بن تغلب سے انہوں نے روایت فرمائی ہے، عراض الوجوہ (چپٹے چہرے والے) کے الفاظ ہیں۔

سرزمین حجاز سے نکلنے والی آگ

۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ سرزمین حجاز میں ایسی آگ نہ بھڑک اٹھے گی جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔ بخاری و مسلم

نے اس حدیث پاک کو روایت کیا ہے۔ اور ایسی آگ بھڑک چکی ہے۔ (اس آگ سے بقول مورخین اتنے اونچے شعلے تھے کہ بصرہ سے نظر آ رہی تھی اور اس کی روشنی سے اندھیرے میں بیٹھے اونٹوں کی گردنیں چمک رہی تھیں)۔

فتح کی بشارتیں

۴۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے میرے صحابہ اور میرے امتیو!) تمہیں یقیناً نصرت ملے گی، غنیمت سے نوازے جاؤ گے اور فتح کے پھریرے اڑاؤ گے۔ جسے بھی یہ رفعتیں ملیں وہ خدا خوفی نہ چھوڑے۔ امر بالمعروف کو اپنا شعار بنائے اور نہی عن المنکر سے منہ نہ موڑے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافروں کی موت اور جگہ کا علم ہے

۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہم ایک دوسرے کو چاند دیکھنے کا کہہ رہے تھے میں تیز نگاہ انسان تھا میں نے چاند دیکھ لیا۔ میرے بغیر کوئی اور چاند دیکھنے کا گمان بھی نہ کرسکا۔ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرتا کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے؟ مگر انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں اسے بستر پر لیٹ کر ہی دیکھوں گا۔ پھر آپ ہمیں اہل بدر کی باتیں سنانے لگے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہمیں بدر میں مقتول مشرکوں کی ہلاکت گاہیں ایک دن پہلے ہی بتانے لگے کہ کل یہ جگہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہے اور یہاں انشاء اللہ فلاں ہلاک ہوگا۔ فاروق فرماتے ہیں اس ذات کی قسم! جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ حدوں کو توڑ نہ سکے۔ موت کے بعد انہیں گڑھے میں ایک دوسرے پر ڈال دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گڑھے پر تشریف لائے فرمایا اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ برحق پایا؟ مجھ سے تو جو میرے اللہ نے وعدہ کیا تھا سچ پایا ہے۔ فاروق نے عرض کیا حضور! آپ ایسے جسموں سے کیسے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے بہتر نہیں سن رہے ہو۔ ہاں فرق یہ ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ (رواہ مسلم)

صحابی کو مستقبل کی خبر دیتے ہیں

۴۲۔ انیسہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب زید کی عیادت فرمانے تشریف لائے۔ فرمایا یہ بیماری آپ کے لئے پیغام موت نہیں لائے گی۔ زید ذرا اس وقت کا تصور تو کرو جب میری وفات کے بعد بھی تم زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے پھر کیا کرو گے؟ جواباً عرض کیا حضور! صبر وثواب کا طالب بن جاؤں گا۔ ارشاد فرمایا پھر تو تو بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔ انیسہ کہتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت زید نابینا ہو گئے پھر اللہ کریم نے انہیں نظر سے نوازا اور پھر ان کی وفات ہوگئی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں نقل فرمائی ہے۔

مشتبہ بکری تناول نہ فرمائی

۴۳۔ حضرت عاصم بن کلیب نے اپنے والد کلیب سے اور انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضری کے لئے چلے (قبر کھودی جا رہی تھی) حضور ﷺ کھودنے والے کو فرما رہے تھے پاؤں کی طرف سے قبر کو کھلا کر، سر کی طرف سے اسے وسیع کر، جب جنازہ سے آپ واپس تشریف لائے تو ایک عورت کی طرف سے ایک دعوت دینے والا آیا آپ نے دعوت قبول فرمالی اور ہم بھی ساتھ رہے۔ کھلانا کھلایا گیا تو آپ نے ہاتھ مبارک بڑھایا پھر لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھائے سب کھانے لگ گئے مگر حضور اقدس ﷺ پہلا لقمہ ہی چبا رہے تھے۔ فرمانے لگے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکری مالکوں کی اجازت کے بغیر پکڑی گئی ہے۔ اب دعوت دینے والی نے کہنا شروع کیا حضور! میں نے مقام نقیع پر جہاں کی بکریاں بکتی ہیں، بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا مگر وہاں سے بکری نہ مل سکی پھر میں نے اپنی پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جو بکری خرید لایا تھا کہ وہ پیسے لے کر بکری مجھے دے دے لیکن وہ نہ مل سکا میں نے پھر آدمی اس کی بیوی کے پاس بھیجا تو اس نے یہ بکری بھیجی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس عورت کو ارشاد فرمایا یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔ (ابوداؤد، دلائل النبوۃ للبیہقی)

آندھی کی شدتوں کا علم

۴۴۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے نکلے جب وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک عورت کے باغ میں گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے پھل کا اندازہ لگاؤ کتنا ہوگا۔ ہم نے اندازہ لگایا، پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اندازہ فرمایا تو ارشاد ہوا یہ دس وسق (1) ہوگا۔ پھر اس عورت کو ارشاد فرمایا اسے اچھی طرح شمار کر لینا۔ ہم انشاء اللہ واپس آکر پوچھ لیں گے۔ ہم منزلیں مارتے تبوک جا پہنچے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج رات شدید آندھی آئے گی کوئی اس آندھی میں نہ اٹھے۔ جس کے پاس بھی اونٹ ہو وہ اس کا گھٹنا باندھ دے۔ رات کو شدید جھکڑ چلا ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا (حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھنے سے منع فرمایا تھا)۔ تو آندھی نے اسے اٹھا کر طی کے پہاڑوں میں جا پھینکا۔ پھر ہم تبوک سے واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں گئے حضور اقدس ﷺ نے اس عورت سے دریافت فرمایا باغ کا پھل کتنا ہوا؟ کہنے لگی دس وسق۔ (بخاری و مسلم)

فتح مصر کی خوشخبری

۴۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا عنقریب تم سرزمین مصر فتح کرو گے جہاں قیراط کا وزن مستعمل ہے اسے فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے حسن سلوک کرنا کیونکہ وہ ذمہ و رحم والے لوگ ہیں یا رحم کی جگہ صہر (سسرال) کا لفظ استعمال فرمایا ابوذر! اگر تم اینٹ برابر جگہ پر دو آدمیوں کو جھگڑتے پاؤ تو اس جگہ سے نکل جاؤ۔ ابوذر

1۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع قریباً چار سیر۔

فرماتے ہیں (پھر وہ دور آیا کہ مصر اسلامی قلمرو میں شامل ہو گیا) میں نے اینٹ برابر جگہ پر عبدالرحمٰن بن شرجیل اور ان کے بھائی ربیع کو جھگڑتے پایا تو میں مصر سے نکل گیا، (صحیح مسلم) (رحم وصہر سے مطلب حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے کیونکہ وہ مصر سے آئی تھیں)۔

اموی جابر کا انجام

۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فرماتے سنا میرے منبر پر بنی امیہ کا جابر چڑھ جائے گا اور اس کی نکسیر بہہ پڑے گی۔ حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دیکھنے والے نے مجھے بتایا کہ عمرو بن سعید بن العاص حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کے منبر شریف پر آیا تو اس کی نکسیر بہنے لگی۔ (رواہ احمد)

یہود سے گفتگو

۴۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خیبر فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور ہدیہ ایک زہر آلود بکری کا گوشت بھیجا گیا۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ کرام سے فرمایا جو یہودی بھی یہاں ہیں، انہیں اکٹھا کرو۔ صحابہ نے انہیں اکٹھا کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں سے خطاب فرمایا، میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم سچ بولو گے؟ کہنے لگے ابوالقاسم! ہم سچ بولیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بتایئے تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا جھوٹ بول رہے ہو تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔ عرض کرنے لگے آپ نے سچ فرمایا اور نیکی کی بات کی، پھر ارشاد ہوا اگر میں کچھ اور پوچھوں تو سچ بولو گے؟ کہنے لگے یا ابا القاسم! سچ بولیں گے۔ ورنہ آپ ہمارا جھوٹ اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح باپ کے بارے میں پکڑا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا بتاؤ دوزخی کون ہیں؟ کہنے لگے کہ ہم تھوڑا سا وقت جہنم میں رہیں گے پھر تم مسلمان وہاں ہماری جگہ لو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ہی اوندھے منہ جہنم میں پڑے رہو گے ہم مسلمان تو کبھی بھی تمہاری جگہ نہ لیں گے۔ پھر فرمایا کچھ اور پوچھوں تو جھوٹ تو نہیں بولو گے؟ کہنے لگے نہیں ابوالقاسم! جھوٹ نہیں بولیں گے۔ فرمایئے کیا تم نے اس بکری (گوشت) میں زہر ملایا ہے؟ کہنے لگے جی ہاں، حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کس وجہ سے اس میں زہر ملایا؟ کہنے لگے ہم چاہتے تھے کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو (زہر کھا کر آپ مر جائیں گے) تو ہمیں راحت مل جائے گی۔ اور اگر آپ سچے ہوں گے تو زہر آپ کے وجود مسعود پر کوئی اثر نہ کرے گا۔ (رواہ البخاری)

بکری کا بھونا ہوا گوشت بول پڑا

۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خیبر کی ایک یہودن نے بھونی ہوئی بکری میں زہر ملا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گوشت ہدیہ بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا بازو (چوڑی) پکڑا اور اس سے کچھ تناول فرمایا۔ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت بھی کھانے میں شریک تھی۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دفعتاً فرمایا کھانے سے ہاتھ کھینچ لو۔ آپ نے آدمی بھیج کر یہودن

کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ کہنے لگی آپ کو کس نے بتایا ہے؟ فرمایا مجھے میرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس بازو (بکری کی چوڑی) نے بتایا ہے۔ کہنے لگی کہ میں سوچ رہی تھی کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو تکلیف نہ ہوگی اور اگر نبی نہیں (تو آپ کی موت سے) ہمیں آرام مل جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا اور سزا نہ دی۔ جن صحابہ نے وہ گوشت کھایا تھا وہ فوت ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زہریلے گوشت کی وجہ سے اپنے کندھے مبارک پر پچھنے لگوائے۔ انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کے آزاد کردہ غلام ابوہند نے آپ کو سینگ اور چوڑی چھری سے پچھنے لگائے۔ (ابوداؤد، دارمی)

مال ہوازن کے متعلق ارشاد

۴۹۔ حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ غزوۂ حنین کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے رہے یہ سفر عشاء تک بڑھتا گیا۔ ایک شاہسوار آیا اور عرض کرنے لگا حضور! میں فلاں فلاں پہاڑوں پر چڑھا ہوں میں نے قبیلہ ہوازن کو اپنے باپ کے اونٹوں پر پردہ نشینوں اور مویشیوں کے ساتھ حنین میں اکٹھا ہوتے پایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جان بخش مسکراہٹ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ سب مال کل مسلمانوں کی غنیمت بنے گا۔ پھر ارشاد ہوا آج رات ہمارا پہرہ کون دیگا؟ حضرت انس بن مرثد غنوی بولے حضور! یہ خدمت میں سرانجام دوں گا۔ فرمایا پھر سوار ہو جا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے فرمایا اس گھاٹی کی طرف جا کر اونچی جگہ چڑھ جاؤ (رات گزر گئی) صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصلی پر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی ارشاد ہوا اپنے پہرے دار کا کوئی پتہ چلا ایک صاحب بولے نہیں یا رسول اللہ! کوئی پتہ نہیں چلا، اب جماعت کے لئے تکبیر ہوئی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نماز میں بھی گھاٹی کی طرف نظر التفات فرماتے رہے نماز پوری ہوئی تو فرمایا خوشخبری ہو تمہارا پہرے دار آ گیا۔ ہم گھاٹی کے درختوں پر نگاہیں مرکوز کئے ہوئے تھے پھر دفعتہ انس سامنے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے میں چلتے چلتے اس گھاٹی کی چوٹی پر جا پہنچا جہاں کا مجھے حضور نے حکم دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو دونوں گھاٹیاں میرے سامنے تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تو رات کو گھوڑے سے اترا بھی تھا؟ عرض کیا صرف نماز یا رفع حاجت کے لئے اترا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تو آج کے بعد کوئی عمل بھی نہ کرے تو حرج نہیں۔ (ابوداؤد)

ایک شاندار پیشگوئی

۵۰۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب جنگ احزاب کے خاتمہ پر مختلف گروہوں کا ٹڈی دل چھٹ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ہم ان کی طرف غزوات کے لئے چل کر جائیں گے، وہ اب کبھی حملہ آور ہو کر نہیں آئیں گے۔ (بخاری)

(پھر تاریخ نے مدینہ کی طرف بڑھتے حملہ آور کبھی نہ دیکھے۔ مترجم)

بیت المقدس سامنے آتا ہے

۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں حجر کعبہ میں تھا اور قریش مجھ سے معراج کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ بیت المقدس کی کچھ اشیاء کے متعلق پوچھا تو وہ اشیاء حافظہ میں کچھ غیر محفوظ سی تھیں۔ میں شدید اور بے

مثل کرب محسوس کرنے لگا۔ اللہ کریم نے پردے ہٹا دیئے۔ میں بیت المقدس دیکھ رہا تھا اور ان کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا (میں نے اس سفر کے دوران) انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک عظیم المرتبت جماعت کو (مختلف اعمال کرتے) دیکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے وہ قبیلہ شنوأہ کے مردوں کی طرح گھنگھریالے لمبے بالوں والے تھے۔ حضرت عیسیٰ بھی کھڑے محو نماز تھے ان سے حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ بہت مشابہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مناجات ربانی (نماز) میں مشغول تھے۔ ان سے تو تمہارے محبوب (یعنی خود ذات مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام) بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ نماز کا وقت آیا تو میں نے ان سب انبیاء کی امامت کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اصل کائنات ہیں

کائنات کو پتہ چل گیا کہ باعث تخلیق کون ہے، روح زندگی کون ہے، امام اولین و آخرین کون ہے؟ معصوموں کا قائد کون ہے، رحمتوں کے لئے رحمت کون ہے؟ جان ایمان کون ہے؟ اور یہ بھی پتہ چلا کہ نبی وفات کے بعد بھی محو عبادت ہوتے ہیں جبکہ موت ہر عمل کا خاتمہ کرنے والی ہوتی ہے پھر ان حضرات کی کیا رائے ہے جو صبح و شام مثلیت انبیاء کے دعوے کرتے نہیں تھکتے کہ کیا وہ بھی اپنی قبروں میں نبیوں کی طرح مصروف عبادت ہوتے ہیں؟ فأتوا بسورة من مثله جب ان کی مثل ہو تو ایک ایسی مثال پیش کرو۔ یہ تو کہتے ہو کہ وہ کھاتے تھے ہم کھاتے ہیں۔ وہ پیتے تھے ہم پیتے ہیں۔ وہ بازاروں میں چلتے تھے ہم چلتے ہیں۔ یہ ہم آگے بڑھے اور بتائیے کہ کیا تم بھی قبروں میں عبادت کرتے ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مثلیت کا دعویٰ کہاں گیا(1)۔

حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ انبیاء بیت المقدس میں تشریف فرما تھے، فرمائیے کیا سب انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں بیت المقدس میں ہیں کہ وہاں اکٹھے ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ یہ انبیاء کہاں کہاں سے تشریف لائے؟ عیسیٰ علیہ السلام کہاں سے تشریف لائے۔ جناب الیاس علیہ السلام کہاں سے قدم رنجہ فرما ہوئے؟ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کا ورود مسعود کہاں سے ہوا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس مقام سے عروج فرماتے پہنچے؟ الغرض سب بیت المقدس میں ہی مدفون ہوئے تو کیا مرنے والے بھی کسی کی آمد پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا کسی مثالی کی مثلیت ثابت کرنے کے لئے کسی قبرستان کے مردے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، سب مثالیوں سے درخواست ہے کہ وہ مل کر کسی قبرستان میں جائیں اور کسی ایک مردہ کو دعوت نماز دے کر امامت کرائیں اگر کوئی ایک مردہ بھی آپ سب کی اجتماعی درخواست مان کر آپ کو امام مان لے تو آپ کا دعویٰ مثلیت سچا اور اگر قیامت تک کے مثالی کسی ایک مردہ کو بھی قائل نہ کر سکیں تو پھر ہماری درخواست ہے کہ امت میں تفرقہ سے بچ جائیں اور اسلاف کا عقیدہ مان لیں:(2)

اور پھر مان لیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام کی آواز سن کر جواب میں دعا فرماتے ہیں۔ امتیوں کے اعمال خیر سے خوش ہوتے ہیں۔ یہی امت کا عقیدہ روز اول سے تھا اور یہی عقیدہ کتاب و

1۔ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

2۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

سنت کا ہے۔ (مترجم)

جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا حضور! یہ جہنم کے خازن مالک ہیں انہیں آپ سلام پیش فرمائیں، میں نے اس پر نگاہ ڈالی تو اس نے مجھے سلام کیا۔ (رواہ مسلم)

تھوڑا کھانا تین سو کو کھلایا اور کم نہ ہوا

۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسم نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجوریں، گھی اور پنیر ملا کر حلوہ سا بنایا۔ اسے ایک کھلے برتن میں ڈالا اور کہنے لگیں، انس! یہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں پیش کرو اور عرض کرو کہ میری والدہ نے سلام عرض کیا ہے اور یہ ہدیہ بھیجا ہے اور کہتی ہیں اگر چہ یہ تھوڑا ہے (مگر شان کریمی سے شرف قبولیت کی امید ہے) میں گیا اور جا کر ساری بات پیش خدمت کی۔ ارشاد ہوا برتن رکھ دے جا اور فلاں فلاں کو بلا کر لے آ (آپ نے بہت سے نام ارشاد فرمائے) ان کے علاوہ جو بھی ملے اسے میری طرف سے دعوت دے دینا جن کے نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لئے تھے انہیں بھی اور راستے پر ملنے والوں کو بھی دعوت نبوی دیتا گیا۔ میں پلٹا تو کاشانہ نبوت لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ حضرت انس نے پوچھا، کتنے لوگ آئے ہوں گے؟ کہنے لگے قریباً تین سو ہوں گے۔ پھر کیا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حلوے پر ہاتھ مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ پھر دس دس حضرات کو بلاتے رہے وہ کھاتے رہے اور حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم انہیں ہدایت فرماتے رہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کھائیں۔ اور اپنے سامنے سے کھائیں، سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا، یکے بعد دیگرے کھاتے رہے سب لوگ کھا چکے تو ارشاد ہوا، انس! یہ لگن اٹھا لیں (میں نے اٹھایا تو) میں نہ سمجھ سکا کہ جب رکھا تھا تو کھانا زیادہ تھا یا اب اٹھاتے ہوئے زیادہ تھا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

جہاد نبوی اور کھانے کی کثرت

۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان حائل ہوگئی۔ صحابہ کرام نے خدمت نبوی میں عرض کی کہ شدید چٹان آ گئی ہے۔ فرمایا خود خندق میں اترتا ہوں آپ تشریف لے چلے اور شکم اقدس پر تو پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین دنوں سے ہم نے کھانا دیکھا تک نہ تھا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے کدال پکڑا (مارا) تو پتھر ریزے ریزے ہو کر بھر بھری ریت بن گیا۔ میں اپنی بیوی کے پاس گھر آیا اور پوچھا کوئی چیز تمہارے پاس ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بھوک میں پایا ہے۔ بیوی نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (قریباً چار سیر جو کے دانے تھے۔ ایک پروردہ بکرا تھا میں نے اسے ذبح کیا اور بیوی نے جو پیس دیئے۔ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا میں (یہ کام کر کے) سرکار نبوی میں حاضر ہوا اور سرگوشی میں عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے بکرا ذبح کیا ہے اور جو کا ایک صاع آپ کی خادمہ نے پیسا ہے۔ آپ از راہ کرم خود بھی ذرہ نوازی فرمائیں اور چند صحابہ کو بھی شرف معیت بخشیں، (یہ دعوت پا کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا خندق والو! جابر نے تم سب کو دعوت دی ہے آؤ آؤ، یہ فرما کر مجھے ارشاد ہوا کہ اپنی ہنڈیا نہ اتارنا اور نہ ہی میرے آنے سے پہلے آٹا پکانا۔ جب آپ نے تشریف ارزانی فرمائی تو میری بیوی گوندھا ہوا آٹا خدمت عالیہ میں لے آئی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

نے اس میں لعاب دہن سے برکت عطا فرمائی۔ پھر ہنڈیا کے پاس تشریف لے گئے اور اسے بھی لعاب دہن سے متبرک بنا دیا۔ پھر میری بیوی سے فرمایا کسی اور پکانے والی کو بھی بلا لے جو تیرے ساتھ مل کر ہنڈیا سے سالن ڈالتی جائے لیکن اسے چولہے سے نہ اتارنا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ایک ہزار تھے قسم بخدائے ذوالجلال کہ سب کھا کر واپس چلے گئے تو ہماری ہنڈیا بدستور اسی طرح ابل رہی تھی اور آٹا بدستور پکایا جا رہا تھا۔ (کسی چیز میں کمی نہ آئی تھی) (رواہ البخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام کو کھلاتے ہیں

۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے میں نے محسوس کیا ہے کہ بھوک کی وجہ سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز مبارک ضعف پا کر کمزور ہو رہی ہے کیا آپ کے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ کہنے لگیں جی ہاں! پھر جو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر اپنی ایک اوڑھنی لی اور اس کے ایک حصے میں روٹیاں لپیٹ دیں۔ پھر میری بغل میں اسے دبایا اور بقیہ کپڑا مجھ پر لپیٹ دیا۔ فرمانے لگیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے چلو۔ میں گیا تو سید کل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے میں نے سب کو سلام عرض کیا۔ حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے۔ تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حضور! فرمایا کھانے دے کر؟ میں نے اثبات میں جواب عرض کیا۔ سب ساتھیوں سے ارشاد ہوا، اٹھو، آپ چل دیئے میں ان کے سامنے دوڑتا گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی۔ ابوطلحہ نے کہا ام سلیم! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لا رہے ہیں اور کھلانے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں۔ وہ بولیں: اللہ اور اس کے محبوب بہتر جانتے ہیں (1)۔

حضرت ابوطلحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کی خبر پا کر استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ شرف قدم بوسی سے مشرف ہو کر آپ کے ساتھ واپس آئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ام سلیم! جو ہے سامنے لاؤ۔ وہ وہی جو کی روٹی لائیں۔ اس کے ٹکڑے کرنے کا حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حکم فرمایا اور ام سلیم نے برتن (کپی) نچوڑ کر اسے سالن آلود کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جتنا اللہ کریم نے چاہا پڑھا۔ پھر فرمایا ابوطلحہ! اب دس کو بلا۔ وہ آئے کھا کر چلے گئے۔ اس طرح دس دس آ کر سیر ہو کر جاتے رہے لوگ ستر یا اسی تھے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کے الفاظ یہ ہیں: فرمایا اس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ وہ آئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔ انہوں نے کھایا حتیٰ کہ اسی آدمیوں نے اسی طرح کیا۔ پھر آخر میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اور گھر والوں نے کھایا۔ اور

1۔ گناہ بے لذت

یہ صحابہ کرام کا طرز کلام ہے وہ کہتے ہیں اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ دور حاضر کے ایک مشہور مولوی نے ایک کتاب لکھی ہے اور کہا ہے کہ یہ کہنا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ایک بے لذت گناہ کرنا ہے۔ ناظرین! فیصلہ خود فرمائیے کیا صحابہ کرام دین کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے یا یہ دور لعنت کے امام مولوی اچھی طرح سمجھتے ہیں اگر یہ گناہ بے لذت ہے تو صحابہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ میرا خیال ہے کہ آپ ایسے بے لذت گناہ سنیوں کے لئے چھوڑ دیں اور بالذت گناہوں کی دنیا میں خود کھو جائیں۔ کیوں حضرت محقق دور جدید! آپ کی کیا رائے ہے؟ (مترجم)

حضور ﷺ پس خوردہ بھی چھوڑ آئے۔

بخاری کے الفاظ یہ ہیں: میرے پاس گن کر دس آدمی لے آؤ حتیٰ کہ چالیس تک گن لئے۔ سب سے آخر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خود تناول فرمایا۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں کھانے کو دیکھ رہا تھا کہ کیا اس میں کوئی کمی آئی ہے کہ نہیں؟ مسلم کے الفاظ یہ ہیں: پھر بچے کھچے کو آپ نے اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی تو پہلے جتنا ہو گیا۔ فرمایا یہ لے لو۔

مقروض کا قرضہ ختم فرماتے ہیں

۵۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے والد مقروض تھے کہ وفات فرما گئے۔ میں نے قرض خواہوں کو پیشکش کی کہ دو کھجوروں کے درخت پھلوں سمیت قرضہ کے بدلے میں لے لیں لیکن وہ نہیں مانے۔ میں سید المرسلین ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور درخواست پیش کی کہ حضور! آپ کو علم ہے کہ میرے ابا جی احد کے معرکے میں شہید ہو چکے ہیں اور بہت سا قرض پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ حضور کو ہمارے پاس پا کر (کچھ لحاظ کریں) فرمایا جا اور کھجوروں کا الگ الگ ڈھیر لگا دے۔ میں نے ارشاد پورا کر کے آپ کو اطلاع دی جب قرض خواہوں نے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو دیکھا تو مجھے گھورنے لگے۔ جب ان کی کیفیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمائی تو کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگا کر اس کے اوپر تشریف فرما ہو گئے۔ فرمانے لگے اب اپنے دوستوں کو میرے سامنے بلا لے، حضور کریم انہیں ماپ کر عطا فرماتے گئے۔ اور میرے والد کا سارا قرضہ ادا ہو گیا۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ میرے والد کا قرضہ ادا ہو جائے اور میری بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی نہ بچے۔ (مگر یہاں تو آج دنیا ہی بدلی ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے سارے ڈھیر ہمیں عطا فرما دیئے تھے۔ وہ بڑا ڈھیر بھی جس پر نور مجسم ﷺ تشریف فرما تھے من وعن پڑا تھا گویا اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ (رواہ البخاری)

گھی کی کمی نہیں ہوئی

۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت مالک کی والدہ ایک برتن (کپی) میں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے بچے ان کے پاس آتے تو ان سے سالن مانگتے مگر ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا وہ اسی برتن کو لیتیں جس میں گھی ہدیۃً حضور ﷺ کو بھیجا کرتی تھیں تو انہیں (حضور کریم ﷺ کی برکت سے) اس میں گھی مل جاتا۔ اور وہ گھر والوں کو اسی سے سالن دیا کرتیں۔ پھر ایک دن انہوں نے یہ برتن نچوڑ دیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پوچھا کیا تم نے برتن نچوڑ دیا تھا کہنے لگی جی ہاں، فرمایا اگر نہ نچوڑتیں تو یہ گھی ہمیشہ باقی رہتا (1)۔ (رواہ مسلم)

1۔ ادم سالن یا جس بھی چیز سے روٹی کھائی جائے، اسے کہتے ہیں۔ دور اول میں اشیاء کی نایابی کی وجہ سے ہر اس چیز کو ادم کہہ دیتے جس کے ساتھ وہ کھانا کھاتے۔ سرکہ کو خود حضور ﷺ نے بہترین سالن فرمایا۔ وہ لوگ اور کچھ نہ ملتا تو نمک کے ساتھ روٹی کھا لیتے اور اسے سالن کہہ دیتے۔ (مترجم)

قلت کو کثرت میں بدل دیتے ہیں

۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوۂ تبوک کے دن لوگ بھوک میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صحابہ کو بچا کھچا کھانا لانے کا حکم دیں پھر اس کھانے پر برکت کی دعا کریں: آپ نے فرمایا جی ہاں ایسا ہی ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کی چادر منگائی اسے بچھایا اور بچا کھچا کھانا لانے کا حکم دیا۔ کوئی آدمی تو چلو بھر دانے لا رہا تھا اور کوئی کچھ کھجوریں اٹھائے ہوئے تھا اور کسی کے پاس روٹی کا ٹکڑا تھا۔ جب کھانے کی تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا مانگی، پھر فرمایا، اب انہیں اپنے برتنوں میں بھر لو۔ صحابہ نے وہ چیزیں اپنے برتنوں میں بھرنا شروع کر دیں۔ فوج کے پاس جتنے برتن تھے وہ بھر گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (جو چادر پر باقی بچ گیا) وہ سب لوگوں نے کھایا۔ سب سیر ہو گئے۔ اور پھر بھی بچ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف ذات خداوندی ہے اور میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں اگر کوئی آدمی ان دونوں چیزوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ کریم سے ملتا ہے تو اسے جنت سے روکا نہیں جا سکتا۔ (رواہ مسلم)

برکات کا نزول

۵۹۔ ابو العلاء حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ صبح سے شام تک ایک ہی پیالے سے دس دس کے بعد دیگرے کھاتے رہے، ہم نے کہا اس میں یہ اضافہ کہاں سے ہو رہا تھا؟ سمرہ جواباً کہنے لگے آپ کو کس بات کا تعجب ہے انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے اشارہ کیا اور کہنے لگے یہ اضافہ وہاں سے ہو رہا تھا۔ (رواہ الترمذی والدارمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوریں

۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے چند کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے درخواست کی یا رسول اللہ! ان پر دعا فرما دیجئے حضور نے انہیں باہم ملایا اور پھر برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا انہیں اٹھا لے اور اپنے کھجور دان میں رکھ دے۔ جب بھی کچھ لینا چاہے اس کے اندر ہاتھ ڈال کے لے اور اسے کھول کے بکھیرے نہیں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے ان کھجوروں سے خدا جانے کتنے وسق اللہ کے راستے میں دیئے۔ ہم خود بھی کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے اور میرا توشہ دان خالی نہیں ہوتا تھا۔ جس دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ کھجوریں ختم ہو گئیں۔ (رواہ الترمذی)

نوٹ: وسق ساٹھ ساع کا ہوتا ہے اور صاع چار سیر کا۔

ساقی کوثر شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پلاتے ہیں

۶۱۔ عوف حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں عمران نے فرمایا ہم ایک سفر میں نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں نے پیاس کی تکلیف کا شکوہ کیا۔ آپ سواری سے اترے ایک آدمی کو بلایا (جس کا نام رجاء تھا، لیکن عوف

بھول گئے ہیں) اور جناب سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا۔ فرمایا دونوں جاؤ اور پانی تلاش کر لاؤ۔ وہ دونوں چل پڑے وہ ایک عورت سے ملے جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان سواری پر بیٹھی تھی۔ وہ دونوں اسے حضور نبوی میں لے آئے۔ صحابہ کرام نے اسے اونٹ سے اتارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ کھول کر ان میں پانی کی کلی ڈال دی۔ لوگوں میں اعلان کرا دیا گیا کہ پیو! اور جانوروں کو پلاؤ۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور ہر مشکیزہ اور برتن جو ہمارے پاس تھا، بھر لیا۔ قسم بخدا جب ہم مشکیزوں سے الگ ہوئے تو ہم سمجھ رہے تھے کہ مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔ (رواہ البخاری ومسلم)

بادل ان کے اشارے پر چلتے ہیں

۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں عہد نبوی میں لوگوں کو قحط نے آلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمعہ کو خطبہ مرحمت فرما رہے تھے کہ ایک بدوی اٹھ کر بولا، یا رسول اللہ! جانور ہلاک ہو گئے اور گھر والے بھوکے مر رہے ہیں۔ اللہ کریم سے ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ حضور کریم نے ہاتھ مبارک دعا کے لئے اٹھائے۔ آسمان پر بادل کا کہیں ٹکڑا تک نہ تھا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے ہاتھ ہٹائے بھی نہیں تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل ابھر آئے۔ وعظ ختم کر کے آپ منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے آپ کی مقدس داڑھی سے برستی بارش کے قطرے ٹپکتے دیکھے پورا دن بارش رہی اگلے دن بھی یہی حال ہوا، اس سے اگلے دن بھی بارش برسی۔ حتیٰ کہ اگلے جمعہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر وہی بدوی یا کوئی اور اٹھا، کہنے لگا یا رسول اللہ! مکان گر گئے ہیں اور مال ومنال ڈوبنے لگا ہے، ہمارے بچاؤ کی دعا فرمائیے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوری ہاتھ اٹھا دیئے ارشاد ہوا اللہ! بادل ہمارے اردگرد برسے اور ہمیں چھوڑ دے۔ حضور بادل کے جس حصے کو اشارہ کرتے وہ پھٹ جاتا۔ مدینہ باقی رقبہ سے یوں کٹ گیا جس طرح ایک گڑھا باقی زمین سے الگ ہوتا ہے (اتنی بارش ہوئی) کہ وادی قنات مہینہ بھر بہتی رہی اور ادھر ادھر سے جو آدمی آیا اس نے بھی بارش کی اطلاع دی، ایک اور روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ہم پر نہ برسے۔ اے اللہ! ٹیلوں، وادیوں کے بطون اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر برسا۔ راوی کہتے ہیں دعا کرنے کی دیر تھی کہ بادل پھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے مسجد سے نکلے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

چند گھونٹ پانی سے پندرہ سو کو سیراب فرماتے ہیں

۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ حدیبیہ کے دن لوگ پیاس میں مبتلا تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل سی تھی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کے پانی سے وضو فرمایا پھر لوگ خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے ہمارے پاس آپ کی اس چھاگل والے پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کرنے اور پینے کے لئے نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکیزہ میں دست مبارک رکھ دیا اور پانی چشموں کی طرح آپ کی مقدس انگلیوں سے نکلنے لگا۔ جابر کہتے ہیں ہم نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کتنے لوگ تھے؟ فرمانے لگے ہم پندرہ سو تھے لیکن اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کافی ہو رہتا (بخاری ومسلم)۔ (ساقی کوثر کے پاس کیا کمی ہے۔ مترجم)

۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام زوراء پر تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا جس میں آپ نے اپنا دست مبارک رکھ دیا آپ کی مقدس انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔ سب لوگوں نے وضو کیا۔ قتادہ کہتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کتنے تھے فرمایا قریباً تین سو تھے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

"دنیا کے پانیوں میں آب زمزم افضل ہے اور اس سے حوض کوثر کا پانی افضل ہے۔ اور کوثر و سلسبیل کے پانی سے یہ پانی افضل ہے جو محبوب برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پھوٹا ہے"۔ (مترجم)

حدیبیہ کا کنواں آج بھی ان کی یاد سے سیراب ہے

۶۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یوم حدیبیہ میں ہم چودہ سو کی تعداد میں سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ حدیبیہ دراصل ایک کنواں ہے ہم نے اس سے سب پانی نکال لیا قطرہ تک باقی نہ چھوڑا۔ حضور علیہ التحیۃ والتسلیم تک جب یہ اطلاع پہنچی (کہ اب کنویں میں تو پانی نہیں اور لوگ پانی کو ترس رہے ہیں) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنوئیں پر تشریف لائے اس کے کنارے جلوس فرمایا پھر پانی کا ایک برتن منگایا وضو فرما کر کلی فرمائی دعا مانگی اور وہ کلی والا پانی کنوئیں میں ڈال دیا۔ صحابہ سے ارشاد ہوا ایک ساعت اسے اپنے حال پر چھوڑ دو (ساعت کے بعد صحابہ نے پانی نکالنا شروع کیا) خود بھی سیر ہو کر پیا اور اپنی سواریوں کو بھی سیر کر دیا پھر وہاں سے کوچ کر گئے۔ (رواہ البخاری)

صحابہ ساقی کوثر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جھرمٹ میں لے کر آب کوثر پیتے ہیں

۶۶۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ شامیہ سے نوازتے ہوئے فرمایا تم شام اور رات بھر چلتے رہو گے اور کل صبح پانی کے مقام پر پہنچو گے۔ لوگ چل پڑے کوئی کسی کو مڑ کر دیکھتا بھی نہیں تھا۔ ابوقتادہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رات کے نصف ہونے تک چلتے رہے۔ پھر راستے سے تھوڑا ہٹ کر آرام فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا ذرا نماز کا خیال رکھنا، لیکن سب سے پہلے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ آپ کی پیٹھ مبارک پر پڑ رہی تھی۔ فرمایا سوار ہو جاؤ، ہم سوار ہو کر چل پڑے جب سورج اچھا خاصا چڑھ آیا تو آپ نے نزول فرمایا پھر آپ نے وضو کا برتن طلب کیا راوی کہتے ہیں وہ برتن میرے پاس تھا اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے معمول سے کم پانی استعمال کیا تھوڑا سا پانی برتن میں بچ گیا۔ فرمایا اس برتن کو محفوظ رکھنا اس کی عظیم خبر ہو گی۔ پھر جناب بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے اذان کہی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دو سنتیں پڑھیں، پھر صبح کی نماز پڑھی اور سوار ہو گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے باقی لوگوں کو ہم اس وقت ملے جب دن خوب پھیل چکا تھا اور ہر شے کو تمازت نے گرما رکھا تھا۔ لوگ کہنے لگے حضور! ہم تو پیاس کے ہاتھوں مر رہے ہیں۔ فرمایا نہیں تمہیں ہلاکت کا خوف نہیں آپ نے وضو کا وہی برتن منگوایا آپ پانی ڈالتے جا رہے تھے اور ابوقتادہ پلاتے جا رہے تھے۔ جب لوگوں نے برتن میں پانی دیکھا تو پانی پینے کے لئے بھیڑ لگا دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھی طرح بااخلاق رہو سب کو پانی کافی رہے گا۔ لوگوں نے فرمان کی تعمیل کی۔ راوی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی ڈالتے جا رہے تھے اور میں پلاتا جا رہا تھا۔ اب صرف رسول اقدس علیہ التحیۃ والتسلیم اور میں ہی باقی رہ گئے، پانی ڈال کر

فرمایا لے پی لے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! جب تک آپ نوش نہیں فرمائیں گے میں نہیں پیوں گا۔ ارشاد ہوا ساقی قوم سب کے بعد میں پیا کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں (یہ حکم پاکر) میں نے پانی پی لیا۔ اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب لوگ پانی پر پہنچے تو وہ راحت وسکون میں تھے۔ صحیح مسلم میں حدیث اسی طرح ہے الحمیدی کی کتاب اور جامع الاصول کے بھی یہی الفاظ ہیں صرف اَلْمَصَابِیْحُ میں سَاقِی الْقَوْمِ آخِرُھُمْ کے بعد لفظ شرباً زائد ہے۔ (1)

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۶۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم تو معجزات کو برکت سمجھا کرتے تھے اور تم اب انہیں ذریعہ خوف سمجھنے لگ گئے ہو۔ ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ایک سفر میں تھے کہ پانی کمیاب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ بچا کھچا پانی ڈھونڈو۔ صحابہ کرام ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنا دست مبارک پانی میں ڈال کر فرمایا۔ پاکیزہ بابرکت پانی کی طرف آؤ یہ برکت اللہ کی طرف سے عطا ہوئی ہے میں نے دیکھا کہ پانی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ ہم کھائے جانے والے کھانے سے (دور نبوی میں) تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔ (رواہ البخاری)

درخت فرمان نبوی مانتے ہیں

۶۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے چلتے ایک کشادہ وادی میں جا اترے۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر وہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کی اوٹ میں آپ رفع حاجت فرماتے (اور کھلی جگہ بغیر اوٹ کے رفع حاجت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت کے خلاف تھا) وادی کے کنارے دو درخت کھڑے تھے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک درخت کی طرف تشریف لے گئے، اس کی ایک ٹہنی پکڑی ارشاد ہوا امر خداوندی سے تو اطاعت کیش بن جا۔ وہ درخت یوں سرنگوں ہوا جیسے نکیل والا اونٹ شتربان کے پیچھے ہو لیتا ہے پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے چلے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر ارشاد ہوا میرا فرماں بردار بن جا۔ وہ بھی پہلے کی طرح اطاعت کیش بن گیا۔ آپ دونوں کے درمیان تشریف لائے فرمایا حکم خداوندی سے دونوں ایک دوسرے کے قریب ہو کر جھک جاؤ (تاکہ پردہ ہو جائے) دونوں جھک کر باہم مل گئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں (میں یہ منظر دیکھ کر) بیٹھا اپنے جی سے باتیں کرنے لگا۔ جب میں نے درختوں کی طرف جھانکا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے تھے اور دونوں درخت

---

(1) محدثین کرام اور حفاظت حدیث

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا محدثین کرام حدیث کے الفاظ کس طرح یاد رکھا کرتے تھے۔ لفظ شرب معنوی طور پر موجود ہے مگر لفظاً نہ تھا تو انہوں نے بتا دیا کہ کن راویوں نے لفظ شرب ذکر نہیں فرمایا اور کس صاحب نے ذکر کیا ہے حالانکہ یہ لفظ معنوی تھا اور معنوی حیثیت سے اس کے ذکر یا حذف سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ کیا ایسے ہی محتاط راویوں اور سامعین حدیث کے خلاف وہ طومار کذب کھڑا کیا جا رہا ہے جس کی جھلکیاں منکرین حدیث کی تحریروں میں ملتی ہیں اگر محدثین کے رفیع معیار پر ان نام نہاد ناقدین کو پرکھا جائے تو یہ سب مجروح ثابت ہوں اور ان میں سے کوئی بھی مرد علم نہ نکلے۔ (مترجم)

الگ الگ ہو کر اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے تنوں پر کھڑے تھے۔(رواہ مسلم)(1)

استن حنانہ کی محبت

۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران خطبہ مسجد نبوی کے ایک ستون سے سہارا لے لیا کرتے تھے۔ جب منبر بن کر آیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا ستون جس سے سہارا لئے آپ خطبہ صادر فرماتے تھے، چیخنے لگا اتنا رویا کہ معلوم ہوتا تھا پھٹ جائے گا۔ حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر سے تشریف لائے اسے آکر پکڑا اور گلے لگایا وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لے رہا تھا جسے چپ کرایا جا رہا ہو۔ حضور ملے تو اسے قرار مل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری زبان سے ذکر نہ سن کر رو دیا تھا۔(رواہ البخاری)

حضرت حسن بصری کا محبت بھرا ارشاد

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ بے جان ہو کر یاد حضور اور قرب نور سے دور ہو کر رونے لگا تو ایک امتی جاندار ہو کر کیوں نہ عشق محبوب میں روئے؟ دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے والوں پر کیا گزرتی ہے جس ذرے کو وہ دیکھتے ہیں اس میں حیات وشعور کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں آپ صرف زندہ نہیں بلکہ زندگی ہیں لہٰذا جس کو چھو لیتے ہیں (2) اسے زندگی کی رعنائیاں عطا فرما دیتے ہیں۔ اور کچھ وہی منظر سامنے آجاتا ہے کہ ان کے حسن میں جو محو ہوا اس نے پھر کسی پر نگاہ غلط انداز بھی نہ ڈالی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔(3)(مترجم)

کھجور کا گچھا سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بدوی خدمت مصطفوی میں حاضر ہو کر کہنے لگا، میں کیسے پہچانوں کہ

1۔ امام بوصیری کی شاعرانہ عظمت

امام بوصیری ایسے ہی درختوں کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے ہیں اور زبان قلم یوں گوہر فشانی کرنے لگتی ہے:

وَ جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً　　تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ

آپ کے ارشاد پر درخت بھی سجدہ ریز ہوتے آپ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ درخت قدموں کے بغیر پنڈلیوں پر چلتے آتے ہیں، چلنے کے لئے قدموں کا ہونا ضروری ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائیں تو قدموں کے بغیر بے جان چیزیں بھی سجدہ کناں دوڑتی آتی ہیں۔ شاعر نے لطافت یہ پیدا کی ہے کہ ساق (تنا) کو ساق (پنڈلی) کے معنی میں رکھ کر حیرت پیدا کر دی ہے کہ درختوں کی پنڈلیاں (تنے) تو ہیں مگر قدم نہیں اور وہ صرف پنڈلیوں پر چلتے آرہے ہیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اپنا ارشاد ہے کہ سرکش جنوں اور انسانوں کے بغیر مجھے ساری کائنات پہچانتی ہے۔ درخت پہچان لے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بلالیں تو پھر وہ بے چارہ پاؤں کے بغیر کیسے نہ دوڑے، مرکز کی طرف کیسے نہ بھاگے۔ جان کی طرف کیسے نہ لپکے (۲)۔(مترجم)

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

2۔ ہر ذرہ دل بن جاتا ہے ہر چیز نظر ہو جاتی ہے　　جس سمت وہ نظریں اٹھتی ہیں کونین ادھر ہو جاتی ہے

3۔ جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا　　اک نظر میں سیکڑوں حسن نظر پیدا ہوئے

(مترجم)

آپ اللہ کے نبی ہیں؟ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جواباً فرمایا کھجور میں لگے اس خوشے کو میں بلاؤں اور وہ میرے رسول خدا ہونے کی گواہی دے (تو پھر تیرا کیا خیال ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور کے گچھے کو بلایا۔ وہ کھجور سے اتر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا۔ حضور نے اسے واپسی کا حکم دیا۔ وہ پلٹ گیا، یہ دیکھ کر بدوی آغوش اسلام میں آ گرا۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

نعرۂ رسالت حجر و شجر کا بھی نعرہ ہے

۷۱۔ جناب حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ہم مکہ کے اردگرد گھومنے کے لئے نکلے جو پہاڑ اور جو درخت بھی نگاہ ناز میں آتا، السلام علیک یا رسول اللہ! عرض کرتا جاتا۔

(رواہ الترمذی والدارمی)

رسالت کا گواہ درخت

۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک سفر میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل تھا۔ ایک یہودی آیا۔ جب قریب پہنچا تو رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہ ہے کہ ایک لاشریک معبود حقیقی کے بغیر کوئی خدا نہیں۔ کوئی معبود نہیں اور سید کل محمد صلوات اللہ علیہ اس کے محبوب اور رسول ہیں؟ بدوی عرض کرنے لگا آپ کے ارشاد پر کون گواہی دے سکتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا یہ کیکر کا درخت گواہ ہے۔ درخت وادی کے کنارے پر تھا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی طلب پر زمین چیرتا سامنے آ کھڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین دفعہ شہادت طلب فرمائی تو اس نے تین دفعہ نبوت محمدی کی شہادت دی اور پھر اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔ (رواہ الدارمی)

خون نبوت کی جلوہ سامانیاں

۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے خون میں لت پت مغموم ہو کر تشریف فرما تھے کہ جناب جبریل علیہ السلام حاضر دربار ہوئے عرض کرنے لگے حضور! کیا آپ معجزہ دیکھنا پسند فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایا کیوں نہیں؟ جبریل علیہ السلام نے اپنے پیچھے کھڑے ایک درخت کو دیکھا اور عرض کرنے لگے کہ آپ اسے بلائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طلب فرمایا تو وہ آ کر شرف حضوری سے مشرف ہوا۔ اب جبریل علیہ السلام نے درخواست کی اسے واپسی کا حکم صادر فرمائیں تاکہ یہ واپس چلا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار سے واپسی کا حکم پا کر وہ چلا گیا۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا میرے لئے یہی کافی ہے۔ (رواہ الدارمی)

معصوم معصوم پودے بھی غلام ہیں

۷۴۔ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک سفر میں نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اور آپ رفع حاجت فرمانا چاہتے تھے آپ نے فرمایا ان دو کھجور کے چھوٹے چھوٹے (وکیع راوی نے چھوٹے اور ابوبکر راوی نے کوتاہ کے معنی کئے ہیں)

پودوں کے پاس جا اور انہیں کہہ دے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ اکٹھے ہو جاؤ (یہ پیغام سن کر) وہ دونوں مل گئے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی۔ پھر مجھے حکم دیا ان دونوں پودوں کے پاس جا کر کہہ دو کہ وہ اپنی اپنی جگہ چلے جائیں۔ میں نے جا کر پیغام دیا تو وہ اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔ (رواہ ابن ماجہ)

آپ نے ملاحظہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیغام دے بھیجیں تو درخت بھی چل پڑتے ہیں۔ صحابی سے بلوا کر یہ بھی ثابت فرما دیا کہ یہ کام اولیائے امت بھی کرتے رہیں گے۔ (مترجم)

جنوں کی حاضری اور درخت

۷۵۔ معن بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے میں نے مسروق سے پوچھا جس رات کو جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے سن رہے تھے تو حضور کو یہ اطلاع کس نے دی؟ مسروق نے فرمایا آپ کے والد ماجد نے مجھے یہ حدیث بتائی تھی (والد سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں) جنوں کو اطلاع سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخت نے پیش کی تھی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

اونٹ پر نگاہ التفات

۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک تھکے ماندے نہ چل سکنے والے اونٹ پر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ راہ جہاد میں رواں دواں تھا۔ سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجھے اس حالت میں ملاحظہ فرما کر ارشاد ہوا تمہارے اونٹ کو کیا ہے؟ میں نے عرض کیا تھک ہار گیا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے پیچھے تشریف لائے اسے جھڑکا اور دعا بھی فرمائی (پھر کیا تھا) سب اونٹوں سے آگے نکل گیا۔ مجھے فرمایا اب اونٹ کو کیسے پاتے ہو؟ میں نے کہا اب تو کیا کہنے، آپ کی برکت سے نوازا گیا ہے۔ فرمایا کیا آپ اسے میرے پاس بیچنے کو تیار ہیں؟ میں اس کا ایک اوقیہ (چالیس درہم) دوں گا میں نے اونٹ اس شرط پر بیچ دیا کہ مدینہ طیبہ تک اس کی پیٹھ پر سوار رہوں گا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت عالیہ میں اونٹ لے گیا آپ نے رقم بھی عطا فرما دی اور اونٹ بھی مجھے بخش دیا۔ (صحیحین)

پاگل اونٹ کی محبت

۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے چلتے بنی نجار کے باغ تک جا پہنچے، باغ میں ایک اونٹ تھا جو آدمی وہاں جاتا وہ اس پر حملہ کر دیتا۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اونٹ کو بلایا وہ اپنے ہونٹ زمین پر گھسیٹتا خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ امام کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی مہار لے آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مہار ڈال کر مالک کے حوالے کر دیا۔ پھر حاضرین کی طرف نگاہ التفات فرمائی اور کان نبوت سے یہ موتی بکھرے کہ سرکش جنوں اور سرکش انسانوں کے بغیر جو چیز بھی زمین و آسمان میں ہے وہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (رواہ احمد والدارمی)

ایک حدیث اور تین معجزات

۷۸۔ حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین معجزات مشاہدہ کئے۔ (۱) ہم آپ کے ساتھ جارہے تھے کہ ایک اونٹ کے پاس سے گزر ہوا جس سے پانی پلانے کا کام لیا جاتا تھا۔ جب اونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو بلبلا اٹھا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نگاہ ڈالی فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ (مالک کو طلب کیا گیا) وہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ یہ اونٹ مجھے بیچ دے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ہدیتاً آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں یہ ایسے لوگوں کا ہے کہ اس کے بغیر ان کی گزران کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر اس کا معاملہ ایسا ہی ہے جس طرح تو بیان کررہا ہے (تو پھر تجھے معلوم ہونا چاہئے) کہ یہ شکایت کررہا ہے کہ اس سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور چارہ تھوڑا دیا جاتا ہے۔ اس بیچارے کے ساتھ نیکی سے پیش آیا کرو۔

۲۔ پھر ہم آگے چلے ایک مقام پر جاکر پڑاؤ کیا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے استراحت فرمائی، زمین کو چیرتا پھاڑتا ایک درخت آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھیرے میں لیا پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نگاہ ناز کھولی تو میں نے یہ واقعہ ذکر کیا۔ ارشاد ہوا کہ اس درخت نے اپنے رب سے محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ اللہ کریم نے اسے اجازت دے دی (تو وہ سلام پیش کرنے آ گیا۔)

۳۔ راوی فرماتے ہیں پھر ہم چلتے چلتے ایک پانی کے پاس سے گزرے تو ایک عورت جن والا بچہ لے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نتھنا پکڑ کے حکم دیا نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ ہم آگے چلے گئے جب واپسی ہوئی تو اسی پانی پر سے ہمارا گزر ہوا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بچے کا حال پوچھا عرض کرنے لگی اس ذات حق کی قسم! جس نے آپ کو رسالت حقہ کا جھنڈا دے کر بھیجا آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم نے اس میں بیماری کا نام ونشان بھی نہیں پایا۔ (شرح السنۃ)

غیب بتانے والا نبی

۷۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک چرواہے کے ریوڑ میں ایک بھیڑیا آ گھسا، ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہا اس کے پیچھے لگ گیا اور بکری چھین لی۔ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر اپنے انداز سے خوب جم کے بیٹھ گیا۔ کہنے لگا اللہ نے مجھے رزق دیا تھا میں نے اسے پکڑا تو تو نے مجھ سے چھین لیا۔ وہ آدمی بولا بخدا آج جیسا تماشا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا یوں بول رہا ہے؟ بھیڑیا بولا اس سے بڑا تماشہ تو یہ ہے کہ ایک عظیم المرتبت انسان دو ٹیلوں کے درمیان کھجوروں میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ تمہیں ماضی اور مستقبل کے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں یہ چرواہا یہودی تھا، خدمت مصطفوی میں حاضر ہوا۔ سارا واقعہ عرض کیا اور دامن اسلام میں پناہ لے لی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اس واقعہ پر مہر تصدیق لگا دی۔ پھر ارشاد ہوا قیامت سے پہلے اس قسم کی علامتیں ہوں گی۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ آدمی گھر سے نکلے گا جب واپس آئے گا تو اس کے جوتے اور اس کی لاٹھی اسے بتائے گی کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں کیا کچھ ہوا ہے۔

(شرح السنۃ)

ہرن بھی احترام کرتا تھا

۸۰۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس ایک وحشی ہرن (1) تھا جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شانہ نبوت سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا، دوڑتا اور ادھر ادھر بھاگتا۔ جب وہ محسوس کرتا کہ حضور اقدس علیہ التحیۃ والتسلیم نے رشک جنت خانۂ انور کو زینت بخشی ہے تو وہ دبک جاتا اور منمنانا بھول جاتا۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کو ایذاء سے اجتناب کرتے ہوئے یہ سب باتیں چھوڑ دیتا۔ (مسند احمد)

دعا رنگ لاتی ہے

۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کی طرف تین سو پندرہ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے گئے اور ارشاد ہوا: اے اللہ! یہ پیدل ہیں انہیں سواریاں عطا فرما۔ یہ بے لباس ہیں انہیں لباس بخش۔ میرے اللہ! یہ بھوکے ہیں انہیں خوب خوب کھانا کھلا۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب کو فتح عطا فرمائی تو صحابہ جب واپس آئے تو ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے۔ انہیں لباس بھی مل گیا اور وہ سیر بھی ہو گئے تھے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ

۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری والدہ شرک میں مبتلا تھیں میں انہیں دعوت اسلام دیا کرتا تھا۔ ایک دن دعوت پیش کی تو انہوں نے سرکار مدینہ سرور سینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایسی باتیں کیں جو مجھے پسند نہ تھیں اور میں روتا رہا۔ (جب میں سرکار کی خدمت میں پہنچا) تو عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! آپ میری ماں کی ہدایت کے لئے دعا فرمائیں۔ ارشاد ہوا: ''اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے''۔ دعا کی بشارت پا کر میں جلدی جلدی نکلا جب اپنے دروازے پر پہنچا تو بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہنے لگی ابوہریرہ! ٹھہر۔ مجھے پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ انہوں نے غسل کیا اپنا چوغہ پہنا اور اوڑھنی اوڑھے بغیر دروازہ کھول کر کہنے لگیں۔ ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ معبود برحق کے بغیر اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں واپس آیا۔ اب میں خوشی سے رو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اللہ کی حمد وثنا فرمائی اور کلمات خیر زبان اقدس پر لائے۔ (رواہ مسلم)

1۔ سائنس سے بہت آگے

سائنس کو کہو کہ اپنی نوک پلک سنوارے۔ اس کی ترقی ابھی آلات، برقی لہروں، فضاؤں اور آوازوں کی محتاج ہے۔ وہ ابھی جانداروں کی دنیا میں کھوئی ہوئی ہے۔ بے جانوں کو طرز تکلم بخشنے سے قاصر ہے ادائے مصطفی پر قربان ہو جائے تا کہ اسے پتا چل جائے کہ ابھی وہ طفل مکتب ہے۔ کائنات کے ایک حصے پر ابھی اس کی ریسرچ ناقص اور ادھوری ہے جب بالغ ہو گی مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھے گی تو پھر بے جان بھی اس سے باتیں کرنے لگیں گے۔ اسلام کے لئے تو یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ اولیائے امت سے بے جان بھی گفتگو کرتے ہیں۔ یہاں تو درخت و پتھر سرکار بغداد کی خدمت میں السلام علیک یا غوث کہتے نہیں تھکتے۔ (مترجم)

صحابی کی جاں نثاری

۸۳۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذو الخلصہ کی طرف سے راحت نہیں پہنچاؤ گے؟ میں نے عرض کیا میری خدمات حاضر ہیں۔ میں گھوڑے پر جم کے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے خدمت عالیہ میں یہ بات ذکر کر دی۔ آپ نے میرے سینے کو اپنے دست مبارک سے تھپتھپایا اور دست مبارک کے نشانات کو سینے میں دیکھنے لگا۔ ارشاد ہوا اللہ! اسے گھوڑے پر ثابت رکھ۔ اسے ہدایت پانے والا اور ہدایت دینے والا بنا دے۔ حضرت جریر کہتے ہیں میں پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

پھر وہ قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سوار لے کر چلے اور ذو الخلصہ کے گرجے کو آگ لگا دی اور اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

غرور کا سر نیچا

۸۴۔ حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا آپ نے ارشاد فرمایا، دائیں ہاتھ سے کھا۔ وہ کہنے لگا میں اس طرح نہیں کر سکتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کرے تو ایسا نہ کر سکے۔ وہ تکبر سے ایسا کر رہا تھا۔ راوی فرماتے ہیں پھر وہ ہاتھ اس نے کبھی منہ کی طرف نہیں اٹھایا۔ (مسلم)

کسریٰ کے ملک کے ٹکڑے اڑتے ہیں

۸۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ کے لئے فرمان نامہ دے کر بھیجا۔ حکم یہ دیا کہ وہ بحرین کے گورنر کو یہ خط دیں، بحرین کے گورنر نے وہ خط کسریٰ کو بھیج دیا۔ جب اس نے پڑھا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ (رواہ البخاری) (1)

دشمن حضور کو زمین قبول نہیں کرتی

۸۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سید کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری طرف وہ بات کرتا ہے جو میں نے کہی نہیں ہوتی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے۔ یہ اس وقت آپ نے فرمایا جب آپ نے ایک آدمی کو کہیں بھیجا اور اس نے آپ سے وہ بات منسوب کر دی جو آپ نے فرمائی نہیں تھی۔ آپ نے اسے بد دعا دی وہ مردہ پایا گیا۔ اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین اسے باہر پھینک رہی تھی۔ بیہقی نے یہ حدیث ''دلائل النبوۃ'' میں نقل کی ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں

۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن اپنے مقدس قبہ میں بیٹھ کر ارشاد فرمایا: اللہ!

1۔ دور فاروقی میں ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کسریٰ سر چھپانے کے لئے کہیں جگہ نہ پا رہا تھا۔ پھر نگاہ فلک نے دیکھا کہ وہ ایک پن چکی میں چھپ رہا ہے اور دربار محمدی کا ایک خادم اسے ٹانگوں سے پکڑے گھسیٹ کر کھلے میدان میں لا رہا ہے اور خارا شگاف تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ستارے اور ذرات ارضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بد دعا کی صداقت پر زیر لب مسکرا رہے ہیں۔ (مترجم)

میں آپ کو عہد و وعید یاد دلاتا ہوں۔ میرے مولیٰ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عبادت نہ ہو..... حضرت صدیق اکبر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ لیا۔ عرض کرنے لگے اے محبوب خدا! یہی کافی ہے۔ آپ نے رب کے سامنے بہت زاری فرمائی ہے۔ فرماتے جاتے تھے لشکر سمیت کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا۔ (رواہ البخاری)

ایک آیت کی شرح

۸۸۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے میں مسجد میں ایک ایسا آدمی چھوڑ آیا ہوں جو اپنی رائے سے تفسیر کر رہا ہے اس نے اس آیت شریفہ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الدخان) کی یہ شرح کی ہے کہ لوگوں کو قیامت کے دن دھواں ڈھانپ لے گا۔ سانس لینا مشکل ہو جائے گا اور ایسی کیفیت ہوگی جیسے زکام کے وقت ہوتی ہے۔ یہ سن کر عبد اللہ فرمانے لگے اگر کسی کو پتہ ہو تو بتا دے پتہ نہ ہو تو اللہ بہتر جانتے ہیں کہہ دے۔ یہ کہنا کہ اللہ بہتر جانتے ہیں، سمجھداری کی بات ہے۔ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ جب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ نے بددعا فرمائی کہ ان پر بھی قحط کے ایسے سال طاری ہوں جیسے دور یوسف علیہ السلام پر مسلط ہوئے تھے (اس بددعا کے نتیجہ کے طور پر) قریش کو مشقت نے آلیا وہ اس قحط میں ہڈیاں تک کھانے لگے۔ جب کوئی آدمی آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان قحط کی وجہ سے دھواں ہی دھواں پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیت اتاری: فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝ یَّغْشَی النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (الدخان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کے لئے دعا فرمائیے۔ وہ تو قحط و مشقت سے ہلاک ہو گئے اللہ کریم نے پھر یہ فرمان نازل فرمایا: اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ (الدخان:15)

جب قحط دور ہوا تو انہیں خوش حالی و شادابی نے آلیا تو وہ پھر بگڑے تب یہ آیت نازل ہوئی: یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْکُبْرٰی ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝ (الدخان)

یہ بڑی گرفت غزوۂ بدر کے دن صدور پذیر ہوئی۔ (رواہ احمد)

تلوار کا گھاؤ صرف پھونک سے ختم

۸۹۔ یزید بن ابو عبید کہتے ہیں میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں تلوار کی مار کا نشان دیکھا، میں نے پوچھا اے ابو مسلم! (کنیت) یہ نشان کیسا ہے؟ کہنے لگے یہ تلوار مجھے خیبر کے دن لگی تھی۔ لوگوں نے تو کہہ دیا تھا کہ سلمہ شہید ہو گیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے تین دفعہ پھونکیں ماریں پھر مجھے آج تک تکلیف نہیں ہوئی۔ (رواہ البخاری)

بچہ شفا پاتا ہے

۹۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بچہ لے آئی۔ کہنے لگی، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اسے جن ہے اور صبح و شام اسے پکڑ لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیر کر دعا مانگی: اسے قے آئی

اور اس کے پیٹ سے کتے کے کالے بچے جیسی کوئی چیز نکل کر دوڑنے لگی۔ (رواہ الدارمی)

تکلیف ودکھ دور فرماتے ہیں

۹۱۔ محمد بن حاطب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان کی والدہ ام جمیل بنت مجلل نے بیان کیا کہ میں سرزمین حبشہ سے واپس آرہی تھی، مدینہ طیبہ سے ایک یا دو راتوں کے فاصلہ پر تھی کہ میں نے کچھ پکانا چاہا، لکڑیاں آگ جلاتے ختم ہو گئیں اور میں لکڑیوں کی تلاش کے لئے جانے لگی۔ میں نے ہنڈیا اتاری مگر وہ تمہاری (محمد بن حاطب) کلائی پر الٹ گئی۔ میں پھر تمہیں حضور مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئی اور عرض کرنے لگی، یا رسول اللہ! صلوات اللہ علیک میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ محمد بن حاطب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارے منہ میں لعاب دہن ڈالا تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے لئے دعا کی، تمہارے ہاتھوں پر لعاب اقدس ڈالتے ہوئے فرمایا، ''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف دور فرمادے۔ شفا بخش کہ تو ہی شفا دینے والا ہے، شفا صرف تیری ہی شفا ہے ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کا نام نہ چھوڑے''۔

تمہارے ہاتھ میرے اٹھنے سے پہلے ٹھیک ہو گئے۔ (رواہ احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں

۹۲۔ جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں جب سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا ہے پھر میری آنکھیں کبھی بھی رمد (آنکھیں آنا) کا شکار نہیں ہوئیں۔ (رواہ احمد)

مدینہ کی ایک رات

۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مدینہ طیبہ کے باسی ایک دفعہ خوفزدہ ہو گئے (کہ شائد کوئی حملہ آور آ گیا ہے) حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سست رو، تنگ تنگ قدم اٹھانے والے گھوڑے پر سوار ہو گئے جب آپ (ہر طرف سے مدینہ کو دیکھ بھال کر) واپس پلٹے، فرمایا، تمہارا گھوڑا تو سمندر کی طرح رواں ہے۔ اس کے بعد وہ مقابلہ میں کسی گھوڑے کو آگے نہ نکلنے دیتا۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم ملتا ہے

۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگو! تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے بکثرت روایات کرتا ہے (اللہ کی ذات ہی وعدہ گاہ ہے) میرے مہاجر بھائی تو بازاروں کے ہلے گلے میں مصروف رہتے تھے اور میرے انصار بھائی اپنے مالوں کے کاموں میں مشغول ہوا کرتے تھے اور میں ایک مسکین آدمی تھا صرف اپنے پیٹ کے لئے غذا حاصل کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑا رہتا (کثرت صحبت کی وجہ سے میری روایات میں کثرت ہو گئی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن فرمایا، جو آدمی میرے ان ارشادات کے ختم ہونے تک اپنا کپڑا پھیلائے رکھے گا پھر لپیٹ کر اپنے سینے سے لگالے گا تو میرے ان ارشادات کو کبھی بھی نہیں بھولے گا۔ میرے پاس ایک کملی کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں تھا میں نے وہی پھیلا دی، جب

حضور ﷺ کے ارشاد پورے ہو گئے تو میں نے اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگایا، اس ذات بے مثال کی قسم! جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ آپ کے ان ارشادات میں سے آج تک کچھ بھی نہیں بھولا۔ (رواہ البخاری و مسلم)

جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں

۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی رحمت ﷺ غزوۂ خندق سے رجوع فرما ہوئے، ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمایا اور اپنے سر مبارک کے غبار کو جھاڑنے لگے تو جبریل علیہ السلام حاضر سرکار ہوئے اور عرض کرنے لگے، آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں بخدا میں نے تو ابھی نہیں اتارے، آپ ان کی طرف تشریف لے چلیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہاں اور کن کی طرف؟ حضرت جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا اور حضور ﷺ ادھر تشریف لے چلے (رواہ البخاری و مسلم) بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بنی غنم کی گلیوں میں جبریل کی سواری کی وجہ سے اٹھتے غبار کو میں دیکھ رہا تھا جب وہ بنی قریظہ کی طرف جاتے ہوئے حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

فرشتوں کی حاضری

۹۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ احد کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ کے دائیں بائیں میں نے سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمی دیکھے، وہ بہت سخت جنگ لڑ رہے تھے۔ میں نے یہ دو آدمی اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھے۔ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

فرشتے صحابہ کے مددگار ہیں

۹۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے غزوۂ بدر کے دن ایک مسلمان آدمی ایک مشرک کے پیچھے بھاگا جا رہا تھا کہ اس نے اوپر سے کوڑے کی ضرب سنی اور شہسوار کی یہ آواز آئی (وہ اپنی سواری سے کہہ رہا تھا) خیروم آگے بڑھ، مسلمان نے اپنے سامنے والے مشرک کو دیکھا تو وہ چت گر چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی ناک پر چوٹ ہے اور چہرے پر کوڑے کی ضرب ہے اور اس کا سارا جسم سبز پڑ گیا ہے۔ انصاری نے دربار نبوی میں آ کر یہ واقعہ پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، یہ سچ ہے، یہ تیسرے آسمان سے امداد آئی تھی۔ مسلمانوں نے اس معرکہ میں ستر مشرکوں کو مار دیا اور ستر قیدی بنا لئے۔ (رواہ مسلم)

چاند پھٹ جاتا ہے

۹۸۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں عہد نبوی میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا۔ قریش کہنے لگے محمد (ﷺ) نے ہماری آنکھوں پر جادو کیا ہے۔ ایک بولا اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو ساری کائنات پر جادو نہیں کر سکتے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت زرین کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں قریش باہر سے آنے والے سواروں سے پوچھا کرتے تھے (کیا وہاں بھی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے) وہ انہیں بتاتے کہ انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ قریش انہیں کہتے تم

جھوٹ بول رہے ہو۔

۹۹۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عہد نبوی میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا نیچے، حضور نے فرمایا، لوگو! گواہ رہو۔ (رواہ البخاری و مسلم)

صحابہ کی سرفروشیاں

۱۰۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ حنین کے دن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، جب مسلمانوں اور کافروں میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو مسلمان شکست کھا کر مڑے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر کی باگ تھامے ہوئے تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافروں کی طرف بڑھنے کیلئے اسے ایڑ لگا رہے تھے۔ میں خچر کو جان بوجھ کر روکنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ جلدی آگے نہ بڑھے۔ ابو سفیان بن حارث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ مجھے فرمایا، عباس! درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو بلا (بیعت رضوان کرنے والوں کو بلانا مقصود تھا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے، فرماتے ہیں: میں نے پوری آواز سے کہا بیعت رضوان والے کہاں ہیں؟ فرماتے ہیں میری یہ آواز سن کر وہ یوں پلٹے جس طرح گائے اپنے بچھڑے کے لئے پلٹتی ہے! وہ لبیک لبیک کہہ رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان اور کافر باہم گتھم گتھا ہو گئے۔ جنگ میں انصار کی علامت یا معشر الانصار کا نعرہ تھا۔ پھر یہ دعوت بنی حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خچر کو جنگ کے لئے بڑھاتے ہوئے یہ منظر ملاحظہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ اب معرکہ کارزار گرم ہوا ہے۔ پھر کچھ کنکریاں لیں اور کافروں کے مونہوں پر دے ماریں۔ فرمایا، رب محمد کی قسم! وہ شکست کھا گئے۔ راوی فرماتے ہیں قسم بخدا جونہی آپ نے کنکریاں ماریں تو کافروں کی دھار کند پڑ گئی اور ان کا معاملہ شکست میں بدل گیا۔ (رواہ مسلم)

کرامات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

یہاں ہم چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات کا ذکر حروف تہجی کے مطابق کرنے والے ہیں چونکہ صحابہ کرام ہی مصدر معجزات و کمالات سید العالمین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کے اولین فیض یافتہ ہیں اور امت کے وہی امام ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امت کے سب سے پہلے وہی اولیاء قرار پائیں اور انہی درویشان علوم نبوت سے فیض و عرفان کے چشمے پھوٹیں تو لیجئے ہم سب سے پہلے امام اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ

آپ کی ایک کرامت امام بخاری اور مسلم نے آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تین مہمان آئے اور وہ خود شام کو کھانا کھانے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ کافی رات گزر گئی تو واپس پلٹے۔ بیگم صحابہ نے عرض کیا، آپ کو مہمانوں کا خیال نہیں رہا؟ پوچھنے لگے کہ کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ کہنے لگیں، انہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا میں بالکل اب کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر فرمانے لگے کھاؤ! مہمانوں میں سے ایک فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جو لقمہ بھی ہم اٹھاتے تو نیچے والا کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا۔ ہم سب سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو پہلے جتنا یا اس سے بھی زیادہ پایا۔ اپنی بیوی سے فرمانے لگے، اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہو چکا ہے۔ صدیق اکبر نے بھی اس سے کھایا۔ فرمانے لگے، وہ قسم تو شیطان کی کوشش تھی۔ پھر یہ کھانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لئے گئے، صبح کھانا حضور کی خدمت میں تھا۔ ان دنوں مسلمانوں اور ایک اور قوم کے درمیان عہد تھا، عرصہ پورا ہو گیا۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو بانٹ دیا۔ ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کتنے آدمی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا انہیں بھیج دیا، اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

دوسری کرامت یہ ہے کہ جناب عروہ بن زبیر حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت صحیحہ میں بیان فرماتے ہیں: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین کے لئے مقام غابہ کے مال سے بیس وسق (ایک وسق ساٹھ صاع اور ایک صاع قریباً چار سیر) متعین فرمائے تھے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہوا کہ پیاری بیٹی! میری وفات کے بعد آپ کا غنی ہونا مجھے بہت مرغوب ہے اور آپ کا میری وفات کے بعد محتاج ہونا مجھے سخت دشوار ہے۔ میں نے آپ کے لئے بطور عطیہ بیس وسق مقرر کئے تھے۔ اگر آپ وہ مال لے چکی ہوتیں تو بہت اچھا ہوتا مگر اب وہ مال وراثت ہے۔ اب آپ کے ساتھ دو بھائی اور دو بہنیں بھی وراثت میں شریک ہیں۔ قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں میرے محبوب والد! اگر بے شمار مال ہوتا تب بھی میں اسے چھوڑ دیتی (صرف

بیس وسقوں کی کیا بات ہے) لیکن میری بہن تو صرف اسماء ہیں۔ یہ دوسری کون ہیں؟ جن کا ذکر آپ فرما رہے ہیں۔ صدیق نے فرمایا وہ جو ماں کے پیٹ میں ہے وہ لڑکی ہے۔ (جب وضع حمل ہوا) تو وہ بچی ہی تھی (1)۔

صدیق اور علم ما فی الارحام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں دو کرامتیں ہیں: پہلی یہ کہ وہ اسی مرض میں وفات فرما جائیں گی کیونکہ آپ نے فرمایا اب وہ مال وارثوں کا مال ہے دوسری یہ کہ وفات کے بعد ان کی اولاد ہوگی اور وہ بچی ہوگی۔ اس کے ظاہر کرنے کا بھید یہ ہے کہ آپ حضرت صدیقہ کے دل کو مائل و نرم کر رہے تھے کیونکہ دیا ہوا مال جس پر تا حال سیدہ نے قبضہ نہیں فرمایا تھا، واپس لے رہے تھے لہٰذا اب انہیں صرف اپنا حصہ لینا ہوگا۔ اور اس مال میں ان کے دو بھائی اور دو بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ان کے دل کو مائل فرما رہے تھے اور مقصود استراحت قلبی تھی۔ یہ فقرہ کہ اپنی وفات کے بعد میں آپ کو غنی دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ مال کسی اور اجنبی یا دور کے رشتہ دار کو نہیں مل رہا ہے بلکہ آپ کے بھائیوں اور بہنوں کو ہی مل رہا ہے، ان فقروں میں بے حد رفق و نرمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک اور عظیم الشان کرامت کا ذکر سورۂ کہف کی تفسیر فرماتے ہوئے امام فخر الدین رازی نے کیا ہے حالانکہ وہ بہت ہی کم کرامات صحابہ بیان فرماتے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام رازی کہتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے دروازے کے سامنے آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درخواست کی گئی یا رسول اللہ! صلوات اللہ علیک یہ ابوبکر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازۂ مقدس پر حاضر ہیں (ان کے لئے اب کیا حکم ہے) دروازہ دفعۃً کھل گیا روضۂ انور سے

1۔ حضرات اس حدیث صحیح پر گہری نظر ڈالیں جو ہر وقت اسی تبلیغ میں رہتے ہیں کہ رحموں کے اندر کا کسی کو علم نہیں، اور پھر اپنے اس فقرے کا رخ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی طرف موڑ دیتے ہیں اور لوگوں کو مشرک و بدعتی کے الفاظ و القاب سے نوازتے ہیں۔ علوم مصطفویہ کی تو بات ہی الگ ہے یہ صدیق امت ہیں اور امت کی ماں سلام اللہ علیہا کو فرماتے ہیں میری بیوی کے پیٹ میں بچی ہے۔ اور پھر اسی طرح ہوتا ہے۔ نہ صدیق ہی یہ سوچتے ہیں کہ یہ تو ما فی الارحام کا علم ہے اور نہ ہی سیدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر انہیں عرض کرتی ہیں کہ ابا حضور! ما فی الارحام کا علم آپ کو حاصل نہیں ہو سکتا پھر یہ دعویٰ کیوں فرما رہے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچی ہے۔ جو بات صدیق اور صدیقہ جائز سمجھتے ہیں وہ خدا جانے ان مدعیان علم و تقویٰ نے کیسے ناجائز قرار دے دی، کیا ان دونوں کو علم قرآن حاصل نہ تھا جو براہ راست امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے شاگرد تھے اور دور حاضر کے مدعیان علم کو فہم قرآن ان سے زیادہ حاصل ہو گیا ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں اور نتھو، پھتو، خیرے کے شاگرد ہیں۔ اپنے قد کاٹھ کو دیکھے بغیر شہتیر کو بغل میں دبانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ علم عطائے ربانی ہے: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اگر اللہ کریم نبیوں اور صدیقوں کو عطا فرما دے اور جھوٹے دعویداروں کو نہ دے تو قصور ان کی اپنی کوتاہ ہمتی اور بدنصیبی کا ہے وہ مقدس ہستیاں تو اس حدیث کا مصداق ہیں اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ (مومن نور خداوندی کے ذریعے دیکھتا ہے اور نور خداوندی کے سامنے پردے حائل نہیں ہوا کرتے)۔

ہاتف نے آواز دی، محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔ (اُدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ)(1)۔

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے حضرت قیس سے روایت کی ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک برتن سے کھانا تناول فرمارہے تھے کہ وہ برتن تسبیح کہنے لگ گیا۔ یہ روایت میں نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ'' میں بھی بیان کی ہے۔ پھر میں نے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب طبقات کا مطالعہ کیا تو اس میں بھی عبارت یونہی پائی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرمارہے تھے تو برتن نے تسبیح پڑھنا شروع کردی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ہنڈیا کی عجیب حالت

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ایک دن ہنڈیا کے نیچے آگ جلارہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے کہ ہنڈیا سے آواز بلند ہوئی۔ اس طرح آواز نکلی جس طرح بچے کی آواز ہوتی ہے پھر تسبیح کی آواز بلند ہونے لگی پھر ہنڈیا الٹ گئی۔ پھر دوبارہ اپنی جگہ پر خود بخود آگئی۔ مگر اس سے کوئی چیز بھی باہر نہ گری۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حیران ہوکر پوچھنے لگے ابودرداء! دیکھئے ایسا تو کبھی نہیں ہوا؟ ابودرداء نے فرمایا اگر جناب خاموش رہتے تو اللہ کریم کی بڑی بڑی آیات ملاحظہ

1۔ روضۂ رسول میں قبر صدیق

یہ حدیث حضرات شیعہ کی کتب میں بھی موجود ہے وہاں دروازے کا مقفل ہونا مذکور ہے۔ اس حدیث نے مقام صدیق کی عظمتوں اور شان صدیق کی رفعتوں کو مبرہن کردیا ہے۔ ہم گزشتہ صفحات میں اصحاب تصوف کے نزدیک مقام صدیق کی مختصراً تصریح کرچکے ہیں۔ اس حدیث پاک نے کئی مسائل حل کر دیئے ہیں۔ پہلا یہ کہ بعد از وفات صحابہ کرام نے ''یارسول اللہ'' کہہ کر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست پیش کی ہے لہٰذا ''یارسول اللہ!'' کہنا اجماع صحابہ سے جائز ثابت ہوا۔ اب جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ اجماع صحابہ کا منکر ہے اور جو اس مقدس اجماع کا منکر ہے اسے قرآن پاک نے یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے: نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔ کہ وہ شتر بے مہار جدھر چاہے گھومے پھرے ٹھکانہ تو اس کا جہنم ہی ہے۔ جو اجماع صحابہ کو سند سمجھ کر آج بھی یارسول اللہ کہہ رہے ہیں انہیں مشرک و بدعتی کہنا خلاف اسلام ہے اور یہ بدعت ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل ہیں اگر قائل نہ ہوتے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق اجازت آپ سے کیسے لیتے؟ پھر کسی صحابی نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ حیات نبی بھی متفقہ مسئلہ ہے اور اس پر بھی اجماع صحابہ ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک سے سنتے ہیں۔ اگر نہ سنتے تو یارسول اللہ کی ندا بے کار ہوتی۔ پھر چلا چلا کے بھی تو آپ کے صحابہ نے نہیں بلایا ہوگا کیونکہ ان کی سرکار میں اونچی آواز تو قرآنی آیت نے ممنوع قرار دے دی ہے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تو مسجد نبوی میں بھی اونچا بولنے سے منع فرماتے تھے کہ یہ آداب دربار رسالت کے منافی ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور میں تشریف فرما ہوں اور صحابہ آہستہ آہستہ یارسول اللہ کہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انہیں جواب عطا فرمائیں اور وہ جواب حاضرین سر کے کانوں سے سنیں تو پھر کیا خیال ہے ان حضرات کا جو یارسول اللہ کہنے والے کو پکا مشرک اور بدترین کافر قرار دیتے ہیں صحابہ کرام نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یارسول اللہ کہہ کر پکارا، آہستہ آواز دی تو وہ کیسے رہے؟ اگر آپ کا نظریہ مان لیں تو سارا گلشن مصطفوی شرک کی خزاں کی زد میں آتا ہے۔ پھر کیوں نہ صحابہ، اولیائے امت اور اہل سنت کے مسلک کو مان لیں اور ان سب کے ہمنوا ہوکر یارسول اللہ کے جان بخش نغمے گانے لگیں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

فرماتے۔ برتن کے تسبیح کہنے کا ذکر حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے۔

سیدنا ابوعبس بن جبیر رضی اللہ عنہ

امام حاکم، امام بیہقی اور امام ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث ابوعبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے پھر بنی حارثہ کے محلے میں واپس آجایا کرتے، ایک رات بارش اور اندھیرا تھا وہ جب مسجد نبوی سے نکلے تو ان کی لاٹھی روشنی دینے لگی اور وہ اس روشنی میں بنی حارثہ کے محلے پہنچے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

امام حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری جتھے کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب جہاز رات کو سمندر میں چل رہا تھا تو اوپر سے کسی منادی نے پکارا، آیئے میں آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دوں جو اللہ کریم نے اپنی ذات کے لئے فرمایا اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص شدید گرمی کے دن اللہ کریم کیلئے پیاسا رہتا ہے اللہ کا حق ہے کہ وہ اسے پیاس کے دن (قیامت کے دن) پانی پلائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ان کی ایک کرامت وہ ہے جو علامہ مناوی نے اپنی کتاب ''طبقات کبریٰ'' میں نقل فرمائی ہے۔ یہ روایت انہوں نے تاریخ ابن النجار اور رحلہ ابن الصلاح سے مشہور فقیہ علامہ زنجانی کے واسطے سے روایت کی ہے۔ زنجانی کہتے ہیں کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے یہ واقعہ قاضی ابوالطیب سے روایت کیا۔ قاضی صاحب کہنے لگے ہم مناظرہ کے ایک حلقہ میں تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا اور اس نے مصرات (وہ بھینس جسے کافی دیر نہ دوہا گیا ہو تا کہ دودھ جمع ہو جائے تو گاہک زیادہ دودھ سمجھ کر خرید لے) کے بارے میں سوال کیا اور دلیل مانگی۔ بخاری و مسلم میں اس موضوع پر جو روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اس کے سامنے بطور دلیل پیش کی گئی (سائل حنفی تھا) کہنے لگا ابوہریرہ کی احادیث مقبول نہیں۔ ابھی فقرہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ ایک سانپ اس پر گرا لوگ بھاگ کھڑے ہوئے وہ سانپ سب کو چھوڑ کر صرف اس جوان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ جوان نے جب یہ کیفیت دیکھی تو چلایا: میری توبہ، میری توبہ، میری توبہ دفعۃً توبہ کی آواز سن کر سانپ غائب ہو گیا۔ (1)

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور حضرت ابن عساکر رضی اللہ عنہما نے متعدد اسناد کے ذریعے ابوغالب کی سند سے یہ روایت حضرت ابو باہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی قوم کے پاس بھیجا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے خوب

1۔ اس واقعہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اولیائے کرام سے کرامات صدور پذیر ہوتی ہیں کیونکہ اس واقعہ سے سیکڑوں برس پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وفات پا چکے تھے۔ دودھ والے ایسے جانور کو بیچنے والے کے پاس واپس کر دیا جاتا ہے۔ یہاں احناف کا نظریہ کچھ اور ہے اور باقی حضرات کا کچھ اور، یہاں بحث اس سے نہیں کہ ان نظریات کے پیچھے دلائل کون سے ہیں، بحث صرف یہ ہے کہ ایک شخص نے صحابیٔ رسول کو ساقط الاعتبار قرار دیا تو سانپ اس کے پیچھے لگ گیا۔

بھوک لگ رہی تھی۔ وہ خون کھائے جا رہے تھے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ میں نے انہیں کہا میں تو تمہیں اس سے روکنے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے میرا تمسخر اڑایا۔ میری تکذیب کی اور وہاں سے مجھے نکال دیا۔ میں تھکا ہارا بھوک پیاس سے مر رہا تھا۔ میں اسی حالت میں سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب آئے مجھے ایک دودھ والا برتن دیا میں نے برتن پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ میرا پیٹ اچھی طرح بھر گیا۔ میری قوم کے لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے بھائی! قوم کا ایک سردار آیا تھا اور تم نے اسے واپس لوٹا دیا۔ اب جاؤ اسے اس کی پسند کا کھانا پینا پیش کرو۔ وہ کھانا پینا لے کر میرے پاس آئے میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں کہنے لگے ابھی تو آپ بھوک اور پیاس کی شدت میں مبتلا تھے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میرے اللہ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ بھی دکھا دیا۔ یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ ابن عساکر کی کچھ اسنادیوں ہے کہ میں انہیں دعوت اسلام دیتا تھا اور وہ انکار کرتے تھے۔ میں نے انہیں کہا تمہارا بیڑا غرق ہو مجھے سخت پیاس لگی ہے ایک گھونٹ پانی تو دے دو کہنے لگے ہم تو پانی نہیں دیں گے بلکہ تجھے پیاس سے بلک بلک کر مرتا دیکھیں گے، مجھے غصہ آیا میں نے کھلی چادر میں سر ڈال لیا۔ شدید گرمی میں گرم گرم زمین پر سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب شیشے کا بہت خوبصورت گلاس بہت ہی لذیذ شربت سے بھرا لائے مجھے دے دیا، میں نے نوش جان کیا، شربت پی کر جاگ گیا اس شربت کے بعد مجھے پیاس لگی اور نہ ہی اس شربت کے نوش کرنے کے بعد بھوک نے ستایا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ صبح تاڑ میں رہتے مگر کیا مجال کہ صبح کو تاڑنے میں وہ خطا کر جائیں۔ ادھر صبح ہوئی ادھر انہوں نے سحری کے خاتمہ کی اذان کہہ دی۔ ان کے نام میں بقول مصنف اسد الغابہ اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبد اللہ ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ عمرو ہے۔ لہٰذا میں نے یہ دونوں نام چھوڑ کر کنیت پر اکتفا کیا ہے۔ اور انہیں ابن ام مکتوم کی نسبت سے ردیف الف میں لکھا ہے۔

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

ان کی یہ کرامت علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں انہی کی سند سے روایت کی ہے (وہ قرآن پاک بڑی پیاری آواز سے پڑھا کرتے تھے) فرماتے ہیں میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور قریب ہی میرا ایک لڑکا سویا ہوا تھا۔ میں نے سورۂ بقرہ تلاوت کی تو گھوڑا ناچنے اور جگالی کرنے لگا، میں صرف اپنے بیٹے کے خیال سے اٹھا (کہ گھوڑا اس پر نہ چڑھ جائے) میں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر وجد میں آ گیا پھر میں لڑکے کے خیال سے اٹھا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑے پر وہی مستی طاری ہو گئی۔ میں نے اوپر سر اٹھایا کہ ایک بادل نمایاں ہو کر اس پر ایستادہ ہے اور وہ آسمان سے آ رہا ہے۔ میں ہیبت زدہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا، ارشاد ہوا وہ فرشتے تھے جو تیری آواز پا کر قریب آ گئے تھے۔ اگر تم صبح تک تلاوت میں مصروف رہتے تو لوگ ان فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب ''نسمات الاسحار'' میں حضرت بازلی کی کتاب ''غایۃ المرام'' کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں کے حالات پر مشتمل ہے) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی زمین تھی زمین کے نگران نے آپ سے شکایت کی کہ زمین سخت پیاسی ہے (یہ سن کر) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی۔ نگران سے فرمانے لگے، دیکھ کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ نظر نہیں آ رہا۔ آپ پھر نماز میں محو ہو گئے۔ پھر فرمایا کیا کچھ نظر آ رہا ہے؟ اس نے جواب دیا پرندے کے پر جتنا بادل دیکھ رہا ہوں، آپ نے نماز اور دعا جاری رکھی بارش برسی اور زمین سیراب ہو گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نگران سے پوچھا بتائیے کہاں تک بارش پہنچی ہے؟ وہ کہنے لگا، آپ کی زمین سے آگے نہیں بڑھی۔ (صرف) آپ کی زمین کو ہی سیراب کیا ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ

شیخین (بخاری و مسلم) نے ان کے بھتیجے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان کے چچا جناب انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا تھا کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے احد کے دوسری طرف جنت کی خوشبو آتی ہے پھر وہ شہید ہو گئے (اور جنت کی مہکوں تک جا پہنچے)۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے معاویہ بن حرمل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حرہ سے آگ نکلی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلئے وہ ساتھ ہو لئے اور میں دونوں کے پیچھے چل پڑا۔ وہ آگ تک جا پہنچے۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے آگ کو پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ آگ گھاٹی میں جا پہنچی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا ایک جیسے نہیں ہوتے۔ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا حضرت ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں: وہ مرزوق سے روایت فرماتے ہیں، کہتے ہیں کہ دور فاروقی میں آگ نکلی تو تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر شریف سے اسے ہٹانا شروع کر دیا وہ ہٹتی ہٹتی ایک غار میں جا پہنچی، فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ایسی ہی باتوں میں ہم آپ کی آزمائش کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

حضرت بیہقی نے عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو دفن کیا آپ خطیب انصار اور غزوۂ یمامہ کے شہید تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی (جب آپ کو ہم قبر میں رکھنے لگے) تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے: ''محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق، عمر شہید، عثمان سراپا نیکی و رحم''۔ (انہیں بولتا پا کر) ہم نے غور سے انہیں دیکھا تو بقید حیات نہ تھے۔ الشفاء میں قاضی عیاض نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے۔

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ

آپ اور آپ کے ساتھی شام کے گاؤں عذراء میں مدفون ہیں۔ یہاں ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شہید ہوئے تھے۔ عارف باللہ سیدی محمد حنفی نے ''جامع صغیر'' کے حاشیہ میں اس حدیث پاک کے تحت یقتل بعذراء الناس یغضب اللہ وأهل السماء (مقام عذراء پر کچھ لوگ شہید ہوں گے جن کی شہادت کی وجہ سے اللہ کریم اور آسمان والے ناراض ہوں گے)۔

جیل میں دعا اور اس کا اثر

فرماتے ہیں سیدنا حجر رضی اللہ عنہ وضو اور طہارت کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ جب انہیں جیل میں ڈال دیا گیا تو انہیں بدخوابی ہوئی۔ جیل کے داروغہ سے نہانے کے لئے پانی طلب فرمایا وہ کہنے لگا میرے پاس تو صرف ایک شیر کپ (چھوٹا برتن) ہے فرمایا وہ مجھے دے دو تاکہ میں طہارت کر سکوں۔ داروغہ کہنے لگا اگر میں وہ پانی نہانے کے لئے آپ کو دے دوں تو پینے کے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ اور آپ پیاس سے مر جائیں گے، اور مجھے حاکم جس نے آپ کو جیل میں ڈال رکھا ہے، قتل کر دے گا۔ شاید آپ مجھے مروا دینا چاہتے ہیں۔ اب حضرت نے بارش کے لئے اللہ کریم سے دعا مانگی۔ بارش ہوئی اور آپ نے طہارت فرمائی۔ قیدیوں نے درخواست پیش کی کہ ایک دعا ہماری اور اپنی رہائی کی بھی فرما دیں۔ فرمایا میں تو جیل میں رہنا ہی پسند کروں گا کیونکہ مجھے رب تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ سے جیل ملی ہے اور بارش کی دعا تو صرف اس لئے تھی کہ پانی نہ ملتا تو عبادت نہیں ہو سکتی تھی۔ شیخ حنفی مرحوم فرماتے ہیں مقربین کا یہی حال ہوتا ہے (کہ رضائے الٰہی اور ارادۂ خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور رضا پر راضی ہو کر دعا نہیں کرتے)۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

علامہ مناوی نے ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایک آدمی نے آپ کی قبر اقدس پر رفع حاجت کی وہ پھر اس طرح بھونکنے لگا جس طرح کتے بھونکتے ہیں۔ اور اسی طرح بھونکتا بھونکتا مر گیا۔ اس کی قبر سے بھی کتے کے چیخنے کی طرح آواز آتی رہی۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

امام شبلی باعلوی اپنی کتاب ''المشرع الروی'' میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامات بیان کرتے ہوئے حضرت ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں: سب قاتلان حسین کو اسی دنیا میں سزا ملی۔ کچھ قتل ہو گئے، کچھ اندھے ہو گئے کچھ کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور کچھ کی حکومت تھوڑے سے عرصے میں ختم ہو گئی۔

دشمن حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

عبداللہ بن حصین نے میدان جنگ میں آپ کو للکارا اور پانی روکتے ہوئے کہا، حسین! اب پانی تو آسمان کے جگر کی طرح

نایاب ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم تو پانی کے ایک قطرے کے بغیر پیاس سے مر جائے گا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ! اسے پیاس سے مار دے۔ وہ خبیث اس بددعا کے بعد پانی پیتا تھا اور اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی اور پیاسا ہی مر گیا۔ حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ نے پینے کے لئے پانی منگوایا تو وزعہ نامی ایک بدبخت نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے تالو شریف میں لگا آپ پانی نہ پی سکے۔ حسین عالی مقام نے فرمایا، اللہ! اسے پیاسا کر دے۔ وہ خبیث چیختا تھا کہ میرے پیٹ میں آگ ہے اور میری پیٹھ میں برف لگی ہے۔ وہ اپنے سامنے برف اور پنکھے رکھتا۔ اور اپنے پیچھے انگیٹھی رکھتا۔ اور کہتا مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ، اس کے سامنے ستو پانی اور دودھ کا اتنا بڑا برتن لایا جاتا کہ اگر پانچ آدمی پیتے تو انہیں کافی ہو رہتا۔ وہ اکیلا پی جاتا اور کہتا مجھے پانی پلاؤ میں پیاس سے مر رہا ہوں۔ اسے اسی طرح پانی پلایا جاتا رہا۔ اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح بڑھ گیا۔ یہ دو کرامتیں علامہ ابن حجر ہیتمی نے ''صواعق محرقہ'' میں بھی بیان فرمائی ہیں۔

دشمن اہل بیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی

حضرت شبلی نے یہ بھی بیان فرمایا ہے ایک بوڑھے کو پتہ چلا کہ جن لوگوں نے بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں حصہ لیا ہے مرنے سے پہلے ضرور مصیبت میں مبتلا ہوئے اس بدبخت نے بھی حصہ لیا تھا کہنے لگا، میں بھی کربلا میں حاضر تھا۔ مجھے تو آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر چراغ ٹھیک کرنے کے لئے اٹھا۔ آگ بھڑک کر اسے لگ گئی۔ وہ زور زور سے چلا رہا تھا، آگ، آگ۔ اور مرنے تک یہی واویلا کرتا رہا۔ فرماتے ہیں ایک آدمی آپ کی شہادت کے وقت صرف حاضر تھا تو وہ اندھا ہو گیا۔ جب اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا گیا تو کہنے لگا، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے بازوؤں سے قمیص پیچھے ہٹائی ہوئی ہے۔ آپ کے کریم ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کی ایک چادر بچھی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے دس قاتل آپ کے سامنے ذبح ہوئے پڑے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو لعنت فرمائی اور خفگی کا اظہار فرمایا۔ محض اس جرم پر کہ میں نے مخالفت نہ کرتے ہوئے بھی اس لشکر میں شامل ہو کر ان کی تعداد تو بڑھا دی تھی۔ پھر آپ نے خون حسین کا ایک سرچ میری آنکھوں میں پھیر دیا۔ صبح جاگا تو نابینا تھا۔

فرماتے ہیں، ایک آدمی نے امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کے گلے (قلادے) سے باندھ دیا کچھ دنوں کے بعد اس کا چہرہ لاکھ سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو ایک حسین ترین عرب تھا ایسا کیوں ہو گیا؟ کہنے لگا، جب سے میں نے سر مبارک اٹھایا تو ہر رات دو آدمی آتے ہیں، مجھے کندھے سے پکڑتے ہیں، پھر مجھے ایک بھڑکتی آگ کے پاس لے جاتے ہیں۔ مجھے اس میں دھکا دینا چاہتے ہیں، میں پیچھے ہٹتا ہوں مجھے آگے کھینچتے ہیں۔ پھر میں ایسا ہو گیا ہوں جیسا آپ دیکھتے ہیں وہ پھر بدترین انداز سے مر گیا۔ سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت بروز جمعہ ۶۱ ھ عاشورہ کو ہوئی۔

عم مصطفیٰ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

ان کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمائی ہے۔ آپ کی شہادت ہوئی تو آپ حالت جنابت میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد

نے حضرت حسین سے روایت بیان فرمائی ہے سید کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا

امام بیہقی نے بسند واقدی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے روایت کیا ہے میں قبر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے گئی اور عرض کیا، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم! آپ پر سلام ہو۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا، ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ''۔ میں نے یہ کلمات سنے۔ میں نے عارف باللہ شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ کی کتاب ''الباقیات الصالحات'' میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کی جب قبر اقدس پر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو انہوں نے صحیح انداز سے سنا کہ قبر سے سلام کا جواب ملا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم ملا ہے کہ جب ان کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام حمزہ رکھا جائے۔ فرماتے ہیں سچ مچ لڑکا ہی پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام حمزہ ہی رکھا۔ انہوں نے اسی کتاب میں یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس کے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ انہوں نے بھی اپنے کانوں سے پوری طرح سنا۔

زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بیداری میں

سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرح صلوۃ الغوث الجیلانی'' میں رقم فرمایا ہے کہ وہ حضرت شیخ محمود مذکور مرحوم کو ۱۲۰۵ھ میں مدینہ طیبہ میں ملے تھے۔ حضرت شیخ انہیں گھر لے گئے اور بڑے ادب و اکرام سے پیش آئے۔ اور بتایا کہ امام عاشقاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عالم بیداری میں ان کی بے شمار ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ چونکہ علامات صادقہ موجود تھیں لہٰذا حضرت نابلسی نے بھی ان کی تصدیق فرمائی۔ میں نے اپنی کتاب ''سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین'' میں مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ خواب اور بیداری دونوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں حاضری دی جاسکتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ موضوع اتنا مدلل پہلے اور کسی کتاب میں زینت تحریر سے مزین نہیں ہوا تھا (اس موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک کتابچہ لکھا تھا جس کا نام ''تنویر الملک عن رؤیۃ النبی والملک'' ہے اس میں بھی کافی روایات مندرج ہیں۔)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مدد فرمائی

سید جعفر بن حسین برزنجی نے اپنی کتاب ''جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب صلی اللہ علیہ وسلم'' میں تحریر فرمایا ہے (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر واحد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامات وعظمت کا تذکرہ ہے) کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب ''نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اهل القران الحادی عشر'' میں جامع شریعت وحقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبدالغنی البنا متوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم ۱۱۱۶ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں شرف حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے

اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی عم مصطفی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا، باب الرحمۃ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہارے بارے ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملو۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آ گئے۔ پرہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں، میں نے عرض کیا آقا! کس کے ساتھ جاؤں؟ فرمانے لگے چلئے میں کسی آدمی کیساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے گئے، اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا او میرے چہیتے! شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا! اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لے گا؟ اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہوگی۔ آپ نے فرمایا اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد! اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا، سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔ فرمانے لگے وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا، اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دوران سفر محبت و اکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے

وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمد للہ علی ذالک

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبد اللطیف تبتنام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کردی سید الشہداء عم مصطفی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسعود میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیئے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہسوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا، میں سستی کی وجہ سے نہ اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے؟ سوار بولا تو نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی؟ تو میری پناہ میں اترا ہے اور خود بیدار ہو کر اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں۔ یہ کہہ کر میری نظروں سے اوجھل گئے۔ (1)

سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

امام بخاری، امام بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے ہم سفر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندھیری رات میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو میری انگلیاں روشنی بکھیرنے لگیں اس روشنی پر سب لوگ جمع ہو گئے۔ کوئی بھی ہلاک نہ ہوا اور میری انگلیاں مجسمہ نور بنی رہیں۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ

ابن اسحاق فرماتے ہیں عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی حضور نبی ھدی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن فرمایا، ''حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں'' ان کے گھر والوں سے صحابہ نے ان کی کیفیت دریافت کی ان کی بیوی نے جواب دیا کہ جب حاضری کی آواز سن کر وہ گھر سے نکلے تو وہ جنبی تھے۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسی لئے اسے فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ امام بیہقی اور علامہ ابن سعد نے حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے ان لفظوں میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ میں نے آسمان اور زمین کے درمیان فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بادلوں کے پانی کو چاندی کے لگنوں میں بھر کر نہلا رہے ہیں۔ حضرت ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں ہم حنظلہ کو دیکھنے گئے تو ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔

1۔ آئے وہ اور دل میں سما کر چلے گئے خوابیدہ قوتوں کو جگا کر چلے گئے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

علامہ ابو یعلی، امام بیہقی اور حضرت ابو نعیم نے حضرت ابو سفر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ حیرہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے کہا، حضرت! محتاط رہنا یہ عجمی آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ فرمانے لگے زہر لے آؤ۔ آپ نے دست مبارک میں پکڑا، بسم اللہ پڑھ کر پی لیا اور آپ کو کچھ بھی نہ ہوا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر زہر اثر نہ کر سکا

کلبی سے روایت یوں آتی ہے، خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ تشریف لائے۔ وہاں کے لوگوں نے عبدالمسیح نامی ایک آدمی بھیجا اس کے پاس ایک لمحے میں کام تمام کر دینے والا زہر تھا۔ حضرت خالد نے فرمایا، لائیے! اپنی ہتھیلی پر ڈالا پھر یہ دعا پڑھی: بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللهِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ۔ (ارض و سما کے پروردگار، اللہ کے نام اور اس کی ذات کے ساتھ، اس ذات برحق کے نام سے جس کی موجودگی میں کوئی مرض ضرر نہیں پہنچاتا)۔ پھر اس زہر کو کھا لیا۔ عبدالمسیح نے واپس جا کر کہا کہ انہوں نے لحاتی زہر کھا لیا مگر انہیں کچھ نہیں ہوا۔ بہتر ہے ان سے صلح کر لو۔ کیونکہ حکومت کا مسئلہ تو اب ان کے لئے مسلم ہو چکا ہے۔

شراب کو شہد اور سرکہ بنا دیا

ابن ابی الدنیا نے صحیح سند کے ساتھ جناب خیثمہ سے روایت کیا ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مٹکہ لے کر پہنچا، آپ نے فرمایا، اللہ! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد بن گیا۔ اسی سند سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک آدمی شراب کی مشک لے کر گزرا، آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ وہ بولا سرکہ ہے آپ نے فرمایا اللہ کرے کہ وہ سرکہ بن جائے۔ لوگوں نے مشکیزہ دیکھا تو فی الواقع وہ سرکہ بن چکا تھا۔ حالانکہ اصل میں وہ شراب تھی۔

حضرت ابن سعد نے جناب محارب بن دثار سے روایت کیا ہے کہ جناب خالد رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کے لشکر میں شراب پینے والے بھی ہیں آپ لشکر میں گھومے ایک آدمی کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے جواب ملا، سرکہ ہے۔ خالد نے فرمایا اے اللہ! اسے سرکہ بنا دے۔ اس شخص نے مشکیزہ کھولا تو سچ مچ سرکہ تھا کہنے لگا یہ خالد کی دعا کا اثر ہے۔

حضرت ذویب رضی اللہ عنہ

آگ تابع ہو جاتی ہے، ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی جب دعوئ نبوت کے بعد صنعاء شہر پر قابض ہوا تو حضرت ذویب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آگ نے حضرت ذویب رضی اللہ عنہ پر ذرا بھی اثر نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بات صحابہ کرام کو ارشاد فرمائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بولے، خدائے جل و علا کا شکر ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ نہیں جلاتی۔ حضرت عبدان نے کتاب ''الصحابہ'' میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ذویب بن کلاب بن ربیعہ خولانی یمن کے پہلے مسلم تھے۔ حضرت ابن

عساکر نے ابوبشیر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک خولانی اسلام لے آیا قوم کفر پر جمی ہوئی تھی اسے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا اس کے صرف وہ مقامات اثر پذیر ہوئے جہاں وضو کا پانی نہیں جاتا تھا۔ یہ دور صدیقی میں آیا اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے طالب دعا ہوا۔ آپ نے فرمایا، دعا کرنے کا تو زیادہ مستحق تو وہ ہے جسے آگ نے نہیں جلایا۔ پھر دعا فرمائی اور یہ شخص شام کی طرف چلا گیا۔ اسے لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے، یہ صحابی نہیں ہم نے یہاں محض اس لئے ذکر کر دیا ہے کہ وہ دور نبوی میں نجاشی کی طرح اسلام لایا تھا۔

حضرت سیدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ صحیح روایت بیان کی ہے کہ زید بن خارجہ انصاری (جو بنی حارث بن خزرج کے ایک فرد تھے) دور عثمانی میں وفات فرما گئے۔ جب کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے میں سے آواز سنی وہ بولنے لگے ''احمد احمد! پہلی کتاب میں ہیں: ابوبکر سچے ہیں سچے ہیں، وہ اپنی جان کے لئے ضعیف تھے مگر امر خداوندی میں بڑے قوی ہیں یہ بھی کتاب اول میں ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سچے ہیں سچے ہیں وہ قوی بھی ہیں اور امین بھی۔ یہ بھی کتاب اول میں ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی انہی کے طریق پر سچے ہیں سچے ہیں۔ ان کے چار سال گزر گئے ہیں دو اور گزریں گے تو فتنوں کا آغاز ہوگا۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔ قیامت کا سا ہنگامہ قائم ہوگا''۔

واقعہ بیئر اریس

فوج کی طرف سے اریس کے کنوئیں کی خبر تمہیں معلوم ہوگی، اور بیئر اریس کیا ہے؟ ان کے بعد بنی خطمہ میں سے ایک صاحب فوت ہو گئے جب انہیں بھی کفن پہنایا جا چکا تو سینے میں سے ایک قسم کی آواز پیدا ہوئی پھر وہ بولنے لگے کہ بنی حارث بن خزرج (پہلے مرنے والے صاحب جن کا واقعہ ابھی اوپر گزر رہا ہے) کے بزرگ دوست (زید بن خارجہ) نے سچ کہا تھا، سچ کہا تھا۔ بیہقی فرماتے ہیں بیئر اریس کی بات یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے ہاتھ مبارک میں رہتی۔ پھر وہ جناب صدیق امت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر سرکار عثمانی میں پہنچی جب ان کی خلافت کے چھ سال گزر رہے تو اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔ اور کام بگڑ گئے اسباب فتن کا ظہور ہوا اور وہی کچھ وقوع پذیر ہوا جس کی خبر اوپر والے بیان میں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت زید نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے حضرت خارجہ نے مرنے کے بعد کلام فرمایا تھا۔ امام طبرانی وغیرہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان فرمائی ہے کہ یہ خارجہ بن زید انصار کے سرداروں میں شامل تھے۔ وہ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ طیبہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک گرے اور وفات پا گئے۔ انصار کو پتہ چلا تو آپ کو گھر اٹھا کر لے گئے اور دو چادروں میں انہیں کفن دیا۔ انصاری عورتیں ان پر رو رہی تھیں اور انصاری مرد بھی جمع تھے وہ کفن میں پڑے ہوئے تھے کیونکہ اس ناگہانی وفات نے کئی شکوک پیدا کر دیئے تھے۔ ان کے کفن و دفن میں کافی دیر کر دی گئی۔ مغرب و عشاء کے درمیان کسی کی آواز سنائی دینے لگی خاموش! خاموش! یہ آواز تو ان کے کپڑوں کے نیچے سے آ رہی تھی

جو حضرت خارجہ پر لپیٹے ہوئے تھے۔ چہرے سے لوگوں نے پردہ اٹھایا۔ فوت ہوئے خارجہ کہہ رہے تھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نبی امی تھے وہ خاتم النبیین تھے جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ کتاب اول میں مذکور ہے۔ پھر کہنے لگے انہوں نے سچ فرمایا، سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگے یہ ہیں اللہ کے رسول۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ کہہ کر وہ پہلے کی طرح مردہ حالت میں پلٹے۔

یہ عبارت ہم نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین'' سے نقل کی ہے۔ انہوں نے روح محمدی اپنے پاس پائی تھی۔ اور یہ سب وفات نبوی کے بعد پیش آیا۔ انہوں نے صرف خلفائے ثلاثہ (صدیق، فاروق غنی عنہم الرضوان) کا ذکر کیا ان کی ثنا و مدح کی مگر حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ واقعہ خلافت مرتضوی سے پہلے پیش آیا۔ میں نے بعد ازاں ابن اثیر کی کتاب ''اسد الغابہ'' کا مطالعہ کیا خارجہ بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ کے حالات نظر سے گزرے وہاں لکھا تھا کہ اس میں اختلاف ہے کہ بولنے والے خارجہ ہیں یا زید ہیں یا زید بن خارجہ ہیں۔ ابن اثیر نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ بولنے والے زید بن خارجہ تھے (1)۔ واللہ اعلم

1۔ سبحان اللہ! یہ تو غلامان مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء ہیں جو مرنے کے بعد بولتے ہیں اپنی زندگی کا ثبوت دیتے ہیں مستقبل کے واقعات بتاتے ہیں خلافت راشدہ کی عظمت کے گیت گاتے ہیں۔ اور پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں پھر صرف یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ ایسے بہت سے واقعات حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرح الصدور'' میں مختلف کتب کے حوالوں سے نقل فرمائے ہیں۔ حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ کفن پہنا کر انہیں اس لئے قبر میں نہ اتارا کہ ان کے بھائی سفر سے واپس آرہے تھے۔ اچانک حضرت نے منہ سے کفن اتارا اور فرمایا مجھے جلدی لے چلو کہ جنت البقیع میں حضور امام المرسلین صلوات اللہ علیہ بہ نفس نفیس میرے جنازے کا انتظار فرما رہے ہیں، دوسری کتب میں بھی محدثین ومفسرین نے بیسیوں ایسے واقعات نقل فرمائے ہیں مگر دور حاضر کے ایک عظیم مفسر، محدث اور شیخ کی موت عجیب آئی۔ وہ ملک سے باہر مرے، ہوائی جہاز پر لاد کر لائے گئے نعش صندوق میں تھی۔ رات کو اپنے ادارے میں پہنچائے گئے اعلان ہوا حضرت کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائے گی۔ تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کیلئے قیام کو شرک وکفر کہنے والے شیخ کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تابوت صفوں میں گھمایا گیا مگر پھر دفعۃً اعلان ہوا کہ فلاں اور فلاں کو مولانا کے ارشاد کے مطابق قبر میں اتارنے سے پہلے حضرت شیخ کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائے گی۔ معتقدین مصر تھے مگر منتظمین فرار کے راستے تلاش کرتے رہے۔ معتبر راوی فرماتے ہیں چہرے سے بعض محرمان حریم ناز نے اٹھایا تو وہاں حالات کو دگرگوں پایا لہٰذا فوراً پھر لگا دیا گیا۔ جنازہ کے بعد بھی نقاب کشائی سے کلی اجتناب برتا گیا۔ آخری جھلک دیکھنے والے قبر کے کناروں پر کھڑے منتظر دیدار تھے مگر وہاں بھی چہرۂ انور دکھائے بغیر انہیں قبر کی خاک کے حوالے کر دیا گیا۔ دوسرے دن نوائے وقت راولپنڈی مجریہ ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء نے پہلے صفحے پر یہ خبر دی کہ کچھ طبی وجوہات کے پیش نظر ان کا ''چہرۂ اقدس'' نہیں دکھایا گیا۔ اب طبی وجوہات کا مرنے کے بعد کیا اثر تھا کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں، ہاں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مناظر اہل سنت مولانا محمد عمر اچھروی مرحوم ومغفور ایک پیشگوئی فرمایا کرتے تھے شاید وہی مسلمہ ہوئی ہو اور اسی طبی وجہ کی بنا پر اتنے عظیم شیخ کا نورانی چہرہ نہ دکھایا گیا ہو، ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ نور بہت زیادہ ہو جائے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور شدت روشنی کبھی آنکھوں کی روشنی ہی ختم کر دیتی ہے۔ شاید اس خوف سے ''چہرۂ انور'' نہ دکھایا گیا ہو کہ اتنے زیادہ نور سے ان کے معتقدین کہیں اندھے ہی نہ ہو جائیں۔ جس شخص نے زندگی بھر نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا انکار کیا ہو، کیا اس کا اپنا چہرہ ''انور'' ہو سکتا ہے۔ اخبارات میں بھی جس کی بدعت شکنی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہو، اس کی اپنی موت پر کن کن بدعات کا احیاء ہوا یہ الگ بحث ہے جس کا ہم ذکر نہیں کرنا چاہتے۔ اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انوار مصطفیٰ میں محو ہونے والے تو مر کر بھی بولتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صرف تنقید بلکہ تنقیص کرنے والے دنیا سے یوں اٹھے کہ حواری ان کے ''چہرۂ انور'' کو صندوقوں میں چھپاتے رہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار، روح اقبال سے معذرت کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں۔ ؎

نہیں دیکھنے کی چیز، نہ اسے بیقرار دیکھ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد کی بد دعا کا اثر بخاری و مسلم اور بیہقی نے عبدالمالک بن عمیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیا تاکہ وہ جناب سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق جاکر احوال واقعی معلوم کرے۔ اسے کوفہ کی مساجد میں گھمایا گیا مگر وہاں کے سب لوگوں نے جناب سعد کے متعلق کلمات خیر ہی بیان کئے۔ صرف ایک مسجد میں ابوسعدہ نامی شخص کہنے لگا، آپ اتنی تاکید سے دریافت کررہے ہیں تو سنیے! سعد (مال غنیمت کی تقسیم) مساوی نہیں کرتے تھے۔ کسی فوجی جتھے کے ساتھ نہیں چلتے تھے، اور فیصلے انصاف سے نہیں کرتے تھے۔ (جب اس کے یہ ریمارکس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئے) تو فرمایا، اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے طویل عمر کے ساتھ طویل فقر سے نواز۔ اور اسے فتنوں کا نشانہ بنادے، حدیث کے راوی عبدالملک بن عمیر فرماتے ہیں میں نے اس شخص کو اتنا بوڑھا دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھوئیں آنکھوں پر گری ہوئی تھیں وہ محتاج ہو چکا تھا راستے میں جوان لڑکیوں سے چھیڑ خانی کیا کرتا۔ جب اسے کہا جاتا کہ کیا حال ہے تو کہتا فتنوں کا مارا بوڑھا پھنسا ہوں مجھے سعد کی بد دعا نے تباہ کر دیا ہے۔

ابن عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ کوفیوں سے پوچھا: میں تمہارا حاکم کیسا تھا؟ ایک شخص بولا بخدا آپ کو پتہ ہے کہ آپ رعایا میں انصاف نہیں کیا کرتے تھے۔ نہ ہی مساوی تقسیم کرتے اور نہ ہی فوجی جماعتوں کے ساتھ میدان جہاد میں اترتے (یہ سن کر) جناب سعد نے فرمایا، میرے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی بینائی ختم فرمادے، اسے جلد ہی محتاجی کا شکار بنادے۔ عمر لمبی دے اور فتنوں کا نشانہ بنادے۔ وہ اندھا ہوگیا۔ محتاجی نے اسے دبوچ لیا۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا تھا۔ مختار کذاب کا فتنہ آیا تو وہ قتل ہوگیا۔

طبرانی، ابن عساکر اور ابونعیم نے قبیصہ بن جابر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہجو کی۔ حضرت سعد نے فرمایا، میرے پروردگار! اس کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح چاہے مجھ سے دور رکھ۔ جنگ قادسیہ کے دن اسے تیر مارا گیا اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ وہ مرنے تک پھر ایک لفظ بھی نہیں بول سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی ماں سے یہ روایت لی ہے کہ ایک عورت کا قد صرف ایک بچے جتنا تھا۔ لوگ بتاتے تھے کہ یہ حضرت سعد کی بچی ہیں۔ ان کے وضو کے پانی میں اس نے ہاتھ ڈال دیا تھا تو انہوں نے بد دعا دی کہ اللہ تیری قوت کو ختم کردے بس جہاں تھی وہیں رہ گئی بڑھ نہ سکی۔ ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر بذریعہ سیناء، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون حضرت سعد کے پاس آنکلتی تھی اور آپ اسے اس طرح آنے سے منع فرماتے تھے مگر وہ باز نہیں آتی تھی ایک دن پھر آدھمکی تو آپ نے بد دعا کی کہ تیرا منہ بدل جائے اب اس کا چہرہ بجائے سامنے کے گدی کی طرف ہوگیا۔

حاکم نے قیس سے روایت لی ہے کہ ایک بدبخت نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کی حضرت سعد

نے بددعا میں فرمایا، اللہ! یہ تیرے ایک عظیم المرتبت ولی کا گستاخ ہے۔ یہ مجمع اٹھنے سے پہلے انہیں اپنی قدرت کا مشاہدہ کرا دے، قسم بخدا ہم ابھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے تھے کہ اس کی سواری بدکی اور پتھروں میں اسے سر کے بل گرا دیا اس کا بھیجا پھٹ گیا اور وہ مر گیا، حضرت حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بددعا دی۔ اونٹنی آئی اور اسے مار دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جان کو آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی کو بددعا نہ دیں گے۔

مروان کا حضرت سعد کی بددعا سے خوف زدہ ہونا

حضرت حاکم نے ہی ابن مسیب سے روایت بیان کی ہے کہ مروان نے کہا یہ مال (مال غنیمت) ہمارا اپنا مال ہے ہم جسے چاہیں گے دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرمانے لگے کیا میں بددعا کر دوں (یعنی مال خدا کو اپنا مال قرار دینے پر بددعا کروں) مروان چھلانگیں مارتا آپ کے گلے آ لگا اور عرض کرنے لگا، ابو اسحاق! بددعا نہ فرمائیں یہ مال اللہ کا مال ہے (مروان کو پتہ تھا کہ حضرت سیف اللسان ہیں جو کہیں گے وہی ہوگا لہٰذا جان بچانے میں ہی عافیت سمجھی)

بیہقی اور ابن عساکر یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے ان کی سند کے ذریعے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے میرے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے بالغ ہونے تک میری موت کو ٹال دے، موت بیس سال تک ان سے ٹلی رہی۔ یہ اتنی شدید بیماری کے بعد واقعہ پیش آیا جس میں آپ کے بچنے کی ہرگز امید نہ تھی۔

دشمنان کرار رضی اللہ عنہ کیخلاف بددعا کا اثر

طبرانی حضرت عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں، حضرت سعد ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جناب حیدر، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کر رہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم ان لوگوں کو سب و شتم کر رہے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا اکرام و احسان ہے۔ قسم بخدا یہ بکواسات بند کرو ورنہ میں تجھے بددعا دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا آپ مجھے یوں ڈرا رہے ہیں گویا آپ نبی ہیں۔ حضرت سعد نے کہا میرے اللہ! اگر یہ تیرے معزز و مکرم بندوں کو گالیاں دے رہا ہے تو اسے لوگوں کے لئے سامان عبرت بنا دے۔ بختی اونٹنی آئی لوگوں نے اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا اس نے اسے کچل دیا۔ لوگ حضرت سعد کے پیچھے دوڑے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ اے ابو اسحاق! آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس لئے مستجاب الدعوات تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دعا دی تھی۔ امام ترمذی اور امام حاکم نے یہ صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ! جب سعد تجھ سے دعا مانگے تو قبول کر لے۔ جب بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ دعا مانگتے قبول ہوتی۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ! سعد کی دعا قبول کر اور اس کے نشانے کو درست فرما۔

ابو نعیم نے ابن دیلمی سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریائے شیر پر پہنچے اسے عبور کرنے کے لئے انہیں کشتیاں نہ مل سکیں۔ ایرانی کشتیاں ساتھ لے گئے تھے۔ وہ صفر کے کچھ دن وہاں ٹھہرے۔ اچانک دریا میں پانی چڑھ گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان شہسوار گھوڑوں سمیت پانی میں گھس گئے اور پار چڑھ گئے ہیں۔ دجلہ

(دریائے شیر) میں بہت زیادہ طغیانی آ چکی تھی۔ انہوں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دریا کو عبور کیا جائے۔ آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ لوگوں نے کہا، ٹھیک ہے۔ لوگوں کو پانی میں اترنے کی آپ نے اجازت دے دی، اور فرمایا یہ دعا مانگتے جاؤ: نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ''ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں ہمارا اسی پر بھروسہ ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ قوت اور طاقت کا مرکز صرف عظمت و بلندی والا اللہ ہی ہے''۔

پھر وہ دجلہ میں گھس گئے، لہروں پر سوار ہو گئے۔ دجلہ سیاہ رنگ کی جھاگ پھینک رہا تھا۔ لوگ تیرتے ہوئے یوں باتیں کر رہے تھے جس طرح زمین پر چلتے باہم باتیں کرتے ہیں ایرانی اس معاملے میں حیران و پریشان تھے یہ مسئلہ ان کے حساب و کتاب میں نہیں تھا۔ وہ فوراً بھاگنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مسلمان اتنی جلدی پہنچے کہ کافر مال بھی ساتھ نہ لے جا سکے

مسلمان صفر ۱۶ ھ میں مدائن پر قابض ہو گئے اور کسریٰ کے خزائن ان کے قبضے میں آ گئے۔

ابونعیم نے ابوعثمان نہدی کی سند سے بیان کیا ہے کہ سعد ساحل دریا پر ٹھہرے رہے پھر لوگوں کو دریا عبور کرنے کی دعوت دی۔ ابوعثمان کہتے ہیں کہ ہم نے دجلہ کو گھوڑوں اور جانوروں سے پھاڑ دیا۔ دونوں ساحلوں پر کھڑے آدمیوں کو نظر نہیں آتا تھا ہمارے گھوڑے پسینے سے شرابور ہنہناتے پانی سے نکلے، جب ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا وہ بھاگ کھڑے ہوئے پلٹنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک پیالے کے بغیر صحابہ کی اور کوئی چیز گم نہ ہوئی۔ یہ پیالہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ ٹوٹ گئی پانی اسے بہا لے گیا۔ مگر ہوائیں اور لہریں اسے ساحل پر لے آئیں اور مالک نے اسے اٹھا لیا۔

صحابہ کرام پانی پر سوار ہوتے ہیں

ابونعیم نے ہی ابوبکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دوش بدوش چل رہے تھے۔ گھوڑے لے کر انہیں تیر رہے تھے، اور سعد کہہ رہے تھے ''اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہت کارساز ہے اللہ اپنے ولیوں کی بخدا لازماً مدد فرمائے گا۔ ان کے دین کو غالب کرے گا اور ان کے دشمنوں کو شکست دیگا۔ اگر لشکر میں ایسی کجروی اور گناہ نہ ہوں جو نیکیوں پر غالب آ جائیں (تو لشکر غالب ہو کر رہے گا) حضرت سلمان نے کہا ابھی اسلام نیا ہے خدا کی قسم آپ کے ساتھیوں کے لئے سمندر بھی سرنگوں ہو گئے ہیں جس طرح خشکی سرنگوں ہو گئی ہے۔ صحابہ نے پانی کو ڈھانپ لیا اور ساحل سے پانی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ خشکی کی نسبت اس تری میں زیادہ باتیں کر رہے تھے۔ اور جب وہ پانی سے باہر نکلے تو ان کی کوئی چیز گم نہ تھی اور نہ ہی کوئی ڈوبا تھا۔

ابونعیم نے عمیر ساعدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، جب لوگ دجلہ میں اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت سلمان پانی میں حضرت سعد کے ساتھ چل رہے تھے حضرت سعد نے فرمایا ذٰلك تقدير العزيز العظيم (یہ عظمت و علم والے خدا کے اندازے ہیں)۔ پانی انہیں اٹھائے ہوئے تھا گھوڑے چل رہے تھے۔ جب بھی تھکتے تو ایک ٹیلہ

سامنے آجاتا۔ جس پر وہ آرام کرتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ مدائن میں اس سے زیادہ عجیب بات کوئی نہ تھی چونکہ ٹیلوں کو جرثومہ کہتے ہیں۔ تو دریا کو عبور کرنے کا نام ہی یوم الجراثیم رکھ دیا۔ کیونکہ جب بھی کوئی تھکن محسوس کرتا تو راحت کے لئے ٹیلہ سامنے آجاتا ابونعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ مچل رہا تھا۔ جب پانی کا زیادہ حصہ عبور کر چکے تو پانی شاہسوار کے تسموں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔

ابونعیم نے حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مدائن فتح کرتے ہوئے مسلمانوں نے دریائے دجلہ عبور کیا تو ایرانی کہنے لگے یہ جن ہیں انسان نہیں (بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین)(1)

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

جنت کی مہک آرہی ہے حاکم نے یہ حدیث بیان فرما کر اسے صحیح کہا ہے۔ امام بیہقی نے بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر مل جائیں تو انہیں میرا اسلام کہہ دینا اور پوچھنا وہ خود کو کس حال میں پاتے ہیں؟ جب میں انہیں ملا تو ان کی آخری سانس تھی۔ نیزوں، تلواروں اور تیروں کے ستر زخموں سے جسم چھلنی ہو چکا تھا۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا پیغام مبارک سن کر کہنے لگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا کہ مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے اور میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر آنکھ جھپکنے والا موجود ہوا اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے پہنچ گیا تو پھر تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا یہ کہہ کر روح قفس عنصری سے اڑ گئی۔(2)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

قبر سے نکل کر اپنا تعارف کراتے ہیں حضرت جلال الدین بصری دمشقی نے اپنی کتاب "تحفہ الانام فی فضائل الشام" میں لکھا ہے کہ دمشق کے لوگ زمانہ قدیم سے اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کا مزار شریف غوطۂ دمشق کے اندر منیحہ گاؤں میں واقع ہے۔ حضرت دمشقی کہتے ہیں کہ شیخ عارف عالی جناب ابواسحاق ابراہیم بن شیخ عارف عبداللہ ارموی فرماتے ہیں کہ انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (کی قبر) کی کئی دفعہ زیارت کی، ایک دفعہ انہیں خیال آیا کہ کیا یہ قبر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہے بھی یا نہیں؟ انہیں اونگھ آئی کیا دیکھتے ہیں کہ قبر شریف بالائی حصہ سے کھل گئی ہے۔ ایک لمبا سا گبرے رنگ کا بدوی کندھے پر نیزہ اٹھائے اوپر سے نکلا ہے اور کہہ رہا ہے میں سعد ہوں۔ مجھے بیداری مل گئی میں نے کہا، یہ قبر یقیناً انہی کی ہے۔ میں نے (ایصال ثواب کے لئے) قرآن پاک پڑھا دعا مانگی اور واپسی کا راستہ لیا۔ دور صدیقی میں آپ ۱۴ھ میں شامی علاقہ میں وصال فرما ہوئے تھے۔

1۔ شاید تاریخ اسلام کے انہی واقعات کو پڑھ کر علامہ اقبال کا وجدان جھوم اٹھا وہ دل کی گہرائیوں سے گیت گانے لگے

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا　سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے بیگانہ رکھتی ہے دل کو　عجب چیز ہے لذت آشنائی

2۔ کچھ کہے جاتا تھا غرق اپنے ہی افسانے میں تھا　مرتے مرتے ہوش باقی تیرے دیوانے میں تھا

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

ابو نعیم بحوالہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بہت جلدی میں نکلے اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو آپ واپس نہ پلٹتے، اور اگر چادر گر جاتی تو ادھر متوجہ نہ ہوتے، آپ نے کسی کی طرف توجہ نہ دی، صحابہ نے عرض کیا حضور! آپ تو ہمیں پیچھے چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں، فرمایا (اس لئے جلدی کر رہا ہوں) کہ کہیں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی فرشتے ہم سے پہلے نہلانے نہ لگ جائیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

شیخین (بخاری ومسلم) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں یوم خندق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حبان بن عرقہ نے اکحل (بازو کی وہ رگ جس سے نمونیہ وغیرہ ہونے پر خون نکالا جاتا ہے) میں تیر مار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ان کے لئے خیمہ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی تا کہ وہ قریب رہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت فرما سکیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خندق سے واپس تشریف لائے تو ہتھیار اتار کر غسل فرمایا، آپ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام سر کا غبار جھاڑتے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، سرکار! آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں، میں نے تو ابھی نہیں اتارے ذرا "ان کی" طرف تشریف لے چلیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہاں چلوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ قریظی حضرت سعد کی ثالثی پر راضی ہو گئے۔ حضرت سعد نے فرمایا میری ثالثی یہ ہے کہ ان کے لڑاکا لوگ قتل کر دیئے جائیں عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں اور ان کے مال (بطور غنیمت) تقسیم کر دیئے جائیں (محض رضائے الٰہی کے لئے اپنی ہی قوم کے خلاف حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ فرما رہے تھے) پھر فرمانے لگے میرے اللہ! آپ کو تو پتہ ہے کہ میرے نزدیک سب سے محبوب بات یہ ہے کہ میں آپ کے رسول کی حمایت میں ان لوگوں سے لڑوں جنہوں نے انہیں گھر سے بے گھر کیا ہے اور ان کی تکذیب کی ہے۔ میرے پروردگار! میں جانتا ہوں کہ آپ نے قریش اور ہمارے درمیان جنگ جاری فرما دی ہے اگر ابھی اس جنگ نے جاری رہنا ہے تو مجھے زندہ رکھیے تا کہ میں آپ کی ذات پاک کی خاطر ان سے جنگ لڑ سکوں اور اگر جنگ ختم ہو گئی ہے تو پھر میرے زخم کو جاری فرما دے اور مجھے اسی زخم کی موت مار دے، اسی رات زخم سے شدت کے ساتھ خون بہنے لگا اور وہ وفات فرما گئے (کیونکہ قریش رات کو طوفان باد کی وجہ سے بھاگ گئے لہٰذا ان سے جنگ ختم ہو گئی اور آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اب وفات والی دعا قبول ہوئی لہٰذا آپ وصال یار تک جا پہنچے)۔

دعائے سعد کی قبولیت

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ جنگ احزاب کے دن (جنگ خندق) سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اکحل کاٹ دی گئی خون رکنے کا نام نہیں لیتا تھا دعا مانگنے لگے میرے پروردگار! بنو قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی

ہونے تک مجھے موت نہ دینا۔ اب رگ سے خون بہنا بند ہو گیا۔ ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا۔ اب بنو قریظہ نے آپ کو ثالث مانا، آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ جب ان کے قتل کا معرکہ ختم ہوا تو رگ سے خون پھوٹ پڑا اور آپ وفات فرما گئے۔

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کے لئے عرش الٰہی جھوما اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کی معیت میں چلے۔ انہوں نے بسند جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا، یہ اللہ کا وہ نیک بندہ ہے جس کی وفات پر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش جھوم اٹھا ہے۔ جبریل نکلے ہی تھے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی۔

امام بیہقی نے حضرت رافع زرقی کی سند سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں میری قوم کے پسندیدہ حضرات نے مجھے بتایا ہے کہ جبریل علیہ السلام آدھی رات کو استبرقی عمامہ (ریشم کی ایک قسم) لپیٹے تشریف لائے اور کہنے لگے یہ مرنے والے کون بزرگ ہیں جن کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش الٰہی جھوم اٹھا؟ وہ پھر بہت جلدی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے وہاں پہنچے تو وہ فوت ہو چکے تھے، حضرت بیہقی جناب حسن بصری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا حضرت سعد کی روح کو پا کر عرش الٰہی خوشی سے جھوم اٹھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سعد کے گھر

ابن سعد نے مسلمہ بن اسلم بن حریش سے روایت لی ہے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف لائے تو گھر میں صرف سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہیں کفن پہنایا جا چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا گردنوں سے پھلانگتے تشریف لے جا رہے ہیں مجھے آپ نے اشارے سے ٹھہرنے کا حکم فرمایا، میں ٹھہر کر پیچھے کو ہٹا۔ آپ نے ساعت بھر توقف فرما کر واپسی کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور! فداک روحی مجھے کوئی آدمی تو دکھائی نہیں دیا اور آپ پھلانگتے تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا، کوئی نشست گاہ خالی نہ تھی (میرے بیٹھنے کے لئے) فرشتے نے ایک بازو کو سمیٹا (تو میں بیٹھا)۔

ابونعیم نے اشعث بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس گھٹنے سکیڑے اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا تھا اسے جگہ نہ ملی تو میں نے گھٹنے سکیڑ کر اس کے لئے جگہ پیدا کی ہے۔ جب صحابہ کرام نے ان کا جنازہ اٹھایا تو ان کے عظیم الجثہ اور طویل القامہ ہونے کی وجہ سے ایک منافق کہنے لگا، آج تو یہ جنازہ بہت ہی ہلکا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کے جنازے میں ایسے ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے زمین پر اپنے قدم نہیں رکھے تھے۔

ابن سعد نے محمود بن لبید سے روایت لی ہے۔ محمود کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سعد رضی اللہ عنہ سے ہلکی کوئی میت ہم نے نہ پائی۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، ان کی میت تو ہلکی ہونی چاہئے تھی۔ اتنے فرشتے آج اترے جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی ان کے جسم کو تمہارے ساتھ اٹھائے جا رہے تھے۔

ابن سعد اور ابونعیم دونوں نے محمد بن منکدر کی سند سے یہ روایت محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے لی ہے کہ کسی آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے اس دن مٹھی بھر مٹی لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ وقت کے بعد دیکھا تو وہ کستوری بنی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ کے چہرۂ اقدس سے (خوشی) محسوس ہو رہی تھی۔ پھر فرمایا الحمد للہ! اگر کوئی آدمی قبر کی گرفت سے بچنے والا ہوتا تو وہ سعد ہوتے۔ قبر نے انہیں ہلکا سا بھینچا اور پھر کھل گئی (1)۔

ابن سعد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے وہ فرماتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی تھی جب بھی ہم مٹی کا کوئی ٹکڑا کھودتے تو اس سے کستوری کی مہک اٹھتی۔

حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ

شیخین نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اروی بنت اویس جھگڑی اور کیس مروان بن حکم کے پاس لے گئی۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین ہتھیا لی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں ایک حدیث سننے کے بعد میں کسی کی زمین نہیں لے سکتا۔ مروان نے پوچھا آپ نے آنحضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا سنا تھا؟ جواب دیا، میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ''جو شخص ایک بالشت بھر کسی کی زمین ظلم کے ساتھ لے لیتا ہے سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پڑ جاتا ہے''۔ مروان (یہ سن کر) کہنے لگا: اب اس کے بعد میں آپ سے گواہ نہیں طلب کروں گا۔

حضرت سعد نے کہا ''اے اللہ! اگر یہ دعوے میں جھوٹی ہے تو اس کی بینائی زائل فرما دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے، راوی کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی نظر جاتی رہی وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ امام مسلم نے جو روایت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرو سے لی ہے وہ بحیثیت معنی اس حدیث سے ملتی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ راوی نے اروی کو نابینا دیکھا وہ دیوار کو ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعد کی بد دعا نے غارت کر دیا۔ وہ اپنے گھر جس میں جناب سعد سے جھگڑی تھی، چل رہی تھیں کہ کنوئیں میں جا گری اور کنواں ہی ان کی قبر بن گیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام

شیر بھی اطاعت کیش بن جاتے ہیں۔ علامہ ابن اثیر نے اپنی مشہور کتاب ''اسد الغابۃ'' میں حضرت محمد بن منکدر سے

1۔ یہ تو اہل سنت کے قائد ہیں جن کی قبروں کی مٹی کستوری بن گئی ہے اور پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے اولیائے امت سے بھی ایسی کرامات صدور پذیر ہوتی رہی ہیں مگر یاروں نے ان کی قبروں کو بھی معطر و منور کہنا شروع کر دیا جن کی قبروں پر نحوست کی گدھیں منڈلاتی ہیں جنہیں قبر کے لئے جگہ مرگھٹ میں ملتی ہے ایک طرف گرجا ہوتا ہے اور دوسری طرف سینما اور درمیان میں نام نہاد شیخ فرشتوں کو درس قرآن دے رہے ہوتے ہیں، ساری زندگی نورانیت محمدی کا انکار کرتے ہیں اور اپنی قبروں کو منور کہتے ہیں، دوسروں کو درس دیتے ہیں کہ قبریں کچی رکھو۔ یہ سنت ہے اور اپنی قبریں لینٹر ڈال کر پختہ کرتے ہیں کہ مبادا شیخ مرنے کے بعد بھی شرک، شرک کی گردان کرتا قبر سے نکل بھاگے۔ فرشتوں کو شیخ قرآن پڑھانے گئے ہیں مگر اتنے نورانی چہرے کے ساتھ کہ وہ چہرہ ان کے کسی پیروکار کو دکھایا تک نہیں گیا، واہ رے ولایت نجدیت۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ ابن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ ساحل پر آ لگا۔ وہاں میرے سامنے ایک شیر آ گیا، میں نے کہا اے شیر! میں مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر نے گردن جھکا لی۔ اپنے پہلو اور کندھوں کی طرف سے وہ میرا دفاع کرنے لگ گیا اور مجھے راستے تک لے آیا۔ جب میں راستے پر پہنچ گیا تو اس نے ناقابل فہم آواز نکالی، میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

پرندے اور ہرن حاضر ہوتے ہیں، میں نے ''حجۃ اللہ علی العالمین'' میں ان کا ذکر خیر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے پھر میں نے فاضل دوست شیخ عبد المجید خانی دمشقی کی کتاب ''الحدائق الوردیۃ فی اجلاء الطریقۃ النقشبندیہ'' میں ان کی یہ کرامت پڑھی کہ آپ ایک مہمان کے ساتھ مدائن سے نکلے صحرا میں ہرن دوڑ رہے تھے اور پرندے فضاؤں میں اڑ رہے تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک پرندہ اور ایک ہرن میرے پاس آ جائے کیونکہ میرے ہاں ایک مہمان آیا ہے اور میں اس کی خاطر داری کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر ایک ہرن اور ایک پرندہ آ گیا۔ مہمان آدمی نے یہ دیکھ کر سبحان اللہ کہا آپ نے فرمایا آپ حیران ہو رہے ہیں؟ کیا ایسا بھی کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ بندہ اللہ کریم کی اطاعت کرے اور پھر کوئی بھی چیز اس کی نافرمانی کر سکے؟

میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا

حافظ ابو نعیم حارث بن عمیر سے روایت کرتے ہیں حضرت حارث نے کہا میں مدائن گیا تو ایک آدمی دیکھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور ایک سرخ چمڑے کو وہ رگڑ رہا تھا۔ اس شخص نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور فرمایا، بندۂ خدا! اپنی جگہ رک جا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے جواب دیا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہیں وہ اپنے گھر تشریف لے گئے سفید کپڑے پہنے پھر تشریف لائے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر پھر مصافحہ فرمایا، اور حال پوچھا۔ میں نے کہا اے ابو عبد اللہ! ماضی میں نہ آپ نے مجھے دیکھا ہے اور نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں اور نہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب میں نے آپ کو دیکھا تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان آیا آپ حارث بن عمیر نہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حارث ہی ہوں۔ فرمانے لگے میں نے امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کو فرماتے سنا ہے کہ روحیں مستعد لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ الفت کرنے لگتی ہیں اور جو نہیں پہچانتیں وہ اختلاف کرنے لگتی ہیں۔ ہرن اور پرندہ والی کرامت میں نے ''طبقات مناوی'' میں بھی پڑھی ہے۔

حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہما

امام بخاری اور دوسرے حضرات نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

دستہ روانہ فرمایا جس کا امیر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ یہ حضرات جب عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پہنچے تو قبیلہ ہذیل کے ایک سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب کیا ان کے نقوش پا کے سہارے انہیں جالیا۔ حضرت عاصم اور ان کے ایک ساتھی ایک بلند چٹان پر چڑھ گئے اور ہذیلیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگا ہم عہد و میثاق دیتے ہیں کہا اگر تم لوگ اتر کر ہمارے پاس آ جاؤ تو ہم تم میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں کسی کافر کے عہد پر اترنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میرے پروردگار! ہمارا حال اپنے پیارے نبی کو بتادے۔ ہذیلی تیر اندازی کرنے لگے حضرت عاصم سمیت انہوں نے سات صحابہ کو شہید کر دیا، اب صرف حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور ایک اور صاحب زندہ تھے۔ انہیں ہذیلیوں نے عہد و پیمان دیا۔ یہ حضرات اتر کر ان کے پاس جا پہنچے۔ جب ان کی گرفت میں آ گئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ لیا۔ تیسرا زندہ شخص بولا: یہ تو غدر و دھوکہ کا آغاز ہو گیا ہے انہوں نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے انہیں گھسیٹا ساتھ چلنے پر مجبور کیا مگر وہ نہ مانے۔ ہذیلیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت خبیب اور جناب زید رضی اللہ عنہما کو مکے میں جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خریدا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو معرکہ بدر کے دن قتل کیا تھا (اس کے لڑکے اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتے تھے) آپ ان کے پاس قیدی رہے۔ جب انہوں نے آپ کے قتل کا پروگرام بنایا تو آپ نے حارث کی کسی بیٹی سے استعمال کے لئے استرا مانگا۔ اس لڑکی نے استرا دے دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنے معصوم بچے سے غافل ہو گئی اور وہ چلتا ہوا حضرت خبیب کے پاس جا پہنچا۔ آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ میں یہ دیکھ کر بہت گھبرائی (کہ شاید خبیب اسے قتل کر دیں) وہ تاڑ گئے کہ میرے ہاتھ میں استرا دیکھ کر یونہی پریشان ہو رہی ہے کہنے لگے تو اس بات سے ڈر رہی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ میں انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ وہ کہتی ہے میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں انگور کا گچھا کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکے میں کسی قسم کا پھل نہ تھا اور پھر وہ تو لوہے میں جکڑے ہوئے تھے (اگر پھل ہوتا تب بھی لا نہیں سکتے تھے) یہ تو خدائی رزق تھا جو انہیں مل رہا تھا۔ جب قتل کے لئے کافر انہیں حرم سے باہر لے چلے (کیونکہ حرم پاک کی حدود میں وہ بھی قتل کو ناجائز سمجھتے تھے) تو خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دیجئے۔ آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا، اللہ! ان کا عدد شمار فرما لے اور انہیں الگ الگ کر کے قتل فرما دے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑنا۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا شہادت کے دن اللہ کریم نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی شہادت کے دن ہی ان کی شہادت کی خبر سب لوگوں کو دی (عاصم کہہ رہے تھے کہ اللہ! ہمارے حال پر اپنی نبی کو مطلع فرما دے اور ادھر نبی اقدس اس واقعہ کی مدینہ والوں کو خبر دے رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عاصم کی دعا اللہ کریم نے قبول فرما کر ان کی خواہش کو پورا فرما دیا تھا) جب قریش کو حضرت عاصم کی شہادت کا پتہ چلا تو انہوں نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ جا کر عاصم کے جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لاؤ جسے دیکھ کر ہم پہچان لیں کہ یہ عاصم ہی ہیں۔ کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بھی بدر کے دن ایک بڑے

مشرک کو قتل کیا تھا۔ اللہ کریم نے بھڑوں کا ایک چھپر نما گروہ بھیج دیا جس نے عاصم رضی اللہ عنہ کی حفاظت کی اور ان کی نعش پاک محفوظ رہی اور مشرک جسم اقدس کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔

حضرت خبیب سرکار نبوی میں سلام پیش کرتے ہیں

اسی طرح علامہ بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے بھی موسیٰ بن عقبہ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، انہوں نے حضرت عروہ کی سند سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ عبارت بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے اللہ! میرے پاس کوئی ایلچی نہیں جسے تیرے محبوب پاک کے دربار سدا بہار میں بھیجوں تو خود ہی میرا اسلام انہیں پہنچا دے۔ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیغام آکر پیش کیا۔ خادمان سرکار کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا ''وعلیہ السلام، خبیب کو قریش نے مار ڈالا''۔

حضرت عاصم کا ایمان افروز واقعہ

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا، جب ہذیلی حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکے تو ان کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاں پہنچا دینا چاہا۔ سلافہ کے دو بیٹے غزوۂ احد میں مارے گئے تھے اس نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر اسے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر مل گیا تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیے گی (ہذیلی اسی بنا پر سر کاٹ کر اس کے پاس لے جانا چاہتے تھے) اب بھڑیں یا شہد کی مکھیاں رکاوٹ بن گئیں۔ انہیں آپ کے سر تک نہ پہنچنے دیا تو کہنے لگے اب رہنے دو رات تک یہ بھڑیں چلی جائیں گی تو ہم سر کاٹ لیں گے۔ وادی کو اللہ کریم نے جاری فرما دیا اور پانی حضرت عاصم کو اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہ اپنی زندگی میں چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے۔ وہ زندگی میں جس بات سے پاک رہے بعد وفات اللہ کریم نے خود انہیں اس بات سے پاک رکھا (کہ مشرک ان کے مردہ جسم کو بھی نہیں چھو سکے)۔

بیہقی اور ابو نعیم نے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ روایت کی ہے کہ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم کو روانہ فرمایا اس حدیث میں بھی واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی طرح منقول ہے ہاں اتنا اضافہ ہے کہ وہ حضرت کا سر مبارک کاٹ کر سلافہ کے پاس لے جانا چاہتے تھے کہ اللہ کریم نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک گروہ حفاظت کے لئے بھیج دیا اور وہ حضرت کا سر مبارک نہ کاٹ سکے اس روایت میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکور ہے کہ میرے پروردگار! میرے پاس کوئی نہیں جو آپ کے محبوب کی خدمت میں میرا اسلام پیش کرے لہٰذا اپنے محبوب کو خود ہی میرا اسلام پہنچا دے۔ حاضرین محفل کہتے ہیں کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اسی وقت فرمایا ''وعلیہ السلام''، یہ سن کر صحابہ نے درخواست کی حضور! آپ کسے ''وعلیہ السلام'' فرما رہے ہیں؟ ارشاد ہوا تمہارے بھائی خبیب کو ''وعلیہ السلام'' کہہ رہا ہوں جو شہید کیا جا رہا ہے۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی پر اٹھایا گیا تو آپ نے بھر دعا شروع کی، ایک شخص نے بیان کیا ہے جب میں نے ان کی یہ دعا سنی تو میں زمین سے چمٹ گیا۔ ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ سب قاتل تباہ ہو چکے تھے صرف وہ ایک آدمی بچ گیا جو زمین پر

لپٹ گیا تھا۔

جسد صحابی کافروں کو نہ مل سکا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ان کو بطور جاسوس بھیجا۔ کہتے ہیں میں اس لکڑی تک پہنچا، جس پر قتل کے بعد قریش نے انہیں صلیب دی تھی۔ میں لوگوں کی نظروں سے بچتا اس لکڑی پر چڑھ گیا۔ میں نے انہیں کھول دیا وہ زمین پر آگرے میں نے بھی ان کے قریب ہی چھلانگ لگائی۔ پلٹ کر دیکھا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا جسم موجود نہ تھا۔ گویا انہیں زمین نگل گئی اور آج تک پھر ان کا کسی طرح کا ذکر تک نہیں آیا۔

ابو یوسف نے اپنی کتاب ''اللطائف'' میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور جناب زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا کہ وہ خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی سے اتاریں۔ وہ مقام تنعیم میں پہنچے۔ (جہاں انہیں سولی دی گئی تھی) وہاں نشہ میں مست چالیس آدمی حضرت خبیب کے ارد گرد تھے۔ دونوں حضرات نے انہیں سولی سے اتارا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھوڑے پر رکھ لیا ان کا جسم بالکل تازہ تھا ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ مشرک ان حضرات کے تعاقب میں آئے جب وہ قریب آ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کے جسد مبارک کو چھوڑ دیا اور زمین انہیں نگل گئی۔ لہٰذا ان کا نام بلیع الارض (زمین کا نگلا ہوا) پڑ گیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اصولاً ردیف خاء میں ہونا چاہیے تھا۔ میں نے ان کا ذکر جناب عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس لئے کر دیا ہے کہ واقعہ ایک ہے اور آنے والے واقعہ سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

امام بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ بیئر معونہ کی طرف جانے والے مجاہد شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری قید ہوئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ عامر بن فہیرہ ہیں، عامر کہنے لگا میں نے شہادت کے بعد انہیں زمین و آسمان کے درمیان دیکھا تھا (یعنی فرشتے انہیں اوپر اٹھالے گئے تھے) پھر دوبارہ انہیں زمین پر رکھ دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان شہداء کی خبر ملی اور سب صحابہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی اطلاع دی۔ فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے مولا کریم سے یہ کہہ کر سوال کیا ہے کہ ہمارے پروردگار! ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے اطلاع دے دے کہ ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی ہیں لہٰذا اللہ کریم نے صحابہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے یہ خبر پہنچا دی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ بھیجا، تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ آپ اٹھے اللہ کریم کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر ارشاد ہوا کہ تمہارے بھائی (جتھے والے لوگ) مشرکوں سے دو چار ہوئے اور کاٹ دیئے گئے اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں انہوں نے (شہادت کے وقت) کہا ہے اے ہمارے پروردگار! ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی ہیں (حضور نے فرمایا) اب میں تمہاری طرف ان

کا پیغام پہنچانے والا ہوں کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

حضرت عامر کا عجیب واقعہ

واقدی کہتے ہیں مجھے مصعب بن ثابت نے ابوالاسود سے یہ حدیث بتائی۔ ابوالاسود نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ منذر بن عمرو، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تلاش میں نکلا، پھر اس راوی نے اوپر والی حدیث پاک کا قصہ بیان کیا اتنا مزید بتایا کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کیا آپ اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں، وہ انہیں لے کر شہداء میں گھومنے لگا اور ان کے نسب نامے پوچھنے لگا۔ پھر کہنے لگا کیا آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی ان شہداء میں موجود نہیں؟ انہوں نے جواب دیا ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ نہیں ہیں، پوچھنے لگا وہ کیسے آدمی ہیں؟ میں نے جواب دیا وہ ہمارے بہترین فرد ہیں۔ کہنے لگا تو ان کا واقعہ میں آپ کو بتاؤں۔ انہیں ایک شخص نے نیزا مارا تھا جب نیزہ کھینچا تو وہ آسمان کی طرف اٹھ گئے پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ انہیں جبار بن سلمیٰ کلابی نے شہید کیا تھا وہ بتاتا ہے کہ جب اس نے انہیں نیزہ مارا تو وہ پکارے بخدا میں فائز المرام ہوا۔ کہنے لگا پھر میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور یہ سارا واقعہ اسے بتایا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ میرے اسلام لانے کی وجہ حضرت عامر کی شہادت اور ان کا آسمان کی طرف بعد از شہادت اٹھ جانا تھا۔ ضحاک نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ فرشتوں نے اس کا جسم ڈھانپ لیا اور وہ علیین میں تشریف لے گئے۔ امام بیہقی نے یہ حدیث بیان فرما کر لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں ایک دفعہ بلندیوں کی طرف لے جا کر زمین پر رکھ دیا گیا ہو اور پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے ہوں۔ اس تاویل کے بعد امام بخاری کی سابقہ روایت میں جو آتا ہے کہ پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا تھا، تعارض نہیں رہتا۔ موسیٰ بن عقبیٰ کے مغازی میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ عروہ نے فرمایا تھا کہ عامر کا جسم موجود نہیں تھا اور صحابہ سمجھتے تھے کہ انہیں فرشتوں نے چھپا دیا ہے۔ پھر بیہقی نے حضرت عروہ کی روایت موصولاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے انہیں شہید ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان تھے۔ اس حدیث میں ان کے پھر زمین پر رکھے جانے کے الفاظ نہیں۔ اب ان متعدد احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رفع إلی السماء کے بعد وہ اوپر ہی اوجھل ہو گئے تھے۔ ابن سعد نے بھی بذریعہ واقدی محمد بن عبداللہ سے روایت کی ہے انہوں نے زہری سے اور زہری نے عروہ سے اور عروہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور ان کا جسم کہیں نہ مل سکا اور صحابہ سمجھ گئے کہ ملائکہ نے انہیں چھپا دیا ہے۔

حضرت عباد بن بشر و حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما

نور محمدی نے نور عطا فرما دیا۔ ابن سعد اور حاکم نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے بیان کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور جناب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کسی کام کے سلسلہ میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ رات زیادہ گزر گئی اور اندھیرا گھپ تھا۔ جب سرکار سے

رخصت ہوئے تو دونوں کے پاس لاٹھیاں تھیں ایک لاٹھی دونوں کو روشنی دینے لگی اس روشنی میں وہ جادہ پیمار ہے جب الگ ہونے لگے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہوگئی۔ اب ہر ایک نے اپنے گھر تک اپنی لاٹھی کی روشنی میں راستہ طے کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو حضرات محفل نبوی سے شدید تاریک رات میں اٹھے ان کے سامنے دو دیئے روشنی بکھیر رہے تھے۔ جب وہ راستے میں الگ الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک دیا ہو گیا اور گھر تک پہنچ گئے ہم نے یہاں اسید رضی اللہ عنہ کا ذکر حضرت عباد کے ساتھ حرف میں کے تحت کر دیا ہے، کیونکہ واقعہ ایک ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم حضرت عاصم وخبیب رضی اللہ عنہما کا ذکر کر آئے ہیں۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ وسیلہ چاہتے ہیں۔ ان کی ایک کرامت کا ذکر علامہ تاج الدین سبکی اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں زمین کو قحط نے خشکی سے دوچار کر دیا سیدنا فاروق حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لے کر استسقاء کے لئے باہر نکلے آپ کو دونوں بغلوں سے پکڑ کر کھڑا کیا پھر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھالیں۔ اور عرض کرنے لگے اے اللہ! ہم تیرے محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ لے کر تلاش تقرب میں نکلے ہیں تیرا ارشاد ہے اور حق ہے کہ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا) اللہ! تو نے ان دونوں کے باپ کی نیکی کی وجہ سے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔ اب اپنے نبی کی عظمت کا بھی ان کے چچا کے سلسلہ میں اظہار وتحفظ فرما۔ کیونکہ ہم ان کے ذریعے شفاعت واستغفار چاہتے ہوئے آپ کے قرب کی طرف گامزن ہوئے ہیں۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ الفاظ تلاوت فرمائے:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ (نوح)

''اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے تم پر موسلا دھار مینہ بھیجے گا''۔

دعائے عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کا نزول

حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر طویل غم چھایا ہوا تھا آنکھوں سے جھڑی پھوٹ رہی تھی انگشت سبابہ نے ان کے سینے کو جولانگاہ بنایا ہوا تھا اور وہ عرض کر رہے تھے۔ میرے مولا! تو ہی محافظ ہے لہٰذا گم گشتہ کو ضائع نہ فرما، اور ٹوٹے بدحال کو تباہی لانے والے گھر میں نہ چھوڑ۔ چھوٹے عاجز ہو گئے ہیں اور بڑوں پر رقت طاری ہے۔ رنج والم کی حد ہوگئی ہے تو ہی چھپی چیزوں اور بہت ہی خفی چیزوں کو جانتا ہے۔ اے اللہ! انہیں اپنی باران رحمت سے نواز۔ ان لوگوں نے میرے وسیلہ سے تیرا تقرب تلاش کیا ہے۔ کیونکہ تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میرا رشتہ وتعلق ہے۔ بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نظر نواز ہوا۔ لوگ چلائے دیکھو دیکھو، وہ ٹکڑا اکٹھا ہوا صورت تکمیل پائی، ہوا اسے لے اڑی، خوب گرجا اور موسلا دھار برسا۔ اب لوگوں نے تہبند اوپر کو

اٹھائے اور گھٹنوں تک پانی میں چلے۔ لوگ جناب عباس رضی اللہ عنہ کی پناہ لے رہے تھے۔ ان کی چادر کو چھوتے اور کہتے اے حرمین شریفین کے ساقی! مبارک ہو اللہ نے صحراؤں کو شادابی بخشی ہے اور شہروں کو سبزہ بخشا ہے اور بندوں پر رحم فرمایا ہے۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسد الغابۃ'' میں لکھا ہے کہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش مانگی۔ یہ عام الرمادہ (1) کا واقعہ ہے جب قحط کی شدتوں نے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا (اس وسیلہ کو قبول فرما کر) اللہ کریم نے بارش عطا فرمائی۔ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے بخدا یہ خدا کے سامنے وسیلہ ہے۔

شاعر دربار رسالت فرماتے ہیں

اس واقعہ سے متاثر ہو کر شاعر دربار رسالت جناب حسان رضی اللہ عنہ بول اٹھے:

سَئَلَ الْاِمَامُ وَ قَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا　فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

جب قحط سالی مسلسل ہونے لگی تو امام عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نورانی ماتھے کے صدقے میں بارش برسنے لگی۔

عَمِّ النَّبِيِّ وَصِنْوُ وَالِدِهِ الَّذِيْ　وَرِثَ النَّبِيَّ بِذَاتِ دُوْنَ النَّاسِ

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہیں اور آپ کے والد مکرم کے ساتھ اگنے والی شاخ ہیں اور سب لوگوں سے ماورئی نبی اقدس کے وارث ہیں۔

اَحْيَى الْاِلٰهُ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ　مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْيَاسِ

ان کے صدقے میں اللہ کریم نے بارش عطا فرما کر علاقوں اور شہروں کو زندگی عطا فرما دی۔ شہر سرسبز و شاداب صحنوں والے ہو گئے حالانکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ناامیدی نے لوگوں کو گھیر رکھا تھا (2)۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

ان کی ایک کرامت تو یہ ہے جو ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے جنگ احد سے صرف ایک دن پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کو فرماتے سنا، اے اللہ! میں آپ کے سامنے قسم

1۔ قحط اور ہلاکت کا سال۔

2۔ دور حاضر کے نام نہاد محققین اور قلعۂ مجدیت کے محافظین ارشاد فرمائیں گے کہ کتنے محدثین نے کتنی سندوں سے یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔ خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے علمبردار توحید نے کیا فرمایا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور عم مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کا ارشاد کیا تھا اور شاعر سرکار نبوت جناب حسان رضی اللہ عنہ کے فرمودات کیا تھے؟ انہیں پڑھنے کے بعد بھی کوئی باشعور آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ وسیلہ جائز نہیں فلاں کے وسیلے، فلاں کے صدقے یا فلاں کے حق کے واسطے سے کہہ کر دعا مانگنا آج جن حضرات کے نزدیک شرک ہے، وہ امام الموحدین فاروق اعظم، سید الطالبین حضرت عباس اور سند الشعراء حضرت حسان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے۔ کیا ان حضرات کو مجسمۂ بدعت دور حاضر کے شیخ القرآن جتنا علم قرآن بھی نہ تھا؟ کیا وہ نگاہ محمدی سے مستنیر نہ تھے؟ پھر جو چیز ان کے نزدیک اسلام ہے وہ آج شرک کیوں ہے؟ معلوم ہوتا ہے یہ حضرات کسی اور گھر کے علم کے عالم ہیں۔ کاشانۂ مصطفوی کی گرم گستریوں سے علم حاصل کرنے والے نہیں۔

کھاتا ہوں کہ کل مجھے دشمن ملیں، مجھے قتل کر دیں، پھر میرا پیٹ پھاڑ ڈالیں، میرے کان اور ناک کاٹ ڈالیں پھر تو مجھ سے پوچھے، یہ سب کچھ کس لئے ہوا؟ اور میں جواب دوں، یہ سب تیری محبت کا ثمرہ ہے، جب دوسرے دن جنگ ہوئی تو آپ شہید ہو گئے اور آپ کے ساتھ یہ سب کچھ کافروں نے کیا، جس آدمی نے آپ کو فرماتے سنا تھا بولا، اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کی قسم کا پہلا حصہ پورا فرمایا ہے (کہ ان کا مثلہ کیا گیا) اسی طرح ان کی قسم کا آخری حصہ بھی پورا ہوگا۔ (کہ وہ خدا کو جواب دیں گے یہ سب کچھ صرف تیری محبت کا صدقہ ہے)۔

حضرت عبد اللہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے والد ماجد

ان کی یہ کرامت شیخین نے بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب میرے والد ماجد معرکۂ احد کے دن شہید ہوئے تو میری پھوپھی رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے نہ روئیے۔ فرشتے اسے اپنے پروں سے سایہ کئے رہے حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دفن کے لئے اٹھالیا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت بیان کیا ہے کہ میرے والد گرامی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قبر سے نکالا گیا، میں ان کے پاس آیا تو وہ بالکل اسی طرح تھے جس طرح دفن کے وقت ہم نے قبر میں رکھے تھے کوئی تبدیلی نہ آئی تھی میں نے انہیں پھر دفن کر دیا (1)۔

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے جناب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم اپنے احد کے شہیدوں کی مدد کو پہنچے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چشمہ جاری فرمایا، ہم شہداء کے پاس آئے انہیں قبروں سے نکالا وہ بالکل تروتازہ تھے ان کے ہاتھ پاؤں جدھر پھیرتے مڑتے جاتے اور عرصہ چالیس سال گزر چکا تھا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پائے اقدس پر کدال لگ گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ اسے امام بیہقی نے اور سندوں سے بھی روایت فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک سند واقدی کی ہے جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے روایت کی ہے اس سند میں یہ عبارت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس حال میں تھے کہ ہاتھ مبارک زخم پر رکھا ہوا تھا جب ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا۔ پھر ہاتھ کو زخم پر رکھ دیا گیا تو خون تھم گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے قبر میں جب اپنے والد ماجد کو دیکھا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ سو رہے ہیں اور وہ کملی جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، جوں کی توں موجود تھی۔ حرمل جو ان کے پائے اقدس پر ڈالا گیا تھا وہ بھی بدستور محفوظ تھا۔ عرصہ تو چھیالیس سال کا گزر چکا تھا، ایک شہید کے پائے ناز کو کدال لگ گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بولے کیا اس کے بعد بھی کسی منکر کے انکار کی گنجائش باقی رہ گئی ہے لوگ مٹی کھود رہے تھے، مٹی کا ایک ڈھیلا کھودا، تو کستوری کی خوشبو مہکنے لگی (2)۔

1۔ شاعر کہتا ہے:

قبر نے بھی قیامت تک امانت کی طرح رکھا   نہ اک مو کم ہوا ان کا نہ ایک تار کفن بگڑا

2۔ اللہ کریم ایسے واقعات بار بار ظاہر فرماتے رہتے ہیں، تا کہ عقل پرستوں اور ایمان کے اندھوں کو تنبیہ ہوتی رہے اور حق پرستوں اور ایمان (بقیہ آگے)

امام شعرانی کا ارشاد

''کشف الغمہ'' میں یہی واقعہ کچھ اضافے کے ساتھ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اگرچہ ان کی عبارت لکھنے سے تکرار تو ہو گا مگر تکمیل فائدہ کے لئے میں ان کی عبارت ذکر کرنا پسند کروں گا۔ فرماتے ہیں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے والد گرامی کی قبر کو سیلاب نے بہا دیا ان کے پہلو والے شہید کی قبر بھی بہا دی، ہم نے دونوں کو قبروں سے نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح قبروں میں رکھے جانے کے وقت یوم احد کو تھے۔ میرے والد ماجد نے زخم پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا، میں نے ہاتھ کو اس جگہ سے ہٹایا اور چھوڑا، تو ہاتھ پھر اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ واقعہ احد اور اس سیلاب کے واقعہ کے درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔ میرے والد کے جسم کے صرف چند بال جو داڑھی مبارک میں تھے اور زمین سے ملے ہوئے تھے کچھ بدلے سے تھے۔ پہلے بھی چھ ماہ کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کو قبر سے نکالا تھا۔ کیونکہ یوم احد انہیں ایک اور آدمی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے یہ بات پسند نہ تھی اور میں نے انہیں اس قبر سے نکال کر الگ اکیلی قبر میں دفن کر دیا۔ صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ بات سن کر، سمجھ کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نہیں روکا۔ اسی طرح جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہاں سے نہر گزارنا چاہی تو لوگوں نے انہیں لکھا کہ یہ شہداء کی قبروں سے ہی گزر سکتی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ قبریں کھود ڈالو۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ صحابہ کو کندھوں پر اس طرح اٹھائے لے جا رہے تھے گویا وہ سوئے ہوئے لوگ ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں اقدس کے ایک کنارے کو کدال لگ گیا تو خون بہنے لگ گیا۔

(بقیہ گزشتہ) والوں کی تائید ہو۔ گزشتہ سال دنیا بھر کے اخبارات میں یہ خبر تفصیل سے آ چکی ہے کہ مدینہ طیبہ کی ایک جگہ کی کھدائی کے دوران سیدنا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے والد گرامی کی قبر کھولی گئی تو آپ بہ نفس نفیس صحیح الاعضاء قبر میں موجود تھے۔ اس واقعہ کو تو چودہ سو سال ہو گئے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو زمین نہیں کھایا کرتی۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فنبی اللہ حی یرزق (اللہ کا نبی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے) اب جو نبی کے سچے پیروکار ہوں، خواہ شہداء ہوں یا صلحا، علماء ہوں یا اولیاء، وہ قبر کا تر نوالہ نہیں بنا کرتے۔ قبریں انہیں محفوظ رکھتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح جسم روح کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ حضرات بھی روح کائنات ہیں۔ ہاں جو زندگی بھر نبی کو مردہ کہیں اور خود جب مرداروں میں شامل ہوں تو ان کے لئے نعرہ مارا جائے کہ وہ زندہ ہیں فرشتوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں صرف ہماری نظروں سے اوجھل ہیں تو انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قول وفعل میں کتنا تضاد ہے۔ ایسے حضرات ان دو سالوں میں ملک سے باہر مرے ہیں اور جس انداز سے ان کی زندگی کے ترانے گائے گئے ہیں وہ پاکستانی پریس میں موجود ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوس میلاد تو شرک ہو مگر لاہور اور پنڈی کی سڑکوں پر مردہ جسموں کو زندہ گدھیں جلوس کی شکل میں گھماتی پھریں تو جائز، زندگی بھر حنفیت کی قبا اوڑھے رہیں مگر مرنے کے بعد تکبیریں پانچ ہوں تو حنفیت پھر بھی برقرار، اور پھر کہا یہ جائے کہ جنازہ پڑھانے والا بڑا محقق عالم ہے اور اس کی کچھ انفرادی تحقیقات بھی ہیں یعنی یہ نام نہاد محقق امام الائمہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا محقق ہے اور سارے احناف سے بڑا عالم ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی، پھر شیخ کی اصلی تصویر بھی دکھائی گئی کہ وہ حنفی تھے مگر اختلاف کی صورت میں علامہ ابن تیمیہ کے پیروکار تھے۔ واہ رے شیخ، امام الائمہ کو چھوڑ کر پیروی کی ایک ایسے عالم کی جو خود مقلد ہے۔ یہ نہ سوچا کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شہر علم میں علامہ ابن تیمیہ جیسے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کاسۂ گدائی لئے کھڑے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

خوف کا اصل سبب کیا ہے؟ ان کی ایک کرامت امام سبکی نے طبقات میں یوں بیان کی ہے کہ ایک شیر لوگوں کا راستہ روکے کھڑا تھا آپ نے اسے فرمایا ہٹ جا، شیر نے دم ہلائی اور چلا گیا۔ یہ میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں بھی لکھا ہے پھر علامہ مناوی کی ''طبقات'' نظروں سے گزری تو وہاں اس کی تفصیل یوں تھی کہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے ان کی کرامت یوں بیان فرمائی کہ وہ ایک سفر کے لئے تشریف لے گئے، دوران سفر کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ اکٹھے ہیں اور راستہ شیر نے بند کر رکھا ہے۔ آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور شیر کی طرف تشریف لے گئے اس کا کان خوب رگڑا اور راستے سے ہٹا دیا۔ پھر کہنے لگے کہ میں نے آقائے کل صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، اگر انسان صرف اللہ سے ڈرے تو اللہ کریم کسی اور کو اس پر مسلط نہیں ہونے دیتا۔ ایسی ہی حدیث پاک رسالہ ''قشیریہ'' میں بھی روایت ہوئی ہے اس کے الفاظ پاک یہ ہیں: اِنَّمَا یُسَلَّطُ عَلٰی ابْنِ آدَمَ مَا یَخَافُهٗ وَلَوْ اَنَّهٗ لَمْ یَخَفْ غَیْرَ اللّٰهِ لَمَا سَلَّطَ عَلَیْهِ شَیْئٌ (ابن آدم پر صرف وہی شے مسلط ہوتی ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی سے نہ ڈرے تو اس پر پھر کسی شے کا تسلط نہ ہو)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب حجاج نے آپ کو سولی پر چڑھایا تو لوگ آپ کے وجود سے کستوری کی خوشبو پاتے تھے یہ بات اہل شام کے لئے باعث مصیبت بن گئی۔ (وہ تو باغی کہہ کر شہید کر چکے تھے اور ایسی کرامت کے اظہار سے لوگوں کی آپ سے عقیدت بڑھ رہی تھی جو شامیوں کے لئے دردسر بن رہی تھی) یہ کرامت شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب ''نسمات الاسحار'' میں نقل کی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ

قبر کے اندر قرأت: ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں غابہ میں اپنے مال کے لئے گیا، رات ہوگئی تو میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قبر اقدس کے پاس پناہ گزیں ہوا، میں نے قبر سے ایسی پیاری قرأت سنی جیسی کبھی نہیں سنی تھی۔ میں واپس آیا تو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا، آپ نے ارشاد فرمایا وہ قاری عبداللہ ہی تھے۔ آپ کو نہیں پتہ کہ اللہ کریم نے ان کی روحوں کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان آویزاں کرا دیا ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں واپس آتی ہیں اور صبح ہونے پر پھر واپس قندیلوں میں چلی جاتی ہیں۔

فائدہ

مندرجہ ذیل حدیث امام ترمذی نے بیان فرمائی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ امام حاکم نے اس کی تخریج فرمائی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ بیہقی نے بھی اسے بیان کیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِبَاءً عَلٰی قَبْرٍ وَھُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ الْمَانِعَۃُ ھِیَ الْمُنْجِیَۃُ

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کسی صحابی نے قبر پر خیمہ لگایا، انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے انہوں نے سنا کہ کوئی آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے اس نے پوری سورت پڑھی، وہ صحابی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو اس نے یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ سورت تو عذاب سے بچانے والی ہے یہ تو نجات دلانے والی ہے''۔

حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی

عشق و مستی کا وجد، علامہ ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ جناب عبیدہ رضی اللہ عنہ معرکۂ بدر کے دن سب مسلمانوں میں عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ غزوہ میں ان کا پاؤں مبارک کٹ گیا تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کا سر اپنے مبارک گھٹنے پر رکھ لیا۔ یہ منظر ذرہ نوازی پا کر وہ عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام اگر حضرت ابو طالب مجھے اس حالت میں دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ ان کے اس شعر کا میں ان سے زیادہ مستحق ہوں۔

وَ نُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ وَنَذْھَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(ہم ان کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے اردگرد قتل ہو جاتے ہیں اپنے بچوں اور بیویوں کو بھول جاتے ہیں)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس ہوئے تو یہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ مقام صفراء پر ان کی وفات ہوگئی۔ مروی ہے کہ جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد وہاں تشریف لائے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں کستوری کی خوشبو آرہی ہے۔ سید کل ختم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسا کیوں نہ ہو یہاں ابو معاویہ (کنیت حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ) کی قبر ہے۔ مروی ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر چھیاسٹھ سال تھی۔ میانہ قد اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ تینوں ائمہ ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عبدالبر نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آنکھیں بدی کریں تو حضرت عثمان کو علم ہو جاتا ہے، ان کی کرامات میں یہ کرامت علامہ سبکی نے طبقات میں اور دیگر لوگوں نے بھی بیان کی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آجاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے وہ آدمی یہ سن کر بولا، کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی وحی ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں یہ وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراست مومنانہ کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا اظہار محض اس لئے فرمایا کہ اس آدمی کو ادب اسلامی سمجھا دیں اور اس کے نامناسب عمل پر اسے تنبیہ بھی کر دیں۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں: ایک آدمی کا دل جب صاف ہوتا ہے تو وہ نور ربانی سے دیکھنے لگتا ہے صاف یا گدلی جس چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے پھر اس شناخت کے مقامات الگ الگ ہوتے ہیں کچھ حضرات کو یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ گدلاہٹ ہے مگر انہیں اس کی اصل وسبب کا علم نہیں ہوتا۔ کچھ حضرات کا مرتبہ اس سے بلند ہوتا ہے تو وہ اصل وسبب کو بھی پہچان لیتے ہیں یہی مقام جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا جب اس مرد نے عورت کو بنظر غور سے دیکھا تو اس کی نظروں میں گدلاہٹ وکدورت پیدا ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب کدورت ملاحظہ فرمائی تو اس کے سبب (عورت کو غور سے دیکھنا) بھی ملاحظہ فرمالیا۔

ایک علمی نکتہ

ایک علمی باریکی بھی سمجھتے جائیں کہ ہر گناہ کے ساتھ ایک کدورت ہوتی ہے اور یہ کدورت اپنی مقدار کے مطابق دل پر ایک سیاہ داغ پیدا کردیتی ہے یہی وہ رین ہے جسے قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

كَلَّا بَلْ ٞ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (المطففین)

''کوئی نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے''۔

پھر یہی داغ ورین پختہ ہونے لگتا ہے، خدا بچائے۔ اب دل پر تاریکی چھا جاتی ہے اور نور کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔ اب دل پر مہر لگ جاتی ہے اور توبہ کے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ اس مفہوم کو ذات حق نے یوں ارشاد فرمایا:

طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ (التوبہ)

''تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے''۔

اس نکتے کے سمجھنے کے بعد یہ سمجھ لیں کہ گناہ صغیرہ اپنی مقدار کے مطابق تھوڑی سی گدلاہٹ پیدا کرتا ہے جسے استغفار اور دوسرے کفاروں سے مٹانا آسان ہوتا ہے اس مختصر سی کدورت کو کوئی عثمان رضی اللہ عنہ جیسا تیز نگاہ عارف ہی پا سکتا ہے آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ صرف نگاہ ڈالنے جیسی چھوٹی سی بات کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے۔ کیونکہ صرف عورت پر نگاہ ڈالنا تو چھوٹا سا گناہ ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے اصل سمیت دریافت فرمالیتے ہیں۔ یہ اتنا اونچا مقام ہے جس کے سامنے بے شمار مقامات گردن جھکائے کھڑے ہیں، اب اگر گناہ صغیرہ کے ساتھ ایک اور صغیرہ گناہ مل جائے تو کدورت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور جب گناہ بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جسے ابھی ہم دلوں کی تاریکی (ظلام القلوب) کے الفاظ سے بیان کر آئے ہیں تو پھر ہر صاحب بصر ان گناہوں کو دیکھ سکتا ہے اگر گناہوں سے ایسے لتھڑے ہوئے آدمی کو جو سیاہ دل ہوچکا ہے کوئی شخص نہ سمجھے تو پھر اسے یقین رکھنا چاہئے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے خود اس کی آنکھوں میں نابیناپن آگیا ہے ورنہ وہ اس تاریک وسیاہ دل کو ضرور دیکھ لیتا، نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی اپنی نگاہ ہی ہے جو اپنی صفائی کے مطابق دیکھتی ہے۔ ہمارے اس علمی نکتے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

دشمن عثمان رضی اللہ عنہ کا انجام

علامہ ماوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جہجاہ غفاری جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، اٹھا اور آپ کی لاٹھی لے کر توڑ دی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کے ہاتھ میں مولا کریم نے گوشت خور پھوڑا نکالا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن سکن نے فلیح بن سلیمان کی سند سے بیان کیا ہے، فلیح کی پھوپھی اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتی ہیں وہ دونوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جہجاہ غفاری آپ کی طرف بڑھا، آپ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا، لوگ یہ دیکھ کر چلائے۔ اللہ کریم نے اس غفاری کے گھٹنے کو ہی نشانہ بنایا، سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔ یہ تو میں نے ''حجۃ اللہ علی العالمین'' میں بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جمال جہاں آرا بیداری میں دکھاتے ہیں

پھر میں نے ''طبقات مناوی'' میں پڑھا انہوں نے یہ واقعہ ابن باطیش مرحوم کی کتاب ''اثبات الکرامات'' سے نقل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں دوران محصوری سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کہنے آیا، انہوں نے مجھے بھائی کہہ کر خوش آمدید کہا اور ارشاد فرمایا، میں نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کھڑکی میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ عثمان! ان لوگوں نے تجھے محصور کر لیا ہے میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے ایک ڈول میری طرف بڑھایا، جس میں پانی تھا، میں نے سیر ہو کر پانی پیا، پھر ارشاد ہوا، اگر آپ چاہیں تو آپ کو مدد دی جائے اور چاہیں تو افطاری ہمارے پاس کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کے پاس افطاری کرنے کو اختیار کر لیا۔ آپ پھر اسی دن شہید ہو گئے (1)۔

امام سیوطی فرماتے ہیں یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ اور اسناد کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہے۔ اس کی حارث بن اسامہ اور دیگر محدثین نے تخریج فرمائی ہے۔ سیوطی فرماتے ہیں ابن باطیش مصنف کتاب ''اثبات الکرامات'' اس سے یہی سمجھتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ بیداری کی بات ہے اگر یہ واقعہ خواب میں پیش آتا تو پھر کرامت نہیں بن سکتا تھا۔ کیونکہ نیند میں تو سب لوگوں کے لیے اس طرح دیکھنا ممکن ہے اور خواب کی بات تو ایسی خارق عادت بات بھی نہیں جسے کرامات میں شمار کیا جا سکے۔ ایسے خواب کا انکار تو منکرین کرامات بھی نہیں کرتے۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ

ابو نعیم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ان الفاظ میں لیتے ہیں کہ میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔ میں

1۔ پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کی خبر گیری فرماتے ہیں، پانی پلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں، ہمارے پاس آنا چاہتے ہو، یا مدد لینا چاہتے ہو۔ اور غلام دنیا میں رہنے کی بجائے شفیع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری کو اختیار فرماتے ہیں۔ فرمائیے کیا مجبور لوگ بھی کسی کو مدد کی پیشکش کر سکتے ہیں، مرکز منی ہونے والے بھی امداد دینے آیا کرتے ہیں؟ معلوم ہوا وہ زندہ ہیں، مختار ہیں صاحب تصرف ہیں۔ غلاموں کے حالات سے واقف ہیں اور رحیم ہیں کہ تشریف لا کر کرم نوازی فرما کر ذرہ پروری کر کے دلاسے دیتے ہیں۔

نے ان کی کچھ عادات وخصائل ملاحظہ کیں مگر میں حیران ہوں کہ ان میں سے کس کو عجیب تر کہوں۔ ہم ساحل سمندر پر آئے تو علاء فرمانے لگے۔ اللہ کا نام لے کر اس میں گھس جاؤ۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور پانی میں گھس گئے۔ سمندر عبور کر گئے اور پانی نے ہمارے اونٹوں کے صرف پاؤں کے نچلے حصے کو ہی تر کیا جب واپسی ہوئی تو ہم ایک صحرائی زمین سے گزرے، ہمارے پاس پانی نہیں تھا ہم نے ان کے سامنے شکایت کی، انہوں نے دو رکعتیں نفل پڑھے پھر دعا مانگی، اچانک ڈھال کی طرح کا بادل نمودار ہوا، پھر وہ خوب برسا۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا، پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ ہم نے ریتلی زمین میں انہیں دفن کر دیا، ابھی ہم تھوڑے ہی دور گئے تھے کہ خیال آیا کہ کوئی درندہ آ کر ریتلی قبر سے انہیں نکال کے کھا جائے گا، ہم واپس پلٹے (تاکہ انہیں وہاں سے نکال کر پختہ جگہ دفن کرنے کے لئے ساتھ لے چلیں) مگر وہ اب قبر میں موجود ہی نہ تھے۔

ابن سعد کے الفاظ روایت یوں ہیں، میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑے پر سوار سمندر قطع کیا، خدائے قدوس سے دعا مانگی تو پانی ریت کے نیچے سے ابلنے لگا، سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر سفر کے لئے آگے بڑھے۔ ایک شخص پانی پیتے کچھ سامان بھول [illegible]... سامان اٹھانے واپس پلٹا تو وہاں پانی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ پھر یہ الفاظ ہیں کہ ان کی وفات ہوگئی تو ہم ایسی [illegible] جہاں پانی [illegible] پھر اللہ [illegible] بارش عطا فرمادی، ہم نے انہیں غسل دیا اور دفن کر دیا جب ہم پلٹے تو قبر کا نشان تک نہ [illegible]۔

تین عظیم معجزے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس امت میں تین چیزیں ایسی عظیم المرتبت پائی ہیں کہ اگر یہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو قومیں ان کے ہمسر نہ بن سکتیں۔

ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ کون سی چیزیں ہیں؟ فرمانے لگے ہم صفہ (مسجد نبوی کے پاس فقراء صحابہ کے لئے تعمیر شدہ چھپر) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک خاتون اپنے ایک بالغ لڑکے کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہو کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی۔ مدینہ کی وبا نے جلد ہی لڑکے کو اپنی گرفت میں لے لیا وہ چند دن بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوا، رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے وفات کے وقت اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے کفن دفن کا حکم صادر فرمایا، جب ہم اسے غسل دینا چاہتے تھے تو ارشاد ہوا کہ انس! جا کر اس کی والدہ کو اطلاع کر دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اس کی والدہ کو اطلاع دی، وہ آئی اور اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی دونوں پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگی اے اللہ! میں نے خوشی خوشی اسلام قبول کیا تھا اور زہد وتقویٰ کے لئے بتوں کو چھوڑا تھا اور رغبت والفت سے راہ ہجرت اختیار کی تھی، اللہ کریما! میری اس حالت پر بتوں کے پجاریوں کو خوش ہونے کا موقع عطا نہ فرما، اور مجھ سے یہ عظیم مصیبت نہ اٹھوا، جس کے اٹھانے کی سکت میں اپنے اندر نہیں پاتی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی اس کی بات بھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ مرے لڑکے نے اپنے دونوں پاؤں ہلائے منہ سے کپڑا اتار پھینکا، اور سید کل ختم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف اور اپنی ماں کی وفات کے بعد بھی زندہ

رہا۔(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ دوسرا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار فرما کر اس کی قیادت حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بخشی، میں بھی ان غزوات میں ساتھ تھا۔ جب ہم مغازی کے لئے بڑھے، تو لوگوں کو ہمارا خوف لاحق ہوا، انہوں نے پانی کے آثار تک مٹا ڈالے۔ گرمی بہت سخت تھی، ہمیں اور ہماری سواریوں کو پیاس نے نڈھال کر دیا۔ جب سورج ڈھلا تو حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے آسمان پر بادل کا نام بھی نہ تھا، قسم بخدا ابھی انہوں نے دعا سے ہاتھ ہٹائے بھی نہ تھے کہ اللہ کریم نے سہانی ہوا چلائی، بادل اٹھے، اور موسلا دھار بارش ہوئی۔ تالاب، جوہڑ اور وادیاں چھلکنے لگیں، ہم نے خود پانی پیا، ساتھیوں اور جانوروں کو پلایا۔ پھر ہم دشمن کے مقابل ہونے کے لئے بڑھے جو سمندری خلیج سے ایک جزیرے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ خلیج پر آ کر رکے اور یہ اسمائے الٰہیہ پڑھے: یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا کَرِیْمُ پھر فرمایا، اللہ کے نام کے ساتھ اتر جاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اتر گئے، پانی ہماری سواریوں کے کھروں کو بھی تھوڑا تھوڑا تر کر رہا تھا۔

پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا، ہم نے انہیں دفن کر دیا، ہم دفن سے فارغ ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور پوچھا، یہ دفن ہونے والے کون صاحب ہیں؟ ہم نے بتایا، یہ بہترین انسان جناب ابن حضرمی تھے۔ وہ کہنے لگا، یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اگر تم انہیں ایک دو میل دور لے جاؤ تو بہتر ہے، تا کہ وہ زمین انہیں قبول کر لے، ہم سوچنے لگے، کہ ہم اپنے دوست کو اس حال میں کیسے چھوڑ جائیں کہ انہیں (زمین کے اگلنے کی صورت میں) درندے کھاتے رہیں۔ ہم سب نے انہیں قبر سے نکال لینے کا فیصلہ کیا، جب ہم قبر کھودتے ہوئے لحد تک پہنچے تو وہ لحد میں موجود ہی نہ تھے اور لحد تا حد نگاہ نور سے دمک رہی تھی۔ ہم نے قبر پر مٹی ڈال دی اور ڈیرے کوچ کر گئے۔(2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تینوں واقعات بیان فرما دیئے ہیں۔ آیئے آگے بڑھتے ہیں۔

علامہ اصفہانی واقعہ کی تفصیلات بتاتے ہیں

میں نے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کا یہی واقعہ علامہ ابو الفرج اصفہانی کی کتاب ''الاغانی'' میں بھی بڑی شرح و بسط سے پڑھا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کی اس مفصل روایت کو بھی درج کرتا چلوں۔ علامہ مذکور نے اپنی کتاب کی چودھویں جلد میں فرمایا ہے کہ مجھے یہ بات محمد بن جریر نے اپنی اس سند سے (سری بن یحییٰ عن سہم بن منجاب عن منجاب بن راشد) بیان کی کہ سیدنا

1۔ اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں: ؎ تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

2۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین انہیں مدینہ طیبہ نہیں لائے، وفات کے بعد فوراً دفن فرما دیا، کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اب امریکہ، مدراس اور دبئی میں مرنے والوں کو کتنے کتنے دن صندوقوں میں بند رکھا جاتا ہے پھر ان کے تابوتوں کے جلوس نکالے جاتے ہیں اور پاکستان واپس لا کر چوبیس گھنٹے انہیں قبر سے باہر رکھا جاتا ہے جنازہ کسی شہر میں پڑھایا جاتا ہے اور پھر دفن کسی دور دراز مقام پر کیا جاتا ہے کیا یہی اتباع سلف ہے؟ کیا یہی انداز صحابہ ہے؟ کیا دوسروں کو بتانے کے لئے اور اسلام ہے اور اپنے گھر کے لئے اور اسلام۔ فما ذا بعد الحق الا الضلال۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بحرین کے مرتدوں کے استیصال کے لئے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ جو لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ آپ ہمیں ساتھ لے کر صحرا سے گزرے جب ہم صحرا کے وسط میں تھے تو اللہ کریم نے ہمیں ایک نشانی دکھلائی، وہ یہ کہ علاء رضی اللہ عنہ سواری سے اترے اور ہمیں سواریوں سے اترنے کا حکم دیا، رات آدھی گزر چکی تھی کہ اونٹ بدک گئے نہ تو کوئی اونٹ باقی رہا اور نہ زادراہ، نہ ہی توشہ دان اور نہ ہی خیمے باقی رہے۔ ہجوم یاس واندوہ میں ہم ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے کہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی طرف سے منادی نے اکٹھا ہونے کے لئے اعلان کیا۔ ہم ان کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ کہنے لگے یہ کیا ہے جو ظہور پذیر ہوا ہے اور تمہیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے؟ لوگ کہنے لگے اب کیا ہوگا اگر کل تک یہی کیفیت رہی تو سورج کی تمازت سے ہم نہیں بچ سکیں گے اور اس صحرا میں ایک کہانی بن کر رہ جائیں گے، وہ فرمانے لگے، لوگو! ڈرو نہیں کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم انصار خداوندی نہیں ہو؟ سب لوگوں نے کہا، جی ہاں ایسا ہی ہے۔ وہ فرمانے لگے پھر بشارت ہو اللہ کریم تم جیسے حال والے لوگوں کو رسوا نہیں کرتا۔ جب صبح کا ظہور ہوا تو مؤذن نے اذان کہی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہمارے کچھ لوگ تیمم کئے ہوئے تھے اور کچھ رات والے وضو میں تھے، آپ نماز پڑھا چکے تو دونوں گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی گھٹنوں پر کھڑے ہو گئے۔ وہ بھی محو دعا ہوئے اور لوگ بھی مشغول دعا ہو گئے۔ ان کے سامنے سراب سا چمکا، آپ دعا میں مستغرق رہے پھر اسی طرح سراب چمکا۔ زمین جانچنے والے نے کہا، پانی ہے۔ آپ اٹھے اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، ہم اس پانی کی طرف چلے خوب پانی پیا اور غسل کیا، ابھی دن زیادہ نہیں چڑھا تھا کہ ہر طرف سے اونٹ واپس آنے لگے اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ہر آدمی نے اپنی سواری کو پکڑ لیا کسی کی رسی تک گم نہیں ہوئی ہم نے دوبارہ سیر ہو کر پانی پیا اور آرام کرنے کے بعد سفر کے لئے چل نکلے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میرے رفیق سفر تھے، جب ہم اس جگہ سے نکلے تو وہ فرمانے لگے اس پانی کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ میں نے کہا، میرے ساتھ چلیئے اور مجھے پانی کی جگہ لے چلیے، میں واپس پلٹا اور بالکل اسی جگہ سواری کو جا بٹھایا جہاں پانی تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہاں تالاب ہے اور نہ ہی پانی کی کوئی نشانی وعلامت ہے۔ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا، بخدا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں اب یہاں تالاب نہیں پا رہا ہوں تو میں یقیناً آپ کو جگہ بتا دیتا (یعنی جگہ تو بالکل وہی ہے صرف وہ پانی والا کراماتی تالاب اب نظر نہیں آ رہا ہے) میں نے پہلے بھی یہاں پانی نہیں دیکھا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو بھرے ہوئے برتن وہاں موجود پائے، فرمانے لگے کہ اے سہم! (راوی) یہی بخدا پانی والی جگہ ہے۔ میں اسی لئے پلٹا اور آپ کو بھی ساتھ لایا تھا کہ میں نے یہ برتن یہاں سے بھر کر وادی کے کنارے رکھا تھا (اور یہ لینے کے لئے ہی واپس آیا ہوں) میں نے کہا، جناب! یہ تو اللہ کریم کا احسان اور اس کی قدرت کاملہ کا نشان ہے جو مجھے معلوم ہوا ہے، میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔ پھر ہم چل پڑے اور سب لوگ مقام ہجر پر جا اترے پھر آپ نے کافروں کے ساتھ جنگ اور مسلمانوں کی فتح کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمانے لگے، صحرائی کافر بحرین کی طرف بھاگ نکلے وہ کشتیوں کے ذریعے وہاں پہنچے اور اللہ کریم نے انہیں اس طرح اکٹھا کر دیا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بحرین چلنے کی دعوت دی اور انہیں خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا، یقیناً اللہ تعالیٰ برتر واعلیٰ نے شیطان کی سب جماعتوں کو اور جنگ کے سب بھگوڑوں کو آج یہاں

آپ لوگوں کے لئے جمع فرمادیا ہے مولا تعالیٰ نے صحرا میں آپ کو اپنی آیات دکھادی ہیں تاکہ دریاؤں میں آپ انہیں وسیلہ عبرت بنائیں۔ دشمن پر پلٹ پڑو اور سمندر کو ان کی طرف بڑھتے سامنے رکھو کیونکہ اللہ کریم نے انہیں وہاں اکٹھا کردیا ہے لوگوں نے تقریر کے جواب میں کہا کہ بخدا ہم ایسا ہی کریں گے اور جب تک زندہ ہیں مقام صحرا والی آیت کے بعد ہرگز نہیں ڈریں گے۔ جناب علاء رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے ساحل سمندر پر جا پہنچے، گھوڑوں پر سوار اپنے سامان والی سواریوں اونٹوں، خچروں سمیت پیادوں اور سواریوں نے سمندر میں اتر کر دعائیں شروع کردیں، ان کی دعا یہ تھی:

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا كَرِيْمُ يَا يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا كَرِيْمُ حَلِيْمُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا مُحْيِي الْمَوْتٰى يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا رَبَّنَا

"اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان، اے کرم فرمانے والے! اے بلند و برتر! اے سراپا حلیم، اے زندہ، اے مردوں کو زندگی سے نوازنے والے، اے سب کے سہارے! تیرے بغیر تو کوئی معبود برحق نہیں۔ اے ہمارے پروردگار!"۔

وہ بحکم خداوندی خلیج عبور کر گئے۔ وہ یوں چل رہے تھے گویا نرم ریت پر چل رہے ہیں جس پر صرف اتنا پانی ہے جو اونٹوں کے تلوؤں کو ہی ڈھانپ سکتا ہے۔ بحرین اور ساحل کے درمیان سمندری جہازوں کا رات اور دن کا سفر تھا، مسلمان وہاں جا پہنچے اور کافروں میں سے کوئی خبر دینے والا بھی زندہ نہ رہا ان کے بال بچے قیدی بن گئے اور مال و مویشی مسلمان ہانک کر لے گئے۔ اتنا مال غنیمت ملا کہ ہر سوار کے حصے میں چھ ہزار اور ہر پیادے کے حصہ میں دو ہزار آیا جب یہ معرکہ ختم ہوا تو جہاں سے چلے تھے وہاں واپس آ گئے۔ مشہور شاعر عتیق اسی سلسلہ میں کہتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ ذَلَّلَ بَحْرَهٗ وَاَنْزَلَ بِالْكُفَّارِ اِحْدَى الْجَلَائِلِ

دَعَوْنَا الَّذِيْ شَقَّ الْبِحَارَ فَجَائَنَا بِاَعْجَبَ مِنْ شَقِّ الْبِحَارِ الْاَوَائِلِ

اے قاری! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کریم نے سمندر کو مسخر کردیا۔ اور کافروں پر اپنی ایک بہت بڑی مصیبت نازل فرمادی۔ ہم نے اس معبود برحق کو بلایا جو سمندروں کو پھاڑ دیتا ہے تو اس نے پہلے زمانے کے لوگوں سے بھی زیادہ عجیب انداز سے ہمارے لئے سمندر پھاڑ دیا (پہلے دور کے لوگوں سے مراد سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے لیے سمندر پھٹ گیا اور وہ اسرائیلیوں کو لے چلے)۔

راہب کا قبول اسلام

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگ واپس آ گئے ہاں جنہیں وہ جگہ پسند آئی وہ رہ گئے۔ مقام ہجر پر ایک راہب رہتا تھا، وہ اسلام لے آیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تیرے اسلام کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگا، تین اسباب نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی ہے اگر یہ ملاحظہ کرنے کے بعد بھی میں دامن اسلام میں پناہ نہ لیتا تو مجھے اللہ کریم مسخ فرمادیتے وہ تین چیزیں یہ تھیں: ریت سے پانی بہنے لگا اور سمندروں کی اٹھان نے اطاعت کیشی کی اور وہ دعا جو میں نے بوقت سحر ان کے لشکر کی ہواؤں اور فضاؤں میں

سن لوگوں نے پوچھا جناب! وہ دعا کیا تھی؟ راہب نے جواب دیا یہ دعا تھی:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ وَالْبَدِيْعُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَالدَّائِمُ غَيْرُ الْغَافِلِ وَالْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَخَالِقُ مَا يُرٰى وَ مَا لَا يُرٰى، وَ كُلَّ يَوْمٍ اَنْتَ فِيْ شَاْنٍ وَّ عَلِمْتَ اَللّٰهُمَّ كُلَّ شَيْءٍ بِغَيْرِ تَعْلِيْمٍ

"اے اللہ! تو ہی تو رحمان اور رحیم ہے تیرے بغیر کوئی معبود برحق نہیں۔ تو کتم عدم سے باز ارو جود میں لانے والا ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہیں تو ہی صفت دوام سے موصوف ہے تجھ پر کبھی حیرت وخود فراموشی طاری نہیں ہوسکتی تو تو وہ زندہ ہے جس پر موت کا سایہ نہیں پڑ سکتا تو تو ہر دیکھنے والی اور نہ دیکھنے والی چیز کا خالق ہے تو تو ہر روز ایک نئے انداز یکتائی سے جلوہ افروز ہوتا ہے۔ تو ہی وہ برتر واعلیٰ ہے جو کسی سے سیکھے بغیر سب کچھ جانتا ہے"۔

یہ واقعات دیکھ اور یہ دعا سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس قوم (مسلمانوں) کی مدد فرشتے صرف اسی لئے کر رہے ہیں کہ وہ حاملان امر الٰہی ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اس کے بعد بھی ایسی دعائیں سنا کرتے تھے۔

سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

اصحاب قبور سے بات، ان کی کرامات میں سے ایک کرامت کا ذکر امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے ذریعے کیا ہے حضرت سعید فرماتے ہیں ہم مدینہ طیبہ کے قبرستان میں جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے آپ نے زور سے فرمایا یا أهل القبور السلام علیکم و رحمة الله و برکاته کیا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں؟ راوی فرماتے ہیں ہم نے یہ آواز سنی و علیك السلام و رحمة الله و برکاته یا أمیر المؤمنین! آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہمارے بعد کیا ہوا، حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہاری بیویاں دوسری شادیاں کر چکی ہیں، تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں، تمہارے بچے یتیموں میں شمار ہونے لگ گئے ہیں۔ وہ عمارات جنہیں تم نے بڑا پختہ بنوایا تھا آج تمہارے دشمنوں کا مسکن بنی ہوئی ہیں، یہ ہیں وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں اب ذرا تم اپنی خبریں ہمیں بتاؤ۔ ایک مردے نے سرکار ولایت کو جواب دیا حضور! کفن پھٹ گئے ہیں، بال بکھر گئے ہیں، چمڑے اکھڑ گئے ہیں، آنکھوں کے پپوٹے پانی بن کر رخساروں پر بہہ گئے ہیں، نتھنوں سے پیپ اور پیلا پانی رواں ہے، جو نیکیاں پہلے بھیجی تھیں وہ تو مل گئی ہیں اور جو مال پیچھے چھوڑا تھا، وہ سراسر خسارہ بن گیا ہے۔ بس یہاں رہن پڑے ہیں۔

باپ کو مارنے والے کا انجام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات" میں لکھا ہے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں شہزادوں (سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) نے آدھی رات کو کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا:

يَا مَنْ يُّجِيْبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِي الظُّلَمِ   يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰى مَعَ السَّقَمِ

وَقد نام قَدَّكَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَبِهُوْا وَانْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَمْ تَنَمِ
هَبْ لِيْ بِجُوْدِكَ فَضْلَ الْعَفْوِ عَنْ ذَلَلِيْ يَا مَنْ إِلَيْهِ رَجَاءُ الْخَلْقِ فِي الْحَرَمِ
اِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوْهُ ذُوْ خَطَاءٍ فَمَنْ يَجُوْدُ عَلَى الْعَاصِيْنَ بِالنِّعَمِ

(اے ذات اقدس! جو تاریکیوں میں مضطر و بے تاب کی دعا سنتی ہے۔ اے ذات اقدس! جو بیماروں کی تکلیف اور ضرر کو دور فرماتی ہے۔ تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے ارد گرد سو گئے ہیں۔ لیکن اے زندہ و کائنات کے سہارے! تو تو کبھی نہیں سویا کرتا۔ کیا تو محض اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر اپنی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا، حرم میں تیری ہی ذات کی امیدیں لے کر تو مخلوق اکٹھی ہے۔ اگر خطا کار ہی تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر گناہ گاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارشیں برسائے گا)۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا، ان اشعار والے کو تلاش کرو، وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا، امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ اپنا پہلو گھسیٹتا جناب امیر کے سامنے آ کھڑا ہوا، آپ نے پوچھا، میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔ وہ عرض کرنے لگا، میں لہو و لہب اور گناہ میں مبتلا ایک آدمی تھا۔ میرے والد مجھے نصیحت فرماتے، کہا کرتے کہ اللہ کی کچھ سختیاں ہیں اور کچھ گرفتیں ہیں جو ظالموں سے دور نہیں ہیں جب انہوں نے بار بار نصیحتیں کیں تو میں آپے سے باہر ہو گیا اور انہیں پیٹ ڈالا۔ انہوں نے قسم کھائی کہ مجھے بد دعا دیں گے اور استغاثہ لے کر دربار خداوندی میں مکہ مکرمہ جائیں گے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مجھے بد دعا دی، ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو سوکھ گیا۔ میں اپنے کیے پر سخت نادم تھا، میں نے بڑی مدارات سے انہیں راضی کرنا چاہا انہوں نے وعدہ فرمایا کہ وہ وہاں ہی میرے حق میں دعا کریں گے جہاں مجھے بد دعا دی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا۔ اونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور انہیں دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا، وہ وہاں وفات پا گئے۔ جناب کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کریم تجھ سے راضی ہیں اگر باپ راضی تھا۔ اس نے کہا، بخدا باپ تو راضی تھا۔ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اٹھے، کئی رکعتیں پڑھیں اور کئی مخفی دعائیں فرمائیں، جو اللہ کریم ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا مبارک ہو! کھڑا ہو جا، وہ اٹھا، چلنے لگا اور پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا۔ پھر جناب کرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تو باپ کے راضی ہو جانے کی قسم نہ کھاتا تو میں تیرے لئے دعا نہ مانگتا۔

کٹا ہوا ہاتھ جڑ جاتا ہے

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھوڑی ہی کرامات کا ذکر کیا ہے۔ سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے یہ کرامت منقول ہے، آپ کے محبوں میں سے ایک سیاہ رنگ کے غلام نے چوری کی اسے پکڑ کر سرکار مرتضوی میں لے آئے آپ نے اسے فرمایا، کیا تو نے چوری کی ہے؟ کہنے لگا، جی ہاں، جناب نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا، وہ جب وہاں سے نکلا تو اسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکوا رضی اللہ عنہ ملے۔ ابن الکوا نے پوچھا، تیرا ہاتھ کس نے کاٹا؟ کہنے لگا، امیر المومنین، یعسوب المسلمین، ختن رسول اور زوج بتول علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کاٹا ہے۔ ابن الکوا رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو ان کی مدح کرتا ہے؟ جواب میں کہنے لگا، میں ان کی مدح کیوں نہ کروں، انہوں نے میرا ہاتھ حق کی وجہ سے کاٹا ہے اور مجھے یہ سزا دے کر جہنم سے بچایا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ آپ نے اس کالے غلام کو طلب فرمایا اس کا ہاتھ اس کی کلائی کے ساتھ رکھا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا اور کئی دعاؤں سے نوازا، آسمان سے آواز آئی، ہم مجمع والوں نے سنی۔ ہاتھ سے کپڑا اٹھا دے۔ ہم نے کپڑا اٹھایا تو ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ یہ سب اذن خداوندی کی ذرہ نوازیاں اور اس کی صنعت کاریوں کی حسن ریزیاں تھیں۔

عجیب واقعہ

جناب اسامہ بن منقذ اپنی کتاب ''الاعتبار'' میں فرماتے ہیں اٹھارہ رمضان ۵۶۵ھ کو موصل میں مجھے عالی جناب شہاب الدین ابوالفتح مظفر بن سعد بن مسعود بن بختگین بن سبکتگین مولائے معز الدولہ ابن بویہ نے یہ واقعہ بتایا میری موجودگی میں اپنے وزیر کے ساتھ امیر المؤمنین مقتفی بامر اللہ نے فرات کے مغربی کنارے انبار کے بالمقابل قصبہ صندوریا کی مسجد میں زیارت کی۔ یہ مسجد جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی مسجد کہی جاتی تھی۔ جب مقتفی وہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سادہ ساد میاطی کپڑا پہن رکھا تھا اور تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھے جس پر زیورات وسجاوٹ بھی لوہے سے ہی کی گئی تھی۔ پہچاننے اور جاننے والوں کے بغیر کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں۔ مسجد کا منتظم وزیر کے لئے بار بار دعائیں مانگتا تھا۔ وزیر نے کہا کیا کر رہے ہو؟ امیر المؤمنین کے لئے دعا مانگو۔ مقتفی وزیر سے کہنے لگا اس سے مفید بات پوچھیے، اس سے یہ پوچھیے کہ اس کا وہ مرض جو چہرے میں تھا اور جو میں نے مستظہر کے دور حکومت میں دیکھا تھا، یہ اتنا گھاؤ نما گہرا پھوڑا تھا کہ اس سے چہرے کا زیادہ حصہ اس نے ڈھانپ رکھا تھا، جب کھانے کی طلب ہوتی تو اسے رومال سے باندھتا، تب جا کر کہیں کھانا اس کے منہ میں جاتا۔ اب وہ کدھر گیا ہے؟ منتظم مسجد کہنے لگا، جیسا آپ کہہ رہے ہیں بالکل میرا یہی حال تھا اور میں علاقہ انبار کی اس مسجد میں بار بار آیا کرتا تھا، مجھے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا کہ تو فلاں انبار کے عہدہ دار کے پاس بار بار آتا ہے جس طرح اس مسجد میں آ رہا ہے تو وہ تیرے لئے کسی حکیم کا بندوبست کرتا جو اس خبیث مرض کو تیرے چہرے سے اتار پھینکتا۔ اس کی بات کو میں نے شدت سے محسوس کیا اور میرا دل تنگ ہوا۔ میں رات کو غم واندوہ میں سو گیا تو مولائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں اسی مسجد میں یہ فرماتے سنا، یہ گڑھا کیا ہے؟ یہ زمین میں ایک گڑھے کی طرف دیکھ کر آپ نے فرمایا تھا۔ میں موقع پاتے ہی اپنی بیماری کا معاملہ پیش کرنے لگ گیا مگر آپ نے توجہ پھیر لی۔ میں نے پھر واقعہ دہرا کر اس آدمی کا بھی ذکر کیا جو مجھے کسی وڈیرے سے طبیب طلب کرنے کو کہہ رہا تھا(1)۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا، آپ اسی دنیا میں جلد بازی کے ساتھ وصول کرنا چاہتے ہیں، یہ فرمان سن کر میں جاگ گیا، گھاؤ

1۔ اب بھی اولیائے امت کی مساجد اور مزارات پر جانے والوں کو روکتے ہوئے اسی مجہول النسب آدمی کی دلیل اس کے پیروکار یہ دیا کرتے ہیں کہ بھائی اہل اللہ کے مزارات پر کیوں جاتے ہو، اب تو سائنس نے علم الادویہ میں کمال حاصل کر لیا ہے فلاں ڈاکٹر کے پاس جاؤ علاج کراؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ یعنی ڈاکٹر تو مشکل کشا ہے اور اس کی گولی تو قبض کشا ہے مگر اللہ کے مقرب بندے مشکل کشا نہیں۔ شرک صرف ان کے ماننے سے ہوتا ہے ڈاکٹر کو ماننے سے نہیں۔

والا پھوڑا میرے پہلو میں گرا پڑا تھا اور سب مصیبت ختم ہو چکی تھی۔ یہ واقعہ سن کر جناب مقتفی بولے سچ کہہ رہا ہے۔ پھر وزیر سے فرمایا، اس سے بات کیجئے۔ اس کی ضروریات پوچھئے، نوٹ لکھیے، مجھے پیش کیجئے تا کہ میں اس پر حکم صادر کر دوں۔ وزیر نے اس سے بات کی تو وہ کہنے لگا، میں مصیبت زدہ ہوں اور میری بیٹیاں ہیں، مجھے ہر ماہ تین دینار چاہئیں، میں نے اس کی عرضداشت لکھی جس کا عنوان یہ تھا: الخادم مقیم مسجد علی۔ (خادم مسجد کرار کا متولی) وزیر نے اس کے مطلب کا نوٹ لکھ دیا اور کہا کہ جاؤ اسے رجسٹر میں لگا دو۔ میں گیا اس میں سے صرف نوٹ ہی مطالعہ کیا، باقی درخواست نہیں پڑھی۔ رواج یہ تھا کہ نوٹ (توقیع) اس آدمی کے لئے لکھا جاتا جس کی درخواست ہوتی اور امیر المؤمنین (حاکم وقت) کی تحریر جو اس پر ہوتی اسے لے لیا جاتا۔ جب کاتب نے خط کھولا کہ اسے رجسٹر میں درج کرے تو اس نے دیکھا کہ جہاں مقیم مسجد علی (مسجد کرار کا منتظم) لکھا، بالکل اس کے نیچے جناب مقتفی نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ لکھ دیا۔ اگر وہ اور زیادہ طلب کرتا تو مقتفی اسے ضرور دیتے۔ (چونکہ وہ جناب کرار رضی اللہ عنہ کی ذات سے والہانہ عقیدت کا ثبوت دینا چاہتے تھے)۔

فرشتے آل نبی کی خدمت کرتے ہیں

جناب صبان نے اپنی کتاب ''امعان الراغبین'' میں اور ملا نے اپنی کتاب سیرت میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا لائیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے گھر چکی چل رہی ہے مگر وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ انہوں نے آ کر رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا، ابوذر! آپ کو معلوم نہیں کہ زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے گھومتے پھرتے ہیں اور ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ آل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی معاونت کرتے رہیں۔

سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

برزخیوں سے سوال جواب، ان کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب ''القبور'' میں نقل کی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بقیع کے قبرستان کے پاس سے گزرے، فرمانے لگے شہر خموشاں کے مکینو! السلام علیکم، ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے اور شادیاں رچالی ہیں اور تمہارے گھروں میں اور لوگ رہ رہے ہیں اور تمہارے مال بانٹ دیئے گئے ہیں یہ سن کر ایک آواز دینے والے نے جواب دیا، حضور فاروق اعظم! ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ جو نیکیاں ہم نے اپنے سے پہلے اس عالم میں بھیج دی تھیں، وہ یہاں ہمیں مل گئی ہیں جو ہم خود راہ خدا میں خرچ کر آئے ہیں اس کا نفع حاصل کر لیا ہے اور جو پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہ تو صرف خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ابن عساکر نے یحیٰی بن ایوب خزاعی سے روایت لی ہے، فرماتے ہیں میں نے سنا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور پکارے اے فلاں!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ (الرحمٰن)

''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہوتے ہیں ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں''۔

قبر کے اندر سے اس نوجوان نے جواب دیا، جناب فاروق! میرے رب نے جنت میں دو دفعہ وہ جنتیں عطا فرمائی ہیں۔

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ سے خطاب

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی ذات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ

"سابقہ امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جنہیں الہام ہوتا تھا، مگر میری امت میں کوئی ایسا ہوا تو وہ عمر ہوں گے"۔

جسے ہم قصہ ساریہ بن زنیم بھی کہتے ہیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مسلم لشکر کا جرنیل جناب ساریہ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور علاقہ فارس کی طرف آپ کو روانہ فرمایا۔ آپ نے نہاوند کو گھیر رکھا تھا کہ لشکر مصیبت میں پھنس گیا۔ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی، مسلمان شکست کھانے ہی والے تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دینے لگے۔ دوران خطبہ بلند آواز سے بطور امداد پکارے:

يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ　(اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھ)۔

جو بھیڑیئے کو بھیڑوں کا چرواہا بناتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ یہ آواز تھی کہ بجلی کا کڑکا تھا کہ نہاوند کے سامنے ساریہ اور سب فوج نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ وہ پہاڑ کی اوٹ میں آگئے اور کہنے لگے یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ وہ نجات پا گئے اور فتحیاب ہوئے۔ (ملخصاً از علامہ سبکی)

کرامت فاروق کی تائید بزبان حیدر کرار

تاج الدین سبکی فرماتے ہیں میں نے شیخ امام والد گرامی تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث میں اتنا مزید سنا تھا کہ جناب کرار رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے انہیں کہا گیا جو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ ساریہ تو ہم سے بہت دور ہیں؟ حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، فاروق کو اپنے حال پر چھوڑ دو، وہ جس معاملے میں بھی اترتے ہیں اس سے نکلنے کا راستہ ان کے لئے موجود ہوتا ہے۔ پھر آپ نے آخرت کے احوال ارشاد فرمائے۔ امام سبکی فرماتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کرامت کا اظہار نہیں چاہتے تھے۔ دراصل انہیں کشف ہوا اور سب مجاہدین کو انہوں نے بالکل اپنے سامنے پایا، گویا وہ خود ان کے درمیان موجود ہیں اور مدینہ منورہ کی مجلس سے غائب ہیں۔ نہاوند میں مسلمانوں کو جو افتاد پڑ رہی تھی آپ کے حواس اس میں مستغرق تھے، اب آپ نے مجاہدین کے امیر کو یوں خطاب کیا جیسے اپنے ساتھی کو خطاب کیا جاتا ہے کیونکہ یا تو حقیقتاً آپ اس کے ساتھ تھے یا اس طرح اس کے ساتھ تھے کہ گویا اس کے ساتھ ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ ایسے معاملات جو اللہ کریم مقربین کی زبان سے جاری فرما دیتے ہیں، ہوسکتا ہے بعد از عرفان ان کی زبانوں سے صادر ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بلاعرفان صدور پذیر ہوں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں یہ کلمات کرامت ہی ہوتے ہیں۔ (عدم عرفان کی صورت میں اس لئے کہ اللہ کریم نے

باقی ساری کائنات کو چھوڑ کر انہیں ان کلمات کے لئے منتخب فرمایا اور ان کی مقدس زبانوں پر انہیں جاری کیا)۔

زمین کو فاروقی حکم

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت واقعہ زلزلہ ہے۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الشامل" میں یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ دور فاروقی میں زمین زلزلے سے لرزنے لگی آپ نے اللہ کریم کی حمد وثنا فرمائی مگر پھر بھی زمین لرزتی اور جھومتی رہی۔ آپ نے پھر اسے اپنا کوڑا مارا اور فرمایا تھم جا! کیا میں تیری سطح پر عدل نہیں کرتا ہوں۔ زمین فوراً تھم گئی۔ امام الحرمین فرماتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فی الحقیقت ظاہر و باطن میں امیر المومنین اور زمین اور اس کی آبادی میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اور زمین کو بھی اس سے صادر ہونے والے واقعات پر تادیب وتعزیر فرماتے، جس طرح اس پر آباد انسانوں کی غلطیوں پر انہیں تعزیر سے باز رکھتے۔

دریائے نیل کے نام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق امام الحرمین فرماتے ہیں دریائے نیل کا قصہ بھی زلزلے والے واقعہ سے ملتا جلتا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ دور جاہلیت میں نیل میں اس وقت تک پانی جاری نہیں ہوتا تھا جب تک اس میں ہر سال ایک کنواری لڑکی نہ ڈالی جاتی۔ جب دور اسلام آیا اور دریائے نیل اپنے بہنے کے وقت جاری نہ ہوا تو مصری حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، نیل کا ایک انداز ہے۔ یہ اس وقت تک نہیں چلتا جب تک اس میں ایک کنواری لڑکی والدین کی موجودگی میں اس میں نہ ڈال دی جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تاحد امکان وہ اچھے لباس اور عمدہ زیورات میں ملبوس ہو۔ ابن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اب تو یہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اسلام سابقہ روایات کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے تین ماہ لوگ منتظر رہے مگر نیل میں کچھ بھی پانی نہ آیا اور لوگوں نے ملک چھوڑ کر چلے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت ابن عاص رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پیش کیا، آپ نے جواباً فرمایا، آپ کا یہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے کہ اسلام پہلے کے رواجات ورسوم کو مٹا دیتا ہے (لہٰذا اب مصر میں لڑکی کو دریا میں ڈالنے کی رسم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مترجم) میں آپ کو ایک خط بھیج رہا ہوں، اسے نیل کی نذر کر دیجئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خط دریا میں ڈالنے سے پہلے کھولا، اس میں تحریر تھا "یہ خط امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اس کے بعد، اے دریائے نیل! سن لے اگر تو خود بخود چلتا ہے تو تھم جا، لیکن اگر واحد وقہار اللہ نے تجھے جاری رہنے کا حکم دے رکھا ہے تو ہم واحد وقہار اللہ ہی سے التماس کریں گے کہ تجھے جاری رکھے"۔ یہ خط جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دریا میں ڈال دیا۔ یہ خط واقعہ صلیب سے ایک دن پہلے ڈالا، مصری جلاوطنی اور ملک بدری پر تلے بیٹھے تھے۔ صبح دیکھا تو دریا سولہ گز چڑھ چکا تھا۔

ختنین کے قاتلوں کو فاروق اعظم پہچانتے تھے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت یہ ہے کہ شام کی طرف جانے والی ایک فوج آپ کے سامنے آئی اور اس

فوج سے ایک گروہ سلامی کے لئے سامنے آیا، آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ جب وہ گروہ پیش ہوا تو بھی آپ نے منہ پھیر لیا۔ تیسری دفعہ پھر ایسا ہی ہوا۔ آخر کار پتہ چلا کہ اس گروہ میں جناب عثمان اور جناب کرار رضی اللہ عنہما کے قاتل تھے۔

فاروق کا گمان حقیقت ہوتا تھا

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ریاض الصالحین'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں: اگر کسی چیز کے متعلق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرما دیتے کہ میرا اس کے متعلق گمان یوں ہے تو وہ اسی طرح ہوتا۔ جس طرح آپ کا گمان ہوتا۔ یہ واقعہ میں نے ''حجۃ اللہ علی العالمین'' میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ اور نیل کے مشہور واقعات میں نے مناوی کی ''طبقات کبریٰ'' میں دیکھے اور وہاں آپ کی یہ کرامت بھی دیکھی کہ اگر آپ کو کوئی آدمی بات بتاتا اور اس میں کسی جگہ جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی تو آپ فرماتے یہ حصہ چھوڑ دیجئے، وہ آگے بیان کرتے ہوئے پھر کوئی غلط بات کہتا تو آپ فرماتے یہ چھوڑ دیجئے۔ وہ آدمی پکار اٹھتا کہ یا امیر المومنین! میں نے جو بیان کیا وہ سچ ہے مگر جس سے آپ نے روک دیا، وہ غلط ہے۔

عجیب نام

آپ کی ایک کرامت یوں ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا جمرہ (چنگاری) آپ نے فرمایا، کس کا بیٹا ہے؟ کہنے لگا شہاب (شعلہ) کا بیٹا ہوں۔ آپ نے کہا، کس قبیلے سے ہے؟ اس نے جواب دیا حرقہ (جلن) قبیلہ سے ہوں، ارشاد فرمایا، مسکن کہاں ہے؟ کہنے لگا حرہ (گرمی و حرارت) میں رہتا ہوں۔ پوچھا، اس کے کون سے حصے میں؟ کہنے لگا ذات لظی (شعلے والے) حصے میں۔ حضرت نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی خبر لے، وہ تو جل چکے ہیں۔ اور جب اس نے پتہ کیا تو بات صحیح نکلی۔

آگ کے نام حکم

امام رازی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں سورۂ کہف کی شرح میں لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں کسی گھر کو آگ لگ گئی جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک چیتھڑے پر لکھا، اے آگ! حکم خداوندی سے تھم جا۔ لوگوں نے یہ چیتھڑا آگ میں ڈال دیا تو آگ فوراً بجھ گئی۔

شیر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رکھوالی کرتے ہیں

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کرامت بھی بیان فرمائی ہے کہ شاہ روم کا ایلچی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کے لئے مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ کے دولت کدہ کو تلاش کرنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ آپ کا گھر بھی کوئی شاہی محل قسم کا ہوگا لوگوں نے اسے بتایا کہ ان کا محل کوئی نہیں وہ تو اس وقت شہر سے باہر صحرا میں دودھ دوہنے تشریف لے گئے ہیں۔ جب وہ صحرا میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ سر کے نیچے اپنا درہ رکھے مٹی پر سو رہے ہیں یہ دیکھ کر سفیر صاحب ششدر رہ گئے۔ کہنے لگے کہ مشرق و

مغرب کے لوگ اس انسان سے ڈرتے ہیں اور اس کی کیفیت یہ ہے۔ پھر جی میں سوچا کہ وہ تنہا ہیں، مجھے انہیں قتل کر دینا چاہئے۔ تاکہ لوگوں کو ان سے نجات مل جائے۔ جب اس نے قتل کے لئے تلوار اٹھائی تو اللہ کریم نے زمین سے دو شیر نکال دیئے۔ وہ اس کی طرف لپکے وہ ڈر گیا اور تلوار ہاتھ سے دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی مگر انہیں تو کوئی شیر وغیرہ دکھائی نہ دیا، آپ نے اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے سب ماجرا بیان کر دیا، اور آغوش اسلام میں پناہ لی۔

خبر متواتر سے عظمت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اس کے بعد امام رازی نے اور بھی کرامات ذکر فرمائی ہیں۔ جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ آخر میں امام موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ واقعات اخبار آحاد ہیں مگر یہاں وہ کرامت بھی ہے جو متواتر ہے اور وہ یہ ہے آپ زینت دنیا سے نفور اور اس کے تکلفات و ملمع سازیوں سے بے حد دور ہونے کے باوجود شرق و غرب کی سیاست میں چھا گئے۔ ممالک و دول کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی اور انسان کو وہ کچھ میسر نہیں آیا جو آپ کو ملا۔ وہ ان تکلفات دینوی سے بہت دور ہونے کے باوجود ان سیاسیات پر کیسے قادر ہوئے اور یہی وہ عظیم کرامت ہے جسے درجہ تواتر سے نقل کیا گیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

حضرت عمران سے فرشتوں کا کلام، علامہ سبکی وغیرہ نے ان کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ آپ ملائکہ کی تسبیح سنا کرتے تھے پھر آپ نے پچھنے لگوائے تو یہ سننا موقوف ہو گیا۔ پھر اللہ کریم کے کرم سے دوبارہ فرشتوں کی تسبیح سننے لگ گئے۔ ''اسد الغابہ'' میں علامہ ابن اثیر نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ذریعے یہ روایت لی ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پچھنے لگوانے سے منع فرمایا ہے۔ عمران فرماتے ہیں: پھر ہم نے پچھنے لگوائے اور فلاح و کامیابی حاصل نہ کر سکے (1)۔

آہ! یہ امتحان

ابن اثیر فرماتے ہیں دوران مرض حضرت عمران رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کہا کرتے تھے۔ جب آپ نے پچھنے لگوائے، تو سلام کا سلسلہ ختم ہو گیا، پھر کچھ وقت بعد شروع ہو گیا۔ آپ کو استسقاء کا مرض بھی لاحق تھا جو کئی سال چلتا گیا مگر آپ کے صبر میں فرق نہ آیا۔ آپ کا پیٹ چاک کر کے چربی نکالی گئی اور چارپائی میں سوراخ کر دیا گیا اور آپ اس حال میں تیس سال تک رہے۔ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابو نجید! (حضرت عمران) جو مصائب آپ سے وابستہ دیکھتا ہوں، یہ آپ کی عیادت سے مانع ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: بھتیجے! میرے پاس نہ بیٹھ، چلا جا! بخدا جو میرے رب کو پسند ہے وہ مجھے بھی محبوب ہے۔

1۔ شریعت مطہرہ میں علاج کی اجازت ہے مگر اللہ والوں میں کچھ ایسے متوکل لوگ ہوتے ہیں جو بیماری کو بھی اللہ کریم کا انعام سمجھ کر علاج نہیں کراتے۔ بقول حافظ بلائے کز حبیب آید ہزارش مرحبا گفتم کا معاملہ ہوتا ہے۔ یہی حال حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پچھنے لگوانے سے ان کے نزدیک توکل علی اللہ ختم ہوتا ہے لہٰذا ایک تو فرشتوں کی تسبیح کی آواز ختم ہوتی ہے دوسرا وہ فرماتے ہیں فلاح و کامرانی اس سے ختم ہو گئی ہے کہ نظر سبب پر پڑے تو مسبب نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور سالکان راہ حق کے لئے یہ چیز حجاب بن جاتی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

بے ادب کی سزا، علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''تحفۃ الاحباب فی مزارات مصر'' میں لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے آیا، اس نے وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا پایا، اور اس سے حضرت کی قبر کے متعلق پوچھا۔ اس نے پاؤں کے اشارے سے قبر کا پتہ بتا دیا۔ اسی جگہ وہ مبتلائے محن ہو گیا۔ سیدنا عمرو بن عاص کی وفات شب عید الفطر ۴۳ھ کو مصر میں ہوئی۔

حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ

وادیاں پانی بہانے لگ جاتی ہیں، علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جندب بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سید کل دانائے سبل ختم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت غالب رضی اللہ عنہ کو ایک فوجی دستے میں بھیجا۔ میں خود بھی ایک دستہ میں شامل تھا۔ حکم یہ تھا کہ مقام کدید پر بنوملوح پر شبخون مارا جائے۔ ہم نے شبخون مارا اور جانور ہانک کر چل دیئے۔ ان کے اعلانچی نے بنوملوح کے گھروں میں بھاگ کر چلا چلا کر شبخون کی اطلاع دی۔ عجیب حالت تھی ہم جانوروں کو ہانک کر لے جا رہے تھے اور بنوملوح بالکل ہمارے قریب پہنچ چکے تھے۔ صرف ایک وادی ہمارے درمیان حائل تھی، ہم وادی کے ایک گوشے میں سے نکل رہے تھے کہ دفعتہ کناروں تک بھر کر وادی بہنے لگی، بخدا ہمیں کہیں بادل کا نشان تک نظر نہ آ رہا تھا اور نہ ہی کہیں بارش کا پتہ تھا۔ پانی اتنا زیادہ تھا کہ اس سے گزرنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ بنوملوح للچائی نظروں سے ہمیں دیکھتے رہ گئے اور ہم اتنے دور نکل گئے کہ وہ اب ہمیں طلب نہیں کر سکتے، مگر یہ واقعہ تو دین اسلام کے حق میں بھی ایک آیت ہے صرف حضرت غالب رضی اللہ عنہ کی کرامت نہیں۔

حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ

درندوں کو خطاب، مشہور یہ ہے کہ آپ مصر و افریقہ کے امیر تھے، آپ نے مصر میں سب سے پہلے اذان کے لئے منارہ تعمیر کرایا۔ حضرت شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے کریمہ کی وجہ سے آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ ایک کرامت یہ تھی کہ اگر آپ کسی وادی بے آب میں تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے تو اللہ کریم اسی وقت لوگوں کو پانی سے نواز دیتے۔ ایک اور کرامت یہ ہے کہ جب آپ افریقہ تشریف لے گئے اور ایک وادی کو قیام سے منور فرمایا تو لوگوں نے اطلاع دی کہ اس وادی میں تو لاتعداد درندے اور سانپ ہیں۔ آپ نے درندوں اور سانپوں کو خطاب فرماتے ہوئے حکم دیا اس وادی سے نکل جاؤ۔ درندوں نے اپنے بچوں کو اور سانپوں نے اپنی اولاد کو اٹھایا اور وادی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ کرامت علامہ مناوی نے بیان فرمائی ہے (1)۔

1۔ ایسے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے کہ غلام سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو حکم دیا تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ آج جہاں خرطوم واقع ہے یہ جگہ ویرانہ تھی۔ زمین دلدلی تھی جنگلات سے ڈھکی ہوئی تھی، یہاں اسلامی جرنیل نے پڑاؤ کیا، تو اطلاع ملی کہ بے شمار درندے ہیں اور زمین پر تو بچھو بیٹھنے تک نہیں دیتے، کیا کیا جائے؟ پھر دفعتہ چشم فلک نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ جرنیل ٹیلے پر کھڑے ہو کر درندوں کو یوں حکم دے رہا ہے گویا وہ اس کے سپاہی ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے اے شیرو! اے ریچھو! اے انسان کے دشمن درندو! یہاں سے نکل جاؤ، کہ اسلام کا لشکر محمد عربی کے خدام پر مشتمل یہاں (بقیہ آگے)

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ

بقول علامہ ابن اثیر یہ بنو عبس کے ان نو مسلم افراد میں سے ایک تھے جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بطور وفد حاضر ہوئے تھے۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت میسرہ خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے حضور! میں تو مسلسل یہی چاہ رہا تھا کہ آپ کا اتباع نصیب ہو۔ پھر وہ اسلام لائے اور حسن اسلام کا مظاہرہ کیا کہنے لگے اللہ کریم کی حمد ہے جس ذات اقدس نے آپ کے وسیلہ سے مجھے آگ سے نجات بخشی (اندازہ کیجئے کہ صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آپ کے وسیلہ جلیلہ کی عظمت کے ترانے گا رہا ہے اور آج اسی وسیلہ پر کج گفتار لوگ پف زنی کر رہے ہیں۔) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جناب میسرہ رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ (اسد الغابہ) آپ فلسطین کے علاقہ اجناد کے امراء میں سے تھے آپ وہاں ہی فوت ہوئے نابلس کے علاقہ کے گاؤں باقہ میں آپ کا مزار مشہور و معروف ہے جس کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کو صحابی کے مزار سے شفا ملتی ہے

امام یوسف نبہانی (مؤلف رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، بیس سال ہوئے میں نے بھی ان کے مزار انور کی زیارت کی تھی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ یہاں مدفون ہیں میں راستہ گزرتے قبر کے قریب سے گزرا تو لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ کی زیارت کے لئے بڑھتے پائے۔ یہ ۱۳۰۵ھ کا یوم حج تھا۔ اس علاقے کے ایک ساتھی سے میں نے اس اجتماع کا سبب پوچھا، تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ دن آپ کے مزار شریف کی زیارت کا مخصوص دن ہے۔ اس علاقہ اور اردگرد کے لوگ اس دن حاضری دیتے ہیں اور یہ سلسلہ عرصہ دراز سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ یہی عمل لوگ رمضان کے آخری دن بھی کرتے ہیں اور یہاں حاضری دیتے ہیں۔ پھر اسی سال میں حکومت کے محکمہ حقوق میں ملازم ہو کر بیروت گیا جہاں دم تحریر تک میں مقیم ہوں۔ میں بیروت پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ تین سال کے طویل عرصہ پر مرض پھیل گیا اور ۱۳۰۸ھ تک میں بیمار رہا۔ اطباء نے اسے مرض عضال کا نام دیا، اس مرض میں عصبی ہضم میں دقت پیدا ہو جاتی ہے اور معدے کے عصب میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ میں اس مرض کے ہاتھوں چور چور ہو گیا، میں شفا سے ناامید تھا، پھر ایک رات سوتے ہوئے کسی کی آواز آئی کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے جایئے۔ میں سمجھ گیا کہ لفظ میسرہ سے مراد حضرت میسرہ عبسی رضی اللہ عنہ ہے، اور مجھے ان کی زیارت کے فیض سے اس مرض سے

(بقیہ گزشتہ) چھاؤنی ڈالنے والا ہے۔ بچھوؤ! آج سے اپنی عادت بدل لو، اب کسی کو نہیں کاٹنا۔" اعلان سن کر درندے اپنے بچوں کو مونہوں میں لئے جھاڑیوں سے نکل بھاگے، میدان خالی کر گئے اور بچھوؤں نے اپنی عادت بدل لی، وہ دن گیا اور آج کا دن آ گیا تیرہ چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں، پھر خرطوم کے بچھوؤں نے بھول کر بھی کاٹنے والی عادت کا اعادہ نہیں کیا۔ سچ ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صرف اور صرف اعلائے کلمۃ الحق کے لئے میدان کارزار میں اترتے تھے۔ وہ ملک فتح کرنے، اپنا جھنڈا بلند کرنے گئے تھے، رنگ و نسل کے بت گھڑنے اور زبان کے گیت گانے نہیں گئے تھے لہٰذا اس خلوص کی قیمت یہ تھی کہ درندے ان کی بات مانتے اور بچھوان کی اطاعت کرتے تھے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر — تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

نجات ملے گی۔ جب میں بیدار ہوا تو زیارت کا پختہ ارادہ کر لیا۔ جب تین سال پہلے میں ان کی قبر اقدس کے قریب سے گزر رہا تھا تو مجھے زیارت کا خیال نہیں آیا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچا ہے۔ اسی دن عازم زیارت ہوا، سنہ مذکورہ کا آج بھی عرفہ کا ہی دن تھا۔ میں نے مزار کے قریب وادیٔ عارہ نامی ایک گاؤں میں عبدالکریم آفندی بن محمد حسین عبدالہادی کے پاس رات گزاری جنہوں نے میری بہت عزت کی اللہ ان پر رحم فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ اسی رات مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ٹھیک ہو رہا ہوں۔ آج اتنا آرام آ گیا جو اس سے پہلے مشہور اطباء کی بہت سی دوائیں مہینوں استعمال کرنے کے باوجود نہیں آ رہا تھا۔ صبح میں آپ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا، میں نے عرفہ کے دن آپ کی زیارت کی جبکہ باقی لوگ بھی حسب معمول زیارت کے لئے جمع تھے۔ میں نے جتنا ہو سکا وہاں قرآن پڑھا اور دلائل الخیرات کی تلاوت کی، پھر شکر و حمد کے گیت گاتا واپس ہوا۔ اور بتدریج مجھے شفا ہونے لگی اور آخر کار مرض بیخ و بن سے اکھڑ گیا۔ الحمد للہ رب العالمین

حضرت النجاشی رحمۃ اللہ علیہ

نجاشی کی قبر، علامہ سخاوی جناب ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں مجھے یہ حدیث یزید بن اومان نے بسند حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نجاشی کی وفات ہوئی تو ان کی قبر پر نور برستا تھا، حضرت نجاشی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ صحابی نہیں مگر وہ عہد نبوی میں تھے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کا غائبانہ جنازہ پڑھایا تھا، اس لئے میں نے صحابی نہ ہوتے بھی ان کا ذکر خیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کر دیا ہے۔

سیدہ زینب ام کلثوم بنت حیدر کرار و سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن

آپ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں۔ ابن حورانی نے اپنی کتاب ''الاشارات فی اماکن الزیارات'' میں لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار مہر پر آپ سے نکاح فرمایا۔ حضرت زید ذوالہلالین آپ سے پیدا ہوئے مگر بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں چلی۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد غوطہ دمشق میں آپ کی وفات ہوئی اور راویہ گاؤں میں مدفون ہوئیں۔ پھر گاؤں کا نام آپ کے نام نامی کی نسبت پا گیا۔ اب بھی چھ افراد کی قبروں کے نام سے یہ جگہ معروف ہے۔

ایک عارف کا ارشاد

شیخ عارف حضرت ابوبکر موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المعارف الالٰہیہ'' میں لکھا ہے کہ میں حضرت سیدہ کی قبر کی زیارت کے لئے ایک دفعہ اپنے احباب کے ساتھ حاضر ہوا، میں آپ کے روضہ اقدس میں داخل نہیں ہوتا تھا، بلکہ روضہ کی طرف صرف منہ کر لیا کرتا تھا۔ اور اپنے گروہ سمیت آنکھیں بند کر لیتا تھا، کیونکہ علمائے عالی مقام کی تحقیق ہے کہ وفات کے بعد زیارت کرتے وقت قبر والے کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح اس کی زندگی میں کیا جاتا تھا۔ (میں ان کے روضہ اقدس کی طرف منہ کئے) رو رہا تھا مجھ پر خشوع و خضوع طاری تھا کہ مجھے ایک باوقار، سراپا احترام، مجسمۂ عظمت خاتون دکھائی دیں،

جنہیں احترام و عظمت کی وجہ سے کوئی انسان نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹیں اور فرمانے لگیں بیٹا! اللہ کریم تیرے ادب و احترام کو اور بڑھائے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نانا جان سید کل ختم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین با احترام خاتون ہونے کی وجہ سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت فرمایا کرتے تھے، آپ امت کو بشارت دے دیں کہ میرے جد امجد اور ان کے سب صحابہ کرام اور آل اطہار اس امت سے محبت کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی طریق اسلام سے نکل جائے تو وہ ان سب مقدس ہستیوں کا مبغوض بن جاتا ہے۔ مجھے ان کی بات سے قلق نے آلیا جس نے خود فراموشی طاری کر دی جب میں عالم حسی میں پلٹا تو وہ غائب تھیں میں اس دن سے لے کر آج تک پھر ان کی زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ اس تحریر کے بعد علامہ حورانی نے علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سیدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اقدس سے مغرب کی طرف حضرت مدرک فزاری صحابی کا مزار انور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے بھی ''اسد الغابہ'' میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر ردیف کی حیثیت سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی تھیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے چچا زاد حضرت عون بن جعفر سے ان کی شادی ہوئی تھی انہیں یہی حکم جناب کرار رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ ان کی اور ان کے صاحبزادے زید رضی اللہ عنہ کی وفات ایک ہی وقت میں ہوئی تھی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ان کی نماز جنازہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھائی تھی، اللہ کریم ہمیں ان سب کی برکات سے نوازے (1)۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

اس پانی کے پینے کے بعد پھر پیاس نہیں لگی، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث حضرات ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی مگر ان کے پاس زاد راہ نہ تھا۔ مقام روحاء پر تو پیاس کی شدت سے بے قرار ہونے لگیں۔ فرماتی ہیں، میں نے سر کے اوپر سخت آواز سنی پھر دیکھا کہ سفید رسی سے بندھا ہوا ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے اچھی طرح پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا، اس کے بعد یہ حال ہے کہ سخت گرمی کے دن روزہ رکھ کر دھوپ میں گھومتی ہوں کہ مجھے پیاس لگے مگر اس پانی کے پینے کی برکت ہے کہ مجھے پیاس نہیں

1۔ قارئین کرام! حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ہوا۔ شیعوں اور سنیوں کی معتبر کتابوں میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ دور حاضر میں شیعہ حضرات نے اس سے انکار کیا ہے اور کچھ سنی حضرات نے بھی یہ راستہ اپنانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ان میں سے اکثر حضرات کی تحریریں پڑھی ہیں ان کے اعتراضات کو جانچا ہے انہوں نے جس انداز سے عقلی گھوڑے دوڑائے ہیں وہ بھی دیکھے ہیں۔ مگر اس بات کا کیا جواب کہ یہ واقعہ دونوں فریقوں کی معتبر کتب میں موجود ہے اور کئی اسناد سے اسے روایت کیا گیا ہے۔ پھر تاریخ بھی اس کی شاہد ہے۔ ان سب حقائق کے بعد انکار کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ میرے خیال میں صحابہ کرام اور اہل بیت عظام میں مغایرت و بغض ثابت کرنے کی بھونڈی کوششوں میں سے یہ بھی ایک چال ہے۔ صفحات کی تنگ دامانی حائل ہے اور پھر یہ مسئلہ مصنف علامہ نے ضمناً ذکر کیا ہے۔ ورنہ ہم آگے بڑھتے اور جانبین کی کتب کے سب حوالہ جات نکال کر ان عقلی دلائل کا پوسٹ مارٹم کر دیتے جو مختلف رسائل میں دور حاضر کے خود ساختہ محققین نے درج کئے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر دلائل خود ان کی نجی زندگی کے خلاف منہ بولتا ثبوت اور سر پر چڑھ کر بولنے والا جادو ہیں۔

لگتی۔ ابن ملیح نے اور سند سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا

آنکھیں پھر بینا ہو گئیں، حضرت امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستہ میں تکلیف وتعذیب پانے والے جن سات آدمیوں کو آزاد کرایا تھا ان میں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، یہ نابینا ہو گئیں انہیں شدید تکلیفیں راہ خدا میں دی جاتی تھیں مگر یہ اسلام سے منہ نہ موڑتی تھیں۔ نابینا ہوئیں تو مشرک کہنے لگے، لات و منات وعزیٰ نے اس کی آنکھیں لے لی ہیں۔ وہ کہنے لگیں، اللہ کی قسم قطعاً ایسی بات نہیں۔ اب اللہ کریم نے انہیں دوبارہ آنکھیں عطا فرمائیں اور وہ دیکھنے لگیں۔

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عارم بن فضل سے انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت فرمائی۔ راستے میں ایک یہودی ساتھ ہو لیا۔ آپ روزہ دار تھیں۔ یہودی اپنی بیوی سے کہنے لگا اگر تو نے اسے پانی پلایا تو خیر نہ ہوگی، وہ پیاسی رات گزارنے لگیں رات کا آخری حصہ تھا کہ انہوں نے اپنے سینے پر ڈول رکھا ہوا پایا۔ آپ نے اس سے پانی نوش کیا۔ پھر ان ساتھیوں کو آپ نے پچھلی رات چلنے کے لئے جگایا۔ یہودی کہنے لگا، میں ایک عورت کے پانی پینے کی آواز سن رہا تھا؟ اس کی بیوی نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اسے پانی نہیں پلایا۔

غیب سے گھی مل گیا

فرماتے ہیں ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپی تھی جو مانگنے آتا آپ اسے عطا فرماتیں۔ ایک آدمی نے آپ سے کپی کی قیمت دریافت کی، کہنے لگیں اس میں آپ کی حاجت نہیں پھر اسے پھونک دی اور دھوپ میں لٹکا دی وہ گھی سے بھر گئی۔ راوی کہتے ہیں لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی کپی بھی اللہ کریم کی آیات میں سے ایک آیت ہے۔

حضرت فریعہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

مردہ زندہ ہو گیا، سیدی عبدالرحمن بن محمد ثعالبی جعفر مغربی مدفون شہر الجزائر اپنی کتاب، ''العلوم الفاخرۃ فی النظر فی امور الآخرۃ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں محبوب برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تیرا بیٹا ابراہیم مر گیا ہے۔ وہ عرض کرنے لگیں، یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام کیا وہ مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مر گیا۔ کہنے لگیں الحمد للہ، میرے پروردگار! آپ کو پتہ ہے کہ میں آپ کی طرف اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس امید پر ہجرت کر کے آئی تھی کہ آپ ہر سختی کے وقت میری مدد فرمائیں گے۔ اب مجھے اس مصیبت میں تو مبتلا نہ فرما، اور مجھ سے یہ بوجھ نہ اٹھوا۔ راوی فرماتے ہیں اسی لمحہ ابراہیم نے اپنے منہ سے پردہ ہٹا دیا۔ وہ کھانا کھانے لگا، ہم نے بھی کھانا کھایا اور وہ اس کے بعد زندہ رہا۔ ابن قطان نے یہ نقل کیا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ

ایک نوجوان انصاری بوڑھی اندھی ماں چھوڑ کر مر گیا۔ ہم نے اس لڑکے کو کفن پہنایا اور دفن کا قصد کیا تو اس کی ماں سے تعزیت کرنے لگے وہ کہنے لگی کیا میرا بیٹا مر گیا ہے؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں مر گیا ہے، وہ کہنے لگی، پروردگار! اگر آپ کو پتہ ہے کہ میں آپ کی طرف اور آپ کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے آئی ہوں۔ اس سے آگے حدیث کے وہی الفاظ اور پروالے ہیں۔ ابن قطان کی روایت ہے کہ اللہ نے اس وقت اسے زندہ فرما دیا۔ وہ کھانے لگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی تناول کیا۔ میں نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین'' کے چوتھے باب سے کچھ پہلے یہ واقعہ نقل کیا ہے وہاں عبارت یوں ہے: ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم صفہ (مسجد نبوی کے پاس غریب صحابہ کے لئے بنایا گیا چھپر) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے کہ ایک نابینا بوڑھی خاتون ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک بالغ لڑکا بھی تھا۔ اسے مدینہ کی وبا نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ چند دن بیمار رہ کر وہ مر گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت کے وقت اس کی آنکھیں بند فرمائیں اور اس کے کفن دفن کی تیاری کا ہمیں حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم اسے غسل دینا چاہتے تھے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انس! اس کی ماں کے پاس جا کر اس کی موت کی اطلاع کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جا کر اس خاتون کو موت کی اطلاع دی۔ وہ آئی اور لڑکے کے پاؤں کے پاس آکر بیٹھ گئی دونوں پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگی میرا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا جی ہاں، پھر کہنے لگی بار الٰہا! آپ کو پتہ ہے کہ میں رضامندی و خوشی سے آپ کی فرماں بردار بنی، اور پرہیزگاری و تقویٰ کے لئے بتوں کو چھوڑا۔ اور رغبت و محبت کی وجہ سے آپ کی طرف ہجرت کی۔ اللہ! اب میری مصیبت پر بت پرستوں کو خوش نہ فرما، مجھ سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ راوی فرماتے ہیں بخدا ابھی اس کی بات بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ مردہ لڑکے نے اپنے پاؤں ہلائے منہ سے کپڑا اتار پھینکا، کھانا کھانے لگا اور ہم بھی اس کے ساتھ کھانے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس کی زندگی میں اس کی والدہ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہا

محمد نامی اولیائے امت

حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا زین العابدین بن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے لخت جگر اور آل بیت نبوی کے عظیم المرتبت امام ہیں۔ آپ مایہ صد افتخار علمائے کرام کے رہبر ہیں ان کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے جو ابو بصیر نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: میں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں موجود تھا کہ منصور اور داؤد بن سلیمان مسجد شریف میں آئے۔ ابھی تک حکومت عباسی خاندان کو نہیں ملی تھی (جس کے خلیفہ بعد میں منصور بننے والے تھے) داؤد حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا امام نے فرمایا دوانقی (منصور) کو شرف حضور سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ داؤد نے جواب دیا وہ سخت مزاج ہے امام نے فرمایا لازماً یہ شخص ایک دن خلافت کے تخت پر متمکن ہو جائے گا لوگوں کی گردنوں کو روند ڈالے گا شرق و غرب پر چھا جائے گا۔ اس کی لمبی حکومت ہوگی اتنا مال اکٹھا کرے گا کہ اس کی نظیر نہ ہوگی۔ داؤد نے منصور کو حضرت کی یہ پیش گوئی جا کر بتائی اب وہ بھی شرف حضوری سے مشرف ہو کر معذرت کرنے لگا کہ محض آپ کے دبدبہ و شکوہ کی وجہ سے پہلے حاضر نہیں ہو سکا ہوں پھر داؤد نے جو کچھ بتایا تھا اس کے متعلق حضرت امام سے پوچھا آپ نے فرمایا یہ تو ہو کر رہے گا۔ منصور نے پوچھا کیا ہماری حکومت آپ سادات کی حکومت سے پہلے ہوگی آپ نے جواب دیا جی ہاں ایسا ہی ہوگا اس نے پوچھا کیا میرے بعد میرا کوئی لڑکا بھی حکمران ہوگا؟ فرمایا جی ہاں وہ پوچھنے لگا کیا اموی خاندان کی حکومت کا عرصہ زیادہ ہوگا یا ہماری حکومت کا عرصہ؟ فرمایا تمہاری حکومت کا عرصہ زیادہ ہے۔ اس ملک کے ساتھ تمہارے نوخیز لڑکے یوں کھیلیں گے جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ میرے والد گرامی (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) نے مجھے اس طرح ارشاد فرمایا تھا۔

جب خلافت کی باگ دوڑ منصور کے ہاتھ میں آگئی تو وہ آپ کے اس ارشاد کو یاد کر کے حیران ہوتا تھا کہ آپ نے کس طرح قبل از وقت سب حالات بیان فرما دیئے تھے (یہ واقعہ کتاب ''المشرع الروی'' میں مذکور ہے)۔ آپ کا وصال ۱۱۷ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے روضہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ

ان کے صاحبزادے راوی ہیں ایک یمنی نے ان کے والد گرامی (حضرت محمد) کو اسی دینار بطور امانت دیئے خود جہاد کے لئے جانے لگے تو کہا حضور! اگر ضرورت پیش آجائے تو آپ اس امانت کو خرچ فرما سکتے ہیں جب میں واپس آؤں گا تو پھر رقم لے لوں گا وہ شخص تو چلا گیا مگر مدینہ طیبہ قحط سالی کی زد میں آ گیا۔ حضرت نے وہ دینار غرباء میں تقسیم فرما دیئے۔ وہ آدمی بھی جلدی ہی واپس آ گیا اس نے آ کر اپنی امانت طلب کی والد گرامی فرمانے لگے کل آنا۔ فرماتے ہیں والد ماجد نے یہ رات مسجد

نبوی میں بسر فرمائی۔ وہ صبح تک کبھی تو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قبر انور سے لپٹتے اور کبھی آپ کے منبر مبارک سے چمٹتے علی الصبح اندھیرے میں ایک آدمی دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے محمد! یہ لے لیں، آپ نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز لے لی یہ ایک تھیلی تھی جس میں اسی دینار تھے وہ یمنی بھی صبح کو آ گیا آپ نے تھیلی اس کے حوالے فرما دی۔

حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مطلب کی اولاد ہیں اور حضور پرنور علیہ السلام کے چچا کے بیٹے ہیں آپ مجتہد ائمہ کے قائد عمل کرنے والے علماء کے لیڈر، عارف و اکابر اولیاء کے رہنما اور دین اسلام کے ایک عظیم المرتبت رکن ہیں۔ حدیث پاک کے مطابق آپ ہی خاندان قریش کے وہ مایہ ناز عالم ہیں جنہوں نے زمین کے طبقات کو علم سے بھر دیا ہے۔

آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جب آپ کی وفات شریف کا وقت آیا تو آپ کے کچھ دوست آپ کے ہاں حاضر ہوئے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اے ابو یعقوب! تو تو اپنی بیڑیوں میں محبوس ہی مرے گا، آپ مزنی صاحب! مصر میں کئی کیفیات و مصائب پائیں گے اور آپ اپنے باپ ابن عبد الحکم کے مذہب کی طرف پلٹ جائیں گے۔ ربیع! آپ ہی صرف ایک آدمی ہیں جو میری کتابوں کی نشر و اشاعت کریں گے اور میرے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ ابو یعقوب! اب انہیں اور حلقہ کو سلام کہہ دیں، اب ایسا ہی وقوع پذیر ہوا جس طرح حضرت نے فرمایا تھا۔ مناوی فرماتے ہیں آپ کی وفات شریف ۲۰۴ھ میں ہوئی۔

اب ہم اس عبارت کا اختصار پیش کرنا چاہتے ہیں جو علامہ ابن مرحوم نے اپنی کتاب ''التحفہ'' میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر فرمائی، فرماتے ہیں وہ علم و عمل، زہد و ورع، معرفت و ذکا اور حفظ و نسب میں امام الائمہ ہیں ان سب اقسام عظمت کے ساتھ انہیں لاتعداد پیروکار بھی ملے ہیں حرمین شریفین اور سرزمین حجاز میں آپ کے مذہب کو شرف قبولیت ملا اور سب سے زیادہ یہاں لوگ آپ کے مقلد بنے یہی اسباب ہیں جن کی بنا پر اس معمول بہ حدیث میں آپ کی شارع علیہ السلام نے خوشخبری دی اور لوگوں نے اس حدیث پاک سے آپ کی ذات ہی خصوصیت سے مراد لی، اگر کوئی اس حدیث شریف کو وضعی حدیث کہتا ہے تو وہ حسد کا شکار ہے یا فحش غلطی کا مرتکب ہے، وہ حدیث پاک یہ ہے:

عَالِمُ قُرَیْشٍ یَمْلَاءُ طَبَاقَ الْاَرْضِ عِلْمًا

''قریش کا ایک عالم سطح ارضی کو علم سے معمور کر دے گا''۔

حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ اور دیگر اولیاء کرام نے جو حدیث و فقہ کے ماہر ہیں اس سے مراد حضرت شافعی رضی اللہ عنہ کی ذات پاک کو ہی بتایا ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا صفات میں جو شہرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکی۔ لہٰذا اس حدیث کے مصداق آپ ہی ہیں آپ کے احباب نے آپ کی وفات کے بعد مختلف وقائع کے پیش نظر بھی یہی سمجھا۔ حضرت امام نے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ انہیں ترازو عطا فرما رہے ہیں، علم تاویل و تعبیر کے ماہرین نے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ کا مذہب سب مذہب سے زیادہ راہ عدل پر چلتا ہے اور سنت مطہرہ کے زیادہ موافق ہے اور علمی و

عملی حکمت کے بہت زیادہ مطابق ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت بہ روایت صحیح غزہ میں ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر شریف تقریباً پندرہ سال تھی کہ آپ کو فتویٰ نویسی کی اجازت ملی پھر آپ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کافی عرصہ وہاں قیام فرمایا امام مالک رضی اللہ عنہ سے مستفید ہو کر بغداد شریف آئے وہاں کے علماء سے بحثیں ہوئیں سب پر غالب رہے تو آپ کا لقب ناصر السنہ رکھا گیا۔ دو سال قیام فرما کر عازم مکہ مکرمہ ہوئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد کو زینت بخشی ایک سال کے بعد مصر تشریف لے گئے۔ وہاں مرجع خلائق بن کر ٹھہرے رہے مرکز ملت اور قطب قوم بنے رہے۔ آپ کا طرز استنباط اور مذہب جدید پر وسیع ترین لٹریچر اور وہ بھی صرف چار سال کے قلیل عرصہ میں ایسی کرامت ہے جو کسی اور مجتہد کو عطا نہیں ہوئی آپ مصر میں ۲۰۴ھ میں واصل حق ہوئے۔ ایک طویل عرصہ بعد آپ کو قبر انور سے نکال کر بغداد لے جانے کا پروگرام بنایا گیا جب قبر کھولی گئی تو اتنی پاکیزہ خوشبو پھیلی کہ حاضرین کے احساسات کو اپنی گرفت میں لے لیا انہوں نے اپنے ارادہ کو چھوڑ دیا اور آپ کی قبر مصر میں ہی رہنے دی۔

آپ کی ذات اقدس پر بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں ان کی تعداد چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

حضرت امام شافعی کے مذہب کے متعلق ایک اہم فائدہ

میں نے حضرت امام ابو عمرو ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الفتویٰ" کے ایک قدیم اور صحیح نسخہ میں پڑھا ہے غالباً یہ نسخہ مصنف علامہ کی حیات طیبہ میں زیور تحریر سے آراستہ ہوا یا ان کی وفات شریف کے جلد ہی بعد لکھا گیا یہ عوامی یونیورسٹی الجزائر کے کتب خانے میں موجود ہے اس کی عبارت یہ ہے (یہ عبارت علم حدیث کے متعلق امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نظریہ کی وضاحت کے لئے حضرت مصنف پیش فرمار ہے ہیں۔)

تیرواں مسئلہ

ہم نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا جب تمہیں میری کتاب میں کوئی ایسی چیز ملے جو سنت نبوی کے خلاف ہو تو سنت پر عمل کرو اور میری بات کو چھوڑ دو اس کے علاوہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس معنی میں اور بھی کئی ارشادات ہیں بہت سے شافعی علماء نے آپ کے اس ارشاد پر عمل فرمایا ہے اور جہاں کہیں انہیں کوئی حدیث قول شافعی کے خلاف ملی ہے انہوں نے قول شافعی چھوڑ کر حدیث پر عمل کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ مذہب شافعی وہی ہے جو تابع حدیث ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسا نادر الوقوع ہے اور پھر بھی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کوئی قول ایسا تلاش کر لیا ہے جو اس حدیث کے مطابق ہے۔ علامہ ابو یعقوب بویطی اور علامہ ابو القاسم دارکی ایسے ہی علماء میں سے ہیں جنہوں نے حدیث کے مقابلہ میں قول شافعی کو چھوڑ دیا ہے علامہ ابو الحسین، طبری نے اپنی کتاب اصول الفقہ میں یہی انداز اختیار کیا ہے لیکن یہ کام آسان نہیں کیونکہ ہر فقیہ اتنا عظیم المرتبت مجتہد نہیں ہوتا کہ حدیث پاک سے جسے وہ حجت سمجھتا ہے، مستقل راہ عمل بھی تلاش کر سکے۔ ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ امام نے اس لئے حدیث کو چھوڑ دیا ہوتا ہے کہ وہ ان کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی یہ امام کی بے خبری نہیں ہوتی بلکہ مقام حجت سے وہ

حدیث ساقط ہوتی ہے اور امام ارادۂ اسے چھوڑ دیتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی ابوالولید موسیٰ جارود نے امام کے اسی ظاہری قول کو لے کر کہا: اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (پچھنے لگانے والا اور جسے پچھنے لگائے گئے ہیں دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے)۔ صحیح حدیث ہے اور صحیح حدیث مذہب شافعی ہے۔ لہٰذا شافعی کے نزدیک دونوں کا روزہ جاتا رہے گا ابوولید کے اس استدلال کو رد کر دیا گیا کیوں کہ امام شافعی نے عمداً اس حدیث کو ترک فرما دیا تھا کیونکہ یہ حدیث ان کے ارشاد و استدلال کے مطابق منسوخ تھی۔

ہم نے حدیث وفقہ کے عظیم المرتبت امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے ان سے پوچھا گیا کہ جناب والا! آپ کو کسی حرام وحلال سے متعلق ایسی سنت کا علم ہے، جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں درج نہ فرمائی ہو؟ تو امام ابن خزیمہ نے جواب دیا نہیں ایسی کوئی سنت نہیں جو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں درج نہ فرمائی ہو۔ ان ارشادات کے نقل کرنے کے بعد میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شافعی المسلک کو کوئی ایسی حدیث ملے جو اس کے مذہب کے خلاف ہو تو اسے دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ مجتہد مطلق ہے؟ کیا صرف اس علم میں مجتہد ہے؟ کیا وہ صرف اس موضوع پر اجتہاد کر سکتا ہے اگر ایسی صورت ہے تو وہ مستقلاً اس حدیث پاک پر عمل کر سکتا ہے اور امام کے قول کو چھوڑ سکتا ہے، لیکن اگر اس میں آلات اجتہاد نہیں اور حدیث کے خلاف قول امام کی وجہ سے دل میں وساوس وحدث پاتا ہے اور قول امام کے برحق ہونے کی دلیل موجود نہیں پاتا تو پھر اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ دیگر مستقل ائمہ میں سے کسی نے اس حدیث پر عمل کیا ہے یا نہیں؟ اگر کسی اور امام نے عمل کیا ہے تو اس مسئلہ میں اس کے مذہب کو اختیار کر لے اسی طرح اپنے امام کے مذہب کے چھوڑنے میں اسے معذور سمجھا جائے گا۔ والعلم عند اللہ

علامہ ابن صلاح نے جو یہ فرمایا ہے کہ ''اگر اس میں آلات اجتہاد پورے ہوں'' تو یہ عبارت حکم مسئلہ بیان کرنے کے لئے ایک مفروضہ ہے ورنہ وہ خود اپنی اسی کتاب میں ارشاد فرما چکے ہیں کہ اس دور میں مجتہد مطلق کوئی نہیں، ان کے دور میں نہ تھا تو ان کے بعد تو اور بھی مشکل ہے مستقل مفتی کے اوصاف بیان کرنے کے بعد وہ فرماتے ہیں ''قسم ثانی غیر مستقل فقہاء کے متعلق ہے کیونکہ ایک طویل عرصہ میں مفتی مستقل اور مجتہد مطلق کی بساط لپیٹی جا چکی ہے اور اب امر فتویٰ ان فقہاء کے ہاتھ میں ہے جو ائمہ مذہب سے منسوب ہیں اور مجتہدین کے تابع ہیں۔

یہ فائدہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو لوگ اس دور میں مجتہد مطلق ہونے کے دعویدار ہیں وہ عظیم غلطی اور خطائے فاحش کے مرتکب ہیں اس غلطی کا سبب یہ ہے کہ وہ خود ناقص العقل ہیں ان کے دین میں بھی فتور ہے نیز وہ آئمہ مجتہدین کے اوصاف سے بالکل بے خبر ہیں، مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم مجتہد مطلق کے امکان کے انکاری ہیں ہم اس کے وجود کے قائل نہیں لیکن اب اس کے امکان کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ طریق ولایت اور فتح ربانی اس کی دستگیری کرے اور اسے کتاب وسنت کا فہم حاصل ہو جائے اور اللہ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منشاء کے مطابق وہ قرآن وسنت کے احکام ولایت کی روشنی میں اخذ کرنے لگ جائے تعلیم وتعلم اور مطالعہ کتاب سے اب مجتہد مطلق کوئی نہیں ہو سکتا یہی بات علامہ ابن صلاح بھی اس فقرے میں بتانا چاہتے ہیں کہ ''عرصہ طویل سے اب اجتہاد مطلق کی بساط لپیٹی جا چکی ہے''۔ یاد رہے کہ علامہ موصوف ساتویں صدی

ہجری میں تھے آپ کی وفات ۶۴۳ھ ہے۔

ایسا ہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو علامہ محمد بن سلیمان گروی نے اپنے فتاویٰ میں علامہ موصوف سے نقل فرمایا ہے کہ ''جو آدمی کوئی حدیث اپنے مسلک کے خلاف پائے اور اس پر عمل کرنا چاہے تو وہ دوسرے مجتہدین کرام کو دیکھے اور اس حدیث پر عمل کرلے ان کی پیروی وتقلید کرلے کیونکہ دوسرے مجتہد نے اس حدیث پر خوب غور کیا ہوگا اور اس کا معارض اور کوئی دلیل نہ پا کر اس پر عمل کیا ہوگا اور نہ ہی اس کا کوئی اور ناسخ ہوگا اگر محض (1) اپنی خواہش نفس کے تابع امام کے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرے گا تو یہ بات جائز نہ ہوگی کیونکہ یہ ضروری بات ہے کہ امام مذہب نے اس حدیث کو کسی فنی علت کے پیش نظر ہی چھوڑا ہوگا جس کا اس نام نہاد عاشق حدیث کو علم نہ ہوگا مثلاً یہ حدیث دوسری حدیث سے منسوخ بھی تو ہوسکتی ہے''۔

میں نے امام حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''العلوم'' میں یہ عبارت بھی پڑھی ہے، فرماتے ہیں امام حاکم نے حضرت اصم کو یہ کہتے سنا انہوں نے یہ روایت ربیع سے لی اور ربیع نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ امام شافعی نے ایک حدیث روایت فرمائی تو ایک شخص بولا یا امام! کیا آپ اس پر عمل فرماتے ہیں؟ حضرت شافعی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر میں سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت لوں اور اس پر عمل نہ کروں تو پھر سمجھ لو کہ میری عقل جاتی رہی ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اور حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ سفر حج کے لئے نکلے راستے میں ایک جگہ ایک شیر ہمارے سامنے آگیا میں نے حضرت شیبان سے کہا دیکھئے یہ کتا ہمارے راستے میں حائل ہوگیا ہے۔ فرمانے لگے سفیان خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں، شیر نے حضرت کے الفاظ سنے تو دم ہلانے لگا جس طرح پالتو کتا دم ہلاتا ہے۔ حضرت شیبان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے کان پکڑ کر مروڑے میں نے کہا یہ تو شہرت طلبی ہوئی؟ فرمانے لگے ثوری! اس میں کون سی شہرت طلبی ہے میں تو شہرت کو پسند نہیں کرتا اگر مجھے شہرت پسند ہوتی تو میں مکہ مکرمہ تک اپنا سامان اس کی پشت پر لاد کر لے جاتا۔ (بحوالہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ مناوی فرماتے ہیں آپ کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ اگر آپ حالت جنابت میں ہوتے اور پانی نہانے کے لئے نہ

1۔ حاصل کلام: مجتہد کے اجتہاد کا دارومدار قرآن وسنت پر ہوتا ہے اب اگر کوئی حدیث اس کے اجتہاد کے خلاف ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں: اس حدیث کا مجتہد کو علم نہ ہو تو اس صورت میں اس حدیث پر عمل کر کے قول مجتہد چھوڑ دیا جائے لیکن اس طرح شاذ ونادر ہی ہوتا ہے کیونکہ مجتہدین کرام کا علم حدیث پر تبحر کسی وضاحت کا محتاج نہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ حدیث کا مجتہد کو علم ہوتا ہے مگر وہ اسے اس لئے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک وہ حدیث منسوخ ہوتی ہے یا کسی دوسری قوی حدیث کے مقابلہ میں ضعیف ہوتی ہے یا کسی دوسری حدیث کو عمل صحابہ نے قوی کردیا ہوتا ہے یا وہ دوسری حدیث اجماع امت سے قوی ہوجاتی ہے تو ان سب صورتوں میں مجتہد اس حدیث کو ترک کردیتا ہے ان حقائق کو نہ جاننے والے صرف نام کے عاشقان حدیث ائمہ پر حدیث نہ سمجھنے کے اتہام باندھتے رہتے ہیں جو سراپا ناجائز بات ہے۔ ہمارے فقہاء نے عظمت ائمہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی عائد فرمادی ہے کہ اگر وہ متروک حدیث دوسرے مجتہد کے ہاں معمول بہ ہو تو اس مجتہد کی پیروی میں اس پر عمل کیا جائے تا کہ اگر مجتہد مخطی بھی ہو تو ثواب سے محروم نہ رہے اور اگر مصیبت ہو تو دگنا ثواب ملے۔ (مترجم)

ملتا تو بادل آکر آپ کو ڈھانپ لیتا اور آپ اس کے پانی سے غسل فرما لیتے۔ آپ جب جمعہ کے لئے شہر میں تشریف لے جاتے تو اپنے ریوڑ کے اردگرد لکیر کھینچ دیتے نہ تو ریوڑ ہی اس لکیر سے باہر نکلتا اور نہ ہی کوئی درندہ یا انسان ان کی واپسی تک اس ریوڑ کو چھیڑتا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ آپ کے ہاں سے گزریں اور کہنے لگیں میں حج کے لئے جانا چاہتی ہوں آپ نے اپنی آستین سے انہیں سونا نکال کر دیا اور فرمایا اسے راستے میں خرچ کرتے جانا۔ رابعہ رضی اللہ عنہا نے فضا میں ہاتھ لہرایا اور مٹھی بھری جو سونے سے بھرپور تھی اور کہنے لگیں ''آپ جیب سے خرچ کرتے ہیں اور میں غیب سے خرچ کرتی ہوں'' یہ دیکھ کر آپ نے ان کے ساتھ زاد راہ کے بغیر سفر حج کیا۔

آپ ان پڑھ ہونے کے باوجود فقہ اور دیگر علوم کے سوالوں کے بڑے جچے تلے جواب دیا کرتے تھے آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قریب اس جگہ مدفون ہوئے جہاں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں آپ کی قبر اور علامہ مزنی کی قبر کے درمیان ایک عظیم المرتبت ولی کی قبر ہے جو ''خیاط'' کے نام سے مشہور ہیں۔

علامہ سخاوی نے بھی آپ کی شیر والی کرامت کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (زلزال) سنتے ہی آپ بھاگ کھڑے ہوئے اور پورے ایک سال کے بعد لوگوں کو نظر آئے لوگوں نے پوچھا آپ بھاگ کیوں گئے تھے؟ فرمانے لگے اس دقیق و باریک حساب کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ سخاوی فرماتے ہیں آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور مقام قرافہ میں مدفون ہوئے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جگہ شام میں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسین زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک قصاب کے پاس تشریف لے گئے لیکن اس نے آپ کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور چلتا بنا اس نے جونہی پیٹھ پھیری تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا اب اس ہاتھ سے وہ کوئی چیز کاٹ نہیں سکتا تھا۔ سے اندازہ ہو گیا کہ یہ سب کچھ حضرت شیخ کی بے ادبی کا نتیجہ ہے وہ دوڑتا ہوا حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! میری خطا پر مواخذہ نہ فرمائیں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہوں آپ دعا فرمائیں مولا کریم! مجھے آرام عطا فرمائے آپ نے یہ سن کر دعائے خیر فرمائی اور اس کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ (یہ واقعہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے)۔

حضرت محمد جواد بن حضرت علی رضا رضی اللہ عنہما

آپ ہمارے سادات اہلبیت کے عظیم المرتبت امام اور امت کے لئے روشن چراغ ہیں۔ امام شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر خیر اور مناقب عالیہ اور فضائل و کمالات کے ذکر کے بعد اور یہ بیان فرمانے کے بعد کہ خلیفہ مامون الرشید عباسی نے آپ کو اپنی شہزادی ام الفضل کی شادی کر کے دی تھی، اپنی کتاب ''اَلْاِتْحَافُ بِحُبِّ الْاَشْرَافِ'' میں یہ حکایت نقل فرمائی ہے کہ آپ

جب بغداد سے مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوئے تو لاتعداد لوگ آپ کو الوادع کہنے کے لئے ساتھ چل پڑے آپ چلتے چلاتے کوفہ کے دار الخلافہ کے دروازے تک آ پہنچے سورج غروب ہوا تو آپ نے وہاں نزول اجلال فرمایا نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے وہاں ایک پرانی مسجد میں قدم رنجہ فرمایا مسجد کے صحن میں ایک بیری کا درخت تھا جس پر کبھی پھل نہیں لگا تھا آپ نے پانی والا ایک کوزہ طلب فرمایا اور اس درخت کی جڑوں میں وضو فرمایا وضو سے فارغ ہو کر لوگوں کو نماز مغرب پڑھائی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ النصر کی تلاوت فرمائی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر ذکر الٰہی میں مصروف رہے پھر چار رکعت نماز ادا فرما کر دو رکعت نماز شکرانہ بھی ادا فرمائی پھر اٹھے لوگوں کو الوادع کہا اور تشریف لے گئے صبح عجیب منظر تھا کہ بیری کا درخت بہت اچھا پھل لا چکا تھا لوگوں نے جب درخت کو اس حال میں دیکھا تو ان کی حیرانی کی انتہا نہ رہی مزید حیران کن بات یہ تھی کہ پھل میں گٹھلی نام کی کوئی شے نہ تھی یہ تو آپ کی کرامات جلیلہ اور مناقب جمیلہ کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ آپ کا وصال شریف آخر ذیقعد ۲۲۰ھ ہجری میں صرف پچیس سال ایک ماہ کی عمر میں ہو گیا۔ اللہ کی رضامندی آپ کے طیب وطاہر اسلاف واعقاب کو شامل ہے۔ اللہ کریم ہمیں ان کی برکات سے نوازے۔

حضرت محمد بن منصور طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کرامات میں سے مندرجہ ذیل کرامت علامہ مناوی نے بیان فرمائی ہے کہ آپ کی دعائیں بہت مقبول تھیں بغداد میں کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آج یوم عرفہ (۹ ذی الحج) ہے کیونکہ لوگ باہم اس دن کے بارے اختلاف کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور فرمایا جی ہاں آج یوم عرفہ ہے لوگوں نے دن شمار کر لئے معلوم ہوا واقعی وہ دن عرفہ کا دن تھا آپ سے لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ یوم عرفہ ہے؟ فرمانے لگے رب ذوالجلال سے درخواست کی تو رب کریم نے مجھے مقام عرفات میں کھڑے حاجی دکھا دیئے اور مجھے پتہ چل گیا کہ یوم عرفہ ہے۔ آپ بغداد شریف میں ۲۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں آپ امام شہیر اور صوفی کبیر، عارف افراد میں یکتا اور عامل علماء کے امام ہیں، صوفیہ کرام میں کثرت روایت اور علو اسناد میں آپ کو مقام یکتائی حاصل ہے۔ علامہ ابوتراب بخشی، امام بلخی اور اس طبقہ کے دیگر فضلاء سے آپ ملے ہیں۔ امام بخاری کے ہمعصر ہیں آپ کی ایک مشہور ومعروف کرامت یہ ہے کہ آپ کے ہمعصر جب آپ کے مخالف ہو گئے اور کفر کے فتوے دینے لگے تو آپ نے اپنی ساری کتابیں اکٹھی کیں اور انہیں دریا میں ڈال دیا ایک مچھلی نے سب کتابیں نگل لیں اور کئی سالوں کے بعد انہیں پھر دریا سے باہر پھینکا اور لوگ اس سے نفع اندوز ہوئے آپ کا ارشاد ہے کرامات کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دل اللہ کریم کی طرف سے حجاب میں ہیں کیونکہ کرامت صنع حق ہے۔

امام شعرانی نے اپنی کتاب ''اَلْاَجْوِبَۃُ الْمَرْضِیَۃُ'' میں لکھا ہے کہ عظیم المرتبت اوتاد کے فرد وحید حضرت ابوعبداللہ محمد حکیم

ترمذی کو ''عِلَلُ الشَّرِیعَة'' اور ''خَتمُ اَلْاَوْلِیَاء'' کی تالیف کی وجہ سے لوگوں نے بلخ کی طرف نکال باہر کیا ان دو کتابوں کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی مخالفت کی کہنے لگے تمہاری ان دو کتابوں نے لوگوں کو وہم میں ڈال دیا ہے کہ اولیاء، انبیاء سے افضل ہیں۔ آپ کے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا ہوگیا۔ حضرت شیخ نے اپنی تمام کتب اکٹھی کیں صندوق میں ڈالیں اور صندوق دریائے دجلہ میں پھینک دیا یہ آپ کے مرض موت کا واقعہ ہے صندوق جونہی پھینکا تو پانی سے دو ہاتھ نکلے اور صندوق کو پکڑ لیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا سمندر کے شاہوں نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ وہ میری کتابوں کو محفوظ رکھیں گے اور قیامت سے پہلے انہیں وہ دریا سے باہر نکال دیں گے اور ان کتب کے ذریعے شریعت مطہرہ کا خرابی کے بعد احیاء ہوگا۔ آپ کی وفات شریف ۲۵۸ھ میں ہوئی، کشف الظنون میں بھی امام شعرانی کے انداز پر ہی واقعہ مذکور ہے۔ امام مناوی نے آپ کی وفات شریف ۳۲۰ھ بتائی ہے۔

حضرت محمد بن مسلم بن عبدالرحمٰن قنطری رحمۃ اللہ علیہ

امام مناوی فرماتے ہیں آپ صوفی کبیر، مریدین کے مربی اور متقی و زاہد لوگوں کے مرشد ہیں۔ آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں ایک کرامت آپ کی یہ ہے کہ آپ کا ایک نوخیز بھانجا طبعاً لعب ولہو میں مبتلا تھا آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی موت کی دعا کی تو وہ اسی دن مر گیا۔ حضرت شیخ کی وفات ۲۶ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن یوسف بنا رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر صوفیہ میں سے ایک ہیں چھ سو مشائخ سے ملے اور لاتعداد احادیث تحریر فرمائیں مکہ مکرمہ میں دعا مانگ رہے تھے کہ پروردگار! یا تو میرے دل کو معرفت سے بھر دے یا مجھے اپنی طرف اٹھالے آپ نے پھر ایک آواز سنی: ''اگر یہ ارادہ ہے تو ایک مہینہ روزے رکھ اور کسی سے بات نہ کر پھر چاہ زمزم کے قبے میں داخل ہو جا اور اپنی حاجت پیش کر'' (یہ سب عمل کرنے کے بعد) آپ نے کنوئیں میں سے ایک بولنے والے کی آواز سنی 'ان میں سے جو چیز پسند ہے وہ اختیار کر لے غنا کے ساتھ علم یا فقر کے ساتھ معرفت؟ آپ نے جواباً کہا فقر کے ساتھ معرفت کا انتخاب کرتا ہوں، جواب ملا آپ کو یہ عطا ہوئی'' بقول مناوی آپ کی وفات ۲۶ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن اسماعیل مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ابراہیم خواص کے استاد گرامی ہیں مملکت عراق میں مریدوں کی تربیت اور صوفیہ کرام کی ریاست آپ کی ذات پر ختم ہے۔

روشنی ہی روشنی

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ فرماتے میں نے کئی سالوں سے اندھیرا نہیں دیکھا آپ تاریک رات میں ننگے پاؤں عالم ضعف بصر میں اپنے احباب سے آگے آگے چلتے جب ساتھیوں سے کسی کو لغزش ہوتی تو فرماتے دائیں، یا بائیں کا

خیال کر، حالانکہ شدید ظلمت میں وہ اپنے آگے کچھ بھی نہ دیکھ سکتے۔ حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں انہیں صرف ایک دن قلق واضطراب نے آلیا ہم کوہ طور پر تھے اور انہوں نے فرنب کے درخت سے تکیہ لگا رکھا تھا ہم سے باتیں کر رہے تھے کہ اثنائے کلام فرمانے لگے بندہ الٰہی بامراد نہیں ہو سکتا جب تک فرد فرد کے ساتھ منفرد نہ ہو جائے اس دوران آپ پر اضطراب و قلق اور اضطرار طاری ہوا میں نے چٹانوں کو دیکھا کہ وہ گر رہی ہیں یہ کیفیت کچھ دیر جاری رہی جب آپ کو افاقہ ہوا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ قبر سے اٹھے ہیں۔ بقول امام مناوی آپ کی وفات جبل طور پر ۲۹۹ھ میں تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوئی۔

حضرت محمد بن احمد بن سعید حمدویہ رحمۃ اللہ علیہ

ان کا لقب معلم اور کنیت ابوبکر تیمی ہے آپ عابد و زاہد تھے آپ مشہور کرامات کے موصوف اور منقول خوارق میں معروف تھے حضرت قاسم جوعی رحمۃ اللہ علیہ کی مصاحبت کا شرف پایا ان سے اور ان کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایات بیان فرمائیں آپ سے اور دوسرے لوگوں سے حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت لیں۔

ریاضت کی انتہا

آپ بہت بڑے عالم اور علماء کے سردار ہیں۔ پچاس سال تک اس حالت میں رہے کہ نہ پیٹھ پر لیٹے اور نہ ہی پاؤں پھیلا کر سوئے۔ حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قاسیون کے قبرستان میں بھی ٹھہرے رہے ان کی وفات کے بعد حضرت جوعی کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت جوعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو آپ پھر قبرستان میں تشریف لے گئے گیارہ سال بغیر کسی سے بولے گزار دیے آپ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ ابلیس ملا کہنے لگا او لڑکے! واپس ہو جا نماز جمعہ تو ہم لوگ پڑھ چکے ہیں، آپ نے پلٹ کر دیکھا تو سورج کو آسمان کے درمیان پایا آپ ابلیس سے کلام کئے بغیر چل دیئے اور جمعہ میں شرکت فرمائی۔

آپ ایک دن میں چالیس میل پیدل چلتے اور قرآن پاک کا ختم بھی اس سفر میں فرما لیتے ایک دن آپ تھک گئے بھوک کا غلبہ ہوا اور کمزوری نے آلیا صحرا میں ابلتے پانی کے چشمے پر پہنچے تشریف فرما ہو کر دعا مانگی اچانک سرہانے ایک کالے رنگ کی لونڈی کو کھڑا پایا وہ کہنے لگی، میرے آقا نے مجھے ہدیہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ ہدیہ قبول فرما لیں گے تو تجھے آزادی مل جائے گی، آپ نے لونڈی کو حکم دیا کہ یہ ہدیہ رکھ دے وہ ہدیہ دو موٹی تنوری روٹیاں اور بھنے ہوئے انڈوں پر مشتمل تھا۔ آپ یہ ہدیہ وہیں چھوڑ کر گھبراہٹ وخوف کے عالم میں چل دیئے کہ اتنی جلدی دعا نے شرف قبولیت پالیا۔

ان کی ایک مشہور کرامت یہ بھی ہے کہ کافی دنوں تک انہوں نے پانی نوش نہ فرمایا ایک دن انہیں طہارت کی ضرورت پیش آئی پانی کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے اور کہنے لگے میرے آقا! آپ کو علم ہے کہ مجھے طہارت کی ضرورت ہے اور میں اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتا دفعتاً دیوار سے ایک ہاتھ نکلا جس نے کوزا پکڑا وضو فرمایا اور اس کے بعد پانی نوش فرمایا لیکن پھر

پورے اسی دن تک پانی کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔

پانی پر کھڑے ہو کر نماز

کچھ لوگ آپ کے مہمان ہوئے آپ ان کے پاس تواضع کے لئے میدہ کی روٹیاں اور بھونا ہوا گوشت لائے وہ لوگ کہنے لگے یہ تو ہمارا کھانا نہیں آپ نے پوچھا آپ لوگوں کا کھانا کیا ہے؟ کہنے لگے بس سبزی ہی ہے، آپ نے انہیں سبزی پیش کر دی اور خود گوشت تناول فرمالیا۔ وہ لوگ رات بھر عبادت میں مصروف رہے اور حضرت معلم رحمۃ اللہ علیہ پوری رات پشت کے بل سوئے رہے صبح کی نماز ان کے ساتھ پڑھی مگر آپ نے یوں ادا فرمائی گویا نماز عشاء پڑھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا حضرات! آیئے ذرا سیر و تفریح کر آئیں سب ایک تالاب پر پہنچے آپ نے اپنی چادر پانی پر بچھائی اور اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر چادر اٹھائی اسے پانی نہیں لگا تھا۔ پھر فرمایا یہ تو گوشت کا عمل ہے بتایئے سبزی کا عمل کہاں تک ہے؟ آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک کتا آپ کو دیکھ کر بھونکا تو آپ مر کر گر گئے۔ بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ۳۰۱ھ میں واقع ہوئی۔

حضرت محمد بن یعقوب عرجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر عارفین میں سے ایک ہیں اور عمل کرنے والے علماء کے اماموں میں سے ہیں، حارث محاسبی آپ کی مصاحبت میں رہے اور آپ نے بقول علامہ مناوی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی یہ کرامت بیان فرمائی۔

نصرانی راہبوں سے مقابلہ

فرماتے ہیں میں شام سے صحرا کی طرف چلا بے آب و گیاہ صحرا میں پڑا تو کئی دن کوئی کنارا نہ ملا موت سامنے نظر آنے لگی اچانک دو راہب نظر آئے جو سفر کر رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قریب سے ہی آئے ہیں اور کسی قریبی گرجا کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ بولے ہمیں کچھ پتہ نہیں، میں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ بولے ہمیں معلوم نہیں۔ میں نے کہا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تم اب کہاں ہو؟ کہنے لگے جی ہاں ہم اللہ تعالیٰ کے ملک اور اس کی حکومت میں اس کے سامنے موجود ہیں اب میں اپنی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگا اور کہنے لگا دو راہب تو حقیقی توکل کو پا چکے ہیں اور تو محروم ہے، میں نے پھر ان سے کہا کیا آپ مجھے اپنی صحبت کی اجازت دیں گے؟ کہنے لگے اس کا فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہے میں ان دونوں کے پیچھے ہو لیا جب رات چھا گئی وہ دونوں اپنی عبادت میں مصروف ہو گئے اور میں اپنی عبادت میں مشغول ہو گیا میں نے جب تیمم کر کے نماز مغرب پڑھی تو وہ دونوں مجھ پر ہنسنے لگے جب وہ دونوں عبادت سے فارغ ہوئے تو ایک نے ہاتھ سے زمین کریدی تو پانی نکل آیا اور ساتھ ہی کھانا بھی آ گیا میں یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گیا وہ دونوں بولے آیئے کھانا تناول فرمایئے ہم نے کھایا اور میں نے نماز کی تیاری کی وہ پانی خشک ہو گیا پھر نظر نہ آیا وہ دونوں اپنی عبادت کے لئے اٹھے میں الگ نماز پڑھتا رہا جب صبح ہوئی تو ہم پھر اگلی رات تک سفر کرتے رہے جب رات چھا گئی تو دوسرے شخص نے اپنے دوست

کے ساتھ مل کر عبادت کی پھر دعائیں مانگیں زمین کریدی پانی پھوٹا اور کھانا بھی آ گیا جب تیسری رات آئی کہنے لگے جناب مسلمان صاحب! آج آپ کی نوبت ہے فرماتے ہیں مجھے بہت شرم آئی میں سکڑنے لگ گیا میں نے کہا میرے اللہ! میں جانتا ہوں کہ میں گناہوں کی وجہ سے آپ کے سامنے اپنی عزت گنوا چکا ہوں اور اعتبار کھو چکا ہوں لیکن میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ فرمانا اور نہ ہی ان دونوں راہبوں کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر شماتت کا موقع دینا، پس اتنی دعا تھی کہ چشمہ بہنے لگا اور بہت سا کھانا موجود پایا ہم سب نے مل کر کھانا کھایا اور پانی پیا اس کے بعد وہ دونوں اسلام لے آئے (1)۔ بقول حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے پوچھا کن الفاظ کے ساتھ آپ نے دعا مانگی تھی جب آپ نے دعائیہ الفاظ بتائے تو وہ اسلام لے آئے۔

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے محمد بن عبداللہ صوفی سے سنا وہ کہتے ہیں مجھے یہ بات احمد بن علی سائح نے بتائی ان کا ارشاد ہے یہ واقعہ مجھے محمد بن عبداللہ بن مطرف نے بتایا۔ وہ کہتے ہیں مجھے یہ بات محمد بن حسن عسقلانی نے بتائی وہ فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث احمد بن حواری نے سنائی۔

حضرت خضر علیہ السلام وظیفہ بتاتے ہیں

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تو ہم آپ کا قارورہ ایک عیسائی طبیب کے پاس لے چلے جب ہم حیرہ اور کوفہ کے درمیان پہنچے تو ہمیں خوبصورت چہرے والا، نفیس مہک والا اور صاف ستھرے کپڑوں والا ایک شخص ملا پوچھنے لگا کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم نے جواب دیا فلاں طبیب کے پاس ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ لے کر جا رہے ہیں یہ سن کر وہ بولا، سبحان اللہ! اللہ کے ولی کے لئے اللہ کے دشمن سے مدد لینے جا رہے ہو یہ بوتل زمین پر دے مارو۔ ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس جاؤ اور انہیں یہ کہو کہ اپنا ہاتھ مقام درد پر رکھ کر یہ پڑھو:

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (بنی اسرائیل:105)

''حق کے ساتھ ہی ہم نے اسے نازل کیا اور حق کے ساتھ ہی وہ نازل ہوا''۔

یہ کہہ کر وہ شخ غائب ہو گیا پھر ہم اسے نہ دیکھ سکے۔ ہم حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہیں سارا واقعہ سنایا انہوں نے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر اس آدمی کا بتلایا ہوا کلام پڑھا بس پڑھنے کی دیر تھی کہ شفا ہو گئی۔ فرمانے لگے وہ آدمی خضر علیہ السلام تھے۔

1۔ نبی اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب حضرت معلم نے واسطہ دیا تو اللہ کریم نے دعا قبول فرمائی چشمہ عطا فرمایا کھانا نازل فرمایا اور راہب تاڑ گئے کہ یہ نام مقدس سب کچھ دلا رہا ہے لہٰذا وہ عظمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے گن گانے لگے ہمارے آقا کے نام نامی نے خدا جانے کتنوں کی بگڑی بنائی ہے اور کتنوں کی دستگیری فرمائی ہے۔ تبھی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب کشتی تمہی پر چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

حضرت محمد بن جعفر حسینی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر قرض تھا میں ادائیگی قرض کے لئے کسی چیز کی تلاش میں نکلا میں حضرت محمد بن جعفر حسینی کی قبر شریف پر حاضر ہوا میں نے قرآن پاک کے کچھ حصے کی تلاوت فرمائی اور رو دیا۔

ایک عورت کا ایثار

ایک عورت نے میرا رونا سن لیا اس نے مجھے اپنا سونے کا ہار دے دیا اور کہنے لگی اس صاحب مزار کی خاطر یہ سونے کا ہار لے لے میں نے وہ ہار لیا اور چل دیا ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ میرا قرض خواہ آ گیا مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا کہ ہار عورت کو واپس کر دیں جو آپ نے لیا ہے کیونکہ میں اجر وثواب کا اس عورت کی نسبت زیادہ حق دار ہوں۔ حمیدی فرماتے ہیں میں نے قرض خواہ سے اس معافی کا سبب پوچھا اور یہ پوچھا کہ آپ کو میرا خیال کس نے بتایا ہے وہ کہنے لگا میں نے اس قبر والے بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر تو حمیدی سے درگزر کرے گا تو میں تجھے جنت میں محل دلاؤں گا پھر اس نے چھ درہم بھی مجھے دے دیئے۔ بقول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی قبر اقدس قبولیت دعا کے لئے مشہور ہے اور یہ تجربہ ہے کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے یہ قبر سیدہ نفیسہ کی قبر کے مغرب میں مصر میں واقع ہے اور اس پر قبہ بنا ہوا ہے (1)۔

حضرت محمد بن یوسف بولاقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم، زاہد اور امام تھے ابن نحوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب میں ایک مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے۔

پانی پر چلنا اور ماہیت کا بدل جانا

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر سمندر کی طرف گئی حبشی جہاز پر سوار ہو کر وہاں آئے بچے کو پکڑ کر اپنے جہاز میں بٹھایا اور سمندر میں جہاز لے کر چل دیئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ سے باہر تشریف لا رہے تھے کہ وہ خاتون آپ کے دامن سے چمٹ گئی اور کہنے لگی حبشی لڑکا لے کر چلتے بنے ہیں اور اب وہ اس جہاز میں ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سمندر کی طرف بڑھے اور فرمایا اے ہوا! تھم جا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا رک گئی پھر آپ نے جہاز والوں کو پکارا کہ بچہ اس کی ماں کو دے دو لیکن وہ نہ مانے اور چل دیئے آپ نے فرمایا اے جہاز! ٹھہر جا جہاز کھڑا ہو گیا آپ پانی پر چلتے گئے بچے کو جہاز سے لے کر ماں کے پاس پہنچا دیا۔

مروی ہے ایک انگریز آدمی تھا اس کے ہاں درخت (2) بلوط کا پھل آیا خلیفہ وقت نے اسے گرفتار کر لیا آپ کا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ وہ پھل کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا ہے کیا آپ مجھے گرفتار کرنے والوں کے سردار کے

1۔ اسی کے پیش نظر حضرت سلطان العارفین باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں قربان اوہناں تے باہو قبر جینہاں دی جیوے ہو

2۔ یہ پھل انگریز بطور رنگ استعمال کرتے ہیں خلیفہ نے اس لئے گرفتار کرایا کہ یہ سرکاری جنگل کا پھل تھا۔

پاس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے تا کہ میں جا کر اسے لے لوں! فرمایا بیٹھ جاوہ خود اسے تیرے پاس لے آئیں گے جب سرکاری اہلکاروں نے اسے لیا تو وہ پتھر بن چکا تھا وہ تاڑ گئے کہ یہ حضرت شیخ کی برکت سے ہوا ہے جب وہ حضرت شیخ کی خدمت میں لے آئے تو وہ پھر بلوط کا پھل بن گیا۔

حضرت شیخ محمد یوسف بولاقی شیخ ابی عبداللہ تکروری کے مرشد ہیں مصر کا مشہور حاکم کافور اخشیدی بقول علامہ سخاوی حضرت تکروری کا مرید تھا۔

حضرت محمد بن محمد ادفوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشاہیر علماء میں سے ہیں اور سات ابدال میں سے ایک ہیں قراء کے ائمہ کا دور پایا اور ان سے قرآن کی تلاوت سیکھی آپ نے امیر مصر کو قرآن پاک کی تفسیر بنام ''الاستغناء فی تفسیر القرآن'' لکھ بھیجی (اس کی بدبختی ملاحظہ ہو) کہ کتاب کی ایک طرف لکھ دیا اس کتاب سے استغناء ہے (یعنی کتاب کی ضرورت نہیں) یہ لکھ کر کتاب واپس کردی آپ نے بددعا فرمائی وہ تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ آپ کی وفات شریف بقول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ہوئی اور قرافہ کے ادفوی قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت ابوبکر محمد مالکی مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالعمر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں آپ کو سات ابدال حضرات میں شامل سمجھا جاتا ہے۔

علامہ قرشی نے اپنی تاریخ میں ان کی ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ آپ ایک فالج کی ماری عورت کے قریب سے گزرے تو وہ عورت کہنے لگی کیا آپ کے پاس راہ خدا میں دینے کے لئے کوئی چیز ہے؟ آپ نے اسے جواب دیا میرے پاس دنیا کی تو کوئی چیز نہیں ہاں ہاتھ آگے بڑھا وہ حکم خداوندی سے اٹھ کر چلنے لگ گئی۔

آگ مومن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی

آپ فرمایا کرتے تھے مومن کو آگ نہیں لگ سکتی اور نہ جلا سکتی ہے اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں سو دفعہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈال کر نکال لیتا اور وہ ہرگز نہ جلتا آپ کا یہ ارشاد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ بزاز مصری رحمۃ اللہ علیہ

عجیب حکایت

مروی ہے وہی بزاز ہیں جن کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک بزاز آدمی تھا اس کے پاس سے ایک عورت گزری جس کے حسن و جمال نے اسے حیران کر دیا، بزاز اسے کہنے لگا کیا تیرا خاوند ہے؟ کہنے لگی جی نہیں، بزاز نے کہا کیا اس شرط پر میرے ساتھ نکاح کر سکتی ہے کہ میں تیرے پاس صرف دن کو آؤں؟ اس نے کہا مجھے منظور

ہے آپ نے اس سے شادی کر لی آپ کی پہلی بیوی تھی آپ نے اسے نہ بتایا وہ آپ کے ساتھ کئی سال رہی آپ کی بیوی نے اپنی خادمہ سے کہا کہ تیرا آقا میرے پاس دن کو آیا کرتا تھا مگر اب مدت گزری انہوں نے یہ انداز چھوڑ دیا ہے تو ان کی خدمت میں حاضری دے اور دیکھ کہ جب وہ دکان سے اٹھتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں؟ خادمہ گئی اور ایسی جگہ بیٹھ گئی جہاں سے اس کے مولا اسے دیکھ نہیں سکتے تھے جب وہ نکلے تو یہ ان کے پیچھے ہولی وہ ایک گھر کے دروازے پر آ کر گھر کے اندر چلے گئے خادمہ نے پڑوسیوں سے تفصیلات پوچھیں تو انہوں نے بتایا یہ ان کا اپنا گھر ہے اور اس گھر میں ان کی بیوی بھی رہتی ہے یہ حالات دریافت کر کے لونڈی اپنی مالکہ کے پاس واپس آئی اور سارا ماجرا اسے کہہ سنایا یہ نیک بخت خاتون بھی سالہا سال آپ کے ساتھ رہی مگر بھول کر بھی اپنے خاوند کو یہ نہیں کہا کہ آپ نے دوسری شادی کر لی ہے جب آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی پہلی بیوی کو شرعی حصہ ملا تو اس نے اپنے حصے کے برابر دو حصے کر دیئے اور خادمہ سے کہا کہ یہ مال لے کر اپنے آقا کے دوسرے گھر جاؤ ان کی بیوی کو مال دے کر کہو کہ اللہ کریم آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے آپ کے خاوند تو فوت ہو گئے۔ خادمہ آئی دروازہ کھٹکھٹایا خاتون خانہ نے دروازہ کھول کر پوچھا تو کون ہے؟ لونڈی نے سارا قصہ بیان کیا سن کر کہنے لگی مال لے کر اپنی مالکہ کے پاس واپس چلی جاؤ کیونکہ اس مرد حق نے مجھے طلاق دے دی تھی میں ان کی میراث کی مستحق نہیں ہوں۔ لونڈی مال لے کر واپس لوٹی اور اپنی مالکہ کو اس خاتون کی بات بتائی علامہ سخاوی فرماتے ہیں یہ عجیب و غریب حکایت ہے۔

ولی کے پاس دعا

آپ کی ایک اور کرامت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک آدمی نے واقعہ بیان کیا کہ میں ایک فقیر شخص تھا جس کے پاس کچھ بھی نہ تھا میں اس عظیم المرتبت شخص کے مزار پر حاضر ہوا اور عرض کیا اے اس قبر کے مکین! آپ نے اپنا نام بزاز رکھا ہے تو مجھے پہننے کے لئے کپڑے عطا کیجئے میں محتاج ہوں، میرے پاس کچھ نہیں اور میں ننگا ہو چکا ہوں میں زیارت سے فارغ ہو کر اپنے گھر آیا دوسری صبح کو میری والدہ آئیں ان کے پاس قمیص اور شلوار تھی، کہنے لگیں میں اپنے کچھ ملنے والوں کے پاس گئی تھی انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کا کوئی لڑکا ہے؟ میرے مثبت جواب پر کہنے لگے یہ قمیض اور شلوار اسے دے دینا۔ یہ دونوں کپڑے پا کر میں نے دل میں کہا چادر بھی تو چاہئے تھی میں جسے اوڑھ کر سو سکتا۔ صبح میں آپ کی قبر شریف پر زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اپنی والدہ کی ساری بات عرض کر دی اور کہا جناب شیخ! میری طرف سے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے مجھے ابھی ایک چادر کی ضرورت ہے جسے میں اوڑھ کر سو سکوں میں نے ان کے پاس کھڑے دعا مانگی اور واپس پلٹ آیا میں راستے میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے آ کر چادر دے دی میں نے چادر لے کر اللہ کریم کی تعریف کی اور شکر بجا لایا اور ہمیشہ آپ کے مزار کی زیارت کے لئے آتا رہا۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد تکروری مالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے فصیح و بلیغ فقیہ تھے اپنے مالکی مذہب اور شافعی مسلک کے فقہی احوال پر کلام فرمایا کرتے۔ امیر مصر بڑی

جدوجہد کر کے آپ سے دعا کا سوال کرتا تھا اس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی آپ نے آنکھ کی واپسی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آپ کی دعا سے آنکھ بالکل پہلے کی طرح ہوگئی۔

ولی کا انداز عبادت

حاکم مصر کافور اخشیدی نے آپ کی خدمت میں ایک سو دینار بھیجے آپ نے اس کے ایلچی کے سامنے یوں اظہار فرمایا گویا آپ پاگل ہیں ایلچی واپس آ کر کافور سے کہنے لگا آپ نے مجھے ایک مجنوں کے پاس بھیجا تھا؟ کافور نے جواب دیا وہ مجنوں نہیں وہ تو قائم اللیل اور صائم النہار بزرگ ہیں، پھر کافور نے ایلچی کو ساتھ لیا اور رات کے دوران اسے لے کر مختلف اولیاء کے پاس گھومتا رہا پھر اسے لے کر حضرت تکروری کے مرشد حضرت ابن جابار رحمۃ اللہ علیہ کی سرکار میں حضرت تکروری کی تلاش میں پہنچا مگر آپ وہاں بھی نہ ملے باہر نکلے تو ایک آدمی کو نماز پڑھتے پایا، دونوں نے نمازی کو غور سے دیکھا یہ نمازی حضرت تکروری ہی تھے دونوں آپ کے پیچھے چل دیئے جب بڑے دروازے تک ان کے پیچھے آئے تو دروازے کو بند پایا۔ کافور نے عرض کیا حضور! یہ آپ کی عادت شریفہ نہ تھی آپ میرے سامنے دروازہ بند فرما رہے ہیں دروازہ کھل گیا حضرت شیخ تکروری رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے آپ چل دیئے اور وہ دونوں بھی پیچھے ہو لئے مقبرہ تک جا پہنچے۔ آپ وہاں نماز پڑھنے لگے نماز پڑھ کر پلٹے تو ایک درندہ آیا اور مقام نماز پر آ کر خوب لیٹا۔

آپ بقول علامہ سخاوی مصر میں فوت ہوئے اور بنی کندہ کے قبرستان کے مغرب میں ایک کھلے بقعہ میں مدفون ہوئے۔

ابو عبد اللہ محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے لکڑہاروں کے محلہ میں رہا کرتے تھے۔ لوگ آپ کے گھر کے نیچے بھی جاتے اور آپ بالاکونی سے انہیں واعظ فرمایا کرتے تھے۔

وعظ سن کر گھر جھومنے لگا

مروی ہے ایک رات آپ وعظ فرما رہے تھے کہ پانچ دفعہ آپ کا گھر یوں جھوما جس طرح دوران سماع کئی عاشق جھومتے ہیں آپ فرمایا کرتے تھے قاضی کے لئے یہ اچھی بات ہے کہ وہ ''مجلس ذکر'' میں حاضری دے شائد اس طرح اس کی شقاوت وقساوت قلبی نرمی میں بدل جائے۔

آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ساتھی امام ابو وداعہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب ایک قطعہ اراضی میں مدفون ہوئے۔

ماں کی بے ادبی کا انجام

آپ کے پہلو میں ایک چھوٹی قبر ہے جس میں مردے کے پاؤں قبر سے باہر تھے زائرین کی ایک جماعت نے جب یہ حال دیکھا تو بہت سی مٹی لا کر اس کے پاؤں کو ڈھانپ دیا۔ پھر زیارت کے لئے آئے تو دونوں پاؤں مٹی سے باہر نکلے ہوئے

دیکھے، کہنے لگے لوگو! شاید اس بیچارے سے بڑھ کر ہم میں کوئی اور گنہگار نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں دعا کرو پھر سب نے بڑی عاجزی سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اس کے پاؤں کو چھپایا اور اس کے بعد پھر وہ پاؤں نہ دیکھے گئے۔ بقول امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اس نے اپنی ماں کی اپنے پاؤں سے بے ادبی کی تھی۔ لہٰذا اس کا یہ انجام ہوا۔

حضرت محمد بن موسیٰ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے عظیم فرماں برداروں میں سے ہیں آپ اصلاً فرغانی ہیں، عظیم المرتبت اور عالی شان والے ہیں۔

ترک خواہشات کا انعام

آپ کی یہ کرامت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے آپ ایک دفعہ سمندر میں سفر کرنے لگے جہاز ٹوٹ گیا آپ اپنی بیوی کے ساتھ ایک تختہ پر رہ گئے اسی حالت میں بیگم صاحبہ نے بچے کو جنم دیا اور پیاس کی شدت سے نڈھال ہوگئیں آپ نے سر مبارک اٹھایا تو ایک آدمی کو فضا میں بیٹھا دیکھا اس کے ہاتھ میں سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھ یاقوتی کوزہ بندھا ہوا تھا اس نے آواز دی دونوں میاں بیوی پانی پی لو دونوں نے پانی پی لیا۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا، آپ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا آپ کے مولا تعالیٰ کا ایک بندہ ہوں، میں نے پوچھا کس بات سے آپ کو یہ مرتبہ ملا؟ جواب ملا جب سے میں نے اپنی خواہش رضائے الٰہی کے لئے چھوڑ دی تو اس مقام پر پہنچ گیا۔ اس مولا کریم نے مجھے فردانیت کی بساط پر بٹھا دیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

محمد بن محمد بن سلامہ ابوجعفر طحاوی ازدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حنفی فقیہ ہیں مصر میں آپ امام اعظم کے خدام کے عظیم المرتبت قائد ہیں آپ مشہور و معروف اور عظیم المرتبت ائمہ میں سے ہیں، حضرت کندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں مقبول ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے جس کا دل حرام سے منزہ رہا اس کی دعاؤں کے لئے آسمان کے دروازے وا رہے۔

فقر غیور

امام سخاوی فرماتے ہیں ایک دن ابو منصور تکین جزری جو بڑا ظالم و جابر تھا اور حاکم مصر تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا آپ کی بڑی عزت و تکریم کی اور کہنے لگا حضور! میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے عرض کیا کیا جناب کو مال کی ضرورت ہے فرمایا نہیں، اس نے کہا کیا آپ کے لئے جائیداد متعین کردوں؟ فرمایا نہیں، پھر وہ کہنے لگا پھر جو کچھ آپ چاہتے ہیں وہ مانگ لیجئے؟ آپ نے فرمایا کہا تو سن رہا ہے؟ کہنے لگا حضور! سن رہا ہوں فرمایا اپنے دین کی حفاظت کر کہیں وہ کھسک نہ جائے اور اپنے مرنے سے پہلے اپنی جان کی آزادی کے لئے کچھ عمل کرلے اور اپنے آپ کو بندوں پر ظلم کرنے سے بچالے پھر اسے آپ چھوڑ کر چل دیے۔ کہا جاتا ہے کہ

اس نے مصریوں پر ظلم وستم کرنا چھوڑ دیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۱ ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔

محمد بن اسماعیل خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ

آپ سامرا کے تھے آپ کی مجلس میں شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور خواص رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں نے دولت رجوع الی اللہ پائی آپ اصحاب معرفت کی ایک جماعت کے استاذ ہیں۔

ولی کی گرفت

ایک ولی سے مروی ہے میں حضرت خیر النساج کے پاس تھا کہ ایک آدمی آ کر کہنے لگا حضور شیخ! آپ نے کل دو درہموں کا سوت بیچا تھا تو میں دیکھ رہا تھا میں آپ کے پیچھے ہو گیا اور آپ نے تہبند کے کنارے سے وہ درہم کھول لئے اس وقت سے میرا ہاتھ کندھے سے بندھا ہوا ہے یہ سن کر حضرت خیر النساج ہنس دیے اور اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا میں نے ہاتھ کھول دیئے پھر فرمانے لگے جا ان درہموں سے اپنے بچوں کے لئے کچھ خرید لے جا مگر آئندہ ایسا نہ کرنا۔ یہ واقعہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ اصحاب کرامات عظیم المرتبت صوفی مشائخ کے اکابر میں سے تھے۔ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام خواص رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے آپ کی کرامات وخوابوں کو دیکھ کر رجوع الی اللہ فرمایا آپ اصلاً سامرا کے رہنے والے تھے پھر بغداد تشریف لے آئے۔

ملک الموت سے سوال

آپ بہ وقت وصال ملک الموت سے سوال کرنے لگے اللہ کریم تجھے عافیت میں رکھے ذرا ٹھہریئے تاکہ میں نماز عصر پڑھ لوں کیونکہ تو بھی مامور غلام ہے اور میں بھی مامور غلام ہوں جس کا آپ کو امر ہے وہ تو فوت نہیں ہوگا یعنی موت تو لازماً آئے گی (اور جس کا مجھے حکم ہے وہ فوت ہو سکتا ہے یعنی مجھے نماز کا حکم ہے، وہ قضا ہو سکتی ہے) یہ کہہ کر نماز پڑھی، تشہد ختم کر کے فوت ہو گئے آپ تقریباً ایک سو بیس سال عمر پا کر وصال بحق ہوئے آپ کا وصال ۳۲۲ھ میں ہوا آپ ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے طبقہ کے ہم عصر ہیں لیکن طویل العمری کی وجہ سے بعد والے طبقہ میں بھی شامل ہیں۔

حضرت محمد بن علی بن جعفر ابو بکر کتانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفیہ کے ائمہ اور عارفوں کے اکابر میں سے ایک ہیں۔ جنید رضی اللہ عنہ اور ان کے طبقہ سے صحبت رہی۔

مردہ ولی بول رہا تھا

کرامت ملاحظہ ہو: فرماتے ہیں: میں صحرا میں تھا میں نے ایک مردہ فقیر کو دیکھا جو ہنس رہا تھا میں نے اسے کہا آپ مردہ ہو کر کیسے ہنس رہے ہیں؟ ہاتف نے مجھے جواب دیا ''اے ابو بکر! اللہ کریم کے عاشقوں کا یہی حال ہوتا ہے''۔

حضور علیہ السلام عمل عطا فرماتے ہیں

اور ملاحظہ ہو فرماتے ہیں میں نے سید کل ختم الرسل علیہ السلام کی زیارت کی تو عرض کیا حضور! میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میرا دل نہ مرے، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا روزانہ چالیس مرتبہ یہ پڑھا کرو:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

''اے زندہ اور قائم رہنے والے! معبود برحق تو صرف تو ہی ہے''۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ناقل ہیں فرماتے ہیں میرے سر میں درد تھا میں سید الانبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم کے جمال جہاں آرا سے لطف اندوز ہوا تو آپ نے فرمایا یہ دعا لکھ لے:

اَللّٰهُمَّ بِثَبُوْتِ الرَّبُوْبِيَّةِ وَ تَعْظِيْمِ الصَّمَدِيَّةِ وَ بِسَطْوَتِ الْاِلٰهِيَّةِ وَبِقَدَمِ الْجَبَرُوْتِيَّةِ وَبِقُدْرَةِ الْوَحْدَةِ

''میرے اللہ! ربوبیت کا ثبوت، صمدیت کی عظمتیں، خداوندی شوکتیں، جبروتیت کا شکوہ اور وحدت و یکتائی کی قدرتیں سب ہی تیری ذات کے لئے ہیں''۔

کہتے ہیں میں نے یہ دعا لکھ کر سر پر رکھی تو فوراً درد کافور ہو گیا۔

حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ شیرازی کو فرماتے سنا کہ میں نے خوزستان میں ابوالنجم احمد بن حسین کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد سنا کہ میں سال کے درمیانے حصے میں مکہ مکرمہ کے راستے پر چل رہا تھا اچانک میں نے چمکتے دمکتے دیناروں سے بھری ایک تھیلی دیکھی میں نے چاہا کہ اسے اٹھالوں تاکہ مکہ مکرمہ کے فقراء پر تقسیم کر سکوں ایک ہاتف نے آواز دی اگر تو نے تھیلی لی تو ہم تیرا فقر سلب کر لیں گے۔ آپ حضرت جنید کے ساتھی ہیں مکہ مکرمہ میں ۳۲۲ھ میں وصال ہوا۔

حضرت ابوبکر محمد بن سعدون تمیمی جزیزی متعبد رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک کی رائے درست ہے

مذکور ہے کہ آپ نے مصر میں چاشت بارہ رکعتیں پڑھی اور سو گئے تو حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلوٰت اللہ علیک حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ کا نماز چاشت میں اختلاف ہے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ بارہ رکعتیں اور لیث رحمۃ اللہ علیہ آٹھ رکعتیں فرماتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن سعدون کے سرین (چوتڑ) پر ہاتھ مارا اور تین دفعہ فرمایا مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے درست ہے فرماتے ہیں چوتڑوں میں مجھے درد تھا اس رات سے، وہ درد بھی جاتا رہا(1)۔ آپ جب نماز پڑھتے تو ایک نورانی برہان آپ پر ضوفگن رہتی۔ بقول مصنف ''نفح الطیب'' آپ کی وفات

1۔ ہمارے اولیائے امت فقہی اختلافات میں اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فتویٰ حاصل کرتے ہیں اور پھر آپ کے ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہیں (بقیہ آگے)

۳۴۴ھ میں ہوئی

ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفیہ کے مشائخ کے مرشد اور اولیائے عارفین کے استاذ ہیں ظاہری و باطنی علوم کے ائمہ والاتبار میں سے فرد وحید ہیں، آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ بغداد تشریف لائے اور چالیس دن کھائے پیئے بغیر وہاں قیام فرمایا پھر تشریف لے چلے صحرا میں کنوئیں پر سے ایک ہرن کو پانی پیتے دیکھا آپ کو بھی پیاس لگ رہی تھی آپ جب کنوئیں کے قریب گئے تو ہرن بھاگ گیا اور پانی جو اوپر آچکا تھا نیچے چلا گیا آپ نے التجا کی میرے پروردگار! کیا آپ کے سامنے میرا وہ مقام بھی نہیں جو اس ہرن کا ہے؟ آپ نے ایک بولنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ''ہم نے تیری آزمائش کی مگر تو صبر نہ کر سکا ہرن تو مشکیزے اور رسی کے بغیر کنوئیں پر آیا تھا اور تو یہ دونوں لے کر آیا ہے'' آپ نے پلٹ کر دیکھا تو کنواں بھرا ہوا تھا آپ نے پانی پیا طہارت کی اپنا مشکیزہ بھرا، حج کیا واپس ہوئے تو مشکیزے کا پانی ختم نہیں ہوا تھا۔ آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو دیکھتے ہی جنید فرمانے لگے اگر آپ تھوڑی دیر صبر کرتے تو پانی آپ کے قدموں کے نیچے سے بہہ پڑتا اور آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا۔

برہمی سے مقابلہ

آپ نے ایک دن ایک برہمی سے مناظرہ فرمایا برہمی کہنے لگا اگر آپ کا مذہب حق ہے تو آیئے ہم دونوں چالیس دن تک کوئی کھانا نہ کھائیں دونوں نے ایسا ہی کیا لیکن حضرت شیخ نے چالیس دن پورے کر لئے مگر برہمی پورے نہ کر سکا۔ اسی طرح ایک اور برہمی نے آپ کو پانی کے نیچے رہنے کی دعوت دی مدت معینہ ختم نہیں ہوئی تھی کہ برہمی مر گیا اور آپ زندہ سلامت عرصہ پورا کر کے پانی سے باہر تشریف لائے۔ بقول علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سو سال سے زائد عمر پا کر آپ کی وفات ۳۷۱ھ میں ہوئی۔ بقول مناوی آپ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے کہ خشوع نماز کی صحت و درستی کے لئے شرط ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا میں ایک عرصہ دراز تک سطح ارضی پر گھومتا رہا تا کہ کسی ابدال سے ملاقات کر سکوں میں سفر و سیاحت سے تھک گیا فارس کے شہر اصطخر پلٹا اور صوفیہ کی ایک جھونپڑی میں جا گھسا۔ میں نے مشائخ کرام کی ایک جماعت دیکھی جن کے سامنے کچھ کھانا تھا اس جماعت میں حسن بن سعد اور ابوالازہر بن حیان بھی تھے میں ایک ساعت رکا پھر وضو کیا جب میں فارغ ہوا تو مشائخ نے مجھے جگہ دی اور میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ پھر ہم الگ الگ ہو گئے میں سو گیا تو خواب میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال حسن آرا دیکھا آپ نے فرمایا: ''ابن خفیف! جن لوگوں کی تجھے تلاش تھی اور جن کی ہم جلیسی کی تمنا تھی وہی لوگ ہیں اور تو خود بھی ان میں شامل ہے'' مجھے خیال آیا کہ میں خواب کی بات ساتھیوں کو بتاؤں لیکن وقار و ہیبت کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا ابھی دن کی ایک ساعت ہی گزری ہوگی کہ مجھے شیخ ابوالحسن بن ابی

(بقیہ گزشتہ) یہاں یہی کچھ ابن سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے تو آپ کی مصیبت کو بھی دور فرماتے گئے آپ کو یہ بھی علم تھا کہ ابن سعدون کو کہاں درد ہے جہاں درد تھا معالج نے وہاں ہی شفا کا عطر ڈالا اور ابن سعدون اسی لمحہ شفا سے ہمکنار ہوئے۔ (مترجم)

سعد ملے اور فرمایا اے ابوعبداللہ! آپ ان لوگوں کو اپنا خواب بتا دیں، میں نے سب کو اپنا خواب بتا دیا جب خبر پھیل گئی تو فقیروں کا یہ گروہ بھی علاقے میں بکھر گیا۔

عجیب وغریب واقعہ

علامہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے حضرت ابوعبداللہ محمد اولیاء میں عظیم المرتبت شخصیت تھے آپ کے ذکر کا شہرہ پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے ہی سرزمین ہند کے ساتھ جزیرہ سیلون کے پہاڑ سرندیپ میں راستہ بنایا، حکایت یوں ہے کہ آپ ایک دفعہ تیس فقراء کے ساتھ سرندیپ کے پہاڑ کی طرف تشریف لئے گئے پہاڑی ویران راستے پر تھی ان حضرات کو بھوک نے آلیا راستے سے بھٹک چکے تھے آبادی تھی نہیں حضرت شیخ کے ساتھیوں نے ایک چھوٹا ہاتھی پکڑنے کی اجازت چاہی یہاں ہاتھیوں کی کثرت تھی اور شاہ ہند کو یہاں سے ہی ہاتھی پکڑ کر بھیجے جاتے تھے، حضرت نے ساتھیوں کو ہاتھی پکڑنے سے منع فرمایا لیکن ان کے اندر تو بھوک کی آگ جل رہی تھی۔ قول شیخ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک چھوٹا ہاتھی پکڑا اور ذبح کر ڈالا اور گوشت کھا گئے (1)۔ جناب شیخ نے گوشت تناول نہ فرمایا جب رات کو سو گئے تو ارد گرد کے سب ہاتھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر ہلہ بول دیا ہر آدمی کو سونگھتے اور اسے مار ڈالتے تھے سب کو مار ڈالا حضرت شیخ کو سونگھا اور چھوڑ دیا (چونکہ ہاتھی کے گوشت کی بو آپ میں نہ تھی) آپ کو ایک ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹ کر اپنی پیٹھ پر رکھ لیا اور آباد علاقہ میں لے گیا اس علاقہ کے لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو حیران ہو گئے اصل واقعہ جاننے کے لئے آپ کی طرف آئے قریب پہنچ کر ہاتھی نے آپ کو سونڈ سے پکڑ کر نیچے کھلی جگہ پر رکھ دیا لوگ آپ کے پاس پہنچ گئے آپ کو پوچھنے لگے اور پھر بادشاہ کے پاس لے گئے آپ کی ساری خبر ان کافروں کو لگ گئی آپ کئی دن وہاں ٹھہرے رہے یہ خور خیزراں مقام پر واقع ہے خور وہاں نہر کو کہتے ہیں۔

حضرت محمد بن محمد بن اسماعیل صوفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ واعظ تھے اور ابن سمعون کے نام سے معروف، خطیب فرماتے ہیں آپ علوم خواطر واشارات میں اپنے زمانے کے یکتا اور اپنے دور کے بے مثل انسان تھے آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ بیت المقدس تشریف لے جا رہے تھے آپ کے پاس خشک کھجوریں تھیں مگر جی تازہ کھجوریں کھانے کو چاہتا تھا آپ اپنے جی کو ملامت فرما رہے تھے کہ اس جگہ تازہ کھجوریں کہاں سے ملیں گی؟ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے کھجوریں کھولیں تو وہ تازہ کھجوریں بن چکی تھیں آپ نے اب انہیں تناول نہ فرمایا (تاکہ نفس کی بات پوری نہ ہو) دوسرے دن افطار کے لئے کھجوریں کھولیں تو اب وہ پہلی خشک کھجوریں ہی تھیں۔

دل کا بھید پا گئے

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو کہ ایک آدمی کو تنگدستی نے آلیا، موزوں کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہ تھا وہ انہیں اتار کر بیچنے

1۔ یہ اضطراری کیفیت تھی لہٰذا حرام گوشت انہیں شرعاً کھانا جائز تھا۔

کے لئے چلا ابن سمعون کی محفل لگی ہوئی تھی سوچنے لگا پہلے مجلس میں جاتا ہوں پھر موزے بیچوں گا جب محفل کے خاتمے پر جانے لگا تو حضرت نے بلا کر ارشاد فرمایا موزے نہ بیچ اللہ تعالیٰ تجھے رزق پہنچانے والا ہے پھر ایسا ہی ہوا(1)۔

آداب زیارت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک اور کرامت کا حال بھی پڑھتے جائیں ابن باطیش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اثبات کرامات اولیاء'' میں یہ واقعہ ابو طاہر محمد علاف کی زبانی یوں نقل کیا ہے کہ میں حضرت ابوالحسن بن سمعون کی محفل وعظ میں موجود تھا۔ حضرت ابوالفتح قواس کرسی کے پہلو میں بیٹھے تھے انہیں اونگھ آئی اور وہ سو گئے ابن سمعون رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ساعت بھر وعظ کا سلسلہ منقطع فرما دیا ابوالفتح جاگے سر اٹھایا تو ابن سمعون نے انہیں فرمایا آپ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ابھی خواب میں فرمائی ہے؟ جواب ملا جی ہاں، فرمانے لگے اسی لئے میں نے سلسلہ کلام بند کر دیا تھا کہ آپ بیقرار نہ ہوں اور خواب کا سلسلہ نہ ٹوٹے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے وقت عالم بیداری میں ابن سمعون نے آپ کی زیارت کی اور ابوالفتح خواب میں مشرف ہوئے، آپ ۳۸۷ھ میں واصل بحق ہوئے اور گھر میں ہی مدفون ہوئے پینتیس سالوں کے بعد انہیں وہاں سے منتقل کرنا پڑا تو ان کے کفن کو بھی خبر نہ تھی کہ زمانہ گزر گیا (یعنی وہی بات ہوئی کہ قبر نے بھی قیامت تک امانت کی طرح رکھنا اک موکم ہوا ان کا اور نہ ایک تار کفن بگڑا)۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں امام احمد رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کرنے کے لئے نکالا گیا تو آپ کا کفن اسی طرح آواز دیتا تھا (تازہ تھا) جس طرح دفن کرتے وقت تھا۔

حضرت محمد بن حسین بن موسیٰ ازدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے آپ سلمی نیشاپوری ہیں آپ کی یہ کرامت امام قشیری نے بیان فرمائی ہے کہ میں حضرت دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ حضرت ابوعبدالرحمٰن کی بات چل نکلی اور یہ بھی ذکر ہوا کہ آپ محفل سماع میں فقراء کا ساتھ دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان جیسے آدمی کو حالت سکون سجتی ہے پھر امام قشیری فرماتے ہیں مجھے حکم دیا کہ آپ ان کے پاس جائیں آپ انہیں کتب خانہ میں بیٹھا پائیں گے اور کتابوں کے اوپر ایک چھوٹی سی جلد پڑی ہوگی جس میں حسین بن منصور کا منظوم کلام ہوگا وہ لے آئیں اور حضرت ابوعبدالرحمٰن کو بالکل کچھ نہ کہیں، میں جب وہاں گیا تو انہیں بالکل اسی حال میں پایا میں بیٹھا تو آپ نے باتیں شروع کر دیں فرمانے لگے کچھ لوگ سماع میں ایک عالم دین کی حرکات (بے خودی میں جھومنا اور تڑپنا) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ انسان بالکل خیالات سے پاک ہو کر وجد والے کی طرح چکر لگانے لگ جاتا ہے میں نے آپ سے یہ حالت پوچھی تو فرمانے لگے یہ مسئلہ میرے لئے بہت مشکل تھا پھر اس کی حقیقت مجھ

1۔ سبحان اللہ! یہ تو اولیائے امت کا حال ہے کہ دل کے بھید ان کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں پھر کیا مقام ہوگا دلوں کے مزکی اور دلوں کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو دلوں کی دنیا کے شاہ ہیں۔

پر کھل گئی میں پھر ضبط نہ کر سکا اور اٹھ کر چکر لگانے لگ گیا اور کہنے لگا اصحاب وجد کا بھی یہی حال ہوتا ہوگا۔ قشیری فرماتے ہیں جب میں نے حضرت دقاق اور حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت دیکھی تو عالم حیرت میں ڈوب گیا کہ میں ان دو حضرات کے درمیان کیسے رابطہ بن سکتا ہوں، میں نے سوچا اب سچ کے بغیر چارہ نہیں (کیونکہ حق چھپانے کی صورت میں شیخ کی نگاہیں اصل تک پہنچنے میں دیر نہ لگائیں) میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ابو علی دقاق نے اس مجلد کتاب کی صفت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ آپ کو اطلاع کیے بغیر یہ کتاب ان کے پاس لے چلوں اب آپ کا بھی خوف ہے اور ان کے حکم کے خلاف بھی نہیں کر سکتا فرمایئے اب میں کیا کروں، حضرت نے حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے کئی حصے نکالے ان میں حسین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الصیہور فی نقض الدھور" بھی تھی، فرمایا یہ حضرت دقاق کی خدمت میں لے چلو۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کی وفات ۴۱۲ھ میں ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن فتوح بن عبداللہ ازدی حمیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو حمیدی اپنے دادا حضرت حمید اندلسی کی وجہ سے کہتے ہیں یہ حمیدی عظیم عالم دین ہیں جنہوں نے بخاری و مسلم کی مشترک احادیث کو جمع فرمایا حضرت ابن حمیدی بڑے عالم و حافظ تھے بغداد میں آپ کی وفات ۴۸۸ھ میں ہوئی آپ کے متعلق ابن ماکولا فرماتے ہیں ہمارے دوست ابوعبداللہ حمیدی صاحب علم و فضل اور بیدار مغز ہیں میں نے پاکدامنی، نزاہت، پاکبازی اور مشغولیت علم میں آپ جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔ مظفر بن رئیس الرؤساء کو آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں بشر حافی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس دفن کیا جائے اس نے وصیت کی مخالفت کی اور باب بزر کے قبرستان میں آپ کو دفن کر دیا ایک دفعہ آپ مظفر کو خواب میں ملے اور اس وصیت کی مخالفت پر ناراضگی کا اظہار فرمایا آپ کو صفر ۴۹۱ھ میں باب حرب کے قبرستان میں حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس منتقل کر دیا گیا آپ کا کفن بالکل نیا تھا اور جسم پاک تازہ و شاداب تھا۔ خوشبو کی مہکیں اٹھ رہی تھیں۔ (صاحب نفح الطیب نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے۔

تاج العارفین ابوالوفا حضرت محمد بن محمد کاکیس رحمۃ اللہ علیہ

علامہ تاذفی نے اپنی کتاب "قلائد الجواہر" میں آپ کی خدمت میں عظیم الشان خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد لکھا ہے آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمد بن زید حلوانی تھا اور آپ کاکیس کے لقب سے مشہور ہیں آپ کو علم طریقت اپنے مرشد شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔

ڈاکو ولی بنتے ہیں

آپ اس عظمت و شکوہ سے پہلے ڈاکو تھے آپ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ ایک جائیداد پر ڈاکہ ڈالنے لگے اور مویشی ہانک لئے یہ جاگیر حضرت شیخ شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں واقع تھی جاگیر والے ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہنے لگے جناب والا! کاکیس نے ہمارے مویشی پکڑ لئے ہیں اور اب ہم انہیں مل کر مویشی واپس نہیں لا سکتے۔ حضرت نے اپنے خادم کو

حکم دیا اس کی طرف دوڑ کر جا اور اسے میرا پیغام دے کہ شیخ ابو محمد شنبکی تجھے بلا رہے ہیں تا کہ تو اللہ کریم کے سامنے توبہ بھی کرے اور ان لوگوں کے مویشی بھی واپس کرے۔ جب خادم ان کے پاس آیا تو آپ نے اس پر نگاہ ڈالی خادم بے ہوش ہو کر گر گیا جب خادم کو ہوش آیا تو اس کا سر حضرت شیخ تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے پر ٹکا ہوا تھا(1)۔ جب خادم کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا بتایئے حضرت شیخ نے آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا تھا خادم نے کہا میرے آقا کا آپ کے لئے یہ پیغام تھا کہ آپ توبہ کریں اور مویشی واپس کریں فرمانے لگے جی ہاں میں توبہ کرتا ہوں پھر سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگے ''مجھے تیری حیات طیبہ کی قسم! میں توبہ کر رہا ہوں پھر کپڑے پھاڑ دیئے جانور مالکوں کو واپس کر دیئے خادم سے کہا، چلئے حضرت شیخ کو عرض کیجئے حضور! وہ آ رہا ہے۔ خادم نے پلٹ کر حضرت شیخ کو اس بات کی اطلاع دے دی۔ حاضرین یہ سن کر بول اٹھے حضور! وہ ہرگز نہیں آئے گا۔ حضرت نے فرمایا وہ ضرور آئے گا وہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ پھر وہ دفعتہً آ پہنچے۔ حضرت شیخ نے اٹھ کر گلے لگا لیا، عہد و پیمان ہوا اپنے کپڑے پہنا کر پہلو میں بٹھایا جب ظہر کا وقت ہوا موذن نے اذان کہی تو حضرت شیخ نے فرمایا ابوالوفا! عرش کے مرغ کی اذان تک صبر کیجئے گا۔ پھر فرمایا ابوالوفا! اللہ کریم تیرے لئے علم کا غلیچہ بچھا دے گا اب تو لوگوں کے سامنے کلام کیا کر، شیخ ابوالوفا اٹھے بغداد آئے تو آسمان کا منادی ندا کر رہا تھا لوگو! ''اس شخص کے لئے اٹھ کھڑے ہو'' پھر کیا تھا لوگ ہمہ تن متوجہ ہوئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رائے دیتے ہیں

حضرت شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں جمال مصطفوی کا شربت پیا عرض کرنے لگا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْكَ! آپ کی رائے مبارک ابوالوفا کے متعلق کیسی ہے؟ حضور کریم نے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْمَنْ اُبَاهِيْ فِيْهِ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''رحمان و رحیم اللہ کے نام سے، میں اس شخصیت کے بارے میں کیا کہوں جس کے ذریعے میں قیامت کے دن سب امتیوں پر فخر کروں گا''۔

آپ کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۵۰۱ھ میں ہوئی۔

ولی کے تصرفات

سراج فرماتے ہیں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے غلبہ و مستی میں کہا جب تک میں زندہ ہوں قلمینا شریف نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں مدینے والوں کے شیخ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ عنہ کی مجھے چنداں ضرورت نہیں پھر (جذب و مستی) کے خاتمہ پر میں نے توبہ و استغفار سے کام لیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے آپ نے ایسا اور ایسا کہا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اب کیا وقت ہے؟ میں نے جواب دیا ظہر ہے، آپ نے درمیانی انگلی کو شہادت

1۔ مطلب یہ ہوا کہ حضرت شنبکیؒ کی صرف توجہ سے حضرت کا کیس کی دنیا اس حد تک بدل گئی کہ ان کی نگاہوں کا جلال پا کر خادم بے ہوش ہو گیا سچ ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کی انگلی پر رکھا اور فرمایا اب دیکھئے کون سا وقت ہے؟ پھر کیا تھا مجھے سخت تاریک رات نظر آنے لگی۔ میں نے عرض کیا حضورا اب تو تاریک رات ہے۔ آپ نے انگشتری مبارک اتاری اور مصلیٰ کا ایک کنارہ اٹھایا اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور فرمایا اب دیکھو انگشتری کہاں ہے؟ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کے ایک گہرے گڑھے میں آگ میں موجود تھی میں یہ نظارہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ فرمانے لگے خدائے غالب و برتر کی قسم ہے اگر شفقت پدری کا خیال نہ ہوتا تو اب تو اس انگشتری کی جگہ ہوتا آپ کی لاتعداد کرامات ہیں میں نے آپ کی کرامات پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے آپ کردوں کے ایک مقدس گروہ زجیہ سے متعلق ہیں اور عراق کے شہر قلمینا میں رونق افروز ہوئے اور وہاں ہی اسی ۸۰ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

حضرت محمد بن محمد طوسی امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روح القدس'' میں ارشاد فرمایا ہے:

امام غزالی کی مخالفت کا نتیجہ

ابو عبداللہ بن زین اشبیلیہ کے ایک افضل شخص شمار ہوتے تھے آپ حضرت امام ابو حامد غزالی کی کتب کا رات بھر مطالعہ کرتے رہتے تھے ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ انہوں نے ابو القاسم بن احمد کی ایک کتاب پڑھی جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید میں تھی کتاب پڑھی تو نظر جاتی رہی اسی وقت بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے بڑی زاری کی اور قسم کھائی کہ اب وہ اسے کبھی نہیں پڑھیں گے اور اسے ضائع کر دیں گے۔ اللہ کریم نے انہیں بینائی عطا فرما دی۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت ابو عبداللہ کی کرامت کے طور پر نقل کی کہ اللہ کریم نے ان پر نوازش فرمائی نیز یہ واقعہ ان کے لئے بطور تنبیہ صدور پذیر ہوا۔ اللہ کریم حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سب اولیائے امت سے راضی ہے۔

مخالفت غزالی پر سزا

امام مناوی فرماتے ہیں آپ کی ایک کرامت حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن ملیق سے روایت کی ہے ابن ملیق یہ روایت عرشی سے وہ حضرت مرسی سے وہ امام شاذلی سے وہ شیخ ابن حرازم (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ ابن حرازم اپنے دوستوں کے پاس ایک کتاب لے کر آئے کہنے لگے تمہیں معلوم ہے یہ کون سی کتاب ہے؟ پھر فوراً فرمایا یہ امام غزالی کی احیاء العلوم ہے۔ ابن حرازم غزالی کے حق میں نہ تھے اور احیاء العلوم کے مطالعہ سے گریز کرتے تھے اپنے جسم سے کپڑا ہٹایا تو جسم پر کوڑوں کے نشانات لگے ہوئے تھے کہنے لگے خواب میں امام غزالی سے ملاقات ہوئی وہ مجھے امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت عالیہ میں لے گئے جب حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے سامنے کھڑے ہوئے تو امام غزالی عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان صاحب کا خیال ہے کہ میں آپ سے ایسی روایات نقل کرتا ہوں جو آپ نے بیان نہیں فرمائیں یہ سماعت فرما کر حضور علیہ السلام نے مجھے مارنے کا حکم صادر فرمایا اور پھر مجھے یہ کوڑے مارے گئے (جن کے نشانات تم حاضرین ملاحظہ کر رہے ہو) (1)۔

1۔ سبحان اللہ! یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں یاروں نے مردہ شمار کر رکھا ہے جنہیں اپنی مثل کہتے نہیں جھکتے جن کے اختیارات پر قدغن لگانے سے نہیں (بقیہ آگے)

مقام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ایک اور کرامت امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں خواب میں جمال سید الانام علیہ السلام کی زیارت سے لطف اندوز ہوا۔ آپ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے فخر فرما رہے تھے کیا آپ کی امتوں میں غزالی کی کوئی مثال ہے؟ دونوں نے عرض کیا نہیں، عارف کبیر احمد صیاد یمنی نے آسمان کے دروازے کھلے دیکھے آسمان سے فرشتوں کی ایک جماعت سبز حلے اور سواری لے کر اتری ایک قبر کے سرہانے آکر رکے ایک شخص کو قبر سے نکال کر خلعت پہنائی سواری پر سوار کیا اور یکے بعد دیگرے آسمانوں سے گزرتے گئے سب آسمانوں سے گزر کر اس شہسوار نے ستر حجابات کو بھی عبور فرمایا کہتے ہیں میں اس پرواز پر حیران ہوا اور اس بزرگ کو پہچاننا چاہا مجھے بتایا گیا یہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان حجابات تک تو میں نے آپ کو دیکھا لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں کہ ان کی انتہا کہاں تک تھی (1)۔

حضرت علامہ مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مقام صدیقیت عظمیٰ پر فائز ہیں۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" کے جلا دینے کا فتویٰ صادر کیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے انہیں بددعا دی قاضی صاحب حمام میں اسی لمحہ اچانک فوت ہو گئے کچھ حضرات کا خیال ہے کہ خلیفہ مہدی نے حمام میں آپ کو قتل کرا دیا اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۵۰۵ ھ میں واصل الی اللہ ہوئے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ منفرجہ کے متعلق بشارت

کشف کا عظیم واقعہ

عارف خدا سیدی سید مصطفیٰ بکری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "اَلسُّیُوْفُ الْحِدَادُ فِیْ اَعْنَاقِ اَھْلِ الزَّنْدَقَۃِ وَالْاِلْحَادِ" میں اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے اس گنہگار، سراپا اسراف، کوتاہی کے شکار اور سست و کاہل بندے پر اس کتاب "السیوف الحداد" کی تالیف کے دوران جب کہ اس کے چار اجزاء زیور تحریر سے آراستہ ہو چکے تھے اپنے حبیب اعظم اور طبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک کا خواب میں بروز بدھ سات محرم الحرام ۱۱۳۴ھ دن کے وقت انعام و اکرام فرمایا میں نے یوں دیکھا گویا میں مدینہ طیبہ اس کے سکون بخش ماحول پر افضل درود اور اکمل سلام ہوں، میں مجاورت سے مفتخر ہوں اور روزانہ حجرۃ القدس پر حاضری ہوتی ہے اور امام الانام خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار میں سعادت حضوری پاتا ہوں تا کہ آپ کی برکات تامہ اور امداد عامہ سے دولت برکات پا سکوں، میں نے حسب عادت حاضری دی تو میرا ایک جانا پہچانا لڑکا کھڑکی

(بقیہ گزشتہ) چوکتے، گلے پھاڑ پھاڑ کر جن کی عظمت پر لاف زنی ہوتی ہے اور ان کا حال پاک یہ ہے کہ وہ اپنی عظیم دنیا میں قضا فرماتے ہیں۔ فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ غزالی مقدمہ ان کے پاس لے کر جاتے ہیں اور مدعا علیہ زخموں کے نشانات اپنے معتقدین کو دکھاتے ہیں یہ زخم بھی کتنے پیارے ہیں جو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے ہیں اور جن کی نمائش عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سند ہے۔

2۔ یہ تو غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بات ہے آقا علیہ السلام کی انتہا کہاں تک ہوگی اقبال جھوم اٹھے۔

مصطفیٰ با ابتدا بے انتہا زست

شریف کے سامنے کھڑا ملا وہ ہنس رہا تھا گویا اسے اس دربار عظمت مآب کے احترام کا پتہ نہیں میں نے اسے ڈانٹ کر کہا کیا ایسے عظیم مقام پر ہنسی ہوا کرتی ہے؟ لڑکا میری ڈانٹ سے شرمندہ ہو گیا پھر مجھے رقت وحال نے آلیا میں زار وقطار روتے ہوئے عرض کرنے لگا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ! یہ ایک غم کے مارے بے سہارے کی آہ وزاری ہے میں نے پھر دیکھا کہ وہ شاہ جود وسخا ایک عظیم نیک صورت پاک میں متشکل ہو کر جلوہ ریز ہوتے ہیں فرق اقدس پر سبز عمامہ ہے وہ ہیبت اور وہ انوار ہیں جو الفاظ کی تنگ دامانیوں کے موصوف نہیں بن سکتے آگے جھک گیا اور ہاتھ مبارک چومنے لگا آپ مجھ پر متوجہ ہو کر جھکے اور فرمایا ہماری مساعدت کرو ارشاد ہوا امت کی دستگیری کر، میں نے عرض کیا یہ مدد کس چیز سے کروں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ یہ تین دفعہ حضور ﷺ نے دہرایا اور تین دفعہ ہی فرمایا اللہ کہا کر میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بسر وچشم ارشاد عالی کی تعمیل کروں گا۔ میں نے جی میں کہا اللہ کا شکر ہے کہ یہ کلمات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بطور تلقین مل گئے ہیں اور کتنی مختصر تلقین ہے صرف دو کلمات ہیں۔ لیکن یہ بات جی میں ضرور مضمر رہی کہ میں ان دونوں کلمات کا ورد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک ارشاد کی تعمیل میں لازماً کیا کروں گا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرمانے لگے غزالی کا قصیدہ پڑھ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کا مقصود یہ قصیدہ ہے:

الشدة أودت بالمهج یا رب فعجّل بالفرج

(شدت وسختی نے دل کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے میرے پروردگار! اب تو کشائش نازل فرمادے)۔

حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا غزالی کی نظم میں تین شعروں کا اضافہ کر دے میں نے عرض کیا بسر وچشم کروں گا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَوَاتٌ وَّ سَلَامٌ عَلَیْكَ آپ چل پڑے اور میں پیچھے پیچھے ہو گیا اور عرض کرنے لگا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْكَ السَّلَامُ میں نے امام غزالی کے قصیدہ کے وزن پر ایک قصیدہ لکھا ہے جو اپنی کتاب ''وردالسحر'' کے آخر میں ذکر کیا ہے میں نے اس میں کہا ہے:

بالذات بسر السر بمن أفضالك ربی منك رجی

بحقیقتك العظمی ربی و بنور النور المنبلج

بعماء کنت به أزلا بمحمد من جاء بالبلج

۱۔ اے اللہ! مصیبت دور فرما اپنی ذات کی وجہ سے سر سر کی وجہ سے اور اس ذات اقدس کی وجہ سے جن کے توسل سے میں تیرے فضل کا امیدوار ہوں۔

۲۔ اللہ! رحم فرما، میرے پروردگار! اپنی حقیقت عظمیٰ کے صدقے میں اور ابھرتے چمکتے نور کے صدقے سے مصائب کو دور کر دے۔

۳۔ اللہ کریم! میری ازلی تاریکی اور بے بصری کو ذات پاک مُحَمَّدٌ صَلَوَاتٌ وَّ سَلَامٌ علیہ کے صدقے سے دور کر جو روشنی، نور اور لطافتیں لے کر آئے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشعار سننے کے بعد ارشاد فرمایا تجھے یہ مدد کہاں سے ملی؟ (کہ اتنے لطیف مضامین یوں زمین شعر میں باندھ دیئے) میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہِ عَلَیْکَ الصلوٰۃ والسلام یہ ساری مددیں آپ کی ذات ستودہ صفات کی تو ہیں۔فرمایا بے شک یہ میری ہی مدد ہے پھر ارشاد ہوا اب غزالی کا قصیدہ پڑھ! میں نے عرض کیا بسر وچشم سناتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چلتا رہا حتیٰ کہ میں باب السلام تک آپہنچا میں نے الوداع کہنا چاہا اور پلٹنے کا ارادہ کیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک چومنے کے لئے آگے جھکا آپ مجھ پر جھکے میں عرض روندنے والے مبارک قدموں پر گر گیا میں رو رہا تھا میں آپے میں نہ تھا آپ کی ہیبت کی وجہ سے مجھ پر دہشت طاری تھی میں نے سر سے پگڑی اتار کر دائیں ہاتھ میں پکڑ لی اور اپنا سر اور چہرہ آپ کے مقدس قدموں پر بغیر کسی پردے کے ملنے لگا، مجھ پر گریہ وزاری کا غلبہ تھا جب میں نے پلٹنا چاہا تو میں نے آپ کی ذات اقدس کی طرف پیٹھ نہ پھیری یہاں تک کہ آپ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے میں اپنے جی میں کہنے لگا اے ناکارہ آدمی! تو نے کیا کہ تجھ سے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مخاطب ہیں تیری طرف عنان توجہ موڑے ہوئے ہیں اور ایسے پیارے الفاظ میں تجھ پر لطف وکرم فرما رہے ہیں بس میں روئے جا رہا تھا ایک صاحب میرے سامنے آئے اور کہنے لگے جس لڑکے کو آپ نے ڈانٹا تھا اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے مدد مل گئی ہے حالانکہ یہ لڑکا کچھ بھی دیکھنے سے پہلے وہاں سے جا چکا تھا اور مسجد میں کوئی اور نہ تھا جسے خبر ہوتی۔ میں نے خدائے سبحان کی ہر نعمت ملنے پر حمد وثنا کی، اس خواب میں مقام شہادت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد عالی ہے کہ تجھے یہ مدد کہاں سے ملی اور میری یہ التماس کہ یَا رَسُوْلَ اللہِ عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام یہ ساری مددیں آپ کی ذات ستودہ صفات کی ہی تو ہیں اور پھر رحمۃ للعالمین کا یہ فرمان ''بے شک یہ میری مدد ہی ہے'' اور آپ کا یہ حکم کہ ''غزالی کی نظم سنا دے'' سب مقام شہادت ہیں۔

مجھے یہ فرمان نامہ سن کر سمجھ آ رہی تھی کہ کوئی سختی آنے والی ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ارشاد فرما رہے ہیں کہ جلدی سے کشائش مانگ لو کیونکہ قصیدہ منفرجہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ شدت آ گئی ہے اور اس قصیدہ کے پڑھنے سے وہ کھل جائے اور ٹل جائے گی ابھی اس دن کے بعد دوسرا دن نہیں گزرا تھا کہ وہ شدت آ گئی جس وقت وہ شدت آئی تو ہمارے ایک بھائی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حال میں زیارت کی کہ آپ ساتویں آسمان پر تشریف فرما ہیں مگر سراپا حرکت بنے ہوئے ہیں ایک شخص سے جو وہاں تھا، ہمارے اس دوست نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرکت کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا یہ حرکت شفاعت کے لئے آپ فرما رہے ہیں ہمارا دوست سمجھ گیا کہ یہ شفاعت اسی فقیر (حضرت مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ) کے لئے ہے یہ تھا مصطفیٰ بکری کا اپنا کلام۔

میں نے اس خواب کے صرف دو سال بعد ۱۱۳۶ھ میں یہ عبارت حضرت سید احمد بن مصطفیٰ بن ابی بکر کے مکتوبہ نسخہ سے نقل کی، اور یہ نسخہ بذات خود حضرت شیخ مؤلف کا ہی نسخہ ہے جو آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی تالیفات اور اپنی دوسری مملوکہ کتابوں کے ساتھ خواہ وہ اپنے حکم سے تحریر فرمائی تھیں یا کسی سے لکھوائی تھیں، مسجد اقصیٰ کے قریب قدس شریف میں آل ابی سعود کے کتب خانہ میں رکھ دیا تھا اور ربیع الاول ۱۳۲۴ھ میں برادر فاضل شیخ رشید آفندی ابو سعود نے مجھے یہ دکھایا تھا اور

اس نسخہ کے حاشیہ پر شیخ کی زبان سے منقول مذکورہ بالا بشارت کے اوپر شیخ نے خود یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی اطاعت میں جو اشعار کہے تھے وہ تلاش کے بغیر نقل کر دیئے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اشعار کا حکم اس لئے دیا تھا کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو اپنے قصیدہ میں درود و نعت کے موتی برسائے مگر خلفائے راشدین کا ذکر ابو عبداللہ نحوی کے قصیدہ کی طرح نہیں کیا نحوی کے قصیدے کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

إِشْتَدِیْ أَزْمَۃُ تَنْفَرِجِی

فعليه صلى الرب على مرّ الأيام مع الحجج
وعلى الصديق خليفته وكذا الفاروق وكل نجى
و على عثمان شهيد الدا رونى فرتى أعلى الدرج
و أبى الحسنين مع الأولا د كذا الأزواج وكل شجى

وهذه قصيدة الإمام الغزالى :

الشدة أودت بالمهج يا رب فعجل بالفرج
والأنفس أمست فى حرج و بيدك تفريج الحرج
هاجت لدعاك خواطرنا والويل لها إن لم تهج
يا من عوّدت اللطف أعد عادتك باللطف البهج
وأغلق ذا الضيق و شدته و افتح ماسد من الفرج
عجنا لجنابك نقصده والأنفس فى أوج الوهج
وإلى أفضالك يا أملى يا ضيعتنا إن لم نعج
من للملهوف سواك يغث أو للمضطر سواك نجى
وإساءتنا أن تطردنا عن بابك حتى لم نلج
فلكم عاص أخطا ورجاء ك أبحت لله ما منك رجى
يا سيدنا يا خالقنا قد ضاق الحبل على الودج
و عبادك أضحوا فى ألم ما بين مكيريب و شجى
والأنفس صارت فى حرق والأعين غارت فى لجج
والأزمة زادت شدتها بأزمة علك تنفرجى
جئناك بقلب منكسر ولسان بالشكوىٰ لهج
ولخوف الزلة فى وجل لكن برجائك ممتزج

فكم استشفى مزكوم ال دنب بنشر الرحمة والأرج
و بعينك ما نلقاه وما فيه الأحوال من المرج
والفضل أعم ولكن قد قلت ادعونى فلنبتهج
فبكل نبى سأل يا رب الأرباب وكل نجى
وبفضل الذكر وحكمته و بما قد أوضح من نهج
و بسر الأحرف إذ وردت وضياء النور المنبلج
و بسر أودع فى بطن و بما فى واو مع زهج
و بسر الباء و نقطتها من بسم الله لذى النهج
وبقاف القهر و قوتها و بقهر القاهر للمهج
و برد المسا و إساغته و عموم النفع مع الثلج
وبسر النار و حدتها و بسر الحرقة والنضج
وبما طعمت من التطعيم و بما خرجت من الضرج
يا قاهر ياذا الشدة يا ذا البطش أغث ياذا الحجج
يا رب ظلمنا أنفسنا و مصيبتنا من حيث نجى
يا رب خلقنا من عجل فلهذا ندعو باللجج
يا رب وليس لنا جلد إنى والقلب على وهج
يا رب عبيدك قد وفدوا يدعون بقلب منزعج
يا رب ضعاف ليس لهم أحد يرجون لدى الهرج
يا رب فصاح الألسن قد أضحوا فى الشدة كالهمج
السابق منا صار إذا يعدو يسبقه ذو العرج
والحكمة ربى بالغة جلت عن حيف أو عوج
والأمر إليك تدبره فأغثنا باللطف البهج
وأدرج بالعفو إساءتنا والخيبة إن لم تندرج
يا نفس و مالك من فرج إلا مولاك له فعجى
وبه فلذى و به فعذى و لباب مكارمه فلجى
كى تنصلحى كى تنشرحى كى تنبسطى كى تبهجى

و يطيب مقامك مع نفر　أضحوا في الخندس كالسرج

وفوا لله بما عهدوا　من بيع الأنفس والمهج

وهم الهادی و صحابته　ذو الرتبة والعطر الأرج

قوم سكنوا الجرعاء وهم　شرف الجرعاء و منعرج

جاءوا لكون و ظلمته　عمت و ظلام الشرك دجى

ما زال النصر يحفهم　والظلمة تمحى بالبهج

حتى نصروا الإسلام فعا　د الدين عزيزا في بهج

فعليه صلى الرب على　مر الأيام مع الحجج

وعلى الصديق خليفته　و كذا الفاروق وكل نجى

وعلى عثمان شهيد الدا　ر وفي فرق أعلى الدرج

وأبي الحسنين مع الأولا　د كذا الأزواج وكل شجى

ما مال المال و حال الحـ　ـل وسار السائر في الدلج

يا رب بهم و بآلهم　عجل بالنصر وبالفرج

اے شدت وسختی! اب تیری انتہا ہو چکی اب ختم ہو جا۔

میں نے درود نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں اپنے ان چار شعروں کا اضافہ کر دیا (1) ہے"

لیجئے اب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ کا اردو ترجمہ حاضر ہے:

۱۔ شدت وسختی نے دل کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے اب تو جلدی کشائش نازل فرما دے۔

۲۔ جانیں حرج وسختی کی گرفت میں راتیں گزار رہی ہیں میرے مولا! ان حرجوں اور تکلیفوں کو دور کرنا تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

۳۔ ہماری روحیں بھی دعا کے لئے بے چین ومضطرب ہیں اگر تیری ذات کی طرف وہ بے چین ہو کر نہ بڑھیں تو ان کے لئے ہلاکت ہے۔

۴۔ اے ذات اقدس! تو نے ہمیں اپنے الطاف کا عادی بنا دیا ہے اب اپنی الطاف کریمانہ والی عادت کا اعادہ فرما اور الطاف سے نواز۔

۵۔ اس تنگی وسختی کے دروازے اب بند کر دے اور کشائش کے بند دروازے کھول دے۔

1۔ ہم ان چار شعروں کا ترجمہ وہاں ہی کر دیں گے جہاں مصنف نے ان کا اندراج امام غزالی کے قصیدے میں کیا ہے اشارۃً مصنف کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصیدہ علامہ ابو عبد اللہ نحوی کے قصیدے کے تتبع میں کہا تھا چونکہ نحوی نے خلفائے راشدین کا ذکر خیر نہیں کیا لہٰذا امام غزالی بھی اسے سہواً چھوڑ گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کتنی الفت ہے کہ حضرت مصنف سید مصطفی بکری رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت میں یہ فرماتے ہیں اپنی طرف سے اشعار لکھ کر غزالی کے قصیدے میں شامل کر دو۔

۶۔ ہم آپ کی سرکار کی طرف قصداً واپس پلٹتے ہیں جب کہ ہماری جانیں (غموں) کے شعلوں کی بلندی میں (جل) رہی ہیں۔
۷۔ اے میری آرزو! تیری نوازشات کی طرف لپک رہا ہوں، اے ہمارے مایہ! اگر ہم تیری طرف نہ آئیں۔
۸۔ تو تیرے بغیر کون ہے جو مغموم کی دستگیری کرے یا کون ہے جو تیرے علاوہ مضطرو بے چین کی نجات کا ضامن بنے۔
۹۔ اگر ہمارے گناہوں کی وجہ سے آپ ہمیں دھتکار دیں اور اپنے دروازے میں نہ داخل ہونے دیں۔
۱۰۔ تو اور بہت سے گنہگار ہیں جنہوں نے گناہوں کے بعد آپ سے آس لگائی تو آپ نے ان کی امید بر آری فرمائی (اسی طرح ہماری امید بھی پوری فرما)۔
۱۱۔ اے ہمارے آقا! اے ہمارے خالق! اب تو گناہوں کی رسی نے شاہ رگ کو بھی بھینچ دیا ہے۔
۱۲۔ اور تیرے بندے دکھ و درد میں مبتلا ہو گئے ہیں کچھ تو شدت غم سے نڈھال ہیں اور کچھ اس طرح ہیں گویا گلے میں ہڈی پھنس گئی ہے۔
۱۳۔ جانوں کی یہ کیفیت ہے گویا انہیں آگ لگی ہوئی ہے اور آنکھیں (آنسوؤں) کی ٹھاٹھوں اور لہروں میں اتر گئی ہیں۔
۱۴۔ مصائب کے صدموں میں اضافہ ہو رہا ہے اے مصیبتو! کاش! تم اب کھل جاتیں اور تمہارا خاتمہ ہو جاتا۔
۱۵۔ ہم ٹوٹے ہوئے دل لے کر تیری سرکار میں پہنچے ہیں اور زبان شکوہ بھڑکی ہوئی ہے۔
۱۶۔ کیچڑ میں لغزش کا خوف بھی دامن گیر ہے لیکن اس خوف کے ساتھ آپ کی ذات سے وابستہ امیدیں بھی ملی ہوئی ہیں۔
۱۷۔ گناہوں کے زکام میں مبتلا لوگوں نے کتنی مرتبہ آپ کی رحمت اور مہک کے پھیلنے اور بکھرنے سے شفا پائی ہے۔
۱۸۔ آپ کی نگاہ لطف کے سامنے ہمیں سب (نعمتیں) ملتی ہیں اور شادابی کی ساری کیفیات حاصل ہوتی ہیں۔
۱۹۔ آپ کے فضل عمیم کا کیا کہنا؟ لیکن جب آپ ہمیں فرماتے ہیں مجھے پکارو تو اس لطف خطاب سے ہم پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔
۲۰۔ اے رب الارباب! ہم آپ سے ہر نبی اور نجات یافتہ کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں۔
۲۱۔ ہم ذکر کی فضیلت و حکمت کا بھی آپ کو واسطہ دیتے ہیں اور راہ ہدایت کے ظہور و وضوح کا بھی واسطہ پیش کرتے ہیں۔
۲۲۔ ہم وسیلہ پیش کرتے ہیں وارد ہونے والے حروف کے اسرار کا اور چمکنے دمکنے والے نور کی روشنی و ضیاء کا۔
۲۳۔ یہ شعر کتابت کے مسخ ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جا سکا لہٰذا ترجمہ حذف ہے۔
۲۴۔ ہم واسطہ دیتے ہیں با کے سر اور اس کے بسم اللہ میں آنے والے نقطے کا ہر صاحب طریق کے لئے۔
۲۵۔ ہم قہر کے قاف اور اس کی قوت کا نیز قاہر جو روح پر قہر کرتا ہے اس کا واسطہ دیتے ہیں۔
۲۶۔ پانی کی ٹھنڈک اور اس کی خوشگواری اور برف کیساتھ مل کر اس کے عمومی نفع کا واسطہ دیتے ہیں۔
۲۷۔ آگ کے بھید اور اس کی حدت و گرمی، جلانے اور پکانے کے بھید کو سامنے رکھ کر سوال کرتے ہیں۔
۲۸۔ اور آگ جس انداز سے اشیاء کو کھا کر نگل گئی اور کئی چیزوں کو جلا کر ان سے نکل گئی (1)۔

1۔ ہر مظہر فطرت کی عظمت کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کیونکہ یہ علامات حق اور باعث تعلق باللہ ہیں لہٰذا اس پہلو کے پیش نظر ان کا واسطہ پیش فرمایا ہے ان کی ذاتی عظمت کا اظہار مقصود نہیں، واللہ اعلم

۲۹۔ اے قاہر! اے شدت والے! اے گرفت والے شدید! اے محبتوں والے! اب تو ہی مدد فرما۔

۳۰۔ مولا کریم! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کئے ہیں، ہم جدھر سے بھی چلیں مصیبت میں ہی ہیں۔

۳۱۔ اے اللہ! ہماری تخلیق ہی ایسی ہے کہ ہم عجلت پسند واقع ہوئے ہیں اسی لئے جب پکارتے ہیں تو اس میں لجاجت ہوتی ہے۔

۳۲۔ مولا کریم! ہم میں کوئی مضبوطی اور پختگی نہیں وہ ہو بھی کیسے سکتی ہے جب کہ دل آگ کے بھڑکتے شعلوں میں پڑا ہوا ہے۔

۳۳۔ اللہ کریم! آپ کے بندے آئے ہیں اور آپ کو بیقرار دل سے پکار رہے ہیں۔

۳۴۔ مولا تعالیٰ! یہ کمزور لوگ ہیں اور حرج و تکلیف کے وقت ان کا اور کوئی سہارا نہیں جس سے امیدیں وابستہ کریں۔

۳۵۔ اے پروردگار! زبان چلا رہی ہے اور یہ لوگ اس شدت و سختی میں مرض کی دبلی پتلی بکری کی طرح ہو گئے ہیں۔

۳۶۔ ہماری تیز رو کا اب یہ حال ہو چکا ہے کہ دوڑ میں لنگڑا اس سے آگے نکل جاتا ہے۔

۳۷۔ لیکن پروردگار! آپ کی حکمت کی پہنچ میں تو کوئی شک، کوئی حیف اور کوئی لنگڑا پن نہیں پہنچ سکتا۔

۳۸۔ جب معاملات سارے آپ کے دست قدرت میں ہیں اور ان کی تدبیر آپ کے ہی شایاں ہے تو شاداب الطاف (کی بارش سے) ہماری مدد فرما دیجئے۔

۳۹۔ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے عفو و کرم سے معاف فرما دیں اگر آپ معاف نہیں فرمائیں گے تو ہمارے لئے صرف رسوائی و ذلت ہی رہ جائے گی۔

۴۰۔ میری جان! تجھے مولا کریم کے بغیر کشائش نہیں مل سکتی لہٰذا تو اس ذات برحق کی طرف مڑ اور اسی کی طرف متوجہ ہو۔

۴۱۔ اسی کی پناہ میں آ اور اسی کی طرف رخ کر لے اور اسی ذات اقدس کے مکارم کی ٹھاٹھوں میں گھس جا۔

۴۲۔ اگر تو ایسا کریگا تو تجھے درستی و کشائش ملے گی تجھے وسعتیں نصیب ہوں گی اور تو یسر و شادابی سے سیراب ہوگا۔

۴۳۔ پھر تو ان لوگوں (انبیائے کرام و اولیائے کرام) کے ساتھ پاکیزہ مقام پا سکے گا جو شدید تاریکیوں کے چراغ بن چکے ہیں۔

۴۴۔ یہ وہ پاکیزہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور نفسوں کا اللہ کریم سے سودا کر لیا ہے اور پھر اس سودے کو نبھایا ہے۔

۴۵۔ وہ لوگ کون ہیں؟ وہ ہادی اعظم ﷺ صاحب مرتبہ ہیں اور جن کی ذات مہکتے عطر والی ہے اور آپ کے صحابہ ہیں۔

۴۶۔ وہ حضرات ہیں جو آب و گیاہ چٹانوں پر رہتے ہیں جو ہر بلندی و ہر موڑ کا شرف تھے۔

۴۷۔ جب وہ عالم کون میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو یہ عالم ظلمت سے بھرپور تھا اور شرک کے اندھیرے گھٹا ٹوپ ہو رہے تھے۔

۴۸۔ فتح و نصرت ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی وہ بادل کی طرح انہیں ڈھانپ رہی تھی اور سرور و راحت اندھیرے کو مٹائے جا رہے تھے۔

۴۹۔ انہوں نے اسلام کی یوں مدد فرمائی کہ دین سیر، شادابی اور راحت وخوشی میں بھی عزیز بن گیا۔
۵۰۔ اللہ کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر دلائل کے ساتھ زمانہ گزرنے کے باوجود صلوٰۃ ودرود پیش فرمائے۔
۵۱۔ آپ کے خلیفہ برحق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ہر نجات یافتہ پر۔
۵۲۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنہیں گھر میں شہید کیا گیا انہوں نے وفا کی تو اعلیٰ درجوں پر فائز ہوئے۔
۵۳۔ ابوالحسنین حیدر کرار رضی اللہ عنہ پر اور اولاد، ازواج اور ہر غمخوار پر بھی رحمت نازل ہو۔
۵۴۔ جب تک مال چلتے رہیں اور حال بدلتے رہیں اور مسافر اندھیروں میں چلتے رہیں (1)۔
۵۵۔ اللہ ان سب حضرات اور ان کی اولاد کے صدقے میں فتح وکشائش جلدی نازل فرمادے۔

حضرت ابوبکر محمد بن ولید فہری طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سراج الملوک کے ساتھی ہیں۔

ولی کی بددعا

''نفع الطیب'' میں مذکور ہے کہ علامہ صفدی نے حضرت طرطوشی کے ذکر میں لکھا ہے کہ افضل بن امیر جیوش نے آپ کو شقیق الملک کی مسجد میں اتارا یہ مسجد راستے پر تھی جہاں محافظین کا ٹھہراؤ تھا آپ اسی بنا پر یہاں رہنا پسند نہیں کرتے تھے جب قیام لمبا ہوا تو آپ تنگ پڑ گئے۔ خادم سے فرمایا ہم کب تک صبر کریں ذرا مباح اشیاء لادیں آپ مباح اشیاء تین دن تناول فرماتے رہے جب تیسرے دن مغرب کا وقت تھا خادم نے فرمایا میں نے اب اسے تیر مار دیا ہے دوسرے دن افضل گھوڑے پر سوار ہوا اور قتل کر دیا گیا اس کے بعد ملک کا والی مامون بن بطائحی بنا اس نے حضرت کا بے پناہ احترام کیا آپ کی وفات ۵۲۰ھ میں ہوئی۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسین بن عبدویہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمن کی مشہور وادی ''وادی سردد'' کے مقابل کمران میں اقامت پذیر تھے جو سمندر میں ایک مشہور ومعروف جزیرہ ہے آپ عراقی الاصل ہیں بڑے فقیہ اور اپنے علم پر عمل کرنے والے عالم تھے آپ نے ''التنبیہ'' کے مصنف حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اساتذہ سے عراق میں علم حاصل کیا تھا۔ وہاں سے یمن کے شہر زبید آئے جہاں آپ کی زیارت اور آپ کے تبرکات کے حصول کے لئے لوگ آپ کی ظاہری زندگی میں بھی آیا کرتے تھے آپ کی دعا سے لوگوں کو بہت نفع ہوتا تھا آپ آخری عمر میں اندھے پن کی آزمائش میں ڈال دیئے گئے۔

1۔ یعنی قیامت تک ان سب حضرات پر صلوات وبرکات کی بارش برستی رہے یہ آخری چار شعر حضرت مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے اضافی اشعار ہیں جو نظم نبوی سے نظم فرما کر مدح مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ضمیمہ بنادیتے ہیں۔

اندھاپن حمد نے ختم کر دیا

شہر مجم میں جب آپ کے ایک فقیہ شاگرد کو پتہ چلا تو اپنے شہر کے ایک عارف طبیب کو آپ کی خدمت میں لے آیا اور آ کر حضرت شیخ کو اطلاع کی، آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں پھر اپنے پوتے کو بلایا اور اسے فرمایا جو میں لکھاتا چلوں لکھتا جا۔ پھر کچھ اشعار پوتے کو لکھائے جن کا ترجمہ یہ ہے:

۱۔لوگ کہتے ہیں خرابی نے آپ کی آنکھوں کو گرفت میں لے لیا ہے اگر قدح (آنکھیں بنانے کا آلہ) سے علاج کرائیں گے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔

۲۔میں نے جواب دیا اللہ کریم اس طرح اندھا کر کے میرا امتحان لے رہا ہے اگر میں صبر کروں گا تو سرکار خداوندی سے انعام پاؤں گا۔

۳۔اگر جزع وفزع کروں گا تو اجر وثواب سے محروم ہو جاؤں گا اور میرے حصے میں اس اندھے پن سے حرف وبال آئے گا۔

۴۔میں صابر ہوں رضائے رب پر راضی ہوں شکر گزار ہوں جو امتحان آ گیا ہے اسے اب تبدیل نہیں کرنا چاہتا۔

۵۔ہمارا بادشاہ جو کرے وہ حسین وجمیل ہے اس کے کام کی کوئی شے مثل نہیں بن سکتی۔

۶۔میرا رب حیف وظلم سے موصوف نہیں ہمارا پروردگار تو اس سے برتر واعلیٰ ہے وہ تو عظمت والا ہے۔

جب آپ یہاں تک پہنچے میں صابر ہوں رضائے رب پر راضی ہوں شکر گزار ہوں تو آپ کی نظر واپس آ گئی اور گھر کی ہر چیز روشن ہو گئی اپنے پوتے کو لکھتا ہوا دیکھنے لگ گئے پھر نگاہ کی تکمیل ہو گئی آپ کی وفات شریف ۵۲۵ھ میں ہوئی اور مذکورہ جزیرہ میں ہی اپنی مسجد کے پہلو میں مدفون ہوئے وہاں آپ کی قبر شریف فضیلت میں مشہور قبروں میں شمار ہوتی ہے حضرت فقیہ کے آثار اور برکات اس مبارک مقام پر فراواں ہیں بقول علامہ شرجی یہ جگہ اللہ کے نیک بندوں کا مرجع وماویٰ ہے۔

حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفیہ کے ائمہ اور شافعی فقہاء کے قائدین میں شامل ہیں آپ کی وفات بسطام میں ہوئی اور حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وفات پر جگہ صاف کی

آپ کی وفات کی رات حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی سرائے صاف کرتے دیکھا گیا وہ برتن بھی بھر رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے جا رہے تھے کل میرے پہلو میں ایک بندۂ خدا پتلائے صلاح ووفا دفن ہوگا جب قبر کھودنے والے نے آپ کو قبر میں رکھا تو قبر دفعۃً اتنی وسیع ہو گئی کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات شریف ۵۳۸ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد سماع رحمۃ اللہ علیہ

امیر اسامہ بن منقذ شیزری شیز رحمات کے علاقے میں واقع ہے ان کی وفات ۵۸۴ھ میں ہوئی اپنی کتاب "الاعتبار"

میں لکھتے ہیں کہ مسجد خضر میں ایک محمد سماع نامی آدمی رہا کرتا تھا مسجد کے پہلو میں ایک گوشے میں ٹھہرا ہوا تھا نماز کے وقت گوشے سے نکلتا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر واپس گوشے میں چلا جاتا وہ ایک ولی اللہ شخص تھا وہ میرے گھر کے بالکل قریب رہتا تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو کہنے لگا میں اللہ سے یہ امر لگائے بیٹھا ہوں کہ میری وفات کے وقت وہ میرے مرشد شیخ محمد بسطی رحمۃ اللہ علیہ کو میرے پاس لے آئے گا ابھی ان کے غسل و کفن کی تیاری کا سامان بھی اکٹھا نہیں ہوا تھا کہ حضرت شیخ محمد بسطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس آ گئے انہیں غسل دیا اور جنازہ لے کر پیچھے پیچھے چلے۔ ہم پہلے ہی آگے نکل گئے تھے شیخ بسطی رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا پھر شیخ بسطی مسجد والے مرحوم کے گوشے میں اترے کافی عرصہ وہاں ٹھہرے رہے وہ میرے پاس ملنے آتے اور میں ان کے پاس ملنے جاتا وہ بڑے عالم اور زاہد تھے میں نے ان جیسا نہ دیکھا نہ سنا۔

کھانے پینے سے استغناء

وہ ہمیشہ روزے سے رہتے وہ نہ تو پانی پیتے نہ روٹی کھاتے اور نہ کسی قسم کا غلہ وغیرہ استعمال کرتے صرف دو انار یا انگوروں کا ایک گچھا یا دو سیبوں پر افطاری فرماتے مہینے میں ایک یا دو دفعہ ابلے ہوئے گوشت کے ایک یا دو نوالے کھاتے میں نے ایک دن ان سے کہا اے شیخ ابو عبداللہ! آپ نہ روٹی کھاتے ہیں اور نہ پانی پیتے ہیں اور ہمیشہ روزے سے رہتے ہیں یہ کس طرح آپ کے لئے ممکن ہوا؟ کہنے لگے میں نے روزہ رکھا اور بھوکا رہا اور سمجھ گیا کہ مجھ میں اتنی قوت ہے پھر میں تین دن بھوکا رہا میں نے فیصلہ کیا کہ میں تین دن کے بعد اتنا کھاؤں گا جتنا مجبور آدمی مجبوری کی حالت میں مردار کھا سکتا ہے میں نے اپنے آپ کو پھر بھی قوی پایا تو کھانا پینا چھوڑ دیا میں نے اپنی جان کو اسی طرح عادی بنا لیا اور مجھے اس طرح سکون مل گیا اور میں نے لگاتار ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ کیفا کے ایک افسر نے حضرت شیخ کو اسی باغ میں ایک جھونپڑی بنا دی جوان کے لئے لگوایا تھا۔ حضرت شیخ رمضان کے مہینے کی ابتداء میں میرے پاس آئے اور فرمانے لگے میں آپ کو الوداع کہنے کے لئے آیا ہوں میں نے عرض کیا مکان اور باغ کا کیا ہو گا جو آپ کے لئے تیار کئے گئے ہیں کہنے لگے بھائی جان! مجھے ان کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میں وہاں ٹھہروں گا مجھے الوداع کہی اور تشریف لے گئے۔ یہ ۵۷۰ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بصری رحمۃ اللہ علیہ

امیر اسامہ بن منقذ نے اپنی مذکورہ کتاب ''الاعتبار'' میں لکھا ہے مجھے شیخ امام خطیب سراج الدین ابو طاہر بن حسین بن ابراہیم نے جو شہر اسعرد کے خطیب تھے، ذیقعد ۵۶۲ھ میں اسی شہر میں بتایا کہ مجھے ابو الفرج بغدادی (غالباً ابن جوزی) نے یہ واقعہ سنایا۔

گم شدہ کاغذ مل جاتا ہے

فرمانے لگے میں حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بصری کی محفل میں بغداد حاضر ہوا ان کے پاس ایک عورت آئی کہنے لگی جناب والا! آپ ان لوگوں میں شامل تھے جو میرے مہر کے گواہ ہیں مہر کی میری تحریر گم ہو گئی ہے میری آپ سے درخواست ہے کہ

آپ مہربانی فرمائیں اور ثالث کی مجلس میں شہادت دیں۔ فرمانے لگے میں ایسا نہیں کر سکتا جب تک تو مجھے مٹھائی نہ لا دے عورت کھڑی رہی اس کا خیال تھا کہ وہ مذاق کر رہے ہیں، فرمانے لگے دیر نہ کر جب تک مٹھائی نہ لا دے گی میں تیرے ساتھ نہیں آؤں گا وہ چلی گئی پھر واپس پلٹی تو چادر کے نیچے اپنے گریبان سے ایک کاغذ نکالا جس میں خشک مٹھائی تھی آپ کے ساتھی ششدر رہ گئے کہ آپ بڑے زاہد اور پاکباز تھے مٹھائی کیسے مانگی؟ آپ نے کاغذ لیا اسے کھولا مٹھائی کو ریزہ ریزہ کر کے پھینک دیا جب کاغذ خالی ہوا آپ نے دیکھا کہ یہ مہر کا وہی کاغذ تھا جسے وہ گم کر چکی تھی فرمانے لگے یہ لے یہ تیرے مہر کی تحریر ہے۔ حاضرین نے اس واقعہ کو عظیم سمجھا۔

حضرت محمد بن موفق خبوشانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شافعی مذہب کے ائمہ میں سے ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فاطمی حکومت کے خاتمے پر صلاح الدین ایوبی کے حکم سے مصر میں عباسیوں کا خطبہ پڑھا۔

منقبت سنائی اور شفا پائی

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ابن ابی حصیبہ نے ایک قصیدہ آپ کی مدح میں کہا اور آپ سے درخواست کی کہ میری مفلوج بیٹی کے لئے آپ دعا کریں آپ نے دعا مانگی وہ تین دنوں کے اندر اٹھ کر یوں چلنے لگی گویا اسے کچھ بھی نہ تھا۔ بقول علامہ مناوی آپ کی وفات ۵۸۷ھ میں ہوئی۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امام سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔

مقام مفردین اور عظمت نبوت

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے آپ اولیائے مفردین میں سے ہیں اولیائے مفردین وہ ہیں جو دائرہ قطبیت سے آگے نکل جاتے ہیں اور ان کی مثال فرشتوں میں سے وہ کروبی فرشتے ہیں جن کی روحیں جلال خداوندی کی وجہ سے، ہیبت زدہ ہیں ان لوگوں کا مقام صدیقیت اور نبوت شرعیہ کے درمیان ہوتا ہے ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے میں سب کچھ اپنے پیچھے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آیا میں نے اپنے سامنے ایک قدم دیکھا مجھے بڑی حیرت ہوئی میں نے کہا یہ کس کا ہے؟ کیونکہ میرا تو اعتقاد تھا کہ مجھ سے پہلے وہاں کوئی نہیں گیا اور میں دعیل اول (پہلا گروہ) میں سے ہوں مجھے کہا گیا یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے میرا خوف سکون میں تبدیل ہو گیا۔

آپ سیدی محی الدین ابن عربی کے مشائخ میں سے ہیں۔ مندرجہ بالا منقبت آپ نے فتوحات میں نقل فرمائی ہے اور پھر کہا ہے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ دولت محمد یہ سب نبیوں اور رسول کے قدموں کی جامع ہے جو ولی بھی اپنے سامنے کوئی قدم دیکھتا ہے تو یہ اس نبی کا قدم ہے جس کا وہ وارث ہے لیکن ہمارے نبی اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نقش کو کوئی بھی روند نہیں

سکتا۔ جیسا کہ آپ کے دل کے انداز پر کوئی بھی نہیں ہوسکتا تو وہ قدم جس کو محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا یا کوئی بھی دیکھنے والا جسے دیکھ سکتا ہے وہ اس نبی کا ہوگا جس کا وہ وارث ہے لیکن اس حیثیت سے کہ یہ دیکھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو کوئی غیر نہ ہو اسی لئے تو آپ سے کہا گیا یہ تیرے نبی کا قدم ہے اور یہ نہیں کہا گیا کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے۔ امام مناوی نے اسی طرح فرمایا ہے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد خیاط اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت خیاط اور ان کے بھائی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اشبیلیہ اور مصر میں عرصہ دراز تک رہا ابوعبداللہ محمد کی عجیب شان اور بلند ہمتی تھی جب آپ مسجد میں تشریف لے جاتے تو ہر دیکھنے والا آپ کی ہیبت میں آ جاتا۔

ابن عربی فرماتے ہیں کاش! میں ان جیسا ہوتا

میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے صرف ان کے متعلق یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میں ان جیسا ہوتا میرا ان کے ساتھ بھائی چارہ تھا دیر تک ان کی معیت رہی اور ان کی آراء سے متمتع ہوتا رہا وہ شب بیدار اور دن کے روزہ دار تھے ہم چار ساتھی تھے میں، وہ، ان کے بھائی اور چوتھے بزرگ، جو معاملہ بھی حل ہوتا ہم سب اس میں برابر کے شریک ہوتے۔ میری زندگی میں وہ دن حسین ترین تھے ان کی ہمت بہت عظیم تھی ان کا مکان میرے مکان سے بہت دور تھا نماز عشاء کی اذان ہوئی میرا دل دو معاملوں میں سخت مضطر تھا ایک بات یہ کہ آپ کی خدمت میں پہنچوں اور دوسری یہ کہ اپنے مکان پر حاضری دوں میں حیران تھا کہ دونوں خیال بیک وقت کیسے پورے ہوں؟ میں نے پہلے خیال پر عمل کیا اور ان کی طرف پوری قوت سے بھاگ کر گیا میں وہاں پہنچا تو آپ کو گھر کے درمیان ٹھہرا ہوا پایا ان کا رخ قبلہ کی طرف تھا اور ان کے بھائی احمد نفل پڑھ رہے تھے میں نے سلام عرض کیا تو مسکرا کر فرمایا آج کیوں دیر ہوگئی؟ میرا دل تو آپ کی طرف متوجہ تھا کیا آپ کے پاس کچھ ہے؟ میرے پاس پانچ درہم تھے میں نے خدمت میں پیش کر دیئے، فرمانے لگے ہمارے پاس علی سلاوی نام کا ایک فقیر آیا تھا اور ہمارے پاس کچھ نہ تھا (لہٰذا اسے عطا کرنے کے لئے تمہیں توجہ سے یہاں کھینچنا پڑا) پھر رقم دے کر میں دوڑتا ہوا اپنے مکان پر واپس آیا۔ یہ امام ابن عربی نے ''روح القدس'' میں لکھا ہے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن اشرف رندی رحمۃ اللہ علیہ

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں آپ کو اشبیلیہ میں ملا اور تین دن آپ کے ساتھ رہا پھر واپس آنے لگا تو آپ نے مجھے جو آپ کی جدائی کے بعد پیش آنے والا تھا، بتا دیا جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا آپ کی شہرت کا سبب یہ تھا کہ آپ کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا کرتے تھے کوئی آدمی کسی کام کے لئے وہاں سے گزرا اس نے ایک نوری چمکتا دمکتا ستون دیکھا جسے تیز روشنی کی وجہ سے دیکھا نہیں جا سکتا تھا وہ آدمی اس نور کے قریب پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ

توحضرت ابوعبداللہ محمد کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اس نے یہ بات مشہور کر دی۔ ان کی لاتعداد اور عجیب وغریب باتیں تو میں نے خود ملاحظہ کی ہیں آپ کو کچھ ڈاکو ملے آپ کسی چشمہ پر تشریف فرما تھے وہ کہنے لگے اپنے کپڑے اتار کر پھینک دے یا موت کے لئے تیار ہو جاؤ آپ رو پڑے اور فرمایا قسم بخدا! میں یہ تو نہیں کر سکتا کہ ننگا ہو کر تمہاری آنکھوں کو گناہ میں مبتلا کروں تم اگر کوئی حکم دیتے ہو تو خود ایسا کرو پھر آپ کو دینی غیرت نے آلیا آپ نے اپنی شہرہ آفاق مخصوص سی نگاہ ان پر ڈالی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

پھر خواہش پوری ہوگئی

سیدی محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ہمیشہ یہ خواہش کیا کرتا تھا کہ ان سے ہمارے دوست حضرت عبداللہ بن بدر حبشی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہو جب میں ابن بدر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اندلس گیا تو ہم رندہ پہنچے ایک جنازہ میں شمولیت کی اچانک ابوعبداللہ محمد میرے سامنے آگئے میں نے اپنے ساتھی عبداللہ بن بدر سے کہا یہ ہیں حضرت ابوعبداللہ، ہم ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ پھر میں ان کے ساتھ منزل پر پہنچا عبداللہ فرمانے لگے میں ان کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں جب نماز مغرب کا وقت آیا اور ہم نے نماز پڑھی تو صاحب منزل نے چراغ روشن کرنے میں دیر کر دی، ابوعبداللہ نے فرمایا جی ہاں، اور مکان میں بڑے ستھرے گھاس کی ایک مٹھی لی ہم دیکھ رہے تھے کہ اب آپ کیا کرتے ہیں، اس گھاس کو آپ نے انگشت شہادت ماری اور فرمایا یہ آگ ہے، گھاس کو آگ لگ گئی اور آگ بھڑک اٹھی ہم نے چراغ اس آگ سے جلالیا آپ کسی بھی ضرورت کے لئے چولہے سے آگ اپنے ہاتھ پر اٹھا لیتے اور جب تک چاہتے پکڑے رکھتے اور آگ کوئی نقصان نہ پہنچاتی۔ آپ بالکل ان پڑھ تھے میں نے آپ سے ایک دن بکثرت رونے کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ کسی کو بددعا نہیں دوں گا پھر ایک آدمی نے مجھے تنگ کیا اور غصہ دلایا تو میں نے اسے بددعا دے دی وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ سارا رونا آج تک اسی ندامت کی وجہ سے ہے۔ یہ قصہ ابن عربی نے ''روح القدس'' میں نقل فرمایا ہے۔

ابوعبداللہ محمد شرقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اندلسی اشبیلی ہیں اور امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ کسی چیز کے ہونے سے پہلے آپ اس کی اطلاع دیتے تھے پھر وہ اسی طرح وقوع پذیر ہوتی جس طرح آپ اطلاع دیتے۔

اپنی وفات کی خبر

آپ کی ایک یہ برکت بھی ملاحظہ میں آئی کہ جب آپ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنا دولت کدہ خالی کروایا اور فرمایا میں اب سفر کرنا چاہتا ہوں دو فرسخ مشرق کی جانب ایک گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں پہنچتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

''روح القدس'' میں امام ابن عربی نے یہ واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے سر پر تھیلا

تھا تھیلے میں چاول کے دانے تھے بچہ بہت حیران تھا آپ نے اس پر شفقت فرمائی اور لوگوں کے سامنے اسے بلایا اور فرمایا بیٹا کیا بات ہے؟ بچہ کہنے لگا چچا جان! میرے والد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر فوت ہو گئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں آج صبح کھانے کے لئے کوئی چیز نہ ملی میری والدہ کے پاس یہ تھوڑے سے چاول تھے مجھے کہنے لگیں میرے بیٹے! یہ لے کر بیچ آؤ اگر ہو سکے تو آج کا کھانا اس سے خرید لینا یہ سن کر شیخ رو پڑے اپنا ہاتھ تھیلے میں ڈالا اس سے چند دانے لئے اور فرمانے لگے بیٹا! یہ بہت اچھی چیز ہے اپنی ماں سے کہنا میرے چچا شرقی نے اس سے تھوڑے سے چاول لئے ہیں اسے اس کے لئے حلال کر دینا ایک تاجر نے اب وہ تھیلا پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ جس سے اس عظیم المرتبت بزرگ نے چند دانے لئے ہیں متبرک ہو گیا ہے وہ بچے کی والدہ کے پاس گئے اور اسے تھیلے کے ستر دینار پیش کر دیئے یہ سب کچھ حضرت شیخ نے یتیموں پر نوازش فرماتے ہوئے کیا۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد زنہار عجمی فارسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حافظ زکی الدین عبد الحفیظ منذری کے مرشد ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

منذری ہی راوی ہیں جب آپ مصر تشریف لے گئے تو عالم کون و فساد سے کٹ کر عالم تجرید و تفرید میں مستغرق تھے آپ ایک تانبہ فروش کی دکان پر سو گئے اس رات دکان لٹ گئی۔ دکان کے مالک نے چوکیدار کو پکڑ لیا چوکیدار کہنے لگا، دکان پر صرف یہ فقیر (حضرت زنہار) ہی سو رہا تھا دکان کا مالک کہنے لگا اگر تو اس فقیر پر چوری کی تہمت لگاتا ہے تو پھر میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ہی ذمہ ہے کیونکہ اس فقیر پر تو صرف خیر و برکت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے مالک دکان پر نگاہ ڈالی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اس طبق (کھانے کے برتن) کو فرما دیں کہ سونا بن جا تو وہ حکم خدا سے سونا بن جاتا ہے آپ کے ارشاد کی دیر تھی کہ طبق سونا بن گیا۔ حضرت شیخ نے ملاحظہ فرما کر کہا طبق بن جا میں تو صرف مثال پیش کر رہا تھا طبق پھر اپنی پہلی حالت پر آ گیا مالک دکان کہنے لگے حضور! میرے لئے دعا فرما دیں فرمانے لگے اللہ تیرے فقر کو غنا میں تبدیل فرما دے۔ سخاوی فرماتے ہیں دعا قبول ہوئی اور وہ غنی ہو گیا۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ارسلان مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن بھی ہے آپ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ ایک کپڑا ایک درہم میں سی دیتے تھے اگر کپڑے کا مالک آپ کو کھرا درہم دے دیتا تو کپڑے کا گریبان کھلا ہوا پاتا اگر درہم کھوٹا ہوتا تو کپڑے کا گریبان بند ہوتا مالک پھر واپس آتا اور کہتا اپنا کھرا درہم لے لیں آپ درہم لے کر کپڑا عطا فرماتے تو وہ کھلے گریبان والا ہوتا۔ بقول علامہ سخاوی آپ ۵۹۱ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور اپنے باپ شیخ ارسلان کے مزار میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد حصار مغربی فاسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیائے کبار میں شامل ہیں۔

عرش کے پرندے

امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ عرش کے نورانی پائے ہیں مگر ان کی تعداد مجھے معلوم نہیں اتنی بات کی میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے انہیں دیکھا اور ان کا نور بجلی کے مشابہ پایا، عرش کے کناروں پر بڑے خوب صورت پرندے اڑتے بھی میں نے دیکھے ایک بہت ہی خوبصورت پرندہ تھا جس نے مجھے سلام کیا مجھے خیال آیا اسے پکڑلوں اور مشرقی ممالک کے سفر میں اسے اپنے ساتھ لے چلوں جب میرے سامنے یہ مشاہدات گزرے تو میں اس وقت شہر مراکش میں تھا میں سوچنے لگا یہ پرندہ کون ہوسکتا ہے؟ مجھے جواب القاہوا یہ محمد حصار ہیں جو شہر فاس میں فروکش ہیں۔ آپ اللہ سے مشرقی ممالک کے سفر کا سوال کر چکے ہیں تو اب اس سفر میں انہیں ساتھ لے جانا میں نے کہا بسروچشم لے چلوں گا میں نے اسی پرندے کی شکل میں انہیں کہا انشاء اللہ آپ میرے ساتھ چلیں گے جب میں فاس شہر میں پہنچا تو ان کے متعلق پوچھا وہ تشریف لائے تو میں نے پوچھا کیا آپ اللہ کریم سے کوئی سوال کر چکے ہیں۔ فرمانے لگے جی ہاں یہ درخواست کر رکھی ہے کہ وہ مجھے بلاد مشرق کے لئے سواری مہیا فرمائیں مجھے اس کا جواب بھی مل چکا ہے کہ فلاں (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) تمہیں ساتھ لے چلیں گے۔ جناب! میں تو آپ کا ایک عرصہ سے منتظر تھا میں نے ۵۹۷ھ میں انہیں اپنے ساتھ لیا مصر میں پہنچایا اور بقول مناوی وہاں ہی ان کی وفات ہوئی۔

حضرت محمد بن احمد بن ابراہیم ابو عبداللہ قرشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب ملک مصر میں سخت قحط پڑا۔ شیخ نے فرمایا:

تو میں نے دعا پر اپنی توجہ مرکوز کردی مجھے حکم دیا گیا دعا نہ کیجئے تم میں سے کسی کی دعا بھی اس قحط کی دوری کے لئے قبول نہ ہوگی۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام قبر سے نکل کر ملے

میں نے شام کا سفر اختیار کرلیا میں جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر کے قریب پہنچا تو آپ علیہ السلام نے مجھے شرف ملاقات بخشا میں نے عرض کیا اے اللہ کے خلیل! آپ مجھ اس ضیافت سے نوازیں کہ مصریوں کے حق میں دعا فرمادیں آپ نے دعا فرمائی تو مصریوں کی مصیبت ٹل گئی۔

جب حضرت شیخ قدس شریف پہنچے تو مشہور فقیہ ابوالطاہر محلی آپ کے ساتھ تھے وہ ایک دن قدس کے ایک مدرسہ کے قریب سے گزرے جہاں بڑے بڑے فقہاء بڑے انداز سے لباس فاخرہ پہنے دروازے پر بیٹھے تھے ان میں سے اکثریت عجمی تھی اور گورے چٹے تھے وہ وہاں سے گزرنے سے شرمائے وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھ رہے تھے کیونکہ وہ محتاج بھی تھے اور ان کا رنگ بھی کالا تھا ان کی حالت پراگندگی کی زندہ تصویر تھی۔ جب وہ حضرت شیخ کے پاس آئے اور صبح تک وہاں رہے حضرت

شیخ فرمانے لگے اب اس مدرسہ میں جاؤ جہاں سے کل گزر ہوا تھا ایک دفعہ پھر وہاں سے ہو آؤ۔ فقیہ کہتے ہیں میں حیران رہ گیا یہ بڑی مشکل بات تھی میرے لئے وہاں جانا بھی امر محال تھا اور حکم مانے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔

ولی علم لدنی دیتے ہیں

میں مدرسہ تک تو پہنچ گیا لیکن خیال یہ تھا کہ دربان مجھے اندر جانے کی اجازت نہیں دے گا لیکن اس نے تو مجھے نہ روکا جب میں مدرسہ میں داخل ہو گیا تو دیکھا کہ مدرس صاحب بیٹھے ہیں اور ایک عظیم حلقہ طلبہ کا انہیں گھیرے میں لئے ہوئے ہے میں نے چاہا کہ اس حلقے میں داخل ہو جاؤں مگر مجھے حقیر و فقیر سمجھ کر کسی نے بیٹھنے کی جگہ نہ دی میں ان کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اچانک ایک آدمی دروازے سے اندر آیا مدرس صاحب اسے دیکھ کر پیشانی پر بل لائے مگر اس کی پیشوائی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے پوری جماعت پر انقباضی کیفیت طاری تھی میں نے اپنے آگے بیٹھنے والے سے پوچھا بھائی صاحب! پوری جماعت کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہنے لگا یہ آنے والا آدمی بہت بڑا مناظر اور بحث کرنے والا ہے جس کا جواب نہیں بن پڑتا، وہ جب بھی آتا ہے تو حضرت استاذ اس سے صرف نرمی سے گفتگو کرتے ہیں اور کوئی آدمی اس کے قریب بیٹھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ استاذ صاحب نے اسے لا کر اپنی جگہ پر بٹھا دیا اس نے بیٹھتے ہی کلام کا آغاز کر دیا ایک سخت مشکل اختلافی مسئلہ پیش کر دیا جب وہ سوال پیش کر چکا تو میں نے سوال کی عبارت بھی یاد کر لی اور اس کا جواب بھی میرے ذہن میں آ گیا میں سامنے والے دو آدمیوں میں جبراً گھس بیٹھا میری زبان چلنے لگی میں نے ان کے سوال کو من وعن دہرا دیا ایک لفظ تک بھی نہ بدلا، کیونکہ مناظر لوگوں کا یہی انداز تھا کہ وہ سوال دہرا کر جواب دیا کرتے تھے میں نے سوال دہرا کر جواب دینا شروع کیا پس اللہ کریم نے علم کے دروازے کھول دیئے میں نے تو اختلافی کتب نہ کبھی پڑھی تھیں اور نہ ہی کبھی مناظرہ کیا تھا۔ حضرت استاد حیران تھے اور ساری جماعت مبہوت تھی اور وہ میرے اس مناظرہ کو بہت اہم سمجھ رہے تھے، اب وہ جھگڑالو مناظر استاذ صاحب سے پوچھنے لگا یہ فقیہ تمہیں کہاں سے میسر ہوا؟ استاذ نے کہا یہ تو ابھی ابھی ہم نے دیکھے ہیں مناظر کہنے لگا ایسے ہی لوگوں کے لئے تو مدرسے بنائے جاتے ہیں، استاد بہت خوش ہوئے ان کے حلقہ میں کوئی ایک تو ایسا تھا جس نے مناظر کو خوب جواب دیا پھر مدرس صاحب نے مجھ سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے میں نے نام بتایا فرمانے لگے آپ کو میں نے اجازت دے دی ہے آپ جب چاہیں مدرسہ میں آ سکتے ہیں۔ پھر استاد صاحب کہنے لگے جب کسی واپس جانے والے کو ہم واپس آنے کی اجازت دیتے ہیں تو اسے گھر تک چھوڑ کر آیا کرتے ہیں اب جب ہم مدرسہ سے نکلے تو استاد نے جماعت سمیت میرے ساتھ چلنا چاہا میں نے استاد سے درخواست کی کہ مجھے اکیلا جانے دیں وہ بات مان گئے اور واپس ہو گئے میں جب حضرت شیخ ہاشمی کے پاس آیا تو فرمانے لگے او نکمے آدمی! تو نے اسے اپنی عادت کیوں نہیں پوری کرنے دی کہ وہ تجھے تیری منزل تک چھوڑ کر جاتا؟ میں نے عرض کیا یا حضرت! یہ صرف آپ کی دلجوئی کے لئے کیا ہے میں بھی شیخ کی وفات تک قدس میں ان کے ساتھ ہی رہا۔

دنیا کی اصل کیا ہے؟

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو خود فرماتے ہیں آخری مرتبہ دنیا میرے سامنے ایک حسین وجمیل عورت کی شکل میں متشکل

ہوئی ہاتھ میں جھاڑو لئے میری مسجد میں جھاڑو دے رہی تھی میں نے اس سے کہا تو کس لئے آئی ہے؟ کہنے لگی میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوئی ہوں میں نے کہا قسم بخدا! ایسا نہیں ہوگا، بولی لازماً ایسا ہی ہوتا ہے، میں نے اسے وہ لاٹھی مارنا چاہی جو میرے پاس تھی وہ بوڑھی بن گئی اور مسجد میں جھاڑو پھیرنے لگی، میں پھر بے خبر ہوگیا وہ پھر پہلے کی طرح جوان بن گئی میں اسے نکالنے کے لئے اٹھا تو بہت ضعیف بڑھیا بن گئی مجھے اس پر رحم آگیا پھر میں نے توجہ ہٹائی تو وہ جوان بن گئی میں نے اس پر سختی کی تو وہ شرمندہ ہوگئی مجھے کہنے لگی، آپ لمبا جھگڑا کریں یا مختصر میں تو اسی طرح خدمت کرتی رہوں گی اور میں نے اسی طرح آپ کے دیگر بھائیوں (اولیائے کرام) کی خدمت بھی کی ہے اس دن کے بعد عالم اسباب کی کوئی چیز میرے لئے مشکل نہیں رہی۔

جاہل کی زیادتی

لیجئے اور کرامت دیکھیں فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ بدر کے مقام پر تھا اور مکہ مکرمہ جانا چاہتا تھا بدر میں ایک آدمی حاجیوں کو اس شرط پر کھجوریں بیچتا تھا کہ رقم مکہ مکرمہ میں وصول کرلے گا کچھ کھجوریں بڑے اصرار سے مجھے بھی دیں اور کہنے لگا میں ان کی قیمت مکہ میں ہی لوں گا لیکن اگر مکہ پہنچنے سے پہلے آپ کی موت واقع ہوجائے تو پھر ان کی قیمت آپ کو معاف ہے۔ مجھے مجبور کرتا رہا اور آخر کار میں نے کھجوریں لے لیں پھر اسے سفر درپیش آگیا مجھ سے قیمت کا مطالبہ کرنے لگا میں نے جواب دیا اس وقت میرے پاس رقم نہیں اور آپ نے وعدہ بھی تو کر رکھا ہے کہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے رقم کا مطالبہ نہیں ہوگا وہ کہنے لگا میں نے تو بہر حال قیمت وصول کرنی ہے اس نے مجھے بہت تنگ کیا اور تکلیف دہ گالیاں دینے لگا میں مسجد بدر میں جا کر بڑی عاجزی سے اللہ کریم سے دعائیں مانگنے لگا میں جب مسجد سے باہر نکلا تو ایک بدوی قسم کا آدمی احرام باندھے مجھے ملا۔ گن کر درہم پکڑائے میں قرض خواہ کے پاس گیا اس کا قرض ادا کیا مگر وہ مزید اذیت دینے پر اتر آیا اور کہنے لگا یہ لوگ درہم چھپا دیتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی درہم نہیں حالانکہ ان کے پاس درہم ہوتے ہیں، اس کی یہ سب باتیں سن کر میں خاموش رہا اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔

پانی پھر آجاتا ہے

اور ملاحظہ ہو فرماتے ہیں میں ایک دوست کے ساتھ جدہ کے سمندروں میں تھا دوست کو شدید پیاس لگی میں نے کہا کون ہے جو میری چادر لے کر پانی دے دے میرے پاس وہی ایک چادر تھی مگر پانی بیچنے پر کوئی آدمی آمادہ نہ ہوا میں نے دوست سے کہا یہ چادر لے لے اور جہاز کے کپتان کے پاس جا وہ ایک مشکیزہ لے کر وہاں حاضر ہوا مگر اس نے اسے ڈانٹ پلا دی اور مشکیزہ اس کے ہاتھ سے لے کر پھینک دیا مشکیزہ جہاز میں ہی گرا سمندر میں نہیں گرا، وہ میرے پاس آیا تو اس کی ذلت و عاجزی قابل دید تھی بیچارا بہت زیادہ حاجت مند تھا میں سمجھ گیا اللہ کریم اب اس کی دستگیری فرمائے گا۔ میں نے مشکیزہ لے کر سمندر کے پانی سے بھرا اس نے خوب سیر ہو کر پیا پھر میں نے اس سے مشکیزہ لیا اور خوب سیر ہو کر پیا ہمارے اور ساتھیوں نے جن کے پاس پانی نہ تھا، یہ پانی پیا میں نے دوبارہ پھر مشکیزہ بھرا اب وہ حسب معمول کڑوا تھا کیونکہ سمندر کا پانی کڑوا ہوتا ہے

مجھے پتہ چل گیا کہ جب ضرورت کا تحقق ہوتا ہے تو اعیان بدل جاتے ہیں۔
یہ کرامت بھی دیکھتے جائیں فرماتے ہیں میں منیٰ میں تھا پیاس لگی نہ پانی تھا اور نہ اسے خریدنے کی رقم تھی میں ایک کنوئیں پر پہنچا مگر وہاں تو عجمی حضرات کا انبوہ تھا میں نے ایک سے کہا مجھے اس مشکیزہ میں پانی ڈال دیں اس نے پہلے تو مجھے پیٹا پھر مشکیزہ میرے ہاتھ سے چھین کر دور پھینک دیا میں ٹوٹے دل کے ساتھ مشکیزہ اٹھانے کے لئے آگے بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ مشکیزہ ایک ٹھنڈے میٹھے پانی کے حوض میں پڑا ہے میں نے پانی پیا اور مشکیزہ اپنے دوستوں کے پاس لایا انہوں نے بھی پانی نوش فرمایا میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا وہ اس جگہ مزید پانی پینے کے لئے گئے مگر وہاں نہ پانی تھا اور نہ اس کے آثار تھے مجھے معلوم ہوا یہ سب کرامت تھی یہ سب واقعات امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائے ہیں۔

یہ شادی اور یہ انداز

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے تمام ساتھیوں پر یہ شرط لازم کر رکھی تھی کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں ایک ہی انداز کا کھانا پکائیں تا کہ کوئی ان کھانوں میں تمیز نہ کر سکے اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کے ایک ساتھی نے اپنی بیوی سے کہا تم آج کیا پکانا چاہتی ہوتا کہ پکانے کے لئے وہی خریدا جائے وہ کہنے لگی اپنی بیٹی سے مشورہ لیجئے اس نے بیٹی سے پوچھا تم کیا کھانا چاہتی ہو؟ کہنے لگی آپ میری مرضی پوری نہیں کر سکیں گے، باپ کہنے لگا میں تمہاری مرضی پوری کرنے کی سکت رکھتا ہوں خواہ مجھے اس مرضی کو پورا کرنے کے لئے ایک ہزار دینار کیوں نہ خرچ کرنا پڑے، تم مجھے جلدی اپنی خواہش بتاؤ (بات تو چل رہی تھی کھانے کی پسندیدہ چیز کی مگر زیرک لڑکی نے اسے اپنی ایک اور خواہش و چاہت پر محمول کر دیا) کہنے لگی پھر آپ میری شادی حضرت قرشی سے کر دیں۔ حضرت شیخ نابینا بھی تھے اور انہیں کوڑھ بھی تھا بھلا ایسے مرد سے عورتیں شادی کیسے کر سکتی ہیں، باپ کہتا ہے میں حضرت قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور انہیں آکر بات بتائی فرمانے لگے قاضی کو بلاؤ، قاضی آ گیا نکاح ہوا لڑکی کو بنا سنوار کر حضرت شیخ کے پاس لے آئے جب عورتیں چلی گئیں اور حضرت شیخ غسل خانے میں تشریف لے گئے جب باہر آئے تو نوخیز، خوبصورت نوجوان تھے، خوبصورت لباس زیب تن تھا اور خوشبو کی مہکیں پھوٹ رہی تھیں لڑکی نے یہ دیکھ کر شرمندگی سے چہرہ چھپا لیا آپ نے فرمایا پردہ نہ کر میں کوئی اور نہیں قرشی ہی ہوں کہنے لگی، کیا آپ قرشی ہیں؟ آپ نے قسم کھا کر تصدیق کی، وہ کہنے لگے پھر یہ کیا حال ہے؟ فرمانے لگے میں تمہارے سامنے اس حال میں آیا کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس دوسرے حال میں جایا کروں گا مرنے تک اسی کیفیت کو جاری رکھوں گا وہ لڑکی کہنے لگی نہیں حضور والا! مجھے آپ کی وہی حالت پسند ہے جس میں آپ لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جو اندھاپن، کوڑھ اور برص کی حالت ہے۔

کشف کی پہنائیاں

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ ابو العباس صرار نے فرمایا شیخ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ دہمانی حضرت ابو عبداللہ قرشی کے پاس ایک مقررہ وقت پر حاضری دیا کرتے تھے ایک دفعہ مجھے شیخ ابو یوسف نے ان کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں پتہ کر آؤں کہ کیا

آج وہ یوم وعدہ ہے کہ نہیں؟ میں جب ان کے اس صحن میں پہنچا جہاں ان کے گھر کا دروازہ کھلتا تھا تو میں مصیبت زدہ ہوکر تردد میں کھڑا ہو گیا دفعۃً ایک کھڑکی کھلی ایک خادمہ نے سر باہر نکالا اور کہنے لگی اے احمد ابو العباس! حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ابو یوسف کو اطلاع کر دو آج یوم میعاد نہیں میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مجھے سوال پیش کئے بغیر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں معاملہ کر کے رخصت کر دیا جب میں واپس حضرت ابو یوسف کے پاس پہنچا تو لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا آپ گھر کے صحن میں کس لئے رک گئے تھے کہ پھر خادمہ کو کچھ کہنا پڑا؟ میں نے جواب دیا حضور! مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی تھی فرمایا آپ اکیلے ہوں تو ضرور ہیبت زدہ ہوں اور جب میں آپ کے ساتھ ہوں تو پھر اقدام کر دیا کریں ابو العباس سے پوچھا گیا اس مسئلہ میں کس کا کشف اعلیٰ رہا؟ فرمانے لگے حضرت قرشی کا، کیونکہ حضرت ابو یوسف نے مجھے بھیجا تھا ان کا دل میرے ساتھ تھا اور ماجرہ دیکھتا تھا مگر حضرت قرشی تو وہ آئینہ تھے جو ان کی طرف متوجہ ہوتا اسے آئینہ کی طرح پا لیتے۔

اب ذرا علامہ مناوی کی زبانی ان کے متعلق کچھ سنتے جائیں۔ فرماتے ہیں حضرت محمد بن احمد قرشی دراصل اندلس کے رہنے والے تھے پھر مصر میں تشریف لائے پھر وہاں سے بیت المقدس تشریف لے گئے، آپ مغرب (اندلس وغیرہ) اور مصر کے مشائخ کے سرخیل تھے آپ نے خواب میں اللہ کریم کی ہزار دفعہ زیارت کی۔ آپ کی یہ مشہور کرامت ہے کہ جب آپ مرض کوڑھ میں مبتلا ہوئے تو یہ مرض نماز کے وقت بالکل غائب ہو جاتا تھا آپ بالکل ٹھیک ہو جاتے۔ جب نماز ختم ہوتی تو مرض پھر عود کر آتا ایک اور کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دفعہ ساحل سمندر پر آئے تا کہ سمندر کو عبور کریں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے مگر جہاز نہ مل سکا آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور پانی پر چلنے لگے۔

خطیب عراقی اور امام ہاشمی

ایک اور کرامت یہ ہے کہ آپ نے اپنے دوستوں سے کہا مصر سے نکلنے کی تیاری کر لو کیونکہ مصر میں وبا نازل ہونے والی ہے۔ یہ بات خطیب عراقی کو معلوم ہوئی تو کہنے لگے کیا انہیں وحی ہوئی ہے؟ جب یہ بات حضرت قرشی کو معلوم ہوئی تو فرمایا اب وہ منبر پر نہیں چڑھ سکے گا۔ علامہ عراقی انہی دنوں فوت ہو گئے۔

ایک کرامت یہ بھی ہے کہ انہیں ایک دفعہ ندا دی گئی کہ مصریوں پر کوئی بلا اترنے والی ہے فرمانے لگے کیا میری موجودگی میں ایسا ہو سکتا ہے؟ حکم ہوا ان کے درمیان سے نکل جاؤ اب بلا تو لازماً اترے گی آپ شام چلے گئے اور جس مصیبت نے مصریوں پر آنا تھا وہ اتر آئی۔

فقیر غیور، خضر علیہ السلام سے مستغنی

آپ کی بیوی فرماتی ہیں میں آپ کے پاس سے آپ کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو گئی۔ میں نے سنا کوئی آدمی آپ سے ہمکلام ہے میں رک گئی جب بات ہو چکی تو میں آئی اور پوچھا یہ کون تھا؟ فرمانے لگے حضرت خضر علیہ السلام تھے مجھے سرزمین نجد سے ایک پھل درخت زیتون کا لا کر دیا اور فرمانے لگے یہ کھا لیں اس میں آپ کی شفا ہے میں نے انہیں جواب دیا، آپ اس پھل کے ساتھ تشریف لے جائیں مجھے اس کی ضرورت نہیں فرماتے ہیں میں ایک ساحل پر چل رہا تھا کہ ایک بوٹی نے مجھے خطاب

کرتے ہوئے کہا میں آپ کے مرض کی شفا ہوں مگر میں نے اسے نہیں کھایا۔

حدیث سے استدلال اور پھر غذا سے استغناء

اب تاذنی کو بھی پڑھتے جائیں فرماتے ہیں: امام ابوالعباس احمد قسطلانی فرماتے ہیں میں نے امام قرشی کو فرماتے سنا کہ میں (حضرت قرشی) شیخ ابراہیم بن طریف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا آپ سے پوچھا گیا کیا کسی انسان کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی عقدہ لازم قرار دے لے اور اسے اپنا مقصود حاصل کئے بغیر نہ کھولے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں جائز ہے انہوں نے پھر استدلالاً حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان فرمائی جو بنونضیر کے قصے میں درج ہے۔ جس میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد پاک موجود ہے:

اَمَا اَنَّهٗ لَوْ اَتَانِیْ لَاسْتَغْفَرْتُ لَهٗ وَلٰکِنْ اِذَا فَعَلَ ذَالِکَ بِنَفْسِهٖ فَدَعُوْهُ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ فِیْهِ

''اگر وہ میرے پاس آجاتا تو اسے میں ضرور معاف کر دیتا لیکن جب اس نے خود ایسا کیا ہے تو اسے اپنے حال پر رہنے دو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق خود فیصلہ صادر فرمائے''۔

میں نے جب یہ کلمات سنے تو میں نے بھی اپنے جی میں یہ عقدہ ڈال لیا کہ میں کوئی چیز اللہ کی قدرت کے بغیر نہیں کھاؤں گا۔ میں تین دن بھوکا رہا میں ان دنوں ایک دکان میں کام کیا کرتا تھا میں کرسی پر بیٹھا تھا کہ ایک آدمی سامنے آیا جس کے ہاتھ میں پیالہ تھا اور پیالہ میں کوئی چیز تھی وہ کہنے لگا عشا تک صبر کیجئے گا پھر آپ اس پیالے والی چیز کو کھائیں گے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا جب میں مغرب وعشا کے درمیان اپنا وظیفہ پڑھ رہا تھا تو اچانک دیوار پھٹ گئی ایک حور نکلی جس کے ہاتھ میں وہی پیالہ تھا اور اس میں شہد سے ملتی جلتی کوئی چیز تھی وہ میری طرف بڑھی اور مجھے اس سے تین چمچ کھلا دیئے مجھے چکر آئے اور میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے افاقہ ہوا تو پھر کوئی کھانا میرے لئے پسندیدہ نہ رہ گیا اور نہ کسی آدمی سے محبت رہی نہ ہی مخلوق کی باتیں مجھے پسند رہیں عرصہ دراز تک یہی حالت رہی۔

حضرت شیخ کا یہ بھی ارشاد ہے ابتدائے امر میں میں آٹا خریدا کرتا طویل راستہ پر ہر مانگنے والے کو دیتا رہتا گھر پہنچتا تو وہ پورے کا پورا ہوتا آپ نے ایک مرتبہ ایک درہم کا آٹا خریدا کسی سائل نے مانگا تو سارا دے دیا آپ نے دیکھا کہ ہاتھ بند ہے کھولا تو اس میں ایک درہم تھا اس کا پھر آٹا لیا اور گھر تشریف لے آئے۔

تصرفات کی جلوہ سازیاں

آپ سے منقول ہے آپ نے ملک کامل اور نائب سلطنت کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرمایا جس میں دودھ بھی تھا آپ کی تکلیف (کوڑھ) کی وجہ سے نائب سلطنت نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ شیخ نے فرمایا اگر آپ اس مریض کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھانا چاہتے تو اس ہاتھ سے کھالیں آپ نے وہی ہاتھ سامنے کیا تو چاندی کی طرح سفید وشفاف تھا اسے کوئی مرض نہ تھا۔ بقول علامہ مناوی آپ کی وفات بیت المقدس میں ۵۹۹ھ میں ہوئی اور وہاں ہی مدفون ہوئے پھر آپ کے پہلو میں حضرت ابن ارسلان دفن ہوئے اولیاء کا خیال ہے کہ ان دو قبروں کے درمیان دعا مقبول ہے بقول ابن مجیر الدین یہ

بات تجربہ میں صحیح ثابت ہوئی ہے۔

مغفرت لازمی ہے

نفح الطیب میں مذکور ہے کہ امام قرشی کے فیوضات میں سے یہ بات بھی ہے کہ میں نے امام قرشی شیخ ابو اسحاق بن طریف سے سنا فرماتے تھے جب شیخ ابوحسن بن غالب کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اکٹھے ہو کر ستر ہزار دفعہ تہلیل (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) پڑھو اور اس کا ثواب مجھے بخش دو کیونکہ مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ تعداد ہر مومن کے لئے جہنم سے فدیہ بن جاتی ہے فرماتے ہیں پھر ہم نے ایسا ہی عمل کیا اکٹھے ہوئے پڑھا اور ثواب آپ کے حوالے کر دیا (بقول حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ یہی بات حضرت ابن عربی سے بھی منقول ہے۔ ملاحظہ ہو مہر منیر مترجم)

آپ کی برکات میں سے یہ برکت بھی ہے فرماتے ہیں میں حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ مغاوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا میں آپ کو کچھ کلمات سکھاتا ہوں ضرورت کے وقت ان سے مدد لینا جب کسی چیز کی ضرورت ہو تو پڑھا کرو۔

یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا وَاجِدُ یَا جَوَادُ اِنْفَحْنَا مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

"اے وہ ذات! جو یکتا و تنہا ہے جو وجود بخشنے والا ہے جو سراپا سخاوت و عطا ہے ہمیں بھلائی کے نفحات سے نوازا کیونکہ تو ہی ہر چیز پر قادر ہے"۔

فرماتے ہیں جب سے میں نے یہ کلمات سنے ہیں انہی کے صدقے مجھے بھلائی کے حیات خیز جھونکے ملتے ہیں اور انہی سے عطا کے دروازے وا ہوتے ہیں۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یوسف یمنی ضجاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو ضجاع گاؤں کا باشندہ ہونے کی وجہ سے ضجاعی کہتے ہیں آپ نابینا تھے ولادت کے وقت سے آنکھوں میں کوئی نور نہ تھا بالکل بند تھیں (مگر دل کی دنیا کے شاہ تھے) امام کبیر تھے عالم اور عارف کامل تھے لاتعداد مخلوق آپ سے فیض یاب ہوئی اور فقیہ علی بن قاسم حکمی جیسے جلیل القدر علمائے اعلام نے آپ سے اخذ کیا۔

قوت یادداشت

آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جتنا بھی سنتے ایک ہی دفعہ سننے سے یاد کر لیتے، ہدایہ جیسی فقہ حنفی کی ضخیم کتاب صرف ایک دفعہ سننے سے یاد کر لی۔ فقیہ کبیر علامہ احمد بن موسیٰ عجیل سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں خواب میں زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا احمد! "اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے علم کے دروازے کھول دے تو نابینا (ضجاعی) کی قبر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا لے اور اسے تھوک کے ساتھ نگل جا"۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو برکات کا ظہور ہو گیا یہ فقیہ کے بچپن کا خواب تھا۔

باد و باراں بھی حکم ولی کے تابع ہیں

اور ملاحظہ ہو ملک مجاہد کے دور میں عرب باہم لڑنے لگ گئے وادی قریٰ پر تباہی مسلط ہو گئی فقہاء بنی زیاد کے پاس بہت

بڑا کتب خانہ تھا جسے نہ تو وہ ساتھ لے جاسکتے تھے اور نہ اسے چھوڑ کر خود جانا چاہتے تھے اس معاملہ میں وہ بے حد پریشان تھے اتفاقاً حضرت طلحہ بن عیسیٰ ہتار ان کے پاس پہنچے یہ ان کی جوانی کا دور تھا رات وہاں ٹھہرے جب ہتار نے ان کی پریشانی دیکھی تو ان کے معاملے کو بہت اہمیت دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا آپ فرمارہے تھے ''بنی زیاد کے فقہاء کو کہہ دے کہ وہ نابینا کی قبر کے پاس کتابیں لے چلیں پھر وہ محفوظ ہو جائیں گی''۔ جب ہتار خواب سے بیدار ہوئے تو بنی زیاد کو بات بتادی انہوں نے فوراً کتابیں مذکورہ قبر کے پاس پہنچادیں پورا سال یہ کتابیں دھوپ اور بارش میں کھلے میدان میں پڑی رہیں۔ بقول علامہ شرجی نہ تو وہ خراب ہوئیں اور نہ ہی عرب وعجم میں سے انہیں کوئی فرد اٹھاسکا (اس دور میں کتب قلمی ہوتی تھیں لہٰذا بارش کی صورت میں سیاہی گھل جاتی تھی یہ حضرت ضریر کی کرامت ہے کہ پانی سے سیاہی نہ گھلی۔ مترجم) شرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حکایت مجھے کچھ ثقہ علماء نے شیخ محمد غزالی سے بھی روایت کی ہے انہوں نے اپنے والد طلحہ سے یہ روایت لی تھی میں نے خود بھی بنی زیاد کے نیک خو فقیہ عتیق بن زیاد سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے یہ واقعہ ہمارے خاندان میں مشہور ومتداول ہے۔ حضرت فقیہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۶۰۰ ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار اپنے گاؤں میں ہی ہے لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور زیارت کے لئے آتے ہیں آپ بکر بن وائل بن ربیعہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

ابو مدین شعیب، محمد بن احمد بن عمران عیاشی یمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب شعیب ہے اس لقب نے اتنی شہرت پائی کہ اصل نام کی جگہ لے لی۔ آپ فقیہ، عالم، معتکف اور تنہائی پسند صاحب کرامت ولی تھے۔

شریعت کا بعد موت احترام

آپ کی وفات کے بعد قبرستان کی طرف اٹھا کر لے جارہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور مؤذن نے اذان دینا شروع کی اٹھانے والوں کی قوت برداشت سے آپ کا بوجھ بڑھ گیا انہوں نے آپ کی چارپائی زمین پر رکھ دی۔ جب اذان ختم ہوئی تو انہوں نے چارپائی کو حرکت دی اب وہ پہلے کی طرح ہلکی پھلکی تھی لوگوں نے چارپائی اٹھائی اور قبرستان لے گئے مگر حیران تھے کہ ایسا کیوں ہوا؟ آپ کے کسی ساتھی نے لوگوں کو بتایا کہ حضرت جب مؤذن کی آواز سنتے تو فوراً رک جاتے تھے اور مؤذن کا جواب شروع کر دیتے تھے وہ اذان کے ختم ہونے تک کھڑے رہتے تھے۔ بقول شرجی رحمۃ اللہ علیہ آپ ۶۰۵ ھ تک حیات ظاہری کو رونق بخش رہے تھے اور آپ کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔

محمد بن ابی کسیر حکمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عواجہ کے رہنے والے یمنی ہیں یمن کے عظیم المرتبت صوفیہ میں سب سے مشہور شیخ کبیر ہیں۔

امی مگر استاذ

آپ امی تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے (مگر علم لدنی کا یہ حال تھا کہ) فقیہ شہیر حضرت محمد بجلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن درس

سے اٹھ گئے تو آپ نے ان کی جگہ بیٹھ کر درس دیا کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ درختوں سے بھری ایک جگہ پر تشریف لائے ایک درخت سے فرمانے لگے ٹیڑھا ہو جا یہ سن کر جنگل کے سارے درخت ٹیڑھے ہو گئے اور لوگ ان سے ہل بنانے لگ گئے۔

ولی نے قبر سے نکل کر دوستی کی

بقول امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی حضرت حکمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وفات کے بعد حاضر ہوا اور التجا کی کہ اسے اپنی دوستی کا شرف بخشیں آپ قبر سے نکلے اور اس سے دوستی کا عہد باندھا۔ (دور حاضر میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا قلندر مدار حضرت خواجہ محمد بدرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قلندر چاچڑوی سے فرمایا اب تو بڑی شفقت سے پیش آتے ہو کیا موت کے بعد بھی یہ کیفیت باقی رہے گی پھر وعدہ ہوا کہ ایسا ہی ہوگا حضرت قلندر مدار چاچڑ شریف تشریف لائے تو حضرت قلندر چاچڑ دی قبر سے اٹھ کر ملے حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو "حیات عزیز"۔ یاد رہے کہ خاندان چاچڑ شریف سیدی وسندی شمس معرفت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کا غلام بے دام ہے اور حضرت قلندر مدار حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے اور اعلیٰ حضرت کے پڑپوتے تھے۔ مترجم)

منکر سماع کو حق دکھادیا

آپ کی یہ کرامت بھی مشہور ہے کہ ایک فقیہ منکر سماع تھا اور آپ کے سامنے انکار کیا کرتا تھا سماع کی حالت میں آپ نے اس منکر سے فرمایا فقیہ صاحب! ذرا سر اٹھائیں اس نے سر اٹھایا تو فضا میں فرشتوں کو (جذب ومستی میں) چکر کاٹتے پایا۔

وصال یار کے لئے تیاری

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک صاحب ولایت نے مجھے بتایا کہ میں ان کی قبر پر حاضر ہوا تو آپ قبر سے باہر نکلے تو کمر کسی ہوئی تھی میں نے کمر باندھنے کی وجہ پوچھی فرمایا ہم ابھی تک طلب میں ہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ وصال پا گیا ہے وہ جھوٹا ہے وصال تو محدود کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ انتہا وحدود سے مبرا ہے (پھر اس تک وصال کیسا؟) یہ سب کرامات امام مناوی نے بیان فرمائی ہیں۔

غیب کی خبریں

امام شرجی یہ کرامت بیان کرتے ہیں علاقہ حرض کے رہنے والے دو بھائی عواجہ گاؤں میں آئے گاؤں کے قریب پہنچے تو آپ کے خوارق وکرامات کا چرچا سنا مگر انہیں سچ نہ سمجھا کافی عرصہ عواجہ میں قیام کے بعد انہیں پتہ چلا کہ ان کا باپ بیمار ہو گیا ہے انہوں نے واپسی کا پروگرام بنایا اب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دیتا کہ ان کی کیفیت وحالت کو بھی معلوم کر سکیں حضرت شیخ کے پاس آ کر والد کی بیماری اور اپنی واپسی کی اطلاع دی۔ حضرت شیخ نے بات سن کر ارشاد فرمایا جب تم گھر پہنچو گے تو تمہارے باپ کو آرام آ چکا ہو گا تم شہر میں رات کے آخری حصہ میں پہنچو گے جب باپ کی خدمت میں حاضری دو گے تو اسے صبح کی نماز کے لئے وضو کرتا پاؤ گے وہ ایک پاؤں دھو چکے ہوں گے اور دوسرا ابھی نہیں دھویا ہو گا۔ وہ دونوں بھائی حضرت

شیخ کو الوداع کہہ کر چلے گئے جب وہ باپ کے پاس پہنچے تو وہی وقت تھا جو حضرت شیخ نے بتایا تھا اور وضو کی وہی کیفیت تھی جو انہوں نے ارشاد فرمائی تھی، ان دونوں بھائیوں نے حضرت شیخ کی ساری ارشاد فرمودہ بات لوگوں کو بتادی اس علاقہ میں بھی آپ کی شہرت ہوئی آپ کی کرامت و برکات کا ظہور تواتر سے ہوا۔

موت کی خبر

یہ کرامت مشہور فقیہ حسین اہدل نے اپنی تحریر کردہ تاریخ میں ذکر کی ہے جب شیخ علی اہدل کی وفات ہوئی تو حضرت شیخ ابوالغیث بن جمیل فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے اور ارادہ کرلیا کہ اب اپنے شیخ علی ابدال رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ پر ہی قیام کریں گے۔ شیخ علی اطلاع دے چکے تھے کہ وہ ایسا کریں گے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اپنے اس ارادہ پر قائم نہیں رہ سکیں گے۔ تیسرے دن حضرت محمد حکمی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابوالغیث سے فرمایا آج رات نہ ہی آپ اس مقام پر ٹھہریں اور نہ ہی اپنے کسی درویش کو ٹھہرنے دیں کیونکہ جو بھی وہاں ٹھہریگا مر جائے گا۔ شیخ ابوالغیث اور ان کے سب ساتھی تو وہاں سے اٹھ گئے اور ایک ساتھی حضرت حکمی کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے وہاں شب باش ہوا صبح لوگوں نے دیکھا کہ وہ مرا ہوا تھا۔ حضرت محمد حکمی فرمانے لگے ابوالغیث اسی طرح بے گھر پھرتے رہیں گے۔ تہامہ بھر میں جب تک میں زندہ ہوں، انہیں ٹھکانا نہیں ملے گا۔ شیخ ابو الغیث پھر حضرت شیخ محمد حکمی کی زندگی میں کسی جگہ ٹھہر نہ سکے اور تہامہ کے پہاڑوں میں سولہ سال تک ٹھہرے رہے۔

روایت ہے جب بھی وہ پہاڑوں سے اترنا چاہتے حضرت حکمی اپنے احوال کے تیر انہیں مار دیتے، جب حضرت حکمی کا انتقال ہوا تو حضرت ابوالغیث اپنے پاؤں سے کوئی چیز اس طرح کھولتے گویا بیڑیاں کھول رہے ہیں اور کہتے تھے یہ شیخ محمد حکمی رحمۃ اللہ علیہ کے تیروں کے نشانات ہیں حضرت حکمی ۶۱۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

حضرت محمد بن حسین بجلی رحمۃ اللہ علیہ

یافعی فرماتے ہیں مجھے ایک نیک بھائی نے بتایا حضرت بجلی رحمۃ اللہ علیہ مذکور کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا

ولی چوری کا بیل پکڑواتے ہیں

میرا بیل چوری ہو گیا ہے آپ نے فرمایا تجھے اپنا بیل چاہئے؟ کہنے لگا جی ہاں، فرمایا فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک شخص ہل چلا رہا ہوگا اس سے بیل لئے بغیر نہ ٹلنا، اس شیخ سے مراد خود ان کے مرشد حضرت شیخ یمن محمد حکمی رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ آیا اور کہنے لگا میرا بیل مجھے دے دیں وہ بالکل پیچھے پڑ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ میرا چور یہی شیخ ہے۔ وہ حضرت کو پہچانتا نہ تھا۔ شیخ نے پوچھا تجھے کس نے یہ بات کہی؟ اس نے جواب دیا مجھے یہ بات محمد بن حسین بجلی نے بتائی ہے۔ پھر کہنے لگا مجھے میرا بیل دیں ان لمبی باتوں کو چھوڑیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو بتائیے آپ کا بیل کیسا ہے؟ وہ کہنے لگا واہ جی واہ! آپ میرا بیل بھی چراتے ہیں اور پھر اس کی صفات سے بے خبری کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فلاں جگہ جائیے وہاں تیرا بیل ایک درخت کے ساتھ بندھا ہوا ہوگا اسے کھول کر لے لیں وہ اس جگہ گیا شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق بیل کو وہاں پایا اسے پکڑ لیا اور خوشی خوشی پلٹا

اب وہ چور آیا جس نے بیل کو وہاں باندھا تھا تا کہ اسے کھول کرلے جائے مگر اب بیل کہاں چور غم واندوہ بلکہ گناہ واثم کے ساتھ واپس ہوا، شیخ کو اجر وثواب ملا یہ دراصل حضرت محمد حکمی کی کرامت ہے اگر اسے میں ان کے ترجمے میں ذکر کر دیتا تو زیادہ مناسب تھی لیکن یہاں بھی مناسب تھی لہٰذا یہاں ذکر کر دی۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن حسین بجلی امام، عارف، صوفی اور صاحب کرامات ومکاشفات تھے آپ سے سماع کے متعلق سوال ہوا اور پوچھا گیا کہ جناب! اس میں گھنٹیوں کی آواز ہوتی ہے پھر اس کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں تو جب بھی سنتا ہوں تو وہ گھنٹیاں اللہ اللہ کر رہی ہوتی ہیں۔

پرندے نے علوم کے دریا بہا دیئے

علامہ شرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حسب روایات یہ ابتدائی دور میں حضرت فقیہ ابراہیم بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے پڑھنے والے ساتھیوں نے ان کا انتظار نہ کیا اور آگے پڑھتے چلے گئے۔ جب انہیں صحت ہوئی تو اپنے بھائی فقیہ علی کے ساتھ اپنے استاد کے پاس جانے لگے یہ علی بڑے لائق طالب علم تھے اور ان کے ساتھی ان سے آموختہ سنا کرتے تھے دوران سفر جب دوپہر گرم ہوئی تو دونوں ایک درخت کے سائے میں پناہ گیر ہوئے۔ حضرت فقیہ محمد سو گئے ایک پرندہ آیا اپنا منہ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈال کر کوئی خوشبودار چیز اس میں ڈالنے لگا یہ منظر ان کے بھائی علی دیکھ رہے تھے جب حضرت فقیہ جاگے تو اپنے بھائی سے کہنے لگے واپس اپنے شہر چلنا چاہئے دونوں واپس شہر آ گئے اس کے بعد اتفاق سے فقیہ محمد پھر بیمار پڑ گئے۔ شیخ فقیہ ابراہیم اپنے طلبہ کو لے کر انہیں پوچھنے آئے اور آپ سے چند مسائل پوچھے حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے تسلی بخش جواب دیئے، فرمانے لگے محمد! یہ علم لدنی ہے علم تعلیمی نہیں اس کے بعد علوم کے دقائق میں اللہ کریم نے انہیں عظیم الشان معرفت عطا فرما دی۔ آپ کی وفات ۶۲۱ھ میں ہوئی آپ کی قبر اپنے دوست شیخ محمد حکمی کے پہلو میں عواجہ گاؤں میں ہے۔ آپ حضرات کے وسیلہ سے حاجات طلب کی جاتی ہیں اور بارش کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

حضرت محمد بن علی محمد حاتمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، علماء کے ائمہ اور ہمارے واجب الاحترام صوفیہ میں سے ہیں۔ عارفین، اور مذاہب اربعہ کے علمائے عاملین نے آپ کی بے حد ثنائے جمیل فرمائی ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' میں آپ کے متعلق بہت کچھ رقم فرمایا ہے اور بلیغ ترین عبارات میں مشائخ وعلماء نے آپ کے بارے میں ارشادات بھی نقل فرمائے ہیں۔ عارف کبیر سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی ثنا میں ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اور اس کے علاوہ اپنی دوسری کتابوں میں بھی آپ کا ذکر خیر کیا ہے۔ سیدی عارف باللہ سید مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لاجواب ''اَلسّیوف الحدّ ادفِی أعناق أهل الزندقة والإلحاد'' میں آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے۔ نیز انہوں نے

آپ کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ اب آپ ولایت محمد یہ خاصہ کے خاتم اور بدر تمام ہیں، حضرت شیخ الشیوخ غوث افخر ابو مدین نے آپ کے لئے شیخ اکبر کا لفظ استعمال فرمایا اور پھر نقل فرمایا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت عز بن عبد السلام، شیخ الاسلام حضرت زکریا، حضرت ابن حجر ہیتمی، امام حافظ سیوطی نے تو رسالہ ''تنبیہ الغبی فی تبرئۃ ابن العربی'' میں آپ کی ذات پر لکھا جس میں آپ کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے، حضرت علی بن میمون (آپ نے بھی حضرت کی شان میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور مخالفین کے جواب بھی اس رسالہ میں دیئے) علامہ جلال الدین دوانی اور سید عبد القادر عیدروس (''النور السافر'' میں آپ کے متعلق لکھا ہے) ابن کمال پاشا، علامہ مجد الدین فیروز آبادی مصنف ''قاموس'' نے بھی آپ کی ثنائے جلیل کی ہے۔ حضرت ابو مدین نے ان حضرات کی عبارات نقل فرمائی ہیں پھر لکھتے ہیں منکرین کا بھرپور رد حضرت شیخ عبد الغنی نابلسی نے اپنی کتاب ''الرد المتین علی منتقص العارف محی الدین'' میں کیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں سیدی احمد قشاشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''وَحْدَۃُ الْوُجُوْدُ'' کے آخر میں حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اگر انسان غور وخوض سے کام لے اور آپ کی تصانیف اور فتوحات سے آپ کے مناقب سیاق وتقریب کو سامنے رکھ کر اکٹھے کرنے لگ جائے تو کئی جلدیں بن جائیں مثلاً ایک ہی بات ملاحظہ فرماتے جائیں۔

محبت میں پگھل کر پانی بننا

جو آپ نے فتوحات مکیہ کے باب ''الحب'' میں ارشاد فرمائی ہے آپ کے سامنے ایسے آدمی کا ذکر چل نکلا جو محبت کی وجہ سے پگھل کر شیخ مرشد کے سامنے پانی بن گیا شیخ یہ فرمانے لگے اس کی محبت طبعی تھی۔ محبت الٰہی نہ تھی تبھی تو پگھل گیا اگر محبت الٰہی ہوتی تو ثابت رہتا اور نہ پگھلتا۔

حضرت ابن عربی کا مقام محبت

یہ فرمایا خدا کی قسم، پھر خدا کی قسم اللہ نے مجھے اس محبت سے وہ کچھ عطا فرما رکھا ہے کہ اگر اس کا تھوڑا سا حصہ آسمانوں اور زمین پر ڈال دیا جائے تو وہ پگھل جائیں لیکن اللہ کریم نے مجھے اس محبت کو برداشت کرنے کی قوت دی ہے۔ قاری محترم! اب ذرا اس حال کو ملاحظہ فرمائیں کیا یہ چیزیں عقل میں سما سکتی ہیں۔ حضرت نے فتوحات میں فرمایا یہ کتاب (فتوحات مکیہ) اپنے طول وکثرت ابواب وفصول کے باوجود جب کہ یہ بیس جلدوں پر پھیل چکی ہے، راہ طریقت میں ہمارے دل کے ایک کھٹکے کو بھی اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتی۔ جب کہ اللہ کریم نے انسان کامل کو بارہ سو قوتیں عطا فرما رکھی ہیں ان قوتوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک کونین پر مسلط کر دی جائے تو کونین معدوم ہو کر رہ جائیں'' آپ کی کتابوں میں کئی ایسی مثالیں ہیں اس مختصر کو کافی سمجھیں اور اولیائے امت کا ادب کریں۔ کیونکہ اللہ کریم جل مجدہ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

''جو میری ذات کی وجہ سے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے میری طرف سے اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے''۔

حضرت قشاشی کی عبارت ختم ہوئی اس کے بعد سیدی مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اور دیگر عارفین کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو حضرت ابن عربی کی مدو ثنا میں ہیں۔

آپ کی کرامات لاتعداد و بے شمار ہیں میں تو صرف وہی ذکر کروں گا جو مجھے میسر آئی ہیں۔ ایک کرامت یہ ہے کہ آپ جامع دمشق میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص گوشے میں بکثرت جلوس فرمایا کرتے تھے یہ گوشہ تنہائی شامی وغربی دیوار کے آخری حصے میں واقع ہے یہ نشست محض امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے آثار سے حصول تبرک کے لئے ہوتی کیونکہ غزالی توجۃ الاسلام تھے آپ یہاں تشریف فرماتھے کہ جامع کے استاد تشریف نہ لائے اور حضرت ابن عربی کو مسجد میں موجود پاکر فقہاء نے عرض کیا حضور! ہمیں سبق پڑھا دیں اس عرض پر خوب اصرار ہوا آپ نے فرمایا میں مالکی ہوں (اور تم شافعی ہو) لیکن بتاؤ تمہارا کل کا سبق کیا تھا ان لوگوں نے فقہ پر لکھی گئی کتاب ''الوسیط'' کا مقام درس بتایا یہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تھی۔ امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اگلا سبق پڑھایا اور طویل بحث فرمائی۔ فقہاء سن کر کہنے لگے ایسی لطیف بحث تو ہم نے کبھی نہیں سنی۔

امام ابن عربی کی قوت یادداشت

مزید ملاحظہ ہو کہ آپ نے مکہ مکرمہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) میں فتوحات مکیہ لکھی پھر عراق تشریف لائے لوگوں نے فتوحات مکیہ کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے اس کا نسخہ تو مکہ مکرمہ میں ہے لوگوں نے کہا حضور! اس کے بغیر تو گزارا نہیں، آپ نے ساری فتوحات اپنے حافظہ سے تحریر کرادی پھر جب مکہ سے اصل نسخہ منگایا گیا تو دونوں من وعن ایک جیسے تھے۔ یہ بات علامہ سراج نے اپنی کتاب ''تفاح الارواح'' میں ذکر فرمائی ہے پھر لکھا ہے ہم نے آپ کی اولاد اور ساتھیوں کو دمشق میں دیکھا ہے مگر آپ سے ملاقات نہیں کر سکے کاش! آپ سے ان کی ملاقات ہو جاتی۔

کتاب سے تیل غائب

علامہ سراج مذکور ہی راوی ہیں دمشق میں ایک بااثر آدمی حضرت ابن عربی کا مخالف اور آپ کے ارشادات کو باطل کہنے والا تھا آپ پر وہ جھوٹے اتہامات باندھا کرتا تھا اس نے ایک دفعہ کسی آدمی کے لئے ایک کتاب نقل کی اس کی ابتدا انتہا اور ابواب کی سرخیاں سونے اور دوسرے حسین وجمیل رنگوں سے تحریر کیں، جب وہ اس کے مختلف اجزا اپنے سامنے کھول کر صنعت کاری کو ملاحظہ کرنے کے لئے اور حسن کو دیکھنے کے لئے بیٹھا تھا تو دفعۃً ایک بلی نے دیئے کی ڈیوٹ نکال کر ان پر یوں چھینکی کہ سب کا ستیاناس کر دیا وہ شریف آدمی ساری رات نہ سو سکا انگاروں پر لوٹتا رہا صبح سویرے یہ مسودہ لے کر اسے دمشق کے باب الفرادیس کے سامنے نہر بردی میں ڈالنے کے لئے چلا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ اپنے مدرسے کے دروازے پر کھڑے ہیں، فرمانے لگے حضرت شریف! آیئے میں نے ایک دفعہ ایک کتاب نقل کی تھی پھر وہ سارا واقعہ سنا دیا جو اس شریف آدمی کو پیش آیا تھا۔ اس شریف نے اپنی سابقہ جہالت اور گمراہی کو نہ چھوڑا اور کہنے لگا مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ تنگ بندی کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے کتاب دے دیں شائد میں اس کے لئے کوئی دوائی بتا سکوں وہ کہنے لگا یہ مکار

آج مجھے اپنے شر سے بچنے نہیں دے گا۔ پھر اس نے رومال کھول دیا، حضرت شیخ نے فرمایا دروازے کے اندر سے ایک اوک بھر کر مجھے کتابت کے بچے کھچے سامان کی لا دے اس نے حکم کی تعمیل کی وہ اشیاء حضرت نے اوراق پر بکھیر دیں وہ نابکار کہنے لگا ایسے لوگ اسی طرح بیڑا غرق کرتے ہیں آپ نے تو اسے تباہ ہی کر دیا سبحان اللہ کیا صنعت کاری فرمائی ہے اور کیسا لطیف کام کیا ہے (پہلے تیل پڑا ہوا تھا پھر اس پر سامان کتابت سیاہی وغیرہ کا مزید اضافہ کر دیا۔ مترجم) آپ نے فرمایا اب نہر میں ڈالنے کے اپنے پروگرام پر عمل کر لیجئے، وہ نہر کی طرف چلا پھر جی میں کہنے لگا شائد یہ بھی جادو کا کرشمہ ہو، کتاب کھولی اسے جھاڑا اب اسے دیکھا تو وہ اس سے زیادہ خوبصورت بن چکی تھی جتنی تحریر کے اختتام کے وقت تھی واپس پلٹا آپ سے آ کر کہا حضرت مکار! آپ نے بڑا حسین جادو کیا ہے، آپ نے فرمایا اچھا ابھی تک تو اپنی سابقہ کیفیت عداوت کو ساتھ لئے پھرتا ہے آپ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (یہ کہہ کر حضرت نے) اس شریف آدمی کا سر اپنے ہاتھ سے اس کے جسم سے اٹھا لیا اور وہ معتبر اپنے جسم کو سر کے بغیر خود دیکھ رہا تھا ایک ساعت گزرنے کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (یوں ہو جا) آپ نے اس کا سر اس معتبر کے جسم پر رکھ دیا وہ یہ کیفیت دیکھ کر پکار اٹھا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّكَ وَلِيُّ اللّٰهِ

''میں گواہ ہوں کہ معبود برحق صرف ذات خداوندی ہے اور سید کل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ یقیناً اللہ کے ولی ہیں''۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شریف! اب بات بنی، میں نے آپ کو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے گمراہی سے باہر نکالا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجھ پر عتاب فرمائیں کہ تم نے اسے ہدایت تک لانے میں کیوں دیر کی جب کہ آپ کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ اب یہ شریف اور اس واقعہ عظیم کے سب حاضرین حضرت شیخ اکبر کے بہت بڑے محب بن گئے۔ علامہ سراج فرماتے ہیں ہمارے اور حضرت شیخ کے درمیان اس واقعہ کے دو عادل راوی موجود ہیں۔

سینکڑوں میل دور سے دشمن کی گرفت

لیجئے اب ایک اور واقعہ علامہ سراج سر اً بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں ہمیں یہ واقعہ شیخ صالح حیدر بن ابی الحسین بن حیدر جبری بغدادی نے بتایا انہیں سید زین الدین حسینی بغدادی نے اور انہیں سید زین الدین رشید حلبی نے اور انہیں شیخ عز الدین و امغانی خراسانی نے بتایا جو عالم و عامل بزرگ تھے۔ فرماتے ہیں خراسان میں ایک شخص تھا جو حضرت ابن عربی کے معائب و مثالب بیان کیا کرتا تھا وہ نہ صرف آپ کو بلکہ آپ سے نسبت رکھنے والے ہر آدمی کو بھی ایذا دیتا اور اس معاملہ میں سب حدیں توڑ دیتا۔ احباب نے حضرت شیخ کے سامنے اس کی شکایات رکھیں آخر کار کہنے لگے حضور! اب تو صبر بھی ناممکن ہو گیا ہے اب وہ مرحلہ آ گیا ہے اس کی قضا و قدر کے نفاذ کا مسئلہ شیخ کے حوالے ہو گیا آپ نے ایک آدمی سے کہا کہ ایسا اور ایسا خنجر آپ مجھے لا

دیں حالانکہ ایسے خنجر کا اسے علم نہ تھا۔ آپ نے ایک ورق لیا جو شکل انسانی کے مطابق کٹا ہوا تھا اس کاغذ کے پتلے کو خنجر سے ذبح کر دیا اور فرمایا اے ساتھیو! میں نے ابھی ابھی اس خراسانی کو ذبح کر دیا ہے جو ہم پر زیادتیاں کیا کرتا تھا اور میں نے اس کے گھر کی چھت کے نیچے ایک دیوار سے بھاری پل اٹھا کر خنجر نیچے رکھ دیا ہے یہ بوجھ بیس سے کم آدمی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا سکتے میں نے خنجر پر اس کے خون سے لکھ دیا ہے ''اسے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ذبح کیا ہے'' حاضرین میں سے شک کرنے والے لوگ خراسان چلے گئے وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ کہہ رہے ہیں فلاں آدمی فلاں دن فلاں وقت ذبح ہو گیا یہ بالکل وہی وقت اور وہی دن تھا جس دن حضرت شیخ نے اسے ذبح کیا تھا ان جانے والے لوگوں نے انہیں سارا واقعہ بیان کر دیا بہت سے لوگ جن پر اس کے قتل کی تہمت لگ رہی تھی، بچ گئے۔ اس پل نما چھت کو اٹھایا گیا تو وہاں خنجر حضرت کی بتائی ہوئی عبارت سمیت موجود تھا۔ (علامہ سراج: تفاح الارواح)

منکر زمین میں دھنس گیا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے برادرم شیخ صالح الحاج احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ان کا گھر حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کے بالکل قریب تھا اور مزار شریف سامنے نظر آتا تھا نماز عشا کے بعد ایک منکر آگ لے کر حضور کے مزار کے تابوت کو جلانے آنکلا قبر سے نو گز دور تھا کہ وہ زمین میں دھنسنے لگا میری نگاہوں کے سامنے وہ زمین میں غرق ہو گیا رات کو جب اہل خانہ کو نہ ملا تو وہ تلاش کرنے لگے میں نے انہیں سارا واقعہ سنا دیا وہ مقام خسف پر آئے اور جگہ کھودی اس کا سر نکل پڑا مگر جوں جوں وہ کھودتے جاتے وہ نیچے دھنستا چلا جاتا آخر تھک ہار کر اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔

اسلاف سے ملنے کے تین طریقے

امام مناوی آپ کے شاگرد صدر قونوی رومی کی زبانی یہ کرامت بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ کو اللہ کریم نے یہ طاقت عطا کر رکھی تھی کہ وہ گزشتہ زمانوں کے انبیاء و اولیاء کی مقدس روحوں کے ساتھ اجتماع تین طریقوں سے فرما سکتے تھے۔ (۱) اگر چاہتے تو ان کی روح پر فتوح کو اس دنیا میں اتار کر صورت مثالیہ میں اس طرح متشکل فرما دیتے جو اس کی حسین عنصری صورت کے بالکل مطابق ہوتی جو دنیا میں تھی۔ (۲) اگر چاہتے تو ان کی ارواح عالیہ کو خواب میں بلا لیتے۔ (۳) اگر چاہتے تو اپنی صورت کو (عالم روح) میں بدل کر ان سے مل لیتے۔

کعبہ سے باتیں

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الأجوبة المرضية'' میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں آپ نے ''فتوحات مکیہ'' کے باب ''الحج'' میں ذکر فرمایا ہے کہ کعبہ ان کا حکم ہے اور یہی حال حجر اسود کا ہے اور کعبہ نے ان کا طواف بھی کیا ہے اور ان کی شاگردی بھی اختیار کی ہے اور ان سے اولیائے امت کے مقامات تک ترقی پانے کے لئے درخواست بھی کی ہے۔ آپ نے ان مقامات سے کعبہ کو ترقی بھی دلائی ہے کعبہ کو آپ نے اشعار سنائے ہیں اور کعبہ نے آپ کو اشعار سنائے جو

آپ نے دہرائے۔ اور یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ اولیاء اللہ خلاف واقعہ بیان کریں۔ واللہ اعلم

جفر کا ایک نکتہ

آپ کے مناقب لاتعداد اور آپ کی کرامات بے شمار ہیں آپ کی وفات دمشق شام میں ہوئی اور جبل قاسیون کے دامن میں صالحیہ کے مقام پر دفن ہوئے آپ کا مزار مشہور ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں اور وہاں برکات کا ظہور ہوتا ہے آپ کا وہاں تکیہ بنا ہوا ہے۔ سلطان سلیم ترکی نے وہاں ایک جامع مسجد بنوادی ہے۔ سلطان سلیم نے ہی آپ کو ظاہر کیا اس سے پہلے آپ کا مزار پردۂ خفا میں تھا۔ آپ نے اپنی مشہور جفری کتاب ''الشجرۃ النعمانیۃ'' میں تحریر بھی فرمادیا ہے کہ جب سین شین میں داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر کا ظہور ہوگا۔ ''إذا دخل السین فی الشین ظهر قبر محی الدین'' سلطان سلیم (س) ۹۲۳ھ میں شام (ش) میں داخل ہوا تو آپ کی پیش گوئی پوری ہوگئی، معرکہ کی بات یہ ہے کہ آپ بیک وقت اولیائے عارفین کے اماموں کے بھی قائد تھے اور تبحر علماء کے اماموں کے بھی لیڈر تھے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ واساتذہ

مجھے وہ اجازت نامہ بھی مل گیا جو حضور شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے ملک مظفر بن ملک عادل ایوبی کو عطا فرمایا تھا آپ نے اس اجازت نامے میں اپنے مشائخ اور اپنی تالیفات کا ذکر فرمایا ہے جس میں حصول فائدہ و برکت کے لئے یہ اجازت نامہ حضور کے اپنے حروف میں یہاں نقل کر دینا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا'' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اسی ذات پاک سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں اور میرا نام محمد بن علی بن عربی طائی اندلسی حاتمی ہے میرا کہنا یہ ہے کہ میں نے اللہ کریم سے استخارہ کے بعد سلطان ملک مظفر بہاء الدین غازی بن ملک عادل ابی بکر بن ایوب، ان کی اولاد اور جو بھی زندگی میں مجھے ملے ان سب کو اجازت دے دی ہے ان سب علوم کی جو میں نے اپنے اساتذہ ومشائخ سے قراءۃً، سماعاً، حصولاً، کتاباً، اور اجازۃً روایت کئے ہیں میں نے انہیں سب علوم میں اپنی تصانیف وتالیفات کی بھی اجازت دے دی ہے اپنے سب کلام منثور ومنظوم کی بھی اس فن کے ماہرین کے طور کے مطابق اجازت دے دی ہے اور یہ تحریر لکھتے ہوئے میں نے اپنی زبان سے بول کر بھی اجازت دی ہے یہ اجازت یکم محرم ۶۳۲ھ کو شہر دمشق میں دے رہا ہوں۔ شاہ مذکور نے مجھ سے استدعا بھی کی تھی کہ جن اساتذہ کا ذکر ممکن ہو وہ بھی فرمایا جائے ان کی یہ درخواست بھی تھی کہ اپنی مسموعات وتالیفات کا بھی تاحد امکان ذکر کروں میں نے ان کی التجا کو قبول کرلیا ہے۔ اللہ کریم مفید علم سے نوازے، ہمیں اور انہیں علم کا اہل بنائے یقیناً وہی کارساز اور کرم گستر ہے۔

۱۔ ابوبکر بن اخلف لخمی رحمۃ اللہ علیہ، میں نے ان کے پاس ابوعبداللہ محمد بن شریح رعینی جو مشہور سات قاریوں پر ہے، کی کتاب ''کافی'' سات قرأتوں سے پڑھی انہوں نے مجھے مولف کے بیٹے کی طرف سے سند بتائی۔

۲۔ قرأت میں ہمارے استاد ابوالحسن شریح بن محمد بن شریح رعینی بھی ہیں جنہوں نے اپنے والد مصنف کی طرف سے ہمیں روایت بتائی۔

۳۔ ہمارے قرآن کے ایک اور استاد جنہوں نے مجھے مذکورہ بالا کتاب ہی پڑھائی علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن غالب شراط

قرطبی ہیں انہوں نے یہ سند مولف کے صاحبزادے حسین سے اور انہوں نے مؤلف کی طرف سے سند بتائی۔

۴۔ شہر فاس کے جج قاضی ابو محمد عبداللہ باز لی بھی ہمارے استاد ہیں جنہوں نے قرأت سبعہ کے مذہب پر لکھی گئی کتاب تبصرہ ہمیں پڑھائی یہ کتاب ابو محمد مکی کی تصنیف ہے انہوں نے اس کی سند ابی بحر سفیان بن قاضی باز لی سے لی ہے اور مجھے اپنی ساری تصنیفات کی اجازت عامہ دی ہے۔

۵۔ قاضی ابو بکر محمد بن احمد بن ابی حمزہ رحمۃ اللہ علیہ: انہوں نے مجھے ابو عمر عثمان بن ابی سعید وانی کی کتاب ''تبشیر'' پڑھائی انہوں نے اپنے باپ کی سند سے وانی کی سب تصنیفات کی مجھے اجازت عامہ دی۔

۶۔ قاضی ابو عبداللہ محمد بن سعید بن در بون رحمۃ اللہ علیہ: میں نے ان کے پاس ابو عمر یوسف بن عبدالبر شاطبی کی کتاب ''الملقی'' سنی۔ انہوں نے ابو عمران موسیٰ کی سند سے مجھے سب تالیف مثلاً الاستذکار، التمہید، الاستیعاب اور الانتقاء کی اجازت عامہ دی۔ اور سب تالیفات کی روایت کی اجازت دی۔

۷۔ ہمارے محدث استاد ابو محمد ابو الحق اشبیلی ہیں انہوں نے اپنی سب حدیث کی تصنیفات کی سند بیان کی اور خاص طور پر یہ نام لئے، تلقین المبتدی، الاحکام (صغریٰ، وسطیٰ، کبریٰ)، کتاب التجید، کتاب العاقہ، (نظم ونثر) علامہ علی بن احمد بن حزم کی کتاب کی بھی انہوں نے اپنی سند سے مجھے اجازت دی۔

۸۔ علامہ عبدالصمد حرستانی بھی میرے استاد ہیں جنہوں نے فراوی کی سند سے صحیح مسلم مجھے پڑھائی اور اس کی اجازت عامہ مجھے دی۔

۹۔ حضرت یونس عباسی ہاشمی مقیم مکہ سے میں نے حدیث ورقائق کی بہت سی کتابیں سنیں، صحیح بخاری بھی ان میں شامل ہے۔

۱۰۔ مکی اساتذہ میں حرم شریف کے امام علامہ زاہد اصفہانی ہیں جن سے میں نے ترمذی کرخی کی سند سے سنی انہوں نے مجھے اس کی اجازت عامہ دی۔

۱۱۔ حرم شریف کے حنبلی مصلے کے امام علامہ نصر رحمۃ اللہ علیہ حصری سے میں نے سنن ابوداؤد سمیت بہت سی کتابیں سنیں ان کی سند علامہ سمنانی کی سند تھی انہوں نے ابوداؤد کی اجازت دی اور سمنانی کی کتابوں کی بھی اجازت دی۔

۱۲۔ علامہ سالم افریقی سے میں نے ''المعلم بفوائد مسلم'' مارزی سنی انہوں نے اپنی سب کتابوں کی مجھے اجازت عامہ دی۔

۱۳۔ علامہ محمد ابن سبیل سے میں نے ان کی کتابیں پڑھیں اور نہایۃ المجتہد اور کفایت المعتضد اور الاحکام الشرعیہ پر مشتمل ان کی تصنیفات پڑھیں۔

۱۴۔ ابو عبداللہ فاخری نے مجھے اجازت عامہ بخشی۔

۱۵۔ ابو سعید نے مجھے واحدی کی کتابوں کی تحریری اجازت علامہ حواری کی سند سے دی۔

۱۶۔ ابو الوابل، ان سے سراج المہتدین پڑھی اور اجازت لی۔

۱۷۔ علامہ ابوالثنا نے ابن خمیس کی کتابوں کی اجازت دی۔
۱۸۔ علامہ محمد بکری سے رسالہ قشیری سنا۔ انہوں نے علامہ ابو اسعد والی سند بتائی اور اجازت عامہ دی۔
۱۹۔ بغداد کے شیخ الشیوخ نے مجھے اجازت عامہ دی انہوں نے مجھ سے استفادہ کیا اور میں نے ان سے اور اپنے بیٹے عبدالرزاق کی موجودگی میں شہر باب السلام میں مجھے سند بتائی۔
۲۰۔ علامہ ابوالخیر طالقانی نے امام بیہقی کی تالیفات کی مجھے اجازت دی۔
۲۱۔ علامہ ابوطاہر نے اجازت عامہ دی۔
۲۲۔ علامہ ابوطاہر سلفی نے بھی رعینی کی سند سے اجازت عامہ دی۔ علامہ سلمی کی کتابوں کی روایت کی بھی اجازت دی۔
۲۳۔ جابر حضرمی نے رعینی والی سند کی اجازت عامہ دی۔
۲۴۔ علامہ محمد قزوینی اور حافظ ابن عساکر نے بھی مجھے اجازت دی۔

میرے مشہور اساتذہ میں یہ بھی ہیں ابوالقاسم بشکوال، قاسم شافعی، یوسف اور ان کے بھائی ابوالعباس، محمد غزنوی، عمر کرشی، علامہ جوزی، (اپنی سب نظم ونثر کی کتابوں کی اجازت دی) ابوبکر شیخانی، مبارک طباخ، ابن علوان عبدالجلیل زنجانی، ابوالقاسم موصلی، احمد، محمد ابن المثنا، محمد طوسی، مہذب ضریر، احمد طوسی اور ان کے بھائی شمس الدین، قرمانی بغدادی، ثابت حاوی موصلی، عبدالعزیز، عثمان ابری اولاد حضرت براان عازب ابوالمعالی، عبدالحمید قزوینی، ابوالنجیب قزوینی، محمد فاسی، ابوالحسن رازی، احمد جوزی، ابومحمد، محمد حجری، ایوب مقری، ابوبکر سکسکی ابن مالک (مقامات حریری کی مجھے اجازت دی). قاضی عبدالودود، عبدالمنعم خزرجی، علی، ابوبکر قاضی مرسیہ، ابوجعفر ورعی، ابن ہذیل ابوزید سہیلی ابو عبداللہ محدث، ابوالحسن انصاری، عبدالجلیل (المشکل فی الحدیث اور شعب الایمان کے مؤلف) ابوعبداللہ، ابوعمران مزیلی، محمد مقومی اور علی بن نصر اگر ملال وقت کی تنگی نہ ہوتی تو ہم سب اساتذہ کا ذکر فرماتے جن سے ہم ملے اور جنہوں نے علوم وفنون سنائے۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات

اب میں اپنی ان تالیفات کا ذکر کروں گا جو ممکن ہیں کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جو سب سے چھوٹی ہے وہ ایک کاپی کی شکل میں ہے اور جو سب سے بڑی ہے وہ سو جلدوں سے بھی زائد ہے۔ باقی ان کے درمیان ہیں ایک کتاب کا نام ''المصباح فی الجمع بین الصحاح'' ہے اس کا موضوع حدیث ہے یہ بخاری، مسلم، ترمذی اور محلی کا خلاصہ ہے۔ دوسری کتاب کا نام ''الاحتفال'' ہے جو احوال مصطفوی پر مشتمل ہے۔

راہ خدا میں پیش آنے والے حقائق دراصل اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اس موضوع پر ہماری کتاب ''جمع التفصیل فی اسرار معانی التنزیل'' ہے جو چونسٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور سورۂ کہف کی اس آیت شریفہ تک کی تفسیر ہے: واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح (قریباً نصف قرآن کی تفسیر چونسٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس سے تفسیر میں آپ کے تبحر علمی کا اظہار ہوتا ہے۔ مترجم)

الجذوة المقتبسة والخطرة المختلسة۔ مفتاح السعادة فی معرفة الدخول الی طریق الارادة۔ المثلثات الواردة فی القرآن العظیم۔ الاجوبة عن المسائل المنصورة، متابعة القطب۔ مناهج الا رتقاء إلی افتضاض أبکار النقابجنان اللقا (اس میں راہ خدا کے تین ہزار مقامات مذکور ہیں تین سو باب ہیں اور ہر باب میں دس مقامات کا ذکر ہے) کنه مالا بد لِلْمُرِیْدِ مِنْهُ ۔ اَلْمُحْکَمُ فِی الْمُحْکَمِ ۔ اِذَانِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ۔ اَلْخِلَافُ فِی آدَابِ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی، کَشْفُ الْغَیْنِ، سِرُّ اَسماء اللهِ الْحُسْنٰی ، شِفَاء الْعَلِیْلِ فِیْ اِیْضَاحِ السَّبِیْلِ ، عَقْلَةُ الْمُسْتَوْفِز۔ جَلَاءُ الْقُلُوبِ، اَلتَّحْقِیْقُ فِی الْکَشْفِ عَنْ سِرِّ الصِّدِّیْقِ ۔ اَلْاِعْلَامُ بِاِشَارَاتِ اَھْلِ الْاَوْھَامِ۔ اس کی شرح اَلْاِفْھَامُ ۔ اَلسِّرَاجُ الْوَھَّاجُ فِی شَرْحِ کَلَامِ الْحِلَاجِ، اَلْمُنْتَخَبُ فِی مَاثِرِ الْعَرَبِ ، نَتَائِجُ الْاَفْکَارِ وَحَدَائِقُ الْاَزْھَارِ ، اَلْمِیْزَانُ فِی حقیقة الْاِنْسَانِ ، اَلْحَجَّةُ الْبَیْضَاءِ ۔ کَنْزُ الْاَبْرَارِ فِیْمَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مِنَ الْاَدْعِیَهِ وَالْاَذْکَارِ ۔ مَکَافَاةُ الْاَنْوَارِ فِیْمَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللهِ تَعَالٰی مِنَ الْاَخْبَارِ ۔ اَلْاَرْبَعِیْن الْمُتَقَابِلَةُ ، اَلْاَحَادِیْثُ الْاَرْبَعِیْنَ فِی الطِّوَالِ، اَلْعَیْنِ، اَلتَّدْبِیْرُ الْاِلٰهِیَّةُ فِیْ اِصْلَاحِ الْمَحَاکِمَةِ الْاِنْسَانِیَّةِ، تَعَشُّقِ النَّفْسِ بِالْجِسْمِ ، اِنْزَالُ الْغُیُوْبِ عَلٰی سَائِرِ الْقُلُوْبِ ، اَسْرَارُ قُلُوْبِ الْعَارِفِیْنَ، مُشَاھَدُ الْاَسْرَارِ الْقُدْسِیَّةِ وَ مُطَالَعُ الْاَنْوَارِ الْاِلٰهِیَّةِ۔ اَلْخَلَا اس کی شرح اَلْمَنْهَجُ السَّدِیْدُ ، اُنس الْمُنْقَطِعِیْنَ۔ اَلْموعَظَةُ الْحَسَنَةُ ۔ اَلْبُغْیَةُ ۔ اَلدُّرَّةُ الْفَاخِرَةُ فِی ذِکْرِ مَنْ اِنْتَفَعْتُ بِهٖ فِی طَرِیْقِ الْآخِرَةِ مِنْ اِنْسَانٍ وَ حَیْوَانٍ وَ نَبَاتٍ وَ مَعْدِنٍ۔ اَلْمَبَادِیُ وَالْغَایَاتِ فِیْمَا فِی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ مِنَ الْآیَاتِ، مَوَاقِعُ النُّجُوْمِ، اَلْاِنْزَالَاتُ، اَلْمَوْجُوْدُ، حِلْیَةُ الْاَبْدَالِ، اَنْوَارُ الْفَجْرِ ، اَلْفُتُوْحَاتُ الْمَکِّیَّةُ (بیس جلدیں) تَاجُ التَّرَاجِمِ، اَلْفُصُوْصُ، اَلشَّوَاھِدُ، اَلْقُطْبُ وَالْاِمَامَیْنِ، رُوْحُ الْقُدُسِ، اَلتنزلَاتُ الْمُوْصِلِیَّةُ، اِشَارَاتُ الْقُرْآنِ فِی الْعَالَمِ وَالْاِنْسَانِ، اَلْقِسْمُ الْاِلٰهِی، اَلْاَقْسَامُ الْاِلٰهِیَّةُ ۔ اَلْجَمَالُ وَالْجَلَالُ، اَلْمُقْنَعُ فِی اِیْضَاحِ السَّهْلِ الممتنع، شروط أھل الطَّرِیْقِ۔ الْاَنْوَارُ فِیْمَا یَمْنَحُ صَاحِبُ الْخَلْوَةِ مِنَ الْاَسْرَارِ ۔ عَنْقَاءُ مَغْرِبٍ ، عَقَائِدُ اَھْلِ عِلْمِ الْکَلَامِ، اَلْاِیْجَادُ وَالْکَوْنُ، اَلرَّسَائِلُ، اَلْاِشَارَاتُ فِی الْاَسْرَارِ ، اَلْاِلٰهِیَاتِ وَالْکِتَابَاتِ، الحجة۔ اِنْشَاُ الْجَدَاوِلِ وَالدَّوَائِرِ ۔ اَلْاِعْلَاقُ فِیْ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ ، رَوْضَةُ الْعَاشِقِیْنَ۔ اَلْمِیْمُ وَالْوَاوُ وَالنُّوْنُ۔ اَلْمَعَارِفُ الْاِلٰهِیَّةِ (یہ دیوان ہے) اَلْمُبَشِّرَاتُ۔ اَلرِّحْلَةُ۔ اَلْعَوَالِیْ فِی اَسَانِیْدَ الْاَحَادِیْثِ۔ اَلْاَحَدِیَّةُ الْهُوِیَّةُ الرَّحِیَّةُ ۔ اَلْجَامِعُ (جلالت عظیمہ کی جامع کتاب ہے) اَلْمَجْدُ، اَلدَّیْمُوْمِیَّةُ۔ اَلْجُوْدُ۔ اَلْقَیُّوْمِیَّةُ۔ اَلْاِحْسَانُ ، اَلْفَلَكُ وَالسَّعَادَةُ۔ اَلْحِکْمَةُ۔ اَلْعِزَّةُ۔ اَلْاَزَلُ، اَلنُّوْنُ۔ اَلْاِبْدَاعُ اَلْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ اَلْقِدَمُ، اَلصَّادِرُ۔ اَلْوَلُوْدُ الْمَلِكُ ۔ اَلْوَارِدُ وَالْوَارِدَاتُ، اَلْقُدُسُ، اَلْحَیَاتُ، اَلْعِلْمُ، اَلْمُشْتَبِهُ، اَلْقَهْرَانِیَّةُ، اَلرَّقَمُ الْعَیْنُ، اَلْمِیَاهُ۔ رُکْنُ الْمَدَائِنِ، اَلْمَبَادِیْ۔ اَلزُّلْفَةُ، اَلرَّقَمُ۔ اَلدُّعَا۔ اَلْاِجَابَةُ الرَّمْزُ۔ اَلرُّتْبَةُ۔ اَلْبَقَاءُ۔ اَلْقُدْرَةُ۔ اَلْحِکَمُ وَالشَّرَائِعُ، اَلْغَیْبُ ، مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ۔ اَلْخَزَائِنُ الْعِلْمِیَّةُ ۔ اَلرِّیَاحُ اللَّوَاقِحُ۔ اَلرِّیْحُ الْعَقِیْمُ، اَلْکَنْزُ۔ اَلتَّدْبِیْرُ وَالتَّفْصِیْلُ ۔ اَللَّذَّةُ وَالْاَلَمُ ، اَلْحَقُّ ، اَلْحَمْدُ ۔ اَلْمُؤْمِنُ وَالْمُسْلِمُ وَالْمُحْسِنُ، اَلْقَدْرُ، اَلشَّاْنُ۔ اَلْوُجُوْدُ ، النَّحْوِیْلُ۔ اَلْوَحْیُ ۔ اَلْاِنْسَانُ، اَلتَّرْکِیْبُ ، اَلْمِعْرَاجُ ، اَلرَّوَائِحُ وَالْاَنْفَاسُ۔ اَلْمِلَلُ الْاَرْوَاحُ ۔ النَّحلُ، اَلْبَرْزَخُ ۔ اَلْحُسْنُ ، اَلْقُسْطَاسُ ، اَلْقَلَمُ ، اَللَّوْحُ ،

الشُّحْفَةُ وَالطُّرْفَةُ، اَلْمَعْرِفَةُ۔ اَلْاَعْرَافُ، زِيَادَةُ كَبِدِ النُّوْنِ، اَلْاِسْفَارُ فِيْ نَتَائِجِ الْاَسْفَارِ، اَلْاَحْجَارُ الْمُتَفَرِّجَةُ وَالْمُتَشَقِّقَةُ وَالْهَابِطَةُ، اَلْجِبَالُ، اَلطَّبَقُ، اَلنَّمْلُ الْعَرْشُ، مَرَاتِبُ الْكَشْفِ الْاَبْيَضِ، اَلْكُرْسِيُّ، اَلْفُلْكُ وَالْمَشْحُوْنُ، اَلْهَبَا۔ اَلْجِسْمُ الزَّمَانُ۔ اَلْمَكَانُ، اَلْحَرَكَةُ، اَلْعَالِمُ، اَلْاٰبَاءُ الْعُلْوِيَّاتُ وَالْاُمَّهَاتُ السُّفْلِيَّاتُ۔ النجم وَالشَّجَرُ۔ سُجُوْدُ الْقَلْبِ، اَلرِّسَالَةُ وَالنُّبُوَّةُ وَالْمَعْرِفَةُ وَالْوِلَايَةُ، الغايات التسعة عشر، اَلْجَنَّةُ، اَلنَّارُ، اَلْحَضْرَةُ۔ اَلْمُنَاظَرَةُ بَيْنَ الْاِنْسَانِ الْكَامِلِ۔ اَلتَّفْضِيْلُ بَيْنَ الْمَلَكِ وَالْبَشَرِ۔ اَلْمُبَشِّرَاتُ الْكُبْرٰى، مُحَاضَرَةُ الْاَبْرَارِ وَ مُسَامَرَةُ الْاَخْيَارِ۔ اَلْاَوَّلِيْنَ۔ العبادة مَا يَعُوْلُ عَلَيْهِ (یہ نصائح پر مشتمل ہے) اِيْجَازُ الْبَيَانِ فِي التَّرْجَمَةِ عَنِ الْقُرْاٰنِ۔ اَلْمَعْرِفَةُ، شَرْحُ الْاَسْمَاءِ۔ اَلذَّخَائِرُ وَالْاَعْلَاقُ۔ اَلْوَسَائِلُ۔ اَلنِّكَاحُ الْمُطْلَقُ۔ فُصُوْصُ الْحِكَمِ، نَتَائِجُ الْاَذْكَارِ، اِخْتِصَارُ السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ، اَللَّوَامِعُ۔ اَلطَّوَالِعُ، اَللَّوَائِحُ الْاِسْمُ وَالرَّسْمُ۔ اَلْفَصْلُ وَالْوَصْلُ، مَرَاتِبُ الْعُلُوْمِ۔ اَلْوَهْبُ۔ اِنْتِقَاشُ النُّوْرِ۔ النحل۔ اَلْوَجْدُ۔ اَلطَّالِبُ وَالْمَجْذُوْبُ۔ اَلْاَدَبُ۔ اَلْحَالُ۔ اَلشَّرِيْعَةُ وَالْحَقِيْقَةُ۔ اَلتَّحَكُّمُ وَالشَّطْحُ۔ اَلْحَقُّ الْمَخْلُوْقُ۔ اَلْاِفْرَادُ وَذُو الْاَعْدَادِ۔ اَلْمَلَامِيَّةُ۔ اَلْخَوْفُ وَالرَّجَا۔ اَلْقَبْضُ وَالْبَسْطُ۔ اَلْهَيْبَةُ وَالْاُنْسُ۔ اَلثَّنَائِيْنَ۔ اَلتَّوَامِيُّ الليلية اَلْفَنَاءُ، وَالْبَقَاءُ۔ اَلْغَيْبَةُ وَالْحُضُوْرُ۔ اَلصَّحْوُ وَالسُّكْرُ، اَلتَّجَلِّيَاتُ، اَلْقُرْبُ وَالْبُعْدُ۔ اَلْمَحْوُ وَالْاِثْبَاتُ، اَلْخَوَاطِرُ، اَلشَّاهِدُ وَالْمَشَاهِدُ۔ اَلْكَشْفُ۔ اَلْوَلَدُ۔ اَلتَّجْرِيْدُ وَالتَّفْرِيْدُ، اَلْعِزَّةُ وَالْاِجْتِهَادُ، اَللَّطَائِفُ وَالْعَوَارِفُ اَلرِّيَاضَةُ وَالتَّجَلِّيْ۔ اَلْمَحْقُ وَالسَّحْقُ۔ اَلتَّوَدُّدُ وَالْهُجُوْمُ۔ اَلتَّلْوِيْنُ والتمكين۔ اَللَّمَّةُ وَالْهِمَّةُ، اَلْعِزَّةُ وَالْغَيْرَةُ۔ اَلْفُتُوْحُ وَالْمُطَالِعَاتُ۔ اَلْوَقَائِعُ، اَلْحَرْفُ الْمَعْنٰى۔ اَلتَّدَنِّيْ وَالتَّدَلِّيْ۔ اَلرَّجْعَةُ۔ اَلسِّتْرُ وَالْخَلْوَةُ۔ اَللَّوْنُ۔ اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ۔ یہاں حضرت کا اجازت نامہ ختم ہوا۔

ان کتابوں کی عظمت کی وجہ سے میں نے انہیں یہاں ذکر کر دیا ہے کیونکہ اتنی زیادہ تصنیفات بذات خود حضرت کی ایک زندہ کرامت ہیں۔ لہٰذا ان کتب کا ذکر کر کے میں نے اپنی کتاب کے موضوع سے انحراف نہیں کیا (کتاب کا موضوع کرامات اولیاء ہے اور کتابوں کی یہ کثرت بذات خود کرامت ہے لہٰذا موضوع سے انحراف نہیں ہوا۔ مترجم) آپ کی کتابوں پر مشتمل میں نے ایک مستقل کتاب پڑھی ہے اس اجازت نامہ میں بہت سی کتب کا ذکر نہیں ہوا۔ آپ کی وفات شریف ۶۳۸ھ میں ہوئی۔ میں جب یہ کتاب لکھ رہا تھا تو آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا میں چاہتا ہوں کہ یہاں وہ بھی درج کر دوں تو لیجئے یہ قصیدہ ہے:

يا نسيما سرى إلى قاسيونا	حى حبرا بسفحه مدفونا
حى عنى بالصالحية بحرا	ملأ الكون لؤلؤا مكنونا
حى عنى شمسا هنالك حيث	طبق الغرب نورها والصينا
هى تحت الثرى بجلق غابت	و علا نورها لعلينا
ذلك الحاتمى مولاى محيى	الدين أكرم به إماما أمينا

فاز من فتح رب بعلوم　عرفته الأكوان والتكوينا
كم حكى من علوم غيب بكشف　عن شهود لم يحكها تخمينا
كان فيها اليقين ظنا فلما　جاءها صير الظنون يقينا
رب قوم لم يعرفوه فعاشوا　عن سنا فضله المنير عمينا
مثل ناموسة تريد لنور الشمس　سترا عن أعين الناظرينا
كل فرد من كتبه خير كنز　بين أهليه لايزال مصونا
فى فتوحاته الفتوح و منها　كم ولى قد نال فتحا مبينا
غير أن الأبواب فيها انغلاق　و مفاتيحها هم العارفونا
إن تكن عارفا فبادر إليها　تلق فيها ما شئت دنيا و دينا
وإذا جئتها بغير دليل　عدت فى شر صفقة مغبونا
ألف فن فى كل سطر وزدما　شئت عدًا فلست تحصى الفنونا
هى ليست تأليف فكر ولكن　واردات للمتقين حبينا
او ما جاء واتقوا الله نصا　فاتقوه يا أيها المنكرونا
هكذا كذبوا بما لم يحيطوا　من قديم بعلمه الجاهلونا
أحمد الله أن حبانى حبا　واعتقادا بسيد العارفينا
رضى الله والنبى و أهل الله　عنه و من بهم يقتدونا
فاعتراض من بعد هذا عليه　ليس يرضى بفعله المؤمنونا
فاقصدوا قبره بكل احترام　و اعتبار يا أيها الزائرونا
واستغيثوا به إلى الله وادعوا　ودعوا الفاسقين والمارقينا
فهو من خير معشر عرفوا الله　وكانوا لخلقه مرشدينا
كان ختما للأولياء تبيعا　بهداه لخاتم المرسلينا
سيد الخلق صفوة الحق من كل　البرايا ورحمة العالمينا
أفضل الأنبياء والرسل والأملاك　طرا ممدهم أجمعينا
من رضاه فيه رضا الله واسخط　لسخط الإله دام قرينا
فعليه يا رب صل وسلم　واعف عنا واغفر لنا آمينا

ا۔ اے بادِ نسیم! ذرا قاسیون شہر تک جاؤ اور اس عظیم المرتبت عالم کو سلام پیش کر جو وہاں دامنِ کوہ میں مدفون ہے۔

۲۔ بادِ صبا! میری طرف سے صالحیہ میں اس سمندر کو سلام کہہ دے جس نے کائنات کو قیمتی موتیوں سے بھر دیا ہے۔
۳۔ میری طرف سے وہاں اس سورج کو سلام پیش کر جس کے نور نے مغرب سے لے کر چین تک سب کائنات کو ڈھانپ رکھا ہے۔
۴۔ وہ سرزمین جلق کی مٹی کے نیچے غائب ہو گیا اور اس سرزمین کی روشنی علیین تک جا پہنچی۔
۵۔ وہ میرے آقا عظیم المرتبت محی الدین ہیں وہ کتنے عظیم المرتبت امام اور امین ہیں۔
۶۔ اللہ کریم کی عطا سے وہ ان سب علوم میں کامیاب ہوئے جنہیں یہ عالم کون وفساد نہ جانتا تھا۔
۷۔ آپ نے کشف سے بے شمار علوم غیب بیان فرمائے جن کی بنیاد ظن وتخمین پر نہیں بلکہ شہادت پر تھی۔
۸۔ ان علوم میں یقین بھی ظنی ہوتا تھا لیکن آپ نے ظنون کو یقین میں تبدیل کر دیا۔
۹۔ بہت سے لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ کی روشن چمک دمک میں بھی وہ اندھے رہے۔
۱۰۔ وہ ناموسہ (چمگادڑ) کی طرح دیکھنے والوں کی آنکھوں سے سورج کی روشنی کو چھپانا چاہتے تھے۔
۱۱۔ ان کی ہر ایک کتاب بھلائی کا خزانہ ہے جو اچھے لوگوں میں ہمیشہ محفوظ رہے گی۔
۱۲۔ آپ کی ''فتوحات''، فتحوں سے عبارت ہے اور بے شمار ولیوں نے اس کتاب سے فتح مبین حاصل کی ہے۔
۱۳۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ فتوحات کے دروازے بند ہیں اور اس کی کنجیاں عارف لوگ ہیں۔
۱۴۔ اگر تو عارف ہے تو جلدی اس کتاب کو لے تو جو بھی دین ودنیا چاہے گا اس میں پالے گا۔
۱۵۔ اگر رہنما کے بغیر اس کتاب کی طرف بڑھا تو خسارے کے سودے کے شر میں پھنس جائے گا۔
۱۶۔ اس کی ہر ہر سطح میں ہزار ہا فنون ہیں جتنا تو چاہے بڑھتا جا کہ فنون گنے نہیں جا سکتے۔
۱۷۔ یہ سوچ وبچار کی تصنیف نہیں بلکہ یہ پرہیزگاروں کے دلوں کی وارداتیں ہیں۔
۱۸۔ اے منکرو! اس میں اللہ تعالیٰ کی نصوص بھری ہوئی ہیں اس کی مخالفت میں اللہ سے ڈرو۔
۱۹۔ جاہل قدیم دور میں بھی ایسی باتوں سے انکار کرتے تھے جو ان کے علم میں نہیں آتی تھیں۔
۲۰۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ اس ذات نے مجھے عارفوں کے اس آقا کی محبت اور اعتقاد عطا فرمایا ہے۔
۲۱۔ اللہ کریم، نبی رحیم، اہل اللہ اور ان کے پیروکار سب آپ سے راضی ہیں۔
۲۲۔ اب بعد والے لوگوں کا آپ پر اعتراض کرنا ایسا فعل ہے جس پر ایماندار راضی نہیں ہو سکتے۔
۲۳۔ اے زیارت کرنے والو! پورے احترام اور عبرت سے آپ کی قبر کا قصد کرو۔
۲۴۔ اللہ کے سامنے انہیں مددگار بناؤ اور دعائیں مانگو۔ فاسقوں اور سرکشوں کے بکواسات کی طرف دھیان نہ دو۔
۲۵۔ آپ اللہ کے عارفوں کے بہترین گروہ میں سے ہیں جو مخلوقات کے لئے مرشد ہوتے ہیں۔
۲۶۔ آپ خاتم الاولیاء ہیں اور اپنی ہدایت میں حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کے تابع ہیں۔

۲۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے آقا اور ساری دنیا میں اللہ کے برگزیدہ اور عالمین کے لئے رحمت ہیں۔

۲۸۔ آپ سب نبیوں، رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور ان سب کے مددگار ہیں۔

۲۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور آپ کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ وابستہ ہے۔

۳۰۔ اے اللہ! آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیج! ہمیں معاف فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ (آمین)

حضرت محمد ازہری عجمی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ صفی الدین کہتے ہیں شیخ کبیر ابوالحسن بن دقاق نے فرمایا ہم ایک دن دمشق میں اپنے مرشد ابو عبداللہ محمد مذکور کی محفل میں بیٹھے تھے حضرت شیخ کی محفل میں حجازی بھی تھے اور عراقی بھی۔

تازہ کھجوریں آتی ہیں

ان لوگوں نے تازہ کھجوروں کا ذکر چھیڑ دیا حجازی کہنے لگے ہماری تازہ کھجوریں بہت عمدہ ہوتی ہیں۔ عراقیوں نے کہا ہماری کھجوریں بہت بہتر ہوتی ہیں۔ حضرت شیخ کا یوسف نامی ایک خادم تھا آپ نے اسے دیکھا خادم دروازے سے نکل گیا ایک لمحہ غائب رہا پھر واپس آ گیا اس کے ہاتھ میں طباق تھا جس میں تازہ چنی ہوئی کھجوریں تھیں خادم نے وہ طباق حضرت شیخ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت فرمانے لگے حجازیو! ہمارے علاقے کی تازہ کھجور یہ ہے۔ تم اپنے علاقے کی تازہ کھجوریں لے آؤ۔ بقول امام یافعی آپ کی بڑی بڑی کرامات ہیں۔

حضرت نور الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ایجی رحمۃ اللہ علیہ

''سعادت الدارین'' میں علامہ سخاوی فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا

حضرت سید نور الدین مذکور کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ جب آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو قبر کے اندر سے آپ کے سلام کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں جواب دیا ''میرے بیٹے! تجھ پر بھی سلام ہو'' آپ کے صاحبزادے سید عفیف الدین شریف حسینی ایجی بھی بڑی معروف شخصیت ہیں۔

حضرت محمد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف اولیاء کے اکابر میں سے ہیں۔ آپ مصر کے شہر سنہور کے رہنے والے تھے۔

ولی کا احترام

آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ جب بھی آپ کے پاس سے حضرت سیدی ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد گزرتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ''ان کے صلب میں ایک عظیم الشان ولی ہے جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا''

آپ شہر سنہور کی تباہی کا سبب بھی بنے آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ ایک کڑ کا ہو گا وہ شہر اور اس کے باسیوں کو جلا کر رکھ دے گا آپ نے تیس گائیں ذبح کرنے کا حکم دیا انہیں پکوایا اور اپنی خانقاہ میں لے گئے اور اپنے نقیبوں سے فرمایا کسی کو کھانے یا گوشت اٹھالے جانے سے منع نہ کرنا، لوگ اکٹھے ہوئے اور خوب کھایا، ایک فقیر بھی وہاں آپہنچا جو پراگندہ مو، غبار آلودہ اور ننگا تھا، کہنے لگا مجھے بھی کھلاؤ لوگوں نے اسے بھی کھلایا لیکن وہ تو سیر ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا لوگوں نے تنگ آکر اسے دھکے دے کر نکال دیا پھر کیا تھا پورا شہر کڑ کے کی زد میں آ گیا۔ حضرت شیخ محمد اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں کو لے کر نکل گئے سب لوگوں پر موت طاری ہو گئی گھر اور بازار خالی ہو گئے کوئی زندہ نہ رہا۔ حضرت شیخ اپنے ایک نقیب سے فرمانے لگے ''بیٹا! تم لوگوں نے کیا کر دیا وہ فقیر کھانا کھا کر اس مصیبت کو روکنا چاہتا تھا اور تم نے اسے کھانا نہ دیا اور ہلاکت کو دعوت دے دی'' یہ شہر آج تک تباہ پڑا ہے اس کے مقابل ایک بڑا شہر تعمیر ہو گیا ہے جس کی چھتیں چٹائیوں اور دریوں کی جگہ ریشم سے سجی ہوئی ہیں۔

غرور سے ولایت چھن گئی

علامہ شعرانی فرماتے ہیں سیدنا علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا حضرت محمد بن ہارون کے حال کو ایک بندروں کے سدھانے والے کے لڑکے نے سلب کر لیا۔ ہوا یوں کہ آپ جب جمعہ کی نماز کے بعد مسجد سے نکلتے تو سب شہر والے گھر تک آپ کے ساتھ تبرکاً چلتے۔ آپ بندر والے لڑکے کے قریب سے گزرے وہ دیوار کے سائے میں بیٹھا اپنے پرانے کپڑوں سے جوئیں نکال رہا تھا پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا۔ حضرت شیخ کے دل میں خیال آیا کہ یہ بے ادب ہے مجھ جیسا انسان اس کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ یوں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہوا ہے۔ بس یہ خیال آتے ہی ولایت ومقام چھن گیا لوگ چھٹ گئے آپ پلٹے مگر اب وہ لڑکا غائب ہو چکا تھا آپ اس کی تلاش میں شہر شہر گھومے اور اسے مصر کے ریتلے صحرا میں جا پکڑا قلندروں کی برادری کے بڑے (بندر پالنے والوں کو قلندر بھی کہتے ہیں) نے حضرت کو کھڑے دیکھا کام سے فارغ ہو چکے تو کہنے لگا عالی جناب حضرت شیخ! کیا آپ جیسے انسان کے دل میں بھی یہ بات کھٹکی ہے کہ اس کا بھی کوئی مقام یا قدر ہے؟ اس لڑکے نے آپ کا حال سلب کر لیا اور اسے حق ہے کہ آپ کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھا رہے کیونکہ وہ آپ کی نسبت اللہ کریم سے قریب تر ہے۔ آپ نے فرمایا میں توبہ کرتا ہوں اس نے آپ کو شہر سنہور کی اس دیوار کے پاس بھیجا جہاں بچہ اپنے کپڑوں سے جوئیں دور کر رہا تھا اور آپ سے کہا وہاں شق (سوراخ ودرز) میں سحلیہ ہے اسے کہنا کہ بخیل نے توبہ کر لی ہے لہٰذا میرا حال مجھے واپس کر دے (آپ نے وہاں جا کر ایسا ہی کہا) وہ سوراخ سے نکلی اور آپ کے چہرے پر پھونک ماری آپ کا حال واپس مل گیا۔

حضرت محمد سقا رحمۃ اللہ علیہ

آپ ان عظیم المرتبت اولیاء میں سے ہیں جن کی دنیائے کرامت میں بڑی شہرت ہے۔

شراب شہد اور گھی بن گیا

ملک زاہر کے پاس اولیاء اللہ کے دشمن گروہ کے کچھ افراد آپ کے خلاف شکایت کرنے لگے شاہ زاہر نے بطور تمسخر وتعزیر

آپ کے پاس اپنے خادم کے ہاتھ دو برتن شراب سے بھر کر ہدیہ بھیجے، حضرت شیخ نے برتن دیکھ کر اھلاً و سھلاً فرما کر فقیروں کو برتنوں کا منہ کھولنے کا حکم دیا۔ شاہ کا ایلچی کہنے لگا حضور! یہ آستانہ خراب ہو جائے گا (شراب سے گندا ہو جائے گا آپ نے فرمایا کھول دو کوئی حرج نہیں فقیر نے برتنوں کا منہ کھول دیا مگر کوئی چیز باہر نہ نکلی فرمایا ذرا جھکاؤ اور دباؤ جب برتن جھکایا تو ایک سے شہد اور دوسرے سے بہترین قسم کا گھی نکلا۔ شاہ کا ایلچی یہ دیکھ کا مدہوش ہو گیا۔ حضرت شیخ نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ اس میں سے تھوڑا سا شاہ زاہر کو تبرکاً بھیجا اس نے توبہ کی اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اب آگے روایت میں اختلاف ہے ایک روایت کے مطابق اس نے معذرت کا پیغام بھیجا اور فقیروں کے لئے بہت سی چیزیں ہدیہ بھیجیں، اور دوسری روایت کے مطابق وہ خود حاضر ہوا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم چوم لئے۔ بہر حال سب روایات اس نکتہ پر تو متفق ہیں کہ وہ تادم مرگ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام بے دام رہا۔

کامل مرشد کی نگاہ

اس بادشاہ کو یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ اسے درد کی شکایت ہوتی تھی طبیبوں نے اسے شراب پینے کو کہہ رکھا تھا اسے حسب عادت درد ہوا اب اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ ضروری سمجھا کیونکہ صحبت شیخ کی وجہ سے وہ شراب سے تائب ہو چکا تھا۔ دوست کہنے لگے حضور! اسے پکا کر پی لیں، اس نے رات کو اسی طرح کیا شراب پینے کے لئے پیالہ اٹھایا تو حضرت شیخ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا اب دوبارہ شراب نہ پی میں تجھ سے غافل نہیں ہوں، آپ کے اس ارشاد کے بعد درد بالکل ختم ہو گیا اور پھر کبھی نہیں ہوا، کبھی تو کہتا یہ حضرت شیخ نہ تھے صرف خیال ہی خیال تھا کبھی سوچتا ہو سکتا ہے حضرت شیخ میرے قلعے میں رات گزار رہے ہوں اور یہاں میری کیفیت دیکھ کر آ گئے ہوں۔ اس نے آدمی بھیجا کہ قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کرے کہ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ اعلان ہوا تو اطلاع ملی کہ آپ یہاں قلعے میں نہیں اپنی خانقاہ میں ہیں اب اس کا یقین پختہ ہو گیا (کہ وہ اپنے گھر پر رہ کر بھی اپنے مرید پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ مترجم)

شاہ نے ابتدا میں اس لئے بے ادبی کی تھی کہ اس کا ایک خاص آدمی ایاس نامی حضرت کے پاس رہتا اور شاہ کی خدمت میں کوتاہی کرتا اسی بنا پر ایک دن شاہ زاہر اس سے ناراض ہوا اور اس کے ساتھیوں نے بطور غضب وسزا اسے شراب پلانا چاہی اس نے حیا اور شرمندگی سے شراب پکڑی مگر حضرت شیخ نے اسے اس واقعہ کی اطلاع دی وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور نئے سرے سے توبہ کی حضرت کی وفات بقول علامہ سراج مصنف ''تفلاح الارواح'' تقریباً ۶۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ ربض بیرہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کی قبر مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل حضرمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عامل، فاضل، کامل، صالح، صاحب کرامات، منبع افادات اور صاحب تصنیفات تھے، آپ کی ایک مشہور کتاب ''المرتضیٰ'' بھی ہے جو علامہ بیہقی کی ''شعب الایمان'' کا خلاصہ مگر اس میں آپ نے بہت سے حسین اضافے بھی

فرمائے ہیں، اس کتاب کی تصنیف میں یہ کرامت ہے کہ آپ کو بطور کشف اس کا نام "المرتضیٰ" بتایا گیا اور آپ کو بھی حکم دیا گیا کہ آپ کے دو لڑکے ہوں گے۔ ایک محدث (دال پر زبر صیغہ مفعول) اور دوسرا محدث (دال کے نیچے زیر بصیغہ فاعل) ہوگا فی الواقع ایسا ہی ہوا پہلا فقیہ اسماعیل بن محمد صاحب فقہ و ولایت تھا اور دوسرا فقیہ ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ جو عظیم ماہر حدیث اور محدث کامل تھا۔

حضور علیہ السلام نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا

حضرت محمد مذکور کی ایک اور کرامت یوں ہے کہ کسی فقیہ کو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جمال جہاں آرا سے نوازا اور فرمایا کتاب "المرتضیٰ" فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی یا فقیہ ابوالحدید کے پاس پڑھو" خواب دیکھنے والا فقیہ حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب سنایا حضرت نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب کا ذکر فرمایا جس کی تصنیف یمن میں ہوئی اس ارشاد نبوی سے کتاب، اس کے مصنف اور اس علاقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جہاں یہ لکھی گئی پھر جس کے پاس پڑھنے کی اجازت فرمائی اس کی عظمت بھی سامنے آتی ہے یہ کتاب مذکور حضرت فقیہ محمد بن سعد قریظی کی تصنیف ہے جناب جنید نے اسی خواب دیکھنے والے فقیہ سے روایت لی ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت محمد کے گھر مذکورہ کتاب پڑھنے کے دوران ایک رات سو رہا تھا کہ میں نے مکان کے سامنے دو آدمی دیکھے ایک دروازے کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف تھا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی کہہ رہا ہے دائیں طرف حضرت خضر علیہ السلام اور بائیں طرف حضرت الیاس علیہ السلام ہیں، میں نے حضرت خضر علیہ السلام کی بغل میں صحیفے کا ایک دستہ سا دیکھا اور حضرت الیاس علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا آپ بخاری کی صحیح قرأت کس کے پاس کرائیں گے؟ حضرت برہان حضرمی کے پاس، فقیہ علی بن مسعود کے پاس یا فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی کے پاس؟ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد نہیں سنا "مجھے بہت سے لوگوں نے حدیث سنائی ہے ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں مگر مجھے سب سے پسند حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں" اب مجھے (ارشاد حضرت خضر علیہ السلام) سب سے پسند فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی ہیں انہی کے پاس بخاری پڑھی جائے گی۔

کشف کی عظمتیں

بسا اوقات آپ کے سامنے کشف کے دروازے وا ہو جاتے تو آپ بلند آواز سے پکارتے دروازہ کھول دیا گیا دروازہ کھول دیا گیا لوگ آپ کی خدمت میں یہ سن کر حاضر ہوتے آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف مرکوز ہوتیں اور ارد گرد نور کی چمک ہوتی لوگ اس حال میں دعائیں مانگتے اور ان کی دعائیں جلد ہی قبول ہوتیں۔ آپ ضحیٰ گاؤں میں قیام فرماتے تھے آپ کی وفات ۶۵۱ھ میں ہوئی۔ شیخ ابوالغیث بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود تھے اور انہوں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا تھا بڑی دیر تک آپ کی قبر میں بیٹھے رہے پھر نکلے اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جو انہوں نے دعا کی وہ قبول ہوگئی۔

ولی کی ضمانت

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص ائمہ اشراف میں سے یمن کے پہاڑوں پر مسلط ہو گیا اور تہامہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا حضرت ابوالغیب بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی کو لکھا ''میں نے فتنوں کی وجہ سے دیار یمن سے نقل مکانی کا ارادہ کر لیا ہے کیا آپ میرا ساتھ دیں گے؟'' حضرت فقیہ نے جواب لکھا ''میرے اہل وعیال اور رشتہ دار بہت سے ہیں سب کو لے کر نقل مکانی نہیں کر سکتا اور انہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر جانا بھی پسند نہیں کرتا، میں اپنے علاقہ کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپ اپنے علاقہ کی حفاظت کا ذمہ لیں'' خط پڑھ کر حضرت شیخ ابوالغیث بولے جناب فقیہ نے سچ لکھا ہے اب اتفاق ملاحظہ ہو کہ شریف اس واقعہ کے بعد مر گیا۔

حضرت محمد بن علی بن محمد صاحب مرباط رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے بے شمار القاب میں سے چند مشہور یہ ہیں: استاد اعظم، فقیہ مقدم، ابوالعلی، جمال المسلمین والاسلام، علمائے والا مقام کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ، شریعت کے شیوخ کے مرشد اور طریقت وحقیقت کے آئمہ کے امام، آپ کو علم اور تصوف میں تبحر حاصل تھا۔ قطبیت کے عظیم مقام میں آپ پوری ایک سو بیس راتیں قیام فرما رہے (شیخ عبدالرحمٰن سقاف کا یہی ارشاد ہے)۔

میں نے اسے جنت میں نہ پایا

کرامت ملاحظہ ہو آپ کا ایک خادم جس نے افریقہ کا طویل سفر اختیار کیا اس کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ فوت ہو گیا ہے وہ سفر کی تھکن سے چور حضرت استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ایک لمحہ سر جھکایا (مراقبہ فرمایا) فرمانے لگے وہ افریقہ میں نہیں مرا ہے آپ کو بتایا گیا حضور! اس کی موت کی اطلاع آ چکی ہے فرمایا ''میں نے جنت کا نظارا کیا ہے وہ وہاں موجود نہیں اب رہی بات جہنم کی تو میرا فقیر جہنم میں نہیں جا سکتا'' پھر اس کی زندگی کی اطلاع مل گئی اور کچھ عرصہ کے بعد وہ خود بھی آ گیا۔

آپ کے بچپن کا زمانہ تھا ایک جماعت طلب خدا میں نکلی اور یہ بات آپس میں طے کر لی کہ جو نماز باجماعت سے رہ جائے گا وہ کچھ جرمانہ دے گا، حضرت استاد نے قیلولہ فرمایا جب جماعت کے لئے اقامت ہو رہی تھی تو آپ بیدار ہوئے آپ نے لوٹے کو اشارہ فرمایا تو وہ کنوئیں سے بھرا ہوا نکلا آپ نے وضو فرمایا اور جماعت کو پا لیا۔

آپ اپنے رفقاء سے فرمانے لگے شاید تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ ایک آدمی بولا ہاں میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور اولیاء حاضر ہو رہے ہیں اور ایک آدمی کہہ رہا ہے محمد بن علی تو کھجوروں کے شغل میں لگے ہوئے ہیں (یہ سن کر) حضرت استاد نے فرمایا کھجور جلتی ہے (بس پھر کیا تھا) سب کھجوریں جل گئیں وہ شخص کہنے لگا قسم بخدا، میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا میں نے تو یہ واقعہ صرف اس لئے گھڑا تھا کہ آپ ان کھجوروں میں سے کچھ مجھے عطا فرمائیں گے آپ نے یہ سن کر فرمایا ہمیں ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو ہمارے اور ہمارے پروردگار کے درمیان حائل ہو جائے (چونکہ اس شخص نے

کہا تھا وہ کھجوروں میں مشغول ہیں لہٰذا آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا ہمارا شغل صرف خدا سے ہے کھجوروں سے نہیں۔ مترجم)

غیب کی خبریں

مزید ملاحظہ ہو آپ نے بہت سے عجیب واقعات بتائے اور وہ اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح آپ نے بتائے تھے آپ نے بغداد کے غرق ہونے کی اطلاع دے دی تھی پھر ہوا یوں کہ دریائے دجلہ بپھر گیا اور شہر کی فصیل سے پانی اندر آ گیا وزیر کا گھر تباہ ہو گیا، خلیفہ کا ستور بھی پانی کی نذر ہوا، تین سو تیس گھر دریا برد ہو گئے گرنے والے مکانوں نے لاتعداد مخلوق کو پیس کر رکھ دیا اور بے قابو پانی نے بے شمار لوگوں کو نگل لیا، یہ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ کا واقعہ ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ مسجد نبوی (صاحب مسجد پر افضل ترین درود و سلام ہو) جل جائے گی ۶۵۴ھ رمضان کی پہلی تاریخوں میں ایسا ہی ہوا، آپ نے تاتاریوں کے حملے کی اطلاع بھی دے دی تھی یہ وہ حملہ تھا جس کی مثال اس گھومنے والے آسمان نے کبھی نہیں دیکھی تھی اس میں سب قباحتیں اور خباثتیں جمع ہو گئی تھیں خلیفہ ۶۵۶ھ میں قتل ہو گئے اور ہر طرف تاتاری چھا گئے۔ یہ تینوں واقعات حضرت شیخ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے آپ نے حضر موت میں شدید سیلاب کی خبر بھی دی تھی یہ بھی سیلاب آیا وادیاں اند پڑیں اور بہت سے شہر تباہی سے ہمکنار ہوئے تقریباً چار سو آدمی موت کی نیند سو گئے۔ حضرت شیخ ۶۵۳ ہجری میں شہر تریم میں واصل بحق ہوئے آپ کی قبر مشہور ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ بقول صاحب ''المشرع الروی'' آپ کی عمر ۷۹ برس تھی۔

حضرت محمد بن عمر ابو بکر بن قوام رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر عارفوں میں سے ہیں اور اولیائے مقربین میں سے مقام فرد پانے والوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت شمس الدین خابوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جو آپ کے ساتھیوں میں شامل نہیں کہ ہم حضرت شیخ کی زیارت کے لئے نکلے میرے جی میں یہ خیال آیا کہ آپ سے روح کے متعلق سوال کروں جب میں آپ کے سامنے پہنچا تو ہیبت کی وجہ سے بات بھول گیا۔ اور روح کے متعلق کچھ نہ پوچھا، جب آپ کو الوداع کہہ کر سفر کے لئے نکلا تو آپ نے میرے پیچھے ایک فقیر بھیجا۔ فقیر نے کہا حضرت شیخ سے مل کر جائیں میں پلٹا جب خدمت میں پہنچا تو فرمایا اے احمد! (شمس الدین کا نام) میں نے کہا حضور! حاضر خدمت ہوں۔ فرمایا کیا قرآن پڑھا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حضور! فرمانے لگے بیٹا! یہ پڑھو:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

(بنی اسرائیل)

''اور آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہہ دیجئے روح میرے پروردگار کی شان ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم ہے''۔

بیٹا! یہ ایسی شے ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گفتگو نہیں فرمائی پھر اس کے متعلق ہمیں بولنے کا کیا حق ہے۔

جنتیوں اور دوزخیوں کا علم

حضرت شیخ ابراہیم بطائحی سے مروی ہے حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ حلب میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے آپ فرمانے لگے میں اہل یمن کو اہل شمال میں سے جانتا ہوں اگر چاہوں کہ ان کے نام لوں تو نام لے سکتا ہوں لیکن ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور اس حق کو ہم خلق میں کھولنا نہیں چاہتے (1)۔

مرد متصرف کون؟

حضرت شیخ صالح و عابد محمد بن ناصر رشیدی کہتے ہیں میں حضرت مرشد محمد کے پاس تھا آپ نے اسی مسجد میں نماز عصر پڑھی جہاں عموماً نماز پڑھا کرتے تھے بہت بڑے ہجوم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی حاضرین میں سے ایک شخص عرض کرنے لگا حضور! مرد کامل کی نشانی کیا ہے جسے تمکین حاصل ہو، مسجد کا ستون سامنے تھا، فرمانے لگے مرد متمکن و متصرف کی علامت یہ ہے کہ وہ اس ستون کی طرف اشارہ کرے تو ستون نور سے جگمگانے لگے لوگوں نے ستون کو دیکھا تو وہ آپ کے ارشاد کے مطابق جگمگا رہا تھا۔

حضرت شیخ ابراہیم بن شیخ ابو طالب بطائحی فرماتے ہیں حضرت شیخ سے میری موجودگی میں مرد متمکن کی علامت پوچھی گئی آپ کے سامنے ایک طباق پڑا تھا جس میں پھل اور پھول تھے فرمانے لگے متصرف اگر اس طباق کی طرف اشارہ کر دے تو اس میں موجود سب چیزیں رقص کرنے لگ جائیں ہماری نظروں کے سامنے طباق کی سب چیزیں رقص کرنے لگ گئیں۔

مقتول نے آکر شکایت کی

شیخ شمس الدین خابوری خطیب جامع مسجد حلب کہتے ہیں ہم ایک سفر میں حضرت شیخ کے ساتھ تھے آپ کو ایک مکان میں تشریف لانے کی دعوت دی گئی جب ہم مکان کے قریب گئے تو اس کا رنگ بدل گیا اور شیخ نے لاتعداد دفعہ آیت شریفہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھی، میں نے عرض کیا حضور والا! کیا حادثہ پیش آ گیا ہے؟ فرمانے لگے جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو مردوں کی روحیں مجھے سلام کہنے آئیں ان میں سے خوبصورت چہرے والا ایک نوجوان بھی تھا جو آ کر کہنے لگا "مجھے ظلماً قتل کیا گیا ہے اس گاؤں کے دو مردوں نے مجھے قتل کیا ہے وہ دونوں بھائی ہیں میں ان کی بکریاں چرایا کرتا تھا یہ ملک عزیز کے دور کی بات ہے انہوں نے اپنی لڑکی سے مجھے متہم کیا میں ان کے الزام سے بالکل بری تھا۔ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ مذکور کہتے ہیں کہ قتل کے دونوں مجرم حضرت شیخ کی بات سن رہے تھے میری ان سے جان پہچان بھی تھی، جب میں ان دونوں کے ساتھ الگ

1۔ سبحان اللہ! یہ اللہ والے ہیں جو اصحاب یمین اور اصحاب شمال یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کو جانتے ہیں ان کے ناموں تک سے واقف ہیں مگر اس راز کو افشا نہیں کرنا چاہتے آج علم انبیاء علیہم السلام کے منکر تو نبیوں کے علم کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اگر علم تھا تو بتایا کیوں نہیں ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ سب علم بتائے نہیں جاتے ہر آدمی کی یہ بساط نہیں ہوتی کہ اس کا سینہ علوم الٰہی کا دفینہ بن سکے۔ یہ تو بنجر زمینیں ہیں جن میں کچھ نہیں اگتا، اپنی قسمت کو رونا چاہئے مگر رخ کر لیتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی طرف اور اپنے آپ پر ان مقدس ہستیوں کو قیاس کرنے لگ گئے کاش! یہ اور کچھ نہیں سمجھ سکے تھے تو قیاس مع الفارق کو ہی سمجھ لیتے اور ان "تحقیقات" سے باز رہتے جو در اصل گستاخیوں میں شامل ہیں۔ (مترجم)

ہوا تو مجھے کہنے لگے جناب والا! قسم بخدا حضرت شیخ کا ارشاد بالکل ٹھیک ہے ہم نے اس جوان کو مارا تھا، میں نے ان دونوں سے پوچھا آخر کس وجہ سے آپ نے یہ فعل قبیح کیا؟ کہنے لگے قتل کا سبب وہی تھا جو جناب شیخ نے بیان فرما دیا ہے مگر بعد میں پتہ چلا کہ جرم کسی اور کا تھا اور یہ نوجوان جیسا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بالکل بے قصور تھا۔

خواب میں امامت

آپ کے مناقب میں شیخ ابو محمد بن شیخ عمر بن شیخ ابو بکر نے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے شیخ ابو بکر (حضرت محمد کی کنیت) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، ہوا یوں کہ ایک رات جناب خضر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ابو بکر اٹھ، میں ان کے ساتھ ہو لیا وہ مجھے لے کر چلتے رہے حتیٰ کہ سید کل ختم الرسل علیہ السلام کی سرکار میں پہنچا دیا۔ جہاں صدیق، فاروق، غنی، حیدر اور اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے تھے میں نے سلام عرض کیا سب نے میرے سلام کا جواب دیا حضور رحمۃ للعالمین نے فرمایا اے ابا بکر! (محمد بن قوام) میں نے جواباً لبیک یا رسول اللہ! کہا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ولی بنالیا ہے اور اپنے لئے جو چاہو اختیار کرلو اور متعین کرلو اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی اور میں نے عرض کیا حضور! میں اپنے لئے وہی پسند کروں گا جو آپ نے اپنی ذات کے لئے پسند فرمایا میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا، پھر دنیا میں تمہیں صرف قوت ہی ملے گی اور وہ بھی کسی آخرت کے دوست دار کے ذریعے ہی عطا ہو گی، حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابو بکر! آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں، مجھ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، صحابہ گرامی اور اولیاء کرام کی ہیبت طاری ہو گئی میں آگے بڑھنے سے ہچکچانے لگا اور جی میں کہنے لگا بھلا میں ان لوگوں کے سامنے کیسے نماز پڑھانے لگوں جن میں خود محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں، حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا آگے بڑھیے تمہارے آگے بڑھنے میں ہی ولایت کا راز ہے تم امام بنو گے اور تمہاری پیروی دوسرے لوگ کریں گے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی پر میں آگے بڑھا اور دو رکعتیں نماز پڑھائی۔ پہلی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کوثر اور دوسری میں فاتحہ اور سورۂ اخلاص تلاوت کی۔

اور بادل چھٹ گیا

حضرت شیخ معضاد بن حامد بن خولہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جو نہر حضرت شیخ نے بالس (شیخ کے شہر) تک کھدوائی تھی ہم بھی اس میں آپ کے ساتھ تھے ایک دن نہر کھودنے کے لئے بہت سے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے، کام جاری تھا کہ دفعتہً بادل آ گیا جس سے بڑے بڑے اولے برستے دکھائی دے رہے تھے آپ کے ایک ساتھی شیخ محمد عقیبی آپ سے عرض کرنے لگے جناب والا! بادل آ گیا ہے اب لوگ کام نہیں کر سکیں گے، حضرت شیخ نے فرمایا کام جاری رکھیے اور خاطر جمع رکھیں، جب کڑکتا بادل قریب آ گیا تو حضرت شیخ نے اس کی طرف منہ کر کے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ تجھے برکت دے دائیں بائیں ہو جا، بادل یہ سن کر چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں کام کرتے رہے لیکن جب شہر واپس ہوئے تو زیادہ بارش کی وجہ سے پانی چیرتے آئے۔

شیخ کے وسیلے سے

حضرت شیخ صالح و عابد اسماعیل بن ابو الحسن المعروف ابن کردی راوی ہیں۔ میں نے ایک سال اپنے والدین کے ساتھ حج کیا ہم سرزمین حجاز میں تھے سواریاں ایک ساتھ چل رہی تھیں میرے والد نے اونٹ کی کوہان پر سوار تھے اور میں نیچے چل رہا تھا مجھے درد قولنج نے آلیا میں ایک طرف ہٹ گیا اور سوچا چند لمحے آرام کر کے سواریوں کو پالوں گا میں سو گیا جب آنکھ کھلی تو سورج نکل چکا تھا میں نہیں سمجھ رہا تھا کہ اب کس طرف جانا ہے، مجھے اپنی جان کی فکر بھی تھی اور والدین کا خیال بھی کھائے جا رہا تھا کیونکہ ان کے ساتھ کوئی خدمت گار نہ تھا اور میرے بغیر ان کی خبر گیری کرنے والا بھی کوئی نہ تھا، میں اپنی ذات اور والدین کیلئے رو رہا تھا میں رو رہا تھا کہ کسی کو یہ کہتے سنا کہ تو حضرت شیخ ابو بکر محمد بن قوام کا ساتھی ہے؟ میں نے کہا قسم بخدا ان کا خادم ہوں، وہ کہنے لگے اللہ سے دعا مانگ تیری دعا ضرور قبول ہو گی میں نے اس کے کہنے کے مطابق دعا مانگی، قسم بخدا ابھی دعا کے الفاظ پورے نہیں ہوئے تھے کہ حضرت شیخ میرے پاس تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کوئی حرج والی بات نہیں، پھر میرے بازو کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور تھوڑی دور میرے ساتھ چلے اور فرمایا یہ رہا آپ کے والدین کا اونٹ، میں نے اپنے والدین کو روتے سنا وہ میرے لئے رو رہے تھے، میں نے والدین سے کہا، فکر نہ فرمایئے میں آ گیا ہوں اور ان کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا۔

ہندوستان سے فرات صرف ایک قدم

حضرت شیخ اسماعیل مذکور یہ واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رافع رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں حضرت شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے دریائے فرات کا نظارہ کر رہے تھے کہ فرات کے ساحل پر ایک آدمی دکھائی دیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا "کیا ساحل فرات پر تم آنے والے اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ ہم نے جواباً عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ میرا دوست ہے اور اللہ کا ولی ہے اور ہندوستان سے میری زیارت کے لئے آ رہا ہے نماز عصر پڑھ کر گھر سے میرے لئے نکلا تھا زمین اس کے سامنے لپیٹ دی گئی ہے وہ صرف ایک قدم بھر کر یہاں ساحل فرات پر پہنچ گیا ہے مگر آگے ادب کی وجہ سے یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو، اسے پتہ ہے کہ میں اس جگہ ٹھہرا ہوں اب دیکھنا وہ شہر کی طرف نہیں جائے گا بلکہ سیدھا یہاں آئے گا" جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو اپنا رخ بدل لیا اور اس جگہ کی طرف مڑا جہاں شیخ اپنے غلاموں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے آیا، سلام کیا اور کہا حضور والا! میں آپ سے یہ درخواست کرنے آیا ہوں کہ آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں شامل فرمائیں گے۔ حضرت شیخ نے اسے جواب دیا معبود برحق کی قسم! آپ میرے ساتھی ہیں وہ کہنے لگا الحمدللہ، میں صرف اس بات کے لئے حاضر خدمت ہوا تھا۔ اب حضرت شیخ سے واپسی کی اجازت چاہی۔ شیخ نے فرمایا تمہارے صاحب خانہ کہاں ہیں؟ جواب دیا حضور! وہ ہندوستان میں ہیں، شیخ نے پوچھا ان کے پاس سے کب آئے ہو؟ عرض کیا حضور! نماز عصر پڑھ کر آپ کی زیارت کے لئے نکلا تھا حضرت شیخ نے فرمایا آج رات آپ ہمارے مہمان ہیں وہ رات کو حضرت کے پاس رہا اور ہم بھی وہیں شب باش ہوئے۔ صبح ہوئی تو عرض کرنے لگا حضور! اجازت چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ الوداع کہنے چلے اور ہم بھی ساتھ ہو لئے جب صحرا میں پہنچ

اور وہ حضرت شیخ کو الوداع کہنے لگا تو شیخ نے اس کے کندھوں کے درمیان دونوں ہاتھ رکھ کر دھکا دیا وہ غائب ہو گیا پھر ہم اسے نہ دیکھ سکے۔ شیخ نے فرمایا معبود برحق کی عزت کی قسم! ادھر میں نے اسے دھکا دیا ادھر اس نے ہندوستان میں اپنے گھر کے دروازے میں قدم رکھ دیا۔

چور پکڑا گیا

یہ واقعہ بھی شیخ صالح وعابد اسماعیل کردی بیان فرماتے ہیں میں نے امیر کبیر اختری سے سنا جو قید ہو گئے تھے اور یہ واقعہ میرے والد کو سنا رہے تھے کہ جب ملک کامل نے مشرقی علاقہ کا رخ کیا تو ہم بالس کے مقام پر اترے ہم امراء کی ایک جماعت تھے میں نے فخر الدین عثمان کے ساتھ حضرت ابوبکر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ کیا ہم آپ کی خدمت میں تھے کہ ایک فوجی آیا اور کہنے لگا سرکار! میرے پاس خچر تھا اور اس پر پندرہ ہزار درہم تھے وہ کہیں گم ہو گیا ہے لوگوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عزت معبود کی قسم! بیٹھیے! اسے پکڑنے والے کے لئے زمین تنگ ہو گئی ہے اور اس کے سامنے سوائے اس ہمارے مکان کے راستے کے سب راستے بند ہو گئے ہیں وہ ابھی آتا ہے جونہی وہ آئے گا اور بیٹھ جائے گا میں تجھے اٹھنے کا اشارہ کروں گا اٹھ کر اپنا خچر اور مال لے لینا جب ہم نے شیخ کی بات سنی تو کہنے لگے اب ہم بھی اس آدمی کے آنے سے پہلے واپس نہیں ہوں گے ہم بیٹھے ہی تھے کہ وہ آدمی آ گیا تو شیخ نے فوجی کو اشارہ کیا وہ اٹھا تو ہم بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہم نے خچر اور مال کو دروازے پر موجود پایا فوجی نے سب کچھ سنبھال لیا۔

مولوی بے بس ہو گئے

حضرت شیخ، امام، عالم شمس الدین خابوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حلب کے مدرسہ سلطانیہ کے فقہاء کے پاس حضرت شیخ کا اکثر ذکر خیر کیا کرتا تھا وہ کہنے لگا ہم آپ کے ساتھ حضرت سے ملنے جائیں گے اور ان سے فقہ اور تفسیر وغیرہ کے مسائل پوچھیں گے؟ ہم سب آپ کی اجازت کے لئے بالس چلنے کا پروگرام بنا کر چلنے ہی لگے تھے کہ ایک فقیر آیا اور کہا حضرت شیخ آپ کو طلب فرما رہے ہیں میں نے اسے کہا اب کہاں تشریف فرما ہیں اس نے جواب دیا حضرت شیخ ابو الفتح کنانی کی خانقاہ میں ہیں جو آپ کے مرید ہیں، میں فقہاء کی ایک جماعت کے ساتھ زیارت کے لئے نکلا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ محمد عقیبی نے مجھے کہا، ان فقہاء کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے جواب دیا حضرت شیخ کی زیارت اور سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں وہ کہنے لگے یہ عجیب واقعہ پیش آیا ہے میں نے کہا کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے حضرت شیخ نے ان فقہاء کو لگام ڈال دی ہے اور آپ کا سر (بھید) درندے سے متشکل ہو کر ان میں سے ہر ایک کے چہرے کو گھور رہا ہے (یعنی حضرت شیخ نے ان کی زبان بندی کر دی ہے اب وہ بول نہیں سکتے اور سامنے شیر کی شکل ہے لہٰذا خوف زدہ ہیں دراصل وہ حضرت کا امتحان لینے آئے تھے یہاں خود امتحان میں پڑ گئے۔ شیخ محمد عقیبی نے کشف سے یہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ مترجم) جب محفل لگے بہت دیر گزر گئی اور ان حضرات میں سے کسی نے بولنے کی جسارت نہ کی تو حضرت شیخ یوں گویا ہوئے حضرات! آپ کیوں نہیں بولتے؟ اور آپ کیوں نہیں سوال کرتے؟ پھر بھی کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی، حضرت شیخ نے اپنی دائیں طرف والے فقیہ سے فرمایا آپ

کا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے پھر اگلے کو اور پھر اس سے اگلے کو یوں ہی فرمایا سب کے دلوں میں پڑے سوال خود پیش فرماتے، اور خود ہی ان کا جواب دیتے سب کے سوالات کے اسی طرح جوابات دے دیئے اب سب فقہاء حضرات وہاں سے اٹھے اور توبہ واستغفار کی (1)۔

حضرت امام شمس الدین ہی فرماتے ہیں مجھے اپنے شہر کے ایک تاجر نے بتایا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت جوانی کے عالم میں حلب گیا میرے رشتہ دار نے مجھے اپنے گھر مدعو کیا اور شراب لے آیا اور کہنے لگا نوش فرمایئے، جب میں نے پینے کے لئے پیالہ پکڑا تو حضرت شیخ کو اپنے سامنے کھڑا پایا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا، اٹھ اور نکل جا، میں اونچے مکان میں تھا منہ اور سر کے بل نیچے گرا، منہ اور سر سے خون بہنے لگا، میں اپنے چچا کے پاس خون بہاتے ہوئے ڈیرے پر آیا، چچا نے پوچھا تیرے ساتھ یہ زیادتی کس نے کی میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا وہ کہنے لگے الحمدللہ! اللہ نے اپنے اولیاء کی توجہ تمہاری طرف پھیر دی ہے اور انہیں تمہارا محافظ بنا دیا ہے۔

چور اور بکریاں فلاں جگہ ہیں

حضرت شیخ صالح عابد اسماعیل کردی کہتے ہیں میرے پاس بکریاں تھیں جن کا ایک چرواہا بھی تھا وہ ایک دن صبح انہیں چرانے لگا مگر عادت کے مطابق شام کو واپس نہ پلٹا تو میں اس کی تلاش میں نکلا نہ تو وہ ملا اور نہ ہی اس کی کوئی خبر ملی، میں حضرت شیخ کی طرف گیا آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا پایا مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے بکریاں گم ہوگئی ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا فرمایا بارہ آدمیوں نے انہیں ہانک لیا ہے اور فلاں وادی میں چرواہے کو باندھ گئے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ان پر نیند مسلط کر دے میری دعا قبول ہوگئی ہے آپ فلاں جگہ جائیں وہ سوئے ہوئے ہیں بکریاں سب بیٹھی ہیں صرف ایک کھڑی ہے اور بچے کو دودھ پلا رہی ہے آپ نے جس جگہ کی نشان دہی فرمائی تھی میں وہاں گیا تو معاملہ آپ کے ارشاد کے مطابق تھا ایک بکری کھڑی بچے کو دودھ پلا رہی تھی میں سب بکریاں اپنے گاؤں ہانک لایا۔

شیخ ابراہیم بن بطائحی کہتے ہیں میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا حضور! گزشتہ رات میرا اونٹ سامان سمیت بھاگ گیا ہے حضرت شیخ نے اسے کوئی جواب نہ دیا میں نے عرض کیا حضور والا! یہ شخص اونٹ کے گم ہونے پر بہت پریشان ہے آپ کچھ جواب عطا فرمائیں، فرمانے لگے ابراہیم! جب اس نے کہا "میرا اونٹ" تو میں نے اس کے ہاتھ میں مہار دیکھی مگر غیب سے ایک تلوار ظاہر ہوئی اور اس کے ہاتھ میں آئی ہوئی مہار کو کاٹ دیا اب اس اونٹ میں اس کا

1۔ اللہ والے دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں فقہاء کے دلوں کے بھید پا لیے انہیں گستاخی کی بنا پر زبان بندی کی لگام بھی دے دی اور سوالات خود بیان فرما کر جوابات بھی خود عنایت فرما دیئے اور علم کے غرور کو ولایت کے نور سے سرنگوں کر دیا یہ تو تھے ہم اہل سنت کے شیخ، کچھ اور لوگوں کے بھی شیخ ہوتے ہیں لوگوں کے ایک شیخ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف قائم شدہ ندوہ میں کہا تھا میری بات مانو کیونکہ میں شیخ نجدی ہوں یہ شیخ نجدی کون تھا تاریخ کے ابجد سے واقف ہر طالب علم جانتا ہے کہ یہ شیطان تھا، دور حاضر کے شیخ بھی اسی قماش کے تھے ان کا خیال تھا کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا ہمارے شیخ تو عظمت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے ترانے گاتے ہیں اور یہ انہیں اپنا مثل بتاتے ہیں مگر ہیں تو شیخ، اپنے اصل اور بڑے شیخ کے پیرو، اسی لئے یہ سرزمین پاکستان جو اولیائے امت کا فیضان ہے، انہیں اپنی چھاتی پر مرنے بھی نہیں دیتی باہر جا کر مرتے ہیں اور اپنا چہرہ چھپائے چلے جاتے ہیں۔ (مترجم)

رزق نہیں اور مجھے اب اسے جواب دیتے شرم محسوس ہوتی ہے۔

مافی الارض کا علم

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو ایک جنازہ آیا شہر کے اکابر بھی جنازے کے ساتھ تھے جب سب لوگ میت کو دفن کرنے کے لئے بیٹھ گئے تو قاضی، خطیب اور والئ شہر ایک گوشے میں بیٹھ گئے حضرت شیخ اور آپ کے فقیر دوسرے گوشے میں بیٹھے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ قاضی اور والی شہر کرامات اولیاء پر گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ کرامات کی کوئی حقیقت نہیں۔ خطیب نیک آدمی تھا جب سب میت کے وارثوں کی طرف تعزیت کے لئے اکٹھے ہوئے تو کچھ لوگ حضرت شیخ کو سلام کہنے کے لئے بڑھے حضرت نے فرمایا خطیب صاحب! میں آپ کو سلام نہیں کہتا وہ کہنے لگا حضور! کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ اولیاء کی جب غیبت کی جا رہی تھی تو آپ نے تردید فرما کر اولیاء کی طرف سے دفاع نہیں کیا آپ پھر قاضی اور والی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے تم دونوں کرامات اولیاء کے منکر ہو بتاؤ تمہارے پاؤں کے نیچے زمین میں کیا ہے؟ دونوں بولے ہمیں کچھ پتہ نہیں فرمایا تمہارے پاؤں کے نیچے پانچ سیڑھیوں والا غار ہے جس میں ایک شخص اپنی بیوی سمیت مدفون ہے اب وہ قبر میں کھڑے ہو کر مجھ سے بات کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ قریباً ہزار سال پہلے میں ان دو شہروں کا بادشاہ تھا وہ غار میں تخت پر ہے اور اس کی بیوی بھی تخت پر ہے، ہم یہاں سے جگہ کھودے بغیر نہیں ہٹیں گے، ان دونوں نے کسی منگائی اور لوگوں کی موجودگی میں جگہ کھودی گئی، شیخ کے ارشاد کے مطابق سب کچھ موجود تھا غار اب تک کھلی ہوئی ہے اور حلب کی ایک سمت دیکھی جا سکتی ہے۔

مرشد کامل کے تصرفات

شیخ صالح، ناسک اور زاہد علی بن سعید زیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جوانی کے دوران حضرت شیخ کے ساتھ رہنے کا عہد کیا مجھے بیت المقدس کی زیارت کا خیال سوجھا تو میں نے ان سے حاضری کی اجازت چاہی فرمانے لگے بیٹا! جوان ہو اور مجھے خوف ہے کہ کوئی خرابی نہ ہو میں نے بڑی زاری والحاح سے کام لیا تو مجھے یہ کہتے اجازت مرحمت فرمائی کہ میرا سر (بھید) یوں تیری حفاظت کرے گا جس طرح لوہے کا پنجرہ حفاظت کرتا ہے نیز فرمایا جب دمشق کے دروازے پر محل کے سامنے آؤ تو شہر میں داخل ہو کر شیخ علی بن جمل کا پوچھنا اور ان کی زیارت کرنا وہ ولی اللہ ہیں جب میں وہاں پہنچا تو ان کے متعلق پوچھا لوگوں نے مجھے ان کا پتہ بتایا میں نے ان کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ان کے گھر کا ایک آدمی نکلا اور مجھے کہا علی! تشریف لائیں حضرت نے آپ کے متعلق وصیت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ایک علی نامی فقیر تمہارے پاس آئے گا وہ حضرت شیخ ابوبکر بن قوام کا غلام ہے اسے اندر آنے کی میرے آنے تک اجازت دے دینا میں ان کے کہنے پر اندر جا کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ شیخ علی بن جمل تشریف لے آئے، میں نے اٹھ کر انہیں سلام عرض کیا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہہ کر فرمایا علی! گزشتہ رات حضرت شیخ محمد ابوبکر آئے تھے اور تمہاری خبر گیری کے لئے کہا تھا اب تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی، کیوں کہ آپ یوں سر شیخ میں محفوظ ہیں جیسے کوئی پنجرے میں محفوظ ہوتا ہے، میں ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر بیت المقدس چلا، جب وہاں پہنچا تو شدید گرمی میں شہر سے باہر ایک شخص کو دیکھا میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے جواب دے کر فرمایا بیٹا! بہت دیر کر دی ہے میں صبح

سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے اس سے خوف آنے لگا، میں ڈرا کہ یہ کوئی مشکوک آدمی نہ ہو، مجھے فرمایا علی! ڈرو نہیں، حضرت شیخ نے آ کر تمہارے متعلق وصیت فرمائی تھی، میں ان کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا انہوں نے کھانا منگوایا اور اسے تناول کرنے کا حکم دیا میں نے کھانا کھایا جب نماز کا وقت آیا تو کہا اب اٹھیے نماز حرم اقدس میں پڑھیں گے۔ ہم مل کر نکلے حرم اقدس میں پہنچے وہاں پانچ نمازیں پڑھیں اور گھر واپس آ گئے رات ہوئی تو وہ پوری رات نماز پڑھتے رہے جب انہیں محسوس ہوتا کہ میں جاگ رہا ہوں تو وہ بیٹھ جاتے اور جب میرے سو جانے کا یقین ہو جاتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگ جاتے (یہ سب اس لئے کہ ریاکاری نہ ہو۔ مترجم) میں کئی دن ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر میں سیدنا خلیل علیہ السلام کے مزار کی زیارت کے لئے نکلا انہوں نے میرے ساتھ چل کر الوداع کیا میں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے مزار کے قریب پہنچا تو چار ڈاکو میری طرف بڑھے میرے قریب آئے تو مبہوت ہو کر میرے پیچھے دیکھنے لگے میں نے پیچھے دیکھا تو سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹے ایک شخص کو کھڑا ہوا پایا اس نے مجھے کہا اپنا راستے چلتے جائیں میں چلتا گیا وہ اس وقت تک میرے ساتھ رہا جب تک کہ میں حضرت خلیل علیہ السلام کی قبر کے سامنے نہیں آ گیا اب وہ کھڑے ہو کر دعا کرنے لگ گیا اور میں شہر میں داخل ہو کر زیارت کرنے لگا جب میں واپس بالس شہر پہنچا تو سب سے پہلے حضرت شیخ کی سلامی کے لئے حاضر ہوا جب میں نے خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے میرے سفر کے سب واقعات بیان فرما دیئے فرمانے لگے اگر وہ منہ لپیٹ کر آنے والا نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے تک اتار لیتے یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خود حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت شیخ ابراہیم بطائحی کہتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابو بکر بن قوام رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے ارادے سے نکلا راستے میں بہت سے لوگ ملے انہوں نے شراب، اس کی مجالس اور آلات کا تذکرہ چھیڑ دیا جب میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا یہ کیا حالت ہے؟ میں نے عرض کیا کون سی حالت حضور! فرمانے لگے تمہارے سامنے شراب اور اس کے آلات ہیں، میں نے جواب دیا جناب! میں ایسے لوگوں میں تھا جو شراب کی باتیں کر رہے تھے یہ شاید ان باتوں کا اثر ہے، فرمانے لگے تم سچ کہہ رہے ہو اچھے لوگوں کی صحبت میں رہو اور بدوں سے بچو۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے گردن جھکا دی

آپ کی ایک کرامت یوں ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کے درمیان ایک دن دمشق میں بیٹھے تھے کہ دفعۃً آپ نے اللہ کریم کے لئے خاکساری اختیار فرماتے ہوئے گردن جھکا لی، لوگوں نے گردن جھکانے کا سبب پوچھا تو فرمایا ابھی ابھی سید الاولیاء حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محفل وعظ میں بغداد شریف میں فرمایا ہے "میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے" یہ سن کر مشرق سے مغرب تک ہر ولی نے اپنی گردن جھکا لی ہے ساتھیوں نے تاریخ نوٹ کر لی پھر کچھ دنوں بعد سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے متواتر خبریں پہنچیں کہ آپ نے اس تاریخ کو یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے یہ واقعہ "تحفۃ الانام" میں مذکور ہے (1)۔

1۔ اسی ارشاد کو سن کر شیخ الہند سیدی معین الدین اجمیری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا: (بقیہ آگے)

علامہ مناوی فرماتے ہیں ابوبکر بن قوام امام نجم الدین صالحی بالسی ہیں آپ کا اسم گرامی محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ شام میں مرشدوں کے مرشد ہیں آپ کی لاتعداد کرامات ہیں وہ اپنے متعلق خود فرماتے ہیں آغاز کار میں احوال رات کو ان کے سامنے آتے تھے وہ اپنے مرشد کو عرض کرتے تو مرشد ڈانٹ دیتے کہ بتایا نہ کرو اور کہتے ان احوال کی طرف توجہ ہی نہ دو، پھر ایک دن ایسا ہوا کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کو چلے آسمان کی طرف سے آواز سنائی دی آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک نور نظر آیا اور اس کی کڑیاں باہم زنجیر کی طرح ملی ہوئی تھیں آپ نے پیٹھ میں ٹھنڈک محسوس کی تو ادھر بھی متوجہ ہوئے واپس آ کر حضرت شیخ کو واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا بے شک اپنے احوال بتاتے رہا کرو آپ تو اب عظمت کی چوٹی بن گئے ہیں اور آپ کا شہرہ پھیل گیا اور معاملہ بلندی تک جا پہنچا۔

ولی عرش کو دیکھتا ہے

آپ فرماتے ہیں عزت معبود کی قسم! مجھے وہ حال عطا ہوا ہے کہ اگر بغداد کو کہوں کہ مراکش کی جگہ جلا جا یا مراکش کو کہوں بغداد بن جا تو ایسا ہی ہو، آپ نے ایک جماعت کی موجودگی میں ارشاد فرمایا میں اسی طرح عرش کا پایہ دیکھ رہا ہوں جس طرح تمہارے چہرے ملاحظہ کر رہا ہوں آپ کا وصال شریف علم گاؤں میں ۶۵۸ ھ میں ہوا اور ایک تابوت میں وہاں دفن ہوئے پھر ۶۷۰ ھ میں دمشق منتقل کر دیئے گئے اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے آپ کی قبر شریف بہت مشہور ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں اور وہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ علامہ کتبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن خلکان کے ضمن میں ان پر نوٹ لکھا ہے بے پناہ تعریف کی ہے ترجمہ کے آخر میں لکھا ہے کہ آپ علم نامی گاؤں میں فوت ہوئے تھے اور وہاں ہی دفن ہوئے وصیت فرمائی کہ مجھے تابوت میں دفن کرنا بیٹے کو حکم دیا بیٹا! مجھے لازماً ارض مقدس میں منتقل کر دینا۔ آپ کو دمشق منتقل کر کے وادی دمبر کے نچلے گوشے میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن حسین زوقری رحمۃ اللہ علیہ

زواقر مشہور و معروف قبیلہ کی ذیلی شاخ ہے یہ اشعری ہیں، آپ فقیہ، عالم، عارف اور بہت سے علوم کے محقق تھے آپ نے حضرت فقیہ علی بن قاسم حکمی وغیرہ سے درس فقہ لیا اور اپنے ہم عصروں سے گوئے سبقت لے گئے یہ جوانی کے ابتدائی دن تھے لہٰذا اپنے آپ پر اترانے اور ناز کرنے لگے اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بلند مرتبہ سمجھتے قیمتی لباس زیب تن فرماتے۔

(بقیہ گزشتہ)

بل علی راسی و عینی یا سیدی! حضور غوث اعظم! باقی لوگوں کی گردنوں پر آپ قدم رکھیں تو میرے سر اور آنکھوں پر رکھنا۔ دربار غوث سے جواب ملا: قَدْ جَعَلْنَاکَ سُلْطَانَ الْهِنْدِ (ہم نے آپ کو ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا)۔

پھر چشم فلک نے دیکھا اور غیروں نے بھی مانا کہ ہندوستان میں صرف دو حاکم ہیں ایک وائسرائے ہند اور دوسرے سرکار اجمیر۔ پھر تمکن و تصرف کا یہ عالم کہ تنکو عبدالرحمن سابق وزیر اعظم ملائیشیا کو دوران تعلیم خواب میں ارشاد فرمایا یہ ملک آزاد ہوگا اور تم اس کے وزیر اعظم بنو گے۔ پھر ملائیشیا آزاد ہوا اور عبدالرحمن وزیر اعظم بن کر ولی ہند کے دربار گوہر بار میں سلامی کے لئے حاضر ہوئے۔ (مترجم)

آزمائش الٰہی

پھر ایک دن ایسا آیا کہ اپنے بھائی سے کہنے لگے بھائی جان! میں نے آج رات اللہ کریم کی زیارت کی ہے اور اللہ کریم نے مجھے فرمایا ہے محمد! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے گزارش کی میرے پروردگار! آپ جس سے محبت فرماتے ہیں وہ وہ آزمائشوں میں پڑ جاتا ہے مجھے جواب ملا اب تو بھی آزمائش کے لئے تیار ہو جا، اب بھائی صاحب! آپ میرے معاملے میں ذرا محتاط رہیں، اسی دن نماز عصر آپ نے مسجد اشاعرہ میں ادا کی جو شہر زبید میں واقع ہے نماز سے فارغ ہو کر جلدی جلدی گھر کی طرف پلٹے حالانکہ اس سے پہلے آپ عصر کے بعد مسجد میں بیٹھتے اور پڑھایا کرتے تھے، راستہ چلتے بے ہوش کر گر پڑے مشہور فقیہ حضرت اسماعیل حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں سے گزر ہوا آپ بے ہوشی میں ہی تھے کہ انہوں نے ماتھے کے درمیان بوسے دے کر کہا اے محبوب! خوش آمدید، پھر آپ کے بھائی آئے اور گھر اٹھا کر لے گئے اس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی یہ محبت کا نشہ آپ پر طاری رہتا کسی وقت ہوش میں ہوتے آپ کے اپنے مال سے آپ کے لئے لونڈی خریدی گئی جو آپ کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتی آپ کو بیڑیاں پہنا دی گئیں اور لونڈی آپ کے احوال کی نگرانی کرتی جب افاقہ ہوتا تو آپ اس سے پوچھتے میری کتنی نمازیں قضا ہوئی؟ وہ بتاتی تو آپ قضا کر لیتے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ کو افاقہ ہوتا تو طلبہ کے پاس پڑھنے آ جاتے آپ اخبار و اشعار کی نقل میں بھی لوگوں سے بہت آگے تھے اس سلسلہ میں آپ کی کئی حکایات مشہور ہیں، آپ کی وفات ٦٦٥ھ میں ہوئی اور بقول شرجی آپ باب السلام کے مقبرہ میں دفن ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہ انام ہے۔

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن استاذ اعظم اغیبر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو اغیبر اس لئے کہتے ہیں کہ یمانی بن عمرو والی تریم نے اپنے چچازاد بھائی شیخ امام عبداللہ بن علوی کا کچھ سامان لے لیا آپ مدینہ عجز کی طرف تشریف لے گئے تھے جب سید محمد مذکور نے سنا تو والی کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ وہ سوار ہونا چاہتا ہے آپ نے سفارش کی کہ وہ چیزیں واپس کر دے وہ نہ مانا آپ نے اسے ڈرایا کہ اس طرح نہ کیا جائے آپ بہت تیز باتیں کرتے تھے والی کہنے لگا یہ اغیبر (تھتھلی زبان والا) کیا کہتا ہے یہ کہہ کر اس نے رکاب میں پاؤں رکھا مگر پاؤں رکاب کے ساتھ جم کر رہ گیا کوئی پاؤں بھی وہ ہلا نہ سکا۔ حضرت کے سامنے اب معذرت کی اور بقول صاحب ''المشرع الروی'' سامان واپس کر دیا۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن علی ہرمل یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، صالح، ورع اور زاہد تھے۔ علماء کی ایک جماعت کے ساتھ علم فقہ حاصل کیا اور آپ سے دوسرے لوگوں نے فقہ پڑھا، آپ فقیہ اسماعیل بن موسیٰ بن عجیل اور فقیہ اسماعیل حضرمی کے ساتھی تھے۔ علم کی پختگی میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔

جنوں کے استاذ

آپ جنوں کو پڑھایا کرتے تھے آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے پھر اللہ کریم نے آپ کی کرامت سے نظر عطا کر دی

وادی سلام کے عطفہ نامی گاؤں میں آپ کا انتقال ۶۶۸ھ میں ہوا آپ کی قبر زیارت گاہ انام ہے۔ (قالہ الشرجی)

حضرت محمد بن عبداللہ بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نقیطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں آپ اکابر علماء اور سادات اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔

اور دیوار گر گئی

کرامت ملاحظہ ہو، والی نے آپ کی ہمشیرہ فاطمہ کی گائے چھین لی آپ کو جب خبر ملی تو آپ اس مکان کے قریب آئے جس میں گائے تھی کچھ "کلمات" ارشاد فرمائے دیوار گر پڑی اور گائے مالکہ کے پاس واپس آگئی۔

ظالموں کو مار دیا

قبیلہ صبرات کے کچھ لوگوں نے حضرت علوی کی وفات کے بعد ان کے بچوں کو ستایا حضرت نقیطی کو ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں میں نقیطی ہوں آپ کی زندگی میں یہ نام مشہور ہو چکا تھا آپ نے چار جگہوں پر تکبیر کہی۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے صبرات کے چار بڑے مرے ہوئے پائے وہ وہاں ہی مرے تھے جہاں حضرت نے تکبیریں کہی تھیں۔
(المشرع الروی)

حضرت محمد بن اسحاق رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفی، عارف کبیر اور امام شہیر صدر الدین قونوی ہیں۔ حضرت سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم ترین شاگرد ہیں بقول علامہ مناوی آپ نے اپنے متعلق خود فرمایا میرے مرشد ابن عربی نے اپنی زندگی میں بہت کوشش فرمائی کہ مجھے اس عظیم مرتبہ سے شرف بخشیں جس میں حق تعالیٰ برقی تجلیات سے طالب کے سامنے تجلی ریز ہوتا ہے مگر ایسا نہ ہو سکا۔

ابن عربی وفات کے بعد تجلی برقی سے منور فرماتے ہیں

آپ کی وفات شریف کے بعد میں نے آپ کی قبر اقدس کی زیارت کی واپسی پر جب ترسوس کے پاس بہار کے دن کھلی فضا میں چل رہا تھا اور پھولوں کی باد نسیم رقص کر رہی تھی تو میں نے پھولوں کو دیکھا اللہ کریم کی قدرت، کبریائی اور جلال پر غور کرنے لگا۔ اللہ برتر اعلیٰ کی محبت یوں چھائی کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں دنیائے کون سے غیب ہو جاؤں گا اس کیفیت میں مرشد ابن عربی کی روح بڑی پیاری صورت میں متشکل ہو کر سامنے آئی معلوم ہوتا تھا وہ نور محض ہیں فرمانے لگے اے بندۂ مختار! میری طرف دیکھ (دیکھنے کی دیر تھی) کہ اللہ برتر و اعلیٰ اپنے شرف ذاتی کے ساتھ تجلی برقی میں جلوہ ریز ہوئے میں ذات مرشد کے سہارے آنکھ جھپکنے کی دیر تک اپنی ذات سے الگ ہو کر اس تجلی میں محو ہو گیا پھر فوراً افاقہ ہوا۔ شیخ اکبر سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے تھے جدائی کے بعد وصال کا سلام کہا اور یوں گلے لگایا جس طرح کوئی عاشق و مشتاق گلے لگتا ہے اور فرمایا سب تعریفیں اس ذات اقدس کی ہیں جس نے پردے ہٹا دیئے اور بچھڑے احباب ملا دیئے اور قصد و اجتہاد میں ناکامی نہیں

ہوئی۔ والسلام (1)

بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ شافعی المسلک تھے وصال شریف ۶۷۲ھ میں ہوا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد یحییٰ ابوشعبہ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، صالح، اور نیکی میں مشہور تھے۔ بڑے عظیم لوگوں سے فقہ حاصل کیا اور لاتعداد لوگوں نے آپ سے فقہ پڑھا شہر عدن میں توبہ نامی مسجد میں عرصہ دراز تک رضائے الٰہی کے لئے ٹھہرے رہے اس طویل عرصہ کی اقامت کی وجہ سے اس مسجد کا نام ہی مسجد ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ پڑ گیا لوگ آپ کے بے پناہ معتقد تھے آپ کی زیارت کے قصد سے آتے تھے آپ کو باعث برکت خیال کرتے اور آپ کی لاتعداد کرامات ملاحظہ فرماتے تھے۔

جن مسائل پوچھتے رہے

علامہ جندی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ایک معتبر شاگرد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں حسب عادت آپ کے پاس پڑھنے آیا مسجد کے دروازے پر پہنچا تو آپ کے ساتھ کچھ لوگوں کو بات کرتے ہوئے پایا مجھے خیال گزرا یہ بھی کوئی زیارت کے لئے آنے والے ہیں میں کچھ دیر کے لئے رک گیا بات ختم ہوئی تو میں کھانسا (تاکہ فقیہ بلالیں) حضرت نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا آپ کا فلاں غلام ہوں، فرمایا آجایئے۔ میں اندر پہنچا تو حضرت کے پاس کوئی نہ تھا میں نے عرض کیا حضور! میں سن رہا تھا آپ کے ساتھ باتیں ہو رہی تھیں، فرمایا کیا تو نے سنی تھیں؟ میں نے کہا جی حضور! فرمانے لگے تمہارے جن بھائی تھے وہ مختلف مسائل پوچھ رہے تھے۔

مسیحائی کے کرشمے

ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو کہ شمس بلقانی حکومت کا ایک بہت بڑا آدمی تھا اسے شدید بیماری نے آلیا وہ مایوس ہو گیا ایک صبح سفر کا پروگرام بنا کر اہل وعیال اور احباب سے کہنے لگا میں حضرت فقیہ ابوشعبہ کی زیارت کرنے کے لئے جا رہا ہوں پھر فوراً اپنے ساتھیوں پر ٹیک لگائے آپ کی طرف چل دیا جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے حال پوچھا کہنے لگا آپ کی برکت سے آرام ہے موت کو جھانکنے لگا تھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا گزشتہ شب اپنے دیر سے مرے ہوئے چچا زاد بھائی کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہاتھ پکڑا اور آپ کی اس مسجد کے دروازے پر مجھے لے آیا میں نے اسے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں حضرت فقیہ کو سلام کہہ آؤں پھر جدھر مرضی ہو مجھے لے جانا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام پیش کر کے اپنے چچا زاد بھائی کی بات سنائی اور بتایا کہ وہ میرا انتظار کر رہا ہے آپ نے حضور! اس کھڑکی سے اسے جھانکا (مسجد کی کھڑکی

1۔ سبحان اللہ! کیا شان دستگیری ہے کہ ظاہری زندگی میں جس مقام رفیع تک اپنے غلام کو نہیں پہنچا سکے وصال کے بعد صحرا میں پہنچ کر لباس حسن و نور پہن کر تجلی برقی کے دروازے کھول کر مرید کو سینے سے لگالیا پردے ہٹ گئے جدائی کے بادل چھٹ گئے اور وصال کے دریا بہنے لگے رومی بول اٹھے۔

اولیا را ہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

کی طرف اشارہ کیا یہ کھڑکی تھی) آپ نے اسے کہا اے فلاں! تو چلا جا تیرا چچازاد بھائی اس وقت تیرے ساتھ نہیں جائے گا یہ دیکھ کر میں جاگ گیا اور مجھے اسی وقت آرام آ گیا مجھے پتہ چلا کہ حضور! یہ سب آپ کی برکت تھی۔ بقول علامہ شرجی حضرت فقیہ کی وفات ۶۷۶ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن ابی المجد حرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک دن قلعہ بیرہ کی عظیم المرتبت مسجد میں تشریف فرما تھے تو کسی نے ایسی کرامت طلب کی کہ جس سے اطمینان قلبی ہو آپ نے ایک خالی برتن لیا اور فرات کے پانی سے اسے بھر دیا حالانکہ پانی آپ سے اتنا نیچے تھا جتنا دو بلند و بالا قلعوں کی دیواروں کی اونچائی ہوتی ہے کسی ساتھی نے کسی ضروری سبب کی بنا پر آپ سے کرامت طلب کی آپ نے مذکورہ مسجد کی کھڑکی سے پاؤں فرات کی طرف لٹکایا اور پاؤں تر ہو گیا۔

پانی پر چل کر خشک رہے

انہی حضرت محمد حرانی کے ساتھ قلعہ بیرہ کا سیکرٹری چل پڑا یہ نومسلم تھا وہ آپ کے ساتھ فرات کے کنارے چلتے ہوئے کہنے لگا حضور! میں تو اسلام لے آیا ہوں لیکن نہ میرے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی سبب، آپ ایک متصرف و متمکن بزرگ ہیں آپ مجھے ایسی کرامات دکھائیں جس سے اطمینان قلبی ہو، آپ نے فرمایا کیا یہ ضروری ہے؟ سیکرٹری کہنے لگا حضور! ضروری ہے، آپ فرات میں داخل ہو گئے نصف تک پہنچ کر واپس ہوئے۔ یہ نصف تقریباً تین سو کرم ہو گا واپس آ کر جوتا اتارا اسے جھاڑا تو اس سے غبار اڑنے لگا بالکل تری نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ سیکرٹری آپ کے پاؤں میں گر گیا اور پاؤں چومنے لگا کہنے لگا اب دلی اطمینان مل گیا اور میں رب العالمین پر ایمان لے آیا، یہ شیخ محمد حرانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مردان حق میں سے تھے اولیائے کرام کے اعیان میں شامل ہیں طریق ولایت کے رئیس ہیں آپ علاقہ حلب سے بیرہ آئے اور تقریباً تین ماہ وہاں ٹھہرے لاتعداد کرامات آپ سے صدور پذیر ہوئیں اور بہت سے لوگ ہدایت یافتہ ہوئے آپ وہاں ۶۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ بقول علامہ سراج آپ حضرت عمر شیرازی کے پہلو میں ہموار سطح ارضی پر مدفون ہوئے۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی ریاحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام، عارف، فقیہ، صالح، زاہد اور متقی تھے شہر تعز اور دوسرے مقامات پر قاضی رہے آپ کی سیرت قابل تعریف تھی مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں بہت زیادہ کوشش فرماتے، لوگ آپ کے بہت معتقد تھے۔ آپ کی کرامتیں ظاہر تھیں۔

شفاعت کا عہد کیجئے

ایک کرامت علامہ جندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں فقیہ عثمان شرعی سے نقل کی ہے علامہ شرعی فقیہ محمد بن عباس شعبی سے روایت کرتے ہیں میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے لوگ ایک چٹیل میدان میں ننگے پاؤں اور ننگے جسم اکٹھے ہیں (جیسا کہ قیامت کے متعلق حدیث شریف میں ہے) میں خود بھی ننگا تھا میں نے ایک بلند و بالا جگہ دیکھی

حضرت قاضی محمد بن علی ریاحی رحمۃ اللہ علیہ وہاں کھڑے تھے انہوں نے پگڑی سمیت سارے کپڑے پہن رکھے تھے اور لوگوں کی نگاہیں ان پر مرکوز تھیں، میں چوکڑیاں بھرتا ان کے پاس جا پہنچا میں قریب آیا تو انہیں یہ کہتے سنا تم سب میری شفاعت میں ہو لہذا اطمینان رکھو، میں نے کہا جناب والا! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمانے لگے آپ بھی ان میں شامل ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی، جب میں نماز صبح کے لئے نکلا تو حضرت قاضی کو راستے میں پایا آپ نے پہلے مجھے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا جناب! وہ وعدہ سچا ہے فرمانے لگے مجھے یاد نہیں میں نے آپ سے کوئی وعدہ کیا ہو ہاں آپ یاد دلائیں وعدہ بھی تو قرض ہے میں نے آپ کو خواب بتایا آپ رو پڑے اور فرمایا میں تو اہل شفاعت سے نہیں ہوں۔ مجھے تو یہ آس ہے کہ ہم سب ختمی مرتبت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں ہوں گے، میں نے کہا حضور! ٹالئے نہیں، آپ کو وعدہ پورا کرنا ہوگا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا، فرمانے لگے اگر میں شفاعت کا اہل ہوا تو آپ کی شفاعت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ امام شرجی فرماتے ہیں ان کے حالات سب کے سب قابل تعریف ہیں محکمہ قضا میں ان جیسا آدمی میں نے کم ہی سنا ہے یہ اللہ کریم کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے آپ کی وفات شریف ۶۸۵ ھ میں ہوئی آپ نے کوئی مال نہ چھوڑا لہذا آپ کا کفن بھی قرضہ لے کر خریدا گیا۔

ابو عبداللہ محمد بن عباس شعبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو شعبی ان شعوب کی وجہ سے کہا جاتا ہے جو دملوہ علاقہ کے ایک کنارے پر مشہور شامع پہاڑ میں رہا کرتے تھے آپ فقیہ، عالم، عامل، متقی اور زاہد تھے آپ نے اکابر فقہاء کے پاس فقہ پڑھا اور بڑے بڑے ناموروں نے آپ سے یہ علم حاصل کیا ایک عرصہ تک آپ شہر تعز کے جج رہے پھر تورع و زہد کی بنا پر اس عہدے کو چھوڑ دیا آپ کی بہت سی کرامات تھیں۔

فرشتوں کی آوازیں

مروی ہے آپ نے فرمایا میں مسجد جند میں آیا کرتا تھا اور وہاں اس کی فضیلت کی بنا پر نماز با جماعت پڑھا کرتا تھا میں امام کی تکبیر تحریمہ پر فضاؤں اور ہواؤں میں بے شمار لوگوں کی آوازیں سنتا تھا جو امام کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے (واضح بات ہے کہ یہ سیاحین فرشتے ہوں گے یا جن ہوں گے، مترجم) بقول شرجی آپ کی وفات ۶۸۷ ھ میں ہوئی۔

ابو عبداللہ محمد بن حسین بن ابی سعود ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، فاضل، صالح، عامل اور قرأت وعلوم سماعیہ کے ماہر تھے آپ پر عبادت کا غلبہ تھا اس زہد و ورع کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت سب لوگوں سے بڑھ کر فرمایا کرتے تھے آپ فراوئی گاؤں میں رہا کرتے تھے۔

شفا عطا کر دی

آپ کی وفات کے بعد غسل دینے والوں میں مشہور فقیہ حضرت ابوبکر تباعی بھی تھے ان کی آنکھیں آئی رہتی تھیں آپ کی ناف میں جو پانی جمع ہوا وہ لے کر انہوں نے آنکھوں پر مل لیا تو پھر وہ مرض کبھی آنکھوں کو نہ ہوا بقول شرجی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی

وفات ۶۹۰ھ میں ہوئی۔

محمد حلیق طزلق (ترکی) رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو باباطزلق بھی کہا جاتا ہے علاقہ ماردین میں چشمہ خابور کے کنارے فروکش تھے شاگردوں اور عاشقوں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی، عام لوگ اور ماردین کے حاکم آپ کے غلاموں کی مخالفت کیا کرتے تھے ایک دفعہ ماردین کا سربراہ حضرت شیخ سے ملا تو آپ نے اسے ڈانٹ پلائی تو وہ کہنے لگا میں معذور ہوں آپ کے ظاہر میں بے راہ روی ہے آپ اور آپ کے ساتھی کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں جو باعث انکار و مخالفت ہیں آپ کوئی کرامت دکھا دیں جو آیت ظاہرہ کا کام کرے پھر ہم آپ لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے۔

خود اختیاری موت اور واپسی

آپ نے فرمایا بسم اللہ! میں ابھی مرتا ہوں آپ جس طرح چاہیں مجھے دفن کر دیں میں ایک سو پچاس دن یعنی پانچ ماہ کے بعد پھر ظاہر ہو جاؤں گا حاکم نے کہا ٹھیک ہے آپ اسی وقت فوت ہو گئے اس نے حق ادا کیا گہرا کنواں کھودا جو باقی کنوؤں سے کئی گنا گہرا تھا اس کے نیچے آپ کو دفن کر کے اپنے ناقص علم کے مطابق آپ پر مضبوط اور ٹھوس پتھر کی قبر بنائی پھر کنواں بھر دیا اس کے اوپر لکڑی کی ایک قبر تعمیر کرائی پھر بہت سے آدمی نگران مقرر کر دیئے جو باری باری جاگ کر پہرا دیتے تھے۔ حضرت شیخ وقت مقررہ پر نہ نکلے حاکم نے آپ کی جماعت کو طلب کیا اور طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دیں جتنی گالیاں اور لعنتیں ممکن تھیں، وہ زبان سے ادا کیں نظر بہ ظاہر وہ معذور تھا کیونکہ حال ہی کچھ ایسا بن گیا تھا مزید بیس دن گزرے تو حضرت شیخ قبر سے نکل آئے اب حاکم شہر ذلت، ندامت اور معذرت کا مجسمہ بنا آپ کے سامنے آیا اور عرض کرنے لگا حضور! آپ تاریخ مقررہ پر تو تشریف نہیں لائے، آپ نے فرمایا کند ذہن! میں پہلے ایک سو پچاس دنوں میں تو قید خداوندی میں تھا اور باقی بیس دن تیری قید میں تھا اس کا سبب یہ تھا کہ تو نے سرکشی اور امتحان میرے سامنے رکھا ارے مسکین! یہ سب کار حرام تھا۔ وہ کہنے لگا حضور! آپ سچے ہیں، اس نے پھر معافی چاہی اور درگزر کا سوال کیا اور آپ کی جماعت کا بہت ادب واحترام کیا جن کی کل تک بے ادبی کی تھی۔ بقول علامہ سراج پھر وہ آپ کا بہت بڑا محب بن گیا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ کھانا تناول فرمایا

علامہ سراج کہتے ہیں آپ کے ایک غلام حسن نامی کی روایت ہمیں یوں پہنچی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے شیخ محمد حلیق رحمۃ اللہ علیہ سے اس حاکم کے حال کے خاتمہ پر مخفی انداز سے پوچھا حضور! آپ تو نکل آئے مگر قبر بدستور بند ہے آپ لوگ کتنے عظیم المرتبت ہیں لیکن ایک بات سمجھائیں ہم نے آپ کو دفن کیا تو آپ کمزور تھے اور اب خوب موٹے تازے نکلے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے انہوں نے مخفی انداز سے مجھے جواب دیا یہ محض حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کے دسترخوان پر افطاری کا صدقہ ہے۔

اور انار آ گئے

علامہ سراج روایت فرماتے ہیں حضرت محمد مذکور رحمۃ اللہ علیہ جند ماردین کے علاقہ جملین کے شہر محیلہ میں جمعہ کے دن قریباً نماز کے وقت تشریف لائے وہاں بے شمار محبوں کا مجمع لگا ہوا تھا ایک دنیا دار شخص تھا مگر حضرت شیخ کا شدید منکر تھا حضرت نے چاہا کہ اس کی اصلاح فرمادیں فرمانے لگے ہکار پہاڑ کے رہنے والے ایک نیک آدمی کا ہدیہ ہمیں ملا ہے ہم چاہتے ہیں کہ حضرت کو کھلائیں یہ فرما کر آپ نے چار انار نکالے ان کے ساتھ انار کے پتے اور پھول تھے معلوم ہوتا تھا ابھی درخت سے توڑے گئے ہیں اور اس علاقہ میں تو سردی بھی ختم ہونے والی تھی (ایک تو بے موسم انار آئے پھر دور دراز پہاڑ سے آئے تھے پھر بالکل تازہ آئے یہ سب باتیں کرامت تھیں۔ مترجم) اس منکر شخص نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ کے قدموں پر گر پڑا اور انہیں چومنے لگا پھر عرض کرنے لگا حضور! میں نے اپنا سب کچھ فقیروں کو پیش کیا اللہ کے راستے میں بہت کچھ لٹایا اور آپ کا محب بن گیا۔

شیخ نے گھوڑا دلا دیا

سراج ہی ایک ثقہ شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سرکش گھوڑا خریدا، تاجر نے مجھے کہا اس بات کا خیال رکھنا کہ جب یہ سرکشی اپنانے لگے تو پھر اسے روکا نہیں جا سکتا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ حران کے صحراؤں میں وہ میرے ہاتھ سے نکل بھاگا مجھے اس کے ملنے کی امید نہ رہی تو اللہ نے یہ کلمہ میرے دل میں ڈال دیا میں نے پکارا اے شیخ محمد حلیق! میں یہ گھوڑا آپ سے لوں گا پھر کیا تھا وہ گھوڑا میرے سامنے کھڑا تھا میں اسے پکڑنے کے لئے آہستہ آہستہ چھپ کر بڑھا کہ وہ بھاگ نہ جائے مگر گھوڑا نہ ہلا میں نے حضرت شیخ کے لئے ایک بکری کا نذرانہ مان رکھا تھا پھر حضرت مجھے رأس العین میں ملے تو فرمانے لگے وہ سب چیخ و پکار کس لئے تھی کیا صرف ایک دفعہ کہنا کافی نہ تھا ہمیں تم نے بہت تھکا یا وہ ایک عدد بکری کدھر ہے؟ جو فقراء کے لئے مانی تھی میں نے کہا حضور! بسر و چشم پیش کرتا ہوں، آپ کے ارشاد سے میں بہت حیران ہو رہا تھا۔

سراج فرماتے ہیں شیخ محمد حلیق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی جماعت سے فرمایا یہ تاتاری مسلمان ہو جائیں گے شاشی کپڑا پہنیں گے اور سارا علاقہ ایک ملک بن جائے گا جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو تاتاری پکے کافر تھے اور طرح طرح کی گمراہیوں میں دھنسے ہوئے تھے مگر ہوا وہی جو آپ نے فرمایا تھا۔

سمندر کی تہہ سے جھاڑو نکالا

علامہ سراج کی روایت ہے حضرت محمد حلیق رحمۃ اللہ علیہ نے رأس العین کے رہنے والوں سے فرمایا ''ہمارا گھر پرانے رأس العین میں تھا جو زمین میں دھنس چکا ہے اور آج کل پانی کے بحیرہ میں یہ شہر موجود ہے ہمارا ایک سابقہ مکان کا جھاڑو اسی بحیرہ میں ہے آؤ اسے نکال لائیں یہ عجیب بات دیکھنے کے لئے بے پناہ ہجوم اکٹھا ہو گیا آپ سویرے سویرے پانی میں اترے بہت دیر تک پانی میں غائب رہے سورج غروب ہونے کے قریب پہنچا تو آپ پانی سے باہر نکلے اور جھاڑو آپ کے ہاتھ میں تھا فرمانے لگے دیر ہو گئی۔ معذرت خواہ ہوں دراصل پانی کے نیچے گلیاں مل جل گئی تھیں لہٰذا تلاش کرتے دیر ہو گئی۔ آپ عموماً

پتھر کھایا کرتے تھے۔ ایک سچے راوی نے بتایا ہے کہ اس نے آپ سے کہا خدا کے لئے آپ مجھے بھی وہی کھلائیں جو خود کھاتے ہیں آپ نے اسے پتھر پکڑایا اس نے کھایا تو وہ پتھر بہترین قسم کا حلوہ تھا جو کبھی اتنی لطافت سے پکایا گیا ہو، اور ہم تو جانتے ہیں کہ یہ حلوہ سے بھی بڑھ کر ہوگا کیونکہ اس طرح قلب ماہیت ایسے لوگ کرتے رہتے ہیں جو آپ کے غلاموں سے بھی کم مرتبہ تھے آپ بہت بڑی گدڑی پہنا کرتے تھے جو بڑے کمبلوں اور مخلوط قسم کے غالیچوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کا وزن حلبی وزن کے مطابق ایک قنطار (سو رطل، قریباً پچاس سیر) تک ہوتا اور یہ تو آپ کے لئے ہلکا لباس تھا، جب آپ کی وفات ہوئی تو یہ گدڑی بیچ کر آپ کا مزار بنایا گیا۔ حضرت شیخ محمد حلیق رحمۃ اللہ علیہ طریق فقراء میں عظیم المرتبت متصرف و متمکن بزرگ تھے۔ آپ کی وفات شریف ۶۹۰ھ میں بقول علامہ سراج ہوئی۔

ابو عبد اللہ محمد بن اسعد بن علی بن فضل صبعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا عرف جعمیم ہے آپ فقیہ، عالم، متقی، صالح، بابرکت مدرس اور صاحب افادات و کرامات بزرگ تھے آپ کے پاس ایک جماعت نقاش کی تفسیر پڑھا کرتی تھی ایک دن ایک لغوی سوال سامنے آ گیا ساری جماعت پر حیرانی تھی نہ تو وہ حضرت فقیہ سے جواب طلبی کر سکتے تھے اور نہ سوال پیش کرنا چاہتے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ آپ نحو نہیں جانتے۔ وہ کسی اور ساتھی کے سامنے بھی سوال بیان نہیں کر سکتے تھے کوئی صورت نہ پا کر انہوں نے آپ کے سامنے اس خیال سے سوال پیش کیا کہ آپ کسی اور کو جواب دینے کا اشارہ فرما دیں گے لیکن آپ نے سوال سن کر قلم پکڑا اور اس کا مدلل جواب تحریر فرما دیا اتنا عمدہ جواب تھا جو کسی عظیم ماہر نحو سے ہی متوقع ہو سکتا تھا آپ نے یہ جواب جماعت کو عطا فرما دیا انہوں نے غور سے پڑھا اور جواب سے بہت خوش ہوئے اور بڑے حیران ہوئے اور اسے آپ کی کرامت سمجھا۔

علامہ جندی نے فقیہ، صالح بن عمر سے روایت لی ہے وہ کہتے ہیں میں مذکورہ کتاب (تفسیر النقاش) حضرت کے سامنے پڑھ رہا تھا اور باقی لوگ سن رہے تھے حضرت دوران قرأت اونگھنے لگ جاتے اور گمان غالب یہ ہوتا کہ آپ کچھ بھی نہیں سن رہے میں نے ایک دن چاہا کہ پڑھنا چھوڑ دوں اور قرأت نہ کروں پھر عجیب واقعہ پیش آیا مجھے فقیہ محترم کی جگہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھائی دیئے آپ نے حکم دیا "صالح! پڑھ" میں پڑھنے لگ گیا اس کے بعد حضرت فقیہ محترم نے آنکھیں کھولیں اور مجھ پر خصوصی نگاہ ڈال کر مسکرائے (وہ مطلع ہو چکے تھے) آپ کے لاتعداد فوائد لوگوں کو ملے آپ کی عظمت کی لاتعداد علامات ہیں۔ بقول شرجی آپ سہفنہ گاؤں میں ۶۹۴ھ میں وصال پا گئے۔

حضرت محمد بن ابی جبرہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رفیع القدر اور عظیم الشان صوفی ہیں عالم بیداری میں جمال مصطفوی کی دولت سمیٹا کرتے تھے کچھ لوگوں کو یہ بات نہ بھائی انہوں نے ایک مجلس لگائی اور آپ کو اذیت دینے لگے آپ دس سال کے لئے اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے صرف جمعہ کے لئے تشریف لاتے تھے بقول علامہ مناوی آپ کی وفات اندازاً سات سو ہجری میں ہوئی۔

حضرت محمد بن شیخ ابوبکر عرودک رحمۃ اللہ علیہ

آپ مردان راہ حق میں یکتا اور سالکان طریق کے رئیس ہیں حضرت سراج فرماتے ہیں منبج کے بہت سے لوگوں نے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ ۶۸۰ھ میں حمص سے ایک منزل دور سرزمین سلمیہ کے ایک پہاڑ میں تاتاریوں سے ڈر کر اہل وعیال سمیت پہنچے۔ بدھ کے دن نماز عصر کے بعد حضرت شیخ محمد مذکور تیار ہوئے بڑے محتاط انداز سے خیمے کے ستون لیے نظر بہ نظر پاگلوں کی طرح حرکات کرنے لگے گویا وہ فضا میں کسی سے لڑ رہے ہیں آپ کے اردگرد کے لوگ سمجھ رہے تھے کہ آپ کوئی مہم سر کر رہے ہیں۔ دوسرے دن جمعرات تک یہی عمل جاری رہا پھر وہ یوں زمین پر گرے گویا مر گئے ہیں ان کے جسم کے سب حصے اور وہ لاٹھی جس سے مار رہے تھے سب خون سے لتھڑے ہوئے تھے لوگ اردگرد رو رہے تھے کہ آپ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چوم لئے اور پوچھا کہ کیا ماجرا تھا آپ نے بتایا کہ تاتاریوں کے جتھوں سے جنگ تھی میں نے ان کے سردار کو مار ڈالا ہے اور آج وہ شکست کھا جائیں گے سچ مچ ۱۶ رجب ۶۸۰ھ جمعرات کو تاتاری ارض حمص میں شکست کھا گئے۔ آپ نے ایک تاتاری کے ہاتھوں ہی جام شہادت نوش کیا آپ ۷۰۰ھ میں اس کی خود اطلاع دے چکے تھے منبج کے قریب مقام قاطرہ میں مدفون ہوئے قاطرہ منبج سے تین ساعات کی مسافت پر ایک کھلی جگہ ہے آپ کے والد حضرت ابوبکر عرودک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا تذکرہ حرف ہمزہ کے ذیل میں آ رہا ہے۔

حضرت محمد بن علی بن وہب ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصری، قوصی، مالکی، شافعی ہیں آپ حافظ، زاہد، مجتہد، شیخ الاسلام اور علماء وصوفیہ کے امام ہیں جب تاتاری آئے تو آپ علماء کی ایک جماعت کے ساتھ مصری علاقہ میں سلطان کے خصوصی مہمان خانے میں تشریف لے گئے وہاں بخاری شریف کا ختم شروع ہوا صرف آخری مجلس رہ گئی کہ اسے جمعہ کو پڑھا جائے گا جمعہ کے دن حضرت نے کچھ لوگوں سے پوچھا تم نے بخاری کا مسئلہ کہاں تک پہنچایا، جواب ملا آج ختم کر لیں گے فرمانے لگے فیصلہ تو کل شام سے ہو چکا ہے اور مسلمان اس فیصلہ پر ایک رات گزار چکے ہیں (شکست ہو چکی ہے) پھر ایسا ہی ہوا ایک حاکم جب مصر سے نکلا تو آپ نے فرمایا اب واپس نہیں آئے گا پھر وہ واپس نہ آیا ایک شخص نے آپ کی بے ادبی کی آپ نے بتایا کہ وہ تین دن کے بعد مر جائے گا وہ مر گیا آپ کے بھائی کو کسی نے تکلیف پہنچائی آپ متوجہ ہوئے تو آواز آئی میں ہلاک ہو گیا پھر وہ سچ مچ ہلاک ہو گیا۔ ایک مصری آپ کے پاس آیا اور وہ درہم مانگے جن کی ابن ارمیونی نے وصیت کی تھی آپ نے فرمایا میں ادا کر چکا اس نے کہا اگر آپ سچ مچ قوصی ہوتے تو مجھے درہم دیتے آپ نے بد دعا دی اسے خچر نے گرا دیا اور وہ مر گیا۔ قطب بن شامیہ آپ سے دوران گفتگو بڑی سختی سے پیش آیا آپ نے جواب نہ دیا اس پر مصائب کا انبوہ آ گیا رسوا ہوا اور موت سے پہلے ذلیل ہوا۔ علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ آپ آٹھویں صدی کے مجدد دین ہیں آپ نے چالیس سال اسی طرح گزارے کہ ساری رات نماز، علم اور عبادت میں مشغول رہتے تھے کہا کرتے تھے کہ میں نے جو کلمہ بھی کہا ہے یا جو کام بھی کیا ہے اللہ کریم کے

سامنے اس کا جواب بھی سوچ رکھا ہے آپ بادشاہ سے لے کر عام لوگوں تک کو ان الفاظ سے مخاطب فرماتے ''انسان! سچ کی تلاش کر''۔

ولی کامل ننگے سر والے حضرت علی ہجار فرماتے ہیں کہ عارف کامل حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ میں کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے جو قحط سالی میں ایک نانبائی کی دکان پر روٹی لینے اُمڈ پڑے تھے آپ کو ان پر ترس آیا پھر جی میں آیا اگر میرے پاس درہم ہوتے تو میں انہیں خرید کر دیتا اس خیال کے آتے ہی جیب بھاری محسوس ہوئی جیب میں ہاتھ ڈالا تو درہم موجود تھے آپ نے سب نانبائی کو دے کر روٹی لی اور تقسیم فرما دی آپ پلٹے تو نانبائی نے دیکھا کہ درہم کھوٹے ہیں وہ چلایا اور آپ کو روک لیا آپ تاڑ گئے کہ جو ترس اور رقت دل میں پیدا ہوئی تھی وہ ایک رکاوٹ تھی جو خدا کی طرف سے توجہ ہٹا گئی آپ نے مغفرت چاہی اور توبہ کی، نانبائی نے دیکھا کہ درہم کھرے ہیں آپ حضرت ابن دقیق عید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور انہیں واقعہ بتایا وہ فرمانے لگے حضرت گرامی! آپ عارف لوگ جب کسی کے حالات کی خبر پاتے ہیں تو زندیق بن جاتے ہیں اور ہم علمائے شرع اگر لوگوں کے حالات معلوم نہ کریں تو زندیق بن جاتے ہیں (مطلب یہ ہوا کہ آپ لوگ بحر توحید کے شناور ہیں وہاں سے توجہ ہٹائیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوں تو یہ بات زندقہ بنتی ہے اور ہم علمائے ظاہر اگر لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوں اور ان کے معاملات کی دیکھ بھال نہ کریں اور انہیں راہ راست نہ دکھائیں تو یہ الحاد ہے۔ مترجم)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اَلْاَجْوِبَةُ الْمَرْضِيَّةُ'' میں لکھا ہے کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ فقیہ کی نسبت صوفی پر زیادہ ملامت ہوتی ہے جب وہ ظاہری شریعت کی رعایت نہ کرے اور فقیہ اس پر اس لاپرواہی کا اعتراض کرے اس لئے کہ شریعت کی حکومت اس کا محل استعمال یہی دنیا ہے اگر کوئی شخص ظاہری احکام کو چھوڑ کر باطن وحقیقت کی طرف اس دنیا میں ہی جاتا ہے تو اسے اپنے محل میں استعمال نہیں کرتا کیونکہ باطن وحقیقت کا محل دار آخرت ہے، اسی قاعدہ کی بنا پر شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے حضرت شیخ تقی الدین بن دقیق رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضا سے معطل کر دیا حالانکہ انہوں نے خود حضرت ابن عید کو مصر کے ظاہری علاقہ کا جج مقرر کیا تھا تعطلی کے حکم میں کہا ''ہم نے آپ کو صرف ظاہری شریعت کے احکام کے نفاذ کے لئے قاضی بنایا تھا'' واقعہ یہ تھا کہ کسی نے ناجائز طریق سے بیل لے لیا مالک ثبوت مہیا نہ کر سکا آپ نے بیل واپس کرنے کا حکم دیا آپ نے فرمایا مالک کو بیل میرے حکم سے واپس کر دے وہ بولا میرے پاس اس کا کوئی بیل نہیں فرمانے لگے تو بیل کا انکار کرتا ہے حالانکہ اس کے سینگ تیری آنکھوں سے نکل رہے ہیں سچ مچ اس کی آنکھوں سے سینگ نکل آئے اور وہ اسی وقت مر گیا'' (اب عزالدین نے مندرجہ بالا فقرہ سے آپ کو عہدہ قضا سے برطرف کر دیا کیونکہ صرف ظاہری احکام پر عمل آپ کا کام تھا باطنی احکام پر نہیں۔ مترجم) مناوی فرماتے ہیں آپ کی وفات ۷۰۲ھ میں ہوئی دامن مقطم میں دفن ہوئے آپ کے جنازے کے وقت مصر کے بازار بند ہو گئے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن عمرو تباعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عارف، اور محقق تھے، اپنے والد ماجد اور دوسرے لوگوں سے علم فقہ پڑھا آپ کئی کئی مہینے نہ کھاتے نہ

پیتے اور نہ کوئی معاملہ کرتے جب کبھی حس واپس آتی تو حکمت بھری باتیں کرتے ایسا ہی ایک ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ''مراقبہ کرنے والوں کے دلوں کے لئے غفلت کے ڈنک سانپوں اور بچھوؤں کے ڈنکوں سے سخت ہوتے ہیں''۔ کبھی مکاشفات کا بھی فرما دیتے۔ اپنے کسی ساتھی سے ایک دفعہ فرمایا ہمارا ایک بہت بڑا ساتھی وفات پا گیا ہے یہ حضرت عیسیٰ بن مطیر تھے جن کی وفات کا کسی کو علم نہ تھا اس طرح کے اور بھی لاتعداد مکاشفات تھے آپ کے پاس کوئی آدمی آتا جس کو آپ نہ پہچانتے پھر اس سے باتیں ہوتیں جب کچھ وقت کے بعد وہ چلا جاتا تو آپ کو افاقہ ہو جاتا اور حس واپس آ جاتی۔ بقول علامہ شرجی جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے لگاتار سات ماہ کسی کھانے کا ذائقہ تک نہ چکھا۔

بقول علامہ مناوی ایک دن آپ کے پاس ایک فقیر آیا آپ نے کہا فقیر صاحب! میں آپ کے سینے میں قلق واضطراب پاتا ہوں لہٰذا چاہتا ہوں کہ آپ کو کچھ اشعار سناؤں پھر یہ شعر پڑھا ۔

کن عن همو مك معرضا　و كل الأمور إلى القضاء

(اپنے غم واندوہ سے منہ موڑ لے اور سب معاملات کو تقدیر کے حوالے کر دے)۔

یہ مشہور نظم پوری سنا دی، آپ کے جی میں خیال آیا کہ مسجد سے نکل جاؤں اور علائق وروابط سے منہ موڑ لوں پھر آپ نے توجہ فرمائی تو فقیر جا چکا تھا آپ پر خود فراموشی اور ذہولی کیفیت طاری ہو گئی عجیب حالات سے پالا پڑنے لگا کبھی تو آپ آسمان پر نگاہیں گاڑے رہتے اور کبھی سر جھکا لیتے اور کسی کو جواب تک نہ دیتے۔ بقول علامہ مناوی آپ کی وفات ۷۰۲ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن زاکی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم، عارف اور صوفی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ جنات کو پڑھایا کرتے تھے آپ کی بہت سی کرامات ہیں، ایک صنعاء کے رہنے والے زیدی شیعہ نے آپ سے قرائے سبعہ کی قرأتیں پڑھیں تکمیل کے بعد اپنے وطن چلا گیا اس کے علم ومعرفت سے علاقہ کے لوگ حیران ہوئے اور کہنے لگے کاش! تیرا استاذ بھی زیدی ہوتا وہ کہنے لگا میں نے مکھن لے لیا ہے اور تلچھٹ کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بات حضرت یمنی کو معلوم ہوئی اپنے درس کے سب طلبہ اکٹھے کئے اور سورۂ یٰسین پڑھنے کا حکم دیا یہ سورت پڑھو تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مکھن ہمیں واپس فرما دے سب نے سورت پڑھی آپ نے دعا مانگی اور سب حاضرین نے آمین کہی اس شخص نے جو کچھ آپ سے پڑھا تھا، سب سلب ہو گیا۔ بقول امام مناوی آپ کی وفات ۷۰۸ھ میں ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن عمر بن احمد بن حشیبر رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عامل اور عارف کامل تھے آپ کی مشہور کرامات اور قابل ذکر اشارات تھے ابتدائے کار میں آپ وادئ سردد کے زیریں مقام محرل میں خلوت نشین ہوئے یہ جگہ فضل وبرکت میں بڑی مشہور تھی۔ عابد حضرات یہاں آ کر معتکف ہوا کرتے تھے اور ان کے دل کی یہاں کشائش ہوتی تھی۔ یہ حضرات بتایا کرتے تھے کہ وہاں رجال الغیب اور ملائکہ کو دیکھتے ہیں اور مختلف سمتوں میں مختلف حضرات ڈیوٹی پر ہوتے ہیں یہ اہل اللہ کے معاون ہوتے ہیں عام حضرات عملیات

کرتے وقت کوشش کرتے ہیں کہ دوران عمل ان مردان غیب کی طرف رخ نہ ہو اگر ان کی طرف منہ ہو تو ان کی نورانیت اور قوت کی وجہ سے عمل بے اثر ہو جاتا ہے یہ عظیم المرتبت اولیائے ربانی ہوتے ہیں کاملین کو نظر آتے ہیں اور عوام انہیں نہیں دیکھ سکتے انہیں رجال الغیب کہتے ہیں۔ (مترجم)۔

حضرت محمد مذکور اس وادی میں پینتیس دن ٹھہرے رہے پھر آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے سلام کیا اور دو رکعت نماز نفل کی ادائیگی کے بعد رو بقبلہ بیٹھ گیا۔ نماز ظہر کا وقت آیا تو تجدید وضو کے بغیر نماز ظہر پڑھی پھر اسی طرح عصر ادا کی پھر مغرب وعشا اسی طرح ادا کر کے اگلی صبح بھی پہلے وضو سے ادا کی۔ دوسرے دن کے بعد تیسرے دن بھی اسی طرح نئے وضو کے بغیر نمازیں ادا کرتا رہا۔ فرماتے ہیں یہ دیکھ کر میرے جی میں خیال آیا کہ یہ شخص اس حال میں ہے اور تو اس مقام پر مدت سے ٹھہرا ہوا ہے اور کسی قسم کی کشائش نہیں ہوئی۔ میں نے پھر اس جگہ سے چلے جانے کا دل میں پختہ ارادہ کر لیا وہ آدمی (دل کے بھید کو پا گیا) میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "تم میں ایک آدمی ایک مدت تک دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب دروازہ کھلنے کا وقت قریب آتا ہے تو وہ خود نکل جانے کا ارادہ کر لیتا ہے" کہتے ہیں میں نے ٹھہرنے کا ارادہ پختہ کر لیا ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ہر آنکھ میں بینائی آ چکی تھی۔ آپ سے مروی ہے کہ آپ کے والد ماجد آپ کو شیخ ابو الغیث بن جمیل کے پاس طلب دعا و برکت کے لئے لے گئے آپ اس وقت بچے تھے، آپ نے اسی بچپن کے عالم میں دیکھا کہ شیخ ابو الغیث کی دو ایسی آنکھیں بھی ہیں جن سے وہ پیچھے کی جانب سے بھی دیکھتے ہیں آپ نے یہ بات اپنے والد گرامی کو بتائی اور انہوں نے حضرت شیخ کو عرض کی حضرت شیخ نے فرمایا قسم بخدا! بیٹا! تیرے علاوہ یہ آنکھیں اور کسی نے نہیں دیکھیں پھر آپ کا نام حضرت شیخ نے بلند آواز سے لیا اور آپ کی عظمت بیان کی ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا۔

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو۔ وادی زبید کے ایک شخص نے آپ کی لا انتہا شہرت کی بنا پر آپ کے در دولت پر حاضری دی اور آپ کے پاس حاضر ہو کر اپنے پاؤں کی بیماری کی شکایت کی جس کے علاج سے طبیب عاجز آ گئے تھے آگ کے بغیر صرف انگلی سے حضرت شیخ محمد نے اسے خطوط کھینچ کر دم دیا اور فرمایا اب آپ کو اس کی تکلیف نہ ہوگی درد اسی وقت کافور ہو گیا سات دنوں کے بعد جہاں انگلی سے لکیریں کھینچی تھیں وہاں دم کے نشانات ظاہر ہوئے مگر اس کے بعد پھر کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

حکایت ہے کہ آپ نے ایک گروہ کے ہمراہ وادی زبید کی کھجوروں کی طرف اپنے چھوٹے سے بچے کو روانہ کیا راستے میں انہیں پیاس نے آ لیا بچہ قریب موت ہو گیا لوگ استغاثہ کے طور پر چلائے حضرت فقیہ! اگر امداد ہے تو اب ہی اس کا وقت ہے ابھی بات پوری ہی ہوئی تھی کہ ایک ناچتے کودتے اونٹ پر پانی کا مشکیزہ لئے ایک صاحب نمودار ہوئے قریب آ کر اونٹ بٹھایا فقیہ صاحب کے صاحبزادے نے سیر ہو کر پانی پیا اور باقی جماعت نے بھی پانی نوش کیا واپسی پر حضرت فقیہ محمد کو ان لوگوں نے واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا! یہ پانی تو کریس کنوئیں کا تھا (یہ کنواں حضرت کے گاؤں میں تھا) آپ کا اشارہ یہ تھا کہ پانی آپ نے ہی فریاد سن کر بھیجا تھا کیونکہ ان کا حال آپ پر مکشوف ہو چکا تھا۔ آپ کی کرامات مشہور اور آثار مذکور ہیں آپ کی وفات اپنے ہی گاؤں میں ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ اسے آپ کی نسبت سے بیت الفقیہ کہتے ہیں۔ یمن کے مشہور شہر بیت

حسین کے قریب واقع ہے آپ کے علاوہ وہاں آپ کی اولاد اور خاندان کی قبریں بھی ہیں جن کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرنے کے لئے وہاں حاضری دیتے ہیں۔ امام شرجی زبیدی فرماتے ہیں کہ بنوحشیبر نیک اور متقی لوگوں پر مشتمل قبیلہ ہے ہر دور میں ان میں کوئی نہ کوئی صاحب ولایت رہا ہے۔

حضرت محمد بن محمد بن معبد رحمۃ اللہ علیہ

آپ دوعنی یمنی ہیں، عظیم المرتبت شیخ اور مشہور الذکر صوفی ہیں۔ آپ کے لاتعداد احوال وکرامات ہیں۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کرامت نقل کی ہے کہ آپ صحرا میں نزول فرماتے تو چشمے بہہ پڑتے اور لوگ پھر ان صحراؤں میں منتقل ہو کر کھیتی باڑی کرتے اور درخت لگاتے جب وہ علاقہ سرسبز وشاداب اور پھولوں سے سراپا بہار بن جاتا اور دنیا دار حضرت شیخ کو گھیر لیتے تو آپ کسی اور بے آب وگیاہ صحرا میں نکل جاتے اور اسے لالہ زار میں تبدیل کر دیتے یہ سلسلہ لگاتار جاری رہتا کہ دنیا آپ کے پیچھے بھاگتی رہتی اور آپ اس سے دامن بچاتے رہتے۔ آپ کی وفات ۷۰۲ھ میں ہوئی یہ تو امام مناوی کی رائے ہے مگر میں نے علامہ زبیدی کی "طبقات الخواص" میں آپ کے حالات پڑھے تو وہاں آپ کی وفات کی تاریخ مذکور نہ تھی زبیدی نے لکھا کہ آپ کا ایک لڑکا محمد نامی جس کا لقب غزالی تھا باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا اس کی وفات پر اس کا لڑکا محمود نامی جانشین ہوا۔ حضرت کے ایک اور لڑکے کا نام عبداللہ تھا یہ بڑا فاضل اور فقیہ شخص تھا۔ موضع رباط کے مقام پر بڑے پیارے انداز سے کافی وقت قیام کئے رہا اور ۷۰۲ھ میں فوت ہوا۔ اب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علامہ زبیدی ۷۰۲ھ میں آپ کے فرزند عبداللہ کی وفات بتاتے ہیں اور حضرت کی اپنی وفات نہیں بتاتے جو مناوی نے بتائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسن بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ

آپ ارباب احوال ومکاشفات کے قائدین میں شامل ہیں اپنے دور میں بے مثل تھے آپ کی ایک کرامت شرف یحییٰ مرزوقی نے بیان کی ہے کہتے ہیں میں نے آسمان سے ستونوں کی شکل میں نور اترتے دیکھا پھر میں جاگ گیا تو بیداری میں بھی اسی طرح نور اترتا رہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ محمد مذکور رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے میں محفل سماع ہے اور نور کے وہ ستون اسی طرف ہیں میں اٹھ کر محفل سماع میں آ گیا اور دیکھا کہ وہ نور شیخ مذکور سے ملا ہوا ہے جدھر شیخ تشریف لے جاتے ہیں نور ساتھ ساتھ ہے۔ یہ واقعہ امام مناوی نے بھی نقل فرمایا ہے۔ علامہ شرجی کہتے ہیں شیخ محمد بن مرزوق صاحب اخلاق وتربیت تھے آپ کی تربیت گاہ سے بڑے بڑے مشائخ نکلے مثلاً شیخ محمد بن سالم رباط والے، ان کے صاحبزادے شیخ سالم، خود حضرت شیخ محمد کے صاحب زادے بکر وغیرہم۔ آپ کی لاتعداد کرامات تھیں آپ سماع میں تھے کہ کسی آدمی کا کپڑا اور رقم چوری ہو گئی وہ بیچارا بہت پریشان ہوا اور تنگ دستی نے اسے آلیا آپ کی خدمت میں آ کر شکایت کی حضرت نے سماع موقوف کرایا اور لوگوں کو سورۂ یٰسین پڑھنے کا حکم دیا ایک لمحہ کے لئے سر جھکایا اور فقیروں کے نقیب وترجمان سے فرمایا تم مسجد فوفلہ (زبید کی ایک مسجد) میں جاؤ چور وہاں ہے اسے کہو شیخ محمد تجھے سلام کہتے ہیں اور جو چرایا ہے اس کی واپسی کا حکم دیتے ہیں ایک درہم کا تو نے

حلوہ کھالیا ہے وہ تجھے معاف ہے۔ نقیب نکلا مسجد میں جا پہنچا وہاں کوئی آدمی نہ پایا دراصل چور نے مسجد کی چٹائی اپنے اوپر لپیٹ لی تھی اور چھپ گیا تھا نقیب سوچ و بچار میں تھا جی میں کہتا تھا حضرت شیخ جھوٹ نہیں بول سکتے اور یہاں نظروں کے سامنے بھی کوئی آدمی نہیں۔ اچانک شیخ صاحب کی طرف سے ایک قاصد آکر کہنے لگا چور مسجد کی چٹائی میں چھپ گیا ہے نقیب نے چٹائی کی تلاشی لی تو چور برآمد ہو گیا۔ نقیب نے اسے حضرت کا پیغام پہنچا دیا اس نے درہم دے دیئے اور بتایا کہ ایک درہم کا حلوہ کھا چکا ہوں۔ نقیب واپس حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ کو جماعت سمیت سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے پایا۔ اس نے دراہم کے متعلق بتایا آپ نے دراہم مالک کو دے دیئے اور فرمایا ایک درہم اسے معاف کر دے جس کا وہ حلوہ کھا چکا ہے اس نے وہ درہم معاف کر دیا پھر کیا تھا لوگ حضرت شیخ کی طرف ہاتھ پاؤں چومنے اور خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے امڈ پڑے خوف تھا کہ باری نہ پا کر باہم لڑنے نہ لگ جائیں کیونکہ یہ کرامت بھرپور مجمع میں صادر ہوئی تھی۔ حضرت شیخ نے سماع موقوف کرایا اور اس بھیڑ سے نکل گئے۔ امام مناوی فرماتے ہیں آپ کی کرامات لاتعداد ہیں آپ کی وفات ۷۲۱ھ میں ہوئی اور مرزوقی قبرستان میں دفن ہوئے اس قبرستان کی نسبت ان کے دادا مرزوق کی طرف ہے آپ کی قبر مرجع انام بنی ہوئی ہے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن کمیت ابوحربہ رحمۃ اللہ علیہ

ابوحربہ (ہتھیار بند) آپ کو اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے کسی ظالم کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا گویا نیزہ مار رہے ہیں تو اسی اشارے سے ہی مر گیا اس کے بعد آپ جب کبھی کسی کی طرف اشارہ کرتے تو انگلی ٹیڑھی کر لیتے تاکہ کوئی مر نہ جائے۔ بچپن میں ہی آپ نے فقہ میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں محمد! اٹھ لوگوں کی حاجتوں میں لگ جا تجھے سکون و ٹھنڈک، کفایت اور وفا حاصل رہے گی۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں علم میں مشغول رہنا چاہتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ سہ بارہ اپنا ارشاد دہرایا اور آپ نے وہی عرض دہرائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم ہماری بات کے خلاف کیوں کہہ رہے ہو؟ (بس اب آپ خاموش ہو گئے) آپ کہتے ہیں اس کے بعد میں جس کام کے لئے بھی اٹھا میں نے اسے آسمان پر لکھا ہوا پایا پورا ہو گا جو تو چاہے گا اور کوئی بھید تجھ سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ میں جہاں بھی چل کر جاتا ہوں تو نور کا ایک جھنڈا زمین سے آسمان تک قدرت میرے ساتھ اٹھا کر چلتی ہے۔ آپ کی لاتعداد کرامات ہیں انگلی والی کرامت کا تو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک جماعت کے ساتھ آپ سمندر میں جہاز پر سوار تھے باد مخالف ایک دن چل پڑی رسیاں ٹوٹ گئیں۔ لاکھ بہ گئی اور مستول گر گئے لوگوں نے ہلاکت کو اپنے سامنے پایا تو حضرت کے دامن کو پکڑا اور اس مصیبت کے ازالہ کی درخواست کی آپ نے جہاں سوراخ تھا وہاں ہاتھ رکھ کر کہا یا رسول اللہ! اسے پر فرما دیں ٹوٹے ہوئے حصے ٹھیک ہو گئے۔ مستول کھڑے ہو گئے اور صحیح و سلامت سب چل پڑے۔

سردیوں کے دنوں میں آپ کے کسی خادم کی چوری ہو گئی وہ آپ کے در دولت پر حاضر ہوا آپ عادت کے مطابق

سویرے سویرے جامع میں تشریف لے گئے تھے وہاں حاضر ہوا مگر اس کے بولنے سے پہلے آپ نے ارشاد فرمایا گھر چلا جا چور سامان واپس کر گیا ہے وہ واپس گھر آیا تو آپ کا ارشاد پورا پایا۔ آپ سے مروی ہے فرماتے تھے جب بھی میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد چاہی آپ نے مدد فرمائی اور میں نے آپ کو ظاہری نظروں سے دیکھا۔

آپ ایک مرتبہ ایک بڑے قافلے کے ساتھ حج کے لئے نکلے جب مقام محرم پر صحرا میں پہنچے تو وہاں کا کنواں بھر چکا تھا پانی کہیں موجود نہیں تھا پیاس کی شدت سے لوگوں کا برا حال ہو رہا تھا پیاس جان لیوا ثابت ہو رہی تھی سب لوگ پانی کے لئے آپ کا دامن تھامنے لگے آپ نے اپنے صاحبزادے کو وادی کے کنارے یہ کہہ کر بھیجا کہ وہاں یا وادیاہ (اے وادی! مدد کر) کہنا لڑکے نے اسی طرح کیا، جب لڑکا پلٹا تو پانی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ سب نے سیر ہو کر پیا چونکہ قافلہ میں بہت زیادہ حاجی تھے اس لئے یہ کرامت ہر طرف بہت مشہور ہوگئی (1)۔

آپ کی رضائے الٰہی کی خاطر حضرت شیخ صالح ابراہیم بجائی سے صحبت، مودت اور اخوت تھی۔ شیخ ابراہیم شدید بیمار ہو کر زندگی سے مایوس ہو گئے حضرت شیخ محمد اور آپ کے ساتھی ان کی وفات سے قبل تشریف لائے کچھ لوگوں نے حضرت سے عرض کیا۔ حضور! کاش! آپ انہیں موت سے مہلت لے دیتے۔ حضرت پر سکر و مستی کا ورود ہوا حس معطل ہوگئی جب افاقہ ہوا تو فرمایا دس سال مہلت لے دی ہے ان دس سالوں میں حضرت شیخ ابراہیم کے جو بچے ہوئے انہیں اولاد العشر یعنے (دس سالوں کی اولاد) کہا جاتا ہے۔ حسین اہدل نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، آپ کی حضرت شیخ یوسف مواخلی سے دوستی تھی آپ ان کی ملاقات کو گئے تو دونوں کو حضرت جبریل سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ یہ واقعہ بھی حسین اہدل نے تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ بنو ابی الخل کے ایک فقیہ کے لڑکے کے پاؤں میں کانٹا دھنس گیا کوشش کے باوجود نہ نکل سکا لڑکا شدت درد سے پریشان تھا اور چلنے سے عاری، اس کا والد اسے حضرت کی قبر پر لے آیا کیونکہ آپ کی زندگی میں وہ آپ کے پاس آیا کرتا تھا قبر پر آ کر کہنے لگا حضرت فقیہ! میں نے یہ لڑکا آپ کی قبر پر ڈال دیا ہے اس کے درد کا مرہم اب آپ ہی کی ذات ہے لڑکے کو چھوڑ کر وہ قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا تاکہ دیکھے اب کیا ہوتا ہے، ایک ساعت کے بعد دیکھا کہ لڑکا آ رہا ہے وہ بالکل ٹھیک چل رہا ہے گویا اسے کوئی تکلیف نہیں تھی اور کانٹا ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے۔ لڑکے سے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ وہ بولا مجھے تو محسوس تک نہیں ہوا بغیر کسی سبب کے کانٹا میرے پاؤں سے نکل گیا۔ آپ کی وفات وادی مور کے کنارے مریخہ نامی گاؤں میں ۷۲۴ھ میں ہوئی آپ کا مزار وہاں بہت مشہور ہے زیارت گاہ انام ہے۔ بقول شرجی دور دور سے لوگ وہاں حاضری دیتے اور تبرک پاتے ہیں۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی المجد مرشدی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن بطوطہ سفرنامے میں لکھتے ہیں: ''میں جب سکندریہ میں تھا تو شیخ، صالح، عابد، تارک الدنیا، متوجہ الی اللہ ابو

1۔ حضرت فاضل بریلوی کا جہاز جب ڈوبنے لگا تو آپ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریاد کی۔

کشتی تمہی پر چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب

عبداللہ مرشدی کے متعلق سنا، آپ عظیم المرتبت صاحب کشف اولیاء میں سے ہیں اور منیہ بنی مرشد میں گوشہ تنہائی میں دوستوں اور غلاموں سے الگ تھلگ تشریف فرما ہیں امراء اور وزراء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور طرح طرح کے لوگوں کے وفود قدمبوسی کے لئے جاتے ہیں آپ سب لوگوں کو وہی کھانا پھل یا مٹھائی کھلاتے ہیں جس کی وہ نیت کرتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان پھلوں کا وہ موسم نہیں ہوتا۔ فقہاء حضرات آپ سے مختلف علاقے مانگنے آتے ہیں آپ کسی کو عہدہ دیتے ہیں اور کسی کو معزول فرماتے ہیں یہ سب باتیں آپ سے متواتر و مشہور ہو چکی تھیں۔ ملک ناصر کئی مرتبہ یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکا تھا۔ میں بھی اسکندریہ شہر سے آپ کی زیارت کی نیت سے نکلا آگے چل کر ابن بطوطہ فرماتے ہیں میں نماز عصر سے پہلے آپ کے گوشہ تنہائی میں جا پہنچا اور سلام عرض کیا میں جب اندر داخل ہوا تو آپ نے مجھے گلے لگا لیا اور نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھا دیا۔ جب رات کو میں نے سونا چاہا تو فرمایا جونپڑی کی چھت پر چڑھ جائیں موسم گرم تھا میں وہاں سو گیا اسی سطح پر سوئے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بڑے پرندے کے بازو پر سو رہا ہوں اور وہ قبلہ کی طرف اڑتے کبھی دائیں طرف ہو جاتا ہے اور کبھی مشرق کی طرف مڑتا ہے پھر جنوب کی سمت اڑنے لگتا ہے پھر دور مشرق کی طرف اڑ کر ایک سرسبز و شاداب اور درختوں والی زمین پر اتر جاتا ہے اور مجھے وہاں چھوڑ دیا میں اس خواب سے حیران ہوا اور جی میں کہنے لگا۔ اگر حضرت شیخ نے مجھے یہ خواب بتا دیا تو پھر ان کے متعلق جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب صحیح ہیں صبح ہوئی میں نماز کے لئے مسجد میں آیا تو آپ نے مجھے امام بنایا پھر مجھے بلا کر میرا خواب مجھے سنا دیا۔ میں نے بھی سارا واقعہ عرض کر دیا۔ فرمانے لگے آپ جلد حج کریں گے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کریں گے پھر یمن اور عراق کی سیر کریں گے پھر ترکی اور ہندوستان جائیں گے اور وہاں کافی عرصہ قیام کریں گے وہاں میرے بھائی دلشاد ہندی سے بھی ملیں گے وہ آپ کو ایک شدید تکلیف سے نجات دلائیں گے پھر آپ نے مجھے زاد راہ کے طور پر کچھ روٹیاں اور درہم عطا فرمائے میں نے آپ کو الوداع کہی اور واپس ہوا، یہ ان کی برکت ہے کہ پھر مجھے اپنے سفروں میں بھلائی ہی نصیب ہوئی، اور آپ کی برکات نے میرا ساتھ دیا آپ کی ملاقات کے بعد صرف ولی خدا سیدی محمد عاشق خدا ہندوستانی ہی مجھے ایسے ملے جنہیں آپ سے مشابہت ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ ملک مصر کے رہبر و قائد ہیں بہت زیادہ خرچ فرماتے مگر کسی سے کچھ نہ لیتے تھے صرف تین راتوں میں ہزار دینار سے زائد خرچ کر دیا آپ کا جو منکر بھی آپ کے پاس پہنچتا اس کا انکار ختم ہو جاتا۔ ابن سید الناس وغیرہ کے شکوک دور ہو گئے تھے۔ جب آپ کے گوشہ عزلت میں کوئی آتا اور نماز کا وقت ہوتا تو جو آدمی اذان کا اہتمام کرتا اسے اذان دینے کا کہتے اور جو نماز کا اہتمام کرتا اسے نماز پڑھانے دیتے اور جو خطابت کا شہسوار ہوتا اسے خطابت کا حکم دیتے حالانکہ ان لوگوں کے کوائف کا آپ کو پہلے علم نہ ہوتا۔ آپ بڑے خوش شکل، نورانی چہرے والے، جمیل ہیئت والے، حسن اخلاق کے مجسمہ اور کثرت سے تلاوت فرمانے والے تھے، اور دلوں کے بھید بتانے میں غلطی کرتے تھے شطحیات سے واسطہ نہ تھا۔ اعتقاد بڑا حسین تھا۔ حکومت والے بھی آپ کی عظمت و شان کے معترف تھے گزشتہ ادوار میں بھی ایسی باتیں نہیں سنی گئی تھیں جیسی آپ سے ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ ہر آدمی کے سامنے وہی کھانا پیش کرتے جس کی اسے خواہش ہوتی

حالانکہ وہ کھانے پر قاہرہ اور دمشق کے علاوہ کہیں موجود نہ ہوتے تھے۔ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ آپ بالکل ٹھیک تھے آپ نے اپنے اردگرد کے گاؤں والوں کو بلایا جب وہ سب آگئے تو آپ الگ ہو گئے اور اپنے دربار کے گوشہ تنہائی میں داخل ہوئے بڑی دیر باہر تشریف نہ لائے تو لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ وفات فرما چکے ہیں آپ لوگوں کو کثرت سے کھانا کھلاتے مگر کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کھانا کہاں سے آتا ہے کسی سے آپ کچھ قبول نہیں فرماتے تھے، آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن حضرت صائغ کے پاس پڑھا تھا۔

میں نے پھر ''نفح الطیب'' میں یہ عبارت پڑھی ''علامہ محمد بن مرزوق تلمسانی خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعالیقات میں یہ لکھا ہے کہ میرے والد گرامی کے شیوخ میں سیدی محمد مرشدی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں والد صاحب انہیں اپنے مشرقی ممالک کے سفر کے دوران ملے تھے جب آپ مجھے ان کی خدمت میں لے گئے تو میری عمر انیس سال تھی ہم جب حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ اتفاقاً جمعہ کا دن تھا۔ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ عین موقع پر کسی کو مسجد میں امامت کا حکم تفویض فرمایا کرتے تھے اس دن بھی اتنے عظیم المرتبت فقہاء کا وہاں جمگھٹا تھا کہ آپ کی خانقاہ کے علاوہ ایسا مجمع کہیں نہیں ہوتا۔ جب نماز کا وقت قریب ہوا تو فقہاء وخطباء گردنیں بڑھا بڑھا کر دیکھنے لگے کہ کس کو نماز پڑھانے اور خطبہ دینے کا حکم ہوتا ہے۔ حضرت شیخ مسجد میں تشریف لائے دائیں بائیں دیکھا میں والد گرامی کے پیچھے تھا آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی مجھے فرمانے لگے اے محمد! آیئے میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور ان کی خلوت گاہ میں ساتھ چلا گیا، نماز کے فرائض، شروط اور سنتیں زیر بحث آئیں، میں نے پھر وضو بڑی خلوص نیت کے ساتھ کیا، آپ کو وضو بہت پسند آیا میرے ساتھ آپ مسجد میں داخل ہوئے آپ مجھے منبر تک لے گئے اور فرمایا محمد! منبر پر چڑھ جا، میں عرض کرنے لگا حضور والا! میں نہیں سمجھتا کہ لوگوں سے کیسے خطاب کروں؟ آپ نے فرمایا منبر پر چڑھ جا، اور مجھے آپ نے وہ تلوار بھی تھما دی جو ان کے ہاں خطیب کو سہارا لگانے کے لئے دی جاتی ہے جب موذن اذان دینے لگا تو میں سوچ رہا تھا کہ کیا کہوں، ادھر موذن نے اذان ختم کی ادھر آپ نے بلند آواز سے مجھے بلا کر فرمایا محمد اٹھیں اور بسم اللہ کہیں میں نے بسم اللہ کہہ کر حکم کی تعمیل کی میں اب بولنے لگا زبان چل پڑی مجھے نہیں پتہ کہ یہ مضامین کہاں سے آرہے تھے ہاں یہ بات واضح ہے کہ لوگ مجھے غور سے دیکھ رہے تھے اور میری تقریر سے ان پر خشوع طاری تھا میں نے خطبہ مکمل کیا جب منبر سے نیچے اترا تو ارشاد ہوا محمد! آپ نے خوب خطبہ دیا اب ہماری طرف سے آپ کی مہمانی یہ ہے کہ خطابت کا معاملہ آپ کے سپرد ہے اور جب تک آپ متولی ہیں اور زندہ ہیں کوئی اور خطبہ آپ کے بغیر نہیں دے گا۔ پھر ہم حج کے لئے عازم سفر ہوئے حج کے بعد والد گرامی نے تو وہاں ہی قیام کرنا چاہا اور مجھے واپسی کا حکم دیا تا کہ اپنے چچا اور رشتہ داروں کو جا کر تسلی دوں جو تلمسان میں رہتے تھے اور مجھے یہ بھی حکم دیا کہ وہاں سیدی مرشدی کی خدمت میں ٹھہر ا رہوں، میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو والد گرامی کے متعلق آپ نے پوچھا کہ وہ آپ کی نوازشات وکرم گستریوں میں وقت گزار رہے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں پھر مجھے فرمایا محمد! آگے بڑھیں اور اس کھجور سے سہارا لے لیں کیونکہ حضرت شعیب ابو مدین نے یہاں تین سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے پھر آپ ایک عرصہ تک خلوت نشین رہے جب

جلوت میں تشریف لائے تو مجھے اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمانے لگے اے محمد! آپ کے والد ہمارے احباب اور بھائیوں میں شامل ہیں مگر آپ اے محمد! مگر آپ اے محمد! گویا یہ الفاظ اشارہ تھے کہ میں اہل دنیا سے گھل مل گیا ہوں اور باپ والے انداز کو قائم نہیں رکھ سکا پھر فرمایا محمد! آپ کو باپ کی طرف سے فکر و تشویش ہے، آپ کا خیال ہے کہ وہ بیمار ہیں اور آپ کو اپنے شہر کا فکر بھی دامن گیر ہے تو سنیے! آپ کے والد ماجد خیر و عافیت سے ہیں اس وقت حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے دائیں طرف بیٹھے ہیں ان کی دائیں طرف خلیل مالکی رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف مکہ کے قاضی احمد ہیں۔ اب رہی آپ کے شہر کی بات، آپ نے اللہ کا نام لے کر زمین پر ایک دائرہ کھینچا پھر اٹھ کھڑے ہوئے ایک ہاتھ سے دوسرا ہاتھ پکڑ کر اپنی پشت کے پیچھے گئے اپنے بنائے ہوئے دائرہ کے ارد گرد گھومتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تلمسان تلمسان، یہ کہتے ہوئے اس دائرہ کے گرد کئی چکر لگائے پھر مجھے فرمایا محمد! اللہ نے اس شہر میں حاجت پوری فرمادی ہے میں نے عرض کیا کس طرح حضور والا! فرمانے لگے وہاں کے بچوں اور خواتین کو اللہ کریم نے اپنی رحمت سے ڈھانپ لیا ہے۔ سلطان ابوالحسن جس نے محاصرہ کر رکھا ہے، وہاں قابض ہو جائے گا اور وہ وہاں کے لوگوں کے لئے بہتر ثابت ہوگا۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور میں بھی آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مجھے فرمانے لگے خطیب صاحب! میں نے عرض کیا حضور! آپ کا خادم اور غلام ہوں، فرمایا خطیب بن جا تو ہی خطیب ہے۔ مجھے کئی امور کی خبر بھی دی۔ فرمایا تو نے لازماً جامع عربی میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے ہیں یہی مسجد اسکندریہ کی سب سے بڑی مسجد تھی، پھر آپ نے چند موٹی موٹی روٹیاں جن کا حجم مختصر سا تھا، مجھے عطا فرمائیں اور کوچ کا حکم دیا۔ اب رہی بات تلمسان کی تو اس شہر میں سلطان ابوالحسن مرینی حضرت کے ارشاد کے مطابق داخل ہو گیا اور خواتین و بچے محفوظ رہے۔ مرشدی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح ولایت میں تصرف رکھتے تھے جس طرح سیدی ابوالعباس سبتی کا تصرف ہے (اللہ ہمیں ان دونوں سے نفع عطا فرمائے) بقول علامہ مناوی آپ رمضان شریف ۷۳۷ھ میں وفات فرما گئے۔ ذوہ کے قریب منیہ مرشد کے اپنے خلوت کدہ میں ملک مصر میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن علوی بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف ائمہ اور عامل علماء کے اکابر میں سے ایک ہیں آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ اپنے احباب کے پاس بیٹھے تھے جلدی سے اٹھے واپس آئے تو کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا کسی نے محفل سے اٹھنے کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے میرے ایک مرید کا جہاز پھٹ گیا تھا اور ڈوبنے لگا تھا تو اس نے مجھ سے مدد چاہی میں نے جہاز کی دراڑوں کو اپنے کپڑوں سے پر کر دیا ہے اور جہاز ٹھیک ہو کر چلنے لگ گیا ہے۔ ایک صاحب ایک بدوی کے ہاں مہمان ٹھہرے بدویوں نے انہیں روٹی دی مگر چپڑی ہوئی نہ تھی کہنے لگے ہمارے پاس صرف وہ گھی ہے جو سید محمد بن عبداللہ کی نذر ہے وہ صاحب بولے اچھا تم وہ گھی نہیں دیتے تو میں اپنے ہاتھوں سے لے لیتا ہوں ہاتھ گھی لینے کے لئے آگے بڑھایا تو سانپ دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا انہوں نے اس واقعہ سے فوراً توبہ کی تو سانپ بھی واپس پلٹ گیا۔ جب یہ صاحب تریم گئے جہاں حضرت شیخ کا قیام تھا تو آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے حضرت شیخ نے ان کے بولنے سے پہلے سارا واقعہ سنا دیا۔

آپ کے کسی چچازاد بھائی نے اپنے جی میں پانچ دینار آپ کے لئے نذر ماننے جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دینار طلب فرمائے وہ کہنے لگا بھلا کس لئے اور کب میں نے آپ کے لئے نذر مانے تھے؟ آپ نے فرمایا فلاں دن فلاں جہاز میں نذر مانے تھے اس نے اعتراف کرلیا۔ کسی نے آپ کے لئے مینڈھا نذر مانا، پھر ایک مینڈھا لے آیا آپ نے قبول نہ فرمایا، فرمانے لگے میرا مینڈھا تو ایسا اور ایسا ہے یہ نہیں۔ آپ علاقہ حضر موت کے شہر تریم میں ۷۴۳ھ میں بقول شلی فوت ہوئے اور زنبل نامی قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن موسیٰ نہاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے ایک دادا کا نام نہار تھا اس لئے نہاری کہلائے آپ علم وعمل میں اپنے دور کے یکتا تھے آپ کی کرامات و مکاشفات بہت ہیں جو بھی آپ سے ملنے آتا آپ اس کا نام، باپ دادے کا نام اور شہر کا نام لے کر اس سے بات کرتے یہ باتیں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

ایک دفعہ ایک گروہ آپ کی زیارت کے لئے آیا قریب آئے تو ایک نے اپنا کپڑا ایک درخت کے نیچے رکھ دیا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنائیں آپ نے فرمایا جھوٹ کیوں بول رہے ہو تمہارا کپڑا تو درخت کے نیچے پڑا ہے (1)۔

کسی عرب بزرگ نے آپ کے ایک فقیر کو تکلیف پہنچائی۔ حضرت نے اسے لکھا اور دھمکاتے ہوئے فرمایا تجھے پتہ نہیں کہ تو سورۂ نحل کا آغاز اور سورۂ ص کا آخر ہے۔ آپ کا اشارہ ان دو آیتوں کی طرف تھا:

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ (النحل: 1)

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾ (ص)

وہ شخص چند ہی دنوں کے اندر اندر مر گیا۔ بقول علامہ مناوی آپ کی وفات شریف ۷۴۷ھ میں ہوئی۔

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ موذن رحمۃ اللہ علیہ

آپ وادی مور کے ایک گاؤں غصین کے رہنے والے تھے، آپ فقیہ عالم عامل وزاہد تھے علوم تفسیر میں آپ کو ید طولیٰ

1۔ سیدی خواجہ سید رسول رحمۃ اللہ علیہ جو امام طریقت حضرت خواجہ ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، ایسی کرامات میں بے پایاں شہرت رکھتے تھے میرے عم محترم سید فضل شاہ صاحب بھیرہ شریف سے تشریف لا رہے تھے راستے میں خربوزے خریدے حضرت کی خدمت میں حاضری دے کر گھر آنے کا پروگرام بن گیا تو حضرت کے در اقدس سے دور ایک جگہ کپڑے میں بندھے ہوئے خربوزے رکھ دیئے جونہی آپ کی خدمت میں حاضری دی فرمایا فضل شاہ جی! خربوزے بھی ساتھ لے آئے ہوتے یہ سن کر آپ اٹھے اور خربوزے لے آئے۔ شدید بارش تھی خادموں کا جمگھٹا تھا اشراق کا وقت تھا فرمانے لگے بیچاری دودھ لے کر پانی کے کنارے بیٹھ گئی ہے پانی اترے تو وہ آئے کافی دیر کے بعد وسنال سے ایک عورت دودھ کا منکا اٹھائے آئی اور کہنے لگی آج یہ دودھ لنگر شریف میں پہنچانا چاہتی تھی مگر برساتی نالہ نے کئی گھنٹے روک لیا۔ یہ نالہ حضرت کے گاؤں سے تین چار میل دور تھا۔ جن لوگوں نے دور حاضرہ کے باخداؤں کی ایسی کرامات دیکھی ہیں وہ اسلاف کی کرامات پڑھ کر سبحان اللہ کہتے ہیں اور ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔ (مترجم)

حاصل تھا آپ بغیر کسی مدد کے قرآن حکیم کی مکمل تفسیر لکھوا سکتے تھے۔ آپ نے شہرہ آفاق فقیہ حضرت محمد بن عمر خشیبر سے علم فقہ حاصل فرمایا تھا۔ آپ صلاح و کرامات میں بہت مشہور تھے۔ ابتدائی عمر میں سماع کے منکر تھے ایک رات انہوں نے دیکھا کہ حضور شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم جماعت کے ساتھ ان کے گاؤں میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک مغنی بھی ہے جو یہ بول الاپ رہا ہے:۔

قد متم فمال البان والضال والأسل

حللتم ربى نعمان واجتمع الشمل

آپ بیدار ہو گئے تو حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ گاؤں میں ایک شخص صوفیہ کی جماعت کے ساتھ موجود ہے اور وہ یہی بول الاپ رہا ہے حالانکہ اس گاؤں میں اس سے پہلے کبھی کوئی سماع کے لئے نہیں آیا کرتا تھا لیکن یہ مغنی تو بالکل وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار پر بہار میں خواب میں نغمے گا رہا تھا۔ آپ اس جماعت سراپا برکت کی طرف گھٹنوں کے بل چل کر گئے پھر وفات تک سماع کا مشغلہ جاری رہا کہا جاتا ہے کہ بیس سال آپ نے سماع کی چٹائیاں لپیٹنے نہیں دیں اور اسی آدمی کو اپنا حادی (حدی خواں و قوال) بنائے رکھا جب آپ کا انتقال ہوا تو یہ حدی خواں (موسیٰ بن قویر) شیخ اسماعیل بن ابراہیم جبرتی کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور وہیں زبید میں حدی خوانی کرتے وفات پائی، حضرت شیخ محمد مذکور لوگوں میں بڑے جلیل الشان تھے لوگ آپ کے بہت معتقد تھے ملک مجاہد خود چل کر ان کی زیارت کے لئے آیا تھا آپ کا ہاتھ مبارک تھاما اور آپ کی بے حد تعظیم و تکریم اس کا شیوہ تھا (1)۔

آپ نے طویل عمر پائی قریباً ایک سو دس سال دنیا میں جلوہ افروز رہے اپنے گاؤں ہی میں وفات ہوئی آپ کے مزار کی زیارت تبرک کے طور پر کی جاتی ہے۔ بقول امام شرجی آپ کی تاریخ وفات کی تعیین نہیں دیکھی آپ کا زمانہ ملک مجاہد کے زمانے سے ہی معروف ہے۔ مجاہد کی وفات ۷۶۴ھ میں ہوئی ہے۔

حضرت محمد بن محمد وفا سکندری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے مغربی پھر مصری ہیں آپ شاذلی سلسلہ کے عظیم و شہیر صوفی ہیں۔ حضرت سیدی علی وفا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی ہیں آپ نے وفات کے قریب اپنا جبہ اتار کر ''موشحات'' کے مصنف حضرت ابزاری پر ڈال کر فرمایا یہ آپ کے پاس امانت ہے میرے صاحبزادے علی کو دے دینا۔ جب یہ جبہ و گدڑی ان کے پاس تھی تو انہوں نے ''الموشحات الظریفہ'' کی تصنیف لطیف فرمائی اسی دوران سیدی علی جوان ہو گئے گدڑی انہیں دے دی اور اپنا کام چھوڑ دیا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کو وفا اس لئے کہتے ہیں کہ دریائے نیل کا بہاؤ رک گیا اور وفا کے دور تک۔ یہی حال رہا مصر والے ملک چھوڑ جانا چاہتے تھے آپ دریا پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ کے حکم سے بڑھ جا۔ اس دن سترہ گز دریا میں پانی چڑھ آیا اور دریا نے آپ کی

1۔ اقبال ایسی باتوں کے پیش نظر فرماتے ہیں:

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

بات پوری کردی لہٰذا لوگ آپ کو وفا کہنے لگ گئے۔ مناوی فرماتے ہیں آپ نے سات سال کی عمر میں کتابیں لکھنا شروع کر دیں حالانکہ آپ ان پڑھ تھے۔ آپ کی وفات ۷۶۰ھ میں ہوئی۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ بن امام احمد بن موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ صالح عالم اور صاحب کرامات ومکاشفات تھے۔ کرامت ملاحظہ ہو کہ ایک عظیم المرتبت انسان آپ کا دوست تھا اس کی بیوی مر گئی جس کے ساتھ اسے والہانہ پیار تھا اسے بے حد صدمہ ہوا وہ حضرت محمد مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال زار سنایا کہنے لگا میرا مطلب یہ ہے کہ میں اسے دیکھوں اور وہ جس حال میں ہے، اسے دیکھوں، حضرت نے معذرت چاہی اور اس کی بات نہ مانی وہ کہنے لگا میں حاجت پوری ہوئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔ چونکہ حضرت کے ہاں اس کی قدر و منزلت تھی لہٰذا آپ نے اسے تین دنوں کی مہلت دی پھر اسے ایک دن بلا کر فرمایا اس مکان میں اپنی بیوی کے پاس چلا جا وہ کمرے میں گیا تو بیوی کو خوب صورت حال میں پایا اس نے شاندار لباس پہن رکھا تھا حال پوچھنے پر بتانے لگی کہ بالکل خیر و عافیت ہے وہ اس بات سے خوش ہو گیا۔ حضرت کی خدمت میں خوشی خوشی مطمئن دل کے ساتھ آیا۔ اب اس کے غم واندوہ میں ٹھہراؤ پیدا ہو چکا تھا آپ کی اور بھی بہت سی کرامات ہیں۔ بقول علامہ شرجی آپ کی وفات ۷۶۰ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد ششینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شطحی حضرات میں شامل ہیں بہت سی کرامات ہیں مثلاً جو بھی آپ سے بے ادبی سے پیش آتا ہلاک ہو جاتا آپ نے کاشف کے سامنے کسی کی سفارش کی مگر اس نے نہ مانی اور کہنے لگا اگر آپ بزرگ ہیں تو مجھے نفخ (گیسٹک) میں مبتلا کر دیں آپ نے بسم اللہ کہہ کر اسے دم کر دیا اس کا پیٹ پھول گیا وہ چیخنے لگا معذرت چاہی اور توبہ کی حضرت نے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو نفخ جاتا رہا اور موت تک آپ کا عقیدت کیش رہا۔ بقول امام مناوی آپ کی وفات آٹھویں صدی میں ہوئی۔

حضرت محمد بن علوی بن احمد بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے عاملین کے امام اور اولیائے عارفین کے مرشد ہیں آپ کی لاتعداد کرامات ہیں۔ شیخ فضل بن عبداللہ بچوں کو لے کر گرے پڑے بیر اکٹھے کرنے نکلے۔ حضرت شیخ محمد مذکور رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھ لیا بلا کر خوب کان کو رگڑا انہیں شدید درد ہوا پھر فرمایا یہ کام آپ کی شان کے شایان نہیں اس کام میں لگ جائیے جس کی طلب میں لوگ آپ کے پاس آتے ہیں۔ شیخ فضل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کے اس ارشاد نے میرے دل پر بہت اثر ڈالا میں نے تحصیل علم کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اللہ نے دل کے دروازے کھول دیئے۔ شیخ فضل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سامنے وسوسے کی شکایت کی فرمانے لگے اب وسوسہ نہیں آئے گا تو ایسا ہی ہوا پھر وہ کبھی وسوسوں میں مبتلا نہیں ہوئے۔ سردیوں کے دنوں میں آپ کے کسی خادم کی چوری ہو گئی وہ آپ کے در دولت پر حاضر ہوا آپ حسب معمول سویرے سویرے جامع مسجد میں تشریف لے گئے تھے وہ وہاں پہنچا مگر اس کے بولنے سے پہلے آپ نے ارشاد فرمایا گھر چلا جا چور سامان واپس کر گیا ہے وہ واپس آیا تو دیکھا آپ کا ارشاد پورا ہو

چکا تھا۔ آپ کا کوئی خادم صحرا میں راستہ بھول گیا اسے ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا۔ پھر آپ سے مدد مانگی اور چل پڑا اسے یوں محسوس ہوا کہ کوئی کہتا ہے یہ ہے راستہ (یہ سن کر اس نے دیکھا) تو وہ جادہ پر پہنچ چکا تھا آپ شہر تریم علاقہ حضر موت میں ۷۶۷ھ میں فوت ہو کر زنبل کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بقول علامہ شلی آپ کی قبر زیارت گاہ انام ہے۔

حضرت محمد بن ابراہیم بن دحمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ عمل کرنے والے، نیکی پسند اور بڑے فاضل عالم تھے۔ حنفی المشرب تھے بہت سی کرامات ہیں آپ کے سسر حکومت کے ملازم تھے سلطان نے انہیں قید کر دیا حضرت شیخ کی توجہ لوگوں کے احوال اور اندرونی معاملات کی طرف بالکل نہیں ہوتی تھی (لہٰذا آپ نے سسر صاحب کی طرف بھی کوئی توجہ نہ فرمائی) عید آ گئی اور وہ جیل میں تھے ان کی بیوی اور بچے رو رو کر بدحال ہو رہے تھے آپ کی حکمران طبقے میں کسی کے ساتھ شناسائی نہ تھی۔ آپ سلطان کے دروازے کی طرف گئے۔ ادھر آپ نکلے اور ادھر سلطان عید کے لئے نکلا۔ حضرت نے اس کے سامنے آ کر سر ننگا کر دیا سلطان کا گھوڑا وہیں کھڑا ہو گیا وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔ دوسری سواری لائی گئی خدا جانے کتنی سواریاں آئیں مگر وہاں سے آگے نہ بڑھیں سلطان نے لوگوں سے کہا کچھ دیکھو تو سہی، لوگوں نے دیکھا تو حضرت ننگے سر کھڑے تھے لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمانے لگے میرے سسر قید میں ہیں۔ شاہ نے ان کی آزادی کا حکم دیا تو گھوڑا فوراً چل پڑا۔ بقول مناوی آپ کی وفات ۷۶۹ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن عید صوفی، شیخ بہاؤالدین کازرونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے علاقہ میں بطور امام تصوف مصر میں تشریف لائے لوگ آپ کے پاس چکر ہی لگاتے رہتے تھے پھر گھر بار چھوڑ کر آپ کے پاس ڈیرے ڈال دیئے۔ امام مناوی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نجم بالسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ایک عجیب واقعہ سنایا کہنے لگا ہم آپ کے جنازے میں حاضر تھے جب آپ کو قبر میں رکھا گیا اور قبر میں رکھنے والا آدمی قبر سے نکلا تو بے حد حسین ہو چکا تھا۔ لوگوں کی نگاہیں اس پر مرکوز ہو گئیں اور لوگ شیخ کی عظمت سے حیران رہ گئے۔ بقول مناوی وصال شریف ۷۷۳ھ میں ہوا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن عمر محمد زوکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عامل، کامل اور فاضل امام تھے۔ کئی فنون کے ماہر مگر علم وادب خصوصاً لغت کی سروری تو آپ پر ختم تھی۔ اخلاق عمدہ، سینہ بے کینہ اور خیر وصلاح کی شہرت کے حامل تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں جمال جہاں آرا دکھا کر فرمایا جو تیرے پاس پڑھے گا جنت میں جائے گا۔ اس خواب کی وجہ سے لاتعداد علماء نے آپ سے پڑھا۔ شیخ شریف عبدالرحمٰن بن ابی الخیر فارسی جیسے بزرگ بھی ان تلامذہ میں شامل ہوئے۔ حضرت محمد زوکی آخری عمر میں مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے تھے مکہ والے آپ کے بہت معتقد تھے۔ حضرت فقیہ سلیمان علوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے دوست عبداللہ بن محمد مکی کو اسہال اور خون بہنے کی شدید تکلیف ہوئی خون حد سے زیادہ بہہ رہا تھا رات اور دن میں ساٹھ ساٹھ دفعہ بھی انہیں پاخانہ کے لئے جانا پڑا ان

کے والد یہ دیکھ کر انہیں حضرت کی خدمت میں لے آئے تا کہ ان سے خیر و عافیت کی دعا کرائیں کیونکہ آپ خیر و صلاح میں سارے مکہ میں مشہور تھے جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا فرما کر حکم دیا کہ پیٹ سے پردہ ہٹاؤ انہوں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو حضرت نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر ان کے پیٹ سے پیٹ ملا کر رگڑا فوری اثر ہوا خون بہنا رک گیا اور وہ جلدی صحت یاب ہو گئے۔ حضرت شریف عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فاریشی مکی فرماتے ہیں جب مجھے حضرت کے اس خواب کا علم ہوا جس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ جو تیرے پاس پڑھے گا جنت میں جائے گا تو میں نے بھی پڑھنے کے لئے آپ کے پاس جانے کا پختہ ارادہ کر لیا (آپ میرے اس ارادے کو غائبانہ بھانپ کر) میرے گاؤں تشریف لے آئے اور میں نے آپ سے پڑھا یہ بھی تو آپ کی کرامت تھی آپ مکہ مشرفہ میں ۸۲۷ھ میں فوت ہوئے اور ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں دفن ہوئے۔

ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کرامات خارقہ اور منبع مکاشفات صادقہ تھے اور اس سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ عبادت و زہد اور تقویٰ و ورع میں بھی کامل تھے۔ آپ مجسمہ نور اور سراپا ہیبت تھے۔ آپ کے دادا حضرت احمد بن عمر زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ میرے بیٹے عیسیٰ کا لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا وہ اتنا صاحب کمال ہوگا کہ اس کی ابتدا میری انتہا ہے آپ کی ایک کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ کا ایک جوان لڑکا تھا دیہاتی عربوں کی عادت کے مطابق ایک دعوت میں تلوار ہاتھ میں لئے وہ لوگوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول تھا۔ تلوار ایک شخص کی آنکھ میں لگی اور اس کی آنکھ باہر نکل آئی حضرت کو علم ہوا تو اسے بلایا آنکھ کو واپس اس کی جگہ پر رکھا اس پر تھوکا آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ آپ گاؤں والوں سے مسجد کی تعمیر کرا رہے تھے ایک آدمی اوپر سے نیچے گرا اس کی گردن ٹوٹ گئی اسے آپ کی خدمت میں اٹھا لائے آپ نے ہاتھ پھیر کر اس پر تھوکا گردن سیدھی ہو گئی معلوم ہوتا تھا اسے کچھ ہوا ہی نہیں وہ اسی وقت پھر اٹھ کر کام کرنے لگ گیا اس مسجد کی تعمیر کے دوران یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کو مصارف غیب سے مل رہے تھے کیونکہ دنیا ظاہر میں نہ آپ کے پاس مال تھا نہ تجارت تھی اور نہ زراعت تھی اور نہ ہی کوئی اور کاروبار تھا بلکہ آپ علائق سے پاک بلکہ تنہا فقیر تھے آپ نے اس حالت میں اتنی وسیع و عریض عمارت بنائی اور مال کثیر صرف فرمایا۔ اگر لوگ آپ کو چمٹ جاتے کہ فوراً بارش ہونی چاہئے تو اللہ کریم اسی وقت بارش عطا فرما دیتے۔

ملک مجاہد کی لونڈی کو اس کی والدہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا وہ آئی اور اپنے آقا مجاہد کی رہائی کے لئے بڑی زاری کی جسے مکہ مکرمہ سے مصر لے جایا گیا تھا وہ بالکل چمٹ گئی آپ نے فرمایا اب آزاد ہو گیا ہے لونڈی نے وقت کی تعیین کر لی جب آزاد ہو کر مجاہد واپس آیا تو اس نے بتایا کہ فی الواقع اس کی آزادی کا وقت وہی تھا جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا لونڈی نے آپ کی خدمت میں پانچ سو دینار نذرانہ پیش کیا آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور ناراض ہوئے اور رقم واپس کر دی۔ بقول علامہ شرجی آپ کی وفات ۷۸۷ھ میں ہوئی۔

امام طریقہ نقشبندیہ سیدی محمد بہاء الدین بخاری شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

آپ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے مرشد اعظم ہیں اور ائمہ صوفیہ کے اکابر کے قائد ہیں۔ آپ نے سلوک و طریقت کا درس حضرت شیخ محمد بابا سماسی سے اور پھر حضرت سید امیر کلال سے پڑھا آپ کی ولادت باسعادت بخارا سے ایک فرسخ دور قصر عارفاں نامی گاؤں میں ۷۱۷ھ میں ہوئی آپ خود فرماتے ہیں جب شیخ محمد بابا سماسی کی وفات ہوئی تو میرے دادا مجھے سمرقند لے گئے، انہیں جب بھی کسی مرد خدا کی کسی جگہ اطلاع ملتی مجھے اس کے پاس لے جاتے اور اس سے میرے حق میں دعا کے طالب ہوتے۔ مجھے ان سب اہل اللہ کی برکات ملیں جن کے پاس وہ مجھے لے گئے۔ مجھے پھر وہ سمرقند سے بخارا لے آئے اور وہاں میری شادی کی۔ میں قصر عارفاں میں ہی سکونت پذیر تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت تھی کہ میں انہی دنوں قلنسوہ عزیزان تک پہنچ گیا۔ (حضرت شیخ علی رامینی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب اصحاب سلسلہ کے ہاں عزیزان ہے یہ آپ کی ٹوپی تھی جسے قلنسوہ عزیزان کہتے ہیں مترجم)۔ اب میرے احوال میں حسن پیدا ہوا میری آرزوؤں نے قوت پائی اور مجھے سید امیر کلال قدس سرہ کی صحبت سے حصہ وافر ملا انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت شیخ محمد بابا سماسی قدس سرہ میرے متعلق انہیں وصیت فرماتے ہوئے کہہ چکے ہیں کہ ''میرے بیٹے محمد بہاء الدین کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا اور نہ ہی شفقت میں کوتاہی کرنا اگر آپ نے کمی و کوتاہی کی تو میں ہرگز معاف نہیں کروں گا'' حضرت سید امیر کلال فرمانے لگے ''اگر میں اس وصیت میں کوتاہی کروں تو مرد نہیں ہوں'' پھر آپ نے وعدہ پورا فرما دیا۔

حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں میری خدا آگاہی اور رجوع الی اللہ کا آغاز اس طرح ہوا کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ خلوت میں بیٹھا تھا میں اس سے باتیں کر رہا تھا کہ ایک قائل کی آواز سنی جو مجھے کہہ رہا تھا ''کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ آپ سب سے کٹ کر ہماری سرکار کی طرف ہمہ تن توجہ بن جائیں''؟ اس کلام کو سن کر مجھ پر عجیب حال طاری ہوا میں اس گھر سے بھاگ نکلا مجھے کہیں قرار نہیں مل رہا تھا قریب ہی پانی تھا میں نے وہاں غسل کیا اور کپڑے دھوئے، اسی رجوع الی اللہ کی حالت میں میں نے دو رکعت نماز نفل ادا کی عرصہ دراز سے ایسی دو رکعتیں پڑھنے کی خواہش تھی جو پوری نہیں ہو رہی تھی آج وہ خواہش پوری ہوئی۔

آپ مزید وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں جذب و مستی کے آغاز میں مجھ سے پوچھا گیا کہ اس طریق (فقر و ولایت) میں کیسے داخل ہو گے؟ میں نے کہا اس شرط پر داخل ہوں گے کہ وہی ہو جو میں کہوں اور اسی طرح ہو جس طرح میں چاہوں۔ مجھے جواب ملا جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہوتا ہے، میں نے جواباً عرض کیا مجھ میں اس پر عمل پیرا ہونے کی سکت نہیں اگر جو میں کہوں وہ ہو تو میں اس طریق میں قدم رکھتا ہوں ورنہ آگے نہیں بڑھتا۔ دو دفعہ ان باتوں کا تکرار ہوا پھر مجھے انہوں نے پندرہ دنوں تک اپنے حال پر چھوڑا میں بہت زیادہ مایوس ہوا اس کے بعد مجھے کہا گیا جو چاہو گے وہی ہو گا میں نے عرض کیا مجھے وہ طریق (ہدایت) عطا ہو کہ جو بھی اس میں شامل ہو مقام وصول (الی اللہ) کو پا لے۔

خود فرماتے ہیں: ابتدائے سلوک اور حال کے غلبہ کے دوران مجھے قرار نہیں ملتا تھا رات کو بخارا کے اردگرد گھومتا، قبروں

کی زیارت کرتا، ایک رات میں نے شیخ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی زیارت کی، وہاں ایک دیا تھا جس میں کافی مقدار میں تیل تھا اور ایک لمبا فتیلہ (ڈیوٹ) اس میں پڑا تھا اس فتیلہ کو کچھ ہلانے کی ضرورت پڑتی تھی تا کہ تیل اچھی طرح چل سکے اور روشنی تازہ ہوتی رہے، کچھ دیر بعد مجھے ارشاد ہوا کہ میں حضرت شیخ احمد اجغریولی کی قبر اقدس کی زیارت کروں، وہاں حاضری دی تو وہاں بھی ایسا ہی جلتا ہوا چراغ پایا اچانک دو آدمی نمودار ہوئے میری کمر میں تلوار باندھی اور مجھے گدھے پر سوار کیا اور گدھے کو حضرت شیخ مزداخن قدس سرہ کے مزار کی طرف ہانک دیا جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں بھی پہلے دو چراغوں کی طرح ایک دیا جلتا ہوا پایا میں گدھے سے اتر کر رو بقبلہ بیٹھ گیا اس توجہ کے دوران مجھ پر خود فراموشی (غیبت) طاری ہوگئی اسی محویت کے دوران میں نے دیکھا کہ مغربی دیوار پھٹ گئی ہے اور ایک اونچا سا چبوترہ سامنے آ گیا ہے جس پر ایک عظیم المرتبت انسان تشریف فرما ہے اور سامنے پردہ لٹکایا ہوا ہے اس چبوترے کے اردگرد ایک جماعت بیٹھی ہے جن میں حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے جی میں سوچا ''یہ عظیم ہستی کون ہیں؟ اور ان کے اردگرد یہ کن حضرات کا مجمع ہے؟'' حاضرین میں سے ایک صاحب بولے یہ عظیم المرتبت شیخ حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ جماعت ان کے خلفاء کی ہے ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے (۱) یہ شیخ احمد صدیق ہیں (۲) اور یہ شیخ اولیائے الکبیر ہیں (۳) یہ شیخ عارف ریوگری ہیں (۴) یہ شیخ محمود انجیری فغنوی ہیں (۵) یہ شیخ علی رامینی ہیں (۶) جب شیخ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی تو کہنے لگے انہیں آپ نے ظاہری زندگی میں دیکھا تھا یہ آپ کے مرشد ہیں انہوں نے آپ کو قلنسوہ (ٹوپی) دی تھی کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں، ٹوپی کے واقعہ پر تو ایک زمانہ گزر چکا تھا اور میں اسے بھول چکا تھا۔ پھر وہ صاحب گویا ہوئے وہ ٹوپی تو آپ کے گھر میں ہے اس کی برکت سے آپ پر نازل ہونے والی ایک مصیبت اللہ کریم نے دور فرما دی تھی۔ اب سب نے مجھے کہا ''ہمہ تن گوش بن جایئے کہ اعلیٰ حضرت آپ کے سامنے ایسے کلمات ارشاد فرمانا چاہتے ہیں جن کے بغیر طریق حق پر چلنا مشکل ہے''، میں نے سب حضرات سے پوچھا میں حضرت کو سلام کرنا چاہتا ہوں ان حضرات نے پردہ دور کر دیا میں نے سلام عرض کیا آپ نے احوال سلوک کے تین مدارج ابتدا، وسط اور انتہا کے متعلق ارشادات فرمانے کے بعد فرمایا وہ چراغ جو تم نے اس خاص کیفیت میں دیکھے ہیں وہ تمہارے لئے بشارت تھے اور اس بات کی طرف اشارہ تھے کہ تم میں مکمل قابلیت و استعداد اس طریق پر چلنے کی ہے ہاں صرف استعداد کے فتیلے کو حرکت دینے کی ضرورت ہے تا کہ انوار قوت پائیں اور اسرار ظاہر ہو جائیں تم نے اگر اپنی قابلیت سے اس کا حق ادا کر دیا تو اپنا مقصود پا لو گے۔ ہاں سب احوال میں شریعت مطہرہ کے راستے پر استقامت و ثبات کو شعار بنائے رکھنا، نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا، ہمیشہ عزیمت و فرض کو اختیار کرنا رخصت اور بدعت سے بچنا، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو اپنا قبلہ سمجھنا، آپ کے آثار و اخبار اور صحابہ عظام کے احوال کا متلاشی رہنا۔ پھر آپ نے اس بات پر آمادہ کرنے اور عمل پیرا ہونے پر زور دیا ابھی آپ کا کلام ختم ہوا ہی تھا کہ آپ کے خلیفہ نے مجھے کہا اس سارے واقعہ (مکاشفہ) کے سچا ہونے کی نشانی یہ ہے کہ آپ کل حضرت مولانا شمس الدین انیکوتی کے پاس جائیں گے اور انہیں بتائیں گے کہ فلاں ترکی ماشکی کے خلاف جو دعویٰ ہے اس میں وہ سچا ہے حق ترکی کے

ساتھ ہے اور آپ ماشکی کی مدد کر رہے ہیں، اگر ماشکی اس دعوے کے سچا ہونے کا انکار کرے تو اسے کہنا میرے پاس دو گواہ موجود ہیں ایک یہ کہ اے ماشکی! تو عطشان ہے وہ عطشان لفظ کا معنی جانتا ہے، دوسرا یہ کہ تو ایک بیگانی عورت کے پاس بدی کے لئے گیا تھا وہ حاملہ ہوگئی تھی تو اس نے اسقاط حمل کرا دیا اور فلاں جگہ ایک انگور کے نیچے اسے دفن کر دیا، پھر خلیفہ صاحب کہنے لگے جب آپ یہ پیغام حضرت مولانا شمس الدین کو پہنچا چکیں تو دوسرے دن تین دانے منقے کے لے کر حضرت سید کلال کی خدمت کے لئے نسف شہر کی طرف چل دیں، راستے میں ایک بوڑھا فلاں جگہ آپ کو ملے گا وہ آپ کو گرما گرم روٹی دے گا وہ لے لینا مگر بوڑھے سے بات نہ کرنا اور اپنی راہ لینا آگے ایک قافلہ ہوگا آپ اس قافلہ سے آگے نکلیں گے تو آپ کو ایک گھوڑ سوار ملے گا اسے نصیحت کرنا اور اس کی توبہ آپ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ قلنسوہ عزیزان لے کر حضرت سید کلال کی خدمت میں حاضر ہو جانا، یہاں پہنچ کر ان حضرات نے مجھے جھنجھوڑا میں دنیائے شعور میں واپس آیا۔ جب صبح ہوئی تو میں زیورتون میں اپنے ڈیرے پر پہنچا اور گھر والے سے قلنسوہ (ٹوپی) کے متعلق پوچھا وہ ٹوپی لے آئے اور کہنے لگے یہ اپنی جگہ پر عرصہ دراز سے پڑی تھی جب میں نے ٹوپی دیکھی تو عظیم حال کا ورود ہوا اور میں خوب رویا میں نے ٹوپی لی اور اسی وقت بخارا کے مشہور گاؤں انبیکیہ کی طرف روانہ ہو گیا میں حضرت مولانا شمس الدین کی مسجد میں آیا ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر انہیں وہ پیغام دیا جو مجھے دے کر ان کی خدمت میں بھیجا گیا تھا آپ حیران ہوئے وہ ماشکی وہاں حاضر تھا اس نے ترکی کے دعوے کے صحیح ہونے کا انکار کیا میں نے سابقہ گواہ پیش کر دیئے اس نے بدکار عورت والے واقعہ کی تکذیب کی مسجد میں موجود نمازیوں کی ایک جماعت مقررہ جگہ پر گئی انہوں نے وہ جگہ کھودی تو جنین (مردہ بچہ) وہاں مدفون تھا۔ اب ماشکی معذرت کرنے لگا اور مولانا شمس الدین اور مسجد کے نمازی رونے لگ گئے اور ان پر عجیب وغریب حالت طاری ہوگئی میں نے دوسرے دن اس راستے نسف جانا چاہا جو ان حضرات نے میرے لئے متعین فرمایا تھا میں نے تین دانے منقے کے بھی ساتھ لے لئے جب حضرت مولانا کو میرے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے بلوایا بڑی نرمی سے پیش آئے اور فرمانے لگے میں دیکھتا ہوں کہ طلب کی سختیوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے اور وصول (الی اللہ) کے لئے حصول کی جلن نے آپ کو متاثر کر رکھا ہے آپ کی شفا ہمارے پاس ہے آپ یہاں ہی ٹھہریں تا کہ ہم آپ کی صحیح طرح تربیت کریں اور آپ کی علو ہمت کے مطابق آپ کے مقصد کی انتہاؤں تک دستگیری کریں، میں نے ان کی خدمت میں یہ بات عرض کی میں کسی اور کی اولاد ہوں اگر آپ تربیت کا پستان میرے منہ میں ڈالیں گے تو بھی میں اسے قبول نہیں کر سکوں گا آپ خاموش ہو گئے۔ اور مجھے سفر کی اجازت مرحمت فرما دی اب میں نے زین کسی اور دو آدمیوں سے کہا دونوں سمتوں سے اسے خوب کس دیں تا کہ اچھی طرح پختہ ہو جائے میں پھر چل دیا جب اس جگہ پہنچا جس کا ذکر مشائخ نے فرمایا تھا تو مجھے ایک بوڑھا ملا اس نے مجھے ایک گرما گرم روٹی دی میں نے روٹی لے لی اور اس سے کوئی بات نہ کی آگے بڑھا تو قافلہ کو موجود پایا۔ قافلہ والوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے جواب دیا انبیکیہ سے آ رہا ہوں۔ کہنے لگے کس وقت چلے تھے؟ میں نے جواباً کہا سورج طلوع ہو رہا تھا جب میں چلا، اب چاشت کا وقت تھا وہ حیران ہو کر کہنے لگے اس گاؤں اور اس جگہ تک چار فرسخ (بارہ کوس) کا فاصلہ ہے، ہم رات کو ابتدائی

حصے میں نکلے تھے، پھر میں آگے بڑھا ابھی چلتے ہوئے تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ گھوڑ سوار سامنے آگیا جب میں اس کے قریب پہنچا تو اسے سلام کہا وہ کہنے لگا آپ کون ہیں؟ میں آپ سے ڈر محسوس کر رہا ہوں میں نے کہا میں وہی ہوں جس کے ہاتھ پر تو نے توبہ کرنی ہے وہ اسی وقت گھوڑے سے اترا اور بڑی تواضع اور خاکساری سے پیش آیا اور توبہ کی اس کے پاس کافی مقدار میں شراب تھی ساری کی ساری بہادی میں اسے بھی پیچھے چھوڑ کر حدود نسف میں داخل ہو گیا میں نے حضرت سید کلال رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کا قصد کیا، جب حضور کے دیدار کا شرف پایا تو ٹوپی آپ کے سامنے رکھ دی بہت دیر تک آپ خاموش رہے پھر فرمایا یہ قلنسوہ عزیزان ہے؟ میں نے عرض کیا جی حضور! فرمانے لگے کہ حکم صادر ہوا ہے کہ اسے دس پردوں میں محفوظ رکھیں میں نے ٹوپی لے لی اور تعمیل ارشاد کی اس کے بعد آپ نے مجھے مخفی انداز سے نفی و اثبات (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کے ذکر کی تلقین فرمائی اور اس میں مشغول رہنے کا مجھے حکم دیا میں لگاتار اسی طرح کرتا رہا، چونکہ مجھے فی الواقعہ عزیمت کا حکم ملا تھا لہٰذا میں نے ذکر جہر نہ کیا میں پھر علماء کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ علوم شرعیہ کے انوار ان سے حاصل کر سکوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار شریفہ اور احادیث عالیہ کے حصول میں لگ گیا نیز سرور کون و مکان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال کی کرید کرنے لگا اور حسب ارشاد مرشدان پر عمل پیرا ہو گیا ان کی بڑی تاثیر اور عظیم نفع دیکھا جو کچھ حضرات شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا سب مجھ پر گزرا اور ہر بات کا نتیجہ اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوا۔

حضرت شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر فرماتے ہیں میں پھر سات سال تک مولانا عارف دیگرانی کے ساتھ رہا ان کے بعد حضرت مولانا قثم شیخ کی معیت رہی میں نے ایک رات خواب میں حضرت حکیم قدس سرہٗ کو دیکھا (آپ ترکی کے مشائخ کے اکابر میں شامل تھے) اور حضرت درویش کو آپ میرے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے جب میں بیدار ہوا تو حضرت درویش کی صورت میری قوت خیالیہ میں ایک حد تک موجود تھی میری دادی بڑی پارسا تھیں میں نے انہیں یہ خواب سنایا وہ فرمانے لگیں بیٹا! تمہیں ترک مشائخ سے بھی حصہ ملے گا۔ میں پھر حضرت درویش کی ملاقات کا منتظر رہا پھر خدا کا کرنا یوں ہوا کہ وہ مجھے بخارا میں مل گئے میں نے انہیں پہچان لیا ان کا نام خلیل تھا مگر اس پہلی ملاقات میں ان کی صحبت سے لطف اندوز نہ ہو سکا وہ گھر چلے گئے اور میں دل کی دنیا میں کھو گیا۔ مغرب کا وقت ہوا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت درویش خلیل آپ سے ملنا چاہتے ہیں؟ میں نے اسی وقت زیارت کے لئے ہدیہ لیا اور جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑا جو آپ نے خواب میں دیکھا تھا مجھے سب معلوم ہے بیان کی ضرورت نہیں میرا دل ان کے لئے سراپا توجہ بن گیا ان کے کلام سے مجھے بے پناہ تاثیر ملی اور ان کی صحبت پاک سے مجھے عالی مرتبت احوال عطا ہوئے۔

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں ایک رات زیورتون کے اردگرد گھومتے پھرتے ایک ٹیلے پر جا پہنچا مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی، مجھے اس عالم کیف و سرور میں فرمایا گیا ہماری سرکار سے جو جی چاہے مانگئے! میں نے عجز و تواضع سے عرض کیا میرے مولا! ''مجھے اپنی رحمت و عنایت کے سمندر سے صرف ایک قطرہ عطا فرما دے'' مجھے جواب ملا کیا ہماری عظیم سرکار سے کرم کا ایک قطرہ مانگ رہے ہو؟ مجھے ایک عظیم المرتبت حال نے اپنی گرفت میں لے لیا علو ہمت اور دولت سرور نے

مجھے جھنجوڑا، میں نے پوری قوت سے اپنے منہ پر طمانچہ مار دیا جس کا کئی دنوں تک مجھے درد رہا، میں نے عرض کیا اے مولا کریم! اپنی رحمت وعنایت کے سمندر مجھے دے دے اور انہیں برداشت کرنے کی قوت بھی ساتھ ساتھ عطا فرما، مجھے اسی وقت عطاو عنایت کا اثر معلوم ہونے لگ گیا پھر میں ان بلندیوں تک جا پہنچا جہاں تک پہنچنا میرے مقدر میں تھا۔

آپ کی ایک عظیم کرامت ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں میں محمد زاہد کے ساتھ ایک دن صحرا کی طرف نکل گیا محمد زاہد بڑا پکا اور سچا مرید تھا ہمارے پاس کام کاج کے لئے کینڈیاں تھیں ایک دن ایسی حالت طاری ہوئی کہ ہم نے کینڈیاں پھینک دیں اور معرفت کے موضوع پر گفتگو کرنے لگ گئے گفتگو چلتے چلتے اس نکتہ پر آ پہنچی کہ عبودیت کیا ہوتی ہے؟ میں نے اپنے مرید صادق سے کہا عبودیت کی انتہا یہ ہے کہ جب عبودیت کا تاج پہننے والا کہہ دے مرجا تو وہ فوراً مرجائے پھر ہوا یوں کہ میں نے محمد زاہد کو چونکہ یہ فقرہ کہا تھا کہ ''مرجا'' لہٰذا وہ اسی وقت مر گیا چاشت سے لے کر دوپہر تک پڑا رہا موسم سخت گرم تھا مجھے قلق ہوا حیرانی کی انتہا نہ رہی وہاں اس کے قریب ہی ایک سایہ میں آ کر میں عالم حیرانی میں ڈوبے بیٹھ گیا۔ دوبارہ اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ سخت گرمی کی وجہ سے اس کا جسم تغیر پذیر ہو چکا ہے مجھے بہت دکھ ہوا اس وقت میرے دل میں القاء ہوا کہ اسے کہہ دیں اے محمد! اب زندہ ہو جا، میں نے یہ کلمہ تین دفعہ کہا، اس کے جسم میں زندگی آہستہ آہستہ رینگنے لگی میں یہ منظر دیکھ رہا تھا پھر وہ بالکل پہلے حال پر آ گیا، میں جب صحرا سے واپس آیا تو حضرت سید کلال کے سامنے سارا واقعہ عرض کر دیا جب میں نے کہا کہ وہ مر گیا اور میں حیرت زدہ ہو گیا تو مجھے فرمانے لگے میرے بیٹے! تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ زندہ ہو جا؟ میں نے عرض کیا حضور! جب مجھے یہ کہنے کا الہام ہوا تو میں نے کہہ دیا اور وہ پھر زندہ ہو گیا۔

آپ نے ایک دفعہ اپنے نواسے شیخ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں تانگے پر سوار دیکھا بچے تانگے کو گھیرے ہوئے تھے یہ دیکھ کر فرمانے لگے وہ وقت دور نہیں کہ یہ سوار ہو گا اور اہل سلوک و امراء اس کے آگے پیدل چلیں گے، پھر آپ کی بات پوری ہو کر رہی شیخ حسن عطار بالغ ہونے کے بعد خراسان تشریف لائے۔ وہاں کے بادشاہ مرزا شاہ رخ مرحوم کو باغ زاغاں میں ملے اس نے اپنا خچر آپ کو پیش کیا آپ نے جب سوار ہونا چاہا تو بادشاہ نے خود لگام پکڑی اور آگے آگے چلا جب تک خچر آپ سے مانوس نہ ہو گیا وہ چلتا رہا شیخ حسن وہاں سے سیدھے بخارا تشریف لے گئے شہر میں اپنے نانا جان کی عظمت وتقدس کی خاطر سر جھکائے رہے آپ نے پھر بادشاہ کو اپنے نانا کی بشارت سنا کر ان کی کرامت کو ثابت کیا یہ سن کر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو حضرت سے مزید عقیدت پیدا ہوئی۔

محمد بن عطار راوی ہیں شیخ محمد راہین نے مجھے ایک دن کہا تیرا دل کیسا ہے؟ میں نے کہا مجھے تو دل کی کیفیت کا علم نہیں فرمانے لگے: میں تو دل کو تیسری رات کے چاند جیسا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے یہ واقعہ سیدنا شاہ نقشبند کو عرض کیا آپ اس وقت کھڑے تھے، فرمانے لگے یہ انہوں نے اپنے دل کی نسبت سے کہا ہے یہ کہہ کر آپ نے اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھا میں عالم بے خودی میں کھو گیا اور سب موجودات کو میں نے اپنے دل میں لپٹا ہوا دیکھا جب میں آپے میں آیا تو فرمانے لگے جب دل کی کیفیت ایسی ہو تو کوئی اس کا ادراک کیسے کر سکتا ہے؟ اسی لئے تو حدیث قدسی میں ارشاد ہے:

مَاوَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَاسِمَائِیْ وَوَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ (میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا (میں تو صرف) اپنے مومن بندے کے دل کی وسعتوں میں ہی قرار پاتا ہوں) یہ گہرے بھیدوں میں سے ہے جسے کوئی کوئی ہی سمجھ سکتا ہے۔

شیخ علاء الدین عطار نقل کرتے ہیں جب ماوراء النہر کا بادشاہ سلطان عبداللہ بخارا آیا تو بخارا کے نواح میں لوگوں کو ساتھ لے کر شکار کا پروگرام بنایا حضرت شاہ نقشبند بخارا کے کسی گاؤں میں رونق افروز تھے جب اس گاؤں کے لوگ بھی شکار کیلئے نکلے تو حضرت بھی ان کے ساتھ تشریف لے گئے، لوگ شکار کے شغل میں مصروف ہو گئے اور حضرت گرامی لوگوں کے قریب ہی ایک پہاڑی پر چڑھے اور اپنے کپڑوں کو پیوند لگانے لگے، اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال گزرا علامہ اقبال نے خوب ترجمانی کی ہے ؂

جنہیں میں ڈھونڈھتا تھا زمینوں میں آسمانوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

اولیائے کرام کی عزت ذات ربانی کی وجہ سے ہے اسی لئے تو بادشاہ ان کے آستانوں پر سر جھکا دیا کرتے ہیں ابھی یہ خیال پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ شاہی لباس میں مزین ایک سوار آپ کی طرف بڑھنے لگا آپ کے قریب آ کر وہ گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگا بے حد تعظیم اور لا انتہا عاجزی سے آپ کے سامنے سلام مودبانہ پیش کیا اور ایک ساعت تک شدید دھوپ میں باادب کھڑا رہا۔ حضرت نے اب سر مبارک اٹھایا اور فرمانے لگے کس شغل میں مصروف تھے؟ کہنے لگا حضور! شکار کے شغل میں تھا پھر مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں بے اختیار اس سمت کھینچ لیا گیا ہوں جب یہاں پہنچا تو آپ پر نگاہ پڑی اور دل بے قابو ہو کر آپ کی طرف جھکا، پھر آپ کے سامنے مسکینی و تواضع کی انتہا کر دی اور آپ سے طالب امداد ہوا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا میرا خیال چھوڑ دیں میں تو ایک فقیر آدمی ہوں اس گاؤں میں تھا عبداللہ لوگوں کو شکار کے لئے لے چلا تو میں بھی ان کے ساتھ آ گیا چونکہ میں شکار کے لئے موزوں نہ تھا اس لئے ادھر آ گیا ہوں، اس نے التجا کی لیکن حضور! مجھے تو آپ نے شکار کر لیا ہے حضرت اٹھے کپڑے پہنے اور صحرا کی طرف چل دیئے وہ بھی نقش قدم پر چل پڑا حضرت بھی چلتے رہے اور وہ بھی بڑی عاجزی سے پیچھے پیچھے چلتا رہا حضرت شیخ نے اسے ہیبت و جلال کی نظر سے دیکھا وہ جہاں تھا وہیں رک گیا اور اس کے بعد بالکل آپ کے پیچھے نہ چل سکا۔

آپ کے ایک خادم سے روایت ہے کہتا ہے میں مرو شہر میں آپ کی خدمت میں تھا مجھے بخارا میں مقیم اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا کیونکہ مجھے اپنے بھائی شمس الدین کی موت کی خبر مل چکی تھی میں حضور سے اجازت لینے کی جرأت نہ کر سکا میں نے وہاں موجود امیر حسین سے التماس کی کہ مجھے حضور والا سے واپسی کی اجازت لے دیں آپ نماز جمعہ کے لئے نکلے جب مسجد سے پلٹے تو امیر نے میرے بھائی کی موت کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ کیسی خبر ہے وہ تو زندہ ہے اور یہ دیکھو اس کی خوشبو مہک رہی ہے میں تو اس کی خوشبو کو بالکل قریب پاتا ہوں ابھی آپ کا ارشاد گرامی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ میرا بھائی بخارا

سے آ گیا اس نے آ کر حضرت کی خدمت میں سلام پیش کیا آپ نے فرمایا امیر حسین! دیکھو یہ شمس الدین ہیں، حاضرین پر بہت بڑا حال طاری ہو گیا۔

شیخ علاء الدین عطار کہتے ہیں آپ بخارا میں جلوہ ریز تھے آپ کے خدام میں سے کسی کا عزیز مولیٰ عارف نامی خوارزم میں تھا آپ اپنی محفل نور میں ایک دن نگاہ کی جولانیوں پر گفتگو فرما رہے تھے (تو نگاہ کی نسبت سے) درمیان گفتگو فرمایا اب مولا عارف خوارزم میں سرائے کی طرف نکلا ہے اور سرائے کے راستے میں اب فلاں جگہ پر پہنچا ہے ایک لحظہ بعد فرمایا مولا عارف کے جی میں خیال آیا ہے کہ وہ سرائے نہ جائے لہٰذا اب وہ واپس خوارزم جا رہا ہے۔ آپ کے خدام نے اس واقعہ کی تاریخ نوٹ کر لی، کچھ مدت کے بعد مولا عارف خوارزم سے بخارا آیا تو لوگوں نے اسے حضرت کا ارشاد گرامی سنایا وہ کہنے لگے بعینہٖ ایسا ہی ہوا تھا یہ سن کر آپ کے غلام بہت حیران ہوئے۔

حضرت شیخ عبداللہ خوجندی کہتے ہیں حضور سے میری صحبت کا سبب یہ تھا کہ کئی سال پہلے خوجند میں مجھے ایک جلا دینے والی محبت کی جلن نے اپنی گرفت میں لے لیا میرا قرار جاتا رہا اور طریق سلوک میں داخل ہونے کی پیاس نے شدت اختیار کر لی میں جدھر منہ آیا خوجند سے نکل کھڑا ہوا اور ترمذ پہنچ گیا۔ عارف کبیر حضرت محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے مزار پر اسی اضطراب وقلق میں حاضر ہوا پھر نہر جیحون کے کنارے واقع مسجد میں آ کر سو گیا میں نے دو پُر ہیبت بزرگوں کو خواب میں دیکھا ان میں سے ایک نے فرمایا کیا تو ہمیں پہچانتا ہے؟ میں محمد بن علی ترمذی اور یہ خضر علیہ السلام ہیں، اپنی جان کو تکلیف میں نہ ڈال اور مضطرب نہ ہو ابھی آپ کی مراد کا وقت نہیں آیا بارہ سالوں کے بعد تجھے بخارا میں اپنے دور کے قطب شیخ بہاء الدین نقشبند کے ہاتھوں یہ مراد ملے گی، جب میں جاگا تو میرا اضطراب ختم ہو چکا تھا میں واپس خوجند آ گیا پھر میں ایک دن بازار میں چل رہا تھا تو مجھے دو ترک ملے وہ مسجد میں چلے گئے میں بھی ان کے پیچھے وہاں پہنچا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں نے ان کی بات کان لگا کر سنی وہ احوال طریق پر گفتگو کر رہے تھے میرا دل ان کی طرف مائل ہوا میں جلدی جلدی ان کے لئے کھانا لایا ایک نے دوسرے سے کہا اس کے دل میں محبت کی آگ بھڑک رہی ہے مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے بیٹے شیخ اسحاق کی خدمت میں رہے یہ سن کر میں نے ان سے شیخ اسحاق کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا وہ خوجند کے نواح میں رہتے ہیں میں اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھ سے بہت اچھا سلوک کیا، ان کا ایک نہایت اخلاص کا پتلا صاحبزادہ بھی تھا ان کے صاحبزادے نے ایک دن میرے بارے میں عرض کیا کہ یہ ارادت کیش کبیدہ خاطر ہے از راہ کرم آپ اسے منتخب فرما کر اپنی صحبت میں رکھ لیں حضرت اسحاق یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے بیٹا جی! یہ تو حضرت شیخ بہاء الدین کی اولاد میں شامل ہے میں اس پر اپنا حکم نافذ نہیں کر سکتا میں اب خوجند واپس آ گیا اور اس اشارے کے ظہور کے وقت کا انتظار کرنے لگا کچھ مدت گزری تو دل بے ساختہ بخارا کی طرف کھنچنے لگا اور مجھے اسے روکنے کا یارا نہ رہا میں بخارا کی طرف چل دیا جب وہاں پہنچا تو حضرت شیخ نقشبند کے در دولت پر حاضری دی جونہی زیارت کے لئے پہنچا فرمانے لگے عبداللہ خوجندی! اب تو تمہیں انس نے پا لیا بارہ سالوں میں صرف تین دن باقی ہیں یہ اشارہ پا کر میں عجیب حال میں کھو گیا ان کی محبت کی سعادت بھری صبح میرے دل کے

افق سے طلوع ہو پڑی مگر حاضرین نے حضرت کا یہ اشارہ نہیں سمجھا تھا وہ مجھ سے پوچھنے لگے جب میں نے انہیں خبر کا ذائقہ چکھایا تو شادابی وسرور میں کھو گئے۔ حضرت نے مجھ پر بڑی عنایت فرمائی اور مجھے اپنی غلامی کے شرف سے معزز فرمایا۔

شیخ علاء الدین کہتے ہیں ایک دن بادل چھائے ہوئے تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا مجھے فرمانے لگے کیا ظہر کا وقت ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی نہیں، فرمانے لگے آسمان کی طرف دیکھیے میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو کوئی بھی بادل کا پردہ نگاہ کے سامنے حائل نہ ہوا اور میں نے دیکھا کہ فرشتے نماز ظہر میں مشغول ہیں۔ ارشاد فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ میں اپنی بات پر نادم ہوا اور استغفار پڑی کافی دنوں تک میں اپنی اس بات کا بوجھ محسوس کرتا رہا۔

آپ کے ایک خادم سے مروی ہے مجھے آپ نے ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا واپسی پر میں نے مریدوں کو اس باغ میں کھڑے پایا جس میں اب آپ کا مزار شریف ہے مریدوں کے پاس گھنٹیاں اور زنبیلیں تھیں مجھے بہت ڈر لگا مجھے سردی کا بخار ہو گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت گھر سے تشریف لائے اور فرمایا تم کچھ بدلے بدلے سے ہو؟ میں نے عرض کیا جب یہاں پہنچا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا لیکن اس خوف کا سبب مجھے معلوم نہیں؟ فرمانے لگے امیر حسن سے پوچھو، میں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس کا سبب یہ ہے کہ باقی سب مرید صبح سے مٹی اٹھانے کے لئے آئے ہوئے ہیں مگر تم ان میں موجود نہ تھے، پھر حضرت کھانا پکوانے کے لئے گھر تشریف لے گئے تاکہ مریدوں کو کھلا سکیں، کچھ ہی دیر کے بعد ایک نوجوان آپ کے دولت خانہ کی طرف سے ہماری طرف آیا وہ ہوا میں اڑتا ہوا آ رہا تھا اور پرندوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پھڑکتا جا رہا تھا ہمارے قریب آیا تو اسی طرح اڑتا ہوا ہمارے سروں کے اوپر سے گزر گیا ہم سب اسے دیکھتے رہے ہم نے ارادہ کر لیا کہ اسے اپنے کام پر ترجیح دیتے ہوئے اڑتا دیکھتے رہیں گے ہم اسی حال میں محو تھے کہ حضرت شیخ اپنے گھر سے نکلے اور ہمیں اشارہ فرمایا اسی طرح میرے آنے تک ٹھہرے رہنا۔ آپ کے ارشاد سے ہم پر بہت زیادہ رعب طاری ہو گیا جب آپ تشریف لائے اور ہمارا حال دیکھا تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ حال جو تم پر پہلے طاری ہوا تھا، اب ان پر پلٹ گیا ہے (یعنی جب آیا تھا تو خوفزدہ تھا اب یہ سب لوگ خوفزدہ ہیں) اس کے بعد فرمانے لگے یہ نوجوان جو فضا میں اڑ رہا تھا اسے میں نے نسف سے بخارا جاتے ہوئے اڑتے دیکھا تھا جب میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے اس سے پوچھا تو نے رجال الغیب کی صحبت کیسے چھوڑی اور کیوں غم وحسرت میں پڑ گیا؟ اس نے جواب دیا میں فلاں شہر کا باشندہ ہوں۔ رجال الغیب نے مجھے اپنی صحبت میں لے لیا تھا ہم ایک دن ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ میرے دل میں بیوی اور بچے کا خیال آیا رجال الغیب نے مکاشفۃً میری حالت کا پتہ لگا لیا۔ انہوں نے مجھے وہیں چھوڑ کر چلے جانے کا ارادہ کیا میں نے فوراً ان میں سے کسی ایک کا دامن پکڑ لیا اور درخواست کی کہ مجھے کسی آباد جگہ تک تو لے چلیں، تو مجھے وہ اس جگہ پر لے آئے حضرت شیخ فرمانے لگے چھ دن ہوئے میں اسے نسف سے بخارا لایا اور اپنے گھر میں رکھا جب میں زنان خانہ میں تمہارے لئے کھانا تیار کرانے جانے لگا تو اس نے جانے کی مجھ سے اجازت چاہی میں نے اسے اجازت دے دی پھر میں تمہارے لئے کھانا لانے کا ارادہ کیا تو دیکھا تم تو تفرقہ و تشتت کا شکار ہو گئے ہو میں جلدی جلدی نکلا اور وہ اشارہ کیا جو تم نے دیکھا تھا۔ مزید فرمانے لگے اس پر تجلی جلال کا ظہور ہوا

ہے۔ مرید کو لازماً راسخ القدم ہونا چاہئے اس میں جو کمال بھی پیدا ہو جائے وہ اسے راستے سے ہٹا نہ سکے اور کسی صورت میں بھی اس کا اعتقاد اپنے مرشد کے متعلق ہرگز تبدیل نہیں ہونا چاہئے اگر انہیں خضر علیہ السلام بھی ملیں تو ان کی طرف متوجہ نہ ہو(1)۔

فرمانے لگے اس پر ہیبت وسطوت غالب ہو چکی ہے اڑنے کا مرتبہ تو آسان ہے کیا مکھیاں فضاؤں میں اڑتی نہیں پھر رہی ہیں پھر آپ نے امیر حسین کو حکم دیا اور سب مریدوں سے بھی فرمایا زنبیل کو مٹی سے بھر دیں اور پھر اسے چھوڑ دیں لوگوں نے اسی طرح کیا، حضرت امام نقشبند نے زنبیل کو اشارہ فرمایا تو وہ خود چل پڑی مٹی کو خود پھینکا اور پھر ہمارے پاس واپس آ گئی کئی دفعہ اسی طرح کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ اور اس جیسے دوسرے کاموں کا کوئی اعتبار نہیں خواص اہل اللہ انہیں کوئی وقعت نہیں دیتے۔

شیخ علاء الدین عطار یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ تاج الدین جو حضرت سیدنا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست تھے کو اگر حضرت قصر عارفاں سے بخارا کسی کام کے لئے بھیجتے تو وہ تھوڑے سے وقت میں ہی آ جایا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جونہی وہ مریدوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہوا میں اڑنے لگ جاتے خود فرماتے ہیں مجھے کسی کام کے سلسلہ میں حضرت نے ایک دن بخارا بھیجا میں اسی انداز سے اڑنے لگا میں نے راستے میں حضرت شیخ کو دیکھا اور انہوں نے بھی میری یہ حالت دیکھی اب یہ حالت انہوں نے سلب فرمائی پھر اس کے بعد میں کبھی اڑ نہیں سکا ہوں۔

حضرت سرکار بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جلیل القدر دوست شیخ خسرو کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت کی ملاقات کا ارادہ کیا میں نے دیکھا کہ آپ حوض کے کنارے باغ میں ایک ایسے شخص سے باتیں کر رہے ہیں جسے میں نہیں پہچانتا میرے سلام پر وہ شخص باغ کے ایک کونے کی طرف مڑ گیا حضرت نے دو دفعہ مجھے یہ فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں میں خاموش رہا اور بالکل نہیں بولا اور بعون اللہ میرے ظاہر باطن میں بالکل حضرت خضر علیہ السلام کی طرف توجہ نے راہ نہ پائی، دو تین دن بعد پھر میں نے انہیں خانقاہ کے باغ میں حضرت قدس سرہ سے ہم کلام پایا۔ دو ماہ کے بعد میں انہیں بخارا کے بازار میں ملا مجھے دیکھ کر وہ مسکرائے تو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور خوب گھل مل گئے اور میرا حال پوچھا، جب میں قصر عارفاں واپس آ کر آستانہ بوس ہوا تو حضرت نے فرمایا تم آج بخارا کے بازار میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملے ہو۔

حضرت شیخ کے ایک عالم مرید ایک جماعت کے ساتھ عراق کے سفر کے لئے چلے، کہتے ہیں جب ہم سمنان پہنچے تو ایک مبارک آدمی سید محمود کے متعلق سنا جو حضرت کے اخلاص مند تھے ہم سب ان کی زیارت کے لئے چلے وہاں پہنچ کر ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح حضرت کے دامن ناز سے وابستہ ہوئے تھے؟ فرمانے لگے میں نے خواب میں سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خوبصورت مکان میں دیکھا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ایک پروقار ہیبت شخص موجود تھا میں نے ادب واحترام سے حضور

1۔ حضور شمس معرفت خواجہ شمس العارفین سیالوی حضور شہباز لامکانی خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں بیٹھے تھے مجمع لگا ہوا تھا ایک صاحب دفعۃً آئے سلام کیا اور واپس چلے گئے سلیمان دوراں نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے زیارت کرنی ہے کر لیں حاضرین زیارت کے لئے محفل سلیمانی سے اٹھ گئے مگر حضرت سیالوی تشریف نہ لے گئے آپ نے استفسار فرمایا آپ کیوں نہیں گئے؟ تو حضرت نے عرض کیا میں ان کی محفل میں بیٹھا ہوں جن کی سلامی کے لئے خضر علیہ السلام بھی آتے ہیں میں کسی خضر کی تلاش کیوں کروں سرکار سلیمان ملت کی زبان اقدس سے نکلا ''سچے سائیں میرے سیال نوں رنگ لائیں'' امام وقت کے اس کلمہ مبارک کی شرح ذات شمس معرفت کس طرح بنی یہ دربار سدا بہار سیال شریف ہی جانے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت کا شرف حاصل نہیں ہو سکا نہ آپ کے دور نور و سرور کی برکات سے متمتع ہو سکا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت سے لطف اندوز ہو سکا اس سعادت نے میری دستگیری نہیں فرمائی اب میں کیا کروں؟ ارشاد ہوا اگر تو میری برکات اور میری زیارت کی فضیلتیں پانے کا متمنی ہے تو بہاء الدین کی پیروی کو اپنے لئے ضروری سمجھ لے یہ فرما کر آپ نے پہلے والے شخص کی طرف اشارہ فرمایا (کہ یہی بہاء الدین ہیں) میں نے اس سے پہلے حضرت کی زیارت نہیں کی تھی، جب میں بیدار ہوا تو آپ کا اسم گرامی اور حلیہ شریف کتاب کی جلد پر لکھ لیا۔ عرصہ دراز کے بعد میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا تو ایک نور و وقار والے شخص کو آتے دیکھا وہ آکر دکان پر بیٹھ گئے ان کا چہرہ دیکھ کر مجھے وہ خواب والا چہرہ یاد آ گیا مجھ پر عجیب حال کا ورود ہوا جب کچھ آپے میں آیا تو ان سے درخواست کی کہ میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں انہوں نے دعوت قبول فرمائی اور میرے آگے آگے چل پڑے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا آپ نے میرے گھر تشریف لانے تک پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا یہ پہلی کرامت تھی جو میں نے مشاہدہ کی کیونکہ آپ نے کبھی میرا گھر نہیں دیکھا تھا گھر میں آ کر میرے خاص کمرے کی طرف چلے جس میں میری لائبریری تھی آپ نے ہاتھ مبارک بڑھایا اور ایک کتاب لے کر مجھے تھما دی اور فرمانے لگے تم نے اس کی جلد پر کیا لکھا تھا؟ یہ وہی کتاب تھی جس کی جلد پر میں نے اپنا خواب اور اس کی تاریخ کا اندراج کیا تھا اس واقعہ کو سات سال گزر گئے تھے آپ کی اس اطلاع پر تو مجھے اور زیادہ حال آیا جو پہلے حال سے بڑھ کر تھا جب یہ حال ختم ہوا تو آپ بڑے نرم اور لطف سے پیش آئے اور آپ نے مجھے اپنے احباب کے زمرہ میں قبول کر لینے کا شرف بخشا اور اپنے در اقدس کی خدمت کی سعادت سے نوازا۔

آپ کے ایک مرید باصفا نے بخارا میں آپ کو دعوت دی جب مغرب کی اذان ہوئی آپ نے مولیٰ نجم الدین دادرک سے فرمایا کیا تم میرا ہر حکم مانو گے؟ انہوں نے عرض کیا تعمیل ارشاد کروں گا۔ فرمانے لگے اگر میں تمہیں چوری کا حکم دوں تو چوری کرو گے؟ وہ بولے نہیں حضور! آپ نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے عرض کیا حقوق اللہ میں کوتاہی ہو تو توبہ سے اس کا تدارک ہو جاتا ہے لیکن چوری کا تعلق تو حقوق العباد سے ہے (اس کی تلافی نہیں ہو سکتی) فرمایا اگر ہمارا حکم نہیں مان سکتے تو ہمارا ساتھ چھوڑ دو، مولیٰ نجم الدین بے حد گھبرائے وسعتوں کے باوجود ان کے لئے زمین تنگ ہو گئی توبہ اور ندامت کا دامن پکڑا اور پختہ ارادہ کیا کہ آپ کے کسی حکم کی بھی نافرمانی نہیں ہو گی، حاضرین کو ان کے حال زار پر ترس آیا۔ انہوں نے آپ کے سامنے ان کی سفارش کی اور معافی کی التجا کی آپ نے انہیں معاف فرما دیا پھر حضرت انہی مولیٰ نجم الدین اور کچھ اور غلاموں کے ساتھ چل پڑے باب سمرقند والے محلے میں پہنچے حضرت نے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور حکم دیا اس کی دیوار جلا دو اندر گھس جاؤ فلاں جگہ ایک تھیلا پڑا ہے وہ سامان سے بھرا ہوا ہے وہ لے آؤ ساتھیوں نے تعمیل ارشاد کی پھر ایک گوشے میں جا کر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد کتے بھونکنے لگے آپ نے مولیٰ نجم الدین اور کچھ اور غلاموں کو اس گھر کی طرف بھیجا انہوں نے جا کر دیکھا کہ دوسری دیوار کو چوروں نے جلا دیا ہے اندر گئے ہیں مگر کوئی چیز نہیں ملی یہ چور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ ہم سے پہلے اور چور آئے ہیں اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے ہیں۔ حضرت کے ساتھی یہ بات سن کر حیران ہوئے گھر کا مالک اپنے ایک ملکیتی باغ میں

ٹھہرا ہوا تھا۔ حضرت نے سویرے سارا سامان اپنے ایک مرید کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور مرید کو حکم دیا اسے بتا دینا کہ فقرا تیرے گھر کے پاس سے گزرے تھے انہیں چوری کے واقعہ کا علم ہو چکا تھا لہٰذا چوروں کے آنے سے پہلے انہوں نے کپڑے اور سامان وہاں سے نکال لیا یہ حکم دے کر حضرت نے مولیٰ نجم الدین کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر فرمایا اگر ابتدا میں ہی ہمارے حکم کی تعمیل کرتے تو بہت زیادہ حکمتیں پاتے۔

آپ کے ایک خادم بیان کرتے ہیں حضرت شیخ قدس سرہ میری ملاقات کو تشریف لائے میں بہت شرمندہ ہوا کیونکہ میرے پاس آٹا تک نہ تھا میں آٹے کا ایک تھیلا لے آیا مجھے فرمایا اس آٹے سے گوندھتے رہو اور کسی کو اس کی کمی وبیشی کی اطلاع نہ دو، آپ دس ماہ تک میرے پاس قیام پذیر رہے مرید اور دوست آپ کی زیارت کے لئے میرے گھر مسلسل آتے رہے اور ہم اسی آٹے سے آٹا لے کر انہیں روٹی کھلاتے رہے وہ بدستور پورے کا پورا رہا پھر میں نے یہ راز حضرت کے حکم کے برخلاف اہل خانہ کو بتا دیا برکت جاتی رہی اور تھوڑے ہی وقت میں آٹا ختم ہو گیا اس وجہ سے آپ کی کامل ولایت اور عظیم کرامت پر میرا پختہ یقین ہو گیا۔

شیخ محمد زاہد کہتے ہیں دوران سلوک فصل ربیع میں میں حضرت کی خدمت عالیہ میں بیٹھا تھا میرے جی نے تربوز کھانا چاہا میں نے حضرت سے تربوز مانگا ہمارے قریب ہی پانی بہتا تھا فرمانے لگے اس پانی میں جاؤ میں وہاں گیا تو پانی میں ایک تربوز پایا جو بالکل اسی وقت تازہ تازہ توڑا گیا تھا آپ کی ذات اقدس پر مجھے پورا اعتماد ہو گیا اللہ تعالیٰ آپ کی برکات سے ہمیں متمتع فرمائے۔

آپ کے ایک غلام سے مروی ہے جب مجھے آپ کی صحبت کا شرف ملا تو آپ کے ایک عظیم المرتبت ساتھی شیخ شادی رحمۃ اللہ علیہ مجھے وعظ ونصیحت کیا کرتے اور ادب سکھایا کرتے انہوں نے ایک یہ بات بھی بتائی تھی کہ جدھر حضرت شیخ تشریف فرما ہوں ادھر ہمارا کوئی ساتھی پاؤں نہ پھیلائے میں ایک دن غزیوت سے قصر عارفاں حاضر ہوا موسم بڑا گرم تھا راستے میں ایک درخت کے سائے میں پناہ لی اور چت لیٹ گیا ایک جانور نے آ کر میرے پاؤں کو دو دفعہ کاٹا میں اٹھ بیٹھا مگر شدید درد ہوا۔ میں پھر لیٹ گیا تیسری دفعہ اس نے پھر ڈنگ مارا میں اٹھ کر دیر تک اس کا سبب سوچتا رہا پھر مجھے شیخ شادی کی نصیحت یاد آئی اور میں نے دیکھا کہ میرے پاؤں واقعی قصر عارفاں کی طرف پھیلے ہوئے تھے اور حضرت اس وقت وہاں ہی تشریف فرما تھے میں سمجھ گیا کہ یہ میری کوتاہی کی سزا ہے۔

شیخ علاء الدین کہتے ہیں حضرت سیدنا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے امیر حسین کو حکم دیا کہ بہت سی بکریاں اکٹھی کر لیں سردی کا موسم تھا جب انہوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تو دوسرے دن اللہ کریم نے بے حد برف برسا دی ایک دن میں چالیس دفعہ برف برسی۔ حضرت نے اسی وقت خوارزم کا سفر اختیار کیا۔ شیخ شادی آپ کی خدمت میں تھے جب نہر حرام پر پہنچے تو آپ نے شیخ شادی کو حکم دیا کہ وہ پانی پر چلیں شیخ شادی ڈر گئے آپ نے کئی دفعہ حکم دیا مگر وہ تعمیل نہ کر سکے آپ نے ان پر ایک عظیم نگاہ ڈالی جس سے وہ کچھ دیر کے لئے بے خود ہو گئے افاقہ ہوا تو اپنا قدم پانی پر رکھ دیا اور چلنے لگ گئے حضرت ان کے پیچھے پیچھے

چل دیئے جب نہر عبور کر گئے تو حضرت نے فرمایا دیکھئے آپ کے موزے کا کوئی حصہ تر ہوا ہے؟ شیخ شادی نے دیکھا تو قدرت خداوندی سے ذرا بھر بھی نمی نہ تھی۔

آپ کے ایک مرید کہتے ہیں میری آپ سے محبت وصحبت کا سبب یہ تھا کہ میں ایک دن بخارا کے ایک بازار میں اپنی دکان پر تھا آپ وہاں تشریف لائے اور دکان پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ کے کچھ مناقب بیان فرماتے ہوئے کہا ابو یزید بسطامی اپنی ایک منقبت خود یوں بیان کرتے ہیں ''اگر میرے کپڑے کا کنارا کسی کو لگ جائے تو وہ میرا محب اور دلدادہ بن جاتا ہے اور میرے پیچھے پیچھے چلنے لگ جاتا ہے'' میں (حضرت نقشبند) کہتا ہوں اگر میں اپنی آستینیں ہلا دوں تو سب بخارا کے رہنے والوں کو بڑے چھوٹے کے امتیاز بغیر اپنا والہ وشیدا بنادوں وہ گھربار اور دکانیں چھوڑ کر میرے پیچھے چلنے لگ جائیں''۔ آپ نے اپنا مبارک ہاتھ آستین پر رکھا اور اس حالت میں میری نگاہ آپ کی آستین پر پڑ گئی پھر کیا تھا حال و وجد نے مجھے آلیا خود فراموشی طاری ہوگئی اور عرصہ دراز تک یہی حال رہا جب آرام آیا تو آپ کی محبت پوری قوت سے مجھ پر چھا گئی میں نے گھربار اور دکان چھوڑ کر آپ کی خدمت اپنالی۔

آپ کے ایک خادم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں مجھے لڑکا عطا ہو۔ آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے لڑکا ہوا مگر وہ مر گیا میں نے آپ سے ذکر کیا فرمانے لگے تم نے ہم سے درخواست کی تھی کہ لڑکا ہو اللہ کریم نے لڑکا عطا کیا اور پھر وہ لے بھی لیا لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہ وہ فقیروں کی دعا سے تمہیں دو اور لڑکے دے گا اور وہ لمبی عمر پائیں گے کچھ عرصہ بعد میرے دو لڑکے ہوئے ایک بیمار ہو گیا تو میں نے حضرت کو اطلاع دی آپ نے فرمایا آپ کو کیا ہے؟ وہ میرا لڑکا ہے وہ اکثر بیمار ہو کر شفا پاتا رہے گا پھر جس طرح حضرت نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوتا رہا۔

سیدنا امیر کلال قدس اللہ سرہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ شیخ عارف دیکرانی فرماتے ہیں ہم ایک دن قصر عارفاں میں حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے جب ہم بخارا واپس لوٹے تو وہاں کے فقرا کا ایک گروہ ہمارے ساتھ تھا ان میں سے ایک نے حضرت بہاء الدین کے حق میں زبان درازی کی ہم نے اسے روکا اور کہا کہ تو آپ سے واقف نہیں لہٰذا تجھے اولیاء اللہ کے ساتھ بدظنی اور بے ادبی اختیار نہیں کرنی چاہئے مگر وہ باز نہ آیا دفعتہً ایک بھڑ آئی اور اس کے منہ میں داخل ہو کر کاٹنے لگ گئی اسے شدید درد ہوا صبر وسکون جاتا رہا ہم نے اسے کہا یہ حضرت شیخ کی بے ادبی کا صلہ ہے وہ بہت رویا پھر توبہ کی رجوع کیا اور فوراً ٹھیک ہو گیا۔

صحرا قبچاق کی فوج نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا لوگوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے امیر بخارا نے اپنے خاص لوگوں سے ایک گروہ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب ہم کلی طور پر دشمن کے مقابلے سے عاجز آ گئے ہیں ہماری تدبیریں خاک میں مل گئی ہیں اب سب اسباب کے رشتے ٹوٹ گئے ہیں آپ کی ذات کے بغیر اب ایسی کوئی جائے پناہ نہیں جو ان ظالموں سے ہمیں بچا سکے آپ اللہ کریم کے سامنے تضرع وزاری کریں تا کہ وہ ذات پاک ان کے ہاتھوں سے

مسلمانوں کو بچائے یہی تو مدد اور ہاتھ پکڑنے کا وقت ہے حضرت نے وفد کو فرمایا ہم ذات یکتا کے سامنے عاجزی وزاری کریں گے پھر دیکھتے ہیں کہ رب العزت جل مجدہ کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں صبح ہوئی تو آپ نے وفد سے فرمایا کہ مجھے چھ دنوں کے بعد اس بلا سے نجات کی بشارت دے دی گئی ہے تم جاؤ اور اپنے امیر کو اطلاع کرو بخارا والے یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے پھر آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا چھ دنوں بعد دشمن کی فوج نے شہر کا محاصرہ توڑ دیا اور سب کے سب وہاں سے چلے گئے۔

شیخ شادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب مجھے حضرت شاہ نقشبند کی محبت کی سعادت ملی تو خرچ اور ایثار میرے لئے آسان ہو گئے ایک دن میرے پاس سو دینار تھے گھر والوں کا خیال تھا کہ انہیں جمع رکھا جائے میں بھی ضعف یقین کی وجہ سے ان کا ہمنوا بن گیا میں پھر بخارا آگیا اور وہاں سے میں نے بکھتی (ایک مخصوص موزہ کا نام) موزہ اور کچھ اور سامان خریدا پھر حضرت کی زیارت کے لئے چل پڑا جب میں قصر عارفاں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا تم بخارا کیوں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا حضور ایک کام درپیش تھا فرمانے لگے وہ بکھتی موزہ مجھے دو اور جو باقی چیزیں خریدی ہیں وہ بھی پیش کرو میں نے فوراً سب کچھ پیش کر دیا حکم ہوا سو دینار سے جو کچھ بچا ہے وہ بھی لاؤ میں نے وہ بھی پیش کر دیا آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ کی قوت سے پہاڑ تمہارے لئے سونا بنا دوں لیکن ہمارے لئے اس عالم فنا میں ان چیزوں کی طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں کیونکہ ہماری جماعت کی نظریں اس دنیا سے باہر لگی ہوئی ہیں تم ذخیرہ اندوزی کیوں کرتے ہو جب کہ تمہیں پتہ ہے کہ جو تمہارے لئے ہے اس سے کچھ بھی کم نہ ہوگا میں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔

آپ کے ایک عظیم ساتھی مولا محمد مسکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بخارا میں ایک نیک آدمی کا انتقال ہو گیا حضرت ان کے رشتہ داروں کے ہاں تعزیت کے لئے تشریف لے گئے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بہت جزع وفزع کی بہت سے مکروہ افعال ان سے سرزد ہوئے حاضرین نے انہیں خلاف شرع کاموں سے روکا اور انہیں عار دلائی۔ حضرت شیخ نے فرمایا جب مجھے موت آئے گی تو میں جانتا ہوں کہ فقیر کس طرح مرتے ہیں آپ کا یہ ارشاد میرے ذہن میں تھا پھر حضرت کو زندگی کی آخر بیماری لگی آپ خانقاہ میں خلوت نشین ہو گئے آپ کے مرید اور غلام آپ کے پاس آتے تھے اور زیارت کرتے تھے آپ نے سب کے مناسب حال وصیت فرمائی، آخر میں آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا مانگی پھر ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر کر اپنے رب سے مل گئے۔ (وفات فرما گئے)

حضرت علی داماد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت کے خادم خاص تھے کہتے ہیں حضرت شیخ نے مجھے قبر انور کھودنے کا حکم دیا جب میں نے قبر مکمل کر دی تو میرے دل میں خیال آیا کہ آپ کی قوم میں اب آپ کا جانشین کون ہوگا؟ آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا ہم نے حجاز مقدس کے راستے میں جو کچھ کہا تھا معاملے کی بنیاد وہی ہے جو ہماری پیروی کو پسند کرتا ہے وہ اب محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرے دوسرے دن آپ کا وصال ہوا۔

شیخ علاء الدین عطار کہتے ہیں آپؒ کے آخری لمحات میں ہم آپ کے پاس سورۂ یٰسین شریف کا ورد کر رہے تھے سورت نصف تک پہنچی تو انوار کی بوچھاڑ ہونے لگی، ہم نے یہ دیکھ کر کلمہ طیبہ شروع کر لیا اور اسی اثناء میں آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ سوموار

حضرت کی بے شمار کرامات اور اصلاح بھری خوابیں تھیں آپ کے کسی مرید نے انہیں ایک کتاب کی شکل میں اکٹھا کر دیا ہے۔ آپ کی وفات ۸۰۳ھ میں ہوئی، آپ شہر مجم میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ بارشوں کی کثرت کی وجہ سے آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد آپ کی قبر کھولی گئی تو آپ کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ تھی اور خوشبو تک ویسے ہی تھی لوگوں نے اسے آپ کی کرامت سمجھا پھر آپ کا پختہ روضہ بنوا دیا۔

حضرت محمد بن ابراہیم کردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو مقدسی، قاہری اور مکی بھی کہتے ہیں آپ شافعی المسلک تھے بہت بڑے عارف ہیں پوری پوری رات اپنا پہلو زمین پر نہیں لگایا بلکہ عبادت اور تہجد میں مصروف رہے آپ بلا تکلف پورا پورا ہفتہ افطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھتے اور فرماتے میں نے اپنے والدین کے ساتھ شام کا کھانا کھایا تھا پھر اس کے بعد مجھے بھوک نہیں رہی اب سات دن تک ایک کھانا چلا جاتا ہے ایک وضو سے چار دن تک باوضو رہتے، مصر سے دمیاط تک کا سفر صرف ایک وضو سے فرمایا۔ دمیاط میں ایک شخص نے آپ کی مہمانی کی آپ نے وہاں تھوڑا سا کھانا کھایا اور وہاں سے چل کر پھر رملہ تک کچھ تناول نہیں فرمایا پھر رملہ سے چل کر قدس شریف میں ہی کچھ تناول فرمایا آپ کی کرامت، تقویٰ اور احوال کی عجیب کیفیت ہے۔ بقول علامہ مناوی آپ کا وصال شریف ۸۱۱ھ میں ہوا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی اشخر رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم اور عامل تھے۔ آغاز کار میں آپ کا مشغلہ عبادت تھا یا نیک لوگوں کی محفل تھی۔ آپ بچپن میں کئی دن اللہ کریم کا اسم گرامی نور سے لکھا پاتے جس کی روشنی آسمان اور زمین کو بھر دیتی اور اس روشنی کی وجہ سے آپ کو قضائے حاجت کے وقت بڑی پریشانی لاحق ہوتی آپ عرصہ دراز تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے جب آپ کی عمر چالیس برس ہوئی تو سید کل ختم رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت پاک عالم خواب میں کی۔ آپ نے عرض کیا مجھے ہمیشہ علم سے لگاؤ رہے، اللہ تعالیٰ مجھے متقین میں شامل فرمائے اور میری دعا قبول ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے حق میں ان تینوں باتوں کی دعا فرمائی پھر آپ علم میں مصروف رہ کر عظیم فقیہ بنے آپ کے متعلق یہ بھی مذکور ہے کہ آپ خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ بقول علامہ شرجی آپ کا وصال شریف ۸۱۸ھ میں ہوا۔

حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک عظیم شیخ ہیں آپ نے حضرت شیخ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی خبر ان کی

(بقیہ گزشتہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرض نماز سے فارغ ہوتے تو گھر بیٹھے لوگوں کو بھی پتہ چل جاتا تھا کیونکہ صحابہ کرام نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذکر فرمایا کرتے تھے (بخاری) اب خود غور فرمائیے کہ قرآن وحدیث ایک بات کو سند جواز عطا کرتے ہیں اور دور حاضر کا نازک مزاج موحد اسے بدعت کہتا ہے۔ (مترجم)

ولادت سے پہلے دی تھی آپ جب بھی حضرت شاہ نقشبند کے گاؤں قصر عارفاں سے گزرتے تو اپنے ساتھیوں سے فرماتے ''میں اس سرزمین میں ایک عارف کی خوشبو پاتا ہوں'' پھر ایک دفعہ گزر ہوا تو فرمایا کہ اب تو وہ خوشبو بہت بڑھ گئی ہے یہ آپ کی ولادت شریف کے تین دن بعد کا واقعہ ہے پھر آپ کی خدمت میں حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے دادا لے آئے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا یہ میرا بیٹا ہے پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ ہیں وہ عارف جن کے متعلق عرصہ دراز سے تمہیں اشارہ کیا کرتا تھا کہ اس گاؤں میں ان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ یہ انشاء اللہ جلدی ہی مخلوقات کے رہبر بن جائیں گے آپ نے حضرت سید امیر کلال کی طرف رخ انور پھیر کر اشارہ فرمایا'' یہ میرا بیٹا ہے اس کی تربیت میں کوتاہی نہ کرنا اگر تم نے کوتاہی کی تو میں کبھی بھی تم سے راضی نہیں ہوں گا۔ حضرت سید صاحب دونوں پاؤں پر ادباً کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے حضور! میں نے بسر و چشم ان کی خدمت قبول کر لی ہے میں انشاء اللہ ہرگز اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

حضرت سماسی ایک دفعہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ گاہ سے گزرے حضرت کلال کشتی میں مصروف تھے حضرت وہاں کھڑے ہو گئے آپ کے کسی خادم کے جی میں آیا کہ حضرت شیخ ایسے بدعتیوں کے پاس کس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں؟ حضرت اسی وقت اپنے غلاموں کی طرف متوجہ ہوئے یہ دل کا خیال آپ کے کشف کی زد میں آ چکا تھا فرمانے لگے ان کشتی کرنے والوں میں ایک مرد حق بھی ہے جس کی برکت و صحبت سے بہت سے لوگ نفع اندوز ہوں گے اور بلند درجہ پائیں گے میں (یہاں کھڑا ہوا ہوں کیونکہ) اسے شکار کرنا چاہتا ہوں اسی دوران حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ حضرت پر پڑی تو ان کا دل فوراً حضرت بابا سماسی کی طرف مائل ہو گیا جب حضرت شیخ پلٹے تو سید کلال آپ کے پیچھے آپ کے گھر آ گئے آپ انہیں گھر کے اندر لے گئے ذکر کی تلقین فرمائی اور طریقہ عالیہ کے اصول ارشاد فرما کر کہا کہ اب تم میرے بیٹے ہو، حضرت کلال حضرت بابا سماسی کی خدمت میں بیس سال تک ذکر، فکر اور عبادت میں مصروف رہے اور بقول خانی وہ کچھ بن گئے جو بننا مقدر تھا اور خلیفہ اعظم ہوئے۔

حضرت شیخ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ

آپ بخاری ہیں اور حضرت شاہ نقشبند کے خلیفہ ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم امام اور حضرات گرامی صوفیہ میں سے محققین کے اکابر میں شامل ہیں۔ آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ حضرت امام قرأت محمد بن محمد شمس الدین جزری مرزا الغ بیگ کے زمانے میں ماوراء النہر کے محدثین کی اسناد (1) درست کرنے کی غرض سے سمرقند تشریف لائے۔ ایک سراپا فساد حاسد نے انہیں بتایا کہ شیخ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ ایسی بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں جن کی اسناد کا کسی کو علم نہیں اگر آپ تحقیق فرما کر بلا سند احادیث سن لیں اور رد فرما دیں تو آپ کو بہت ثواب ملے گا، امام جزری نے سلطان سے کہا کہ حضرت محمد پارسا کو بھی بلایا

1۔ حدیث پاک کے دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ حصہ جس میں حدیث کے اصل الفاظ ہوتے ہیں اس حصے کا نام متن حدیث ہے دوسرا وہ حصہ جس میں محدث اپنے استاد حدیث سے لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تک سب اساتذہ کے نام لیتا ہے یہ حصہ سند حدیث کہلاتا ہے اور حدیث کی صحت و شہرت وغیرہ کا مدار اسی سند پر ہوتا ہے۔ (مترجم)

جائے جب آپ تشریف لائے تو ایک بہت بڑی محفل جس میں اس دور کے شیخ الاسلام مشہور نحوی علامہ عصام الدین اور دیگر علماء تھے، منعقد ہوئی۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے حدیث پوچھی حضرت نے سند سمیت روایت فرمادی امام جزری سن کر فرمانے لگے اس حدیث کے صحیح ہونے میں تو کوئی کلام نہیں لیکن اس کی سند میرے نزدیک ثابت نہیں یہ عبارت سن کر آپ کے حاسد بہت خوش ہوئے آپ نے اسی حدیث کی دوسری سند بیان کر دی۔ امام جزری نے پھر پہلے والی بات دہرادی آپ سمجھ گئے کہ جو بھی سند آپ بیان فرمائیں گے جزری رحمۃ اللہ علیہ اسے رد کر دیں گے۔ ایک لمحہ خاموش رہ کر شیخ الاسلام عصام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا فلاں سند تمہارے نزدیک صحیح ہے؟ اور کیا اس کی اسناد قابل اعتماد ہیں؟ حضرت عصام نے جواب دیا جی ہاں۔ محدثین کے نزدیک یہ معتبر کتاب ہے اس کی اسناد میں بھی کسی نے کلام نہیں کیا وہ بھی صحیح ہیں اگر آپ کی بیان کردہ سند اس کتاب میں موجود ہو تو ہمیں پھر اس سند پر کوئی اعتراض نہیں اب آپ نے فرمایا یہ سند آپ کی لائبریری میں فلاں جگہ فلاں کتاب کے نیچے پڑی ہے۔ اس کا حجم اتنا ہے اور اس کی جلد ایسی ہے اور یہ حدیث جو ابھی میں نے بیان کی ہے اس کے فلاں صفحہ پر موجود ہے لہٰذا ملاحظہ کر لو۔ حضرت عصام کو تردد تھا کہ یہ کتاب لائبریری میں ہے بھی یا نہیں؟ جب کتاب لائی گئی تو حدیث سند کے ساتھ وہاں موجود تھی حاضرین عموماً اور حضرت عصام خصوصاً ہکا بکا رہ گئے کیونکہ حضرت کبھی نہ عصام رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گئے تھے اور نہ ہی ان کی کتابیں دیکھی تھیں سب لوگ شرمندہ ہوئے سلطان کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہیں طلب کرنے پر نادم ہوا۔ یہ واقعہ آپ کے مرتبے کی شہرت کا سبب بن گیا اور اکثر علماء بھی اس کی وجہ سے آپ کے معترف ہوئے اور زبان درازی سے رک گئے آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ۸۲۲ھ میں ہوا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس بقول خانی، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن عبداللہ دہنی رحمۃ اللہ علیہ

دِہنہ (دال کے نیچے زیر) یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اور اسی کی نسبت سے آپ کو دہنی کہتے ہیں، آپ عظیم الشان صوفی تھے، خود فرماتے ہیں ہمیں شدید بدحالی نے اپنی گرفت میں لے لیا بچے ہلاکت کے دہانے پر جا پہنچے ہم ایک تاجر سے کچھ مانگنے گئے مگر اس نے انکار کر دیا مجھے ایک حدیث پاک یاد آئی جو نے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے سنی تھی کہ مَا بَیْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاعَۃَ تُشْبِہُ سَاعَۃَ الْجَنَّۃِ لَا یُرَدُّ فِیْھَا الدُّعَاءُ (طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان جنت کی ساعت سے مشابہ ایک ساعت آتی ہے جس میں مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے)، اب میں نے اولاد سے کہا آیئے اس ساعت میں دعا کریں ہم نے سات دن دعا مانگی۔ ساتویں دن میں دیوار کے پہلو میں غسل کے لئے گیا تو دیوار کی دراڑ سے بہت سے مثقال سونے کے دکھائی دیئے میں نے چہرہ ڈھانپ کر کہا میرے پروردگار! مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے تو صرف فاقہ دور کرنے کے لئے کچھ چاہئے اب میں نے چہرہ کھولا تو مثقال اوجھل تھے۔ اب وہی تاجر ہزار دینار لے کر آیا اور کہا میں نے شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی ہے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک ہزار روپیہ اسے قرض دے دو حضرت فقیہ احمد بن موسیٰ عجیل بقول امام مناوی فرماتے ہیں میں نے مذکورہ حدیث کی تلاش کی تو اسے

اربعین اجریہ میں موجود پایا۔

حضرت محمد بن علی یوسف اشکل یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبار اولیاء میں سے ایک تھے اور اصفیاء میں سے ایک پسندیدہ شخص تھے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ نے ابلیس ملعون کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگا حضرت جی! آپ کے صاحبزادے محمد کے مقابلے کی مجھ میں طاقت نہیں اور میں اس مجلس میں حاضر ہوا کرتا جس میں وہ تشریف فرما ہوتے، موسم خریف میں بارش لیٹ ہوگئی لوگ حضرت محمد کے دامن گیر ہو گئے آپ نے فرمایا نہ خریف میں بارش ہوگی اور نہ ہی موسم سرما میں ہوگی بارش تو موسم بہار میں ہی آئے گی اور لوگوں کے ساتھ کچھ مکر وفریب ہوگا بات آپ کے ارشاد کے مطابق پوری ہوئی، محمد بن اسماعیل مکدش اپنے باپ کی یہ بات نقل کرتے ہیں کہ میں نے اولیاء میں حضرت فقیہ محمد بن علی اشکل جیسا دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔ دوسری روایت محمد نے اپنے بھائی ابوبکر مکدش سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے فقیہ محمد بن علی سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی کرامت دکھائیں آپ نے فرمایا دیکھئے میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ نے انگشت تسبیح اور درمیانی انگلی کو آگے پھیلایا ہوا تھا ایک سے آگ نکل رہی تھی اور دوسری سے پانی ابل رہا تھا فرمانے لگے ابوبکر! تم نے کرامت دیکھ لی؟ میں نے کہا جی ہاں بقول شرجی پھر آپ نے انگلیاں بند کر لیں۔

حضرت محمد بن عمر صاحب المصنف رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر اولیاء اور علماء کے ائمہ میں شامل ہیں آپ ہمارے سادات آل باعلوی میں شامل ہیں، اس علاقہ کے سلطان نے ایک تاجر پر سختی کی تو آپ نے تاجر کی سفارش فرمائی مگر سلطان نے نہ مانی آپ نے فرمایا وہ کل قتل ہو جائے گا پھر ایسا ہی ہوا اور سلطان کے سر کو گلیوں اور پہاڑوں میں گھمایا گیا آپ کا خادم اندھیری رات میں آپ کے لئے چراغ اٹھائے آرہا تھا کہ دیا بجھ گیا اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں خادم کو راستہ نہ ملا آپ نے دیئے کو پھونک ماری تو وہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گیا آپ ۸۲۲ھ میں فوت ہوئے جب موت کا وقت آیا تو آپ کے پاس سے کسی قاری کی یہ آواز سنائی دی:

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ (التوبہ: 21)

''ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت، رضامندی اور جنتوں کی اپنی طرف سے خوشخبری دیتا ہے''۔

جب آپ کی روح نکلی تو محل نور سے بھر گیا اور چراغ کی روشنی اس کے مقابلے میں مدہم پڑ گئی آپ کی نماز جنازہ آپ کے ایک دوست محمد بن حسن نے پڑھائی جب انہوں نے آپ کو قبر میں اتارا تو آپ کی یہ آواز سنی یَا سَاعَةَ الْعَوْنِ یَا اَبَا الْحَسَنِ، یہ وہ کلمہ ہے جو خوشی وسرور کے وقت وہ لوگ کہا کرتے ہیں، محمد بن ابی بکر نے آپ سے یہ کلمات سنے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۞ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

(الصافات)

"آپ کا پروردگار جو رب عزت وجلال ہے ان کے اوصاف سے پاک ہے رسولوں پر سلام ہے اور سب تعریفیں جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں"۔

بقول علامہ شلی علاقہ حضرموت کے شہر کے زنبل نامی قبرستان میں آپ دفن ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہ اہل دل ہے۔

حضرت محمد بن علی بن محمد مولیٰ دویلہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفیہ وعلماء کے اکابر میں شامل ہیں عارفوں اور اولیاء کے قائدین میں سے ایک ہیں ایک حاکم نے آپ کے کئی ساتھیوں کو تکلیف دی اب اسے طرح طرح کے امراض وخرابیوں کے تیروں نے آلیا اس کی میٹھی نیند حرام ہوگئی وہ آپ کی سرکار میں آیا اور آپ کے سامنے اپنے قبیح فعل سے توبہ کی آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو سب مرض جاتے رہے۔ بقول علامہ شلی آپ کی وفات ۸۲۷ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد مولی دویلہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر علماء اور پسندیدہ اولیاء میں سے ایک ہیں آپ کی بہت سی کرامات ہیں آپ حج سے واپس تشریف لائے تو شحر بندرگاہ کے لوگوں نے عظیم گروہ منظم کیا اور لوگوں کا بہت اژدھام ہوا جمعہ کا دن تھا آپ سے کہا گیا اگر آپ جمعہ کے لئے نکلیں گے تو عوام کا انبوہ آپ کے پیچھے ہوگا اور ہاتھ پاؤں چومنے لگ جائے گا (اور جمعہ کے لئے وقت پر آپ نہیں پہنچ سکیں گے) کہنے لگے میں نکل جاؤں گا اور وہ مجھے نہیں دیکھ سکیں گے آپ مجمع سے نکل گئے آپ کے حاضر مریدوں کے علاوہ کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ آپ کی ایک صاحبزادی بہت زیادہ پتھریلی جگہ پر اونٹ سے گر پڑی آپ مقام شحر میں تشریف رکھتے تھے ایک خادم نے آپ کو دیکھا گویا آپ کسی چیز کو تھام رہے ہیں اس نے پوچھا تو فرمانے لگے میری بیٹی علویہ گر رہی تھی میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے تھاما ہے۔ بالکل اسی وقت صاحبزادی گری تھی اور اسے کچھ بھی نہیں ہوا تھا وہ لڑکی خود کہتی ہے کہ جب میں گری تو مجھ پر خود فراموشی طاری ہو رہی تھی اور میرے والد ماجد نے مجھے تھام کر زمین پر رکھ دیا تھا۔

آپ ظفار میں قدم رنجہ تھے موسم خریف آنے کی وجہ سے حضرموت کے لوگ وہاں سے کوچ کر گئے تھے ایک آدمی پیچھے رہ گیا تھا اس نے بڑی کوشش کی کہ کوئی آدمی مل جائے جو اسے قافلہ تک پہنچا دے مگر ایسا نہ ہوسکا جب تھک ہار چکا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بدحالی کی شکایت کرنے لگا کہنے لگا اگر میں رہ گیا تو مصلحتوں کے دروازے بند ہو جائیں گے آپ نے اسے خوشخبری دی کہ تجھے قافلہ مل جائے گا پھر دو آدمی آپ کی خدمت میں جھگڑتے حاضر ہوئے آپ نے ان میں صلح کرا دی آپ نے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اس شخص کو سوار کرو اور قافلے تک پہنچا دو۔ ظفار اور حضرموت کے درمیان خوفناک صحرا واقع ہے قافلہ کے بغیر وہاں کوئی نہیں جاتا مگر اس شخص نے اس پس ماندہ کو قافلہ تک پہنچا دیا۔

آپ گھر والوں کے ساتھ سفر میں تھے پانی ختم ہوگیا پانی کا مقام بہت دور تھا گھر والے شدید پیاس میں مبتلا تھے شتربان کہنے لگا اس جگہ مجھے پانی کا کوئی علم نہیں حضرت مذکور نے مشکیزہ لیا تھوڑی دیر آنکھوں سے اوجھل رہے پانی سے

بھرے مشکیزے کے ساتھ واپس آ گئے۔

آپ کو موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ کریم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمانے لگے مجھے لاانتہا دیا ہے جتنا میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، آپ سے پوچھا گیا کس بات سے یہ سب کچھ عطا ہوا؟ جواباً کہا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کی وجہ سے سب کچھ عطا ہوا۔ (قالہ الشلی)

حضرت محمد بن عبد الرحمٰن سقاف باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے نامدار میں سے ایک ہیں آپ کے لاتعداد مکاشفات تھے علاقہ حضر موت کے تریم شہر میں بیٹھے کعبہ کا نظارہ فرمایا کرتے تھے، ایک جنبی آدمی مسجد میں داخل ہوا تو آپ نے اسے نکال دیا وہ دوبارہ آیا آپ نے اسے پھر نکال دیا اس آدمی نے وجہ پوچھی تو فرمایا تو جنبی تھا۔ ایک خاتون نے آپ کی دعوت کی آپ نے تھوڑا سا کھا کر قے کر دی اور فرمایا یہ چوری کا مال ہے عورت سے پوچھا گیا تو کہنے لگی میں نے خاوند کے مال سے چوری کی تھی۔

علامہ شلی حکایت بیان فرماتے ہیں تریم کے گورنر نے ان سے ہونے والے واقعات کے متعلق پوچھا فرمانے لگے اپنے قلعے کو غلے سے بھر لے ورنہ چمڑا کھانا پڑے گا اس نے آپ کے ارشاد کو درخور اعتنا نہ سمجھا چند دن ہی گزر رہے تھے کہ دشمن نے آ کر محاصرہ کر لیا اور ان لوگوں کو چمڑا کھانا پڑا۔

حضرت محمد بن احمد عبد الرحمٰن باعلوی نقعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو نقعی اس لئے کہتے تھے کہ آپ حضر موت کے شہر نقعہ میں رہتے تھے آپ عظیم المرتبت، صالح اور خیار اولیاء امت میں شامل ہیں آپ کی یہ کرامت ہے کہ آپ نے لیموں کا درخت لگایا جس پر ہزار لیموں لگتے اور ان کی قیمت آپ ان پر خرچ فرماتے جن کی کفالت ان کے ذمہ تھی۔ آپ کے درخت کے پھل کی لوگ بہت زیادہ قیمت ادا کرتے تھے۔ ایک جماعت وہاں آئی اور رات کو درخت کا پھل توڑ لیا جب واپسی کا پروگرام بنایا تو اللہ کریم نے انہیں اندھا کر دیا انہیں راستہ ہی سجھائی نہیں دیتا تھا اسی دوران حضرت محمد مذکور تشریف لے آئے اور بقول علامہ شلی معذرت کرنے لگے تو بہ واستغفار کی آپ نے ان سے عہد لیا کہ آئندہ ایسا نہیں کرو گے انہوں نے عہد کیا اور چلے گئے۔

حضرت محمد بن حسن بن عبد اللہ بن ہارون باعلوی جمل اللیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ اللہ کے نیک بندوں اور اولیائے عارفین میں سے ایک ہیں عموماً آپ کو جنت کہا جاتا تھا کیونکہ آپ اکثر جنت کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور ہر وقت اللہ سے جنت مانگتے رہتے تھے۔ بقول شلی آپ سید عالی مقام محمد شاطری کی اولاد کو زبیلع شہر میں پڑھایا کرتے تھے وہ ایک دن آپ کے پاس آئے تو آپ کو روتا پایا، پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ بولے میرے دادا عبد اللہ بن ہارون فوت ہو گئے ہیں وہ سچ مچ اسی دن فوت ہوئے تھے اور یہ تو واضح بات ہے کہ عبد اللہ مذکور حضر موت کے شہر تریم میں تھے (جو زبیلع سے بہت دور تھا)۔

حضرت محمد بن سعید بن علی بن محمد لبن رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصلاً بصری ہیں پھر عدنی ہیں نسلاً قرشی اور مشرباً شافعی ہیں بڑے بڑے مشاہیر سے علم حاصل کیا ان کے اساتذہ میں حضرت مجد الدین لغوی قاموس کے مصنف بھی شامل ہیں تصوف میں آپ کے شیخ حضرت جبرتی ہیں آپ سے علم پڑھنے والوں میں حضرت جمال یافعی، محب طبری اور عفیف ناشری جیسے نابغۂ روزگار شامل ہیں جب شاہ یمن نے آپ کے لئے کچھ جائیداد و دنیا دینے کا حکم صادر فرمایا تو آپ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

۱۔ میرا جاہ و مرتبہ صرف اور صرف نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے ہی ہے اسی کے ذریعے میری حفاظت ہے اور اسی سے میں مقصد پاتا ہوں۔

۲۔ بے شمار دفعہ اسی جاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تکلیفیں دور کیں حالانکہ وہ تکالیف اتنی شدید تھیں کہ ظالم ملامت گر مجھے معدوم سمجھ چکے تھے۔

۳۔ جن عظمتوں اور سروریوں کا میں خواہاں تھا وہ سب مجھے اسی جاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں بے شمار دفعہ حاصل ہوگئیں۔

۴۔ میری آنکھ! آنسوؤں کو تھام لے اب انہیں نہ بہا۔ اب اس وقت شکایت کا دفتر بند کر اور حمد وثنا میں مصروف ہوجا۔

۵۔ اے میری جان! تو غم واندوہ کا شکار نہ بن کیونکہ جرأت مند صابر کا وصف ہی عمدہ چیز ہے۔

۶۔ میرے مغموم دل! جزع وفزع نہ کر بہترین فرد بن جا جسے سید کل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انعام کی بارش کی امیدیں ہیں۔

۷۔ اگر تو نے جاہ محمد صلوات اللہ علیہ کا سہارا لیا تو شام میں فوائد کے جلو میں آئیں گی صبحیں بشارتوں کو سمیٹتی پہنچیں گی"۔

جونہی نظم پوری ہوئی سو گئے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جمال جہاں آرا کی زیارت ہوئی سیدنا صدیق، فاروق رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے آپ فرما رہے تھے ہم آپ کے پاس کچھ تبدیلی کے لئے آئے ہیں مجھ پر ہر رات کو ہزار دفعہ درود شریف پڑھا کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے حضرت شیخ کا سر تھوڑی سے اوپر اٹھایا ابھی ایک دن بھی نہیں گزرا تھا کہ خبر آئی منصور حالت نزع میں مبتلا ہے آپ کو بھی جیل کے قیدیوں کے ساتھ آزاد کرنے کا حکم دیا گیا منصور تین دنوں کے بعد مر گیا۔ بقول مناوی آپ کی وفات رمضان ۸۲۹ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن عمر معلم رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمارے عالی مقام باعلوی خاندان کے عظیم المرتبت امام ہیں۔ آپ نے وفات کی رات سب احباب کو اکٹھا کیا اور کتاب وسنت کے مطابق وصیتیں فرمائیں انہیں اپنے دائیں بائیں بٹھا کر اپنی وفات کے وقت کی اطلاع دی اور خلوص نیت کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا خود بار بار سورۂ اخلاص پڑھتے رہے اور اسی دوران آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ بقول علامہ شلی آپ کی وفات ۸۲۹ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ محمد (سانپ کھانے والے) رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے نیک بزرگ اور سانپ، گوبر یلے اور اس کی قسم کی دوسری حشرات الارض کھاتے تھے ان چیزوں کی قلب ماہیت ہو جاتی تھی گوبر یلے آپ کے ہاتھ میں منقیٰ اور سانپ لکڑیاں بن جاتے تھے اسی طرح دوسری چیزیں بھی بدل جاتی تھیں آپ ان اکابر امت میں شامل ہیں جن کے لئے اعیان اشیاء میں تبدیلی ہو جاتی ہے آپ کی کرامات و مکاشفات کافی ہیں آپ کو یوم عرفہ لوگوں کے ساتھ جبل عرفات میں دیکھا جاتا اور دوسری صبح کو قدس میں موجود ہوتے (حج عرفات میں اور عید بیت المقدس میں) الانس الجلیل میں لکھا ہے کہ ۸۳۲ھ میں فوت ہوئے اور باب الرحمۃ میں دفن ہوئے۔

حضرت شمس الدین محمد بن علی حسینی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کتاب وسنت کے عالم اور اللہ کے عارف تھے، بڑے زاہد، متورع اور عظیم جذب کے مالک تھے، تصوف میں آپ کے حصے میں مہارت تامہ آئی اور قدم راسخ پایا۔ بخارا میں ولایت ہوئی آپ کی کئی کرامات ہیں جب تیمور بروسا شہر میں داخل ہوا تو اس کے ساتھی تاتاریوں نے شہر میں تباہی مچادی۔ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب امداد ہوئے اور ان ظالموں کو دور کرنے کے لئے بڑی عاجزی کی۔ آپ نے فرمایا تیمور کی چھاؤنی میں داخل ہو جاؤ اور ایک پریشان حال جانوروں کے نعل بنانے والے آدمی کو تلاش کرو۔ آپ نے اس کی شکل وصورت تفصیل سے بتادی جب وہ مل جائے تو اسے میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ وہ چاہتا ہے کہ اب یہاں سے کوچ ہو جائے لوگوں نے اس شخص کو تلاش کر لیا اور پیغام اسے پہنچا دیا وہ کہنے لگے بسر وچشم فرمان پر عمل ہوگا۔ ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ دوسری صبح سچ مچ امیر تیمور لشکر کو لے کر اتنی جلدی سے نکلا کہ مقدم و مؤخر کی تمیز نہ رہی۔ آپ ۸۳۳ھ میں بروسا میں فوت ہوئے اور بقول مصنف ''الشقائق النعمانیۃ'' وہاں ہی دفن ہوئے آپ کی قبر بہت مشہور ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔

حضرت محمد بن حسن معلم باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر اولیاء میں شامل ہیں صاحب کرامت ہیں آپ ملک حضر موت کے شہر تریم میں ۸۰۵ھ میں پیدا ہوئے آپ کی دعا قبول ہو جاتی تھی اپنے کچھ مریدوں کے لئے دین اور دنیا کے معاملات میں جو دعائیں آپ نے فرمائیں، وہ قبول ہوئیں۔ حضرت سید عبداللہ بن علوی بن محمد مولی دویلہ بہت عبادت وریاضت کرتے تھے تا کہ دل کھل جائے آپ نے انہیں کہا آپ کا دل تو آخری عمر میں کھلے گا پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ حکایت ہے کہ ایک چور نے آپ کی کھجور سے کچھ پھل چرالیا اس کے جسم میں ایسا شدید زخم آیا جس کے درد نے اسے نیند سے محروم کر دیا صبح ہوئی تو معذرت کرتا ہوا حضرت کے پاس آیا آپ نے اسے فرمایا فلاں بزرگ کی قبر پر جاؤ وہاں سے زخم پر مٹی ڈال لے اس نے ایسا ہی کیا تو ٹھیک ہو گیا۔ مشہور ہے کہ شیطان نے آپ کو تکلیف دینا چاہی آپ نے اسے پکڑ لیا اور کئی معاملات میں اس سے خدمت لی حتیٰ کہ وہ آپ کے لئے کھجوروں کے درخت لگاتا رہا اور ان تک پانی کھینچ کر لاتا رہا۔ اہل برزخ سے باخبر تھے ان کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر

بیٹھا کرتے تھے آپ اپنے شہر تریم میں ۸۴۵ھ میں فوت ہوئے۔ بقول شلی زنبل میں دفن ہوئے قبر زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مصری، شاذلی ہیں مصر کے جلیل القدر مشائخ میں شامل ہیں وہاں کے عارفوں کے قائد ہیں وہ طریقہ عالیہ شاذلیہ کے اراکین وعمائدین میں سے ایک ہیں۔ آپ اس طریقہ عالیہ کے اکابر ائمہ اور مرکزی حضرات کے صدر ہیں اس طریقہ کے اعیان علماء میں آپ کا بھی شمار ہے آپ کی ذات اقدس ان عظیم شخصیات میں شامل ہے جنہیں وجود پر تغلب حاصل ہوتا ہے جو کائنات میں متصرف ہوتے ہیں جن کی زبان غیب کی کنجی ہوتی ہے اور خوارق عادات جن کی عادت ثانیہ ہوتی ہے جن کے سامنے اعیان اپنی ماہیت کو تبدیل کر لیتے ہیں اور جن کے ہاتھ میں عجائبات کے منبع ہوتے ہیں۔ آپ کی ذات اقدس پر کئی حضرات نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ان حضرات میں علامہ نورالدین علی بن عمر بتنونی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں مگر سچی بات یہ ہے کہ علامہ بتنونی بذریعہ علم حضرت کے مقام کا احاطہ نہیں کر سکے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں ہم صرف ایک صالح حصہ ہی امام بتنونی کی کتاب سے ذکر کریں گے۔ میں کہتا ہوں حضرت محمد شمس الدین حنفی کے مناقب میں لکھی ہوئی علامہ بتنونی کی کتاب چھپ چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے انہوں نے اس کتاب میں آپ کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے میں یہاں چند کرامات ذکر کروں گا ان منتخب کرامات میں سے جو علامہ شعرانی نے علامہ بتنونی کے حوالے سے نقل فرمائی ہیں۔ بتنونی بیان کرتے ہیں حضرت محمد حنفی مصر سے روضہ تک اپنے ساتھیوں سمیت پانی پر چلتے جاتے تھے۔ آپ لوگوں کے دلوں کے بھیدوں پر مطلع ہوتے تھے اور ہر آدمی کے ساتھ اس کے حال کے مطابق کلام فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احباب ومعتقدین کے لئے ایک مقررہ خاموش دن اختیار فرما رکھا تھا (وہ بولتے نہیں تھے اور خاموشی میں ہی فیض تقسیم فرماتے رہتے تھے یعنی وہی بات ہے کہ۔ خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبان میری۔ مترجم) ہم چاہتے کہ آپ بھی اسی طرح عمل کریں جواباً فرمایا ہم انشاء اللہ کل ایسا ہی کریں گے آپ کرسی پر بیٹھ گئے اور سری طور پر آواز وحروف کے بغیر ہم کلام ہوتے رہے حاضرین میں سے ہر ایک کو اپنا حصہ ملا ہر ایک کہتا تھا کہ آپ نے میرے دل میں یہ اور یہ ڈالا۔ حضرت اس کی تصدیق فرماتے اس طرح سب کو حسب حال وعظ ونصیحت پہنچادی اور یہی کرامت ہے۔ جب منکرین میں سے کوئی آپ کے مقام پر حاضر ہوتا تو بڑا مضطرب ہوتا اپنے آپ کو جھاڑتا اور زمین پر لوٹ پوٹ ہوتا خدا کی قسم یہ میرے لئے رکاوٹ نہیں اور پھر اس کے بعد آپ کی صحبت میں رہنے لگتا۔

آپ بڑے قیمتی فاخرہ کپڑے پہنتے تھے احوال اولیاء سے ناواقف ایک شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا یہ بات کیسے ہو سکتی ہے کہ اولیاء ایسے فاخرہ لباس پہننے لگ جائیں جو صرف دنیا دار بادشاہوں کے لئے زیبا ہیں۔ پھر کہنے لگا اگر حضرت ولی ہیں تو مجھے یہ سلادی (کپڑا) عطا فرمادیں گے تاکہ میں اسے بیچ کر گھر والوں پر خرچ کرسکوں۔ جب حضرت میعاد (مقررہ وقت جو آپ مریدوں کو دیتے تھے) سے فارغ ہوئے تو اتار کر فرمایا یہ فلاں کو دے دو تاکہ وہ اسے بیچ کر گھر والوں پر خرچ کرے اس آدمی نے لے کر بیچ دی اور کہنے لگا شیئاً لِلّٰہ المدد، جب دوسری دفعہ مقررہ وقت پر آیا تو دیکھا کہ شیخ نے

اسے پھر اوڑھ رکھا ہے کسی مرید صادق نے اسے خرید لیا تھا پھر کہنے لگا یہ صرف شیخ محمد حنفی کے لئے موزوں ہے اور حضرت کو ہدیہ پیش کر دیا۔

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی فرماتے ہیں جب شیخ محمد حنفی تعلیمی ادارے سے فارغ ہوئے تو اسی کے متصل بازار میں کتابیں فروخت کرنا شروع کر دیں ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے کہا حضور محمد! آپ دنیا کے لئے پیدا نہیں ہوئے؟ آپ اسی وقت دکان سے نکل آئے سب غلہ اور کتابیں دکان میں ہی چھوڑیں اور پھر کبھی ان کے متعلق پوچھا تک نہیں، اب خلوت آپ کو محبوب تھی زمین دوز خلوت خانہ تھا چودہ سال کی عمر میں خلوت گاہ میں تشریف لے گئے اور سات سال اسی خلوت کدہ میں گزار دیئے۔ علامہ مرسی مذکور مزید فرماتے ہیں میں جب کبھی آپ کے خلوت خانے میں آتا تو دروازے پر آ کر رک جاتا اگر آپ داخل ہونے کا حکم دیتے تو داخل ہو جاتا اگر آپ خاموش رہتے تو واپس چلا جاتا ایک دن اجازت کے بغیر اندر چلا گیا وہاں ایک بہت بڑا شیر بیٹھا تھا جسے دیکھ کر مجھ پر غشی طاری ہوگئی جب ہوش آئی تو میں وہاں سے بلا اذن داخلے پر استغفار پڑھتا نکل آیا۔ بقول مرسی آپ خلوت سے اس وقت جلوت میں تشریف لائے جب ہاتف کی یہ آواز تین دفعہ سنی اے محمد! اب خلوت سے نکلیے اور لوگوں کو نفع پہنچایئے۔ تیسری دفعہ یہ بھی اضافہ تھا اگر تو نہ نکلا تو وہ، شیخ فرمانے لگے وہ سے مراد پھر قطع تعلقی ہی ہوسکتی ہے (یعنی اگر خلوت نہ چھوڑی تو پھر ہماری طرف سے قطع تعلقی ہوگی) فرماتے ہیں میں پھر خلوت خانہ سے نکل کر خانقاہ میں آیا میں نے لوگوں کو حوض پر وضو کرتے دیکھا کسی کے سر پر پیلا اور کسی پر نیلا عمامہ تھا کچھ لوگوں کے چہرے بندروں جیسے تھے اور کچھ کے چہرے خنزیر جیسے اور کچھ کے چاند جیسے نورانی چہرے تھے یہ دیکھ کر مجھے پتہ چل گیا کہ اللہ کریم نے ان لوگوں کے انجام کی مجھے خبر دی ہے میں پیچھے مڑا اللہ کریم کی طرف متوجہ ہوا اب لوگوں کے یہ مکشوف احوال مستور ہو گئے اور میں عام آدمیوں جیسا ہو گیا۔

حضرت کے خلوت کدے میں ایک توت لگا ہوا تھا فرماتے ہیں خیال آیا کہ اس سے ذرا دل لگی کروں میں نے کہا توت جی! کوئی بات تو سنا دیں توت نے بلند آواز سے جواب دیا جی سنیے! جب ان لوگوں نے مجھے یہاں لگایا تو پانی دیا پانی سے میری جڑیں پھیلیں پھر ٹہنیاں بڑھیں ٹہنیوں پر پتے آئے پھر پتوں کے بعد پھل آیا اور میں نے پھر یہ پھل ان لوگوں کو کھلایا فرماتے ہیں توت کا یہ کلام میرے لئے راہ سلوک بن گیا اور مجھے بھی وہ سب مراتب مل گئے جو توت نے کہے تھے (میں بھی پھلا پھولا اور نفع بخش ہوا)۔

ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں حضرت سیدی علی بن وفا ایک دن ایک ولیمہ میں تشریف لے گئے لوگ کہنے لگے ولیمہ مکمل تو اسی وقت کہا جا سکے گا جب سیدی محمد حنفی بھی اس میں موجود ہوں۔ ولیمہ کی دعوت دینے والا آپ کی خدمت میں دعوت دینے پہنچ گیا آپ تشریف لے چلے اور پوچھنے لگے وہاں مشائخ میں سے کون موجود ہیں؟ جواب ملا حضور! دعوت میں حضرت علی بن وفا اور ان کے غلام موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر آپ پہلے جا کر ان سے میرے اندر آنے کی اجازت مانگیں کیونکہ فقیروں کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی عظیم ولی موجود ہو تو ان کی اجازت کے بغیر اندر نہیں جایا

کرتے۔ حضرت علی بن وفا نے اجازت مرحمت فرمائی کھڑے ہو گئے اور اپنے پہلو میں بلا کر بٹھایا اور دونوں باہم محو کلام ہوئے۔ حضرت ابن وفا نے فرمایا آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس کے ہاتھ میں وجود کی چکی ہے اور جس طرح چاہتا ہے اسے گھماتا چلا جاتا ہے؟ حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے؟ جو اس چلتی چکی پر ہاتھ رکھ کر اسے چلنے سے روک دیتا ہے۔ حضرت علی بن وفا نے جواب دیا بخدا پھر ہم اس چلتی چکی کو آپ کے لئے ہی چھوڑ دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اب حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی بن وفا کے ساتھیوں کو فرمایا اپنے مرشد کو الوداع کہہ لو اب وہ بہت جلدی اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ سیدی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے رات ہاتف کو یہ کہتے سنا ''اے محمد! جو کچھ علی بن وفا کے پاس تھا ہم نے اس کا تمہیں والی بنایا اور جو تمہارے پاس پہلے تھا وہ تو ہے ہی سہی''۔ فرماتے ہیں میں سمجھ گیا ان کی وفات ہو چکی ہے کیونکہ میں ان کا متولی وفات کے بعد ہی ہو سکتا تھا'' اب میں نے اپنے ایک فقیر کو محلہ عبد الباسط میں سیدی علی بن وفا کے گھر دریافت احوال کے لئے بھیجا وہاں اعلانچی ان کی وفات کا اعلان کر رہا تھا۔

حضرت شیخ شمس الدین بن کتیلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت محمد حنفی کی شہرت کا آغاز اس واقعہ سے ہوا کہ سلطان فرج بن برقوق لوگوں کو خواہ مخواہ سختیوں کا نشانہ بنایا کرتا تھا اور آپ اس سلسلہ میں اس کی مخالفت کیا کرتے تھے اس نے آپ کی طرف بلا دینے کا پیغام بھیجا آپ آئے تو زبان درازی کرنے لگا پوچھا ملک میرا ہے یا تمہارا؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ملک نہ میرا ہے اور نہ تیرا ہے یہ تو وحدہ لاشریک کا اور خدائے قہار خدائے برتر و اعلیٰ کا ہے۔ حضرت وہاں سے کبیدہ خاطر ہو کر اٹھے آپ کا نکلنا تھا کہ سلطان کو جگر اور انتڑیوں میں ورم ہوا اتنی شدت تھی معلوم ہوتا تھا وہ مر جائے گا طبیب منگائے گئے مگر علاج سے آرام نہ آیا انہوں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا ایک عقلمند ساتھی نے کہا یہ سب کچھ حضرت محمد حنفی کے دل کو کبیدہ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ سلطان کہنے لگا انہیں بلا بھیجو تاکہ میں ان کے دل کا غبار دور کر دوں۔ امراء جب آئے تو آپ کو مطریہ کے نواح میں شہر سے دور پایا شاہ کی طلبی کی اطلاع دی آپ نے سلطان کو ملنے سے انکار کر دیا امراء شاہ اور آپ کے درمیان چکر لگاتے رہے آخر کار آپ کا دل نرم ہوا ایک عمدہ زیتون میں پکی ہوئی بڑی سی روٹی سلطان کے لئے بھیجی اور امراء کو فرمایا اسے کہو یہ کھالے ٹھیک ہو جائے گا اسے کہنا آئندہ بے ادبی نہ کرے ورنہ ہم اس کے کان کھینچ لیں گے اس کے بعد آپ کی لوگوں میں شہرت ہو گئی اب اگر لوگ ایک دوسرے کو کوئی کام نہ کرنے پر ملامت کرنا چاہتے تو کہتے حضرت حنفی کو غصہ دلا رہے ہو یہ کلمہ آج تک لوگوں میں اسی مفہوم سے چل رہا ہے (مطلب یہ ہوا کہ جس طرح حضرت کو غصہ دلا کر سلطان نے اپنے لئے مصیبت پیدا کر لی اسی طرح یہ شخص بھی کر رہا ہے)۔

امیر یشبق نے آپ کی خدمت میں چاندی سے بھر کر برتن بھیجا آپ کرسی پر تشریف فرما تھے آپ اس سے مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کی طرف پھینکنے لگ گئے سب چاندی پھینک دی امیر کا قاصد یہ سب دیکھتا رہا آپ اسے بتانا چاہتے تھے کہ فقیروں کو دولت کی پروا نہیں ہوتی اگر فقیر دنیا کے عاشق بن جائیں تو لوگوں میں جو انہیں عظمت حاصل ہے، وہ ختم ہو جائے، امیر کو اس بات کا علم ہوا تو آ کر حضرت کے ہاتھ چوم لئے آپ نے فرمایا اس کنوئیں پر جاؤ اور یہ وضو کا برتن بھر لاؤ قیامت تک

تمہارے نامۂ اعمال میں اس کا ثواب لکھا جاتا رہے گا امیر نے کپڑے اتارے ڈول کو بھرا مگر وہ بہت بھاری نکلا، بڑی تکلیف سے اسے کنوئیں سے باہر نکالا مگر وہ پانی نہ تھا سونا تھا حضرت سے آ کر عرض کیا آپ نے فرمایا اسے کنوئیں میں ڈال کر دوبارہ بھر لو، دوسری اور تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ بالٹی سونے سے بھری آ رہی ہے۔ حضرت نے حکم دیا کنوئیں میں جا کر کہو ہمیں سونے کی نہیں پانی کی ضرورت ہے۔ اب امیر کو اپنی بھیجی ہوئی چاندی حقیر معلوم ہونے لگی فقراء نے کہا وضو کے پانی کے جذب ہونے کے لئے کوئی نالی یا سوراخ نہیں حضرت نے نیزہ گاڑ کر فرمایا یہ سوراخ ہے یہ آج بھی موجود ہے اس میں وضو کا پانی اترتا ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے۔

ایک مالکی قاضی حضرت کا امتحان لینے ایک دفعہ آ نکلے لوگوں نے حضرت کو مطلع کر دیا کہ یہ امتحان کی نیت سے آئے ہیں حضرت فرمانے لگے اگر وہ سوال کر سکا تو پھر میں فقیروں کا مصلیٰ ہی چھوڑ دوں گا۔ جب حضرت قاضی سوال کے لئے آئے تو ما تقول فی (آپ کی کیا رائے ہے) کہہ کر خاموش ہو گئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا جی ہاں (یعنی آگے چلیں اور سوال پیش کریں) وہ پھر بولے ما تقول فی حضرت نے پھر فرمایا جی ہاں وہ بولے ما تقول فی آپ نے پھر فرمایا جی ہاں وہ کئی دفعہ یہی لفظ دہراتے رہے پھر کہنے لگے میں ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا مگر بھول گیا ہوں پھر انہوں نے سر سے کپڑا اتارا توبہ کی اور عہد کیا کہ نہ فقراء کا انکار کروں گا اور نہ ہی ان پر اعتراض کروں گا۔

آپ جب قاہرہ سے بہت دور ریف کے کناروں پر آباد اپنے کسی مرید کو بلاتے تو وہ وہاں سن لیا کرتا تھا اور آپ کو جواب دیتا تھا اگر آپ اسے آنے کا حکم دیتے تو وہ فوراً چل پڑتا اگر کام کا حکم دیتے تو وہ کام کرنے لگ جاتا آپ نے ایک دن ابوطاقیہ کو علاقہ قطور مغربی سے بلایا تو اس نے آواز سن کر قاہرہ حاضری دی۔

فضاؤں میں اڑنے والے حضرات آپ کی خدمت میں ادب سیکھنے حاضر ہوتے اور پھر واپس ہواؤں میں اڑنے لگ جاتے لوگ یہ منظر ان کے غائب ہونے تک دیکھتے رہتے، سمندروں میں رہنے والے اولیاء سے بھی آپ ملاقات فرمانے جاتے اور کپڑوں سمیت سمندر میں اتر جاتے کافی دیر پانی میں رہ کر نکلتے تو آپ کے کپڑے تر نہ ہوتے۔

آپ کی خانقاہ کے امام صاحب نماز کے لئے نکلے تو راستے میں ایک خوبصورت عورت ملی انہوں نے اسے دیکھا جب خانقاہ میں پہنچے تو حضرت نے کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا اگلے پانچ وقت اسی طرح ہوتا رہا۔ امام صاحب کے دل میں بات آئی کہ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ میں نے نامحرم عورت کو دیکھ لیا تھا یہ سوچ کر امام صاحب نے توبہ واستغفار سے کام لیا حضرت شیخ فرمانے لگے ''ہر بار تو گھڑا اسلامت نہیں رہتا''۔

مصر میں حضرت محمد حنفی کی اجازت کے بغیر ایک مرد خدا داخل ہوئے آپ نے ان کی کیفیت چھین لی انہوں نے توبہ کی اور آپ کی سرکار میں حاضری دی آپ نے ان کا حال واپس کر دیا سلب کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے پاس کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک ٹوکری تھی وہ اس میں ہاتھ ڈال کر ضرورت کی ہر شے نکال لیا کرتے تھے سلب کے بعد یہ کیفیت جاتی رہی اور ٹوکری سے کچھ نہ نکلا۔

آپ کئی دفعہ رنگا رنگی کا انداز اپناتے اب خلوت کدہ نمائش گاہ بن جاتا جس میں سارے لوازمات ہوتے پھر آپ ان وسعتوں کو سمیٹنے لگ جاتے اور پھر وہی خلوت خانہ رہ جاتا جب لوگوں کو اس کیفیت کا علم ہو گیا اور وہ ایک طاق سے دیکھنے لگ گئے تو آپ نے وہ طاق بند کرا دیا تا کہ وہ خلوتوں کی جلوہ طرازیاں نہ دیکھ سکیں۔

آپ جب کسی شخص سے ناراض ہوتے اور وہ آپ کے عتاب کا شکار ہو جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا پھر وہ بچ نہ سکتا خواہ وہ کتنے بڑے ولی کا مرید کیوں نہ ہوتا۔ وہ ولی بھی اس کی مصیبت کو دور نہ کر سکتا۔ ابن تمار اور ان جیسے کئی دوسرے لوگوں سے ایسا ہی ہوا حضرت کی سفارش قبول نہ کر کے وہ اس لئے بپھرا کہ وہ ایک بسطامی نامی ولی کا مرید تھا۔ حضرت نے فرمایا ہم نے ابن تمار کے ٹکڑے اڑا دیئے ہیں ایک بسطامی نہیں ہزار بسطامی بھی اب اسے نہیں بچا سکتے پس یہ کہنے کی دیر تھی کہ سلطان نے اہلکار بھیج کر اس کا گھر گرا دیا آج تک وہ گھر تباہ و برباد پڑا ہے۔

ایک امیر نے حضرت محمد حنفی کی مخالفت کا پختہ ارادہ کر لیا اور زہر سے بجھے ایک برتن میں کھانا لگا کر آپ کو پیش کیا آپ کے برتن سے کوئی دوسرا کھانا کھانے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا حضرت نے تھوڑا سا کھانا کھا کر زہر کو محسوس فرما کر کھانا چھوڑ دیا اٹھے سوار ہوئے اور اپنے آستانے کی طرف چل دیئے کھانے کے سب برتن باہم مل گئے امیر کے دولڑکے آئے حضرت والے برتن سے کھانا کھا کر مر گئے اور حضرت شیخ پر زہر نے اثر نہ کیا۔

آپ ایک دن وضو فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا آپ نے اپنی ایک کھڑاؤں (لکڑی کا بنا ہوا جوتا جو لوگ بارشوں اور کیچڑ میں پہنا کرتے تھے) خلوت کدے سے پھینکی اگر چہ خلوت کدے میں سوراخ نہ تھا جہاں سے وہ نکلتی مگر پھر بھی وہ فضا میں چلی گئی آپ نے خادم سے فرمایا یہ دوسری تو لے لے جب تک پہلی واپس نہ آجائے ایک عرصہ کے بعد ایک شامی شخص وہ کھڑاؤں دوسرے ہدیوں اور تحائف کے ساتھ واپس لایا عرض کرنے لگے اللہ کریم حضور کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے چور میرے سینے پر مجھے قتل کرنے کے لئے چڑھ بیٹھا تھا میں نے جی میں کہا میرے آقا محمد! اے حنفی! بس اتنا ہی کہا تھا کہ ایک کھڑاؤں اس کے سینے پر آ کر گری اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور اللہ کریم نے آپ کی برکت سے مجھے نجات دے دی۔

آپ نے مناطح نامی (وہ سر سے مینڈے کی طرح ٹکر مارتا تھا لہٰذا اسے مناطح کہا جانے لگا جس کے معنی سینگ مارنے والا ہوتا ہے) ایک امیر کے سامنے سفارش فرمائی جو بھی اس سے ٹکراتا تھا وہ اس کا سر پھوڑ دیتا تھا سلطان ملک اشرف برسبائی کے سامنے ممالیک پہ سر ٹکرانے کا کھیل کھیلا کرتے تھے جب آپ نے سفارش فرمائی تو اس نے قاصد سے کہا کہ اپنے شیخ کو کہنا اپنی خانقاہ میں بیٹھیں اور مجھ سے تعرض نہ کریں ورنہ میں آکر سر پھوڑ دوں گا۔ قاصد نے شیخ کو سب کچھ بتا دیا آپ نے کوئی جواب نہ دیا جب رات آئی تو اس امیر نے سر سے پردہ ہٹایا اور دیواروں سے ٹکریں مارتا ہوا مر گیا سلطان اشرف کو پتہ چلا تو کہنے لگے اسے حضرت حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مار ڈالا ہے۔

آپ کی برکت نامی ایک لونڈی تھی آپ نے اسے آزادی کا پروانہ دے دیا اور فرمایا کسی کو نہ بتانا جب گھر والوں کو اس نے بتا دیا تو آپ نے اسے فرمایا "جا اور فلاں مکان میں جا کر بیٹھ جا" وہ نہ سمجھ سکی کہ حضرت کا مطلب کیا ہے وہ وہاں بیٹھ گئی

پھر جب اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکی۔ حضرت سے سوال کیا کہ آپ اسے اٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں اب وہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چل نہ سکی کہنے لگی میرے آقا سے مجھے چلنے کی اجازت بھی لے دو آپ نے فرمایا اس نے صرف کھڑا ہونے کا سوال کیا تھا اب تو تیر کمان سے نکل گیا جو واپس نہیں آ سکتا وہ اس کے بعد موت تک اپاہج ہی رہی۔

آپ جنوں کو حنفی مسلک کے مطابق تعلیم دیا کرتے تھے ایک دفعہ کسی مصروفیت کی وجہ سے خود تشریف نہ لے جا سکے تو اپنے سسر سیدی عمر کو بھیجا انہوں نے اس دن حضرت کے دولت کدہ پر جنوں کو پڑھایا یہ سیدی عمر کہا کرتے تھے کہ ایک جن عورت نے مجھ سے شادی کرنے کی خواہش کی میں نے حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا فرمانے لگے یہ احناف کے نزدیک جائز نہیں اور جن خاتون کی یہ خواہش میں نے ان کے بادشاہ کے سامنے رکھ دی جب میں اس کے ساتھ زمین کے نچلے طبقات میں گیا شاہ کہنے لگا حضرت سیدی محمد نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ پھر شاہ نے وزیر سے کہا کہ تم شیخ محمد حنفی کے سسر سے اسی ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرو جس ہاتھ کے ساتھ حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کرتے ہو اب اس مصافحہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مصافحہ میں آٹھ صدیاں حائل تھیں پھر اس جن عورت سے شاہ نے کہا انہیں اسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں سے لے کر آئی ہو۔

سر بن بارزی کے سیکرٹری نے آپ کو ایک دن سوار دیکھا امراء کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی اسے یہ بات اچھی نہ لگی کہنے لگا یہ اولیاء کا طریقہ نہیں ایک خاص شخص جو یہ کیفیت دیکھ رہا تھا، اس نے کہا اعتراض نہ کیجئے اولیاء کے عجیب احوال ہوتے ہیں وہ کہنے لگا میں تو ضرور پیغام بھیج کر انہیں یہی بات کہلواؤں گا جب قاصد نے آ کر حضرت محمد حنفی کو اس کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے اس استاد کو جا کر کہہ دو کہ اب تم ہمیشہ کے لئے معزول ہو ادھر سلطان مؤید نے کہلا بھیجا کہ سیکرٹری اب گھر میں ہی رہو اسی معزولی کی حالت میں ملک مؤید نے اسے قتل کر دیا۔ اللہ ہمیں اولیائے کرام کے انکار سے محفوظ فرمائے۔

حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک امیر کی بیوی حاضر ہوئی۔ اس نے آپ کے ارد گرد خاص لوگوں کی بیگمات کا جمگھٹا پایا دل میں حضرت کا انکار آ گیا۔ حضرت نے اپنی نگاہ ناز اس پر ڈالی اور فرمایا ذرا دیکھ تو سہی اب اس نے دیکھا کہ ان بیگمات کے چہرے بہت برے ہیں اور دہکتے ہیں ان کے مونہوں اور نتھنوں سے پیپ بہہ رہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے وہ قبروں سے نکل کر آئی ہیں آپ نے اس عورت سے فرمایا خدا کی قسم ہم جب بھی اجنبیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو انہیں اسی حال میں دیکھتے ہیں (اب غور کر لے کیا اس حالت والے بھی قابل توجہ اور جاذب نظر ہوتے ہیں مترجم) پھر اس منکر عورت سے فرمایا تیرے جسم میں تین نشانیاں ہیں ایک بغل کے نیچے ہے دوسری ران پر ہے اور تیسری سینے پر، وہ کہنے لگی حضور! آپ نے سچ فرمایا قسم بخدا میری ان علامات کا اس وقت تک میرے خاوند کو بھی پتہ نہیں اس نے استغفار کی اور تائب ہوئی۔

ابن کتیلہ نے ایک دفعہ محلہ کے ایک بڑے آدمی کی طرف سفارش بھیجی وہ کہنے لگے ابن کتیلہ جیسے فقیر و غریب آدمی کو گورنروں اور والیوں کے منہ نہیں چڑھنا چاہیے اگر وہ خاموش نہ ہوا اور سفارش سے باز نہ آیا تو میں اس کی انتڑیاں پیٹ کے اندر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا ابن کتیلہ بہت کبیدہ ہوئے اور حضرت محمد حنفی کو حالات عرض کئے آپ نے فرمایا اس چودھری کی

انتڑیاں کٹیں گی حضرت نے فقیروں کی ایک جماعت بھیجی اور حکم دیا جب محلے میں پہنچو اور اس ظالم کے دروازے سے گزرو تو ذکر جہری کرنا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اب چودھری صاحب کو بار بار تے آ رہی تھی انتڑیاں کٹ رہی تھیں اور موت تک یونہی رہا۔

آپ تربوز کا ایک ٹکڑا لیتے اسے پھاڑتے جاتے اور پورا طبق بھر دیتے مگر لطف کی بات یہ تھی کہ ہر برتن میں ڈالے گئے ٹکڑوں کا ذائقہ دوسروں سے الگ ہوتا پھر وہ سبز تربوز میں سے پہلے رنگ کو کاٹ لیتے اور لوگ یہ کیفیت دیکھ کر مبہوت ہو جاتے۔

آپ کی ایک بھیڑ باڑے سے چرالی گئی وہ چھ ماہ غائب رہی حضرت نے ایک دن اپنے غلام سے فرمایا باغ کی طرف جا کر فلاں دروازہ کھٹکھٹاؤ، جب گھر والے باہر آئے تو اسے کہو ہمیں وہ بھیڑ دے جو چھ ماہ سے تیرے پاس ہے۔ (غلام گیا تو وہ بات کہی) وہ بھیڑ لے آیا اور غلام کے حوالے کر دی حضرت نے فرمایا ھذہ بضاعتنا ردت الینا۔ (یہ ہماری پونجی ہے جو ہمیں واپس کر دی گئی ہے)۔

ایک قاضی آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا حضور! میرے شہر والوں نے میرے متعلق ایک جھگڑے میں اپنے لیڈر سے کہہ دیا ہے کہ میں فلاں (چالباز مکار ہوں) آپ نے فرمایا تیرا مطلب پورا ہو گیا ہے اس دن وہ امیر ایک ضدی گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا امیر کو لے کر ایک تنگ اور چھوٹے دروازے میں جا گھسا امیر کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ مر کر زمین پر گر گیا اور ان علاقوں کا نیا امیر حضرت سیدی محمد حنفی کا ایک غلام بنا اور دوسرے دن حضرت کی زیارت کو آیا آپ نے قاضی کے متعلق اس سے بات کی اس نے قاضی صاحب اور اس کی اولاد کے لئے آزادی کا پروانہ لکھ دیا۔

حضرت کو اگر خرچ کے لئے کوئی چیز نہ ملتی تو ساتھیوں سے قرض لے لیتے پھر جب اللہ کی طرف سے کشائش آتی تو آپ قرض اتار دیتے آپ پر ساٹھ ہزار قرض ہو گیا یہ بات آپ کو گراں گزری آپ کے پاس ایک آدمی بہت بڑی تھیلی لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا جس کسی کا حضرت شیخ نے قرض دینا ہے وہ آ جائے اس نے جتنا قرض بھی حضرت پر تھا، سب ادا کر دیا۔ حاضرین میں سے کوئی بھی اس شخص کو پہچانتا نہ تھا۔ لوگوں نے اس کے متعلق حضرت سے پوچھا آپ نے جواب دیا یہ قدرت کا صراف ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارا قرض ادا کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

آپ کی محفل میں کچھ لوگوں نے حضرت ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گا کر سنایا حضرت سیدی شیخ شمس الدین بن کتیلہ محلی کلام کی طرف مائل ہوئے گویا سرور آ رہا تھا حضرت نے ان پر نگاہ ڈالی تو وہ بے خود ہو گئے انہوں نے نیند کی حالت میں حضرت عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کی درگاہ کے دروازے پر کھڑا دیکھا ان کے ہاتھ میں سرکنڈے کا ایک پودا تھا گویا وہ اس سے دربار عالی کے دروازے کی دہلیز کے نیچے سے بہنے والے پانی کو پی رہے تھے جب وہ آپے میں آئے تو حضرت نے فرمایا جو کچھ آپ دیکھ رہے تھے بالکل ٹھیک تھا، شمس الدین! آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے اگر ابن فارض ہمارے دور میں ہوتے تو ہمارے دروازے پر ٹھہرے بغیر ان کی نہ بنتی۔

آپ کی بیوی شدید بیمار ہو گئیں وہ ہلاکت کے دہانے تک پہنچ چکی تھیں اس شدت مرض میں وہ کہتی تھیں ''یا سیدی احمد بدوی!'' آپ کا خیال میرے ساتھ ہے انہیں پھر حضرت سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ خواب میں ملے وہ ناک کو ڈھانپے ہوئے تھے اور

کھلی آستینوں والا جبہ انہوں نے پہنا ہوا تھا ان کا سینہ بے کینہ خوب چوڑا تھا چہرہ اور آنکھیں سرخ انگارے تھیں وہ بیگم صاحبہ کو فرمانے لگے آپ نے کتنی دفعہ مجھے بلایا اور کتنی دفعہ مجھ سے مدد مانگی آپ کو معلوم نہیں آپ ایک عظیم المرتبت تصرف کرنے والے بزرگ کی حمایت میں ہیں اگر کوئی کسی عظیم آدمی کے مقام پر ٹھہر کر ہمیں بلائے تو ہم اسے جواب نہیں دیا کرتے (آپ جن کے پاس ہیں ان کا ادب ہمیں ملحوظ ہوتا ہے لہٰذا) کہو یا سیدی محمد یا حنفی (اپنے خاوند سے مدد طلب کرو) آپ کو اللہ تعالیٰ آرام سے نوازیں گے انہوں نے یہی کہا جب صبح ہوئی تو یوں صحت تھی گویا کبھی مرض ہی نہ تھا۔

ایک عورت نے اس تھوڑے سے کھانے کو جو آپ فقیروں کو رملی پلیٹوں میں رکھ کر دیتے تھے، قابل اعتراض سمجھا اور کہنے لگی کھانے کی یہ قلت اور پھر آپ کی سرکار میں، پھر وہ اٹھ گئی بڑی کثرت سے کھانا تیار کیا بچھڑوں اور مچھلیوں کا گوشت بھی پکایا اور خانقاہ میں اٹھا لائی حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یوسف قطوری رحمۃ اللہ علیہ کو کھانے کا حکم دیا وہ اکیلے سارا کھانا کھا کر بھوک کی شکایت کرنے لگے وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئی اور پہلے سے بھی زیادہ کھانا پیش کیا وہ برابر بھوک کی شکایت کرتے جارہے تھے اب حضرت شیخ نے فرمایا برکت فقرا کے کھانوں میں ہوتی ہے برتنوں میں نہیں (کہ تو نے مٹی اور ریت کے بنے برتنوں کو قابل اعتراض سمجھا) اس نے استغفار کی اور توبہ کی۔

اگر دستر خوان سے کسی غائب دوست کا کھانے کے دوران ذکر آجاتا تو حضرت شیخ غائب کی طرف سے ایک دو لقمے تناول فرمالیتے اور وہ لقمے ان کے پیٹ میں پہنچ جاتے خواہ وہ کہیں بھی ہوتا ایسے لوگ جب واپس آتے تو اعتراف کرتے کہ ہمیں حضرت کی طرف سے کھانا مل جاتا تھا کوئی منکر اگر کوئی مسئلہ پوچھتا آپ اسے جواب دیتے پھر دوسرے سوال کا جواب دیتے آخر منکر سوال کرنے سے تھک جاتا اور چپ ہوجاتا تو آپ پوچھتے کیا اور سوال نہیں کروگے اگر آپ پوچھتے اور میرے پاس جواب نہ ہوتا تو میں لوح محفوظ سے دیکھ کر جواب دے دیتا۔

ایک شخص نے آکر کہا حضور! میں بال بچے دار مفلوک الحال آدمی ہوں آپ مجھے علم کیمیا (سونا بنانے کا فن) سکھادیں۔ حضور نے فرمایا ایک سال ہمارے پاس اس شرط پر رہو کہ جب تمہارا وضو جاتا رہے تو نیا وضو کر کے دو نفل پڑھ لیا کرو اس نے اس شرط پر رہنا منظور کرلیا جب مقررہ عرصے سے صرف ایک دن باقی تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا حضور! وقت پورا ہورہا ہے آپ نے فرمایا کل تمہاری حاجت پوری ہوجائے گی دوسرا دن آیا تو آپ نے فرمایا اٹھ اور کنوئیں سے وضو کے لئے پانی بھرلا، اس نے کنوئیں سے ڈول بھرا تو وہ سونے سے پر تھا وہ کہنے لگا حضور والا! اب تو میرے جسم میں ایک بال بھی ایسا نہیں ہے جسے سونے کی خواہش ہو حضرت نے فرمایا پانی وہاں ہی بہادے اور اپنے شہر چلا جا اب تو از سرتا پا کیمیا بن گیا ہے وہ شہر آگیا لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور لوگوں کو بے حد نفع پہنچایا۔

حضرت شیخ شمس الدین بن کتیلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب سیدی محمد نماز پڑھا کرتے تو ہمیشہ آپ کی دائیں طرف چار روحانی اور چار جسمانی افراد نماز پڑھتے جنہیں یا تو خود حضرت دیکھ سکتے تھے یا آپ کے خاص احباب دیکھ سکتے تھے۔ بحر نیل کے باسی دریا سے نکل کر، جب آپ اپنے گھر روضہ میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کی زیارت کو آتے لوگ انہیں دیکھا کرتے

تھے آپ کی صاحبزادی ام المحاسن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ یہ دریائی مخلوق ریشمی چادروں اور صاف و پاکیزہ کپڑوں میں آئی اور نماز مغرب آپ کے ساتھ پڑھی پھر دریا میں اپنے کپڑوں سمیت اتر گئی میں نے عرض کیا حضور! کیا ان کے کپڑے پانی سے نہیں بھیگتے؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا ان کی رہائش ہی پانی میں ہے (پانی میں رہنے والے اولیاء ہیں)۔

آدھی رات کو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور محل کی چھت پر رک گیا آپ نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا چور۔ آپ نے فرمایا کیا چوری کرتا ہے اور کس شغل میں لگا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگا حضور! اب تو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کر چکا ہوں کیونکہ اب کام میں رنگ تک بدل چکا ہے۔ حضرت نے فرمایا اب چھت سے نیچے اتر آ، اب تجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اس نے توبہ کی اور توبہ کو خوب نبھایا اور وفات تک حضرت کے آستانے سے وابستہ رہا۔

آپ نے اپنے غلاموں میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ قاہرہ کی سڑکوں اور بازاروں میں بلند آواز سے اعلان کر دے کہ اے گروہ مسلمان! سیدی محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ پانچ نمازوں خصوصاً نماز وسطی کی خوب حفاظت کرو، سارے ملک میں یہ بات پھیل گئی کہ حضرت نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ حکم حضرت حنفی کا نہیں اللہ تعالیٰ کا ہے جب اعلانچی فقیر واپس آیا تو اس واقعہ کی خبر حضرت کو دی آپ خاموش ہو گئے تیسرے دن پھر وہ اعلان کرتا اس شخص کی دکان سے گزرا تو ایک اور شخص بول پڑا شیئاً للہ یا سیدی محمد حنفی! وہ بات کرنے والا آدمی تو رات کو مر گیا اعلانچی واپس حضرت کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا تھا اب وہ کسی اور سے نہ کہنا۔

آپ کے پاس ایک دفعہ ایک فقیر آیا آپ نے بڑے قیمتی کپڑے پہن رکھے تھے جو شاہوں کے شایان تھے وہ کہنے لگا جناب! آپ نے یہ طریقت کا علم کس سے سیکھا ہے؟ کیونکہ اولیاء کرام تو تقشف کو اپناتے اور موٹے اور کھردرے کپڑے پہنتے ہیں آپ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے؟ اس نے کہا حضور! یہ پہنے ہوئے قیمتی کپڑے اتار دیں اور یہ جبہ پہن کر پیدل قرافہ تک جائیں۔ حضرت نے اس کی بات مان لی دونوں چل پڑے ایک امیر نے حضرت کو دیکھا تو پہچان لیا۔ وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے اوپر جو قیمتی چادر اوڑھ رکھی تھی وہ حضرت پر ڈال دی اور آپ کو یہ کپڑا قبول کرنے کی قسم دلائی وہ خود اپنے غلاموں کے ساتھ خانقاہ تک پیادہ حضرت کے ساتھ آیا۔ اب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کرنے والے فقیر سے فرمایا بیٹا! تم نے دیکھا ہم کیا تھے اگر تم فقیروں کی اولاد سے نہ ہوتے تو تمہیں کوئی بھلائی نہ ملتی اس فقیر نے توبہ واستغفار کی اور اپنا سر ننگا کر لیا اور وفات شیخ تک ان کی خدمت میں لگا رہا۔

اگر کوئی شخص مال سے کچھ چیز آپ سے چھپا لیتا تو وہ سارا مال ختم ہو جاتا صرف اتنا باقی رہ جاتا جتنا وہ آپ کے لئے تسلیم کر لیتا جب علاقہ صعید کے فقرا حضرت فرغل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صعید کے امیر ابن عمر کی سفارش کے لئے آئے تو سیدی محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کی حاجت پوری نہ ہوگی کیونکہ وہ ادب کے ساتھ نہیں آئے اور اس شہر کے مالک ولی سے اجازت نہیں لی پھر اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ جب فرغل کو لے کر وہ سب لوگ سلطان احمد حقبق کے پاس پہنچے تو فرغل نے کہا آپ اس شہر پر سختی کر رہے ہیں سلطان چونکہ مجذوب تھا اس لئے اس نے کوئی جواب ہی نہ دیا۔ آپ جب کسی سرکش

گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ سرکشی چھوڑ دیتا۔

حضرت خضر علیہ السلام کئی دفعہ آپ کی محفل میں آ کر دائیں پہلو بیٹھ جاتے اگر حضرت اٹھتے تو وہ بھی اٹھتے اور اگر آپ خلوت میں جاتے تو وہ خلوت کدے کے دروازے تک آپ کے ساتھ چلتے۔

آپ کی وفات ۸۴۷ھ میں ہوئی آپ کی قبر سراپا برکت اور زیارت گاہ انام ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرض موت میں فرمایا، جس کی کوئی حاجت ہو وہ میرے پاس آئے اور حاجت طلب کرے میں پوری کروں گا کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان ایک گز مٹی حائل ہے اگر کسی مرد کو گز بھر مٹی ساتھیوں سے چھپا لے تو وہ مرد نہیں۔

حضرت محمد بن حسن اخمیمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت عارفوں میں سے ہیں آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے حضور شفیع المذنبین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا جمال جہاں آرا خواب میں دیکھا۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کو ایک روٹی عطا فرمائی۔ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کچھ تناول کی اور کچھ اپنے پہلو میں رکھ لی جب آپ کی آنکھ کھلی تو وہ روٹی جو خواب میں پہلو میں رکھی تھی، سچ مچ پہلو میں موجود تھی۔

امام مناوی آپ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: اللہ کریم نے مجھے چیزوں کے اذکار کے حقائق سے باخبر کر دیا ہے لہٰذا میں درختوں اور پتھروں کے اذکار سنتا ہوں جو ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتے ہیں۔

حضرت محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کشف و کرامات، عظیم المرتبت اولیائے امت میں سے تھے۔

آنکھ درست کر دی

ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کا صاحبزادہ صحرانشینوں کی طرح ایک دعوت میں تلوار سے کھیل رہا تھا کہ وہ تلوار ایک آدمی کی آنکھ میں لگی اور آنکھ کو پھوڑ دیا۔ حضرت شیخ نے آنکھ کو اپنی جگہ پر رکھ کر اس پر تھوک ڈال دیا اور وہ بالکل پہلے کی طرح ہو گئی۔

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو۔ حضرت اپنی مسجد تعمیر کرا رہے تھے کہ ایک معمار گردن کے بل گرا گردن ٹوٹ گئی لوگ اسے آپ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے گردن پر تھوکا وہ کھڑا ہو گیا اور پھر زندہ رہا۔ مناوی یہ کرامت نقل فرماتے ہیں کہ جب بارش کے لئے لوگ آپ کے ساتھ چمٹ جاتے تو آپ کی دعا سے انہیں فوراً بارش مل جاتی۔

حضرت محمد بن عمر بن احمد شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ واسطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ واسطی الاصل تھے عموماً آپ کو غمری محلی شافعی کہا جاتا ہے۔ آپ امام کبیر اور صوفی شہیر ہیں۔ آپ ان عظیم المرتبت اولیائے امت میں شامل ہیں جن کی مفید تالیفات اور تاباں کرامات موجود ہیں۔ ایک کرامت یہ ہے کہ آپ سو گئے اور دیئے نہ جلا سکے آپ نے وہاں سے ہی چراغوں کی طرف اشارہ فرمایا اور وہ جل پڑے۔

سات آنکھیں

ایک دفعہ احمد نخال آپ کے پاس آیا دیکھا تو آپ کی آنکھیں سات تھیں وہ یہ دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔ جب اسے آرام آیا تو حضرت نے فرمایا جب انسان کامل بن جاتا ہے تو اس کی سات آنکھیں بن جاتی ہیں کیونکہ دنیا کی سات ولایتیں (براعظم) ہیں۔ آپ کی وفات شعبان ۸۴۹ھ میں ہوئی اور بقول امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو محلہ کی جامع مسجد میں دفن کیا گیا۔

قوت ولی کی جلوہ سامانیاں

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب سلطان حقمق نے ایک فوجی جماعت امیر مصر ابن عمر کے پیچھے بھیجی تو وہ اسے پکڑ کر لوہے میں مقید لے آئے چٹیل زمین میں حضرت کے ایک غلام کا گدھا پھسل گیا یہ مولیاں بیچا کرتا تھا اس فقیر نے پکارا اے میرے آقا محمد اے غمری! ابن عمر مذکور نے یہ جملہ سنا تو کہا اور پوچھا یہ محمد جنہیں آپ بلا رہے ہیں، کون ہیں؟ اس نے جواب دیا یہ میرے مرشد ہیں۔ ابن عمر کہنے لگا اب پھر میں بھی انہیں استغاثہ کے لئے پکارتا ہوں اور کہتا ہوں اے میرے آقا محمد اے غمری! مجھے نگاہ میں رکھیں۔ حضرت محمد نے محلہ میں یہ پکار سنی۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واقعہ بیان کرنے والے شیخ شہاب الدین بن نخال نے مجھے بتایا حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تین گدھے منگائے اور فرمایا ان پر سوار ہو جاؤ۔ ہم حضرت شیخ کے ساتھ سوار ہو کر قاہرہ پہنچے حضرت شیخ سلطان حسن کے قبہ کے نیچے ایک لحظہ بیٹھے دفعۃً دیکھا تو ابن عمر کو لوگ بیڑیوں میں بند قلعہ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضرت نے ابن نخال (راوی واقعہ کو فرمایا) اس آدمی (ابن عمر) کے پیچھے پیچھے چل، جب تو دیکھے کہ سلطان اس کے ساتھ سختی کر رہا ہے اور اسے ہلاک کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اپنی انگشت شہادت اپنے انگوٹھے پر رکھ کر دبانا۔ اس محفل میں سب لوگوں کی جانوں پر بن آئے گی اور سلطان سمیت سب کے گلے بند ہونے لگ جائیں گے۔ جب ابن نخال پیچھے گئے تو دیکھا کہ سلطان نے ابن عمر پر سختی کرنا شروع کر دی ہے انہوں نے حضرت کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ سلطان چلایا اسے چھوڑ دو، اسے خلعت پہناؤ۔ ان کے ساتھیوں پر زعفران ڈالا (یہ خوشی اور رضامندی کی علامت تھی۔) ابن نخال واپس آئے اور حضرت کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اب سوار ہو جاؤ واپس چلیں کام ہو گیا۔ ابن عمر کو اس واقعہ کی کوئی اطلاع نہ تھی اور نہ حضرت کی آمد کا اسے پتہ تھا آپ محلہ میں واپس تشریف لائے اور فرمایا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ آپ میں سے کسی کو اجازت نہیں کہ میری موت سے پہلے یہ واقعہ بیان کرے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں ابن نخال نے مجھے بتایا کہ آپ سے پہلے میں نے کسی کو یہ واقعہ نہیں بتایا یہ حضرت محمد حضرت احمد زاہد کے ساتھیوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ سیدی احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کسی فقیر کو مصلیٰ پر کرامت ظاہر کئے بغیر نہ بیٹھنے دیتے تھے۔ میری کرامت یہ تھی کہ میں چراغ جلائے بغیر سو گیا میں نے چراغوں کی طرف اشارہ کیا تو سب روشن ہو گئے۔ (یہ واقعہ بھی امام شعرانی نے نقل فرمایا ہے)۔

چور توبہ کرتے ہیں

آپ کی یہ کرامت بھی امام شعرانی نقل فرماتے ہیں سب چوروں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ آپ اکثر ہمارے آڑے آتے

ہیں لہٰذا آپ کو قتل کر دیا جائے وہ ایک رات آ گئے اور آستانے کا دروازہ توڑ دیا۔ آپ نے ساتھیوں کو حکم دیا کہ میرے بغیر ان چوروں کے مقابلہ میں اور کوئی نہ جائے جب چوروں پر آپ کی نگاہ پڑی تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور سب نے توبہ کی۔
علامہ نجم غزی کہتے ہیں شعرانی نے فرمایا شیخ زکریا نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دفعہ اچانک حضرت محمد غمری کی خلوت کدہ میں چلے گئے ان کی سات آنکھیں دیکھیں تو مبہوت ہو گئے۔ حضرت نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا اے زکریا! جب مرد حق تکمیل پاتا ہے تو دنیا کی سات اقلیموں کی طرح اس کی سات آنکھیں ہوتی ہیں، زکریا ہی فرماتے ہیں میں ایک دفعہ پھر ان کی خلوت میں پہنچا تو وہ خلوت کدہ کی چھت کے قریب فضا میں چوکڑی مارے بیٹھے تھے، آپ کا وصال ساڑھے آٹھ سو ہجری سے کچھ اوپر ہوا۔

حضرت محمد بن صدقہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کشف ولی، صاف وشفاف، باصلاحیت، شیخ مجذوب ہیں آپ کمال الدین کے لقب سے ملقب اور شافعی المسلک ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے عہدہ قاضی القضاۃ کے دوران جمعہ کے دن یہ ان کے گھر آئے۔ یہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے معزول ہونے سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے۔ درگاہ میں لوگوں میں گھل مل کر بیٹھ گئے، دروازے بند کر دیئے وہاں سے نوکروں چاکروں کو نکال باہر کیا چیف جسٹس صاحب آئے اور پردے والے دروازے کے ساتھ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت نے ان سے کوئی چیز مانگی۔ چیف جسٹس صاحب نے اپنی جیب سے ایک دینار نکال کر دیا آپ نے لے لیا، پھر اور مانگا۔ انہوں نے اور دیا تیسرا مانگنے پر بھی ملا۔ اس طرح چھ یا سات دینار آپ نے لئے۔ قاضی صاحب کی جیب میں یہی کچھ تھے۔ پھر سب دینار ہاتھ میں گھمائے اور قاضی صاحب کی طرف پھیلا دیئے پھر پختہ ارادہ سے واپس مانگے پھر قاضی صاحب کو دوبارہ دیتے ہوئے کہا انہیں لے کر ہمارے پاس سے اٹھ جائیں۔ چلاتے جا رہے تھے اور بار بار کہہ رہے تھے۔ اس عمل سے قاضی صاحب کا رنگ اڑ گیا اور ان کی چیخوں سے قاضی صاحب پر کپکپی طاری تھی اور یہ فرماتے جا رہے تھے ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ قاضی صاحب اٹھے اور گھر چلے گئے اور اس کے بعد فوراً معزول کر دیئے گئے اور ان کی زندگی اس واقعہ کے بعد صرف اتنے دن ہی باقی رہی جتنی دفعہ حضرت نے انہیں دینار پکڑائے تھے چھ یا سات دن، اس سے کمی وبیشی نہ ہوئی۔ ایک اور کرامت ملاحظہ ہو:
ایک شخص نے آپ سے ایک حاجت پوری کرنے کا سوال کیا، آپ نے فرمایا پچاس دینار میں پوری ہوگی اس نے آپ کو یہ دینار بھیج دیئے جب قاصد لے کر آیا تو آپ کاملیہ کے دروازے پر بیٹھے تھے جونہی رقم ملی تو آپ نے فوراً دروازے پر سے گزرنے والی ایک عورت کے حوالے کرنے کا حکم دیا جسے کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ قاصد نے رقم اس کے حوالے کر دی، بعد میں پتہ چلا کہ اس عورت کا لڑکا اتنی ہی رقم کے عوض ایک ظالم کے پاس پھنسا ہوا تھا اور خوف تھا کہ وہ اسے مار ڈالے گا۔ بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ ۸۵۴ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور حضرت شیخ ابو العباس خراز رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب قرافۃ الکبریٰ میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن احمد فرغل صعیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر اولیاء میں شمار ہوتے ہیں اور برگزیدہ وچیدہ افراد میں گنے جاتے ہیں۔

بے ملک کے پھل

آپ کی کرامت ملاحظہ ہو ایک خاتون جوز ہندی (ناریل) کی تلاش میں تھی اور مصر میں جوز ہندی کا وجود نہ تھا، آپ نے اپنے مخیمر نامی نقیب سے فرمایا، اے مخیمر اٹھ، اس خلوت کدے میں داخل ہو اور خلوت کدے میں موجود ناریل کے درخت سے پانچ ناریل توڑ کر اسے دے دے وہ خلوت کدے میں گیا درخت سے پانچ ناریل توڑ کر اسے دے دیئے۔ مگر دوبارہ خلوت کدے میں گیا تو درخت موجود نہ تھا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ مصر میں اولاد عمر کی سفارش کے لئے تشریف لائے تو ایک دن ان کے پاس سے گزرے دل میں کہنے لگے اللہ کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا اگر اسے ولی بنایا ہوتا تو ضرور اسے علم بھی سکھایا ہوتا، گویا یہ انکاری کیفیت تھی آپ نے کہا قاضی صاحب! ذرا ٹھہر جایئے۔ آپ نے انہیں پکڑ لیا انہیں مارنے لگ گئے منہ پر خوب طمانچے مارے اور کہا اللہ نے مجھے ولی بنایا ہے اور علم عطا فرمایا ہے۔

ایک راہب آپ کے پاس آیا اور بے موسم پیلے رنگ کا خربوزہ مانگا آپ نے پیش فرما کر کہا مجھے اپنے رب تعالیٰ کی قسم! یہ خربوزہ صرف کوہ قاف کے پیچھے موجود تھا۔

مگر مچھ بھی حکم مانتے ہیں

مذکورہ بالا نقیب مخیمر کی لڑکی کو مگر مچھ اچک کر لے گیا۔ مخیمر روتا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا جہاں سے لڑکی کو مگر مچھ نے اچانک پکڑا ہے وہاں جا کر بلند آواز سے پکارا اے مگر مچھ! حضرت فرغل سے بات کر (جونہی مخیمر نے آواز دی) مگر مچھ سمندر سے یوں نکلا گویا وہ سوار ہے حالانکہ وہ پیدل چل رہا تھا لوگ اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے وہ حضرت کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ حضرت نے لوہار کو حکم دیا کہ اس کے سب دانت نکال دیئے جائیں اور مگر مچھ کو حکم دیا وہ اپنے پیٹ سے لڑکی نکال کر باہر ڈالے۔ اس نے لڑکی کو اگل دیا وہ دہشت کی ماری زندہ تھی، آپ نے مگر مچھ سے عہد لیا کہ آپ کے شہر کے کسی آدمی کو زندگی بھر وہ پھر نہیں اٹھائے گا۔ مگر مچھ واپس پلٹا تو اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر وہ سمندر میں اتر گیا۔

منکر کا انجام

آپ فرمایا کرتے تھے میں اکثر عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سامنے چلتا ہوں۔ اللہ نے مجھے یوں فرمایا ہے اور میں نے یوں عرض کیا ہے۔ ایک جج نے آپ کو جھوٹا کہا۔ آپ نے بددعا دی کہ وہ گونگا ہو جائے۔ جج گونگا ہو گیا اور مرنے تک اس کی یہی حالت رہی۔ آپ آخری عمر میں اپاہج ہو گئے لیکن دنیا کے سب گوشوں کی ولایت کی باتیں بتاتے تھے۔ روزانہ

دوسرے دن لوگ انہیں نیا لباس پہنا دیا کرتے تھے۔

میں نے حضرت بن محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ارشاد سنا کہ میں نے حضرت فرغل کی جوانی میں زیارت کی میں بلاد مشرق سے نکلا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو میرے نکلنے کی اطلاع کر دی۔ فرمایا کہ محمد بن حسن لنگڑا ہماری ملاقات کے لئے آ رہا ہے۔

علم کی فراوانی

ایک نصرانی خاتون ملک فرنگ میں رہتی تھی اور آپ کی معتقد تھی اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اس کے لڑے کو شفا دی تو وہ حضرت فرغل کے لئے دری بنائے گی۔ (ادھر اس نے یہ نذر مانی اور ادھر آپ) فرمانے لگے اب ان لوگوں نے دری کے لئے پشمیں کاٹنی شروع کیں اب انہوں نے سوت کو نلوں پر چڑھایا اب وہ بننے لگ گئے ہیں۔ اب انہوں نے دری بھیج دی ہے اب مقام مرکب پر وہ اتر گئے ہیں اور فلاں جگہ پر ہیں اب فلاں مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ ایک دن فرمایا ابھی ایک سامنے آتا ہے اس نے دری پکڑ رکھی ہے اور دروازے پر پہنچ گیا ہے۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی ایسے ہی ہوا۔

آگ حکم مانتی ہے

لوگوں نے آپ کو بچپن میں بنی صمیت کے گندم کے ڈھیروں کا نگران بنا دیا آپ نے ایک سبز خوشہ لیا اور گندم کے ڈھیروں کے اوپر کھڑے ہو کر اسے آگ لگا دی لوگ چلانے لگے کہ اس پاگل نے تو سب ڈھیر جلا دیئے اوپر چڑھ کر انہیں مارنے لگ گئے آپ نے فرمایا میں نے آگ کو حکم دیا ہے کہ وہ صرف میرے سبز خوشے کو ہی جلائے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آگ نے صرف سبز خوشے کو ہی جلایا تھا۔

مہر کی ادائیگی

آپ نے ایک آدمی سے کہا مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں اس نے جواب دیا آپ کے لئے اس کا مہر بہت مہنگا ہے۔ فرمایا کتنا مہر چاہئے؟ اس نے کہا چار سو دینار۔ آپ نے فرمایا اس نالے کے پاس جاؤ اور اسے کہہ دے کہ فرغل تجھے حکم دیتے ہیں مجھے ایک قادوس (وہ بڑا برتن جس میں مشین کے اوپر آٹا پینے کے لئے دانے ڈالتے ہیں) سونے کا اور ایک چاندی کا بھر دے۔ نالے نے دو قادوس بھر دیئے وہ آدمی اور اس کی اولاد زندگی بھر حضرت شیخ کی برکت سے پردہ وقار میں رہے۔

زراز یری کا بیٹا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاؤں چوم لئے آپ نے اسے فرمایا میں نے تجھے پھسلنے والی زمین سے ہٹا کر خالص زمین کا والی بنا دیا ہے۔ پھر بادشاہ نے اسے چار علاقوں کا والی بنایا جو خوب زرخیز تھے اور وہاں خوب مٹی تھی۔

سفارش نہ ماننے والے امیر کی ہلاکت

آپ نے مصر کے ایک امیر کے پاس ایک کسان کی سفارش کے لئے قاصد بھیجا۔ امیر نے کہا اپنے شیخ کو کہنا کہ آپ ہمارے محتاج ہیں۔ قاصد نے واپس آکر حضرت شیخ کو بات بتائی۔ آپ نے اپنی انگلی سے اس طرح زمین کو کریدا جیسا عموماً

زمین کو کھودا جاتا ہے۔ اطلاع آئی کہ سلطان نے ناراض ہو کر اس کا گھر گرانے کا حکم دیا ہے وہ گھر آج تک جامع طولون کے علاقہ میں برباد پڑا ہے۔ اس کے بعد سلطان نے امیر کی گردن اڑا دی۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا اس کی ہلاکت وفلاکت کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے سبب کا علم نہیں بس اللہ کریم نے مجھے اس بات پر حرکت دی اور میں نے کر دی۔ (یعنی میں تو صرف تقدیر ربانی کا جاری کرنے والا ہوں)۔

نور قرآنی

ایک فقیر آپ کے پاس بیٹھا تلاوت قرآن پاک کر رہا تھا اسے متشابہ ہوا بھول گیا۔ آپ نے فرمایا: متشابہ ہو گیا ہے، اس نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا جب کہ آپ حافظ قرآن نہیں؟ فرمایا میں آسمان تک ایک مسلسل نور دیکھ رہا تھا وہ نور ٹوٹ گیا اور پچھلے حصے سے مربوط نہ رہا تو مجھے پتہ چل گیا کہ آپ بھول گئے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے میں ان اولیائے امت سے ہوں جنہیں قبر میں بھی تصرف حاصل ہے جسے کوئی ضرورت پیش آ جائے وہ میری قبر پر میرے منہ کے سامنے آ کر اپنی حاجت کا ذکر کرے، میں اسے پوری کروں گا۔ بقول علامہ شعرانی آپ کا انتقال ۸۵۰ھ سے کچھ اوپر ہوا۔ مناوی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ فرغل بن احمد کا نام محمد سمیعی صعیدی ہے۔ آپ مشہور مجذوب ہیں، آپ بہت بڑے صوفی اور صاحب تصرف ولی ہیں۔ امام مناوی نے پھر مذکورہ بالا کرامات میں سے کچھ کا ذکر فرمایا ہے پھر فرماتے ہیں آپ کی مشہور کرامات محتاج ذکر نہیں۔ آپ کا وصال مقام صعید پر ۸۶۰ھ میں ہوا۔ ابو تیج کی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر وہاں علاقہ کے لوگوں کا مرجع بنی ہوئی ہے۔ آپ کی زیارت کی برکات کا منکر کوئی محروم انسان ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت محمد بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ آق شمس الدین کے لقب سے مشہور ہیں سلطان محمد فاتح کی حکومت کے مشاہیر اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ دمشق شام میں ولادت ہوئی۔ پھر بچپن میں والد کے ساتھ رومی علاقہ میں آئے۔ علم پڑھنا شروع کیا اور وہاں ہی علوم کی تکمیل فرمائی۔ آپ کے مناقب میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ روحوں کی طرح جسموں کے بھی طبیب تھے۔ ظاہری طب میں بھی آپ کی کئی تصانیف ہیں۔

نباتات باتیں کرتے ہیں

مروی ہے کہ جڑی بوٹیاں آپ کو پکارتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہم فلاں مرض کی شفا ہیں۔

آپ کی دعا سے قسطنطنیہ کی فتح

جب سلطان محمد خان (ترکی عثمانی) نے قسطنطنیہ کو فتح کرنا چاہا تو حضرت شیخ کو جہاد کی دعوت دی، حضرت شیخ آق بیق کو بھی بلایا ان دونوں حضرات کو بلانے کے لئے مرحوم احمد پاشا بن ولی الدین کو بھیجا کہ یہ دونوں حضرات قسطنطنیہ کی طرف متوجہ

ہوں۔ جناب آق بیق رحمۃ اللہ علیہ تو مجذوب تھے ان سے کوئی بات معلوم نہ ہو سکی لیکن حضرت محمد آق محمد شمس الدین نے فرمایا مسلمان فلاں فلاں جگہ سے فلاں دن بڑی چاشت کے وقت قلعہ میں داخل ہو جائیں گے۔ آپ (احمد پاشا) اس وقت سلطان محمد خاں کے پاس ہی ہوں گے۔ احمد پاشا کے ایک لڑکے نے بیان کیا ہے کہ وہ وقت قریب آ گیا لیکن قلعہ فتح نہ ہوا، سلطان کی طرف ہم دوڑنے لگے میں حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خیمے کی طرف گیا آپ خیمے میں تھے اور ایک خادم دروازے پر کھڑا تھا مجھے اس نے اندر جانے سے روک دیا کیونکہ حضرت شیخ نے وصیت فرمائی تھی کہ کوئی آدمی نہ آئے میں نے خیمے کے کنارے اٹھا کر اندر جھانکا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مٹی پر سجدہ ریز ہیں سر کھلا ہے تضرع و زاری کر رہے ہیں اور آہ و بکا جاری ہے۔ ابھی میں نے سر نہیں ہٹایا تھا کہ آپ دونوں ہاتھ پاؤں پر کھڑے ہو گئے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: ''اللہ کریم نے ہمیں قلعے کی فتح سے نوازا'' یہ فقرہ سن کر جب میں نے قلعہ پر نگاہ ڈالی تو وہاں نقشہ ہی بدلا ہوا پایا فوج ساری کی ساری قلعے میں داخل ہو چکی تھی۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی (1)۔

حضرت ابوایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی نشاندہی

سلطان نے حضرت سے التجا کی میزبان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار کی نشاندہی فرمائیں۔ تاریخی کتابوں میں یہ مذکور تھا کہ آپ کا مزار انور قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ایک جگہ پر تھا حضرت تشریف لائے اور فرمایا مجھے اس جگہ نور دکھائی دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مزار شریف یہاں ہے۔ وہاں کافی وقت حضرت متوجہ الی اللہ رہے پھر فرمایا حضرت انصاری رضی اللہ عنہ کی روح پاک سے میری ملاقات ہو چکی ہے۔ انہوں نے اس فتح پر مجھے مبارکباد پیش فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے اللہ کریم تمہاری مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے کہ تم نے مجھے کفر کے اندھیروں سے خلاصی دلائی ہے۔ آپ نے سلطان محمد مرحوم کو یہ بات بتائی۔ سلطان نے اس جگہ آ کر حضرت شیخ سے کہا میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں لیکن آپ سے یہ التماس بھی کرتا ہوں کہ مجھے کوئی نشانی دکھا دیں جسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان قلبی پا سکوں۔ شیخ ایک ساعت کے لئے متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ قبر کے سرہانے کی سمت اس جگہ کو کھودو، دو ہاتھ کی کھدائی کے بعد سنگ مرمر کا پتھر نکلے گا جس

1۔ ''قسطنطنیہ کی فتح کی خوشخبری اور اس فوج کی عظمت کا ذکر خود زبان وحی ترجمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صدور پا چکا تھا۔ مسلمانوں نے اس سعادت کو پانے کے لئے کئی دفعہ قسطنطنیہ پر فوج کشی کی مگر یہ سعادت سلطان محمد خان ترکی کے حصے میں قسام ازل نے لکھ دی تھی محمد ہی بادشاہ تھا اور محمد ہی تخت ولایت پر بیٹھ کر خدا سے دعا کر رہا تھا اور قلعہ کی دیوار منہدم ہو کر مجاہدین کے قدم چوم رہی تھی، قیصر یہاں ہی قتل ہوا۔ لاشوں کے انبوہ سے اس کی لاش پہچان کر نکالی گئی جو اپنی بے بسی میں سید کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی تائید کر رہی تھی کہ اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ (جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی اور قیصر نہ ہوگا۔ (بخاری، مسلم وغیرہا) لوگوں نے علم نبوت کو اپنے علم پر قیاس کر کے اعتراض کیا کہ دور نبوی کے قیصر کے بعد کئی قیاصرہ آئے مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ قیصر کسی خاص آدمی کا نام نہیں تھا وہ خاندان کے ہر بادشاہ کو قیصر کہتے ہیں جس طرح چین کے ہر بادشاہ کو خاقان اور حیدر آباد دکن کے ہر نواب کو نظام کہتے تھے۔ حضور کریم محبوب رب رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کے خاتمے کا اعلان فرمایا اور قیصر کو حضرت محمد کی بددعا اور حضرت سلطان محمد کی تلوار کھا گئی اب رومیوں نے پھر قیصر کو جنم نہ دیا۔ قاری حضرات سے التماس ہے کہ وہ تاریخ کی مستند کتاب سے حضرت سلطان محمد کا یہ تاریخی معرکہ ضرور پڑھیں، پتہ چلے گا کہ عشق غیور کس انداز سے میدان میں اترا ہے۔ (مترجم)''

پر عبرانی میں تحریر ہوگی جس کا مطلب یہ ہوگا آپ نے وہ مطلب اپنے کلام میں متعین فرما دیا، جب سلطان کی فوج نے دو ہاتھ گڑھا کھودا تو وہاں سے سنگ مرمر نکلا جس پر کچھ تحریر تھا۔ عبرانی جاننے والے آدمی نے اسے پڑھ کر مطلب بیان کیا تو بعینہٖ وہی الفاظ تھے جو حضرت شیخ نے بیان فرمائے تھے۔ سلطان دریائے حیرت میں ڈوب گیا اس پر حال طاری ہوا اگر فوجی اسے تھام نہ لیتے تو وہ گر پڑتا۔ پھر سلطان نے وہاں قبر تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ جامع مسجد اور حجرے تعمیر کرائے اور حضرت شیخ سے التجا کی کہ وہ مریدوں سمیت یہاں قیام فرمائیں مگر آپ نے یہ پیشکش قبول نہ فرمائی اور اپنے وطن واپس جانے کی سلطان سے اجازت چاہی آپ کے دل کو خوش کرنے کے لئے اجازت دے دی۔ آپ اپنے قصبہ میں قدم رنجہ فرما ہوئے وہاں کافی عرصہ قیام پذیر رہے اور بقول مصنف ''الشائق النعمانیہ'' وہاں ہی آپ کا وصال ہوا اور اسی شہر میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد عطار مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم باعمل اور صوفی کامل تھے۔

حسن عمل کی ضو ریزیاں

فارس کے بدوی آپ کی ضیافت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے آپ اپنے میزبانوں کی تعداد کے مطابق ہاتھ میں دھاگے رکھتے تھے۔ اسی بات سے آپ کی شہرت ہوئی ان کی خبر اور خیر کے تذکرے پھیلے۔ طریق فقیری کی طرف آنے کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے ایک دن اپنے میزبانوں کی تعداد والے دھاگے آگ میں ڈال دیئے کچھ دھاگے تو جل گئے اور کچھ محفوظ رہے آگ ان دھاگوں کی طرف لپکتی مگر جلا نہ سکی آپ سمجھ گئے کہ جن کے دھاگے جل گئے ان کے عمل ناقص تھے اب دل کی دنیا بدل لی آپ عبادت کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو یعزیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا شیخ بنا لیا اور ان کی زیارت کا پختہ ارادہ کیا اور یہ نیت بھی باندھی کہ وہ جتنی نفلی عبادت کریں گے اس کا ثواب ان دونوں حضرات کے لئے ہوگا۔ جب آپ نے حضرت ابو یعزیٰ کی قبر کی زیارت کی اور کئی دنوں تک جو بھی مقصد تھا، اس کے مطابق عمل کیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو قبر کھل گئی ایک آدمی قبر میں اترا اور صاحب مزار سے کہا زیارت کرنے والے کی حاجت پوری فرمائیے۔ انہوں نے جواباً فرمایا یہ حاجت میرے اکیلے کی نہیں (یعنی اس میں حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک ہیں) آپ نے پھر علم عطا فرمایا جس سے حضرت محمد عطار کو کرامات عطا ہوئیں۔ ایک کرامت ملاحظہ ہو۔ آپ کی خدمت میں ایک آدمی نے اپنے پڑوسی کی شکایت کی کہ اس نے زمین کا ایک ٹکڑا اس کے گھر سے لے لیا ہے۔ کچھ وقت بعد اس ظالم کا گھر گر گیا اور وہ اسے پھر تعمیر نہ کر سکا۔ ایک آدمی نے آپ کے سامنے سیادت کا دعویٰ کیا آپ نے اسے اپنے پاس سے اٹھا دیا اور فرمایا: تجھے اسلام کا دعویٰ کافی نہیں تھا۔ کچھ سالوں بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ نصرانی ہے جسے بادشاہ نے جاسوسی کے لئے بھیجا ہے۔ (تبھی حضرت نے فرمایا، سیادت تو بعد کی بات ہے کیا صرف اسلام کا دعویٰ تیرے لئے کافی نہیں تھا؟ یعنی جب مسلمان نہیں تو صرف اسلام کا دعویٰ کر، سیادت کو رہنے دے۔ مترجم) بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۸۶۰ھ میں ہوا۔

حضرت محمد بن علی باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عبدید کے ساتھی، علم، عمل اور ولایت میں ائمہ عالی مقام میں سے ایک عظیم فرد ہیں آپ کی کئی کرامات ہیں۔ ایک کرامت یہ ہے کہ آپ بسا اوقات وادی کے بالائی حصے میں عبادت کرتے وہاں اکثر ان کے احباب آجاتے تو دیکھتے کہ بارش اور بادل کے بغیر پانی کا سیلاب آیا ہوا ہے آپ آنے والوں سے فرماتے پانی پی لیں اور غسل کر لیں مگر کسی کو نہ بتائیں۔ کسی صاحب نے اسی سیلاب میں کسی وقت غسل کیا تو پانی میں انہیں زعفران کی خوشبو محسوس ہوئی کپڑوں پر زعفرانی رنگ آ گیا اور یہ رنگ عرصہ دراز تک کپڑوں پر باقی رہا۔ آپ کے مریدوں کی ایک جماعت نے سختی و تکلیف میں آپ کا وسیلہ پکڑا تو مصیبت دور ہو گئی۔

آپ کا خادم محمد بامختار کہتا ہے مقام مقصد العید پر مجھے شدت سرمانے آلیا میں نے موت کو سامنے پایا نہ تو میرے پاس لباس تھا اور نہ اوڑھنے کو کوئی کپڑا۔ میں نے اپنے مرشد حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے مدد چاہی مجھے نیند آ گئی میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے گرمی پہنچا رہے ہیں اور سردی دور فرما رہے ہیں پھر کیا تھا سچ مچ سردی کی تکلیف ختم ہو گئی۔ آپ نے ۸۶۲ھ میں وصال فرمایا اور بقول علامہ شلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جد امجد محمد بن عبدالرحمٰن بن باعلوی کی قبر کے پاس زنبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد بن سلیمان جزولی سملالی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسنی سید ہیں، ''دلائل الخیرات'' کے مصنف ہیں۔ قریباً چودہ سال تک عبادت کے لئے خلوت میں رہے۔ پھر مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کے لئے خلوت سے جلوت میں تشریف لائے اور مریدوں کی تربیت شروع فرمائی۔ آپ کے دست حق پرست پر لاتعداد مخلوق کو توبہ نصیب ہوئی۔ آفاق میں آپ کے ذکر کی مہک پھیلی۔ عظیم خوارق، جسیم کرامات اور فخیم مناقب کا آپ کی ذات میں ظہور ہوا۔ بارہ ہزار سے زیادہ عقیدت مند آپ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ کرامت ملاحظہ ہو۔

مٹی ولی کا جسم نہیں کھاتی

وفات شریف کے ستتر سال بعد آپ کو قبر سے جو علاقہ سوس میں تھی، مراکش منتقل کیا گیا اتنے طویل عرصہ کے بعد بالکل اسی طرح تھے جس طرح قبر میں دفن کرنے کے دن تھے، نہ تو زمین نے آپ کا کچھ بگاڑا اور نہ ہی طول زمانہ نے آپ کے احوال میں تغیر پیدا کیا۔ وصال شریف کے وقت داڑھی اور سر کے بال تازہ مونڈے ہوئے اب بھی وہ کیفیت بالکل ظاہر تھی۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھ کر دبائی نیچے سے خون ہٹنے لگا جس طرح زندہ وجود میں ہوتا ہے۔ انگلی اٹھائی تو پھر خون اکٹھا ہو گیا۔ آپ کا مزار اقدس مراکش میں ہے مجسمہ جلال ہے۔ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے رہتے ہیں اور وہاں ''دلائل الخیرات'' پڑھتے رہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بکثرت درود بھیجنے کی وجہ سے آپ کے مزار سے کستوری کی

مہک اٹھتی رہتی ہے (1)۔ آپ کا وصال ۸ ھ میں ہوا ملخصاً شرح الفاسی علی الدلائل۔

عظمت درود شریف

سیدی احمد صاوی نے ''صلوات القطب الدردیر'' کی شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ دلائل الخیرات کی تالیف کا سبب یہ تھا کہ حضرت سیدی محمد بن سلیمان جزولی نماز کے لئے وضو کرنا چاہتے تھے لیکن کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے کوئی ڈول وغیرہ نہ پایا آپ اسی سوچ میں تھے کہ ایک بلند مکان سے آپ کو ایک بچی نے دیکھا۔ وہ کہنے لگی آپ کون ہیں؟ آپ نے اسے بتایا وہ بولی: آپ وہ انسان ہیں جن کی نیکی کی بے حد تعریف کی جاتی ہے اور آپ حیران ہیں کہ کنوئیں سے پانی کیسے نکالیں؟ لڑکی نے کنوئیں میں تھوک دیا اور پانی ابل کر سطح ارضی پر آ گیا۔ حضرت جب وضو کر چکے تو لڑکی سے قسم دے کر پوچھا یہ عظمت تجھے کیسے ملی؟ لڑکی نے جواب دیا اس ذات پاک پر درود پڑھنے سے یہ برکتیں اور عظمتیں ملی ہیں کہ جب وہ صحرا میں تشریف لے جاتے تو ان کے دامن میں وحشی جانور بھی پناہ لیتے اور ان کے اذیال رحمت سے چمٹ جاتے۔ آپ نے قسم کھائی کہ وہ اب حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات اقدس پر صلوات بھیجنے کے موضوع پر ایک کتاب لکھیں گے (اور دلائل الخیرات تالیف فرمادی)۔

حضرت محمد بن احمد عبد الدائم اشمونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفی کبیر اور ولی شہیر ہیں مالکی ہیں اور شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے ہیں۔ ماموں سے ہی اخذ فرمایا۔ علی مرصفی، ابن ابی الحمائل اور بہت سے اکابر آپ کے شاگرد ہیں۔

علم کیمیا نگاہ ولی میں

ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کیا میں آپ کو علم کیمیا (سونا بنانے کا علم) سکھادوں؟ آپ نے فرمایا اس خلوت کدہ میں داخل ہو جا کام شروع کر جب تیار ہونے پر آئے تو مجھے مطلع کرنا اگر مجھے پسند آیا تو میں بھی سیکھ لوں گا۔ وہ خلوت خانے میں چلا گیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا ابھی تمہارے سامنے خلوت کدہ سے اس حال میں نکلے گا کہ اس کی داڑھی اور چہرہ جھلس گئے ہوں گے۔ اس نے آگ جلائی اور بالکل شیخ کے ارشاد کے مطابق داڑھی اور چہرے کو جلا کر رکھ دیا اور باہر نکل آیا۔ حضرت نے فرمایا ہمیں اس چیز کی ضرورت نہیں جو چہروں اور ڈاڑھیوں کو جلا دیتی ہے آپ نے اسے خانقاہ

1۔ معلوم ہوا قبریں ان کی جنت کی خوشبو سے مہکتی ہیں جو عاشق مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ہوتے ہیں جو یاد محبوب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوۃ والسلام میں محو ہوتے ہیں خوشبو ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر عاشق ہے جو زندگی بھر ذکر سے روکے صلوۃ وسلام کو شرک کہے۔ درود پاک سے جلے اور مر جائے تو کہا جائے حضرت شیخ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آرہی ہے۔ شیخ کی قبر تو سنت کے مطابق پکی ہے حالانکہ شیخ کی قبر پر لنٹر ڈالا گیا ہے بھلا ایسی قبروں سے کستوری کی مہکیں کہاں سے اٹھیں گی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شیخوں کے لئے ہی فرمایا تھا:

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یہاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

(مترجم)

سے نکال دیا۔ بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۸۸۱ھ میں ہوا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن عباس شعبی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑی کثرت سے حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے نوازے جاتے تھے فرمایا کرتے تھے میں نے ایک سال حج کیا حجر اسود کے پاس اللہ سے دعا کی کہ مجھے قضا اور فتویٰ سے محفوظ رکھنا۔ جب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان تھا تو میں نے خواب میں لوگوں کا بہت بڑا حلقہ دیکھا میں حلقے کے قریب آیا تا کہ ان لوگوں کے اکٹھے ہونے کا سبب دریافت کرسکوں۔ میں نے حلقے کے درمیان چودھویں کے چاند جیسا حسین دلبر دیکھا۔ حاضرین میں سے ایک سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ اس نے جواب دیا یہ سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس ورق کے متعلق عرض کر رہا تھا جو سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے عطا فرمایا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس میں "المہذب" کا ایک جزء تھا کبھی آپ اس جزء کو ملاحظہ فرماتے اور کبھی مسئلہ کو دیکھتے۔ میں یہ معاملہ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا پھر میری آنکھ کھل گئی اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیروی کے پیش نظر میں نے فتویٰ کو ناپسند کرنا چھوڑ دیا۔ (چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وہ شخص فتویٰ پوچھ رہا تھا) مگر قضا کو میں ناپسند ہی کرتا رہا اور اللہ نے مجھے بھی عہدۂ قضا سے محفوظ رکھا۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اپنے جی میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اسے یوں اللہ کی اطاعت اور مباح معاملات میں خرچ کرتا۔ ایک قاری صاحب نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ

"اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ اندازہ سے اتارتا ہے جتنا چاہے۔" (الشوریٰ: 27)

میں اپنی جگہ سے نکلا تا کہ دیکھوں کون سا پڑھنے والا ہے؟ مجھے کوئی آدمی نہ ملا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ کریم کی طرف سے نصیحت ہے۔ شرجی نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر شرحبیل مقری یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے ولی، صاحب احوال و کرامات تھے۔ تصوف میں ان کا ہاتھ حضرت عیسیٰ بن حجاج کے ہاتھ میں ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ابتدائی عمر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہے ان سے دعا منگائی کہ اللہ کریم ان کے سامنے علم کے دروازے کھول دے۔ پھر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور وہاں ایک عرصہ پڑھتے رہے جب پہاڑوں سے واپس آئے تو حضرت شیخ عیسیٰ مذکور وفات پا چکے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ احمد بن مرہ کی صحبت اختیار فرمائی جب آپ کے کمال کا مشاہدہ حضرت احمد نے کیا اور سمجھے کہ وہ مشیخت کے قابل ہیں تو آپ کو شیخ کے مرتبے پر فائز کرنا چاہا خواب میں حضرت شیخ عیسیٰ مذکور کو دیکھا وہ فرما رہے تھے اے شیخ احمد! یہ محمد مقری میرا بیٹا ہے اور اس کا ہاتھ میرے ذمہ میں

ہے اسے حکم دیجئے کہ وہ میرے بیٹے محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے وہ اسے شیخ مقرر کردے گا کیونکہ میرے بیٹے کا ہاتھ تو میرا ہی ہاتھ ہے۔ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد مقری کو خواب کی اطلاع دے دی۔ وہ حضرت محمد بن عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کو شیخ مقرر فرمایا۔ حالانکہ حضرت مقری عمر میں ان سے بڑھے تھے۔ وہ دو بھائیوں کی طرح رہے۔

آگ گلزار بن جاتی ہے

جب حضرت شیخ محمد کا انتقال ہوا تو حضرت شیخ محمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے صاحبزادے ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشین بنانا چاہا اس وقت ان کے پاس ایک عراقی آدمی بھی تھا جو بزعم خویش حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد تھا وہ کہنے لگا میں ہی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ مقرر کروں گا میں انہیں شیخ مقرر کرنے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ ان کے دادا حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ میرے دادا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اس نے پھر حکم دیا کہ بہت زیادہ آگ جلائی جائے اگر تم آگ میں میرے ساتھ چلے جاؤ اور اس میں میری طرح عمل کر دو تو پھر جو دعویٰ چاہو کرو اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر میں ہی انہیں شیخ مقرر کروں گا۔ پھر وہ آگ میں داخل ہو گیا اور اس میں گھومنے پھرنے لگا آگ ہاتھ سے پکڑ کر اسے سر پر ڈالتا نہ آگ اسے ضرر پہنچاتی اور نہ اس کے کپڑوں کو جلاتی۔ حضرت شیخ محمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھا تو اپنی گدڑی اتاری اپنے ایک فقیر کو دی اور فرمایا تو بھی اس کے ساتھ آگ میں چلا جا اور جس طرح وہ کر رہا ہے تو بھی کرتا جا وہ فقیر آگ میں داخل ہو گیا اور اس عراقی کی طرح کرنے لگا بلکہ اس سے بھی بڑھ گیا جب عراقی نے فقیر کا یہ عمل دیکھا تو وہ حضرت محمد مقری رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے سے دستبردار ہو گیا اور انہوں نے شیخ ابوبکر کو مسند نشین بنایا یہ شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے نیک لوگوں میں سے تھے۔ حضرت مقری مذکور کی نیک اور پسندیدہ اولاد ہے ایک مقام پر یہ قیام پذیر ہیں جسے قبہ کہتے ہیں لحب کی پہاڑیوں میں یہ واقع ہے۔ بقول شرجی رحمۃ اللہ علیہ وہاں بہت شہرت رکھتے ہیں۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن مہنا قرشی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

یہ وہ مشہور ابوعبداللہ قرشی ہیں جو قدس شریف میں مدفون ہیں وہ ان سے بہت پہلے ہیں ان کا نسب نامہ قبیلہ قریش میں بنو عبدالدار سے ملتا ہے۔ آپ عظیم المرتبت، مشہور الذکر شیخ تھے نیکی بلکہ ولایت تامہ میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ کے ساتھیوں میں سے حضرت شیخ اور حضرت فقیہ کے ساتھ ان کی بڑی پکی دوستی اور یارانہ تھا وہ دونوں ان کے گھر آ کر زیارت کیا کرتے تھے انہوں نے خرقہ شیخ ابوبکر تلمسانی سے حاصل کیا اور تلمسانی کو خرقہ شیخ کبیر حضرت ابومدین مغربی نے پہنایا۔ آپ سے لاتعداد عظیم المرتبت نیک لوگ فیضیاب ہوئے۔ ان میں شیخ علی شنینی جیسے بزرگ شامل ہیں۔ اہل کرامات کو اللہ نے آپ کے وجود سے نفع عطا فرمایا۔ آپ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ اصحاب خطوہ میں شامل تھے (1)۔

آپ نے ایک دفعہ اپنے سو فقیروں کے ساتھ وادی مور کے آخری کنارے کے شہر کی مسجد قازہ کا پروگرام بنایا وہاں

1۔ اصحاب خطوہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا ایک قدم کسی ملک میں اور دوسرا قدم کسی دوسرے ملک میں ہوتا ہے۔

روزے، قیام لیل اور اوراد کی پابندی کے ساتھ چالیس دن اعتکاف فرمایا پھر دو فقیروں کو ساتھ لے کر ساحل کی طرف چلے ان ساتھیوں میں سے ایک حضرت شیخ شنینی تھے آپ نے سمندر میں سامان لے جانے والی جماعت دیکھی دونوں ساتھی فقیروں نے فرمایا جاؤ اور جو لوگ وہاں ہیں، انہیں کہو جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ دونوں نے جا کر انہیں پیغام دیا وہ بولے مسجد میں رہنے والوں کے لئے ہمارے پاس نذر کا سامان ہے ان دونوں کو پانچ سو عشاری دینار دے دیئے۔ وہ حضرت شیخ کے پاس پہنچے آپ مقام زبید پر آئے اور وہ رقم اپنے ساتھی اور دیگر فقیروں پر تقسیم فرما دی۔ پھر قرشیہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت شیخ شنینی کو شیخ مقرر کیا اور انہیں وہاں ہی رہنے کا حکم دیا۔ وہ وفات تک وہیں رہے ان کی اولاد آج تک وہاں ہی مقیم ہے۔

اس واقعہ میں کئی کرامات ہیں ایک یہ کہ سمندر میں آنے والی سامان والی جماعت کا انہیں کشف سے علم ہوا، یہ بھی پتہ چلا کہ ان کے پاس مال نذر ہے، پھر حضرت شنینی کو قرشیہ میں قیام کا حکم دیا وہاں ان کے مرتبے اور شان کو ملاحظہ فرمایا اور ان کی اولاد وغیرہ کا بھی علم ہوا۔ آپ کا لڑکا شیخ عمر معترض اہل ولایت و کرامات سے تھا۔ آپ کی نیک اولاد تھی جن میں سے پوری جماعت صاحب ولایت تھی۔ حضرت شیخ محمد بن مہنا کی وفات وادی مور کے ایک گاؤں میں ہوئی جو ناشریہ کے قریب ہے آپ کی قبر مشہور اور زیارت گاہ عام ہے لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ بقول علامہ شرجی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے آپ کی قبر کی زیارت کی تو تین مشعلوں کی طرح نور دیکھا۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن یحییٰ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سحول کے علاقہ میں واقعہ گاؤں قروضہ کے رہنے والے تھے۔ آپ بیک وقت فقیہ، عالم، عارف اور فاضل تھے آپ پر عبادت اور مجاہدہ کی کیفیت طاری تھی آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں ایک یہ ہے کہ آپ نے اپنے مذکورہ بالا گاؤں میں سرائے تعمیر کرائی جن مستریوں نے چھت کی لکڑیاں گاڑیں تو ایک شہتیر چھوٹا نکل آیا انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضرت فقیہ نے پوچھا اسے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ چھوٹا ہے پورا نہیں ہوا فرمایا: اب لگاؤ ان شاء اللہ پورا ہوگا۔ جب انہوں نے لگایا تو پورا نکلا۔

آپ اپنی اس سرائے میں بہت زیادہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ دوستوں کو بھی شامل فرما لیتے خوب ذکر و تلاوت کا دور چلتا۔ کسی نے خواب میں حضور امیر المومنین حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے پوچھا اے امیر المومنین! حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیسے تھے؟ آپ نے جواب دیا جس طرح یہ قروضہ کا شیخ اور اس کے ساتھی۔ جندی کہتے ہیں میں نے ایک بھلے اور عادل آدمی سے اس طرح بات سنی ہے۔ آپ کی ایسی ہی بہت سی کرامات ہیں۔ علامہ جندی نے آپ کی تاریخ وفات نہیں بتائی ہاں آپ کی قبر اس سرائے میں ہے۔ لوگ زیارت اور حاجات کی قبولیت کے لئے وہاں حاضری دیتے ہیں۔ امام شرجی کہتے ہیں جو مقروض وہاں کی زیارت کرے اور آپ کے وسیلہ سے اللہ کریم سے قرض دور کرنے کی دعا کرے اللہ قضائے قرض کی صورت آسان فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابوعبداللہ محمد عثمان نزیلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم اور فقیہ تھے، علم وصلاحیت میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔ نظار نامی پہاڑ میں آپ کا مسکن تھا۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدد فرمائی

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سید امیر عظیم لشکر لے کر حضرت فقیہ کے علاقہ میں آیا اس کا پروگرام لوٹ مار کا تھا وہ زیدی مسلک رکھتا تھا اور لوگوں کو جبراً اپنے مسلک پر کاربند کرتا تھا۔ وہ مختلف علاقوں میں گھوما اور لوٹ مار کی، جب فقیہ مرحوم کے شہر کے قریب آیا تو آپ نے اسے لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کے لئے خط لکھا اور اس سے لوگوں کی ذمہ داری چاہی۔ اس نے آپ کے گرامی نامے کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی بلکہ قاصد سے کہا میں اس کی سفارش نہیں مانتا اور نہ ہی کسی جگہ کا اس کے لئے احترام کرتا ہوں یہ بات حضرت فقیہ کو بڑی ناگوار اور شاق گزری۔ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پاک میں ایک قصیدہ لکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امداد مانگی۔ جب وہ سید حضرت فقیہ کے گاؤں کے قریب پہنچا تو گاؤں والے اس کے لشکر کے مقابل ہوئے اسے شکست فاش دی حالانکہ اس کے ساتھ ایک لشکر جرار تھا اور گاؤں والے تھوڑے سے تھے۔ حضرت کے شان نبوت میں کئی قصیدے ہیں۔ اللہ کے کسی نیک بندے نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمال جہاں آرا دیکھا۔ آپ حضرت مذکور کا منہ چوم رہے تھے۔ علامہ شرجی فرماتے ہیں اسی کرامت کے پیش نظر تو میں نے بعنوان ان کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے اللہ کریم سے سوال کیا کہ مجھ سے طعام، عورت اور نیند کی خواہش زائل فرما دے آپ کے ساتھی گھات میں لگ کر دیکھتے رہے فی الواقع یہ چیزیں آپ سے زائل ہو گئی تھیں۔

ابوعبداللہ محمد بن سعید بن معن قریضی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، نیکوکار، سراپا خیر اور برکت تھے مگر آپ پر علم حدیث کا غلبہ تھا لہٰذا محدث کی حیثیت سے ہی موصوف ہوئے۔ آپ کی کئی تصانیف تھیں سب سے مشہور کتاب ''المستصفیٰ'' تھی۔ کتب سنن (حدیث کی مشہور کتابیں، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی وغیرہ) سے اسے مرتب کیا اور بہت اجتہاد سے کام لیا۔ یہ ان مبارک کتابوں میں شامل ہے جو یمنی علماء میں متداول ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت محمد بن سعید نے خواب میں حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی اور آپ نے حضرت کے لئے استقامت کی دعا فرمائی۔ سید ابوالحدید فرمایا کرتے تھے مکہ مشرفہ میں اپنی رباط میں مقیم شیخ ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح سند کے ساتھ مذکور ہے کہ انہوں نے رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی آپ نے فرمایا جو شخص محمد بن سعید کی پوری کتب ''المستصفیٰ'' پڑھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (رواہ الشرجی)

ابوعبداللہ محمد بن عمر بن محمد بن عبدالرحمٰن باعباد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے شیخ، عارف کامل، بہت عبادت گزار اور سخت مجاہدہ کرنے والے تھے۔ آپ کی کرامت ظاہر تھی آپ

کی خبریں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ مروی ہے کہ آپ (1) ہر روز پینتیس ہزار تسبیحیں کہا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے حالت سجدہ میں عرض کیا:

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۸۹﴾ (الانبیاء)

"اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے"۔

آپ نے ہاتف کو کہتے سنا میں تجھے اکیلا نہیں چھوڑوں گا جب کہ میں سب وارثوں سے بہتر ہوں۔ (شرجی)

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ منسکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے نیک لوگوں میں شامل تھے اور زاہدوں کے سرخیل تھے۔ قرآن حکیم کی بہت زیادہ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ مفتی حسین اہدال نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ آپ رات دن میں دس ختم قرآن فرمایا کرتے تھے۔ آپ ولی کامل ہونے کے ساتھ فقیہ اور جید عالم تھے۔ آپ کی ظاہر کرامات تھیں۔ ایک دفعہ آپ کے پاس سے حضرت شیخ عمر بن عثمان حکمی حج بیت اللہ کے لئے گزرے حضرت شیخ نے انہیں فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میری اور آپ کی شادی معاسجہ قبیلہ میں ہو وہ ہماری وجہ سے ہدایت پالیں۔ شیخ عمر نے جواب دیا جب میں حج سے واپس آؤں گا (تو شادی کا سوچیں گے) جب وہ حج سے پلٹے اور حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کے پاس آئے تو اپنے دوستوں سے کہنے لگے کہ حضرت شیخ محمد ہم سے ایک ایسے کام کا مطالبہ کر رہے ہیں جسے پورا کرنے کی صورت میں ہم ذکر حق سے رک سکتے ہیں۔ اب انہوں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ہو کر نہیں گزریں گے وہ اپنے احباب سمیت رات کو چلے تا کہ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا علم ہی نہ ہو راستے میں رات سے لے کر صبح تک ایک ہی جگہ بھٹکتے پھرے وہاں سے آگے نہ نکل سکے۔ شیخ عمر تاڑ گئے کہ یہ حضرت محمد کا حال ہے اپنے دوستوں سے کہنے لگے آؤ مل کر توبہ کریں پھر سب حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور دونوں بزرگوں نے معاسجہ میں شادی کی اور انہیں ساتھ لے کر برزہ کے مقام پر چلے گئے اس کے بعد سے بنی حکمی معاسجی وہاں رہ رہے ہیں اور یہ ہدایت انہیں ملنے کا سبب حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ مذکور کا کشف ہی تھا۔ امام شرجی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں حضرت محمد کی دو کرامات ہیں پہلی یہ کہ آپ نے اپنے تصرف کے تحت حضرت شیخ عمر کو چلنے سے روک دیا۔ دوسری یہ کہ معاسجہ کی ہدایت کا آپ کو کشف ہوا۔ معاسجہ وہ عرب ہیں جن پر جہالت طاری تھی اور بدویانہ زندگی کے عادی تھے۔ اللہ کریم نے انہیں دو بزرگوں کی وجہ سے ہدایت دی۔ اللہ ان کے ذریعے ہمیں بھی نوازے۔

1۔ راقم مترجم کے دادا جناب شیخ طریقت سید شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے سارے کام زمینداری سمیت خود کیا کرتے تھے اور اس کے باوجود رات کو پچیس ہزار دفعہ روزانہ کلمہ طیبہ کا ورد فرماتے یہ سب ورد اپنی مسجد کے محراب میں بیٹھ کر ہوتا کئی لوگ آپ کی اس مراقباتی حالت میں سر پر تنکے ڈال جایا کرتے تھے اور جب وہ صبح کی نماز کے لئے آتے تو وہ تنکے من وعن ان کی دستار مبارک پر ہوتے اور آپ عشاء والے وضو سے نماز صبح پڑھا دیتے۔ ذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن مبارک برکانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے نیک مشائخ میں سے تھے جن کے بڑے عہدے اور مناصب ہوتے ہیں۔ آپ حضرت فقیہ کبیر احمد موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یمن سے مکہ مکرمہ تک قافلے کی قیادت فرمایا کرتے تھے۔ کوئی ڈاکو وغیرہ اس قافلہ سے تعرض نہ کر سکتا تھا۔ خواہ عرب ہوتا یا کوئی اور، اگر کوئی ان کے قافلہ سے تعرض کرتا تو جلدی عتاب کے شکنجے میں کسا جاتا اس سلسلہ میں ان کی لاتعداد کرامات ہیں۔

ڈاکو سامان واپس لاتے ہیں

آپ کی کرامات میں سے یہ بھی بیان کی جاتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت اور مختلف لوگوں کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ حدود یمن میں شہر بہ شہر سفر کرتے رہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ڈاکو آ گئے اور حضرت شیخ کے ساتھیوں سمیت سب سے سامان چھین لیا۔ وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور انہیں آ کر یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: شائد انہوں نے تمہیں پہچانا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا انہوں نے ہمیں پہچانا تھا بلکہ بطور تمسخر یہ بھی کہا تھا فقیرو! ہم تمہاری ذات سے ہی تو برکت تلاش کر رہے ہیں (یہی تمہارا مال برکت کے لئے لے رہے ہیں یہ گویا مزاحیہ جملہ تھا) حضرت نے فرمایا: انہیں مبارک ہو۔ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں پکڑ لیا ہے حالانکہ حقیقت میں ہم نے انہیں پکڑا ہے۔ پھر کچھ دیر کے لئے آپ نے سر جھکا لیا (مراقبہ میں چلے گئے) دفعتہً سامان لوٹنے والے ڈاکو آ گئے اور سب لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور حضرت کے سامنے معذرت کی، آپ کی وفات خنفر نامی گاؤں میں ہوئی۔ آپ کی قبر اقدس وہاں مرجع انام ہے جس سے حوائج پورے ہوتے ہیں۔ بقول شرجی اس علاقہ کے لوگ آپ کے بہت معتقد ہیں۔

حضرت شیخ محمد بن علی طواشی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر اولیاء اللہ میں شامل ہیں۔ آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک علامت کا عادی بنا دیا ہے جس سے میں اپنا حال پہچان لیتا ہوں اور یہ اس طرح کہ جب مجھے کوئی ایسی حاجت وضرورت پیش آتی ہے جس سے خیر و بھلائی ہو تو میں اپنے اوپر یا اپنے اردگرد ایک چھوٹا سا سبز پرندہ پاتا ہوں اور وہ حاجت کے پورا ہونے تک اسی طرح میرے ساتھ رہتا ہے اگر حاجت ایسی ہو جس میں خیر و بھلائی نہیں ہوتی تو وہ پرندہ نہیں آتا اور میں بھی پھر وہ کام نہیں کرتا۔ خبر دینے والے نے کہا ہے کہ پھر حضرت نے وہ پرندہ مجھے بھی دکھایا وہ نیک خواہش پوری کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ (بہ روایت علامہ شرجی رحمۃ اللہ علیہ)

ابوعبداللہ محمد بن عمر نہاری یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسینی سید ہیں آپ علم وعمل میں اپنے زمانے میں یکتا تھے۔

علم ولی کی رسائیاں

آپ کے پاس لاتعداد خارق عادت کرامات تھیں اور شان وشکوہ والے مکاشفات تھے جو بھی آپ کے پاس آتا آپ اس کا، اس کے باپ کا اور اس کے قبیلہ وغیرہ کا نام لے کر اس سے بات کرتے یہ بات آپ سے حد تواتر تک مشہور ہے۔ حضرت مقری بشر بن عمران مجی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں جمال جہاں آرائے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بشارت دی کہ آپ سات جھنڈوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ مقری (قاری) اپنی نیکی اور اجتہاد کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی سات قرأتوں میں صاحب تحقیق تھے۔ یہ حضرت شیخ محمد نہاری رحمۃ اللہ علیہ سے اتفاقاً ملنے تشریف لے گئے جونہی انہوں نے آپ کو دیکھا تو فرمایا: اس شخص کو خوش آمدید جو سات جھنڈوں کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ حضرت مقری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری کائنات میں سے کسی کو یہ خواب نہیں بتایا تھا۔

حضرت شیخ محمد نہاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت بھی مذکور ہے کہ ایک گروہ نے آپ کی زیارت کا ارادہ کیا جب آپ کی جگہ کے قریب آئے ایک شخص نے اپنا کپڑا چٹان کے نیچے رکھ دیا اور اپنے دوستوں سے کہا جب میں حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچوں گا تو انہیں عرض کروں گا میں ننگا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کپڑا پہنائیں۔ جب حضرت کی خدمت میں پہنچے تو اس نے یہ بات کہی۔ حضرت نے فرمایا: کیوں جھوٹ بولتا ہے؟ تیرا کپڑا سابلہ کے مقام پر چٹان کے نیچے پڑا ہے جس کی یہ اور یہ علامت ہے۔ پھر ایک فقیر سے فرمایا سابلہ کی طرف اتر کر جا اور راستے میں تھوڑا سا دائیں طرف ہٹ جا وہاں ایک چٹان ہے اس کے نیچے سے اس کا کپڑا نکال لا۔ فقیر گیا اور جس طرح حضرت شیخ نے ذکر کیا تھا اس طرح کپڑا نکال کر لے آیا۔ ان کے اس قبیل کے مکاشفات بہت زیادہ ہیں جن کا ذکر کرنا کتاب کی طوالت کا سبب بن جائے گا اگرچہ آپ کی لاتعداد کرامات ہیں مشہور کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ولایت بادشاہت کو للکارتی ہے

شیخ سہیل یزنی نے ملک مجاہد سے ایک مقررہ مال کے بدلے وادی سہام کے خراج کا ذمہ لیا مگر مال چالیس ہزار کم ملا شیخ سہیل سلطان سے خوفزدہ ہو کر شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھاگا اور آپ سے پناہ مانگی۔ شیخ کی آپ سے پرانی صحبت تھی۔ سلطان نے حضرت کی خدمت میں خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی: اے نہار! ہمارے غلاموں کو چھوڑ دے ان کے لئے جب بھی شفقت اپنائی گئی انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی (یا ان کے لئے شفقت صرف ہمارے دروازوں پر ہے) حضرت شیخ نے سلطان کو جواب میں ارشاد فرمایا: اگر تو ہمارے لئے ہمارا پیالہ خالی چھوڑ دے گا تو ہم تیرے لئے تیرا طاسہ (شاندار گلاس) خالی چھوڑ دیں گے جو لوگوں کے جو سے منہ موڑتا ہے لوگ اس کے لئے گندم کو چھوڑ دیتے ہیں ذلیل وہ ہے جو اپنے دوست پر غلبہ چاہتا ہے۔ گھوڑا اور میدان سامنے ہیں، جو تصدیق نہیں کرتا وہ تجربہ کر لے۔ سلطان نے اپنے دوستوں سے کہا اب کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگے حضور! آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (شرجی نے یہ واقعہ بیان کیا ہے)۔

حضرت ابو عبداللہ محمد ظفر شمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے شیخ اور تربیت فرمانے والے عارف تھے۔ صاحب کرامات وخوارق عادات ہیں۔ ابتدائی دنوں میں بہت زیادہ ریاضت فرمایا کرتے تھے اور خلوتوں میں اکیلے رہا کرتے تھے۔

عارف کا عجیب وغریب واقعہ

آپ کی بیوی نیک تھی جس کے علاوہ آپ نے کوئی اور شادی نہ کی۔ دونوں صحبت میں بہت پکے تھے۔ دونوں نے مل کر حج کیا مکہ مکرمہ میں سات سال تک مجاورت اختیار کی۔ باہم عہد کیا کہ جو بھی پہلے مرجائے دوسرا شادی نہیں کرے گا۔ حضرت شیخ پہلے وصال فرما گئے۔ بڑے بڑے لوگوں نے اس خاتون کو آپ کی وفات کے بعد شادی کا پیغام بھیجا مگر اس نے حضرت سے عہد کو نبھانے کے لئے شادی کو ناپسند کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت شیخ کے شاگرد مبارز بن غانم نے خاتون کی قوم کے توسط سے شادی کا خیال ظاہر کیا۔ محترمہ کی برادری نے اس بنا پر کہ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مبارز ہی نیکی میں مشہور تھے، یہ رشتہ منظور کرلیا۔ اس دوران یہ صاحبہ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پر معتکف تھیں۔ لہٰذا ان کی برادری شیخ مبارز کے ساتھ وہاں ہی حاضر ہوئی اور انہیں کہنے لگے محترمہ! آپ کو اختیار ہے یا تو شادی کر کے یہاں ہی ٹھہری رہیں یا شادی نہ کر کے ہمارے ساتھ اپنے علاقہ میں چلی جائیں۔ یہ لوگ بہت طاقتور قبیلے کے افراد تھے انہیں آل سعید کہا جاتا تھا محض اس خواہش کی تکمیل میں کہ شادی کرلی تو حضرت کی تربت پر قیام ممکن ہو جائے گا انہوں نے شادی کی دعوت قبول کرلی۔ برادری نے مبارز صاحب سے نکاح کردیا۔ جب خاوند کے آنے کا دن تھا (یوم دخول تھا) وہ تیاری میں مصروف ہوگئیں اسی تیاری کے دوران انہیں ہلکی سی نیند آگئی۔ وہ خوفزدہ ہو کر روتی ہوئی جاگیں ان کے پاس حضرت محمد کا ایک کپڑا بھی تھا جسے وہ پہنا کرتے تھے لیکن جب وفات ہوئی تو ان کی وصیت کے پیش نظر یہ کپڑا ان کے ساتھ دفن کردیا گیا تھا، یہ صاحبہ رو رہی تھیں اور کپڑے کو چوم رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں میں پہلے اللہ کریم سے معذرت چاہتی ہوں پھر ابن ظفر (حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ) آپ سے معافی مانگتی ہوں مجھ پر تو جبر کیا گیا ہے" جب ان کے رونے کی انتہا نہ رہی تو برادری نے رونے کا سبب پوچھا، کہنے لگیں کیا تمہیں پتہ نہیں کہ یہ کپڑا حضرت فقیہ محمد بن ظفر کا ہے اور یہ ان کے ساتھ دفن کردیا گیا تھا۔ کہنے لگے جی ٹھیک ہے۔ محترمہ فرمانے لگیں تو سنیئے میرے اور حضرت فقیہ کے درمیان عہد تھا کہ ہم میں سے جو پہلے مرجائے گا دوسرا اس کے بعد شادی نہیں کرے گا جب آپ لوگوں نے مجھے شادی پر مجبور کردیا تو میں شرم کی وجہ سے آپ لوگوں کو یہ بات نہ بتا سکی، ابھی جب میں سوئی تو حضرت فقیہ کو خواب میں دیکھا مجھے فرما رہے تھے او فلانہ! کیا عہد اس طرح نبھایا جاتا ہے؟ میں نے ان سے یہ کہہ کر معافی مانگی کہ برادری نے مجھے مجبور کردیا، یہ سن کر انہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں انہیں کہہ دے کہ یہ کپڑا بطور نشانی حضرت نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے کہ تم مجھے اس شادی پر مجبور نہ کرو۔ ان کی برادری کے لوگ شیخ مبارز کے پاس وہ کپڑا لے گئے اور انہیں ساری بات بتائی جب شیخ مبارز نے کپڑا دیکھا تو انہیں معاملہ بڑا دشوار نظر آیا، فوراً طلاق دے دی اور جلدی جلدی اپنی خانقاہ کی طرف چلے گئے۔ لیکن پھر زیادہ

دیر تک زندہ نہ رہ سکے۔

امام شرجی کہتے ہیں اس ایک واقعہ میں حضرت محمد فقیہ کی کئی کرامات ہیں، سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے وہ کپڑا نکال کر روانہ کیا جو قبر میں ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تھا۔ پھر یہ بھی تو کرامت ہے کہ اس کپڑے کو اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی تھی تا کہ مستقبل میں وہ اسے بطور علامت اپنی بیوی کو دے سکیں۔ حضرت کا مزار مردع گاؤں میں ہے یہ شہر جند کے مشرق میں ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ علامہ جندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ میں زیارت کے لئے آپ کے مزار پر حاضر ہوا میں وہاں آپ کی قبر اور آپ کی مذکورہ بالا بیوی کی قبر کے پہلو میں کئی دن تک ٹھہرا رہا اس کی برکت سے آج بھی یہ گاؤں محترم ہے جو بھی اس گاؤں کی خرابی کا قصد کرتا ہے خود رسوا ہوتا ہے۔ اس علاقہ کے کسی اور مزار پر اتنی نذریں وغیرہ اکٹھی نہیں ہوتیں جتنی آپ کے مزار پر ہوتی ہیں۔ اس مزار سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔

حضرت محمد ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت عارفوں اور باعمل عالموں میں سے ایک ہیں۔

دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضیا پاشیاں

آپ کی عظیم کرامت یہ ہے کہ خواب میں وہ بڑی کثرت سے سرکار امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آپ ہمیشہ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں اور بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یہ سب خواب کے واقعات آپ نے ایک کتاب میں جمع فرما دیئے ہیں اور میں نے یہ کتاب اول سے آخر تک مطالعہ کی ہے۔ میں نے اس عارف کی سب سے بڑی کرامت یہ پائی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں آپ نے دیکھا کسی معاملہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات کا آغاز کیا ہے پھر دوسری دفعہ خواب میں جمال جہاں آرا سے سرور حاصل کیا ہے اور پہلے خواب میں جس بات کا آغاز ہوا تھا دوسرے خواب میں اس کی تکمیل ہوئی ہے۔ کچھ حضرات نے یہ روایت بھی کی ہے کہ بیداری میں بھی اکثر شرف دیدار پایا ہے اور حزب الفردانیہ (ایک وظیفہ) بیداری میں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیا ہے۔

امام شعرانی ''طبقات'' میں فرماتے ہیں کہ آپ بکثرت حضور کریم، صاحب کوثر و تسنیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ میں نے سرکار عالی مدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ لوگ میرے اس دیدار کی صحت کے قائل نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا: اللہ کریم کی عزت و عظمت کی قسم! جو انکار کرے گا یا جھٹلائے گا وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے گا(1)۔

1۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خواب میں جمال بے مثال کی زیارت کرائیں تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی ہوتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ارشاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکاری ہے اور ارشاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ (مترجم)

یہ واقعہ بالا حضرت شیخ ابو المواہب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے مروی ہے۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بہت سی خوابیں اور کئی فوائد ذکر فرمائے ہیں جن کا مطالعہ ''طبقات'' میں کیا جا سکتا ہے میں نے ان میں سے کافی واقعات اپنی کتاب ''افضل الصلوات'' میں لکھے ہیں۔

حضرت محمد شویمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدی محمد اشمونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور آپ کی قبر کے سامنے ہی مدفون ہیں۔ آپ کی کرامت یہ ہے کہ آپ سیدی مدین رحمۃ اللہ علیہ سے فاصلے پر بیٹھا کرتے تھے جس کے دل پر کوئی قبیح چیز وارد ہوتی آپ لاٹھی گھسیٹتے اس پر جا دھمکتے اور اس بات کی ذرا بھی پروانہ کرتے کہ وہ غنی ہے یا فقیر، بڑا ہے یا چھوٹا، صاحب امارت ہے یا کوئی اور، کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے جو کوئی بھی آپ کا واقف حال تھا وہ حضرت سیدی مدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

یہ کرامت بھی ملاحظہ ہو کہ آپ کے گھر والوں کو اشمون میں ایک دن قلقاس (ایک سبزی) کی ضرورت پیش آئی انہوں نے آپ کو بوری اور گدھا دیا اور کہا کہ باغ سے قلقاس خرید کر لاؤ۔ آپ تربت کے ایک گوشے کی طرف گئے جلدی جلدی ساتھیوں سے قلقاس کی بوری بھری پیسے بھی واپس لے آئے اس دن سے خاندان کی عورتیں آپ کی معتقد ہو گئیں۔

تصرفات بعد الموت

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں پتہ چلا ہے کہ سیدی محمد شویمی فوت ہو گئے اور ان کی بیوی کنواری تھیں اپنی بیوی کو فرما گئے تھے کہ میرے بعد کسی سے شادی نہ کرنا ورنہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس خاتون نے اس سلسلہ میں علماء سے فتوی پوچھا علماء نے جواب دیا یہ تو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات آپ کے بعد دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں۔ تو بے شک اللہ پر توکل کر کے شادی کر لے ایک شخص سے ان کے وارثوں نے شادی کر دی۔ آپ اسی رات اس شخص کے پاس آ گئے اسے نیزہ مارا اور وہ اسی رات مر گیا۔ بقول امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ وہ بوڑھی ہو کر مری اور ساری زندگی کنواری رہی۔

حضرت محمد قمر الدولہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیدی احمد بدوی کے ساتھیوں میں شامل ہیں اگر چہ ان کے ساتھ طویل عرصہ صحبت نہیں رہی۔

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے

شدید گرمی میں سفر سے آ رہے تھے طندتا میں آرام کے لئے تشریف لائے وہاں سنا کہ سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ بہت ضعیف ہو گئے ہیں تو آپ ان کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عبد العال وغیرہ حضرت احمد کے پاس موجود نہ تھے۔ حضرت احمد نے تربوز کا پانی پیا اور پھر اسی میں قے کر دی۔ حضرت محمد مذکور نے وہ لے کر پی لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ میرے ساتھیوں کے لئے قمر الدولہ ہیں (میرے ساتھیوں کی دولت کا چاند ہیں) یہ کلمہ سیدی عبد العال

اور ساری جماعت نے سنا۔ وہ آپ کے مقابلہ اور قتل کے لئے نکل پڑے آپ نے اپنا گھوڑا اس کنوئیں میں ڈال دیا جو درگاہ نفاضہ کے ٹیلے کے قریب ہے اور اس کنوئیں سے جا نکلے جو نفیا کے نواح میں واقع ہے۔ بڑی دیر تک وہ لوگ اسی کنوئیں پر آپ کا انتظار کرتے رہے جس میں آپ نے گھوڑا ڈالا تھا پھر خبر آئی کہ وہ تو نفیا کے نواح والے کنوئیں سے جا نکلے ہیں۔ یہ لوگ واپس چلے گئے اور وفات تک نفیا میں ہی مقیم رہے۔ آپ سلطان محمد بن قلاوون کے لشکر میں شامل تھے۔ بقول امام شعرانی آپ کے کپڑے، آپ کی کمان اور آپ کی ڈھال اور آپ کی تلوار نفیا میں آپ کی قبر پر آویزاں ہیں۔

حضرت محمد بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شان بلند، دلیل عظیم اور معرفت وسیع تھی، آپ جب کماد کی کھیتی دیکھتے تو فرماتے اس سے اتنے قنطار (ایک وزن) شہد اترے گا اور اتنے قنطار چینی آئے گی اور ایسا ہی ہوتا جیسا آپ کہتے۔ بقول امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بالکل کمی بیشی نہ ہوتی۔

حضرت محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شہر فیوم میں تشریف فرما تھے۔ بہت بڑے عارف اور مانے ہوئے محقق صوفی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عالم بیداری میں جب بھی چاہتے ہیں سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو جاتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود ہر اس مقام پر موجود ہوتا ہے جہاں آپ کی شریعت مطہرہ موجود ہے۔ لوگوں کے اپنے غلیظ حجاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مانع ہیں (1)۔

حضرت محمد ریمونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ان اولیائے امت میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ کریم نے تصرف کی دولت سے نوازا ہوتا ہے۔ حضرت شیخ موسیٰ کناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے عجلون کے باشندوں کو یہ کہتے سنا کہ احمد عادہ عجلونی نے حج کیا۔ رات کا وقت تھا کہ عرفات میں اس کا اونٹ گم ہو گیا۔ اس نے اپنے مرشد شیخ محمد ریمونی کی آواز سنی کہ اے محمد! اونٹ تیرے بالمقابل سامنے ہے وہ چند

1۔ امام شعرانی کیا فرماتے ہیں مفتیان سوچ اس مسئلہ کے کہ حضرت امام شعرانی اس عبارت کی تحریر کے بعد موحد رہے یا مشرک ہو گئے؟ اگر مشرک ہو گئے تو کیا انہیں تجدید نکاح کی دوبارہ کلمہ پڑھنے کے بعد ضرورت پیش آئے گی یا نہیں؟ شرک ساز فیکٹریوں نے کسی کو شرک کی گولی مارے بغیر نہیں چھوڑا، خواہ وہ امام شعرانی ہوں یا علامہ سیوطی، امام رازی ہوں یا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اب تو ان کی دریدہ دہنیاں وہاں تک جا پہنچی ہیں کہ ان کے ذکر سے بھی ایمان غارت ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ان کی اپنی علمی اور عملی بساط کیا ہے۔ بس شیطان کے ایک قدیم نعرے کو نت نئے اندازوں سے پیش کر کے اس کی ذریت ہونے کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ یہ تو حالات کی ستم ظریفی ہے کہ مساجد کے اندر منبروں پر بھی جب بس چلتا ہے تو گاندھی کو بھی منبروں پر لے آتے تھے جب عقیدت نے جوش مارا تو اندرا گاندھی کے بیٹے کو اپنی عظیم یونیورسٹی کی صد سالہ تقریبات میں لے گئے تھے اور آج ارشاد ہوتا ہے حکومت ہند نے سازش کر کے یہ عظیم یونیورسٹی بند کرا دی ہے اور اس کے اثاثوں پر قبضہ جما لیا ہے۔ کیوں جی! یہ اس کے باپو کے ساتھ محبت کی پکی قسط تو نہیں ہے، ابھی کیا دیکھا ہے ذرا آگے چلئے۔ (مترجم)

قدم سامنے چلا تو اونٹ مل گیا اور وہ اسے لے آئے ریمونی نے جب یہ فرمایا تو وہ اپنے شہر ریمون میں تھے (عرفات وہاں سے بہت ہی دور ہے) نویں صدی ہجری کے خاتمے سے پہلے ریمونی کا وصال ہو گیا۔ (غزالی کے قول کے مطابق)۔

حضرت محمد بدر الدین تنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فاضل، صالح، متقی، زاہد شیخ تھے مصر کی شاہی مسجد میں تعینات تھے آپ چھپے ہوئے اولیاء میں سے ہیں۔ عبادت میں بڑے راسخ قدم تھے مگر عبادت کو چھپاتے تھے شاہی مسجد کی چھت پر آپ کا خلوت کدہ تھا جہاں رات کو کوئی نہ جا سکتا تھا۔ وہاں پرانا عمامہ اور چیتھڑے دار کپڑے تھے رات کو خلوت میں یہی کپڑے پہنتے اور صبح تک تضرع وزاری اور آہ و بکا میں مشغول رہتے۔ پھر خوبصورت کپڑے پہن کر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے آتے۔ آپ فقہاء میں فقیہ، فقیروں میں فقیر، عارفوں میں عارف اور عام لوگوں میں عامی تھے حکومت کے اکابران کے معتقد تھے بڑی عزت کرتے تھے اور تحفے بھیجا کرتے تھے آپ وہ سب محتاجوں کو دے دیتے اور خود ان سے کچھ تناول نہ فرماتے۔ امرا کا خیال تھا کہ آپ کیمیا گری کے ماہر ہیں آپ جانتے تھے کہ یہ ساری عزت وتکریم اسی وجہ سے کر رہے ہیں۔ استادار تغری بردی نے کیمیا کا فن سیکھنے کے لئے طویل عرصہ تک آپ کی خدمت کی آپ نے اسے مکاشفہ میں فرمایا آپ دو صورتوں سے باہر نہیں جا سکتے یا تو اللہ تعالیٰ تجھے یہ علم دے دیں گے اور تو پوری طرح اس کا ماہر بن جائے گا اور یہ دیکھ کر بادشاہ تجھے قتل کر دے گا یا یہ عمل صحیح انداز سے حاصل نہ کر سکے گا۔ پھر تو کھوٹ ملانے والا بن جائے گا اور تجھے بادشاہ قتل کر دے گا۔ (دونوں صورتوں میں انجام قتل ہے) استاد نے اس خیال سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی۔ آپ اولیاء اللہ کو مرنے کے بعد غسل دیا کرتے تھے جب بھی کوئی ولی مرتا تو وصیت کر جاتا کہ اسے شیخ حضرت محمد بدر الدین غسل دیں۔ بقول غزی آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اسی حال میں ۹۰۳ھ میں وفات فرمائی۔

حضرت محمد شمس الدین سروجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ سعد الدین کاشغری نقشبندی کے ساتھی ہیں آپ پندرہ شعبان ۸۲۰ھ کی رات کو ہرات سے نو فرسخ دور روج گاؤں میں پیدا ہوئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام با کمال بچے کی بشارت دیتے ہیں

آپ کی والدہ ماجدہ کا ایک بہت ہی اچھا لڑکا تھا جو پانچ سال کی عمر میں وفات پا گیا وہ بہت مغموم ہوئیں۔ حضور نبی مکرم رؤف محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غم نہ کیجئے تمہیں اللہ تعالیٰ جلد ہی لمبی عمر اور عظمت و دولت والا فرزند عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد یہی حضرت پیدا ہوئے۔ ماں آپ کو کہا کرتی تھیں بیٹا! تم ہی تو ہو جس کی بشارت حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دی تھی۔ آپ بچپن سے خلوت پسند تھے۔ ایک دفعہ آپ نے والدہ سے سنا کہ جو اتنی مقدار وظیفہ پڑھتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمال خواب میں دیکھتا ہے۔ آپ نے وظیفہ پڑھا کر سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ

آپ خود گھر کے دروازے پر ہیں اور والدہ ماجدہ دروازے کی کرسی پر ہیں اور کہتی ہیں تم کدھر تھے؟ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ چلو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو مجھے ہاتھ پکڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے گئیں آپ دوسری کرسی پر تشریف فرما تھے آپ کے اردگرد کھڑے اور بیٹھے لوگوں کا ہجوم تھا اور آپ شہروں کی طرف فرامین بھیج رہے تھے آپ کی خدمت میں ایک کاتب بھی بیٹھا تھا میرا خیال ہے وہ مولانا شرف الدین ہی تھے وہ بڑے پرہیزگار عالم تھے۔ ماں نے مجھے سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام کیا یہ وہی ہے جس کی آپ نے مجھے بشارت دی تھی یا کوئی اور ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا یہ وہی ہے۔ آپ نے کاتب کو حکم دیا اور کاتب نے مجھے ایک ورق پر تقریباً تین سطریں لکھ کر دیں نیچے گواہوں کے نام تھے کاتب نے پڑھ کر مجھے عطا کر دیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی میری والدہ ماجدہ کے ہاتھ میں شمع تھی اور وہ دروازے پر تھیں مجھے بیدار دیکھ کر فرمانے لگیں کیا نیند میں کچھ دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، فرمانے لگیں جس طرح تو نے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے میں بھی اسی طرح اس دیدار جان بخش سے لطف اندوز ہوئی ہوں۔ بقول علامہ خانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۹۰۴ھ میں ہوا اور اپنے شیخ کاشغری کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

حضرت محمد حضری مجذوب صاحی (باہوش) رحمۃ اللہ علیہ

صاحب غرائب وعجائب اور منبع کرامات ومناقب تھے۔ کبھی تو ہوش میں ہوتے اور عجیب وغریب علوم ومعارف کے دریا بہا دیتے کبھی استغراقی کیفیت ہوتی اور زمین وآسمان کے اکابر کی شان میں وہ باتیں کرتے جن کا سننا بڑا مشکل ہوتا۔ آپ ابدال میں سے تھے۔ کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ نے خطبہ دیا اور بیک وقت تیس شہروں میں جمعہ پڑھا۔ کئی شہروں میں ایک ہی رات میں موجود ہوتے۔ ڈاکوؤں نے آپ کے کپڑے اتارنے چاہے تو ان کے ہاتھ ان کے پہلوؤں میں جکڑ گئے۔

پھر وسعتیں سمٹ گئیں

کسی نے شہد سے آپ کی دعوت کی آپ نے شہد تناول فرمایا پھر فرمایا ذرا شہد کا خیال رکھنا میں ابھی آتا ہوں تقریباً پندرہ سیڑھیاں چڑھنے تک غائب رہے واپس آ کر فرمایا میں حضرت متبولی کی نماز جنازہ کے لئے مقام اسدود گیا تھا اور وہاں انہیں دفن کر دیا ہے۔ پھر باقی شہد تناول فرمایا۔ بقول علامہ مناوی آپ کی وفات ۹۰۷ھ میں ہوئی اور بہنسا کے مقام پر دفن ہوئے قبر وہاں زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔

حضرت محمد بن داؤد منزلاوی رحمۃ اللہ علیہ

رات کو اگر آپ کے ہاں عشا کی نماز کے بعد کوئی مہمان آ جاتا اور مہمان کے لئے آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ آگ پر ہنڈیا رکھ دیتے صرف پانی ہنڈیا میں ڈال کر آگ جلانے لگتے۔ کبھی تو ہنڈیا سے چاول اور دودھ نکلتا (کھیر نکلتی) کبھی چاول اور میٹھا نکلتا، کبھی شوربہ اور گوشت نکلتا اور کبھی مرغی کا گوشت ہوتا۔ بقول علامہ غزی آپ کا وصال دسویں صدی کے آغاز میں

تسمیہ گاؤں میں ہوا۔ اپنی خانقاہ کے قریب دفن ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے اور زیارت گاہ مخلوق خدا ہے۔

حضرت محمد ابو العون غزی جلجولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام کبیر اور قطب شہیر ہیں۔ آپ کا اصل وطن تو غزہ ہے لیکن فلسطین کے شہر جلجولیا میں مقیم ہو گئے۔ پھر آخری عمر میں رملہ تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ حضرت شیخ امام علامہ ولی اللہ شہاب الدین رملی آپ کی صحبت میں رہے۔

حضرت شہاب الدین

یہ شافعی المسلک تھے اور ابن ارسلان کے نام سے معروف تھے انہوں نے مشہور کتاب ''متن الزبد'' تحریر فرمائی۔

دل کے بھید کا علم

ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ ''الانس الجلیل'' میں اپنے شیخ حضرت علامہ شمس الدین ضیر وطی مصری سے آپ کی یہ کرامت نقل کی ہے کہ وہ شیخ نور الدین کی معیت میں حضرت محمد جلجولی کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نور الدین نے آپ سے اپنا عالم ہونا مخفی رکھا۔ حضرت نے انہیں جن الفاظ سے خطاب کیا ان کا مطلب یہ تھا ''یہ مناسب نہیں کہ اللہ کریم کسی کو کوئی فضیلت عطا فرمائے اور وہ اسے لوگوں سے چھپاتا پھرے'' پھر آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی دری بچھائی اور انہیں اس پر بٹھایا۔ شیخ نور الدین نے آپ سے ابن ابی شرف کے کمال کے متعلق پوچھا جو ان کی طرح ابن ارسلان سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت محمد ابو العون فرمانے لگے ہم نے عرش کے پائے پر لکھا دیکھا ہے کہ محمد بن ابی شرف اولیاء اللہ سے محبت کرنے والا ہے۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہم ردی مریدوں کے لئے ہے

ابن حنبلی کہتے ہیں مجھے شیخ عفیف الدین غزی حلبی نے بتایا کہ وہ جب حضرت ابو العون کے گھر گئے تو ایک گروہ تو باصلاحیت صوفیہ فقراء کا دیکھا اور کچھ لوگ مفسد دیکھے جو اپنی ضروریات کے تحت آپ کی پناہ میں آئے بیٹھے تھے اس گروہ کو حضرت کے گھر پا کر عفیف الدین کی طبیعت بگڑی کہ ایسے گندے لوگوں کا یہاں کیا کام؟ حضرت باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے حضرت شیخ عبد القادر غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کہ آپ کے مریدوں کے متعلق کہا گیا کہ ان میں سے کچھ تو عمدہ ہیں اور کچھ ردی ہیں۔ ''عمدہ ہمارے ہیں اور ہم ردیوں کے ہیں''۔ یہ بات بھی آپ کو کشف کے ذریعے معلوم ہوئی تھی۔

ولی دل کا جاسوس

ابن حنبلی ہی کہتے ہیں دمشق کے ایک ولی نے چاہا کہ حضرت محمد ابو العون کے حالات معلوم کریں اور ان سے پوچھیں کہ ان کی ولایت کا آغاز کیسے ہوا؟ ایک مرید کو ان کی خدمت میں بھیجا اور اسے یہ نہ بتایا کہ اسے کیوں بھیجا جا رہا ہے صرف یہ کہا کہ آپ سیدی ابو العون کے پاس زیارت کے لئے جائیں اور انہیں کہیں کہ آپ کا بھائی (ولی دمشق) آپ کو سلام کہتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کہنا صرف اس دعوت کا خیال رکھنا جو پہلی دفعہ وہ آپ کو کھلائیں اور مجھے واپس آ کر بتائیں کہ کیا کھلایا

ہے۔ وہ مرید حضرت محمد ابوالعون کی خدمت میں حاضر ہوا پہلی دعوت میں انہوں نے اس مرید کو ابلا ہوا قلقاس (ایک سبزی جس کی جڑیں استعمال کی جاتی ہیں، کھلایا) جب زیارت ہوگئی اور اس نے واپس اپنے مرشد کے پاس پلٹنا چاہا تو حضرت ابو العون نے اسے کہا جب آپ سے آپ کے مرشد پوچھیں کہ ہمارے پاس پہلی دعوت میں کیا کھایا تو انہیں کہہ دینا کہ قلقاس کھایا تھا۔ یہ سیدی ابوالعون کا نرالہ کشف تھا اور لطیف پیرائے میں اشارہ تھا۔

تصرفات شیخ کی ایک جھلک

دنیائے وجود میں تصرفات شیخ کی نوعیت جاننے کے لئے حضرت شیخ موسیٰ کناوی کا ارشاد فرمودہ واقعہ ہم بیان کرتے ہیں۔ حلب کی ایک خاتون عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ حمام سے نکلی نائب حلب کی جماعت کے ایک سپاہی نے اسے اٹھا لیا اور بدی کے لئے اسے لے جانا چاہا۔ لوگ اس بیچاری کو چھڑا نہ سکے۔ قاسم بن زنزل نام کا ایک شخص آگے بڑھا جو بڑا بہادر اور تندخو تھا اس نے سپاہی کو مارا تا کہ عورت کو چھڑا سکے مگر اس کی مار سے سپاہی مر گیا قاسم کا جدھر منہ آیا حکومت کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اگلی صبح کو وہ شہر پلٹا اور حمام میں جا پہنچا۔ جب نائب حلب کو اس کی واپسی کی بھنک پڑی تو اسے پکڑنے کے لئے ایک دستہ بھیج دیا۔ دستہ حمام میں جا دھمکا۔ قاسم نے حمام کے منیجر سے کہا میرا خنجر اور میری شلوار مجھے دے دے وہ ان پر چڑھ دوڑا وہ ادھر ادھر بکھر گئے قاسم بھاگ کھڑا ہوا اور ایک باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا اور حضرت محمد غزی سے فریاد چاہی یہ حضرت کو پہلے مل چکا تھا اور ان کا معتقد تھا۔ حضرت کی برکت سے ان سے بچ نکلا وہ ساحل کے راستے پر چلتا گیا اور جلجولیا جا پہنچا۔ حضرت محمد ابوالعون کی خدمت میں پہنچ کر ان کے دامن کے نیچے گھس گیا حضرت نے اس کے لئے دعا کی اور واقعات کا بیان سن کر ارشاد فرمایا تو بادشاہ کے غلام کو کیسے قتل کر بیٹھا؟ قاسم نے سپاہی کی حرکت بیان کی اور معذرت چاہی۔ آپ نے فرمایا تجھے ہم نے امان دے دی ہے۔ پھر حضرت نے اسے نائب دمشق قانصوہ یحیاوی کے نام ایک فرمان نامہ اور نائب حلب کے نام دوسرا گرامی نامہ لکھ کر دیا۔ آپ نے اسے پانی پلا کر فرمایا یہ تندخوئی چھوڑ دے۔ قاسم نے کہا حضور ایسا ہی کرتا ہوں، جب آپ نے نائب حلب (گورنر) کے نام گرامی نامہ لکھا تو قاسم کہنے لگا حضور! مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ گرامی نام کو قبول نہیں کرے گا اور مجھے مار ڈالے گا۔ اس وقت محفل میں شیخ نعمہ صفدی بھی بیٹھے تھے انہوں نے ہاتھ پھیلایا اور کہا اگر وہ تجھ سے ذرا بھی بات کرے گا تو میں اپنے ہاتھ سے اس کی آنکھ نکال باہر کروں گا۔ حضرت ابوالعون رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نعمہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ اوپر اٹھنے سے پہلے ہی تھام لیا اور فرمایا اگر میں انہیں ہاتھ اوپر اٹھانے دیتا تو اس کی آنکھ پھوڑ دیتے۔ قاسم دمشق گیا اس کے پاس یحیاوی کے لئے حضرت کا گرامی نامہ تھا۔ یحیاوی نے بڑا احترام کیا اور قاسم کو حضرت کے احترام کے لئے سو درہم دیئے۔ پھر نائب حلب کے نام خط لکھ کر دیا کہ قاسم کی عزت کی جائے اور حضرت کی خاطر اسے معاف کر دیا جائے۔ نائب حلب نے بھی احترام کیا اور معافی دے دی۔ قاسم اس کے بعد ہمیشہ لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا اور ہمیشہ فقیروں کا لباس پہنا کرتا اور اس مقام تک جا پہنچا کہ اس کا ذکر ہونے لگ گیا۔

شیخ موسیٰ کناوی فرماتے ہیں کہ شیخ محمد ابوالعون ۹۱۰ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے شہر رملہ کے اندرونی حصے میں مدفون

ہوئے ان کے مزار پر قبہ بنا ہوا ہے لوگ زیارت اور تبرک کے لئے حاضری دیتے ہیں۔ حضرت محمد ابو العون رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کے ہاتھ پر کثرت سے کرامات کا ظہور ہوا۔ اگر گننے والا آپ کی محفل میں روزانہ پچاس یا اس سے زائد کرامات گننا چاہتا تو گن لیتا۔ آپ کا ظہور صحیح اور زائد کشف کی وجہ سے ہوا۔ فقیروں کی تربیت کی وجہ سے بھی ہوا اور لوگوں کے نفع اندوز ہونے کی وجہ سے بھی ہوا مصر و شام کے بادشاہوں پر تو آپ کو بقول غزی پوری طرح تصرف حاصل تھا اور ان میں سے کوئی آپ کی سفارش ٹھکرانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت شیخ اور امام ہیں، عارفوں میں آپ کا بڑا مقام ہے مصر میں آپ ترکوں کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کو مغربی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ نے ایک مغربی شخص سے شادی کر لی تھی۔ آپ نے حضرت محمد شمس الدین مصری حنفی کے خلیفہ حضرت ابو العباس سری سے حصول فیض کیا۔

بوریا نشین شاہ

امام شعرانی نے ''طبقات وسطی'' میں ذکر کیا ہے کہ مجھے ایک دفعہ ان سے ملنے کا اتفاق ہوا لوگ بیان کرتے ہیں کہ آپ قطبیہ میں تین سال تک مقیم رہے۔ آپ وسیع خرچ فرمایا کرتے جو سب کا سب آپ کو غیب سے ملا کرتا تھا۔ اکثر مقروض لوگ ان کے پاس آ کر عرض کیا کرتے تھے حضور! قرض کی ادائیگی میں آپ ہماری مدد فرمائیں''۔ آپ فرماتے چٹائی کا کنارہ اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو کچھ ہے لے لو۔ بسا اوقات چٹائی کے نیچے اس کے قرضے سے زائد رقم ہوتی تو آپ فرماتے قرضہ ادا کر اور باقی رقم سے وسعت مالی کا حصول کر لے، مصر کے سارے کے سارے علماء علوم عقلیہ اور علوم وہبیہ میں آپ کے تابع فرمان تھے۔ آپ سے ایسے علوم کا یہ علماء استفادہ کرتے جو کبھی انہیں سننا نصیب نہ ہوتے تھے۔ علامہ حمصی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ قاہرہ میں سنقر پل کے پاس مقیم تھے۔ صاحب کشف تھے اور ظاہری کرامت رکھتے تھے۔ بقول علامہ غزی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۹۱۱ھ میں ہوا باب القرافہ کے قریب مدفون ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے اور زیارت گاہ عوام ہے۔

حضرت محمد بن زرعہ مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صالح اور صاحب احوال و مکاشفات ہیں۔ آپ قدیدار پل کے قریب اپنے گھر کی کھڑکی میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور انسان کے جی میں جو کھٹکا آتا وہ بتاتے جاتے تین دن بولتے اور تین دن خاموش رہتے۔ بقول علامہ غزی ۹۱۴ھ کو وصال ہوا اور گھر کی جس کھڑکی میں بیٹھا کرتے تھے، وہیں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن عبد الرحمٰن اسقع باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم و ولایت میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپ کے شاگرد محمد بن علی خرد نے کتاب ''الغرر'' میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ محمد کے کسی خادم کی چوری ہو گئی اور گھر میں جتنا ان کا اپنا اور دوسرے لوگوں کا سامان پڑا تھا، سب چور لے

گئے۔ خادم کو اس بات کا بے حد دکھ ہوا۔ اپنے آقا سے شکایت کی۔ آپ نے کہا: وادی خلیہ میں جاؤ تمہیں سب سامان وہاں بریمات (یہ لفظ تصغیر ہے بضم اول پڑھیں یہ اس گھاٹی میں مشہور چٹانیں ہیں) کے نیچے مل جائے گا خادم وہاں گیا تو سارا سامان موجود تھا (1)۔

آپ کی وفات کے بعد بھی کرامات کا سلسلہ جاری رہا آپ کے کئی مریدوں نے سختی وشدت میں آپ سے مدد چاہی تو وہ سختی اللہ کے حکم سے ٹل گئی۔ ایک اور کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے قدیم تجرید جگہ کی زیارت کی جگہ کی ہموار زمین جنت التروی مقام پر وہ سو گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے کہتے تھے میں نے والد صاحب کو خواب میں السلام علیکم کہتے سنا میں جاگا تو کوئی بھی موجود نہیں تھا میں نے باپ سے مدد چاہی کچھ آگے چلا تو گم شدہ قافلہ کو موجود پایا۔ آپ کی وفات ۹۱۷ھ کو ہوئی۔ زبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر کا سب کو علم ہے اور ان کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں کسی نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو آپ نے فرمایا: فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ (القمر) (سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور)

حضرت محمد صدر الدین بکری رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام صالح عالم عامل اور تقویٰ پسند زاہد تھے۔ آپ نے سیدی ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ بہت زیادہ خاموش رہتے صرف کسی کا جواب دیتے ہوئے بولتے تھے اور عاجزی وخشوع کی وجہ سے رات یا دن میں کسی وقت بھی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھاتے تھے۔ ان کی والدہ فرماتی ہیں جب وہ میرے پیٹ میں تھے تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی آپ نے مجھے ایک کتاب عطا فرمائی میں نے خواب کی تعبیر اس بچے کو سمجھا۔

آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ جب آپ حج کے لئے گئے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو لوگوں نے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سلام کا جواب دیا ہے (2)۔ علامہ غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کا وصال ۹۱۸ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا۔

1۔ تروی جگہ کی ہموار زمین۔

2۔ یہ ہے ہمارے اسلاف کا کمال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر اقدس سے انہیں جواب عطا فرماتے ہیں پھر یہ ایک واقعہ نہیں سیکڑوں اولیائے امت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطاب سے نوازا ہے ہاتھ چومنے کے لئے قبر اقدس سے باہر نکالا ہے اپنے غلاموں کے جنازوں میں شرکت فرمائی اور خدا جانے کتنے تصرفات فرمائے ہیں مگر یہ سب کچھ ''چشم بینا'' کے لئے ہے، چمگادڑوں کو نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہوتا ہے نہ شرف کلام سے وہ مشرف ہوتے ہیں نہ عطائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بہرور ہوتے ہیں لہٰذا نعرہ مارتے ہیں کہ جب ہمیں کچھ نہیں ملا تو کسی کو بھی کچھ نہیں ملا پھر لغویات پر اتر آتے ہیں کبھی تو قبر اقدس مرکز دل ونگاہ کو گڑھا کہتے ہیں اور کبھی تصرفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتے ہیں۔ کچھ دریدہ دہن اور آگے بڑھ کر کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر انور میں تشریف فرما ہی نہیں کچھ اور مزید ترقی پا کر ایک کریلا اور دوسرا نیم چڑھا کا منظر پیش کرتے ہیں مگر ان کی ہفوات نقل کرنے کی ہم میں ہمت نہیں ہے ہم تو یہی کہتے ہیں:۔

تجھے جو کہیں سے نہ مل سکا مجھے مصطفیٰ سے وہ مل گیا
تجھے کیا ملال ہے بے ادب! یہ نظر نظر کی تلاش ہے

(مترجم)

امام شعرانی نے بھی سلام کے جواب، وفات اور مدینہ والی کرامات کا ذکر کیا ہے۔

حضرت محمد ابو فاطمہ عجلونی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صالح اور مجذوب بزرگ تھے۔

غزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ موسیٰ کناوی کی تحریر پڑھی کہ سید نجدہ حسینی حصنی اپنے صاحبزادے کے ساتھ حرجلہ گاؤں میں تھے وہاں سے دمشق لوٹے غوطہ دمشق کے میدانی حصے میں چل رہے تھے کہ آپ نے شیخ محمد مذکور کو دیکھا جنہیں آپ پہلے پہچانتے تھے فرماتے ہیں میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور پیچھے سے انہیں جا ملا میں نے سلام کہہ کر انہیں پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ کہنے لگے بغداد سے آرہا ہوں، میں نے پوچھا کیا آپ کو شیخ خلیل کے متعلق کچھ علم ہے؟ ان کی مراد حضرت عجلونی مجذوب تھے۔ کہنے لگے جی ہاں انہیں بغداد کا وتد (میخ) بنا دیا گیا ہے اور یہی صحیح تر بات ہے۔ سید نجدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر میں نے پلٹ کر اپنے بیٹے کو دیکھا جو میرے پیچھے آرہا تھا تو حضرت شیخ محمد غائب ہو گئے مجھے معلوم نہیں وہ کیسے چلے گئے (یعنی انہوں نے اپنے متعلق حضرت نجدہ کو خود جواب دیا اور تاثر یہ دیا کہ وہ انہیں جانتے نہیں۔ مترجم) بقول امام غزی آپ کی وفات ۹۲۰ھ کے بعد ہوئی۔

حضرت محمد شمس الدین دیروطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم امام، واعظ فقیہ اور ولی اللہ ہیں۔ آپ پر کئی کیفیات طاری رہتیں، نگاہوں سے مخفی ہو جاتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ایک گروہ سے باتیں کرتے کرتے غائب ہو گئے۔ بسا اوقات لوگ ان کے بغیر ہوتے پھر دفعۃً انہیں اپنے درمیان پاتے۔

آپ نے ایک ایسی کشتی کی طرف ایک دفعہ اشارہ فرمایا جس میں چور بیٹھے تھے تو وہ ایک جگہ گڑھ گئی۔ پھر اشارہ کیا تو چلنے لگی چوروں نے یہ منظر دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ نے اپنی بیوی کو اطلاع دی کہ اس کا بیٹا حمزہ ایک جنگ میں شہادت سے نوازا جائے گا اس کا سر وجود سے الگ ہو جائے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

حضرت شیخ بیمار ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ کو بتایا کہ وہ اس مرض میں ہی مر جائیں گے ماں کہنے لگی آپ کو اس بات کا علم کیسے ہوا؟ جواب دیا حضرت خضر علیہ السلام نے بتایا ہے۔ آپ ۹۲۱ھ میں واصل بحق ہوئے اور اپنی خانقاہ دمیاط میں دفن ہوئے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کے صاحبزادے سری نے مجھے بتایا کہ مجھے اپنی والدہ نے بتایا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا، منکر ونکیر سے کیسی گزری؟ کہنے لگے انہوں نے کلام ملیح (نمکین) میں ہم سے باتیں کیں اور ہم نے انہیں فصیح زبان میں جواب دیا۔ (قالہ الغزی)

حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد، عظیم مقامات والے اکابر اولیاء اللہ میں سے ایک ہیں اور آپ کو بے حد دولت عرفان حاصل تھی۔ آپ کی عظیم کرامات تھیں۔ ایک یہ کہ صرف چھ پیالے آٹے سے آپ نے پانچ سو آدمیوں کو سیر ہو کر کھانا کھلایا۔

واقعہ یوں تھا کہ آپ کے ملک کے فقراء اس تعداد میں اکٹھے ہو گئے اور آپ کے شہر میں اچانک آدھمکے آپ نے اپنی پہلی عادت کے مطابق حسب ضرورت آٹا گوندھا ہوا تھا، آپ نے والدہ ماجدہ سے کہا آپ یہ رومال لے لیں اور اس پیالے کو ڈھانپ دیں اس سے وہ روٹی توڑتی رہیں سارا مکان اور مکان کا محفوظ حصہ بھر دیا آدھی حویلی پر ہو گئی اور فرمایا پیالہ سے پردہ ہٹا دیجئے یہ کافی ہو رہے گا۔ جب اسے انہوں نے کھولا تو اس میں آٹا نہیں تھا۔ فرمانے لگے عزت ربانی کی قسم! اگر میں چاہتا تو مدد خداوندی سے اس آٹے سے سارے شہر کو روٹیوں سے بھر دیتا۔

ولی نے خدا جانے کہاں پھینک دیا

جامع اسکندریہ میں ایک طویل عرصہ سے ایک شخص رہا کرتا تھا جو بھی اس سے ذرا بے توجہی برتتا اور ناز کرتا یہ اسے کہتا اے جوں! فلاں آدمی کے پاس چلی جا۔ اس آدمی کے کپڑے جوؤں سے بھر جاتے اور وہ ہلاکت کے کنارے تک جا پہنچتا۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی آپ اس وقت سرائے افراخ والی زیارت میں تھے آپ نے فرمایا مجھے اس سے ملاؤ لوگوں نے ملا دیا آپ نے اسے فرمایا اللہ کے طریق سے تو نے صرف جوئیں ہی پہچانی ہیں پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فضا میں پھینک دیا اس دن سے وہ لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو گیا کسی کو معلوم نہیں کہ حضرت نے اسے کہاں پھینک دیا۔

دریا راستہ چھوڑ دیتے ہیں

مجھے شیخ اشمیدی نے جو حضرت کی خدمت میں فقیہ الفقراء کی حیثیت سے مقیم تھے، بتایا کہ سیدی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے برہمتوش سے سیدی ابو العباس غمری کی طرف عشاء کے بعد نقیب (قاصد) بھیجا اور اسے ارشاد فرمایا صبح کی اذان ہو تو آپ لازماً میرے پاس وہاں سے واپس پہنچ جائیں۔ ابوشبل نقیب گیا اور صبح وقت پر واپس آ گیا۔ حضرت نے اس سے پوچھا دریا کی کس گزرگاہ سے گزرے تھے؟ انہوں نے جواب دیا حضور! میرے دل نے دریا کو محسوس نہیں کیا اور نہ مجھے معلوم ہے کہ راستے پر دریا تھا۔ حضرت نے اپنے غلاموں کو آہستہ سے فرمایا، اس کی ہمت اور عزم کے سامنے دریا لپٹ گیا لہٰذا اسے راستے پر کہیں نظر نہیں آیا۔

زمین پانی پیش کرتی ہے

سیدی شیخ عالم محدث امین الدین امام غمری رحمۃ اللہ علیہ اور سیدی محمد بن عنان کے ساتھ سفر میں تھا، گرمی سخت ہو گئی، دونوں بزرگوں نے گدھوں کی سواری چھوڑی، دونوں گدھوں کو کھڑا کر کے اوپر چادر پھیلائی اور گرمی سے بچ کر ہم لوگ نیچے بیٹھ گئے۔ سیدی ابو العباس غمری کو شدت سے پیاس لگی لیکن پانی تو موجود نہ تھا۔ سیدی محمد بن عنان نے پیالہ پکڑا اور زمین سے یوں بھرا جیسے پانی سے بھرا جاتا ہے اور سیدی ابو العباس غمری کو پیش کیا انہوں نے نوش نہ فرمایا اور کہا حضرت شیخ محمد صاحب! ظہور سے ظہور کا خاتمہ ہوتا ہے انہوں نے جواباً فرمایا، مجھے عزت ربانی کی قسم! اگر ولایت کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس چشمے کو بہتا چھوڑ دیتا کہ لوگ اور جانور اس سے قیامت تک پانی پیتے رہتے، یہ واقعہ بلاد شرقیہ میں ضغبسط کے نواح میں پیش آیا واقعہ کے راوی حضرت امین الدین رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں ہم نے اسے نقل کیا ہے اور حضرت امین الدین رحمۃ اللہ علیہ

سچے انسان تھے۔

شیخ بدرالدین مشتولی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے سیدی عبدالقادر دشطوطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ شیخ محمد عنان رحمۃ اللہ علیہ آسمان کی کھڑکی جانتے ہیں۔

پھر بھوک جاتی رہی

سیدی شیخ شمس الدین طنخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد کے سسر نے مجھے بتایا کہ ایک بسیار خور حضرت شیخ کے ساتھ ایک مسافر قافلہ کے ساتھ دمیاط کے علاقہ میں اترا، لوگوں نے حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کیا کہ وہ رات قافلے میں اکیلا بہت بڑی مچھلی اور کھجوروں کا پورا ٹوکرا کھا گیا ہے۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے طلب فرمایا اور ارشاد ہوا بیٹھ جا آپ نے روٹی کے دو ٹکڑے کئے اسے کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر کھالے۔ وہ آدمی روٹی سے سیر ہو گیا اس کے بعد اسی مقدار پر وہ روٹی کھاتا۔ وفات تک آدھی روٹی سے آگے نہیں بڑھا اس کے گھر والے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے تو ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا۔

ولی کی سفارش سے عذاب ٹل جاتا ہے

امام غمری سید شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی اس بات کے راوی ہیں کہ برہمتوش کے قبرستان میں ایک قبر میں ایک آدمی ہر رات سورج ڈوبنے سے صبح تک چیختا رہتا تھا۔ لوگوں نے حضرت محمد کو اس کا واقعہ بیان کیا آپ قبرستان تشریف لے گئے اور سورۂ ملک تلاوت فرما کر اللہ کریم سے اس کی مغفرت کی دعا کی اس رات کے بعد کسی نے اس کی چیخیں نہیں سنیں۔ لوگ کہنے لگ گئے کہ حضرت کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو گئی ہے۔

میں نے سیدی علی خواص کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت محمد کو ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے پہچانا میں آپ کے پاس برکۃ الحاج میں آپ کے باغ میں انجیر جیسا پھل بیچا کرتا تھا میں نے سنا کہ حضرت متبولی فرما رہے تھے عزت خداوندی کی قسم! میرے بعد میرا بوجھ ستر آدمیوں پر تقسیم ہو گا تو وہ اسے اٹھانے سے عاجز آ جائیں گے۔ حضرت یوسف کردی نے آپ (حضرت متبولی رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا حضور! آپ کے بعد حجرۂ نبوی کی خدمت پر کون مامور ہو گا؟ فرمایا محمد بن عنان نامی ایک شخص ہوں گے جو بلاد شرقیہ میں ظہور پائیں گے۔

کلام ولی کی تاثیر

مجھے شیخ شمس الدین لاذقانی مالکی نے بتایا ہے کہ میں سیدی محمد کے پاس ایک دن حاضر ہوا مجھے وضو اور نماز میں سخت وسوسوں نے شدید اذیت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ میں نے حضرت کی خدمت میں شکایت کی آپ نے فرمایا مالکیوں سے ہمارا عہد ہے کہ وہ طہارت وغیرہ میں وسوسے میں مبتلا نہ ہوں، آپ کے صرف یہ ارشاد فرمانے سے آپ کی برکت نے میری دستگیری کی اور کوئی وسوسہ بھی باقی نہ رہا۔

مرض مریض سے لے لیتے ہیں

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے جو شدت کمزوری سے ہلاکت کے کنارے پہنچ چکا ہوتا تو آپ اس کا مرض خود اٹھا لیتے۔ مریض اٹھ کھڑا ہوتا اور حضرت جب تک اللہ چاہتا بیمار رہتے۔ اس طرح سیدی ابو العباس غمری اور سیدی علی بلبلی مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرض کو آپ نے لے لیا تھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیدی علی کے واقعہ کے وقت میں خود موجود تھا۔ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر اسی وقت جامع ازہر کے وضو خانے میں چلے گئے وضو کر کے سو گئے۔ حضرت علی بلبلی کے ترجمہ میں امام شعرانی نے یوں واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن عنان ایک دفعہ آپ (حضرت علی بلبلی) کے پاس تشریف لائے آپ کو قریب موت مریض پایا حضرت محمد ان کی جگہ لیٹ گئے اور سیدی علی خوش خوش اٹھ کھڑے ہوئے گویا انہیں کبھی تکلیف نہ تھی۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ چالیس دنوں تک مریض رہے۔

دنیا خود کھانا لاتی ہے

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ابتدائے کار میں تین سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مسجد کی چھت پر رہا نماز جمعہ یا شیخ عارف سیدی یحییٰ مناوی کے درس کے وقت ہی اترتا تھا نیز فرمایا میں جب تک مسجد عمرو کی چھت پر رہا اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے لئے مسخر کر دی ہر رات دنیا میرے پاس ایک برتن لاتی جس میں دو روٹیاں اور کچھ غذا ہوتی نہ کبھی میں اس سے ہم کلام ہوا نہ کبھی وہ مجھ سے بولی میں یہ ضرور پہچانتا تھا کہ یہ دنیا ہے۔

ادب اولیاء نگاہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میں

امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے ایک رات سونے کے لئے پاؤں پھیلانے چاہے جدھر بھی میں پاؤں پھیلانا چاہتا اس سمت کسی نہ کسی ولی کو پاتا میں نے پھر پاؤں سیدی محمد بن عنان کے علاقہ کی طرف جو باب البحر میں واقع ہے، پھیلانے چاہے میں نے دیکھا اس طرح پاؤں آپ کی قبر مبارک کی طرف ہو سکتے ہیں، میں بیٹھا بیٹھا ہی سو گیا۔ آپ خواب میں تشریف لائے میرا پاؤں پکڑ کر اپنے علاقے کی طرف پھیلا دیا فرمایا میری طرف، بساط احمدی کی طرف پاؤں پھیلا لیجئے۔ میں جب اٹھا تو آپ کے ہاتھ مبارک کا لمس میرے پاؤں میں محسوس ہو رہا تھا۔

یہ دستگیریاں

امام شعرانی ذکر فرماتے ہیں غوری نے شریف (سید) سے سلطان حجازی کے تبرکات مانگے شریف سمجھتا تھا کہ وہ دھوکا دے گا۔ شریف نماز عصر کے بعد حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہوا ہم سب آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت شریف کے لئے اٹھے اور اسے گلے لگا لیا۔ شریف نے کہا میں اسی وقت بھاگ جانا چاہتا تھا مگر آپ کی توجہ اشرف میرے ساتھ ہونی چاہئے تاکہ مجھے غوری پکڑ نہ سکے اور میں اس علاقہ سے بخیریت نکل جاؤں اونٹنیاں برکۃ الحاج کے ماحول میں میری منتظر ہیں۔ سیدی محمد خلوت میں تشریف لے گئے۔ شریف انتظار کرنے لگے۔ آپ باہر تشریف نہ لائے وقت بہت تنگ تھا۔ شریف نے مجھے اور

شیخ حسن حدیدی حضرت کے خادم سے کہا میرا لئے ذرا حضرت کو جلدی باہر لاؤ ہم نے خلوت کا دروازہ کھولا تو آپ کو وہاں موجود نہ پایا، ہم نے دروازہ بند کر دیا ایک ساعت کے بعد آپ باہر تشریف لائے آپ کی آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں۔ شریف کو فرمانے لگے سوار ہو جائیں کوئی آپ کو نہیں پکڑ سکے گا۔ غوری کو شریف کے غائب ہونے کا علم ہی دو دن تک نہ ہو سکا وہ حجاز کے علاقہ کی طرف بچ کر نکل گیا اس نے شریف کی تلاش میں لوگ بھیجے مگر کوئی بھی اس تک نہ پہنچ سکا۔ یہ واقعات امام شعرانی نے بیان کئے ہیں۔

امام مناوی آپ کی کرامات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ایک مشرقی مرد نے حضرت کی بیوی سے آپ کی وفات کے بعد شادی کرنا چاہی عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد مقسم میں حضرت کی قبر اقدس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے (مکاشفہ میں) اسے فرمایا کیا دنیا تیرے لئے تنگ ہو گئی ہے میرے بستر کے بغیر اور کوئی جگہ نہیں ملی۔ اس کے پہلو میں حربہ دے مارا وہ خوفزدہ ہو کر عالم کشف سے نکلا حربہ اس کے پہلو میں تھا اور بھونے جگر کی طرح اس کے پہلو میں ٹھنڈا ہو چکا تھا وہ اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوا مگر راستے میں ہی مر گیا۔ فقراء کے لگائے زخموں کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ نہ وہ ٹھیک ہوتے ہیں اور نہ دوائی ان پر اثر کرتی ہے کہ در اصل ان زخموں میں ولی کی روح کام کر رہی ہوتی ہے خبر رکھنے والے کی طرح اور کوئی اصل واقعہ بیان نہیں کر سکے گا۔

کسی حاکم نے دس گھڑے شہد ایک ہی وقت میں آپ کی خدمت میں بھیجے سب گھڑے زمین پر گر کر ٹوٹ گئے نیا شہد خریدنے کا وقت نہ تھا آپ دریائے نیل کی طرف نکلے فرمایا گھڑے لے کر میرے پاس آؤ۔ آپ نے سب برتن پانی سے بھر دیئے لوگوں نے دیکھا کہ پانی شہد بن گیا ہے لوگوں نے اسی سے کھانے پکائے آپ نے فرمایا الحمد للہ! اللہ کریم نے ہمیں حاکموں کے شہد سے بچا لیا۔ حضرت شیخ محمد بن عنان ۹۲۲ھ میں ایک سو بیس سال کی عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔ باب البحر میں جامع مقسم میں مدفون ہوئے۔ ائمہ کرام نے آپ کا جنازہ پڑھا جنازے میں سلطان طومان نامی بھی شریک تھا وہ حضرت کے پائے اقدس سے کفن ہٹا کر اسے رخسار پر رگڑتا رہا یہ دن مصر میں بے پناہ حاضرین کا دن تھا۔

حضرت محمد بہاؤ الدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب مکاشفات، ولی صالح تھے۔

کشف کی وسعتیں

ان کا کشف کبھی غلط نہیں ہوتا تھا جس چیز کی خبر دیتے ایسا ہی ہوتا اس کے خلاف کسی نے کوئی واقعہ نہیں بتایا۔ اگر کسی امیر کو کہہ دیتے کہ ہم نے تجھے معزول کر دیا ہے تو وہ اسی دن یا اسی ہفتے معزول ہو جاتا۔ اگر کسی کو فرما دیتے کہ ہم نے تجھے ولی بنا دیا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک دعوت ولیمہ میں آپ کے ساتھ تھا آپ نے پانی کا گھڑا اٹھایا اور چھت کی

طرف پھینک دیا ایک فقیہ بھی موجود تھا وہ کہنے لگا گھڑا ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا آپ فقیہ صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔ گھڑا صحیح وسلامت واپس زمین پر آ گیا۔ دس سالوں سے چند سال اوپر وہ فقیہ آپ سے ملا دیکھتے ہی آپ نے فرمایا جھوٹے گواہ کو خوش آمدید کہتا ہوں جس نے علم کے بغیر گھڑا ٹوٹنے کی شہادت دی تھی۔ بقول علامہ غزی آپ کی وفات ۹۲۲ھ کو ہوئی۔

حضرت محمد روبحل رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صالح تھے ننگے رہنے والے مجذوب تھے مصر میں قیام تھا۔ آپ نانبائی کے تنور میں انگاروں پر سو جاتے اور انگارے آپ کو نہیں جلاتے تھے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد شیخ الاسلام شہاب الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے مصر میں خیر و فتویٰ جو بھی ملا وہ سیدی محمد روبحل کی دعا سے ملا آپ قیلولہ کے وقت میرے گھر تشریف لے آئے میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا تجھ پر بند دروازے کھل جائیں گے یہ فرما کر میرے گھر سے نکل گئے۔

موت کا علم

سلطان سلیم بن عثمان کی فوج جب مصر میں داخل ہوئی تو آپ کہنے لگے کہ روبحل کا قصور کیا ہے کہ فوجوں نے اس کا سر قلم کر لیا ہے (اپنی موت کی پیشگوئی فرما رہے تھے) پھر حضرت سید محمد بن عنان کی کھڑکی کے پاس سے گزرے تو وہاں ٹھہر گئے اور کہنے لگے روبحل کا کیا قصور ہے کہ فوجوں نے اس کا سر قلم کر دیا ہے پھر باب البحر کی جامع مسجد میں سے نکلے تو بولاق کے راستے پر ۹۲۳ھ میں فوجیوں نے آپ کا سر قلم کر دیا۔ بقول غزی آپ کو جزیرہ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت محمد بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صالح، امام عارف ربانی اور حنفی صوفی ہیں دمشق میں قیام تھا۔

علم و انداز اولیاء

خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے آپ خواجہ عبید اللہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف و عالم کی اولاد میں سے تھے۔ فرماتے ہیں میں حضرت خواجہ عبید اللہ کے مرید مولیٰ اسماعیل شروانی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھے کتابوں کے مطالعہ کا شوق دلایا میں نے ان کے سامنے عدیم الفرصتی کا عذر پیش کر کے معذرت چاہی۔ میں پھر حضرت محمد بدخشی کی خدمت میں پہنچا تو فرمانے لگے آپ مولیٰ اسماعیل کے پاس گئے تھے میں نے عرض کی جی ہاں گیا تھا فرمانے لگے انہوں نے آپ کو مطالعہ کتب کی رغبت دلائی میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے ان کی بات کی طرف توجہ نہ دینا میں نے اپنے چچا جان سے سورۂ عادیات تک قرآن پڑھا تھا، اب مجھے اس علم کی ذرا بھی ضرورت نہیں جس کا ذکر مولیٰ اسماعیل کر رہے تھے۔ میں مولیٰ اسماعیل کا حال بھی نہیں جان سکا۔ کبھی تو میں انہیں اعلیٰ علیین میں پاتا ہوں اور کبھی وہ اسفل السافلین میں ہوتے ہیں۔ خواجہ محمد قاسم فرماتے ہیں پھر میں دوبارہ مولیٰ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے آپ حضرت محمد بدخشی کے پاس گئے تھے؟ میں نے

کہا جی ہاں۔ کہنے لگے آپ کو کتابوں کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوگا۔ آپ کے دادا حضرت عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آخری عمر میں بیضاوی کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے پھر مولیٰ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے میری شیخ محمد بدخشی کے ساتھ عجیب کیفیت ہے جب میں ان کے ساتھ مصاحبت چاہتا ہوں تو میں انہیں اپنی ذات اعلیٰ علیین میں دکھاتا ہوں اور جب ان کی صحبت ترک کرنا چاہتا ہوں تو اپنی ذات کا مشاہدہ انہیں اسفل السافلین میں کراتا ہوں۔

علامہ غزی فرماتے ہیں اللہ مولیٰ اسماعیل شروانی اور مولیٰ محمد بدخشی پر رحم فرمائے دونوں نے ہی خواجہ محمد قاسم کو اس بات کی نصیحت کی جوان کی بھلائی کے بارے میں انہیں معلوم ہوئی۔ مولیٰ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مطالعہ اور عادات اولیاء اللہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔ مولیٰ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ذات خداوندی میں محویت کا درس دیا اور سب چھوڑ کر انہیں ذات خداوندی کی طرف متوجہ کیا۔ اس واقعہ میں دونوں کے کشف کی عظمتیں بھی موجود ہیں۔ حضرت محمد بدخشی ۹۲۳ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں کھلے میدان میں مدفون ہوئے۔ مولیٰ اسماعیل شروانی حنفی المذہب تھے اور عقلی ونقلی علوم کے امام تھے عظیم اولیائے امت میں شامل ہیں۔ حضرت عارف باللہ خواجہ عبید اللہ سمرقندی کی خدمت میں رہے اور انہی کے پاس تربیت پائی اور ان کے کامل ترین مریدوں میں شامل ہوئے جب حضرت خواجہ عبید اللہ سمرقندی کا وصال ہوا تو آپ مکہ مکرمہ چلے گئے اور اسی سرزمین پاک کو اپنا وطن بنالیا۔ ان کی وفات قریباً چوراسی سال کی عمر میں ۹۴۲ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد فرفور رحمۃ اللہ علیہ

باہوش مجذوب تھے آپ کی داڑھی منڈھی ہوئی تھی آپ کی لاتعداد کرامات ہیں۔

ولی اور شفائے امراض

آپ لیموں بیچا کرتے تھے ایک لیموں ایک فلس (ایک چھوٹا سکہ) میں فروخت کرتے۔ اگر کوئی بیمار آپ کا لیموں کھالیتا تو شفایاب ہو جاتا۔ آپ کے ایک بھائی جامع ازہر کے دروازے پر مولیاں بیچا کرتے تھے ان کی مولی کا کوئی پتہ جو مریض کھالیتا اسے بھی شفا نصیب ہو جاتی۔

خواص کی جماعت میں سے ایک آدمی نے پانی پیا اس کے گلے میں جونک چمٹ گئی وہ بڑی ہوگئی اور حلق بند ہونے لگا خواص نے اسے فرمایا اس بزرگ کی مولی کا ایک پتا لے کر کھالے جو ازہر شریف کے دروازے پر مولیاں بیچتا ہے۔ اس نے پتا لے کر کھایا تو جونک فوراً گر گئی۔ بقول مناوی حضرت محمد فرفور ۹۲۴ھ میں وصال فرما گئے۔

حضرت محمد خراسانی نجم رحمۃ اللہ علیہ

آپ باعمل عالم تھے۔ تکلف نام کی کوئی چیز آپ میں موجود نہ تھی۔ وعظ ونصیحت میں بڑی لطافت تھی آپ کا خطاب سنگ دلی کو نرم دلی میں تبدیل کر دیتا۔ آپ کے خرقہ کی سند (سند ولایت) حلب میں مقیم حضرت نجم الدین بکری سے ملتی ہے۔

ولی کے بھید نہ چھپ سکے

ابن حنبلی نے ذکر کیا ہے کہ شیخ جلال الدین نصیبی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ جبریل کردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مخالفت کی جب آپ حلب آئے کیونکہ ایک تو لگا تار آپ سماع فرماتے اور پھر جوانی کا دور بھی تھا پہلے جلال الدین نے کہا تھا ان کے پاس بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں اگر ایسا نہیں تو انکار کی ضرورت نہیں جب وہ آپ کے پاس آئے تو جی میں کہنے لگے اگر شیخ ولی ہے تو وہ ہمیں آج روٹی، دودھ اور شہد کھلائے گا اور مجھ سے دو مسئلے پوچھے گا۔ جس طرح انہوں نے خیال کیا تھا ایسا ہی ہوا (کھانا بھی وہی ملا اور دو مسئلے بھی حضرت نے پوچھے) دوسرے (شیخ جبریل کردی رحمۃ اللہ علیہ) نے آ کر ایک دن آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا جب وہ اندر آئے تو حضرت نے انہیں گلے لگایا۔ حضرت کو کہنے لگے میں آپ کی غیبت کرتا رہا ہوں آپ اس غیبت کو معاف کر کے مجھے اس مخمصے سے نکالیں۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو غار میں موجود پایا آپ وہاں آ گئے اور مجھے فرمایا اپنا منہ کھول دیجئے آپ نے میرے سینہ میں کوئی چیز ڈال دی جسے میں نہ نگل سکا اور نہ ہی اگل سکا مجھے یاد آیا کہ میں آپ کی غیبت کرتا رہا ہوں میں نے خواب میں توبہ کی۔ توبہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ جو آپ نے میرے منہ میں ڈالا تھا وہ چینی تھی میں نے اب اسے نگل لیا۔ آپ نے مجھے پکڑا اور صحرا سے نکال دیا۔ جب انہوں نے واقعہ سنا دیا تو حضرت نے ان کی غیبت حل فرما دی۔

یہ واقعہ بھی ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الشیوخ موفق بن ابی ذر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موفق نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھے کہ ایک پرندہ دیکھا جو آپ کے گھر کے مکان پر ٹھہرا اور ساعت کے لئے بڑے اضطراب میں رہا۔ فرماتے ہیں میں خوفزدہ ہو کر جاگ گیا اور سر پر کپڑا کر لیا۔ اتنے میں ہاتف کی آواز آئی تو یہ شیخ خراسانی (محمد رحمۃ اللہ علیہ) کی روح تھی۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت شیخ خراسانی ۹۲۵ ھ میں ذوالحجہ کے مہینے میں وصال فرما گئے۔ آپ کے دفن کے دن فرشتے بھی موجود تھے۔ شہر حلب کے باب الفرج کے باہر امیر یونس عادل نے آپ کے مزار پر عمارت تعمیر کرا دی۔

حضرت محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صالح اور باکشف ولی تھے مصر کے مشرقی صوبوں میں فقراء کے گروہ کے آپ مرشد تھے۔ ائمہ اصفیاء اور اکابر اولیائے امت میں سے ایک ہیں آپ احوال و مکاشفات والے حضرات میں سے ایک تھے۔ دنیا کے ہر حصے کے متعلق یوں گفتگو فرماتے گویا آپ وہاں پلے ہیں۔

عزرائیل علیہ السلام بھی بات مانتے ہیں

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آپ کا لڑکا احمد شدت مرض سے کمزور ہو گیا اور موت کے دروازے پر پہنچا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کرنے آ گئے تو حضرت نے انہیں فرمایا آپ واپس جا کر اللہ کریم سے پوچھ لیں اس کی موت کا معاملہ منسوخ ہو گیا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور احمد اس بیماری کے بعد تیس سال تک زندہ رہا۔

ولی حاجت روائی کرتا ہے

آپ فضا سے ہر ضرورت کی چیز پکڑ کر گھر والوں کو عطا فرما دیا کرتے تھے خواہ وہ چیز گھر کی ضرورت کی ہوتی یا کسی اور ضرورت کی۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلطان مراکش کی لڑکی سے آپ کی اولاد مغرب میں رہتی ہے آپ کی کچھ اولاد عجم میں تھی کچھ علاقہ ہند میں اور کچھ ملک تکرور میں تھی۔ ایک ہی وقت میں ان سب علاقوں کے لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کے پاس مقیم ہیں۔ ان صورتوں میں تبدیلی اور ان شکلوں میں تصرف کی وجہ سے بعض دفعہ فقہاء حضرات اعتراض کرتے کہ آپ نے جمعہ نہیں پڑھا لیکن فقہاء ہی دیکھتے کہ وہ جمعہ مکہ مشرفہ میں پڑھ رہے ہیں۔

لاٹھی انسان بنتی ہے

آپ کے صاحبزادے حضرت احمد فرماتے ہیں حضرت اپنی لاٹھی کو حکم دیا کرتے تھے کہ ایک بہادر انسان کی شکل دھار لے۔ وہ اسی وقت انسانی شکل میں آجاتی آپ اسے حاجتیں پورا کرنے کے لئے بھیج دیتے اس کے بعد وہ پھر لاٹھی بن جاتی۔

مدد کے لئے ولی آجاتا ہے

حضرت سیدی محمد بن ابی الحمائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرا ایک فقیر شربینی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھاگ گیا پھر واپس آیا تو میں نے پوچھا تو کہاں تھا؟ کہنے لگا حضرت شربینی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ میں نے اسے کہا میں تجھے پیٹوں گا دیکھتا ہوں بھلا تیری چیخ و پکار پر شربینی آتے ہیں؟ میں نے اسے مارنا چاہا تو دفعۃً شربینی اس کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمانے لگے میں سفارش کرتا ہوں میں نے فقیر کو چھوڑ دیا تو حضرت غائب ہو گئے۔

دریا کوزے میں بند کر دیا

جب آپ دریا عبور کرنا چاہتے تو دریا عبور کرانے والا ملاح کہتا کرایہ دیجئے۔ حضرت فرماتے اے فقیر! ہمیں اللہ تعالیٰ کے لئے دریا عبور کرا دے وہ آپ کو عبور کرا دیتے ایک دن ملاح نے انکار کر دیا اور کہا اپنے گدھے کے ساتھ آپ نے ہمیں خراب کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہائے اللہ! کوزہ نیچے جھکایا اور دریا کا سارا پانی اس میں ڈال لیا۔ سواری (کشتی) زمین پر کھڑی ہو گئی۔ ملاح نے استغفار پڑھی اور توبہ کی آپ نے کوزے کا پانی دریا میں ڈال دیا اور دریا میں پہلے کی طرح پانی آگیا۔

آپ کو اگر مہمان کے لئے یا گھر کے لئے شہد، دودھ یا تلوں کے تیل وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو آپ نقیب کو فرماتے یہ کوزہ لے اور اسے دریا کے پانی سے بھر دے وہ بھر دیتا تو پانی حضرت کی خواہش کے مطابق شہد، دودھ یا کسی اور چیز میں تبدیل ہو جاتا۔

پھر خطیب مان گیا

مکہ مکرمہ کے ایک خطیب حضرت کے مخالف تھے وہ ایک دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ وضو ٹوٹ گیا یا انہیں یاد آگیا کہ انہیں بدخوابی ہوئی تھی اور پھر انہوں نے غسل نہیں کیا تھا۔ حضرت شیخ بھی مجمع میں موجود تھے۔ شیخ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

خطیب نے حضرت کی آستین کو گلیوں کی طرح کھلا پایا اس میں داخل ہو گیا اسے وہاں طہارت گاہ اور پانی مل گیا۔ طہارت کر کے حضرت کی آستین سے باہر نکلا اب حضرت خطیب انکار بھول گئے اور معتقد ہو گئے۔

آپ نے ابن عثمان کی مصر میں آمد کی خبر دو سال پہلے دے دی۔ فرماتے تھے داڑھی منڈے آ گئے لوگ ہنستے تھے کہ ایسا ممکن نہیں اس لئے کہ مصر کے حاکم جراکسہ کا اقتدار بہت مضبوط تھا۔

آپ اکثر اپنی جماعت کو فرماتے اللہ کے بندوں میں سے ایک آٹھ صفر ۷ ۹۲ ھ کو مر جائے گا جو بھی اس کے غسل کے پانی کو لے کر شیشی میں محفوظ کر لے گا اور ابرص، کوڑی، نابینا یا مریض کو لگائے وہ مرض اور نابینا پن سے نجات پا جائے گا۔ لوگ یہ نہ جان سکے کہ حضرت اپنی موت کی اطلاع دے رہے ہیں لوگوں کو وفات کے دن پتہ چلا کہ حضرت اپنی ذات مراد لے رہے تھے آپ کے غسل کے پانی کا کوئی قطرہ زمین پر نہ گرا حالانکہ چالیس گھڑے پانی آپ کے غسل کے لئے استعمال کیا گیا۔ لوگ کہتے تھے کہ رجال الغیب بھی آپ کے غسل کے پانی سے چلو بھر رہے تھے۔ آپ کی اطلاع کے مطابق آپ کی وفات آٹھ صفر ۷ ۹۲ ھ کو ہوئی اور بقول علامہ غزی اپنی خانقاہ واقع شربین میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد بن عبد الرحیم منیر بعلی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی ایک کرامت یہ بتاتے ہیں کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب تھا اور بیماری غالب تھی تو میں نے برادر گرامی ابو العباس حریثی اور برادر محترم ابو العباس غمری کو سب واقعہ بتایا وہ کہنے لگے ہم عیادت کرنے کے لئے ان کے پاس سفر کر کے جائیں گے ہم سب نے طے کیا کہ جو کوئی وقت طلوع فجر کے پہلے پہل آ گیا وہ باب النصر میں دوسروں کا انتظار کرے گا میں جب وہاں گیا تو مجھے دربان نے کہا کہ ایک گروہ ٹھہرا ایک ساعت انتظار کیا پھر خانقاہ کے راستے پر چل دیا۔ مجھے گمان گزرا کہ وہ شیخ ابو العباس غمری ہوں گے جو چلے گئے ہیں میں ان کے پیچھے ہو لیا میرے ساتھ ایک اور فقیر چل پڑا جو شکل و صورت میں یمنی دکھائی دیتا تھا اس نے کہا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے جواب دیا حضرت منیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا رہا ہوں اس نے جواب دیا میں بھی وہاں ہی جا رہا ہوں میں ایک لنگڑے گدھے پر سوار تھا۔ سردیوں کے دن تھے اور یہ دن سب دنوں سے چھوٹا دن تھا (دسمبر کی اکیس تاریخ ہوگی) سورج زیادہ بلند نہیں ہوا تھا کہ ہم حضرت محمد منیر کی خدمت میں پہنچ گئے میں ان کے پاس حاضر ہوا تو انہیں موت کے سامنے پایا تین دنوں سے وہ بولے نہیں تھے مجھے دیکھ کر فرمایا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا حضرت! میں عبد الوہاب ہوں۔ فرمایا: میرے بھائی! آپ نے مصر سے آنے کی تکلیف کی؟ میں نے جواباً عرض کیا حضور! مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی مجھے تو خیر و برکت ہی ملی۔ مجھے بہت سی دعائیں دیں ایک یہ بھی تھی ''میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ذات پاک دنیا اور آخرت میں آپ کو ستر جمیل سے ڈھانپ لے'' میں نے ظہر کے بعد اجازت چاہی الوداع کہی اور عصر کے بعد تک خانقاہ میں ٹھہرا، پھر سیدی ابو العباس وہاں آئے انہوں نے سمجھا کہ میں ابھی تک شیخ منیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ فرمانے لگے چلو سوار ہو جاؤ میں نے جواب دیا کہ میں حضرت کی خدمت میں جا کر سلام عرض کر آیا ہوں آپ کو نشانی بھی بتا دیتا ہوں کہ ان کے سر کے نیچے سرخ رنگ سے رنگا ہوا سرہانہ پڑا ہوا ہے۔ یہ حضرت شیخ محمد منیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

ہے کیونکہ مصر سے کافی فاصلہ ہے اور مسافر عادت کے مطابق وہاں دن کے آخری حصے میں ہی پہنچ سکتا ہے (اور ہم سورج چڑھے ہی پہنچ گئے)۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت منیر رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں شامل تھے جن کی دعا گنہگار حاجیوں کے حق میں عرفات میں قبول ہوتی ہے۔ آپ ضرر پہنچانے والوں کو جلدی ہلاک کر دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الروضہ'' یاد تھی، آپ روزانہ اپنی خانقاہ سے قاہرہ تشریف لاتے اور ابن امام الکاملیہ کے درس میں شمولیت فرما کر اسی دن اپنی خانقاہ میں واپس تشریف لے جاتے حالانکہ آپ کی خانقاہ اور قاہرہ میں بہت زیادہ فاصلہ تھا۔

علامہ غزی فرماتے ہیں حضرت منیر مسلکاً شافعی تھے آپ نے ۶۷ حج کیے تھے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران صرف تین کھجوریں تناول فرماتے تھے ایسا نہ ہو کہ زیادہ کھانے سے ان مقدس مقامات میں رفع حاجت کی زیادہ ضرورت پیش آئے۔

غزی ہی فرماتے ہیں ہمارے مرشد شیخ شہاب عبثاری نے اپنے والد گرامی حضرت شیخ یونس کے حوالے سے کئی دفعہ بیان فرمایا کہ حضرت منیر رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے یہ واقعہ بیان کیا اور یہ صاحبزادی راست گفتار تھیں سچ ان کی عادت تھی۔ کہتی ہیں ان کے والد مکرم نے شیخ عارف سیدی محمد بن عراق کی طرف حجاز مقدس میں لپٹا ہوا مردانہ کپڑا بھیجا جب کپڑا انہیں ملا تو انہوں نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ حضرت شیخ شمس الدین محمد نے ہمارے پاس کفن بھیج دیا ہے۔ پھر انہوں نے ان کے پاس بڑی بڑی یسر درخت کی گٹھلیاں بھیجیں جب گٹھلیاں حضرت شیخ محمد بن عراق کے پاس پہنچیں وہ حیران ہوئے اور کہنے لگے جتنی کھجوریں ہیں اتنے سال ہمارے زندگی کے باقی ہیں حضرت محمد منیر ۹۳۱ھ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہم آغوش ہوئے اور بلبیس کی طرف اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ابن ابی الحمائل کی کنیت سے مشہور ہیں آپ عارفوں کے استاد اور مقرب اولیاء اللہ کے امام ہیں حضرت شاذلی وغیرہ جیسے عظماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا ہے۔

فضائیں بھی تصرف میں ہیں

امام شعرانی ان کی زبانی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں میں ایک دن جامع فارسکور کے مینارے میں تھا کہ اڑنے والے (اولیاء اللہ) کی ایک جماعت میرے پاس سے گزری انہوں نے مجھے مکہ مکرمہ میں چلنے کی دعوت دی میں بھی ان کے ساتھ اڑنے لگ گیا، مجھے اپنے اس حال پر ناز سا محسوس ہوا تو میں دمیاط کے دریا میں فضا سے گر پڑا اگر میں کنارے کے قریب نہ گرتا تو ڈوب جاتا میرے ساتھی مجھے وہاں چھوڑ کر خود مکہ مکرمہ چلے گئے۔

مجلس ذکر میں جب حال کی شدت آپ پر طاری ہوتی تو آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور اپنے دونوں پاؤں پکڑ کر انہیں

دیوار سے مارنے لگ جاتے۔

ساری زبانیں اپنی ہیں

امام شعرانی فرماتے ہیں مجھے شیخ یوسف حریشی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے جامع فارسکور میں حضرت شیخ محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ کو حال کی کیفیت میں دیکھا۔ آپ عربی کے علاوہ دیگر زبانوں عجمی، ہندی اور نوبہ وغیرہ میں کلام فرما رہے تھے آپ بسا اوقات پوری پوری رات لفظ قاق قاق فرماتے گزار دیتے۔ زور سے بولتے اور ایسے لوگوں سے خطاب فرماتے جو نظر نہ آتے، غلبہ حال میں آپ جو کچھ فرما دیتے پورا ہوتا۔

آپ مصر تشریف لائے تو زاویۂ حمرا میں قیام فرمایا پھر حضرت ابراہیم مواہبی کی خانقاہ میں تشریف لے گئے وہاں ہی وصال ہوا۔

ایک امیر آپ کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی نشست پر آپ کو بٹھایا آپ نے چھت کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ چھت تو ہمارے آستانہ کے لئے مناسب ہے اس وقت تک آپ نے ابھی آستانہ کی تعمیر نہیں کرائی تھی، جب آستانہ کی تعمیر کرائی تو چھت خریدنے کے لئے کسی آدمی کو بھیجا اس نے دیکھا کہ بالکل وہی چھت بازار میں بیچی جا رہی ہے اس نے وہ خرید لی آپ کے آستانہ کی اب وہی چھت ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے جب فقیر پر حال غالب ہوتا ہے اور وہ دنیا سے بے خبر ہو جاتا ہے تو شیر کی طرح ہو جاتا ہے جب وہ بے خودی میں ہوتا ہے تو اس کیفیت میں جسے وہ سامنے پاتا ہے توڑ کر رکھ دیتا ہے خواہ وہ بیٹا ہو یا کوئی دوست۔

آپ اپنے مریدوں کے لئے شاذلی وظائف کا پڑھنا ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کرتے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جیسی دلوں کو روشن کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ کہتے تھے ہم نے کوئی مرید نہیں دیکھا جو وظائف شاذلیہ پڑھ کر عظیم المرتبت مردان حق کے مقامات تک پہنچا ہو۔

جانور حکم مانتے ہیں

ایک شہر کے لوگوں نے خربوزے کے کھیتوں میں بکثرت چوہے ہونے کی شکایت کی آپ نے ایک آدمی سے کہا کھیت میں جا کر اعلان کرو کہ محمد بن ابی الحمائل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ واپس چلے جاؤ، پھر کوئی چوہا اس اعلان کے بعد وہاں نہ رہا۔ آپ کے اپنے علاقے کے لوگوں نے جب یہ بات سنی تو آپ سے ایسی ہی درخواست کی آپ نے فرمایا اصل بات تو اجازت ہے اور آپ نے پھر عمل نہ دہرایا۔ آپ ہوا میں اڑتے اور ساتھ پانی کے مٹکے بھی اٹھا لیتے اور سامنے پانی پر چلتے جاتے حتیٰ کہ دور نظروں سے اوجھل ہو جاتے۔ پھر واپس تشریف لاتے تو آپ کے ہاتھ خون سے بھرے ہوتے فرماتے ہم ایک ایسے شخص کی طرف متوجہ تھے جو سمندر میں قیدی بنا لیا گیا تھا، کافروں کا ایک گروہ قتل کر کے ہم نے اسے نجات دلائی ہے۔ آپ ۹۳۲ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور اپنے آستانے میں دو دیواروں کے درمیان دفن ہوئے۔

حضرت محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت عارفوں میں سے ایک ہیں اور کامل و مکمل مرشدوں کے ائمہ میں سے ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ آپ نے وہ جو خراب کر دیئے جو ابن یوسف کے علاقہ میں تھے کیونکہ ان سے بے شمار لوگ مر رہے تھے، ابن یوسف سرکش اور ظالم انسان تھا اس علاقہ میں لگاتار حاکم آ رہا تھا یہی جَو وہ سب فوج اور حکومت سے متعلق آدمیوں کو استعمال کراتا کوئی آدمی اس کے سامنے نہیں آ سکتا تھا وہ جبراً سب علاقوں سے لوگوں کو پکڑ لیتا اور پھر وہ پیاس سے مر جاتے۔ فقیروں اور مسکینوں پر رحم کرتے ہوئے محمد شناوی اس کے مقابل آ گئے آپ اپنے شاگردوں اور ساتھیوں کو اکٹھا فرما لیتے آپ بیٹھ جاتے اور جَو میں تبدیلی پیدا کر دیتے۔ فرماتے ہیں میں فقیروں کو آزاد کر رہا ہوں تا کہ وہ مر نہ جائیں۔ ابن یوسف دل ہی دل میں ان کے خلاف دشمنی رکھے ہوئے تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ علاقہ میں اس کی عادت تبدیل کر رہے ہیں وہ آپ کے پاس زہر ملا کھانا لے آیا۔ حضرت شیخ اور آپ کی جماعت کے پاس رکھ دیا جب آپ کھانے کے لئے اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھے تا کہ کھانا کھالیں تو حضرت کی برکت سے وہ کھانا کیڑے بن گیا۔

میں نے جب سیدی محمد بن ابی الحمائل (شناوی کے مرشد) رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آپ کو الوداع کہی تو فرمانے لگے یہ آخری ملاقات نہیں ایک دفعہ پھر ملاقات ہوگی جب آپ موت والی بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھے ایک آنے والے نے آپ کی بیماری کی اطلاع دی اور مجھے کہا کہ محلہ روح میں تشریف لے جائیں (حضرت وہاں ہیں) میں اپنے آپ کو وہاں جانے سے روک نہ سکا اس لئے جانا چاہتا تھا تا کہ آپ کی اس بات کی تصدیق کر سکوں کہ ایک دفعہ پھر ملاقات ہوگی میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ موت کی گرفت میں تھے آپ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا "میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ لحہ بھر آپ کو اپنی نظر اقدس اور رعایت شریفہ سے دور نہ رکھے، اور اپنے سامنے آپ کو اپنے پردے میں رکھے"۔ پھر آپ اسی رات وفات فرما گئے۔ شعرانی نے "طبقات" میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المنن" میں ذکر فرمایا ہے کہ ریف سے قریباً حضرت کے پچاس مہمان آئے جب جامع ازہر کے مجاوروں نے یہ بات سنی تو وہ بھی آ گئے اور حضرت محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ بھر گیا حضرت سروی حضرت شناوی کے مرشد تھے گلیوں میں لوگوں کے لئے چٹائیاں بچھا دی گئیں اور سب گلیاں بھر گئیں۔ پھر اپنے شیخ کے نقیب سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی پکا ہوا کھانا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں پکا ہوا کھانا میں خود ہوں یا میری بیوی ہے آپ نے فرمایا میرے واپس آنے تک کوئی کھانا نہ ڈالنا۔ پھر حضرت نے چھوٹی سی ہنڈیا اپنی چادر سے ڈھانپ دی اور کھانا ڈالا، پھر وہی کھانا آستانہ والوں اور گلیوں میں سب بیٹھنے والوں کو کافی ہو رہا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واقعہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

امام غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت محمد شناوی کا حضرت سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ پر پختہ اعتقاد تھا اور ان سے مکمل نسبت تھی اکثر ان سے بات کرتے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دیتے۔

شعرانی کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ آپ کو سیدی احمد سے باتیں کرتے خود سنا اور حضرت احمد قبر سے انہیں جواب دے

رہے تھے۔ "طبقات وسطیٰ" میں شعرانی نے ذکر کیا ہے کہ میں نے آپ کو مصر میں کسی کام کے سلسلہ میں حضرت احمد بدوی سے مشورہ کرتے دیکھا۔ حضرت شیخ احمد قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے۔ مصر کی طرف سفر کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے۔ آپ کی وفات ۹۳۲ھ میں ہوئی اپنی خانقاہ واقع محلہ روح میں دفن ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے جہاں لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

حضرت محمد بن عراق دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ، امام، عارف ذات حق ہیں، آپ کی ولایت اور جلالت شان کے تسلیم کرنے پر سب لوگوں کا اتفاق ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ سیدی علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم المرتبت ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے سے پہلے فوجی گروہ سے متعلق تھے امرائے جراکسہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے پاس بہت مال تھا اور بڑے صاحب شان وشکوہ تھے۔ یہ سب چھوڑ چھاڑ کر حضرت شیخ علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور بہت ریاضت کی اور عظیم المرتبت عارفوں کے اکابر میں شامل ہو گئے۔ بیروت میں قیام رہا۔ بیروت میں آپ کی زمینیں تھیں اور مال ومتاع تھا۔

ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ صفوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہیں حضرت محمد بن عراق سے والہانہ عقیدت تھی جب حضرت محمد کا مکہ مکرمہ میں وصال ہو گیا تو لوگ انہیں غسل دینے کے لئے یوں اکٹھے ہوئے کہ ہلاک ہونے لگ گئے۔ عیسیٰ صفوی کہتے ہیں میرے جی میں خیال آیا کہ مجھے بھی اس کام میں ہاتھ بٹانا چاہئے۔ پھر اچانک ایک آدمی نے میرا نام لے کر پکارا کہ آؤ حضرت کے غسل کے مقام پر پہنچو، میں آگے بڑھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آدمی میری طرف پانی والا برتن بڑھا رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میں ان کے وجود پر پانی بہا دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب لوگوں نے ان کی چارپائی اٹھائی تو بے حد رش تھا میں نے بھی چارپائی اٹھانی چاہی لیکن وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ میں باب السلام کے پاس اس کے پہلو سے کندھا لگا کر کھڑا ہو گیا۔ جنازہ میرے سامنے آ گیا ایک یمنی آدمی نے کندھا دے رکھا تھا میں اسے بھی نہیں پہچانتا تھا اور نہ ہی اس کو جانتا تھا جو اس سے آگے تھا مجھے اس شخص نے کہا آپ جنازہ کو کندھا دیں اور میں نے کندھا دے دیا۔ آپ کی وفات ۹۳۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ جنت المعلّٰی کے دروازے میں دفن ہوئے آپ کی عمر شریف چون سال تھی لبنان کے پہاڑ میں مجدل معوش نامی گاؤں آپ کی ملکیت میں تھا۔ وہاں ہی آپ کے مرشد حضرت علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو کر مدفون ہوئے تھے ان کی قبر آج تک وہاں مشہور ہے اگرچہ وہاں اب دروز اور نصرانی رہتے ہیں اور پوری آبادی میں کوئی مسلمان نہیں۔ حضرت علی بن میمون کی خدمت میں آپ سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مسجد کے سامنے آستانہ حمرا میں حاضر ہوئے تھے یہ آستانہ آج ۱۳۲۴ھ تک آباد ہے(1)۔

1۔ یہ آخری فقرہ بطور شہادت امام نبہانی نے درج فرمایا ہے۔

حضرت محمد بن محمد رضی الدین ابوالفضل غزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ غزی الاصل ہیں، ولادت دمشق میں ہوئی۔ عالم اور عامل تھے۔ قرشی شافعی ہیں۔ ''الکواکب السائرۃ'' نامی کتاب کے مصنف حضرت نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ہیں علماء اور صوفیہ کے اکابر آئمہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت ہو کہ قطب زماں امام ابوالحسن بکری مصری آپ کے شاگرد اور مرید ہیں۔ آپ کے پوتے نجم الدین نے اپنے باپ بدر الدین غزی سے نقل کیا ہے کہ امام بدر الدین فرماتے ہیں میں نے والد ماجد محمد رضی الدین کی وفات سے کچھ دن پہلے سرکار مدینہ سرور سینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے ہم تیرے باپ کی تجہیز و تکفین کے لئے آئے ہیں۔ باپ نے بھی اس مکاشفے کا ذکر فرما دیا۔ آپ کی وفات ۹۳۵ھ میں ہوئی اور شیخ ارسلان کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ علامہ نجم الدین کہتے ہیں آپ کی لاتعداد کرامات اور مکاشفات ہیں ان میں سے کچھ ہم نے ''لغۃ الواحد'' میں ذکر کی ہیں۔

حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ جانم خمراوی کی حویلی میں مدفون ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے قریب جگہ ہے۔ ایک فقیر آپ کے پاس آیا اور باتوں میں آپ پر غالب آنا چاہا آپ نے فرمایا جا جا اٹھ جا تجھے تو تنور پر پڑوسی کی عورت نے چپ کرادی تھی آج مجھ پر غالب آنے آ گیا ہے۔ وہ فقیر کہنے لگا یہ واقعہ ستاون سال پہلے دمیاط میں مجھے پیش آیا تھا۔

کہا کرتے تھے اگر مصر کے حکام سے متعلق کوئی کام کرنا ہو تو اصحاب دولت سے مشورہ لے لیجئے۔ کیونکہ آپ کے دل میں ان کا ادب ہے ان کے مشورہ سے جو چاہیں کر گزریں کیونکہ یہ لوگ والیوں اور حکام سے بے ادبی سے پیش نہیں آتے۔ بقول حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ حضرت شربینی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کو بحر ہند عبور کرنے کی کرامت ملی تھی۔ آپ سن نو سو چالیس سے کچھ اوپر گزرنے کے بعد وصال فرما گئے۔ (بحوالہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت محمد بن خلیل شمس الدین صمادی دمشقی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ولی اللہ اور عارف ربانی تھے۔ آپ شام میں صمادی گروہ کے مرشد ہیں آپ عظیم المرتبت مرد خدا تھے، دوران ذکر آپ سے خارق عادت باتوں کا صدور ہوتا۔

علامہ غزی کہتے ہیں آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا معاملہ اس لئے بہت مشہور ہوا کہ شدت ذکر اور ذکر کرنے والوں کی بے خودی کے وقت یہ لوگ طبل بجایا کرتے تھے، اس بات کو ایک گروہ نے ناپسند کیا اور شیخ الاسلام شمس الدین بن حامد صفدی اور شیخ الاسلام تقی الدین بن قاضی عجلون سے اس کے بارے فتویٰ مانگا۔ دونوں حضرات نے جنگ کے طبل اور جنت کے طبل پر قیاس کر کے اسے مباح قرار دے دیا۔ پھر یہی فتویٰ شیخ الاسلام والد مکرم (علامہ غزی کے والد) سے پوچھا گیا انہوں نے بھی اس کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا آپ نے سوال کے جواب میں تفصیل سے پختہ دلائل کا ذکر فرمایا۔

طبل خود بجنے لگا

غزی کہتے ہیں صاحب ترجمہ (حضرت محمد صمادی رحمۃ اللہ علیہ) کے آباء میں سے کسی ایک کا قصہ مشہور ہے کہ صمادی حضرات کا ایک گروہ اپنے شیخ کے حلقے میں طبل بجا رہے تھے جمعہ کا دن تھا اور ابھی نماز جمعہ ختم ہوئی تھی کہ ایک دن جمعہ کو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک حاکم نے انہیں شدت سے روکا اور طبل مسجد سے باہر نکلوا دیئے طبل اٹھا ہوا آیا اور اس کے سامنے خود بجنے لگا مگر نہ تو اسے اٹھانے والا نظر آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی طبل بجانے والا تھا۔ اب یہ طبل ہمیشہ مسجد میں رہا باب الجرید میں پڑا رہتا تھا پھر باب جبرون کے کسی ستون کے ساتھ مسجد کے اندر ٹکرا کر ٹوٹ گیا آپ ۹۴۸ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اور اپنی خانقاہ کے ہال میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد بہاء الدین بن لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ، امام، علامہ، محقق، صوفی، حنفی بہاء الدین زاد کے نام سے مشہور ہیں، روم کے موالی میں سے ہیں۔ قسطنطنیہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ نیکی کا حکم دیتے تھے اور بدی سے روکتے تھے راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو پر کاہ جتنی وقعت بھی نہ دیتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاج بھیجا

آپ کا ایک مکاشفہ ''الشقائق'' کے مصنف نے اپنی ذات کے متعلق بیان کیا ہے وہ جب مدرس تھے تو خواب میں انہوں نے رات کے تیسرے آخری حصے میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق دیکھا کہ آپ نے مدینہ منورہ سے انہیں ہدیۃً تاج بھیجا ہے۔ جب صبح ہوئی تو صاحب ترجمہ (حضرت بہاء الدین زادہ) کی طرف سے ان کے پاس ایک آدمی آیا جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ وہ آ کر کہنے لگے حضرت کا ارشاد ہے کہ جو آپ نے دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ جلدی قاضی بننے والے ہیں۔ کافی عرصہ کے بعد ''الشقائق'' کے مصنف آپ کو ملے خواب بیان کیا اور وہ تعبیر بھی جو آپ کو بتائی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا ہاں یہی بات ہے۔ صاحب ''الشقائق'' کہنے لگے حضرت! میں قضا طلب نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے فرمایا طلب نہ کیجئے لیکن اگر طلب کے بغیر قضا خود مل جائے تو انکار نہ کیجئے۔ صاحب ''الشقائق'' فرماتے ہیں کہ حضرت کی یہ بات ایک سبب تھی جس کی وجہ سے میں نے عہدۂ قضا قبول کر لیا۔ حضرت شیخ شہر قیصریہ میں ۹۵۱ھ میں فوت ہوئے اور حسب ارشاد غزی آپ وہاں ہی اپنے دادا پیر حضرت ابراہیم قیصری کے قریب دفن ہوئے۔

تاج العارفین حضرت ابو الحسن محمد بن محمد جلال الدین بکری رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام کبیر اور قطب شہیر ہیں۔ علم ظاہر اور علم باطن کے جامع ہیں، آپ نے شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور سیدی عبد القادر دشطوطی وغیرہ سے اکتساب فیض فرمایا۔

شان ولایت

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کی لاتعداد کرامات، بے شمار خارق عادات اور مکاشفات ہیں جو فرمایا یا جس کا وعدہ کر دیا وہ لازماً ہو کر رہا۔ لوگوں نے آپ کی قطبیت عظمیٰ کا اعتراف کیا ہے اور شیخ کشکاوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ ابوالحسن محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ کئی تالیوں میں ڈھل رہے تھے وہ کعبہ کی جگہ کعبہ بن کر کھڑے ہو گئے اور غلاف کعبہ یوں پہن لیا جس طرح انسان قمیص پہنتا ہے۔ مصر میں آپ کی وفات ۹۵۲ھ میں ہوئی اور علامہ نجم الدین غزی کے قول کے مطابق سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ کے قریب مدفون ہوئے۔

عظیم ماں اور عظیم بیٹا سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے اپنی کتاب ''عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق'' میں لکھا ہے کہ حضرت کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا زاہدہ و عابدہ، شب زندہ دار اور ہمیشہ روزے رکھنے والی تھیں۔ اٹھارہ سال تک آپ نے جامع ابیض کی سطح پر اللہ کریم کی خلوت میں عبادت کی اور جامع کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے کبھی وہاں تھوکا تک نہیں، ان کا اپنے صاحبزادے سید ابوالحسن کے ساتھ تھوڑا سا اختلاف تھا وہ حج و زیارت اور اپنے ہی دیگر کاموں میں لباس فاخرہ پہن کر آنے کو ایک قسم کی نمائش سمجھ کر ناپسند فرماتی تھیں اور حضرت ابوالحسن ایسے مواقع پر ایسا لباس استعمال فرماتے تھے وہ اس سلسلہ میں آپ سے سخت کلامی فرماتیں اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا مگر کیا مجال کہ آپ نے والدہ ماجدہ کے احترام میں کمی کی ہو۔ ایک دن والدہ کی خدمت میں عرض کرنے لگے اے شیخ عالی مقام کی صاحب زادی! کیا یہ بات کافی نہیں کہ میرے اور آپ کے درمیان حضور سید کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عادل ثالث بن جائیں اور فیصلہ فرما دیں وہ سخت غصے میں آ گئیں اور کہنے لگیں تو یہ بات کہنے والا کون ہوتا ہے؟ (بھلا یہ بات کیسے ممکن ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خود فیصلہ فرمائیں) آپ نے عرض کیا: اماں جان! انشاء اللہ آپ خود ملاحظہ فرمالیں گی اور پھر آپ کا یہ انکار بھی ختم ہو جائے گا اور مجھے ملامت کرنا بھی آپ چھوڑ دیں گی۔ حضرت فرماتے ہیں وہ اس رات سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد نبوی میں داخل ہیں اور روضہ اقدس میں بہت سی بڑی بڑی قندیلیں ہیں اور ایک سب سے بڑی قندیل ہے، جس کا حسن، روشنی اور شکل و صورت میں سب سے اعلیٰ ہے، اماں جان پوچھنے لگیں یہ کس کی قندیل ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ یہ آپ کے صاحبزادے ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی قندیل ہے۔ انہوں نے حجرۂ طیبہ و طاہرہ کی طرف توجہ دی تو حضور سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سرکار میں وہی لباس فاخرہ پہنے کھڑا تھا۔ فرماتی ہیں میں نے جی میں سوچا کہ ایسا لباس اس مقدس مقام پر بھی وہ پہنے ہوئے ہے؟ فرماتی ہیں میں چونکہ شدت سے اس لباس کا انکار کرتی تھی یہاں یہ لباس دیکھ کر مجھے شرمندگی محسوس ہوئی اور میں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! صلوات اللہ علیک میں توبہ کرتی ہوں، حضرت فرماتے ہیں اس وقت کے بعد نہ والدہ ماجدہ نے کبھی انکار فرمایا اور نہ ہی کسی طرح مجھے ملامت کی۔ منقول از کتاب ''الکوکب الدری''۔

اوپر والا واقعہ ذکر کرنے کے بعد مصنف نے ''عمدۃ التحقیق'' میں لکھا ہے کہ عالم امت شیخ مکرم حضرت فیشی رحمۃ اللہ علیہ نے

مجھے بتایا کہ حضرت ابوالحسن صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب آپ عرفات کی پہاڑی (جبل رحمت) پر ٹھہرے تو ایک سائل نے آ کر عرض کیا: مجھ پر قرضے ہیں اور بہت سا بال بچہ ہے آپ کے غنا کا محتاج ہوں کچھ عطا فرمائیں آپ نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر لکھا۔ ہم نے تقدیر کے صراف کو حکم دے دیا ہے کہ اس آدمی کو روزانہ سونے کا ایک دینار بھیج دیا کرے۔ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ بقلم خود۔ آپ کا ذکر خیر آپ کے صاحبزادے سید محمد بکری کبیر کے ترجمے میں بھی موجود ہے۔ وہاں ہی ملاحظہ فرمالیں۔

قطبانیت کبریٰ اور قدم قطب

''عمدۃ التحقیق'' کے مصنف یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ محمد مغربی شاذلی متوفی ۹۳۷ھ نے بیان کیا کہ وہ ایک سال حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے۔ حج شریف کے لئے شیخ محمد بکری (یہی سیدی ابوالحسن کیونکہ اس زمانے میں وہی تھے) بھی تشریف لے گئے تھے۔ شیخ محمد مغربی فرماتے ہیں (حج کے بعد) میں مدینہ طیبہ (اس کے والی پر صلوات وسلام ہو) چلا گیا۔ ایک دن سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو میں نے حرم نبوی میں شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کو درس دیتے ہوئے پایا۔ دوران درس انہوں نے کہا مجھے حکم دیا ہے کہ اب اعلان کردوں۔ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله تعالیٰ مشرقاً کان او مغرباً (میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے خواہ وہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں) حضرت محمد مغربی فرماتے ہیں یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں قطبانیت کبریٰ سے نوازا گیا ہے اور یہ اس قطبانیت کے حال کی زبان ہے میں بہت جلدی آگے بڑھا اور ان کے قدموں کو بوسہ دیا اور آپ سے بیعت کی۔ میں نے دیکھا کہ زندہ اولیاء اپنے جسموں سمیت اور وصال پا جانے والے اولیاء اپنی روحوں سے مکھیوں کی طرح ان پر گر رہے ہیں میں نے فوراً ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا

وكل الجهات الست عندی توجهـ　　ـت بما تم من نسك و حج و عمرة

چھ کی چھ سمتیں قربانی حج اور عمرہ کی تکمیل کے بعد میری طرف متوجہ ہوگئیں (1)۔

حضرت عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں مطاف شریف میں مجھے حضرت ابوالحسن بکری نے بتایا ''میں اجتہاد مطلق کے درجے پر پہنچ گیا ہوں'' مطلب ولایت کی طرف سے تھا کیونکہ جہت ولایت کے بغیر دوسری جہتوں میں اجتہاد مطلق کے (2) زمانے گزر گئے، ختم ہو گیا ہے۔

1۔ یاد رہے کہ ہر دور میں ایک شخصیت قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوتی ہے اور اس دور کے اولیاء کی قائد ہوتی ہے۔ سب اولیاء اس کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہیں ایسی ہستی کہہ سکتی ہے کہ مشرق و مغرب کے سب اولیاء کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے قطبیت کبریٰ کی ایک اور خاص قسم ہے جو سرکار غوثیت مدار سیدی عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے لہٰذا یہ قطبیت خاصہ کسی ایک دور کے ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ ان کے الفاظ میں یہ اضافہ ہو جاتا ہے کہ میرا یہ قدم قیامت تک آنے والے ہر ولی کی گردن پر ہے: قدمی هذه علی رقبة کل ولی الی یوم القیامة یہ وہ عظمت ہے جو ہر دور کے قطبیت کبریٰ کے مقام کے مردحق کو عطا نہیں ہوتی۔ مترجم

2۔ مثلاً فقہ وغیرہ جہاں اجتہاد مطلق آئمہ اربعہ کا ہے اور خصوصاً حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہو گیا ہے۔ مترجم

تنبیہ

حضرت کے صاحبزادے حضرت محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں ان کی اپنی عبارت میں یہ روایت مصنف ''عمدۃ التحقیق'' یہ وضاحت وتصریح آ رہی ہے کہ حضرت ابوالحسن کا اسم گرامی محمد تھا اور اس روایت کے بعد خود ''عمدۃ التحقیق'' کے مصنف نے بھی آپ کا ذکر خیر کئی دفعہ محمد نام سے ہی کیا ہے اور اسی طرح السیرۃ الحلبیۃ کے خطبے میں بھی لکھا ہے میں نے اس خطبے کی عبارت حضرت کے پوتے حضرت ابوالمواہب محمد رحمۃ اللہ علیہ بکری کے تعارف وترجمہ میں اس کتاب میں نقل کر دی ہے ابھی اوپر حضرت شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بھی گزر چکی ہے جس میں انہوں نے آپ کا اسم گرامی محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی نقل فرمایا ہے۔

(اب دوسری قسم کی شہادت ملاحظہ فرمائیں) میں نے کچھ کتابوں میں ان حضرت ابوالحسن کا اسم گرامی علی بھی لکھا دیکھا ہے۔ علامہ نجم الدین نے اپنی کتاب ''الکواکب السائرۃ'' میں صراحتہً نام علی ہی بتایا ہے۔ علامہ محبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ ''خلاصۃ الاثر'' میں آپ کے دو پوتوں کے ترجمہ میں علی نام کا ہی تذکرہ کیا ہے ان پوتوں کے نام ابوالمواہب اور زین العابدین ہیں۔ تعارف میں شجرہ یوں بیان کیا ہے: ابوالمواہب بن محمد بن علی البکری، اسی طرح زین العابدین کا شجرہ بیان کرتے ہوئے دادا کا نام علی لکھا ہے۔ (پتہ چلا کہ ابوالحسن کا اصل نام علی ہے محمد نہیں) پھر ان کی کنیت ابوالحسن بھی یہی اشارہ کرتی ہے کہ ان کا نام علی ہے (کیونکہ سیدنا علی کرم اللہ وجہ کی کنیت ابوالحسن ہی تھی) اتنی مخالف شہادتوں کے باوجود پھر میں نے ان کا ذکر محمد نام والے اولیاء میں کیوں کیا ہے؟ اس لئے کہ ان کے صاحب زادے محمد بکری کبیر نے ان کا نام محمد بتایا ہے اور وہ صاحب خانہ ہیں اور گھر کے مالک کو گھر کا زیادہ پتہ ہوتا ہے تطبیق کی بالکل صورت ظاہر ہے کہ ان کا اسم گرامی محمد علی ہے۔ اب ہر گروہ نے ایک لفظ لے کر اسی کو آپ کا نام بتا دیا لہٰذا پہلے گروہ نے لفظ محمد لے لیا اور دوسرے نے لفظ علی لے لیا اور اس طرح یہ لفظی بحث چھڑ گئی (1)۔ دو لفظوں کو ملا کر نام رکھنا اگرچہ جدید دور میں شروع ہوا ہے اور متقدمین میں ایسے نام کا رواج نہ تھا وہ محمد علی، محمد صالح اور محمد سعید وغیرہ نام ملا کر نہ رکھا کرتے تھے۔ مگر حضرت ابوالحسن کے دور میں تو لوگوں نے ایسے نام رکھنا شروع کر دیئے تھے۔ ان کے زمانے کے ایک مشہور عالم محمد علی بن محمد علان صدیقی مکی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی وفات ''خلاصۃ الاثر'' کے مصنف کے قول کے مطابق ۱۰۵۷ھ ہجری میں ہوئی۔

حضرت محمد بن عمر بن سوار دمشقی عاتکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شافعی المسلک تھے، دمشق میں قبیلہ محیا کے شیخ تھے۔ آپ دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار تھے۔ روئی کات کر اپنے ہاتھ کی کمائی سے غذا حاصل کرتے۔

غزی کہتے ہیں کچھ لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ تانی کا دھاگہ دس گز دن کے آغاز میں ملا دیتے اور پھر اسے بننا شروع

1۔ اب ایک سوال کا حضرت مصنف علامہ جواب دینا چاہتے ہیں سوال یہ ہے کہ دو لفظوں کو ملا کر نام رکھنا آج کے دور کی پیداوار ہے اس دور میں صرف ایک لفظ سے نام بنا کرتا تھا۔ مترجم

کرتے تو صبح کی روٹی کے وقت تک اسے اسی دن بن دیتے یعنی ان کے لئے زمانہ کو پھیلا دیا جاتا۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دن ایک خوبصورت شکل کے پاس سے گزرے اسے دیکھا تو اس کی چاہت دل میں پیدا ہوئی اس کی طرف آپ کی نظر مائل ہوگئی۔ جب آپ اپنے والد مکرم کے پاس پہنچے تو وہ کشف سے سب کچھ جان گئے اور بہت ڈانٹا اور نصیحت فرمائی وہ چاہت اسی وقت آپ کے دل سے نکل گئی اور اپنے والد کی برکت سے وہ ایسی نظر سے محفوظ ہوگئے مجھے اس صاحبزادے نے بتایا کہ ان کے والد کی وفات ستر سال کی عمر میں ۹۶۴ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن علی باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ استاذ اعظم کے صاحبزادے ہیں مولی دویلہ کے لقب سے مشہور ہیں ہمارے سادات آل باعلوی کے مایہ ناز آئمہ اور اولیاء میں سے ہیں، جب آپ پر حال طاری ہوتا تو ایک عجیب اضطراب وحرکت آپ کے جسم پر طاری ہوجاتی جسم بالکل نرم ہوجاتا اگر کوئی آدمی آپ کے جسم پر انگلی رکھ دیتا تو وہ جگہ نیچے دھنس جاتی آپ پر ایک دفعہ سات دن تک مسلسل حال طاری رہا سات دنوں کے بعد سیاہ رنگ کے خون کی آپ کو قے آئی تو آپ کے صاحبزادے عارف ربانی شیخ عبدالرحمن سقاف کہتے ہیں اگر آپ کو قے نہ آتی تو یہ حال آپ کو مار کر چھوڑتا۔

حوض کوثر سے وضو

ایک دن اپنے چچا شیخ عبداللہ بن علوی کی موجودگی میں وجد طاری ہوا اور آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو آپ نے لوگوں کے ساتھ مل کر باجماعت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو عارف حق علی بن سالم نے آپ کے چچا حضرت عبداللہ سے کہا آپ کے بھتیجے نے بے وضو نماز پڑھی ہے کیونکہ اس کی عقل زائل ہو چکی تھی۔ آپ کے چچا نے آپ کو فقیہ علی بن سالم کی یہ بات بتائی آپ نے جواب دیا عزت حق کی قسم! میں نے حوض کوثر سے وضو کیا اور وہاں سے پانی پیا یہ کہہ کر آپ نے داڑھی مبارک کو جھاڑا تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکنے لگے پھر کہنے لگے حضرت فقیہ! ہم پر تو ایسی چیزیں نازل ہورہی ہیں کہ اگر وہ پہاڑوں پر اترتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتے۔

آپ کی یہ کرامت بھی مذکور ہے کہ آپ کے ایک ساتھی کو گوشت کی شدید خواہش پیدا ہوئی وہاں قریب کہیں گوشت کے حصول کی کوئی صورت نہ تھی۔ حضرت محمد نے خوب موٹے اونٹ کے بچے کو دیکھا اور ساتھیوں کو فرمایا یہ اونٹ کا بچہ ہمارے لئے ذبح کردو جب ساتھی ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہے تھے تو اس کا مالک آ گیا اور حضرت کو عرض کرنے لگا کئی دن ہوئے میں نے یہ جانور آپ کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: الحمدللہ! ہم نے صرف اپنا حق ہی لیا ہے (یعنی حضرت کو یہ ہبہ مکاشفاتی طور پر معلوم ہوگیا تھا اور یہ اب آپ کا مال تھا) فرمایا کرتے تھے کہ میں جس چیز کو خریدنا چاہتا ہوں وہ بول پڑتی ہے مجھے خرید لیجئے کیونکہ میں آپ کے لئے حلال ہوں۔

یہ کرامت بھی ہے کہ کسی آدمی نے آپ کو آپ کی محرم عورتوں سے بات کرتے دیکھا اپنے جی میں اس نے اس بات کو

ناپسند کیا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کی محرم ہیں۔ جب حاجت پوری کر کے اٹھا تو اس نے اپنا آلہ تناسل ختم ہوتا ہوا دیکھا حضرت کی خدمت میں آیا معذرت کی اور توبہ کی۔ آپ نے فرمایا: ہم جب خواتین سے باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو ہم تیری طرح (بلا آلہ تناسل) ہوتے ہیں۔

سلطان یمن نے ایک لشکر حضر موت کے بادشاہ احمد بن یمانی کی طرف بھیجا تا کہ اس سے شہر کی بندرگاہ اپنے قبضہ میں لے لیں۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن یمانی بندرگاہ میں تھے فوج بندرگاہ کے قریب آ کر اتری، احمد ان کے مقابلے سے عاجز تھا لہٰذا اس نے فوج سے مہلت مانگی کہ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد وہ شہر سے باہر نکل جائے گا اور شہر ان کے لئے چھوڑ دے گا۔ فوج والوں نے انکار کر دیا اور کہا اسی وقت تیرا یہاں سے نکلنا ضروری ہے حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کے مقابل آ جا یقیناً اللہ تیری مدد کرے گا۔ احمد جنگ کے لئے نکل آیا جب دونوں فوجیں ٹکرائیں تو حضرت سید نے کنکریوں کی مٹھی بھری اس پر تھوکا اور فوج کے مونہوں پر دے مارا۔ سب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

آپ نے اپنے گھر کی دہلیز کو پکڑ کر گھر والوں سے کہا گھر میں جو کچھ ہے نکال لو، پھر آپ گھر سے جونہی الگ ہوئے سب گھر گر گیا۔

کچھ لوگوں کے مقاصد کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو سب مقاصد پورے ہوئے نافرمانوں کی ایک جماعت کے لئے دعا کی تو انہیں توبہ نصیب ہوئی۔ آپ کی کرامتیں بہت ہیں۔ شہر تریم میں ۹۶۵ھ میں وصال ہوا۔ زنبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ بقول علامہ شلی آپ کی قبر قبولیت دعا کے لئے مشہور ہے۔

حضرت محمد بن محمد بن عبدالرحیم زغبی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صالح اور مجذوب تھے۔ راہ خدا میں ایک جماعت آپ کی مصاحب رہی ان میں حضرت شیخ عمر عقیبی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

اپنی قبر کا علم

شیخ علی بن عبدالرحیم صالحی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں شیخ محمد کی وفات سے ایک سال پہلے صالحیہ میں ان کے ساتھ تھا جب ہم ان گلیوں میں پہنچے جن سے گزر کر حضرت شیخ ابوبکر بن قوام کے مزار کی طرف صالحیہ کے مغربی حصے میں جاتے تو حضرت محمد نے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ہم نے یہاں کافی عرصہ محبوس رہنا ہے اور مذکورہ سمت کے اس قبرستان کی طرف اشارہ فرمایا جو ہموار زمین اور دامن کوہ میں ہے۔ میں آپ کے اس ارشاد کے بارے میں ہمیشہ سوچتا رہا اور حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا اور آپ وہیں دفن ہوئے (تو مجھے بات کی سمجھ آئی کہ آپ کا اشارہ وہاں قبر میں رہنے کا تھا) بقول علامہ غزی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۹۷۸ھ میں ہوا۔ زغبی غین معجمہ کے ساتھ زغبہ دمشق کے علاقہ کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ یہ وہ زغبی نہیں جو عین سے لکھے جاتے ہیں وہ زعبی تو سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک سے ہیں اور یہ اس خاندان سے

نہیں۔ مجھے یہ بات شیخ عبدالفتاح آفندی زعبی طرابلسی نے اس وقت بتائی جب انہیں پتہ چلا کہ زغبی نام کے بھی ایک عظیم المرتبت ولی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت محمد خواجہ جگی امکنگی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفیہ کے اکابر اور طریقہ نقشبندیہ کے اماموں میں سے ایک ہیں۔ امکنگ بخارا کا ایک گاؤں ہے آپ نے طریقت کا سبق شیخ درویش محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا آپ اصحاب کشف میں شامل ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت

آپ سے خلیفہ شیخ محمد باقی (حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہندوستان میں ایک شخص کا ظہور ہوگا جو اپنے دور کا امام ہوگا اور اس کی فتوح آپ کے ہاتھ میں ہوں گی۔ آپ جلدی جائیں کیونکہ اہل اللہ اس عظیم شیخ کی آمد کے منتظر ہیں جب آپ بخارا سے ہندوستان آئے اور آپ کو شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ملے اور آپ سے طریقت حاصل کی تو آپ نے انہیں فرمایا آپ ہی وہ ہیں جن کی بشارت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ (بہ روایت خانی)

حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قلیوب کے رہنے والے ہیں آپ کے احوال واضح اور کرامات ظاہر ہیں۔ آپ نے کئی پاشاؤں کی معزولی اور دوسروں کی تقرری کی خبر دی اور اسی طرح ہوا۔ ذرا بھی خطا نہ ہوئی۔ بقول علامہ مناوی دسویں صدی کی ابتدا میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت محمد بن قاضی مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ عموماً کوم الحاجب (دربان والا ٹیلہ) ملک ظاہر کی جامع مسجد اور انہی علاقوں میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا کشف فوری اور عجیب ہوتا تھا۔

دل کے کھٹکے کا جاننا

انسان آپ کے پاس کھڑا ہو جاتا نہ بولتا تو آپ اس کے دل کا بھید بتا دیتے اور جس مقصد کے لئے آیا ہوتا تھا اس کا اظہار فرما دیتے، اسے یہ حکم بھی دے دیتے کہ یہ کام کرے یا نہ کرے۔ آپ کے ساتھیوں کے دلوں میں اپنے گھروں کے اندر کوئی خیال آتا یا جی میں کسی کام کرنے کا پختہ ارادہ آیا تو آپ پیغام بھیج کر فرما دیتے کہ یہ کام کرو یا نہ کرو۔ (مناوی)

حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر میں باب الفتوح کے باہر جامع شہادی میں مدفون ہیں، آپ کی کرامات بے شمار ہیں اور آپ کی ولایت کا شہرہ ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کو غصہ بہت آتا تھا اگر کوئی ایسا آدمی مل جاتا جس نے اس دن کوئی گناہ کیا

ہوتا تو اسے مارتے حتیٰ کہ وہ گناہ اس کے دل سے مٹ جاتا جو آپ کو مارنے سے روکتا اس کے ہاتھ شل ہو جاتے۔ بقول علامہ مناوی آپ دسویں صدی ہجری میں فوت ہوئے۔

حضرت محمد عبدالرحیم ولی الدین ابوخلیل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شافعی المذہب ہیں۔ صاحب حسب ونسب ہیں۔ سید ہیں۔ شیخ صالح اور ولی زاہد ہیں۔

اپنی وفات کا علم

غزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے شیخ تاج الدین قرعونی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالقادر بن سوار رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ بات بتائی کہ میں (عبدالقادر) گھر میں اکیلا تھا میں نے سنا کہ چھت پر سے کوئی آدمی مجھے بلا رہا ہے میں نے باہر نکل کر دیکھا کہ سید ابوخلیل رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ان دنوں بیمار تھے مجھے کہنے لگے اے شیخ عبدالقادر! میں فلاں دن مرجاؤں گا آپ میرے مرنے کے بعد اس طرح اور اس طرح کریں گے۔ پھر جس وقت کا ذکر کیا تھا اسی وقت ۹۸۲ھ میں وصال فرما گئے۔

حضرت محمد بن علی بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمارے سادات آل باعلوی کے ایک عظیم المرتبت ولی اللہ ہیں۔

تالے خود بخود کھل گئے

آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب سید عبداللہ بن طیب رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں فوت ہو گئے تو ان کا مال مقفل الماریوں میں تھا اور جسے وصیت تھی اسے چابیاں نہیں مل رہی تھیں۔ تو سید مذکور نے وہ تالے چابیوں کے بغیر کھول دیئے۔ عبدالرحمن جون کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں تھے۔ والیٔ مدینہ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ سرائے یا خلوت کدہ کی چابی گم ہو گئی۔ حضرت محمد بن ہارون نے اللہ کا نام لے کر چابی کے بغیر تالہ کھول دیا۔ اگر کوئی علت یا بیماری والا آدمی آپ کے پاس آجاتا اور آپ پڑھ کر اسے دم کر دیتے تو اسے شفامل جاتی۔ کسی کو کسی انسان یا جن کی طرف سے تکلیف ہوتی اور وہ آپ کی سرکار میں آجاتا اور آپ پڑھ کر اسے دم کر دیتے تو وہ تکلیف اسے پھر نہ ہوتی۔ کسی کی اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو آپ جہاں ہوتی وہ جگہ بتا دیتے۔ آپ کی خدمت میں ایک بدوی آکر کہنے لگا میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اور مل نہیں رہا آپ نے فرمایا وہ فلاں وادی میں ہے۔ بدوی وہاں گیا تو اونٹ مل گیا۔ ایک تاجر کا تلوں کا پورا ابھار گم ہو گیا وہ آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے جہاں تل تھے وہ جگہ بتا دی تاجر وہاں گیا تو تل مل گئے۔

آپ کے سامنے کسی کے دل میں جو خیال آتا آپ کشف سے واضح فرما دیتے۔ حرمین شریفین اور یمنی علاقے میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔ ان علاقوں کے بادشاہ عموماً اور شاہ دثینہ خصوصاً آپ کے معتقد تھے۔ آپ جب شاہ دثینہ کے پاس تشریف لائے تو اس کا علاقہ چوروں کا گڑھ بنا ہوا تھا آپ ہر چور کا پتہ اسے بتا دیتے سارے علاقے سے چور بھاگ گئے اور آپ وہاں ہی مقیم ہو گئے۔ آپ کی وہاں کئی اولادیں ہوئیں۔ بقول علامہ شلی آپ کا ۹۸۳ھ میں وصال ہوا۔

حضرت محمد بن محمد شمس الدین ابوالنعمان بن کریم الدین ایجی عجمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ، امام، علامہ اور عارف ربانی ہیں۔ صالحیہ دمشق میں قیام فرما تھے۔ کئی سال حضرت سیدی محمد بن عراق کی مصاحبت میں رہے۔

عجیب واقعہ اور تصرف شیخ

غزی کہتے ہیں مجھے شیخ محمد تلیلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ علاقہ تلیل نے جبل لبنان کے علاقہ عین العابد میں یہ واقعہ سنایا کہ صفد قبیلہ کے ایک سردار نے مجھے بتایا کہ میں نے جوانی میں بسلسلہ تجارت دمشق کا سفر کیا۔ ایک دفعہ سونے کے پچاس دینار لئے اور پچھلے پہر اپنے ڈیرے کی طرف چل دیا مجھے ایک آدمی ملا معلوم ہوتا تھا مال لیتے اس نے مجھے دیکھ لیا تھا اس نے مجھے یوں سلام کیا گویا وہ میرے باپ اور میرے قبیلہ کو جانتا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے ساتھ اس کی قدیم دوستی اور محبت ہے۔ مجھے قسم دے کر کہنے لگا کہ میں اس کے ساتھ جاؤں اور یہ رات اس کی مہمانی میں گزاروں۔ اب اس کے ساتھ چلے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ مجھے وہ لے کر عمارت کے گوشے سے نکلا (آباد علاقے سے نکلا) بہت جلد مجھے محسوس ہوا کہ ہم فراویس کے قبرستان میں ہیں میں نے دائیں بائیں دیکھا مگر وہاں تو کوئی نہ تھا۔ سورج کی طرف دیکھا تو وہ ڈوب چکا تھا اب میں نے مجبوراً اس کے سامنے یہ بات کہی کہ مجھے آپ پر شک ہے میں نے اس سے پوچھا آپ کا گھر کدھر ہے کہنے لگا یہاں سے بالکل قریب ہے ہم چلتے رہے قبرستان سے نکل گئے یہاں قریب ہی طواحین ہے میں نے دیکھا کہ ہم باغوں کے درمیان ہیں۔ رات ہو چکی ہے اور فرار کی ساری راہیں مسدود ہو چکی ہیں، کیونکہ مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ میں کدھر جاؤں۔ ہم ابھی تھوڑی دیر ہی چلے تھے کہ چوروں کا ایک گروہ ہمیں ملا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید اور مرحبا کہا۔ وہ شخص ان سے ایسی زبان میں باتیں کرتا جو میری سمجھ سے بالا تھیں۔ مجھے بہت زیادہ شک گزر رہا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ میں اب ان سے نرمی کرنے لگ گیا اور وہ بھی مجھے کہنے لگے خوفزدہ نہ ہوں آج رات کھانے پینے پر آپ ہمارے ساتھ ہوں گے۔ وہ مجھے کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتے تھے جہاں وہ اپنا پروگرام پورا کر سکیں۔

وہ چل رہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ بدحالی کی تصویر بنا چلتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک گروہ سامنے آیا وہ ایک دوسرے سے متعارف تھے لہٰذا ایک دوسرے سے سلام و دعا ہوئی اس گروہ میں ایک باوقار شیخ بھی موجود تھے وہ میرے نانجار ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے نام لے کر کہا: او بدی کے کارندو! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہنے لگے، یہ ہمارا مہمان ہے۔ شیخ نے کہا ہم اس کی مہمانی کے تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر شیخ نے انہیں برا بھلا کہا اور مجھے ان سے چھڑا لیا۔ پھر حضرت شیخ اپنی جماعت کے ساتھ چل پڑے میں بھی ان کے ساتھ تھا شیخ میرے دل کو بہلاتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ آخر آپ کس طرح ان نانجار بدمعاشوں کے ہتھے چڑھ گئے یہ تو آپ کو قتل کر کے مال لے لینا چاہتے تھے۔ میں نے حضرت کو سارا واقعہ سنا دیا کچھ دیر ہم چلتے رہے پھر درختوں سے لدے ایک پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ سامنے پانی کا ایک چشمہ آیا

جماعت وہاں رک گئی ہماری ملاقات کے لئے وہاں کھڑے ہو گئے حضرت شیخ سے مصافحہ کر کے ہاتھ چوم لئے اور سب ساتھیوں کو سلام کیا۔ پھر حضرت شیخ ان سب کے درمیان بیٹھ گئے وہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگ گئے باہم باتیں بھی کیں صبح ہو گئی۔ سب نے وضو کیا اور شیخ نے سب کو صبح کی نماز پڑھائی، پھر ایک دوسرے کو وداع کیا۔ شیخ اپنی جماعت کے ساتھ واپسی کے لئے تھوڑی دیر چلے ابھی اندھیرا تھا ایک دوسرے کے چہرے بھی پہچانے نہ جاتے تھے کہ ہم صالحیہ دمشق میں پہنچ گئے۔ مجھے شیخ نے وداع کرتے ہوئے فرمایا بیٹا! آئندہ ایسا نہ کرنا اور اپنی جان کو یوں ہلاکت میں نہ ڈالنا۔ شیخ پلٹ پڑے لوگ بکھر گئے۔ جب شیخ الگ ہوئے تو ساتھیوں میں سے ایک میرے ساتھ چل پڑا میں نے اس سے حضرت شیخ اور اس جگہ کے متعلق پوچھا جہاں ہم تھے اس نے کہا یہ حضرت شیخ محمد ایجی ہیں یہ جگہ جہاں ہم ہیں صالحیہ ہے اور حضرت ایجی کا آستانہ عالیہ یہاں ہے اور جس جگہ ہم تھے وہ جگہ مصلی الصالحین تھی وہ جبل لبنان میں عین العبد کے قریب ہے اور دمشق سے دونوں کی مسافت ہے جن لوگوں نے آپ کو پکڑ رکھا تھا وہ چور تھے۔ حضرت شیخ ان کے ہر ہر فرد کو جانتے ہیں حضرت شیخ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر سے بچایا ہے۔ بقول علامہ تلیلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ بذات خود لطافتوں کا مجموعہ ہے اور حضرت شیخ محمد ایجی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں کافی ہے۔ آپ کی وفات ۹۸۵ھ میں ہوئی اور اپنے گھر قاسیون کے وسیع دامن میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد صمادی ابو مسلم دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ، امام، علامہ اور عارف ربانی ہیں۔ اکابر اولیاء کے ساتھی اور اصفیاء کے سردار ہیں۔

محفل وجد میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری

غزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے شہر میں تین مشائخ عارف ربانی شیخ محمد ابو مسلم صمادی، عارف ربانی استاذ سیدی محمد بکری اور علامہ شمس الدین محمد بن ابی اللطف اکٹھے ہوئے حضرت صمادی نے عمل فرمایا اور شیخ محمد بن ابی اللطف اٹھ کھڑے ہوئے انہیں وجد و حال نے آلیا۔ حضرت صمادی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گود میں لے لیا تو ان کا وجد ختم ہو گیا۔ جب وقت ہوا ختم ہوا تو مشائخ نے مصافحہ فرمایا ابن ابی اللطف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حضرت جی! شیخ محمد صمادی بہت بڑے انسان ہیں مگر بخیل ہیں۔ حضرت محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: سبحان اللہ! بخیل کیسے ہو سکتے ہیں مجھے تو ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ان کا وسیع دستر خوان ہے اور آنے والے بڑی تعداد میں ان کے پاس آتے ہیں وہ کسی کو مہمانداری کے بغیر واپس نہیں جانے دیتے؟ ابن ابی اللطف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرا یہ مطلب نہیں میرا مطلب ہے وہ حال میں بخل سے کام لیتے ہیں انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا حضور! جب ذکر نے سب کو اپنی گرفت میں لے لیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح پر فتوح قبر سے نکل کر حلقہ میں آگئی ہے لیکن جب مجھے حضرت شیخ محمد صمادی رحمۃ اللہ علیہ نے گود میں لے لیا تو پھر مجھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام دکھائی نہیں دیئے۔ حضرت شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا انہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے، وہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ آپ پر جذب و مستی طاری نہ ہو جائے لہٰذا وہ آپ کو شعور کی طرف واپس لے آئے

(یہ احترام سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہے)۔

امتحان میں کامیابی

ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں جب حضرت محمد صمادی آخری دفعہ حلب آئے تو انہیں اشارۃً بتایا کہ انہیں روم میں سرزنش کی گئی تھی جب انہیں خون کے جلاب آنے لگے اور وہ ہلاکت کے کنارے جا پہنچے اور منکروں نے انکار شروع کیا اور انہوں نے بھید ظاہر کر دیا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے اجداد سے ایک آدمی آیا ان کے چہرے پر یہ کہتے ہوئے ہاتھ رکھ دیا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ (اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے جو کافی ہے، اللہ کے نام سے جو شافی ہے، اللہ کے نام سے جس نام کے ہوتے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی) جب صبح ہوئی تو حکم خداوندی سے انہیں شفا ہو چکی تھی۔

علامہ غزی فرماتے ہیں مجھے بہت سے لوگوں نے واقعہ سنایا اور میری یادداشت کہتی ہے کہ میں نے یہ واقعہ خود حضرت صمادی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ جب وہ روم میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تھے تو ایک وزیر نے ان کی آزمائش کی ان کی مہمانی کی اور کھانا ایسا رکھا جو مردار کا تھا یا اس میں زہر ملا رکھا تھا جب دستر خوان بچھایا گیا اور آپ کے والد نے کھانے کا قصد کیا تو مجلس میں ہی حضرت ابو مسلم صمادی پر ایک عجیب و غریب حالت طاری ہو گئی۔ باپ سے کہنے لگے تناول نہ فرمائیں یہ کھانا بے کار ہے۔ پھر اٹھ کر کھانا پلٹ دیا اور تلف فرما دیا اب یہ دیکھ کر وزیر نے اقرار کر لیا کہ میں امتحان لے رہا تھا۔ اب وہ آپ کے والد کے سامنے معذرت کرنے لگا اور آپ کے دل کو پرچانے لگا پھر وہ دستر خوان بچھوایا جو در اصل ان حضرات کے لئے تیار کروایا تھا کھانا تناول فرمایا اور طبیعت خوش ہوگئی۔ شاید یہی وہ بھید تھا جسے ابو مسلم نے ظاہر کر دیا اور انہیں خونی پیچشوں سے سرزنش کی گئی جیسا کہ ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے قصہ مختصر آپ زمانے کے گوہر یکتا تھے۔

پھر بکریاں اکٹھی ہو گئیں

غزی ہی اس بات کے بھی راوی ہیں کہ مجھے شیخ صالح علی لولوی نے بتایا یہ علی حضرت صمادی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی تھے۔ مجھے ایک مصیبت نے آلیا میں نے اللہ کریم کے سامنے حضور رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وسیلہ پیش کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیدار بخشا اور فرمایا اپنے پڑوسی شیخ ابو مسلم صمادی کے پاس جاؤ اور یہ تکلیف ان سے اٹھواؤ صبح ہوئی تو میں حضرت شیخ ابو مسلم صمادی کی خدمت میں حاضر ہوا میں جونہی پہنچا تو کہنے لگے اے شیخ علی! میں غیب نہیں جانتا، میں غیب نہیں جانتا۔ اپنے کام کے متعلق آپ نے مجھے کیوں نہ بتا دیا (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف دی پہلے مجھے کہہ دیتے تو کام ہو جاتا) اللہ کریم نے پھر میرا وہ معاملہ حضرت صمادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پورا کر دیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد بن عرب نامی ایک آدمی بھیڑ بکریاں لانے کے لئے مشرق کی طرف گیا واپسی پر ایک خوفناک جگہ اسے رات آگئی سخت جھکڑ اور شدید بارش والی رات تھی۔ رات کے دوران عجیب سی حرکت ہوئی بکریاں دوڑ کر بھاگیں بکھر گئیں میں اور میرے ساتھی چرواہے انہیں اکٹھا نہ کر سکے۔ میں نے یہ دیکھ کر کہا حضرت ابو مسلم اب آپ کی مدد کا وقت ہے

میں نے محسوس کیا کہ مقلاع (گوپیا) سے ایک پتھر مارا گیا اور سب طرف سے بھیڑیں اور بکریاں یکجا ہو گئیں۔ اس محمد بن عرب کی بیوی صاحب ولی خدا تھیں بڑی نیک تھیں اور شیخ صمادی پر اعتقاد رکھتی تھیں۔ حضرت کو اپنا والد سمجھتی تھیں اور ان کی خدمت میں آتی جاتی تھیں اور ان کی وفات کے بعد خاندان کے پاس بھی ان کا آنا جانا تھا کہتی ہیں میں ایک دن حضرت صمادی کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ میرا خاوند مذکورہ بالا سفر کے لئے گھر میں موجود نہ تھا مجھے فرمانے لگے اے ام فلاں (کنیت بیان کی) میں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں مگر میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔ آج رات تمہارے خاوند کی بکریاں بھاگ گئی تھیں اس نے مجھے پکار کر مدد چاہی میں نے ایک کنکری لی اور اس کی طرف پھینک دی اس کی بکریاں اکٹھی ہو گئیں۔ وہ تمہارے پاس جلدی صحیح وسلامت پہنچ جائے گا۔ اس کی کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی۔ جب خاوند گھر پہنچا تو اس نے ایک رات بکریوں کے بھاگ جانے کا ذکر کیا۔ بیوی نے اسے بتایا کہ میں فلاں رات حضرت ابومسلم کے ہاں گئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے تیری مدد کے لئے پکار سنی تھی۔ انہوں نے پھر ایک کنکری لے کر بکریوں کی طرف پھینکی تو وہ اکٹھی ہو گئیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل ذکر میں رونق افروز ہوتے ہیں

علامہ غزی فرماتے ہیں میں ایک دفعہ بیمار ہو گیا ایک رات بخار بہت تیز ہو گیا۔ خواب میں آقائے کل صلی اللہ علیہ وسلم نے جمال جہاں آرا کی زیارت سے نوازا۔ آپ میر محفل تھے اور جماعت میں صمادی حضرات اور اس کے علاوہ بہت سے لوگ تھے سب ذکر خدا کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف حضرت ابومسلم صمادی ہیں اور دائیں ان کے صاحبزادے مسلم ہیں اور باقی صمادی آپ کے ساتھ ساتھ ہیں۔ جب ذکر سے فارغ ہو کر بیٹھے تو صاحب ترجمہ (محمد صمادی) نے صمادی جماعت کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا: اے شیخ محمد! ان میں تیرے لڑکے مسلم کے بغیر اور کوئی بھی نہیں۔ غزی کہتے ہیں مجھے جاگ آ گئی پسینہ بکثرت آ چکا تھا اور مجھے آرام آ گیا تھا میرے خواب کا علم حضرت صمادی کو ہو گیا مجھے بلوا بھیجا اور فرمایا جناب گرامی نجم الدین صاحب (غزی کا نام) مجھے آپ کے خواب کا علم ہوا ہے۔ قسم بخدا! یہ سچ ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی زبان سے مجھے خواب سنائیں میں نے جب خواب سنایا تو کہا خدا کی قسم! تیرا خواب سچا ہے۔ ہماری جماعت میں مسلم کے بغیر اور کوئی نہیں۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور ان کے صاحبزادے مسلم ان کے جانشین ہوئے۔

قطب دوراں کی زیارت

غزی ہی فرماتے ہیں میں نے زندگی میں چار آدمیوں سے بڑھ کر کوئی نورانی نہیں دیکھا۔ جب ان پر نگاہ پڑتی ہے تو بصیرت شہادت دیتی ہے کہ ان پر نگاہ خداوندی کی ضیا پاشیاں ہیں ان میں سب سے جلیل المرتبت تو میرے والد محترم تھے، دوسرے شیخ محمد صمادی تھے، تیسرے حضرت محمد تمیمی عاتکی تھے اور چوتھے وہ صاحب تھے جنہیں میں نے مکہ مکرمہ کے بالمقابل مکہ مکرمہ میں ایک حجرہ میں داخل ہوتے دیکھا تھا نکھری نکھری جوانی تھی صوفیانہ لباس تھا ترکی شکل وصورت کے نوجوانوں نے انہیں گھیر رکھا تھا اور خدمت بجا لا رہے تھے۔ جونہی میری نگاہ ان پر پڑی میں نے لپک کر مصافحہ کر کے ان کا

ہاتھ چوم لیا۔ مجھے فرمانے لگے کیا کوئی حاجت ہے؟ میں نے کہا صرف دعا چاہتا ہوں انہوں نے بڑی فصاحت و بلاغت اور پورے انہماک سے کعبہ کی طرف منہ کر کے ماثورہ دعائیں مانگیں اور لمبی دعا کی جب بھی وہ کوئی ختم کرنے لگتے تو میں جی میں خواہش کرتا کہ اللہ کرے وہ ایک اور دعا فرمادیں اور وہ دعا میں اپنے دل میں متعین کر لیتا، ابھی میرے دل میں خیال ہی ہوتا کہ وہ وہی دعا مانگنے لگ جاتے اسی طرح معاملہ چلتا رہا پھر دعا ختم کر کے آپ نے اپنے ہاتھ منہ پر پھیرے میں نے عرض کیا حضور! مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ فرمانے لگے آپ بھی اسی طرح اپنی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں۔ پھر میں وہاں سے اٹھا اور جی میں عہد کر لیا کہ جب تک حاجی یہاں مقیم ہیں میں ان کے بغیر اور کسی کے پاس نہیں بیٹھا کروں گا۔ میری ان سے یہ ملاقات ۱۰۰۱ھ میں عرفات شریف کی طرف سفر کرنے سے پہلے تھی جب عرفات سے فارغ ہو کر واپس آئے تو میں نے آپ کو اس حجرے میں تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے۔ اس حجرے میں رہنے والے سے میں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا جس انداز کے آدمی کا آپ ذکر کر رہے ہیں میں نے تو کبھی ایسا آدمی یہاں نہیں دیکھا اور اس حجرے میں کبھی ایسا آدمی نہیں آیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مردان حق میں سے تھے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ اس وقت کے قطب اور اس دور کے غوث تھے۔ حضرت شیخ سمادی کی وفات ۹۹۴ھ میں دمشق میں ہوئی۔ جامع مسجد اموی میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ اپنے خاندان کی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد بن ابی الحسن بکری مصری رحمۃ اللہ علیہ

ایک ولی کبیر اور مشہور عارفوں میں سے ہیں۔ مناوی نے انہیں یہ فرماتے سنا اللہ کا ایک بندہ تمہارے درمیان ہے تمہاری اس مجلس میں تمہارے ساتھ ہے روزانہ صبح اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اسے عمدہ اخلاق کے کرنے اور برے اخلاق سے روکتا ہے۔ اس سے مطلب ان کی اپنی ذات تھی۔

دست غیب کی جولانیاں

علامہ غزی نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے" ابوالمکارم شمس الدین محمد بکری کبیر، شیخ، امام، شیخ الاسلام، استاذ الاساتذہ ہیں، اولیائے عارفین کے امام ہیں۔ شمس الدین بن ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ایک کرامت آپ کی جماعت کے ایک بزرگ شیخ فاضل عبدالرحیم شعراوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے کہتے ہیں کہ میں استاذ سیدی محمد بکری صدیقی کے ساتھ ایک سفر میں مکہ مکرمہ میں تھا، میں اکثر اوقات آپ کے ساتھ رہنے کا عادی تھا اور مجھے آپ سے شدید لگاؤ تھا۔ آپ ایک دن باب ابراہیم کے پاس اپنے ڈیرے کے نزدیک حرم شریف میں تشریف فرما تھے اور میں آپ کے پاس تھا اتنے میں آپ کے ڈیرے سے ایک خادم آیا اور خرچ کے لئے کسی چیز کا مطالبہ کیا۔ آپ کے پاس اس وقت خرچ کے لئے کچھ نہ تھا۔ خادم کو فرمایا ان شاء اللہ ہم ابھی بھیج دیں گے خادم چلا گیا پھر واپس آیا اور شدت سے مطالبہ کرنے لگا۔ شیخ نے وہی پہلے والا جواب دیا۔ خادم کے ساتھ کئی دفعہ اسی طرح سوال و جواب ہوئے۔ شیخ طواف کے لئے اٹھے میں بھی ساتھ تھا آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

صوح　النبت　فاسقه　قطرة　من　سحائبث

و أغثنا فإننا في ترجي مواهبك

۱۔ سبزہ خشک ہو گیا ہے، اے اللہ! اسے اپنے بادلوں سے ایک قطرہ پانی پلا دے۔

۲۔ ہماری مدد فرما کیونکہ ہمیں بھی تیری ہی عطاؤں کا بھروسہ ہے۔

آپ طواف میں یہ اشعار پڑھتے رہے۔ اچانک ایک ہندوستانی آدمی آیا حضرت کی طرف بڑھا آپ کا ہاتھ چوما اور اپنے گریبان سے دیناروں کی تھیلی نکالی اور کہنے لگا یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے جو شاہ ہند نے میرے ہاتھ بھیجا ہے۔ حضرت نے شکرانے کا سجدہ ادا کیا اور خوشی خوشی اپنی منزل کی طرف چلے۔

غزی کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سیدی محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور کہنے لگا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضرت کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں دنیا کو یوں پھیلاتے ہیں اور اتنا زیادہ خرچ کرتے ہیں کہ اسراف معلوم ہونے لگتا ہے۔ حضرت اس شخص کے پاس سے گزرے اس نے جب آپ کے ہاتھ چومے تو آپ نے اسے فرمایا بیٹا! دنیا ہمارے ہاتھوں میں ہے ہمارے دلوں میں نہیں یعنی ہاتھوں میں ہے اسے خرچ کرتے ہیں دل میں نہیں کہ اس سے محبت کرنے لگ جائیں۔ آپ کا وصال ۹۹۴ھ کو ہوا ان کی تاریخ وفات اس فقرہ سے نکلتی ہے: مات قُطبُ العارفین (۹۹۴ھ، عارفوں کے قطب کا وصال ہو گیا)۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے اپنی کتاب ''عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق'' میں شیخ ابوالسرور بکری کی کتاب ''الکوکب الدری فی مناقب الاستاذ بکری'' کے حوالے سے نقل کیا ہے آپ کی کرامت جو آپ نے خود بتائی ہے کہ آپ نے ایک سال حج کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر انوار کی زیارت کی جب آپ روضہ انور اور منبر اقدس کے درمیان بیٹھے تھے تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بالمشافہ آپ سے کلام فرمایا اور یہ دعا دی ''اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو برکات سے نوازے'' پھر مصنف ''کوکب دری'' نے مزید کہا ہے اس میں ذرا بھر شک نہیں کہ اس خاندان عالی شان کے گھر کا ستون ان کے قصیدے کا مرکزی شعر، اور بلا استثناء استغراقی حیثیت سے ان کے دائرہ کا قطب حضرت استاذ محمد ابوالمکارم بکری کی ذات والا صفات ہے کیونکہ حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر اولیاء میں سے ہر ایک کا ترجمہ وتعارف بیان کیا ہے مگر حضرت سیدی محمد بکری کا تعارف کرانے کی بجائے یوں گوہر ریز ہوئے ہیں اور اپنے عجز کا اعتراف فرمایا ہے، ان کے معاملے کا صحیح ظہور عالم آخرت میں ہی ہوگا۔ ''عمدۃ التحقیق'' کے مصنف فرماتے ہیں ان کی ان ولایت مآبیوں کی وجہ سے تبرکاً میں آپ کے تعارف و ترجمہ میں کچھ مختصر سا ذکر کروں گا۔

اس کے بعد صاحب ''عمدۃ التحقیق'' نے وہ ترجمہ وتعارف نقل کر دیا ہے جو حضرت نے خود ارشاد فرمایا تھا اس کی عبارت یوں ہے فقیر کی ولادت تیرہ ذوالحجۃ الحرام بدھ کی رات ۹۳۰ھ میں (سال کے اختتام پر) ہوئی میری پرورش استاذ اعظم، مجتہد مطلق، عالم ربانی، ابوالحسن تاج العارفین بکر صدیقی ولد معظم کی گود میں ہوئی۔ اللہ آپ کو جنت فردوس میں دار النعیم میں

اتارے اور اپنی تقدس مآبیوں کے حظیرہ قدس میں جگہ فرمائے۔ میری عمر کے سات سال پورے ہو رہے تھے کہ میں نے دل کی گہرائیوں سے قرآن عظیم یاد کر لیا میری زندگی کا آٹھواں سال تھا کہ میں نے کعبہ شریفہ کے پاس مالکی حضرات کے مقام عالی پر رمضان کے مہینے میں نماز تراویح میں قرآن بطور امام سنایا۔ میں نے وہاں ہی الفیہ بن مالک یاد کر کے مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے علماء کے سامنے پیش کیا۔ شافعی علماء میں سے علامہ اسماعیل قیروانی، مالکی علما میں سے عالم کامل محمد خطاب الکبیر، حنفی علماء میں سے حلب کے علاقہ کے مفتی ... برکۃ المسلمین ابن بولاد کو جو اس سال مکہ مکرمہ میں مجاور تھے، الفیہ پڑھ کر سنایا۔ ان سب حضرات نے مجھے تحریراً بھر پور اجازت اپنی طرف سے روایت کی عطا فرمائی۔ ابھی میری عمر کے دس سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ میں نے فقیہ امام عالی مقام سیدنا محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر امام، حجت، مجتہد، ولی اللہ، شیخ ابو اسحاق شیرازی کی کتاب ''التنبیہ'' پوری کی پوری یاد کر لی اور مصر میں جو عظیم المرتبت علماء تھے ان کے سامنے اسے بھی پیش کیا۔ آئمہ شافعیہ میں سے شیخ الاسلام ابو العباس احمد رملی مالکیوں میں سے محقق عصر ناصر الدین لقانی، حنفیوں میں سے قاضی القضاۃ شیخ الاسلام ابوالحسن طرابلسی کے سامنے میں نے کتاب ''التنبیہ'' پیش کی۔ اللہ ان سب پر اپنی رحمت عامہ نازل فرمائے۔ پھر اس کے بعد اپنے والد ماجد کے اسباق میں سب علوم پر بحث و استفادہ کرتا رہا۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریفہ تک مختلف محفلوں میں مختلف انداز سے قرأت و سماع کا سلسلہ جاری رہا۔ میرا اپنا حال بھی فہم و مقبول علوم میں مختلف رہا۔ حضرت والد ماجد کے درس قرآن میں کئی دفعہ پوری تفسیر پڑھی کبھی میں قرأت کرتا اور کبھی کوئی دوسرا قرأت کرتا۔ صحیح امام بخاری زیادہ تر درایۃً اور باقی روایۃً پڑھی۔ صحیح مسلم صحاح ستہ کی باقی کتب، حدیث و فقہ کی اور کتب بھی ان ہی سے پڑھیں۔ قصہ مختصر یہ کہ طلبہ کی مخصوص وضع اور بحث میں والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ میرا اور کوئی شیخ و استاذ نہیں۔ میں سولہ سال کی عمر میں تصنیف و تالیف میں مشغول ہوا اور سب سے پہلے اپنے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ کا اختصار لکھا بعد میں کچھ فقہی اور کچھ تصوف کے موضوعات پر مکمل رسالے لکھے۔

حضرت والد ماجد نے مجھے لوگوں کے سامنے قوم کے انداز کے مطابق تقریر کی بھی اجازت دی انداز یہ تھا کہ حق تعالیٰ سے اکتساب فیض کر کے بغیر روایت کے مخلوق خدا کے سامنے وہ فیض پیش کر دیا جائے اگرچہ روایت میں فیض الٰہی کے چشمے ہوتے ہیں۔ یہ اجازت شوال کے آخری حصے میں ۹۴۸ھ میں عطا فرمائی جب کہ ایک محفل میں آپ لوگوں سے کلام فرما رہے تھے پھر میں ۹۵۱ھ میں جامع انیش میں جو میرے باپ دادا کے نام سے مشہور ہے، قرآن، حدیث اور فقہ پڑھانے میں مشغول ہو گیا اسی سال میرے والد ماجد نے مکہ میں بھری محفل میں فرمایا جب کہ میں مصر میں تھا کہ لڑکے محمد کو اس سال اتنا کچھ حاصل ہو گیا ہے کہ اگر میری جماعت اور میری جماعت کے مانے ہوئے فاضل ساٹھ سال بھی محنت کریں تو اتنا کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ آخری حج میں آپ نے مجھے فرمایا: ''اگر میں اس دفعہ واپس آیا تو آپ ایک تربیت کرنے والے شیخ و مرشد بن جائیں گے'' جب آپ حج سے واپس پلٹے تو میں نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا حضور ابا جان! کیا آپ نے میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پورا فرمایا؟ فرمانے لگے وعدہ سے بڑھ گیا ہوں؟ میں نے تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا

اور عرض کیا حضور! میرے لڑکے محمد کے لئے کیا کچھ ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "اگر تم قریش کو بتادو جو کچھ اللہ کے ہاں اس کے انعامات ہیں تو وہ اترانے لگیں"۔

تیرہ ربیع الاول سوموار کے دن نماز ظہر کے بعد ۹۵۲ھ میں والد گرامی چون سال اور اٹھاون دن کی زندگی پاکر وصال فرما گئے آپ کے دار آخرت کی طرف انتقال فرمانے سے پہلے ہی میں آپ کی اجازت سے آپ کی مسند پر جامع ازہر شریف میں علوم شرعیہ یعنی تفسیر، حدیث اور فقہ حقائق و معارف کی زبان سے پڑھانے لگ گیا تھا اللہ کریم نے مجھ پر ستاروں کی تعداد کے برابر انعامات فرمائے بلکہ جب تک منطقۃ آسمانی محراب سے لے کر قرارہ و ستارکاں تک گھومتا رہے گا ان احسانات و انعامات کا شمار نہ ہو سکے گا۔ میں نے طریقت کے موضوع پر ایک دیوان نظم کیا جس کا نام "ترجمان الاسرار" ہے آپ نے دیوان اور اس کے اشعار کی توصیف کے بعد فرمایا پھر اللہ کریم صاحب فضل واحسان نے مجھے اس انعام سے نوازا کہ میں نے بسم اللہ کے نقطہ پر دو ہزار دو سو مجلسوں میں کلام کیا۔ آیت الکرسی شریف کے ابتدائی لفظ اللہ کے الف پر اس سے بھی زیادہ محافل میں گفتگو رہی۔ الہام ربانی سے دل کا سمجھنا میری عمر کا وظیفہ رہا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ کریم مجھ فقیر کی اولاد میں سے کسی کو میرے بعد بھی اس منصب پر قائم رکھے گا۔ پھر اللہ کریم کا مجھ پر یہ بھی احسان ہے کہ میرا نسب نامہ حضرت خلیفہ اعظم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ فقیر کا نام محمد ابوبکر ابوالمکارم ہے۔ والد مکرم رحمۃ اللہ علیہ نے میری کنیت ابوبکر رکھی تھی۔ اب دوسری کنیت (ابوالمکارم) ہے تو اس کی اصلیت یہ ہے کہ میری والدہ ماجدہ کی دادی خدیجہ بنت حافظ جمال الدین بکری جو ایک پارسا خاتون تھیں، حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر گئی تھیں اور وہاں تیس سال قیام فرما کر مدینہ طیبہ، مدینہ کے آقا پر صلوٰۃ و سلام ہو، میں وفات پا گئیں۔ جس رات میں مصر میں پیدا ہوا اسی رات ان صاحبہ نے مکہ مکرمہ میں خواب کو دیکھا کہ مجھے ان کے پاس اٹھا کر لے گئے ہیں انہوں نے مجھے اٹھالیا ہے اور سات دن مجھے لے کر یہ دعا مانگتے ہوئے طواف فرماتی رہی ہیں: آقا! "میں آپ سے طلب کرتی ہوں کہ یہ عالم اور صالح ہو" فرماتی ہیں پھر کعبہ کی طرف سے کسی نے آواز دی اس کی کنیت ابو المکارم رکھو۔ میرا لقب زین العابدین ہے (آپ کا غالب لقب شمس الدین ہے زین العابدین کا لقب زیادہ تر آپ کے بیٹے اور پوتے کے نام کے ساتھ آتا ہے البتہ نام سب کا محمد ہے) میرے والد ماجد حضرت محمد ابوالحسن تاج الدین ہیں پھر آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک اپنا نسب نامہ بیان کیا ہے اور ماؤں کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک تک اپنا نسب ارشاد فرمایا ہے آگے چل کر کہتے ہیں: الحمد للہ کہ میری والدہ کی دادی صاحبہ قبیلہ بنی مخزوم سے ہیں گویا میں قریش کے تین گھروں سے نسبت ولادت رکھتا ہوں: بنو تیم، بنو مخزوم اور بنو ہاشم۔ یہ سب اللہ کا فضل و کرم ہے۔ اس ذات پاک کی قسم! جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر اگاتا ہے اور جس کا اپنی حکومت پر کامل تصرف ہے۔ میرا اعتماد صرف اس کی ذات پاک پر ہے اسی کی ذات اقدس پر بھروسہ ہے۔ وہ تو دھوکہ خوردہ ہے جو اپنے دل کے کان پر بھنبھنانے لگا کہ میرا حسب میرے لئے کافی ہے پھر اسے خیال گزرا کہ یہ فخر و مباہات کے لئے کافی ہے اور علو مینار کا محل ہے، ہرگز نہیں یہ سب حسب اللہ کریم کا عطیہ اور ذات صمدانیہ کا احسان ہے۔ اللہ کریم مقاصد کو جانتے ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سب ہمتیں اور سب قوتیں صرف

عظمت وعلا والے اللہ کریم کی طرف سے ہیں۔ یہ تھا حضرت کا تعارف ان کی اپنی زبانی۔

اس کے نقل کرنے کے بعد ''عمدۃ التحقیق'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ جب حضرت گرامی عمر کے اٹھارویں سال میں تھے تو اللہ کریم نے آپ کے والد ماجد حضرت محمد ابوالحسن کی زبان پر جامع ابیض میں علمائے زمانہ کے ایک جم غفیر کی موجودگی میں تصوف کے درس کے دوران یہ کلمہ جاری فرما دیا میں نے اپنے اس لڑکے محمد کو حضرت محمد بھی محفل میں موجود تھے، کو اجازت دے دی ہے کہ تیاری اور استعداد و قابلیت کے حصول کے بغیر لوگوں کے انداز سے کلام کرے جو خیانت کرے وہ تباہ ہو جائے''۔ پھر آپ نے ایک طالب علم سے کہا تجھے پتہ ہے وہ کون ہے جس کے لئے میں نے کہا ہے کہ خیانت کار تباہ ہو؟ اس نے کہا حضور! مجھے تو علم نہیں ہے۔ فرمایا وہ درس دینے والے استاذ کے متعلق ہے۔ جب شیخ درس تصوف کی طرف جانا چاہتا ہے اور اس کی عقل میں کوئی کلمہ کھٹکتا ہے وہ اسے اچھا سمجھتا ہے اور اس کا جی اسے بہلاتا ہے کہ یہ فقرہ بھی درس میں پیش کر دے اگر وہ پیش کر دے گا تو یہ خیانت ہے یہ وہ مقام ہے جسے صرف اہل سمجھتے ہیں (1)۔

''عمدۃ التحقیق'' میں مصنف لکھتے ہیں کہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے طبقات میں آپ کے ترجمہ وتعارف میں یوں تحریر فرمایا ہے وہ شیخ کامل ہیں، علوم لدنیہ میں بہت پختہ ہیں اور عطیات محمدیہ میں بہت راسخ ہیں، کامل ابن کامل سیدی محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ ان کی شہرت نے انہیں تعریف سے مستغنی کر رکھا ہے۔ کوئی شخص اس ذات والا کے متعلق کیا وصف بیان کرے جس پر اللہ کریم نے علوم، معارف اور اسرار کے یوں دریا بہائے ہوں کہ ہمارے علم کے مطابق دور حاضر میں کسی اور پر ایسے دریا نہیں بہائے گئے۔ سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ دور حاضر میں مصر سے زیادہ کسی ملک میں علما نہیں ہیں اور پورے ملک میں ان جیسا ایک بھی نہیں۔ ان کی فضیلت کا منکر وہی ہو سکتا ہے جسے حسد وبغض نے اندھا کر رکھا ہو۔ میں نے ان کے ساتھ دو حج کئے ہیں۔ آپ سے بڑھ کر کوئی صاحب اخلاق نہیں دیکھا نہ آپ سے بڑھ کر کسی کو کریم النفس پایا اور نہ ہی کوئی دوسرا معاشرت میں آپ سے حسین نظر آیا، اور نہ ہی کوئی دوسرا ان جیسا شیریں گفتار ملا۔ انہوں نے دونوں علوم علم ظاہر اور علم باطن کا درس دیا اور فتوے دیئے۔ سب شہروں کے باسیوں نے ان کی جلالت شان کا اعتراف کیا۔ آپ کی پرورش وتربیت آپ کے والد گرامی کی طرح، تقویٰ ورع، زہد اور عزت نفس کے ساتھ ہوئی۔ دنیا ان کے سامنے سرنگوں ہو کر آئی۔ مجھے ان کے اتنے مناقب وفضائل کا علم ہے کہ لوگ شاید انہیں سن نہ سکیں لیکن ان سب عظمتوں کا ظہور دنیائے آخرت میں ہوگا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شاباش دی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان کے نسبی تعلق صحیح ہونے کی میرے پاس (امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ) یہ دلیل بھی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک حاسد نے حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کی، میں نے اسے ڈانٹا مگر پھر بھی وہ باز نہ آیا میں نے سیدی ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں میرے بیٹے محمد کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ جملہ سن کر میں سمجھ گیا کہ ان کا نسب نامہ بالکل صحیح ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ بھی ہے کہ کسی آدمی نے

1۔ جاہلوں کو اس کا پتہ نہیں کیونکہ تصوف دماغی اختراعات کا نام نہیں بلکہ واردات قلب کا نام ہے۔ مترجم

میرا ذکر (امام شعرانی) حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں برے الفاظ سے کیا مگر آپ خاموش رہے جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں اپنے جی میں حضرت ابوالحسن (والد ماجد حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ) سے ناراض ہوا۔ میں نے امام امت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا فرمار ہے تھے میرے بیٹے ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے! اللہ آپ سے اور آپ کے والد سے راضی ہے۔ یہ آخری عبارت ہے جو طبقات میں مذکور ہے (1)۔

حضرت شعرانی کا عقیدہ

حضرت شعرانی نے اپنی کتاب ''المنن'' میں ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے جو آدمی اپنی طویل عمر میں سیدی محمد بکری جیسے شخص کی زیارت کرتا ہے اور وہ علم و اسرار ان کی زبان سے سنتا ہے جنہیں سن کر عقلیں حیرت میں ڈوب جاتی ہیں حالانکہ آپ کی عمر شریف بہت تھوڑی ہے اور پھر آپ کا معتقد نہیں ہوتا وہ سب اہل زمانہ کی مدد سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ یہ حضرت محمد بکری اپنے زمانے میں مرتبہ و عظمت کی شان ناطقہ میں اسی طرح ہیں جس طرح حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں تھے۔

امام شعرانی اپنی ایک اور کتاب ''الاخلاق المتبولیۃ'' میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں بھی وسعت رزق میں ایک جماعت اس انداز کی ہے ان میں سید محمد بکری بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا کھانا، لباس، سواری اور نکاح سب شاہانہ انداز کے ہیں حالانکہ آپ نے ان چیزوں کے حصول کے لئے دنیا داروں کی طرح ذلت اختیار نہیں فرمائی۔ آپ اپنے زمانے میں فرد وحید ہیں اگر دور حاضر کا کوئی فقیر چاہتا ہے کہ اس بارے میں آپ کی پیروی کرے تو وہ ہلاک و تباہ ہو جائے گا اور اس محنت سے اسے کافی مشقت اور تھکن نصیب ہوگی (2)۔

''عمدۃ التحقیق'' کے مصنف نے امام شعرانی کی یہ عبارت نقل کر کے فرمایا ہے کہ کچھ حضرات کا ارشاد ہے کہ حضرت محمد بکری کا ان اوصاف زکیہ اور مناقب حمیدہ کے ساتھ امام شعرانی نے اس وقت ذکر کیا جب آپ مقام قطبیت و غوثیت تک نہیں پہنچے تھے، سچی بات تو یہ ہے کہ آپ اس دنیا سے نظر الٰہی کا وہ مقام و محل ہیں جس کا ذکر اپنے شعر میں یوں کیا ہے:

وما أنت طف شرق الوجود وغربه　　فلا تلق لی مثلا ولا تلق لی شکلا

(تو بے شک وجود کے شرق و غرب میں گھوم جا نہ تجھے کوئی مجھ جیسا ملے گا اور نہ ہی میرا کوئی ہمشکل تو پا سکے گا)۔(3)

آگے چل کر ''عمدۃ التحقیق'' کے مصنف فرماتے ہیں:

1۔ حاصل کلام یہ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں باپ بیٹے حضرت محمد اور حضرت ابوالحسن کو اپنا بیٹا قرار دیا جو صحت نسب کی دلیل ہے۔ مترجم

2۔ سچ ہے کہ حقیقت بلند است آشیانہ، یہ عطیہ خدا ہے جسے جتنا چاہے عطا فرمادے اس کا فضل دستگیری نہ فرمائے تو ذاتی کوششیں سب ہیچ ہیں۔ مترجم

3۔ یہ فرماتے ہیں مجتہدین مثلیہ بیچ اس مسئلے کے کہ حضرت امام شعرانی جیسا عالم یکتا، عارف بے مثال بھی حضرت محمد بکری کو بے مثال کہتا ہے اور حضرت خود بھی اپنے شعر میں بے مثلی کی اپنے دور میں نفی فرماتے ہیں، اور بے مثلی نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ بھی اپنی مثال کہتا۔ اللہ ہی جانے کون سچا ہے یقیناً سچوں کا ساتھی سچا اور جھوٹوں کا ساتھی جھوٹا۔ مترجم

چھ مرتبہ ناطقہ والے عظمت مآب

کچھ اہل اللہ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اولیاء امت میں سے یہ مقام رفیع سیدی غوث اعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوا ان کے بعد اس مرتبہ پر حضرت سیدی ابویعزی مغربی رحمۃ اللہ علیہ فائز ہوئے ان کے بعد یہ درجۂ عالیہ حضرت سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا۔ پھر یہ عظمت کا تاج حضرت سیدی علی وفا رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سجا۔ ان کی پیش گوئی تھی جس کا ذکر امام شعرانی نے اپنی کتاب ''الاخلاق المتبولیة'' میں سیدی محمد مغربی انصاری کی سند سے کیا ہے یہ سند حضرت علی وفا تک جاتی ہے لوگوں کے بھرپور مجمع میں حضرت علی وفا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں محمد بکری نامی ایک شخص ظہور پائے گا۔ احوال فقر میں وہ ہمارے مقامات پائے گا، جمع وتفصیل کی ذوقی زبان کا وارث ہوگا۔ ہمارا مرتبۂ ناطقہ اس کے حصے میں آئے گا۔ الخ'' حضرت علی وفا کے بعد یہ مقام عالی حضرت سیدی شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا نصیبہ بنا۔ اور اس کے بعد اس تخت عظمت پر سیدی محمد بکری تشریف فرما ہوئے۔

عجیب وغریب سفارش

اسی ''عمدۃ التحقیق'' میں تحریر ہے کہ امام شعرانی نے اپنی کتاب ''عقود العہود'' میں فرمایا ہے بحیرہ کے امیر عمر بن عیسیٰ پر حسین پاشا ناراض ہوا اور ایک فوجی جتھہ اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ارادہ یہ تھا کہ جونہی وہ آئے اسے قتل کر دیا جائے۔ فوجیوں نے اسے پکڑ لیا اور قلیوب کے قریب پہنچے تو امیر نے انہیں کہا آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ مجھے حضرت شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے سے گزار کر لے جائیں۔ میں وہاں سے گزرتے ہوئے ان سے حسین پاشا کے سامنے سفارش کرنے کی عرض کروں گا۔ فوجیوں نے یہ بات مان لی اور اسے حضرت کے دروازے پر لے گئے ظہر کا وقت تھا امیر عمر نے حضرت کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ آپ گھر کے صحن میں ہیں اور اس وقت آپ سے ملاقات ممکن نہیں آپ کو ملے بغیر امیر عمر چلا گیا۔ اس نے پھر فوجیوں سے کہا از راہ کرم مجھے شیخ عبد الوہاب شعرانی کے دروازے کی سمت سے لے چلیں، فوجیوں نے یہ بات بھی مان لی۔ امام شعرانی فرماتے ہیں امیر عمر کے پاس آیا اور حسین پاشا سے اپنے متعلق بات کرنے کو کہا میں نے اسے جواباً بتایا کہ اس آدمی (حسین پاشا) سے میری تو کوئی ملاقات نہیں۔ ہاں حضرت محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتا ہوں اور آپ کے متعلق ان سے سفارش کراتا ہوں اور انہیں یہ کہوں گا کہ وہ آپ کے بارے میں اسے جلدی ملیں، میں نے تو امیر عمر کے لئے دعا کر دی۔ فوجی اسے لے کر چلے گئے۔ میں مدرسہ کی منزل سے اتر کر شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور ان سے اس بارے میں بات کی انہوں نے فرمایا: مولانا! ''میں اس کے ماموں کے سامنے اس کی وصیت کروں گا''۔ اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا ان پر شدید حال کا غلبہ ہوا میں ان کے پاس سے غضب وغصہ سے اٹھ کہ میں تو انہیں پاشا سے ملنے کے لئے کہتا ہوں اور وہ مجھے یہ جواب دیتے ہیں جس کا معنی مجھے معلوم نہیں ادھر تو یہ کیفیت تھی اور ادھر امیر عمر جو سفید رنگ کی لونڈی تھی، کی ماں نے جب اس خراب حال میں اپنے بیٹے کی آمد کا سنا تو وہ پاشا کے حرم میں جا پہنچی پاشا اس وقت حرم میں تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ امیر عمر پہنچ گیا ہے اس نے اپنے درباری کپڑے پہننے شروع کر دیئے تا کہ محل کی کچہری میں جا سکے۔ امیر عمر کی والدہ آگئی

اور اپنے بیٹے کے متعلق حسین پاشا سے باتیں کرنے لگی۔ پاشا نے کہا تو کس قوم سے تعلق رکھتی ہے؟ کہنے لگی میری فلاں قوم ہے، فلاں گاؤں اور فلاں گھر ہے۔ پاشا نے پوچھا کیا تیرا کوئی بھائی بھی ہے کہنے لگی جی ہاں میرا بھائی ہے اس کا نام یہ ہے اور اس کی علامت کندھے پر تل ہے۔ یہ سن کر پاشا نے کہا پھر میں ہی تیرا بھائی ہوں ان کا باہم تعارف ہو گیا ایک دوسرے کو پہچان لیا اور گلے مل گئے۔ حضرت محمد بکری کی کرامت کا ظہور ہوا ان کے قول کا معنی معلوم ہو گیا کہ ''میں اس کے ماموں کے سامنے اس کی وصیت کروں گا''۔ اتنے فقرے سے زائد آپ نے کچھ نہیں فرمایا تھا۔ پاشا امیر عمر کے پاس آیا اسے قصہ بتایا اسے خلعت پہنا کر اپنے منصب وعہدہ پر واپس بھیج دیا۔ حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں وہ میرے پاس خلعت پہن کر آیا۔ مجھے واقعہ بتا کر میرا شکریہ ادا کیا۔ میں نے اسے کہا یہ تو سب محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کی برکت ہے جس طرح ان کے ساتھ میری گفتگو ہوئی تھی وہ میں نے بتائی اور اسے کہا ان کی خدمت میں جا کر شکریہ ادا کیجئے۔ وہ حضرت کی خدمت میں گیا اور آپ کی دل جوئی کی۔

پتہ دینار بن گیا

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ سیر کے لئے ایک دن نکلے ساتھیوں میں سے ایک کو فرمایا جائیں اور ہمارے لئے کھانا خرید لائیں۔ اس نے کہا حضور! جس شخص کے پاس رقم ہے وہ ابھی نہیں آیا۔ حضرت نے فرمایا ہمارا خرچ کسی کے ذمہ نہیں سوائے ذات واحد جل مجدہٗ کے، آپ نے ہاتھ بڑھا کر درخت کا ایک پتہ توڑا اور اس آدمی کو پکڑا دیا۔ اس نے دیکھا تو وہ دینار تھا فرمایا جائیں اور ہمارا کھانا خرید لائیں۔ حاضرین یہ سب دیکھ رہے تھے۔ (الکوکب الدری)

کوہ قاف میں پھینک دیا، پھر دستر خوان

''الکوکب الدری'' میں یہ کراماتی واقعہ بھی مندرج ہے جسے شیخ محمد بن ابی القاسم رحمۃ اللہ علیہ مالکی نے بیان کیا ہے کہ میں نے استاذ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ مجھے اسم اعظم سکھا دیں آپ نے سکھانے کا وعدہ فرمایا لیکن بہت دیر گزر گئی وعدہ ایفا نہ ہوا۔ میں نے اپنے جی میں کہا، استاذ گرامی کے ایفائے عہد میں عرصہ گزر گیا ہے آخر یہ انتظار کب تک؟ مجھے تب محسوس ہوا جب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ میرے پیچھے پہنچ گئے۔ مجھے دھکا دیا میں نے دھکا کھانے کے بعد خود کو جبل قاف کے پیچھے پایا وہاں تین آدمی ملے جو اللہ کی عبادت میں مصروف تھے میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ حضرات یہاں کیا کر رہے ہیں؟ کہنے لگے ہم اللہ کریم کے بندے ہیں اس کی توحید کے معترف ہیں اس کی عبادت گزارتے ہیں۔ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہم یوں آغاز سے اب تک اسی انداز سے اس پہاڑ میں مقیم ہیں ہم میں سے ہر آدمی کے لئے ایک دن متعین ہے وہ دعا کرتا ہے تو آسمان سے دستر خوان اترتا ہے جو حلال و پاکیزہ رزق اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے وہ ہم کھا لیتے ہیں میں نے یہ سن کر انہیں کہا کیا کوئی صورت بن سکتی ہے کہ میں بھی آپ حضرات کے ساتھ تین دن گزار لوں؟ انہوں نے بات مان لی اور پھر حسب عادت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور دستر خوان اتر آتا جب چوتھا دن آیا تو مجھے کہنے لگے اگر ہمارے یہاں ٹھہرنا ہے تو آج آپ کی نوبت ہے دعا کر کے دستر خوان منگاؤ اگر نہیں ٹھہرنا تو اور بات ہے (پھر ہم دستر خوان کا آپ سے مطالبہ نہیں کرتے) محمد بن ابی القاسم کہتے ہیں میں نے سچی نیت سے ہاتھ پھیلا دیئے اور یوں

دعا کی، اے اللہ! میں بھی آپ سے وہی کرتا ہوں جو دعا آپ کے یہ بندے کرتے رہے ہیں کہ ہمیں مقررہ دستر خوان عطا فرما دے۔ کہتے ہیں ابھی یہ کلام پایۂ تکمیل کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ دستر خوان اتر آیا وہ بہت حیران ہوئے کھانا سب نے کھایا فارغ ہو کر پوچھنے لگے، ہم اللہ کا واسطہ دے کر تجھ سے پوچھتے ہیں آپ نے اللہ سے کون سی دعا کی تھی؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کرامت سے نوازا میں نے کہا پہلے تم اپنی دعا بتاؤ پھر میں اپنی دعا تمہیں بتادوں گا۔ کہنے لگے ہماری دعا تو یہ ہے: ''اے پروردگار! تو ہمارا اور سب چیزوں کا پالنے والا ہے ہم تجھ سے سیدی محمد بکری کی برکات کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں کہ ہمیں آسمان سے دستر خوان بھیج دے''۔ صرف ان الفاظ کی برکت سے دستر خوان آسمان سے اتر آتا ہے اور ہمارا آج تک یہی طریقہ ہے۔ اب میں نے انہیں بتایا کہ میری دعا یہ تھی: ''اے اللہ! میں بھی آپ سے وہی دعا کرتا ہوں جو دعا آپ کے یہ بندے کرتے رہے ہیں''۔ اللہ نے میری دعا قبول فرمالی۔ ابھی میری بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری پشت کے پیچھے سے میری طرف ہاتھ بڑھا وہ ہاتھ سیدی محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا ہاتھ نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے اپنے آپ کو سیدی محمد بکری کی محفل میں پایا میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہ (کب تک حضرت اپنا وعدہ پورا نہیں فرمائیں گے اور کب تک اسم اعظم نہیں سکھائیں گے) سے توبہ کی۔

وہ ساری باتیں بتا کر غائب ہو گیا

''عمدۃ التحقیق'' میں حضرت شیخ محمد زین بکری بن زین العابدین محمد بکری کے حوالے سے مذکور ہے اللہ ان کی زندگی سے وجود کو نفع عطا فرمائے۔ یہ ۱۰۶۲ھ کا واقعہ ہے وہ سفر میں تھے ایک رات ہاتف کو یہ کہتے سنا کہ اے محمد! (زین العابدین) قرافہ میں اپنے دادا (حضرت محمد بکری) سے ملاقات کیجئے۔ ہاتف نے بار بار اصرار کیا گھر کے آنگن میں نکلا دیکھا کہ صبح کی سفیدی طلوع ہونے والی ہے میں نے اتنی دیر صبر کرنا چاہا کہ صبح کی نماز پڑھ لوں پھر سفر کروں گا میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا پھر صبح کا ستون طلوع ہوا میں نے مجرد م (منہ اندھیرے) نماز صبح ادا کی، پھر سوار ہو کر قرافہ کی طرف چل پڑا اور حضرات خاندان بکریہ کے دربار میں داخل ہو گیا۔ اپنے دادے حضرت محمد بکری کی قبر اقدس پر جا بیٹھا۔ پگڑی اتار دی اور ان کی قبر کے آلے میں سر داخل کر کے کچھ مخفی معاملات پیش کرنا شروع کر دیئے جو آپ کے بغیر کسی اور کے سامنے بیان نہیں کر سکتا تھا پھر میں وہاں سے اٹھ کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، اب سوار ہو کر واپس چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جس نے سرخ پگڑی اور سرخ جبہ پہن رکھا ہے بہت لمبے قد کاٹھ کا ہے۔ مجھے پیچھے سے پکارتا ہے: اے محمد! اے بکری! اے محمد! اے بکری! اس کی آواز بہت بلند تھی۔ میں نے جونہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ فوراً بولا آپ کے دادا سلام فرماتے ہیں انہوں نے آپ کی شکایت سنی ہیں۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سب مشکلات کا ذمہ لیتے ہیں

آپ کی شکایات کے دوران حضور سید المرسلین نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ نے دادا نے عرض کیا حضور! علیک الصلوٰۃ والسلام یہ میرے بیٹے زین العابدین کا بیٹا ہے مجھے بہت پیارا ہے آپ اس کی حاجت پوری

فرمائیں۔ آپ کی حاجات حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنے ذمہ لے لیں۔ آپ نے دادا جان سے یہ اور یہ حاجتیں طلب کی تھیں۔ ایک ایک حاجت اس نے گن کر بیان کر دی مجھے ان کے کشف کی صحبت کا یقین ہو گیا۔ میں جلدی سواری سے اترا اور اسے اپنے ساتھیوں سے حیا کرتے ہوئے الگ لے گیا۔ اس نے پھر میری سب حاجتیں بیان کر دیں حالانکہ میں نے صرف اپنے دادا جان سے عرض کی تھیں جو قبر کے تابوت کے اندر تشریف فرما تھے میں نے اپنے ساتھ اسے گھر جانے پر مجبور کیا اور کہا آپ میرے گھوڑے پر سوار ہوں اور گھر تک میں پا پیادہ آپ کے ساتھ چلوں گا۔ اس نے اس بات کو ناپسند کیا وہ خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں آپ کی رکابوں کے ساتھ ساتھ پیدل چلوں گا میں سوار ہو گیا مگر گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ آدمی غائب ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی اس کے پیچھے دوڑائے کچھ قاضی بکار کی طرف گئے کچھ سیدی عمر بن فارض کی طرف بڑھے سارے قرافہ کو انہوں نے چھان مارا مگر کسی کو اس کا پتہ نہ چل سکا۔ یہ واقعہ حضرت نے خود مجھے (مصنف ''عمدۃ التحقیق'') اپنے الفاظ میں سنایا۔ اللہ ہم پر بار بار آپ کی برکات نازل فرمائے۔

علوم کے دروازے کھل گئے

آگے چل کر مصنف نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ میں نے امت کے عالم شیخ محترم فیشی سے جامع ازہر میں سنا ہے فرماتے تھے جب شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ (حضرت محمد بکری کے والد مکرم) وصال فرما گئے تو ان کے صاحبزادے شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فوج کے جج کے پاس گئے یہ جج ان کا دوست تھا۔ اس نے ان کے والد گرامی کے سارے وظائف ان کے نام لکھ دیئے اور سیدی حضرت محمد کے لئے کوئی وظیفہ (جائیداد وغیرہ) نہ چھوڑا۔ حضرت محمد گھر آئے تو والدہ ماجدہ کو روتے پایا پوچھنے لگے آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا تمہارے بھائی نے تمہارے باپ کی جائیداد و وظائف سے تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ آپ خچر پر سوار ہو گئے کم عمری تھی ابھی تو آپ کے رخسار سبزے (ڈاڑھی) سے خالی تھے آپ کی عمر اس وقت بائیس سال تھی کیونکہ آپ کی ولادت ۹۳۰ھ ہے اور آپ کے والد گرامی کی وفات ۹۵۲ھ ہے) آپ جج کے پاس پہنچے اور اس سے بات کی وہ کہنے لگے عزیز من! جب آپ مردوں کے مقام پر پہنچیں گے اور علوم پڑھیں گے تو ان وظائف کے مستحق ہوں گے مطلب یہ تھا کہ یہ لنگر کا مال تھا اور جو مستحق ہو گا وہی لے سکے گا آپ نے اسے جواب دیا، حضرت جی! آپ سب علما کو میرے بھائی سمیت بلائیں۔ پھر بھائی صاحب کلام کریں میں سنوں گا یا میں کلام کروں گا اور وہ سنیں گے۔ جو بڑا عالم ہو گا وہ ان وظائف کا مستحق ہو گا۔ یہ بات قاضی (جج) کو پسند آئی اس نے علماء اور امراء کو اکٹھا کیا اور کہا حضرت شیخ جلال الدین صاحب! آپ کا بھائی آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سخت و ترش کلمات کہے قاضی سیدی محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا (وہ تو کچھ نہیں کہتے) آپ ہی بولیں، آپ نے فرمایا: جناب والا! قرآن پاک لے کر کھولیں جو آیت سامنے آئے گی میں اسی کی تفسیر کروں گا قاضی نے قرآن پاک کھولا (تو تیسرے پارے کی سورۂ بقرہ کی یہ آیت) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سامنے آئی یہ بات مخفی نہیں کہ اس آیت شریفہ میں رسالت و ایمان پر گفتگو بہت مشکل ہے۔ حضرت محمد بکری اپنے سجادہ (مصلے) پر بیٹھ گئے قبلہ کی طرف منہ کر لیا اللہ پاک کا نام نامی لے کر حمد و ثنا کی، حضور الرؤف الرحیم پر صلوۃ بھیجی،

آنکھیں بند کر لیں اور سب مفسرین کے ارشادات بڑی فصیح عبارت میں بیان فرمائے سب حاضرین حیران ہو گئے آپ دن کی ابتداء سے تفسیر بیان کر رہے تھے اس وقت تفسیر ختم کی جب ظہر کی نماز کے لئے موذن نے اللہ اکبر کی ندا دی آپ نے آنکھیں کھولیں تو وہ سرخ خون کی طرح لال تھیں یہ شعر پڑھا:

وما كل علم يستفاد دارسة وأفضل علم علمنا الزاخر الوهبى

(علم صرف وہی نہیں جو پڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ افضل علم تو ہمارا علم ہے جو عطائے ربانی ہے اور ٹھاٹھیں مار رہا ہے)۔

قاضی اٹھا آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا، سب علماء وامراء نے جو حاضر تھے آپ کا ہاتھ چوما۔ آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے۔ قاضی سب حاضرین آپ کے سامنے پاپیادہ چلتے رہے اور آپ کو اپنے گھر والدہ ماجدہ کے پاس چھوڑ گئے قاضی نے آپ کی سب ضرورتیں پوری کر دیں۔ یہ پہلی کرامت تھی جو حضرت محمد سے ظہور پذیر ہوئی اور آپ پورے مصر میں شہرت کے آسمان پر چمکنے لگے (1)۔

حاجت برآری کا مجرب نسخہ

مصنف ''عمدۃ التحقیق'' میں مزید لکھتے ہیں مجھے علامہ شیخ عبد القادر محلی نے بالمشافہ یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو اور آپ زمین کے کسی حصے میں ہوں تو حضرت سیدی محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور کی طرف منہ کر کے کہیں اے شیخ محمد! اے ابن ابی الحسن، اے سفید چہرے والے، اے بکری رحمۃ اللہ علیہ! میں فلاں حاجت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں'' حاجت یقیناً پوری ہوگی، یہ بہت مجرب ہے۔

وجد کی رعنائیاں

استاذ گرامی تاج العلماء شیخ محمد زین العابدین بکری اللہ ان کے فیوض کی بارشیں ہم پر نازل فرمائے اور مسلمانوں کی بہتری کی خاطر ان کی زندگی دراز فرمائے) سے میں (مصنف ''عمدۃ التحقیق'') نے یہ واقعہ سنا فرماتے تھے: دادائے عالی مقام کے ساتھ یہ واقعہ پیش آنے کا اتفاق ہوا کہ آپ شیخ گرامی سید الاولیاء حضرت محمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گئے مسجد کے صحن میں وضو کے لئے بیٹھے جو بھی باہر سے آتا یہ فقرہ کہتا'' دستور یا سیدی احمدی! (سیدی) احمد داخلے کی اجازت چاہتا ہوں) ہر آنے والا یہی کہنے لگا حضرت محمد پر حال طاری ہو گیا مختلف کیفیات ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ نے بھی کئی مرتبہ دستور یا احمد یا بدوی کا فقرہ دہرایا۔ کیا عطا کے خزانے احمد بدوی میں ہی محدود و مسدود ہو گئے میرے اندر بیس احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

1۔ کیا خیال ہے نام نہاد علمائے حق کا، اگر کوئی مرید حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایسے کلمات کہہ دے تو شرک تو نہیں ہوگا؟ آخر امت کے بزرگوں، اولیاء، اقطاب، افراد اور اوتاد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عقیدہ کے خلاف آپ کیوں عقیدہ رکھے بیٹھے ہیں؟ کیا انہیں قرآن وسنت کا علم نہ تھا جو آنکھیں بند کر کے ساری تفاسیر بیان کر دیں وہ تو صحیح العقیدہ نہ ہوں اور آپ جنہیں آنکھیں کھول کر بھی یہ تفاسیر مطالعہ سے نہیں آتیں آپ کا عقیدہ صحیح ہے وہ تو صحیح العقیدہ نہ ہوں کہ جن کی محافل میں نور برساتے خود رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام قدم رنجہ فرمائیں اور ان کے بیٹوں، پوتوں کی ضرورتوں کے کفیل بن جائیں اور آپ سچے سنی ہوں جنہیں سوائے مثلیت اور بشریت کے قرآن سے بھی اور کچھ نہ سوجھے یعنی اگر جنت میں لے جائیں تو بھی............ تلاش کرے۔ مترجم

کوزہ لے کر آپ نے دیوار پر دے مارا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں ایسا اتفاق ہوا کہ بچپن میں میرا جوخہ گم ہو گیا مجھے اس سے بڑا تعلق خاطر تھا میں نے عالم امت حضرت شیخ یوسف فیشی رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ آئیے یہ مسئلہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ سے حل کرائیں آپ نے جواب میں ایسی بات کہی جس سے شیخ محمد بکری کی خصوصیت سیدنا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا شافعی سے ثابت ہوتی تھی میں وہ الفاظ نقل نہیں کرسکتا۔ اس خصوصیت کا کچھ ذکر حضرت محمد بکری نے اپنے قصیدہ رائیہ میں کیا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں:

یا	ویح	قلب	مرید	من	الصدود تفطر
ھل	ظل	مثلی	مولی	من	الائمۃ یذکر

۱۔ افسوس ہے مرید کے دل پر کہ وہ انکار سے افطاری کرتا ہے یعنی منکر ہے۔

۲۔ کیا آئمہ کرام میں سے کوئی آقا ایسا ہے جس کا ذکر میری مثل کے طور پر کیا جائے۔

مجھے حضرت فیشی نے حکم دیا کہ میں حضرت محمد بکری کی خدمت میں حاضری دوں میں نے آپ کے دربار میں دو رکعت نماز نفل ادا کی اور مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب میں (واپسی پر) مقام اشرافیہ پر سے گزر رہا تھا تو میرا ضائع شدہ جوخہ ایک آدمی نے مجھے آکر دے دیا۔

آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالسرور بکری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب ومحامد میں ''الکوکب الدری فی مناقب الاستاذ محمد البکری'' نامی ایک کتاب لکھی ہے میں نے یہ کتاب نہیں پڑھی میں نے اس کتاب سے جو حوالے نقل کئے ہیں وہ ''عمدۃ التحقیق فی مناقب آل الصدیق'' کے واسطہ سے ہیں۔ سابقہ صفحات میں ایسی کئی نقول میں پیش کر چکا ہوں۔

حضرت محمد بن محمد بن موسیٰ عرہ بقاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شافعی المذہب ہیں، دمشق میں قیام تھا۔ آپ عارف باللہ شیخ ہیں آپ کا سلسلہ دسوقی ہے۔ آپ ہمیشہ ذکر خدا میں مستغرق رہتے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی ذکر نہ چھوڑتے آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا نور برساتا تھا۔

غیر عظمت اولیاء کے اقراری ہیں

علامہ غزی بیان کرتے ہیں آپ کی ولایت کا آغاز تھا اور آپ کے شہر میں شدید گرمی تھی آپ پر حالت طاری ہوئی اور تحریک پیدا ہوئی آپ چلائے۔ ایک جگہ بہت سے لوگ اکٹھے بیٹھے تھے، انہوں نے یہ آواز سنی ایک بولا یہ چیخ کیسی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا محمد عرہ وجد میں ہیں۔ ان لوگوں میں ایک رومی بھی بیٹھا تھا وہ بولا کیا شیخ محمد اس شہر کے رہنے والے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں، اس نے کہا اللہ انہیں سلام باکرامت رکھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ انہیں کیسے پہچانتے ہیں وہ بولا، قسم بخدا! روڈس کی جنگ کے وقت سے میں انہیں پہچانتا ہوں۔ میں نے اپنی ان ظاہری آنکھوں سے انہیں سلطان سلیمان کے سامنے جنگ میں دیکھا ہے۔ پھر وہ بولا حضرت اس وقت کہاں ہیں؟ تاکہ انہیں ملا جا سکے۔ لوگوں نے

جواب دیا جامع مسجد میں ہیں۔ رومی گیا اور آپ کے ہاتھ چوم لئے آپ کا دل پر چایا۔ مروی ہے کہ وہ دمشق میں تھے مگر لوگوں نے انہیں جبل عرفات کے موقف (جہاں حاجی حج کا دن گزارتے ہیں) میں دیکھا۔

جنبی کا علم

عمر بن خضر نامی جو غزہ بقاع میں رہتا تھا، ایک گروہ کے ساتھ لبنان کی پہاڑی میں لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا حال یہ تھا کہ عمر بن خضر پر حالت جنابت طاری تھی، وہ ناپاک تھا۔ جب وہ لکڑیاں کاٹ رہے تھے تو ہاتف نے انہیں آواز دی اے غزہ کے رہنے والو! تمہیں باغی پکڑنے والے ہیں یہ لوگ واپس غزہ کی طرف بھاگے۔ عمر بن خضر نے دیکھا کہ شیخ محمد عرہ ایک ڈھیر (کھاد والی جگہ) پر کھڑے ہیں اور حال کی وجہ سے ناچ رہے ہیں اسے دیکھ کر فرمانے لگے عمر! تو لبنان کی پہاڑی پر ناپاک جسم کے ساتھ چلا گیا تجھے باغیوں کا خوف نہ تھا۔ عمر بن خضر رو رہا تھا اور حضرت کے ہاتھ چوم رہا تھا اور کہہ رہا تھا آقا! میں اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

پھر چھتیں گر گئیں

صوفی شہیر شیخ تقی الدین قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ شیخ محمد عرہ کا ایک مرید تھا جسے آپ سے بہت محبت تھی وہ سویقہ محروقہ (جلی ہوئی گلی) میں گھی بیچا کرتا تھا وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت پر حال طاری تھا آپ نے فرمایا اس بازار سے نکل جا یہ گرنے والا ہے اس آدمی نے آپ کی بات مان لی اور بازار سے نکل گیا دکان خالی کر دی۔ اس محلے میں ایک نٹ (بھانڈ) آیا جو رسی پر چلا کرتا تھا اس نے رسی بازار کے بڑے رسے کے ساتھ باندھ دی بازار کے اوپر نیچے مرد، عورتیں اور بچے تھے جو اس بھانڈ کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی بازار کے رسے کی سمت تھے جہاں سب لوگ کھڑے تھے آپ پر حال شدت سے طاری تھا سارا بازار نیچے لوگوں کے اوپر گر گیا جو چھتوں کے اوپر تھے وہ بھی گر گئے لیکن حضرت شیخ کی برکت تھی کہ کسی کو ذرا برابر تکلیف نہ ہوئی حضرت نے بازار گرنے سے دس دن پہلے مذکورہ بالا گھی فروش کو بازار گرنے کی اطلاع کر دی تھی۔

مرید کی نیت کا علم

حضرت محمد عرہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید علاقہ دروز کی طرف گیا اس نے اللہ کے لئے نذر مانی کہ اگر خیریت سے دمشق واپسی ہوئی تو حضرت محمد عرہ کو بطور نذرانہ شاش (اوپر اوڑھنے کا ایک کپڑا) دے گا وہ خیریت سے واپس آ گیا۔ صبح سویرے حضرت نے اس کے دروازے پر دستک دے کر فرمایا جو نذر مانی تھی وہ دے دو۔ اس نے شاش پیش کر دیا۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔

یہ امتحان کی بھٹی

علامہ غزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں میں جی میں کہا کرتا تھا جب میں شیخ محمد عرہ سے ملوں گا تو ان کے حالات جاننے کی کوشش

کروں گا میں دیکھوں گا کہ یہ صاحب نماز کیسے ادا کرتے ہیں اور کیا جمعہ اور جماعتوں میں بھی شامل ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ باوجود ظاہر ہونے کے وہ مخفی تھے خاموش رہتے اور لوگوں سے نہیں ملتے تھے میں کہا کرتا تھا جب میں ان کی اس حالت کو دیکھوں گا تو یقین کرلوں گا کہ وہ فی الواقع شام کے ابدال اور وہاں کے اولیاء ربانی سے خاص ولی ہیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی میں نے نماز جمعہ ادا کی۔ یہ ۹۹۴ھ کا نصف شعبان کا جمعہ تھا۔ اذان سے پہلے یہ شیخ محمد عرہ میرے پہلو میں کھڑے تھے اور اذان شروع ہوئی تو مؤذن کے کلمات کا (شرعی طریقہ کے مطابق) جواب دے رہے تھے۔ مؤذن کے فارغ ہونے تک یہی کیفیت رہی۔ اب انہوں نے نفل تحیۃ المسجد آداب شرع کے مطابق ادا کئے اور بیٹھ گئے۔ جب خطیب نے خطبہ شروع کیا تو آپ کی زبان عادت کے خلاف ذکر سے رک گئی۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ ذکر پر خاموشی کو آپ نے اس لئے ترجیح دی ہے کہ خطیب کے خطبے کے دوران شریعت مطہرہ کا یہی حکم ہے پھر میں نے نماز جمعہ، بعد کے اوراد اور سنتوں میں بھی ان کی طرف توجہ رکھی امام کے محراب سے نکلنے تک وہ نماز سے فارغ ہوکر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اٹھ کر مجھ سے مصافحہ فرما کر مجھے دیکھتے بھی جاتے تھے اور مسکراتے بھی جاتے تھے گویا وہ مجھے یہ بتلا رہے تھے کہ میری جو حالت دیکھنا چاہتے تھے اب تو دیکھ لی۔ ان باتوں کے مشاہدہ سے میرے نزدیک ان کی شان اور بڑھ گئی۔ میرے نزدیک وہ ان لوگوں میں شامل ہیں کہ مجھے موت آئے تو ان کی محبت اور ان پر اعتقاد میرا ساتھی ہو۔ آپ کی وفات ۹۹۹ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد بن محمد سید شریف کمال الدین بن عجلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رفائی طریقہ کے ہیں محبی کہتے ہیں کہ حسن بورینی نے آپ کے تعارف و ترجمہ میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک وہ اللہ کے ولیوں میں شامل ہیں۔ کیونکہ ان کے اخلاق اللہ کے صالح ولیوں جیسے ہیں۔

علامہ نجم الدین غزی لکھتے ہیں میں ایک دن (دمشق) میں جامع مسجد اموی میں بیٹھا تھا کہ آپ باب العبر انیین سے مسجد میں داخل ہوئے جتنے ہو سکے نوافل پڑھے ارکان جلدی جلدی ادا کئے۔ مجھے خیال گزرا کہ یہ عامی ہیں جنہیں نماز میں طمانیت قلب بھی حاصل نہیں نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا ''جناب والا! میرا مواخذہ نہ فرمائیں میں ایک عام آدمی ہوں اور عامی آدمی کی نماز علماء کو پسند نہیں آسکتی''۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ سب میرے متعلق آپ کا کشف ہے میں نے گفتگو میں ان کا بے حد احترام کیا اور معذرت چاہی صلاح و تقویٰ کے آثار آپ کے چہرے سے جھلک رہے تھے۔ ۱۰۰۴ھ میں وفات ہوئی۔

حضرت محمد بوقانی رحمۃ اللہ علیہ

حلب کے قریب شہر بوقان سے منسوب ہیں، آپ بیرمی صوفی تھے۔ پھر مصر اور روم کے علاقوں میں آ گئے۔ مناوی فرماتے ہیں میں ان سے ملا اور اکتساب فیض کیا۔

مروی ہے کہ جب آپ خلوت سے نکلے تو ایک چوہا دیکھا آپ کی نگاہ اس پر پڑی تو نگاہ کا نور بھی اس پر پڑا ایک بلی آ

گئی وہ آزاد تھی مگر نہ چوہے کے قریب گئی اور نہ اس پر حملہ کیا حاضرین یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔

حضرت محمد یمنی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ (مصغر ہے) کے لقب سے مشہور ہیں۔ تعز شہر میں قیام فرماتے تھے آپ شیخ جلیل اور مرشد کامل تھے آپ صاحب تصرفات و کرامات تھے بلکہ یہ کیفیت گویا ان پر ہی ختم تھی۔

اپنی موت کی اطلاع

حضرت شیخ محمد بن عطاء اللہ اسکوبی شہر قسطنطنیہ کی مسجد سلیمانیہ کے واعظ فرماتے ہیں میں ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہا۔ جب مجھے اجازت دی تو فرمایا: اے محمد! اللہ مجھے اپنی حفاظت میں رکھے کیونکہ یہ امانت جواب میں نے تمہیں دی ہے اپنی حفاظت میں رکھنا اب میں جلدی مرجاؤں گا اس کے صرف آٹھ دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ بقول علامہ مناوی اٹھتر سال کی عمر میں ۱۰۰۵ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔

حضرت محمد بن اسماعیل بن فتیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ابتدا میں علمائے ظاہر میں شامل ہوتے تھے۔ چالیس سال کی عمر کے بعد جذب و سلوک نے آلیا اور ایک شیخ سے وابستہ ہو کر اپنی تمنا کی انتہاؤں کو پالیا آپ کی کرامات ظاہر اور احوال مبارک ہیں۔

محبی فرماتے ہیں عموماً کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دور کے غوث ہیں ان کے حال کی ایک عجیب کیفیت یہ تھی کہ صرف دیکھنے سے لوگوں کا حال ان کے سامنے منکشف ہو جاتا تھا ملنے والوں کو بتا دیا کرتے تھے۔

مدینہ میں حاضری

مولیٰ فروخ مکی کہتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں ۱۰۰۴ھ میں پہنچا اور ایک عرصہ حاضر رہا پھر عرض کیا حضور! اجازت سفر درکار ہے تاکہ یمن کے مشائخ کی زیارت کر سکوں۔ فرمانے لگے جو کچھ آپ مشائخ سے چاہتے ہیں وہ ہمارے پاس موجود ہے یہ تو ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہمارا چاہنے والا کسی اور کا محتاج ہو۔ میں نے عرض کیا حضور! سفر ضروری ہے آپ نے فرمایا سفر تو کرو لیکن بڑی تھکن اور تکلیف سے دوچار ہو گے۔ محبی کہتے ہیں پھر اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ محبی ہی کہتے ہیں میں نے بوقت جدائی عرض کیا حضور! میں آپ سے بے حد مانوس ہو گیا ہوں اور اب حرمین شریفین کی طرف جا رہا ہوں، جب آپ کی ملاقات کا شوق غلبہ پائے گا تو میرا کیا حال ہوگا۔ فرمانے لگے آپ مجھے میزاب رحمت یا ملتزم کے پاس ملیں گے۔ میں نے عرض کیا میں تو پہلے مدینہ طیبہ حاضر ہونے والا ہوں، جواب میں فرمایا میں مدینہ طیبہ میں جمعرات کو نماز عصر پڑھوں گا اور عصر سے لے کر غروب ہونے تک باب السلام کے پاس بیٹھ کر سرکار رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود کا ہدیہ پیش کروں گا۔

حضرت محمد صعیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیوان میں مقیم تھے، آپ عظیم المرتبت صوفی ہیں بہت سی کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ کے لئے شیر مسخر تھا جہاں چاہتے اس پر سوار ہو کر چلے جاتے۔ ایک ظالم نے آپ کے خلاف جرم کیا دریا کو فرمایا اسے مہلت نہ دے اور اسے پکڑ لے پانی چڑھ آیا ظالم غرق ہو گیا پھر دریا اپنی جگہ پر چلا گیا۔ بقول علامہ مناوی آپ گیارہویں صدی کی ابتدا میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا قیام مصر کے قلعہ میں تھا مجذوب صوفی تھے مگر عموماً باہوش رہتے۔ آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جب مصری فوج میں فحش نے راہ پائی تو آپ کے سامنے لوگوں نے شکایت کی۔ فرمانے لگے جلدی ایک آدمی آئے گا جوان کی حکومت کے زوال کا سبب بن جائے گا کچھ کو قتل کر دے گا اور کچھ کو ذلیل کرے گا پھر ایسا ہی ہوا۔

آپ مصریوں کی تکالیف خود اٹھا لیتے تھے۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کا ظہور ہونے والا ہوتا دکانداروں کے پاس جا کر فرماتے، کیا تم والدہ پر احسان کرو گے؟ ان سے درہم لے کر محتاج فقیروں میں تقسیم فرما دیتے اور اس طرح مصیبت ٹل جاتی اور ختم ہو جاتی، بقول علامہ مناوی آپ کا وصال گیارہویں صدی ہجری کی ابتدا میں ہوا۔

حضرت محمد بن عمر سعدی حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حلب میں سلسلہ سعدیہ کے خلیفہ تھے، آپ بڑے بڑے صوفیہ میں شامل ہیں اور مشائخ سعدیہ کے اعیان میں سے ہیں۔

امارت کا نشہ ہرن ہو گیا

آپ کی یہ کرامت علامہ محبی رحمۃ اللہ علیہ نے الوفا بن عرضی کی تاریخ سے نقل کی ہے ایک شخص جس کا نام عبدالرحمٰن بن صلاح تھا، بڑا مالدار اور صاحب ثروت تھا اس کے ساتھ وہ وقار و ہیبت کا مجسمہ تھا لیکن وہ حضرت محمد سعدی کے صاحبزادے ابوالوفا کے حلقہ ذکر میں ایسے لوگوں میں آیا کرتا تھا جو عموماً کسان اور محنت کش تھے۔ میں (محبی) نے اسے کہا جناب! آخر کیا وجہ ہے کہ اتنا امیر کبیر ہو کر آپ ان غریبوں کے حلقہ ذکر میں آتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میں نوجوان تھا ایک جگہ کھڑے ہو کر حضرت ابوالوفا کے والد حضرت سعدی کے فقیروں کو دیکھ رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں ان کے ذکر کا مزاح اڑا رہا تھا کیونکہ وہ ایسے الفاظ کہہ رہے تھے جس کے معنی ناقابل فہم تھے۔ میں نے جی میں کہا ھام ھام لفظ بول کر آخر وہ کیا مطلب لیتے ہیں؟ حضرت محمد سعدی رحمۃ اللہ علیہ بھیڑ کو چیرتے حلقہ سے نکلے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچا اور فرمایا ہم تو اللہ اللہ کہہ رہے ہیں میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اس واقعہ کے بعد میرا فقیروں پر اعتقاد جم گیا۔ (اب غریبوں میں اسی کا مداوا کرنے بیٹھتا ہوں)

قبیلہ بنو درہم میں منلا نامی ایک فاضل شخص تھا۔ وہ اولیاء کا تمسخر اڑاتا اور انہیں حقیر سمجھتا، حضرت شیخ محمد سعدی نے اسے

اشارہ کیا ادب اختیار کر با ادب بن جا، وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے وارث حضرت شیخ کی منت کرنے لگے ایک طویل عرصہ تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے تب کہیں جا کر آپ نے معافی دی اور درگزر کیا اور مذکورہ (مرگی زدہ) شفایاب ہوا۔ یہ سب حضرت شیخ محمد سعدی کی وجہ سے تھا۔ یہ سب واقعات علامہ محبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے صاحبزادے ابوالوفا کے ترجمہ وتعارف میں بیان کئے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد شر مساحی مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کرامات وخوارق مجذوب تھے۔ مناوی فرماتے ہیں ان کے صاحبزادے سیدی زین العابدین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے دروازے پر کھڑے تھے صاحب ترجمہ (محمد) آئے تو صاحبزادہ صاحب نے اپنے جی میں کہا کیا ان کا بھی کوئی ایسا حال ہے جو ان کی حفاظت کرتا ہے؟ آپ شدت سے چلائے تمہارا میرے ساتھ کیا مطلب ہے؟ میں نے آخر تمہارا کیا بگاڑا میرا کیا قصور ہے؟ (سب کشف تھا)

حضرت محمد بن احمد عجیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ بنی عجیل کے عظیم فقیہ گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ عارف ربانی احوال ظاہرہ و باہرہ والے ہیں آپ کو انفاس ظاہرہ اور کرامات ظاہرہ عطا ہوئیں، آپ کی جلالت شان اور ولایت پر سب کا اتفاق ہے۔

نور مصطفوی کی ضیا پاشیاں

علامہ محبی کہتے ہیں میں نے حضرت کی ایک اپنی تحریر دیکھی جس کی عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم الدین بن فیومی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عید الفطر کے دن اونگھ کی کیفیت میں ۷۰۰اھ میں دیکھا کہ گویا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور کی جگہ پر سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سارے جسم پاک سے نور نکل رہا ہے۔ لیکن سینۂ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے وہ تو ایسی کیفیت لئے ہوئے ہے جو جسمانی کیفیت ہے اور اس کی مقدار اتنی تھی کہ یہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سیدی محمد عجیل تک پہنچتا ہے اور ابن عجیل محفل میلاد و ذکر اپنی مسجد میں اس وقت قائم کئے بیٹھے ہیں اور یہ نور ان کے سینے میں لگاتار داخل ہوتا چلا جاتا ہے میں نے دیکھا کہ باقی اولیاء کو بھی وہ نور مل رہا ہے لیکن اس کی مقدار تھوڑی ہے، بس اتنا جتنا کہ ظاہری دنیا میں دیکھنے والے کو تا گا دکھائی دیتا ہے میں پوری طرح بیدار ہو گیا تب بھی وہی کیفیت رہی کہ نور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینۂ انور سے سیدی فقیہ محمد کے سینے میں آرہا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ دے دیتا ہے کیونکہ وہ عظیم فضل والا ہے۔

قبر سے نکل کر ملتے ہیں

مروی ہے کہ حضرت ممدوح صاحب ترجمہ م (محمد رحمۃ اللہ علیہ) قریباً دو سال بیمار رہے دن کو وہ ہیجا (جنگ و جہاد) تشریف لے جاتے اور رات کو اپنے دادا فقیہ احمد بن موسیٰ کی قبر پر پہنچ جاتے، احمد پھر ایک دن قبر سے نکل کر ان کے سامنے آگئے اپنی

انگلی بڑھائی انہوں نے انگلی چوس لی پھر حضرت احمد نے انہیں تربیت وارشاد کے لئے واپس اپنے شہر آنے کا حکم دیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ خواب میں ان کے پاس کوئی آیا اور انہیں ابن عربی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے لئے کہا اگر آپ کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو ہم تلوار سے آپ کا دفاع کرتے رہیں گے آپ نے حدیث وفقہ کے علوم حافظ عبدالرحمٰن دیبع یمنی سے پڑھے علوم طریقت حضرت عارف ربانی ابوالقاسم بن علی صاحب الضحیٰ یمنی سے حاصل کیا اور بھی استاذ تھے۔ آپ کا وصال ۱۱۰۱ھ میں ہوا۔ فقیہ ابن عجیل کے گھر دفن ہوئے آپ کی قبر پر بہت بڑا قبہ تعمیر کیا گیا۔ بقول محبی آپ کا مزار حاجت برآری کے لئے تریاق مجرب ہے۔

حضرت محمد زین العابدین بن سیدی محمد بکری کبیر مصری رحمۃ اللہ علیہ

محبی کہتے ہیں کہ ''خلاصۃ الاثر'' میں ان کا ذکر حرف ''زا'' میں کیا گیا ہے (یعنی نام زین العابدین پر کچھ ذکر ''ز'' میں کیا گیا ہے) آپ استاذ اور عارف ربانی ہیں آپ اپنے والد گرامی کے بعد ان کے مسند نشین ہوئے درس وافتاء سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ مصر میں شان وشکوہ اور وجاہت وشوکت کی باگوں کے مالک تھے۔ آپ عظمت دین اور قلم کے شکوہ کے مرتبے پر فائز ہوئے بہت عمدہ انداز کی کتب تالیف فرمائیں۔ آپ کا رسالہ ''الاترج'' سب سے زیادہ مشہور ہے آپ کے بھائی ابوالسرور تو علماء میں شامل تھے مگر آپ کے مرتبہ تصوف کو نہیں پا سکے اور نہ ہی ان جیسی زبان معرفت نصیب ہو سکی۔

یہ علم، یہ کمال

مروی ہے کہ جب آپ کے والد حضرت استاذ اعظم کا وقت وفات آیا تو اپنی ملازمہ سے فرمایا ذرا زین العابدین کو بلاؤ، وہ گئی اور ابوالسرور کو بلا لائی۔ جب ابوالسرور واپس چلے گئے تو آپ نے ملازمہ سے فرمایا جا زین العابدین کو بلا لا اگر تو انہیں اکیلا بلا کر لاؤ گی تو تو آزاد ہے وہ گئی اور زین العابدین کو بلا لائی بتاتی ہے کہ جب وہ والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا کچھ انہیں لکھ کر فرمایا، سمجھ گئے، سمجھ گئے۔ انہوں نے جواب دیا جی حضور! سمجھ گیا۔ فرمانے لگے اب چلے جائیں جب آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے تو پھر آپ سے علوم ومعارف ظاہر ہوئے جو کائنات نے دیکھے ان معارف وحقائق کا والد گرامی کی وفات کے بعد دفعۃً ظاہر ہونا بھی تو آپ کی ولایت پر دلالت کرنے والی بہت بڑی کرامت ہے، لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ کی ولایت کا آغاز وہاں سے ہوا ہے جہاں آپ کے والد ماجد کی ولایت کی انتہا ہوئی تھی حالانکہ آپ کے والد ماجد ائمہ عارفین کے اکابر میں شامل ہیں، یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ولایت میں عظیم درجہ تک پہنچے تھے اللہ ان سے ان کے اسلاف اور اخلاف سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکات سے نوازے آپ کی وفات ۱۰۱۳ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد مجذوب معیمع مصری رحمۃ اللہ علیہ

مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی یہ کرامت آپ کے لڑکے سیدی زین العابدین کے حوالے سے نقل کی ہے کہ اگر میں کسی سخت مشکل کام کی نیت کرتا تو والد گرامی (صاحب ترجمہ) تشریف لاتے میرا عمامہ (پگڑی) سر سے اٹھا لیتے فرماتے اسے کھول

کر پٹرا سے پہلے کی طرح باندھ لیجئے۔ میں اس طرح کرتا تو وہ مصیبت ٹل جاتی آپ مصر میں گیارہویں صدی کی ابتدا میں وصال فرما گئے۔

حضرت محمد بن عمر بن ابی بکر یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف علماء میں شامل ہیں، آپ کے ایک شیخ نے آپ کو شہر زبید کی طرف بھیجا آپ مغرب کے بعد وہاں پہنچے تو اس کی فصیل کو بند پایا شہر کے دروازے پر رات گزاری ایک اور آدمی انہوں نے وہاں دیکھا وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا ان کے ساتھ کھانا کھایا اور صبح تک انہیں مانوس رکھا اس نے کہا اپنے شیخ کو میرا سلام کہنا۔ آپ نے اسے کہا آپ کون ہیں؟ وہ کہنے لگا آپ کا شیخ مجھے جانتا ہے۔ آپ واپس آئے تو اپنے شیخ کو بات بتائی۔ شیخ نے فرمایا آپ نے اسے نہیں پہچانا؟ کہنے لگے نہیں سرکار! مرشد نے جواب دیا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ وہ میرے دوست ہیں، حضرت محمد کو بہت دکھ ہوا، مرشد نے فرمایا کبیدہ نہ ہوں میرے بعد انہوں نے آپ کا دوست بننا ہے۔

نور ولایت

جب حضرت محمد یمنی رحمۃ اللہ علیہ قنفذہ میں داخل ہوئے تو وہاں کے صاحب منصب شہر جلی میں آپ کے قنفذہ آنے کی رات حضرت شیخ علی طواشی کی اولاد سے ایک بزرگ تھے وہ اس رات کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے دائیں بائیں دیکھتے اور کہتے اس رات اس شہر میں عظیم نور اتر آیا ہے، کچھ مریدوں کو وصیت فرمائی کہ قنفذہ جا کر دریافت کرو آج رات وہاں کون آیا لوگوں نے آکر بتایا کہ حضرت مذکور اس رات تشریف لائے ہیں۔ بعد میں تو آپ کا حال ظاہر ہو گیا اور شہرہ پھیل گیا۔ لوگ حلقہ عقیدت میں آگئے۔ بقول محبی آپ قنفذہ میں ۱۰۱۴ھ میں وصال فرما کر وہیں دفن ہوئے۔

حضرت ابو المواہب محمد بکری بن محمد بکری کبیر مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابرین میں شامل ہیں اور عمل کرنے والے علماء کے آئمہ میں شامل ہیں۔

علامہ حلبی کی مدح

حضرت علی حلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سیرۃ نبویہ'' کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ میں اس کتاب کی تالیف کے دوران بہت متردد تھا ایک قدم لکھنے کے لئے آگے بڑھاتا اور دوسرا قدم (تردد کی وجہ سے) پیچھے ہٹا لیتا کیونکہ میں اس قابل نہیں تھا اور نہ ہی اس میدان میں بہترین گھڑ دوڑ میں مسابقت کرنے کے قابل تھا پھر مجھے ان راستوں پر چلنے کا اس ہستی نے اشارہ فرمایا جس کا اشارہ واجب الاتباع ہے اور جن کے حکم کی مخالفت کسی کی استطاعت میں نہیں وہ ایسی ہدایت کے مالک ہیں جن کی پیروی ہوتی ہے ان کے فضائل نرالے ہیں۔ ان کے فضائل نافع اور لاتعداد ہیں، اگر ان سے ایسا مشکل مسئلہ پوچھا جائے جس کے حل سے اصحاب معرفت وعلم عاجز آچکے ہوں تو وہ بلا توقف جواب دیتے ہیں نہ تو آپ راہ مستقیم سے دور ہوتے ہیں اور نہ جواب میں شدت وغلظت کا اظہار فرماتے ہیں۔ آپ نے لاتعداد دفعہ جن غیبوں کی خبر دی ہے ان کا آپ کے ارشاد کے

مطابق ظہور ہوا۔ ذرا بھی غلط نہیں ہوا۔ وہ جن کا میں ذکر کر رہا ہوں استاذ اعظم، پناہ اکرم، مولانا شیخ ابو عبد اللہ، ابو المواہب محمد فخر الاسلام بکری صدیقی ہیں۔ بھلا یہ عظمتیں انہیں کیوں نہ ملیں وہ اپنے والد کی نظر کا مرجع ہیں، ان کے ذکر نے مشرق و مغرب میں پھیل کر مشرق و مغرب کو اپنے دامن میں لے لیا ہے۔ ان کا بھید سب سیر گاہوں اور پانی کی گزرگاہوں میں سرایت کر چکا ہے۔ وہ اللہ کے دوست ہیں اور ظاہراً و باطناً اس ذات بے مثل کی خدمت میں لگے ہیں۔ وہ اللہ کے وہ عارف ہیں جن کے متعلق ذرا بھی شک نہیں کہ وہی قطب وحید ہیں ان کی ذات میں دو ہستیوں کا جلوہ ہے ایک مولانا استاذ ابو عبد اللہ ابو بکر محمد بکری صدیقی ہیں حضرت کوئی انوکھی چیز نہیں لائے یہ ان کی وراثت ہے کیونکہ آپ اولاد میں حضرت صدر العلماء العالمین، استاذ جمیع الاساتذین یکے از مجتہدین۔ دوسرے مختلف علوم میں مفید کتب کے مصنف مولانا استاذ محمد ابو الحسن تاج العارفین بکری صدیقی کے، اور یہی دوسری ہستی ہیں جن کے آپ جامع ہیں۔ اللہ مجھے اور میرے احباب کو بار بار ان حضرات کی برکات سے نوازے اور ہمیں آخرت میں ان کے فرمانبرداروں میں شامل فرمائے۔ حضرت ابو المواہب کی ولادت ۹۷۳ھ میں ہوئی وفات ۱۰۳۷ھ میں ہوئی۔ بقول محبی رحمۃ اللہ علیہ قرافہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے عالم کامل شیخ نور الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ مدرس مقام (احمدی) کے حوالے سے اپنی کتاب "عمدۃ التحقیق فی مناقب آل الصدیق" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو المواہب بکری نے ایک دفعہ سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے دوران ایک قصیدہ آپ کی مدح وثنا میں لکھا جس کا مقطع یہ ہے:

قد قصدنا حماك يا احمد القو　　م بقلب من ذنبه فی متاعب

(اے قوم کے احمد! ہم ایسا دل لے کر آپ کی حفاظت میں آئے ہیں جس کے گناہوں نے ہمیں تھکا دیا ہے)۔

ایک اور شعر ہے:

شهد الله ما قصدت حماه　　طول عمری وردنی قط خائب

اللہ گواہ ہے پوری عمر میں جب کبھی ان کی حفاظت میں آیا تو مجھے کبھی نامراد واپس نہیں کیا۔

ایک اور شعر ہے:

وأبی قبل كان يرعی هواكم　　وبإرثی هذا بلغت المراتب

(اس سے پہلے میرے والد گرامی بھی آپ کی محبت کے اسیر تھے میں نے تو وراثت میں یہ مرتبے پائے ہیں)۔

قصیدہ کے ختم ہونے پر قطب اکبر سیدی احمد بدوی نے قبر سے آپ کو مخاطب فرما کر کہا: ضَيْفٌ عَزِيْزٌ يَا اَبَا الْمَوَاهِب (اے ابو المواہب! آپ تو مہمان عزیز ہیں)۔ پھر آپ نے اسی مصرع ضَيْفٌ عَزِيْزٌ يَا اَبَا الْمَوَاهِب پر ایک خوبصورت موشح (1) لکھ دی۔

1۔ "توشیح" ایک انداز نظم تھا جو اندلسوں نے شروع کیا اس کی تقطیع و قافیہ تو متعین تھے مگر ایک قافیہ کی شاعر اس میں پابندی نہیں کرتا تھا اس کی شکلیں وشاح (گانی گلے کا زیور) جیسی تھیں۔ مترجم

حضرت محمد بن عمر بن محمد سعد الدین علمی قدسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بابرکت شیخ ہیں اور ولی برحق ہیں جن سے لوگوں کو عقیدت ہے آپ اپنے زمانے کے صلحاء ہیں صلاحیت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے معرفت ربانی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ لوگوں کو آپ کی ذات سے والہانہ عقیدت تھی اور آفاق میں ہر طرف آپ کا شہرہ تھا۔

یہ دستگیریاں

آپ کی مشہور کرامات میں سے ایک آپ کے خلیفہ شیخ علی حورانی خبراصی (خبراص حوران کا ایک گاؤں ہے) نے بیان کی ہے جو آپ کی جماعت کے اخص الخواص لوگوں میں شامل ہیں، فرماتے ہیں میں نے حضرت سے مشورہ لیا کہ میں گھر والوں کی ملاقات کے لئے اپنے علاقہ میں چلا جاؤں؟ حضرت نے مجھے ایک معاملہ پیش آنے سے ڈرایا اور فرمایا جہاں تک ممکن ہو اپنی جان سے اس کا معاملہ کا دفاع کرنا لیکن بات کی وضاحت نہ فرمائی اب میں چل پڑا، جب میں اس گھر میں پہنچا جو میرے خیال میں ہمارا گھر تھا تو اس گھر میں داخل ہوا ایک عورت باہر آئی اور مجھے اندر لے گئی مجھے نہ پتہ چل سکا کہ یہ اجنبی ہے۔ جب میں گھر میں اندر پہنچ گیا تو اس نے سب دروازے بلند کر دیئے اور ورغلانا شروع کر دیا میں جذب و مستی میں مستغرق تھا میں نے زور سے لفظ اللہ کہا مگر وہ بالکل ادھر متوجہ نہ ہوئی اور میری طرف بڑھتی آئی مجھے تب پتہ چلا جب دیوار پھٹ گئی اور حضرت شیخ محمد علمی رحمۃ اللہ علیہ سامنے کھڑے یہ فرماتے نظر آئے علی! ہاتھ آگے بڑھا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کے مجھ کو نکال لے گئے جب سفر سے واپسی میں قدس شریف آیا اور حضرت کو سلام کیا تو آپ نے میرا ہاتھ تھام لیا اور اسے کھینچ کر بات چھپانے کا اشارہ فرمایا۔ حضرت کی وفات ۱۰۳۸ھ میں ہوئی اور بقول محبی رحمۃ اللہ علیہ قدس شریف کے سامنے جبل طور پر مدفون ہوئے۔

حضرت محمد قملی قادری یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شداد کے لقب سے مشہور ہیں شہر تعز کے قریب جبل نور میں مقیم تھے۔ وہاں آستانہ اور چار قبوں والی مسجد تعمیر کرائی۔

پھر موت نے دبوچ لیا

مروی ہے کہ جب پہلی دفعہ انہوں نے ایک گنبد والی مسجد بنوائی تو تعز کا امیر حسین بن حسن پاشا تھا اور اس کا ایک نوخیز نوجوان کم عمر لڑکا بھی تھا اس لڑکے کو بتایا گیا کہ اس کا باپ خزانچی حضرت شیخ محمد کا محب ہے اور آپ کے باپ کے مال سے بہت سا مال انہیں تعمیر مسجد کے لئے بھیج دیا ہے، امیر کو غصہ آیا اور اس نے مسجد گرانے کا حکم دے دیا۔ لوگوں نے حضرت کو بتایا تو آپ خاموش ہو گئے جب مسجد گرا چکے تو شیخ گھر گئے واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک کپا تھا جس میں پندرہ دینار تھے فرمانے لگے یہ وہ رقم ہے جو خزانچی نے مجھے بھیجی تھی مجھے پتہ تھا کہ حال اس انداز کا ہوگا (یعنی مسجد گرا دی جائے گی) لہٰذا میں نے یہ رقم محفوظ رکھی اب یہ اسیر کو دے دو تا کہ وہ اسے اپنے باپ کو بھیج دے یہ نوجوان امیر زادہ کچھ دنوں کے بعد مر گیا، لوگوں نے کہا جناب شیخ! یہ بیچارا کچھ نہ جاننے والا جوان تھا آپ نے اسے کیوں بددعا دی جب کہ آپ اسے اچھی طرح جانتے تھے،

فرمانے لگے نہ ہم نے بددعا دی ہے نہ بددعا کی ضرورت تھی، یہ تو سب غیرت خداوندی کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اللہ خود انتقام لیتا ہے فقیر چاہے یا نہ چاہے۔ محبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان کی تاریخ وفات کا مجھے علم نہیں۔

حضرت عارف ربانی محمد نبوفری مصری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محبی نے عبدالقادر فیومی کے تعارف و ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جامع ازہر کے طہارت کے راستے میں دوران خواب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور آپ سے دعا کا سوال کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ تمہاری عمر تین دن رہ گئی ہے وہ عارف ربانی محمد نبوفری کے پاس گئے اور نیند کی بات بتائی آپ نے فرمایا اس کا مطلب ہے مشقت و تکلیف کی عمر تین دن باقی ہے پھر ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ بقول محبی آپ اس کے بعد تیس سال سے زائد زندہ رہے۔

حضرت محمد بن یوسف عبدالنبی دجانی قشاشی قدسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مدنی الاصل اور مشہور شخص صفی قشاشی کے والد ہیں آپ صوفیہ کے آئمہ میں شامل ہیں جن کے عظیم مراتب ہوتے ہیں، بڑا عرصہ یمن میں مقیم رہے وہاں عظیم مقام پایا اور کرامات کا ظہور ہوا۔ مروی ہے کہ جب آپ کی کرامات کا ظہور ہوا اور مقام و مرتبہ بلند ہوا تو صنعاء کے ایک زیدی فرقہ کے امیر نے انہیں قید کر دیا۔ امیر خود قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا گیا جب فارغ ہو کر باہر آنا چاہا تو بیت الخلا سے اس وقت تک نہ نکل سکا جب تک آپ کو جیل سے رہا نہ کر دیا۔

صنعاء کے ایک امیر کو اپنے علاقہ کے کچھ لوگوں کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں امیر کی خدمت میں پیش کیا جائے تا کہ امیر انہیں ذلیل و رسوا کرے، حکام انہیں بدحالی کے ساتھ امیر کی طرف لے چلے جب وہ صنعاء پہنچے تو اس کے دروازے پر حضرت محمد مذکور کو دیکھا ان میں سے ایک آپ کو پہچانتا تھا وہ آپ کے پاس آ کر سلام کر کے ماجرا سنانے لگا اور آپ کا وسیلہ تلاش کیا۔ فرمایا اپنے ظاہر و باطن میں اس کی محبت ڈال لو تمہیں اس کی طرف سے صرف بھلائی ہی ملے گی۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور آپ کا حکم بجالائے۔ جونہی وہ امیر کے پاس پہنچے تو اس نے آپ کا بہت احترام کیا تعظیم و محبت کا اتنا اظہار کیا جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا وہ سب بخیر و خوبی اپنے علاقہ میں واپس آ گئے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ بقول محبی آپ صنعاء شہر ۱۰۴۴ھ میں فوت ہوئے وہاں مدفون ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے لوگ قبر کی زیارت کرتے ہیں او رتبرک پاتے ہیں۔

حضرت محمد ابوسرین بن مقبول زیلعی عقیلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شہر لحیہ کے رہنے والے ہیں آپ عارف اولیاء کے امام منتخب مرشدوں کے آقا اور عمل کرنے والے علماء کے رہنما ہیں جب آپ کی پیدائش ہوئی اور ساتویں دن آپ کی والدہ ماجدہ کے دوست اکٹھے ہوئے تا کہ آپ کا نام رکھا جائے تو آپ کے والد آپ کو لے آئے اور ان کے سامنے رکھ کر فرمایا آپ میں سے کون صاحب اس نومولود کا سر زمین سے اٹھا سکیں گے۔ سب نے باری باری سر کو اٹھانے کے لئے پکڑا مگر اٹھا نہ سکے۔ اب ان کے والد نے فرمایا کہ یہ ہے جو میرے بعد میرے

منصب کا مالک بنے گا۔ آپ کے بڑے بھائی تھے جن کی ماں عربی تھیں اور صاحب ترجمہ (حضرت محمد) کی والدہ ام ولد تھیں۔ گویا مندرجہ بالا کرامت ظاہر کر کے آپ کے والد آپ کے بھائیوں کو تنبیہ فرمانا چاہتے تھے کہ منصب کا حق دار ام ولد کا بیٹا ہونے کے باوجود بھی یہی ہیں، یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

صاحب تعارف و ترجمہ (حضرت محمد) کے ترکوں کے سامنے بہت سے واقعات آئے اور مشہور کرامات کا ظہور ہوا جو بھی آپ سے برائی کرنا چاہتا ہلاک ہو جاتا۔ آپ اپنے دور میں مشہور صاحب تصرف تھے آپ کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر تھا۔

موت کی اطلاع

ایک کرامت یہ ہے کہ کسی حاسد نے سید حسن بن امام قاسم کے سامنے آپ کی چغلی کھائی یہ الزام بھی لوگ لگاتے تھے کہ آپ ترکوں کی مدد کرتے ہیں آپ اپنے پاس سے انہیں مال دے کر نصرت فرماتے ہیں انہیں ہدیوں سے نوازتے ہیں اور آئمہ کرام کے خلاف انہیں جنگ پر ابھارتے ہیں، سید حسن نے اپنے عقید تمندوں کی ایک جماعت آپ کے پاس بھیجی کہ آپ انہیں آکر ملیں وہ عقیدت مند آپ کو سید مذکور کے پاس اس حال میں لے گئے کہ آپ چار پائی پر پڑے ہوئے بیمار تھے سید مذکور پہنچتے ہی آپ کو قتل کر دینا چاہتا تھا جب وہ لوگ آپ کو لے آئے اور سید نے آپ کو دیکھا تو بڑی عزت کی اور اپنی اس حرکت کی معافی مانگی اور عزت سے انہیں واپس اپنے شہر پہنچانے کا حکم دیا مگر حکم کے بعد کسی مصروفیت میں پھنس گیا آپ اس کے پاس آئے اور فرمایا میں بیمار ہوں اور خواہش ہے کہ مجھے اپنے شہر میں موت آئے مجھے جلدی تیار کیجئے۔ اور یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ میری وفات کے جلدی بعد آپ کی موت بھی آرہی ہے۔ سید نے آپ کو اسی وقت تیار کیا آپ اپنے شہر لحیہ چلے گئے آپ وہاں پہنچے تو چند دن تشریف فرما رہ کر دو رمضان ۱۰۴۸ھ کو فوت ہو گئے اور بقول محبی آپ کے بعد سید حسن بن امام قاسم (رحمہم اللہ) بھی فوت ہو گئے۔

حضرت محمد بن احمد بن سلامہ احمدی شافعی بصیر مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیبویہ کے نام سے مشہور ہیں آپ پایہ کے عالم، علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر اور خدائی معارف کے فاضل تھے۔ لیکن آپ کی زیادہ شہرت عربی دانی کی ہے کیونکہ آپ نے عربی زبان بہت پڑھائی اور اس کی مشکلات کو خوب حل کیا آپ کی ذات میں اللہ کریم نے علم اور ولایت کو جمع فرما دیا۔ آپ نے حضرت ابن قاسم عبادی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جب آپ کا وصال ہوا تو لوگوں نے آپ کے جنازے میں کسی کو یہ کہتے سنا لوجہ اللہ خالص علم آج مر گیا اور محمد کی وفات کے بعد زہد لوگوں کے درمیان سے اٹھ گیا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ لوگ چیخے چلائے اور خوب روئے یہ واقعہ علامہ بابلی نے ذکر کر کے کہا ہے کہ ہم نے اپنے مشائخ میں آپ سے بڑھ کر زہد میں کسی کو ثابت قدم نہیں پایا ہمیں جو کچھ ملا ہے آپ کی برکت سے ملا ہے۔ بقول محبی ۱۰۵۰ھ سے چند سال اوپر آپ کا وصال ہوا۔

حضرت محمد امین لاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ شافعی مذہب کے عارف ربانی اور بہت بڑے محقق امام ہیں آپ اپنے زمانے کے سب لوگوں سے علوم عقلیہ و نقلیہ اور معارف الٰہیہ میں فائق تھے۔

ولایت کی مہک

مولانا ابوالصفا نے آپ کے احوال نقل فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے حضرت شیخ اکبر (قدس اللہ روحہ) کے مزار کی زیارت کا ارادہ کیا۔ آپ سوار تھے اور ہم طلبہ کا گروہ آپ کے ساتھ پیدل تھا۔ ہم پچاس سے زائد ہی ہوں گے۔ جب زیارت کر کے ہم واپس آ رہے تھے تو بحصہ پہنچے آپ تھوڑی دیر وہاں رک گئے اور فرمایا مجھے یہاں بڑی نفیس خوشبو آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں کوئی بہت بڑا ولی موجود ہے۔ ہم یہ سن کر حیران ہوئے پھر آپ وہاں سے چل پڑے جب ہم بحصہ اور حسوریہ کے درمیان تنگ گلیوں میں مشہور مزار کے پاس پہنچے یہ وہی مزار ہے جسے مجسمہ برکت شیخ و ولی حسین بن فرفرہ بہت پیارا سمجھتے ہیں تو وہاں ہم نے شیخ حسین مذکور کو دروازے پر کھڑا ہوا پایا ہم نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو حضرت استاذ گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گئے تھے اور بلند آواز سے کہہ رہے تھے یہ ہے وہ خوشبو والا، اللہ کا شکر ہے جس نے ہماری اس سے ملاقات کرا دی۔ شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کا استقبال کیا اور اپنی اس مجلس میں لے گئے جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں ایسی پیاری گفتگو ہوئی جس نے سب دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ پھر حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت استاذ کے سامنے ایک برتن رکھا جس میں دودھ اور روٹی تھی۔ آپ نے بھی تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا۔ پھر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حجرہ سے باہر نکل جائیں ہم باہر تو نکل گئے مگر ہر دو حضرات کے ارشادات سنتے رہے حضرت استاذ ان سے سوال کرتے جاتے اور وہ جواب دیتے ہم ان کے ارشادات کو سمجھ نہیں سکتے تھے ہاں استاذ گرامی کسی وقت کوئی فقرہ فرماتے جو ہمیں سمجھ آ جاتا یہ ہے وہ جواب جسے اب تک میں نے نہیں سنا تھا۔ پھر عاجزی اور گریہ کے ساتھ انہوں نے ایک دوسرے کو وداع کیا۔ اور ہم واپس چلے۔ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایسے خوارق عادات ہیں جو اس سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب ہیں جب کوئی ان کا شاگرد بن جاتا تو اس کی آپ بہت زیادہ امداد فرمایا کرتے تھے، آپ کی نسبت رکھنے والے بہت سے لوگوں میں ہم نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ قصہ مختصر آپ زمانے کی برکت اور دور حاضر کا ثمر ہیں۔ آپ کی وفات بقول محبی ۱۰۶۶ھ میں دمشق میں ہوئی اور فرادیس کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد و اور غتی تاوَلی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے عارفوں اور لاتعداد کرامات والے اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ علامہ محبی فرماتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''خلاصۃ الاثر'' میں حضرت محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی (مصنف ''الکتاب الجامع بین الکتب الخمسۃ والموطا'') کے تعارف و ترجمہ میں ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ محمد بن سلیمان کی ایک فہرست بھی ہے جس میں اپنی اور اپنے مشائخ کی

روایات کو انہوں نے جمع کر دیا ہے۔ اس کا نام ''صلة الخلف بموصول السلف'' ہے اس میں وہ ذکر فرماتے ہیں کہ مغرب میں ان کے سامنے کئی عجائب پیش آئے ایک یہ کہ وہ عارف ربانی ابو عبداللہ محمد بن واور غتی تاوَلی کے شہر سے گزر رہے تھے اور ایک اور شہر کی طرف جا رہے تھے تو انہوں نے اس شہر کے متعلق پوچھا انہیں بتایا گیا کہ اس شہر میں ایک مربی مرشد رہتے ہیں ان کی یہ اور یہ صفات ہیں، کہتے ہیں مجھے شوق نے آلیا اور میں اپنے آپ کو روک نہ سکا اور حضرت کے شہر میں جا پہنچا ایک شخص میری طرف شہر سے نکل کر آرہا تھا اس نے مجھے کہا حضرت شیخ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ کی طرف آؤں اور آپ کو ان کی خدمت میں لے چلوں جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھ پر نگاہ ڈالی میں ان کے سامنے بے ہوش ہو کر گر گیا کچھ دیر کے بعد آرام آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان مارتے ہوئے پڑھ رہے ہیں:

وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝ (الشوریٰ)

''اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر جب چاہے قادر ہے''۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا (القصص:61)

''تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا تو وہ اس سے ملے گا''۔

آپ نے مجھے اپنے ساتھ رہنے اور آپ کی اولاد کو علم پڑھانے کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا حضور! میں بہت متلاشی رہا مگر اب تک اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کی میرے سامنے کشائش نہیں فرمائی۔ نہ تو کسی کتاب سے مسئلہ نکال سکتا ہوں اور نہ ہی کسی مسئلہ کو اخذ کر سکتا ہوں میں اس وقت حقیقت میں ایسا ہی تھا۔ مجھے فرمایا ہمارے پاس بیٹھیں اور جس علم کی جو کتاب چاہیں پڑھیں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے سامنے (بند دروازے) کھول دے۔ میں بیٹھ گیا اور جو کتاب پڑھ چکا تھا ان میں سے کچھ پڑھا۔ اگر میں کسی جگہ پھنس جاتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میرے دل میں معانی خود بخود یوں گر رہے ہیں گویا وہ غیر مرئی نہیں بلکہ مرئی اور جرم وجسم رکھنے والے ہیں، عموماً یہ وہی معانی ہوتے جو ہمارے اساتذہ ومشائخ ہمیں بتاتے تھے تو ہمیں سمجھ نہیں آیا کرتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے یہ معانی میری قوت ذاکرہ میں کبھی آئے تھے۔ میری قیام گاہ حضرت کی قیام گاہ سے بالکل قریب تھی میں اس وجہ سے جان چکا تھا کہ آپ قرآن حکیم عشا اور مغرب کے درمیان نوافل (اوابین) میں ختم کر دیتے ہیں۔ میں نے ایک بار یہ بھی دیکھا کہ پورا قرآن حکیم پوری تنبیہ الانام اور پوری دلائل الخیرات آپ نے ایک مجلس میں ختم کر لی میں بہت حیران ہوا ایک حاضر شخص سے پوچھا اس نے مجھے بتایا کہ حضرت کا یہ وظیفہ ہے کہ یہ تینوں کتابیں نماز چاشت کے بعد ختم کر دیا کرتے ہیں میں نے آپ کے پاس عجیب وغریب واقعات دیکھے مثلاً کھانے وغیرہ میں برکات کا نزول، یہ سب باتیں کرامات الاولیاء ہیں عوامی حضرات کی باتیں نہیں، اس واقعہ کے راوی محمد بن سلیمان کی وفات دمشق شام میں ۱۰۹۴ھ میں ہوئی۔

حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نقشبندی سلسلہ کے امام ہیں اپنے والد گرامی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی سے اکتساب فیض اور سلسلہ کا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلعت اور تاج سے نوازا

فرماتے ہیں جب مدینہ طیبہ سے سفر کے لئے وداع ہوا تو غم وزاری نے آلیا میں نے پھر دیکھا کہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرہ مطہرہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور مجھے خلعت فاخرہ پہنا کر بادشاہوں جیسا تاج پہنایا ہے۔ جس میں خوبصورت جواہرات جڑے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص اور ذاتی خلعتوں سے مجھے یہ خلعت عنایت ہوئی ہے۔ حضرت پیدائشی ولی تھے رمضان میں دودھ نہیں پیا کرتے تھے تین سال کی عمر میں کلمہ توحید بیان کیا تھا۔ صرف تین ماہ میں قرآن پاک یاد کر لیا تھا سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری اور باطنی کے حصول کی تکمیل فرمائی تھی۔

گرتوں کو تھام اور ڈوبتوں کو بچا لیتے ہیں

آپ کے ایک خلیفہ خواجہ محمد صدیق گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے گھوڑا بدکا تو آپ گر گئے مگر پاؤں رکاب میں پھنس گیا گھوڑا دوڑنے لگا انہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اپنے مرشد سے امداد مانگی، کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں گھوڑے کو روک لیا ہے اور مجھے اس پر سوار کر دیا ہے۔ یہی شیخ محمد صدیق سمندر میں گر گئے تیراک نہیں تھے ڈوبنے لگ گئے آپ کو مدد کے لئے پکارا آپ تشریف لائے ہاتھ پکڑا اور ڈوبنے سے بچا لیا۔

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی سرائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ کا ہاتھ مبارک اور آستین بغل تک تر ہو گئے۔ حاضرین حیران ہوئے اور آپ سے سبب پوچھا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ایک مرید تاجر کشتی میں سوار تھا وہ ڈوبنے لگ گئی تو اس نے مدد کے لئے پکارا میں نے اسے ڈوبنے سے بچایا اس لئے یہ آستین اور ہاتھ تر ہو گئے ہیں، یہ تاجر ایک مدت کے بعد سرہند پہنچا اور اس واقعہ کی حضرت کے ارشاد کے مطابق اطلاع دی۔

آگ گلزار ہو گئی

آپ کے دور اقدس میں ایک جادوگر مجوسی کا بڑا چرچا ہوا کہ وہ آگ جلا کر خود اور اپنے عقیدتمندوں کو آگ میں لے جاتا ہے آگ انہیں نہیں جلاتی۔ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت نے بہت زیادہ آگ جلانے کا حکم دیا پھر ایک مرید کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا، وہ ذکر کرتے ہوئے آگ میں داخل ہو گیا آگ گلزار ہو گئی اور کافر مبہوت ہو گیا (کیونکہ اس کی چال ناکام ہو گئی تھی)۔

کیا بندہ پروری ہے

آپ کے ایک عقیدت کیش شیخ عبدالرحمن ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آپ کی عالی سرکار میں زیارت کے لئے حاضر ہوا میرے سوا آپ نے سب کو اپنے لباس کا کچھ حصہ تبرکاً عطا فرمایا، جب میں وطن کی طرف لوٹا تو اس عطیہ گرامی کے نہ ملنے کی وجہ سے غم واندوہ میں مبتلا تھا۔ اچانک پھر شہر میں آپ کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا لوگ آپ کے استقبال کے لئے نکلے تو میں بھی چلا مجھے بے حد خوشی تھی۔ جب شہر سے میں باہر نکلا تو حضرت گرامی کو سفید گھوڑے پر سوار پایا

فرمانے لگے اے عبدالرحمٰن! غم واندوہ میں مبتلا نہ ہو میری ٹوپی تبرکاً لے لے۔ جب میں نے آپ کی ٹوپی لی تو آپ سب لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے مگر ٹوپی میرے پاس رہ گئی تھی۔

آنکھیں عطا فرما دیں

آپ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہو کر طالب دعا ہوا تا کہ اس کی نظر واپس مل جائے آپ نے اپنا تھوک مبارک لے کر اس کی آنکھوں پر لگایا اور فرمایا گھر جا کر آنکھوں کو کھولنا اس نے اسی طرح کیا تو آنکھیں اللہ کے حکم سے بینا ہو گئیں۔

یہ غیرت وجلال

آپ کی خدمت میں ذکر ہوا کہ فلاں رافضی کھلم کھلا حضرات شیخین کریمین (حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کو گالی بکتا ہے آپ کو سخت غصہ آیا آپ کے سامنے تربوز پڑا تھا۔ آپ نے چھری لے کر فرمایا اس خبیث کو ذبح کر دے آپ نے چھری جونہی تربوز پر چلائی وہ رافضی اسی وقت مر گیا۔

آپ جب حج مبارک اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو خود فرماتے ہیں کہ جب میں حرم میں داخل ہوا اور طواف شروع کیا تو میں نے مرد اور عورتیں طواف میں مشغول دیکھے وہ بڑے شکیل وقبیل تھے وہ میرے ساتھ بڑے شوق اور تقرب سے طواف کر رہے تھے۔ وہ بیت اللہ کو چوم رہے تھے اور ہر وقت معانقہ کر رہے تھے۔ ان کے قدم زمین پر تھے اور سر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے مجھے معلوم ہوا کہ مرد دراصل فرشتے اور عورتیں حوریں ہیں۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ کعبہ معظمہ مجھے گلے لگا کر چوم رہا ہے وہ میرا بہت مشتاق ہے مجھے کشف ہوا کہ وہ سب انوار اور برکات مجھ سے ظہور پا کر بڑھ رہی ہے اور صحرا کو بھر رہی ہے اور سب چیزوں پر چھا گئی ہیں۔ چونکہ کعبہ ربانی کی حقیقت کا میں نے تحقق کر لیا ہے لہٰذا یہ کعبہ اسی وجہ سے مجھ سے محبت کر رہا ہے۔ میں نے وہاں بہت سے روحانیوں کو دیکھا کہ وہ ہر وقت یوں حاضر ہیں جیسے خادم شاہ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں جب میں طواف زیارت سے فارغ ہوا تو فرشتہ میرے پاس رب العالمین کا فرمان لے کر آیا جس میں میرے حج کی قبولیت کی تحریر تھی۔

تین خلعتیں

فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر جب اس چہرۂ انور کے سامنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مطہرہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے معانقہ فرمایا ہے اور مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خصوصی تعلق ہو گیا ہے۔ جب شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی زیارت کی تو پھر یہی کیفیت ہوئی میں نے دیکھا کہ میں نے پیلے رنگ کی خلعت پہنی ہوئی ہے پتہ چلا کہ یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے اس کے اوپر سرخ حلہ بھی تھا۔ جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سرکار سے عطیہ ہے جب واپس ہونے لگا تو سبز عالی مرتبت خلعت سے نوازا گیا مجھے الہام ہوا کہ یہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی طرف سے بندہ پروری ہے۔ مجھے کشف ہوا اور ساری دنیائے ممکنات عرش معلّٰی سے تحت الثریٰ تک مجھے

ذات پاک حبیب خدا ﷺ کی محتاج نظر آئی اور آپ کی کمال استغنا سے جو لازمہ ہے شان محبوبی کا، ہر ہر فرد پر حسب استعداد فیض کے دریا بہا رہے ہیں۔ (قالہ الخانی)

حضرت محمد بھیک فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدنا امام ربانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ نے شیخ شمس الدین حبیب اللہ مظہر رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا آپ عمل پسند اکابر علماء اور عارف ربانی اولیاء میں سے ہیں۔

کافر کو تھپڑ مارا

مروی ہے کافر سرہند میں داخل ہو گئے اور اولیائے احمدیہ (حضرت مجدد کے خاندان پاک کے اولیاء) کے مزارات کو برباد کرنا چاہا تو آپ کی قبر پر سب سے پہلے آ کر اسے کھودا اور آپ کے جسد اطہر کو نکالنا چاہا تو آپ نے ایک کو زور سے تھپڑ رسید کیا وہ وہیں مر گیا۔ بقول خانی سب بھاگ کھڑے ہوئے اور مزارات کو چھوڑ دیا۔

حضرت محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ محمد معصوم کے اکابر خلفاء میں سے ہیں آپ کی کرامت یہ ہے کہ آپ نے ایک خشک درخت کی طرف دیکھا تو وہ سبز ہو گیا اور اسی وقت پھل لے آیا۔ (خانی)

حضرت محمد بن علی عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشار الیہ علماء اور اولیائے کرام میں شامل ہیں، آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے وہاں ہی تربیت پائی۔ آپ کی کئی کرامات ہیں۔

بدوی حیران ہو گیا

علامہ شلی کہتے ہیں میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک بدوی آیا اور آپ کے متعلق پوچھا میں نے آپ کی طرف اشارہ کر دیا کہ حضرت یہ ہیں۔ جب اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا جو نذرانہ تیرے پاس ہے پیش کر، بدوی مبہوت ہو گیا پھر کہنے لگا یہ بھی تو بتائیں وہ نذرانہ ہے کیا؟ آپ نے فرمایا وہ ایسا اور ایسا ہے (ساری کیفیت بتا دی) بدوی نے جھک کر آپ کے ہاتھ چوم لئے۔ پھر بدوی نے مجھے کہا اللہ کے بغیر میرے اس نذرانے کا کسی کو علم نہ تھا۔

ایک فقیر نے آپ کے سامنے اپنی بدحالی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا شریف مکہ کے پاس جا تیرا مقصد پورا ہو جائے گا وہ شریف مکہ کے پاس گیا اور اس سے دل کے بھید کے مطابق ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا وہ بہت خوش ہوا قیمتی خلعت اور اعلیٰ انعام سے نوازا۔

آپ کا کھانا بہت ہی نفیس ہوتا لوگ بھی بہت تعداد میں ہوتے اور کوئی بدوی کبھی یہ کہہ اٹھتا کہ یہ سارا نفیس کھانا میں اکیلا کیوں نہ کھا جاؤں کیونکہ حاضرین کے لئے یہ تھوڑا ہے۔ سب حاضرین وہ کھانا کھاتے کیونکہ وہ سب کے استعمال کے لئے آتا

تھا سب سیر ہو جاتے اور کافی کھانا بچ جاتا۔

مکہ کا حاکم فوت ہو گیا شریف مکہ سے اس کا عہدہ اس کے بہت سے رشتہ داروں نے طلب کیا سب شریف مکہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ہر ایک کو امید تھی کہ شریف اسے والیٔ مکہ بنائے گا۔ امیر سلیمان بن مندو یہ حضرت (صاحب ترجمہ) کا معتقد تھا وہ آپ کی خدمت میں آیا اور سارا واقعہ سنایا۔ سلیمان خود امیدوار نہیں تھا کیونکہ اس کا حال پتلا تھا اور مال موجود نہ تھا۔ حضرت نے سلیمان کو اپنا ایک کپڑا پہنا دیا اور فرمایا ابھی آپ شریف کے پاس چلے جائیں مکہ مکرمہ کی حکومت آپ کو ہی ملے گی جب سلیمان شریف کے پاس پہنچا تو اسے اس فکر میں مبتلا پایا کہ حکومت کے طلب گاروں میں سے کسے حاکم بنائے جب سلیمان پر اس کی نگاہ پڑی تو اس کا سب فکر و انقباض جاتا رہا اور شریف نے اسے حکومت کی خلعت پہنا دی۔

مکہ مکرمہ کا چشمہ کٹ گیا حاجیوں کے آنے کے دن آ چکے تھے اور تالاب خالی پڑے تھے۔ شریف مکہ سے دور تھا۔ اس نے مکے میں متعین اپنے حاکم سے کہا جس طرح ممکن ہو تالابوں کو پانی سے بھر دو۔ حاکم کو پتہ چلا کہ حج کا موسم آ گیا ہے لہٰذا وہ اب ان تالابوں کو بھرنے سے عاجز ہے۔ وہ حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حال کی شکایت بھری کہانی سنانے لگا۔ آپ نے فرمایا خادم کو پانچ خرفان (بچھڑے) صدقہ کرنے کے لئے دے دیجئے وہ فقیروں کو پہنچا دے ایسا ہی کیا گیا صبح ہوئی تو خوب بارش برسی مکہ مکرمہ کی وادیوں میں خوب پانی آیا اور تالاب پانی کے سیلاب سے پر ہو گئے۔ بقول شلی آپ مکہ مکرمہ میں ۱۰۶۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت محمد بن علوی سقاف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حرمین شریفین میں مقیم ہیں اور مشرقین و مغربین کے امام ہیں۔ شلی کا قول ہے کہ آپ اپنے جس عقیدت مند کے لئے جو دعا فرما دیتے وہ قبول ہوتی اور مرید کو آرزو مل جاتی۔ جب میں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ آپ مجھے کسی ذکر کی تلقین فرمائیں۔ ابھی یہ خیال پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی، چہرہ اقدس میری طرف فرما کر مجھے ایسا ذکر تلقین فرمایا جو میرے خیال میں آیا تھا اور جس کے نفع کی میں امید لگائے بیٹھا تھا۔ آپ ۱۰۷۱ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور جنت معلیٰ میں ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ (زہے نصیب)

حضرت محمد بن عمر عباسی خلوتی دمشقی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے چچا پاک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں لہٰذا عباسی کہلاتے ہیں آپ عظیم المرتبت عارفین اور اولیائے باتمکین میں سے ایک جلیل القدر شیخ ہیں، آپ نے علوم ظاہرہ بہت سے حضرات سے حاصل کئے۔ علامہ نجم الدین غزی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ طریقت کا درس حضرت استاد احمد عسالی سے لیا ان کے ساتھ رہے اور انہی سے خلافت پائی۔ آپ گمنامی و خمول کو ظہور و وضوح پر ترجیح دیتے تھے۔ پھر جب اللہ سبحانہ نے آپ کو ظاہر فرمانا

چاہا تو ۱۰۷۰ھ میں دمشق میں بارش نہ ہوئی۔ دمشقیوں نے کئی دفعہ نماز استسقا پڑھی مگر بارش نہ برسی۔ آپ کسر نفسی کے لئے نماز استسقا میں لوگوں کے ساتھ نہیں جایا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مجذوب کو بولنے کی قوت عطا فرمائی وہ بولا لوگو! اگر بارش چاہیے تو عباسی (حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ) کے وسیلے سے بارش مانگو۔ شام کے گورنر نے آپ کو لوگوں کے ساتھ نماز استسقا پڑھنے کا حکم دیا آپ بڑی عاجزی و ذلت و شرمساری کی حالت میں لوگوں کے ساتھ چلے۔ عرض کرنے لگے ''میرے اللہ! یہ تیرے بندے ہیں انہیں مجھ سے حسن ظن ہے مجھے اب ان کے سامنے رسوا نہ فرمانا'' اسی وقت بارش شروع ہوگئی اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ واپسی مشکل ہوگئی تین دن بارش برستی رہی، اب ان کا ذکر ہر طرف پھیل گیا اور مرید آپ کی طرف رجوع ہوئے اور بے شمار مخلوق کو آپ سے فیض پہنچا۔

''خلاصۃ الاثر'' کے مصنف علامہ محبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فیض پایا وہ کہتے ہیں آپ کی کرامات مشہور ہیں ایک یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک دمشقی نے جو کعبہ شریف کا مجاور تھا، آپ کو پانچوں وقت کی نمازیں مسجد حرام میں مقام حنبلی (امام ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مصلّٰی پر) نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ آپ شام میں تھے بڑھاپے میں ۱۰۷۶ھ میں فوت ہو کر فرادیس کے قبرستان میں دفن ہوئے قبر زیارت گاہ ہے۔

حضرت محمد بن احمد بن عقبہ بن ہادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت اسماعیل حضرمی عبادی یمنی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں آپ کا مزار ضحیٰ گاؤں میں ہے اور حضرت فقیہ ابن عجیل کے گھر کے قریب ہے آپ کا تعلق ملامتی فرقے کے اولیائے کرام سے ہے۔

غیر موجود موجود ہے

ایک سچے راوی نے واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ کی زیارت کے لئے کچھ لوگ حاضر ہوئے راوی کو آپ نے فرمایا چائے دانی سے انہیں قہوہ ڈال دیں راوی کو اچھی طرح علم تھا کہ چائے دانی میں قہوہ نہیں وہ آپ کے اس حکم کو ''قہوہ ڈالو'' انکار بھی نہیں کر سکتا تھا آپ نے اسے دوبارہ یہی حکم دیا اس نے تعمیل کی اس نے قہوہ ڈالنے کے لئے چائے دانی اٹھائی تو وہ قہوہ سے بھری ہوئی تھی۔ حسب ضرورت حاضرین کو قہوہ ڈال دیا مگر وہ پھر بھی بھری رہی۔ ایک سچے راوی نے آپ کے ہوا میں اڑنے کی خبر بھی دی ہے۔ لاتعداد لوگوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ بعض اوقات خرچ کے لئے غیب سے آپ کے پاس آپ کے تصرف سے سامان آتا ہے۔

ایک آدمی ایک آدمی سے مکروہ غرض کے لئے محبت کرتا تھا وہ اسے کسی ایسی تنہا جگہ لے جانا چاہتا تھا جہاں اپنی خواہش پوری کر سکتا ہو وہ حضرت کے دولت کدہ کے نیچے سے گزرا آپ نے اسے آواز دی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے اسے دوست سمیت پورا دن وہاں بٹھائے رکھا۔ جانے سے روک دیا شام تک دونوں وہاں بیٹھے رہے شام کو واپسی کی اجازت دی اور عاشق سے فرمایا: اے فلاں شخص! اب وہ تو حالت نہیں رہی جس میں تو سارا دن مبتلا تھا وہ کہتا ہے قسم بخدا! اس

وقت اس ساری محبت کا نشہ ہرن ہو گیا جو مجھ میں موجود تھا اور میں نے صدق دل سے اللہ کے سامنے توبہ کی۔

آپ کے تین مرید آپ کی وفات کے سال آپ کو ملنے آئے موت کا ذکر چل نکلا آپ نے بطور عادت فرمایا میری موت کا وقت بہت قریب آ گیا ہے میرے بعد اے فلاں! آپ جلدی مر کر مجھے ملیں گے۔ پھر فلاں اور فلاں کو موت آئے گی وہ سب چلائے اور کہا حضور! اس فرمان کی تو ہمیں ضرورت نہ تھی فرمایا یہ موت تو لازمی امر ہے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور مذکورہ بالا افراد آپ کی ارشاد فرمودہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے مر گئے۔ آپ کی وفات ۱۰۸۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور جنت معلیٰ کے راستے پر جبل شظا کے قریب اپنے باپ اور نانا کی قبر کے ساتھ مدفون ہوئے یہ جگہ ان کے رہائشی گھر کے بالکل متصل تھی۔

حضرت محمد زین العابدین بن محمد بن زین العابدین بن محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

ابو المکارم بن محمد تاج الدین ابو الحسن بن محمد جلال الدین بکری رحمہم اللہ آپ اپنے باپ اور دادے کی طرح اکابر اولیائے ربانی میں شمار ہوتے ہیں باقی حضرات کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ یہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جو شیخ ابراہیم عبیدی کے مرشد ہیں اور عبیدی نے انہی کے لئے اپنی مشہور کتاب ''عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق'' لکھی اس کتاب میں آپ کی بے حد مدح فرمائی ہے۔ آپ کی کرامات کا ذکر کیا ہے۔ عبیدی کی کچھ مدح ملاحظہ ہو: ''آپ (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) سید التحقیق ہیں تصدیق والوں کے لئے ایک سند ہیں، شیخ الاسلام استاذ محمد زین العابدین بن محمد زین العابدین نسب نامہ لکھ کر کہتے ہیں، میں نے اپنے شیخ مکرم عالم امت، زاہد ملت حضرت یوسف فیشی سے یہ فرمان سنا ہے کہ محمد زین العابدین بکری مقام توحید پر جو کلام فرماتے ہیں وہاں تک ان کے باپ اور دادا کی بھی رسائی نہیں۔

میں نے عالم کبیر مفتی رملہ حضرت شیخ خیر الدین کو فرماتے سنا حالانکہ سب لوگ آپ کی جلالت شان کے معترف تھے، آپ علمائے شام کی محفل میں نرالے معارف بیان فرماتے ہوئے پکارے اے شیخ محمد! اے بکری! آپ ذرا فہم میں نیچے اتر کر ہمارا ساتھ دیں۔ قسم بخدا! یہ کلام ہماری سمجھ سے بعید ہے اور اس کے حال کے سمجھنے سے ہم عاجز ہیں''۔ میں نے مصر میں ملک العلماء شیخ ابراہیم مامونی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا آل بکریہ کے سب فضائل حضرت محمد بن زین العابدین بکری میں مجتمع ہو گئے ہیں۔

صاحب ''عمدۃ التحقیق'' مزید فرماتے ہیں آپ نے عظیم المرتبت علماء حلبی رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے اور فضلاء سے علم حاصل کیا سب فنون کے ماہر ہو گئے جامع ازہر میں اپنے اسلاف کے طریقے پر قابل اعتبار لیکچر دیئے۔ آپ علوم میں علماء کے شریک تھے مگر وہ آپ کے علم میں شریک نہ تھے۔ آپ کا مختلف مقاصد و مطالب والا ایک دیوان بھی ہے جس میں طریقت کے اسرار بیان فرمائے ہیں آپ کئی دفعہ شام اور حجاز تشریف لے گئے۔ شام، حجاز اور مصر کے علماء آپ کی جلالت علمی کے معترف تھے اور سب آپ کی توقیر و تعظیم فرماتے تھے اور آپ کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے آپ نے طریقہ شاذلیہ کو مٹنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا آپ سے ایسی کرامات و خوارق کا ظہور ہوا جس سے انکار نہیں ہو سکتا آپ کا کشف عجیب و غریب نوعیت کا تھا وہ اب عارف زمانہ ہیں میں نے سب سے زیادہ اکابر عارفوں کی خدمت کی مگر آپ ان سب سے بڑھ کر عارف ربانی تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں

مزید لکھتے ہیں میں نے استاذ محمد باعلوی رحمۃ اللہ علیہ سے رابغ میں ۱۰۷۰ھ میں سنا آپ حضرت محمد بکری (صاحب الترجمہ) سے ایسے انداز سے باتیں کر رہے تھے کہ مجھے کچھ سمجھ آرہی تھیں اور کچھ میری سمجھ سے بالا تھیں۔ ہاں اسی دوران باعلوی نے فرمایا کہ قسم بخدا حضور مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اقدس میں زندہ ہیں اور آپ حضرات کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بڑا مقام ہے۔ پھر کچھ سرگوشی فرمائی۔ پھر حضرت محمد بکری حضرت باعلوی کا لوگوں سے تعارف کرانے لگے جب میرا تعارف کرایا تو حضرت باعلوی رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے انہیں تو میں پہچانتا ہوں یہ انوار کی تکمیل کرنے والے ہیں حالانکہ میں اس محفل میں پہلے کبھی آپ کو نہیں ملا تھا مجھے یہ سن کر حد سے زیادہ خوشی ہوئی۔

عطائے ولی کی وسعتیں

مزید کرامت تحریر فرماتے ہیں آپ نے ایک عید کے دن میرے لئے حکم نافذ فرمایا کہ میں ان کی مجلس سے نہیں جاؤں گا۔ فرمایا یہ جمع وتفریق کا دن ہے (لوگ مل کر الگ ہو جاتے ہیں) جب کوئی آکر چلا جاتا ہے تو پیچھے وحشت مجھے آلیتی ہے آج آپ میرا دل بہلائیں کیونکہ آپ کی باتیں مجھے بہت پسند ہیں میں نے عرض کیا میری ایک شرط ہے کہ آپ مجھے ارشاد فرمائیں۔ حضرت شیخ جلال الدین کا وارث ولایت کون ہے؟ فرمانے لگے حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ، میں نے پوچھا ان کا وارث کون ہے؟ فرمایا شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ، میں نے پوچھا پھر حضرت بکری رحمۃ اللہ علیہ کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا میرے والد زین العابدین، میں نے پوچھا حضرت زین العابدین کا وارث کون ہے؟ فرمایا میرا بھائی احمد، میں نے عرض کیا ان کے بعد پھر کون؟ روتے ہوئے جواب دیا ''میں''۔ آپ نے جونہی لفظ ''میں'' استعمال فرمایا ''میں'' بے خود ہو گیا پھر جب ہوش آیا تو آپ سب آنے والے علماء، امراء، قراء، محررین، فقراء اور ارباب صنعت وحرفت کو عطیات بخش رہے تھے جسے پسند فرماتے اس کے لیے اپنی تھیلی میں ہاتھ ڈالتے اور چاندی سے خوب ہاتھ بھر کر اسے عطا فرما دیتے۔ میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی یہ تھیلی تو تقدیر کو لوٹتی ہے ورنہ یہ چاندی اور یہ رقم اتنی زیادہ اس میں کہاں سے آگئی؟ فرمانے لگے واللہ! آپ کے بغیر کسی اور کو یہ راز معلوم نہیں ہو سکا تو جان گیا ہے تو بس اسی پر کفایت کر آگے نہ بڑھ۔

دیدار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا

مزید فرماتے ہیں یہ کرامت تو خود حضرت نے مجھے بہ نفس نفیس بتائی کہ آپ نے ایک سال بیت اللہ شریف کا حج اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مہبط انوار کی زیارت کا قصد کیا جب زیارت مکمل کرنے کے بعد الوداعی سلام کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور کے سامنے حاضری دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے نورانی چہرے سامنے آگئے آپ سر جھکائے عالم حیرت میں ڈوبے باادب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سامنے کھڑے تھے اور آپ کے خادم عرض کر رہے تھے حضور قافلہ چل چکا۔ وہ چاہتے تھے آپ جلدی چلیں۔ حضرت ان کی جلد بازی پر حیران تھے کیونکہ وہ کشفی حالت

میں سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھڑے تھے۔ فرماتے ہیں پھر وہ چہرۂ انور آہستہ آہستہ یوں اوجھل ہونے لگا جیسے چاند بادل کی اوٹ میں چلا جاتا ہے پھر شیخین کریمین کے مقدس چہرے بھی یونہی اوجھل ہو گئے۔ مصنف ''عمدۃ التحقیق'' نے بہت سی کرامات نقل کی ہیں چونکہ یہ کتاب مطبوع ومشہور ہے لہٰذا یہاں مزید نقل نہیں کرسکتا۔

آپ کے بھائی احمد بکری رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق حضرت نے فرمایا کہ وہ باپ کے وارث تھے، ان کا ذکر محبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خلاصۃ الاثر'' میں یوں کیا ہے کہ وہ اپنے وقت میں شیخ تھے قاہرہ میں قیام تھا آپ کا ادب بے حد تھا اور علم ٹھاٹھیں مارتا تھا اپنے چچا ابوالمواہب کے وصال کے بعد مسند پر آئے اور ازبکیہ میں اپنے گھر میں مجلس تفسیر قائم فرمائی۔ زمانے کے علماء کو وہاں اکٹھا کیا سب آپ کے معترف ومطیع ہوئے آپ کے عجیب حالات ظاہر ہوئے۔ کئی دفعہ حج کیا اور سب حالات میں آپ کو شرف قبولیت ملا۔ قرآن کریم کی تفسیر میں آپ کو بہت مہارت حاصل تھی۔ علم طریقت کی تو انتہا پر تھے۔ آپ کی وفات ۱۰۴۸ھ میں ہوئی۔ میں نے اپنی اس کتاب (جامع کرامات الاولیاء) میں آپ کا ردیف اول میں مستقلاً تعارف وترجمہ اس لئے بیان نہیں کیا کہ مجھے آپ کی کسی کرامت کا علم نہیں ہو سکا۔

حضرت محمد زین العابدین بن محمد زین العابدین رحمۃ اللہ علیہما

اللہ آپ سے اور آپ کے آباء واجداد سے راضی ہوا۔ مصنف ''عمدۃ التحقیق'' فرماتے ہیں میں نے آپ کے (حضرت محمد زین العابدین جوان زین العابدین کے والد ہیں) صاحبزادے شیخ محمد زین العابدین کی کرامت دیکھی اللہ آپ کو حاسدوں کی نظروں سے بچائے۔ ہم آپ کے والد حضرت محمد زین العابدین بکری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں تھے آپ اُٹھ کر حرم میں تشریف لے گئے اور میں نے واپس جانا چاہا تو ابن شیخ (محمد زین العابدین ثانی) نے جانے سے روکا فرمایا آج رات ہم سے باتیں کرنا۔ آپ قیطون کے دروازے سے اس مسطبہ (تھلا چبوترہ) پر تشریف لائے جو ازبکیہ کے تالاب کو اوپر سے جھانکتی ہے میں نے آپ کے لئے مصلیٰ بچھا دیا آپ اس پر تشریف فرما ہوئے میرے پاس بھی ایک مصلیٰ تھا میں نے وہ زمین پر بچھایا اور اس پر بیٹھ گیا ایک سوالی ابن استاذ کی خدمت میں آیا۔ اللہ باپ بیٹے کی عمر دراز کرے۔ آپ نے تھیلی میں ہاتھ ڈالا مگر اس میں تو کوئی درہم نہ تھا جو آپ سائل کو عطا فرما دیتے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مجھے فرمایا ابراہیم! اپنا مصلیٰ اٹھا جو اس کے نیچے ہے وہ فقیر کو دے دے میں نے مصلیٰ اٹھایا تو نیچے بالکل نیا ڈھلا ہوا سکہ پایا جو ربع دینار (۱/۴) سے بڑا تھا میں نے سائل کو دے دیا مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کے غیب کا خزانہ ہے۔ یہ واقعہ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ ''عمدۃ التحقیق'' میں اس کا نام نامی صرف زین العابدین مذکور ہے میں نے محمد زین العابدین کے نام سے اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ آپ کے باپ دادے کے نام کے ساتھ لفظ محمد ہے آپ کے والد محمد زین العابدین اور دادا بھی محمد زین العابدین ہیں۔ آپ کے دادا کے والد شیخ محمد کبیر بکری ہیں ان کا لقب بھی اگرچہ زین العابدین ہے مگر مشہور لقب شمس الدین ہے، ہمیں اللہ ان کی برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

حضرت محمد بن سعید مریغی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سوسی الاصل ہیں وہاں تربیت بھی ہوئی۔ مراکش میں مقیم ہو گئے آپ صوفی امام اور عقلی و نقلی علوم کے علامہ ہیں۔

صرف پیغام سن کر گورنر بھاگ گیا

آپ کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے شہر کے گورنر کی آپ کے سامنے شکایت کی اور اس کے ظلم و جور کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا حاکم کو جا کر کہہ دیجئے: ''تجھے محمد بن سعید فرماتے ہیں کہ شہر میں نہ بیٹھ'' وہ یہ سن کر وہاں رات بھی نہ رہ سکا چلا گیا پھر واپس نہیں آیا۔ جب شاہ کو اس طرح اجازت کے بغیر اس کے چلا جانے کا پتہ چلا تو اسے تلاش کرا کے پوچھا وہاں سے بھاگنے کا سبب کیا تھا؟ اس نے جواب دیا جب حضرت محمد نے بندہ بھیجا تو میرے لئے ٹھہرنا ناممکن ہو گیا میں بلا اختیار وہاں سے چل نکلا بادشاہ نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ دوسرا گورنر بھیج دیا (1)۔

ایک شخص بہت زیادہ مقروض تھا قرض واپس کرنے سے عاجز آ گیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بات عرض کی، آپ نے اسے فرمایا فلاں جگہ جا اور سورۂ اخلاص پڑھ۔ ایک آدمی آئے گا اس کی کیفیت یہ ہوگی جب وہ آئے تو اسے کہنا آپ کو محمد بن سعید فرماتے ہیں کہ مجھے اتنی رقم دے دے جتنی رقم مانگی اس نے دے دی۔ حضرت کا وصال ۱۰۹۰ھ میں مراکش میں ہوا۔ باب اغمات کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بقول محبی عمر پچانوے سال تھی۔

حضرت محمد سیف الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد حضرت معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور وہ اپنے والد حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ اپنے باپ دادے کی طرح طریقہ نقشبندیہ کے بڑے اماموں میں شامل ہیں۔ آئمہ و صوفیہ کے آپ امام ہیں۔ ایک آدمی جو آپ کے پاس کھڑا تھا، دل میں خیال کرنے لگا کہ حضرت متکبر ہیں اس کے دل کا خیال کشف سے جان کر اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''میرا تکبر اللہ تعالیٰ کی کبریائی سے ہے'' ایک اور منکر کو بھی انکار نے آلیا۔ خواب میں دیکھا کہ کوتوالوں کے گروہ نے اسے پکڑ لیا ہے اور شدت سے مارنا شروع کر دیا ہے مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو حضرت کا منکر ہے حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ مار کی شدت سے جاگ گیا تو بہ کی اور حضرت کے غلاموں میں شامل ہو گیا۔ آپ کی سرائے میں چودہ سو سالک رہتے تھے آپ ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق کھانا کھلاتے تھے۔ ایک کوڑی نے شفا کی دعا کرائی آپ نے اس پر تھوک دیا اسی وقت وہ ٹھیک ہو گیا۔ بقول خانی ۱۰۹۵ھ میں وفات ہوئی اور اپنے شہر سرہند میں مدفون ہوئے۔

1۔ حضرت بوعلی قلندرؒ کے سامنے بھی گورنر کی ایک مرید نے شکایت کی تھی کہ اس نے میرے سر پر لاٹھی ماری ہے حضرت نے شاہ دہلی کو لکھا کہ تیرے نابکار گورنر نے میرے مرید کو لاٹھی ماری ہے اس گورنر کو فوراً معطل کر کے واپس بلا لیجئے ورنہ میں تیری حکومت ہی کسی اور کو دے دوں گا۔ اقبال فرماتے ہیں:۔

باز گیر ایں عاملے بد گوہرے ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

(مترجم)

حضرت محمد بن عمر بن یحییٰ بن مساوی ردینی حسینی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف باللہ قطب ہیں آپ نے سادات بنی اہدل کے یمنی شیوخ سے اکتساب فیض کیا، پھر حرمین شریفین کی مجاورت اختیار کی اور حضرت صفی قشاشی سے بھی فیض لیا۔

اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ نے خواب میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حظ اٹھایا آپ نے فرمایا تیرا قدم میرے قدم کی طرح ہے (یعنی تو کامل اطاعت کیش ہے) تیری مسجد میری مسجد جیسی ہے ایک ولی نے خواب میں کسی کو کہتے سنا حضرت امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کے امین ہیں اور محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہیں۔

بسا اوقات آپ پر حال طاری ہو جاتا تو آپ شعور کی دنیا سے نکل جاتے ایک ہی جگہ ایک دن یا دو دن لوگوں سے الگ خاموش بیٹھے رہتے آپ کے مناقب و کرامات تعداد سے باہر ہیں اور حد کے احاطہ میں نہیں آتیں۔ ۱۹۰۶ھ میں وفات ہوئی اور گاؤں سنان (بکسر سین) میں دفن ہوئے جو بنو جل کے علاقہ میں یمن کے مشرقی حصے میں واقع ہے۔ (محبی)

حضرت محمد بن متلول زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ استاذ عارف ربانی اور ولی صالح ہیں، آپ کی عظمت شان اور ولایت پر سب کا اجماع ہے۔ آپ ننگی تلوار تھے اگر کسی کرامت پر مجبور کئے جاتے تو عجیب و غریب باتیں آپ سے سادر ہوتیں۔ اسی لئے آپ جن شہروں میں جاتے امراء آپ سے خوفزدہ رہتے اور امراء اپنی عادت کے مطابق آپ سے چونگی ٹیکس نہ لے سکتے۔ آپ بطور رئیس کشتیوں میں چلتے رہتے اکثر ایسا اتفاق ہوتا کہ ہندوستانی کپڑوں کے تھانوں کی گٹھڑیاں لے جا رہے ہوتے تھے تو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والے اسے دانے پاتے آپ کو ان چیزوں کے مالک ہدیہ پیش کرتے کہ ہمارا سامان بھی بلا ٹیکس نکلوا دیں آپ کی ایسی لاتعداد باتیں ہیں۔ بقول محبی ۱۰۹۶ھ میں فوت ہوئے اور قنفذہ میں دفن ہوئے۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر مشائخ میں شامل ہیں حضرت شیخ محمد معصوم بن امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، آپ کی خدمت میں ایک سائل آیا اسے دینے کے لئے کچھ نہ تھا وہاں چھینکے ہوئے ایک پتھر پر نگاہ پڑی تو وہ سونا بن گیا اور آپ نے وہ سائل کو عطا کیا۔ بقول خانی آپ کا وصال ۱۱۲۲ھ میں ہوا۔

حضرت محمد عنبتیتی سقاف باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ افراد سادات میں شامل ہیں عجوبہ دوراں تھے یمن میں پیدا ہوئے۔ حرمین شریفین میں آ گئے وہاں ہی سید عبداللہ بن یمین سقاف سے فیض حاصل کیا آپ پر حال طاری ہوتا تو اپنے جسم میں ہتھیار گھونپ دیتے مگر آپ پر اثر نہ ہوتا۔ بقول

جبرتی مکہ مکرمہ میں ۱۱۲۵ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت محمد بن مراد از بکی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دمشق شام کے مشہور قبیلہ آل مرادی کے دادا ہیں آپ عظیم المرتبت صوفی اور طریقہ نقشبندیہ کے قائد ہیں۔آپ حضرت محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ دراصل آپ بخارا کے باسی تھے پھر دمشق کو وطن بنالیا آپ کو دمشق اور قسطنطنیہ میں جو اقبال مندی، شہرت اور تام و عام نفع حاصل ہوا وہ سب آپ کے پوتے مفتی شام خلیل آفندی مرادی کی تاریخ میں مذکور ہے۔اب آیئے آپ کی کرامات کی طرف

جنازہ میں شمولیت

علامہ محبی نے شیخ محمد بن احمد ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ وتعارف میں ذکر کیا ہے کہ ان کی وفات کے دن یہ اتفاق ہوا کہ عالم ربانی حضرت شیخ مراد قطیفہ پہنچے۔حضرت نے دوستوں سے چار ساعت پہلے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا میں (محبی) نے انہیں کہا راستہ خوفناک ہے دوستوں کے بغیر چلنا ممکن نہ ہوگا۔انہوں نے جواب دیا ایک مہم پیش آگئی ہے لہٰذا اب دیر نہیں کی جاسکتی۔آپ اٹھے اور تخت (چارپائی) پر سوار ہو گئے آپ چل پڑے اور ہم بھی ساتھ ہو لئے،تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ آپ تخت سے اتر پڑے گھوڑے پر سوار ہو کر بہت تیز چلے اب بڑی تیزی سے جارہے تھے اور ہمارا آپ کے ساتھ چلنا ایک مشکل مسئلہ بن رہا تھا۔جب ہم دومہ کے قیام پر پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ شیخ محمد بن عبد الہادی فوت ہو گئے ہیں ہم دمشق جا پہنچے۔حضرت مراد جامع مسجد اموی تک پہنچنے سے پہلے گھوڑے سے نہیں اترے۔حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شریک ہو کر اس مکان میں تشریف لائے جو آپ کے لئے تیار کر دیا گیا تھا۔(حضرت محمد نے مرنے سے پہلے آپ کی آمد کی اطلاع دے کر جگہ تیار رکھنے کا حکم دیا تھا) یہ دونوں بزرگوں کی بہت بڑی کرامت ہے۔(ایک نے آمد سے پہلے جگہ مقرر کرادی اور دوسرے نے بغیر اطلاع موت کی خبر پا کر جنازہ میں شرکت کی)۔

آپ کا ذکر خیر سیدی عارف ربانی حضرت مصطفیٰ بکری نے اپنی کتاب "السیوف الحداد فی أعناق الزنادقة والإلحاد" میں فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جن سے کئی دفعہ ملاقات ہوئی آپ کی ذات میں ہم نے اہل قرب کی علامات پائیں۔لیکن یہ ملاقات کچھ فاصلے کے ساتھ ہوئی لہٰذا اس سے اتنا ہی فائدہ ہوا کہ آپ کی زیارت ہو گئی، نیک لوگوں کی زیارت بھی تو سعادت ہے یہ حضرت گرامی عارف اور بحر معرفت کے شناور جناب محمد مراد نقشبندی خلیفہ حضرت محمد معصوم تھے۔اللہ آپ کے سربند رازوں کی عظمت برقرار رکھے۔برادر راہ خدا شیخ عبد الکریم قطان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی عظمت اور انوار محمدیہ کے نقش قدم پر چلنے کے حسن کی عظمتوں کا ذکر اکثر کر کے مجھے ان سے ملنے کا شوق دلایا کرتے تھے میں نے ایک رات خواب میں آپ کو تین دفعہ دیکھا نیز صدیق محترم و مرحوم شیخ ابراہیم اکرمی خادم دربار امام ہمام شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی عمدہ عادات اور کتاب وسنت کی تقلید و پیروی کا سب حرکات وسکنات میں ذکر فرماتے

ہیں۔ یہ شیخ ابراہیم آپ کے شاگرد تھے اور آپ کی صحبت کے فیض یافتہ تھے۔ صدیق اکرم شیخ حسن داغستانی نے بھی مجھے بتایا کہ جب حضرت شیخ محمد مراد سو جاتے اور پھر جاگتے اور خادم پانی لانے میں دیر کر دیتا۔ اور آپ کو وضو کی ضرورت ہوتی تو آپ دیوار پر ہاتھ مار کر تیمم فرما لیتے اور تھوڑی دیر بھی بے وضو رہنا پسند نہ فرماتے۔

یہی سید مصطفیٰ بکری اپنی مذکورہ کتاب ''السیوف الحداد'' میں ان اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ہوئی کہ ان حضرات میں شیخ مولانا عبدالرحیم ہندی (1) از بکی نقشبندی بھی تھے جو عالم کامل اور محقق مدقق ہیں، علم حقیقت اور علم شریعت کے جامع ہیں۔ میں کئی دفعہ آپ سے ملا اور آپ کی مجالس میں بیٹھ کر علوم و اسرار کا استفادہ کیا۔ مجھے صالح ورحیم بھائی شیخ عبدالکریم آپ سے ملنے کا شوق دلاتے رہتے تھے۔

مال حرام سے نفرت

فرماتے ہیں مجھے سیدی محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا مولانا عبدالرحیم بہت کم سوتے ہیں حالانکہ وہ عادت سے زیادہ پانی پیتے ہیں یہ اس لئے کیونکہ ان کے دل میں ذکر کی آگ کی حرارت ہوتی ہے اور وہ انہیں بار بار پانی پینے پر ابھارتی ہے۔ وہ مخلوق کے ساتھ ربط و تعلق کم رکھتے ہیں اور ان کی سیرت عمدہ سیرت ہے۔ دمشق شام میں ان کی ذات کی وجہ سے بہت مخلوق کو فائدہ پہنچا ہے ان کی محبت و صحبت سے لوگوں نے مراد و مقصد کو پالیا ہے ان عبدالرحیم صاحب کی حضرت محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت اور بے حد فرمانبرداری کا رشتہ تھا آپ کے علم و عمل کو جاننے والے اس بات سے حیران بھی ہوتے تھے کیونکہ شیخ کے تو ہر مقام و حال کا بدر حمل (محبت کا چاند) ہوتا ہے لیکن حضرت عبدالرحیم حضرت محمد مراد کا مقام سب لوگوں سے زیادہ جانتے اور پہچانتے تھے۔ اس لئے کہ آپ کے سامنے سے تو پردے ہٹا دیئے گئے تھے۔ حضرت محمد مراد کو شام کے ایک بڑے آدمی نے اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت دی اور یہ بھی التماس کی کہ حضرت علامہ عبدالرحیم کو بھی ساتھ لاتا۔ حضرت مراد نے فرمایا میں انہیں دعوت نہیں دوں گا اگر بلانے کا ارادہ ہے تو خود جا کر دعوت دیجئے۔ وہ رئیس ان کے پاس گیا اور کہا حضرت شیخ محمد مراد فرماتے ہیں کہ کل وہ میرے غریب خانہ میں تشریف لا رہے ہیں آپ بھی ہمارے گھر قدم رنجہ فرما کر زیارت سے مشرف فرمائیں۔ دوسرے دن آپ آئے اور حضرت شیخ محمد مراد کے ساتھ دعوت میں تشریف لے گئے۔ پھر گھر آ کر جو کچھ بھی پیٹ میں تھا سب قے کر دیا کیونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ یہ مال یا تو حرام ہے یا مشکوک و مشتبہ ہے۔ آپ ہر دفعہ ایسا ہی کرتے دعوت میں جاتے اگر طعام مشکوک ہوتا تو واپس آ کر قے کر دیتے انہیں علم تھا کہ حرام ظلمت و تاریکی ہے اور یہ ظلمت دل میں سختی و قساوت پیدا کر دیتی ہے۔ اہل طریقت تو وہی چیزیں استعمال کرتے ہیں جو دلوں کو منور کریں اور ان میں گداز پیدا کریں۔ کیونکہ اسی گوشت کے لوتھڑے دل پر تو مدار ہے۔ جی میں حضرت عبدالرحیم کہنے لگے کاش! حضرت استاذ محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس دعوت کے لئے آدمی نہ بھیجا ہوتا۔ بس کبیدگی طاری تھی اور وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے آپ سو گئے تو حضرت قطب دوراں کو دیکھا پیچھے چلے

1۔ چونکہ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے اس لئے شام وغیرہ کے علاقوں میں آپ ہندی کے لقب سے مشہور تھے حالانکہ آپ ہندی الاصل نہیں تھے بلکہ بخارا کے رہنے والے تھے جیسا کہ ابھی اوپر مذکور ہوا۔ (مترجم)

تا کہ سلام عرض کریں حضرت نے پلٹ کر آپ کو دیکھا اور فرمایا: آپ تو قطب شام حضرت مراد کے منکر ہیں آپ کا مجھ سے کیا کام۔ گھبرا کر اٹھے اور حضرت محمد مراد کے گھر کی طرف بھاگے جونہی حضرت نے آپ کو دیکھا فرمایا "پلٹ آئے ہو؟" جواباً عرض کیا پلٹ آیا ہوں۔ حضرت کا ہاتھ چوم لیا، آپ کی عظمت، برکات اور جسیم احوال ملاحظہ کئے۔ پھر ہمیشہ ان کے دروازے پر پڑے رہے اور ان کے آنگن کو نہیں چھوڑا طرح طرح کے فوائد و برکات دیکھنے کے بعد اور آپ کی توجہات پانے کے بعد حضرت کی بے حد تعریف آپ کی عادت بن گئی تھی۔

کشف کی دل گیریاں

سیدی مصطفیٰ بکری ہی راوی ہیں، فرماتے ہیں: مجھے شیخ مکرم محمد بدیری دمیاطی نے بیان کیا کہ حضرت شیخ مراد کا ذکر چل نکلا، بتایا کہ میں ایک دفعہ آپ سے ملنے گیا تو آپ نے باقی علوم پر علم الٰہی کی عظمت بیان کرنا شروع کی فرمانے لگے آخر طالب علم کو علم منطق وصرف وغیرہ سے کیا استفادہ ہوتا ہے؟ کیا اخلاق محمدی سے کوئی خلق ان علوم کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے؟ بدیری فرماتے ہیں اس دوران آپ گویا میری طرف اشارہ فرما رہے تھے اور مجھے ہی اپنے ذہن میں رکھے ہوئے تھے۔ پھر فرمانے لگے بعض طالب علم جب مردہ کتا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش! میں یہ مردہ کتا ہوتا۔ یا گوبریلا نظر پڑتا ہے تو کہتے ہیں کاش! میں یہ ہوتا۔ شیخ بدیری فرماتے ہیں یہ تو میری عادت بیان ہو رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے بغیر میرے علم کے مطابق اسے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں نے یہ عادت اپنی دادی کے ارشاد کے بعد اپنائی تھی۔ دادی جان نے مجھے بتایا تھا کہ میرے دادا جان یہی فرمایا کرتے تھے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ دادا جان کو فوت ہونے کے بعد خواب میں کسی نے ریت کے ٹیلے پر کھڑے ہوئے دیکھا ان سے پوچھا گیا اللہ کریم نے موت کے بعد کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے بخش دیا ہے اور ریت کے جتنے ذرے میرے قدموں کے نیچے ہیں اتنے لوگوں کی شفاعت کا حق بھی مجھے دیا ہے ان سے دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ یہ مرتبہ کسی نیکی کے طفیل آپ کو ملا ہے؟ فرمانے لگے میرے اس قول کی وجہ سے (یہی بات جو ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں)۔ حضرت بدیری فرماتے ہیں میں شیخ مراد کے کشف سے حیران ہو گیا انہوں نے وہ بتایا جس کا کسی کو علم نہ تھا۔

یہ بھی ایک انداز ہے تیری مسیحائی کا

حضرت مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ یہ انہی حضرت بدیری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ بدیری فرماتے ہیں میں ایک ایسے شخص سے ملا جو حضرت محمد مراد سے بغض رکھتا تھا وہ کچھ ایسی باتیں ذکر کرنے لگے جو فی الواقع قابل مذمت ہیں۔ میں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دی کیونکہ وہ باتیں واقعی انتہائی قابل مذمت تھیں۔ پھر میں نے اس شخص سے کہا میں اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں لیکن اب میں کبھی ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ دوسرے دن میرا ایک دوست آ گیا جو حضرت محمد مراد کا بھی محب تھا کہنے لگا چلو حضرت محمد کی زیارت کرنے چلیں میں نے فوراً تیاری کر لی میں حیران تھا کہ میرے جی نے بات جلدی کیسے مان لی، میں نے جی میں کہا تو نے تو حضرت سے نہ ملنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا لیکن میرا جی یوں ہو رہا تھا گویا اس پر جبر وقہر

ہو رہا ہے اور جبراً اسے حضرت کی خدمت میں لایا جا رہا ہے۔ میں نے قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا میری عادت یہ تھی کہ جونہی وہاں پہنچتا آپ کے پاس جلد جاتا کوئی روکتا نہ تھا لیکن آج مجھے کہا گیا تھوڑی دیر انتظار فرمایئے حضرت شیخ اس وقت ملاقات سے معذور ہیں پس کچھ ایسے ہی کلمات کہے گئے۔ میں بیٹھ گیا اور اپنے جی کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگا اب زیر عتاب ہو کر یہاں بیٹھنے پر کیوں رضامند ہوا تیرا فیصلہ تو یہ تھا کہ اب ملاقات نہیں ہوگی'' کچھ دیر بعد مجھے اور میرے ساتھی کو داخلے کی اجازت مل گئی پھر حضرت کا داعی آیا اور مجھے حضرت کے قریب لے گیا آپ نے مجھے سلام کہا پھر میرے ساتھی اور اسے بلا لانے والے کی طرف متوجہ ہو کر دونوں کو فرمایا کل ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص کے پاس ایک آدمی آیا دونوں مل کر ایک شخص کو گالیاں دینے لگ گئے ایک نے یہ، یہ بات کہی پھر دوسرے نے یہ اور یہ کلمات استعمال کئے۔ ہماری کل والی مجلس کی پوری نقل اتار دی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا اسی طرح ہوا؟ میں نے کہا جی ہاں ایسے ہی ہوا میں نے انکار نہ کیا۔ فرمانے لگے اب کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اب اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں فرمانے لگے وہ اصل کیا ہے؟ میں نے کہا اصل اعتقاد ہے یہ معاملہ درمیان میں پیش آ گیا اور اب ختم ہو گیا ہے ہمارے درمیان شیطان آ گیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خبر دینے کے بعد اسے دور کر دیا ہے فرمانے لگے یہ کیسے ہوگا؟ میں نے عرض کیا میں آپ کی جناب کے ساتھ خلوت میں بیٹھوں گا (تو شیطان بھاگ جائے گا) آپ نے دوسرے دونوں (حاضرین مجلس) کو اشارہ فرمایا تو وہ چلے گئے۔ میں نے پھر آپ سے راہ سلوک سیکھا اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ میں نے انہیں کہا میرے لئے ایک رسالہ لکھ دیں۔ آپ نے رسالہ لکھ کر میری ہر ضرورت کا ذکر اس میں فرما دیا۔ اس کے بعد حضرت سیدی مصطفیٰ بکری لکھتے ہیں اس شیخ کے عجیب و غریب احوال ہیں جن کا ذکر طوالت سے خالی نہیں، حضرت محمد مراد ۱۱۳۴ھ میں قسطنطنیہ میں وصال فرما گئے اور محلہ نشانجی پاشا کے مشہور مدرسہ کے درس خانہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت محمد سلطان ولیدی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دارالخیز ران میں مدرس تھے۔ عزت مآب، شرافت پناہ، امام، علامہ کبیر، صاحب شہرت خدا شناس ولی، قابل ذکر مناقب کا مرجع اور مشہور و منقول کرامات کا منبع تھے۔ کرامات ملاحظہ ہوں

مشکلیں آسان ہو گئیں

حضرت علامہ محدث شیخ عبدالکریم شراباتی حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس یادداشت کی تحریر میں لکھا ہے جس میں انہوں نے اپنے علوم نقلیہ و عقلیہ کی اسناد ذکر کی ہیں کہ شیخ محمد ولیدی کی بہت سی کرامات ہیں ان میں سے ایک وہ واقعہ بھی ہے جو سید ابراہیم حافظ رحمۃ اللہ علیہ غمخوار حضرت صالح بانقوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیش آیا۔ حضرت ولیدی نے انہیں فرمایا اگر کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے تو اللہ کریم کے سامنے میرے وسیلے سے پیش کرنا ان شاء اللہ حل ہوگا۔ مجھے اپنے آقا اور اپنے خالق جل جلالہ سے یہی امید ہے کہ وہ سیدنا و مولانا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع کے صدقے میں ایسا ہی کرے گا۔ یہ بات پھر صبح کی روشنی کی طرح

ہوئی۔ حضرت ابراہیم جب حج سے واپس آتے ہوئے معان کے مقام پر پہنچے تو سخت بیمار ہو گئے ان کا رخ کعبے کی طرف دوستوں نے پھیر دیا اور اہل معان کو آپ کے کفن و دفن کے لئے کچھ رقم دینے کا پروگرام بنایا اللہ کریم نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اپنے مرشد حضرت ولیدی کا وسیلہ ذات باری میں پیش کریں، انہوں نے ان کا ذکر کیا اور وسیلہ پیش کیا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ان کا ڈھنگا (سکیل) کھل گیا اور بندھن ٹوٹ گئے ہیں حاجیوں کے ساتھ اپنے شہر واپس آئے اور یادداشت کی تحریر تک صحت سے رہے۔

سامان بک گیا

حضرت ولیدی کا ایسا ہی ایک واقعہ الحاج اسعد جسری جلی کیساتھ پیش آیا منیٰ میں ان کے پاس ساز و سامان تھا۔ مگر کوئی خریدار نہ تھا۔ کچھ اولیاء نے انہیں شیخ ولیدی مذکور کا وسیلہ پکڑنے کی رائے دی اور انہیں اس مشکل کے بتانے کو کہا اس نے اسی طرح کیا سب سامان فروخت ہو گیا صرف ایک قسم کی کچھ چیزیں باقی رہ گئیں جن کا ذکر حضرت کے سامنے نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالکریم مزید لکھتے ہیں میرے صاحب مجد صاحبزادے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک الحاج عبداللہ آغا میری نے اپنے شیخ علی دباغ مرحوم کے حوالے سے حضرت ولیدی کی بہت سی کرامات بتائی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ استاذ گرامی (حضرت ولیدی رحمۃ اللہ علیہ) بڑا عظیم مرتبہ رکھتے تھے اور ابدال میں سے تھے اللہ ہمیں ان کی ذات سے نفع عطا فرمائے۔

ان حضرت محمد ولیدی کا ترجمہ و تعارف علامہ خلیل آفندی نے اپنی تاریخ "مسلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر" میں بھی کیا ہے اس تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کے شاگردوں میں مولیٰ حامد آفندی مفتی شام اور شیخ احمد منینی بھی شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۱۱۳۴ھ میں بحیثیت شہید ہوئی۔

حضرت محمد بن محمد بن شرف الدین خلیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بیت المقدس میں مقیم تھے۔ سیدی مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں شامل ہیں باعمل علماء اور عارف اولیاء کے اکابر میں شامل ہیں۔

آپ کی بہت سی کرامات ہیں کسی عرب کو آپ نے پیغام بھیجا ان لوگوں نے وہ تیل لے لیا تھا جو ایک اونٹ اور ایک گدھی پر لدا حضرت کے لئے آ رہا تھا پیغام یہ تھا کہ اونٹ امیر کا ہے اور تیل گھر کے مالک کا ہے اور گدھی لوٹ کی ہے ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ وقوع پذیر ہو گیا اور سب علاقہ فاجروں سے خالی ہو گیا۔

آگ اور پتھروں کی بارش

آپ نے ایک آدمی کو پھانسی پر لٹکنے کی بددعا دی اس نے اپنے آپ کو خود ہی پھانسی یوں دی کہ اپنے پاؤں کے نیچے تکیہ دسہارا رکھا رسی گردن میں ڈالی اور سہارے اور تکیے کو خالی جگہ ہٹا دیا اور اپنے آپ کو موت کی آغوش میں ڈال دیا۔

لفنگوں بدمعاشوں کے ایک گروہ نے حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کی زیارت شریفہ کی طرف جاتے ہوئے آپ کو تنگ کیا

اور تکلیف دی تو آپ نے انہیں آگ لگنے اور پتھر پڑنے کی بددعا دی، اب ان پر لگاتار پتھر برسنے لگے اور رات دن ان کے گھروں میں آگ لگنے لگی۔ وہ آئے توبہ کی تو آپ نے انہیں معاف کر دیا۔

مقام محمدی اور حیات انبیاء علیہم السلام

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ایک دفعہ زیارت کے دوران بھی آپ کو ایک واقعہ پیش آیا حضرت اپنی زبانی یوں بیان فرماتے ہیں جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہمارا واقعہ یوں ہے کہ میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے آپ کے مزار اقدس کے پاس اترا، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر صلوٰۃ وسلام والی کتاب ''دلائل الخیرات'' پڑھنا شروع کی، ایک دفعہ ختم کر کے دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو مجھے خیال آیا بہتر یہ ہے کہ سیدی نا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجوں، میں نے یوں درود شریف پڑھا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ هَارُوْنَ (اے اللہ! موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہم السلام پر درود بھیج) میں نے قبر شریف سے فصیح وبلیغ آواز سنی ''نسب نامے کا رشتہ ولا آزاد (کر کے والی بننے) کے رشتے سے افضل اور مقدم ہے'' مجھے فقرے کا مطلب ومقصد سمجھ آ گیا۔ معنی یہ تھا کہ تم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں منسوب ہو جیسے نسب کا رشتہ ہوتا ہے کیونکہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد عالی ہے ''میری امت میرا عصبہ ورشتہ ہے'' اور دوسروں سے تمہارا رشتہ ولا کا ہے اور نسب کا رشتہ ولا کے رشتہ سے مقدم ہے، یہ سن کر پھر میں نے ''دلائل الخیرات'' کو پڑھنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے دو فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سیدنا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا ادب فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ اپنی مشہور قبر میں موجود تھے۔

حبیب کا خلیل کے نام سفارشی خط

آپ کا ایک اور واقعہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بھی یوں مذکور ہے کہ وزراء میں سے نصوع نامی شخص سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے شہر اقدس کی طرف آیا شیخ محمد خلیلی فرماتے ہیں کیونکہ وہ شہر کے لوگوں سے انتقام لینا چاہتا تھا لہٰذا میں اس سے الگ ہو گیا تا کہ اس سے ملاقات نہ ہو۔ شیخ حسن غزالی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ایک جماعت لے کر میں حضرت جد الانبیاء علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں فریاد لے کر گیا اسی رات ہمارے دوستوں میں سے شیخ محمد غزالی نے (ان کا تعارف سیدی عبدالغنی کے سفر نامے میں مذکور ہے) خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ آیا ہے جس کی تحریر یوں ہے: ''یہ اللہ کے بندے اور رسول (سیدنا ومولانا) محمد رسول اللہ (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) کی طرف سے گرامی قدر دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام، میں یہ مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں''۔ وزیر کچھ بھی کئے بغیر معزول ہو گیا

حضرت قدس شریف میں ۱۱۴۷ھ میں فوت ہوئے اور حرم قدس کے اندر مدرسۂ بلدیہ میں مدفون ہوئے یہی کچھ علامہ آفندی نے اپنی کتاب ''سلک الدرر'' میں لکھا ہے۔ میں (علامہ نبہانی) نے محکمہ جزاء کی سربراہی کے دوران قدس میں ۱۳۰۵ھ میں کئی دفعہ آپ کی زیارت کی اور میں سال سے کم عرصہ وہاں ٹھہرا تھا۔ وہاں سے پھر بیروت منتقل ہوا اور آپ کی اولاد کی بھی زیارت کی اور آپ کی وقف کردہ کتب بھی آپ کی اولاد نے مجھے دکھائیں۔

حضرت محمد قلینی ازہری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فن کے امام و علامہ اور شیخ المشائخ تھے۔ آپ کی کرامات کا شہرہ تھا اور نیکیوں کا غلغلہ تھا۔ آپ کے پاس جائیداد نہ تھی نہ کوئی چیز ملکیت میں تھی اور نہ ہی سرکار کی طرف سے کوئی وظیفہ تھا دست غیب سے ہی خرچ فرماتے کسی سے کوئی چیز بھی قبول نہ فرماتے تھے اور اس انداز سے خرچ کرتے گویا آپ کو محتاجی اور فقر کا ذرا بھی خوف نہیں۔ آپ جب بازار سے گزرتے تو غربا آپ سے چمٹ جاتے آپ انہیں سونا چاندی (چاندی سونے کے سکے) دیتے چلے جاتے اگر حمام میں تشریف لے جاتے تو وہاں سب حاضرین کے اخراجات ادا فرمادیتے۔ بقول جبرتی آپ کا وصال ۱۱۶۴ھ میں ہوا۔

حضرت محمد سعید بن ابی بکر بن عبدالرحیم بن مہنا حسینی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام، صوفی، عارف اور زاہد ہیں۔ ۱۱۷۱ھ میں مصر تشریف لائے۔ سید محمد مرتضی اور عفیفی جیسے عظیم المرتبت لوگ آپ کی زیارت کے لئے جاتے تھے حضرت عفیفی آپ کی شان کو بلند سمجھتے تھے اور آپ کے حق میں کہتے وہ رجال حضوری میں شامل ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیداری کی حالت میں زیارت کرتے ہیں۔ پھر آپ مصر سے روم گئے اور بقول جبرتی وہاں ۱۱۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت شیخ محمد حفنی شمس الدین ابوالمکارم خلوتی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے عاملین اور اولیائے عارفین کے امام ہیں۔ اپنے وقت کے قطب اور اپنے دور میں طریقت و حقیقت کے مرشد ہیں، سیدی مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں، آپ کے مناقب میں آپ کے ایک خلیفہ علامہ شیخ حسن ادفوی مصری متوطن مکہ مکرمہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ میرے خیال میں وہ کتاب دس اجزاء ورسائل سے بھی زیادہ ہے اس کتاب کی چھٹی فصل میں علامہ نے وہ کرامات بیان کی ہیں جو اللہ نے آپ کے مقدس ہاتھوں کے ذریعے جاری فرمائیں۔ ان کرامات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں:

کشف اور شکل کی تبدیلی

استاذی الکریم کی ایک کرامت وہ واضح صریح کشف ہے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوا میں جو چیز دل میں چھپا کر آپ کی محفل میں حاضر ہوا آپ نے من وعن بیان فرمادی اگر کوئی کام کر کے گیا تو آپ نے اس کی طرف بھی اشارہ فرمادیا۔ ایک ایسا ہی واقعہ یوں پیش آیا کہ آپ نے درس سے فارغ ہو کر ایک دن مجھے فرمایا مجھ سے پہلے گھر چلو، میں چل پڑا مگر مجھے ایک دوست مل گیا اور کہنے لگا آؤ ذرا مشہد حسینی کی زیارت کر لیں میں نے دوست سے کہا مجھے حضرت کا حکم ہے کہ ان سے پہلے گھر پہنچوں دوست نے جواب دیا حضرت تو دیر لگائیں گے اور ہم زیارت کر کے اتنے میں واپس آجائیں گے اور شیخ مرشد کے پہنچنے سے پہلے گھر پہنچ جائیں گے میں نے دوست کی بات مان لی اور ہم مسجد حسینی کی طرف چل دیئے زیارت کر کے گھر آئے تو حضرت ابھی تشریف نہیں لائے تھے جیسا کہ میرے دوست کا خیال تھا میں نے اللہ کا شکر کیا کہ حضرت پہلے نہ پہنچے میں تھوڑی

دیر ہی بیٹھا تھا کہ آپ آ گئے۔ جونہی مجھے دیکھا فرمایا، کدھر تھے؟ میں نے عرض کیا حضور! یہاں ہی تھا فرمانے لگے سچ اچھی چیز ہے کدھر تھے؟ میں نے عرض کیا حضور! مجھے فلاں صاحب مل گئے تھے پھر ساری بات بتادی۔ سن کر فرمایا تم جھوٹ بھی بولنے لگے۔ خبردار! مرشد کے سامنے جھوٹ نہ بولا کرو۔ اب اس کے بعد میں ایسی بات کرنے سے خائف رہتا، پھر آپ نے فرمایا آؤ! آپ اپنی خلوت والی نشست کی طرف چڑھے دروازہ بند کر کے مختصر سی حرکت فرمائی میں نے دیکھا کہ خلوت کدہ باوجود وسعت کے ہم دونوں سے بھر گیا ہے میں نے دیکھا کہ آپ کا وجود ایک بڑے تودے کی شکل اختیار کر گیا ہے میں خوفزدہ ہو گیا چاہتا تھا کاش! زمین مجھے نگل لے۔ مجھ پر خود فراموشی طاری ہو گئی آنسوؤں کے بادل چل پڑے۔ فرمایا یہ تیرے جی میں کیا خیال آ رہا ہے؟ مگر میں تو جواب دینے سے قاصر تھا۔ پھر فرمایا کیا تو نے فلاں کام نہیں کیا؟ حالانکہ جس معاملے کا آپ ذکر فرما رہے تھے وہ کسی کو معلوم نہ تھا آپ فرماتے جا رہے تھے اور میں جواب کی سکت نہیں رکھتا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے قوت گویائی دی تو میں نے عرض کیا آپ میرے دل میں آباد گناہ کا ازالہ فرما دیں میں ایک عاجز و مسکین آدمی ہوں۔ آپ نے نرمی کی (1) اور آپ اپنی اصل شکل، شکل جمال و محبت کی طرف واپس پلٹ آئے۔ مجھے فرمایا میں توجہ کرتا ہوں تو تو اس بات کے چھوڑنے کے اسباب اختیار کر لے گا میں نے اشارے سے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر مجھے گلے سے لگا لیا اور لگاتار عالی مقام صوفیہ کی باتیں کرتے رہے۔ جب میں آپ کے خلوت کدے سے اترا تو وہ مسئلہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا میرے دل سے بالکل زائل ہو چکا تھا۔

ایک دفعہ میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا دل میں سوچا اگر میں آپ کے سامنے کھڑا ہوتا تو آپ کے چہرے کو دیکھتا۔ آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے نظارہ گاہ میں داخل ہو کر کھڑکی کے بالمقابل بیٹھ کر مجھے لگاتار دیکھتے رہو (2)۔

ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو کہ میں (شیخ حسن مصنف کتاب مذکورہ) اپنے پیر بھائی شیخ حسن کے ساتھ دینار اور فن سونا سازی پر بات کر رہا تھا ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ ہم بھی سونا سازی کریں گے۔ پھر ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور محفل میں بیٹھ گئے آپ نے کیمیا اور دنیا کا از خود ذکر فرمایا اور کہا یہ تو صرف جنون اور ہفوات ہیں پھر یہ اشعار پڑھے۔

ولو قیل للمجنون لیلیٰ ووصلها　　ترید أم الدنیا وما فی زوایاها

لقال غبار من تراب نعالها　　أحب الی قلبی وأشفی لبلواها

اگر مجنوں سے پوچھا جائے کہ لیلیٰ یا اس کا وصال زیادہ قیمتی ہے یا دنیا اور اس کی سب نعمتیں۔

(۲) تو مجنوں ضرور یہ جواب دے گا کہ لیلیٰ کے جوتوں کا غبار مجھے زیادہ محبوب ہے اور دنیا کی بلاؤں کی شفا ہے (3)۔

1۔ اس طرح جو لوگ محبت الٰہی کے کشتہ ہیں ان کے سامنے نہ دنیا کی کوئی قیمت ہے اور نہ کیمیا گری کی بلکہ اصل چیز محبت الٰہی ہے جس کا ایک ذرہ دنیا مافیہا سے عارف کے لیے زیادہ قیمتی ہے (مترجم)

2۔ آہ! کیا محبت ہے اور کی محبت کی دستگیریاں ہیں　　نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی　　(مترجم)

3۔ دربار سدا بہار سیال شریف کی ایک رات تھی۔ شیخ الاسلام حضور خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بنگلہ کے جنوبی صحن میں جلوہ افروز تھے گرمیوں کا موسم تھا، آپ اپنے سجادہ پر تشریف رکھتے تھے اور غلامان شیخ الاسلام ارد گرد بچھی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھے شیخ اعظم کے نورانی چہرے (بقیہ آگے)

اور سنیں ایک حجازی آدمی جس کے متعلق مشہور تھا کہ اللہ والوں کے متعلق وہ علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح گفتگو کرتا ہے اس کے متعلق مجھے فرمانے لگے تجھے بشارت دیتا ہوں کہ اب وہ جس سفر میں ہے اسی میں مرجائے گا وہ استنبول جارہا تھا بات آپ کی پوری ہوئی وہ شخص ہلاک ہوگیا اور آج تک تلاش کرنے والوں کو نہیں مل سکا۔

آپ نے مصر کے ایک امیر سے کہا تو جلدی ینبع کا والی بنے گا پھر امیر الحاج بن جائے گا پھر ایسا ہی ہوا۔ اور ملاحظہ ہو میں ایک دن آپ کے پاس بیٹھا تھا جی میں اللہ کی عظمت ومجد کا ذکر کیا پھر سوچا کن الفاظ سے اس کی عظمت وشکوہ بیان کروں؟ آپ نے بڑی وضاحت سے فرمایا یوں کہو یَا رَبَّاهُ، یَا غَوْثَاهُ، یَا مُجِيْبُ مَنْ دَعَاهُ (میرے پروردگار، میرے دستگیر! اے پکارنے والے کی پکار قبول فرمانے والے!)

حج کرادیا

ایک حجازی شیخ رومی علاقوں میں آیا یہ حضرت کی خدمت میں آیا کرتا تھا اب بھی حاضری دے کر عرض کرنے لگا حضور! وطن جانا چاہتا ہوں تاکہ حج کرسکوں مگر وقت کم ہوگیا حج کے دنوں تک نہیں پہنچ سکوں گا، آپ نے فرمایا چالیس دنوں میں تم اپنے گھر پہنچ جاؤ گے اور حج ادا کرلو گے۔ وہ شخص چلا گیا جب دوبارہ مصر آیا اور حضرت سے ملا تو کہنے لگا قسم بخدا! آپ کے پاس آنے سے لے کر گھر والوں کے پاس پہنچنے تک کا سارا وقت شمار کررہا ہوں تو چالیس دنوں میں ہی آپ کے ارشاد کے مطابق وہاں پہنچا ہوں۔

مریدوں پر نگاہ

میں (حضرت حسن) ایک دن آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی طبیعت پر بہت انقباض طاری تھا میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے حاجیوں کو مصیبت نے آلیا ہے اور شدید درد وکرب میں مبتلا ہیں میرے کچھ غلام بھی ان میں موجود ہیں جن کی خبر پہلے نہیں آئی، یہ سن کر ہم نے وہ دن یاد رکھ لیا جس میں آپ نے یہ فرمایا تھا قاہرہ میں حاجیوں کی کوئی اطلاع نہ آئی لوگ بہت پریشان تھے۔ پھر اطلاع ملی کہ عرب کی گھاٹی میں انہیں شدت ومشقت نے آلیا تھا اور وہ غلط راستے پر چل نکلے تھے ہم نے حساب کیا تو وہی دن نکلا جو ہمیں یاد تھا کہ حضرت نے اس دن یوں فرمایا تھا۔

(بقیہ گزشتہ) پر آنکھیں مرکوز کئے ہوئے تھے علم وحکمت اور تصوف وطریقت کی دولت لٹائی جارہی تھی، کافی رات گزر گئی تو آپ نے غلاموں کو اجازت دی کافی لوگ اٹھ گئے مگر کئی پروانے شمع محبت کے اردگرد بیٹھے رہے کچھ دیر بعد سب کو اجازت دی اور اس فقیر مترجم کو ٹھہرنے کا حکم دیا میں نے عرض کیا حضور! ڈاکٹر راجہ محمد خان کو بھی شرف حضوری کی اجازت مرحمت ہو۔ کرم فرمایا مگر ارشاد ہوا کہ ہم دونوں سے کچھ فاصلے پر بیٹھے قریب نہ آئے۔ راجہ صاحب کچھ فاصلے پر رہے۔ پھر اس بحر توحید کے غواص اور عشق مصطفیٰ کے مجسمہ نے وہ علوم ومعارف کے دریا بہائے۔ بخاری شریف کی کئی احادیث پڑھیں اور اس انداز سے استدلال فرمایا کہ روح غزالی بھی وجد میں آگئی ہوگی میں مؤدب سر جھکائے حضرت کے ارشاد کو سمجھنے کی کوشش کررہا تھا دفعۃً نگاہیں اٹھیں تو آنجناب کا ظاہری وجود سامنے نہ تھا ایک اور وجود تھا جسے میں پہچاننے کی کوشش کرتا رہا اور یہی وجود اقدس کئی گھنٹے سامنے رہا اب تو تہجد کا وقت ختم ہونے والا تھا لہٰذا میری مراد پھر اسی وجود میں جلوہ فرما ہوئی اور اس طرح یہ شب سرور انجام کو پہنچی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ (مترجم)

مرشد امتحان لیتے ہیں

ایک دن آپ کے مرشد حضرت مصطفیٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا امتحان لیا فرمایا رات میرے جی میں کوئی معاملہ تھا بتایئے وہ کیا تھا؟ آپ نے وہ معاملہ بیان کر دیا حضرت بکری نے فرمایا ٹھیک ہے یہی بات میرے جی میں تھی۔ ایک دفعہ پھر کوئی معاملہ دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا حضور! میں اصلیت سمجھ نہیں سکا۔ حضرت بکری نے فرمایا میرے دل میں فلاں بات تھی آپ نے عرض کیا حضور! اللہ کی قسم! میرے جی میں یہی آیا تھا جو آپ فرما رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں پہلے اشارہ ہو چکا ہے کہ ایسے معاملات بلاقصد ان کے ہاتھوں کبھی ظہور پا لیتے ہیں، تبھی تو آپ نے دوسری دفعہ عرض کیا میں سمجھ نہیں سکا ہماری اس بات پر خوب غور کر لیجئے۔

آپ ایک دفعہ اپنے دور کے کسی عالم کے ساتھ پیدل چل رہے تھے کہ ان کو ایک ایسا شخص ملا جو ولایت کا دعویدار تھا دونوں سے کہنے لگا تم دونوں اسی جمعہ (سات دن مراد ہیں) کے اندر اندر مر جاؤ گے۔ حضرت نے فوراً جواب دیا عظمت والے اللہ کی قسم! تو جھوٹ بول رہا ہے۔ ساتھی عالم نے عرض کیا حضور! آپ اس طرح نہ فرمائیں۔ عالم صاحب پر اس آدمی کی بات کا رعب طاری تھا اور انہیں موت کا یقین ہو چکا تھا، آپ نے عالم سے فرمایا اگر یہ جمعہ اور اس سے اگلا جمعہ بھی گزر جائے اور نہ مریں تو کیا پھر بھی اس شخص کے معتقد رہیں گے؟ عالم نے کہا نہیں، جب وہ جمعہ دوسرے جمعہ سمیت گزر گیا تو آپ اس عالم کے پاس جا کر فرمانے لگے جو میں نے کہا وہ سچ نکلا اور اس شخص کی بات جھوٹ ثابت ہوئی، عالم نے جواب دیا حضور! ٹھیک ہے اب اس کا میں معتقد نہیں ہوں۔ سبب یہ تھا کہ مذکورہ شخص دعویٰ تو ولایت کا کرتا تھا مگر اس کے کام بدبختوں اور شقیوں جیسے تھے نہ نماز پڑھتا نہ روزے رکھتا اور ایسے الفاظ زبان پر لاتا جو اس کے مرتد ہونے کا اعلان کر رہے ہوتے تھے مجھے لاتعداد لوگوں نے بتایا ہے اور ایسے لوگوں کی باتیں میں پہلے بھی نقل کر چکا ہوں کہ ان کا کوئی مقام نہیں ہوتا (1)۔

میں نے آپ کے دولت کدہ پر صبح کی نماز آپ کے پیچھے پڑھی۔ لالٹینیں بجھ گئیں۔ حاضرین میں سے ایک اسے جلانے کے لئے اٹھا آپ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا آپ نماز کے بعد اوراد میں مشغول تھے، وہ آدمی بیٹھ گیا اور دیر تک لالٹینیں دیکھتا رہا پھر لالٹینیں جل گئیں اور بہت اچھی روشنی دینے لگیں۔ میں نے جی میں کہا جب نماز ختم کر لیں گے تو مجھے حسب عادت مزاح کرتے ہوئے فرمائیں گے، ''ذرا یہ کرامت ملاحظہ ہو'' جب نماز کے بعد اوراد ختم ہوئے اور تشریف فرما ہوئے تو مجھے فوری طور پر فرمایا ''ذرا یہ کرامت ملاحظہ ہو'' آپ ہنستے جا رہے تھے آپ اس فقرے کو مزاح شمار فرماتے۔ میرے قاری

1۔ فقیر مترجم کو بھی ایسے کئی حضرات ملے جو اس کی نقل تھے وہ اپنے مختلف نفلی علوم سے بڑے یقینی انداز سے مختلف پیش گوئیاں فرماتے مگر کوئی پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی بہت سے بڑے مشہور ہیں میں نام نہیں لینا چاہتا ان کی یہی کیفیت ہے کہ فقیری و پیری کے نام پر بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں الہامی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں پیش گوئیوں کی پٹاریاں کھولتے ہیں بڑے شاندار انداز سے لوگوں کے دل و دماغ کو متاثر کرتے اور جیبوں کو خالی کرتے ہیں مگر کچھ ہی دنوں کے بعد مریدوں کو اندھیروں میں چھوڑ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ نہ تو اہل اللہ میں شامل ہیں نہ ان کا دفاع اہل سنت کرتے ہیں، ان کے اعمال و اقوال اولیاء اللہ جیسے نہیں بلکہ اولیاء شیطان جیسے ہیں یہ تو اہل اللہ کو بدنام کرتے ہیں اور غیر ان کی باتوں کو ہمارے خلاف بطور استدلال پیش کرتے ہیں جو باطل ہے۔ (مترجم)

بھائی! دیکھا آپ نے ولایت کے اس بطل جلیل کے انداز کو۔

قیدی رہا ہو گیا

مجھے بے مثل ادیب معتبر راوی اور سچے انسان شیخ علی میہنی نے یہ واقعہ سنایا کہ جب جناب عبدالرحمٰن عیدروس قاہرہ آئے تو مجھے ان سے الفت ہو گئی میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے عزت بخشیں اور میرے گھر آئیں لیکن میں انہیں دعوت نہیں دے سکتا تھا چونکہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا میں نے حضرت استاذ حفناوی کو یہ بات عرض کی آپ نے فرمایا اس کا مطلب تھا وہ تمہارے پاس بھی آئے گا اور فقیروں کے لئے تیار شدہ ثرید (شوربا جس میں روٹی وغیرہ ملا لیتے ہیں) بھی کھائے گا۔ تم نہ اسے دعوت دو نہ اس تکلف میں پڑو۔ میں نے حضرت کے ارشاد پر عمل کیا اور ان کی دعوت کا خیال چھوڑ دیا مجھے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ وہ حجاز مقدس کے سفر کا ارادہ کر رہے ہیں جونہی انہوں نے سفر کا ارادہ کیا تو میرے گھر آ گئے اور میری دعوت کے بغیر میرے متعلق پوچھا میں نے انہیں کہا جناب! آپ کے لئے صرف ثرید بنا سکتا ہوں آپ ثرید تناول فرمائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا ضرور، ابھی ہمارے پاس تشریف رکھیئے۔ ذرا باتیں کر لیں ہم دونوں بیٹھ گئے اور حضرت محمد حفناوی کی باتیں کرنے لگے انہوں نے کہا کیا میں آپ کو حضرت حفناوی کے عجیب وغریب واقعات بتاؤں، واقعہ یوں ہے کہ نصاریٰ کے علاقہ کے شہر مالطہ میں آپ کے ذکر کا طریقہ نیا نیا پہنچا تھا مسلمانوں میں سے ایک حاکم مالطہ کی مسجد کے قریب سے گزر از کرتا تو کہنے لگا یہ کس کا طریقہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ انداز ذکر حضرت محمد حفناوی کا ہے امیر نے کہا اے اللہ! اگر یہ صاحب ذکر اولیائے حق میں سے ہیں تو مجھے ان کے وسیلے سے قید سے نجات دے رات آئی تو عیسائیوں نے اسے طوق پہنا کر قید میں ڈال دیا۔ وہ جیل میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ ایک شخص زین کسے لگام لگائے گھوڑا اس کے پاس لے آیا ہے اور اسے سوار ہونے کا حکم فرمایا اسے سوار کر کے خود ساحل سمندر تک ساتھ چلا اسے پھر جہاز میں بٹھا دیا ہے جو سکندریہ جا رہا تھا پھر جہاز خشکی تک جا پہنچا اور یہ امیر قیدی اس سے اتر پڑا یہ خواب دیکھ کر جونہی وہ جیل میں جاگا تو سچ مچ اپنے آپ کو سکندریہ میں پایا۔ نہ ہی وہ جیل تھی اور نہ ہی وہ طوق موجود تھے میں کہتا ہوں یہ قیدی پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے سارا واقعہ بیان فرما دیا۔

جیل کا دروازہ کھل گیا

صعید (علاقہ) مصر کی جماعت کو بھی جسے ان کے حاکم نے زندان میں قید کر رکھا تھا، ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اس نے انہیں قید میں ڈال کر طوق پہنا رکھے تھے۔ حضرت حفناوی کا ایک شاگرد اور خاص مرید جس کا نام غانم تھا قیدیوں کے شہر سے آیا حاکم کے پاس سفارش کی لیکن یہ سفارش قبول نہ کی گئی غانم بہت حیران و پریشان ہوا لیکن شرم کے مارے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض نہ کر سکا آخر دل میں یہ بات ٹھانی کہ حضرت شیخ کے ساتھ زبان سے نہیں دل سے بات کرے گا۔ حضرت کے پاس آیا اور یہ قیدیوں والا واقعہ دل میں چھپائے رکھا۔ حضرت نے بذریعہ دل پیغام کی امید دلائی کہ آپ قیدیوں کو چھڑا دیں پھر رات کو حضرت کی خدمت میں چل نکلا صبح ہوئی تو پھر حضرت کے دولت کدہ کی طرف پلٹا اور دروازے کے سامنے چبوترے پر بیٹھ گیا دفعتاً اس کے جیل والے قیدی آنگن کی طرف سے کھڑکی سے سر نکال کر اسے سلام کہنے لگے، اس نے حیران

ہو کر انہیں دیکھا اور کہا تمہیں کس نے آزاد کیا ہے اور کب آئے ہو؟ وہ کہنے لگے حضرت استاذ حفناوی کی برکت سے اللہ نے ہمیں آزادی دلائی ہے۔ اس نے پوچھا کیسے؟ وہ جواب دینے لگے ہمارا واقعہ عجیب اور ہماری بات نرالی ہے۔ آج رات ہم سخت اذیت و کرب میں مبتلا تھے طوق گردنوں میں تھے کہ ہم نے حضرت سے مدد مانگی اور پناہ چاہی ایک بولا پھر مجھے اونگھ آ گئی میں نے حضرت حفناوی کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں اٹھو اور جیل سے نکل جاؤ، میں نے عرض کیا حضور کیسے نکلیں؟ فرمانے لگے میرے پیچھے چلو، اونگھ ختم ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو طوق اتر چکے تھے اور حضرت جیل سے باہر نکلے جارہے تھے۔ ہم سب اٹھے اور آپ کے نقش قدم پر چلے مگر اب آپ نظر نہ آئے ہمیں خوف ہوا کہ محافظ ہمیں دیکھ نہ لیں۔ ہم نے لاٹھی لی اور چلتے رہے۔ دیکھا تو جیل کا دروازہ کھلا ہے اور جیل کے محافظ دہلیزوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم دروازے سے نکلے تو انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ دی آگے بڑھے تو راستے میں ہمیں کوئی بھی نہ ملا ابھی اندھیرا تھا ہم جامع مسجد مؤید میں پہنچ گئے۔ مؤذن صبح کی اذان دے رہا تھا ہم نے مسجد میں جا کر نماز صبح ادا کی اس کے بعد حضرت کے گھر آئے تو آپ کا دروازہ کھلا پایا اور آنگن میں آکر بیٹھ گئے۔ یہ ہے ہمارا واقعہ۔ ہم حیران ہیں پہلی چیز ان کی یہ بات ہے کہ امیر کے گھر کا دروازہ کھل گیا حالانکہ امراء کی یہ کیفیت نہیں ہوتی ان کے گھروں کے دروازے سورج نکلنے کے بعد کھلا کرتے ہیں۔ دوسری حیرانی یہ ہے کہ جیل کے محافظوں نے ہم سے کوئی تعرض نہیں کیا اور ہم سے کچھ نہیں پوچھا، تیسری حیرانی یہ ہے کہ اتنے سویرے حضرت شیخ کا دروازہ بھی کھلا ہوا پایا''۔ یہ واقعہ سن کر شیخ غانم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں جواب دیا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جس نے قید و بند کھول دیئے تھے پردے ہٹا دیئے تھے، نگرانوں کو چپ کرا دیا تھا، اسی نے راستہ چلنے کی ہمت دی اور دروازے کھول دیئے۔

کئی جگہ موجود ہیں

شیخ عالم، صوفی معتبر، حضرت حسن ابو عابدہ عدوی نے مجھے بتایا کہ مرید حضرت کو مختلف جگہوں پر اپنے سامنے پاتے ہیں، کبھی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں کبھی مسجد میں ہوتے ہیں اور کبھی طہارت گاہ میں وضو فرما رہے ہوتے ہیں جب بھی کوئی انہیں مدد کے لئے پکارتا ہے تو وہ مدد فرماتے ہیں۔ شیخ علامہ، ثقہ حضرت حسن شبیبی نے مجھے اطلاع دی کہ آپ کے ایک عقیدتمند نے بتایا کہ میں خلوت میں ان کے پاس گیا تو ان کے چار چہرے دیکھے۔

وجود شیخ کی کرشمہ سازیاں

میں (شیخ حسن شمسہ مصری) کہتا ہوں مجھے شیخ حسن عدوی مذکورہ بالا نے ہی بتایا کہ انہوں نے حضرت کو خواب میں دیکھا تو آپ کے وجود سے پوری کائنات بھری ہوئی تھی اپنے جی میں انہیں آپ کی یہ کیفیت اچھی نہ لگی آپ نے انہیں فرمایا او فلاں شخص! میں جو پڑھ رہا ہوں سن! پھر آپ نے ایک قصیدہ سنایا آخری شعر کا مطلب یہ تھا: یہ مدد ہمیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوئی ہے۔ پھر مجھے فرمانے لگے بیٹا! آپ کو بھی یہ عطا ہونے والا ہے (1)۔

1۔ کہ ساری کائنات میں آپ بھی میری طرح سرایت کر جائیں میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ فنافی الشیخ ہونے پر عطا ہوتا ہے کہ ساری کائنات میں شیخ کامل ہی کے جلوے نظر نواز ہوتے ہیں اور شیخ کامل میں بوجہ اتباع مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی یہ عظمت آتی ہے کہ وہ ساری کائنات کو اپنے وجود سے بھر (بقیہ آگے)

حضرت گرامی نے مجھے (شیخ حسن) بذات خود بتایا کہ جب وہ بھوک کی حالت میں سو جاتے ہیں تو خواب میں ان کے سامنے دستر خوان بچھا دیئے جاتے ہیں وہ کھانا تناول فرما کر خوش ہو جاتے ہیں جب بیدار ہوتے ہیں تو اس کھانے کا اثر اور سیرابی موجود ہوتی ہے میں کہتا ہوں اس میں ذرا بھی توقف نہیں کہ یہ اطوار محمدیہ کا ہی ایک عکس ہے جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ (میں اپنے رب تعالیٰ کے ہاں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے)۔

پھر شال مل گئی

آپ کی ایک اور کرامت ملاحظہ ہو کہ میں (شیخ حسن) قاہرہ کے ایک بازار سے گزر رہا تھا اور میرے کندھے پر کشمیری سرخ رنگ کی شال تھی وہ گر گئی اور مجھے پتہ نہ چل سکا میں اس کے بعد جامع ازہر آیا حضرت نے مجھے بلا بھیجا۔ میں آپ کی طرف چل پڑا۔ اب شال کا خیال آیا مگر شال کہاں؟ میں نے حضرت کے قاصد سے کہا میری شال کندھے سے بے خبری میں گر گئی ہے مجھے نہیں پتہ کہ کہاں گری ہے؟ اب مجھے حضرت شیخ ہی تلاش کر کے دیں گے مگر آپ نے اس کا ان سے ذکر تک نہیں کرنا جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مزاح کرتے ہوئے فرمایا کیا مجھ میں کوئی برکت ہے؟ میں نہیں بولا۔ مگر جی میں کہا اگر آپ میں برکت ہے تو میری شال لے کر دیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! ابھی آپ کرامات کو نہیں جانتے۔ ابھی برکت اور کرامت کا ظہور ہوتا ہے شائد آپ پھر یقین کر لیں میں نے یہ سن کر اپنے پہلو میں بیٹھے بھائی سے آہستہ سے کہا اب شال مل گئی اس نے پوچھا وہ کیسے؟ میں نے جواب دیا جب حضرت نے فرمایا ابھی کرامت اور برکت کا ظہور ہوتا ہے تو میرے جی میں فوراً خیال آ گیا ہے کہ اب شال مل گئی۔ اب آپ ذرا بات کو چھپائے رکھیں میں آپ کی خدمت سے اٹھ کر جامع ازہر آیا تو مجھے کہا گیا کہ فلاں صاحب یہاں آئے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کی شال ان کے پاس ہے میں اس شخص کے پاس گیا تو شال وہاں موجود تھی اس نے مجھے عجیب واقعہ بتایا میں شال لے کر حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا شال مل گئی۔

اور تولیہ بھی مل گیا

ایک اور ایسا واقعہ بھی مجھے پیش آیا۔ میرے کندھے سے تولیہ گر گیا۔ ہم نے اسے خوب تلاش کیا مگر نہ مل سکا ایک دوست نے مجھے کہا بس گم ہو گیا۔ میں نے کہا یہ ناممکن ہے کیونکہ میں نے حضرت محمد حفناوی سے وعدہ لے رکھا ہے کہ میری کوئی چیز گم نہ ہو انہوں نے ایک دفعہ مجھے کہا تھا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی ضروریات جامع ازہر کی چھت پر اپنے خلوت خانے میں ہی

(بقیہ گزشتہ) دیتا ہے اسی بات کی طرف حضرت حفنی نے مندرجہ بالا عبارت میں اشارہ فرمایا ہے اگر ظاہر پرستوں اور صرف عقل کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی تو کوئی بات نہیں کیا انہوں نے کائنات کے حقائق دریافت کر لئے ہیں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ بھی ان حقائق میں سے ایک ہے جو ابھی انہیں معلوم نہیں ہو سکے اللہ والوں کا ذوق اتنا رفیع ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں وہ چشم ظاہر سے دیکھ لیتے ہیں نہ دیکھنے والے ان کی نظروں میں معذور ہیں اور اہل اللہ نہ دیکھنے والوں کی نظروں میں مقہور ہیں اور ہم عرض کرتے ہیں: اے سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ محبت کی دنیا اور ہے اور ظاہر پرستی کی دنیا اور۔ و بینھما بون بعید۔ وکل حزب بما لدیہ فرحون۔

چھوڑ آتے ہیں" میں نے اشارہ سے کہا جی ہاں۔ فرمانے لگے ایسا نہ کیا کرو اپنی ضروریات وہاں سے اٹھا لیا کریں وہ جگہ محفوظ نہیں۔ میں نے عرض کیا بات تو اسی طرح ہے لیکن قسم بخدا! اگر وہاں میری کوئی بھی چیز گم ہوئی تو میں آپ سے لوں گا۔ فرمانے لگے ایسا کیوں؟ میں نے عرض کیا شاعر کے اس شعر کی وجہ سے:

إذا ضاع فی البید اعقال بعیر　　وعار علی حامیی الحمی وھو فی الحمی

(چراگاہ کے محافظ کے لئے جب کہ وہ چراگاہ میں موجود ہو، شرمندگی کی بات ہے کہ اس صحرا و چراگاہ میں اونٹ کا ڈھنگا (اسکیل) گم ہو جائے)۔

آپ ہنس پڑے، اگر حضرت میں برکت و اسرار ہیں تو تولیہ مل جائے گا یہ عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ صبح ہوئی تو ایک آدمی مجھے کہنے لگا اپنا تولیہ لے لیں۔ یہ مجھے جامع ازہر کے ایک آدمی نے دیا ہے جو اسے پہچانتا ہے کہ آپ کا تولیہ ہے میں نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ

میں کہتا ہوں اس سے عجیب تر واقعہ مجھے یوں پیش آیا کہ جامع میں کسی جگہ میں اپنا جوتا بھول گیا بہت گھوما مگر مجھے نہ ملا میں نے جی میں کہا حضرت مرشد! میرا جوتا کیسے گم ہو سکتا ہے؟ مجھے واپس جوتا دلائیں۔ میں ترکی برآمدے کے سامنے سو گیا میں نے خواب میں سید کل ختم رسل ﷺ کی اس حال میں زیارت کی کہ جامع ازہر کے درمیان آپ ایک عظیم مجمع میں ہیں میں نے پھر دیکھا کہ لوگوں نے حضرت حفناوی کو اس کرسی پر بٹھا دیا جس پر ازہر شریف میں شمعیں جلاتے ہیں پھر حضرت شیخ شبراوی نے حضور رحمت عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے سفید رنگ کی پوستین لی جو سبز اندرا کھڑ (اندر کا کپڑا) تھی یہ لے کر وہ کرسی پر چڑھے اور حضرت شیخ حفناوی کو پہنا دی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اتار لائے۔ ایک دنیا ان کی طرف لپکی اور ہاتھ چومنے لگی۔ میں ان کی طرف بڑھا پوستین کی آستینوں کو پکڑ لیا اور کہا حضور! اس حالت پر ہی نازاں نہ رہیں مجھے میرا جوتا دلائیں جو آج رات گم ہو گیا ہے آپ نے فرمایا مجھے مہلت دیں میں نے عرض کیا مہلت ہرگز نہیں دوں گا۔ فرمانے لگے میرے سامنے قطب کے پاس چلو کچھ دیر ان سے باتیں کریں گے میں آپ کے ساتھ ہو لیا جب موید کی گلی میں ہم بازار میں پہنچے تو آپ ایک دکان میں تشریف فرما ہوئے میں آپ کے ساتھ بیٹھ گیا میں نے دکان میں ایک گندمی رنگ، لمبے قدم اور موٹے سر والا آدمی دیکھا اس کے سر پر فتہا، جیسا کپڑا تھا۔ میں عالم بیداری میں جامع ازہر میں اس آدمی کو پہچانتا تھا، آپ نے فرمایا یہ ہے قطب، اس قطب نے حضرت سے باتیں کیں اور ہم سب نے ہم ایک گروہ تھے، اس سے باتیں کیں۔ جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے حضرت سے عرض کیا میرے جوتے کہاں ہیں؟ فرمانے لگے شیخ احمد شبراوی نقیب کے پاس ہیں۔ میں جاگ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ احمد مذکور میرے سرہانے کھڑے ہیں اور مجھے نماز کے لئے جگانا چاہتے ہیں، میں نے انہیں کہا میرے جوتے آپ کے پاس ہیں اب کہاں ہیں؟ وہ بولے آپ کو کس نے بتایا ہے کہ جوتے میرے پاس ہیں؟ میں نے کہا اس نے بتایا ہے جس کی جماعت میں آپ اور میں شامل ہیں۔ کہنے لگے میں نے رات کو فلاں جگہ جوتے دیکھے تو پہچان گیا کہ

آپ کے ہیں میں نے انہیں محفوظ کر لیا تھا۔ اللہ آپ کو اپنی رعایت میں رکھے ذرا اس نفس عظمیٰ کی کیفیات تو دیکھیں!

راز داران فطرت

سمندر میں ایک جہاز کو کہیں دراڑ آ گئی پورا دن اور رات ملاح جہاز کے ارد گرد گھومتے رہے مگر پھٹی جگہ کا علم نہ ہو سکا اور تلاش میں ناکامی ہوئی ملاح سو گیا تو آپ کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے جہاز کی فلاں سمت وہ دراڑ ہے یہ شخص جاگا تو جہاز کے کپتان کو ساری بات بتا دی وہ جہاز میں اترے تو وہ سوراخ آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر تھا۔

ہوا بند ہو گئی جہاز رک گیا اس میں آپ کے کچھ نیاز مند بھی سوار تھے ایک نیاز مند نے آپ کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے صبح ہو تو برکات خداوندی سے چل پڑو۔ ہوا چلے گی۔ صبح ہوئی تو جہاز کے ملاحوں کے افسر کو اسی شخص نے چلنے کو کہا وہ کہنے لگا ہوا نام کی بھی نہیں۔ اس شخص نے کہا سفر کیجئے اللہ کی برکتیں ساتھ ہوں گی اور ہوا چلے گی وہ چلے تو ان کے حسب منشاء اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکیزہ ہوا عطا فرمائی۔

ظالم کو کہیں جائے پناہ نہ ملی

مصر کے ایک ظالم حاکم کو معلوم ہوا کہ حضرت کی جماعت کے ایک فرد کے پاس قیمتی نگینے والی ایک انگشتری ہے اس نے آدمی بھیج کر یہ انگشتری طلب کی اس کے خوف کی وجہ سے اس بیچارے کے پاس انگشتری بھیجنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔ لیکن جب پیغام لے جانے والے کو بھیجا گیا اسے آپ کے غلام نے یہ پیغام دیا کہ ہمارے آقا حفناوی کے پاس سے گزرنا اور انہیں عرض کرنا کہ فلاں حاکم نے مجھے آپ کے فلاں غلام کے پاس وہ انگشتری لینے کے لئے بھیجا تھا جو اسے بہت پسند تھی اور اب وہ انگشتری (خلاف مرضی) اس نے اس کی طرف بھیج دی ہے آپ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ پیغام لے جانے والا آپ کے پاس سے گزرا (اور پیغام دیا) آپ جلال سے بھرپور اٹھے اور فرمانے لگے او فلاں! (ظالم کا نام لے کر) فلاں (مرید کا نام) پر ظلم کی کیا ضرورت تھی۔ کئی دفعہ یہ جملہ دہرایا۔ پھر فرمانے لگے ہم اہل اللہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مصر کو اس پر یونہی تنگ کر دیں جس طرح انگشتری تنگ ہے بہت جلد اس ظالم کو مصر سے الگ کر دیا گیا مصر اس کے لئے تنگ ہو گیا اور کسی کے پاس مصر میں اسے پناہ نہ ملی وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اس نے راہ فرار اختیار کی۔ کھلی فضاؤں اور صحراؤں میں سرگرداں مارا مارا پھرتا رہا۔

صرف فاتحہ خوانی کی اور ظالم قتل ہو گیا

ایک فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اسے فرمایا فلاں ظالم کو اپنے دل سے نکال دے۔ اس نے جواب دیا میرا دل اس سے محبت نہیں کرتا آپ نے فرمایا نہیں اسے دل سے نکال اور اس پر فاتحہ پڑھ دے سب حاضرین نے فاتحہ خوانی کی چند دن بعد ظالم بدترین انداز سے قتل ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

سنت فاروقی پوری ہوتی ہے

ایک سال دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا لوگ تکلیف اور شدید مشقت میں مبتلا ہو گئے کوئی فقیر آپ کے پاس آ کر کہنے لگا حضور! فاتحہ شریف تلاوت فرمائیں تاکہ رات کو دریائے نیل کا پانی چڑھ آئے آپ نے فاتحہ شریف کی تلاوت کی تو رات کو پانی بہت زیادہ بڑھ گیا۔ سابقہ مدت کی کمی پوری کر کے بڑھ بھی گیا۔

کشتی ریت پر چلنے لگی

میں دریائے نیل میں آپ کے ساتھ چل رہا تھا کہ حضرت سیدی بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر آئیں راستہ چلتے ہم نے ایک کشتی دیکھی جو ریت پر کھڑی تھی اور ریت سے ہٹانے میں اس کے مالک عاجز آ چکے تھے مجھے مزاح کرتے فرمایا میری عقل مجھے کہتی ہے کہ اس کشتی کو یہاں سے نکالنے میں اپنی برکت کو حاضر کرو میں نے عرض کیا اگر کوئی اضافی نوازش ہے تو اب اس کا وقت ہے (یہی وقت امداد ہے) آپ نے ہنستے ہنستے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرمایا ''او میری برکت! آ جا اور اس کشتی کو نکال دے'' اب وہ کشتی کسی مددگار و معین کے بغیر خود چلنے لگ گئی اس کے مالک خوش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں نے برکت کی طرف دیکھا اور اسے کہا صرف بات نے ہی اسے نکال دیا ہے لیکن عربی ضرب المثل ہے کہ صدقہ وعدہ دینے سے افضل ہے (جو کچھ پاس ہے فوری طور پر ادا کر دینا وعدہ دینے سے بہتر ہے)۔

پھر کبھی نمونیا نہ ہوا

میں نے (حضرت حسن) اس واقعہ کے بعد ایک سفر کے دوران آپ کی ایک عجیب کرامت ملاحظہ کی مجھے کبھی کبھی پہلو کا درد (نمونیا) ہو جایا کرتا تھا جس سے میرا آدھا جسم بالکل معطل ہو کر رہ جاتا اور یہ مرض عرصہ دراز سے میرا ساتھی تھا اس سفر میں بھی مجھے درد نے آ لیا میں نے اپنے جی میں حضرت کو مخاطب کر کے کہا ''اگر آپ میں برکت ہے تو اس درد کو مجھ سے یوں زائل فرمادیں کہ پھر کبھی نہ ہو'' ابھی خدا کی قسم! جی میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ درد کافور ہو گیا اور الحمدللہ پھر اب تک نہیں ہوا۔

بے زبان بول پڑا

حضرت سید بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میلاد میں ایک فقیر جو بے بس تھا اور اس کی زبان اٹھارہ سال سے بند تھی اور وہ بالکل بول نہیں سکتا تھا اس کے گھر والے اسے آپ کی خدمت میں لے آئے آپ کے ہاتھ چوم کر عرض کرنے لگے ہمارا مقصد ہے کہ یہ بولنے لگ جائے آپ نے فرمایا اس پر تو صرف اللہ کریم ہی کو قدرت ہے۔ وہ کہنے لگے حضور! مہربانی فرما کر لازماً اس پر توجہ دیں تاکہ یہ بولنے لگ جائے آپ نے اسے فرمایا آج رات جا کر حضرت بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں سو جاؤ صبح ہو تو اسے ہمارے پاس لے آؤ وہ چلا گیا صبح ہوئی تو اسے لا کر آپ کے پاس بٹھا دیا آپ نے اسے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو، اس نے تین دفعہ کلمہ پڑھا تو اللہ کریم نے اسے گویائی دے دی پھر وہ شخص بیماری کو لے کر ساری محفل میلاد میں اعلان کرتا چلا گیا۔

آپ کا ایک مرید اپاہج ہو گیا وہ اٹھ نہیں سکتا تھا اس نے آپ کی طرف بلانے کے لئے یہ کہہ کر آدمی بھیجا اُدر کنی

(آپ میری دستگیری فرمائیں) آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ یوں کھڑا ہو گیا گویا اسے کبھی تکلیف نہ تھی۔

میں جب دوبارہ قاہرہ آیا تو میں سمندری سفر کر رہا تھا جہاز ابھی سوئیس نہیں پہنچ سکے تھے کیونکہ موافق ہوا نہیں چل رہی تھی (یاد رہے کہ پہلے دور کے جہاز ہوا کے زور پر چلا کرتے تھے ہوا موافق ہوتی تو چلتے ورنہ رک جاتے) میں جہاز سے اتر کر مصر چلا آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضری دی کئی دن وہاں قیام کیا اور آپ سے ایک دن عرض کیا، حضور! قلبی توجہ فرمائیں تاکہ جنوب کی ہوا چل کر جہازوں کو منزل مقصود پر لے جائے۔ کئی دن آپ ٹال مٹول فرماتے رہے، اور میں بھی بات دہراتا رہا ایک دن فرمایا آج رات جنوبی ہوا آ کر جہازوں کو منزل مقصود پر لے جائے گی ابھی رات کے لشکر نے حملہ نہیں کیا تھا (رات پوری طرح نہیں چھائی تھی) کہ جنوبی ہوا چلی اور دلوں کے زخموں کا علاج کر گئی اور جہاز اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ حساب بھی یہی کہتا تھا اور سمندر کے ماہروں کا بھی یہی خیال تھا کہ ایسے وقت میں ایسی ہوا کا چلنا کرامت ہے یہ عادت کی بات نہیں۔

میں دریائے نیل میں محو سفر تھا اس دن سورج شدید گرم تھا ایک شخص اٹھا تاکہ کوئی چیز سایہ دینے کے لئے لگا دے میں نے اسے کہا تشریف رکھیں یہ تکلف نہ فرمائیں میں اسی طرح دریا سے لطف اندوز ہوں گا میں نے دریا سے کہا اگر استاذ گرامی میں سر ولایت ہے تو سورج کے سامنے بادل آ جائے گا ابھی یہ کہنے کی دیر تھی کہ سورج کے سامنے بادل آ گیا اور ہم اپنے شہر فوہ میں اسی طرح پہنچ گئے۔

اس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرماتے جائیں۔ میں (حضرت حسن) خلوت میں حضرت استاد کے سامنے کھڑا تھا اور سورج کی شعائیں آپ کے سر پر پڑ رہی تھیں آپ کچھ لکھ رہے تھے میں نے جی میں کہا او سورج! اگر استاذ گرامی میں برکت ہے تو تو بادل کی اوٹ میں ہو جا سورج فوراً بادل کے پیچھے چھپ گیا میں ڈر گیا کہ کہیں اتفاقاً میری بات کرتے وقت بادل سامنے نہ آیا ہو۔ میں نے کہا اگر آپ میں سر ولایت ہے تو سورج سامنے آ جائے اور پہلے کی طرح ہو جائے، سورج سامنے آ گیا میں نے تین دفعہ اسی طرح کیا اور سورج کبھی بادل کے پیچھے اور کبھی سامنے آتا رہا۔

ایک دن سخت بارش تھی اور میں (حضرت حسن) ازہر شریف کی طرف جا رہا تھا۔ ایک بھائی نے مجھے کہا برستی بارش میں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا ازہر شریف کا ارادہ ہے۔ اگر حضرت استاذ میں برکت ہے تو میرے جانے اور واپس آنے تک اسے روک دیں گے میں نے فقرہ کہا ہی تھا کہ بارش رک گئی اور میرے جا کر واپس آنے تک رکی رہی۔

میں نے ایک دفعہ آپ کی زندگی میں جامع ازہر کی سطح پر اپنی خلوت کے کریت (وہ لوہا یا لکڑی جو دروازے کے پیچھے لگا دیتے ہیں تاکہ تالہ کھل بھی جائے تو دروازہ نہ کھلے) پر قسم کھائی کہ کنجیاں بھول آیا تھا اور تالے کھولنا چاہتا تھا یہ مشکل بن گئی مگر قسم کھانے کے بعد تالے کھل گئے مقام ولی پر بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا میں ان کے مقام کی کریت کو کھولنا چاہتا تھا نہ کھول سکا۔ میں نے حضرت کا وسیلہ پکڑا تو تالے کھل گئے۔

نافرمانی کا نتیجہ

مجھے علامہ، ثقہ، ولی، صوفی، صالح سیدی شیخ محمد منیر نے بتایا کہ وہ اپنے شہر سے حضرت شیخ خفنی کی زیارت کے لئے قاہرہ تشریف لے جا رہے تھے حضرت کے کچھ غلام بھی ان کے ساتھ تھے وہ حضرت کی خدمت میں کافی عرصہ قاہرہ میں مقیم رہے جب واپسی کا پروگرام بنایا تو حضرت کو الوداع کہہ کر بولاق آئے مگر ایک چیز حضرت کے دولت کدہ پر ہی بھول آئے آپ کے اس شاگرد کو بھیجا جو آتے وقت ان کے ساتھ تھا کہ وہ جا کر لے آئے۔ جب حضرت کا یہ شاگرد آپ کے گھر داخل ہوا تو حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا واپس کیوں آ گئے؟ اس نے جواب دیا فلاں چیز رہ گئی تھی وہ لینے آیا ہوں، آپ نے اس سے پوچھا کیا تم روزے سے ہو یا بے روزہ ہو؟ شاگرد نے عرض کیا روزے سے ہوں، آپ نے فرمایا روزہ کھول دیجئے ایسے سخت دن میں جب کہ تم مسافر بھی ہو، روزہ تمہارے لئے سخت تکلیف لائے گا۔ شاگرد نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے آپ کے ارشاد کی پروانہ کی اور واپس چل دیا ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ ایک شخص کو ککڑیاں بیچتے دیکھا اس سے خرید کر چلتے چلتے کھانے لگ گیا اسے روزہ یاد ہی نہ رہا اس نے دفعۃً خود کو بے آب و گیاہ صحرا میں پایا۔ کہنے لگا سبحان اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ بھٹک گیا ہوں یہ کون سی سرزمین ہے میں کہاں ہوں اور بولاق کدھر ہے؟ وہ چلتا گیا ایک آدمی ملا تو اس سے پوچھا او شخص! بولاق کا راستہ کون سا ہے؟ اس نے پوچھا بولاق ہے کیا؟ شاگرد نے جواب دیا وہ شہر ہے جو دریائے نیل کے ساحل پر ہے۔ اس شخص نے کہا، کیا تم پاگل تو نہیں ہو میں نے بولاق اور نیل کا کبھی نام تک نہیں سنا (یعنی استاد و شاگرد صاحب پہنچ گئے جہاں لوگ دریائے نیل اور شہر بولاق کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ مترجم) شاگرد اسے چھوڑ کر آگے چل دیا ایک اور شخص ملا تو اس سے بھی یہی سوال کیا اس کا جواب بھی پہلے شخص سے مختلف نہ تھا۔ وہ تھک گیا اور حضرت کی بتائی ہوئی سخت تکلیف اور مشقت نے آ لیا۔ پھر اپنے جی میں اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا "تیرا کیسا خیال ہے اس حالت خرابی کا سبب کیا ہے؟" پھر اسے یاد آیا کہ حضرت شیخ نے اسے افطاری کے لئے فرمایا تھا اور اس نے آپ کا حکم نہیں مانا تھا، جی میں کہنے لگا سرکار! میں نے غلطی کی ہے آپ میری دستگیری فرمائیں۔ اے حضور حفناوی! آپ مجھے معاف فرما دیں۔ منیر (علامہ منیر سفر کے ساتھی) جب گھر پہنچیں گے تو میرے گھر والوں کو کیا کہیں گے؟ یہ کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا اور عرض کرتا تھا آج کے بعد حضور! کبھی آپ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کروں گا۔ اچانک اس نے اپنے آپ کو ککڑیاں بیچنے والے کے سامنے پایا جس سے ککڑیاں خریدی تھیں، جب صحیح راستے پر چلا بولاق پہنچا تو حضرت علامہ منیر نے اس سے تاخیر کا سبب پوچھا اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

یہ معاہدے، یہ عظمتیں اور یہ کرامات

حضرت علامہ محمد منیر مذکور ہی اس بات کے بھی راوی ہیں کہ وہ سیدی حفنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت سید بدوی کے شہر پاک کی طرف جا رہے تھے اللہ کی برکات کو عالم وجود کے لئے عام فرمائے۔ حضرت منیر کی عادت تھی کہ جب وہ قحافہ گاؤں پہنچتے جو حضرت بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر طندتا کے قریب ہے تو سواری سے اتر کر حضرت بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام تک پیدل چلتے جب یہ مقام آیا تو حضرت منیر نے عادت کے مطابق سواری چھوڑ دی اور پیدل چلنے لگ گئے۔ حضرت حفنی نے پوچھا آپ سواری سے

کیوں اتر گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا آقا! میری عادت یہ ہے کہ جب یہاں پہنچتا ہوں تو پھر مقام بدوی تک پیدل چلتا ہوں، آپ نے فرمایا آپ جیسے انسان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آپ سوار ہو جائیں میں ضامن ہوں کہ حضرت سیدی احمد بدوی مواخذہ نہیں فرمائیں گے اگر کوئی لعنت و ملامت کا مسئلہ ہوا تو اس کی بھی میری ذمہ داری ہے حضرت منیر نے حکم مانا اور سوار ہو گئے طندتا پہنچ گئے حضرت منیر فرماتے ہیں یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت طریقت کے راستے کی ابتدا میں تھے۔ ہمارے پاس صرف لوگوں کو بلا کر لانے والا تھا۔ حضرت حفنی، حضرت بدوی کی ولادت گاہ میں قیام کے دوران نیند کے لئے لمحہ بھر بھی وقت نہیں پاتے تھے اس بلانے والے کو یہ بات بہت گراں گزری کہ مسلسل بیدار رہے مجلس ذکر سے بھاگ گیا اور ایک بوری میں چھپ گیا ہم نے تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکا سخت بیمار ہو کر وہ اپنے شہر چلا گیا۔ مرض بڑھتا گیا خواب میں سیدی احمد بدوی کو دیکھا کہ آپ آگ کی طرح چمکتا دہکتا بھالا لائے ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک اور شخص آپ کا شاگرد عبدالعال نامی بھی ہے۔ حضرت اس بھگوڑے کو مارنا چاہتے تھے یہ ساتھی شاگرد پوچھتا ہے حضور! آپ اسے کیوں مارنا چاہتے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں میرا مطلب اسے قتل کرنے کا ہے اور یہ قتل ضروری ہے اس نے ہمارے گھر میں ہمارے خلاف تکبر کیا۔ ذکر کی مجلس سے بھاگ نکلا اور بوری میں چھپ گیا۔ شاگرد نے عرض کیا حضور! میں سفارش کرتا ہوں کہ آپ اسے چھوڑ دیں اور مواخذہ نہ فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ ضروری ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ میرے گھر میں فقراء کی خدمت کیا کرے مثلاً مہمانوں کو بلا لائے اور دستر خوان بچھائے اور اسی قسم کے دوسرے کام کرے۔ نیز شیخ حفناوی نے محمد منیر کی طرف سے ضمانت اٹھائی ہے کہ وہ قحافہ سے ننگے پاؤں ہم تک آنے کی عادت چھوڑ دیں۔ حفناوی کی سفارش اور ضمانت کو ہم نے قبول کر لیا ہے ان کی ضمانت قبول ہے کیونکہ ان کا حکم ہمارا حکم ہے اور ان کا امر ہمارا امر ہے۔ میں ہر اس بات سے راضی ہوں جس سے حفناوی راضی ہیں۔ اب میں اس بھگوڑے کے لئے یہ بات بھی لازم کر رہا ہوں کہ آئندہ شیخ منیر کی جگہ یہ سفر ہر سال ننگے پاؤں پاپیادہ کر کے آئے گا۔ اگر یہ شرط پوری نہیں کرے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ یہ خواب دیکھ کر وہ بلانے والا بیدار ہو گیا اور سارا خواب حضرت شیخ منیر کو سنایا حالانکہ اس دعوت کے لئے بلانے والے کو حضرت حفناوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت منیر رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا کوئی علم نہ تھا کہ حضرت حفناوی نے انہیں سوار ہونے کا حکم دے کر ضمانت دی ہے، یہ خواب کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ میں (حضرت حسن) کہتا ہوں وہ شخص آج تک قحافہ سے طندتا تک ننگے پاؤں پیدل چلا کرتا ہے۔

عظیم کرامت

آپ کی ایک عظیم کرامت جو آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہی ہے اور منکروں کے دلوں میں تیروں کی طرح گڑ رہی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بدوی کے یوم ولادت پر امدادیں، نعمتیں اور عظمتیں ملتی ہیں مجھے ایک قابل اعتماد ولی اللہ نے بتایا کہ سید بدوی رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت نوازشات وانعامات میں فراوانی فرماتے ہیں جب شیخ حفناوی تشریف فرما ہوتے ہیں، کیونکہ آپ ان کے دروازے کی کنجی ہیں۔ یہ بڑی واضح بات ہے اور جب حضرت حفناوی موار میں تشریف فرما نہیں ہوتے تو حضرت بدوی کی توجہات بھی نہیں ہوتیں یہ بات سب فقراء اور اصحاب ولایت کی زبان پر ہے۔ موار شریف میں حضرت حفناوی کے

اردگرد یوں ہی مخلوق جمع ہوتی ہے جس طرح مقام احمدی (حضرت بدوی) میں ہوتی ہے سب عام وخاص کا ہر طرف جمگھٹا ہوتا ہے جو بھی اس موار میں آپ کی زیارت کرتا ہے وہ اپنے دل میں حضرت کی مدد اور سکون پاتا ہے۔

نورولایت کی ضو پاشیاں

میں (علامہ حسن) کہتا ہوں ہم حضرت بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میلاد میں تھے تو ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت شیخ حفنی اوراد طریقت کا ایک معروف ورد "وردالستار" صبح کی نماز کے بعد پڑھ رہے ہیں اور خلق کثیر آپ کے اردگرد بن رہی ہے اور سیدی بدوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقام پر تشریف فرما ہیں اور ان کے وجود باوجود سے نور کا ایک ستون نکلتا ہے اور حضرت حفناوی پر اس ورد کے پڑھنے کے دوران پڑتا ہے۔ حضرت حفناوی اسے لے کر سب حاضرین پر تقسیم فرما رہے ہیں وہ نور لگاتار بڑھتا اور پھیلتا جاتا دوپہر تک جب "وردالستار" ختم ہوا تو یہی کیفیت رہی اس دن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت "وردالستار" پڑھ رہے تھے بہت بڑی مدد حاصل تھی اور عجیب حالت طاری تھی اور اسی عالم میں دوپہر ہوگئی تھی۔ ان محافل میلاد میں حضرت حفنی کے اخراجات صدقات، غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے واقعات اور لوگوں کی مدد کی صورت میں دستگیری تو اتنی معروف ہے جتنی معروف وہ آگ ہوتی ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جائے اور وہ صبح جورات کے اندھیروں کو پھاڑ کر نکل آئے۔

پھر کھانا ختم نہ ہوا

حضرت شیخ منیر مذکور نے، اللہ ہمارے اور ان کے اجر کو دوگنا کرے، مجھے بتایا کہ ایک سال وہ حضرت احمد بدوی کی محفل میلاد میں حاضر ہوئے چونکہ ہر سال آنا ان کی عادت میں شامل تھا یہ سال بے حد قحط والا اور بے سروسامانی والا تھا لوگ لاتعداد آ گئے ہر طرف فقیر ہی فقیر تھے اس سے پہلے اتنے حاضرین کبھی نہیں آئے تھے۔ نگران ان لوگوں کے اخراجات کے متعلق فکرمند ہوئے خوف یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محفل میلاد ختم ہونے سے پہلے ہی توشۂ سامان رسد ختم نہ ہو جائے حضرت حفناوی کو واقعہ کی اطلاع دی انہوں نے فرمایا جاؤ۔ دسترخوان حسب عادت بچھاؤ کسی قسم کی کمی نہ کرو اور نہ اضافہ کرو دسترخوان لگا کر مجھے اطلاع دو۔ اس نے مکمل انداز سے دسترخوان بچھایا اور پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی آپ تشریف لائے اور دسترخوان کے بالائی حصے میں بیٹھ گئے۔ لوگ یکے بعد دیگرے گروہوں کے گروہ بیٹھتے گئے سب نے سیر ہو کر کھایا کوئی آدمی بھی بھوکا نہ رہا میلاد کے سب دنوں میں آپ اسی طرح کرتے رہے جب یہ عرصہ گزر گیا تو حضرت منیر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ عادت سے زائد نفقہ ابھی باقی پڑا ہوا ہے اور پہلے کی مقدار سے دو بوریاں کھانے کی زائد بچ گئیں۔ آپ نے فرمایا ہر سال اسی طرح کرنا کیونکہ اس طرح خیر و برکت کا حصول ہوتا ہے۔ شیخ منیر فرماتے ہیں: اس میلاد کے بعد اب تک یہ اضافہ بدستور چل رہا ہے۔

جہاز کی غرقابی کا علم

آپ کی یہ کرامت بھی ہے کہ میں (حضرت حسن) احمد آباد کے علاقے کے ایک ہندوستانی شخص کو منازل حج کی سیاحت

کے دوران ملا۔ میں جہاز میں قاہرہ جارہا تھا اس شخص کا نام جناب اسماعیل بن سید شہاب الدین تھا۔ جونہی مجھے دیکھا تو میرا نام لے کر مجھے سلام کیا۔ میں تاڑ گیا کہ یہ کوئی عارف شخص ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ یہ جہاز جس میں تم سوار ہو، جلدی غرق ہو جائے گا۔ مزید فرمایا کہ اس جہاز میں شیخ حفنوی کی اولاد سے فلاں آدمی بھی سوار ہے۔ میں نے عرض کیا یا سیدی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ حفناوی تو صاحب حال شیخ ہیں یہ جہاز کیسے ڈوب جائے گا جب کہ ان کی اولاد کا ایک فرد اس میں موجود ہے؟ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا وہ صحیح وسلامت بچ جائے گا'' اس کے بعد یہ ہندوستانی شخص مجھ سے ایسی باتیں کرتا رہا جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے میں نے اسے اللہ کریم کے عظیم المرتبت بندوں میں پایا نہ تو وہ افطاری کرتا تھا نہ سحری کھاتا تھا بس صرف دو بادام صبح اور دو شام کو اس کی سحری و افطاری تھے وہ پانی بالکل نہیں پیتا تھا اس کے پاس کچھ دانے تھے جنہیں پیاس کے وقت وہ استعمال کر لیتا۔ مجھے اس نے بتایا کہ وہ ان پہاڑوں میں اکیلا سفر کرتا اور سیاحت کرتا پھر رہا ہے پھر مجھے مفید فوائد سے بھی نوازا۔ پھر اسی رات کی صبح کو ہمارا جہاز غرق ہو گیا اور میں صحیح وسلامت بچ کر سویس پہنچ گیا اس مرد مذکور نے یہی کچھ تو فرمایا تھا۔

پھر وہ اندھے ہو گئے

حضرت حسن ہی فرماتے ہیں میں جب سویس پہنچا تو میرے پاس کچھ محبوں کی چیزیں تھیں جو اس لئے مجھے دے دی گئی تھیں کہ اس طرح ہوشیار ٹیکس آفیسروں کے ہاتھوں سے وہ بچ جائیں گی جب وہ سویس کے قریب پہنچا تو میں نے حضرت حفناوی کی طرف عنان توجہ موڑی۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر ثواب کا ہدیہ پیش کیا اور عرض کیا حضور والا! میرے معاملے میں ظالموں کو اندھا کریں، خدا کی قسم! ہم ان کے پاس سے گزر گئے۔ ان میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ہمارے یا سامان کے متعلق کچھ پوچھے۔

ہمارا اسلحہ حضرت حفناوی ہیں

ہم طور کے راستے پر چل رہے تھے دوران سفر ہم آرام کے لئے ایک جگہ اترے وہاں ترکوں کی ایک جماعت بھی فروکش تھی انہوں نے ہمیں پیغام بھیجا کہ اگلا سفر ہمارے ساتھ مل کر کرو، ہم نے پوچھا کس لئے؟ وہ بولے یہ راستہ خوفناک ہے ہمارے پاس اسلحہ ہے راستے کی شدتوں اور مصیبتوں سے ہم تمہیں اس اسلحہ کے ذریعے محفوظ کر لیں گے۔ ہم نے انہیں جواباً کہا ہمارے پاس بھی اسلحہ ہے۔ انہوں نے پوچھا تمہارے پاس کون سا اسلحہ ہے؟ ہم نے جواب دیا ہمارا اسلحہ حضرت حفناوی رضی اللہ عنہ ہیں وہ ٹھٹھا کرنے لگے، میں نے کہا قسم بخدا! اب ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اس وقت چلیں اور تمہیں یہاں چھوڑ جائیں تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ تمہارا اسلحہ تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے یا نہیں؟ ہم انہیں وہیں چھوڑ کر چل دیئے اور صحیح وسالم بغیر کسی تکلیف کے ہم سویس جا پہنچے پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ ترک مصیبت میں مبتلا ہو گئے مشکلات نے انہیں گھیر لیا کچھ مر گئے اور کچھ بچ تو گئے مگر شدید تکلیفوں کے بعد۔

ایک عمومی کرامت

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کسی شخص سے ناراض ہوں اور وہ اس ناراضگی کے بعد بھی خیر اور بھلائی پا سکے یا تو اس کا حال ختم ہو جاتا یا اس کے جوڑ جوڑ کٹ جاتے۔ آپ ایک شخص سے ناراض ہوئے وہ باکمال انسان تھا اعلیٰ درجات رکھتا تھا مگر اس پر جنون طاری ہو گیا۔ ایک اور سے ناراض ہوئے تو وہ مالٹہ میں قیدی ہو گیا آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی جماعت کے ایک آدمی کی وجہ سے جسے اس نے بے ادبی کر کے دھتکار دیا تھا، مارا۔ اس کا یہ حال ہوا کہ وہ قتل ہو گیا اور اس کے قاتل کا علم تک نہ ہو سکا۔ ایک اور شخص سے آپ ناراض ہوئے تو وہ مر گیا، ایک اور سے ناراض ہوئے تو وہ کوڑھ میں مبتلا ہو گیا۔

محبت کی وسعتیں

جو شخص بھی آپ سے پہلی دفعہ ملتا پھر دوبارہ آتا تو اس کی محبت اور اعتقاد میں اضافہ ہو چکا ہوتا ایسا محسوس ہوتا کہ اب ہی پہلی ملاقات ہوئی ہے جب بھی ملاقات ہوتی یہی خیال گزرتا، عظمت والے خدا کی قسم، میں نے آپ کو لاتعداد دفعہ دیکھا گہری نگاہیں ڈالیں تا کہ اچھی طرح پہچان کر علامات یاد رکھ سکوں۔ جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو یوں محسوس ہوا کہ میں نے پہلے کبھی بھی آپ کو نہیں دیکھا یہ سلسلہ لگاتار چلتا رہا۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ میں نے رات کو نماز عشاء آپ کے پیچھے پڑھی نماز کے دوران آپ کی ایک کیفیت تھی جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بدن مبارک بہت بڑا ہو گیا کھوپڑی شریف بہت پھیل گئی۔ پھر نماز کے بعد آپ خلوت خاصہ میں تشریف لے گئے اور مجھے طلب فرمایا میں دوڑ کر حاضر خدمت ہوا اذن باریابی چاہا جب اندر داخل ہوا تو اب وہ حالت نہ تھی جو میں نے نماز میں دیکھی تھی میں سوچ میں ڈوبا، حیران و پریشان کھڑا ہو گیا۔ فرمایا کیوں حیران ہو؟ میں نے عرض کیا میں نے عجیب معاملہ دیکھا ہے۔ فرمایا وہ کیا؟ میں نے عرض کیا اب آپ وہ نہیں ہیں جو نماز پڑھنے کے دوران تھے آپ ہنس کر فرمانے لگے وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا آپ اس وقت اور حالت میں نظر نواز ہو رہے تھے اور اب ایک نئی شان سے جلوہ فرما ہیں۔ عظمت والے رب کریم کی قسم! اس میں ذرا بھی شک نہیں مجھے فرمایا ایسا نہیں ہوا کرتا میرے ساتھ مزاح فرمانے لگے جیسا کہ آپ کی عادت تھی۔ بار بار سوال فرماتے تو میں وہی جواب دیتا چلا جاتا لیکن میں مبہوت ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے وہ کرامات نقل کی ہیں جو حضرت حسن نے اپنی کتاب کی چھٹی فصل میں نقل فرمائی ہیں۔

اپنے زمانے کے شافع

اسی کتاب مذکور میں اس سے پہلے پانچویں فصل میں آپ وہ بشارات نقل فرما آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حفناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور یہ واضح بات ہے کہ یہ بہت بڑی کرامت ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ صلوٰت رب العالمین نے خواب میں لاتعداد لوگوں کو بشارت عطا فرمائی کہ حضرت حفنی اپنے دور کے لوگوں کی شفاعت کریں گے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ تو ارشاد ہے کہ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَاى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ (جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری تمثیل پر قادر

نہیں ہے) اب پہلی بشارت ملاحظہ ہو یہ حضرت امام ہمام شیخ الاسلام ولی، صوفی شیخ احمد بنافوی کی زبانی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت پاک سے وہ مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے شیخ حفناوی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دور کے لوگوں کی شفاعت کا حق عطا فرمایا ہے۔ یہ واقعہ حضرت بکری نے اپنی کتاب ''الرحلة المصرية'' میں نقل فرمایا ہے کئی اور لوگوں نے بھی یہ بات نقل کی ہے شیخ حسن شمہ مذکور (مصنف کتاب) کہتے ہیں جب میں ۱۱۵۷ھ میں مصر آیا اور اس خواب والی فضیلت کا ذکر سنا اور کچھ پیر بھائیوں کو یہ کہتے بھی سنا کہ ان کے مرشد مصطفیٰ بکری بھی تو ان کے زمانے کے فرد ہیں لہٰذا یہ شفاعت ان پر بھی عام ہوگی تو مجھے یہ بات گراں گزری پھر میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہوگئی ہے اور ایک بہت بلند ٹیلے پر لوگ اکٹھے ہوگئے ہیں اور رب کریم سبحانہ وتعالیٰ حساب کے لئے جلوہ فرما ہیں حضرت شیخ حفناوی سر پر تاج اور جسم پر سبز حلہ لئے کھڑے ہیں یہ حلہ عالم بیداری میں آپ کے جسم پر میں دیکھ چکا تھا میں نے پھر ان کے مرشد سیدی بکری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی پشت کے پیچھے دیکھا اور ان کے پیچھے خواص کی جماعت بھی تھی اور آپ (بکری رحمۃ اللہ علیہ) اپنے اور اس جماعت خاصہ کے بارے میں آپ کی شفاعت کے منتظر تھے۔ میں جلدی جلدی آپ کی طرف بڑھا حضرت کے ہاتھ چوم لئے۔ آپ نے فرمایا: ''ہماری جماعت کو اور ہمارے زمانے کے لوگوں کو دیکھ کر یہاں لایئے اور میرے پیچھے ایک ہی صف میں کھڑا کر دیجئے'' میں ایک طویل دہلیز کی طرف بڑھا اور اس کے دروازے پر کھڑا ہو گیا حضرت کے خلفاء سے ایک شخص کو میں نے دیکھ کر کہا ''حضرت نے مجھے فرمایا ہے ہماری جماعت اور ہمارے دور کے لوگوں کو تلاش کر کے لاؤ'' آپ میری مدد فرمائیں تاکہ انہیں اکٹھا کر سکیں میں نے اسے بھی ساتھ ٹھہرا لیا جب کوئی گروہ اس کے پاس سے گزرتا تو انہیں لے کر ٹیلے پر چڑھا دیتا اور حضرت کے پیچھے صف میں کھڑا کر دیتا۔ جب کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہا اور سب حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے تو میں ڈرتا ہوا خوفزدہ ہو کر جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمانے لگے میرا فرمان پورا کر دیا ہے۔ میں نے اشارے سے، جی ہاں میں جواب دیا اس مقام کی ہیبت اور ڈر کی وجہ سے میں رونے لگ گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ پھر مجھے سینے سے لگا لیا اور سبز حلہ میں مجھے چھپا لیا پھر فرمانے لگے حزن وخوف نہ کر، ہم اس دروازے سے داخل ہوں گے آپ نے اس دروازے کی جانب اشارہ فرمایا جس پر سبز پردہ تھا۔ میں نے ادھر دیکھا تو اس کے سامنے ایک اور دروازہ پایا جس پر سرخ پردہ تھا یعنی سبز پردے والا دروازہ (جدھر آپ نے اشارہ فرمایا تھا) جنت کا دروازہ تھا اور دوسرا جہنم کا دروازہ تھا اس کے علاوہ حضرت حسن نے اور بھی مبشرات نقل کی ہیں جن سے حضرت محمد حفنی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔

علامہ جبرتی نے اپنی تاریخ میں حضرت کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے ''شیخ امام، علامہ، ہمام علم وعمل میں اپنے زمانے کے یکتا۔ وہ کچھ حاصل کر لیا جسے پہلا نہ پا سکا۔ جس کے کمال اور تحقیق کا زمانہ گواہ ہے، جسے ہر فریق مقدم سمجھنے میں متفق ہے شمس الملة والدین محمد بن سالم حفناوی شافعی خلوتی ہیں، تیس سال کی عمر میں اولیاء کے راہ سلوک وطریقت پر چلے۔ آپ نے ایک بزرگ شیخ احمد شاذلی مغربی مقری سے کچھ اوراد ووظائف حاصل کئے پھر شام سے حضرت سیدی بکری ۱۱۳۳ھ میں تشریف لائے تو حضرت حفناوی ان کے ایک شاگرد کے وسیلے سے آپ تک پہنچے۔ یہ شاگرد حضرت عبداللہ سلیفتی تھے۔

حفناوی رحمۃ اللہ علیہ سلام کہہ کر بیٹھ گئے۔ حضرت بکری انہیں اور وہ حضرت بکری کو دیکھتے رہے دل کا ربط قائم ہو گیا۔ پھر اجازت کے بعد آپ اٹھ کر حضرت بکری کے سامنے جا بیٹھے۔ حضرت بکری کے پاس جب کوئی ارادت مند آتا تو آپ پہلے اسے استخارہ کرنے کا حکم دیتے صرف حضرت حفناوی اس سے مستثنیٰ ہیں یہ کمال تعلق کی دلیل ہے آپ نے فوری طور پر آپ سے عہد بیعت لے لیا آپ ذکر و مجاہدہ میں لگ گئے آپ نے ایک رات خواب میں حضرت بکری اور حضرت احمد شاذلی کو اکٹھے بیٹھے دیکھا حضرت احمد آپ کی اس نئی بیعت میں داخل ہونے پر خفا ہو رہے تھے اور حضرت سیدی بکری سے بھی ناراض ہو رہے تھے حضرت سید نے فرمایا کیا آپ کا اس (حضرت حفنی) سے کوئی مطلب ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میری اس کے پاس امانت ہے پھر اچانک سید کے ہاتھ میں ایک سبز چھڑی تھی شیخ احمد سے فرمانے لگے کیا یہ ہے آپ کی امانت؟ انہوں نے جواب دیا بالکل یہی ہے، آپ نے اسے دو حصوں میں تقسیم فرما کر حضرت شاذلی کی طرف پھینک دیا اور فرمایا اپنی امانت لے لیجئے۔ اتنا خواب دیکھ کر حضرت حفنی جاگ گئے اور حضرت سید کو خواب بتایا آپ نے فرمایا اس کا مطلب ہمارے ساتھ اتصال اور ان سے جدائی ہے یہی تو وہ باطنی نسبت ہے جس کو پا کر حضرت سلمان فارسی اور صہیب رومی رضی اللہ عنہما اہل بیت نبوی میں شامل ہوئے"۔ علامہ مرادی نے بھی اپنی تاریخ میں آپ کی بہت مدح و ثنا کی ہے۔ بقول مرادی ان کی وفات ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ محمد علی زعبی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسبت اور طریقت کی حیثیت سے قادری ہیں۔ اولیائے کرامت اور سادات عظام میں یکتا ہیں۔ آپ کے اسلاف کردوں کے قلعے میں رہتے تھے اس قلعہ میں وہ حوران سے منتقل ہو کر آئے تھے مگر آپ طرابلس شام میں مقیم ہو گئے اور آپ کی اولاد اس وقت وہاں ہی مقیم ہے آپ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاکیزہ خاندان سے ہیں۔

یہ لذیذ کھانے اور یہ فراوانی

آپ کی بہت سی کرامات ثقہ رواۃ نے آپ کی اولاد میں سے طرابلس شام کے سادات کے نقیب عالم عامل، فاضل کامل شیخ عبد الفتاح آفندی زعبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہیں۔ عبد الفتاح فرماتے ہیں حضرت دادا جان کی ملاقات کے لئے رمضان کے مہینے میں حمص کا حاکم اپنے حواریوں کے ساتھ آیا۔ مغرب سے کچھ پہلے جب وہ واپس جانا چاہتا تھے تو حضرت نے انہیں اپنے ہاں افطاری کی دعوت دی انہوں نے دعوت تو قبول کر لی لیکن حاکم کے دل میں خیال آیا کہ وہ نوکر کو بھیج کر اپنے باورچی سے کھانا منگا لے وہ سمجھتا تھا کہ حضرت کے پاس اتنا کھانا نہیں ہوگا جو سب ساتھیوں کے لئے کافی ہو اور نہ ہی ایسا کھانا آپ کے پاس ہوگا جو ان لوگوں کے شایان شان ہو۔ حضرت شیخ کو اللہ تعالیٰ نے اس کی نیت پر مطلع فرما دیا آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خادم کو کھانا لانے کے لئے نہ بھیجئے! ہمارے پاس آپ لوگوں کی شایان شان کھانا موجود ہوگا۔ سامنے ایک طبق پڑا تھا جس پر کپڑا تھا۔ خادم سے فرمایا اس طبق کو کھول اور بسم اللہ پڑھ۔ خادم نے ایسا ہی کیا کھانے کا ایک تھال نکل آیا پھر آپ نے طبق کو ڈھانپنے کا حکم دیا اس نے ڈھانپ دیا پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھول دے اب کھانے کا ایک اور تھال

سامنے تھا آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور دسترخوان کو رنگا رنگ کھانوں سے بھر دیا سب نے یہ کھانے کھائے مگر یہ ان کے کھانوں سے زیادہ لذیذ تھے۔

بچہ دامن میں آگ لے آیا

آپ کا طالب نامی بیٹا تھا وہ چھوٹا سا تھا کہ اس کی والدہ نے اسے پڑوسیوں کے گھر میں آگ لانے کو کہا وہ آگ ڈالنے کے لئے برتن لئے بغیر وہاں چلا گیا پڑوسن کہنے لگی تیرے دادا غوث اعظم عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اور تیرا باپ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ ہے اگر تو اپنے دامن میں آگ ڈال لے گا تو آگ نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بچے نے دامن پھیلا دیا پڑوسن نے اس میں آگ ڈال دی بچہ آگ لے کر چلا گیا۔ چونکہ حاجت ضرور یہ کے بغیر اس طرح ولایت کا بھید ظاہر ہو گیا تھا لہٰذا حضرت نے بچے کی یہ حرکت پسند نہ فرمائی اسے بد دعا دے دی اور بچہ مر گیا۔ حضرت کی وفات ۱۱۹۳ھ میں ہوئی آپ کے تین صاحبزادے سید محمد علی، سید عبد الفتاح اول اور سید محمد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں نوازے۔ آمین

حضرت محمد بن حسن منیر سمانودی مصری شافعی خلوتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے عاملین اور اولیائے عارفین کے اکابر میں شامل ہیں۔ حضرت حسن شمہ نے سیدی محمد حفنی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ان کے لئے تحریر کیا ہے کہ آپ حضرت حفنی کے بڑے خلفاء میں شامل ہیں۔ حضرت ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں آپ کے گاؤں کے لوگوں نے بہت گہرا کنواں کھودا مگر پانی نہ نکلا وہ تھک ہار کر آپ سے کہنے لگے کہ آپ کنوئیں پر تشریف لا کر پانی کے لئے دلی توجہ ڈالیں آپ کنوئیں پر تشریف لائے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اب کھودو جب لوگوں نے کھودا تو زمین کے اندر سے پانی یوں نکلا گویا پانی کا سمندر آ گیا ہو۔

دشمن کے ہاتھ شل ہو گئے

طریقت کے راستے پر چلنے کے ابتدائی دنوں میں لوگ آپ پر بہت اعتراض کرنے لگے ایک دفعہ رات کے پچھلے حصے میں ہتھیار لے کر آپ کے لئے چھپ بیٹھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ آج مسجد میں نہ جانا ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ جواب میں فرمایا انہیں جو کرتے ہیں کرنے دو میں نے ہر حال میں مسجد میں جانا ہے جب آپ مسجد میں گئے تو چھپے ہوئے ایک آدمی نے آپ پر ہتھیار اٹھانا چاہا مگر ہاتھ نہ اٹھ سکا شل ہو گیا حرکت ختم ہو گئی۔ آپ کے مناقب لاتعداد ہیں۔ ''تُحْفَةُ السَّالِكِيْنَ فِيْ الطَّرِيْقَةِ الْخَلْوَتِيَّةِ'' آپ کی تصنیف ہے۔ آپ کو شیخ الازہر (چانسلر) بنا دیا گیا تھا آپ کی وفات بقول مرادی ۱۱۹۹ھ میں مصر میں ہوئی۔

حضرت محمد کردی خلوتی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر میں مقیم تھے حضرت شیخ محمد حفنی کے بڑے خلفاء میں شامل ہیں۔ آپ اکابر اولیائے عارفین اور اعیان علمائے عاملین میں شامل ہیں۔ آپ کی لاتعداد کرامتوں میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے

عظیم کرامت

آپ جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے لطف اندوز ہونا چاہتے تو زیارت ہو جاتی یہ بات حضرت حسن شمہ نے ان کے مرشد حفنی کے مناقب والی کتاب میں ذکر کی ہے معتبر راوی نے مجھے ان کے عجیب مکاشفات بتائے۔

حضرت شیخ محمد شنوانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ الاسلام اور علمائے نامدار میں سے ایک ہیں، جامع ازہر کے سربراہ رہے۔ مفید کتابیں تالیف فرمائیں مختصر البخاری پر حاشیہ تحریر فرمایا۔ یہ حاشیہ ابن ابی جمرہ کے لئے لکھا تھا۔ حضرت شیخ حسن عدوی نے بردہ کی شرح میں لکھا ہے "ہمارے شیخ شنوانی مذکور کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ کوئی عظیم شخص آپ کے مقام پر سے گزرتے وقت سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے ایک دن وہ سورت پڑھے بغیر گزر گئے۔ ابھی تھوڑے ہی چلے تھے کہ سر پر پگڑی نہ تھی بہت جلد واپس آ کر سورۂ فاتحہ پڑھی تو دیکھا کہ وہ پگڑی روضہ کے اندر مزار مبارک پر پڑی ہوئی ہے"۔ علامہ جبرتی نے آپ کی بے حد تعریف کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آپ کا وصال ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ محمد تقی الدین حنبلی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

ابوشعر، شعیر اور صاحب عقیدہ غیب کے نام سے مشہور ہیں، آپ تیرہویں صدی کے اوائل کے عظیم المرتبت اولیاء اور گرامی قدر اصفیاء میں شامل ہیں۔ مجھے ان کا تعارف و ترجمہ نہیں مل سکا ہاں اہل شام آپ کی ولایت پر مجتمع ہیں اور آپ کے بہت معتقد ہیں۔ شامیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خلوص نیت سے کسی حاجت کے پورا ہونے کے لئے آپ کی زیارت کرتا ہے تو اذن خداوندی سے وہ ضرورت اور حاجت پوری ہو جاتی ہے آپ کی یہ کرامت متواتر و مشہور ہے جسے شامی علماء اور عوام سب جانتے ہیں کہ شام میں مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان جس فتنہ عظمیٰ کی آگ بھڑکی تھی اور جس کی وجہ سے وزیر اعظم فواد پاشا کو شام آنا پڑا تھا اور جس فتنے میں لاتعداد لوگ قتل ہوئے تھے اور لاتعداد جلاوطن ہو گئے تھے اور یہ فتنہ ملک شام کے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ تھا اس فتنہ کی قبل از وقت آپ نے اطلاع دے دی تھی آج تک لوگ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں اور حضرت کی اطلاع کو ایک عظیم کرامت شمار کرتے ہیں کہ وقت سے پہلے آپ نے اطلاع کر دی تھی میں نے آپ کی ایک کتاب بھی دیکھی ہے جو سید کل صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے موضوع پر سپرد قلم ہوئی ہے۔ یہ دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ہر جلد تین قریباً تیس اجزاء ورسائل کے برابر صفحات ہیں۔ کتاب کا اسلوب بہت ہی نرالا ہے۔ غرابت کی انتہا کر دی ہے۔ الفاظ کے ظاہری معانی چھوڑ کر دور کے معانی مراد لئے ہیں اگر کوئی ان الفاظ کے ان معانی کو نہیں جانتا تو وہ یہی خیال کرے گا کہ حضرت نے خود یہ الفاظ جمع فرمائے ہیں۔ میں تو دعا گو ہوں کہ اللہ کریم مجھے دنیا اور آخرت میں آپ اور سب اولیائے صالحین کی برکات سے نوازے۔

حضرت شیخ محمد مغربی بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ

شامی سمندر کے ساحل پر واقع لاذقیہ شہر میں آپ مدفون ہیں۔ میں لاذقیہ میں رہنے والے لوگوں سے ملا۔ عموماً سب لوگوں کو اس بات پر متفق پایا کہ ''آپ قطب زماں اور یکتائے دوراں تھے۔ علم، عمل، ولایت، کرامات اور فضائل میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا''۔

دلوں کے اسرار کا عالم

آپ کے درس وعظ میں شامل ہونے والے ایک شخص نے مجھے بتایا آپ درس میں حاضرین کے دلوں کے خیالات کو سامنے رکھ کر تقریر فرماتے یہ خیالات آنے سے پہلے حاضرین اپنے دل میں ڈالے ہوئے ہوتے تھے اکثر آپ سے اسی طرح وقوع پذیر ہوتا۔ تقریر کے آغاز میں فرماتے آج ہم فلاں موضوع پر گفتگو کریں گے اور یہ موضوع حاضرین میں سے کسی ایک کے دل کی آواز ہوتی۔ لاذقیہ کے لوگوں نے بتایا کہ حضرت مغربی کی تشریف آوری سے پہلے لوگ بالکل دور جاہلیت کے سے انداز سے زندگی گزار رہے تھے آپ نے انہیں ذکر و افکار کے لئے اٹھایا اور انہیں شرعی اور صوفیانہ انداز کی معرفت سے نوازا۔ آپ کی برکت سے یہ لوگ سب مسلمانوں کے سے باصلاحیت ہو گئے اور دین کے عالم و عارف بن گئے۔

ایک عالم باکمال

آپ کی مدد اس سلسلہ میں وہاں ایک طویل القامت انسان شیخ صالح نامی نے کی۔ جو آپ کے وقت میں لاذقیہ میں پلا اور بڑھا تھا یہ عمل پسند عالم دین تھا اور اس کا مشن مسلسل مسلمانوں کی خدمت کے لئے تکالیف برداشت کرنا تھا۔ یہ جامع میں وعظ کے لئے بیٹھتا تو اس کے پاس وعظ سننے کوئی بھی نہ آتا پھر وہ عوام کے ساتھ قہوہ خانوں اور شراب خانوں میں بیٹھ کر آہستہ آہستہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا اور انہیں احکام دینی سکھا دیتا اور پھر انہیں جامع مسجد میں لے آتا۔ اس طرح اس عالم سے بھی اور حضرت محمد مغربی سے بھی لوگوں کو بہت نفع پہنچا۔ حضرت محمد مغربی پر لوگوں کو بے حد اعتبار تھا کیونکہ وہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ولایت کبریٰ کے بھی موصوف تھے اور ان کے ہاتھ پر بے شمار کرامات کا ظہور ہو چکا تھا۔ مگر جناب صالح تو صرف عالم باعمل تھے وہ صاحب کرامت نہ تھے لیکن صاحب استقامت تو تھے اور استقامت کرامت سے بھی بڑی چیز ہے اور اس میں لاذقیوں کو ذرا بھی شک نہ تھا کہ جناب صالح رحمۃ اللہ علیہ استقامت پسند صالحین میں سب سے باصلاحیت اور عمل پسند علماء میں سب سے جلیل المرتبت تھے اور لوگوں کو مزید اس لئے ان پر بھروسہ تھا کہ حضرت شیخ محمد مغربی ان پر بہت اعتبار فرماتے تھے اور ان کے سامنے ان کے ذکر کا چرچا فرماتے اور عمدہ تعریف سے بھی نوازتے۔ ایک قابل اعتبار لاذقی نے مجھے بتایا کہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کھلے میدان میں کھیتوں کے درمیان چلتے جا رہے تھے تو فرمانے لگے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! یہ نباتات مجھے اپنے اندر کے نفع و ضرر کی اطلاع دے رہی ہیں۔

یہ جامع عظیم کرامت ہے

محمد علی پاشا مصری کا لڑکا ابراہیم پاشا جب ۱۱۴۵ھ میں حضرت شیخ کی وفات کے پانچ سال بعد لاذقیہ آیا تو اس نے ایک چھوٹے سے پہاڑ کے دامن میں عظیم الشان جامع مسجد دیکھی اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ شیخ محمد مغربی کی جامع مسجد ہے اور اسی کے قریب حضرت مدفون ہیں وہ آپ کی زیارت کے لئے چل پڑا۔ ایک شخص آپ کی کرامات اسے بتانے لگا ابراہیم پاشا بولا، اس جامع اور اس مزار کا وجود آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ کیونکہ ایسی عظیم مسجد اور ایسے عظیم مزار کی ایسی دور جگہ پر بنیاد رکھنا صرف بادشاہوں کا کام ہے یا کسی عظیم امیر آدمی کی دسترس ہے۔ ایک مسافر اور فقیر آدمی اگر یہ سب کچھ بنا دیتا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی کرامت ہے اگر کوئی اور کرامت نہ ہوتی تو صرف یہ کرامت ہی ان کے لئے کافی ہوتی۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی جامع مسجد کے لئے اب تو زمینوں کا بہت سا حصہ وقف ہے اور ان زمینوں کے غلے سے جامع کے سب اخراجات خطیب، امام، خادم، قرآن پڑھنے والوں اور خدام کی گزران بہت اچھے طریقے سے ہو جاتی ہے۔ قبر شریف پر بہت بڑا گنبد ہے اور قالین بچھے ہوئے ہیں ہر وقت لوگ قرآن پاک، دلائل الخیرات اور دوسرے اوراد و وظائف پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں۔ خصوصاً صبح کے وقت تو بہت حاضری ہوتی ہے کیونکہ لاذقیہ کے کئی لوگ روزانہ صبح حاضری دیتے ہیں میں خود (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) جب عدلیہ کا لاذقیہ میں رئیس تھا اور یہ مدت پانچ سالوں تک پھیلی ہوئی ہے میں ۱۳۰۰ھ میں وہاں پہنچا تھا تو میں عموماً صبح کے وقت زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتا آپ کی سرکار میں مجھے انس وسکون ملتا۔ سینہ کھل جاتا جو اس بات کا مظہر تھا کہ آپ اکابر اولیاء اللہ میں شامل ہیں اب تک معاملہ اسی انداز سے چل رہا ہے کہ لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپ کی قبر کے پاس تلاوت قرآن سے برکت حاصل کرتے ہیں اور مشکلات اور حاجت برآری میں آپ کی سرکار کا قصد کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی وفات ۱۲۴۰ھ میں ہوئی اور اب اسی ۸۰ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے (مصنف کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۳۲۰ھ تک یہی حال رہا) اور آپ کی عظمت اور زیارت، قرأت قرآن واذکار میں ذرہ فرق نہیں آیا آج بھی پہلے کی طرح یہ اذکار جاری ہیں اور کثرت سے آپ کی قبر کے پاس سرکار ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جا رہا ہے۔

شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اصول بیان فرماتے ہیں

امام شعرانی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے ''اگر ولی کا مزار آباد ہو اور موت کے بعد بھی وہاں قرآن خوانی، اذکار اور عبادت جاری ہو تو اس کی مدد کی قوت کی دلیل ہوتی ہے اور جتنا زیادہ زمانہ گزرتا جائے اور یہ انداز باقی رہے تو وہ ولی اتنا ہی زیادہ مدد دینے میں باقوت ہوتا ہے'' اس عبارت کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی مدد دینے میں اولیاء اللہ میں بڑے طاقتور ہیں۔ حضرت مغربی نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں ایک ''تولد نبوی'' جسے عموماً لاذقیہ کے باشندے پڑھتے ہیں۔ یہ بڑی فصیح کتاب ہے اس میں عمدہ ترین فوائد تحریر ہیں جن کا تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی مختلف کیفیتوں سے ہے۔

مجھے محمد بیر قدار رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت محمد مغربی کی زیارت کی تھی اور ان کے دروس میں شمولیت کی تھی یہ کہتا ہے کہ جب لاذ قیوں کے باغوں میں نیا پھل آتا تو وہ بطور تبرک اور بطور حصول برکت شیخ عالی مقام کی خدمت میں بھیجتے اسی طرح سبزیاں بھی بھیجی جاتی تھیں جس باغ سے یہ پھل جاتا یا جس جگہ سے یہ سبزیاں جاتیں وہاں اتنی برکت کا نزول ہوتا کہ دوسرے باغات اور کھیت اس سے مقابلہ نہ کر سکتے جن سے پھل اور سبزیاں نہیں جاتیں تھیں یہ بات لاذ قیوں کے تجربہ میں آ چکی تھی اور انہیں اس میں ذرا بھی شک نہ تھا۔ اگر لاذ قیہ میں کوئی آدمی بیمار ہو جاتا یا کوئی حاجت پیش آتی تو وہ حضرت مغربی کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کی برکت سے ان کی ضرورتیں پوری ہو جاتیں۔ آپ شہر کے اعلیٰ مرتبت شخص محمد آغا خزانہ دار کے گھر میں قیام فرما تھے۔

قطب زماں زیارت کے لئے آئے

آپ اسی مذکورہ بالا گھر میں ایک دن بیٹھے تھے تو حاضرین سے فرمانے لگے ایک مسافر اور اجنبی آدمی میرے پاس آ رہا ہے میں اس کے ساتھ تنہا بیٹھنا چاہتا ہوں آپ اٹھ کر دوسرے کمرے میں چل دیئے بس اس کے ساتھ ہی وہ آدمی آ گیا شکل و صورت اور وضع وقیافہ سے وہ اناڑی (غیر مہذب) شخص دکھائی دیتا تھا اس میں تو صرف سادہ سی نیکی کا بھی گمان نہیں گزرتا تھا چہ جائیکہ وہ ولی ہو، حضرت بہت دیر تک خلوت میں اس کے ساتھ رہے وہ دوسرے لوگوں کو ملے بغیر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت نے بتایا یہ آدمی قطب وغوث ہے میں نے لاذ قیہ میں ان کی بہت سی کرامات سنی ہیں لیکن اب وہاں سے آئے کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ لہٰذا صرف مندرجہ بالا کرامت ہی یاد ہے۔ آپ کی وفات ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔

حضرت سید محمد عثمان مرغنی بن سید محمد ابی بکر بن سید عبد اللہ حنفی حسینی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر عارفوں اور عامل علماء کے آئمہ میں شامل ہیں۔ آپ کے طریقت کے امام سیدی احمد بن ادریس ہیں پھر آپ طریقت کے خود مستقل امام بنے اور لاتعداد مخلوق آپ کی غلام بنی۔ آپ اکابر اولیاء اور افراد اصفیاء میں سے ہیں یوں آپ کی لاتعداد کرامات ہیں مگر سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک عالم بیداری میں فرماتے ہیں اور بلاواسطہ آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کتاب لکھی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر صلوٰۃ پیش کرنے کے موضوع پر آپ کی چند مفید کتابیں بھی ہیں۔ ایک کتاب کا نام "فتح الرسول و مفتاح بابہ لِدخول" ہے۔ میں نے اسے روضہ نبوی کے قرب میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا اس میں تحریر فرماتے ہیں "میں نے صلوات پر مشتمل اس کتاب کے علاوہ تین اور کتب بھی لکھیں پھر میں نے اس کتاب کو لکھنا چاہا حجرۂ اقدس میں داخل ہو کر حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخ انور کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور سر مقصود بتا کر امداد فرمائی میں نے خطبہ کا آغاز کیا اور اسے پردے کے نیچے ایک رات کے لئے چھوڑ دیا میں نے حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے، سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا سے اور شیخین کریمین کے ہاں سے اس کی قبولیت اور لوگوں کے ہاں اس کی مقبولیت مانگی، آپ نے اسے عمدہ قرار دے کر اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ اس سے سر فتح اور قرب دونوں جہانوں میں نصیب ہوگا اور ایسی خبروں سے نوازا جنہیں سامعین کی عقلیں سمیٹ نہیں سکتیں۔ روضہ اقدس میں میں نے یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مرتب و مدون کی۔

تعلق مصطفوی کی صورتیں

درود شریف کے موضوع پر لکھی ہوئی اپنی دوسری کتاب "باب الفیض والمدد من حضرۃ الرّسول السند" میں تحریر فرماتے ہیں "یہ ایک لطیف نکتہ اور ایک شریف جوہر ہے جس میں میں طرق حق کا بھید اور ان کے مکھن وجوہر ذکر کرنا چاہوں گا یہ نکتہ اللہ کریم کے قریب تر بھی ہے اور شریف تر بھی ہے۔ اس کتاب صلوٰۃ میں اس کے معنے ومطلب کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں اس کا سبب یہ ہوا کہ اتوار کی رات پچھلے حصہ شب میں میں سراپا افتخار کمرۂ مصطفوی میں حضور کریم علیہ التحیۃ والثنا کی سرکار میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اس رات ارشاد فرمایا "تم میرے محبوب ہو، میرے مطلوب ہو اور میرے مرغوب ہو، کیا ہی عمدہ نصیب اور کیا ہی اعلیٰ قسمت ہے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا میرے پیروکاروں میں ہزار سے زائد ایسے لوگ ہوں گے جو عظیم المرتبت مقربین میں شامل ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے درمیان اور مریدوں کا واسطہ نہ ہوگا" (وہ براہ راست فیض نبوت سے مستنیر ہوں گے) آگے چل کر حضرت اسی کتاب میں فرماتے ہیں "معلوم ہونا چاہئے کہ ایک عارف مرشد کا ہونا ضروری ہے جب عارف مل جائے تو بس اس کو اپنا مطلوب بنالیا جائے اب طالب کے لئے ضروری ہے کہ اپنے سب اوقات ذکر، مجاہدہ نفس توجہ الی اللہ اور ماسوا سے روگردانی میں صرف کر ڈالے، خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ ساری کی ساری خیر و برکت اس بات میں ہے کہ آدمی جناب مصطفوی کا معتکف ہو جائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دائمی تعلق و رابطہ قائم کر لے اس تعلق کی دو صورتیں ہیں: صوری تعلق اور معنوی تعلق۔ صوری تعلق کی پھر دو قسمیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ آپ کے سب احکام مانے جائیں اور سب نواہی سے بچا جائے اور دوسری صورت صوری تعلق کی یہ ہے کہ اپنی ذات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں فنا کیا جائے آپ سے شوق ومحبت کی فراوانی ہو، آپ کی محبت والفت میں خود فراموشی طاری ہو جائے، آپ کا ذکر خیر وردِ زبان ہو۔ درود شریف ہر وقت زبان پر جاری رہے ہمیشہ ان معنوی منقبتوں اور مدحتوں کا مطالعہ کیا جائے جو محبت مصطفوی کے لئے جذبہ محرکہ بنتی ہوں اور راہوارِ الفت کے لئے مہمیز کا کام کرتی ہوں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چیز مخفی نہیں

اب رہی بات تعلق معنوی کی تو اس کی بھی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ آپ کی ذات شریف کی صورت پاک اور وجود عالی اور سرکار عفت وعصمت کا تصور یوں کیا جائے گویا آپ پاس ہی تشریف فرما ہیں اس تصور کا طریقہ یہ ہے کہ اگر حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خواب میں اپنا جمال بے مثال دکھایا ہے تو اس صورت اقدس کا تصور کر لیا جائے اور اگر دیدار نہیں ہوا تو آپ کے سراپا اقدس کا تذکرہ جس طرح احادیث میں آتا ہے، اس تصور پاک کو سامنے رکھا جائے اس طرح یقین کریں

کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہیں اور اس حالت میں ادب اور عاجزی اور مسکینی کو اپنا شعار بنالیں اگر روضہ اقدس کی زیارت ہو چکی ہے تو حجرہ شریف اور مزار اقدس کا خیال رکھ کر یوں سمجھیں کہ آپ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی بات سن رہے ہیں اور آپ کو ملاحظہ فرمارہے ہیں آپ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور ہونا ذرا بھی مخل نہیں ہوگا کیونکہ حضور ذات خداوندی کی معیت کی وجہ سے سنتے ہیں اور اسی کی ذات کی وجہ سے دیکھتے ہیں لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قریب و بعید کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔

روح کائنات

دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کی حقیقت عظمیٰ کا استحضاری تصور کیا جائے اس مقام مآب پر اہل اللہ ہی فائز ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوری دنیا کا مدد چاہنا اور نصرت طلب کرنا تو ایک امر محقق ہے جس میں ذرا بھی شک نہیں ہمیں تو کشف میں معلوم ہوا ہے کہ آپ روح کائنات ہیں، نور کائنات ہیں، وجہ قیام کائنات ہیں، تو لیجئے یہ ہے سب سے اقرب طریقہ اور سب سے اشرف راستہ جو بطور نکتہ لطیف میں نے آپ کو بتادیا ہے۔

با محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار

سیدی عبدالکریم جیلی اپنی کتاب ''الناموس الاعظم فی معرفۃ قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں فرماتے ہیں: ''میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی صورت پاک اور حقیقت علیا کا تصور و استحضار رکھیں اگرچہ یہ تصور و استحضار تکلف و مشکل سے ہی ہو کیونکہ جلد ہی آپ کی روح میں لگاؤ پیدا ہو جائے گا اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بندہ پروری فرماتے ہوئے بالمشافہ شرف ملاقات بخشیں گے۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر سکیں گے عرض کر سکیں گے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جواب عطا فرمائیں گے باتوں سے نوازیں گے اور شرف مکالمہ بخشیں گے یہ وہ مقام ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فائز تھے یہ مقام پھر آپ کو بھی عطا ہوگا اور معنوی طور پر آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جاملیں گے یہ بھی خیال رہے کہ عارفین کرام کتنے ہی اعلیٰ مقام پر جاپہنچیں ہمیشہ حضور سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور رکھتے ہیں آپ کا استحضار ان کے ساتھ ہوتا ہے ان کے مراقبے کی زینت آپ کی ذات پاک ہوتی ہے یہاں تک کہ جب عارف حضرات کی ذاتوں پر تجلی الٰہی کے انوار ضوفگن ہوتے ہیں تب بھی ان کی ہمتیں ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی طرف مبذول ہوتی ہیں وہ اس حال میں بھی آپ سے ہی اپنی ہمتوں کے مطابق تلقی و قبول کر رہے ہوتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستگیریاں اس مقام پر انہیں ان کی قابلیت و طاقت سے کئی گناہ زیادہ عطا ہوتی ہیں آپ کو جو شخص جس کیفیت و صورت میں بھی دیکھتا ہے تو اسے اسی کیفیت و صورت کی خلعت سے نوازا جاتا ہے اور اس طرح اس کی ترقی اور اس کے عروج کے راستے کھل جاتے ہیں ہر دیکھنے والے کے لئے آپ کی عادت کریمانہ یہی ہے۔ یہی کرم محمدی اور یہی ہے خلق احمدی صلوات اللہ وسلام علیہ'' (1)۔

1۔ ناظرین کرام! یہ ہے اولیائے امت کا عقیدہ اور یہ ہے عارفین ملت کا نظریہ، آپ نے حضرت محمد عثمان حنفی اور حضرت عبدالکریم جیلی جیسے عظمائے ملت کی عبارات ملاحظہ فرمائیں یہی نظریہ و عقیدہ ہے باقی اولیائے امت کا یہی مسلک ہے علمائے اسلام کا جو اولیائے امت کے عقیدتمند اور غلام ہیں، (بقیہ آگے)

حضرت شیخ محمد مسیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر علماء اور عارف اولیاء کے فرد عظیم ہیں آپ اسکندریہ مصر کے باسی ہیں جب ۱۲۱۳ھ میں فرانس نے مصر کے علاقہ پر قبضہ کر لیا تو آپ اسکندریہ سے ہجرت کر کے طرابلس شام میں مقیم ہو گئے وہاں کے عظیم علماء اور باوقار اولیاء نے آپ سے فیض لیا۔ حضرت عارف ربانی سیدی شیخ محمد جسر کبیر بھی آپ سے فیض لینے والے لوگوں میں شامل ہیں پھر آپ نے بیروت کو وطن بنا لیا وہاں کے علماء نے بھی آپ سے اکتساب فیض کیا علامہ شہیر محمد حوت کبیر بھی آپ سے فیض یاب ہونے والوں میں شامل ہیں۔

شہد کی مکھی اور قرآنی آیت کی تفسیر

آپ کی یہ کرامت مجھے شیخ عبدالغنی بنداق بیروتی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی ہے وہ کہتے ہیں میں نے الحاج عبداللہ بیہم بیروتی سے سنا انہوں نے بتایا کہ میں بیروت کی جامع کبیر میں ایک دن حضرت شیخ محمد مسیری کے درس میں حاضر ہوا آپ نے اس آیت کریمہ وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (النحل: 68) کی تفسیر شروع کی۔ سردی کے دن تھے تفسیر کا آغاز فرمانے کے بعد کہا، ''میرے بھائیو! یہ دیکھو مکھی آ گئی ہے'' دفعۃً ایک مکھی آ گئی آپ نے اس کے سامنے انگشت شہادت پھیلا دی وہ انگلی پر بیٹھ گئی حضرت اس کے کام کی شرح فرمانے لگے کہ چھتا کیسے بناتی ہے؟ موم کیسے بناتی ہے؟ شہد کس طرح بناتی ہے؟ آپ یہ باتیں کرتے جاتے اور اس کی طرف اشارہ کرتے جاتے، جب آپ نے اس موضوع پر گفتگو مکمل فرما لی تو مکھی اڑ گئی۔ عبداللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دست غیب سے آپ خرچ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکات سے نوازے۔

حضرت شیخ محمد جسر حنفی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ وہ عارف کبیر اور ولی شہیر ہیں کہ آپ کی جلالت شان اور رفعت مقام پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ علوم شریعت و طریقت کے مسلمہ متبحر عالم تھے اور طریقت کے عالی مرتبت لوگوں میں سے جلیل مقام پر فائز تھے۔ اس عرصہ میں عوام و خواص

(بقیہ گزشتہ) یہی نظریہ دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک چل رہا ہے اور ان شاء اللہ قرآن و سنت کے متبعین جب تک موجود ہیں، چلتا رہے گا۔ انسانیت کی معراج ہی عظمت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کی ضیاء پاشیوں میں پناہ لینا ہے۔ انوار الہیہ میں مستغرق ہو کر بھی جمال مصطفوی سے مستفید ہوتا ہے کیونکہ انوار الہیہ تک لے جانے والی یہی ذات پاک ہے۔ ان کی معیت ہی معیت خداوندی ہے ان کا تصور ہی جان زندگی ہے ان کا حضور ہی روح کائنات ہے وہ نہ ہوں تو بات ختم ہو جاتی ہے وہ نہ ہوں تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے وہ نہ ہوں تو انسانیت دم توڑ جاتی ہے عرض کیا ہے:

اس زندگی کو زندگی ذاکر میں کیوں کہوں ‏ ‏ جس زندگی میں سید کل روبرو نہ ہو

اقبال نے کہا:

از رسالت در جہاں تکوین ما ‏ ‏ از رسالت دین ما آئین ما

قوت قلب و جگر گردد نبی ﷺ ‏ ‏ از خدا محبوب تر گردد نبی ﷺ

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ نام نہاد علماء نے کہا، عشق مصطفی علیہ التحیۃ والثناء سے خالی سینے والی زبان سے کہا ان کا تصور گناہ ہے نماز میں تصور آ جائے تو ہائے! یہ عقیدہ اور دعوے مسلمانی! یاللعجب یعنی خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں، اللہ ہمیں اپنے اسلاف کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ (مترجم)

آپ سے نفع اندوز ہوئے آپ ہمارے دوست علامہ دوراں، علاقہ شام میں زینت زماں شیخ حسین جسر ''رسالہ حمیدیہ'' کے مولف کے والد گرامی ہیں انہوں نے اپنے والد گرامی کی کرامات پر مشتمل ''نزهة الفكر فی مناقب مولانا العارف بالله تعالیٰ الشیخ محمد الجسر'' نامی کتاب لکھی اس میں ان کی بہت سی کرامات و مناقب کا ذکر کیا یہ کتاب چھپ چکی ہے اور شہرت کا سہرا سر پر باندھ چکی ہے۔ حضرت کی ولایت شامی لوگوں کے نزدیک قطعی طور پر حد تواتر سے ثابت ہے، اس علاقے میں کوئی فرد بھی جس نے آپ کا نام نامی سنا ہے، اس میں شک نہیں کرتا کہ آپ اکابر اولیاء میں شامل ہیں آپ نے جامع ازہر شریف میں بہت سے اساتذہ سے علم پڑھا۔ ان میں علامہ شیخ محمد کتبی جیسے فاضل شہیر بھی تھے جو اب مکہ مشرفہ میں مقیم ہیں۔ راہ طریقت میں آپ کے معلم سیدی عارف ربانی شیخ محمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں علم و طریقت میں ان حضرات نے آپ کو ۱۲۳۸ھ میں اجازت مرحمت فرمائی آپ قریباً تیرہ سال ازہر شریف میں رہے۔

آپ کی یہ کرامات آپ کے صاحبزادے شیخ حسین نے مذکورہ بالا کتاب میں نقل کیں اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو عمر طویل دے اور ان کا نفع جاری و ساری رہے، لکھتے ہیں ''فصل''، ان وقائع و مسائل کے بارے میں جو حضرت شیخ سے صدور پذیر ہوئے۔ یہ اس وقت میں نے لکھے ہیں جب حکومت مصریہ کا تسلط علاقہ شام پر نہیں ہوا تھا۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ جو مجھے سیدنا شیخ عبدالقادر ابو رباح دجانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ کے ذکر کے دوران بتایا وہ حضرت کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ میری تعلیم و طریقت میں حضرت کا بہت بڑا حصہ ہے پھر مجھے کہا، میرے بیٹے! آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اللہ کریم کی معرفت عطا فرمائی اگر میں پوری عمر تمہاری خدمت کرتا رہوں تو آپ کے والد گرامی کی ایک ساعت کا بھی بدلہ نہیں چکا سکتا۔ جب میں طریقت کے راستے پر چل کر مجاہدات و افکار اور ریاضات میں مشغول تھا تو آپ کے والد گرامی ہمارے ہاں یافا میں قیام فرما تھے۔ میں جب راہ سلوک میں کوئی خواب دیکھتا جو طریقت میں میرے مجاہدات و ریاضات کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ اکثر راہ سلوک کے چلنے والوں کو پیش آتا ہے تو شیخ محترم آپ کے والد ماجد کو اس کا علم ہو جاتا حالانکہ میں نے وہ کسی کو نہیں بتایا ہوتا تھا۔ مجھے وہ اپنا مکاشفہ بھی بیان فرما دیتے اور اس کے اشارات کی توضیح بھی فرماتے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی کیفیت بھی بتا دیتے تھے اور ایک مربی کی طرح مجھے اپنے ملاحظہ میں رکھتے۔

موت کے بعد زندوں پر تصرف

اس کے بعد حضرت کی متعدد قسموں کی کرامات کا ذکر کرنے کے بعد ایک فصل میں وہ واقعات ذکر کئے ہیں جن کا ظہور حضرت کی وفات کے وقت ہوا۔ صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں ''ان کے واقعات میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت کے وقت کے قریب آ جانے کا علم بھی عطا فرما دیا تھا اور مدفن کی اطلاع بھی دے دی تھی۔ میں نے اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے بچپن میں سنا جس سال حضرت کا وصال ہوا ہے اس سال مجھے فرمایا کرتے تھے: ''اے فلانہ! لد میں میرا گھر ہے اور وہاں میری بیوی بھی ہے یہ سن کر میں جی میں کہا کرتی تھی خدا جانے حضرت اس فقرہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟ پھر آپ کا اسی سال وصال ہو گیا اور لد کے مقام پر آپ مدفون ہوئے''۔ صاحبزادہ صاحب نے ایسی بہت سی کرامات ذکر کی ہیں جن سے پتہ چلتا

ہے کہ حضرت کو اس سال اپنی وفات کا علم تھا۔ مزید فرماتے ہیں '' کچھ اور واقعات ہیں جو بہت سے دوستوں نے بیان کئے ہیں خواہ یہ دوست وفات شیخ کے وقت موجود تھے یا وفات کے وقت موجود لوگوں سے سننے والے تھے میں نے اپنے چچا اور شیخ کے سگے بھائی سے بھی یہ واقعہ سنا حضرت شیخ عبدالقادر ابورباح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت کے مرثیہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت کی وفات ہوگئی اور کفن پہنا کر قبر میں دفن کرنے کی تیاری ہونے لگی تو آپ کی قبر وہاں نہیں کھودی گئی تھی جہاں آپ نے بتائی تھی بلکہ ایک اور جگہ قبر تیار کی گئی پھر نماز جنازہ کے لئے آپ کو گھر سے اٹھایا گیا جب نماز ہو چکی تو جنازے کے ساتھ جانے والوں نے آپ کو اسی کھدی ہوئی قبر میں دفن کرنے کے لئے اٹھایا مگر حضرت نے انہیں جبراً اس راستے سے ہٹا لیا اور لد کے مقامات اولیاء اللہ کی طرف لے چلے ایک جگہ سے دوسری جگہ آپ انہیں لے کر گھومتے رہے ہر ولی کے مقام کے سامنے تھوڑی دیر رکتے جس طرح زیارت کرنے والوں کا انداز ہوتا ہے پھر دوسری جگہ لے چلتے اس طرح گھومتے پھرتے آپ ان لوگوں کو لد سے باہر لے گئے اور ان اولیائے ملت کے آستانوں پر گھمانے لگے جو لد سے باہر تھے، چارپائی اٹھانے والے تبدیل ہوتے رہے مگر کسی کے اختیار میں یہ بات نہ تھی کہ جدھر حضرت جبراً لے جا رہے ہیں ادھر سے وہ ہٹ سکیں۔ حاضرین کا مجمع بھی ساتھ ساتھ سب درباروں پر پھر رہا تھا، کچھ حضرات نے مجھے یہ بھی بتایا کہ لد کے حاکم کے جی میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ چارپائی اٹھانے والوں کی بدعت انگیزی اثر پذیر ہے ورنہ مرنے والا کیسے انہیں مجبور کر سکتا ہے اس نے اپنے چار طاقتور غلام بلائے اور انہیں شیخ کی چارپائی اٹھانے کا حکم دیا اور رازداری سے انہیں یہ بھی سمجھا دیا کہ وہ حقیقت حال جاننا چاہتا ہے۔ جب ان لوگوں نے چارپائی اٹھائی تو یہ بھی پہلے لوگوں کی طرح شیخ کے تصرف میں آ گئے اور شیخ انہیں اسی طرح لے چلے جیسے پہلوں کو لے چلے تھے۔ اب حاکم پر یہ عقدہ کھلا کہ یہ معاملہ حقیقی ہے مریدوں کی اثر پذیری اور جعل سازی نہیں یہ حضرت شیخ کی کرامت ہے، حضرت شیخ حسین دجانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے جنازے کے پیچھے دوڑتے جاتے تھے اور پکارتے جاتے تھے۔ میرے بھائی (حضرت شیخ جسر رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب ہے) میں ایک کمزور اور عاجز انسان ہوں دوڑ نہیں سکتا اس سے زیادہ تیز نہ چلیں مزید آگے نہ بڑھیں سب لوگوں نے آپ کی کرامت مان لی ہے جو اللہ نے آپ کو انعام فرمائی ہے تب حضرت لد کی طرف تشریف لائے زاویہ میں داخل ہو کر وہاں ٹھہر گئے تب لوگوں نے آپ کو اسی زاویہ (گوشہ) میں دفن کرنے کا پروگرام بنایا وہاں اس جگہ آپ کی قبر بنائی گئی جہاں آپ دستر خوان بچھا کر دوستوں کی مہمانی فرماتے اور وہاں آپ نے کشکول (1) لٹکا رکھا تھا آپ نے اس مقام پر پہنچ کر حضرت دجانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ہم نے یہاں کشکول لٹکایا تھا'' یہ کشکول والا معاملہ بیت المقدس کی زیارت کرنے سے پہلے بلکہ آپ کی مرض موت سے چند ہفتے پہلے پیش آیا۔ آپ کا وصال ۱۲۶۲ھ میں ہوا اور لد گاؤں میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر زیارات و برکات کے لئے مشہور ہے آپ کو حضرت شیخ محمود رافعی کبیر طرابلسی سے بے حد محبت تھی یہ دوستی زبان زد خلائق تھی۔ حضرت ابورباح نے اپنے مرثیہ میں بھی اس شعر میں اس دوستی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

1۔ کاسہ، برتن جس میں ٹکڑے، آٹا وغیرہ اکٹھے کر کے ڈال دیتے ہیں۔

یا جسر من لأبی الأنوار یؤنسه   من بعد فقدت فی ساحات أنداء

اے جسر رحمۃ اللہ علیہ! یہ تو فرمائیں کہ ابوالانوار سے آپ کے وصال کے بعد کون محبت عطا کرے گا جب کہ آپ سنی وتوں کے صحن میں دفن ہو چکے ہوں گے۔

ابوالانوار حضرت محمود رافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے۔ حضرت محمد جسر کی اپنی کنیت تو ابوالاحوال ہے۔ حضرت شیخ حسین اس شعر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ جس آدمی کو اس محبت کا علم ہے جو ان دو عظیم المرتبت ہستیوں کے درمیان تھی وہ اس شعر کا صحیح مفہوم سمجھ سکتا ہے۔ حضرت جسر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے دو سال سات ماہ اور کچھ دن بعد حضرت محمود رافعی بھی وفات پا گئے۔ اللہ ان دونوں اور باقی اولیائے کرام کی برکات سے ہمیں نوازے۔

حضرت محمد خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مکہ مشرفہ میں مقیم ہو گئے تھے شیخ عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی شہرت ولایت سلطان غازی عبدالمجید خان ترکی مرحوم کی والدہ ماجدہ تک پہنچی اور اس خاتون نے حرم مکی میں آپ کے لئے سرائے بنانے کا حکم دیا آپ اسی سرائے میں تشریف لے آئے اور طریقت وارشاد کی خدمت میں لگ گئے۔

آپ کے خادم نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہتا ہے میرا ایک نوعمر لڑکا تھا وہ شدید بیمار ہو گیا موت کے کنارے تک جا پہنچا میں رات کے وقت اسے اٹھا کر حضرت کی سرائے میں لے گیا آپ مراقبہ میں تھے میں نے لڑکے کو آپ کے سامنے رکھ دیا اور آپ سے اس کے لئے دعا کی درخواست کی تاکہ اسے شفا نصیب ہو۔ آپ نے اپنی نظر اقدس اس پر ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔

ناجائز محبت ختم

ایک اور شخص ذکر کرتا ہے کہ اس نے ایک عورت سے محبت کی اور وہ فحش میں مبتلا ہونے کے قریب پہنچ گیا پھر حضرت سے اس بات کا ذکر کر کے کہنے لگا میرے اور گناہ کے ارتکاب کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا تھا اگر میں گناہ میں مبتلا ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات آپ کے لئے باعث عار ہوتی (کیونکہ میں آپ کا مرید تھا اور میری حفاظت آپ کے ذمہ تھی) آپ کو میرا یہ مسئلہ بہت اہم معلوم ہوا آپ نے مجھے فرمایا کہ کہہ دے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں نے جواباً عرض کیا سبحان اللہ! یہ تو میں ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں (اب بھی پڑھ لیا تو کیا فائدہ ہوگا) فرمانے لگے میرے کہنے پر ایک دفعہ کہہ تو دو۔ میں نے کہہ دیا پھر کیا تھا یوں محسوس ہوا کہ میرے اور اس عورت کے درمیان سد سکندری حائل ہو گئی ہے اور تین سال تک میری قوت شہوت ہی بالکل ختم ہو گئی۔ (رواہ النبہانی)

حضرت شیخ محمد نجیب بن عبدالفتاح زعبی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت ولی اور کریم المناقب اولیاء کے اکابر و اعاظم میں شامل ہیں۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ میں فنکارانہ

مہارت کے ساتھ ساتھ صاحب کرامات بھی تھے۔

سواری کا جانور سیڑھیاں چڑھنے اور اترنے لگا

مجھے آپ کے پوتے سیدی شیخ عبدالفتاح آفندی زعبی رحمۃ اللہ علیہ (طرابلس شام میں نقیب سادات) نے مشاہدہ کرنے والے معتبر لوگوں سے روایت کرتے ہوئے بتایا آپ کا خادم آپ کی سواری لایا اور آپ کے آستانے کے سامنے باندھ دی حضرت بالائی منزل پر تھے آپ نے خادم سے فرمایا سواری میرے پاس لے آ، خادم چلا گیا اور واپس نہ پلٹا کیونکہ وہ سواری کو بالاخانے میں نہیں لا سکتا تھا اور بلند سیڑھیوں پر سواری نہیں جا سکتی تھی۔ جب شیخ نے سمجھا کہ خادم دیر کر رہا ہے تو آپ نے سواری کو کھڑکی سے پکارا اور اسے اوپر آنے کا حکم دیا اس نے رسی کاٹ ڈالی اور سیڑھی چڑھنے لگی حضرت کے کمرے کے دروازے پر جا پہنچی وہاں کھڑی ہو گئی خادم کے آنے تک وہاں سے نہ ہلی خادم آیا تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اب سواری کو وہاں سے نیچے کیسے اتارے پھر حضرت نے خود اس سواری کے جانور کو حکم دیا وہ اسی طرح واپس اتری جیسے چڑھی تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی آپ کی بہت سی کرامات ہیں آپ کی وفات رجب ۱۲۶۶ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ محمد بدرالدین زعبی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسب وطریقت میں قادری تھے آپ مجموعہ خیر علماء اور مجسمہ خیر و نیکی اولیاء کے فرد وحید ہیں۔ آپ کے عالم، فاضل، اکابر اولیاء کے ثمرہ اور مثالی سادات کے پھول و پھل صاحبزادے جناب شیخ عبدالفتاح آفندی زعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا آپ کی لاتعداد کرامات اور خوارق عادات ہیں۔ اور یہ کرامات معتبر لوگوں سے مروی ہیں۔

بہتا پانی رک گیا

آپ کی یہ کرامت مجھے (عبدالفتاح) محمد یوسف ملک، احمد مطرجی اور محمود حلبی جیسے چیدہ و منتخب لوگوں نے یوں بتائی کہ ہم سب آپ کے والد ماجد حضرت محمد بدرالدین کے ساتھ نہر کے پل پر شدید گرمی کی ایک رات میں بیٹھے تھے۔ چاند روشن تھا اور مطلع بالکل صاف تھا نہر کے پانی میں بہنے کی میٹھی آواز مغموم دلوں میں فرحت و سرور پیدا کر رہی تھی ہم نے حضرت کے سامنے آپ کے دادا جان حضرت سیدنا شیخ عبدالفتاح کی وہ کرامت بیان کی کہ آپ کے لئے پہاڑ حرکت میں آ گئے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا میرے بچو! میری بھی ایک کرامت ہے جو دادا جان کی کرامت کے قریب قریب ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اس پانی کو کہتا ہوں رک جا اور بہنا چھوڑ دے تو یہ حکم خداوندی سے رک جاتا ہے۔ تینوں حضرات اللہ عظمت والے کی قسم کھا کر کہتے ہیں آپ کے اس اشارے سے پانی رک گیا۔ اس کی آواز بند ہو گئی پھر حضرت نے پانی کو حکم دیا، او برکت والے! حکم خداوندی سے چل، پھر پانی پہلے کی طرح چلنے لگ گیا۔

ایک اور کرامت یوں ہے کہ آپ نے اپنے کسی شاگرد کی زبان کاٹ دی یہ شاگرد لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا اس کا نام شیخ محی الدین حورانی تھا جب اس نے غیبت سے توبہ کی تو آپ نے زبان پہلے کی طرح واپس لگا دی زبان اپنے مقام پر چمٹ

تی۔ آپ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ کو قسطنطنیہ میں واصل بحق ہوئے اور بشکطاش میں حضرت یحییٰ آفندی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ و نفعنا ببرکاتہ

حضرت محمد بن عبداللہ بن مصطفیٰ خانی دمشقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عمل کرنے والے علماء، اور معرفت والے اولیاء کے اکابرین میں شامل ہیں۔ آپ علامہ بافضل وکمال اور مرشد بے مثال اور باکمال شیخ محترم محمد بن محمد خانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہیں۔ آپ نے طریقت کا درس مولانا شیخ خالد نقشبندی سے لیا آپ ان کے اقرب المقربین میں سے تھے۔

شیخ دو جگہ موجود اور گناہ غائب

آپ کا ایک پڑوسی رات کو اپنے گھر میں ایک کنجری لے آیا گھر میں کوئی بھی نہ تھا دیا جلا کر اسے دیا اور خود کچھ کام کرنے بازار گیا۔ واپس پلٹا گھر میں داخل ہوا۔ جس کمرے میں کنجری براجمان تھی اس کی کھڑکیاں بلوریں تھیں بلور سے اندر دیکھا تو وہاں حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کو تکیہ پر بیٹھے پایا بے حد گھبرایا گھر سے نکل کر بھاگ کھڑا ہوا مسجد میں جا پہنچا مگر حضرت تو مسجد میں اپنی جگہ حسب عادت تشریف فرما تھے۔ پھر گھر کی طرف پلٹا اب پھر دیکھا تو حضرت گھر میں بعینہٖ اسی تکیہ پر تشریف فرما ہیں، تین دفعہ اسی طرح ہوا۔ اب وہ مسجد میں آیا اور حضرت قدس اللہ سرہ کے ہاتھ چوم لئے دل میں توبہ نے ڈیرا ڈال دیا تھا یہ خالص توبہ تھی اب وہ واپس گھر نہ گیا جب کنجری نے سمجھا بہت دیر ہوگئی ہے تو وہ چلی گئی۔ عشاء کے بعد واپس آیا تو گھر کو خالی پایا رات شکر خدا میں استغفار پڑھتے گزاری صبح ہوئی پھر کبھی اس نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ولی نے جہنم سے بچایا اور محبت عطا کی

محمد رشید پاشا المعروف کزلک پاشا مرحوم والی بغداد چھاؤنی نمبر پانچ کے قائد بن کر شام آئے ان کی تربیت یورپ کے علاقہ میں ہوئی تھی مغربی معاشرہ کی محبت ان کے دل میں رچ بس گئی تھی اور اسلام کی طرف سے دل کو کراہت و ناپسندیدگی تھی ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ بکر منڈی میں حج کے دن فوج کے لئے قربانیاں خریدنے آئے یہ منڈی حضرت قدس سرہ کی مسجد کے قریب تھی جب خرید و فروخت سے فارغ ہوئے تو مسجد میں ہاتھ دھونے آگئے کیونکہ بکریوں اور بھیڑوں کی صوف کو چھونے کے اثرات وہ زائل کرنا چاہتے تھے جب پانی کے حوض کے قریب پہنچے تو حضرت کو وہاں وضو کرتے ہوئے پایا۔ اپنے جی میں کہہ رہا تھا کہ حضرت کے ہاتھ چومے جائیں انہوں نے اپنے دل سے کہا ایک مسلمان کے ہاتھ کیوں چومے جائیں میں تو انہیں ساری کائنات سے مبغوض سمجھتا ہوں کیونکہ مسلمان ہیں مگر دل نہ مانا پاشا صاحب آگے بڑھے اور حضرت کا ہاتھ چوم لیا حضرت نے صرف یہ کیا کہ اپنا ہاتھ تحیہ واحترام کے لئے ان کے سینے پر رکھ دیا اور پھر ان کی طرف سے توجہ موڑ کر وضو شروع فرما دیا۔ یہ صاحب واپس تو چل دیئے مگر دل حضرت کی خدمت میں ہی رہ گیا۔ واپس جا کر مذکورہ چھاؤنی کے مشیر محمد نامق پاشا کو بطور تعجب اپنے جی کی بات بتائی مشیر نے کہا جناب کیا کہتے ہیں یہ تو حضرت شیخ محمد خانی ہیں جو ولی خدا ہیں انہی کی مہ

زیارت کرتا تھا تو آپ مجھے ملامت کیا کرتے تھے پاشا صاحب بولے ایسے ہی عزیز و محترم لوگوں پر اسلام و فخر ہے اب تو میں ان کی برکت سے دین اسلام کی صحت کا قائل ہو گیا ہوں اور اب مجھے مسلمانوں سے محبت پیدا ہو گئی ہے ان کے دست اقدس کے طفیل اللہ کریم نے مجھے جہنم سے بچا لیا ہے پھر پاشا صاحب اکثر حضرت کی زیارت کے لئے جایا کرتے اور جہنم سے بچانے کی نعمت اور رشد و ہدایت کی کرم نوازی و احسان پر ان کا شکریہ ادا کرتے، وفات تک دار السلطنت اور دیگر جگہوں کی اعلیٰ محفلوں میں پاشا صاحب آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے۔

تعویذ نے طبیبوں کو مات دے دی

ایک اور کرامت آپ کے پوتے شیخ عبد المجید خانی نے بیان کی اور میں نے بھی اس کا مشاہدہ کیا۔ خانی فرماتے ہیں میرے سب سے بڑے چچا شیخ احمد کو مثانے میں پتھری کی وجہ سے تکلیف تھی، قضائے حاجت کے وقت تو شدت الم سے وہ بے قرار ہو جاتے کئی دفعہ کئی کئی دن بیمار رہتے تھے۔ اطباء تھک گئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت نے انہیں تعویذ لکھ کر دیا اور ارشاد فرمایا اسے برتن میں پانی ڈال کر دیں اور پانی پیا کریں زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ سنگریزہ قوت کے ساتھ پیشاب میں باہر نکل آیا اور جب طشتری میں گرا تو دو ٹکڑے ہو گیا اور الحمد للہ اس کے بعد چچا جان آج تک بخیر و عافیت ہیں۔

مرید کے احوال کی نگرانی

شیخ عبد المجید حضرت کے کشف کے متعلق ذکر کرتے ہیں مجھے محترم المقام والد ماجد نے بتایا کہ کسی معاملے کے وقوع سے حضرت اس کی خبر دے دیتے تھے۔ پھر وہ واقعہ اسی طرح سامنے آتا جس طرح آپ نے اس کی خبر دے دی ہوتی تھی۔ سب معاملات میں آپ کی رائے ایسے ہی ہوتی تھی۔ مریدوں کے دلوں پر مطلع ہونے کے لئے تو گویا وہ صاف و شفاف آئینہ تھے جس میں ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک سب خیالات کی عکاسی ہوتی تھی آپ کسی مرید سے اس کے احوال نہیں پوچھا کرتے تھے بلکہ مرید کے اطوار و احوال کی خود مرید کو خبر دیتے اور اس کے سلوک کے مراتب کی خود نگرانی فرماتے ہوئے کچھ کام کرنے اور کچھ سے باز رہنے کی ہدایت فرماتے۔

جب بھید بھید نہ رہا

مزید فرماتے ہیں مجھے آپ کے ایک مرید نے بتایا میں آپ کے آستانہ عالیہ کی زیارت اور ایک زیادتی و ظلم کی شکایت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں ملک شام کا وزیر بیٹھا تھا لہٰذا میں آپ تک نہ پہنچ سکا تھوڑی دیر بعد وزیر چل پڑا اور حضرت اسے الوداع کہنے کے لئے اٹھے، اس جانے والے شخص کے دل میں خیال گزرا کہ حضرت حکام کا احترام کرتے ہیں آپ نے فوراً اس کی طرف توجہ دی اور فرمایا یہ سب کچھ تمہارے لئے کرتا ہوں یہ شخص بہت شرمندہ ہوا آپ کی وفات ۱۲۷۹ھ میں دمشق میں ہوئی اور حضرت مولانا خالد نقشبندی کے مزار انور کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ یہ سب واقعات میں نے آپ کے پوتے شیخ عبد المجید کی کتاب "الحدائق الوردیة" سے نقل کئے ہیں۔

حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امیر عبدالقادر جزائری کے شیخ ہیں۔ انہوں نے حضرت سے ۱۲۸۴ھ میں طریق شاذلیہ کے مطابق استفادہ کیا۔ ان دنوں میں بھی جامع ازہر شریف میں مقیم تھا۔ حضرت مصر تشریف لائے تو لوگ، علماء اور طلبہ آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنے اور سلام پیش کرنے کے لئے دوڑے۔ میں نے بھی آپ کے ہاتھ چومنے اور طریقت حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ برکت پائی۔ اسی بھرپور مجلس میں میں نے حضرت کی زبانی یہ بات سنی کہ آپ نے اپنی دادی محترمہ، کائنات بھر کی خواتین کی سیدہ، سیدہ فاطمہ طیبہ وطاہرہ علیہا السلام کو عالم بیداری میں حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ اقدس میں دیکھا اور آپ کی زیارت کا شرف پایا یہ آپ کے علو مقام پر واضح ترین کرامت اور ظاہر ترین آیت ہے۔

بیس سال سے منتظر تھا

امیر سید عبدالقادر جزائری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المواقف'' میں لکھا ہے کہ جب وہ عبدالقادر حجاز مقدس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ''میں بیس سال سے آپ کے انتظار میں ہوں'' پھر انہیں طریق شاذلیہ عطا فرمایا۔ مختصر سی مدت میں اللہ کریم نے پھر ان کے لئے لاتعداد فتوح کے دروازے کھول دیئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عالم بیداری میں شرف دیدار بخشا۔ امیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ رائیہ میں حضرت کی بڑے بلیغ اور طویل انداز میں مدح کی یہ قصیدہ بھی ان کی کتاب ''المواقف'' میں موجود ہے۔ حضرت شیخ محمد فاسی مکہ مکرمہ میں فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے مجھے تاریخ وفات یاد نہیں۔

حضرت شیخ محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حیفا کے علاقہ کے گاؤں طیرہ میں قیام فرماتے تھے۔ بڑے باصلاحیت اور صاحب اعتقاد انسان تھے۔ آپ کو اللہ کریم نے کرامات اور خوارق عادات عطا فرما رکھی تھیں۔ بڑے معتبر لوگوں نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ آپ طیرہ گاؤں میں ایک عورت سے شادی شدہ تھے اسے طلاق دے کر آپ وہاں سے چلے گئے۔ اس خاتون سے شیخ ابراہیم سعدی نے شادی کر لی یہ حضرت جنین علاقہ کے گاؤں زرعین میں مدفون ہیں یہ بھی ولی خدا تھے۔ جب اس خاتون سے دخول کا ارادہ کیا تو اسے حیض آ گیا۔ سعدی اس سے الگ ہو گئے۔ حالت حیض میں قرب شرعاً ممنوع ہوتا ہے، جب ایام حیض گزر گئے اور وہ پاک ہو گئی تو آپ نے پھر قریب جانا چاہا پھر خون جاری ہو گیا اور آپ الگ ہو گئے، جب بھی وہ پاک ہوتی اور آپ قرب چاہتے تو یہی حالت طاری ہو جاتی آپ اس سے بالکل قریب نہ جا سکے اب انہیں پتہ چلا کہ یہ ان کے پہلے خاوند حضرت شیخ محمد خراسانی کی کرامت ہے۔ ایک مدت کے بعد حضرت محمد خراسانی سفر سے پلٹے اور مذکورہ بیوی سے رجوع فرمایا اس کے ساتھ زندگی گزاری اور بعد میں پھر سفر کیا اور مکہ مکرمہ میں میری اطلاع کے مطابق تیرہ سو ہجری کے بعد وصال ہوا۔

حضرت شیخ الحاج محمد قاقا افغانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بیروت میں مقیم تھے تبرکات اور چھوٹی چھوٹی چیزیں بیچا کرتے لوگوں میں آپ کی کرامات کا شہرہ حد تواتر تک پھیلا ہوا ہے آپ اس بات کے اہل بھی تھے کیونکہ آپ کی زندگی سنت محمدی کا نمونہ اور کامل استقامت کی تصویر تھی۔ آپ صالح، عابد، تقی، نقی، متواضع اور سراپا حلم تھے۔ طاعات اور نماز باجماعت ان کا شعار تھا۔ صدقہ بالکل نہیں لیتے تھے میں نے آپ کو بیروت کے بازار میں ۱۲۹۰ھ میں سامنے پڑا ہوا تھوڑا سا خوردہ (چھوٹا چھوٹا سامان) بیچتے دیکھا تھا مجھے بتایا گیا تھا کہ اس مختصر سے سامان کو بیچ کر اسی کے منافع سے غریبوں اور فقیروں کو بڑے بڑے تحفے اور خرچ عطا فرماتے ہیں اور دیگر ضروریات بھی لوگوں کی پوری کرتے ہیں جو بھی آپ کے بس میں ہوتی ہیں۔ میں نے بیروت میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کی ولایت، محبت اور برکات پر متفق ہیں اور آپ کی لاتعداد کرامات بھی بیان کرتے ہیں۔

پولیس افسر کو سبق مل گیا

بیروت میں پولیس کے سب سے بڑے افسر نے آپ کے خوردہ والے تھیلے کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور چلا گیا حکومت کے دفاتر میں ابھی اپنی جگہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ بیمار پڑ گیا۔ حضرت کی تاریخ وفات کا مجھے صحیح طور پر پتہ نہیں چل سکا آپ کی برکات سے اللہ کریم ہمیں متمتع فرمائے۔ آمین

حضرت شیخ محمد قاوقجی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام، علامہ، مرشد کامل، جامع الفضائل، مایۂ ناز علماء اور باکرم وشرف اولیاء کے فرد وحید ہیں۔ اس دور میں ولایت ومعرفت میں عالم اسلام میں بالعموم اور مصر وشام میں بالخصوص آپ کی دھوم پڑی ہوئی ہے۔ آپ سید ہیں اور عترت نبوی میں شامل ہیں اور ولی کامل وشہیر سیدی عبد السلام بن مشیش کی اولاد پاک سے ہیں۔ یہ القاب وشجرہ آپ کی کتاب ''اللؤلؤ المرصوع فیما قیل لا أصل له أو باصله موضوع'' کے آغاز میں آپ کے عالم وفاضل صاحبزادے سید محمد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کئے ہیں وہاں انہوں نے آپ کی بہت سی تالیفات کا ذکر بھی کیا ہے وہ فرماتے ہیں آپ نے قریباً دو سو چھوٹی بڑی، مطبوع اور غیر مطبوع کتابیں لکھی ہیں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کی کرامات پر مشتمل وہ ایک مستقل کتاب لکھیں گے۔

پھر آنکھ ٹھیک ہو گئی

مجھے آپ کی ایک کرامت شیخ ثقہ حضرت عرفات مصری نے بتائی ہے عرفات رحمۃ اللہ علیہ منصورہ کے رہنے والے تھے مگر اب بیروت میں رہتے ہیں آپ حافظ قرآن تھے اور راتوں کو جاگ کر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے ہیں۔ کرامت یوں بیان کی ہے حضرت شیخ محمد قاوقجی اپنے مریدوں کو ملنے ہمارے شہر منصورہ تشریف لائے۔ منصورہ میں آپ کے مریدوں کی بڑی کثرت تھی بہت بڑا مجمع لگ گیا اور حسب عادت آپ کی تشریف آوری پر مرید بہت خوش تھے میں بھی آپ کی محفل میں حاضری سے مشرف ہوا میرا ماموں زاد بھائی محمد عزام بھی آپ کے ساتھ تھا اس کی آنکھ میں شدید درد تھا چار ماہ سے علاج کر کر

کے طبیب عاجز آ چکے تھے اور بالکل آرام نہیں آ رہا تھا۔ جب ہم نے شیخ سے وداع ہو کر آپ کی مجلس سے اٹھنا چاہا تو میرے مذکورہ ماموں زاد بھائی نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور اسے آنکھ پر رکھ کر اوپر نیچے پھیرا تا کہ آپ کی برکت سے شفا حاصل ہو پھر ہم واپس پلٹے رات کا وقت تھا۔ صبح ہوئی تو ہم نے اس کی آنکھ کو دیکھا وہ بالکل ٹھیک ہو چکی تھی اور مرض کا نام ونشان نہ تھا ہم پہلے ہی حضرت کے معتقد تو تھے ہی، اب اعتقاد میں اور اضافہ ہو گیا اور ہمیں تحقیق ہو گئی کہ یہ آپ کی کرامت ہے۔ یہ واقعہ ۱۳۰۵ھ میں پیش آیا اسی سال آپ حج کے لئے مکہ مشرفہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ کا وصال ہوا(1)۔

حضرت شیخ محمد بواب مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا قیام یافا میں ہے آپ کو کلے بیچا کرتے تھے مجھے ان کی شان ایک دوست نے بتائی اور کہا کہ آپ صاحب کرامت ولی حق ہیں، میں جب ۱۳۰۷ھ کے ماہ ذی قعدہ میں یافا سے گزرا تو ان کی دکان پر بھی گیا تا کہ ان کی زیارت کر سکوں مگر وہ موجود نہ تھے۔ میں پھر وہاں سے اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ولی کی زیارت کے لئے چل دیا میں ان کا نام بھول گیا ہوں غالباً اصلان نام تھا اور یافا میں مدفون تھے میں عموماً ان کے مزار پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول وماثور یہ دعا پڑھا کرتا تھا:

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

''اے اللہ! غم واندوہ کو دور فرما دینے والے مجبور ومضطر لوگوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشنے والے! دنیا و آخرت کے رحیم ورحمان۔ تو ہی تو مجھ پر رحم کرنے والا ہے ایسے رحم سے مجھے نواز دے کہ دوسرے لوگوں کی مہربانیوں کی مجھے ضرورت ہی نہ رہے''۔

میں مزار کی زیارت کرنے کے بعد حضرت محمد بواب کی دکان کی طرف سے گزرا ابھی میں دکان سے دور تھا کہ آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی اس سے پہلے کوئی جان پہچان نہ تھی آپ استقبال کے لئے آگے بڑھے اور انہیں آتا دیکھ کر میں بھی پہچان گیا کہ وہ حضرت محمد بواب ہی ہیں۔ میں نے ان کا ہاتھ چومنا چاہا تو انہوں نے ایسا نہ کرنے دیا ہاتھ اوپر اٹھا لئے، اور وہی دعا مانگنے لگ گئے جو میں قبر پر مانگ کر آیا تھا الفاظ یوں ادا کئے: اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ آگے یوں الفاظ کہے أنت ترحمنا فَارْحَمْنَا رَحْمَةً تُغْنِيْنَا بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ یعنی واحد کے لفظ (نی جو اصل حدیث میں تین دفعہ آیا تھا کو جمع کے نا لفظ میں تبدیل کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ حضرت نے مصنف کو بھی دعا میں اپنے ساتھ شامل کر لیا اور کئی دفعہ اس دعا کو دہراتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ کشف سے آپ نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے یہ کرامت ہے۔ کسی تعارف کرانے والے کے بغیر مجھے پہچان لینا آپ کی دوسری کرامت ہے۔ اس کے بعد میں نے ان کے متعلق پھر پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ وفات

1۔ یعنی پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ مترجم

فرما گئے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ۔ آپ کی برکات سے اللہ تعالیٰ ہمیں نوازے۔

حضرت شیخ محمد علی قیسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بیروت میں ایک صاحب حال بزرگ تھے میں نے انہیں مجذوبوں کے لباس میں بازاروں میں آتے جاتے دیکھا۔ سوائے ضرورت کے وہ کسی سے بات نہیں کرتے تھے انہیں کئی دفعہ سننے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ آپ رات کو خالی جگہ میں بیٹھ جاتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں خشوع وخضوع اور عاجزی وذلت کی تصویر بن جاتے ہیں اللہ کریم سے یوں عرض کرتے ہیں: مولا کریم! ''یہ حال کب تک رہے گا؟'' اللہ کریم سے پھر کشائش طلب کرتے ہیں جب انہیں محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے انہیں دیکھ لیا ہے تو اس کیفیت کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے متعلق اصلاح وولایت کا ہرگز اظہار نہیں ہونے دیتے۔ ان سے کئی کرامات صدور پذیر ہو چکی ہیں۔ مگر ان کے اظہار میں ان کے اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا ایسی کرامات بھی سوائے ضرورت کے وہ ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ ایسا ہی ایک واقعہ بحری جہاز کے کپتان کے ساتھ آپ کی طرف سے ظہور پذیر ہوا رات کی آٹھویں ساعت میں بیروت کے ایک قہوہ خانے میں آپ اس سے ملے اسے کچھ نقدی عطا فرمائی تا کہ وہ روٹی خرید لائے وہ رقم لے کر تنور پر گیا مگر روٹی نہ ملی واپس آ کر کہنے لگا روٹی نہیں ملی آپ نے اسے فرمایا (رقم واپس نہیں لوں گا) وہ کپتان گھر سے کچھ روٹی اور سالن لایا تھا جسے عموماً کبہ کہتے ہیں (کبہ برغل پسی ہوئی گندم اور گوشت) سے بناتے ہیں شامی علاقوں میں لوگ اس کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور سفر میں اسی کو وہاں زادراہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ کپتان کی آستین میں برغل کے بنے کبہ موجود ہیں کپتان سمجھ گیا کہ یہ از قسم کشف حضرت محمد کی کرامت ہے لہٰذا اس نے جتنا ہو سکتا تھا اتنا کبہ حضرت کو پیش کر دیا۔ آپ کی اور بہت سی کرامات ہیں مگر اب وہ مجھے یاد نہیں کہ تحریر کروں۔ مجھے تاریخ وفات بھی معلوم نہیں غالباً ۱۳۱۰ھ کے بعد ہوئی ہے۔

حضرت شیخ محمد ہیکل ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ

آپ دمشقی میدانی ہیں کئی دفعہ ان سے ملاقات کا شرف پا چکا ہوں پہلی دفعہ ۱۳۱۰ھ میں سفر حج کے دوران ملاقات ہوئی تھی جس جہاز سے بیروت سے جدہ تک سفر کیا اس میں آپ میرے رفقاء میں شامل تھے پھر مکہ مکرمہ میں بھی باہمی رفاقت رہی اور دوران سفر اکثر آپ میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے پھر وہ شامی قافلہ کے ساتھ واپس چلے گئے اور میں جدہ چلا گیا اس سال وبائے عام پھیل چکی تھی لہٰذا میں سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ طیبہ حاضر نہ ہو سکا۔ عرش کریم کے رب عظیم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے مدینہ طیبہ کی زیارت سے سرفراز فرمائے۔ یہ زیارت جلدی ہو اور قبولیت تامہ کے ساتھ ہو اور حسن خاتمہ کے ساتھ میری وفات بھی حضور مکرم، شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب وجوار میں ہو (1)۔

1۔ عظمائے ملت کی یہ حسرت رہی ہے کہ ان کا مدفن سرکار نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ہوتا کہ قیامت کو قبر سے اٹھیں تو رخ انور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہو یہی حسرت علامہ نبہانی بیان فرماتے ہیں یہی خواہش علامہ اقبال نے بھی پیش کی تھی ذرا محبت وسوز میں ڈوبے دل کی گہرائیوں سے نکلے ان اشعار پر غور فرمائیں مثنوی اسرار ورموز میں ارشاد ہوتا ہے: (بقیہ آگے)

اونٹ کا واقعہ

میں نے بہت سے لوگوں سے حضرت شیخ محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کرامات سنی ہیں آپ نے خود بھی کئی ایسی باتیں بتائی ہیں جن سے مذکورہ بالا لوگوں کی تائید ہوتی ہے آپ کی حالت بھی ان باتوں اور کرامات کے سچا ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ سلیم القلب اور طاعات وصلوات کے پابند انسان ہیں۔ مجھے لاتعداد لوگوں نے بتایا آپ کا محلہ میدان شہر دمشق میں ایک چھوٹا سا مکان ہے آپ کے پاس کام کاج کے لئے ایک اونٹ تھا اس کی مزدوری سے گزران ہوتی تھی۔ اس چھوٹے سے مکان کے علاوہ اونٹ کے لئے بھی کوئی اور ٹھکانہ نہیں تھا مکان کا دروازہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس سے گدھا بھی اندر نہیں جا سکتا تھا اونٹ تو بہت دور کی بات ہے۔ حضرت ابوراشد جب اونٹ کو مکان میں داخل کرنا چاہتے تو اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ کر اسے نیچے کھینچ لیتے

(بقیہ گزشتہ)

۱۔ اورا ایں تمنا در دلم خوابیدہ ماند — درصدف مثل گہر پوشیدہ ماند
۲۔ اے زیاد غیر تو جانم تہی — برلبش آرم اگر فرمان دہی
۳۔ ہست شان رحمت گیتی نواز — آرزو دارم کہ میرم در حجاز
۴۔ از درت خیزد اگر اجزائے من — وائے مروزم خوشا فردائے من
۵۔ کوکبم را دیدۂ بیدار بخش — مرقد در سایۂ دیوار بخش
۶۔ تابیا ساید دل بیتاب من — بستگی پیدا کند سیماب من
۷۔ با فلک گویم کہ اکرام نگر — دیدۂ آغازم و انجامم نگر

۱۔ یہ خواہش میرے دل میں سوئی ہوئی تھی اور دل کے سیپ میں یوں مخفی تھی جیسے سیپ میں گوہر پوشیدہ ہوتا ہے۔

۲۔ یارسول اللہ! آپ کی یاد سے ہی میرا دل معمور ہے آپ کے غیر کی یاد سے میرا دل خالی ہے اگر اجازت مرحمت ہو تو اس تمنا کو زبان پر لاؤں۔

۳۔ آپ کی شان رحمت نے تو دنیا کو نوازا ہے (اگر میری خواہش وتمنا بھی بر آئے تو آپ کے لئے تو بندہ پروری کی ایک ادا ہوگی) تمنا ہے کہ میری موت حجاز مقدس میں ہو۔

۴۔ کل قیامت کو آپ کے در اقدس سے میرے جسم کے اجزا زندہ ہو کر اٹھیں تو آج کے مقابلے میں پھر میرا کل (روز محشر) کتنا بہتر روز ذی شان ہوگا۔

۵۔ میرے ستارے کو آقا! بیدار نگاہ عطا فرما دیجئے (اور نگاہ بیدار چونکہ آپ کے قرب سے ملتی ہے لہٰذا) اپنی دیوار اقدس کے سایہ میں مجھے مزار عطا فرمایئے۔

۶۔ آپ کے قرب میں آ کر میرے بیتاب دوری کے مارے دل کو سکون مل جائے گا۔ اور میرا سیمابی وجود آپ کا قرب پا کر بستگی اور قرار پالے گا۔

۷۔ (آپ کا قرب پا کر) میں آسمان سے کہہ دوں گا کہ ذرا میری عظمت ومقام کو دیکھ لے میرا آغاز بھی دیکھا تھا (کہ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوا تھا) اب میرا انجام بھی دیکھ (کہ میں قرب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں محو نظارہ ہوں۔

پھر اقبال کو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد شاہی میں جگہ عطا فرما دی۔

جب یہ فقیر پر تقصیر مترجم کتاب سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو مگر... چند دنوں کے بعد سنا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین نور اللہ مرقدہ خلیفہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئے ہیں اور خلیفہ مظلوم سیدی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں جگہ ملی ہے جہاں سے گنبد خضراء کے جلوے ہر وقت دکھائی دیتے ہیں۔ تو دل نے چاہا کاش! عشق ومحبت نے کس کس انداز سے عظمائے امت میں اظہار پایا یہ طویل داستان ہے یہی کافی ہے۔ (مترجم)

اور اس طرح اونٹ کا سر دروازے کے اندر ہو جاتا اور پھر سارے کا سارا اونٹ فوراً مکان کے اندر پہنچ جاتا۔ یہ معاملہ لاتعداد دفعہ اسی طرح ہوتا رہا۔ یہ بات علمائے عاملین اور اتقیائے صالحین کے قائد حضرت شیخ عبدالغنی میدانی تک جا پہنچی۔ وہ حضرت ابوراشد سے بے حد محبت کرتے تھے آپ کے محسن بھی تھے اور آپ کی ولایت کے معترف و معتقد بھی، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی کرامت یوں شہرت پائے لہٰذا انہوں نے آپ کو ملامت کی کہ جمہور الناس کے سامنے بار بار اونٹ کو مکان میں داخل اور خارج کیوں کیا گیا؟ (یہ تو شہرت طلبی ہے جو اولیائے ربانی کی شان کے خلاف ہے) حضرت ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا میں ایک مسکین آدمی ہوں، بال بچے دار ہوں، جن کے اخراجات کے لئے کمائی کی ضرورت ہے اور اس اونٹ کے بغیر میرا کوئی اور کام بھی نہیں اور چھوٹے سے مکان کے علاوہ میرا کوئی اور مکان بھی نہیں اب میں اسی مکان میں اونٹ کو داخل و خارج کرنے کے بغیر اور کیا کر سکتا ہوں، مضطر و مجبور ہوں۔ حضرت عبدالغنی نے یہ معذرت قبول کر لی اور اہل خیر سے مال جمع کر کے انہیں کھلا سا گھر بنا دیا اور بڑا سا دروازہ بھی لگا دیا اب اونٹ حسب عادت اس سے آ جا سکتا تھا اور یوں معاملہ چلتا رہا۔ میں (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ واقعہ جب حضرت شیخ ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے اس کے صحیح ہونے کی خود بھی تصدیق کر دی۔

حکم نبوی: اٹھو شام جاؤ

انہوں نے مجھے خود بتایا جب مکہ مکرمہ سے وہ شامی قافلے کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر اقدس میں گئے اور روضہ انور کے مکین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ارادہ کر لیا کہ مدینہ طیبہ میں ہی رہیں گے پختہ ارادہ تھا کہ اب شامی قافلہ کے ساتھ واپس نہ جائیں گے نیت سفر تبدیل کر کے مسجد نبوی میں سو رہے تھے اور قافلہ تیاری میں مصروف تھا کہ خواب میں جمال جہاں آراء کی زیارت ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اٹھو اور شام اپنے بال بچے کی دیکھ بھال کے لئے جاؤ ان کا تمہارے بغیر اور کوئی کفیل نہیں (آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں تھیں) آپ کی نیت یہی تھی کہ سفر نہ کروں گا کیونکہ قرب نبوی کی محبت اور آپ کے پڑوس میں قیام عزیز تھا دوبارہ پھر زیارت ہوگئی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پھر شدید تاکید فرمائی سفر کے بغیر چارۂ کار نہیں، آپ نے سرکار نبوی میں معذرت پیش کی مگر آپ کی معذرت قبول نہ ہوئی۔ آپ قافلہ کے ساتھ ہو لئے اور شام پہنچ گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلعتیں اور زیورات عطا فرمائے

آپ نے خود بھی یہ بتایا اور یہ سچ ہے اس لئے کہ آپ سراپا خیر الصالحین میں سے ہیں اور عادۃً ایسے حضرات کو کاذب نہیں کہا جا سکتا۔ واقعہ یوں ہے کہ آپ کی بیوی دمشق شام کے کسی امیر کی شادی میں شریک ہوئیں وہاں عورتوں کو زیورات اور اعلیٰ لباس میں ملبوس دیکھا تو اپنے فقر کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہوئیں کیونکہ ان کا لباس پھٹا پرانا تھا اور زیور نام کی کوئی چیز ان کے جسم پر نہ تھی وہ جب گھر آئیں تو بے حد پراگندہ خاطر تھیں آپ نے بیوی سے اس پراگندگی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے ساری بات بتا دی، آپ جب اس رات سوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو شرف دیدار بخشا۔ آپ کے پاس نفیس نفیس زیورات، جواہرات اور انوکھے اور نرالے لباس تھے جنہیں دیکھ کر آنکھیں حیران و مدہوش رہ جاتی تھیں کیونکہ دنیا میں تو اس کی مثال نہ تھی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سب تمہاری بیوی کے لئے لایا ہوں اسے شکستہ دل نہیں ہونا چاہئے یہ سب آخرت میں اس کا مقسوم ہیں کیونکہ دنیا میں وہ ان زیورات اور لباس کے ان قیمتی سوٹوں سے لطف اندوز نہیں ہوئیں میری بیوی بھی خواب میں ہی وہاں حاضر ہوگئی اور یہ سب کپڑے اور زیورات پہن لیے۔ وہ خوشی طاری ہوئی جس کا وصف بیان نہیں ہوسکتا۔

گھر راکھ بن گیا

حضرت کی ایک اور کرامت ملاحظہ ہو، شام کے ایک بڑے آدمی نے آپ کو اپنے گھر بلایا آپ تشریف لے گئے۔ سب لوگ مل کر بیٹھے تھے ایک نوجوان کو عورتوں کا لباس پہنا دیا گیا ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو تنگ کریں گے اور خوب لطف اندوز ہوں گے آپ نے سمجھا یہ سچ مچ عورت ہے لہٰذا بڑی دل گرفتگی آپ پر طاری ہوئی وہ عورت نما آپ کے پاس آتا اور آپ وہ جگہ چھوڑ دیتے آپ بلند آواز فرماتے اور ان سے استغاثہ کرتے (کہ اسے دور ہٹاؤ) گھر کا مالک اور اس کے ساتھی ہنستے۔ یہ واقعہ آپ نے خود مجھے بتایا اور اپنی شدید دل گرفتگی کا ذکر بھی کیا گھر کے مالک پر بھی آپ ناراض ہوئے بر ے لفظوں میں اس کا ذکر بھی کیا کیونکہ یہ سب اس کی خباثت تھی آپ کی اطلاع کے کچھ وقت بعد اس شخص کا وہ گھر جس میں استہزا کا یہ سارا ڈرامارچایا گیا تھا، جل گیا۔ آگ نے سارے سامان سمیت اسے پورے کا پورا بھسم کر کے رکھ دیا اس گھر کا وہ سارا سامان راکھ میں تبدیل ہوگیا جس جیسا سامان شاید ہی کسی گھر میں ہو اب یہ گھر صرف صحن تھا جس میں سوائے راکھ کے، کچھ بھی نہیں تھا اس کے نقصان کا اندازہ پچیس ہزار دینار لگایا گیا۔ حضرت ابو راشد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۳۲۰ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ ابو الفیض محمد بن عبد الکبیر کتانی فاسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید، علامہ، امام اور ولی کبیر ہیں۔ زمانے کے فرد وحید اور وقت کے نابغہ ہیں، نیکوکار سچے لوگوں کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ آپ زمانے کے اولیاء کے اکابرین میں شامل ہیں اور علم و معرفت کا عظیم ظرف ہیں۔ آپ کی لاتعداد کرامات اور ان گنت خوارق عادات ہیں، سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ آپ عالم بیداری میں سرکار رسالت مدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں آپ کا ظاہری حال اس بات کے سچا ہونے پر دال ہے کیونکہ اس سچے دعوے کے بعد آپ کے سینے سے علوم شرعیہ اور معارف الٰہیہ کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں، کھلی محفلوں میں ان علوم کو اپنے درسوں میں آپ نے بتایا ہے بڑے بڑے علماء کی محافل میں جائیں ان علوم سے پاکیزگی پا چکی ہیں، خواص وعوام نے آپ کی ولایت کبریٰ کی صحت کو تسلیم کیا ہے ہاں اس مقام تک نہ پہنچنے والے حاسدوں کی بات الگ ہے ان کی تو عادت ہی ہر دور میں اولیائے عالی مقام پر اعتراض کرنا ہے۔ میں (امام نبہانی) آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کی ولایت پر یقین رکھتا ہوں۔ اللہ سے سوال ہے کہ مجھے ان کی برکتوں سے محروم نہ فرمائے۔ آپ ابھی بھر پور جوانی سے سرشار ہیں عمر شریف تیس سال یا کچھ زائد ہوگی مجھے یہ باتیں ان کے چچازاد بھائی علامہ سید شیخ محمد جعفر کتانی فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائیں۔ آپ ۱۳۲۱ھ کے حج سے تشریف لارہے تھے تو مہربانی فرماتے ہوئے اپنے بچوں اور شاگردوں سمیت میرے گھر تشریف لے آئے مجھ سے علوم وفنون کی اجازت سند چاہی

میں نے آپ کو اور آپ کے سب ساتھیوں کو اجازت دے دی اور حضرت نے مجھے بتایا ان کے چچازاد بھائی حضرت ابوالفیض محمد رحمۃ اللہ علیہ مذکور نے بھی اس سال حج کا سفر کیا مگر واپس بیروت کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے سیدھے فاس چلے گئے مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کیونکہ ان کی زیارت نہ ہو سکی ان کی زیارت تو بہت بڑی نعمت تھی میں اللہ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے مستقبل قریب میں ان کی زیارت سے نوازیں۔ کیونکہ مولا کریم ہی تو ولی احسان ہے۔

مجھے ان کے سگے بھائی حضرت عبدالحئ نے حضرت کی زبانی یہ بات بتائی جب انہوں نے ۱۳۲۱ھ میں حج کیا تو حرم مکی میں بخاری شریف آخری حصہ کتاب التوحید کو چھوڑ کر ساری کی ساری مختصر سے وقت میں عصر کے بعد شروع کر کے مغرب سے تھوڑی دیر پہلے ختم کر دی۔ یہ بذات خود ایک عظیم کرامت ہے۔

حضرت عبدالحی جیسے عالم، فاضل اور کامل کو حضرت شیخ عبدالرحمٰن زری رحمۃ اللہ علیہ طنجہ کی علم و عمل میں کئی سالوں سے ممتاز شخصیت نے ایک گرامی نامہ لکھا جس میں حضرت محمد بن عبدالکبیر کی کیفیات تحریر فرمائیں اور آپ کی بے حد مدح و ثنا فرمائی۔ یہ بھی لکھا کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت عالم بیداری میں فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن نے لکھا کہ میں نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں ایک عظیم مجمع میں دیکھا آپ کے سب سے زیادہ قریب حضرت محمد بن عبدالکبیر تھے اور حضور کی توجہ اشرف سب سے زیادہ آپ پر تھی۔

حضرت نے شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کچھ وظائف اور مخصوص درود لکھ کر بھیجے ان کا انداز اہل معرفت جیسا تھا یہ صرف ذوق سلیم اور روشن ضمیر لوگوں کو ہی سمجھ آ سکتے تھے ان کی تالیف ''فتح ربانی'' اور ''فیض صمدانی'' ان سے ہی ہو سکتی تھی (یہ ہر عالم فاضل کا کام نہ تھا) میں کہتا ہوں (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) کہ مجھے بھی اس دوران ایک فرمان نامہ لکھا جسے پا کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ میری کچھ تالیفات کا ذکر جمیل بھی فرمایا میرے قصیدے ''الهمزية طيبة الغراء في مدح سيد الانبياء صلى الله عليه وسلم'' کی بہت طویل عبارت میں تعریف فرمائی میری بھی ثنائے جمال فرمائی جس کا میں مستحق نہیں ہوں اگر یہ گرامی نامہ گم نہ ہو گیا ہوتا تو تبرکاً میں یہاں اس کی عبارت لکھتا قوی سبب کی وجہ سے آپ سے رابطہ بفضلہ تعالیٰ قائم ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ اولیاء کے چیدہ بزرگ اور اصفیاء کے اکابر جو عالم بیداری میں سرور کل دانائے سبل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف ملاقات پاتے ہیں ہر دور میں بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ''سعادۃ الدارین'' میں ان میں سے کئی حضرات کا ذکر کیا ہے اور اس کتاب میں بیداری میں اس دیدار کا ذکر میں نے پوری تفصیل اور شرح و بسط سے کیا ہے میرا خیال ہے کہ مجھ سے پہلے اس انداز سے یہ مسئلہ کسی اور صاحب نے بیان نہیں کیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس کی توفیق اور مہربانی سے یہ کام ہوا۔ جو شخص بھی اتنے عظیم المرتبت آئمہ کی ان نقول و حوالہ جات پر مطلع ہو کر پھر بھی عظمت اولیاء کا انکار کرتا ہے بے شک وہ توفیق خداوندی سے محروم ہے خواہ وہ اولین و آخرین کے علوم کا جامع ہونے کا دائی کیوں نہ ہو (1)۔

1۔ حضرت کا ارشاد حق ہے صرف توفیق خداوندی سے ہی سب مسائل حل ہوتے ہیں ورنہ ظاہری علوم اور ظاہری فنون کے غرور میں مبتلا ہو کر خدا جانے کتنے لوگوں نے شیطان کی پیروی کی اور دنیا و آخرت میں رسوائی و خسارہ کو اپنایا، منہ کالا لے کر وہاں بھی حاضری دی۔ (مترجم)

حضرت کے والد ماجد حضرت عبدالکبیر امام، علامہ، محدث، محقق، عارف ربانی اور لاتعداد مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ علم حدیث میں تو خصوصی طور پر آپ ماہر ہیں میں نے ان سے سند کی اجازت چاہی تو انہوں نے فاس سے لکھ کر اجازت بھیج دی۔ میں (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) ان کی اس اجازت سے بے حد مسرور ہوا آپ نے ساتھ اپنی ایک تالیف بھی بھیجی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیب (بڑھاپے) اور خضاب کے موضوع پر مشتمل تھی۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر بے مثل ہے اور نرالے فوائد پر مشتمل ہے۔ اللہ حضرت مصنف کو جزائے خیر دے اور مجھے اور سب مسلمانوں کو آپ کی برکات سے نوازے۔ حضرت کی کتاب اور آپ کی اجازت مجھے اس ماہ صفر خیر ۱۳۲۴ھ میں آپ کے دوسرے فرزند اکمل، افضل، محدث، صاحب اتقان عالم، فاضل، ملاحت بھرے چہرے والے، فصیح زبان والے، رجیح عقل والے، صحیح ذہن والے، راجع الی اللہ، اللہ کے حضور گڑگڑانے والے، اپنے نانا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے خادم، سیدی سید محمد عبدالحئی کے وسیلے سے پہنچی میرے، اور حضرت صاحب کے درمیان اس وقت سے خط وکتابت چل رہی تھی جب دو سال پہلے فاس سے آپ نے مجھ سے اجازت سند طلب کی تو اب آپ نے مجھے طویل اجازت عطا فرمائی اور اس تحریری اجازت میں اپنی عالی مرتبت اسناد کا ذکر بھی فرمایا اور قیمتی فوائد بھی تحریر فرمائے۔ صاحبزادہ صاحب حج کے بعد شامی علاقے اور بیت المقدس کی زیارت کے لئے بیروت تشریف لائے تو یہ ساتھ لائے ہم نے آپ کی زیارت سے اپنے سب اہل علم وولایت بھائیوں کے ساتھ لطف اٹھایا سب نے آپ کی ملاقات سے سرور ونعمت کی دولت پائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب دلائی

صاحبزادہ صاحب کے مناقب جمیلہ اور کرامات جلیلہ میں ایک یہ واقعہ بھی ہے جو آپ نے خود ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ وامان میں رکھے اور آپ کی برکات سے ہمیں نوازے۔ فرمانے لگے میں جب پچھلے سال مصر سے حج بیت اللہ کے لئے اور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے عازم حجاز ہوا تو میں نے سنا کہ مدینہ منورہ میں ایک ہی جلد میں مسند دارمی موجود ہے جسے حضرت حافظ عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھا ہے اور اس کے حاشیہ پر بعض حفاظ حدیث اور علمائے مشاہیر کی بہت سی سماعات (1) لکھی ہوئی ہیں۔ مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا بہت شوق ہوا۔ میری آرزو تھی کہ کاش! یہ کتاب میری ملکیت میں آجائے میں عرض کرنے لگ گیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے ہاں میری دعوت یہ ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب عطا فرما کر عزت بخشیں، میں بار بار یہی عرض کر رہا تھا میرا رخ مدینہ طیبہ کی طرف تھا۔ جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو مدینہ پاک کے کچھ لوگ حاجیوں کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکل آئے۔ پہلا آدمی جو مجھے ملا اس کتاب کا مالک تھا یہ تونس کا رہنے والا تھا لیکن اب طویل عرصہ سے مدینہ طیبہ کو اپنا وطن بنا چکا تھا اس نے مجھے سلام کہا خوش آمدید کہنے کے بعد مدینہ طیبہ میں داخلے تک میرے ساتھ رہا ابھی ہم حرم نبوی میں نہیں پہنچے تھے کہ مجھے کہنے لگا از راہ کرم تھوڑی دیر

1۔ حدیث پاک کی عبارت ایک صاحب استاد کے سامنے پڑھتے ہیں اور دوسرے سنتے ہیں یہ سب سننے والے اصحاب سماع ہیں جنہوں نے کتاب استاذ کے سامنے شاگرد سے سنی ہے یا خود استاذ نے حدیث پاک کی عبارت پڑھ کر سنادی ہے۔

میرے گھر میں آرام فرمانے کے بعد زیارت روضہ اقدس کے لئے جانا۔ میں اس کے ساتھ اس کے گھر چلا گیا ہم گھر میں پہنچے ہی تھے کہ اس نے ایک کتاب اٹھائی اور کہنے لگا یہ کتاب آپ میری طرف سے ہدیۃً قبول فرمائیں یہ صرف آپ کے ہی شایان شان ہے۔ میں نے کتاب لے لی۔ اللہ! یہ تو وہی دارمی شریف کا نسخہ تھا جو میں راستے میں حضور ختمی المرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا رہا تھا مجھے وہ سرور حاصل ہوا جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ میں نے خود کو سنبھالا اور باوجود شوق کے کتاب میں نظر نہیں دوڑائی یہ ضروری تھا کہ پہلے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرکار والا تبار میں حاضری دوں جنہوں نے مجھے یہ کتاب عطا فرما کر عزت بخشی تھی۔ پہلے روضۂ انور پر حاضری دی پھر حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت کے بعد میں نے کتاب پڑھی جیسا مجھے معلوم ہوا تھا یہ حضرت حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحریر تھی اور اس پر علماء کی تحریروں سے بے شمار سماعات تھیں ان حضرات میں حضرت سخاوی جیسے لوگ بھی شامل تھے۔ یہاں حضرت سید عبدالحی کا کلام روایت معنوی کے ساتھ ختم ہوا۔ یہ کتاب ان کے پاس تھی مجھے بھی دکھائی میں نے اسے ایسا ہی پایا جیسا انہوں نے بتایا تھا۔ قریباً بیس اجزاء پر مشتمل یہ ایک بڑی جلد تھی، تحریر بہت عمدہ تھی۔ مجھے زندگی کی قسم! یہ بہت بڑی کرامت تھی اور ان کے نانا جان اکرم و اعظم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف سے ان کا انتہائی اکرام ہے حضرت محمد عبدالحیؒ نے مجھے "فتوحات مکیہ" کی ایک جلد دکھائی اس کا خط بھی خوبصورت تھا اور اس پر حرکات بھی لگی ہوئی تھیں کتاب کے آخر میں مالک کتاب کو مصنف کتاب حضرت شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریر شریف سے اجازت بھی مرحمت فرمائی آپ کا خط بھی بڑا خوبصورت ہے مگر یہ خط مشارقہ کے انداز سے لکھا ہے مغاربہ کے طریق پر نہیں۔ ورق کے کناروں سے کچھ حروف کٹے ہوئے تھے مگر اس طرح نہیں کہ معانی پر اثر انداز ہوں۔ میں یہ کتاب اور مذکورہ بالا کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مجھے حضرت عبدالحیؒ نے فرمایا میں فاس سے یہ کتاب اس لئے ساتھ لایا ہوں تا کہ شام میں حضرت ابن عربی کے مزار کے پاس جب وہاں زیارت کے لئے جاؤں تو پڑھوں۔ پھر آپ نے مجھے شام سے تحریر فرمایا حضرت کے مزار کے پاس میں نے کتاب پڑھی ہے میں نے حضرت کی تحریر میں لفظ (محی الدین بن العربی) الف لام کیساتھ لکھا ہوا پایا اس سے پتہ چلا کہ وہ اصطلاح جو کچھ لوگوں نے ذکر کی ہے کہ یہ لفظ صرف عربی (الف لام کے بغیر) لکھا جائے تا کہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوبکر بن عربی کے درمیان تفریق ہو جائے۔ یہ حضرت ابن عربی کے دور میں نہ تھی بعد کی اختراع ہے میں خود تو حضرت کی تحریر پڑھنے سے پہلے بھی ہمیشہ العربی (الف لام کے ساتھ) ہی لکھا کرتا تھا کیونکہ ہمارے دور میں اس تفریق کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جب مطلقاً لفظ ابن العربی ذکر کیا جائے تو ذہن صرف حضرت کی طرف ہی جاتا ہے اور جب ساتھ لفظ محی الدین بھی ملا دیا جائے تو اور کا تصور ہی نہیں آتا لہٰذا اب مناسب یہی ہے کہ العربی (الف لام کے ساتھ) ہی لکھا جائے اب تو مزید یقین بھی ہو گیا کیونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود الف لام کے ساتھ العربی لکھا۔

ایک عظیم درود کی اجازت

مجھے حضرت شیخ عبدالحی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ حضرت ..... شیخ حضرت محمد ..... بخاری کی تحریر بھی دکھائی جو

آپ کی اجازت میں تحریر تھی حضرت بخاری حضرت رفیع الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں حضرت شیخ سقاط رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اجازت بہت مشہور ہے میں نے یہ اجازت اپنی کتاب ''ھادی المرید إلی طریق الأسانید'' میں ذکر کی ہے۔ حضرت شیخ محمد صالح کی وہ تحریر جو صاحبزادہ صاحب عبدالحیٔ نے مجھے دکھائی اس میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ایک بلیغ درود تحریر ہے اس کی فضیلت اور سند بھی تحریر ہے: درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِكَ فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَحِیْنٍ

''اے اللہ! آپ ہمارے آقا حضور محمد رسول اللہ پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں جو نبی امی ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر صلوٰۃ وسلام بھیج اتنا شاندار درود وسلام جو آپ کی ذات کی عظمت کی قدر کے مطابق ہو اور ہر وقت جاری وساری رہے''۔

یہ درود شریف ایک دفعہ اور دوسرے درود ہزار دفعہ پڑھنا برابر ہے۔ یہ بات شیخ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے سیدی عمر بن مکی سے انہوں نے حضرت قاضی شمہورش سے انہوں نے سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کی ہے۔ یہی کچھ حضرت کی تحریر میں مذکور ہے صاحبزادہ شیخ عبدالحیٔ صاحب نے مجھے بتایا حضرت محمد صالح بخاری کی وفات ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔ مجھے انہوں نے اس درود شریف کی اجازت سید معمر شیخ محمد بن احمد صقلی فاسی کے ذریعے اور سند سے دی انہوں نے شیخ محمد صالح سے اجازت لی آگے وہی سند ہے جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ نیز پیچھے ہم جس طویل سند اجازت کا ذکر کر آئے ہیں اس میں بھی آپ نے یہ درود شریف ذکر فرمایا ہے۔ میں (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) اس درود شریف کی اپنی سب روایات اور اپنی سب تالیفات کی اجازت ہر اس شخص کو دے رہا ہوں جو میری یہ کتاب ''جامع کرامات الاولیاء'' پڑھے گا۔ اگر میرے اہل عصر میری اجازت قبول کریں تو انہیں بھی اجازت ہے۔

شرح الفاظ

یہ بھی خیال رہے کہ درود شریف میں جب ایسے مبالغے کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں (بقدر عظمۃ ذاتک وغیرہا) تو ان سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسا درود بھیجنا ہوتا ہے جس کی انتہا نہ ہو مثلاً اسی درود شریف میں عظمت الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس سے مراد قدر محدود نہیں ہوتی اگر محدود مقدار مراد ہوتی تو پھر معترضین حضرات کا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ ایسی عبارت تو حضرت سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے درود شریف میں بھی موجود ہے ان سے بڑھ کر کس کی پیروی ہو سکتی ہے اور کئی عارفوں نے بھی ایسے الفاظ اپنے درودوں میں استعمال کئے ہیں اس کے قریب المعنی الفاظ بھی ذکر کئے ہیں مثلاً عدد کمال اللہ وغیرہ تو ان سب سے مقصود یہ ہے کہ بے حد وحساب غیر محدود درود شریف ہو۔ یعنی ایسا درود جس کی نہ حد ہو اور نہ انتہا۔ میں نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''سعادت الدارین'' میں تفصیلی بحث کی ہے طبیعت چاہے تو وہاں سے مطالعہ کر لیجئے۔

انداز نماز

حضرت صاحبزادہ عبدالحیٔ اور آل کتانی کے سادات گرامی کے مناقب میں وہ واقعہ بھی شامل ہے جو مجھے حج کے سفر میں صاحبزادہ صاحب کے ساتھی الحاج محمد جبالی تونسی نے بتایا یہ جبالی شریف، فاضل، نیک، نیکیوں کے توفیق یافتہ انسان ہیں ان کے ظاہری احوال بتاتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ کے معتقد ہیں سفر حج میں ایک اور شریک سفر عالم، فاضل، متقی، کامل، صالح، کامران شیخ محمد طاہر بطیخ نے بھی ان کی نیکی کی شہادت دی تونس کے جامع زیتونیہ میں یہ صاحب مدرس ہیں۔ سید جبالی نے مجھے بتایا جب ہم حضرت شیخ محمد عبدالحی کتانی کے ساتھ بحری جہاز میں تھے تو آپ اپنے بستر سے اٹھ کر ایک اور بستر پر سو گئے میں آیا تو اس بستر پر سو گیا جس پر آپ سویا کرتے تھے اور آج اسے خالی چھوڑ گئے تھے میں نے اس بستر پر خواب میں دیکھا گویا میں مکہ مشرفہ میں ہوں اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ کے ایک گھر میں تشریف فرما ہیں،۔ میں بھی اس گھر میں داخل ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نماز پڑھ کر بیٹھ گیا کچھ اور لوگ آئے اور انہوں نے بھی نماز پڑھی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی نماز کو پسند نہ فرمایا اور انہیں ارشاد فرمایا "ان لوگوں کی طرح نماز پڑھا کرو" آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنو کتانی کی ایک جماعت کی طرف اشارہ فرمایا جو وہاں بیٹھی تھی۔ یہ اس خاندان کے لئے بہت بڑی منقبت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی اور ان کے اسلاف واخلاف کی برکات سے نوازے۔

سید عبدالحیٔ نے مجھے بتایا کہ ان کے برادر گرامی عارف باللہ سیدی شیخ محمد بن عبدالکبیر کی ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی اب (۱۳۲۴ھ) ان کی عمر چونتیس سال ہے وہ سیدی عبدالحیٔ سے تیرہ سال بڑے ہیں سید عبدالحیٔ کی ولادت ۱۳۰۳ھ ہے اب اس حساب سے ان کی عمر اکیس سال ہے جو شخص بھی آپ کے علوم ومعارف پر نگاہ ڈالتا ہے اور اللہ کریم نے ہیبت و وقار کا جو انہیں لباس پہنا رکھا ہے اسے دیکھتا ہے اور مزید براں ان کی پوری اور بھرپور داڑھی، حلیہ شریف، فصاحت لسانی، قوت یادداشت، فراوانی عقل، دقت نظر اور فہم کی تیزی کو ملاحظہ کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ اتنی کم عمری میں یہ کمال، لیکن یہ تو اللہ کریم کی عطائیں ہیں جسے جو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور خصوصاً اہل بیت نبوت اور معدن رسالت کے تو انداز ہی نرالے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا ببرکاتھم

اس بارے میں ایک اور بات جو اور زیادہ تعجب خیز ہے جو سیدی شیخ محمد بکری کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعلق بیان فرمایا ہے وہ کہتے ہیں میں نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک یاد کر لیا اور مسجد حرام میں بطور امام نماز تراویح میں صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک سنایا۔ الحمدللہ اسی طرح ہمارے امام عالی سیدنا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب ہیں مناقب نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک یاد کر لیا اور صرف تیرہ سال کی عمر میں آپ کو فتویٰ لکھنے کی اجازت مل گئی۔ اللہ ان سے اور باقی سب آئمہ مجتہدین سے، سب ائمہ دین سے، سب عارف اولیاء سے اور سب عامل علماء سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکات سے نوازے۔

حضرت شیخ محمد الوناس رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسینی سید ہیں، الجزائری ہیں۔ سید محمد عمر بن سید محمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ الجزائر سے علاقہ شام میں ہجرت کر آئے تھے وہ بھی صفد شہر سے وابستہ دیشون گاؤں میں قیام فرما ہیں۔ مجھے معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ مرد حق آگاہ ہیں، سابقہ تعارف کے بغیر آپ نے مجھ سے خط و کتابت کا آغاز فرمایا اور بڑے الحاح و عاجزی سے مجھے فرمایا میں حضور کریم علیہ التحیۃ والثناء کے اسمائے مبارک کو نظم میں پرودوں میرے دل میں بھی یہ خیال تو آتا تھا۔ لیکن میں نظم کرنے کی اس لئے جسارت نہیں کرتا تھا کیونکہ یہ اسمائے عالیہ نظم میں یکجا کرنا مشکل تھا۔ ایک تو اسمائے گرامی کی تعداد زیادہ تھی اور بعض نام مبارک ایک ایک جملہ پر مشتمل تھے۔ مجھے یہ خوف تھا کہ اگر میں انہیں زبان شعر میں ادا کروں گا تو نظم میں فصاحت و یک رنگی و انسجام پیدا ہو سکے گا۔ میرا خیال یہ تھا کہ عمدہ و مقبول شعر میں ان اسماء کو پرویا نہیں جا سکتا۔ یہ شعر تو نرم ہوں گے بالکل اسی طرح جیسے کتابوں کے متون کو نظم کر دیا جاتا ہے مگر وہاں مقصود صرف ناموں کو جمع کرنا اور علمی افادہ ہوتا ہے فصاحت نہیں ہوتی۔ یہی مشکل مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ کو نظم کرنے سے روکتی تھی۔ پھر حضرت محمد ابوناس کا گرامی نامہ حضور کے عالم و فاضل حضرت شیخ محمد بن علامہ شیخ عبدالغنی نحوی کی وساطت سے ملا۔ ابن نحوی نے حضرت ابوناس کی طرف سے یہ خط لکھا اور اس کی پشت پر علامہ ابوناس رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی عبارت تھی جو مضمون کی تاکید کے لیے تحریر کی گئی تھی۔

حضرت محمد نحوی کی عبارت یہ ہے:

''میں رجل صالح، فاضل کامراں شیخ محمد ابوناس الجزائری کی طرف سے حاضر خدمت ہوں حضرت ابوناس آج کل دیشون کے گاؤں کو اپنا وطن قرار دے چکے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے مطالبہ فرمایا ہے کہ آپ کے سامنے ان کی وہ التماس پیش کروں جو مدت مدیدہ سے وہ آپ سے کرتے رہے ہیں کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے عالیہ کو نظم کر دیا جائے انہوں نے یہ خواہش دمشق شام کے سب علماء اور ادباء کے سامنے پیش کی مگر کوئی بھی ایسا نہ ملا جو اس صدقہ جاریہ کو پورا کر سکتا چونکہ آپ ان کے سامنے اور باقی سب لوگوں کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی شہرت رکھتے ہیں لہٰذا وہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس خدمت شریف کا بیڑا اٹھائیں۔ کیونکہ حضرت الجزائری سادات اشراف اور علمائے تقویٰ و صلاح میں شامل ہیں لہٰذا میں نے ان کی طلب کی یہ کیفیت آپ کے سامنے پیش کرنے میں ذرا دیر نہیں لگائی تاکہ میں اس نیکی کا سبب بن جاؤں اور آپ کی خیریت کی اطلاع بھی پاؤں۔ میں دربار خداوندی میں سوال کرتا ہوں اور وہی ذات سب سے اکرم و اعلیٰ مسؤل ہے کہ وہ آپ کے سب مطلوب اور سب آرزوئیں نبی خیر و رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے پوری فرمائے۔

محررہ ۲۱ شوال ۱۳۲۲ھ''

اس گرامی نامہ کی پشت پر مغربی طرز خط میں حضرت محمد الوناس مذکور کی یہ عبارت ہے:

''یہ دو حروف آپ کے حق میں دعا گو محمد الوناس لکھ رہا ہے جو آپ سے دعا کا طالب ہے۔ میں آپ کے

ہاتھوں اس صدقہ جاریہ کے اجرا کا طلب گار ہوں، اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔ اللہ ہمیں حضور سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوۃ والتسلیم کی شفاعت سے حصہ عطا فرمائے۔ آمین''

یہ عبارات پڑھنے کے بعد میرے جی سے وہ سب وسوسے اور خیالات زائل ہو گئے جو اسمائے طاہرہ کے نظم کرنے میں حائل و مانع تھے۔ میں ہمہ تن اس نظم کی طرف متوجہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے الحمدللہ! یہ مسئلہ آسان فرما دیا، میں نے نرالے اور انوکھے انداز سے یہ اسمائے گرامی نظم میں پروڈالے فصاحت و بلاغت روانی و سلاست اور ربط و تعلق میں عمدہ ترین اشعار کے اوصاف کے ساتھ نظم مکمل ہوئی میں نے ہر نام نامی کو دوسرے مناسب اسم گرامی کے ساتھ ذکر کیا۔ حاصل کلام یہ کہ وہ اسمائے عالیہ یوں نظم ہوئے کہ ہر محب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء انہیں دیکھ کر خوش ہو گیا۔ میں نے اس نظم کو حضرت محمد الوناس رحمۃ اللہ علیہ مذکور کی کرامت سمجھا ہے۔ اوپر مندرج گرامی نامہ کی تحریر سے پانچ ماہ بعد صفد سے ایک صاحب آئے حضرت محمد الوناس رحمۃ اللہ علیہ کا سلام مجھے پہنچایا اور مجھ سے یہ نظم طلب کی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت نے بطور کشف اس شخص کو نظم کی اطلاع کر دی حالانکہ میں نے تو اس عرصہ میں آپ کے گرامی نامہ کا بالکل جواب نہیں دیا تھا میرا خیال تھا کہ نظم مکمل ہو کر چھپ جائے تو آپ کو ایک کاپی بھیج دوں۔

میں نے اس نظم میں آٹھ سو بیس سے کچھ اوپر اسمائے عالیہ کا ذکر کیا ہے تورات انجیل اور دوسری کتابوں میں وارد ہونے والے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عجمی اسماء کا ذکر نہیں کیا مثلاً لفظ بارقلیط (فارقلیط) ہے۔ اسی طرح قرآن میں حروف مقطعات کی شکل میں جو اسمائے گرامی ہیں (المروغیرہ) انہیں بھی ذکر نہیں کیا یہ دونوں قسمیں (عجمی اسماء اور حروف مقطعات والے اسماء) چھوڑ دی ہیں۔ قریباً دو سو شعروں میں یہ اسمائے عالیہ سموئے ہیں۔ یہ صنعت مزدوجہ کے انداز سے لکھے ہیں ہر دور اسم محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) سے شروع ہوتا ہے۔ اس نظم کے خطبے کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

سمیتها بأحسن الوسائل ... فی نظم أسماء النبی الکامل
أبغی رضا الله لهذا القائل ... وکل قارئ لها وسائل
ممن غدا له محبا مسلما ... صلی علیه ربنا و سلما
جاءت قوافیها صنوفا بهجة ... أربعة أربعة مزدوجة
وهی التی فیها الأسلامی مدمجه ... وخامس جعلت میا منهجه
کیما یصلی قارئ مسلما ... صلی علیه ربنا و سلما
محمد فی کل دور أول ... لأنه القطب علیه العمل
دلالة الذات لدیه أکمل ... وغیرہ وصف له مجمل
فحمله علیه کان أقوما ... صلی علیه ربنا و سلما
أکرم بها منظومة رشیقة ... بلیغة فصیحة رقیقة

أهديتها لسيد الخليقة من بحره وهي به خليقة

فدره عاد له منتظما صلى عليه ربنا و سلما

قلبتها لما تبدت جوهرا مناسبا مكبرا مصغرا

ولم أزل مقدما مؤخرا حتى غدا في سلكه محررا

وصار عقدا لعلاه محكما صلى عليه ربنا و سلما

فها كها عقد فريد زاهيا بزينة الدين القويم وافيا

و كافلا لك الغنى و كافيا كن واعيا له و كن لي داعيا

واشرع وقل بمدحه معظما صلى عليه ربنا و سلما

محمد أحمد طه الملجأ السيد المقدس المبرأ

وهو المضئ والضياء المقرئ النور نور الله ليس يطفأ

لولاه دام الكون ليلا مظلما صلى عليه ربنا و سلما

۱۔ میں نے اس نظم کو أحسن الوسائل فی نظم أسماء النبی الکامل (کامل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے مبارک کو نظم کرنے میں سب وسیلوں سے عمدہ وسیلہ) کا نام دیا ہے۔

۲۔ میں شاعر و قائل، سب پڑھنے والوں اور سوال کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔

۳۔ یہ دعا ہر اس فرد کے لئے ہے جو حضور پرنور (آپ پر ہمارا رب صلوٰۃ وسلام بھیجے) کا اطاعت کیش اور محب ہو۔

۴۔ اس نظم کے قافیے شاداب چار چار مزدوج قسموں میں ہم پیش کر رہے ہیں۔

۵۔ ان میں اسمائے گرامی باہم دگر ملا دیئے گئے ہیں اور پانچویں مصرعہ میں میں نے میم کو واضح اور صاف کر دیا ہے۔

۶۔ تاکہ مسلمان قاری جب یہ اسمائے گرامی پڑھے تو بے ساختہ پکار اٹھے! اللہ ہمارے محبوب پاک پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۷۔ حضور سید کل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور میں اول ہیں کیونکہ آپ ہی وہ قطب ہیں جس پر مدار عمل ہے۔

۸۔ آپ کے ہاں ذات حق پر دلالت مکمل ہے اور باقی سب ان کی مجمل سی صفت ہیں۔

۹۔ لہٰذا دلالت ذات کا اطلاق بطور اقوم و پختہ صرف آپ کی ذات پر ہی ہو سکتا ہے ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۰۔ وہ کتنی عالی و اعلیٰ ہے یہ حسین و لطیف نظم، بڑی فصیح، بڑی بلیغ اور بڑی پرمغز ہے۔

۱۱۔ میں نے یہ نظم مخلوق کے آقا کو انہی کے سمندر سخاوت سے نکال کر پیش کی یہ نظم آپ کی شان کے ہی شایان ہے۔

۱۲۔ اس کے موتی آپ کے لئے ہی پروئے گئے ہیں، ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۳۔ جب یہ نظم شکل جوہر میں سامنے آئی تو میں نے اس میں مناسب چھوٹی بڑی تبدیلی کی (یعنی جوہر کی شکل میں ڈھالا)۔

۱۴۔ میں اس کے کچھ حصوں کو مقدم و موخر کر کے ترتیب دیتا رہا پھر وہ ایک لڑی زیور تحریر سے آراستہ ہو کے سامنے آئی۔

۱۵۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ مرتبہ کے لئے مضبوط ہار کی شکل اختیار کر گئی ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۶۔ جناب قاری! یہ ایک شاداب، یکتا لڑی ہے جو دین قویم کی زینت میں اضافہ کرتی ہے۔

۱۷۔ یہ آپ کے لئے مکمل و کافی دولت ہے۔ اسے یاد کر لیجئے اور مجھے دعائے خیر میں یاد رکھیے۔

۱۸۔ آغاز فرمایئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں باعظمت و وقار طریقے سے کہیے ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد، احمد، طٰہٰ اور ملجائے بے کساں ہیں، آپ سید، مقدس اور مقام ومنبع نیکی ہیں۔

۲۰۔ آپ ہی تو روشن کرنے والے، روشنی اور قرآن پڑھنے پڑھانے والے ہیں۔ آپ نور ہیں نور خدا ہیں، جو بجھ نہیں سکتا۔

۲۱۔ اگر آپ کا وجود مسعود نہ ہوتا تو کائنات ہمیشہ سیاہ رات میں ڈوبی رہتی، ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

اسی انداز سے نظم آخر تک چلی گئی ہے میں نے اس میں یہی حسین اور نرالی ترتیب جاری وساری رکھی ہے۔ اب اس کا انداز یہ ہے کہ دیکھنے والے کو خوش کر دیتی ہے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کے محبوں کو وجد میں لے آتی ہے۔ اس کی تاریخ نظم اس جملے سے عیاں ہے: منظومة الأسامي المحمدية ۱۳۲۲ھ

میں اللہ کریم سے اس کے حسن قبول کا سوال کرتا ہوں اور یہ التماس بھی کرتا ہوں کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس نظم کے شامل حال رہے۔

حرف الف

وہ اولیائے امت جن کے نام حرف الف سے شروع ہوتے ہیں۔

حضرت آدم مروانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ شاہراہ اعظم پر اس گلی میں تشریف فرما تھے جو آج تک آپ کے نام نامی سے منسوب ہے جمعہ کا دن تھا وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا جو آپ سے مزاح کرنا چاہتا تھا، اس نے آپ سے کہا کہ آپ میری اصلاح کر دیں، حضرت شیخ نے اسے جواباً فرمایا، اپنا راستہ لے تو اصلاح شدہ ہے، وہ شخص بولا میری اصلاح اسی طرح ہوگی جس طرح اکادیش (چمڑہ ادھیڑنے والے) کی اصلاح ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا جی بالکل اکادیش کی اصلاح جیسی تمہاری اصلاح بھی ہوگی حضرت کی عادت تھی کہ جمعہ کے روز کوئی کام نہیں کرتے تھے، وہ شخص چل پڑا، اتفاق ایسا ہوا کہ وہ کسی معاملے میں مبتلا ہو کر تھانے پہنچ گیا۔ پولیس والوں نے اسے مار مار کر اس کی ناک توڑ دی اور اسے بازار میں گھمایا لوگ اسے دیکھتے اور کہتے یہ سب حضرت کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ (چونکہ وہ ان کا مذاق اڑایا کرتا تھا)۔ (رواہ السخاوی)

سیدہ آمنہ بنت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم

رات کے وقت آپ کی قبر شریف کے پاس تلاوت قرآن کی آواز آیا کرتی تھی۔

ہم حرام قبول نہیں کرتے

ایک شخص ایک دفعہ دربار کے خادم کے پاس بیس رطل زیتون کا تیل لایا اور خادم سے عہد لیا کہ یہ سارا تیل ایک ہی رات میں جلانا ہے، خادم نے قندیلوں میں تیل ڈالا اور جلانا چاہا مگر آگ نہ لگی خادم بہت حیران ہوا۔ سو گیا تو سیدہ مرحومہ کو خواب میں دیکھا فرما رہی تھیں اے فقیہ خادم! اسے تیل واپس کر دیں کیونکہ ہم صرف پاک اور حلال مال قبول کیا کرتے ہیں اس سے پوچھیں یہ تیل کہاں سے لایا ہے؟ صبح ہوئی تو خادم تیل لانے والے کے پاس پہنچا اور اسے کہا اپنا تیل واپس لیجئے وہ کہنے لگا کیوں؟ خادم نے جواب دیا اسے آگ نہیں لگتی اور سیدہ مرحومہ کو میں نے خواب میں دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم صرف پاک صاف مال ہی قبول کرتے ہیں تیل والے نے خادم سے کہا حضرت سیدہ ٹھیک فرماتی ہیں میں کاہن ہوں، پھر وہ تیل لے کر چلتا بنا۔ بقول مناوی آپ کا وصال مصر میں ہوا وہاں ہی دفن ہوئیں آپ کا دربار زیارت گاہ عظیم ہے۔

حضرت آمنہ رملیہ رحمہا اللہ تعالیٰ

آپ کی ایک کرامت یوں ہے کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو آپ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئیں آپ وہاں تشریف فرما تھیں تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت بشر کو پوچھنے تشریف لائے۔ حضرت آمنہ رحمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت بشر نے فرمایا یہ آمنہ رملیہ ہیں انہیں میری بیماری کا پتہ چلا تو رملہ سے چل کر مجھے پوچھنے

آئی ہیں۔ یہ سن کر امام احمد نے حضرت بشر کو کہا ان سے درخواست کریں کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں۔ حضرت بشر نے مائی صاحبہ سے دعا کے لئے کہا۔ فرمانے لگیں "اے اللہ! بشر بن حارث اور احمد بن حنبل جہنم کی آگ سے تیری ذات کی پناہ چاہتے ہیں۔ اے ارحم الراحمین! ان دونوں کو پناہ عطا فرما" حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب رات آئی تو فضا سے میری طرف ایک رقعہ پھینکا گیا جس میں تحریر تھا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہم نے پناہ کی درخواست قبول فرمالی ہے اور ہمارے پاس عطا کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے۔" یہ واقعہ امام شعرانی نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ

اعمش فرماتے ہیں: مجھے خود حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے چالیس راتوں میں صرف ایک دانہ انگور کھایا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو مگر یہ تعجب کی بات نہیں ہے امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "نموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خصوصیات میں یہ بات شامل ہے کہ امت کے کچھ افراد تو فرشتوں کی طرح طعام سے مستغنی ہیں اور ان کی غذا صرف تسبیح خداوندی ہے۔ شیخ علوان نے یہ واقعہ سنا تو کہنے لگے ہوسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم تیمی بھی امت کے ایسے افراد میں شامل ہوں یہ فضل خداوندی ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ سیوطی فرماتے ہیں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ روٹی بذات خود سیر نہیں کرتی،، پانی بذات خود پیاس نہیں بجھاتا یہ خصوصیت کہ روٹی سیر کردے اور پانی پیاس بجھادے اللہ کریم نے ان میں پیدا فرمائی ہے تو جو اللہ روٹی سے انسان کو سیر کر دیتا ہے اس کی قدرت میں یہ بات بھی ہے کہ روٹی کے بغیر کسی اور چیز سے سیر فرما دے کیا فرشتے مخلوق خدا نہیں پھر وہ روٹی نہیں کھاتے بلکہ ان کی غذا روٹی کی جگہ اللہ کی تسبیح و تقدیس ہے (1)۔ اس پر خوب غور فرمالیجئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کا ایک واقعہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات صرف بیری کا ایک پتہ کھا کر گزران فرماتے اور تین سال تو وہ بھوسے کا چھوٹا چھوٹا چورہ کھا کر زندہ رہے پورے سال ان کی غذا کے لئے صرف تین درہم خرچ آتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک درہم کا شیرۂ انگور ایک درہم کا گھی اور ایک درہم کا چاول آٹا لے لیتا انہیں ملا کر تین سو ساٹھ گولیاں بنالیتا اور روزانہ ایک گولی افطاری کے وقت کھالیتا۔

بھوکا رہنے کا ریکارڈ ٹوٹ گیا

یہ واقعہ بھی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل فرمایا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن کھانا تناول نہیں فرمایا کرتے تھے اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے) سات دن کھانا تناول نہیں فرماتے تھے اس مقدس گروہ اولیاء کے ایک صاحب ایک راہب کے پاس پہنچے اس سے اس کے حالات پر مذاکرہ کیا اور اسے مسلمان کرنے کی

1۔ تو اسی طرح جو انسان فرشتہ صفات بن جاتے ہیں وہ بھی تسبیح و تقدیس ربانی کی غذا سے زندہ رہتے ہیں خود حدیث پاک میں وارد ہے کہ آخری دور میں جب دجال مومنین کو گھیر لے گا اور اس کے ذرائع ختم ہو جائیں گے تو وہ صرف ذکر خدا کی غذا سے زندہ رہیں گے۔ (مترجم)

خواہش کی اور چاہا کہ راہب غرور ونخوت کو چھوڑ دے بہت زیادہ بحث وگفتگو کے بعد راہب نے انہیں کہا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام چالیس دن تک کھاتے نہیں تھے اتنے دن بلا غذا رہنا معجزہ ہے جو سچے نبی کے بغیر صدور پذیر نہیں ہوتا، اب جناب صوفی فرمانے لگے اگر میں پچاس دن بھوکا رہوں تو کیا تو اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لے گا اور پھر تجھے یقین آ جائے گا کہ اسلام حق ہے اور تیرا موجودہ نظریہ باطل ہے۔ راہب کہنے لگا جی ہاں پھر ایسا ہی کروں گا۔ اب وہ ولی خدا اس کے سامنے رہے اس سے بالکل جدا نہ ہوئے پچاس دن وہ بھوکے رہے پچاس دنوں کے بعد فرمایا کیا اور آگے بڑھوں پھر ساٹھ دن پورے کئے راہب حیران ہو گیا اور کہنے لگا میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ کوئی شخص مسیح علیہ السلام سے اس سلسلہ میں آگے نکل سکتا ہے یہی کرامت اس کے اسلام لانے کا سبب بن گئی۔ یہ واقعہ امام سیوطی کے مذکورہ بالا ارشاد کی تائید کرتا ہے یہ شیخ علوان حموی نے اپنی اپنی کتاب ''نسمات الاسحار'' میں (امام سیوطی اور امام غزالی کے حوالے سے) بیان کیا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ

قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ولی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے اچانک گیا وہ اپنے باغ کی نگرانی کے لئے گئے ہوئے تھے اور وہاں سو رہے تھے میں نے دیکھا کہ وہاں ایک اژدھے نے نرگس کا پتہ منہ میں لیا ہوا ہے اور اس سے حضرت ابراہیم کو پنکھا جھل رہا ہے۔

درخت کی التجائیں

محمد بن مبارک صوری کہتے ہیں کہ بیت المقدس کے سفر کے دوران میں حضرت ابراہیم کے ساتھ تھا دوپہر کے وقت ہم انار کے ایک درخت کے نیچے قیلولہ کے لئے اترے۔ ہم نے چند رکعت وہاں نماز پڑھی، میں نے انار کی جڑ سے یہ آواز سنی ''اے ابواسحاق! ہمارا تھوڑا سا پھل کھا کر ہمیں عزت بخشئے!'' حضرت ابراہیم (کنیت ابواسحاق) نے اپنا سر جھکا لیا۔ درخت کی جڑ سے تین دفعہ یہ آواز آئی پھر مجھے جڑ نے خطاب کیا اور کہا ''اے محمد! آپ ان کے سامنے ہماری سفارش فرمائیں تاکہ وہ کچھ ہمارا پھل تناول فرمائیں'' میں نے حضرت ابواسحاق ابراہیم کی خدمت میں عرض کی، اے ابواسحاق! آپ سن چکے ہیں اب انہوں نے دو انار پکڑے ایک خود کھایا اور دوسرا مجھے دے دیا جسے میں نے کھایا وہ کھٹا نکلا یہ درخت چھوٹا سا تھا جب ہم اپنے سفر سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ یہ چھوٹا درخت بہت بڑھ چکا ہے اس کے انار میٹھے ہو گئے ہیں اور سال میں دو دفعہ پھل دینے لگا ہے۔ بقول امام قشیری لوگوں نے اس کا نام ہی رمانۃ العابدین (عبادت گزاروں کا انار) رکھ دیا ہے اور اس کے سائے میں عبادت گزار آ کر فروکش ہوتے ہیں۔

خضر علیہ السلام کھانا کھلاتے ہیں

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ حضرت سفیان بن ابراہیم کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ میں (حضرت سفیان) حضرت ابراہیم بن ادہم سے مکہ مکرمہ کے سوق اللیل میں نبی پاک علیہ السلام کے مقام ولادت کے قریب ملا وہ رو رہے تھے۔ میں انہیں راستے کے

ایک کنارے پر لے گیا انہیں سلام کہہ کر عرض کیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے کچھ نہیں خیر و عافیت ہے۔ میں نے دوسری اور تیسری دفعہ بہ اصرار پوچھا جب سوال لمبا ہونے لگا تو مجھے فرمایا اے سفیان! اگر میں آپ کو واقعہ بتا دوں تو کیا آپ اسے مشتہر کر دیں گے یا چھپا کر رکھیں گے؟ میں نے عرض کیا میرے بھائی جو چاہیں ارشاد فرمائیں، یہ سن کر یوں گویا ہوئے میرا نفس گزشتہ تیس سال سے مجھ سے سکباج (گوشت اور سرکہ سے بنایا ہوا شوربہ) مانگ رہا تھا اور میں پوری کوشش سے اسے روک رہا تھا، گزشتہ شام مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت جوان ہے اس کے ہاتھ میں سبز پیالہ ہے اس پیالہ سے بخارات اٹھ رہے ہیں اور سکباج کی مہک آرہی ہے میں نے پوری قوت سے اس سے بچنے کا پروگرام بنایا مگر وہ تو میرے قریب آگیا اور کہنے لگا اے ابراہیم! کھا لیجئے۔ میں نے جواب دیا جس چیز کو میں رضائے الٰہیہ کے لئے چھوڑ چکا ہوں اسے نہیں کھاؤں گا۔ اس نے جواب دیا خواہ وہ چیز خود اللہ آپ کو کھلانا چاہے؟ اب سوائے رونے کے میرے پاس کوئی جواب نہ تھا اس نے پھر کہا، اللہ آپ پر رحم کرے تناول فرمائیں۔ میں نے اسے جواب دیا، ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم صرف وہی چیز اپنے برتن (پیٹ) میں ڈالیں جس کا ہمیں علم ہو (کہ حلال ہے) اب وہ بولا اللہ کریم آپ کو عافیت عطا فرمائے، تناول فرمائیے مجھے یہ رضوان نے دیا ہے اور کہا ہے اے خضر! یہ کھانا لے جائیں اور حضرت ابراہیم کو کھلائیں کیونکہ انہوں نے طویل عرصہ سے صبر کیا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکے رکھا ہے" پھر فرمایا اللہ کریم تو آپ کو یہ کھانا کھلانا چاہتا ہے اور آپ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ اے ابراہیم! میں نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا ہے "جسے عطا کیا جائے اور وہ نہ لے تو پھر وہ مانگے تب بھی اسے عطا نہیں کیا جاتا" میں نے کہا اگر معاملہ یوں ہے تو پھر میں آپ کے سامنے ہوں مگر میں خود تو اللہ کے ساتھ کیا ہوا عہد نہیں توڑوں گا۔ اچانک ایک اور شخص آیا جس نے اسے کوئی چیز پکڑائی اور کہا اے خضر! آپ اسے خود لقمہ ڈالیں وہ خود اپنے ہاتھ سے اب مجھے کھلانے لگ گئے یہاں پہنچ کر مجھے جاگ آگئی مگر اس کھانے کی مٹھاس و ذائقہ تو اب بھی باقی تھا اور اس میں ملے زعفران کا رنگ میرے ہونٹوں پر موجود تھا۔ میں زمزم کے پاس پہنچا منہ دھو ڈالا مگر نہ تو ذائقہ ختم ہوا اور نہ زعفران کا رنگ اڑا۔ سفیان کہتے ہیں میں نے کہا حضرت! ذرا مجھے بھی دکھا دیں کیا دیکھتا ہوں کہ سچ مچ رنگ کا اثر بدستور باقی ہے۔

دعوتِ اسلام کا نرالا انداز

حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کوئی عجیب و غریب واقعہ بتائیں جو حضرت ابراہیم بن ادہم سے صدور پذیر ہوا ہو اور آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو وہ فرمانے لگے مکہ مکرمہ کے راستے ہم چل رہے تھے اور ہمیں کئی دنوں سے کھانا نہیں مل رہا تھا ہم اسی طرح کوفہ جا پہنچے ایک غیر آباد مسجد میں ڈیرہ ڈال دیا حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا حذیفہ! معلوم ہوتا ہے آپ کو بھوک لگی ہے میں نے عرض کیا حضرت کا خیال درست ہے فرمانے لگے دوات اور کاغذ لاؤ میں لے آیا آپ نے لکھا: "اللہ رحمان و رحیم کے نام سے۔ اللہ! تو ہی ہر حال میں مقصود ہے اور ہر حقیقت و معنی کا تو ہی مشار الیہ ہے۔

۱۔ میں تعریف کرنے والا ہوں، شکر گزار ہوں اور ذکر کرنے والا ہوں، میں بھوکا ہوں، میں قناعت پسند ہوں اور میں بے لباس ہو رہا ہوں۔

۲۔ میں تیری ذات کے بغیر کسی اور کی تعریف کروں تو اس کا مطلب آگ کے شعلوں میں داخل ہونا ہوگا (میں آگ میں اور کی تعریف کر کے نہیں جانا چاہتا) لہٰذا اپنے بندوں کو آگ میں جانے سے پناہ دے۔

۳۔ یہ میں نے چھ چیزیں شمار کی ہیں نصف کا ضامن میں ہوں اے باری تعالیٰ! نصف کے ضامن تو بن جا (یعنی پہلی تین تو میں پوری کر رہا ہوں پچھلی تین آپ پوری فرما کر بھوک اور افلاس کو دور فرما دیں"۔

یہ لکھ کر رقعہ مجھے عطا فرمایا اور کہا آپ جائیں مگر دل کو صرف ذات خداوندی سے وابستہ رکھیں اور رقعہ جو شخص سب سے پہلے ملے اسے دے دیں میں رقعہ لے کر چل پڑا مجھے سب سے پہلے خچر پر سوار ایک شخص ملا میں نے اسے رقعہ دے دیا اس نے رقعہ لے کر پڑھا اور رونے لگ گیا پھر مجھے کہا یہ رقعہ لکھنے والے صاحب کہاں ہیں؟ میں نے کہا فلاں مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ اس نے چھ سو دیناروں سے بھری تھیلی آپ کے لئے پیش کی میں چلا تو ایک اور آدمی سے ملا اور اس سے پوچھا یہ خچر پر سوار کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا ایک عیسائی ہے میں حضرت ابراہیم کی خدمت میں واپس آیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا، فرمانے لگے ان دیناروں کو ابھی نہ چھونا، ان کا مالک ابھی آتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ نصرانی آ گیا حضرت ابراہیم کے سامنے دوزانو بیٹھ کر اسلام لے آیا۔

خدا نے گوشت بھیج دیا

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ ہم (قشیری) ساحل سمندر پر حضرت ابراہیم بن ادھم کے ساتھ تھے ہم ایک پست مقام پر پہنچے جہاں بہت سی خشک لکڑیاں پڑی تھیں ہم نے حضرت ابراہیم کی خدمت میں عرض کی بہتر تو یہ ہے کہ ہم یہاں رات گزاریں اور لکڑیاں جلائیں انہوں نے اجازت مرحمت فرما دی، ہم نے آگ جلائی روٹی ہمارے پاس تھی وہ کھائی ہمارا ایک ساتھی بولا یہ انگارے کتنے اچھے ہیں اگر ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ان پر بھون کر کھاتے حضرت ابراہیم نے فرمایا اللہ برتر و اعلیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں گوشت کھلا دے ہم اسی طرح محفل جمائے بیٹھے تھے کہ ایک شیر اژیال کو بھگا کر لایا ہمارے قریب آ کر وہ گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی حضرت ابراہیم اٹھے اور فرمایا اسے ذبح کر دو تمہیں اللہ نے گوشت دے دیا ہے ہم نے اسے ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر کھایا اور شیر دیکھتا رہ گیا۔

ہم امیروں کے بادشاہ ہیں

ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابراہیم بن ادھم کے ساتھ تھا ہمارے پاس افطاری کے لئے کچھ نہ تھا اور نہ ہی کوئی حیلہ سجھائی دیتا تھا حضرت ابراہیم نے مجھے غمزدہ دیکھ کر فرمایا اے ابن بشار! فقراء و مساکین پر دنیا و آخرت میں اللہ کریم نے بے شمار نعمتیں فرمائی ہیں اللہ کریم نہ ان سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کرے گا نہ حج کے بارے پوچھے گا نہ صدقہ و صلہ رحمی کے متعلق باز پرس ہوگی اور نہ ہمدردی و مواسات کے متعلق دریافت ہوگا (1)۔ حساب و سوال تو صرف ان

1۔ کیونکہ وہ فقراء و مساکین ہیں نہ تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے اور نہ ہی حج کے لیے رقم ہے نہ صدقات کی ادائیگی ان سے ممکن ہے اور نہ ہی صلہ رحمی کیونکہ وہ سب سے کٹ کر الگ تھلگ ہو گئے ہیں پھر وہ کس سے صلہ رحمی کریں اور کس سے ہمدردی و غم گساری فرمائیں۔ (مترجم)

بیچارے امراء و اغنیاء سے ہوگا پھر فرمانے لگے یہ دنیا کے غنی اور آخرت کے فقیر و محتاج ہیں دنیا میں تو اصحاب عز و جاہ ہیں مگر قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوں گے آپ نہ تو غمزدہ ہوں اور نہ اندوہ میں مبتلا ہوں اللہ تعالیٰ رزق کے ضامن ہیں ابھی رزق آتا ہے ہم تو خدا کی قسم ان اغنیاء و امراء کے بادشاہ ہیں ہمیں دنیا اور آخرت میں جلدی راحت ملتی ہے، لہٰذا غم و اندوہ کی کوئی بات نہیں آپ بالکل اس بات کی پروانہ کریں کہ صبح کس حال میں ہوتی ہے اور شام کا کیا رنگ بنتا ہے ہمیں تو صرف اطاعت خداوندی کا خیال رہنا چاہیے۔ یہ فرما کر وہ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں اپنی نماز کے لئے اٹھا ابھی ایک ساعت نہیں گزری تھی کہ ایک شخص آٹھ روٹیاں اور بہت سی کھجوریں لے کر آ گیا ہمارے سامنے رکھ کر کہنے لگا اللہ آپ حضرات پر رحم فرمائے یہ تناول فرمایئے حضرت ابراہیم نے نماز سلام کے بعد ختم فرمائی اور مجھے فرمایا اے غمزدہ و مغموم! اب کھا لے ایک سائل اتنے میں ہمارے پاس سے گزرا اور کہا مجھے رضائے الٰہی کے لئے کچھ کھلا دو حضرت ابراہیم نے اسے تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں عطا فرمائیں تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں مجھے دیں اور اپنے لئے دو روٹیاں رکھیں اور فرمایا ہمدردی (دوسروں کو خود پر ترجیح دینا) مومنوں کی عادت میں شامل ہے۔

شیر دم ہلا کر راستہ سے ہٹ گیا

کچھ لوگ حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اے ابو اسحاق! شیر ہمارے راستے پر کھڑا ہے حضرت شیر کے پاس تشریف لائے اور اسے کہا ابو الحارث! (ابو الحارث شیر کی کنیت ہے) اگر تجھے ہمارے معاملے میں کسی بات کا حکم دیا گیا ہے تو وہ حکم پورا کر دے اور اگر کسی کام کی تکمیل کے لئے نہیں آیا تو ہمارے راستہ سے ہٹ جا، شیر دم ہلاتا واپس چلا گیا پھر حضرت نے ہمیں فرمایا تم میں سے اگر ہر شخص صبح و شام یہ وظیفہ پڑھ لے تو کتنا اچھا ہو: اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِیْ لَا يُرَامُ۔ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا فَلَا نَهْلِكُ وَاَنْتَ ثِقَتُنَا وَرَجَاؤُنَا (اے اللہ! اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری نگرانی فرما۔ اپنے اس رکن سے ہماری حفاظت فرما جس کے خلاف قصد نہیں کیا جا سکتا ہمیں اپنی قدرت سے رحم عطا فرما تا کہ ہم ہلاک نہ ہوں تیری ذات ہی ہمارے اعتماد و امید کا مرکز ہے)

یہ کرامت مختصر انداز سے امام قشیری نے اپنی کتاب ''روض الریاحین'' میں ذکر فرمائی ہے۔

ریت دینار بن گئی

علامہ مناوی کہتے ہیں کہ حضرت نے کشتی میں سوار ہونا چاہا اور ملاح نے دینار لئے بغیر سوار کرنے سے انکار کر دیا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور یوں دعا کی ''مولا کریم! وہ مجھ سے ایسی چیز مانگ رہے ہیں جو میرے پاس نہیں لیکن تیرے پاس اس کی کمی نہیں''۔ (یہ کہنے کی دیر تھی) کہ سب ریت دیناروں میں تبدیل ہوگئی۔ آپ نے صرف ایک دینار لیا جو ملاح کو دے دیا اس ایک دینار کے علاوہ کچھ بھی نہ لیا۔ آپ کا وصال ۱۶۲ھ میں ہوا اور بحر شام کے کنارے جبلہ میں دفن ہوئے میں نے (علامہ نبہانی) الحمد للہ جبلہ میں آپ کی زیارت کی ہے اور آپ کی برکت سے مستفید ہوا ہوں آپ کا بہت بڑا مزار ہے اور وہاں قدیم اور بڑی مسجد ہے بہت سے اوقاف آپ کے دربار سے متعلق ہیں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں میں ایک دفعہ صحرا نوردی کر رہا تھا کہ زنار پہنے ایک نصرانی مجھے ملا اس نے میری صحبت و معیت چاہی سات دن ہم مل کر چلتے رہے وہ مجھ سے کہنے لگا اے دین حنیف (اسلام) کے راہب! اب کچھ عطا ہو کہ ہمیں بھوک لگی ہے۔

دستر خوان آسمان سے آتا ہے

میں نے سرکار خداوندی میں عرض کیا، بار الہٰ! مجھے اس کافر کے سامنے رسوا نہ کر، دفعتہً میں نے ایک دستر خوان دیکھا جس پر گوشت بھونا ہوا روٹیوں اور پانی کے جگ سمیت رکھا تھا، ہم کھا پی کر مزید سات دن ہم سفر رہے اب میں نے پہل کر کے اسے کہا اے نصاریٰ کے راہب! جو کچھ ہے پیش کر کہ اب تیری نوبت ہے اس نے اپنے عصا کا سہارا لے کر دعا کی کیا دیکھتا ہوں کہ دو دستر خوان لگ گئے اور جتنا کچھ میری دعا سے ملا تھا اس سے دوگنا ان پر موجود ہے میں عالم حیرت میں ڈوب گیا مجھے غیرت نے آلیا اور میں نے کھانے سے انکار کر دیا اس کے بے حد اصرار پر بھی میں نے یہ دعوت قبول نہ کی۔ کہنے لگا تناول فرمائیے میں آپ کو دو بشارتیں دیتا ہوں پہلی یہ کہ اشھد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمد رسول الله یہ کلمۂ شہادت پڑھ کر اس نے زنار کھول دیا۔ دوسری بشارت یہ ہے کہ میں نے یوں دعا کی تھی: اے اللہ! اگر اس بندے (حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ) کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو میرے لئے فتوح رزق فرما دے'' اس دعا سے یہ رزق آیا ہے، فرماتے ہیں یہ سن کر (کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس کی دعا مجھ جیسے اسلام کے خادم کے وسیلے سے قبول ہوئی ہے) میں نے اس کے ساتھ کھانا کھایا ہم مل کر سفر کرتے رہے اس نے میرے ساتھ حج کیا اور ہم ایک سال مل کر مکہ مکرمہ میں رہے پھر اس کی وہاں وفات ہو گئی اور بطحا میں اسے دفن کیا گیا۔

پانی کی مہمانی

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ واقعہ محمد بن حسین نے سنایا وہ حضرت عبداللہ سنجری سے یہ واقعہ نقل فرماتے ہیں انہیں حامد اسود رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں سات دن صحرا میں حضرت خواص کے ساتھ ایک ہی حالت میں رہا، ساتویں دن مجھ پر ضعف طاری ہوا تو میں بیٹھ گیا وہ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا ضعف و کمزوری ہے، فرمایا تجھے پانی یا روٹی میں سے کون سی چیز درکار ہے؟ میں نے کہا پانی چاہئے۔ فرمانے لگے پانی تیرے پیچھے ہے میں نے پلٹ کر دیکھا تو تازہ دودھ جیسا پانی کا چشمہ پایا میں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت خواص دیکھتے رہے مگر پانی کے قریب نہیں آئے جب میں نے اٹھنا چاہا تو ارادہ کیا کہ کچھ پانی بھی ساتھ لے لوں آپ نے فرمایا یہ پانی نہ لینا یہ وہ پانی نہیں جو زاد راہ بن سکے۔

درندے کی اطاعت کیشی

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ بسند محمد صوفی، ابوبکر تکریتی اور محمد کتانی کہتے ہیں کہ مکہ میں محمد کتانی فرما رہے تھے کہ میں نے جناب خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا میں ایک دفعہ صحرا میں تھا دوپہر کو چلتے چلتے ایک درخت کے پاس پہنچا جس کے قریب پانی تھا وہاں

اتر پڑا اچانک ایک بڑا درندہ آ گیا میں خود سپردگی کے بغیر کوئی چارہ نہیں دیکھ رہا تھا جب وہ قریب آیا تو پتہ چلا کہ وہ لنگڑا رہا ہے اور دم ہلا کر میرے سامنے بیٹھ گیا اور میری گود میں اپنا لنگڑا پاؤں رکھ دیا میں نے دیکھا تو پاؤں سوجا ہوا تھا اور اس میں پیپ اور گندہ خون تھا میں نے لکڑی لے کر زخم کی جگہ کو چیر ڈالا پیپ نکل گئی اور میں نے پٹی باندھ دی درندہ چلا گیا ابھی ایک ساعت گزری ہوگی کہ وہ دو بچوں کے ساتھ واپس لوٹا وہ دونوں بھی مجھے دیکھ کر دم ہلانے لگے ان کے پاس میرے لئے روٹی تھی۔

حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مکہ کرمہ کی طرف جا رہا تھا غیر آباد علاقے سے رات کو گزر رہا تھا کہ ایک بڑا درندہ آ گیا مجھے خوف لاحق ہوا ہاتف نے آواز دی بے فکر رہیں آپ کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے آپ کی حفاظت کر رہے ہیں۔

راستہ مل گیا

حضرت مرتعش نے حضرت کی زبانی یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ میں صحرا میں کئی دنوں تک بھٹکتا رہا ایک آدمی نے آ کر مجھے سلام کیا اور کہا آپ بھٹک گئے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، وہ کہنے لگا کیا میں آپ کو راستہ نہ دکھا دوں پھر چند قدم میرے سامنے چل کر غائب ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں راستہ پر پہنچ چکا ہوں اس کے بعد میں کبھی نہیں بھٹکا اور نہ کبھی سفر میں بھوک پیاس لگی۔

رات درخت پر بسر کی

حامد اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں جنگل میں حضرت خواص کے ساتھ تھا ایک درخت کے پاس ہم نے رات بسر کرنے کا پروگرام بنایا مگر رات کو وہاں درندہ آ گیا میں درخت پر چڑھ گیا صبح تک نیند نہ آئی اور درخت پر بیٹھا رہا حضرت خواص تو نیچے ہی سو گئے، درندہ سر سے پاؤں تک آپ کو سونگھ کر چلا گیا دوسری رات ہم ایک گاؤں کی مسجد میں پہنچ کر سوئے ایک پسو آپ کے چہرے پر آ بیٹھا میں نے اسے مار دیا آپ کراہنے لگے میں نے کہا عجیب بات ہے گزشتہ رات تو آپ نے شیر کی پروا نہیں کی اور اب پسو کے کاٹنے سے کراہنے لگ گئے ہیں جواب میں فرمایا گزشتہ رات کی تو یہ حالت تھی کہ میں ذات خداوندی کے ساتھ تھا اور آج یہ حالت ہے کہ میں اپنے نفس کے ساتھ ہوں۔

دشمن اندھا ہو گیا

ایک صاحب حال کا ارشاد ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ عجیب واقعات بیان کرنے میں مصروف تھا۔ ہمارے قریب ہی ایک نابینا ہماری باتیں سن رہا تھا وہ ہماری طرف بڑھا اور کہنے لگا مجھے آپ لوگوں کی باتوں نے مانوس کر لیا ہے اب میری سنو! میری بچی اور اہل خانہ تھے اور میں بقیع شریف کی طرف عموماً لکڑیاں چننے کے لئے نکلا کرتا تھا میں ایک دن اس طرف نکلا تو ایک نوجوان کو دیکھا جس نے کتان کی قمیص زیب تن کر رکھی تھی اور جوتا انگلی میں ڈال رکھا ہے میں سمجھا کہ وہ گم کردہ راہ اور سرگرداں ہے میں اس نیت سے آگے بڑھا کہ اس کے کپڑے چھین لوں میں نے اسے کہا جو کچھ پہنا ہوا ہے اتار دے اب اس نے کہا کیا مجھے لازماً کپڑے اتار کر تمہیں دینے ہیں۔ میں نے کہا ضرور دینے ہیں دور سے ہی اس نے اپنی دونوں انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور دونوں آنکھیں پھوٹ کر بہ گئیں

میں نے اسے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتا تو سہی تو ہے کون؟ اس نے جواب دیا میں ابراہیم خواص ہوں۔ علامہ قشیری نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے امام یافعی فرماتے ہیں کہ امام قشیری نے اپنی سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

پھر مدینہ سامنے آ گیا

حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں میں ایک سفر میں شدت پیاس کی وجہ سے گر گیا پھر دفعۃً یوں محسوس ہوا کہ کوئی میرے منہ پر پانی چھڑک رہا ہے میں نے آنکھ کھولی تو ایک خوبصورت نوجوان کو چتکبری گھوڑی پر سوار دیکھا اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ گھوڑی پر سوار ہو جائیں۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ مجھے کہا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ میں نے کہا مجھے مدینہ طیبہ دکھائی دے رہا ہے کہنے لگے اب سواری سے اتر جائیں۔ حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا کہ حضور علیہ السلام کا بھائی خضر (علیہ السلام) سلام پیش کرتا ہے۔ علامہ مناوی نے یوں بیان کیا ہے کہ حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حجاز مقدس کے راستے پر میں بھٹک گیا اچانک سبز لباس اور پیلے عمامے والا سوار برآمد ہوا اس کے ہاتھ میں سونے اور جواہرات سے بنا پیالہ تھا مجھے پانی پلا کر سواری پر ساتھ بٹھا لیا اور کہا یہ ہیں مدینہ طیبہ کی کھجوریں (اتر جائیے) اور صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام عرض کیجئے عرض کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی خضر (علیہ السلام) خدمت عالیہ میں سلام پیش کرتا ہے۔

آپ کی خدمت میں ایک خاتون نے آ کر عرض کیا کہ میرے دل اور میری حالت میں تبدیلی آ گئی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی وجہ کا تجسس کر۔ وہ کہنے لگی بہت غور و تجسس کیا ہے مگر کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ آپ نے فرمایا وہ مشعل والی رات یاد ہے یہ ساری تبدیلی اسی وجہ سے ہوئی ہے وہ رو کر کہنے لگی جی ہاں میں سوت کات رہی تھی کہ سلطان کی مشعل گزری (مشعل بردار بادشاہ کو لے کر گزرے) ایک تاگہ میں نے اس وقت کاتا اسی سوت سے میں نے یہ قمیص بنا کر پہنی ہے حضرت کا ارشاد سن کر اس نے قمیص اتار کر صدقہ کر دی اور اس کے دل کی صفائی لوٹ آئی، آپ کا وصال ۱۸۴ھ میں ہوا۔

حضرت ابراہیم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں مجھے وضو کی احتیاج تھی تو جواہرات سے بنا کوزہ اور ریشم سے نرم چاندی کی مسواک میرے سامنے آئی میں نے مسواک کی وضو کیا دونوں (مسواک اور کوزہ) وہاں ہی چھوڑ کر واپس آ گیا، نیز فرماتے ہیں ایک سفر کے دوران کئی دن مجھے نہ کوئی انسان نظر آیا نہ کوئی پرندہ دیکھا اور نہ ہی کسی ذی روح سے واسطہ پڑا اچانک ایک شخص سامنے آیا مجھے پتہ نہیں کہ وہ کہاں سے نکل آیا مجھے کہنے لگا اس درخت کو حکم دیں کہ وہ دیناروں کا پھل دے میں نے درخت کو کہا دیناروں کا پھل دے مگر پھل نہ آیا اس نے درخت کو کہا دیناروں سے پھلدار ہو جا درخت کے خوشوں پر دینار لٹکنے لگے، میں بڑی محویت سے یہ دینار دیکھنے لگا پلٹ کر دیکھا تو وہ صاحب جا چکے تھے اور درخت سے دینار بھی غائب تھے یہ واقعہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

دریا کا پانی پاؤں کے نیچے ہے

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں میں دجلہ کے کنارے گیا پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور ہوا لہروں کے ساتھ اٹھکیلیاں کر

رہی تھی میں نے لہروں کے درمیان ایک آدمی دیکھا جو پانی کی سطح پر چل رہا تھا میں یہ دیکھ کر سجدے میں گر گیا اپنے اور اللہ کریم کے درمیان یہ بات دل میں رکھ لی کہ جب تک یہ جان نہ لوں کہ یہ صاحب کون ہیں، سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا ابھی سجدے میں گرے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ انہوں نے مجھے ہلا کر کہا کہ سجدے سے سر اٹھائیں آئندہ ایسا نہ کریں میں ابراہیم خراسانی ہوں۔

سانپ کھانا لاتا ہے

یہ واقعہ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا دن شدید گرم تھا میں راستے سے ہٹ کر ایک غار میں اترا ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کھجور کے تنے جتنا لمبا سانپ آدھمکا اور مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگا مجھے خیال گزرا کہ شاید میں اس کا رزق ہوں وہ چلا گیا پھر واپس آیا تو اس کے منہ میں نفیس سی روٹی تھی اسے میرے پاس رکھ کر پیچھے ہٹا اور غار کے ارد گرد چکر کاٹنے لگا میں نے روٹی کھالی جب دن تھوڑا ٹھنڈا ہوا تو میں غار سے نکلا اور چل پڑا مجھے اپنے ساتھی ملے اور کہنے لگے کیا آپ نے بھی وہ کچھ دیکھا جو ہم نے دیکھا؟ میں نے پوچھا آپ حضرات نے کیا دیکھا؟ کہنے لگے ہمارے سامنے سانپ آ گیا وہ اپنی دم پر کھڑے ہو کر پھنکارنے لگا ہم نے سوچا شاید یہ بھوکا ہے ہم نے اس کے سامنے روٹی پھینک دی وہ لے کر چل دیا (یہی روٹی وہ حضرت خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آیا)۔

حضرت ابراہیم بن عیسیٰ، ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ

آپ گروہ صوفیہ کے مرشد ہیں آپ کی یہ کرامت آپ کی اپنی زبانی بیان پذیر ہوئی ہے فرماتے ہیں میں ایک صحرا میں تھا اور شدید بھوک لگ رہی تھی میرے نفس نے مجھے شدت سے آمادہ کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے صبر کا سوال کروں۔ اسی وقت ہاتف نے یہ شعر پڑھے:

۱۔ اس کا خیال ہے کہ وہ ہمارے قریب ہے اور ہم اپنے پاس آنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

۲۔ ہم سے طاقتور جہد و صبر کا سوال کرتا ہے گویا کہ نہ ہم اسے دیکھ رہے ہیں اور نہ ہی وہ ہمیں دیکھ رہا ہے (مطلب یہ ہوا کہ ہمیں ان سب حالات و کوائف کا علم ہے جو اس کے ظاہر و باطن پر گزر رہے ہیں اور ہم اپنے مقربین کو ضائع نہیں ہونے دیتے)۔

زندہ زندہ ہی ہوتا ہے

خود حضرت فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں تھا بنی شیبہ والے دروازے کے سامنے سے گزرا میں نے ایک مرا ہوا حسین و جمیل نوجوان دیکھا میں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تو وہ مسکرا کر مجھے کہنے لگا جناب ابوسعید! (حضرت ابراہیم) کیا آپ کو پتہ نہیں کہ زندہ لوگ زندہ ہی ہوتے ہیں خواہ ان پر موت طاری ہو جائے وہ تو صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں میں نے مسجد حرام میں دو خرقے پہنے ایک فقیر کو دیکھا اپنے جی میں خیال کیا یہ صاحب اور ان کے قماش کے دوسرے لوگ سب لوگوں کے لئے بوجھ ہیں اس نے مجھے پکارا! ان اللہ یعلم ما فی أنفسکم فاحذروہ (اللہ جانتا ہے جو تمہاری جانوں میں ہے تم اس سے ڈرو) میں نے اپنے باطن سے یہ سن کر اللہ سے معافی چاہی تو وہ پھر پکارا و ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ (وہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے) یہ کہہ کر وہ بندۂ خدا غائب ہو گیا اور مجھے پھر نظر نہ آیا۔ بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۲۷۷ھ میں ہوا۔

حضرت ابراہیم بن شیبان قرمینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہاڑی علاقے کے مرشد اور اپنے دور کے اہل حقائق کے امام تھے آپ نے حضرت خواص اور حضرت مغربی کی صحبت سے لطف اٹھایا آپ سے عارف کی تعریف پوچھی گئی۔

سانس سے سبز گھاس جل گئی

تو فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں اپنے شیخ حضرت عبداللہ مغربی کے ساتھ جبل نور پر فروکش تھا۔ ایک دن ہم ایک درخت کے نیچے گھاس دار جگہ پر بیٹھے تھے اور حضرت شیخ عارف کے علوم کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے تو میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے سانس لیا تو سامنے کی سبز گھاس جل گئی پھر وہ غائب ہو گیا اور ہم اسے نہ دیکھ سکے۔ شیخ نے فرمایا یہ ہے عارف۔

نیز فرماتے ہیں ہم اپنے مرشد مغربی کے ساتھ ایک پہاڑ پر تھے سب لوگ علمی گفتگو میں مصروف تھے میری نگاہ ایک نوجوان پر پڑی اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور دونوں آنکھیں پھوٹی ہوئی تھیں میں نے جی میں کہا یہ جوان تو ابھی پھٹ جائے گا اس نے سانس لیا تو اردگرد سب گھاس جل گئی بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۳۳۰ھ میں ہوا۔

حضرت ابراہیم آجری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں ایک یہودی مجھ سے اپنا قرضہ مانگنے آیا میں حمام کے چولہے کے پاس یا اینٹوں کے نیچے بیٹھا تھا یہودی نے کہا اے ابراہیم! آپ کوئی نشانی دکھائیں جس سے میں اسلام لے آؤں۔ میں نے کہا تو پھر اسلام لے آئے گا اس نے کہا جی ہاں، میں نے اسے کہا اپنے کپڑے اتار دے اس نے کپڑے اتارے تو میں نے اپنے کپڑوں میں لپیٹ کر انہیں آگ میں ڈال دیا پھر میں حمام کے چولہے میں داخل ہوا اور کپڑے آگ کے درمیان سے اٹھا کر دوسرے دروازے سے نکل گیا میرے کپڑے نہیں جلے اور درمیان میں لپٹے ہوئے اس کے کپڑے جل گئے وہ تو راکھ بن چکے تھے یہودی یہ دیکھ کر اسلام لے آیا۔ یہ واقعہ علامہ قشیری نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابراہیم بن احمد ابو اسحاق حسبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قیروان کے رہنے والے اور قبیلہ بکر بن وائل کے ایک فرد تھے آپ ابدال میں شمار ہوتے ہیں اور ان عالی مقام اولیاء میں سے ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ آپ کی سیرت و واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں آپ علوم میں بھی امام ہیں۔

آپ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ جس کی طرف سے بھی آپ کے دل میں تغیر پیدا ہوتا پھر وہ فلاح نہ پاتا اور جب بھی آپ کی زیارت کی جاتی تو آپ کی ہیبت سے یاد خدا آجاتی جب کبھی آپ اپنے عظیم ہم عصروں مثلاً ابن ابی زید اور ثعالبی وغیرہ کے پاس ان کی مصیبتوں کے اوقات میں تشریف لے جاتے یا وہ آپ کی خدمت میں مشکلات میں حاضر ہوتے تو مشکلات ختم ہو جاتیں، قیروان شہر کے بزرگوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ حوادث کا شکار ہوتے تو آپ کے افعال و اعمال کی پیروی کرتے اگر آپ اپنا دروازہ بند کرتے تو وہ بھی اپنے دروازے بند کر دیتے آپ دروازہ کھولتے تو وہ بھی کھول دیتے اس سلسلہ میں وہ پوری طرح آپ کی پیروی کرتے تھے۔

امام مناوی ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم) کا ایمان اہل مغرب کے ساتھ تولا جائے تو لازماً سب کے مقابلے میں زیادہ ثابت ہوگا آپ کی دعائیں قبول ہوا کرتی تھیں، ایک صاحب حال کا کہنا ہے کہ جب ہم آپ کے پاس جایا کرتے تھے تو آپ کے دروازے پر توبہ کر کے اندر داخل ہوتے ہمیں خوف ہوتا تھا کہ وہ ہماری باتیں نہ کرنے لگ جائیں۔

حضرت ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابواسحاق ہے شیرازی ہیں شافعی المسلک اور بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کی عظیم کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ بغداد شریف میں بیٹھ کر اپنے سامنے کعبہ مکرمہ کا مشاہدہ فرماتے رہتے تھے اور کعبہ کے اندر سے لاتعداد دفعہ آواز سنا کرتے تھے۔ جو شخص دین کے بارے باخبر ہونا چاہتا ہو اسے آپ کی کتاب ''التنبیہ'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ آپ بکثرت محفل مصطفوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر باش ہوتے۔ حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا حضور! مجھے کچھ ایسے کلمات ارشاد فرمائیں جو کل قیامت کو میری نجات کا ذریعہ بنیں۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: یا رسول اللہ! صلوات اللہ علیک، میں آپ سے ایسی خبر سننا چاہتا ہوں جو میرے لئے دنیا میں شرف اور آخرت میں ذخیرۂ نجات ہو'' حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے انہیں جواب میں فرمایا: ''یا شیخ أطلب السلامة فی غیرك تجدها فی نفسك'' (اے شیخ! جو سلامتی چاہتا ہے تو اسے دوسروں کی سلامتی میں تلاش کرے)۔ اس کے بعد آپ بہت خوش رہتے تھے اور کہا کرتے تھے مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ کا نام دیا ہے اس پر آپ کو فخر تھا۔ بقول مناوی: ۴۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت ابراہیم بن اسماعیل بن ابی اسحاق قرشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہاشمی ہیں عموماً زبیر بن عوام کی مسجد کے امام کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ ایک حکمران کے پاس شہادت دینے کے لئے آئے تو اس نے آپ کی شہادت قبول نہ کی رات ہوئی تو حاکم نے خواب میں دیکھا کہ اس کے گھر کی اونچی دیوار ایک شخص کے لئے ہٹا دی گئی ہے اور وہ اس سے گزر کر اس کے پاس آ پہنچا ہے حاکم نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا ایک فرد ہوں حاکم نے پوچھا تو کیسے اندر داخل ہوا؟ اس نے جواب دیا مجھے یہاں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا، بھلا یہ تو

بتایئے کہ تم نے ایک صاحب شرافت کی شہادت کیوں قبول نہ کی؟ جب کہ وہ اللہ کریم کے ہاں عادل ہے جب وہ کل تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرنا اور غور سے اس کی بات سننا کیونکہ اس کی گفتگو پر حکمت ہوتی ہے حاکم نے جواب دیا ان کی بات غور سے سنوں گا اور اس پر عمل کروں گا پھر وہ آنے والا جہاں سے آیا تھا وہاں ہی چلا گیا۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۴۸۶ھ میں ہوا۔ مشہور قبرستان ساریہ کے مشرقی حصے میں شہر قرافہ میں مدفون ہوئے، آپ کی قبر قبولیت دعا کے لئے مشہور ہے۔

حضرت ابراہیم ابو اسحاق مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر صوفیہ میں شمار ہوتے ہیں جمعہ کی رات کوادفوی محلے کی بیٹھک میں بیٹھا کرتے اور آپ کے ساتھی وہاں اکٹھے ہو جاتے ایک رات آپ حوروں سے باتیں کرنے لگے آپ کے ساتھیوں نے کہا ہماری خواہش ہے کہ ہم حوریں دیکھیں۔ آپ نے فرمایا تم سب آج رات کی حوریں دیکھو گے، رات کو ہر ایک نے حور دیکھی جس نے اسے کہا میں جنت میں تیری ساتھی ہوں بقول علامہ سخاوی: آپ کا وصال ۵۰۰ھ کے بعد ہوا۔

حضرت ابراہیم ابو اسحاق بن احمد بن طریف عبسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیدی ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں مصر میں قیام تھا۔

یوں بھی ہوتا ہے

آپ کے وصال کا سبب یوں ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا اور آپ سے کہا حضور والا! کیا فلاں شخص آپ کے پاس سے گزرا ہے؟ وہ اپنے شہر کے کسی آدمی کے متعلق پوچھ رہا تھا جسے اللہ کریم نے گلے کے ایک مرض میں مبتلا کر رکھا تھا جسے ہم نفنفہ (گلے میں پھنسا ہوا پھوڑا) کہتے ہیں حضرت شیخ اسے نہیں پہچانتے تھے مگر یہ شخص بار بار اس کے متعلق سوال کر رہا تھا آپ نے اسے جواب دیا میرا خیال ہے آپ اس آدمی کے متعلق پوچھ رہے ہیں جس کے گلے میں نفنفہ ہے اس نے کہا جی ہاں! میں اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں حق نے میرے باطن میں آواز دی "اے ابراہیم! تو ہمارے بندوں کو صرف ان مرضوں سے ہی پہچانتا ہے جن میں ہم انہیں مبتلا کر دیتے ہیں۔ کیا اس کا نام کوئی نہیں تھا جس سے تو اس کا ذکر کرتا اب ہم تجھے اسی مرض سے ماریں گے" صبح ہوئی تو ان کے گلے میں وہی پھوڑا نکل آیا تھوڑا سا وقت اس تکلیف میں گزار کر وہ مر گئے حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روح القدس میں لکھا ہے کہ آپ کے صاحبزادے محمد نے یہ واقعہ مجھے حرم میں بتایا تھا اور کہا تھا کہ ابا جی نے فرمایا تھا کہ میں نے بیس سالوں سے کبھی ایسی غلطی نہیں کی تھی میں دو دفعہ ان کے شہر میں انہیں ملنے گیا میرے ساتھ میرے دوست عبداللہ حبشی بھی تھے ایک دفعہ تو سبتہ میں ملاقات ہوئی اور ایک دفعہ ان کے اپنے شہر میں۔

حضرت ابراہیم ابو اسحاق بن علی اعزب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر اولیاء، اور اعیان مقربین، صدور محققین اور سادات عارفین میں سے ہیں۔ طریق ولایت اپنے دادا سلطان

اولیاء، سیدنا احمد بن ابی الحسن رفاعی سے حاصل فرمایا حضرت سراج فرماتے ہیں کہ مرشد عارف ابو المجد سعد اللہ بن سعدان واسطی کا ارشاد ہے کہ میں حضرت ابراہیم اعزب کی محفل میں تھا۔

تصرفات کے شاہ

آپ نے دوران گفتگو فرمایا مجھے رب تعالیٰ نے تصرفات عطا فرما رکھے ہیں میرے حاضرین میں سے جو حرکت کرتا ہے اس میں بھی میرا تصرف ہوتا ہے میں نے دل میں سوچا میں اٹھتا اور بیٹھتا ہوں (تا کہ پتہ چلے کہ میرے وجود پر انہیں تصرف حاصل نہیں) آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے سعد اللہ! اگر تجھ میں قوت ہے تو اٹھ'' میں اٹھ نہ سکا ایسی حالت تھی گویا میری ٹانگوں میں بیڑیاں پڑی ہیں مجھے لوگ اٹھا کر میرے گھر لے گئے میرا آدھا وجود بالکل بے حس و حرکت ہو گیا۔ میں پورا ایک ماہ اسی حالت میں پڑا رہا۔ اب مجھے پتہ چلا کہ یہ سب کچھ میرے اس اعتراض کی وجہ سے ہوا ہے جو حضرت کی محفل میں میرے دل میں پیدا ہوا تھا میں نے خالص توبہ کی اور گھر والوں سے کہا مجھے ان کی خدمت میں اٹھا کر لے چلو وہ مجھے اٹھا کر لے گئے میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا میرے آقا! وہ تو صرف دل میں آنے والا ایک وسوسہ و خیال تھا (یعنی اولیاء کی مخالفت تو میرا مقصود نہ تھا) آپ یہ سن کر اٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا اور میرا درد کافور ہو گیا۔

ہماری رضا سے ہی عقیدت مند آتے ہیں

حضرت سراج شیخ کامل ابو الفرج عبد الجیب سے واقعہ نقل کرتے ہیں انہوں نے اپنے باپ کی زبانی اپنے دادا کی یہ روایت نقل فرمائی کہ میں نے حضرت ابراہیم اعزب کو فرماتے سنا ''ہماری زیارت کو صرف وہی آتا ہے جسے ہم طلب کرتے ہیں۔'' پھر ایک دفعہ میں نے انہیں ملنا چاہا اور کہا میں انہیں ضرور ملوں گا خواہ ان کی ملاقات کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ میں چل پڑا باب الرواق کے پاس پہنچا تو ایک بہت بڑا شیر دیکھا جس نے مجھ پر حملہ کر دیا میں پیٹھ پھیر کر بھاگا مجھے سخت ڈر لگ رہا تھا حالانکہ میں شیروں کے شکار اور ان کے مارنے کا بے حد مشتاق اور عادی تھا پھر میں دور جا کر کھڑا ہو گیا وہ شیر میرے بغیر باقی لوگوں کو تو کچھ بھی نہیں ڈراتا تھا میں دوسرے دن پھر آیا شیر مجھے دیکھ کر پھر لپکا میں بھاگ کھڑا ہوا، پورا ایک ماہ اسی طرح گزر گیا میں باب الرواق تک نہ پہنچ سکا۔ بطائح کے کچھ مشائخ سے میں نے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے تفصیل پوچھی تو میں نے وہ بات بتائی جو دل پر گزری تھی (کہ خواہ حضرت نہ چاہیں تب بھی میں ملاقات کے لئے جاؤں گا) انہوں نے کہا اسی وجہ سے تو یہ ماجرا ہے۔ وہ شیر حضرت شیخ کا حال ہے، میں نے استغفار پڑھی توبہ کی جب توبہ کے بعد میں آیا تو شیر راستہ سے ہٹ گیا اور جب میں حضرت کے پاس پہنچا آپ کا ہاتھ چوما تو فرمانے لگے توبہ کرنے والے کو خوش آمدید!''

پھر لاٹھی نے ڈاکوؤں کو مال واپس کرنے کی ہدایت کی

عراق کے جواہرات کے مشہور تاجر ابو المعالی عامر بن مسعود کہتے ہیں کہ میں تجارت کی غرض سے عجم جانا چاہتا تھا میں حضرت کی خدمت میں الوداعی سلام کے لئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا اگر کوئی تکلیف پیش آئے تو میرا نام پکارنا۔ خراسان کے

صحرا میں ہم پہنچے تو لٹیروں نے ہمیں آلیا اور مال لے کر چلتے بنے مجھے حضرت کا ارشاد تو یاد تھا مگر میرے ساتھ کچھ معتبر قسم کے لوگ تھے میں نے بوجہ حیا آپ کا نام زبان پر لانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ لوگ ایسی باتوں پر اعتماد نہیں رکھتے۔ تھے (1) دل میں خیال آیا کہ آپ سے مدد طلب کرنی چاہئے ابھی یہ خیال مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ میں نے حضرت کو پہاڑ کے اوپر ان ڈاکوؤں کی طرف لاٹھی سے اشارہ کرتے دیکھا وہ ہمارا سب مال لے کر آ گئے اور کہنے لگے آپ لوگ رشد و ہدایت کے ساتھ چلتے جائیں تمہاری تو عجیب خبر ہے ہم نے کہا بات کیا ہے کہنے لگے پہاڑ پر ہم نے ایک شخص دیکھا ہے جو لاٹھی سے اشارہ کر رہا تھا کہ ان لوگوں کے مال واپس کرو۔ اس کی اتنی ہیبت تھی کہ فضا ہمارے لئے تنگ ہو گئی اور اس بزرگ کی مخالفت میں ہمیں موت نظر آنے لگی۔ ہمارے کچھ دوست ہم سے الگ بھی ہو چکے تھے انہیں بھی واپس موڑا اور ہم سب ان کی لاٹھی کے اشارے پر بے ساختہ اکٹھے ہو گئے۔ ہم تو یہی خیال کر رہے تھے کہ کوئی آسمانی مخلوق ہے۔

مرض منتقل ہو گیا

مشہور واعظ شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک واسطی المعروف جرارہ مرحوم کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھی کو بہت سخت کھجلی تھی اس نے آپ سے بیحد تکلیف کی شکایت کی آپ نے اپنے خادم کو اشارہ فرمایا کہ تم یہ مرض اس سے لے سکتے ہو؟ خادم نے کہا جی! حضور لے سکتا ہوں آپ نے میرے ساتھی فقیر کو فرمایا میں نے تجھ سے اٹھا کر اس پر ڈال دی ہے (یعنی خادم کو اب یہ مرض ہو گا) فقیر کا جسم چاندی کی طرح صاف نکل آیا جب ہم سب وہاں سے باہر نکلے تو خادم کو سخت تکلیف تھی راستے میں ہم نے ایک خنزیر دیکھا آپ نے خادم کو کہا میں نے تم سے مرض اٹھا کر اس خنزیر پر ڈال دیا ہے خادم اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور کھجلی خنزیر کو شروع ہو گئی۔

مرشد صالح عسکر بن عبدالرحیم مرحوم کہتے ہیں کہ ام عبیدہ کے رواق (برآمدہ) میں محفل سماع تھی اور حضرت ابراہیم تشریف فرما تھے حدی خوان (قوال) نے یہ اشعار پڑھے:

۱۔ محبوب نے مجھے جدائی کا تیر مار دیا اور مجھے بیماری و مجبوری کا لباس پہنا دیا اور مجھے ضعیف و کمزور کر دیا اور نکیل ڈال دی۔

۲۔ جب میرا محبوب گرامی مجھ پر نگاہ ناز ڈال رہا ہو تو میرا سارا وقت حلاوت و شرینی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

1۔ یہ نام نہاد معتبر لوگ ہر دور میں اسی انداز کے ہوتے ہیں آپ کی اپنی معتبری تو قابل اعتبار ہوتی ہے اپنے ناموں کے ساتھ تو مفکر اسلام، شیخ القرآن، شیخ الحدیث، شیخ شیوخ العالم اور محقق اعظم وغیرہ خود لگاتے ہیں ان ناموں کے نعرے لگوا کر نفس امارہ کو غذا مہیا کرتے ہیں مگر کسی ولی، غوث، قطب اور بزرگ خدا کا نام آ جائے تو شرک کی تسبیح پھیرنے لگتے ہیں، ہمارے مقدس ملک میں کئی ناموں اور کئی تنظیموں کے سائے میں یہی رٹ لگائے پھرتے ہیں کہ کسی بندے کے بس میں کچھ نہیں ہے۔ سب بے بس ہیں بے کس ہیں اور عملاً خود کو سب کچھ سمجھتے ہیں حکام کی کوٹھیوں کا کوے کی طرح طواف کرتے ہیں، دنیا بھر سے غریبوں اور مسافر طلبہ کے نام پر چندے اکٹھے کرتے ہیں اور شاندار محلات بنا کر ان میں داد عیش دیتے ہیں کبھی اسلام کے نام پر کہیں ملک قائم ہو رہا ہو تو ساتھ ہنود کا دیتے ہیں عرس کو حرام سمجھتے ہیں مگر صد سالہ جشن کے لئے سینکڑوں میل کا سفر عین سعادت سمجھتے ہیں نام نہاد خدام اسلام کے ''یوم'' مناتے ہیں یہاں دن کی تعیین شرک نہیں ہوتی مگر گیارہویں کے دن کی تعیین سے انہیں شرک کا ہیضہ ہو جاتا ہے اس گروہ نے قول و فعل میں تضاد کے وہ معیار پیش کئے ہیں کہ دہ .... بھی دنگ رہ گیا ہے۔ (مترجم)

۳۔ میں اس کے انداز و ناز پر ہر حال میں راضی ہوں مجھے جو تیر اس نے مارے ہیں وہ مجھے ناپسند نہیں۔
۴۔ اے وہ ذات! جو میری دیکھی چیزوں میں نظر نہیں آ رہی میں اس نظر سے غائب ہو گیا ہوں جو مجھے دیکھتی ہے (یعنی مجھ سے حجاب کیوں ہے)؟

حضرت پر وجد طاری ہوا اور ان لوگوں کے سروں پر اڑنے لگے پھر حدی خوان نے یہ اشعار پڑھے:

۱۔ اگر میں دل میں محبوب کے خلاف دھوکہ چھپائے رکھوں یا کبھی مجھے دھوکے کا خیال بھی آئے تو خدا کرے میری روح کے مقاصد پورے نہ ہوں۔
۲۔ اگر میری آنکھ نے آپ کی جدائی کے بعد آپ کے بغیر کچھ اور بھی دیکھا ہو تو خدا کرے وہ جامد ہو جائے اور پتھرا جائے۔
۳۔ اگر میری جان آپ کے بغیر کسی اور جگہ میں سکون پائے تو اللہ کرے اس کے ثالث دشمن بنیں اور اسے تباہ کر دیں۔
۴۔ میں جب سانس لیتا ہوں تو آپ میری سانسوں میں ہوتے ہیں اور میری روح جسم کی گزرگاہوں میں آپ کے ساتھ چلتی ہے۔
۵۔ میری جان! لاتعداد آنسو ہیں جو میں نے صرف آپ کی یاد میں بہائے ہیں اور بے شمار راتیں ہیں جو صرف آپ کی یاد میں بسر ہوئی ہیں۔
۶۔ بس صرف آپ کی محبت کا ہی ایک حادثہ تھا جو سب سے پہلے دل میں داخل ہوا اب جو حادثہ آتا ہے وہ وہاں پہلے آپ کی محبت کو پاتا ہے۔

پھر حدی خوان نے یہ شعر پڑھے:

۱۔ عارفوں کے دل خداوندی باغات میں جولانیاں کر رہے ہیں اور ان کے سامنے اللہ کریم نے حجاب ڈال رکھے ہیں۔ (تاکہ دوسروں کو ان کی کیفیات کا علم نہ ہو)
۲۔ ہم نے وہاں چھاؤنیاں ڈال رکھی ہیں اور وہاں کے پھل چن رہے ہیں اور اللہ کریم کے قرب کی محبت بھری ہوائیں وہاں چل رہی ہیں۔
۳۔ انہیں پاس رکھا ہے اور ان روحوں کو قرب کی دولت دی ہے وہ محبت میں حیران ہیں اگر آرزوئیں وصال کی طویل نہ ہوتیں تو یہ جانیں محبت کی ان اداؤں سے مر ہی جاتیں۔

حضرت یہ اشعار سن کر زور سے چلائے ''اے مردو! آؤ'' حضرت عسکر فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ فضا سے دو دو، تین تین اور چار چار کر کے رجال الغیب (وہ اولیائے امت جو نظروں سے اوجھل رہتے ہیں)، ان کے پاس اتر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں لبیک لبیک۔ حضرت شیخ، ام عبیدہ گاؤں میں مقیم رہے اور وہاں ہی ۶۱۰ ھ میں وصال پایا اور روضہ شریف میں اپنے باپ اور دادا کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کے وصال کے دن سورج گرہن لگا۔ شیخ عارف حضرت قرشی نے دمشق میں فرمایا آج آسمان کا سورج گرہن لگا ہے اور زمین کا سورج غروب ہو گیا ہے آپ سے پوچھا گیا وہ زمین والا سورج کون سا ہے؟

فرمانے لگے حضرت شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے ہیں یہ واقعہ حضرت سراج نے نقل کیا ہے۔

مریدوں کی تربیت

امام شعرانی اپنی کتاب ''المنن'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت کے عراق میں پچاس ہزار مرید تھے ایک فقیر آپ کے گاؤں آ کر پوچھنے لگا کہ حضرت ان سب کی تربیت اور پہچان کیسے کرتے ہوں گے؟ جب یہ فقیر حضرت کے پاس آیا تو آپ نے سبز رنگ کی قمیص اور سبز رنگ کی ٹوپی زیب تن کر رکھی تھی، آپ نے مکاشفہ کے طور پر کہا مریدوں کی تربیت سے میں نہیں تھکتا کیونکہ اللہ کریم نے سب کے دل میری مٹھی میں ڈال دیئے ہیں پھر اٹھ کر برآمدے کے دروازے میں کھڑے ہو گئے اپنی ہتھیلی کی انگلیاں فضا میں اکٹھی کیں مرید ہر طرف سے بھاگتے آئے اور برآمدہ بھر گیا پھر انگلیاں پھیلا دیں تو سب مرید جہاں سے آئے تھے وہاں واپس چلے گئے برآمدے میں کوئی بھی نہ رہا نہ آپ نے ان سے کوئی بات کی اور نہ وہ لوگ ہی آپ سے ہمکلام ہوئے۔

نافرمانیاں ختم ہو گئیں

علامہ تاذفی نے اپنی کتاب ''قلائد الجواہر'' میں عارف کامل شیخ احمد بن علی بطائحی کے واسطے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں میں ایک دفعہ حضرت ابراہیم کے پاس حاضر تھا ایک شخص ایک نوجوان کو لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا یہ میرا بیٹا ہے مگر شدت کا نافرمان ہے حضرت نے سر اٹھا کر اس نوجوان کی طرف دیکھا بس دیکھنے کی دیر تھی کہ اس نے کپڑے پھاڑ دیئے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے کھلی وادی کی طرف نکل گیا اس کی نگاہیں آسمان کی طرف گڑی ہوئی تھیں جنگلی درندوں کی طرف بھاگ نکلا چالیس دن تک کچھ نہ کھایا پیا۔ وہ شخص پھر آیا اور اپنے اس لڑکے کی بدحالی کی شکایت کی آپ نے اسے اپنا ایک خرقہ عطا فرما کر کہا اس سے اپنے لڑکے کا چہرہ پونچھ لے اس نے جب اس طرح کیا لڑکا ٹھیک ہو گیا حضرت کے پاس آ کر حاضر خدمت رہنے لگا اور آپ کے خاص غلاموں میں شامل ہو گیا۔

آگ اور شیر مطیع

اگر آپ کسی آگ سے بہت ڈرنے والے کو فرما دیتے کہ آگ کی طرف جا تو وہ خود آگ میں ڈال دیتا جب تک چاہتا آگ میں رہتا جب آگ سے نکلتا تو نہ اس کے کپڑے جلے ہوتے اور نہ اس کے جسم کو کوئی تکلیف پہنچی ہوتی۔ اسی طرح آپ اگر کسی کو شیر کی طرف جانے کا حکم دیتے تو وہ شیر پر سوار ہوتا یا اسے پکڑ کر آگے آگے چلتا اور اسے ذرا بھی خوف نہ آتا۔

حضرت ابراہیم بن علی بن عبد العزیز فشلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عمل فرمانے والے امام اور کامل ولی تھے شریعت اور حقیقت کے جامع تھے۔ اکابر، شیخ احمد صیاد یمنی وغیرہ آپ کے جلیس رہے حضرت صیاد رحمۃ اللہ علیہ تو آپ کی بہت توصیف و تعظیم کرتے تھے انہوں نے آپ کے اس مکاشفہ کا ذکر بھی کیا ہے کہ جب میں اس راستے کا مبتدی تھا تو آپ مجھ سے مشکل کام لیا کرتے تھے پانی نکال کر لانا اور اس جیسے دوسرے اعمال میرے

ذمہ تھے میں جب تنہا ہوتا تو یہ باتیں بطور شکایت اللہ کریم کے سامنے ذکر کرتا جب میں آپ کے پاس آتا تو فرماتے تم نے میری شکایت کی ہے اور یوں اور یوں کہا ہے میں جو کچھ کہتا بیان فرما دیتے۔

صیاد ہی فرماتے ہیں کہ آغاز کار میں مجھے لمبی باتیں کرنے کی عادت تھی میں چپ رہ نہیں سکتا تھا اور خاموشی اختیار کرتا تو یوں محسوس ہوتا مر رہا ہوں میں حضرت فقیہ ابراہیم کے سامنے بھی باتیں کرنے لگ گیا آپ نے ڈانٹا تب بھی میں باز نہ آیا آپ نے بد دعا دی اے اللہ! اس کی زبان کو لگام دے' اب میں بات کرنا چاہتا تو بول نہ سکتا میں صحرا کی طرف نکل گیا اور کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے تیرے حق کی قسم! میں اس جگہ سے نہیں جاؤں گا جب تک تو مجھے اپنی عطا فرمودہ نعمت زبان واپس نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان میں وہی روانی جاری فرمائی جو پہلے تھی جب میں واپس حضرت فقیہ کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا او چور! تو فلاں جگہ گیا اور میری شکایت کرتا رہا۔

آپ کی یہ کرامت بھی شیخ احمد صیاد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتائی ہے کہ میں ایک دفعہ پہاڑ پر مقیم ایک بزرگ کی زیارت کے لئے گیا ایک مرید خواہ مخواہ مجھ سے الجھ پڑا اور کہنے لگا کیا تہامہ میں تمہارے پاس بھی ایسے بزرگ ہیں جیسے ہمارے پاس ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں وہاں بھی ہیں۔ میرے اور اس کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی اس نے اپنے شیخ سے میری شکایت کی مجھے شیخ نے ڈرایا تو مجھے بہت زیادہ خوف ہوا۔ میں اسی حال میں مستغرق تھا کہ میں نے حضرت ابراہیم فشلی کو دیکھا کہ انہوں نے تہامہ سے مجھ تک صرف تین قدموں میں پورے دن کا سفر طے کر لیا ہے اور فرماتے ہیں ارے نکمے آدمی! تو فلاں سے ڈر رہا ہے اللہ کی قسم! اگر میں تجھے آزاد چھوڑوں تو تو اسے گرفتار کر لے۔ پھر آپ اس پوری جماعت کے پاس جا پہنچے اور فرمایا یہ صیاد تو تمہارے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے اور تم جب وہ آیا تو اس کا دل توڑنے لگ گئے۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر پہاڑ سے مجھے ساتھ اتار کر لے گئے آپ کی لاتعداد کرامات ہیں۔ شہر زبید میں ۶۱۳ھ میں وصال پا کر باب مہام والے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کی قبر ان مشہور قبروں میں سے ایک ہے جن پر زیارت و تبرک کے لئے لوگ آتے ہیں امام شرجی کا ارشاد ہے کہ آپ ان سات بزرگوں میں سے سب سے زیادہ مشہور ہیں جن کے متعلق زبید شہر میں رہنے والوں کا اعتقاد ہے کہ جو ان کی سات دن زیارت کرتا ہے اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے وہ سات حضرات یہ ہیں: حضرت فقیہ امام فشلی، حضرت احمد صیاد، حضرت فقیہ عمر بن راشد، شیخ مرزوق بن حسن، حضرت شیخ علی بن افلح، حضرت شیخ علی بن مرتقی رحمۃ اللہ علیہم۔ ساتویں میں اختلاف ہے کچھ لوگ ساتواں بنی اقالہ کا ایک بزرگ قرار دیتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ساتویں حضرت احمد مقرض ہیں۔ کچھ اور لوگوں کا کسی اور کے متعلق خیال ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابراہیم، ابو اسحاق بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت فقیہ، امام عامل و عالم تھے آپ مقام اجتہاد پر فائز تھے۔ آپ کی ظاہری کرامات بھی تھیں۔ ایک کرامت ملاحظہ ہو۔ شاہ مظفر اپنے والد شاہ منصور کے دور حکومت میں آپ کے پاس حاضر ہوا (باپ کے بعد اپنی حکومت کے دوران وہ ہمیشہ آپ کا معتقد رہا) حضرت شیخ نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر مار کر فرمایا: حکومت و ملک آپ کا اور آپ کی اولاد

کا ہوگا۔ تیرے چچا زاد بھائیوں اسد الدین اور فخر الدین کو نہیں ملے گا۔ مظفر کو خوف تھا کہ باپ کے بعد یہ لوگ ملک اس سے چھین لیں گے پھر ایسا ہی ہوا جس طرح آپ نے کہا تھا ملک کا والی مظفر اور اس کے بعد اس کی اولاد ہوئی اسد الدین اور فخر الدین محروم ہو گئے۔ جب حکومت مظفر کو ملی تو اس نے آپ کی اور آپ کے خاندان کی زمینوں کا خراج موقوف کر دیا۔ مظفر اور اس کی اولاد کی حکومت میں یہ خاندان بڑے وقار و شکوہ سے رہا۔ آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ جنوں کی مہمانی کرتے اور ان کی محفل میں بیٹھتے۔ ان کے ساتھ آپ کی بہت سی باتیں اور واقعات وابستہ ہیں جو آپ نے گاؤں والوں کو خود بتائے۔ بقول علامہ شرجی: یہ واقعات سب لوگوں کو معلوم ہیں ان کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں اندازاً ۶۵۰ ھ کے دوران میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ

خود کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا مدینہ طیبہ حاضری دی اور قبر شریف کی طرف بڑھا سرکار امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام پیش کیا تو میں نے سنا کہ آپ نے جواباً وعلیک السلام فرمایا۔ (سعادات الدارین)

حضرت ابراہیم برہان الدین بن فضل کنانی حموی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے شہر حماۃ سے بیت المقدس کی زیارت کا قصد کیا اپنے ساتھ کفن بھی لے لیا اپنے شہر والوں کو الوداع کہا انہیں بتایا کہ میری وفات بیت المقدس میں ہوگی وہاں پہنچ کر کئی دن قیام کیا پھر صرف دو دن بیمار رہ کر ۶۷۵ ھ میں وصال فرمایا اور حضرت شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ماملا کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بنی جماعہ میں سے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت المقدس کو اپنا وطن بنایا آپ کا لقب صاحب عرفہ تھا کیونکہ لوگوں کی پوری ایک جماعت نے آپ کو عرفات میں دیکھا تھا اور صبح نماز عید کا خطبہ آپ نے شہر حماۃ (اپنے گاؤں) میں دیا بقول مناوی جب یہ کرامت ظاہر ہوگئی تو آپ بیت المقدس کی زیارت کے لئے چل نکلے اور وہاں ہی وفات پائی۔

ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہاشمی قریشی ہیں آپ دنیا کے اولیائے افراد میں شامل اور طریقت کی ان مایہ ناز ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہیں پوری امت غوثیت کبریٰ اور قطبیت عظمیٰ پر فائز سمجھتی ہے آپ عجمی، سریانی، عبرانی زبانوں کے علاوہ پرندوں اور وحشیوں کی بولیاں بھی (بقول امام شعرانی) سمجھتے تھے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مگرمچھ ایک بچے کو اچک کر لے گیا بچے کی ماں دوڑی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اپنا نمائندہ بھیجا اس نے ساحل سمندر پر جا کر آواز دی اے مگرمچھ! جس نے بچہ نگلا ہے وہ سامنے آجائے ایک مگرمچھ آیا اور حضرت کی خدمت میں پہنچا آپ نے بچہ اگل دینے کا اسے حکم دیا اس نے بچہ اگلا تو وہ زندہ تھا آپ نے مگرمچھ کو کہا کہ اللہ کے حکم سے مرجا تو وہ اسی وقت مرگیا۔

ایک دعا کی تلقین

وفات کے بعد یہ کرامت علامہ سیدی احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ" کے دوسرے باب میں نقل کی ہے کہ ہمارے پاس تلمسان کے رہنے والے کچھ معزز دوست آئے بتانے لگے کہ ایک صاحب حج کے لئے گئے تھے تو انہوں نے حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی حضرت نے ان کی آمد کی اطلاع پائی۔ اللہ ہمیں ان کی ذات اور ان کے علم سے نفع عطا فرمائے۔ تو انہیں اس دعا کی تلقین و تعلیم فرمائی:

باسمك إلاله الخالق الأكبر، و هو حرز مانع مما أخاف منه و أحذر، لاقوة لمخلوق مع قدرة الخالق، يلجمه بلجام قدرة احمى حميثا أطمى طميثا، و كان الله قويا عزيزا۔ حمٓعسٓق حمايتنا كٓهٰيٰعٓصٓ كفايتنا فسيكفيكهم الله و هو السميع العليم ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

"اے سب سے بڑے خالق، قابل عبادت خدا! تیرے نام سے آغاز کرتا ہوں یہ نام ہی تو ہر اس چیز سے جس کا مجھے خوف و ڈر ہے، میرے لئے امان و پناہ ہے۔ جب خالق کی قدرت موجود ہے تو پھر میرے خلاف مخلوق میں قوت کہاں سے آسکتی ہے، خالق اپنی قدرت کی میری مخالف مخلوق کو لگام ڈال دے گا، اے مالک! مملکت تیری ہی ہے اور سب چیزوں میں عظمت و شکوہ تیرا ہی ہے اللہ ہی قوی اور غالب ہے۔ حم عسق ہماری حمایت ہے۔ کھیعص ہماری کفایت ہے اللہ انہیں ان مخالفوں کی طرف سے کافی ہے وہ سننے اور جاننے والا ہے عظمت و رفعت والے اللہ کے بغیر قوت و طاقت نہیں ہے"۔

یہ دعا سکھلا کر فرمانے لگے یہ دعا مانگ لے پھر کسی چیز سے نہ ڈر، انہوں نے احمی حمیثا اطمی طمیثا کا معنی پوچھا تو فرمایا یہ سریانی الفاظ ہیں احمی کا معنی ہے اے مالک! اور حمیثا اللہ کریم کی مملکت کی طرف اشارہ ہے اطمی کا مطلب ہے کہنے والا اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی توصیف کر رہا ہے اس میں قہر و غلبہ اور عزت و فردیت سب آجاتے ہیں طمیثا سے ان اشیاء کی طرف اشارہ ہے جن میں ذات خداوندی تصرف فرماتی ہے اور اس میں وہ ممکنات بھی شامل ہیں جن میں اللہ کریم کا حکم و ارادہ چلتا ہے وہی تو پاک ہے جس کے بغیر کوئی قابل عبادت نہیں۔ علامہ احمد فرماتے ہیں دونوں فقروں میں ایسا عجیب راز ہے جسے قلم اپنی زبان سے ادا نہیں کر سکتا آپ کا وصال ۶۷۶ھ میں ہوا۔

حضرت ابراہیم بن سنان بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب حال، واقف مقال اور منبع کرامات بزرگ تھے آپ کا ایک باغیچہ تھا جب وہ خشک ہو جاتا تو آپ ہاتھ پھیلاتے بادل آجاتا اور اسی وقت بارش کا پانی درختوں کو مل جاتا۔ طبقات صغریٰ میں علامہ مناوی نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

ابراہیم بن سعید شاغوری دمشقی جیعانہ رحمۃ اللہ علیہ

ایک بڑا جاہل آپ کا دشمن تھا وہ لوگوں کو آپ کے خلاف اکٹھا کرتا اور جہاں تک اس کی کمینہ قوت کی رسائی تھی وہاں تک

وہ بغاوت و سرکشی کرتا تھا آپ نے اسے ایک دن فرمایا اپاہج ہو جا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کئی سال تک اپاہج ہو کر راستے پر بیٹھا لوگوں سے مانگتا رہتا تھا ایک مومن نے آپ سے اس کے بارے درخواست کی اور راضی ہو جانے کے لئے عرض کی، آپ نے اس سے وعدہ کیا کہ اپاہج کو مصیبت سے نجات دلائی جائے گی۔ پھر اس کے پاس آ کر فرمانے لگے اے کام کرنے والے، اے صنعت کار! اٹھ کر کھڑا ہو جا وہ اٹھ کر دوڑنے لگا اس وقت بے شمار لوگ وہاں موجود تھے جنہوں نے حضرت کی کرامت ملاحظہ کی۔

پرانے کپڑے کا فیض اور نام نہاد عالم کی سزا

اس واقعہ کے راوی حضرت شیخ عمر بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں فرماتے ہیں: میں دمشق کے قریب کھلی زمین میں ایک گروہ کے ساتھ تھا میں نے حضرت ابراہیم جیعانہ رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑے دیکھا ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئی آپ کے ٹوٹے پھوٹے پرانے چیتھڑوں پر ہاتھ پھیر کر اپنے منہ پر پھیر لیا وہاں دو ر فقیہ بھی کھڑے تھے ایک کہنے لگا "محترمہ! تیرا ہاتھ جو اس شخص کو لگا ہے پلید ہو گیا ہے" حضرت نے غصے سے اسے دیکھا پھر بیٹھ کر رفع حاجت کی، پھر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ منکر فقیہ آگے بڑھا اور آپ کی گندگی چاٹنے لگا اس کا دوسرا ساتھی اسے کپڑوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچتا تھا اور کہتا تھا، تو تباہ ہو یہ تو اس بوڑھے کا بول و براز ہے، مگر وہ سارا چاٹ گیا کچھ مٹی بھی ساتھ کھا گیا جب وہ کھا کر اٹھا تو دوسرا فقیہ اسے ڈانٹنے لگا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں تو شہد چاٹتا رہا ہوں، یہ واقعہ علامہ سراج نے نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم جیعانہ اکابر اولیاء اور رجال حق کے سادات میں شامل ہیں وفات ۶۸۰ھ میں دمشق میں ہوئی قاسیون کے مقام پر جبل صالحین کے قبرستان مولہین میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابراہیم بن معضاض جعبری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ زاہد و عابد تھے آپ اکابر صوفیہ و فقہاء میں شامل تھے۔ آپ کے انوکھے اور نرالے احوال اور عجیب و غریب مکاشفات تھے۔ اپنی موت کی خبر بھی قبل از وفات دے دی تھی اور اپنی قبر کی جگہ بھی ملاحظہ فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: اے قبر! تیرا دبیر آ گیا ہے یعنی اے قبر میں جانے والے! تیرا مشی کا غذات سفر لے کر آ گیا ہے۔

شان پیر اور مقام مرید

جب آپ چاہتے تو روتی محفل کو ہنسا دیتے اور جب چاہتے تو ہنستے لوگوں کو رلا دیتے۔ آپ اپنی محفل کے لوگوں میں چلتے پھرتے کپڑے اٹھاتے گراتے وعظ فرمایا کرتے۔ آپ کی ایک مریدنی آپ کا وعظ سن رہی تھی حالانکہ آپ مصر میں تھے اور وہ اسوان کے دور دراز میدان میں رہ رہی تھی آپ لوگوں کے درمیان وعظ فرما رہے تھے لوگ رو رہے، تھے کہ آپ نے یہ شعر پڑھے:

۱۔ اے بالکونی میں بیٹھنے والی! کتنا تیرا آٹا کھارہا ہے۔

۲۔ اے کتے! خوشی خوشی کھا کیونکہ آٹے والے موجود نہیں۔

یہ آواز اس خاتون نے سنی پلٹ کر دیکھا تو کتا اس کا آٹا کھا رہا تھا یہ حکایت جب پھیلی تو اطلاع ملی کہ اسی طرح ہوا تھا۔

گردن ٹوٹ گئی

آپ کے عقیدت مندوں میں شیخ کمال الدین بن عبدالطاہر بھی تھے جن کا مزار صعید میں ہے اور زیارت گاہ ہے۔آپ ایک دن وعظ فرمارہے تھے لوگ زاروقطار رورہے تھے کہ آپ نے انہیں فرمایا میرے ساتھ کہو سقع بقع یا اللہ !بقع ، پھر خبر آئی کہ مالکی قاضی قلعہ مصر کے دروازہ مدرج سے اتر کر نیچے آنا چاہتا تھا کہ گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی یہ بھی اطلاع آئی کہ ججوں نے محفل منعقد کی تا کہ حضرت کو وعظ سے روک دیں کیونکہ وہ قرآن وحدیث میں لحن سے کام لے کر عبارات کو بگاڑ رہے ہیں تین آئمہ کے مذاہب کے ججوں نے یہ فیصلہ دینے سے انکار کر دیا اور مالکی جج نے فیصلہ دیا کہ آپ وعظ نہ فرمائیں جب مالکی جج کی گردن ٹوٹ گئی تو باقی تینوں نے آکر آپ کے قدم چوم لئے اور کہنے لگے اگر ہم بھی فیصلہ آپ کے خلاف دیتے تو سب ہلاک ہو جاتے، حضرت نے فرمایا ہم تو لحن سے کام نہیں لے رہے یہ تو تمہارے کان ہیں جو لحن پسند ہیں اور جھوٹ اور باطل سننے کے عادی ہیں۔

بادشاہ سمیت سب کا پیشاب بند ہو گیا

آپ بادشاہ کو خط لکھتے تو پہلے اپنا نام لکھ کر یوں آغاز فرماتے: ''من ابراھیم الجعبری إلی الکلب الزوبری'' (ابراہیم جعبری کی طرف سے کلب زوبری کے نام) بادشاہ کہا کرتا تھا میرے ملک میں میرے نام سے پہلے یہ کون ہے جو اپنا نام لکھتا ہے حالانکہ اس ملک میں برسر اقتدار آنے سے پہلے میرا نام آسمان شہرت پر چمک رہا تھا۔علماء وفضلا کی محفل لگی اور انہوں نے حضرت شیخ کے خلاف تعزیر کا حکم لگا دیا حضرت شیخ نے بادشاہ سمیت سب کا پیشاب بند کر دیا، سب حیلے پیشاب لانے کے استعمال کئے مگر ناکام رہے سب آپ کے پاس آکر معافی مانگنے لگے آپ نے انہیں اپنے لوٹے سے استنجاء کرنے کا حکم دیا تو سب ٹھیک ہو گئے۔

نصرانی کا سر قلم ہو گیا

سطور کے رہنے والے ایک نصرانی نے آپ کے عقیدت مندوں کی ایک جماعت کو بہت پریشان کیا آپ نے اس کی طرف یہ پیغام دیا قسم بخدا اگر تو نے میرے ان ساتھیوں کو تکلیف دی تو میں اس قلم کو قط (ٹک) لگا دوں گا۔نصرانی نے دل میں کہا قط لگا دیں گے تو کیا ہو گا؟ آپ نے قلم کو قط لگایا اور نصرانی کا سر جسم سے کٹ کر گر گیا۔مصر میں ۶۸۷ھ میں آپ کا وصال ہوا بقول امام شعرانی باب النصر کے باہر ایک گوشے میں مدفون ہوئے قبر زیارت گاہ اہل دل ہے۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اندھیرے میں بھڑکتی آگ کی طرح آپ روشن تھے وزیر نے شیخ گرامی کے مریدوں کا صابون ٹیکس کے لئے روک لیا آپ نے سلطان کو کہلا بھیجا کہ وزیر کو مال چھوڑنے کا حکم دے دے سلطان نے انکار کر دیا اور

کہا یہ فوج کا مال ہے آپ نے سلطان کا پیشاب بند کر دیا وہ سانپ کی طرح بل کھانے لگا طبیب پیشاب جاری کرنے سے عاجز آ گئے اب اس نے صابون چھوڑ دینے کا حکم دیا حضرت نے اپنا لوٹا بھیج کر فرمایا اس سے استنجاء کر لے اس نے استنجاء کیا تو ٹھیک ہو گیا۔

حضرت ابراہیم بن علی بن ابراہیم بجلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کرامات ولی تھے آپ کے والد آپ سے بے پناہ محبت کرتے اور سب اولاد سے مقدم سمجھتے تھے جب اس کی وجہ آپ سے پوچھی گئی تو فرمایا جس رات یہ پیدا ہوئے تھے اس رات گھر میں روشنی پھیل گئی تھی۔ ایک رات ایک جگہ کی زیارت کے لئے آپ اپنے والد گرامی کے ساتھ گئے ایک کتا آپ کو دیکھ کر بھونکا(1) آپ نے اس پر تھوک دیا کتا مر کر گر گیا۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۷۰۲ھ میں ہوا۔

حضرت ابراہیم بن احمد زیلعی عقیلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ لحیہ شہر میں قیام فرماتے تھے اولیائے صالحین میں آپ کا شمار ہوتا تھا مروی ہے کہ انہوں نے حج کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے حاضری دی دربار سدا بہار کے ایک خادم نے کہا میں تین دنوں سے سن رہا ہوں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم آپ کو خوش آمدید فرما رہے ہیں آپ حضرت فقیہ احمد بن عمر زیلعی کے بڑے صاحبزادے تھے اپنے باپ کی زندگی میں جوانی میں وصال فرمایا، ان کے والد ماجد ایک دفعہ بیمار ہوئے اور قریب المرگ ہو گئے آپ نے انہیں عرض کیا ابا جان! آپ مرنا چاہتے ہیں اور اپنا بوجھ میرے کندھوں پر ڈالنا چاہتے ہیں؟ اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ میں آپ سے پہلے مروں گا۔ باپ نے کہا اے ابراہیم! کیا تم اس بات پر آمادہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ بقول زبیدی شرجی اس کے بعد باپ کو آرام آ گیا وہ کچھ دن بیمار ہوئے اور وصال فرما گئے۔

حضرت ابراہیم بن احمد صاحب حیران رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت شیخ، عابد، زاہد، گوشہ نشین اور عبادت پسند تھے۔ آخری عمر میں تو شدید ضرورت کے بغیر مسجد سے نہیں نکلا کرتے تھے، ایک دن ایک جسیم لحیم شتر مرغ جیسی لمبی ٹانگوں والا پرندہ آپ کے سامنے اتر کر آپ کی طرف چلنے لگا لوگ حیران تھے اور ہنس رہے تھے حضرت نے لوگوں کو ہنسنے سے روکا اور فرمایا کہ یہ تو ایک مہمان ہے پھر اس پرندے کو الگ کمرے میں لے جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے کھانے پینے کی چیزیں پیش کی جائیں پرندہ کھا پی کر چلا گیا۔ یہ واقعہ علامہ زبیدی شرجی نے بیان فرمایا ہے۔

1۔ اہل اللہ پر بھونکنا ہر دور میں کتوں کی عادت رہی ہے مختلف شکلوں اور مختلف اندازوں سے بھونکتے ہیں اور مختلف طریقوں سے مرتے ہیں کوئی گر کر مرتا ہے کسی کی گردن ٹوٹتی ہے اور کسی کا............(مترجم)

حضرت ابراہیم بن ابراہیم معترضی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبیر القدر اور مشہور الذکر شیخ تھے آپ کے افادات و برکات اور کشف و کرامات مشہور ہیں۔ وادیٔ مور کے گاؤں ناشریہ کے لوگ آپ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں کیونکہ وہ گاؤں آپ کے دادا کا ہے اور بارش کی وہاں دعا مانگیں آپ ان کے ساتھ گئے فوری طور پر بارش ہوگئی۔ اب اہل خزار نے کہا حضور! ہمارے ساتھ بھی تو رہیں آپ نے فرمایا میرے لئے چارپائی نکالو، انہوں نے چارپائی نکالی۔ آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا میں بارش برسنے سے پہلے یہاں سے نہیں اٹھوں گا اللہ کریم اپنے حکم سے بارش عطا فرمائے گا پھر بارش برسی آپ بارش برسنے سے پہلے وہاں سے نہیں ہٹے۔ امام شرجی یہ واقعہ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی معترض قریش کے خاندان بنی عبد الدار کی ایک شاخ ہے۔

حضرت ابراہیم بن محمد ابو اسحاق یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عابد، زاہد اور پارسا فقیہ تھے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد علم وعمل میں ان کے صحیح جانشین ثابت ہوئے آپ کی لاتعداد کرامات ہیں، آپ نے اپنا کم عمر بچہ نخل وادی کی طرف ایک گروہ کے ساتھ بھیجا ان سب لوگوں کو پیاس نے آلیا اور بچہ قریب الموت ہوگیا اسی جگہ ان لوگوں نے کہا اے فقیہ ابراہیم! اگر مدد کو پہنچ سکتے ہو تو اب وقت ہے، کہنے کی دیر تھی کہ ایک آدمی اونٹ دوڑاتا ہوا پہنچا اس کے پاس پانی کا گھڑا تھا۔ پاس آ کر اس نے اونٹ بٹھایا حضرت کے صاحبزادے کو پانی پلا کر اور لوگوں کو پلایا، واپس آ کر ان لوگوں نے حضرت کو یہ واقعہ سنایا مناوی طبقات صغریٰ میں فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت نے فرمایا قسم بخدا! یہ کھیش کنوئیں کا پانی تھا۔

حضرت ابراہیم عجمی رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم عامل اور صوفی کامل تھے۔ ایک طالب علم آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے خلاف زبان طعن دراز کرتا تھا آپ کو بارہا اس کی اطلاع دی گئی مگر آپ نے ہمیشہ چشم پوشی فرمائی پھر آپ کے سامنے اسی بات کا تذکرہ آیا تو فرمایا کیا ابھی تک اس کی زبان چل رہی ہے؟ اس وقت اس باغی کی زبان گنگ ہوگئی اور مدت تک پھر وہ بول نہ سکا۔ "طبقات صغریٰ" از امام مناوی

حضرت ابراہیم بن عمر زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ لحیہ شہر میں مقیم ہیں۔ عارف اولیاء اللہ میں سے ایک ہیں۔ آپ کی کنیت ابوسیفین (دو تلواروں والا) ہے اور یہی کنیت فقیہ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ کی بھی ہے کیونکہ ان کے پاس بچپن میں دو تلواریں ہوا کرتی تھیں اور انہی کی وجہ سے ان کی یہ کنیت تھی، یہ حضرت زیلعی رحمۃ اللہ علیہ تو صرف ایک تلوار رکھتے تھے وہ بھی ضائع ہوگئی تو کسی صاحب نے آپ کی کنیت کے پیش نظر آپ سے پوچھا آپ کے پاس تو دو تلواریں تھیں اگر ایک گم ہوگئی ہے تو دوسری کہاں ہے؟ تو آپ نے اس کے بدلے اپنے

منہ سے ایک تلوار نکال کر دکھا دی کہ یہ ہے تلوار، یہ واقعہ علامہ محبی نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابراہیم ابو اسحاق بن احمد قدیمی حسینی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اللہ کریم کے عظیم المرتبت صالح بندوں میں شامل ہیں آپ کا ذوق پاکیزہ اور دل صفائی سے معمور تھا۔ حضوریٔ قلب کی دولت سے مالا مال تھے۔ قرآن کریم کے سننے کا حسین ذوق تھا جب قرآن پاک سنتے تو بہت بڑا حال آپ پر طاری ہوتا وجد و مستی سے کیفیت عجیب ہو جاتی اور انوار الٰہیہ کا ظہور ہونے لگتا۔ بقول علامہ شرجی: اس قبیلہ قدیمی کا مورث اعلیٰ، حضرت علی اہدل کے دادا اور حضرت باعلوی کے دادا عراق سے حضرموت آئے تھے یہ سب آپس میں چچا زاد بھائی ہیں اور امام عاشقاں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی اولاد پاک سے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن سبا یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عابد، زاہد، صالح اور صاحب کرامات و صلاحیات تھے کسی حاکم نے آپ کو اپنے شہر کی ایک مسجد میں نظر بند کرنے کا حکم دیا اور اپنے غلاموں اور ماتحتوں کی ایک جماعت آپ کی نگرانی کے لئے متعین کر دی آپ نے انہیں کہا کہ مجھے آزاد کر دو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور نگرانی کرتے رہے پھر ایک عظیم آگ ان کی طرف بڑھی تو وہ آپ کو چھوڑ کر بے تحاشا بھاگ پڑے اور آپ نے اپنا راستہ لیا۔ بقول زبیدی شرجی: آپ کا وصال ۷۲۰ھ کو ہوا۔

حضرت ابراہیم ہدمہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشرقی علاقہ کے رہنے والے کردی الاصل ہیں شام تشریف لائے اور قدس شریف اور مقام خلیل کے درمیان اپنی پسند کی ایک زمین پر ڈیرے ڈال دیئے اس زمین کو آباد کر کے قابل زراعت بنا لیا لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے کئی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا آپ کی عمر سو سال تک پہنچی آخری عمر میں شادی کی اور اللہ کریم نے نیک اولاد سے نوازا۔

آپ کو حسب الارشاد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام روزانہ چار روٹیاں ملتی تھیں اور پورے ہفتہ کی روٹیاں اکٹھی ہفتہ کے آخری دن مل جاتیں ایک برتن میں سب روٹیاں ڈال کر اس پر بہت عمدہ باریک دستر خوان ڈال دیا جاتا آپ سب روٹیاں ایک ہی وقت تناول فرما لیتے اور پھر پورا ہفتہ کچھ نہ کھاتے ''انس جلیل'' کے مصنف کے مطابق آپ کا وصال ۷۳۰ھ میں ہوا اور قدس و خلیل کے درمیان سعیر نامی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابراہیم بن محمد بن یوسف ابو النحل یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم، عارف اور محقق فقیہ تھے آپ صاحب کرامات و مکاشفات تھے۔ ایک قاری جنہوں نے آپ کو قرآن پاک سنایا، بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو مسجد میں آپ کو قرآن پاک سنایا کرتا تھا ایک رات شدید بارش تھی اور تاریکی چھائی ہوئی تھی میں اس لئے قرأت نہ کر سکا اور مسجد تک نہ پہنچ سکا آپ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا، قرأت کے لئے آج آپ کیوں نہ پہنچ

سکے؟ میں نے عرض کیا حضور! بارش اور تاریکی مانع ہوئی آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا چلئے آپ کے ہاتھ مبارک میں کھجور کا پتہ تھا وہ چل پڑا اور روشنی ہوگئی اب تو راستہ منور تھا ہم مسجد جا پہنچے اور میں نے حسب عادت قرأت شروع کر دی۔

علامہ شرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بنی نحل قبیلہ علم و ولایت کا گھر تھا امام جندی نے اپنی تاریخ کی کتاب میں اس گھرانے کی پوری جماعت کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی خوب تعریف کی ہے میں نے حضرت فقیہ سے سنا ہے کہ ۷۲۰ھ میں اس خاندان میں تین سو ساٹھ سے زیادہ آدمی حافظ قرآن تھے۔ جندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان مذکورہ بالا حضرات میں ابراہیم کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ آپ کا دور علامہ جندی کے بعد ہے مجھے ان کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ان کے مرشد حضرت مقری بن شدلد کا وصال ۷۷۰ھ سے کچھ اوپر ہی ہوا ہے۔

حضرت ابراہیم برہان الدین بن محمد بن بہادر مغربی شافعی زقاعہ رحمۃ اللہ علیہ

زقاعہ کے زا پر پیش اور قاف پر شد ہے۔ آپ کی ہی کرامت حافظ ابن حجر نے علامہ خلیل قصہی محدث سے نقل کی ہے انہوں نے یہ کرامت حضرت مقری شیخ محمد قرمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنی قرمی فرماتے ہیں کہ میں خلوت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے لگا مولا کریما! مجھے اپنے کسی ولی کے ہاتھ ایک قمیص دے کر بھیج دے۔ دفعتہً حضرت ابن زقاعہ رحمۃ اللہ علیہ قمیص لے کر نمودار ہوئے حضرت قرمی کو پیش کی اور فوراً واپس چلے گئے۔

بقول علامہ ابن حجر آپ جڑی بوٹیوں کو پہچاننے اور حکایت و واقعات کو سامنے لانے میں عجوبہ روزگار تھے آپ قادر الکلام شاعر اور حروف و بحور اور موازنہ کے مایۂ ناز عالم تھے عموماً کہا جاتا ہے کہ آپ کو اسم اعظم معلوم تھا اور جڑی بوٹیوں کے فوائد آپ جانتے تھے۔ بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۸۱۶ھ میں ہوا اور باب النصر کے سامنے مصر میں مدفون ہوئے، آپ قدس اور غزہ دونوں مقاموں پر رہا کرتے تھے۔ آپ کا ایک شعری دیوان بھی ہے جس میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نعتیں اور صوفیانہ قصائد ہیں۔

حضرت ابراہیم بن عمر بن محمد ادکاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت عارفوں میں سے ہیں حافظ ابن حجر اور علامہ کمال بن ہمام جیسے عظیم لوگوں نے آپ سے کسب فیض کیا ہے اور آپ کی لاتعداد کرامات بیان کی ہیں۔ علامہ بخاری کو ایک تابع جن نے بغاوت کر کے قابو کر لیا بڑے بڑے لوگ ان کی جان نہ چھڑا سکے آپ نے اس جن کو ان سے الگ کیا آپ کہا کرتے تھے کہ میں جو علم بھی لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور جو بھی ٹھوس دلائل دیتا ہوں یہ سب لوح محفوظ سے حاصل کرتا ہوں بقول علامہ مناوی وفات کا سن ۸۳۴ھ ہے۔

حضرت ابراہیم بن عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ

مصر کی مسجد زاہد کے دروازے میں مدفون ہیں آپ صلاح و تقویٰ اور ولایت میں مشہور ہیں۔

ایک ہاتھ مٹی مدد سے مانع نہیں ہے

مولانا امین الدین جامع مسجد غمری کے خطیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے کہا حضرت! آپ کے وصال کے بعد ہم اپنی مشکلات میں کس کے پاس جائیں گے فرمانے لگے اگر بھائی اور بھائی میں صرف ایک ہاتھ مٹی ہی حائل ہو تو وہ بذات خود بات سن لیتا ہے، آپ میری قبر پر آ کر مجھ سے پوچھیں میں آپ کو جواب دوں گا، مولانا کی صاحبزادی بیمار ہوگئی اس کے لئے تربوز تلاش کیا گیا مگر کہیں نہ مل سکا۔ وہ آپ کی قبر پر حاضر ہو کر کہنے لگے حضرت! وعدہ پورا فرمائیے۔ نماز عشاء پڑھ کر واپس آئے تو گھر کی سیڑھیوں میں تربوز پڑا ہوا تھا انہیں یہ پتہ نہ چل سکا کہ کہاں سے آیا ہے، آپ نے شیخ غمری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے کسب فیض کیا آپ صاحب حال لوگوں میں شامل تھے۔ ایک دفعہ حضرت مدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر محفل میلاد میں تشریف لے گئے تو اکیلے سارا کھانا کھا گئے ایک دفعہ ایک پوری گائے کھائی پھر پورا سال بھوکے رہے۔ بقول مناوی: وصال ۸۷۸ھ میں ہوا۔

حضرت ابراہیم بن علی بن عمر متبولی انصاری احمدی صوفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانے کے اولیاء کے امام تھے آپ کی بے شمار کرامات ہیں آپ پر احتلام یا جنابت سے کبھی غسل فرض نہیں ہوا۔

جلوہ حسن کی ذرہ نوازیاں

آپ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کر کے اپنی والدہ ماجدہ کو اطلاع دیا کرتے تھے ماں جواب دیتیں بیٹا! مرد کامل تو وہ ہے جو عالم بیداری میں آپ کا دیدار پائے۔ جب آپ عالم بیداری میں سرکار انبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے شرف ملاقات پا کر مشورے بھی کرنے لگے اور اپنے معاملات میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے رائے لینے لگے تو والدہ نے کہا اب کامل مرد کے راستے کا آغاز کر رہے ہو آپ نے حضور رحمۃ للعالمین علیہ السلام سے اس خانقاہ کی تعمیر کا بھی مشورہ کیا تھا جو مقام برکۃ الحاج پر ہے حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا ابراہیم! اسے یہاں تعمیر کر دیں ان شاء اللہ یہ حاجیوں اور دوسرے بھولے بھٹکے مسافروں کی پناہ گاہ ہوگی یہ ان مصیبتوں کی دافع بن گئی جو مصر سے مشرق کی طرف سے آتی تھیں جب تک یہ خانقاہ آباد رہی مصر آباد رہا۔ آپ اس مقام برکہ (تالاب) پر کھجوروں کے درخت لگانے میں مصروف ہوئے تو کنوئیں کا معاملہ ٹھیک نہیں ہو رہا تھا آپ نے اس بارے میں بھی حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی رائے لی آپ نے ارشاد فرمایا میں کل ان شاء اللہ تمہارے پاس علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجوں گا وہ تمہیں اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کا وہ کنواں بتا جائیں گے جہاں سے وہ اپنی بکریوں کو پانی پلایا کرتے تھے صبح ہوئی تو آپ نے دیکھا خط کھینچ کر کنوئیں کی نشان دہی کر دی گئی ہے آپ نے کھودا تو وہ کنواں مل گیا اب تک آپ کے باغ میں وہ بہت بڑا کنواں موجود ہے۔

باپ کا مقام

آپ نے ایک دن ایک شخص دیکھا جو بہت زیادہ عبادت گزار تھا اعمال صالحہ کرتا تھا لوگ عقیدت کی وجہ سے اس کے گرد جمع تھے آپ نے اسے کہا بیٹا! کیا بات ہے آپ عبادت تو بہت کرتے ہیں لیکن آپ کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے والد تم سے ناراض ہیں؟ اس نے جواب دیا سرکار! یہی بات ہے آپ نے فرمایا تمہیں ان کی قبر معلوم ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں فرمانے لگے ہمارے ساتھ ان کی قبر تک چلو شاید وہ راضی ہو جائیں، شیخ یوسف کردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! جب حضرت نے اس کے والد کو بلایا تو وہ قبر سے اٹھا سر سے مٹی جھاڑتا ہوا سیدھا کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا فقیر تمہارے پاس تمہارے اس لڑکے کی سفارش لے کر آیا ہے اس سے راضی ہو جائیں اس نے جواباً عرض کیا میں آپ سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس لڑکے سے راضی ہو گیا ہوں، آپ نے فرمایا اب اپنی جگہ چلے جائیں وہ واپس قبر میں چلا گیا اس کی قبر جامع مسجد شرف الدین راس حسینی کے قریب ہے۔

پھر قیدی لڑکا مل گیا

شیخ کردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب اس آدمی کے والد کو راضی کر کے ہم برکہ کے مقام کی طرف چلے کہ ایک عورت نے پکارا کہ حضور! ذرا ٹھہریں آپ نے سواری روکی اور پوچھا کیا کام ہے؟ وہ کہنے لگی میرا لڑکا فرنگیوں نے پکڑ لیا ہے آپ سے دعا کی درخواست ہے تاکہ وہ واپس آ جائے۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ دعا کرتا ہوں پھر کہنے لگے وہ دیکھ تمہارا لڑکا ہے اس کی نگاہ اپنے لڑکے پر پڑ گئی جب وہ لڑکے کے پاس پہنچ گئی تو ہم چل دیئے وہ کہنے لگی میں گواہی دیتی ہوں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جن کی دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں۔

جنگلی جانوروں سے گھر بھر گیا

ابن بقری نے ایک شخص پر یہ ظلم کیا کہ اس کی شیر دار گائے جس کا دودھ اس کے بچے پیتے تھے، لے لی۔ وہ شخص حضرت کی خدمت میں فریادی بن کر آیا آپ اپنی گدھی پر سوار ہو کر ابن بقری کے پاس تشریف لے گئے وہ اس وقت اپنے شیخ ابن الرفاعی کے پاس بیٹھے تھے۔ شیخ کی موجودگی میں حضرت نے جلال میں آ کر فرمایا تمہارے اس شیخ کے والد اپنے علاقے میں بندر رکھا کرتے تھے حضرت کی زبان سے یہ بات نکلنے کی دیر تھی کہ بندر، ریچھ، گدھے اور کتے گھر کے درمیان آ گئے اور حضرت کے الفاظ پورے ہوتے حاضرین نے مشاہدہ کئے، پھر یہ جانور غائب ہو گئے ابن بقری تائب ہوا اور گائے واپس کر دی۔

صحرا میں دستر خوان بچھ گیا

صحرا میں آپ کے غلاموں نے چاہا کہ دستر خوان بچھے اور اس پر رنگا رنگ چینی کے برتنوں میں شوربا اور مرغی کا گوشت ہو (ان کے اس مطالبہ کو سن کر) حضرت نے فرمایا ادھر ادھر بکھر جاؤ پھر وضو کر کے واپس آؤ، وہ جب واپس پلٹے تو شیخ کے پاس حسب مراد دستر خوان بچھا ہوا تھا حضرت یوسف کردی فرماتے ہیں ہم نے کھانا کھایا پھر آپ دستر خوان بچھا ہوا چھوڑ کر چل

دیئے، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ نے ایک گنجے کے پاس سفارش کی اس نے سفارش نہ مانی اور کہنے لگا اگر وہ پیر ہے تو مجھ میں پھونک بھر دے گا آپ نے یہ سن کر فرمایا اللہ اسے پھونک مارے گا وہ اسی رات پیٹ میں ہوا بھرنے کی وجہ سے مشک جیسا ہو گیا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا وزیر نے آپ کے باغ کے پھل پر ٹیکس لگا دیا آپ نے اسے کہا درگزر کیجئے اور یہ زیادتی نہ کیجئے وزیر بولا یہ تو بادشاہ کا مال ہے اسی رات وہ بیت الخلا میں گرا گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔

شیطان کی کارستانیاں

آپ نے ایک شخص کو خلوت میں بیٹھایا آپ ایک دن اس کے پاس تشریف لے گئے وہ اس وقت آپ کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا اور پروا تک نہ کی آپ وہاں تشریف فرما رہے مگر وہ تو کہنے لگا مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس خلوت کی دیوار ہر رات پھٹ جاتی ہے تو ایک بارعب بزرگ سبز لباس میں تشریف لاتے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں آپ نے فرمایا آج رات اسے بتائے بغیر مجھے بھی تو ساتھ رکھ لینا، جب رات ہوئی تو وہ دونوں کو ایک عالی شان جنت میں لے گیا جہاں پھل کے گچھے قریب تھے آپ نے اس شاگرد شخص کو کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دو آپ نے خود بھی اس کے ساتھ کلمہ پڑھا وہ نام نہاد شیخ شیشے کی طرح پگھل گیا اب شاگرد نے اپنے آپ کو کھاد کے ڈھیر کے پاس پایا جہاں فارسی کماد تھا اور کبوتروں کا میدان تھا، حیران رہ گیا حضرت نے فرمایا وہ تو شیطان تھا اگر اسی حالت میں تیری موت آجاتی تو ہلاک ہو جاتا اب شاگرد نے استغفار پڑھی اور توبہ کی (1)۔

پھر وقت نے دامن پھیلا دیا

آپ کے ایک فقیر نے عجم میں موجود اپنی ماں سے ملنا چاہا حالانکہ وہ برکۃ الحاج میں حضرت کے پاس مقیم تھا اس نے آکر آپ سے اجازت مانگی تاکہ والدہ کی خدمت میں حاضر ہو سکے آپ نے اجازت نہ دی۔ وہ جامع کے اندر ہی اپنی خلوت میں جا بیٹھا لوگ قرآن پڑھنے میں مصروف تھے اس نے خود کو عجم میں اپنی ماں کے پاس پایا چار مہینے وہاں ٹھہرا رہا پھر حضرت سے ملنے کا شوق پیدا ہوا تو اپنے آپ کو اپنی خلوت گاہ میں موجود پایا وہ باہر آیا تو قرآن پڑھنے والے قرآن کی چوتھائی منزل پڑھ چکے تھے علامہ مناوی کہتے ہیں یہ اسی طرح کی بات ہے جیسے زمین کے سمٹنے کے واقعات ہوتے ہیں یہ تسلیم کرنا کہ زمین تو سمٹ جاتی ہے مگر یہ نہ ماننا کہ اوقات میں پھیلاؤ اور وسعت ہے محض سینہ زوری ہے یہ دونوں باتیں ممکن ہیں کیونکہ دونوں کا

1۔ اب بھی پیروں اور اولیاء اللہ کے منکر خود پیر بنتے ہیں خود شیخ بنتے ہیں دوسروں سے بیعت لیتے ہیں حقائق بے خبر مجسمہ فریب بن کر عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں باطن میں کچھ ہے اور ظاہر میں کچھ ہے اور ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر پیر رومیؒ نے فرمایا تھا۔

اے بسا! ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نہ باید داد دست

(بیشمار ابلیس آدمی کی شکل میں ہوتے ہیں ہر ہاتھ میں ہاتھ بیعت کے لئے نہ دے دیا جائے)۔

ظہور بطور کرامت ہے اگر زمین سمٹ سکتی ہے تو وقت بھی پھیل سکتا ہے۔

استغراق کی جلوہ سازیاں

آپ ایک دن برکۃ الحاج میں اپنے باغ سے گزرے تو فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ آپ کا باغ ہے فرمانے لگے مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی قسم! میں تو تیس سال سے سرکار خداوندی کے حضور سے کہیں باہر نہیں گیا لوگوں نے جواب دیا حضور! آپ نے ہی تو یہ درخت لگائے ہیں اور کنوئیں کھودے ہیں فرمایا مجھے تو ایسی کوئی بات یاد نہیں میرے تو دل میں صرف یہ خیال آیا تھا کہ مقام برکہ پر باغ لگادوں اور ایک خانقاہ بنادوں جہاں فقرا آکر فروکش ہوں بس میرا تو صرف خیال تھا کام تو اللہ نے کیا ہے۔

سونا ہی سونا

قامیبائی کے دور میں قحط پڑا تو آپ کے پاس پانچ سو آدمی آگئے آپ انہیں سالن کے بغیر روٹی دیا کرتے تھے ان لوگوں نے سالن مانگا تو آپ نے اپنے نگران لنگر سے کہا کھجوروں کے درمیان جو جھونپڑی ہے وہاں جاکر چٹائی اٹھاؤ اور اپنی حاجت کا سامان لے لو۔ اس نے جب جاکر چٹائی اٹھائی تو دیکھا کہ سونے کی ایک نالی اوپر سے نیچے تک بہہ رہی ہے اس نے مٹھی بھر سونا لیا اور سالن جاکر خرید لایا آپ نے اسے کہا کیا آپ کی خواہش ہے کہ لوگوں کے لئے ہم وسعت رزق کا سامان کردیں؟ وہ بولا نہیں آپ کو اطلاع کئے بغیر جب دوبارہ جاکر چٹائی اٹھائی تو وہاں سونے والی نالی موجود نہ تھی۔

شہوت کا خاتمہ

اگر آپ کے پاس کوئی آدمی آکر شہوت کے خاتمے کا سوال کرتا تو آپ فرماتے کیا ایک بار شہوت ختم ہو یا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے؟ اگر وہ کہتا صرف اب ختم ہو تو آپ اس کی کمر پر ایک تاگہ باندھ دیتے جب تک وہ تاگا کمر کے ساتھ رہتا شہوت ختم رہتی اگر سائل کہتا کہ شہوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے تو آپ اس کی پشت پر ہاتھ پھیر دیتے پھر مرنے تک اسے عورت کی خواہش نہ ہوتی۔

پھر موت نے آپکڑا

شعشاع نامی ایک باغی شخص لوگوں کو تکلیف پہنچانے لگا لوگوں نے آپ کے سامنے شکایت کی آپ نے اپنے پاس بیٹھے ایک فقیر کو حکم دیا جس کا نام عفش تھا ''اسے تیر مارو'' اس نے ایک لکڑی لے کر مشرق کی طرف پھینکی یہ سیدھی اس کے گلے میں لگی اور گلے سے پار ہوگئی اور پتہ چلا کہ وہ اسی وقت مر گیا۔

عدالت میں نعرۂ مستانہ

جامعہ ازہر کے کچھ لوگ رات کو آپ کے ہاں سوئے انہوں نے امراء کے دونو خیز لڑکے خلوت میں آپ کے ساتھ سوتے دیکھے تو اسے بہت ناپسند کیا اور آپ کو نیکی اختیار کرنے کا مشورہ دیا، آپ کو عدالت میں طلب کیا گیا تو آپ نے پوچھا کیا، ہے؟

جج نے کہا ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ نو خیز امراء لڑکوں کو خلوت میں اپنے پاس رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنی داڑھی اپنے دانتوں میں دبا کر چیخ ماری وہ وہاں سے بجلی کی گویا کڑک پا کر بھاگے پھر ان کا پتہ نہ چلا کہ کدھر گئے نہ ہی کہیں ان کا نشان مل سکا کافی عرصہ کے بعد خبر آئی کہ وہ قید ہو گئے اور نصرانیت قبول کر لی ہے لوگوں نے آپ کے پاس سفارش کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ مقتول کے ایک گھرانے نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ ان کے بچوں کے ساتھ لواطت کرتے ہیں یہ سن کر آپ نے کہا اللہ ان کی اولاد کو رسوا کرے اب ان کے لڑکے ہجڑے اور لڑکیاں بدکارہ ہو گئیں ایک اور آدمی نے آپ پر بدی کا الزام لگایا تو آپ نے فرمایا اللہ اس کا منہ کالا کرے پھر اس کا ایک رخسار سیاہ اور ایک سفید ہو گیا۔

حضرت حکمرانوں کے لئے زہر قاتل تھے جب آپ کسی امیر یا وزیر پر ناراض ہوتے تو وہ اسی وقت یا آنے والی رات میں مر جاتا۔ حاتم تاجر جو حاکم بھی تھا آپ کے فقیروں پر ظلم و زیادتی کر کے کہنے لگا اگر پیر و مرشد ہے تو مجھے پھونک دے گا۔ آپ نے فرمایا میں پھونک نہیں مارتا میں تو صرف تیر چلے چڑھا رہا ہوں وہ بیت الخلا میں داخل ہوا کافی دیر باہر نہ نکلا لوگ بیت الخلا میں داخل ہوئے تو وہ مرا پڑا تھا۔

آپ ایک دن مطریہ کے مقام پر تھے فوجیوں کا ایک گروہ آیا اور شراب پینے لگا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس جرم و گناہ کو کون دور کر دے گا؟ ایک فقیر نے اپنا سر طوق میں ڈال دیا اور فوجی تلواریں لے کر لڑنے لگ گئے اور وہاں سے چل دیئے۔

اگر آپ کی خانقاہ کے مجاور بدمزاج اور بے مایہ ہو جاتے تو آپ باورچی خانے میں داخل ہو کر اپنی لاٹھی سے سامنے کے حصے کو پیٹتے اور کہتے تو نے ان گمنام گرے پڑے لوگوں کو میرے پاس جمع کر دیا ہے ابھی صبح نہیں ہوتی تھی کہ وہ سب لوگ خود نکل جاتے تھے۔ مصر میں انہیں نماز ظہر پڑھتے کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا لہٰذا ایک فقیر کو یہ بات سخت ناگوار گزری وہ کچھ عرصہ بعد شام گیا تو آپ کو نماز ظہر شہر رملہ کی جامع مسجد ابیض (سفید رنگ والی مسجد) میں پڑھتے دیکھا امام مسجد سے آپ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز ظہر یہ ہمیشہ یہاں ہی پڑھا کرتے ہیں۔

ایک عورت اپنا لڑکا لے کر آپ کے پاس مسجد میں آئی تا کہ وہ آپ کے ہاں پڑھے آپ نے کہا میں اپنے پاس ہاتھ کٹے چوروں کو اکٹھا نہیں کیا کرتا وہ اسے لے کر خانقاہ کی طرف چلی گئی لڑکے نے چوری کی اور اسی جرم میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

علم اولیاء کی فراوانیاں

فضا سے ایک آدمی اتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا جناب والا! جنوں، انسانوں، درندوں اور پرندوں کے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا ہے اور نباتات ارضی کا جو بھی پتہ اگتا ہے قبل از وقت اللہ تعالیٰ مجھے اس کا علم عطا فرما دیتا ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے اپنے رب کریم کی عزت جلال کی قسم! اللہ کریم نے یہ علم بالغ ہونے سے پہلے عطا فرما دیا تھا میں اسی علم تک رک نہیں گیا بلکہ آگے بڑھا کیونکہ اصل شان تو یہ ہے کہ توجہ الی اللہ ہو اور باقی ساری کائنات سے منہ موڑ لیا جائے خدا کی قسم! انسان کا ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا دنیا اور آخرت کی ساری ملکوت کا علم و اطلاع حاصل ہونے سے افضل ہے۔

گم گشتہ کہاں ہے

آپ خلیج کے کنارے ایک آدمی کے گھر دعوت ولیمہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے وہ آدمی دستر خوان بچھانے اور دعوت کھلانے میں مصروف رہا اس کا تین سالہ بچہ رات کے پہلے حصے میں خلیج میں گر گیا مگر گھر والوں کو رات کے آخری حصے میں یاد آیا حضرت کو انہوں نے اطلاع دی آپ نے فرمایا جامع ازہر کے سامنے والے پل کے قریب جہاں زمین کو پانی گرا رہا ہے وہاں بچہ پڑا ہوا ہے مگر ابھی زندہ ہے لوگ گئے تو بچہ وہاں موجود تھا اور بعد میں طویل عرصہ تک زندہ رہا۔ آپ جب باغ میں داخل ہوتے تو درخت اور جڑی بوٹیاں اور گھاس آپ سے گفتگو کر کے بتاتے کہ ان میں کیا کیا فوائد اور نقصانات ہیں۔

دعا کا یہ اثر

ایک دفعہ آپ کی جماعت کا ایک شخص اپنی بیوی سے جماع کرنا چاہتا تھا مگر اس کا ایک بچہ چیخنے لگا اس شخص نے کہا چپ ہو جا اللہ تمہیں مارے سات بچے تھے سب مر گئے حضرت تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اسے بلا بھیجا اور فرمایا اللہ تجھے مارے وہ اسی وقت مر گیا۔ آپ نے کہا اگر زندہ رہتا تو لاتعداد لوگوں کو بددعائیں دے کر مار دیتا۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ القدس جا رہے تھے راستے میں وصال فرما گئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قریب گاؤں سدود میں ۸۸۰ھ سے کچھ اوپر مدفون ہوئے بقول شعرانی آپ ایک سو نو سال تک اس جہاں رنگ و بو میں رہے۔ (الاخلاق المتبولیۃ)

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی

علامہ نجم غزی امام شعرانی سے نقل کرتے ہیں کہ شیخ کمال الدین طویل ترکی النسل تھے بچپن میں زہدانیہ میں کبوتر بازی کیا کرتے تھے وہ کھیل رہے تھے کہ حضرت کا وہاں سے برکۃ الحاج کی طرف جاتے گزر ہوا۔ انہیں دیکھ کر حضرت نے فرمایا: ''مرحبا شیخ کمال الدین شیخ الاسلام'' ساتھی فقیروں نے سوچا کہ حضرت مزاح فرما رہے ہیں کیونکہ کمال الدین پر فقیہ جیسی علامات نہیں تھیں۔ ادھر کمال الدین نے یہ فقرہ سنا تو کبوتروں کا خیال چھوڑ کر حصول علم کے لئے وقف ہو گیا وہ فقیروں کی جماعت جنہوں نے یہ فقرہ سنا تھا، ابھی بقید حیات تھی کہ آپ شیخ الاسلام کے مسند پر جا بیٹھے شیخ الاسلام سے مراد چیف جسٹس ہوتا ہے۔

حسن ولایت کی رعنائیاں

امام شعرانی نے ''الاجوبۃ المرضیہ'' میں لکھا ہے کہ مجھے سیدی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ کعبہ مکرمہ نے حضرت شیخ متبولی کا ایک ایک پتھر الگ الگ ہو کر طواف کیا اور پھر ہر پتھر اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔ امام یافعی فرماتے ہیں کہ ہم نے تحقیقی انداز سے سنا ہے کہ اولیاء امت کے ایک گروہ کا صحیح انداز سے کعبہ مشرفہ نے طواف کیا یہ مشاہدہ کرنے والے بہت سے معتبر اور پرہیزگار علماء سے میں خود ملا۔ یافعی ہی فرماتے ہیں کہ حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی ولی تمہارے ساتھ نماز

باجماعت میں شریک نہیں تو اسے ناپسندیدہ نہ سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ باکمال بندے ایسے ہیں جو پانچ نمازیں اپنے شہر سے باہر کسی اور جگہ پڑھتے ہیں کچھ وہ ہیں جو ظہر روزانہ رملہ لد کی جامع ابیض میں پڑھتے ہیں اور کچھ حضرات نماز مغرب ذوالقرنین والی سرسکندری یا کوہ قاف پر پڑھتے ہیں کچھ بندگان خدا وہ ہیں جو روزانہ عصر بیت المقدس میں پڑھتے ہیں کچھ ہمیشہ نماز صبح مقطم پہاڑی پر ادا کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم متبولی اور اولیائے کرام کی ایک جماعت نماز ظہر روزانہ رملہ لد کی مسجد ابیض میں پڑھتی تھی۔ بقول شعرانی: حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سیدی عبدالقادر دشطوطی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدی یوسف کردی ایسے ہی عظمائے ملت میں شامل ہیں۔ حضرت یوسف کردی فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کئی دفعہ حضرت ابراہیم متبولی کے ساتھ رملہ لد کی جامع ابیض میں پڑھی ہے وہاں کے امام مسجد دبلے پتلے تھے حضرت کے حکم سے میں نے انہیں سلام بھی کیا تھا حضرت کے ساتھ صرف چند قدم ہی چلا تو برکۃ الحاج کے باغ میں پہنچ گئے۔ حضرت ہمیشہ ظہر کے وقت اس باغ میں داخل ہو جاتے تھے آپ کو کبھی کسی نے مصر میں نماز ظہر پڑھتے نہیں دیکھا (کیونکہ آپ ابیض میں ہمیشہ نماز ظہر جا کر پڑھتے تھے)۔

تقسیم مطابق عمر

یافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی حضرت شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں آپ فرماتے تھے اگر کسی شخص کو اللہ کریم تمہارے علاقے میں بطور ولی مشہور کردے تو اس کا انکار نہ کرو کیونکہ اللہ کریم کسی حکمت کے تحت ہی اسے مقام شہرت پر فائز فرماتا ہے مجھ پر اللہ کریم کے بے شمار احسانات میں سے ایک یہ احسان بھی ہے کہ بچپن سے ہی میں نے کسی ولی کا انکار اور مخالفت نہیں کی اگر ان کا کوئی حال مجھے سمجھ نہیں آتا تھا تو میں کہہ دیتا شائد اس حال کا تعلق اس علم سے ہو جو مجھے معلوم نہیں ہے، ایک دن میں طالب علم ساتھیوں کے ایک گروہ کے ساتھ سیدی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ ساتھی کہنے لگے ہم نہ منکر ہیں اور نہ معتقد، ایک گروہ بولا ہم تو اسی صورت میں معتقد ہوں گے جب آپ کرامت ظاہر فرمائیں گے۔ میں نے کہا میں تو معتقد ہوں منکر نہیں ہوں، ہم حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے تربوز کے ہمارے لئے ٹکڑے کئے اور سب کو ایک ایک ٹکڑا دیتے گئے مگر بجائے دائیں طرف سے شروع کرنے کے بائیں طرف سے شروع کیا اور سب سے آخر میں اس شخص کو عطا فرمایا جو دائیں طرف پہلا تھا، ساتھیوں کو یہ بات ناگوار گزری وہ کہنے لگے یہ تو اس بارے میں سنت پاک سے بے خبری ہے، میں نے کہا ضرور کوئی حکمت ہے کیونکہ شیخ جیسا عظیم المرتبت انسان ایسی سنت سے بے خبر نہیں ہو سکتا فرماتے ہیں میں عمر میں سب سے بڑا تھا مگر آپ نے سب سے آخر میں مجھے عطا فرمایا تھا میں نے ایک ساتھی سے کہا جس ترتیب سے حضرت نے تربوز عطا فرمایا ہے اسی ترتیب سے نام لکھ لو کیونکہ اس طرح عطا فرمانے میں ضرور کوئی حکمت ہے۔ ساتھیوں نے یہ بات لکھ لی اب حضرت نے جسے پہلے عطا فرمایا تھا وہ پہلے مر گیا اور دوسرے نمبر والا دوسرے نمبر پر مرا اسی طرح ساری جماعت اسی ترتیب سے فوت ہو گئی۔ تو راز یہ تھا کہ آپ عمر کی ترتیب کے حساب سے تقسیم فرما رہے تھے مجھے چونکہ سب سے آخر میں عطا فرمایا لہٰذا میں زندہ ہوں۔

حضرت ابراہیم مواہبی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف ربانی تھے بقول علامہ مناوی جب آپ کا وقت وفات آیا تو حضرت شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آئے اور فرمایا آپ کیا شہادت دیتے ہیں؟ جواب میں آپ نے فرمایا ''مطلق وحدت'' کی شہادت دیتا ہوں۔ حضرت مغربی نے کہا راحت ہے آپ کے لئے، بس اسی وقت آپ کی روح پرواز کر گئی۔

خالی ہاتھ بادشاہ

علامہ نجم غزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ بادشاہوں کی طرح خرچ کرتے بادشاہوں جیسے قیمتی لباس زیب تن فرماتے، کسی کو بھی آپ کے دنیوی ذرائع آمدنی کا علم نہ تھا اللہ کے غیبی خزانوں میں سے یہ خرچ چلتا تھا۔ آپ نے بڑھاپے میں طریق ولایت کا حصول حضرت محمد مغربی شاذلی سے فرمایا۔ حضرت مغربی کی وفات تک ان کے حکم کے مطابق آپ ان کے گھر گھوڑے اور خچر کی خدمت پر مامور رہے ان کے بعد حضرت ابوالمواہب شاذلی کی خدمت میں مصروف رہے اور انہی کی طرف خود کو منسوب کر کے مواہبی کہلائے، اس حد تک خدمت میں مصروف رہے کہ خانقاہ کے فقراء کے ساتھ ان کی وفات تک کبھی اوراد و وظائف پڑھنے میں بھی شریک نہیں ہوئے فقیروں نے حضرت سے اذن خلافت چاہا تو فرمایا ابراہیم کو بلا لاؤ۔ جب آپ آئے تو فرمایا: ان کے لئے سجادہ (مصلّے) بچھاؤ آپ مصلّے پر بیٹھے تو حضرت نے فرمایا اپنے ان بھائیوں کے لئے گفتگو کرو آپ نے علمی عجائب و غرائب کے دریا بہا دیئے سب جماعت نے آپ پر یقین کر لیا آپ کا وصال ۹۱۴ھ میں ہوا سنقر پل کے قریب خانقاہ میں مدفون ہوئے قبر زیارت گاہ ہے۔

حضرت ابراہیم ابولحاف مجذوب سالک رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب حال تھے ننگے سر رہتے پہاڑی قلعہ کے ایک برج میں رہا کرتے تھے آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔ جب جراکسہ کی حکومت ختم ہونے والی تھی تو آپ سلطان غوری کے پاس آئے اور فرمایا مجھے قلعہ کی چابیاں دے دو۔ اس نے گفتگو اور مال سے راضی کرنا چاہا مگر ایسا نہ ہو سکا آپ چابیاں لینے پر مصر رہے شاہ نے کہا یہ مجذوب ہیں انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو وہ محل سے قلعہ کی طرف منتقل ہوئے اور وہاں سے قاہرہ آ گئے سلطان کا یہ سفر انتہائی عجلت میں ہوا اور پھر وہی ہوا جو ہونا تھا۔ (یعنی سلطنت ختم ہو گئی)۔

احمد پاشا کے دور میں ایک حاکم ہمارے شیخ شعراوی کے پاس چھپ کر رات کو سو یا درویشوں نے اسے درمیان میں لٹا لیا آپ اس کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور کہا ڈرو نہیں کل ظہر کے بعد مطلب پورا ہو جائے گا۔ دوسرے دن ظہر کو پاشا چلا گیا اور اسے آزادی مل گئی۔ آپ وصال کے بعد سد والی پل کے پاس دفن ہوئے۔ (مناوی)

حضرت ابراہیم مصری المعروف ابن خریطہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواص فرماتے ہیں آپ اہل انابت و رجوع میں سے ہیں اگر کوئی ضرورت سامنے آتی اور آپ کو اس کا علم ہوتا تو

وہ ضرورت پوری ہونے کے اسباب پیدا ہو جاتے آپ جو قمیص بھی پہنتے تو اسے سیتے اور گردن سے اسے پھاڑ دیتے اگر اتنی تنگ ہوتی کہ گلا دبنے لگتا تو لوگ شدت و تکلیف میں مبتلا ہو جاتے اور اگر اس طرح پھاڑتے کہ گلا تنگ نہ ہوتا تو لوگوں کو بھی کشائش و سکون ملتا آپ قریباً ۹۲۰ھ سے آگے نکل کر فوت ہوئے بقول مناوی مدفن باب الفتوح کے باہر خانقاہ میں ہے۔

حضرت ابراہیم بن محمد برہان الدین مقدسی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت امام اور مشہور علمائے اسلام میں سے ایک ہیں ملک مصر کے چیف جسٹس ہوئے پھر مندرجہ ذیل حادثہ پیش آیا تو آپ اس عہدے سے الگ ہو گئے۔

قول حق پر ڈٹ گئے

ہوا یوں کہ حاکم کے کچھ نمائندوں نے ایک مرد اور ایک عورت کو ایک مخفی جگہ کے اندر معانقہ کرتے پایا ان دونوں نے زنا کا انکار کر دیا اور پھر رجوع کر لیا۔ حضرت ابراہیم شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ان کا رجوع معتبر ہے اور انہیں رجم نہیں کیا جائے گا ایک مفسد نے حاکم وقت سلطان غوری کو بھڑکایا کہ ان دونوں کا رجم ضروری ہے کیونکہ بدکاروں کو پہلے کسی بادشاہ نے رجم نہیں کیا (آپ کا نام بن جائے گا) اب شاہ نے واقعہ کا ذکر کر کے فتوئی چاہا۔ حضرت ابراہیم برہان الدین نے فتوئی دیا کہ ان کا رجوع صحیح ہے اور انہیں قتل کرنا جائز نہیں ہے اب بادشاہ نے اپنے سامنے محفل منعقد کرنے کا حکم دیا علماء اس کے پاس آ گئے۔ حضرت شیخ الاسلام زکریا ایک طرف اور حضرت ابراہیم برہان دوسری طرف بیٹھ گئے بات چلتی رہی آخر کار ابراہیم نے بڑی سختی سے بادشاہ کو کہا جو بھی ان دونوں کو قتل کرے گا اسے ان کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ شاہ نے کہا مجھے حوالہ پیش کرو حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ بولے یہ نقل پیش کرنے کے سلسلہ میں امین ہیں لہٰذا نقل پیش کرنا ضروری نہیں ان کا ارشاد دلیل و حجت ہے ہاتھ سے آپ نے اشارہ کیا تو وہ بادشاہ کی آنکھ میں جا لگا وہ غضب ناک ہو کر اٹھا اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے شاہ نے حکم دیا کہ یہ دونوں شیخ برہان الدین کے گھر کے دروازے کے سامنے سولی پر لٹکائے جائیں جب حاکم دونوں کو حضرت کے گھر کے دروازے کی طرف لے چلا اور جلاد ان دونوں کے متعلق اعلان کرنے لگا تو حضرت نے خیال کیا کہ وہ ان کو قتل کرنے آ رہے ہیں آپ اور گھر والے بہت پریشان ہوئے آپ کو ہلاکت کا یقین ہو گیا پھر بات صاف ہو گئی کہ صرف ان دونوں کو پھانسی دینی ہے دونوں کو آپ کے گھر کے دروازے کے سامنے اس انداز سے پھانسی دی گئی کہ مرد کا منہ عورت کے منہ کی طرف تھا۔ بقول علامہ مناوی یہ واقعہ ایک بڑا سبب تھا جس سے شاہ غوری کا ملک تباہ ہوا اور خاندان جراکسہ کی حکومت ختم ہو گئی۔ شاہ غوری نے صرف ان دونوں کو پھانسی دینے پر ہی بس نہ کیا بلکہ حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرے ملک سے نکل جائیں تو ایک مقدسی شخص ہے اپنے وطن مقدس چلا جا۔ حضرت نے سفر کی تیاری شروع فرمائی۔ اس کے بعد ہی آپ کے پاس بکھرے بالوں والا غبار آلود ایک شخص آیا حالانکہ دروازہ بند تھا اور وہاں دربان کھڑا تھا۔ اس آنے والے نے کہا اے ابراہیم! غوری خود ہی جائے گا، آپ نہیں جائیں گے یہ بات کر کے وہ آپ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ نے حال کے

دربان کو بلایا ابوبکر! ابوبکر! اس نے کہا حضور! حاضر ہوں۔ آپ نے پوچھا یہ جو ہمارے پاس آیا ہے یہ کون تھا؟ دربان نے کہا سرکار! دروازہ بند ہے اور کوئی آدمی اندر نہیں آیا۔ حضرت کو اب سب حال کا پتہ چلا کہ یہ تو رجال الغیب میں سے تھا سفر کی تیاری موقوف کر دی اسی ماہ ابن عثمان کا خط غوری کو ملا کہ وہ اس کے پاس آ رہے ہیں اب غوری کو اپنی پڑ گئی ان کے مقابلہ کی تیاریاں ہونے لگیں حضرت کا دل نرم کرنے کے لئے آدمی بھیجا مگر آپ مزید سخت ہو گئے اور پرواتک نہ کی۔ چھ ماہ بعد غوری میدان میں اترا اور ہلاک ہو گیا جو واقعات پیش آئے سو آئے جراکسی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور آل عثمان (ترک) اللہ رحمان ان کی مدد فرمائے، حکمران بن گئے بقول مناوی آپ کا وصال ۹۲۳ھ میں ہوا عازب نابلسی نے ''شرح الطریقۃ المحمدیہ'' میں حضرت قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ خود شیخ الاسلام علامہ برہان نے انہیں بتایا کہ وہ دن اور رات میں پندرہ ختم قرآن کرتے ہیں ''کتاب الارشاد'' میں لکھا ہے کہ نجم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک یمنی شخص کو دیکھا جو کعبہ شریف کے ایک چکر (طواف) یا سات چکروں میں قرآن پاک ختم کر دیا کرتے تھے، یہ چیزیں فیض ربانی اور مدد رحمانی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

حضرت شیخ ابراہیم بن ادریس برہان الدین ہمذانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد صالح ہیں رواحیہ حلب میں مقیم تھے حضرت یونس ہمذانی کے خلیفہ تھے بقول ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے جراکسی حکومت کے خاتمے کی اطلاع اپنے ایک خواب کی وجہ سے دی تھی خواب میں انہوں نے دیکھا کہ ایک کوتاہ قد آدمی گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے آگے ایک اور شخص ہے جو ترکی زبان میں اس سوار کے سامنے سے لوگوں کو ہٹاتا ہے کسی نے اس سے پوچھا یہ سوار کون ہے؟ اسے جواب دیا گیا یہ رومی بادشاہ ترک ہے آپ کا وصال ۹۲۵ھ میں حلب میں ہوا۔ بقول غزی شیخ تغلب کی قبر کے مشرق میں برلب سڑک آپ کو دفن کر دیا گیا۔

حضرت ابراہیم عریان رحمۃ اللہ علیہ

آپ جب کسی شہر میں جاتے تو سب چھوٹے بڑوں کے نام لے کر انہیں سلام کہتے گویا آپ انہی لوگوں میں پل کر جوان ہوئے ہیں منبر پر کھڑے ننگے بدن خطبہ دیتے اور کہتے السلطان دمیاط باب اللوق بین القصرین و جامع طولون والحمد للہ رب العالمین لوگ بہت زیادہ خوش ہوتے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کئی دفعہ خانقاہ میں وہ ہمیں ملے اور میرے والدین کا نام میرے نام کے ساتھ لے کر مجھے سلام کیا۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ سے لوگوں کو بے حد محبت تھی وہ آپ کے معتقد تھے اور تعظیم کرتے تھے۔ آپ منبر پر چڑھ کر ننگے بدن خطبہ دیتے اور آنے والے سنتے کہ سارے واقعات بیان فرماتے کوئی بھی بات غلط ثابت نہ ہوتی۔ اگر لوگ آپ کو گھر میں بند کر کے تالا لگا دیتے تو آپ بند مکان سے باہر نکل آتے۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں ۹۳۰ھ سے کچھ اوپر مصر میں فوت ہوئے اور روضہ میں دفن ہوئے۔

حضرت ابراہیم المعروف مرشد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا زہد وورع نرالا تھا عبادت میں بے حد مجاہدہ فرماتے تھے چالیس سال تک اس انداز سے روزہ رکھا کہ افطاری صرف ایک دانہ منقیٰ یا ایک اخروٹ یا ایک کھجور پر کرتے اپنے پاس آنے والوں کو اس راہ الفت میں جو کرامات آپ کو عطا ہوئیں بیان فرمایا کرتے تھے۔

دنیا خود بھاگتی آتی تھی

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمیں شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک ہی مجلس میں حضرت نے ابتدا سے انتہا تک اپنی کہانی مجھے سنائی بتایا کہ دس سال تک میں ویرانے میں رہا اور کسی آدمی سے نہیں ملا۔ دنیا مسخر تھی ہر رات ایک روٹی لے کر آتی نہ آپ اس سے بولتے اور نہ وہ آپ سے بولتی۔ ایک سو دس سال سے زائد عمر پا کر ۹۴۰ھ سے اوپر آپ کا مصر میں وصال ہوا قلعہ کے قریب باب انور میں دفن ہوئے۔

حضرت ابراہیم بن عصیفیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ باغ میں ہی سوتے تھے جب شہر آتے تو چیتے یا بجو پر سوار ہو کر آتے پانی پر سواری کے بغیر چلنا بھی آپ کی عادت تھی آپ اکثر فرمایا کرتے ابن عثمان ترکی تمہارے پاس آ رہا ہے شاہ غوری کے ملازمین یہ سن کر آپ کا مذاق اڑاتے تھے آپ کثیر الشطحیات (مستی میں جو دعوے اولیاء کرتے ہیں انہیں شطحیات کہا جاتا ہے) تھے۔

امیر جانم نے جب روم کا سفر کرنا چاہا تو آپ سے مشورہ لیا فرمایا آپ کا سفر صحیح وسالم رہے گا اور خیریت سے واپسی ہوگی امیر نے آپ سے جدا ہو کر حضرت شیخ محسن کے پاس حاضر ہو کر پوچھا انہوں نے فرمایا اگر آپ نے سفر اختیار کیا تو آپ کو پھانسی دے دیں گے اور اگر سفر نہ کیا تو آپ کی گردن کاٹ دیں گے اور پھر وہ حضرت ابن عصیفیر کے پاس آیا آپ نے پھر بھی فرمایا کہ صحیح وسلامت جائے گا اور خیریت سے واپسی ہوگی۔ ایسا ہی ہوا یہ سفر خیریت سے گزرا اور واپسی بھی اسی طرح ہوئی اس کے بعد امیر کی گردن لوگوں نے اڑا دی لہٰذا دونوں بزرگوں کی بات پوری ہوگئی۔

کفن پر عرق گلاب چھڑک دینا

ابن موسیٰ کوتوال باغیوں کے علاقہ میں گئے ہوئے تھے آپ نے ان کے گھر والوں کی طرف گلاب کے پانی سے بھری صراحی بھیجی اور کہا جب اسے غسل دے چکو تو اس کے کفن پر یہ ڈال دینا۔ پھر اطلاع آئی کہ باغیوں نے ابن موسیٰ کو مار دیا ہے لوگ انہیں بحیلہ لے آئے اور حضرت کے ارشاد کے مطابق عرق گلاب ان کے کفن پر ڈالا گیا۔

محلے میں ایک شخص آپ کو تکلیف دیا کرتا تھا آپ نے ایسی مصیبت کی اس کے لئے بددعا کی جو موت تک اس کے جسم سے نہ نکلے، اس کے پاؤں پر ورم آ گیا دونوں پاؤں پھول گئے ان سے پیپ بہنے لگی اس شخص نے نماز، جمعہ اور جماعت سب کو ترک دیا وہ بالکل استنجا نہیں کر سکتا تھا جب اس کے کپڑے دھوتے تو بچوں کی طرح اس کے کپڑوں کے ساتھ غلاظت لگی

ہوتی۔ ایک شخص نے اپنی بچی اٹھا رکھی تھی آپ سے اس کے لئے دعا کا طالب ہوا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے وجود کو تجھ سے معدوم کرنے والا ہے دو دن بعد وہ مرگئی (شعرانی) ایک شخص نے آپ کو کہا حضور! میرے لئے دعا کریں فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں یہود کے محلے میں اندھے پن میں مبتلا کرنے والا ہے وہ یہودیوں کے محلے میں ہی جا کر نابینا ہو گیا۔

یوں بھی ہوتا ہے

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ عظیم المرتبت ولی حق تھے اہل کشف میں سے ہیں جو آپ کو تکلیف دیتا اسے تباہ کر دیتے تھے آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رات کو بھیڑیوں کے جنگلوں میں سوتے تھے اور سب کے سامنے پانی پر چلتے تھے آپ ایک دفعہ حمام میں تشریف لے گئے ایک آدمی آپ سے باتیں کرنے لگا آپ نے فرمایا چپ ہو جاور نہ میں حمام کے بیل کا پاؤں توڑ دوں گا وہ کہنے لگا میں چپ نہیں ہوں گا۔ بیل پھسل کر گر پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا حمام کے مالک نے کہا اب بیل کا کیا بنے گا اس کا کیا قصور تھا؟ فرمانے لگے بیل کو گرمائی تربوز پلا دے اس نے پلایا تو اس کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو گیا۔

دور حکومت ختم ہو گیا

بقول نجم غزی آپ اصلاً صعید کے نواح کے رہنے والے تھے آپ امیر سودون کے پاس سے ایک ویرانے میں سے گزرے وہ دیوار بنوا رہا تھا تا کہ محل تعمیر ہو سکے انہوں نے کنکری اس کی طرف پھینکی اور فرمایا تمہارا دور حکومت ختم ہو چکا ہے ان مکانوں میں تعمیر کے بعد تم نہیں رہو گے۔ اب ابن عثمان (عثمان ترک) کے مقابلے میں غوری کو جانا پڑا وہ وہیں قتل ہو گیا اور اس کی فوج کی چھاؤنی تباہ و برباد ہو گئی۔ شعرانی فرماتے ہیں پھر یہ ویرانہ ہم نے خرید کر مسجد تعمیر کرا دی آپ نے مجھے ایک مکان میں آگ لگنے کی اطلاع دی تھی پھر اسی رات وہاں آگ لگ گئی۔ ایک باورچی کی دیگ میں آپ نے کتے کا لعاب پھینک دیا لوگوں نے تجسس کیا تو وہ گوشت مردار کا تھا۔

ایک شخص دودھ والا برتن لے کر آپ کے پاس سے گزرا آپ نے اس سے برتن چھین کر توڑ دیا دودھ کے اندر سے سانپ نکل آیا آپ کے عجیب احوال تھے وفات ۹۴۲ھ میں ہوئی شیخ ابو الحمائل کی خانقاہ کے بالمقابل دو دیواروں کے درمیانی گوشے میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابراہیم تاج الدین شیخ اصفر عریان رحمۃ اللہ علیہ

آپ عابد، عامل اور صوفی تھے آپ کے فضل کا بادل موسلا دھار برستا تھا آپ کا مرتبہ بلند، سینہ سلیم الفکر تھا آپ اعلیٰ مقامات کے حامل اور پسندیدہ احوال کے منبع تھے۔ آپ سفر صحرا میں تھے کہ آپ نے احباب کو بے موسمی تازہ خوبانیاں کھلائیں۔

قالین مل گیا

آپ کی خانقاہ میں سے ایک قالین چوری ہو گیا آپ نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دی مگر آپ

کے ساتھیوں نے اس کی تلاش کے لئے بے حد اصرار کیا آپ نے فرمایا فلاں گاؤں میں ایک درخت ہے قالین اس کے نیچے مدفون ہے ساتھیوں کو قالین وہاں سے مل گیا علاقہ کے حاکم نے مشتبہ آدمی کو پکڑ لیا حضرت نے فرمایا اسے آزاد کر دو یہ چور نہیں بلکہ فلاں گاؤں کا فلاں عیسائی چور ہے حاکم نے اسے بلایا تو اس نے اعتراف کر لیا کہ وہی چور ہے اور اسی نے قالین لے کر درخت کے نیچے دفن کیا تھا یہ سب کچھ حضرت کی آزمائش کے لئے تھا وہ اسلام لے آیا اور آپ کا مرید ہو گیا۔

دستِ غیب

آپ کا خرچہ دست غیب سے چلتا تھا، ضرورت کے مطابق آپ مصلے کے نیچے سے درہم نکال لیتے تھے آپ وہاں سے تشریف لے جاتے تو لوگ مصلیٰ اٹھا کر دیکھتے مگر کچھ بھی موجود نہ ہوتا جب آپ واپس آتے تو ہر ضرورت کے لئے اسی مصلے کے نیچے سے رقم نکال دیتے۔ آپ کو معارف، ورع اور زہد سے بہت بڑا حصہ ملا تھا وصال رومی علاقہ میں ۹۶۴ھ میں ہوا۔ (العقد المنظوم)

حضرت ابراہیم قسطمونی نزیل مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ان زاہد بندگان حق میں سے ہیں جو اللہ کریم سے وابستہ اور خلق سے منقطع ہیں۔

مصطفیٰ کے گدا دنیا کے بادشاہ

آپ حج کر کے مستقلاً مدینہ طیبہ میں بیٹھ گئے دوران مجاوری کسی سے نہ صدقہ لیتے اور نہ ہی ہدیہ قبول کرتے، صرف اپنے مرشد شیخ حسن مصطفیٰ پاشا کی خانقاہ کے متولی کی تین سالوں میں صرف ایک دفعہ بھیجی ہوئی قمیص پہنتے جو ان کا لباس ہوتی، ظاہری حال تو یہ تھا، مگر آپ فقیروں سے صلہ رحمی فرماتے عطیات سے انہیں نوازتے اور بیواؤں اور یتیموں پر ان کی نوازشات لگاتار جاری رہتیں۔ آپ کے وصال کے دن فقیروں کی عجیب حالت تھی آپ کی نعش کے اردگرد ان کا ہجوم تھا۔ وہ چلا رہے تھے اے فقیروں کے باپ، اے ضعیفوں اور بے کسوں کی پناہ!'' جب فقیروں سے اس رونے دھونے کا سبب پوچھا گیا تو وہ بولے ہمیں ہر سال پورے سال کا خرچہ دے دیا کرتے تھے ہمارے معاش دست غیب کی فراوانیاں تھیں وصال ۱۰۱۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ بقول محبی حضرت عباس کے قبہ کے پاس مدفون ہوئے (1)۔

1۔ آہ! آج نہ حضرت عباس عم مصطفیٰ کا وہاں قبہ ہے نہ کسی اور مزار کا کوئی نام و نشان ہے کچھ مزارات تو سڑک کی نذر ہو گئے ہیں اور جو باقی ہیں انہیں چار دیواری میں مسدود کر دیا گیا ہے ایک طرف جنگلہ لگا ہے جہاں سے کھڑے ہو کر لوگ اشاروں سے بتاتے ہیں ''یہاں غنچہ یہاں گل تھا'' وہاں کھڑے مجھ پر کیا کیفیات بیتیں یہ الفاظ میں نہیں سما سکتا میں نے اپنے دائیں بائیں سینکڑوں لوگ اس ظلم پر روتے دیکھے کہ مرنے والوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا گویا قبریں بھی خدائے قدوس کی معاذ اللہ شریک ہیں کہ انہیں مٹانا ضروری ہے دنیا بھر کی قومیں اپنے اسلاف کی نشانیوں کو باقی رکھتی ہیں مگر جن اسلاف کے کارناموں کے سامنے دنیا کے اسلاف پر کاہ کی حیثیت نہیں رکھتے ان کے اسلاف کی علامات کا مٹانا، بے حرمتی کرنا اور زائرین کو ستانا بھی صفات خداوندی میں شامل ہے۔ (مترجم)

حضرت ابراہیم نبیتی مجذوب سالک رحمۃ اللہ علیہ

مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوست علی حمصانی المعروف حشیس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کی ایک بھتیجی یا بھانجی کا لڑکا تھا جامع کی چھت پر بیٹھ کر وہ اس سے کھیل رہی تھی وہ بالکل صحت مند تھا آپ نے اس سے پوچھا کیا تجھے اس سے پیار ہے؟ وہ کہنے لگی آپ کا اس بات سے کیا سروکار؟ آپ نے کہا اسے الوداع کہہ لے کیونکہ یہ کل عصر کے وقت مرجائے گا پھر اسی طرح ہوا۔

حمصانی ہی یہ واقعہ بھی بتاتے ہیں کہ میں جامع المراۃ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک فوجی ایک نوخیز لڑکے کو لے کر آیا اور غسل خانوں کی طرف اسے لے چلا مجھے بہت تشویش ہوئی میں نے سوچا اس کم بخت کے لئے سارے جہان میں کہیں جگہ نہ تھی کہ اسے مسجد میں لے آیا ہے مگر میں زبان پر کوئی لفظ نہ لایا مجھے ابراہیم نے فرمایا، کیا فضول سوچ رہے ہو تمہیں ان باتوں میں دخل دینے کا کس نے کہا ہے۔ مجھے ناراض ہوئے سخت سست کہا اور فرمایا تم بالکل تعرض نہ کرو یہ کام کسی اور کے حوالے ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۱۹ھ میں ہوئی۔

حضرت ابراہیم تیمور خان قزار رحمۃ اللہ علیہ

آپ حنفی تھے قاہرہ میں آکر مقیم ہو گئے آپ شیخ اکبر اور بیرامیہ اولیاء کے قائد ہیں، بوسنہ کے باشندے ہیں، مختلف ملکوں میں گھومے اور عالی مرتبت اولیاء سے ملاقات کی ہر ملک میں ان کا الگ نام ہے جس کے ذریعے لوگ آپ کو پہچانتے ہیں رومی علاقے میں آپ کا اسم گرامی علی ہے مکہ مکرمہ میں لوگ آپ کو محمد نام سے جانتے ہیں مصر میں آپ کا نام نامی ابراہیم ہے، آپ کافی عرصہ حرمین شریفین میں مقیم رہے پھر مستقل طور پر مصر آ گئے۔

گوشہ نشینی کی عظمت

آپ کے عجیب وغریب احوال تھے جب حال غالب ہوتا تو آپ خطرناک شیر کی طرح جولانیاں فرمانے لگتے۔ فرماتے ہیں: میں نے سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی آپ کے سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ فرمارہے تھے اے علی رضی اللہ عنہ! لکھ دیں ”سلامتی اور صحت تنہائی میں ہے“ کئی دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فقرہ دہرایا، اسی بنا پر حضرت ابراہیم وحدت پسند ہو گئے تھے۔

بقول علامہ مناوی آپ کا لڑکا پیدا ہوا عشاء کی نماز کی اذان جب مؤذن نے دی تو لڑکے نے شہادت کے کلمات ادا کئے (أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا رسول الله کے کلمات پڑھے) مصر میں ۱۰۲۶ھ میں وفات پا کر نظامیہ کے سامنے باب الوزیر کے قبرستان میں اپنے بچوں میں دفن ہوئے۔

حضرت ابراہیم لقانی مصری مالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عامل علماء کے امام اور عارف اولیاء کے قائد تھے آپ شریعت وحقیقت کے جامع بھی تھے۔

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غلام کا درس سننے تشریف لائے

آپ کی بہت سی خارق عادت کرامات تھیں علامہ شہاب بشیشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ شیخ علامہ حجازی مشہور واعظ آپ کے درس میں آ کر کھڑے ہو گئے آپ نے انہیں فرمایا آپ تشریف لے جائیں گے یا تشریف رکھیں گے؟ انہوں نے جواب دیا ایک ساعت صبر فرمایئے ایک ساعت کے بعد کہا اے ابراہیم! اللہ کریم جل مجدہ کی قسم: میں صرف اس لئے آپ کے درس میں رک کر کھڑا ہو گیا تھا کہ حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کا درس رک کر سن رہے تھے۔

آپ کی بے شمار تالیفات ہیں سب سے مفید آپ کی مشہور نظم ''جوہرۃ التوحید'' ہے یہ اپنے مرشد شیخ عارف حضرت شرنوبی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے پر آپ نے صرف ایک رات میں لکھی تھی تکمیل کے بعد مرشد کے سامنے پیش کی تو انہوں نے نہ صرف آپ کے لئے بلکہ اسے سب پڑھنے والوں کے لئے مزید نفع کی دعا مانگی، پڑھنے کے بعد آپ نے صرف ایک دن میں اس کی پانچ سو نقلیں اور تین الگ الگ شرحیں لکھ ڈالیں آپ حج سے واپس آتے ہوئے ۱۰۴۱ھ میں مصری قافلہ کے راستہ پر عقبہ ایلہ کے قریب فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے اسی جوہرۃ التوحید کی شرح کرتے انہوں نے بقول علامہ محبی لکھا ہے کہ شدائد ومصائب اور آلام وغموم میں مبتلا لوگوں کے لئے سب سے بڑی نعمت سید کل رسل دانائے سبل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ جلیلہ ہے۔

حضرت ابراہیم بن مسلم صمادی حورانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اسلام کی سچی نشانی، معارف کا چھلکتا تالاب اور مجاہد ولی تھے۔ آپ دمشق کے اولیاء کرام کے آقا اور عظیم اولیاء میں سے تھے آپ سب فنون، علم عمل، زہد، ورع اور عبادت میں یکتائے روزگار تھے۔

ائمہ اہل سنت سے عشق

آپ اللہ کریم سے دعا مانگا کرتے کہ وہ ذات بے مثل آپ کو چار بچے عطا فرمائے تاکہ ان میں سے ہر ایک آئمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا مقلد ہو اللہ کریم نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو چار بچے عطا فرمائے۔ مسلم نامی بچہ مالکی تھا۔ عبداللہ حنبلی تھا، موسیٰ شافعی تھا اور محمد حنفی تھا۔ آپ سے بقول محبی لاتعداد کرامات اور بے شمار عجیب احوال کا صدور ہوتا تھا آپ بچاسی برس کی عمر میں ۱۰۷۳ھ میں وصال فرما گئے۔

حضرت شیخ ابراہیم سعدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سعد الدین جباوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان پاک کے علاقہ نابلس کے مشہور اولیائے امت میں سے ایک ہیں میں خود (علامہ نبہانی مؤلف کتاب) ۱۲۹۰ھ میں نابلس کے علاقے کے شہر جنین میں انہیں ملا وہ اس عرصہ میں وہاں ہی مقیم تھے میں نے آپ کی کرامات وخوارق کا چرچا سنا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ آپ ہر ملنے والے انسان کو اس کے والدین کی اولاد کی تعداد بیٹوں اور بیٹیوں سمیت بتا دیا کرتے تھے جب ملاقات کے دوران ان سے میں نے یہ بات دریافت کی تو فرمایا یہ بالکل صحیح ہے میں نے سوال کیا پھر میرے والدین کے متعلق بتائیں کہ ان کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں آپ نے فرمایا

سات ہیں چار بیٹے اور تین بیٹیاں، فی الواقع بات اسی طرح تھی۔

آپ کے عجیب وغریب احوال کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ آپ ولی ربانی ہیں دراصل آپ پہاڑی کی چوٹی پر آباد ایک گاؤں مزار کے رہنے والے تھے یہ جنین کے علاقہ کا ایک گاؤں ہے اسے مزار اس لئے کہتے تھے کہ یہاں آپ کے ایک دادا اور خاندان سعدیہ کے بہت سے لوگوں کی قبریں تھیں آپ کی بیوی اسی پہاڑی کے دامن میں واقعہ ایک گاؤں زرعین میں رہتی تھیں انہی دنوں آپ جنین سے زرعین تشریف لے گئے اور بیمار ہو کر حق تعالیٰ سے جا ملے جب آپ کے وصال کی خبر زرعین سے جنین پہنچی جن کے درمیان دو گھنٹوں کا سفر تھا تو میں ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر ان کے جنازے میں شمولیت کے لئے چل نکلا ہم نے وہاں اردگرد کی آبادی کے لاتعداد لوگ موجود پائے وہ سب بھی ہماری طرح ان کے جنازے میں شریک ہو کر برکت حاصل کرنا چاہتے تھے غسل وجنازہ کے بعد جب انہیں چار پائی پر اٹھا کر دفن کے لئے لے جانے لگے تو مزار کے رہنے والوں نے چاہا کہ انہیں مزار لے جا کر ان کے بزرگوں کے ساتھ دفن کیا جائے مگر زرعین والے لوگ اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور اپنے گاؤں میں انہیں دفن کرنے کا اصرار کیا تا کہ آپ کی قبر سے تبرک حاصل کر سکیں، دونوں گاؤں کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا مگر آخر کار اس پر دونوں گروہوں کا اتفاق ہو گیا کہ انہیں مزار میں ہی دفن کیا جائے اب لوگوں نے آپ کی چار پائی اٹھائی اور مزار کی طرف چل دیئے نعش بھاری ہو گئی ان سے نعش اٹھائی نہیں جا رہی تھی وہ بڑی شدت سے چار پائی مزار کی طرف کھینچے لے جا رہے تھے مگر آپ ان سب پر غالب تھے اور ان میں سے کئی زمین پر گر رہے تھے انہوں نے پھر کوشش کی مگر آپ ہی غالب رہے اور وہ بار بار اٹھا کر گرتے رہے آخر کار آپ اس حد تک غالب آ گئے کہ وہ آپ کو اپنے مقصود کی طرف لے کر چلنے سے عاجز آ گئے اور آپ نے جبراً شدید تیزی کے ساتھ گاؤں سے باہر راستے کے ایک کنارے کی طرف واپس لوٹا دیا اور آپ وہاں ان کے اختیار کو ختم کر کے اتر پڑے (چار پائی زمین پر آ گئی) وہاں کوئی قبرستان نہ تھا۔ اب سب لوگوں نے متفق ہو کر وہاں ہی آپ کو دفن کرنے کا پروگرام بنایا جہاں چار پائی آ کر رک گئی تھی وہاں قبر کھود کر آپ کو دفن کر دیا گیا۔ یہ سب واقعات میں نے (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) بذات خود اس عظیم مجمع کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھے چار پائی اٹھانے والے تصنع نہیں کر سکتے تھے کیونکہ آپ کا ان پر غالب آ کر ایک مخصوص جگہ کی طرف لے جانا ظاہری آنکھوں سے لوگ دیکھ رہے تھے جہاں کسی صورت بھی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی تھی۔

پھر مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ اپنے صاحبزادے احمد کو خواب میں ملے اور انہیں حکم دیا کہ میری قبر کے قریب زمین کھودو تمہیں پانی مل جائے گا وہاں ایک مسجد بھی بنوا دو تا کہ لوگ پانی سے وضو کر کے وہاں نماز پڑھیں خواہ وہ اسی گاؤں کے رہنے والے ہوں یا دوسرے راہ گیر ہوں صاحب زادہ صاحب نے ایسا ہی کیا۔ بعد میں وہاں سے گزرا تو وہ کنواں اور مسجد دیکھی مسجد بس اتنی تھی کہ ایک چبوترہ بنا کر اس کے گرد چھوٹی چھوٹی دیواریں بنا دی گئی ہیں اور میں اور کچھ لوگ مل کر نماز پڑھ سکتے تھے حضرت کی وفات ۱۲۹۱ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت شیخ ابراہیم اسکندرانی رحمۃ اللہ علیہ

بیس سال پہلے میں (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) انہیں لاذقیہ میں ملا تھا پھر قدس شریف، مکہ مشرفہ اور بیروت میں کئی دفعہ ان سے ملا۔ قریباً اس سارے عرصہ میں انہیں جنونی حالت میں پایا حالانکہ انہیں جنون نہیں تھا وہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے تھے دعویٰ ولایت کرتے میں اس دعویٰ میں انہیں سچا سمجھتا ہوں ان کی عادت ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف ہمیشہ سفر کی رہی کبھی حجاز میں ہوتے کبھی مصر پہنچ جاتے کبھی شام، حلب اور رومی علاقوں میں ہوتے وہ کئی دفعہ قسطنطنیہ (استنبول) بھی گئے، پیرس بھی تشریف لے گئے آپ کا عموماً قیام بیت المقدس میں ہوتا تھا۔ وہاں کا حاکم رؤف پاشا آپ کا معتقد تھا اور آپ کا بہت احترام کرتا تھا۔ رؤف پاشا نے مجھے ان کی یہ کرامت بتائی کہ حضرت نے رؤف پاشا کو بتایا تھا کہ وہ جلدی طرابزون کا گورنر بن جائے گا چنانچہ قسطنطنیہ سے اسے وہاں کا گورنر بننے کی جلد ہی اطلاع مل گئی۔ میں نے (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) ایک دفعہ ان سے دریافت کیا کہ آپ مجھے اطلاع دیں قدس شریف سے میرا تبادلہ کب ہو رہا ہے مجھے کہنے لگے ہفتہ کے دن آپ کو خبر مل جائے گی پھر ایسا ہی ہوا آپ کی اطلاع کے بعد پہلے ہفتے کو مجھے قسطنطنیہ سے اطلاعی فرمان نامہ مل گیا۔ مجھے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے احوال معلوم ہوئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا ولایت کا دعویٰ سچا ہے وہ اب تک ۱۳۲۴ھ میں زندہ و سلامت ہیں اللہ ہمیں ان سے اور باقی اولیائے امت سے مستفید فرمائے۔

حضرت ابوبکر یمنی نزیل مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نیک بزرگ ہیں لوگ آپ کے معتقد ہیں آپ کو نذرانے دیتے ہیں اور سمندروں میں آپ کے وسیلہ سے مدد مانگتے ہیں۔

بقول غزی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بے شمار عجائبات کا ظہور ہوا شیخ سعد الدین کے صاحبزادے شیخ محمد کہتے ہیں کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حج کو گئے وہ مکہ مکرمہ میں تھے کہ ان کا خرچہ ختم ہو گیا ان کے پاس کچھ شامی نقدی تھی مگر وہ تو کھوٹی تھی۔ ایک صبح ہم شدید فکر میں مبتلا تھے کہ قرضہ لیں تو کس سے لیں۔ حضرت ابوبکر یمنی ہمارے پاس آ گئے اور فرمایا بھتیجو! کیا حال ہے؟ پھر بیٹھ کر فرمانے لگے: چالیس کھرے ستھرے پیش کرو ہمارے پاس یہی تو تھے ہم نے ان کے حوالے کئے ہمیں تسلی دی اور چل دیئے۔ بہت جلد ایک دلال کو لے کر آ گئے جسے ہم نے اپنی کھوٹی نقدی بیچ کر خرچہ میں وسعت پیدا کر لی۔

مذکورہ بالا شیخ محمدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو جلدی جلدی سرکار امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری دی واپس مکہ مکرمہ آ کر بہت جلدی یمن کی طرف چل دیئے۔ سمندر کے قریب پہنچے تو جلدی جہاز مل گیا اس پر سوار ہو گئے یمن پہنچے تو اپنے کچھ ساتھیوں سے کہا میرے کفن و دفن کا بندوبست کر لو اس کے ساتھ ہی ۸۹۵ھ میں فوت ہو گئے۔

حضرت ابن سعد شیخ بومدین کے ساتھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدی ابن عربی نے ''فتوحات مکیہ'' کے آخری حصے میں اپنی وصیتوں میں لکھا ہے کہ خبردار اپنے جانوروں کے گلے میں گھنٹی نہ ڈالنا فرشتوں کو ان گھنٹیوں سے نفرت ہے اس بارے میں حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث بھی موجود ہے مکہ مکرمہ میں شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحب کشف دوست ابن اسعد رہا کرتے تھے انہوں نے بجایہ میں شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف پایا تھا وہ دوران طواف فرشتوں کو لوگوں کے ساتھ طواف کرتا دیکھ رہے تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ فرشتے طواف چھوڑ کر جلدی جلدی مسجد حرام سے نکل گئے ہیں انہیں اس کا سبب معلوم نہ ہوسکا مگر طواف کرنے والا کوئی فرشتہ بھی کعبہ مکرمہ کے پاس نہ رہ گیا، کیا دیکھتے ہیں کہ اونٹوں کے گلے میں گھنٹیاں ہیں اور وہ پانی پلانے والوں کے ساتھ مسجد حرام کی طرف لوگوں کو پانی دینے کے لئے بڑھ رہے ہیں جب پانی دے کر یہ لوگ اونٹوں کو لے کر واپس چلے گئے تو فرشتے حرم پاک میں واپس آ گئے یہ تو معلوم ہے کہ گھنٹی شیطان کے مزامیر میں سے ہے۔

حضرت ابن برجان اندلسی کا ذکر ان کے نام عبدالسلام کے تحت ردیف ''عین'' میں آئے گا۔

حضرت ابن جعدون صناوی رحمۃ اللہ علیہ

سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ان کی اور اپنے دوست عبداللہ حبشی کی ملاقات کرائی تھی۔ آپ ان چار اولیاء میں سے تھے جن کے ذریعے اللہ کریم اس دنیا کو قائم رکھتا ہے آپ نے اللہ کریم سے یہ التجا کی کہ دنیا والوں کے دلوں سے ان کی وقعت وادب اٹھ جائے پھر یہ حالت ہوگئی کہ اگر آپ غائب ہو جاتے تو کوئی آپ کو تلاش نہ کرتا آپ تشریف لاتے تو کوئی توجہ نہ دیتا اور نہ آپ کے لئے جگہ چھوڑی جاتی اگر لوگوں میں بات کرتے تو وہ آپ کو مارتے اور تمسخر اڑاتے، اب میں وہ سبب بیان کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے میری ان سے ملاقات ہوئی میں جب فاس شہر پہنچا تو میری شہرت پہلے وہاں پہنچ چکی تھی وہاں کے لوگ مجھے ملنا چاہتے تھے میں گھر سے جہاں قیام تھا نکل بھاگتا اور مسجد چلا جاتا مجھے گھر میں نہ پا کر مسجد میں تلاش کرنے آجاتے میں انہیں آتے دیکھتا وہ آکر مجھ سے ہی میرے متعلق پوچھتے میں انہیں جواب دیتا اسے پانے تک تلاش کرتے رہو یعنی تلاش کرو آخر مل ہی جائے گا میں مسجد میں قیمتی کپڑے پہن کر بیٹھا ہوا تھا کہ یہ حضرت (ابن جعدون) میرے سامنے آکر بیٹھ گئے میں اس سے پہلے انہیں نہیں جانتا تھا انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا انہوں نے علامہ محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''شرح المعرفۃ'' کھول کر چند کلمات پڑھے اور مجھے کہا اس کی شرح کیجئے کہ مصنف کیا کہنا چاہتے ہیں، مجھے ان کے احوال، ان کی شخصیت اور ان کے مقام کا علم بذریعہ الہام حاصل ہوگیا، اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ وہ چار اوتاد میں سے ایک ہیں اور ان کا لڑکا ان کے بعد یہ مقام پانے والا ہے (یہ سب کچھ جاننے کے بعد) میں نے انہیں کہا میں نے آپ کو پہچان لیا ہے آپ فلاں بزرگ ہیں۔ انہوں نے کتاب بند کردی اور اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا، ''پردہ پردہ مجھے آپ سے محبت ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پہچان لیں اب مقصد پورا ہوگیا ہے'' وہ چلے گئے اس کے بعد میں صرف اسی وقت

ان کے پاس بیٹھتا جب کوئی دوسرا نہ ہوتا ان کی زبان بندھی ہوئی تھی بڑی مشکل سے بات کرتے تھے لیکن جب قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو آپ کی زبان بڑی دلکش ہوتی اور بڑے نرالے انداز سے ادائیگی الفاظ ہوتی، بڑی محنت فرماتے مہندی چھاننے کی اجرت و مزدوری تھی جب بھی ملتے آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا مگر بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے مہندی کے غبار کی وجہ سے آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے۔ ''روح القدس'' میں حضرت ابن عربی فرماتے ہیں آپ کا وصال ۵۹۷ھ میں فاس شہر میں ہوا۔

ابن حبیب صفدی مصنف ''قصیدہ تائیہ'' کا ذکر ان کے نام عبدالقادر کے تحت ''ع'' کے ذیل آئے گا اسی طرح ابن حمدون الذہلی کا ذکر ان کے نام طیب کے تحت ط کے ذیل میں آئے گا اور ابن خفیف شیرازی کا ذکر لفظ محمد کے ذیل میں ہم کر آئے ہیں۔

حضرت ابن خلاص مصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم کبیر اور صوفی شہیر ہیں، صاحب احوال و کرامات ہیں۔ آپ کے ایک پڑوسی کا سامان اس کے گھر سے چوری ہو گیا اس نے اپنے پڑوسیوں کے ذمہ چوری کی تہمت لگائی وہ سب حضرت کی خدمت میں آ کر طالب دعا ہوئے آپ نے یوں دعا کی اے اللہ! ان میں جو بے قصور ہو اس پر ظالموں کو مسلط نہ فرما'' ان سب کو تھانے لے جایا گیا تھانیدار نے حکم دیا کہ ان کے کپڑے اتار کر انہیں پیٹا جائے ایک کو الگ کر کے جلاد اسے پیٹنے کے لئے آگے بڑھا مگر اس کا ہاتھ رک گیا دوسرے ملزم کی بھی یہی حالت ہوئی وہ کسی کو نہ مار سکا آخری آدمی رہ گیا تو وہ بول پڑا میں نے چوری کی ہے اس سے پوچھا گیا تو نے آغاز کار میں ہی کیوں نہ مان لیا؟ اس نے جواب دیا میں نے حضرت کی زبانی سنا تھا کہ اے اللہ! ان میں جو بے قصور ہے اس پر ظالموں کو مسلط نہ فرما'' سو بے قصور بچ گئے ہیں اب میں نہیں بچ سکوں گا چونکہ قصور والا ہوں اس لئے اقرار کر رہا ہوں۔ واقعہ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات صغری میں بیان کیا ہے۔

ابن دقیق عید کا ذکر ''نام محمد'' کے باب میں ہو چکا۔ ابن رفاعہ کا ذکر ان کے نام کے باب ابراہیم میں ہو چکا۔ اسی طرح ابن سعدون، ابن سماک، ابن شمعون بغدادی، ابن عبادرندی، ابن فتوح حمیدی رحمہم اللہ علیہم کے متعلق ''نام محمد'' کے باب میں ہم بیان کر آئے ہیں، ابن شداد موصلی، ابن عروس تونسی، ابن عطا اسکندری، ابن قدامہ حنبلی اور ابن قسی مغربی رحمہم اللہ علیہم کا ذکر ہم آگے چل کر لفظ احمد کے ذیل میں کریں گے کیونکہ ان کے نام احمد ہیں۔

حضرت ابن مسروق رحمۃ اللہ علیہ

دل کا کھٹکا اسلام کا ذریعہ

شیخ علوان نے صفدی کے ''قصیدہ تائیہ'' کی شرح میں امام قشیری کی ابن مسروق والی سند سے نقل کیا ہے کہ ہمارے (ابن مسروق) پاس ایک بزرگ آیا جو ولایت کے موضوع پر بہت عمدہ گفتگو کرتا تھا اس کی زبان میٹھی اور خیالات بڑے عمدہ تھے دوران گفتگو وہ کہنے لگا جو بھی تمہارے خیال میں آئے وہ دل میں کھٹکے مجھے کہہ دو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بوڑھا

بزرگ یہودی ہے یہ کھٹکا پختہ ہو رہا تھا اور زائل نہیں ہو رہا تھا میں نے اپنے دوست صریری رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بات بتائی تو انہیں بہت گراں گزری میں نے کہا میں تو ضرور اس شخص سے یہ بات کہوں گا میں نے اسے مخاطب کیا اور کہا آپ کہتے ہیں جو ہمارے دل میں کھٹکے وہ آپ کو بتادیں میرے دل میں یہ خیال آیا ہے کہ آپ یہودی ہیں اس نے کچھ دیر تک سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر کہا آپ سچ کہہ رہے ہیں اب میں أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا رسول الله پڑھتا ہوں اور تمہیں بتاتا ہوں میں نے سب مذاہب کو جانچا اور پرکھا ہے میں کہا کرتا تھا اگر کسی کے پاس کچھ ہے تو وہ صرف مسلمان ہیں اس کے بعد میں تمہارے اندر حالات کے جاننے کے لئے گھس آیا اب اعلان کرتا ہوں کہ تم حق پر ہو اس کے بعد اس کا اسلام بڑا شاندار رہا اور وہ پکا مسلمان ہو گیا۔

حضرت ابو احمد حلاسی رحمۃ اللہ علیہ

ماں اور بیٹے کا عظیم مقام

خود فرماتے ہیں میری ماں بڑی نیک خاتون تھیں، ہمیں فقر و فاقہ اور بدحالی نے ضعف و نقاہت سے ہمکنار کر رکھا تھا مجھے کہنے لگی یہ سختی و شدت کب تک برداشت ہوگی؟ ماں کی بات سننے کے بعد سحری کے وقت میں نے یوں سرکار خداوندی میں عرض کیا: اے مولا! اگر آخرت میں میرا کچھ حصہ ہے تو اس سے کچھ مجھے دنیا میں بھی عطا فرما دے'' میں نے گھر کے ایک گوشے میں روشنی دیکھی میں وہاں گیا تو دیکھا کہ چارپائی کا ایک پایہ سونے کا بن گیا ہے اور اس پر جواہرات جڑے ہوئے ہیں میں نے اماں جان سے عرض کیا آپ یہ لے لیں، میں خود مسجد کی طرف چل دیا اور اپنے جی میں کہہ رہا تھا کہ کس جوہری کو کتنا کچھ اس سے بیچوں اور کس طرح عمل کروں؟ میں جب نماز سے فارغ ہو کر پلٹا تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں، بیٹا! مجھے معاف کرنا جب تم نکل گئے تو میں سو گئی میں نے خواب میں خود کو جنت میں پایا وہاں ایک محل کے دروازے پر یہ عبارت درج تھی ''یہ ابو احمد حلاسی کا محل ہے''۔ میں نے کہا کیا میرے بیٹے ابو احمد حلاسی کا؟ ایک شخص نے بتایا جی ہاں اسی کا ہے۔ میں اندر چلی گئی اور مختلف کمروں میں گھومتی رہی ایک کمرے میں بہت سے پلنگ پڑے تھے مگر ایک پلنگ ٹوٹا ہوا تھا میں نے کہا ان سب چارپائیوں میں سے یہ ایک چارپائی کیوں بدصورت ہے ایک آدمی نے مجھے کہا تو نے اس کا ایک پایہ لے لیا ہے میں نے جواباً کہا وہ پایہ اپنی جگہ پر لگا دو، میں خواب سے بیدار ہوئی تو وہ پایہ غائب تھا۔ الحمد للہ علی ذلک، یہ واقعہ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روض الریاحین'' میں بھی نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابو احمد سلاوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اٹھارہ سال حضرت ابو مدین کی خدمت میں رہے، بے حد عبادت گزار، مجاہدہ پسند اور ہر وقت رونے والے تھے۔

انوار ولایت کی تابانیاں

سیدی محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں مسجد ابن جراد میں پورا ایک ماہ ان کے پاس شب باش رہا میں ایک رات اٹھا

اور وضو کیا اور مسجد کی چھت پر آیا چھت کے قریب جو دروازہ تھا وہاں میں نے انہیں سویا ہوا پایا اور انوار آسمان تک پھیلے ہوئے دیکھے میں وہاں کھڑا رہا اور اس منظر کا نظارہ کرتا رہا مجھے نہیں معلوم کہ یہ انوار آسمان سے اتر کر ان تک پہنچے یا ان سے پھوٹ کر آسمان تک جا پہنچے، میں وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا مجھے ان کے حال پر حیرانی تھی پھر وہ جاگے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگ گئے۔ ابن عربی ''روح القدس'' میں فرماتے ہیں جب وہ روتے اور ان کے آنسو زمین پر گرتے تو میں وہ آنسو اٹھا کر اپنے چہرے پر مل لیتا ان سے کستوری کی مہک آتی میری اس خوشبو کو لوگ سونگھتے اور کہتے آپ نے اتنی اچھی کستوری کہاں سے خریدی ہے۔

حضرت ابوادریس خولانی تابعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علی الاعلان دجلہ کے پانی پر چلتے لوگ دیکھتے رہتے آپ کے پاؤں بھی نہیں بھیگتے تھے آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے روایات بیان کی ہیں مناوی کہتے ہیں کہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام اویس خولانی لکھا ہے یہ کرامت بیان کی ہے اور بے حد تعریف فرمائی ہے ابو مسلم خولانی کی بھی یہی کرامت مشہور ہے کہ وہ دجلہ کے کنارے آئے پانی اتنا تیز کہ لوگ موٹی لکڑیاں اس میں بہا رہے تھے تاکہ پانی انہیں منزل مقصود تک بہا کر لے جائے آپ اس تیز پانی پر چلنے لگ گئے حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اشتباہ نام میں پڑا یا کرامت میں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں حضرات سے یہ کرامت صادر ہوئی ہو۔

حضرت ابو اسحاق شیرازی کا ذکر ہم ان کے نام ابراہیم کے ذیل میں کر آئے ہیں۔

حضرت ابواسحاق بن الحاج بلفقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ساتویں صدی ہجری کے عارف ربانی اندلسی ولی اور امام ہیں مراکش میں آپ کا مزار ہے نفح الطیب میں بحوالہ ''مزیۃ المریہ'' آپ کی یہ کرامت آپ کے پوتے شیخ ابوالبرکات کی زبانی منقول ہے کہ میں پیر صالح عابد مجتہد حضرت الحاج عبداللہ بن محمد بن علی بکری المعروف ابن الحاج کے پاس عیادت کے لئے ان کے گھر مریہ میں حاضر ہوا غالباً اسی مرض میں آپ کا وصال بھی ہوا تھا میں نے ان سے حال پوچھا تو فرمایا میرے لئے دعا کرو میں نے عرض کیا حضور! آپ میرے لئے دعا کریں فرمانے لگے ''اللہ کریم تمہارا سینہ کھول دے اور اپنی معرفت کے نور سے تمہارا دل منور کردے جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ پھر کسی اور کا ذکر نہیں کرتا'' سیدی ابوجعفر مکنون رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دادا جان حضرت ابواسحاق کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں مراکش میں ان کے ساتھ تھا مجھ (ابوجعفر) سے پوچھنے لگے کیا خواب میں کچھ دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور! خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں مسریہ گاؤں (جو ان کا اپنا وطن ہے) میں ہوں گھر سے مسجد جاتا ہوں اور گاؤں کی مختلف جگہوں میں گھومتا ہوں آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو کیوں نہیں دیکھتے ہو؟ گفتگو کے دوران آپ کے صاحب زادے حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو مجھے فرمایا میں نے اسے دیکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی قسم!

جب وہ میرے سامنے سے گزرتا ہے تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ میرا لڑکا ہے اور جب وہ غائب ہوتا ہے تو کبھی مجھے یاد نہیں آتا میری توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے یہ ابوالبرکات جو آپ کے پوتے ہیں، یہی حضرت لسان الدین خطیب کے نام سے معروف ہیں آپ کا وصال ۷۷۱ھ میں ہوا۔

حضرت ابوالبرکات بن صحر بن مسافر، مقیم لالش رحمۃ اللہ علیہ

عارف ربانی حضرت جار اللہ عمر مغربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالبرکات کے تصرفات واضح اور کرامات بے شمار تھیں آپ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے اور مخلوق خدا پر بے حد شفقت اور نرمی کرتے آپ کی دعائیں مقبول تھیں، ان کے حال میں عموماً تدبیر اور اپنے نفس کے لئے اختیار کا غلبہ تھا۔

عجیب وغریب واقعہ

میں ایک دن لالش میں آپ کے پاس تھا میرے دل میں خیال آیا کہ گوشت بھونا ہوا ہو اور باریک چھنے ہوئے گندمی آٹے کی روٹی ہو، یہ خیال غالب آ گیا اچانک ایک شیر آیا اس نے منہ میں روٹی لی ہوئی تھی وہ حضرت ابوالبرکات کی طرف بڑھا آپ نے حکم دیا حضرت شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھو، جب شیر نے رکھا تو میری مطلوبہ چیز (بھونا ہوا گوشت اور میدہ کی روٹی) اس میں تھی۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ فضا سے ایک پراگندہ اور غبار سے اٹا ایک آدمی اترا میری بھوک اور خواہش بالکل جاتی رہی وہ شخص سب کچھ کھا گیا اور حضرت سے باتیں کرنے لگا پھر فضا میں واپس چلا گیا حضرت نے مجھے فرمایا عمر! یہ بھوک دراصل اس شخص کی تھی وہ ناز پروردہ ہے جب اس کے دل میں کچھ خیال آتا ہے تو فوراً پورا ہو جاتا ہے اب وہ چین کے دور دراز علاقے میں چلا گیا ہے۔

بے موسم ہر درخت پر انار لگ گئے

شیخ عالم حضرت ابوالفتح نصر بن رضوان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں فقیروں کی ایک اور جماعت کے ساتھ حضرت کی معیت میں خانقاہ شریف سے موسم خزاں میں پہاڑ کی طرف چلا آپ نے فرمایا ہمیں آج میٹھے یا کھٹے انار کی خواہش ہے ابھی یہ فقرہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ ساری وادی اور پہاڑ کے درخت اناروں سے بھر گئے۔ فرمایا لو بھئی انار ہیں۔ ہم نے لاتعداد انار توڑے مزے کی بات یہ تھی کہ سیبوں، الوچوں، خوبانیوں اور دوسرے ہر قسم کے درختوں پر انار لگے ہوئے تھے اور ہر ایک درخت پر میٹھے اور کھٹے دونوں قسم کے انار تھے ہم سیر ہو گئے ایک ساعت کے بعد جب ہم وہاں سے چلے تو کہیں انار کا نام تک نہ تھا۔

فضاؤں میں لٹکا دیا

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن حمیدی شیبانی حکاری نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد صاحب نے یہ واقعہ سنایا کہ شدید جھکڑ تھا اور میں (عبدالرحمٰن) پہاڑ کی چوٹی پر سے چلتا آ رہا تھا ہوا کی شدت نے مجھے نیچے وادی کی طرف پھینک دیا حضرت

ابوالبرکات اس وقت پہاڑ کے بالکل سامنے فروکش تھے آپ نے میری طرف اشارہ کیا تو میں فضا میں ہی رک گیا نیچے نہ گرا ایک ساعت اسی طرح رہا گویا مجھے کسی نے تھام رکھا ہے پھر فرمایا اے ہوا! اسے پہاڑی کی چوٹی پر لے جا! مجھے آہستہ آہستہ ہوا اوپر لے اڑی گویا مجھے کوئی اٹھا کر لے جا رہا ہے، یہ حضرت صخر بن مسافر کے صاحبزادے ابوالبرکات ہیں انہوں نے علم روحانی اپنے چچا حضرت عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا آپ سے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے لالش میں قیام رہا اور وہیں وصال فرمایا اور اپنے چچا حضرت عدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بقول سراج دفن ہوئے۔

کیا چاہتے ہو؟

ابوالفضل معالی تمیمی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت ابوالبرکات کی خدمت میں سات سال رہا میں ایک دن کھانے کے بعد آپ کے ہاتھ دھلا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا ''تم کیا چاہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا حضور! دعا فرمائیں میں آسانی سے قرآن پاک یاد کرلوں، کہنے لگے اللہ کریم تمہارے لئے قرآن کو آسان فرمادے اور اس کی تلاوت میں تمہارا مددگار ہو اور ہر بُعد کو تمہارے لئے قرب میں تبدیل فرمادے آپ کی دعا سے اللہ کریم نے میرے لئے قرآن آسان فرمادیا میں اس سے پہلے تو صرف ایک آیت تین تین دن دہراتا رہتا تھا اور وہ بھی یاد نہیں ہوتی تھی مگر اب سارا قرآن صرف آٹھ ماہ میں یاد ہو گیا اب میں صبح وشام اس مقدس کتاب کی تلاوت کرتا رہتا ہوں اور ہر بعید کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے قریب کر دیا ہے، اب جو بھی مشکل معاملہ میرے سامنے آتا ہے آسان ہو جاتا ہے آپ کی دعا کی برکت سے ہر خوف آسانی میں بدل جاتا ہے۔

پھر ہاتھ شل ہو گیا

آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالمفاخر عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد ماجد نے ایک آدمی کو نماز پڑھنے کے دوران اس کثرت سے کپڑوں سے کھیلتے دیکھا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے آپ نے اسے روکا مگر وہ بطور عناد اور زیادہ کھیلنے لگ گیا۔ آپ نے فرمایا تو اس کھیل سے رک جا! یا اللہ تیرے ہاتھ کو ہی حرکت سے روک دے گا اس کے دونوں ہاتھ فوراً معطل اور شل ہو گئے کچھ دنوں کے بعد حضرت کی خدمت میں روتا چلاتا عاجزی وزاری کرتا آیا مگر آپ نے اسے فرمایا اب کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا میری یہ ناراضگی اپنے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھی اب یہ ربانی تیر لگ چکا ہے صحت کہاں؟ بقول تاذفی وہ اسی حالت میں ہی مر گیا یہ آپ کی بددعا کا اثر تھا۔

حضرت ابوبکر علی مادانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ والی مصر بکیر کے وزیر تھے آپ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے دنیا کا مقام آپ کے دل میں نہ تھا بلکہ آپ کے ہاتھ میں تھا (مال کی محبت نہ تھی بلکہ ہاتھ سے خرچ کرتے رہتے تھے) خراج کے بغیر آپ کی املاک سے چار کروڑ دینار آتے تھے آپ بکثرت حج کرتے اور ایک ایک حج میں ڈیڑھ کروڑ دینار غربا پر خرچ کر دیتے۔

آگ نے نہیں جلایا

مناوی رحمۃ اللہ علیہ ''طبقات صغریٰ'' میں بیان فرماتے ہیں: آپ کی وفات کے وقت آپ کے گھروں کو آگ لگادی گئی دشمنوں نے آپ کو بھی آگ میں جلانے کے لئے تلاش کیا مگر آپ کی صاحبزادی نے آپ کو حمام کے آبزن میں ڈال دیا کئی دن آپ آگ میں پڑے رہے پھر جب آپ کو نکالا گیا تو آپ بالکل صحیح وسلامت تھے آگ نے آپ کو نہیں جلایا تھا آپ خواب میں کسی صاحب کو ملے آپ سے نہ جلنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا میرے جسم کو صدقہ نے آگ سے بچالیا ہے۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا نام دلف بن جحدر ہے ان کا ذکر باب الدال میں آئے گا۔

حضرت ابوبکر دقاق رحمۃ اللہ علیہ

قشیری اپنی سند کے ذریعے حضرت ابوبکر دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں (حضرت دقاق رحمۃ اللہ علیہ) صحرائے بنی اسرائیل میں سے گزر رہا تھا میرے دل میں کھٹکا کہ علم حقیقت علم شریعت کا مخالف ومباین اور ضد ہے ایک درخت کے نیچے سے ہاتف نے زور سے آواز دی ''جس حقیقت کے ساتھ ساتھ شریعت نہ چل رہی ہو وہ کفر ہے''۔ ابوبکر دقاق کا ذکر ان کے نام احمد کے تحت آئے گا۔ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر باب محمد میں گزر چکا ہے۔

حضرت ابوبکر ہمذانی رحمۃ اللہ علیہ

حمزہ بن یوسف حضرت ابوبکر نابلسی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہمذانی نے فرمایا، میں صحرائے حجاز مبارک میں تھا کئی دن کچھ نہ کھایا میں نے چاہا کہ گرما گرم سبزی اور باب الطاق کی روٹی مجھے ملے پھر سوچا میں صحرا میں ہوں اور باب الطاق عراق میں ہے اور درمیان ایک طویل مسافت حائل ہے پھر وہاں کی روٹی سالن کیسے مل سکتی ہے ابھی یہ خیال پایۂ تکمیل تک پہنچا ہی تھا کہ دور ایک بدوی نظر آیا جو گرم سبزی اور گرما گرم روٹی کا نعرہ لگا رہا تھا میں اس کی طرف بڑھا اور کہا کیا تمہارے پاس گرم سبزی اور روٹی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں موجود ہے۔ ایک چادر جو اس نے اوڑھ رکھی تھی بچھادی اور روٹی اور گرم سبزی نکال کر رکھ دی اور کہا تناول فرمایئے میں نے یہ کھانا کھایا پھر اس نے کہا اور کھایئے میں نے اور کھایا پھر کہا مزید تناول فرمایئے میں نے پھر اور کھایا جب مزید چوتھی دفعہ کھانے کے لئے کہا تو میں نے کہا اس ذات پاک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو میری طرف بھیجا ہے یہ تو فرمائیں آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں خضر (علیہ السلام) ہوں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور پھر نظر نہ آئے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکر انباری رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد، امام عالم اور زاہد ہیں آپ کی شہرہ آفاق کتاب ''الوقف والابتدا'' ہے کہا جاتا ہے کہ آپ کو علم سے بھری چوبیس صندوقوں کے برابر کتابیں یاد تھیں آپ ایک دن مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک پولیس والا آیا اور کہا حضور والا! آپ مجھے پناہ دیں آپ نے فرمایا اندر چلا جا۔

دیوار نے راستہ دے دیا

جونہی وہ اندر گیا تو لوگ پیچھے پیچھے آ گئے اور حضرت سے پوچھا وہ شخص کدھر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد میں داخل ہو گیا ہے وہ شخص اندر آپ کی آواز سن کر ڈر گیا مگر سامنے دیکھا تو دیوار دو حصوں میں پھٹ چکی تھی وہ وہاں سے نکل گیا جب پیچھا کرنے والے اندر گئے تو کسی کو نہ پایا باہر نکل کر اپنے اپنے راستے پر چلے گئے ایک آدمی حضرت کی خدمت میں آیا حضرت نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ بھلا اسے کیسے تباہ کرے گا جو ابو بکر انباری کی پناہ میں آ چکا ہے۔

آپ کا حافظہ بہت تیز تھا کیونکہ نمکین چیزیں آپ نے کبھی تناول نہیں فرمائی تھیں مصر میں نقع کے مقام پر آپ کی قبر شریف زیارت گاہ اہل اسلام ہے امام ابو عبد اللہ محاملی شافعی بھی یہاں قریب مدفون ہیں، وہاں لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص حضرت محاملی اور حضرت انباری کے مزارات کے درمیان کھڑا ہو کر دعا مانگے قبول ہوتی ہے۔ (سخاوی)

حضرت ابو بکر بن ہوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امت کے مشہور اولیاء میں سے ہیں۔

شیر نے حاضر ہو کر گفتگو کی

حضرت ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنے مرشد حضرت ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک بڑا شیر دیکھا جس کے رخسار مٹی سے اٹے ہوئے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ آپ سے باتیں کر رہا ہے اور آپ اسے جواب دے رہے ہیں پھر شیر وہاں سے چلا گیا میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے آپ پر یہ انعام فرمائے ہیں فرمائیے کہ آپ نے شیر کو کیا کہا اور اس نے آپ سے کیا بات کی؟ فرمانے لگے شنبکی صاحب! اس نے مجھے بتایا کہ تین دنوں سے میں نے کچھ چکھا تک نہیں ہے مجھے اب بھوک نے نڈھال کر دیا ہے میں نے آج سحری کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کی تو مجھے کہا گیا کہ ہامیہ گاؤں میں ایک گائے ہے وہ تیرا رزق ہے تو اسے چیر پھاڑ کر کھائے گا مگر تجھے وہاں تکلیف بھی پہنچے گی۔ بس مجھے اب اسی کا خوف ہے کہ وہ کیا تکلیف ہے؟ میں نے اس کی بات سن کر جواب دیا کہ وہ تکلیف یہ ہے، کہ تجھے گائے مارتے ہوئے لوگوں کی طرف دائیں پہلو پر گرائے گی جس سے تجھے زخم آئیں گے جس سے پورا ہفتہ تجھے تکلیف ہوتی رہے گی، اے شنبکی! میں نے لوح محفوظ پر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ گائے بہر صورت اس کی خوراک بن چکی ہے۔ ہامیہ سے گیارہ آدمی شیر کے پیچھے مقابلہ کے لئے نکلیں گے ان میں سے تین مر جائیں گے پہلے کے بعد دوسرا دو گھنٹے کے وقفے سے مرے گا اور تیسرا دوسرے سے سات گھنٹے بعد مرے گا۔ ان میں سے ایک شیر کو وہ ضرب لگائے گا جن کا میں نے ذکر کیا ہے شنبکی کہتے ہیں میں فوراً ہامیہ چل نکلا مگر شیر مجھ سے پہلے پہنچ چکا تھا وہاں سے اس کے پیچھے گیارہ آدمی ہی نکلے تھے اسے زخمی کر دیا تھا وہ گائے کو گھسیٹے لے جا رہا تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس کا خون بہہ رہا ہے میں نے اسی گاؤں میں رات گزاری ایک زخمی مغرب کے وقت فوت ہو گیا دوسرا عشاء کے بعد مر گیا اور تیسرا سحری کو فوت ہوا، ایک ہفتہ بعد میں حضرت کی خدمت میں حاضر

ہوا تو شیر کو آپ کے پاس پایا اس کے زخم مندمل ہو چکے تھے یہ سارا واقعہ علامہ سراج نے بیان فرمایا ہے، ہمامیہ عراق کا ایک گاؤں ہے ام عبیدہ کا قصبہ وہاں سے ایک دن کی مسافت پر واقعہ ہے۔

مردہ زندہ ہو گیا

ایک دفعہ ایک عورت بطائح (سنگریزوں والی زمین کی آبادیات) سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی میرا لڑکا دریا میں گر کر غرق ہو گیا ہے میرا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اللہ کریم نے آپ کو اسے واپس لانے کی طاقت دے رکھی ہے اگر آپ نے مجھے بچہ واپس نہ دلایا تو میں کل قیامت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان الفاظ میں آپ کی شکایت کروں گی کہ میں غم کی ماری ان کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور وہ لوگ میری مصیبت توڑ سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا آپ نے یہ سن کر سر جھکا دیا پھر فرمایا مجھے دکھلاؤ وہ کہاں ڈوبا ہے؟ اس نے جگہ دکھائی اچانک اس کا بیٹا پانی کے اوپر مردہ حالت میں تیرنے لگا آپ پانی میں اتر گئے اسے اٹھالیا اور ماں کو دے دیا اور فرمایا میں نے تو اسے زندہ ہی پایا تھا وہ خاتون چلتے بچے کو ساتھ لے کر واپس چلی گئی۔

دل کی دنیا یوں بدلی

حضرت شیخ ابومحمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے کار میں حضرت شیخ ابوبکر بطائحی اپنے علاقہ بطائح میں راہزنی کیا کرتے تھے اور ڈاکے ڈالتے تھے ایک رات آپ نے سنا کہ ایک عورت اپنے خاوند کو کہہ رہی ہے ہمیں یہاں ہی سواریوں سے اتر کر شب باش ہو جانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ آگے بڑھیں اور ہمیں ابوبکر بن ہوار پکڑ لے۔ یہ سن کر آپ رو پڑے اور کہنے لگے افسوس! لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا خود بھی ڈاکہ زنی سے تائب ہوئے اور ساتھیوں کو بھی توبہ کرائی۔ دل کی گہرائیوں اور پوری صداقتوں کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہوئے۔ دل میں خیال آیا کہ اب کسی ایسے مرد کامل کے حوالے اپنے آپ کو کر دینا چاہئے جو اللہ تعالیٰ سے ملا دے ان دنوں عراق میں کوئی مشہور مرشد نہ تھا آپ نے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے خرقہ پہنا دیں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا میں تیرا نبی ہوں اور حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ فرمایا یہ تیرے مرشد ہیں۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اپنے ہمنام ابوبکر بن ہوار کو حسب حکم خرقہ پہنا دیجئے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لباس اور ٹوپی پہنائی سر پر ہاتھ پھیرا ماتھے کو پونچھا اور فرمایا اللہ کریم تمہیں برکات سے نوازے۔ اب حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر! تیری وجہ سے عراق میں اہل ولایت کے طریقے مٹ چکنے کے بعد زندہ ہوں گے اور عراق میں تیری پیری قیامت تک چلے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے ظہور کے جھونکے چل پڑے ہیں اور تیرے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کی لہریں بھیج دی ہیں'' یہاں پہنچ کر وہ خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت صدیق امت رضی اللہ عنہ کی عطا فرمودہ خلعت سچ مچ آپ کے جسم پر تھی۔ ان کے سر پر جوتل تھے وہ دست صدیقی کے فیض سے ختم ہو چکے تھے اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آفاق میں اعلان کر دیا گیا ہے کہ ابن ہوار اللہ تعالیٰ سے مل گئے ہیں دنیا کے ہر حصے سے لوگ آپ کی طرف دوڑے آئے اللہ تعالیٰ کے

قرب کی علامات ظاہر ہونے لگیں اور رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لئے خبریں لگاتار آنے لگ گئیں۔ میں اس بطیحہ (سنگریزوں والی زمین) میں آپ کے پاس آیا کرتا تھا اور شیر آپ کے ارد گرد گھیرا ڈالے بیٹھے ہوتے اور کچھ آپ کے قدم چاٹ رہے ہوتے۔ آپ کردوں کے مشہور قبیلہ ہوارین کے ایک فرد تھے آپ کے وصال کے وقت سارے بطیحہ کے گوشوں سے جنوں کی آہ وزاری کی آوازیں آتی تھیں۔

بقول امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ آپ ڈاکے ڈالتے راستوں پر لوگوں کو لوٹتے تھے ایک رات ہاتف نے آواز دی ابھی آپ کی توبہ کا وقت اور خوف خداوندی کی ساعت نہیں آئی؟ یہ سن کر اسی وقت توبہ کی۔

غوث اعظم کے لئے پیش گوئی

آپ فرمایا کرتے تھے عراق کے آٹھ اوتاد ہیں۔ حضرت معروف کرخی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت بشر حافی، حضرت منصور بن عمار، حضرت جنید، حضرت سری سقطی، حضرت سہل بن عبداللہ تستری اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم (چونکہ ابھی غوث اعظم کی ولادت باسعادت نہیں ہوئی تھی) لہٰذا آپ سے پوچھا گیا یہ عبدالقادر کون ہیں؟ فرمایا ایک عجمی سید ہیں بغداد میں قیام فرمائیں گے آپ کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا آپ کو مقام صدیقیت وقطبیت عطا ہوگا۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے ''میں نے اللہ برتر واعلیٰ سے عہد لے رکھا ہے کہ جو جسم میری خانقاہ میں آئے اسے عذاب نہ ہو''۔ مروی ہے آپ کی خانقاہ میں اگر کوئی شخص گوشت بھی لے کر جاتا تو وہاں اسے آگ پر پکا نہیں سکتا تھا تاذفی کہتے ہیں آپ نے غیر آباد کنوئیں بطائح میں وضو کیا تو پانی کی کثرت ہوگئی بطائح میں وصال فرما کر شور یلی زمین میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابوبکر زاہد کردی عدوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عدی بن مسافر کے طریقہ کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو عدوی کہتے ہیں آپ عظمائے ملت، اور روسائے طریقت میں شامل ہیں۔

ولی کا محافظ خدا ہے

اورم گاؤں کے ارمنی کسان شاہ زاہر کے پاس آکر کہنے لگے یہ ابوبکر زاہد ہر جمعہ کی رات کو دریائے فرات سے گزر کر زرکال کی پہاڑیوں کی طرف جاتے ہیں اور وہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں زاہر ان دنوں صوفیہ حضرات سے بے حد متنفر تھا، اکثر جاہلوں اور بھلائی سے نفور ومحروم بدنصیبوں کی عموماً یہی عادت ہوتی ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ شاہ زاہر اس بات کو جھٹلا دیتا (کہ وہ ایک رات میں نہ اتنا طویل سفر کر سکتے ہیں اور نہ پانی پر سے بلاواسطہ گزر سکتے ہیں چونکہ یہ بات اس کے مذہب کے قریب تھی) اس نے آپ کو پیغام بھیج کر بلوایا اور کہا اے فاعل وصانع! (یہ اللہ کریم کی صفات تھیں مگر شاہ نے بطور مذاق حضرت سے منسوب کر دیں) تمہارے متعلق یہ اور وہ واقعات بیان کئے جا رہے ہیں اب میں تمہیں ہلاکتوں میں

ڈالوں گا اگر تم سچ مچ ایسے ہو جیسے لوگ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے بچ جاؤ گے اگر ایسے نہیں تو ہلاک ہو جاؤ گے اور ہمیں سکون مل جائے گا۔ پھر آپ کو ایسے کنوئیں میں پھینک دیا جہاں بہت تیز دھار نیزے گڑھے ہوئے تھے جو وہاں گرتا دوسری سانس لینا نصیب نہ ہوتی آپ کو پھینک کر کہنے لگا چلو چھٹی ہوئی۔ اب ہمیں آرام ملے گا اور یہ دعوے بلا دلیل رہ جائیں گے۔ دوسری صبح اس نے اپنے محل کی کھڑکیوں سے باہر جھانک کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ حضرت وہاں چل پھر رہے ہیں آپ کو بلوایا، کچھ لوگ کہتے ہیں خود محل سے اتر کر وہاں آپ کی خدمت میں آیا اپنے عقیدے سے باز آیا توبہ کی اور معافی مانگی آپ نے اسے کہا اے بابرکت انسان! آخر تم نے ہماری طلبی کس لئے کی؟ تم پر ہمارا وجود کیوں گراں گزرا، ارمنی لوگ تو ہمارا حال دیکھ کر حیران ہوئے تھے وہ تو ہمارا احترام کرتے تھے ہمارے قدم چوما کرتے تھے اور تمہیں ہمارا ماجرہ اس لئے سنایا تھا کہ تمہارا ایمان بڑھے گا اور تم دنیا کی کوئی چیز ہمیں پیش کرو گے اور اس طرح تمہیں نفع ہوگا مگر تم نے الٹا انداز اپنا کر وہ کچھ کیا جس کا تمہیں علم ہے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کے خلاف ایک چال تھی اور ایک مکروفریب تھا وہ کہنے لگا حضرت! میں آپ کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا، او برکت والے انسان! تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا ممکن تھا ایسے وقت حال ربانی کی توجہ میرے ساتھ نہ ہوتی یا میرے پاس پوری تیاری کا سامان نہ ہوتا (تو ہلاکت ہو جاتی) اللہ سے ڈرو اور آئندہ فقیروں سے تعرض نہ کرو (انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو)۔

جنگلی گدھوں پر غلہ لادتے ہیں

حضرت شیخ ابوبکر کو جب آٹا پسوانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ غلہ کو صاف کراتے جنگلی گدھوں کو پکڑ لاتے اور ان پر غلہ لاد کر پسوانے چکی کی طرف لے جاتے پھر پسوا کر انہی جنگلی گدھوں پر لاد کر گھر لے آتے۔ آپ ساحل فرات کے صحرا جزری کے علاقہ بیرہ کے ایک گاؤں خنک میں رہتے تھے یہیں بقول سراج آپ کا وصال ہوا اس گاؤں میں آپ کا مزار مرجع انام ہے اور آپ کی اولاد کے لئے وقف ہے تقریباً ۶۳۰ھ میں وصال ہوا۔

حضرت ابوبکر محمد بن ناصر حمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عارف، زاہد اور صاحب کرامات تھے۔ جندی روایت کرتے ہیں کہ آپ جب مسجد آتے تو مسجد میں روشنی پھیل جاتی مطالعہ کرنے والے اپنی کتابوں میں روشنی پا کر سر اٹھاتے تو حضرت کو آتا ہوا پاتے۔

آپ حلقۂ درس میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آ کر کہنے لگا میں نے آپ کے سر پر کبوتر اکٹھے دیکھے ہیں مگر ان کے درمیان ایک ایسا پرندہ تھا جو بناوٹ اور شکل وصورت میں ان سے الگ تھا پھر وہ پرندہ زمین پر اترا جب کبوتروں نے اسے نہ پایا تو وہ بھی بکھر گئے آپ نے جواب دیا یہ پرندہ اور کبوتر میرے دوست ہیں، پھر آپ نے وصیت وغیرہ کی اور موت کی تیاری کر لی اور اس کے بعد ۶۴۶ھ میں بقول مناوی وصال ہوا۔ ''طبقات زبیدی'' میں بھی مجھے ایسا ہی لکھا ہوا ملا۔

حضرت ابو بکر توجی رحمۃ اللہ علیہ

امام ثعالبی نے اپنی کتاب ''العلوم الفاخرۃ'' میں بیان کیا کہ حضرت یوسف تاوکی صاحب ''التشوف الی رجال التصوف'' نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابو بکر توجی سلجلماسہ کے رہنے والے ہیں اور عظیم المرتبت ولی ہیں، آپ کی انہوں نے بہت ہی عظیم کرامات ذکر فرمائی ہیں رات کو اگر شہر سے نکلتے تو شہر کے دروازے آپ کے لئے خود بخود کھل جاتے اسی طرح کی اور بھی کرامات تھیں۔

حضرت یوسف نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک معتبر آدمی نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو بکر توجی نے صناجہ کے دروازے پر ایک مسجد میں رات گزاری جب صبح ہوئی تو وہ مردہ پائے گئے لوگوں نے اکٹھے ہو کر ان کی تجہیز و تکفین کا سوچا مگر وہاں تو عجیب معاملہ تھا آپ کا وجود لوگوں کو نہ مل سکا لوگ روئے چیخے اور چلائے اور کہنے لگے اگر اللہ کا ارادہ ہمارے ساتھ بھلائی کا ہوتا تو ہم اس نیک بندے کو تجہیز و تکفین کے بعد قبر تک لے جاتے۔ حضرت ابو بکر بن قوام رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان کے نام محمد کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

حضرت ابو بکر عرودک شطی فراتی رحمۃ اللہ علیہ

سراج راوی ہیں کہ آپ کے مریدوں کی ایک جماعت پر قسطنطنیہ عظمیٰ کے قریب کوساریہ نے حملہ کر دیا۔ یہ لوگ سمندری ڈاکو تھے ان کا پروگرام تھا کہ آپ کے غلاموں کو پکڑ لیں گے مال چھین لیں گے اور جان سے مار ڈالیں گے ان حالات کو دیکھ کر آپ کے غلاموں نے آپ سے مدد چاہی۔ پھر کیا تھا مٹی کا ایک بڑا سا قطعہ آیا اور پوری فضا کو مٹی سے بھر دیا کوساریہ ہلاک ہو گئے۔ آپ کے مرید جب بخیریت واپس پلٹے تو حضرت کے درباریوں نے انہیں اطلاع دی کہ اس دن حضرت فرات کے ساحل پر تشریف رکھتے تھے اور فصل کی کٹائی کے دن تھے آپ نے (مریدوں کے استغاثہ پر) فرمایا تھا، اے فلاں! میں حاضر ہوں۔ تمہارے پاس اللہ کے کرم سے مدد آ رہی ہے آپ نے مدد مانگنے والوں کے نام لئے اور فضا میں ایک ڈھیلا پھینکا جو نظروں سے اوجھل ہو گیا (اور سیدھا وہاں پہنچا جہاں آپ کے مرید مدد کے منتظر تھے)۔

کعبہ مرد حق کا طواف کرتا ہے

سراج ہی یہ واقعہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عرودک اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مردان حق کے احوال کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے اللہ کریم جو کچھ مقامات اور مراتب اولیاء کو عطا فرماتے ہیں وہ زیر بحث تھے دونوں دوران گفتگو میں اس نکتہ پر پہنچے کہ کچھ اللہ والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے مقام پر بیٹھ کر کعبہ مکرمہ کا طواف فرماتے رہتے ہیں اور کچھ وہ عظیم المرتبت بھی ہوتے ہیں کہ ان کی تعظیم و تکریم کی خاطر خود کعبہ مکرمہ ان کا طواف کرتا ہے یہ سن کر میرے دل میں کچھ خیال سا پیدا ہوا اس محفل میں شیخ تاج الدین عبدالرحمٰن فزاری المعروف فرکاح رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے جو اپنے دور کے حقیقتاً شیخ الاسلام تھے جب حضرت مذکورہ بالا ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے ساتھیوں سے کہا میں اپنے سر سے شاش (سر کا کپڑا) اتارتا ہوں اور میں کچھ

گیا کہ حضرت جس کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اس کا یہ حال ہوتا ہے وہ خود حضرت ہی ہو سکتے ہیں مجھے ایک دوست نے حضرت کے پاس رات گزارنے کا مشورہ دیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو میں نے سنا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے اٹھ دیکھ جو حضرت نے فرمایا تھا میں باہر نکلا تو کعبہ مکرمہ اپنی پوری شکل وصورت کے ساتھ جیسا کہ میں اسے جانتا تھا حضرت کے ارد گرد طواف کر رہا تھا اور اس کے کناروں پر کچھ لوگ خوش آوازی سے مختلف چیزیں پڑھ رہے تھے ایک فقرہ یہ بھی تھا: سبحانه و تعالىٰ قد اصطفى رجالا دللهم دلالا۔ (اللہ برتر و اعلیٰ نے کچھ آدمیوں کو چن رکھا ہوتا ہے جنہیں وہ ناز و فخر سے عطا فرماتا ہے) مجھ پر بے ہوشی سی طاری ہوگئی تو میں نے حضرت کو فرماتے سنا اس مشاہدہ کے بعد اہل اللہ کی عظمتوں کا انکار نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جائے گا جب مجھے ہوش آئی تو مؤذن صبح کی نماز کے لئے اذان کہہ رہا تھا۔

سراج ہی کہتے ہیں کہ حضرت کسی بھی پاگل کی قمیص سونگھ لیتے جو کئی دنوں کی مسافت پر آپ سے دور ہوتا تو صرف اس کی قمیص سونگھنے سے اس کا جنون دور ہو جاتا آپ نے ایک دن شیطان کو پکڑ لیا اس کا زور سے گلا دبایا اور اس وقت چھوڑا جب وہ اپنے قبیلے سمیت اسلام لے آیا۔

سراج ہی یہ واقعہ بھی روایت کرتے ہیں کہ کچھ فقہاء اور کچھ خود ساختہ فقہاء اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت قاضی القضاہ (چیف جسٹس) شمس الدین حنبلی المعروف ابن قاضی الجبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے یہ سب لوگ قاسیون پہاڑی کے رہنے والے تھے جسے عموماً صالحیہ کہا جاتا ہے ان لوگوں نے چیف جسٹس سے کہا کہ اس پہاڑی میں حضرت شیخ ابوبکر دف اور شبابہ کے ساتھ قوالی سنتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ اس پہاڑی میں یہ کام ہو ہم چاہتے ہیں کہ اس امر منکر کو روکیں چیف جسٹس نے کہا ٹھیک ہے روک دو۔ یہ سب لوگ آپ کی طرف چل دیئے کسی کے پاس لاٹھی تھی تو کسی نے گول سرے والی کھونٹی کو پکڑ رکھا تھا اور کسی کے ہاتھوں میں کھڑاؤں تھی جب وہ آپ کے قریب پہنچے تو محفل سماع کے درمیان گھس کر خود رقص کرنے لگ گئے ان پر وجد طاری تھا اپنے سروں کو پیٹ رہے تھے اور چلا رہے تھے مجلس خلاف عادت طویل ہوتی گئی اور شام ہوگئی۔ چیف جسٹس نے ان کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے ان کی کیفیت بتائی چیف جسٹس دیر تک یہ بات سن کر روتے رہے۔ جب یہ سب لوگ محفل سماع سے نکلے تو چیف جسٹس نے انہیں طلب کر کے اصل واقعہ پوچھا وہ کہنے لگے ہم نے صرف حضرت کو دیکھا ہی تھا کہ ہمارے سامنے ایک بڑا سمندر آ گیا اور کچھ لوگ سامنے آئے جو ہمیں اس سمندر میں ڈبونے لگے جب ہم سمندر میں ڈوبے تو عجیب لذت، مستی، وجد، سرخوشی اور استغراق محسوس کرنے لگے افکار صالحہ ہم پر چھا گئے ہم نادم تھے کہ یہاں پہلے کیوں نہ آئے اور ایسے کامل شیخ کے پاس پہلے کیوں نہ پہنچے اور ایسی محفل سے پہلے کیوں غائب رہے جس کا وصف ممکن نہیں اور نہ ہمارے پاس الفاظ ہیں جس سے اس کی شان بیان ہو سکے۔ چیف جسٹس صاحب نے یہ سن کر فرمایا: عزیزو! ان بزرگوں کے باطنی اسرار ہوتے ہیں ان کے معاملات بڑے صحیح ہوتے ہیں ان کا انکار نہیں کرنا چاہئے جب تم نے ہم سے پوچھا تھا تو ہم صرف اس بنا پر خاموش ہو گئے تھے کہ ہمیں معلوم تھا تم حضرت کا مقام نہیں جانتے اور جب خود ملاحظہ کر لو گے تو ہدایت پا لو گے حضرت کی ذات تمہارے لئے کافی ہے اور کسی شیخ کی ضرورت نہیں پھر چیف جسٹس نے آپ کی بے حد تعریف فرمائی۔

بقول سراج حضرت ابوبکر عرودک اکابر اولیاء اور اعیان اصفیاء میں سے ہیں اور اس راستے کے سادات میں شامل ہیں عرصہ دراز تک صالحیہ کے پہاڑ میں اپنی خانقاہ میں مقیم رہے عربی قبیلہ بنی نمیر کے ایک فرد ہیں فرات کے ساحل پر علاقہ منبج کے گاؤں صبانیہ کے رہنے والے تھے آپ کا وصال ۶۷۳ ھ میں ہوا۔ یہ سب واقعات سراج نے بیان فرمائے ہیں۔

حضرت ابوبکر یعفوری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سراج فرماتے ہیں کہ ایک بڑی جماعت نے آپ کے سامنے عکا کے فرنگیوں کے مظالم کی شکایت کی آپ نے فرمایا میں عکا اور بقیہ ساحل کو پھونک ماروں گا ان شہروں کے بھی آپ نے نام لئے جو ملک اشرف صلاح الدین خلیل بن ملک منصور سیف الدین صالحی کے ہاتھوں ایک مدت کے بعد فتح ہوئے تھے آپ انہیں اپنے دائرہ وحصار میں لئے ہوئے تھے۔ ان شہروں کے سامنے اسلام کے منصور لشکر کے ساتھ وہاں کے رہنے والوں نے شدید جنگ شروع کر دی پھر شہروں میں داخل ہو کر فرنگیوں نے بڑی سنگدلی اور قوت کا مظاہرہ کیا وہاں مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی گویا وہ محصور ہو چکے ہیں اور عظیم دشمن فوجوں اور گروہوں نے انہیں گھیرے میں لے رکھا ہے اگرچہ عکا بھی محاصرے میں تھا مگر اس کی فتح نہیں ہو رہی تھی شمس الدین ابن سلعوس نے حضرت یعفوری کے مریدوں کی ایک جماعت سے کہا جو وہاں موجود تھی کہ ہمیں حضرت کا وعدہ معلوم ہے۔ (ہم نے پھونک دے دی ہے) اب آپ لوگ ان کے پاس جا کر ذرا یاد دہانی کرا دیں اور عرض کریں کہ اب تو شدت کی انتہا ہو چکی ہے۔

دو پتھر پھینکے اور عکا فتح ہو گیا

یہ لوگ صفد کے مغرب میں ایک پڑاؤ کے فاصلے پر بنی مبشرہ کے پہاڑ پر واقع آپ کے گاؤں کفر کنا گئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا آپ گھوڑے پر سوار ہو کر عکا کے مشرق میں چار ساعتوں کی مسافت پر دور واقع ایک گاؤں ام الکروم نامی میں پہنچے۔ وہاں سے عکا کی زیب وزینت اور اس کی شادابی وآبادی نظر آ رہی تھی یہاں آپ نے فرمایا میرے بیٹے! مجھے، تین پتھر پکڑا دو پہلا پتھر پھینکا تو فرمایا اللہ اکبر یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا پھینک کر بھی یہی فرمایا، اب فرمانے لگے واپس چلو یہ شہر کل ان شاء اللہ فتح ہو جائے گا یہ جمعرات کا دن تھا ادھر جس فوج اسلامی نے محاصرہ کر رکھا تھا اس کے بہت سے لوگوں نے بتایا کہ جس دن حضرت نے پتھر پھینکے تھے جب پتھر پڑے تو فصیلوں کے بہت سے حصے گر گئے ہر طرف غبار پھیل گیا اور لوگ چلائے کہ آسمان سے مصیبت اتر آئی ہے ہمیں یہ بھی روایت ملی ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ تیسرا پتھر بھی پھینک دیں تو آپ نے فرمایا اگر ہم تیسرا پتھر ماریں تو ہر طرف پانی نکل آئے گا ہمیں اس بات کی اجازت نہیں ہے، عکا سترہ جمادی الاولی ۶۹۰ ھ کو جمعہ کے دن ملک اشرف کے ہاتھوں فتح ہو گیا اور ساحل شام پر جو علاقے فرنگیوں کے پاس تھے وہ بھی عکا کے بعد فتح ہو گئے عکا ان میں سب سے بڑا شہر تھا باقی شہر یہ ہیں: بیروت، صیدا، صور، حیفا اور عثلیث، عکا کو حصن احمر (لال قلعہ) بھی کہا جاتا ہے ایک عرصہ تک مسلمان اسے فتح کرنے کی کوشش میں رہے مگر سب تھک ہار گئے اور آخر کار ملک اشرف نے اسے فتح

کرلیا حضرت نے اس شہر کی تعیین فرمادی تھی اور شمس الدین کہا کرتے تھے اگر حضرت نے اس کی تعیین فرمائی ہے تو وہ ہمارا ہو چکا ہے لوگوں نے بتایا کہ فی الواقع حضرت اس کی تعیین فرما چکے ہیں اللہ کریم نے اسے خلاف توقع آسان بنا دیا یہ اللہ تعالیٰ کی امداد اور اولیائے کرام کی برکات سے ہوا۔

تاتاریوں کی پیش گوئی

بقول سراج حضرت ابوبکر نے بانیاس کے باسیوں سے کہا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تاتاری (بنی قنطورا) یہاں آجائیں گے ایک عرصہ تک ٹھہریں گے۔ یہاں جھونپڑیاں بنائیں گے اور خیمے لگالیں گے، یہ بات آپ نے بانیاس میں ارشاد فرمائی بانیاس سے دمشق ایک دن کی مسافت پر واقع ہے یہ بات سن کر جاہل آپ کا مذاق اڑانے لگے مگر کچھ عرصہ بعد ۹۹۹ھ میں ایسا ہی ہوا۔ تاتاری وہاں قریباً چار ماہ ٹھہرے رہے۔

نگاہ کے کرشمے

حضرت شیخ دمشق کے باغوں میں واقع ایک گاؤں لہیا کے ایک گھر میں تشریف فرما تھے یہ گاؤں باب قوما کی طرف واقع ہے وقت خوب گزر رہا تھا کہ اسی دوران ایک عجمی فقیر آیا اور حضرت سے کہا آپ نے اپنے خادم کو ادب نہیں سکھایا اس نے کوزہ یوں رکھا ہے کہ اس کی ٹونٹی کا رخ قبلے کی طرف نہیں ہے جیسا کہ اصحاب آداب کے کوزوں کا رخ ہوتا ہے۔ حضرت نے کوزے پر نگاہ ڈالی تو اس کا رخ قبلے کو ہو گیا اور خادم پر نگاہ غضب ڈالی وہ گرا اور مر گیا۔

تصرفات کی عظمتیں

حضرت سراج ہی راوی ہیں کہ حضرت یعفوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ایک بھرپور مجلس میں تشریف لائے جس میں بہت سے مشائخ موجود تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ کچھ کرامات کا اظہار ہوتا کہ بے قرار دلوں کو قرار آئے، ہر شخص نے کوئی نہ کوئی کرامت دکھلائی۔ پھر سب حضرت ابوبکر کی طرف آئے آپ نے فرمایا کیا کرامت ظاہر کرنا ضروری ہے؟ لوگوں نے کہ جی ہاں یہ ضروری ہے مجلس منعقد کرنے والے سربراہ نے اپنے نوکر چاکر ایک الگ مجلس میں اکٹھے کر رکھے تھے اور اس کمرے کا دروازہ بند کر رکھا تھا تا کہ ان کی وجہ سے یہ مشائخ تکلیف نہ اٹھائیں اور پریشان نہ ہوں حضرت ابوبکر یعفوری نے اپنے ہاتھ سے دوسری مجلس میں بیٹھے اشارہ فرمایا تو دروازہ چڑ چڑا کر پورے کا پورا گر گیا اور میر محفل کے نوکر چاکر چیختے چلاتے اور توبہ و استغفار کرتے آئے محفل سراپا اضطراب بن گئی۔ پھر آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو دیوار پھٹ گئی چھت کھل گئی حاضرین نے چھت نہ ہونے کی وجہ سے ستارے دیکھ لئے اور ڈرنے لگے آپ نے فرمایا اے مشائخ حضرات! ان سب چیزوں کو پہلی حالت پر لے آؤ۔ سب بولے اللہ اللہ! ہم میں یہ طاقت کہاں؟ آپ نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تو سب چیزیں پہلے کی طرح ہو گئیں۔ غور فرمایئے اس ایک واقعہ میں آپ کی کئی کرامات ہیں۔

وفات کی اطلاع اور ظہور کرامات

علامہ سراج رحمۃ اللہ علیہ ہی راوی ہیں کہ حضرت ابو بکر اپنے وصال سے پہلے نمرا گاؤں میں تشریف لائے اور ایک جگہ کی تعیین کی جہاں انہوں نے دفن ہونا تھا جس طرح آپ کی تعیین تھی آج اسی طرح آپ کی قبر ہے، کافی عرصہ کے بعد آپ نمرا سے تین ساعتوں کی مسافت پر واقع تلجیات کے مقام پر تشریف لائے وہاں آپ کا وصال ہو گیا وصال سے پہلے ساتھیوں سے کہا کہ ساتھ آنے والی جماعت کو واپس کر دو اور انہیں کہہ دو کہ شیخ تھک چکے ہیں میں یہاں مر جاؤں گا خفیہ طور پر میرے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مجھے نمرا لے جانا تا کہ ان لوگوں کو پتہ نہ چلے اگر انہیں پتہ چل گیا تو کسی کو میرے قریب نہیں آنے دیں گے (یہیں دفن کرنے پر اصرار کریں گے) کیونکہ سب لوگ محبت کرنے والے ہیں آپ کعبہ کی طرف منہ کر کے سو گئے ساتھیوں میں سے کوئی ایک بار بار آپ کو وقفہ وقفہ سے دیکھتا اور آپ سے بات کرتا آخری دفعہ آپ نے اشارہ سے فرمایا تھوڑی دیر صبر کرو۔ اس شخص نے تھوڑی دیر کے بعد ساتھیوں سمیت آپ کو دیکھا تو آپ کو دیوار کے ساتھ سہارا لئے دیکھا حالانکہ پہلے آپ کی یہ عادت نہ تھی یہ دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ حضرت کا وصال ہو چکا ہے اب یہ ساتھی آپ کو نمرا لے چلے۔ آپ نے انہیں یہ بھی فرمایا تھا ''صحرا سے ایک آدمی آئے گا وہی مجھے غسل دے گا اور وہی مجھے قبر میں اتارے گا'' جب یہ لوگ نمرا پہنچے تو آپ کے عاشق آ گئے وہ ارد گرد کے سب مقامات سے آئے تھے اور شخص جس کی آپ نے اطلاع دی تھی وہ ان سب سے آگے تھا اور اس کے سامنے بہت بڑا نور چمکتا آ رہا تھا جسے سب لوگ دیکھ رہے تھے اس شخص نے آتے ہی پوچھا اب ان کا متولی کون ہے؟ سب نے جواب دیا آپ ہی ہیں۔ اب وہ حضرت کے متولی بن گئے۔ غسل دیا جب قبر میں اتار دیا تو پھر وہ نظر نہ آئے حاضرین میں سے باخبر لوگ بولے یہ شخص تو حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام تھے، اب تلجیات وغیرہ کے لوگ آ پہنچے دوسرے گاؤں کے چاہنے والے بھی آ گئے سب کی خواہش یہ تھی کہ وہ انہیں اپنی سرزمین میں لے جا کر دفن کریں، اس بات کی اطلاع امیر عز الدین ایدمر کو ملی وہ قلعہ بانیاس میں بطور گورنر متعین تھے۔ وہ بہت بڑی تعداد میں فوجی جوان اور نقارے وغیرہ لے آئے اگر وہ نہ پہنچتے تو لوگ باہم جنگ کرنے لگ جاتے گورنر نے کہا اگر تم لوگ حضرت کے فرمان کی خلاف ورزی کرو گے تو ہم تمہیں تلوار کی دھار پر لیں گے۔ تلجیات کے عقلمند لوگ آگے بڑھے اور کہنے لگے ہمیں تلوار کی تو کچھ پروا نہیں ہے لیکن اس مسئلہ کے فیصلہ کے لئے ہم اپنے دو آدمی متعین کرتے ہیں اور دو نیک آدمی باقی لوگوں میں سے چن لئے جائیں یہ چاروں آپ کے مزار کے پاس رات کو سو جائیں ان شاء اللہ حضرت شیخ انہیں ضرور ایسی بات ارشاد فرمائیں گے جس پر سب کو اعتماد ہو گا گورنر عز الدین نے کہا مجھے پتہ ہے شیخ مرحوم کا مقام اس سے بھی بلند ہے گورنر نے بھی وہاں رات گزاری اور وہ چاروں بھی وہاں سو گئے جب صبح ہونے والی تھی تو دو آدمی بولے ہم نے دیکھا کہ شیر قبر سے نکلا ہے اور کہتا ہے اسے اللہ تباہ کرے گا جو مجھے میری قبر سے نکالے گا۔ تلجیات کے دونوں معتبر بولے ہم نے بھی شیر دیکھا ہے اور اس کی بات بھی سنی ہے معاملہ اس طرح خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ اس سے پہلے لوگ حضرت سے عرض کرتے تھے کہ نمرا کے لوگ پانی کی قلت اور پیاس کی وجہ سے شہر چھوڑ گئے ہیں آپ نے یہ سن کر کہا کہ حضرت خلیل علیہ السلام اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے جن کی طرف سے مجھے فیض ملا ہے

یہاں چشمہ پھوٹے گا اور باغات کو سیراب کرے گا جب آپ وہاں دفن ہوئے تو آپ کے فرمان کے مطابق چشمہ جاری ہو گیا اور پانی ٹھاٹھیں مارنے لگا اسی بنا پر جگہ کا نام نمرا مغراقہ یا مغراقہ نمرا (پانی میں ڈبو دینے والا نمرا) پڑ گیا۔ بانیاس سے آدھے دن کی مسافت پر مشرق کی طرف تلبجیات واقع ہے اور بانیاس دمشق سے ایک دن کا سفر ہے۔

بقول حضرت سراج رحمۃ اللہ علیہ یہ ابوبکر یعفوری اکابر اولیاء اور عظیم المرتبت مشائخ اور طریقت کے قائدوں میں شامل ہیں ان کے احوال ظاہر ہیں اور کرامات شاندار ہیں آپ دمشق کے قریب یعفور گاؤں کے باسی ہیں آپ کی وفات ۶۹۳ھ میں ہوئی۔

حضرت ابوبکر بن یوسف مکی مدنی صوفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفی ا‌ ر حنفیہ کے امام ہیں آپ نے اپنی ایک کرامت یوں بیان کی ہے۔

ائمہ اربعہ سرکار خداوندی ہیں

میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور چاروں امام (حضرت امام اعظم، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رضوان اللہ علیہم اجمعین) اللہ کریم کی سرکار میں حاضر ہیں اللہ جل جلالہ نے انہیں فرمایا میں نے تمہارے پاس ایک رسول ایک شریعت کے ساتھ بھیجا تھا تم نے اسے چار شریعتوں میں بدل ڈالا اللہ کریم نے تین دفعہ یہ بات دہرائی مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا پھر حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بولے اے پروردگار! آپ نے ارشاد فرمایا ہے اور آپ کا ارشاد حق ہے:

لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ۝ (النباء)

"کوئی بول نہ سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا"۔

اللہ کریم نے انہیں فرمایا بولو عرض کرنے لگے اے میرے پروردگار! ہمارے خلاف کون شہادت دے گا (کہ ہم نے ایک شریعت کی چار شریعتیں بنا ڈالیں) اللہ نے فرمایا فرشتے شہادت دیں گے، امام احمد نے عرض کیا ہمیں اس شہادت پر اعتراض ہے کیونکہ آپ کا ہی یہ سچا ارشاد ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا

الایہ (البقرہ:30)

"اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو فرشتے پکارے (اے باری تعالیٰ) کیا تو اسے نائب بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا۔ (الآیہ)

فرشتوں نے تو ہماری تخلیق سے پہلے ہی ہمارے خلاف گواہی دے دی، (یہ جواب سن کر) اللہ کریم نے فرمایا تمہارے چمڑے تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔ حضرت احمد نے عرض کیا، پروردگار! چمڑے دنیا میں باتیں نہیں کیا کرتے تھے اب اگر وہ بولیں تو بولنا مکلف ہونے کی بنا پر ہوگا اور مکلف کی گواہی تو ٹھیک نہیں ہوتی۔ اللہ کریم نے فرمایا میں خود گواہی دوں گا۔ حضرت احمد نے عرض کیا مولا کریم! یہ کیسے؟ خود ہی حاکم اور خود ہی گواہ۔ اللہ کریم نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ راوی واقعہ

کہتے ہیں کہ اس خواب کے صرف تیرہ دن بعد حضرت ابو بکر کا وصال ہو گیا۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۶۹۷ھ میں ہوا۔

حضرت ابو بکر بن علی بن عمر بن اہدل یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ ابو الغیث کے مرشد اور اللہ کے نیک بندوں میں سے عظیم المرتبت لوگوں میں شامل، صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں، آپ کے کچھ پڑوسی آپ کی اور آپ کے بھائی کی اولاد کو اذیت دیا کرتے تھے بچے آپ کے سامنے شکایت کرتے تو آپ فرماتے صبر کرو وہ جلدی تباہ ہو جائیں گے صرف وہی ان سے بچیں گے جو تمہاری خدمت کریں گے پھر ایسا ہی ہوا۔ آپ جن باتوں کی اطلاع دیا کرتے وہ ضرور پوری ہوتی تھیں ایک بلی آپ کے پاس آیا کرتی تھی آپ اسے کھانا کھلاتے تھے بلی کا نام لؤلؤ (موتی) تھا آپ کے خادم نے اسے ایک رات مارا تو وہ مر گئی۔ خادم نے بلی کو باہر پھینک دیا مگر حضرت کو اطلاع نہ دی آپ نے پوچھا لؤلؤ کدھر ہے؟ خادم نے کہا مجھے تو پتہ نہیں ہے۔ حضرت نے پکارا اے لؤلؤ! وہ بھاگتی آپ کی خدمت میں آ گئی۔

بادل کو بلالاؤ

آپ دوران سفر ایک گاؤں سے گزرے وہاں کے رہنے والوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی اور آپ سے چمٹ کر اصرار کرنے لگے۔ آپ نے ایک فقیر سے کہا کہ کیا بادل نظر آتا ہے؟ اس نے جواب دیا حضور! بہت دور ڈھال کی مقدار کا بادل دکھائی دیتا ہے آپ نے فرمایا اونچی جگہ کھڑے ہو کر بادل کو کہو شیخ کی بات مان لے اس نے اسی طرح کیا۔ وہ بادل پھیلنے لگ گیا فضا بھر گئی اور خوب موسلا دھار بارش برسی۔

قبر سے شاہ وقت کو تیر مارا

آپ کے وصال کے بعد آپ کا صاحبزادہ آپ کے مزار پر آ کر آپ کے سامنے ملک افضل کی شکایت کرنے لگا، راوی کہتا ہے آپ کی قبر سے ایک تیر نکلا اور آپ نے اسے افضل کی طرف پھینک دیا حاضرین نے تیر کے چھوٹنے کی آواز سنی جب تیر کمان سے جدا ہوا تو کچھ وقت کے بعد اطلاع ملی کہ ملک افضل مر گیا ہے۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۷۰۰ھ میں ہوا اور مناوی ہی کہتے ہیں کہ ان کرامات کا تذکرہ زبیدی نے "طبقات الخواص" میں کیا ہے آپ کا اسم گرامی علی بن عمر اہدل ہے۔ مناوی نے "نشر المحاسن" میں ان واقعات کو امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے حضرت یافعی اور زبیدی یمن کے علاقہ کے واقعات علامہ مناوی سے بہتر جانتے ہیں کیونکہ وہ دونوں یمنی ہیں۔ یمن کے واقعات اور وہاں کے اولیاء کی کرامات حضرت مناوی ان دونوں حضرات سے نقل کرتے ہیں اگرچہ وہ خود اس بات کی تصریح نہیں کرتے ہاں ان دونوں حضرات کی عبارات میں وہ مختصر سے تصرف ضرور کر دیتے ہیں۔

حضرت ابو بکر بن ابی القاسم بن عمر بن علی اہدل یمنی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد آپ خلیفہ ہوئے آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔ آپ اپنی زمین میں بیٹھ کر تلاوت

قرآن فرما رہے تھے سورۂ حج کی تلاوت کرتے ہوئے سجدہ تلاوت کیا تو وہاں اردگرد کے سب درخت بھی سجدے میں پڑ گئے۔ بقول علامہ مناوی آپ کے بہت سے مناقب ہیں۔

پھر سیلاب آ گیا

آپ مسجد میں درس دے رہے تھے ایک ساعت کے لئے خاموش ہو کر سوچنے لگے پھر کہا کل صبح وادی میں بہت سیلاب آئے گا اور وادی میں بہت بارش ہوگی یہ موسم گرما تھا اور بارش کا سیزن نہ تھا دوسرے دن کی صبح کو آپ کے ارشاد کے مطابق سیلاب آ گیا اور بہت زیادہ بارش ہوئی۔

بقول شرجی آپ کی بہت سی کرامات تھیں آپ نے قریباً سو سال عمر پائی۔ شرجی تاریخ وفات تو ذکر نہیں کرتے اتنا بتاتے ہیں کہ آپ شیخ نہاری اور فقیہ ابو بکر بن حربہ کے ہم عصر تھے۔

حضرت ابو بکر بن محمد بن حسن بن علی بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کے سردار اور صوفیہ وعلماء کے قائد ہیں۔ شیبان کے نام سے معروف ہیں بقول مصنف ''المشرع الروی'' آپ فرشتوں کو اکثر دیکھا کرتے تھے اور کبھی کبھی مردے بھی آپ سے ملتے۔ دلوں کے کھٹکے آپ معلوم کر لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر بن احمد بن علی دعسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عارف، محقق اور کثیر الفنون تھے، عابد، زاہد تھوڑی سی دنیا پر قناعت پسند، متواضع اور طلبہ کے لئے بیحد محنت کرنے والے تھے۔ تہایم وجبال کے علاقہ کے بے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا آپ کا ذکر خیر ہر طرف پھیل گیا اور آپ کا شہرہ دور دور تک پہنچا اس عرصہ میں آپ شہر زبید کے سب سے بڑے مفتی تھے چار جلدوں میں آپ نے سنن ابی داؤد کی شرح لکھی تھی۔

تین دنوں کی مہلت

کرامت ملاحظہ ہو کہ شاہ مجاہد نے شہر زبید کا جج بنانے کے لئے بلایا آپ کو یہ بات ناپسند تھی اور آپ اس عہدہ کو قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے مگر آپ کی معذرت قبول کرنے پر بادشاہ بھی تیار نہ ہوا بادشاہ کا شدید اصرار دیکھ کر آپ نے تین دنوں کی مہلت مانگی تیسرے دن آپ کا اللہ کریم سے وصال ہو گیا یہ واقعہ شیخ محمد مزجاجی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے آپ کی وفات ۷۵۲ھ میں ہوئی۔ آپ قبیلہ بنی ابی الخیر کے فقہاء کی قبروں کے قریب سہام کی طرف جانے والے دروازے کے سامنے والے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بقول شرجی آپ کی قبر زیارت گاہ ہے اور متبرک سمجھی جاتی ہے۔

حضرت ابو بکر بن محمد بن عبس بن حجاج یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ احوال عالیہ اور مقامات رضیہ کے مالک تھے فتوح کی آپ کے لئے کثرت ہوتی تھی۔

پہاڑی علاقہ کا ایک شخص جو آپ کا عقیدت مند تھا یہ شکایت لے کر حاضر ہوا کہ علاقہ میں بندروں کی بہتات ہے اور وہ کھیتی تباہ کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا وہاں جا کر بندروں کو کہہ دو کہ ابو بکر تمہیں یہاں سے چلے جانے کے لئے کہتا ہے اس مرید نے جا کر کہہ دیا بندر اپنے بچوں کو اٹھا کر چل دیئے اور پھر وہاں نظر نہ آئے ان کا پہاڑی علاقہ میں ایک دوست تھا دونوں کا باہم معاہدہ تھا کہ جو پہلے مرے گا دوسرا اسے غسل دے گا۔ وہ پہاڑی دوست پہلے مر گیا حضرت کے مقام سے تین دن کی مسافت پر اس کی موت واقع ہوئی تھی اس کے گھر والے حیران تھے کہ اب غسل والا معاہدہ کیسے طے ہو گا وہ اسی خیال میں تھے کہ اچانک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز سنائی دی اور دیکھا تو حضرت اپنے غلاموں سمیت تشریف لا چکے تھے آپ نے آ کر اپنے دوست کو غسل دیا آپ کا وصال ۷۵۷ھ میں ہوا، آپ کے خاندان بنو حجاج کا گھرانہ علم و ولایت کا گھرانہ تھا بقول مناوی حضرت شیخ اسماعیل جبرتی جیسے لوگ بھی ان سے مستفید ہوئے۔

حضرت ابو بکر بن علی بن محمد ناشری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عدیم المثال ولی کبیر اور عالم چیف جسٹس تھے اور لاتعداد علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔

نماز جنازہ سے زندہ مر گیا

آپ شہر زبید کی طرف جا رہے تھے کہ لٹیروں نے آپ کو آلیا آپ کو لوٹنے کی جرأت تو نہ کی مگر اپنے ایک ساتھی کو زمین پر چت لٹا کر کپڑے میں لپیٹ دیا اور آپ سے کہا ہمارے پاس ایک مردہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ جنازہ کے لئے اپنی سواری سے اترے مگر موقع پا کر ڈاکو آپ کی سواری لے کر غائب ہو چکے تھے آپ، پیدل چل پڑے جب آپ اس جگہ سے دور نکل گئے تو ڈاکو اپنے ساتھی کے لئے واپس پلٹے مگر وہ تو مر چکا تھا اب سواری لے کر آپ کے پاس آئے اور رحم و کرم کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا میں نے تو مردہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی (1)۔

آپ کے مرید ابو بکر بن خیاط تعز کے فقیہ اور مفتی تھے ان کا علامہ ریمی چیف جسٹس سے ایک مسئلہ میں اختلاف ہوا ان کا خیال تھا کہ وسیط میں مسئلہ موجود ہے چیف جسٹس کہتے تھے وسیط میں نہیں۔ تلاش بسیار کے باوجود وسیط سے مسئلہ نہ ملا تو انہوں نے چیف جسٹس صاحب سے ایک رات کی مہلت مانگی پوری رات مسئلہ کی تلاش میں رہے مگر مسئلہ پھر بھی کتاب سے نہ مل سکا۔ سحری کے وقت انہیں اونگھ آ گئی تو اپنے مرشد حضرت ابو بکر ناشری کو خواب میں دیکھا آپ کی اس وقت وفات ہو چکی تھی آپ نے فرمایا یہ مسئلہ کتاب کے فلاں مقام پر ہے۔ وہ جاگ گئے دیکھا تو اسی مقام پر مسئلہ موجود تھا۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۷۷۲ھ میں ہوا۔

1۔ سیدی الکریم شہباز ولایت حضرت سلمان زمان خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی ایک ایسا واقعہ مذکور ہے۔ آپ نماز جنازہ پڑھ چکے تو وارثوں نے نام نہاد مردہ کو بلایا کہ اٹھ کھڑا ہو وہ آپ کا مذاق اڑانا چاہتے تھے جب وہ نہ اٹھا تو جا کر اسے جھنجھوڑا مگر ولایت کے تیر سے مرا ہوا نہ اٹھا آپ نے فرمایا یہ تو قیامت کو بھی باقی لوگوں کے بعد اٹھے گا۔ اسی لئے ہم نے پانچویں تکبیر کہی تھی جسے تم کسی اور بات پر محمول کر رہے تھے۔ (مترجم)

حضرت ابو بکر بن محمد ابو حربہ یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ قطب تھے اور مقام قطبیت میں بیس سال مقیم رہے تھے آپ اولیائے کرام کو پہچانتے تھے اور ان کی منازل آپ کے سامنے ہوتی تھیں کرامات ملاحظہ ہوں۔ امیر محمد بن میکائیل شاہ مجاہد کی طرف سے ایک شہر کے والی تھے انہوں نے ایک آدمی کو جیل میں ڈال دیا۔ حضرت نے سفارش فرمائی کہ اسے رہا کیا جائے حاکم کہنے لگا شاہ کی اجازت کے بغیر یہ تو ناممکن ہے آپ نے فرمایا جب شاہ آپ کو حکم دے دیں تو آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟ حاکم نے جواب دیا پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ حضرت نے فرمایا یہ رہا بادشاہ اس کی بات سن لیجئے۔ حاکم نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ اوپر ایک کھڑکی سے بادشاہ اسے جھانک کر کہہ رہا ہے اسے رہا کر دو، حالانکہ اس واقعہ کے وقت بادشاہ تعز میں موجود تھا جو اس مقام سے کئی دنوں کی مسافت پر تھا اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد بادشاہ کی طرف سے باقاعدہ اس کی رہائی کے احکام بھی مل گئے۔

ایک شاعر آپ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: میں شاہ کی مدح کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: نام خدا سے آغاز کرو تمہیں وہ جائیداد بھی دے گا اور تیس دینار بھی، شاعر بادشاہ کے پاس پہنچا اپنا قصیدہ سنایا تو اسے حضرت کے ارشاد کے مطابق بادشاہ نے نوازا اور ذرا برابر بھی کمی وبیشی نہ کی۔

ملاقاتیوں کو وہ ایسا کھانا پیش فرماتے جو آپ کے پاس نہ ہوتا تھا اور ہر ملاقاتی کو اس کے حال کے مطابق اس کی ضرورت جتنا پیش کرتے۔ آپ کی کرامات ومناقب بہت ہیں۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۷۷۴ھ میں ہوا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قیمت پر فروخت ہوا آپ کی روئی دار واسکٹ ہی ساٹھ دیناروں میں فروخت ہوئی (لوگوں نے تبرک سمجھ کر بہت رقمیں خرچ کیں) آپ کا قبیلہ بنو حربہ علم وصلاحیت اور سیادت والا تھا۔ اس خاندان میں کوئی نہ کوئی قائم بالامر ہوتا رہا ہے۔

حضرت ابو بکر بن محمد بن عمران رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم، فقیہ اور صوفی تھے آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ ایک صاحب نے حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء کی خواب میں زیارت کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ارشاد فرمایا: جو شخص فقیہ ابو بکر کے قدم چومے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت شیخ صالح محمد مؤذن سے مروی ہے وہ کہا کرتے تھے جس گاؤں سے فقیہ ابو بکر گزر جائیں وہاں کے لوگوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، آپ کی ولایت اور عظمت شان پر اس دور کے لوگ متحد ومتفق تھے۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۷۷۶ھ میں ہوا۔

حضرت ابو بکر بن قیماز مقری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ اور صالح عالم تھے۔ علم قرأت میں بے حد مہارت کی وجہ سے آپ کو مقری (ماہر علم قرأت) کہا جاتا تھا۔ آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔

پھر زیارت نبوی ہوگئی

فقیہ حسین اہدل نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک دن ایک نیک شخص آیا اور کہا کہ میرے ساتھ حضرت کی زیارت کے لئے چلو۔ حضرت ان دنوں عواجہ میں تشریف فرما تھے۔ جناب حسین المقری اس کے مددگار کے طور پر ساتھ چل پڑے مگر آپ کی نیت زیارت کی نہیں تھی، کچھ راستہ طے کیا تھا کہ آپ پر عجیب حال طاری ہوا اور واردات قلبی نے پوری قوت دکھائی۔ جب ایک ساعت کے بعد یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ کے ساتھی نے پوچھا آپ نے فرمایا: میں نے اس جگہ (ادھر اشارہ کر کے) پر نور دیکھا پھر اس نور سے دو حضرات میرے سامنے آ گئے ایک تو سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور دوسرے حضرت محمد بن ابو بکر حکمی (جن کی زیارت کو وہ جا رہے تھے) تھے حضرت حکمی نے مجھے (حضرت مقری) فرمایا آپ نے اپنے دوست کی طرح زیارت کی نیت کیوں نہ کی؟ کیا آپ کو پتہ نہیں کہ ہمارے پاس سب مطالب کا حل ہے؟ فقیہ حسین نے آپ سے یہ واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے۔ آپ کا وصال بقول شرجی آٹھویں صدی کے آخر میں ہوا۔

حضرت ابو بکر بن قیس ابن حنکاس رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے فقیہ اور کامل و فاضل امام تھے۔ آپ حنفی فقہ کے بڑے فقہا میں شمار ہوتے ہیں اور آپ کی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بہت پھیلا۔ ذرا شان کرامت ملاحظہ ہو۔ آپ کی وفات کے بعد زبید گاؤں کے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو خواب میں دیکھا جو حضرت کی وفات سے پہلے مر چکا تھا اور اس کی قبر اس جگہ کے قریب تھی جہاں حضرت کو دفن کیا گیا۔ خواب دیکھنے والے نے اپنے دوست سے پوچھا اللہ کریم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ بولا میں اور ایک اور جماعت وفات کے بعد آج تو گرفت اور قید میں تھے جب حضرت فقیہ ابن حنکاس کی وفات ہوئی تو انہوں نے ہماری اللہ کریم سے سفارش کی ہمیں آزادی مل گئی ہے اور سب قبرستان والے آپ کی برکت سے بخشے گئے ہیں۔

مشہور بات ہے کہ جو شخص آپ کی قبر کے پاس سورۂ یٰسین اکتالیس دفعہ پڑھتا ہے اس کی جو بھی حاجت ہو، پوری ہو جاتی ہے اس کا کئی بار تجربہ کیا گیا بات واقعی صحیح ہے، علم میں مشغولیت بے حد تھی کتاب ''الخلاصہ'' کا آپ نے تین سو دفعہ مطالعہ فرمایا، آپ سے بیحد مخلوق نے نفع پایا، یہ سب واقعات شرجی نے بیان فرمائے ہیں لیکن آپ کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا اتنا ضرور لکھا ہے کہ آپ شاہ منصور بن رسول کے ہمعصر تھے۔

حضرت ابو بکر بن محمد مضری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت مضر بن نزار بن زکریا کی طرف ہے جو مشہور قبیلہ تھا۔ آپ بہت بڑے شیخ، عارف ربانی، ناقصوں کی تربیت و ترتیب فرمانے والے تھے۔ بہت ہی ریاضات و مجاہدات فرماتے تھے۔ آپ کا روزانہ وظیفہ ایک ہزار رکعت نماز تھی اور تین ختم قرآن روزانہ کرتے تھے بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ (شرجی)

ایک معتبر شخص نے مجھے بتایا ہے کہ شدید گرمیوں کا پورا موسم گزر جاتا اور آپ ان لمبے اور گرم دنوں میں روزہ سے ہوتے

اور مجاہدہ نفس کا یہ حال تھا اور شہوت سے اسے روکنے کا یہ انداز تھا کہ کھجوروں کا پورا موسم گزر جاتا اور آپ کھجور کا ایک دانہ تک تناول نہ فرماتے۔ آپ ہمیشہ فقر کو پسند فرماتے اور اسی کو ترجیح دیتے۔ کسی شخص نے آپ کے سامنے ایک ہزار دینار پیش کئے۔ تو آپ نے ناپسند فرماتے ہوئے نہ لئے۔ حالانکہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ تین دنوں سے بھی زیادہ وقت گزر گیا اور آپ نے یا آپ کے بچوں نے کوئی چیز بھی نہ چکھی۔ (شرجی رحمۃ اللہ علیہ)

پھر جہاز بچ گیا

آپ کے ہمعصر نے یہ کرامت بیان کی ہے وہ کہتا ہے میں نے شیخ اور ان کی شہرت تو سن رکھی تھی مگر کبھی ملاقات کا شرف نہ ہوا تھا۔ میں ایک کام کے لئے سمندری سفر کرنے لگا ایک دن بہت تنگی دیکھی۔ جھکڑ چلنے لگ گئے اور ہم ہلاکت کے ہاتھوں میں آ گئے میں نے کہا اے شیخ ابوبکر! اب تو تباہی اور غارت ہی آ گئی ہے۔ قسم بخدا پھر میں نے ایک شخص کو بادل کے ٹکڑے کے سامنے کھڑا ہوا پایا دائیں اور بائیں ہاتھ سے جھکڑ کو اشارے کر کے وہ شخص کہہ رہا تھا ادھر اور ادھر جاؤ جھکڑ فوراً رک گیا اور خوشگوار ہوا میں ہم چلنے لگ گئے وہ شخص نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ جب میں سفر سے فارغ ہو کر اپنے شہر پہنچا تو میں نے حضرت کی زیارت کا ارادہ کیا وہاں پہنچا تو دیکھا آپ تو وہی ہیں جو اس دن بادل کے ٹکڑے کے سامنے کھڑے ہو کر حکم دے رہے تھے۔ آپ کی وفات ۸۰۲ھ میں ہوئی۔ مشہور گاؤں تحیتا میں دفن ہوئے یہ گاؤں وادی زبید کی نچلی سمت کی آبادی میں شامل ہے۔ آپ کی قبر وہاں مشہور ہے۔ دور دراز سے لوگ وہاں زیارت و تبرک کے لئے آتے ہیں اور حاجتمندوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن سقاف رحمۃ اللہ علیہ

آپ خارق عادت کرامات اور صادق انفاس والے بزرگ تھے۔ آپ صحرا میں فقیروں اور مسکینوں کو تازہ تازہ اور گرم گرم روٹی کھلا دیا کرتے تھے۔

دو آدمی شہر تریم کے بزرگوں کی زیارت کو آئے وہ جمعہ کے دن تریم آئے اور حضرت کو جامع مسجد میں پایا آپ لگاتار وہاں ہی تشریف فرما رہے حتیٰ کہ سورج ڈوبنے لگا اور پیلا پڑ گیا وہ دونوں بھی آپ کے پاس بیٹھے رہے مگر بھوک انہیں ستانے لگ گئی تھی آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس کپڑے میں جو کچھ ہے وہ لے لو انہوں نے کپڑے میں گرم روٹی پائی اور خوب سیر ہو کر کھائی جو بچ گئی وہ حضرت نے خود تناول فرمائی۔

بارش کا تازہ پانی مل گیا

ایک شخص شہر تریم میں زیارت کے لئے آیا اور آپ کی خدمت میں پہنچا اس کے ساتھ اور لوگ بھی تھے وہ گندم کی روٹی اور گوشت کھانا چاہتے تھے۔ جونہی آپ کے پاس پہنچے تو آپ گندم کی روٹی اور گوشت لے آئے (یہ کرامت دیکھ کر) ایک بولا، ہم تو پینے کے لئے بارش کا پانی چاہتے ہیں۔ حضرت نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ بڑا سا برتن لے جاؤ اور اس نالی سے اچھی

طرح بھر کر لے آؤ خادم گیا تو سچ مچ نالی میں پانی موجود پایا وہ پانی لے آیا اور سب نے میٹھا پانی پیا۔

ایک شخص نے ایک عورت سے منگنی کی حضرت نے فرمایا یہ شخص اس عورت سے نہیں بلکہ اس کی ماں سے شادی کرے گا اس کی ماں تو شادی شدہ تھی مگر اس کے خاوند نے طلاق دی اور اسی سے اس مرد نے شادی رچائی۔

آپ نے اپنے والد کی ایک بیوی سے کہا تم سے دو مرد شادی کریں گے مگر تم میں موافقت نہ ہو گی پھر ایک اجنبی شخص آئے گا وہ تم سے شادی کرے گا اور تمہاری اس سے اولاد ہو گی آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔

ایک دفعہ ہر طرف بجلی اور اس کا کڑکا تھا لوگوں کا خیال تھا سب وادیاں پانی سے بھر جائیں گی آپ نے فرمایا صرف وادی غریب میں ہی پانی آئے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

قاضی بایعقوب حضرت کے خلاف سخت زبان استعمال کرنے لگ گیا آپ نے فرمایا دو ماہ کے بعد قاضی اندھا ہو جائے گا اور اس کی موت کے بعد اس کا گھر لوٹ لیا جائے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

احمد بن علی حبانی عید کے اخراجات کے حصول کی خاطر تریم شہر میں آیا اتفاقاً شہر میں داخل ہوتے وقت اس کی ملاقات حضرت سے ہو گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا، کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا تین دینار چاہئیں جنہیں عید کے دن اپنے بال بچوں پر خرچ کر سکوں۔ آپ نے فرمایا تین ہی ملیں گے شیخ علی بن موسیٰ باجرش نے اسے تین دینار دے دیئے۔ وہ اپنے سب دوستوں کے پاس گیا اور پوری کوشش کی مزید دینار مل سکیں مگر ایسا نہ ہو سکا۔

یمانی بن فاضل بچپن میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا، یہ اپنے باپ کے خلاف کھڑا ہو گا اور اسے ملک سے نکال دے گا۔ پھر اسی طرح ہوا۔

آپ سے جس کسی نے مصیبت میں مدد چاہی اسے نجات وکشائش ملی۔

حاکم راضی کرنے لگا

ایک حاکم نے بنی شوبہ کے ایک بزرگ کے نوکر سے مال چھین لیا اس نے حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے مدد چاہی صبح ہوئی تو گورنر نے اس کو پاس بلانے کے لئے آدمی بھیجا اس کا مال واپس کر دیا اسے راضی کرنے لگا جب وہ راضی ہو گیا تو اسے بتایا کہ میرے پاس ایک ایسی شکل وصورت کا آدمی آیا تھا۔ یہ بیان کردہ شکل جناب شیخ ہی کی تھی۔ اس نے مجھے ڈرایا دھمکایا کہ اگر مال واپس نہیں کرو گے تو مصیبت کا شکار ہو جاؤ گے۔ (اس وجہ سے میں نے مال واپس کیا ہے)۔

اپنوں کو چھوڑا نہیں جاتا

آپ کا ایک مرید شہر کے راستے میں بھول گیا اس کے گھر والے بھی اس کے ساتھ تھے۔ شدید پیاس سے سب ہلکان ہو رہے تھے اس نے حضرت سے مدد مانگی، وہاں سو گیا تو آپ کو گھوڑے پر سوار دیکھا آپ فرما رہے تھے۔ جس شخص کی آمد سے مجمع کی مقدار میں اضافہ ہو وہ بھی مجمع میں شامل ہوتا ہے۔ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ ہم تجھے بے یار ومددگار چھوڑ کر تباہ ہونے دیں گے؟ اس کے بعد وہ جاگ گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بدوی پانی کا برتن لئے کھڑا ہے، بدوی نے سب کو پانی پلایا برتن میں بھی پانی

بھر دیا اور راستہ بھی بتا دیا۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ بقول مصنف ''المشرع الروی'' آپ کا وصال ۸۳۱ھ میں ہوا۔

حضرت ابوبکر دقدوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عثمان حطاب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں، آپ اکابر اولیاء اللہ میں شامل ہیں، آپ ان باکمال افراد میں سے ایک ہیں جن کا تصرف نافذ ہے، اعیان و اشیا کو تبدیل کرنے کی کرامت بھی اللہ کریم نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔

اعیان کو بدل دیا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے شیخ الاسلام حضرت نور الدین طرابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت عثمان حطاب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے سنایا حضرت عثمان حطاب نے فرمایا کہ ایک سال انہوں نے حضرت ابوبکر مذکور کے ساتھ حج کیا آپ سارا راستہ ہزار دینار یا اس سے کم مجھ سے قرض لے لیتے جب لوگ مجھ سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کرتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور انہیں عرض کرتا، قرض خواہ قرض مانگ رہے ہیں آپ فرماتے ''قرض کی مقدار یہ سنگریزے گن لو'' میں وہ سنگریزے، ایک ہزار پانچ سو چالیس یا تیس قرض کی تعداد کے مطابق گن کر قرض خواہ کے پاس چلا جاتا وہ سنگریزوں کو گنتا اور دینار بنے ہوئے پاتا۔ جب یہ حج کا طویل سفر ختم ہوا اور ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت صبح و شام کھلے میدان میں دستر خوان بچھا دیتے اور کسی آنے والے کو روکا نہ جاتا مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران لوگ اسی طرح آپ کے دستر خوان سے کھاتے رہے، ہمیں نہیں معلوم کہ کسی اور بزرگ نے سیدی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر مکہ مکرمہ میں ان سے پہلے کبھی ایسا کیا ہو، آپ کا ایک دوست باب اللوق پر آپ کے سامنے بھنگ رگڑا کرتا تھا اور آپ حاجت مند لوگوں کو اس کے پاس بھیجا کرتے اور لوگوں کی حاجتیں پوری کیا کرتے، حضرت عثمان آپ کے مرید کہتے ہیں میں نے ایک دن آپ سے اس سلسلے میں بھی پوچھ لیا میں نے کہا ''حقمہ، مصیبت و گناہ تو راہ ولایت کی ضد ہیں'' (پھر آپ اس بھنگ والے کی طرف آدمیوں کو کیوں بھیجتے ہیں؟) آپ نے جواب دیا: بیٹا! یہ شخص گنہگاروں میں شامل نہیں ہے وہ لوگوں کو توبہ کا راستہ بتا رہا ہے لیکن ظاہری طور پر بھنگ بیچنے کا حلیہ بنا رکھا ہے جو بھی اس سے بھنگ خریدتا ہے پھر کبھی وہ بھنگ نگل نہیں سکتا اور ہمیشہ کے لئے اس گناہ سے بچ جاتا ہے۔ حضرت نور الدین نے اسی طرح یہ واقعہ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر بن عبد اللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت، بے مثال اور بے نظیر ولی ہیں۔ علماء آپ کو عظیم امام اور صوفیاء آپ کو جلیل القدر ولی مانتے ہیں آپ نے علم ولایت اور علم شریعت اپنے والد گرامی اور دیگر عظیم المرتبت عارف اولیائے امت سے حاصل کیا۔ ۸۸۰ھ میں آپ نے حج کیا۔ حافظ سخاوی سے آپ نے علم حدیث حاصل فرمایا۔ کرامات ملاحظہ ہوں:

آپ کا فقیہ و عالم حضرت محمد بن ابی بکر بن صائغ کی اولاد کے پاس سے گزر ہوا وہ ایک کنوئیں پر کھڑے اپنی بکریوں اور بھیڑوں کو پانی پلانا چاہتے تھے مگر کنوئیں کا پانی تو لوگ نکال چکے تھے اور اس میں پانی نہ تھا آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ

ڈول لے لو اور بھیڑوں اور بکریوں کو پانی پلا دو، غلام پانی پلاتا رہا سب جانور سیر ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنے برتن بھی بھر لئے۔ (حالانکہ کنوئیں میں تو پانی نہ تھا)۔

مردہ بول پڑا

آپ حرمین شریفین سے واپس زبلع شہر میں تشریف لائے ان دنوں محمد بن عتیق حاکم تھا۔ اس کی ایک ام ولد تھی وہ مر گئی اور اسے اس سے بے حد محبت تھی حضرت اس کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے صبر کی تلقین فرمائی مگر اسے ذرا بھی اثر نہ ہوا آپ نے دیکھا وہ بے حد مضطرب ہے وہ حضرت کے پاؤں چومنے کے لئے جھکا اور رونے لگ گیا حضرت نے مری ہوئی ام ولد کے چہرے سے پردہ ہٹایا اور نام لے کر اسے بلایا وہ بول پڑی اور آپ کو جواب دینے لگی اللہ کریم نے اس کی روح واپس فرما دی اور حضرت کی موجودگی میں اس نے ہریسہ (ایک قسم کا کھانا از قسم دلیا) کھایا۔

قرض ادا ہو گیا

آپ بہت زیادہ قرض لیا کرتے تھے، دو لاکھ دینار سے بھی قرضہ بڑھ گیا، ظاہری دنیا میں اس کے اتارنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا کئی قرض خواہ آپ کو ملامت بھی کرنے لگ گئے آپ نے فرمایا: میرے اور میرے رب تعالیٰ کے درمیان مداخلت سے باز آؤ میں نے یہ ساری رقم صرف اس کی رضا کے لئے خرچ کی ہے اور اس کی ذات پاک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ قرض کی ادائیگی کے بعد ہی مجھے اس دنیا سے اٹھائے گا، پھر عملاً ایسا ہی ہوا کہ اللہ کریم نے آپ کے وصال سے پہلے آپ کے قرض کی ادائیگی اس آدمی کے ہاتھ سے کرا دی جسے اللہ کریم نے نیکی میں مسابقت عطا فرما رکھی تھی یہ امیر ناصر الدین بن عبداللہ باحلوان کی شخصیت تھی جس نے ساری رقم آپ کے صاحبزادے کے ہاتھ بھیج دی پھر گلی کوچوں میں اعلان کیا گیا کہ جس کا قرضہ حضرت ابوبکر پر ہے وہ آ کر لے جائے، سب قرضے ادا ہو گئے، امیر ناصر الدین کی مجاہد کی نگاہ میں بڑی قدر و منزلت تھی کسی نے ان کی چغلی کھا کر کہا آپ خواہ مخواہ ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں یہ سن کر مجاہد نے رخ موڑ لیا اور ناصر الدین کو یقین ہو گیا کہ وہ انہیں منصب سے اتار دے گا انہوں نے حضرت ابوبکر کو خواب میں یہ فرماتے سنا ''اللہ کریم اس چغل خور کے خلاف تمہاری جلدی مدد کرے گا'' پھر حضرت کا خط بھی اس سلسلہ میں آ گیا اس پر وہی تاریخ درج تھی جو خواب کی تاریخ تھی، پھر اللہ کریم نے اس چغل خور کو رسوا فرمایا اور مجاہد نے اسے دھتکار دیا اور ناصر الدین کی عزت و توقیر بحال ہو گئی۔ اسی وجہ سے ناصر الدین آپ کا بہت معتقد ہوا اور سارا قرض ادا کرنے کا سبب بن گیا۔

کسی کے دل میں جو خیال گزرتا آپ اس کی خبر دے دیا کرتے تھے آپ نے ایک مصری شخص کو بتایا کہ فلاں درخت کے نیچے تالاب کے پاس سبز رنگ کے ایک شخص سے اس کی ملاقات ہوئی ہے مصری نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے آپ نے فرمایا وہ شخص اولیائے ربانی سے تھا۔

آپ نے دوسرے سے فرمایا ''کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے ربیع کے مہینے میں حلب کا سفر کیا اور محلہ قصارین (دھوبی) میں فلاں گھر ٹھہرے؟'' اس نے عرض کی جی ہاں اور پھر کہنے لگا کیا حضور بھی اس سال حلب میں تھے؟ حاضرین سے ایک نے جواباً

کہا کہ حضرت تو شام یا مصر تشریف نہیں لے گئے، وہ قسم کھا کر کہنے لگا کہ جس طرح حضرت نے بیان فرمایا ہے ایسا ہی ہوا ہے۔
مرد صالح احمد بن سالم بافضل کہتے ہیں کہ محمد بن عیسیٰ بانجار نے مجھے تحائف دے کر حضرت ابو بکر مذکور کی خدمت میں بھیجا میں نے جونہی پہنچ کر سلام عرض کیا تو جو کچھ میرے پاس تحائف تھے ان کی تفصیل بھی بتادی اور جو کچھ مجھ پر گزری تھی وہ بھی بتادی۔ ہدیہ مذکور میں سے کچھ کے متعلق حکم دیا کہ وہ فلاں شخص کو دے دو حالانکہ میرے پاس جو ہدایا تھے وہ اللہ کریم کے بغیر کسی کو معلوم نہ تھے جب شیخ عمر بن احمد عمودی آئے تو ان کی بے پناہ عزت کی اور عظمت بخشی جب انہوں نے دیکھا کہ شیخ ابو بکر کے پاس تو طعام کی بڑی کثرت ہے تو اپنے جی میں کہا یہ سب اسراف ہے حضرت شیخ نے فرمایا ہم تو لوگوں کا احترام کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اسراف ہے یہ سنتے ہی عمودی نے توبہ کی۔

دست پیراز غائباں کوتاہ نیست

آپ کے جس کسی مرید کو درد و کرب اور شدت مصیبت آلیتی اور وہ آپ سے طالب امداد ہوتا تو آپ کی امداد سے محروم نہ رہتا۔ امیر مرجان بن عبداللہ، عامر بن عبدالوہاب کے آزاد کردہ غلام سے ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں صنعاء اولی کے پڑاؤ میں تھا دشمن نے ہم پر حملہ بول دیا میرے ساتھی تتر بتر ہو گئے اور زخموں سے چور ہو گئے مجھے ہر طرف سے دشمنوں نے گھیر لیا میں نے اس وقت اپنے مرشد شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ سے مدد مانگی، اللہ کریم کی قسم! میں نے آپ کو دن دہاڑے اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھا آپ نے میرے گھوڑے کے ماتھے کو بالوں سے پکڑا ان کے درمیان سے مجھے اٹھا کر گھر پہنچا دیا لیکن گھوڑا مر گیا۔
داؤد بن حسین حبانی کہتے ہیں مجھے ایک جگہ حکمران طبقے کے ایک فرد نے بہت تنگ کیا میں کئی دنوں تک اس کے شر سے بچنے کے لئے سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتا رہا میں نے ایک رات خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا "تو یا ابا بکر بن العیدروس! کہہ" (یعنی ان سے استغاثہ کر) میں نے یہ جملہ کہا، تو مجھے کہا گیا اب وہ شخص تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عیدروس کون ہیں؟ میں نے جب آپ کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ عدن میں رہتے ہیں جب میں ملنے کے لئے آپ کے پاس پہنچا تو میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی آپ نے سب کچھ بتا دیا۔
بزرگ عالی مقام حضرت محمد بن احمد وطب کہتے ہیں کہ میں سرزمین حبشہ میں مسافر تھا چوروں نے مجھ پر اچانک حملہ کر دیا اور میرے خچر اور ساز و سامان پر قبضہ جما لیا اور مجھے مار دینا چاہا میں نے حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی، تین دفعہ میں نے کہا "یا ابا بکر بن العیدروس!" دفعۃً ایک عظیم مرد سامنے آیا اور خچر اور سامان مجھے واپس دے کر فرمایا، جہاں چاہیں چلے جائیں۔

سپرد خدا

جہاز ڈوبنے سے بچ گیا

نعمان مہری کہتے ہیں میں ایک جہاز میں سرزمین ہند کی طرف جا رہا تھا جہاز پھٹ گیا لوگ چیخنے چلانے لگے اور اپنے اپنے مشائخ سے استغاثہ کرنے لگے میں نے اپنے مرشد ابو بکر سے مدد چاہی مجھے اونگھ آ گئی میں نے حضرت کو دیکھا کہ ہاتھ میں

رومال لے کر جہاز کے پھٹے ہوئے حصہ کی طرف بڑھ رہے ہیں میں خوشی سے بیدار ہو گیا اور بلند آواز سے پکارا او جہاز کے سوارو! نجات وفلاح کی مبارک ہو، لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں نے جو کچھ دیکھا تھا انہیں بتادیا لوگوں نے دیکھا تو جہاز کے پھٹے ہوئے حصے رومال سے بند ہو چکے تھے، آپ کی کرامات لاتعداد ہیں، آپ کا وصال یمن کے علاقہ عدن میں ۹۱۴ھ میں ہوا وہاں ہی آپ کا مزار ہے ہر طرف سے لوگ زیارت کے لئے امڈے آتے ہیں۔ یہ سب واقعات ''المشرع الروی'' میں مذکور ہیں۔ آپ کے بے شمار مناقب جلیلہ اور کرامات باہرہ وظاہرہ کا کتاب مذکور میں ذکر ہے اگر ضرورت ہو تو وہاں سے ملاحظہ فرمائیں، اللہ کریم آپ سے راضی ہو، اور ہمیں سب مسلمانوں سمیت آپ کی برکات اور آپ کے اسلاف واخلاف کی برکات سے نوازے کہ یہ سب لوگ طیب وطاہر ہیں، آمین

حضرت ابوبکر بن وفا حلبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صریح مکاشفات والے ولی تھے۔

درگاہ ولی کا کتا

ایک خاتون کے لڑکے کو فرنگیوں نے قیدی بنالیا وہ مرغی پکا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی جب آپ کو پیش کی تو آپ نے پکی ہوئی مرغی لی اور ہنس پڑے اپنے سرخ رنگ کے کتے کی طرف اسے پھینک دیا جب وہ خاتون اپنے گاؤں واپس پلٹی اور گھر آ کر بیٹھی تو کسی نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ دروازہ کھولنے کے لئے بڑھی تو اس کا لڑکا سامنے موجود تھا ماں نے بیٹے سے ساری بات سنانے کو کہا اس نے بتایا مجھے اس فرنگی نے جس کی میں قید میں تھا روٹی پکوا کر لانے کو کہا میں روٹی پکوانے کے لئے نکلا تو راستے میں مجھے ایک سرخ رنگ کا کتا ملا اور مجھ پر جھپٹا، روٹی گر گئی اور مجھے خود فراموشی نے آلیا جب میرے حواس بحال ہوئے تو خود کو یہاں موجود پایا، عورت نے ایک اور پرندہ پکایا اور لے کر حضرت کا شکریہ ادا کرنے کے لئے دربار کی طرف چلی۔ حضرت مسجد سے اس کی طرف نکلے اور اسے دھتکار دیا اور اسے واقعہ سنانے کی اجازت تک نہ دی اس کا وہ لڑکا حضرت کی برکت سے مقام مجذوبیت پا گیا۔

شیخ محمد عجمی کی داڑھی میں جب سفید بال آنے لگے تو انہوں نے سفید بال اکھاڑ دینا چاہے لیکن انہیں اس بارے میں تردد ہوا پھر وہ حضرت شیخ ابوبکر کی زیارت کے لئے چل پڑے جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو حمام آیا اور سامان رکھا تاکہ حضرت کے سر کے بال مونڈے آپ نے اسے کہا پہلے یہ کپڑا وغیرہ اس شخص (محمد عجمی) کے کندھوں پر ڈالیں اور اس کی داڑھی کے سفید بال چن لیں۔ شیخ عجمی نے کہا نہیں جناب! میرے بال نہ اکھاڑے جائیں، کہتے ہیں آپ نے مجھ پر سخت نظر ڈالی میں ڈر گیا آپ نے فرمایا، آپ یہ اور یہ چاہتے ہیں، میں نے یہ سن کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ آپ کا وصال ۹۹۱ھ میں قریباً اسی سال کی عمر میں ہوا۔

حضرت ابو بکر بن سالم بن عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

آپ عینات کے رہنے والے ایک مشہور ولی خدا ہیں بڑے بڑے اصفیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ علماء کے بھی امام ہیں، آل باعلوی کے سادات میں آپ کا ارفع مقام ہے آپ نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے دلوں کے بھید کھول دیئے آپ کے شیخ جناب معروف باجمال کی ایک جماعت کی بہت سی اشیاء کا مکاشفہ فرما دیا جو انہوں نے آپ سے مخفی رکھی ہوئی تھیں۔ وہ یہ دیکھ کر سب آپ کی طرف پلٹے اور آپ کے سامنے اطاعت کیش ہو گئے۔

آپ کا ایک مرید تریم میں ایک گھر بنانا چاہتا تھا اس نے گھر بنایا بلکہ پہلے اپنے مرشد سے مشورہ لینا چاہا وہ اس خیال میں ہی تھا کہ آپ کا قاصد تعمیر کا حکم لے کر آ گیا جونہی اسے خیال آیا تھا تو اسی لحہ حضرت نے قاصد کو عینات سے روانہ فرما دیا تھا۔

ایک صاحب رات بھر چکی پیستے رہتے تھے اس کا خرچ ختم ہو گیا اور محتاجی کی وجہ سے کوئی چیز خرید نہ سکے حضرت نے ان کی طرف تھوڑی سی قشر (چھلکا) بھیجی اور فرمایا اس سے کچھ پکا لینا اور جب کوئی بات ہو تو اسے استعمال کر لینا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور وہ کئی سالوں تک اسی طرح کرتا رہا۔ اسے پھر رات کی بیداری مشکل نہ رہی۔

جہاز ساحل پر جا لگا

ایک شخص ہندوستان سے کچھ تاجروں کے ساتھ نکلا وہ مخا کی بندرگاہ کی طرف جانا چاہتے تھے مخالف ہوا چلنے لگی کیونکہ خوشگوار ہوا کا موسم ختم ہو رہا تھا۔ یہ سب لوگ تھک ہار گئے اور پروگرام بنایا کہ ہندوستان کی طرف واپس چلے جائیں۔ آپ کے اس خادم نے خواب میں آپ کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ جہاز والوں کو کہہ دو وہ نذریں مانیں اور بشارتیں پائیں۔ وہ شخص جاگ گیا اور خواب بتایا۔ ہر شخص نے اپنی طاقت کے مطابق نذر مانی، پھر خوشگوار ہوا چلی جس نے انہیں مخا کی بندرگاہ تک پہنچا دیا۔ سب لوگوں نے اپنی نذریں آپ کے خادم کو دیں وہ لے کر عینات میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ لیکن خادم کے بولنے سے پہلے حضرت نے ساری باتیں اسے بتا کر فرمایا: نذریں پیش کر، وہ کہنے لگے نذرانہ بھی آپ بتلائیں آپ نے جواباً سب چیزیں گن کر بتا دیں۔

سرداروں کی ایک جماعت تریم شہر سے اپنی کھجوروں کا پھل لے کر عجز کی طرف گئے اور انہوں نے پہلے حضرت کی زیارت کا ارادہ کیا جب آپ کے پاس سے اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا آج ہمارے پاس ہی رہو۔ وہ کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ وہاں جا کر کھجوریں لیں اگر ہم یہاں رہے تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ آپ نے فرمایا یہ کھجوریں تو وہاں سے چن لی گئی ہیں اور تریم پہنچ چکی ہیں۔ معاملہ ایسا ہی تھا جیسا آپ نے فرمایا۔

دنیا تو پیالہ کی طرح سامنے ہے

ایک بدوی آدمی کا اونٹ گم ہو گیا اس نے تلاش کیا لیکن نہ ملا حضرت کے کسی خادم نے اسے کہا تیرے اونٹ کا پتہ میرے مرشد جانتے ہیں۔ بدوی نے آ کر یہ بات آپ کو بتائی آپ نے خادم کو بلایا اور اس سے اس بارے میں پوچھا خادم

نے جواب دیا میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دنیا میرے سامنے یوں ہے جیسے کسی کے سامنے پیالہ ہو اور یہ واضح بات ہے کہ بدوی کا اونٹ بھی اسی دنیا کے اندر ہے۔ حضرت نے اسے ڈانٹ پلائی اور بدوی کو کہا اپنا اونٹ فلاں گھاٹی میں جا کر تلاش کرو شائد تجھے مل جائے وہ گیا تو اونٹ وہاں ہی تھا۔

آپ نے عمر بن بدر کثیری کو جیل میں پیغام بھیجا اور بشارت دی کہ وہ جیل سے نکل کر گورنر بنے گا۔ وہ پیغام پہنچے تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اسے جیل سے نکال کر حضر موت اور اس کے اردگرد کا گورنر بنا دیا گیا۔ آپ کی اتنی کرامات ہیں کہ کئی تاریخی کتابوں میں لکھی جا سکتی ہیں۔ آپ ۹۹۲ھ میں عینات میں وفات فرما گئے آپ کا مزار مشہور و معروف ہے۔ جو حضر موت کے علاقہ کے گاؤں میں ہے جو تریم سے آدھے دن کی مسافت پر واقع ہے ہم نے یہ سب کچھ کتاب ''المشرع الروی'' سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو بکر بن ابی القاسم رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ سید شریف یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے روشن قبے کے مکین تھے اور مشائخ طریقت میں سے ایک تھے آپ کی کرامات کا بڑا چرچا تھا اور آپ کے احوال محافل میں ذکر کئے جاتے تھے آپ سے یہ بات مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اور جس کو میں نے دیکھا وہ جنت میں داخل ہو گا میں جب چاہوں گا اسی وقت اللہ کریم کے حکم سے مروں گا اللہ کریم نے مجھے یہ عصمت دی ہے کہ اگر چاہوں تو کھاؤں اور اگر چاہوں تو نہ کھاؤں۔ بقول محبی آپ کا وصال ۱۰۰۲ھ میں ہوا(1)۔

حضرت ابو بکر یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف ربانی ہیں، مکہ مکرمہ میں قیام فرماتے تھے آپ کو ولی معتقد کہا جاتا تھا۔ شیخ محمد المشہور ابن سعد الدین جباوی دمشقی متوفی ۱۰۴۰ھ کہتے ہیں کہ وہ اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مکہ کرمہ میں تھے اور خرچ ختم ہو گیا تھا کچھ شامی ٹکے پاس تھے مگر وہ کھوٹے تھے ایک صبح ہم شدید مضطرب تھے اور قرضہ لینے کے تردد میں تھے کہ حضرت شیخ معتقد وہاں تشریف لائے اور فرمایا بھتیجو! تمہارا کیا حال ہے؟'' آپ سرکنڈے کا کام کرتے تھے اور بیٹھ کر اسی کام میں مصروف ہو گئے جب اٹھے تو فرمایا وہ چالیس کھوٹے لے آؤ۔ ہمارے پاس ان کے علاوہ اور کچھ تھا بھی نہیں، ہم نے وہ آپ کو پیش کر دیئے۔ آپ ہمارے دلوں کے بھید پا گئے اور دعا فرمائی ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک دلال آیا اور ہم نے اس سے سامان وغیرہ کا سودا کر لیا۔ (المحبی)

1۔ اولیائے امت صفائے باطنی اور غذائے روحانی کی وجہ سے ظاہری خوراک سے بسا اوقات مستغنی ہو جاتے ہم پیچھے کئی ایسے حضرات کا ذکر کر آئے ہیں ایسے کئی حضرات کا ذکر حضرت امام المشائخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب عوارف المعارف میں کیا ہے، دور حاضر کے مشہور دیوبندی عالم اور دیوبند کے سابق مہتمم قاری محمد طیب صاحب نے اپنی کتاب ایک قرآن کے آخری صفحہ پر بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے مجھے کھانے پینے کی اب ضرورت نہیں رہی صرف اتباع سنت کے لئے کھاتا پیتا ہوں، مولانا نانوتوی فرمائیں تو بات تسلیم کر لی جائے اور امت کا کوئی اور ولی فرمائے تو بات تسلیم نہ کی جائے یہ عجیب سی منطق ہے۔ اولیائے ملت کا کمال ہی یہ ہے، کہ وہ عام بشری راستے سے ہٹ کر عظمت اسلام کا سکہ دلوں پر رواں دواں کرتے ہیں۔ (مترجم)

حضرت ابوبکر معصرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سراپا صلاحیت مجذوب تھے اور دمشق کے رہنے والے تھے۔ شیخ سلیمان صواب کہتے ہیں کہ ہماری آپ سے پختہ دوستی اور سچی محفل تھی۔

عشق جنون خیز کی مستیاں

آخر کار ایک عجیب حالت آپ پر طاری ہوگئی اور آپ میرے ساتھ ہی رہنے لگ گئے میرے ساتھ رات گزارتے اور اپنی مخصوص حالت میں میرے ساتھ اس زبان سے الگ زبان میں بات کرتے جس سے عام لوگوں میں بات کیا کرتے تھے اس دوران وہ لوگوں کی نظروں میں استغراقی کیفیت میں ہوتے مگر میرے لئے استغراق نہ ہوتا ہاں بسا اوقات ان کی زبان سے ایسی باتیں نکل جاتیں جو شعور سے تعلق نہ رکھتیں، ایک دفعہ آپ اسی حالت میں میری طرف آئے آپ لوگوں سے جھگڑ رہے تھے اور گالیاں دے رہے تھے آپ صرف ایسے لوگوں کو ہی سخت سست کہتے جن میں کوئی ظاہری تاویل سخت سست کہنے کے حق میں ہوتی۔ میرے جی میں یہ خیال گزرا کہ آپ ہر حال میں کتنی شدت و مصیبت برداشت فرما رہے ہیں خیال کا آنا تھا کہ آپ میرے سامنے آکر ہنسنے لگ گئے گویا وہ بہت خوش ہیں میرا نام لے کر بلایا اور پھر یہ شعر پڑھا:

لا تحسب المجد تمرا أنت آكله - لن تبدغ المجد حتى تلعق الصبرا

(مجد و شرف کوئی کھجوریں نہیں جنہیں آپ لطف لے لے کر کھاتے رہیں مجد و شرف تک تو اسی وقت رسائی ہوگی جب آپ مشکلات برداشت کریں گے (جب تو مصبر نگل لے گا جو بہت کڑوا ہوتا ہے) (1)۔

پھر وہ شیر بن گئے

شیخ سلیمان کہتے ہیں میں نے اللہ کریم سے سوال کیا کہ مجھے حضرت کا مقام بتایا جائے میں نے اسی رات خواب میں آپ کو شیر کی شکل میں دیکھا۔ پھر آپ اپنی اصلی حالت میں آگئے۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ آپ ابدال میں سے ہیں (کیونکہ اپنی ماہیت کو بدل لیتے ہیں) دن کا آخری حصہ آیا تو میں نے پھر آپ کو اپنی مخصوص حالت و کیفیت میں پایا آپ اس حالت میں ہنس پڑے اور فرمایا آپ نے گزشتہ رات مجھے کس حالت میں دیکھا تھا؟ بقول محبی آپ کا وصال ۱۰۱۴ھ میں ہوا۔

حضرت ابوبکر عبدالقادر محی الدین بکری صدیقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے فاضل اور بابرکت مجذوب تھے۔ علامہ نجم غزی نے آپ کا ذکر اپنی تاریخ میں ضمنی حیثیت سے کیا ہے لوگ آپ کے بہت معتقد تھے، آپ کا کشف بہت واضح تھا لوگ بڑی خوشی سے روپے آپ کو دیتے اور آپ قبول فرماتے تو بہت خوش ہوتے۔ آپ کی ولایت میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ کئی سال پہلے اپنے وصال کی خبر دے دی تھی۔ آپ کے گھر کی دیوار پر وہ تاریخ لکھی ہوئی تھی آپ کا وصال ۱۰۲۰ھ میں ہوا اور بقول محبی شیخ ارسلان کے مزار کے قریب اپنے باپ اور دادا کے

1۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ فقیر آسان چیز نہیں ہے لوگ پتھر مارتے ہیں پیچھے لگتے ہیں تنگ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ (مترجم)

قریب دفن ہوئے۔

حضرت ابو بکر بن مقبول زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شہر لحیہ کے رہنے والے تھے، علم وولایت پر متمکن علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ کرامات وخوارق کے منبع تھے۔

دبدبہ شان ولایت

مروی ہے کہ جب قانصوہ پاشا یمن کی طرف بڑھا تو آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے اس کے سامنے آپ کی چغلیاں کھائی گئیں اور اسے بتایا گیا کہ وہ لحیہ شہر کے مالک ہیں اور پورے ماحول کے سلطان بنے ہوئے ہیں اور بلا خلاف وہاں کے فرد وحید شمار ہوتے ہیں جب تک انہیں قتل نہیں کیا جائے گا آپ (قانصوہ پاشا) کا معاملہ نہیں سدھر سکے گا۔ پاشا کے نمائندے اور اہلکار عصر کے وقت ناپسندیدہ انداز سے آپ کو پاشا کے پاس لے آئے آپ کے شاگرد فقیہ مقبول بن احمد مجب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ تھے جب یہ دونوں پاشا کے پاس پہنچے تو اس نے اس کا استقبال کیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا جب یہ دونوں حضرات بیٹھ گئے تو وہ خاموش ہو گیا نہ بول سکا اور نہ ہی حرکت کر سکا اور سر جھکائے بیٹھا رہا اس کے ساتھی اور فوجی سب کھڑے رہے اور سب پر ہیبت طاری تھی اسی طرح مغرب کا وقت آ گیا آپ نے بادشاہ سے کہا اے قانصوہ! اٹھ اور نماز مغرب پڑھ، وہ متوجہ ہوا اور یوں اٹھا گویا نیند سے بیدار ہوا ہے۔ عرض کرنے لگا حضور والا! کیا آپ کی کوئی ضرورت ہے جسے ہم پورا کر دیں؟ آپ نے فرمایا مجھے تجھ سے کوئی ضرورت نہیں یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے آپ کی عظمت اور بڑھی، جب آپ وہاں سے نکل آئے تو آپ نے اپنے شاگرد فقیہ مقبول کو فرمایا، تم تو شاید اس سے ڈر رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں میں ڈر رہا تھا آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں جب اس کے پاس آیا تو مجھے اللہ کریم نے اس کی ذات اور اس کے سارے لشکر میں تصرف دے دیا تھا۔

میں یہاں نہیں مروں گا

آپ مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گئے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ وفات پا جائیں گے فقیہ صاحب آپ کے پاس آئے بڑے مغموم ہوئے اور مرض کی شدت دیکھ کر انہیں بہت دکھ ہوا وہ اپنے جی میں کہنے لگے یہ تو مرض الموت ہے، جونہی خلیفہ صاحب کو یہ خیال آیا حضرت نے فرمایا مقبول صاحب! ڈریئے مت میں یہاں نہیں مروں گا۔ میری موت لحیہ میں ہو گی آپ کو تکلیف سے آرام مل گیا اور آپ لحیہ تشریف لے آئے۔ لحیہ والے آپ کے قدوم میمنت لزوم پر بے حد خوش ہوئے انہوں نے خوشی میں اپنی عادت کے مطابق خواتین کو اکٹھا کیا تا کہ خوشی کا اظہار کر سکیں آپ نے اپنی بچیوں کو بلا کر فرمایا ''تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ میں تو یہاں صرف اس لئے آیا ہوں کہ یہاں مروں اور میری موت جلدی ہونے والی ہے'' جب لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ رونے لگ گئے۔ آپ نے تقریباً نوے ۹۰ سال کی عمر میں ۱۰۴۲ھ میں وصال فرمایا اور بقول المحبی اپنے دادا حضرت احمد بن عمر زیلعی کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت ابوبکر شلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ''المشرع الروی'' کے مصنف محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں آپ ہمارے سادات آل باعلوی کے علماء و صوفیاء کے ایک عظیم فرد ہیں۔ آپ جب کسی کے لئے دعا فرماتے تو آپ کی دعا اللہ کریم قبول فرماتے اور اس کی خواہش پوری ہو جاتی۔ اگر آپ کے وسیلے سے کوئی آدمی اللہ کریم سے التجا کرتا تو اس کی مراد و خواہش پوری ہو جاتی، جس نے آپ سے دشمنی کی وہ واپس آپ کی خدمت میں معذرت خواہ ہوا، جس نے آپ کے خلاف کوئی چال چلی وہ خود اس چال کا شکار ہو گیا۔ ایسے واقعات لاتعداد دفعہ لوگوں کو پیش آئے۔ آپ کے صاحبزادے سے بہت سے معتبر لوگوں نے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ وہ فرماتے تھے مجھے اکثر یہ واقعہ پیش آیا کہ میں نے آپ سے دور کوئی کام کیا اور کام اطاعت کا ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے اور اگر کام صرف کھیل کود تک محدود رہا تو آپ ملاقات کے وقت ناراضگی سے ملے حالانکہ آپ مجھ سے کام کرتے وقت غائب تھے۔ میں نے ہندوستان کی طرف سفر کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا ''میں سمجھتا ہوں کہ میرے وصال کی مدت قریب آ گئی ہے اور میری خواہش ہے کہ تم میری وفات کے وقت میرے پاس رہو'' میں نے عرض کیا، کیا میں سفر پر نہ جاؤں؟ فرمانے لگے ''سفر کیجئے میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں جو اللہ کریم چاہے گا وہی ہوگا'' پھر ایسا ہی ہوا جس کا ذکر آپ نے فرما دیا تھا آپ کا وصال ۱۰۵۳ھ میں تریم شہر میں ہوا اور زنبل کے قبرستان میں آپ مدفون ہوئے۔ (المشرع الروی)

حضرت ابوبکر بن احمد قعود نسفی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلۂ طریقت رفاعی تھا علمائے ظاہر و باطن کے اکابر میں شامل تھے آپ بیت المقدس تشریف لائے اور وہاں عارف ربانی شیخ محمد علمی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ رفاعیہ حاصل کیا آپ قسطنطنیہ اور دمشق گئے وہاں وزیر اعظم رستم پاشا کا لڑکا محمد پاشا وزیر اور محافظ مقرر ہو چکا تھا اور آپ کی بے حد عزت و تکریم کی۔

تم وزیر اعظم بنو گے

جب آپ روم میں تھے تو اسے وزارت عظمیٰ کی بشارت دے کر فرمایا تھا کہ دمشق میں تجھے شاہی فرمان ملے گا اور دن بھی متعین فرما دیا تھا، جب اسے اطلاع ملی تو آپ کو بلوایا اور کہا ہمیں تو حکومت کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ ہمیں مصر کی ولایت پر مامور کیا جا چکا ہے۔ آپ نے تھوڑی دیر سر جھکا لیا پھر فرمایا: وزارت کا حکمنامہ بھی دمشق کی حدود میں پہنچ چکا ہے اور دوسرے دن پھر فرمان بھی مل گیا، وزیر فرمان لے کر روم چلا گیا اور آپ دمشق میں ٹھہرے رہے کچھ عرصہ بعد دمشق سے روم تشریف لے گئے تو وزیر اعظم نے بے حد احترام کیا اور آپ کی خدمت میں بہت سامال پیش کیا اور مصر میں جاگیر ضرورت کے مطابق متعین کر دی۔

نوٹ

یاد رہے کہ مسلمان اپنے دور حکومت میں ان علاقوں کو جو انہوں نے رومیوں سے فتح کر کے قبضے میں لئے تھے، روم ہی کہتے ہیں، ترکی کا علاقہ رومیوں کا مرکز تھا لہٰذا ہمارے مورخ، فقہاء اور علماء اس علاقہ کو سلطنت روم کے نام سے ہی پکارتے

تھے یہاں روم سے مراد سلطان ترکی کی حکومت ہے جس کا وزیر اعظم مذکورہ بالا شہزادے کو بن جانے کی خوشخبری حضرت دے رہے ہیں۔ (مترجم)

اس انداز کی بہت سی باتیں آپ سے منقول ہیں۔ آپ مصر میں کسی وزیر کی محفل میں تھے وزیر نے ایک موٹی سی کتاب لی اور اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے کھولا اور آپ کو کہا دونوں حصوں کی مقدار کیا ہے؟ آپ نے فوراً صحیح جواب دیا (یعنی صفات تک بتا دیئے) بقول محبی آپ کا وصال ۱۰۶۲ھ میں ہوا اور مجاورین کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت ابوبکر بن احمد زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ لحیہ کے رہنے والے عظیم المرتبت ولی ربانی اور اصفیاء کے سرخیل تھے۔ صرف ایک ہتھیلی بھر آٹے سے ستر آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا۔ بقول زبیدی آپ غیب کی صحیح خبر دیتے تھے۔

حضرت ابوبکر المعروف دوہل بن محمد عینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صالح، زاہد اور عابد انسان تھے امور دنیا سے غیر متعلق تھے۔

معتبر لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے سرکار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا سینہ چیرا اور اس سے ایک لوتھڑا نکال دیا میرا خیال ہے کہ وہ نفس تھا۔ ولایت کے آثار آپ پر ظاہر تھے لوگ آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور آپ پر اعتقاد رکھتے تھے امراء وغیرہ آپ کی سفارش پایا کرتے تھے۔ یہ بات مشہور تھی کہ جو آپ کی سفارش نہ مانتا وہ جلدی سزا پا لیتا اسی بنا پر کوئی آپ کی سفارش رد کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ آپ کی دعا مقبول تھی۔ لوگ ہر طرف سے زیارت، تبرک اور تلاش دعا میں آپ کی طرف لپکتے آتے تھے آپ لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور وہ جلدی دعا کی برکات دیکھ لیتے جب بھی دعا فرماتے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے دعا میں اتنا استغراق ہوتا گویا بے ہوش ہیں۔ (زبیدی)

حضرت ابوبکر بن عیسیٰ فقیہ زیلعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کرامات اکابر اولیاء ربانی میں شامل ہیں۔ آپ پر اکثر استغراقی کیفیت طاری رہتی۔ غیب کی خبریں دیا کرتے تھے اور شدائد میں لوگ آپ کے پاس آیا کرتا تھے۔ شہر جلاب کے لوگ جب کبھی سمندری سفر کرتے اور کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو آپ کا ذکر کرتے اور آپ کے لئے بطور نذرانہ کسی چیز کا تعین کرتے تو وہاں آپ کو سامنے دیکھ لیتے اور آپ کی برکت سے اللہ کریم انہیں نجات دے دیتا جب وہ لوگ آپ کے شہر لحیہ واپس آتے تو آپ خود ان سے اپنا نذرانہ مانگ لیتے۔

آپ کے والد آپ کی وفات کے بعد اپنے ایک دوست کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ ابوبکر کی وفات کے بعد ہمیں تنگدستی نے آلیا ہے حالانکہ ان کی زندگی میں ان کی طرف سے ہمیں وسیع رزق مل جایا کرتا تھا دوست نے سن کر کہا ان شاء اللہ ان کی برکت جلدی ہی آپ کی دستگیری کرے گی کیونکہ ان لوگوں کی مدد زندگی اور موت میں برابر جاری رہتی ہے آپ کے والد

دوست کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے ابھی ایک ساعت بھی نہیں گزری تھی کہ ایک شخص نے آ کر ان سے ان کے صاحبزادے (حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق پوچھا آپ نے اسے فرمایا کہ وہ وصال فرما گئے ہیں اس نے آپ کے لئے بہت سے مال کی نذر مان رکھی تھی وہ آپ کے والد کو پیش کر گیا۔

معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ جب وہ آپ کا جنازہ لے کر چلے تو بے شمار پرندوں نے جنازے پر سایہ کر دیا اور لاتعداد آوازیں سنائی دینے لگیں لوگوں پر خشوع وخضوع طاری ہو گیا۔ آپ اپنے والد کی زندگی میں جوانی کی رعنائیوں میں وصال فرما گئے۔ بقول المحبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۱۰۷۰ھ سے کچھ سال بعد ہوا۔

ابوالبیان قرشی دمشقی کا ذکر باب محمد میں ہو چکا ہے اور ابوتراب نخشبی کا ذکر ان کے اپنے نام عسکر بن حصین کے ذیل میں ہو گا۔

ابوالثریا رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ تھے اور صلحاء کے اکابر اور عامل علماء کے افاضل میں شامل تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر تھے لوگ آپ کے پاس صدقات لاتے کہ آپ غرباء پر تقسیم فرما دیں۔ آپ سب صدقات ایک جگہ پر رکھ دیتے جب کوئی محتاج آدمی آتا تو آپ اسے فرماتے آج کے دن کا اپنا اور اپنے گھر والوں کا خرچہ لے لے وہ اپنے ہاتھ سے لے لیتا اگر زیادہ لیتا تو بقول علامہ سخاوی اسے اٹھا نہ سکتا۔

ابوالثور جن کا مزار قدس کے باہر ہے، احمد کے ذیل میں مذکور ہوں گے۔ اور ابوجعفر طحاوی کا ذکر باب محمد میں ہو چکا ہے۔

حضرت ابوجعفر حداد رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری فرماتے ہیں میں نے یہ بات شیخ ابوعبدالرحمن سلمی سے سنی انہوں نے یہ واقعہ ابوالعباس بن خشاب سے سنا وہ حضرت محمد بن عبداللہ فاغانی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خود حضرت ابوجعفر حداد سے سنا انہوں نے بیان فرمایا: میں ثعلبیہ شہر میں اس وقت آیا جب وہ برباد ہو چکا تھا اور میں سات دنوں سے بھوکا تھا کچھ بھی تو نہیں کھایا تھا میں قبہ میں داخل ہو گیا کچھ خراسانی لوگ بھی آئے جو بھوک کی مصیبت میں مبتلا تھے انہوں نے بھی قبے کے دروازے پر ڈیرے ڈال دیئے ایک بدوی ایک سواری پر سوار آیا اور خراسانیوں کے سامنے کھجوریں ڈال کر چلا گیا وہ کھانے لگ گئے اور مجھے کچھ بھی نہیں کہا مگر بدوی نے مجھے نہیں دیکھا تھا ایک ساعت گزری تو پھر اچانک بدوی آیا اور ان سے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں یہ قبے کے اندر ایک آدمی ہے بدوی قبے کے اندر آیا اور کہا آپ بھی عجیب ہیں آپ کیوں نہ بولے میں یہاں سے چلا گیا تو مجھے ایک انسان ملا اور کہا تم ایک انسان کو کھلائے بغیر ہی چھوڑ آئے ہو اور مجھے آگے نہیں جانے دیا، میرے لئے تو راستہ تمہاری وجہ سے طویل ہو گیا ہے کیونکہ مجھے کئی میل دور سے واپس پلٹنا پڑا ہے وہ میرے سامنے بہت سی کھجوریں رکھ کر چلا گیا میں نے خراسانیوں کو بلایا اور ان کے ساتھ مل کر کھجوریں کھائیں۔

حضرت ابوجعفر عرینی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ایک ہیں وہ فرماتے ہیں:

ان پڑھ عالم

آپ ان پڑھ بدوی تھے حساب و کتاب سے بالکل ناواقف تھے لیکن جب علم توحید کے متعلق گفتگو فرماتے تو پھر ان کی باتیں قابل سماع ہوتیں ہمیشہ قبلہ کی طرف باوضو ذکر خداوندی میں مشغول رہتے اور عام طور پر روزہ دار ہوتے، فرنگیوں نے آپ کو قید کر لیا اس کی اطلاع بھی آپ نے پیشگی دے دی تھی آپ نے قفل کے رہنے والوں کو بتایا تھا کل سب لوگ قید ہو جائیں گے صبح دشمن نے حملہ کیا اور سب کو قید کر دیا۔ ایک کرامت ملاحظہ ہو۔

بارش میں بھی خشک رہے

آپ اشبیلیہ میں تھے تو آپ سے کہا گیا کہ قصر کتامہ کے لوگوں کو بارش کی شدید ضرورت ہے آپ وہاں جائیں اور بارش کی دعا مانگیں شاید انہیں اللہ آپ کی دعا سے بارش عطا فرمائے آپ اس بات کے لئے اپنے محمد نامی خادم کو ساتھ لے کر چلے سامنے سمندر حائل تھا اور آٹھ دنوں کی مسافت تھی آپ کے ایک ساتھی نے عرض کیا آپ یہاں ہی دعا فرما دیں آپ نے فرمایا مجھے وہاں جانے کا حکم دیا گیا ہے آپ چل پڑے جب آپ قصر کتامہ کے قریب پہنچے اور شہر سامنے آ گیا تو آپ کو وہاں داخل ہونے سے روک دیا گیا آپ نے شہر والوں کی بے خبری میں ان کے لئے دعا کی اسی وقت اللہ کریم نے بارش عطا فرما دی۔ آپ وہیں سے واپس ہوئے اور شہر میں داخل ہوئے بغیر لوٹ آئے آپ کے ساتھ جانے والے خادم محمد نے بتایا جب اللہ کریم نے بارش نازل فرمائی تو ہمارے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بارش برس رہی تھی ہم چلتے جا رہے تھے مگر ہم پر کوئی بوند نہیں پڑ رہی تھی۔ (روح القدس از امام ابن عربی)

رزق بحساب

میں نے آپ سے پوچھا کہ آغاز کار میں اللہ کریم سے آپ کا معاملہ کیسا ہوا؟ فرمانے لگے میرے گھر والوں کا سالانہ خرچ آٹھ عدل انجیریں تھیں ایک عدل سو رطل (رطل قریباً آدھ سیر) کا ہوتا ہے جب میں خلوت میں اللہ کریم کا جلیس بنا تو میری بیوی چلائی زبان طعن دراز کی اور کہنے لگی اٹھو، کام کاج کرو اور بچوں کا سال کا خرچہ پورا کرو میرا دل بہت کبیدہ ہوا میں نے عرض کیا "اے میرے پروردگار! یہ خاتون آپ کے اور میرے درمیان حائل ہو رہی ہے اور مجھے تھکاتی رہے گی اگر آپ میری ہم جلیسی کو پسند فرماتے ہیں تو مجھے اس کے غم و اندوہ سے راحت دلائیں اور اگر آپ مجھے ہم نشین نہیں بنانا چاہتے تو مجھے بتا دیں۔ فرماتے ہیں میرے اندر سے حق نے آواز دی: "اے احمد! ہمارا ہمنشین رہ اور کہیں نہ جا، ابھی یہ دن نہیں گزرے گا کہ تیرے پاس بیس عدل (بوریاں) انجیریں دو سالوں کے خرچہ کے لئے پہنچ جائیں گی" ابھی ایک ساعت بھی نہیں گزر رہی تھی کہ ایک آدمی اپنے کندھے پر ہدیہ کے طور پر ایک عدل انجیریں اٹھا کر مجھے پکار رہا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا بیس میں سے ایک تو مل

گئی، ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ بیس بوریاں اور میرے پاس پہنچ چکی تھیں بیگم صاحبہ اور بچے خوش ہو گئے، خاتون نے میرا شکریہ ادا کیا اور خوش ہو گئی۔

میں (ابن عربی) نے صبح کی نماز آپ کے ساتھ اپنے دوست اور پسندیدہ شخص ابو عبد اللہ خیاط المعروف عصاد اور ان کے بھائی ابو العباس احمد حریری کے گھر پڑھی، امام نے قرأت میں سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ کی تلاوت کی جب انہوں نے پڑھا: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ (النباء) (کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا)۔ تو میں امام کی قرأت سے یوں غائب ہوا کہ میں نے کچھ بھی نہ سنا میں نے اس دوران اپنے شیخ ابو جعفر مذکور کو یہ کہتے سنا مہاد سے مراد عالم اور اوتاد سے مراد مؤمن ہیں مہاد مؤمن ہیں اور اوتاد عارف ہیں۔ مہاد عارف ہیں اور اوتاد نبی ہیں، مہاد نبی ہیں اور اوتاد رسول ہیں یہ سن کر میں خود فراموشی سے خود آگاہی کی طرف پلٹا۔ مگر اس وقت تک امام یہاں تک پڑھ چکے تھے: وَقَالَ صَوَابًا ۞ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ (النباء) (اور اس نے ٹھیک بات کہی) جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے پوچھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ان کے دل کے کھٹکے تھے جو میں مشاہدہ کر رہا تھا۔

ایک شخص نے آپ کو ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا چھری اس کے ہاتھ میں تھی حضرت خود اس کے آگے گردن پھیلا رہے تھے آپ کے ساتھیوں نے اسے پکڑنا چاہا تاکہ ذبح نہ کر سکے آپ نے انہیں کہا جس کا اسے امر ہے کرنے دو، وہ چھری گردن پر چلانے کے لئے پکڑتا مگر اللہ چھری کو اس کے ہاتھ میں گھما دیتا اس نے چھری پھینک دی اور توبہ کرتے ہوئے خود کو ان کے سامنے پھینک دیا (یہ سب واقعات سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب روح القدس میں بیان فرمائے ہیں)۔

حضرت ابو جعفر بن برکات رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ شیخ ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ان کا ارشاد ہے کہ مجھے یہ واقعہ منصور بن عبد اللہ نے بتایا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو جعفر بن برکات رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ بات سنی وہ کہتے تھے میں ہمیشہ فقرائے ربانی کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا مجھے بطور نذرانہ (فتوح) ایک دینار ملا میں نے چاہا کہ فقراء کو پیش کروں پھر جی میں یہ خیال آیا مجھے اس کی زیادہ ضرورت ہے لہٰذا فقیروں کو نہیں دینا چاہئے مجھے داڑھ میں شدید درد شروع ہو گیا میں نے داڑھ نکلوا دی، پھر دوسری کو درد ہوا میں نے اسے بھی نکلوا دیا، ہاتف نے مجھے آواز دی اگر تو فقراء کو دینار نہیں دے گا تو تیرے منہ میں کوئی دانت باقی نہیں رہے گا۔ (سب اکھاڑنے پڑیں گے)۔

حضرت ابو جعفر ناطق رحمۃ اللہ علیہ

قاضی بن مبشر نے واقعہ بیان کیا ہے کہ امیر بہاء الدین قراقوش نے آپ کی قبر کے مقام کو کھودنا چاہا جب کچھ حصہ امراء کے کارندوں نے کھودا تو قبر کے اندر سے قراقوش کو آواز آئی، اپنا ہاتھ روک لے، اس آواز پر امیر کا ہاتھ خشک ہو گیا حاضرین نے اس سے پوچھا آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے اس قبر سے کچھ آواز سنی ہے اور میں جونہی کھدائی کرنے کا

ارادہ کرتا ہوں میرا ہاتھ رک جاتا ہے۔ بقول علامہ سخاوی آپ کی قبر مصر میں سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے راستے میں آتی ہے۔

حضرت ابو جعفر مجذوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ متقی، نیک، ضعیف، قوی ولی تھے جو مخفی رہنے کو پسند فرماتے ہیں۔ بڑے مرتبے والے مگر خضوع پسند تھے حق ان کا مددگار اور کارساز تھا۔

ضعیف مگر قوی سے بڑا طاقتور

آپ کے لئے طی ارضی (زمین کا لپٹ جانا اور سکڑ جانا) کی کرامت ثابت تھی ابو الحسن دراج کہتے ہیں کہ جب ہر سال حج کا پروگرام بناتا تو پیدل چلنے والے فقیروں کی ایک جماعت میرے ساتھ ہوتی کیونکہ میں راستے اور پانیوں کے مقامات سے باخبر تھا ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ میں اکیلا سفر حج کے لئے نکلا میں نے ایک مجذوم (کوڑھی) شخص کو مسجد فارسیہ میں دیکھا اس نے مجھے ساتھ چلنے کے لئے کہا، میں نے جی میں خیال کیا میں نے طاقتور اور صحت مند لوگوں کو چھوڑا اور اپنے جیسے جذام کے مارے کی آزمائش میں آپڑا۔ میں نے اسے کہا میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا، اس نے کہا بھائی! چلیں میں نے جواب دیا، خدا کی قسم! میں آپ کے ساتھ نہیں چلوں گا وہ کہنے لگا ''اللہ تعالیٰ ضعیف کے لئے وہ کچھ کردے گا کہ قوی حیران رہ جائے گا'' میں نے کہا جی ہاں، میں اس جی ہاں سے گویا انکار کر رہا تھا میں اسے چھوڑ کر چلا گیا میں مسجد مغیثہ میں جا کر اترا تو اسے وہاں مسجد کی محراب میں بیٹھے پایا، اس نے مجھے سلام کیا اور کہا ''ابو الحسن! اللہ تعالیٰ ضعیف کے لئے وہ کچھ کردے گا کہ قوی حیران رہ جائے گا'' مجھے اس کے معاملہ میں وسواس نے آلیا مگر میں اسے چھوڑ کر آگے چلا گیا پھر میں فرعا پہنچا وہاں بھی وہی حال تھا کہ وہ مسجد میں بیٹھا ہوا مجھے ملا اور پھر کہنے لگا ابو الحسن! اللہ تعالیٰ ضعیف کے لئے وہ کچھ کردے گا کہ قوی حیران رہ جائے گا'' میں منہ کے بل اس کے سامنے لیٹ گیا اور عرض کرنے لگا، جناب والا! میری معذرت قبول فرمائیں میں نے غلطی کی ہے، میں نے ان سے صحبت میں رہنے کی درخواست کی وہ فرمانے لگے آپ تو قسم کھا چکے ہیں کہ میرے ساتھ نہیں چلیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ آپ کی قسم تڑواوں، میں نے کہا ہر منزل میں مجھے ملاقات کا شرف تو دیں گے، انہوں نے کہا یہ بات ہوتی رہے گی، اب میری تھکن اور بھوک ختم ہو چکی تھی وہ ہر منزل میں مجھے ملتے رہے اور جب میں مدینہ طیبہ میں پہنچا تو وہ غائب ہو گئے اور مجھے نہ مل سکے، میں جب مکہ مکرمہ آیا تو بڑے بڑے مشائخ سے اس بات کا ذکر کیا انہوں نے مجھے حقیر سمجھا فرمانے لگے ہم سب کے سب تو اللہ کریم سے ان کی ملاقات کی التجا کرتے رہتے تھے (اور تم نے یوں لاپرواہی کا ثبوت دیا ہے) اب اگر وہ ملیں تو انہیں نرمی اور تلطف سے پیش آئیں شاید اس طرح ہماری بھی ان سے ملاقات ہو سکے، میں نے انہیں منیٰ اور عرفات میں ڈھونڈا لیکن وہ نہ مل سکے قربانی کے دن جب میں جمرہ کو کنکریاں مار رہا تھا تو مجھے ایک آدمی نے پیچھے سے کھینچا اور کہا ''ابو الحسن! السلام علیک'' میں نے دیکھا تو وہ حضرت مجذوم ہی تھے میں بے ہوش ہو کر گر گیا ہوش آیا تو انہیں موجود نہ پایا۔ میں نے اپنے دوستوں کو یہ واقعہ بھی بتادیا وہ بہت ناراض ہوئے، جس دن میں نے مکہ مکرمہ سے حج کے بعد الوداع ہونا تھا میں کعبہ مکرمہ میں

گیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنے لگ گیا ایک شخص نے مجھے پھر پیچھے سے کھینچا یہ حضرت مجذوم ہی تھے فرمانے لگے تجھے قسم دلاتا ہوں کہ شور نہ کرو میں نے عرض کیا میں آپ سے دعا کا طالب ہوں فرمانے لگے جو چاہیں اللہ کریم سے مانگیں، میں نے ان کی موجودگی میں تین دعائیں مانگیں اور وہ آمین کہتے رہے۔ پہلی دعا یہ تھی میں نے عرض کیا ”میرے پروردگار! فقر کو میرا محبوب بنا دے“ دوسری دعا یوں کی ”اے اللہ! مجھے ایسا نہ بنا کہ رات آئے تو دوسرے دن کی غذا کا ذخیرہ میرے پاس ہو“ تیسری دعا یوں تھی ”میرے اللہ! جب تو اپنے اولیاء کو اپنی ذات پر نگاہ ڈالنے کی اجازت مرحمت فرمائے تو مجھے بھی اجازت عطا فرمانا اور مجھے بھی اولیاء میں شامل کرنا“ بس اس دعا کے بعد وہ غائب ہو گئے اور مجھے نہ ملے، ان کی آمین کی برکت سے پہلی دو دعائیں تو قبول ہو گئیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری دعا بھی اللہ کریم اپنے احسان سے قبول فرمائے گا۔ (طبقات صغریٰ از امام مناوی)

حضرت ابو جھیر مسعود اپنے نام مسعود میں مذکور ہوں گے۔ ابو حامد غزالی کا ذکر باب المیم میں ہو چکا ہے۔

حضرت ابو الحجاج اقصری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ یعیش بن محمود رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الحجاج کے مرید کہتے ہیں کہ میں اور قلیبی سخاوی ایک اور شخص کے ساتھ حضرت کی زیارت کے لئے صبح ہونے کے بعد آئے ہم باادب کھڑے ہو گئے اچانک آپ کا خادم باہر نکلا اور کہا یعیش اور قلیبی اندر آ جائیں اور یہ تیرا ساتھی چمٹنے والی جونک حمام میں جا کر نہا آئے کیونکہ وہ جنبی (ناپاک حالت میں) ہے کہتے ہیں ہم اندر تو داخل ہو گئے مگر ہیبت کی وجہ سے ہمارے اعضاء کانپ رہے تھے ہم نے حضرت کو تکیہ لگائے ہوئے پایا پھر اس نوجوان کے متعلق فرمایا استغفار کر کے آئے گا۔ (امام شعرانی)

حضرت ابو الحجاج رحمۃ اللہ علیہ

آپ مسجد قیم میں نماز پڑھا کرتے تھے ایک نصرانی نے خود کو مسلمان ظاہر کیا نصرانیت کو چھپایا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا مجھے مسجد میں بدبو محسوس ہوتی ہے پھر نصرانی کی طرف توجہ فرمائی اور آنکھ کے اشارہ سے فرمایا کہ نکل جاؤ ورنہ تیری اصلیت لوگوں کے سامنے واضح کر دوں گا نصرانی چیخا اور پھر اسی وقت اسلام لے آیا (سخاوی)

ابو الحسن دینوی اور ابو الحسن ششتری کے نام علی ہیں وہاں ہی ان کا ذکر ہو گا، اور ابو الحسن بکری تاج العارفین والد مکرم سیدی محمد بکری کبیر کا ذکر باب محمد میں ہو چکا ہے اسی طرح ابو الحسین نوری کا ذکر آگے ان کے نام احمد کے ذیل میں آتا ہے۔

حضرت ابو الحسین بن بنان رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے دور میں مصر کے پیر تھے حضرت خراز وغیرہ مشائخ سے ملے آپ کو خدمت کے لئے ایک لونڈی کی ضرورت تھی آپ نے معاملہ اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کیا انہوں نے لونڈی کی قیمت مل کر اکٹھی کی اور کہنے لگے لونڈیوں والا تاجر آئے گا تو اس سے خرید لیں گے جو مناسب ہو گی، سب تاجر کے پاس گئے اور ایک لونڈی پر متفق ہوئے کہ حضرت کے لئے

مناسب ہے اس کے مالک تاجر سے بات کی تو وہ کہنے لگا، یہ بیچنے کے لئے نہیں ہے یہ تو حضرت ابوالحسین بن بنان کی ہے سمرقند کی ایک عورت نے ان کے حق میں ہبہ کی ہے (ادھر حضرت نے خواہش کی اور ادھر اللہ نے پوری کر دی) (مناوی) ابو حفظ نیشاپوری کا ذکر عمر کے ذیل میں آئے گا۔

حضرت ابوحمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے۔

حضرت امام احمد اور اولیاء کرام

امام شعرانی ''الاجوبة المرضية'' میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ طریق اولیاء کے شرف وعظمت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو جب کسی مسئلہ میں توقف (ایسا الجھاؤ کہ نتیجہ تک بلا تردد آدمی نہ پہنچ سکے) پیش آجاتا تو حضرت ابوحمزہ بغدادی سے سوال کرتے اے صوفی! اس مسئلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ جب حضرت ابوحمزہ اس مسئلہ کا اشکال دور فرما دیتے تو امام احمد رضی اللہ عنہ تعجب فرماتے، اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو فرمایا کرتے، میرے بیٹے! حدیث پاک پڑھنا اور اپنے آپ کو ان لوگوں سے دور رکھنا جو خود کو صوفی کہتے ہیں کیونکہ یہ اکثر احکام دین سے جاہل ہوتے ہیں، جب آپ حضرت ابوحمزہ بغدادی کے جلیس ہوئے اور گروہ صوفیاء کے احوال ملاحظہ فرمائے تو اپنے بیٹے کو فرمانے لگے، بیٹا! ان لوگوں کی محفل میں بیٹھا کرو کیونکہ یہ لوگ علم، مراقبہ، خوف خداوندی، زہد اور علمیت میں ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔

پھر وہ اڑنے لگ گئے

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت صوفیاء کو مانا اور تسلیم کیا جب حضرت ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طرف فضاؤں میں اڑنے والے اولیاء کی ایک جماعت بھیجی وہ رات کے وقت صحن کے ساتھ والے گھر میں زمین پر اترے اور بڑی دیر تک حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اہل طریقت کے متعلق گفتگو کرتے رہے ایسے ایسے علوم ومعارف آپ کے سامنے بیان کئے جنہیں آج تک آپ نے سنا تک نہیں تھا اس ملاقات کے بعد آپ نے اہل طریقت کی فضیلت کا اعتراف فرمایا جب وہ حضرات واپس جانے لگے تو امام احمد سے درخواست کی آپ بھی ہوا میں ہمارے ساتھ اڑیں آپ نے جواب دیا میں تو نہیں اڑ سکتا وہ کہنے لگے آپ کو اپنی خواہشات نے ثقیل بنا دیا ہے یہ کہہ کر گھر کے صحن سے وہ لوگ اڑ گئے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ منظر اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے رہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان کے نام نعمان کے تحت ہوگا۔

حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے عارفوں میں شامل ہیں آپ حضرت ابوتراب، حضرت جنید اور حضرت خراز رحمۃ اللہ علیہم کے ہم عصر ہیں۔

امتحان کے یہ انداز

آپ حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک کنوئیں میں گر گئے خود فرماتے ہیں میرا نفس مجھے مجبور کرنے لگا کہ میں کسی سے مدد مانگوں جو مجھے کنوئیں سے نکالے میں نے نفس سے کہا خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا ابھی یہ خیال پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ دو شخص گزرے ایک نے دوسرے سے کہا ہمیں اس کنوئیں کو اوپر سے بند کر دینا چاہئے تا کہ اس میں کوئی انسان نہ گر سکے دونوں نے کنوئیں کا منہ مٹی اور سرکنڈے سے بند کر دیا میں نے ایک دفعہ تو چلا کر انہیں روکنے کا ارادہ کیا لیکن پھر کہا مجھے اس ذات کے سامنے عاجزی وزاری کرنی چاہئے جو ان دونوں سے زیادہ میرے قریب ہے میں خاموش ہو گیا، کوئی چیز آئی اس نے کنوئیں کو کھولا اور اپنا پاؤں کنوئیں میں لٹکا کر ہنہنائی میں اس کی ٹانگ سے چمٹ گیا اور اس نے مجھے کنوئیں سے باہر نکالا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک درندہ ہے اور ہاتف نے مجھے آواز دی ''اے ابوحمزہ! کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہے کہ ہم نے تمہیں ہلاکت کے ذریعے ہلاکت سے نجات دی'' یعنی وہ دونوں آدمی نکالتے تو ایک عام بات تھی درندہ نکالے تو یہ زیادہ بہتر ہے اور کمال تو یہ ہے کہ درندہ جو انسان کا دشمن اور بذات خود باعث ہلاکت ہے آپ کو کنوئیں کی ہلاکت سے بچا رہا ہے۔

(مترجم) بقول مناوی آپ کا وصال ۲۹۰ھ میں ہوا۔

حضرت ابوالخیر تینماتی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑی شان والے ولی ہیں۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں آپ کی مومنانہ فراست بہت تیز تھی۔

بھائی کھانا کھا کے جاؤ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن احمد تمیمی سے سنا انہوں نے عبد اللہ بن علی صوفی سے سنا انہیں یہ واقعہ حمزہ بن عبد اللہ علوی نے بتایا کہ میں حضرت ابوالخیر تینماتی کے پاس گیا اور جی میں یہ خیال رکھا کہ انہیں سلام کہوں گا اور پھر چلا جاؤں گا اور ان کے پاس کھانا نہیں کھاؤں گا جب میں ان کے پاس سے اٹھا اور کچھ دور نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور کھانے کا ایک تھال اٹھایا ہوا ہے۔ مجھے فرمانے لگے اے نوجوان! اس کھانے کو اب تو کھاؤ تو اپنے عقیدہ کے مطابق میرے پاس سے باہر نکل آیا ہے۔

امام یافعی ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے ابوبکر بن شفق نے طرسوس میں بتایا کہ میں نے حضرت ابوالخیر سے ایسی بات سنی جسے میرے دل نے نہ مانا میں نے اس سے پوچھا وہ چیز کیا تھی؟ وہ کہنے لگا کہ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملے ہیں میں نے ابن شفق سے کہا میں آپ کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے ابوالخیر کی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے حضرت محمد بن حامد سے سنا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک بیان کر رہے تھے کیف أخاف علی أمة أنا أولهم و عیسٰی آخرهم (میں اس امت پر کیوں خوف کھاؤں جس کی ابتدا میں خود ہوں اور جس کی انتہا پر عیسیٰ علیہ السلام ہیں) مجھے ابن حامد نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین دفعہ اتریں گے پہلی دفعہ انہیں صرف اولیاء دیکھیں گے۔

دوسری دفعہ صرف صلحاء دیکھیں گے۔ تیسری دفعہ بیت المقدس میں نازل ہوں گے اور انہیں ہر خاص و عام دیکھیں گے۔ فرماتے ہیں پھر ابن شفق یہ بات سننے کے بعد اپنے گھر چلے گئے اپنی سواری پر سوار ہوئے ہمارے پاس واپس آئے ہم نے انہیں کہا اب کہاں جا رہے ہیں؟ فرمانے لگے حضرت ابوالخیر کے پاس معافی مانگنے جا رہا ہوں میں نے کہا کل تک ہمارے پاس رہیں وہ بولے نہیں رہ سکتا زندگی کا کیا بھروسہ۔ کچھ دنوں کے بعد وہ طرسوس واپس آئے میں انہیں ملنے کے لئے گیا تو مجھے کہنے لگے میں جتنی عجیب بات سن کر گیا تھا اس سے زیادہ عجیب بات سن کر پلٹا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ابوالخیر نماز عصر پڑھ کر محراب میں بیٹھے تھے میں جب مسجد کے دروازے پر پہنچا تو فرمانے لگے اے ابوبکر! واپس چلے جاؤ ہم نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

عطائے مصطفیٰ کی نوازشیں

حضرت ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، اور پانچ دن تک کوئی چیز نہ چکھی۔ میں حضور ﷺ کی قبر پاک کے پاس آیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پاک کو سلام کیا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سلام پیش کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں آج رات آپ کا مہمان ہوں۔ ایک طرف ہٹ کر منبر شریف کے نیچے سو گیا میں نے خواب میں سرکار عالی مدار ﷺ کو دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے داہنی طرف اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بائیں طرف تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے سامنے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے جھنجھوڑا اور فرمایا اٹھ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں میں آپ کی طرف لپکا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ آپ نے مجھے روٹی عطا فرمائی میں نے آدھی روٹی کھائی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی، خدا کی قسم! آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

عشق کی ادائیں اور حسن کی نوازشیں

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالخیر کے ایک مرید نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ حضرت کا ہاتھ کیوں کاٹا گیا میں نے بہت اصرار کیا اور پوچھا کہ حضرت آپ کے ہاتھ کے کاٹے جانے کا سبب کیا ہے؟ فرمانے لگے ہاتھ نے جرم و گناہ کیا اور کٹ گیا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید ابتدائی زندگی میں راستے میں ڈاکہ ڈالنے یا ایسی ہی کسی اور وجہ سے آپ کی کسی لغزش کے سبب ہاتھ کاٹ دیا گیا ہوگا۔ میں کافی عرصہ کے بعد مشائخ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ پھر آپ سے ملا یہ سب لوگ اللہ کریم کے ان انعامات کا ذکر کرنے لگ گئے جو وہ اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے، انہوں نے کثرت سے اس کی عزت و احترام کا بھی ذکر کیا جو اس گروہ اقدس کو مولا کریم بخشتا ہے۔ ان حضرات نے دیگر کرامات کے ساتھ ساتھ طی ارض (زمین کا سکڑ اور لپیٹ کر مختصر ہو جانا) کی کرامت کا بھی ذکر کیا، حضرت یہ سن کر بولے "حضرت! آپ نے بہت کچھ ارشاد فرما دیا ہے میں بھی اللہ کے ایک حبشی بندے سے واقف ہوں۔ وہ طرابلس میں اپنے چیتھڑے لگی ہوئی قمیص کے گریبان میں سر ڈالے بیٹھا تھا اس کے دل میں طیبہ اور بیت الحرام کا خیال گزرا اس نے چیتھڑے دار قمیص سے اپنا سر نکالا تو وہ حرم پاک میں موجود تھا اتنا کہہ کر آپ تو

خاموش ہو گئے مگر سب حاضرین کو یقین ہو گیا کہ حضرت کسی کا نہیں بلکہ اپنا واقعہ بیان فرما رہے ہیں، پھر حاضرین سے ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگے حضور! یہ تو ارشاد فرمائیں کہ آپ کے ہاتھ کے کٹنے کا سبب کیا تھا؟ آپ نے وہی معروف جواب دیا کہ ہاتھ نے جرم کیا اور کاٹ دیا گیا، سب لوگ بول پڑے کہ یہ بات تو ہم عرصہ دراز سے آپ کی زبانی سن رہے ہیں ہمیں تو یہ پوچھنا ہے کہ سبب کیا تھا؟ یہ ہاتھ کیوں کاٹا گیا؟ آپ نے فرمایا تمہیں پتہ ہے کہ میں ایک مغربی علاقے کا انسان ہوں، میں سفر کے در پے ہوا چلتے چلتے سکندریہ پہنچا اور بارہ سال ٹھہرا رہا، لوگ بہت اچھے تھے اور ہر طرف خیر پھیلی ہوئی تھی میں وہاں سے چلتا ہوا شط اور دمیاط پہنچا اس سارے علاقے میں نہ کھیتی باڑی تھی، اور نہ ہی کوئی دودھ دینے والا جانور تھا (نہ کھیتی تھی نہ دودھ) میں بارہ سال وہاں ٹھہرا لوگ ٹھیک ٹھاک اور اہل خیر تھے مصر سے بے شمار لوگ آ کر دمیاط میں بطور مجاہد ورابط آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔ میں نے ساحل سمندر پر جھونپڑی بنالی رات کے وقت فصیل کے نیچے پانی کی گزرگاہ سے اندر داخل ہو جاتا جب یہ مجاہدین ورابط افطاری کرتے اور اپنے تھیلوں سے بچا کھچا نیچے پھینک دیتے تو ان کے دروازوں پر کتوں کی سی مزاحمت کرتا جو کچھ بقدر ضرورت ملتا لے لیتا گرمیوں میں میری یہی غذا تھی۔ لوگوں نے پوچھا حضور! سردیوں میں آپ کیا تناول فرماتے تھے؟ فرمایا میں نے بردی گھاس (1) کی ایک جھونپڑی بنالی تھی اس کا نیچے والا حصہ کھاتا رہتا تھا اور بالائی حصہ جھونپڑی پر ڈال دیتا تھا تو یہ تھی میری خوراک، پھر میرے اندر سے ایک آواز آئی: ''اے ابوالخیر! تیرا خیال تو یہ ہے کہ تو مخلوق کے رزقوں میں شرکت نہیں کرتا اور متوکل رہتا ہے حالانکہ تو دنیا کے درمیان بیٹھا ہوا ہے کیا یہی توکل ہے؟ میں نے عرض کیا، ''میرے اللہ! میرے مولا! اور میرے آقا! مجھے تیری عزت کی قسم! اپنا ہاتھ کبھی ایسی چیز کی طرف نہیں بڑھاؤں گا جو زمین نے اگائی ہوگی اب تو ہی مجھے رزق پہنچائے گا میں خود رزق کی طرف نہیں بڑھوں گا کیونکہ تو ہی والی رزق ہے'' پھر میں بارہ دن وہاں ٹھہرا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا رہا بارہ دنوں کے بعد بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی میں نے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا کیونکہ میری طاقت جواب دے چکی تھی میں نے عرض کیا ''میرے اللہ! میرے آقا! آپ نے مجھ پر کیا فرض فرمایا جس کا آپ مطالبہ فرماتے ہیں اور میرے لئے آپ کچھ رزق کے ضامن بنے جو آپ میرے پاس لاتے ہیں، از راہ کرم مجھے میرا رزق عطا فرمایئے اور میرے اس عہد کی وجہ سے مواخذہ و گرفت نہ فرمایئے جو میں آپ سے کر چکا ہوں'' یہ کہنا تھا کہ میرے سامنے دو روٹیاں آگئیں ان کے درمیان کچھ اور چیز بھی تھی لیکن آپ نے اس چیز کی تفصیل نہیں بتائی اور حاضرین میں سے بھی کسی نے تفصیل نہ پوچھی، آپ نے بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا میں اسی روٹی سے بوقت حاجت ایک شام سے دوسری شام تک لے لیتا۔ پھر مجھے ثغر (ایک شہر) کی طرف کوچ کرنے کا حکم ملا میں جمعہ کے دن ایک جگہ پہنچا میں نے جامع مسجد کے صحن میں ایک واعظ کو لوگوں کے مجمع میں وعظ کرتے پایا میں بھی حاضرین میں بیٹھ گیا اور وعظ سننے لگا۔ واعظ نے حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا اور اس آری کا ذکر کیا جس سے انہیں چیر دیا گیا تھا اس خطاب کا بھی ذکر تھا جو قوم کے درمیان سے بھاگتے وقت اللہ کریم نے ان سے فرمایا تھا اور ایک درخت نے انہیں بلایا تھا اے زکریا! میری طرف آیئے پھر درخت کھل گیا آپ درخت

1۔ سرکنڈ قسم کی ایک گھاس تھی۔ البردی نبات کالقصب کان قدماء المصریین یستخدمون قشرہ للکتابۃ (المنجد)

کے اندر داخل ہو گئے تو وہ بند ہو گیا دشمن پیچھے پہنچ گیا اب ان کے دشمن کو ابلیس نے بلایا کہ میرے پاس آؤ یہ ہیں زکریا علیہ السلام (درخت کی طرف شیطان نے اشارہ کر دیا) اور درخت پر آرا چلنے لگا درخت چیر رہا تھا اور آری حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر پہنچ گئی آپ درد سے کراہے تو اللہ کریم نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی ''اے زکریا! اگر تم دوبارہ کراہنے لگے تو تمہارا نام نبیوں کے رجسٹر سے کاٹ دیا جائے گا'' حضرت زکریا علیہ السلام نے ہونٹ بھینچ لئے اور (دو حصوں میں سر سے پاؤں تک کٹ گئے حضرت نے قصہ بیان کرنے کے بعد کہا: میں نے عرض کیا الٰہی! سیدی! اگر آپ نے مجھے آزمائش میں ڈالا تو میں صبر کروں گا، میں مسجد سے چل کر انطاکیہ پہنچا۔ مجھے میرے ایک بھائی (اہل اللہ) نے وہاں دیکھ لیا اور اسے پتہ چل گیا کہ میں ثغر میں رہنا چاہتا ہوں میں ان دنوں اللہ سے حیا کر رہا تھا انقباض طاری تھا اور دیوار کے سائے میں ڈیرے ڈالنا چاہتا تھا اور کسی انسان کے پاس ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا میرے اس بھائی نے مجھے تلوار، ڈھال اور نیزہ راستے میں استعمال کرنے کے لئے دیا میں ثغر میں دشمن سے ڈرتا ڈرتا داخل ہوا میں نے اپنی جگہ درختوں کے ایک جھنڈ (کچھار) میں بنالی میں دن بھر وہاں رہتا اور رات کو ساحل سمندر کی طرف آتا۔ ساحل پر نیزہ گاڑ دیتا اور ڈھال کو اس کے سہارے رکھ دیتا تلوار گلے میں لٹکا کر صبح تک وہاں عبادت کرتا صبح کی نماز پڑھ کر کچھار میں واپس آجاتا اور سارا دن وہاں گزارتا، میں نے ایک دن بطم (پشتے سے مشابہ درخت) کا درخت دیکھا جو جوبن پر تھا اس کے اوپر شبنم بڑی چمک رہی تھی، مجھے بہت اچھا لگا اور میں نے اللہ کریم سے جو عہد باندھا تھا اور قسم کھائی تھی کہ زمین سے اگنے والی کسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا وہ مجھے بھول گئی، میں نے درخت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ٹہنی توڑ لی اس کا کچھ حصہ منہ میں بھی ڈال لیا اب مجھے اپنا عہد یاد آیا، جو کچھ ہاتھ میں تھا اسے بھی پھینک دیا اور جو منہ میں تھا اسے بھی اگل دیا لیکن آزمائش اور قسم تو پوری ہو چکی تھی میں نے نیزہ اور ڈھال پھینک دی اور اسی مقام پر نیزہ ہاتھ پر رکھ کر بیٹھ گیا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شہسواروں اور بہت سے مردوں نے مجھے گھیر لیا اور مجھے اٹھنے کے لئے کہا مجھے ساحل پر لے آئے کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک امیر ہے اور اس کے ساتھ فوج ہے اور سوڈانیوں کی ایک جماعت اس کے سامنے حاضر ہے اس علاقہ میں یہ سوڈانی ڈاکے ڈالتے اور راستے پر لوگوں کو لوٹ لیتے تھے امیر نے ان سب کو روک رکھا تھا، جب وہ دونوں سوار میرے پاس سے گزرے تھے اور مجھے کالے رنگ والا دیکھا تھا اور میرے پاس تلوار ڈھال اور نیزہ بھی پائے تھے تو انہوں نے مجھے سوڈانی سمجھ لیا تھا اور اسی لئے مجھے گرفتار کر کے لے گئے تھے وہاں پہنچ کر مجھ سے پوچھنے لگے تو کون ہے؟ میں نے جواب دیا اللہ کریم کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں، ان فوجیوں نے گرفتار سوڈانیوں سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ وہ کہنے لگے نہیں پہچانتے ہیں ترکی امیر نے کہا نہیں یہ تمہارا ہی رئیس ہے تم چاہتے ہو کہ اس پر اپنی جانیں قربان کر دو لہٰذا اس کے پہچاننے سے انکار کر رہے ہو، سب کو وہ سامنے لے آئے اور سب کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے صرف اکیلا رہ گیا تو مجھے آگے لے آئے اور کہنے لگے ہاتھ آگے بڑھا میں نے ہاتھ آگے بڑھایا تو انہوں نے اسے کاٹ دیا پھر انہوں نے میرا پاؤں کاٹنا چاہا میں نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا میرے پروردگار! میرے ہاتھ نے جرم کیا تھا (کہ قسم توڑ دی عہد بھلا دیا اور زمین سے اگنے والی ایک شاخ کو پکڑ لیا) مگر میرے پاؤں کا تو کوئی قصور نہیں ہے؟ اچانک ایک شہسوار اس حلقے کے

پاس آ کر رکا مجھے دیکھا اپنے آپ کو مجھ پر ڈال کر چلایا، جب اس سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا یہ حضرت ابوالخیر ہیں جو اللہ کریم سے سرگوشی فرما رہے ہیں، امیر اور اس کے ساتھی بھی اب چلانے لگ گئے امیر نے خود کو ہاتھ پر ڈال دیا اور ہاتھ کو چومنے لگا اور پھر کہا اللہ کا واسطہ آپ مجھے معاف فرما دیں میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے تو تمہیں ہاتھ کاٹنے سے پہلے ہی معاف کر دیا تھا۔

قول عجیب

ایک کامل شخص فرماتے ہیں کہ کیڑے مکوڑے اور درندے حضرت سے انس کیا کرتے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ کتے ایک دوسرے سے بوجہ ہم جنسی انس کیا کرتے تھے۔ (سبحان اللہ! یہ عاجزی کہ درندوں کے انس کا سبب حضرت یہ فرما رہے ہیں اور اپنی عظمت کا ذکر بالکل نہیں کرتے۔ سچ ہے۔ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔ مترجم)

سیب بھیجنے کا نرالہ انداز

جناب حسین کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوالخیر تینماتی کی زیارت کے لئے حاضر ہوا جب میں آپ سے رخصت ہوا تو مسجد کے دروزے تک مجھے چھوڑنے آئے فرمانے لگے مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی معلوم چیز نہیں ہے تو صرف یہ دو سیب لیتے جاؤ میں نے دونوں سیب لے کر جیب میں ڈال لئے میں تین دن چلتا گیا لیکن مجھے کوئی چیز نہ ملی میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سیب نکال کر کھالیا، پھر دوسرا نکالنا چاہا تو جیب میں ایک سیب کی بجائے دو سیب تھے میں یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے کھاتا رہا اور وہ دو بنتے رہے۔ یہی معاملہ موصل کے دروازوں تک پیش آتا رہا میں نے جی میں سوچا یہ دو سیب کہیں میرے حال کو ہی نہ بگاڑ دیں (کہ توکل ختم ہو جائے) میں دونوں کو جیب سے نکال کر دیکھنے لگ گیا اچانک ایک چادر میں لپٹے ہوئے فقیر نے آواز دی مجھے سیب کی خواہش ہے میں نے دونوں اسے دے دیئے جب میں اس فقیر سے دور نکل گیا تو میرے جی میں خیال آیا کہ حضرت نے یہ سیب اس فقیر کے لئے بھیجے تھے میں نے پلٹ کر فقیر کو تلاش کیا مگر اب وہ نہ مل سکا۔

سب دعوے بھول گئے

امام شعرانی فرماتے ہیں حضرت شیخ کی خدمت میں فقیروں کا ایک گروہ آیا اور اپنی شطحیات (جذب و مستی کے دعوے) پیش کرنے لگ گیا حضرت ان کی باتوں سے تنگ پڑے آپ وہاں سے نکل گئے تو ایک شیر گھر میں داخل ہو گیا سب فقراء ایک دوسرے سے چمٹ گئے وہ خاموش ہو گئے حالت بدل گئی اور رنگ اڑ گئے اور شیر سے بے حد و حساب ڈرنے لگے اب حضرت ابو الخیر واپس کمرے میں تشریف لائے اور فرمایا او میرے بھائیو! اب وہ دعوے کدھر گئے؟ آپ نے شیر کو دھتکار دیا۔

سفر بے مصرف رہا

ابراہیم رقی کہا کرتے تھے کہ میں سلام کی غرض سے حضرت شیخ ابوالخیر کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے نماز مغرب پڑھی

تو ٹھیک انداز سے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی میں نے جی میں کہا میرا سفر تو ضائع ہو گیا میں سلام کے بعد پھر طہارت کے لئے باہر نکلا شیر سامنے آ گیا تو میں آپ کے پاس پلٹا اور عرض کیا شیر مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے آپ باہر نکلے اور اسے ڈراتے ہوئے فرمایا ''میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو نہ چھیڑا کر'' شیر نے راستہ چھوڑ دیا میں گیا اور طہارت کی جب واپس آیا تو فرمانے لگے آپ لوگوں نے صرف ظاہر کو سنوارا تو شیر سے ڈرنے لگے ہم نے باطن کو سنوارا تو شیر ہم سے ڈر گئے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مینمات مشرق میں ایک گاؤں کا نام ہے جس کی نسبت سے آپ کو مینماتی کہا جاتا ہے آپ کے عجیب احوال اور نرالی کرامات تھیں آپ دراصل مغرب کے رہنے والے تھے مگر بعد میں مشرق میں آ گئے (اور مینمات میں ٹھہر گئے لہٰذا مشرقی کہلائے) ابن الجلا وغیرہ مشائخ کی صحبت میں رہے توکل میں اپنے دور کے فرد وحید تھے۔ آپ کا وصال مصر میں ۳۴۰ھ سے چند سال بعد میں ہوا اور حضرت ذوالنون کے قریب منارۂ دیلمیہ کے پہلو میں مسلم سلمی کی تربت کے دروازے کے قریب قرافہ میں دفن ہوئے آپ کے روضہ کی تعمیر فخر فاری نے کرائی، یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے حضور علیہ السلام کا جمال جہاں آرا خواب میں دیکھا تو وہاں عمارت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا جو یہاں دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تَبٰرَكَ الَّذِيْ (الملک: 1) اور دوسری میں فاتحہ کے بعد هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (الدھر: 1) پڑھے اور پھر اپنی حاجت کا سوال کرے تو ضرور حاجت پوری ہو گی آپ کا معبد حضرت ذوالنون مصری کے بالمقابل ہے مگر معبد میں آپ کی تربت نہیں۔

حضرت ابوالخیر کلیباتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا قد چھوٹا تھا اور ایک پاؤں لنگڑا تھا آپ کے پاس خشاخیش کے حلقوں والی چھڑی ہوتی تھی۔

کتے کام کیا کرتے تھے

آپ کے ساتھ ہر وقت کتے رہتے حتیٰ کہ مسجد اور حمام میں بھی وہ آپ کے ساتھ چلے جاتے ایک شخص نے اس بات کا آپ پر شدید اعتراض کیا آپ نے اسے فرمایا جا ورنہ تجھے بیل پر چڑھا کر رسوا کریں گے اس نے اس دن جھوٹی شہادت دی تو شہر کے ایک گھر میں اہل کاروں نے اسے بیل پر چڑھا کر تشہیر کی۔ اگر آدمی آپ کے پاس کوئی مشکل لے کر آتا تو آپ اسے فرماتے اس کتے کے لئے ایک رطل (تقریباً سیر بھر وزن) بھونا ہوا گوشت لے آ یہ تمہارا کام کر دے گا وہ آدمی ایسا کرتا تو وہ کتا چلا جاتا اور اس کا کام کر آتا۔ حضرت شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ حقیقۃً کتے نہیں تھے بلکہ جن تھے جو اللہ کریم نے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ان کے تابع فرما دیئے تھے۔

بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ اکثر باب زویلہ پر ٹھہرے رہتے تھے کبھی سارے کپڑے اتار دیتے اور کبھی پہن لیتے تھے ہاتھوں اور پاؤں پر لکڑیاں باندھے رکھتے تھے آپ کتوں سمیت مسجد میں داخل ہو جایا کرتے تھے کسی قاضی نے شدت سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا نہ باطل انداز سے فیصلے کرتے ہیں اور نہ ہی جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں، قاضی پر جھوٹی شہادت کا الزام لگا اور اسے بیل پر بٹھا کر سارے شہر میں رسوا کر کے گھمایا گیا اور موت تک وہ زیر عتاب اور معزول رہا، حضرت کا وصال ۹۱۲ھ میں ہوا، اور جامع حاکم کے قریب اپنی معروف خانقاہ میں دفن ہوئے۔ حضرت ابو رباح دجانی یافی کا ذکر ان کے نام

عبدالقادر اور ابو ربیع مالقی کا ذکر ان کے نام سلیمان میں ہوگا۔

حضرت ابو الرجال رضی اللہ عنہ

آپ کے عظیم احوال میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیوی سے لوگوں نے آپ کے حال خفی کا پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کئی دفعہ بطور مہمان آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔

بقول علامہ سراج حضرت ابو الرجال عظمائے ملت میں شامل ہیں آپ کے شاگردوں میں شیخ صدر الدین بن وکیل جیسے اپنے وقت کے رئیس عالم شامل ہیں دمشق کے قریب منین نامی ایک گاؤں کے آپ باسی تھے، صدر الدین بن وکیل کا انتقال تو ۷۱۶ھ میں ہوا مگر ہمیں ابو الرجال رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ معلوم نہیں۔ (علامہ سراج)

حضرت ابو زرعہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری فرماتے ہیں میں نے یہ بات محمد بن عبداللہ صوفی سے انہوں نے حسن بن احمد فاسی سے انہوں نے رقی سے انہوں نے ابو بکر بن معمر سے اور انہوں نے حضرت ابو زرعہ حسینی سے سنی آپ فرماتے تھے:

چال ناکام ہوگئی

ایک عورت نے میرے ساتھ چال چلی اور کہا کیا آپ بیمار کی بیمار پرسی کے لئے گھر میں تشریف نہیں لے جاتے؟ میں گھر میں داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کر دیا مگر وہاں تو کوئی بیمار گھر میں موجود نہ تھا مجھے پتہ چل گیا وہ کیا چاہتی ہے میں نے کہا اے اللہ! اسے کالا کر دے وہ کالی ہوگئی اور حیرت میں ڈوب گئی میں نے دروازہ کھولا باہر نکلا اور کہا، اے اللہ! اب اسے پہلے حال پر واپس لے آ، اللہ کریم نے اسے پہلی صورت عطا فرما دی۔

حضرت ابو السرور بن ابراہیم یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہقرہ کے رہنے والے تھے یہ ہقرہ دملوہ اور عدن کے درمیان ایک گاؤں ہے جندی کہتے ہیں حضرت کا نسب نامہ عربی ہے ان کے قبیلہ کو محاولہ کہتے ہیں یہ بدوی لوگ ہیں جو جانور پالتے ہیں حنہ مقام پر ان کی رہائش ہے حنہ دملوہ کے علاقہ میں واقعہ ہے حضرت اسی قبیلہ سے اٹھے اور علم میں مصروف رہے علم فقہ حاصل کیا بڑی محنت کی اور علوم کا وافر حصہ پایا، اس علاقہ کے ایک صوفی کی مصاحبت اختیار کی جو اسما کی معرفت رکھتا تھا۔(1)

1۔ اسماء کی معرفت سے یہ مطلب ہے کہ علوم باطنہ کے مطابق صرف نام کا پتہ لگ جانے پر سارے کوائف معلوم کر لئے جائیں یہ بہت اہم علم ہے اور مختلف ادوار میں مختلف لوگوں نے اسے حاصل کرنے کی کوششیں کی ہیں الحمدللہ فقیر مترجم کے احباب میں بھی ایسے لوگ شامل ہیں امام رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا تھا

کاملاں از دور نام بشنوند　　　تا بہ قعر تارو پودت می روند

(کامل لوگ دور سے تیرا نام سنتے ہیں اور تیرے تارو پود کی گہرائیوں تک اتر جاتے ہیں)۔

اس نے آپ کو اپنی لڑی میں پرویا اور خوب بنایا سنوارا اور آپ دونوں طریقوں (علوم ظاہرہ و باطنہ) کے عارف بن گئے عجیب وغریب لاتعداد فتوحات کے دروازے آپ پر کھل گئے اور ان حالات کو دیکھ کر مشہور ہوا کہ آپ اسم اعظم جانتے ہیں آپ کی بہت سی کرامات اور مکاشفات ہیں، ایک واقعہ کا ذکر جندی نے اپنی تاریخ میں یوں کیا ہے کہ میرے، والد یوسف بن یعقوب جوانی کے دنوں میں شیخ ابوالسرور کے پاس زیارت کے لئے آئے جب وہ آپ کے پاس بیٹھے تو انہیں خیال آیا کہ آپ سے بھائی چارہ (مواخات) قائم ہونا چاہئے لیکن آپ کا رعب اس بات کے ذکر سے مانع تھا اس خیال کے آتے ہی آپ نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا: بھائی صاحب! آپ نے مجھے اپنے بھائی کے طور پر یونہی قبول کر لیا۔ ہے جس طرح سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے حواری کو بطور بھائی قبول فرمایا تھا جو آپ کے ساتھ چل پڑا تھا، یہ سن کر میرے والد نے اپنا ہاتھ خوشی سے آگے بڑھایا اور آپ سے مواخات قائم کی۔ انہیں پتہ چلا کہ یہ سب کچھ حضرت نے کشف سے معلوم کیا ہے، یہ صحیح روایت ہے جو جندی نے اپنے والد سے بیان کی ہے۔ جندی ہی کہتے ہیں کہ ۶۷۸ھ میں ایک سو چالیس سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا، آپ کا مزار بقرہ گاؤں میں چند مشہور و محترم مزاروں میں شامل ہے جہاں لوگ زیارت و تبرک کے لئے دور دراز سے آتے ہیں۔ بقول شرجی جو آپ کی پناہ میں آتا ہے کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

حضرت ابوالسعود بن شبل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طریقت میں اپنے وقت کے امام تھے، آپ کے مرشد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں خود فرماتے ہیں: میں بغداد کے قریب وادی دجلہ میں تھا کہ میرے جی میں خیال آیا کیا اللہ کریم کے ایسے بندے بھی ہیں جو پانی میں عبادت کرتے ہیں۔ ابھی خیال آیا ہی تھا کہ دریا کا پانی ایک جگہ سے پھٹ گیا ایک شخص سامنے آیا اور مجھے سلام کر کے کہنے لگا: جی ہاں ابوالسعود صاحب! اللہ کریم کے ایسے بندے موجود ہیں جو پانی میں اس کی عبادت کرتے ہیں اور میں انہی میں سے ہوں، میں تکریت کا رہنے والا ہوں میں اس لئے وہاں سے چلا آیا ہوں کہ اتنے دنوں کے بعد وہاں فلاں فلاں حادثہ پیش آنے والا ہے، انہوں نے پیش آنے والے بہت سے واقعات کا ذکر کیا اور پھر پانی میں غائب ہو گئے ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ وہ سب واقعات سامنے آ گئے جن کا آپ نے ذکر کیا تھا۔ (مناوی)

تصرفات وایثار

سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتوحات'' میں حضرت ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ تعریف فرمائی۔ ہے ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ مجھے ابن عربی، ابوالبدر تماسکی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ جب حضرت محمد بن قائد جو کہ اولیائے افراد میں شامل ہیں، حضرت ابوالسعود سے ملے تو فرمانے لگے اے ابوالسعود! اللہ کریم نے مملکت میرے اور آپ کے درمیان تقسیم فرما دی ہے آپ مملکت میں اس طرح کیوں تصرف فرماتے ہیں جس طرح میں تصرف کرتا ہوں؟ حضرت ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا ''اے ابن قائد! میں نے اپنا حصہ بھی آپ کو ہبہ کر دیا ہے، ہم نے تو سارے معاملات اللہ کریم کے حوالے کر دیئے ہیں

وہی ہمارے لئے تصرف فرماتا ہے۔ دراصل آپ کا اشارہ اس قرآنی آیت کی طرف تھا فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ (المزمل) آپ نے امر الٰہی کو جانا۔ ابن عربی مزید فرماتے ہیں کہ ابو البدر کو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے دنیا میں تصرف آج سے پندرہ سال پہلے عطا ہوا تھا لیکن میں نے خود تصرف چھوڑ دیا اور میرے سامنے کسی قسم کا تصرف نہیں آیا۔

حضرت ابو السعود بن ابو العشائر عراقی مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے اکابر مشائخ میں سے ایک عظیم المرتبت شیخ ہیں۔

ہم نے نفس کو جوتوں کے ساتھ اتار دیا

آپ جب جوتے اتارتے تو یوں ان سے کراہنے کی آواز آتی جیسے کوئی مریض کراہتا ہے اس بارے میں جب آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا یہ نفس ہے جسے ہم جوتوں کے پاس ہی لوگوں سے ملتے وقت اتار کر رکھ دیتے ہیں تاکہ تکبر سے بچے رہیں آپ نے پنگھوڑے میں بچپن میں روزے رکھے بقول شعرانی قاہرہ میں ۶۴۴ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مقطم کے دامن میں دفن ہوئے۔

حضرت ابو السعود بن عاصم ملحانی رحمۃ اللہ علیہ

ملحان یمن میں ایک پہاڑ ہے جس کی نسبت سے آپ ملحانی کہلاتے ہیں آپ عالم، عارف اور فقیہ تھے، آپ پر عبادت کا غلبہ تھا اور صلاح وتقویٰ کی شہرت تھی آپ کی کرامات بہت تھیں اور مناقب جلیل تھے جب آپ کے علاقہ والے قحط میں مبتلا ہوتے تو آپ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تو بارش مل جاتی۔ (شرجی)

حضرت ابو السعود جارحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف اولیاء کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ امیر ایک تھیلا کیلوں اور اناروں کا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے واپس کر دیا امیر نے کہا یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، حضرت نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو فقیروں کو کھلا دیں امیر نے تھیلا لے لیا اور اپنے گھر کی طرف چل پڑا حضرت نے دو فقیر ایک اندھا اور ایک نظر والا بھیجے اور فرمایا اسے جا کر ملو اور کہو اے امیر! ہمیں اللہ کے لئے ان اناروں اور کیلوں سے کچھ دے دے وہ اسی طرح گئے جس طرح حضرت نے فرمایا تھا اسے جا کر ملے اور فرمایا اے امیر! ہمیں اللہ کے لئے کوئی چیز دے اس نے دونوں کو ڈانٹا اور کچھ بھی نہ دیا وہ دونوں پلٹے اور سارا واقعہ حضرت کو بتایا حضرت نے یہ پیغام امیر کو بھیجا اے شخص! تو فقیروں کے سامنے جھوٹ بولتا ہے اور انہیں ڈانٹتا ہے حالانکہ انہوں نے تجھے صرف یہ کہا تھا کہ اے امیر! ہمیں اللہ کے لئے کچھ عطا کر دے آج کے بعد تو کبھی بھی ہمارے پاس نہ آ سکے گا وہ معزول ہو گیا بدن کی مصیبتیں اسے چمٹ گئیں اور بہت بدحالی میں مرا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ان سے زیادہ کشف کسی کا نہیں دیکھا مجھے آپ نے بہت سی دعائیں دی تھیں جن کی برکتیں دیکھ رہا ہوں۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ رات کے اندھیرے میں کئی کئی رسالے اسی طرح لکھتے جاتے جس طرح دن کی روشنی میں لکھتے تھے ذرا بھی فرق نہ ہوتا۔

عظمت نام خداوندی

آپ کے ارشادفرمودہ فوائد میں یہ بات بھی ہے کہ آپ نے کہا جب بھی اللہ تعالیٰ کا نام لو تو تعظیم اور خوف سے لیا کرو۔ ایک شخص ہواؤں میں اڑا کرتا تھا اور پانی پر چلا کرتا تھا وہ ایک دفعہ ایک بیمار کو پوچھنے گیا اور اسے کہا ''یالطیف'' کہہ یہ کہنا تھا کہ اس کی کیفیت سلب ہوگئی اسے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ یہ حالت کیوں ہوئی ایک صاحب کشف نے اسے کہا یہ اس لئے ہوا ہے کہ آپ نے غفلت کے ساتھ تعظیم کے بغیر اس کا نام لطیف لیا تھا۔

بدی سے بچالیا

نجم غزی کہتے ہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک شخص نے کہا جناب والا! میں نے ایک بربری لڑکی دیکھی ہے اور میرا جی اسے چاہنے لگا ہے حضرت نے فرمایا روزے رکھا کرو یہ شہوت پرستی ختم ہو جائے گی۔ اس نے روزے نہ رکھے پھر اس لڑکی کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے اپنی جھونپڑی میں بلالیا جب اس نے اس سے بدی کرنی چاہی اور قریب کھینچا دیکھا تو وہ لڑکی حضرت کی شکل والی بن گئی شرمندہ ہو کر اسے چھوڑ دیا جب واپس آیا تو اس کے بیان سے پہلے حضرت نے اسے سارا واقعہ بتادیا۔

حضرت عبدالوہاب شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے آپ کو ملاقات سے پہلے خواب میں دیکھا آپ وضو فرمارہے تھے اور آپ کے بال قریباً ایک بالشت تھے میں جونہی آپ سے ملا اور آپ سامنے آئے اور فرمایا فقیر کے لمبے بال اس کے زیادہ دیندار ہونے کی دلیل نہیں اور دولتمندوں کے لمبے بال غم واندوہ کی دلیل ہیں۔

شیخ نورالدین ماوردی فرماتے ہیں مجھے یہ بات بالکل ناپسند تھی کہ آپ کے ساتھی ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں میں نے کہا یہ تو ایسا معاملہ ہے جس پر اللہ کی لعنت ہے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھٹکار، آپ نے مجھے فرمایا اے نورالدین! تو ضرور ڈاڑھی منڈوائے گا اور تو اس سلسلہ میں سوال کرے گا۔ کہتے ہیں میں نے حضرت کے دس سال بعد ڈاڑھی منڈوا ڈالی حجام نے مونڈنے سے انکار کیا اور میں نے اسے منڈنے پر مجبور کیا یہ آپ کی طریقت کے احوال تھے۔

آپ کے لطائف میں سے یہ بھی ہے کہ ازہر یونیورسٹی کے ایک عالم نے آپ سے ملاقات کی اجازت چاہی آپ نے اسے اجازت دے دی۔ حضرت نے حاضرین سے کہا کہ اسے مجھ سے کوئی عقیدت نہیں بس ایک زبر (نصب) ہے جو اسے دور کر رہی ہے اور ایک پیش ہے جو اسے لا رہی ہے جب وہ عالم آکر بیٹھا تو حضرت نے یہ شعر پڑھا:

یظن الناسُ بی خیرًا وانی شرّ الناس الم تعف عنّی

''لوگوں کا میرے متعلق نیکی کا گمان ہے لیکن اگر آپ مجھے بخش نہیں دیں گے تو میں بدترین خلق میں سے ہوں''۔

آپ نے ''الناس'' کو منصوب پڑھا حالانکہ یہ بطور فاعل مرفوع تھا وہ عالم اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ تو جاہل ہیں پھر

حضرت مہینے کے بعد اسے ملے تو آپ نے پھر شعر پڑھا اور اب ''النّاس'' پر پیش پڑھا اس عالم نے حضرت کا ہاتھ چوم لیا اور کہا میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جسے نصب (زبر) دور کر دے اور ضمہ (پیش) واپس لے آئے وہ فقیروں کی محفل کے لائق نہیں ہوتا۔(1)

آپ ۹۲۹ھ میں مصر میں وصال فرما گئے اور اپنی خانقاہ کوم جارحی میں مدفون ہوئے یہ جامع عمرو کے قریب ہے۔ اس تہہ خانے میں مدفون ہوئے جس میں عبادت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو السعود بن عبد الرحیم شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قطب شعرانی آپ کے والد کے چچا ہیں۔ آپ نے قسطنطنیہ کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور وہاں آپ کو عظیم مراتب ملے تھے آپ شام کے چیف جسٹس بھی رہے رومیوں (ترکوں) کو آپ پر بہت اعتقاد تھا۔

ولایت کا حصہ یوں مل گیا

محبی فرماتے ہیں مجھے اللہ کریم کے صالح و متصرف اہل طریقت کے ایک گروہ نے بتایا ہے کہ حضرت ابو السعود مذکور نے روم (ترکی) میں ان کے ایک ساتھی ولی سے کہا کیا ہمارا آپ لوگوں کے ساتھ حصہ نہیں؟ انہوں نے جواب دیا حصہ تو ہے لیکن اس صورت میں ملے گا کہ آپ سارے کپڑے اتار دیں پھر باب ادرنہ سے نکل کر اسی حال میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس تک جائیں، یہ بولے کیا ابھی جانا ہے؟ صاحب تصرف ولی نے فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد آپ جائیں گے یہ کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہو کر پوچھنے لگے، کیا اب جانا ہے؟ تو جواب ملا جی ہاں۔ یہ کپڑے اتارنے لگ گئے صرف شلوار جسم پر رہنے دی اور عرض کرنے لگے مجھے اسے پہنے رکھنے کی اجازت عطا فرمائیں کیونکہ ستر عورت (شرمگاہ کا ڈھانپنا) میزان شرع میں ضروری ہے شلوار کی اجازت مل گئی یہ وہاں سے نکلے تو باب ادرنہ پہنچے خود کہتے ہیں جب میں آگے بڑھا اور قبرستان میں پہنچا تو اہل قبور اور ان کی کیفیت میرے سامنے آ گئی میں اسی کشف کی حالت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار انور تک پہنچ گیا ان کی زیارت کر کے واپس آیا پھر جو ہوا سو ہوا (سب مرادیں یہاں مل گئیں)

آپ ڈیڑھ ماہ تک شام کے چیف جسٹس رہ کر معزول ہوئے، بقول محبی معتبر لوگ بتاتے ہیں کہ معزولی کے بعد وہ واپس روم جانا چاہتے تھے مگر پہلے امام ابن عربی رضی اللہ عنہ کے مزار پر زیارت کے لئے حاضر ہوئے آپ نے قبر کے اندر سے آپ کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا فلاں فلاں دن فلاں وقت پر فلاں عہدہ تمہیں مل جائے گا۔ پھر ایسا ہی وقوع پذیر ہوا کہ مقررہ وقت پر مقررہ عہدہ آپ کو مل گیا یہ بیت المقدس میں بطور جج مقرر ہونا تھا، اس کے بعد آپ اناطول کی فوج کے جج بن گئے ۱۰۸۸ھ میں قسطنطنیہ میں وصال ہوا، ابو سعید خراز کا ذکر ان کے نام احمد بن عیسیٰ کے تحت ہوگا۔

1۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے پیش والے حرف پر زبر پڑھ دیا تو وہ بھاگ گیا اور جب اسی پر پھر پیش پڑھا تو وہ واپس آ کر ہاتھ چومنے لگا زبر (نصب) نے بھگا دیا اور پیش (ضمہ) نے واپس بلایا تو جو شخص ان کی ایسی غلطیاں پکڑتا رہتا ہے وہ محفل اولیائے کے قابل نہیں علمائے ظاہر پر طنز ہے۔(مترجم)

ابو سعید قصاب رحمۃ اللہ علیہ

ایک کرامت آپ کی ملاحظہ ہو طبرستان میں ایک ظالم امیر تھا جو جوان لڑکیوں کی بکارت ختم کرنے کے لئے زنا کرتا تھا۔

ظالم کی گردن ٹوٹ گئی

ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بڑھیا روتی ہوئی حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی حضور! میری مدد فرمائیں میری خوبصورت اور جمیلہ لڑکی ہے اس ظالم حاکم نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ میں بچی کو بنا سنوار کر رکھوں تا کہ وہ میرے گھر آ کر اس سے زنا کر کے بکارت زائل کرے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں تا کہ آپ دعا فرمائیں اور ہم اس کی خباثت سے بچ جائیں آپ نے سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا بڑھیا! زندوں میں ایسے لوگ نہیں رہے جن کی دعائیں مقبول ہوں تم مسلمانوں کے قبرستان میں جاؤ وہاں ایک شخص ملے گا جو آپ کی حاجت پوری کر دے گا'' بڑھیا مسلمانوں کے قبرستان میں گئی اسے ایک حسین وجمیل نوجوان ملا جس نے خوبصورت کپڑے پہن رکھے تھے اور خوشبو سے مہک رہا تھا بڑھیا نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا، نوجوان نے پوچھا: کیا حال ہے؟ اس نے سارا واقعہ سنا دیا جوان سن کر بولا ''شیخ ابو سعید کے پاس واپس جا کر دعا کراؤ ان کی دعا قبول ہوگی۔ وہ بولی: ''زندہ مردوں کے پاس مجھے بھیجتے ہیں اور مردے زندوں کے پاس روانہ کر دیتے ہیں میری مدد تو کوئی نہیں کرتا میں کس کے پاس جاؤں'' نوجوان نے کہا ان کے پاس جاؤ ان کی دعا سے تمہاری حاجت تو پوری ہو چکی ہے۔ واپس آ کر بڑھیا نے حضرت کو سارا واقعہ بتایا، آپ نے متفکر ہو کر سر جھکا لیا آپ کو پسینہ آنے لگ گیا پھر زور سے چیخے اور منہ کے بل گر گئے۔ اتنے میں شہر میں شہرہ ہوا کہ امیر سوار ہو کر بڑھیا کے گھر اس کی بچی کی عصمت دری کے لئے چلا تھا کہ گھوڑا منہ کے بل گرا اور وہ خود اوپر سے پھسل گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا سے بڑھیا اور لوگوں کی مصیبت دور فرما دی جب حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کو افاقہ ہوا تو آپ سے پوچھا گیا آپ نے بڑھیا کو قبرستان کیوں بھیجا اور پہلی دفعہ ہی اس کا کام کیوں نہ کر دیا؟ وہ بولے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ اس کا خون میری بددعا سے بہہ جائے، میں نے اسی لئے بڑھیا کو اپنے بھائی حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے کیا انہوں نے بڑھیا کو واپس میرے پاس بھیجا یہ اس بات کی اطلاع تھی کہ اس کے خلاف دعا جائز ہے۔ (روض الریاحین از امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابو سعید علی قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

قیلویہ کی طرف نسبت سے قیلوی کہلاتے ہیں عراق کے علاقے میں نہر شاہی کے قریب ایک گاؤں ہے۔ آپ کرسی پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص دو سر بمہر بوریاں لے کر آیا آپ نے فرمایا تم رافضی ہو اور میرا امتحان لینے آئے ہو پھر کرسی سے اترے ایک بوری کھولی تو اس میں معطل اعصاب وقویٰ والا ایک لڑکا تھا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ وہ اٹھ کر بھاگنے لگا، پھر آپ نے دوسری بوری کھولی اس میں ایک لڑکا تھا جس کے سارے اعضا مسخ ہو چکے تھے آپ نے اسے ماتھے سے پکڑ کر فرمایا تو کسی کو معطل کرے گا یا تو خود معطل ہوگا۔ وہ ساری جماعت رفض سے توبہ کرنے لگی اور قسم کھا کر انہوں

نے بتایا کہ اللہ کریم کے بغیر ان کے حال کا کسی کو علم نہ تھا (کہ وہ رافضی ہیں)۔

حضرت ابوسعید قیلویہ سے باہر تھے زوال کے بعد ایک بہت بڑی چٹان پر اذان کہی گئی جب آپ نے تکبیر کہی تو چٹان کے پانچ ٹکڑے ہو گئے۔

شیخ ابوالحسن علی قرشی کہتے ہیں کہ میں ایک لوٹا پانی لے کر حضرت قیلوی کے پیچھے ان کی ضرورت کے تحت لے کر چلا وہ میرے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا نہ تو ہمارے پاس کوئی اور لوٹا تھا اور نہ ہی وہاں پانی تھا حضرت نے اسے اکٹھا کیا اور اس پر ہاتھ پھیرا وہ ٹھیک بھی ہو گیا اور پانی سے بھی بھر گیا۔ (شرجی)

امام شعرانی کہتے ہیں کہ آپ بڑے عارفوں اور محقق آئمہ میں شامل ہیں، آپ کو مریدوں سمیت کھانے کی دعوت دی گئی آپ نے ساتھیوں کو کھانے سے روک دیا اور اکیلے خود کھانا کھایا جب وہاں سے نکلے تو آپ نے ساتھیوں کو کہا میں نے آپ لوگوں کو اس لئے کھانے سے روکا ہے کہ یہ حرام تھا آپ نے پھر سانس لیا تو ستونوں کی طرح کالا سیاہ دھواں آپ کی ناک سے نکلا اور فضا میں پھیل گیا پھر نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر آپ کے منہ سے اسی طرح آگ کے ستون نکلے اور فضا میں بلند ہو کر اوجھل ہو گئے، آپ نے فرمایا یہ جو دیکھ رہے ہو وہی کھانا ہے جو میں نے تمہاری طرف سے کھا لیا ہے آپ کی وفات ۵۵۷ھ میں ہوئی، ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام عبدالرحمٰن بن عطیہ میں مذکور ہوں گے۔

حضرت ابوسلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رضی اللہ عنہ نے ابو حاتم سجستانی سے انہوں نے ابونصر سراج سے انہوں نے حسین بن احمد رازی سے انہوں نے حضرت ابوسلیمان خواص سے سنا آپ فرماتے تھے میں ایک دن گدھے پر سوار تھا اور مکھیاں گدھے کو اذیت پہنچاتی تھیں وہ سر نیچے جھکاتا تھا میرے ہاتھ میں لکڑی تھی میں گدھے کے سر پر وہ مارتا تھا گدھے نے سر اوپر اٹھایا اور کہا مارئیے مگر یاد رکھیے ایک ذات آپ کے سر پر بھی ہے جو آپ کو مارے گی۔ حسین کہتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا کیا آپ کو یہ واقعہ پیش آیا فرمایا بالکل اسی طرح ہوا جیسا کہ تم سن رہے ہو۔

حضرت ابوالعاصم بصری رحمۃ اللہ علیہ

عبدالواحد نے ابوالعاصم سے پوچھا جب آپ کو حجاج نے طلب کیا تو آپ نے کیا کیا تھا؟ فرمانے لگے میں اپنے بالا خانے میں تھا کہ اس کے کارندوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آ گئے مجھ پر اچانک ایسی کیفیت گزری کہ میں نے اپنے آپ کو مکہ مکرمہ جبل ابی قبیس (مکہ مکرمہ کی مشہور پہاڑی) پر پایا عبدالواحد نے پوچھا وہاں آپ کہاں سے کھاتے تھے؟ جواب دیا روزانہ افطاری کے وقت ایک بڑھیا دو روٹیاں لے کر میرے پاس آتی جتنی میں روزانہ بصرہ میں اپنے گھر کھایا کرتا تھا، عبدالواحد کہتے ہیں وہ دنیا خود تھی جسے اللہ کریم نے حضرت کے لئے مامور فرما دیا تھا۔ (امام قشیری)

حضرت ابو العباس بن حجاج بن مروان مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ہیبت ناک قسم کی بہت سی کرامات ہیں۔ آپ کے کسی ساتھی کو اگر کسی خاص قسم کے کھانے کی طلب ہوتی اور وہ کسی اور شہر میں ہوتا تو آپ اس کی طرف سے خود ہی کھانا اپنے گھر تناول فرما لیتے تو وہ شخص دوسرے شہر میں اپنے پیٹ کے اندر اس کا ذائقہ پالیتا اور سیر ہو جاتا۔ چھٹی صدی میں وصال ہوا۔ (مناوی)

حضرت ابو العباس مری رحمۃ اللہ علیہ

خود فرماتے ہیں میں سمندر میں سفر کر رہا تھا سمندر بپھرا ہم ہلاکت کے قریب تھے کہ میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا اے دشمنو! اے دشمنوں کے بچو! تمہیں کون سی چیز یہاں لے آئی؟ میں نے ہاتھ پھیلائے اور عرض کی اے اللہ! آپ کو اس حرمت کا واسطہ جو آپ کے ہاں آپ کے نبی محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے مجھے یہاں سے نکال اور نجات دے۔ ابھی دعا پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا انہوں نے جہاز کو گھیر لیا اور مجھے سلامتی کی بشارت دی میں نے اپنے ساتھیوں کو بشارت دیتے ہوئے کہا کل ان شاء اللہ تم صحیح سلامت مریہ میں پہنچ جاؤ گے۔ (مصباح الظلام)

حضرت ابو العباس خشاب رحمۃ اللہ علیہ

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ نے ''مسامرات'' میں لکھا ہے کہ مجھے عبد اللہ بن استاذ مروزی نے حضرت خشاب کے کشف کے متعلق بتایا کہ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ بیوی کو طلاق دے دی جائے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ چاہا انہوں نے مناسب سمجھا کہ حضرت ابو العباس خشاب سے بھی مشورہ لے لیں کیونکہ انہیں اللہ کریم کی طرف سے تعلیمی حالت حاصل ہے یہ خیال گزر رہی تھا کہ حضرت خشاب، حضرت ابو مدین کے پاس تشریف لے آئے اس سے پہلے کہ ابو مدین بولیں حضرت خشاب نے فرمایا اے ابو مدین! آپ کے لئے فرمان یہ ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں یہ سن کر انہوں نے طلاق کا ارادہ بدل دیا اور بیوی کو اپنے پاس رکھا۔

مجھے پڑھو میں خود کتاب ہوں

ان حضرت خشاب کے کئی عجائبات ہیں امام ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابن مخلف کے ساتھ شہر فاس میں ان کی قبر کی زیارت کی ہمیں خبر ملی کہ ان کے وصال کے دن ہر صاحب خطوہ ولی (وہ ولی جو ایک قدم اٹھا کر ایک ملک سے دوسرے ملک میں چلے جاتے ہیں) ان کے ہاں حاضر ہوا، ہمیں (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) عبد اللہ بن استاذ مروزی نے بتایا کہ ہمارا ایک ساتھی حضرت خشاب زاہد کے پاس گیا اور انہیں کہا حضرت! میں آپ کے سامنے اس کتاب سے جو میرے ہاتھ میں ہے کچھ پڑھنا چاہتا ہوں، اس نے ورع، زہد اور توکل کے ابواب میں سے کچھ حصے پڑھ کر سنائے حضرت خشاب بالکل خاموش رہے وہ شخص کہنے لگا حضرت! میں یہ ابواب اس لئے آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں کہ آپ بھی ان پر کچھ گفتگو فرمائیں، حضرت خشاب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا مجھے پڑھو میں خود ہی کتاب ہوں، وہ شخص آپ کے پاس سے اٹھ کر حضرت ابو مدین کے پاس پہنچا

وہ ان دنوں شہر فاس میں ہی تشریف فرما تھے، انہیں کہنے لگا جناب! مجھے حضرت خشاب کے ساتھ اس طرح واقعہ پیش آیا ہے حضرت ابومدین نے اسے جواب دیا، حضرت خشاب نے سچ فرمایا ہے، کیا تم نے کوئی ایسا باب بھی ان کے سامنے پڑھا جوان کے حال کا ترجمان نہ ہو جب ان کے حال کو تم نہیں سمجھتے اور تم پر ان کا حال اثر نہیں کرتا تو پھر ان کے حال کا کیا فائدہ ہوگا؟ یہ سن کر اس شخص نے نصیحت حاصل کی۔

حضرت ابوالعباس بن عریف رضی اللہ عنہ

خود فرماتے ہیں میرا دل ایک دن بہت تنگ تھا اور میرا ایک دوست ابومحمد طرابلسی نامی تھا میں نے اسے کہا ''ابومحمد! آج میرا جی اداس اور الجھا ہوا ہے آپ کیا مجھے کسی اللہ کے بندے کی حکایت نہیں سنائیں گے'' (جس سے دل کو تسکین ہو) اس نے کہا جی سناتا ہوں۔

ایک نفیس حکایت

میں ایک دن ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں افریقہ کے ایک شہر میں تھا اچانک دیکھا کہ تین شخص میرے پاس کر آٹھہرے ہیں اور کہتے ہیں ابومحمد! کیا آپ حج کے لئے چلنا پسند کریں گے؟ میں نے جواب دیا جس طرح آپ کی مرضی ہے میں ایسا ہی کروں گا، کہنے لگے پھر اللہ کریم کی برکت کے ساتھ مدد حاصل کر، ان سے ایک آگے چل پڑا اور دو اس کے پیچھے ہولئے جب رات ہوئی ان میں سے ایک راستہ چھوڑ کر الگ ہوگیا اور کیلوں کا ایک سالم گچھا لے آیا اور کہنے لگا یہاں ایک بڑھیا تھی جو یہ مجھے دے گئی ہے ابھی صرف تین راتیں سفر کرتے گزری تھیں کہ ان میں سے ایک کہنے لگا ''ابومحمد! بشارت ہو یہ تہامہ کے پہاڑ ہیں (یعنی ہم عرب شریف میں پہنچ گئے ہیں) میں نے ان تینوں کے ساتھ مل کر حج کیا اور مجھے ان کی صحبت کی توفیق ملی۔ جب حج سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کا وقت آیا تو مجھے کہنے لگے، آپ اللہ کریم کے حوالے ہیں'' میں نے جواب دیا یہ جدائی شاق گزرے گی، وہ کہنے لگے اب جدائی تو ضروری ہے یہ کہہ کر وہ چل دیئے۔ میں عیذاب کی طرف پلٹا اور اسوان پہنچ گیا، مجھے میرے جی نے کہا، آپ کو اسکندریہ جانا چاہئے شاید کوئی جان پہچان والا آدمی سمندر کے پار مغرب میں آپ کو پہنچا دے، میں نے اپنے جی کو جواباً کہا اب تک تو نے مجھے امن نہ پانے دیا قسم بخدا میں تو صحرا میں اسی جگہ سے داخل ہوں گا (اسکندریہ نہیں جاتا) صحرا میں جب مجھے وضو یا پینے کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے میں کہتا ''معبود برحق کی عزت کی قسم! میں یہاں سے نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ وضو کرلوں اور پانی پی لوں، پھر مجھ پر بادل چھا جاتا اور بارش برسنے لگتی اور جو ہڑ میں پانی بھر جاتا میں وہاں وضو کرتا اور پانی پیتا'' جب مجھے بھوک لگتی تو میں پھر اسی طرح کہتا، میں اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ وہاں جا پہنچا جہاں سے آغاز کیا تھا میں اب تک اے احمد! ابوالعباس، بھٹکتا پھر رہا ہوں آپ تو امیروں جیسے کپڑے پہنتے ہیں اور جوانوں کے چہرے دیکھتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں میرا دل پراگندہ ہے اور جی تنگ ہے، دل تو مجھ جیسے بدحال بوڑھے کا تنگ ہونا چاہئے، رہی بات آپ کی تو پھر ان نعمتوں کے باوجود آپ دل تنگ ہیں تو مجھے کہنا ہوگا کہ آپ دل تنگ ہی تھے اور دل تنگ ہی رہیں

گے۔ ابوالعباس فرماتے ہیں قسم بخدا! اس کے اس قول کی ٹھنڈک میں موت تک نہیں بھول سکتا کہ آپ تو دل تنگ ہی تھے اور دل تنگ ہی رہیں گے۔

پھر وہ غائب ہو گیا

آپ خود ہی فرماتے ہیں میں ایک دن بیٹھا تھا ایک اجنبی آدمی آیا جو مسجد میں میرے پاس پہنچا اور کہا جناب والا! آپ ابوالعباس بن عریف ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، وہ کہنے لگا آج دیکھنے والے نے ایک خواب دیکھا ہے میں نے اسے کہا جو اس نے دیکھا ہے بتاؤ، وہ بولا اس نے عرش کے اردگرد چھوٹے چھوٹے خیمے دیکھے ہیں جن کے اوپر ایک بہت بڑا خیمہ ہے اور سب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے خواب دیکھنے والے نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ فقیہ ابوالعباس بن عریف کا خیمہ ہے اس نے پھر پوچھا یہ چھوٹے خیمے کن لوگوں کے ہیں، جواب ملا ان کے مریدوں کے ہیں، ابوالعباس کہتے ہیں میں یہ سن کر بگڑا اور اسے کہا تو ایسا عظیم خواب لے کر مجھ جیسے گنہگار کے پاس کیوں آیا، جب اس نے دیکھا کہ میں بگڑ رہا ہوں تو وہ کہنے لگا، جناب شیخ! ذرا آپے میں آئیں ہو سکتا ہے اللہ نے جو تھوڑا سا رزق آپ کو دیا ہے آپ اسی پر صابر و قانع ہو گئے ہوں اور اللہ کریم نے آپ کے تھوڑے سے عمل پر ہی قناعت فرما لی ہو (اور تھوڑے عمل کے باوجود یہ عظمت دے دی ہو جس کو خواب میں خواب دیکھنے والے نے ملاحظہ کیا ہے) (مترجم) میں نے پھر پلٹ کر اسے دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا، میں نے اب اپنے دوستوں سے کہا یہ تمہیں تمہارے فقر کی خبر دینے آیا تھا، یہ واقعہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روض الریاحین'' میں درج فرمایا ہے۔ ابوالعباس بصیر اور ابوالعباس سبتی رحمہما اللہ کا ذکر ان کے نام احمد کے ضمن میں آئے گا۔

حضرت ابوالعباس بن شاطر رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوفی کبیر اور ولی شہیر ہیں آپ نے حضرت مری وغیرہ سے فیض پایا اور آپ سے نجم اسوانی نے فیض لیا، آپ کے متعلق مشہور تھا کہ آپ لوگوں کی ضرورتیں پوری فرماتے ہیں کسی آدمی کی کوئی حاجت ہوتی تو آپ اس سے وہ سودے کی طرح خریدتے اسے کہتے آپ کتنے میں یہ بیچ دیں گے۔ وہ کہتا اتنے میں جب اس سے قیمت میں اتفاق فرما لیتے تو فرماتے یہ حاجت فلاں وقت پوری ہو جائے گی۔ عموماً وہ پوری ہو جاتی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ نے وقت متعین کیا ہو اور حاجت اس سے مقدم یا موخر ہوئی ہو بلکہ مقررہ وقت پر ہی پوری ہو جاتی تھی۔

اسوانی کہتے ہیں میری صحبت کا ان کے ساتھ یوں آغاز ہوا کہ میں ان کے ساتھ قاہرہ سے دمنہور کے لیے نکلا جب ہم جہاز سے نکلے تو اس میں میرا ایک دوست تھا جس کا بستر اور دستر خوان (نیچے بچھانے والا کپڑا) وہاں رہ گیا ہم حضرت کے کاموں کے لئے آگے بڑھے جب میں نے آپ کے پاس آ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا جاؤ نیچے پھر جہاز میں اتر کر بستر اور دستر خوان لے آؤ میں اترا، مگر ان کا مالک بولا یہ حضرت کے نہیں میرے ہیں میں حضرت کو بتانے آیا تو آپ نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ (کہو یہ ہمارے ہیں) تین دفعہ ایسا ہوا مگر اس آدمی نے ہمیں دونوں چیزیں نہ دیں آپ نے فرمایا اسے کہو کہ تیرا

سب مال تو ابھی جہاز میں غرق ہو گیا ہے صرف ایک غلام بچا ہے جس کے پاس اٹھارہ دینار ہیں جب حقیقت حال کا پتہ لگایا گیا تو بات ایسی ہی نکلی۔ (مناوی)

حضرت ابو العباس جزائری مقیم بغداد رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرد صالح کا ارشاد ہے کہ میں اس ارادے سے عراق گیا کہ سیاحت بھی ہو جائے گی اور مشائخ سے بھی مل لوں گا۔ میں نے ایک شہر دیکھا تو ادھر چل پڑا مجھے کسی مکان کی ضرورت تھی جس میں پناہ لے سکوں شہر میں بکھرے آثار تھے میں تھوڑی دیر بیٹھا پھر سو گیا، نیند میں ہی ہاتف نے آواز دی اور کہا تمہارے پہلو میں دیوار کے ساتھ مخفی خزانہ ہے اسے لے لو کیونکہ نہ تو اس کا کوئی وارث ہے نہ مالک، اب یہ تیری ملکیت ہے، میں جاگ گیا میں نے اپنے پہلو میں دیکھا تو ایک لاٹھی پڑی تھی میں نے اسے لے کر تھوڑی جگہ کھودی تو ایک چیتھڑا ملا میں نے اسے نکال کر کھولا تو اس میں پانچ سو دینار تھے۔ میں نے اپنے کپڑے کے گوشے میں انہیں باندھا اور وہاں سے چل نکلا، میں سوچنے لگا اب ان کا کیا کروں، خیال آیا کچھ تو فقراء پر خرچ کروں گا، پھر کہنے لگا، میں دکانیں خریدوں گا اور انہیں فقراء پر وقف کر دوں گا اسی طرح کے کئی اور خیال بھی آئے، جب میں رات کو سویا تو خواب میں حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے مجھے سلام فرمایا اور پھر ارشاد ہوا ”اے فقیر! ارادہ اور پھر دنیا کی طلب یہ دونوں چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں“ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا لیا اور مجھے کہا یہ سب جو تیرے پاس ہے، لے کر شیخ ابو العباس کے پاس لے جاؤ جو شاداب جزیرے کا باسی ہے اور آج کل بغداد کی فلاں مسجد میں ہے یہ اس کے حوالے کرو، پھر میں خواب سے بیدار ہوا تازہ وضو کیا، نماز پڑھی اور اسی وقت بغداد کو چل دیا اور حضرت شیخ جہاں تھے ان کے پاس پہنچ گیا انہیں مل کر وہ مال ان کے حوالے کیا اور سارا واقعہ انہیں سنایا، وہ پوچھنے لگے آپ کو کب میرے پاس آنے کا فرمایا گیا تھا؟ میں نے کہا آج سات دن ہو گئے ہیں، مجھے کہنے لگے بیٹا! تم نے سات راتیں پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی تھی اور مجھے اسی رات حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زیارت بخشی اور فرمایا جب تمہارے پاس فقیر آئے تو اس کے پاس کچھ امانت ہے وہ قبول کر لینا اور اسے جس طرح مرضی ہو خرچ کر لینا، پھر کہنے لگے بیٹا! آج سات دن ہو چکے ہیں ہمارے پاس غذا نام کی کوئی چیز نہیں ہے، ایک آدمی کا ہم پر قرض بھی ہے اور وہ قرض کی ادائیگی پر بے حد اصرار کر رہا ہے یہ فاقہ اب اللہ کریم نے اپنے ہاتھوں پورا کر دیا ہے، پھر مجھے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ٹھہر جا اور میری ایک بیٹی بھی بطور ہدیہ تیرے لئے ہے (ایک بیٹی کا نکاح تجھ سے کروں گا) میں نے عرض کیا میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں میں تو اس کام میں مشغول ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مشغول رکھا ہوا ہے۔ میں وہ بات بھی آپ کو بتا چکا ہوں جو سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ارشاد فرمائی تھی (ارادت اور طلب زیارت نہیں تھی) یہ سن کر انہوں نے فرمایا پھر تین دن کی دعوت تو قبول کرو میں نے عرض کیا یہ منظور ہے۔ میں تین دن ان کے پاس رہا وہ سوائے ضروری کام کے مجھ سے الگ نہ ہوتے پھر میں انہیں الوداع کہہ کر چلا گیا۔ یہ واقعہ ”روض الریاحین“ میں سے ہم نے لیا ہے۔ ابو العباس حرار اور ابو العباس بونی کا ذکر باب احمد میں آئے گا۔

حضرت ابو العباس دمنہوری رحمۃ اللہ علیہ

یافعی کہتے ہیں میں نے بہت سے لوگوں کو سنا وہ ایک تاجر کا واقعہ بیان کرتے تھے۔

گم شدہ جانور بھی ملا اور بے اندازمنافع بھی

میں سفر میں تھا اور میرے پاس ایک جانور تھا جس پر میں نے سامان تجارت از قسم کپڑے وغیرہ لاد رکھا تھا جب میں شہر میں پہنچا اور لوگوں کی بھیڑ میں آیا تو میرا جانور کھو گیا میں نے تلاش کیا لوگوں سے پوچھا مگر اس کی کوئی اطلاع نہ مل سکی میرے ایک ساتھی نے کہا آپ حضرت ابو العباس دمنہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جائیں ہوسکتا ہے ان کی دعا سے کام بن جائے ،میں حضرت کو پہلے بھی جانتا تھا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر اپنا واقعہ بتایا انہوں نے میری بات کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی اور نہ مجھے میرے کام کے متعلق خوش ہی کیا صرف اتنا کہا ہمارے پاس دو مہمان ہیں ہمیں ان کے لئے اتنا آٹا، اتنا گوشت اور اتنی ضرورت کی چیزیں درکار ہیں، میں ان کے پاس سے باہر نکلا تو کہنے لگا، واللہ! میں اب ان فقیروں کے پاس واپس نہیں آؤں گا یہ تو صرف اپنی ضرورتوں کا ہی رونا روتے ہیں، میں مصیبت زدہ تھا نہ تو انہوں نے میری شکایت سنی نہ میرے لئے دعا کی الٹا اپنی ضرورت مجھ سے پوری کرنا چاہتے ہیں۔ میں اسی نیت سے آگے چلتا گیا، مجھے ایک شخص مل گیا جس نے میرا قرضہ دینا تھا میں نے اسے روک کر کہا میں رقم لئے بغیر تجھے جانے نہیں دوں گا اس نے قریباً ساٹھ درہم مجھے دے دیئے۔ درہم مل گئے تو میں نے جی میں کہا اب میں ان کو بھی خطرے میں ڈالتا ہوں یا تو یہ خرچ کر کے فقیروں کا سامان لے جاؤں گا اور مجھے سب کچھ مل جائے گا یا یہ بھی راہ خدا میں خرچ ہو جائیں گے، میں نے حضرت ابو العباس کی فرمودہ سب چیزیں خریدیں میرے پاس کچھ رقم بچ گئی میں نے مٹھائی کا ایک ڈبہ خرید لیا سب چیزیں ایک قلی سے اٹھوا کر شیخ کی طرف چل پڑا جب میں خانقاہ کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا جانور خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے میں نے جی میں کہا یہ میرا ہی جانور ہے پھر کہنے لگا بھلا میرا جانور کہاں ہوسکتا ہے کوئی اس کا ہمشکل اور جانور ہوگا، قریب پہنچ کر دیکھا تو وہ میرا ہی جانور تھا اور اس پر سامان بالکل پہلے کی طرح لدا ہوا تھا، میں بہت حیران ہوا پھر سوچا کسی کو اس کی نگرانی کے لئے چھوڑ جاؤں یا اسے بھی ساتھ ہی اندر لے جاؤں تا کہ یہ کہیں نکل نہ جائے۔ پھر کہنے لگا، جس نے پہلے اسے صحیح وسلامت رکھا اور حفاظت فرمائی وہ اب بھی حفاظت فرمائے گا، میں اپنے خیالوں میں حضرت کے پاس پہنچ گیا اور سب اشیائے ضرورت آپ کے سامنے رکھ دیں ایک ایک چیز میں نے آپ کی خدمت میں گن کر پیش کی جب مٹھائی کا ڈبہ آپ کے سامنے آیا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور! میرے پاس کچھ رقم بچ گئی تھی تو میں نے یہ خرید لیا، فرمانے لگے یہ شرط میں داخل نہ تھا لیکن ہم بھی اب آپ کو مزید عطا کریں گے آپ قیساریہ چلے جائیں وہاں اپنا سامان بیچیں مگر جلدی نہ کرنا، جونہی کوئی چیز بیچیں تو اس کی قیمت قبضے میں کر لینا کوئی خوف ذہن میں ہرگز نہ لائیں کہ کوئی اور تاجر بھی آپ کے مقابلے میں سامنے بیچنے وہاں آسکتا ہے کیونکہ سمندر میرے دائیں ہاتھ میں ہے اور خشک علاقہ میرے بائیں ہاتھ میں (کوئی پھر میری اجازت کے بغیر کیسے قیساریہ میں آئے گا) تاجر

کہنے لگا پھر میں قیسار یہ چلا گیا میرے پاس جتنا سامان تھا اس کی وہاں بڑی مانگ تھی عادت سے بہت زیادہ نفع کمایا، جب بھی کوئی چیز بکتی میں اس کی قیمت قبضے میں کر لیتا سارا سامان بک گیا اور قیمت میرے پاس آگئی جب میں سب کچھ بیچ چکا تو برو بحر سے اب تاجر آنا شروع ہوئے گویا وہ قید تھے جنہیں اب رہائی ملی ہے بقول امام یافعی حضرت ابو العباس کی بہت سی نفیس کرامتیں لوگوں میں مشہور ہیں۔ حضرت ابو العباس مستعجل رفاعی، ابو العباس ملثم، ابو العباس مرسی، ابو العباس جریسی اور ابو العباس تجانی کا ذکر لفظ احمد کے ذیل میں آئے گا ابو عبد الرحمٰن سلمی کا ذکر محمد بن حسین کے نام سے باب محمد میں ہو چکا ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ

ایوب کہتے ہیں:

سمجھدار گدھا

جب حضرت ابو عبد اللہ دیلمی دوران سفر کسی مقام پر اترتے تو اپنے گدھے کے پاس جا کر اس کے کان میں کچھ کہتے میں تجھے لادنا چاہتا تھا لیکن اس وقت نہیں باندھتا ہوں اور تجھے اس صحرا میں گھاس کھانے کے لئے کھلا چھوڑ رہا ہوں جب ہم کوچ کا پروگرام بنائیں گے تو خود آجانا جب کوچ کا وقت ہوتا تو گدھا خود بخود آجاتا، آپ کو ایک دفعہ اپنی بیٹی کی شادی کے لئے سامان درکار تھا آپ کے پاس ایک کپڑا تھا جسے پہن کر آپ باہر نکلا کرتے تھے وہ ایک دینار میں آتا تھا آپ کا کپڑا بیچنے کے لئے بھیجا گیا تو گاہک نے کہا یہ ایک دینار سے زیادہ قیمت کا ہے۔ اب خریدار بولی دیتے گئے قیمت بڑھتی گئی اور یہ کپڑا ایک سو دینار میں فروخت ہوا جس سے آپ نے لڑکی کی شادی کا سامان خریدا۔ (قشیری)

حضرت ابو عبد اللہ قوال رحمۃ اللہ علیہ

بقول سیدی محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہیں انہوں نے مجھے خود (ابن عربی) بتایا:

فرشتہ روٹی دے جاتا ہے

ہمارے مرشد ابو العباس بن عریف کی محفل میں ایک آدمی آیا کرتا تھا مگر وہ بولتا نہیں تھا جب حضرت شیخ فارغ ہو جاتے تو وہ نکل جاتا مگر ہم اسے صرف محفل میں ہی دیکھتے تھے مجھے خواہش ہوئی کہ میں اسے اور اس کی جگہ کو پہچانوں، میں ایک دن یوں اس کے پیچھے چلا کہ اسے میرے تعاقب کی خبر نہ ہوئی ایک گلی میں فضا سے ایک شخص یوں آکر اس پر گرا جیسے پرندہ جھپٹتا ہے اس کے ہاتھ میں روٹی تھی وہ اس نے اسے پکڑائی اور خود چلا گیا اب میں نے پیچھے سے اسے کھینچا اور کہا السلام علیک وہ مجھے پہچان گیا اور سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا یہ کون تھا جس نے آپ کو روٹی دی ہے وہ چپ ہو گیا جب اسے پتہ چلا کہ میں راز معلوم کئے بغیر میں نہیں چھوڑوں گا تو کہنے لگا یہ رزق والا فرشتہ ہے۔ اللہ کریم کی طرف سے ہر روز میرے پاس مقررہ رزق لا کر میں جہاں بھی اللہ کریم کی زمین پر ہوتا ہوں پہنچا جاتا ہے۔ ابتدائے امر میں اللہ کریم نے مجھ پر کرم فرمایا کہ جب میرا نفقہ اور خرچ ختم ہو جاتا تو ہوا سے مجھے اپنی ضرورت کے مطابق مل جاتا میں اسے خرچ کرتا جب وہ ختم ہو جاتا تو اور آجاتا

لیکن پہلے یہ شخص جواب آتا ہے، نظر نہیں آتا تھا۔ (روح القدس از امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوعبداللہ فران رحمۃ اللہ علیہ

آپ قرطبہ میں اہل آزمائش کے امام تھے ان جیسا کم ہی کوئی آدمی ہوگا، میں نے آپ سے پوچھا آپ کی گزران ان لوگوں کے ساتھ کیسے ہوتی ہے؟ فرمانے لگے میں تو صرف ان سے کستوری کی مہک سونگھتا ہوں، (ابن العربی) مزید فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے بے شمار احوال کا علم ہے۔

حضرت ابوعبداللہ بن زین اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی ان حضرات میں شامل ہیں جن کا ذکر حضرت ابن العربی رضی اللہ عنہ نے ''روح القدس'' میں فرما کر تعریف کی ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے ان کے بھائی سے بھی ملاقات کی وہ بھی آپ کی طرح ہی تھے۔ آپ کی وفات کے وقت یہ ندا ہوئی دو جنت اولاد زین کے لئے ہیں یہ اشارہ تھا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (الرحمٰن) کی طرف۔

حضرت ابوعبداللہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ

ابن بطوطہ نے اپنے مشہور سفرنامے میں لکھا ہے کہ ابوعبداللہ فاسی اللہ کریم کے جلیل القدر اولیائے میں سے تھے۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ جب آپ نماز کا سلام کہتے تو انہیں جواب ملتا وہ لوگ بھی سنتے۔ بقول ابن بطوطہ اسکندریہ میں جن صالحین سے وہ ملا، ان میں آپ بھی شامل ہیں۔

حضرت ابوعبداللہ نباش رحمۃ اللہ علیہ

بغداد کے ایک شخص نے آپ کے متعلق سنا وہ قاہرہ میں آپ کو ملنے آیا مگر اسے آکر پتہ چلا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں وہ آپ کی قبر کے پاس آیا اور رونے لگ گیا پھر سو گیا تو خواب میں آپ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا اگر تم ہماری زندگی میں آتے تو تم کو اس دولت سے ضرور حصہ دیتے جو اللہ کریم نے ہمیں بخشی تھی لیکن اب تم مختار کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ فلاں شخص (حضرت نباش) تمہیں سلام کہتا ہے اور تجھ سے استعمال کے لئے پچاس کھرے دینار طلب کرتا ہے خواب سے بیدار ہو کر وہ شخص مختار کے پاس گیا جونہی مختار نے اسے دیکھا تو کہا، تشریف لایئے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں پھر پچاس کھرے دینار اسے دے دیئے وہ لے کر واپس بغداد چلا گیا بقول سخاوی مصر میں ہی آپ کا وصال ہوا اور اپنی مسجد میں دفن ہوئے۔ ابو عبداللہ قرشی کا ذکر محمد بن احمد بن ابراہیم کے عنوان سے باب محمد میں گزر چکا ہے۔

ابوعبداللہ دیسی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ رجانی نے ''تاریخ المدینہ'' میں اپنے والد سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبداللہ دارصی سے سنا وہ حضرت عبداللہ دیسی سے نقل فرماتے کہ میرے سامنے صورت کشف میں اہل المعلاۃ آئے میں نے ان سے پوچھا کیا جو قرأت وغیرہ

بطور ہدیہ تمہیں بھیجی جاتی ہے اس کا تمہیں کچھ فائدہ ہوتا ہے؟ وہ کہنے لگے ہمیں اس کی محتاجی نہیں ہے۔ میں نے انہیں پھر کہا یا تم میں کوئی واقف حال ہے؟ وہ کہنے لگے یہاں کوئی ایک حال پر قائم ہی نہیں رہتا یہ بات محبی نے احمد بن علی سندوبی کے تذکرہ وترجمہ میں بیان کی ہے۔

۱۴۳۔ حضرت ابو عبید بسری رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری حضرت محمد بن عبداللہ صوفی سے وہ عبدالواحد ورثانی سے وہ محمد بن داؤد سے اور ابوبکر بن معمر سے اور وہ حضرت ابو عبید بسری سے روایت کرتے ہیں:

مردہ گھوڑا زندہ رہا

ان کے والد (بسری کے والد) نے ایک سال جہاد کیا وہ ہراول دستہ میں نکلے تو وہ گھوڑا جس پر وہ سوار ہوتے تھے مر گیا انہوں نے یہ دعا مانگی: میرے پروردگار! اتنی دیر ہمیں یہ عاریۃً دے دے جب تک ہم اپنے گاؤں بسری پہنچتے ہیں، گھوڑا کھڑا ہو گیا جب جہاد کے بعد فارغ ہو کر وہ بسری پہنچے تو مجھے فرمایا بیٹا! گھوڑے سے زین اتار دو میں نے عرض کیا اسے پسینہ آیا ہوا ہے اگر میں نے زین اور کاٹھی اتار دی تو اسے ہوا لگ جائے گی آپ نے فرمایا بیٹا! یہ منگالی کا ہے امانت ہے میں نے جب زین اتاری تو گھوڑا مر گیا۔

رمضان شریف کی پہلی رات حضرت گھر کے ایک کمرے میں داخل ہو جاتے اور اپنی بیوی کو حکم دیتے کہ دروازہ بند کر کے اسے مٹی سے لیپ دو اور کھڑکی کے سوراخ سے مجھے روزانہ ایک روٹی دے دیا کرو، جب عید کا دن ہوتا آپ دروازہ کھولتے بیگم صاحبہ گھر میں داخل ہوتیں تو اندر گوشے میں تیس روٹیاں (رمضان کے پورے دنوں کی) موجود پڑی ہوتیں۔ نہ تو آپ پورا مہینہ کھانا کھاتے نہ پیتے اور نہ ہی سوتے، نماز کی کوئی رکعت ضائع نہ ہونے پاتی۔ (امام قشیری) ابو عثمان حیری کا ذکر سعید نام میں ہوگا۔

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ

خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ چاہا کہ مصر جاؤں دل میں خیال گزرا کہ جہاز پر سوار ہوں گا پھر سوچا لوگ مجھے پہچان لیں گے مجھے مشہوری کا خوف ہوا، جہاز تو میرے سامنے چل پڑا میں پانی پر چلنے لگ گیا جہاز کے قریب پہنچا اور پھر اس میں داخل ہو گیا لوگ مجھے دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ بات خارق عادت ہے یا خارق عادت نہیں ہے۔ میں سمجھ گیا کہ ولی مستور الحال ہے خواہ وہ مشہور ہی کیوں نہ ہو۔ (یعنی ولی کو حقیقۃً لوگ نہیں سمجھ پاتے)۔ (امام قشیری)

علامہ یافعی نے ''روض الریاحین'' میں لکھا ہے کہ ایک ولی بیمار ہوئے ایک پیالے میں ان کے لئے دوائی لا کر انہیں پیش کی گئی انہوں نے پیالہ پکڑ کر کہا آج مملکت میں ایک واقعہ پیش آ گیا ہے میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا اور کچھ نہیں پیوں گا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ کیا واقعہ ہے؟ کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ قرامطہ کے باطنی رافضیوں کا ایک گروہ مکہ مکرمہ

میں اسی دن داخل ہوا تھا اور وہاں بہت زیادہ جنگ ہوئی تھی۔

کعبہ پر ہی بادل ہے

جب یہ واقعہ علی بن کاتب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا تو کہنے لگے یہ حیران کن بات ہے حضرت ابوعثمان مغربی نے فرمایا یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ابن کاتب بطور امتحان بولے پھر آج مکہ مکرمہ کی کیا خبر ہے؟ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اب وہاں طلحی اور بنوالحسن لڑ رہے ہیں طلحیوں کا لیڈر کالے رنگ کا غلام ہے جس نے سرخ پگڑی باندھ رکھی ہے آج مکہ مکرمہ میں صرف حرم پاک کے اوپر حرم شریف جتنا ہی بادل ہے۔ ابن الکاتب نے مکہ مکرمہ میں خط لکھا پتہ چلا کہ بالکل وہی کیفیت تھی جو حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی تھی۔

حضرت ابوعزیزہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جامع ازہر میں مقیم تھے آپ پر جذب واستغراق کا غلبہ تھا، جب غلبۂ حال ہوتا تو ایک سیر گندھک کھا جاتے کبھی اس سے زیادہ تناول فرماتے ازہر کی جامع مسجد کا صحن صرف ایک قدم میں عبور کر جاتے۔ پورا دن اور پوری رات ایک جگہ نظر گاڑے بیٹھے گزار دیتے۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بلاارادہ میری ملاقات ان سے جامع مسجد طولون میں ہوگئی۔ انہوں نے ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا ہاتھ کیا تھا گوشت کے بغیر صرف چمڑا تھا۔ یہ سب مجاہدہ اور غلبۂ حال کی وجہ سے تھا، آپ کو کچھ سرکش لوگوں نے غلبۂ حال میں ۱۰۱۰ھ میں شہید کر دیا۔

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے جس کیفیت کا استاذ ابوعلی دقاق میں معائنہ ومشاہدہ کیا وہ یہ ہے کہ آپ کو پیشاب کی جلن (حرقۃ البول) کی تکلیف تھی آپ ایک ساعت میں کئی بار پیشاب کے لئے اٹھتے فرض کی دو رکعت پڑھنے کے لئے بھی بسا اوقات آپ کو وضو تازہ کرنا پڑتا، مجلس کے راستے میں بھی آپ کے پاس پیشاب کے لئے بوتل ہوتی، اور راستے میں کئی دفعہ آتے جاتے اس بوتل کی ضرورت پیش آتی لیکن جب کرسی کے اوپر خطاب فرمانے کے لئے تشریف رکھتے اور مجلس بہت طویل ہو جاتی تو آپ کو ہرگز تکلیف نہ ہوتی اور نہ طہارت کی ضرورت پیش آتی ہم سالہا سال اس بات کا مشاہدہ کرتے رہے لیکن ان کی زندگی میں کبھی خیال نہیں آیا کہ یہ خارق عادت اور کرامت ہے مجھے اس کا علم اسی وقت ہوا اور یہ کشف تب ہوا جب آپ وفات پا گئے تھے۔

حضرت ابوعلی سندی رحمۃ اللہ علیہ

حال سے باہر بھی برکات

ابونصر سراج نے ابویزید سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ میرے استاذ ابوعلی سندی تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں نیام تھی

آپ نے اسے جھاڑ دیا تو اس میں جواہر تھے، میں نے عرض کیا حضرت! یہ آپ کو کہاں سے ملے؟ فرمانے لگے میں یہاں وادی سے گزرا وہ شمع کی طرح چمک رہی تھی میں نے صرف یہ اٹھالئے۔ میں نے عرض کیا جب آپ وادی میں داخل ہوئے تو آپ کا وقت کیسا اور حال کیا تھا؟ فرمانے لگے یہ فترت (رکاوٹ و بندش) کا وقت تھا حال طاری نہیں تھا۔ (قشیری)

حضرت ابوعلی رازی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں میں ایک دن فرات سے گزرا تو مجھے تازہ مچھلی کھانے کا شوق ہوا پانی نے اچانک ایک مچھلی میری طرف چھینک دی اچانک ایک مرد دوڑتا ہوا میری طرف آیا اور کہنے لگا میں آپ کو بھون دیتا ہوں میں نے کہا بھون دو اس نے اسے تلا۔ میں نے بیٹھ کر اسے کھالیا۔ (قشیری) ابوعلی روزباری کا ذکر احمد بن محمد کے ذیل میں ہوگا۔

حضرت ابوعلی شکاز اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

امام محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس راہ ولایت میں داخل ہونے کے وقت سے میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ کی وفات تک یہ صحبت جاری رہی میں نے آپ کی بے شمار برکات دیکھیں اور آپ کی صحبت سے نفع اندوز ہوا۔ آپ کو نکاح کا بہت شوق تھا اس سے استغناء نہ تھا۔

اپنی موت کی اطلاع

ہمارے شیخ سبر یلی نے آپ کو اپنی بھتیجی کا رشتہ دینا چاہا ام الزہراء آپ کے پاس آئی اور کہا ''اے ابوعلی! ابو الحجاج (سبر یلی) آپ کو اپنی بھتیجی کا رشتہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ اتوار کا دن تھا فرمانے لگے میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ ان سے میری رشتہ داری بطور سسرال قائم ہو لیکن میں نے تو شادی کر لی ہے اور آج سے پندرہ دن بعد دولہا بن کر اپنی بیوی سے ملوں گا، ام الزہراء نے پوچھا آپ نے کس کی بیٹی سے شادی کی ہے فرمانے لگے آپ اس وقت جان لیں گی، آپ اپنے گھر چلے گئے اور بستر پر پڑ گئے اور پندرہویں دن وصال فرمایا، زمین کی جس چیز کی طرف ہاتھ پھیلا کر پکڑتے اور کھلانے کے لئے جس کو دیتے وہ اسے مٹھائی پاتا۔ (روح القدس)

حضرت ابوعلی معداوی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعرانی نے حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں (محمد) نے ایک سال حج کیا جب عرفات میں وقوف کیا (نویں ذوالحج کو عرفات میں حاجی جبل رحمت کے اردگرد ٹھہرتے ہیں)۔

یہ ظاہر اور یہ باطن

تو خیال آیا کہ کاش! پتہ چلتا آج یہاں صاحب حدیث (بات کا حق رکھنے والا) کون ہے؟ اچانک ایک بولنے والا بولا کہ آج یہاں صاحب حدیث ابوعلی معداوی ہیں، جب میں واپس مصر آیا تو ان کی زیارت کا ارادہ کیا مگر وہاں تو عجیب حال

دیکھا وہ حملہ آور زبان رکھتے تھے لوگوں کو گالیاں دیتے ان کے دونوں پاؤں میں ٹخنوں سمیت گھٹنوں تک جوتا تھا۔ ایسے جوتے اس دور میں عیسائی پہنا کرتے تھے۔ ان کی پگڑی میں نصرانیوں کی پگڑیوں کی طرح نیلی لکیریں تھیں جونہی مجھے دیکھا تو کہنے لگے جو بات آپ کے پاس ہے (عرفات والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے) اسے چھپائے رکھیں پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور اصرار کے ساتھ اپنے گھر لے جا کر میری مہمانی کی۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کو یہ درجہ کیسے ملا؟ فرمانے لگے مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہاں میں نے تو ایک بچہ اپنے پوتڑوں (چھوٹے بچے پر لپٹے ہوئے گندے کپڑے) میں لپٹا ہوا مسجد میں دیکھا تھا میں نے اسے اٹھالیا اور ایک دوسرے گاؤں میں ایک عورت کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے دودھ پلائے میں نے اس کی اجرت مقرر کر دی اسے بتا دیا تھا کہ وہ میرا لڑکا ہے اس کی ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں میں بار بار اس کے پاس جاتا رہا حتیٰ کہ وہ لڑکا بڑا ہو گیا اور دودھ چھڑا دیا گیا اگر اللہ کریم نے مجھے کوئی شے عطا فرمائی ہے تو وہ اس لڑکے کی ماں کی پردہ پوشی کی وجہ سے ہے پھر آپ نے مجھ سے عہد لیا کہ یہ راز کسی کو نہ بتانا اور بہ اصرار کہا کہ خبردار! میری موت سے پہلے یہ راز ہرگز افشاء نہ ہو (علامہ شعرانی نے العہود نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔)

حضرت ابوعمرو اصطخری رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن عبداللہ صوفی نے یہ واقعہ عمر بن محمد بن احمد شیرازی سے سن کر ہمیں بصرہ میں بتایا عمر کو ابو محمد جعفر حداد نے شیراز میں بتایا کہ:

مرشد دور سے جواب دیتے تھے

میں ابوعمرو اصطخری سے آداب تصوف سیکھا کرتا تھا جب میرے دل میں کوئی خیال آتا تو میں اصطخر چلا جاتا بسا اوقات آپ از خود ہی میری ضرورتوں کو پورا فرما دیتے اور سوال کی نوبت ہی نہ آتی اور کبھی میں سوال کر لیتا اور آپ میرا کام کر دیتے پھر میں مصروفیات کی وجہ سے نہ جا سکا تو میرے دل میں جو خیال بھی آتا آپ اصطخر بیٹھے ہوئے میرا مسئلہ حل فرما دیتے اور ان کا خطاب مجھ تک پہنچ جاتا اور میری ارادت قلبی کا جواب مل جاتا۔ (امام قشیری)

حضرت ابوعمران بردعی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوعبداللہ ساحلی نے اپنی کتاب ''بغیۃ السالک'' میں اپنے والد گرامی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہیں شیخ ابوالقاسم مرید نے بتایا کہ جب شیخ ابوعمران بردعی مالقہ تشریف لائے تو وہاں شیخ ابوعلی خراز کو موجود پایا ہم تینوں میرے گھر (شیخ ابو القاسم کے گھر) کھانے کے لئے اکٹھے ہو گئے جو میں نے ان دونوں حضرات کے لئے تیار کیا تھا۔

کیا انداز حرلربائی ہے

میرے والد بھی وہاں موجود تھے اور انہیں زکام کی مستقل بیماری تھی جو ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی اتنی شدت تھی کہ ان کی قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) ہی ختم ہو چکی تھی حضرت ابوعمران نے حضرت ابوعلی کو کہا اے ابوعلی! آپ کو آٹھ سال ہو گئے ہیں

کیا آپ پر اس تپش وگرمی نے اثر نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا جناب والا! مجھ پر اتنا اور اتنا اضافہ ہو گیا ہے، شیخ ابو عمران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو اولاد کو پیش آرہا ہے اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، یہ کہہ کر ارشاد فرمایا آپ شیخ ابو القاسم کے والد کے ہاتھ پر دم کریں انہوں نے میرے والد کے ہاتھ پر دم کیا ان کے دم سے کستوری کی مہک آئی مگر معمولی سی تھی، ان کے بعد حضرت ابو عمران نے میرے والد کے ہاتھ پر دم کیا، خدا کی قسم کستوری کی شدید مہک نے میرے والد کے نتھنوں کو پھاڑ دیا انہیں فوری طور پر نکسیر شروع ہو گئی اور خون بہنے لگ گیا میرے سارے گھر میں کستوری کی مہک پھیلی اور پھر پڑوسیوں تک کستوری کی مہک کی لہریں پہنچنے لگ گئیں اس کے بعد حضرت شیخ ابو عمران کہنے لگے کہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ گرامی یہ نہ سمجھیں کہ فوز وفلاح صرف انہیں ملی ہے اور ہم پچھلے محروم رہ گئے ہیں خدا کی قسم! ہم پوری بھیڑ اور قوت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدم بقدم چلیں گے تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ وہ اپنے پیچھے ایسے مرد چھوڑ کر آئے ہیں جو سرکار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ (شرح الدلائل میں فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے)۔

نوٹ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ساری برکات حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل فرمائی تھیں حضرت کا مطلب اس عبارت سے یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی رحمۃ للعالمینی کا سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا اور آپ کے انوار کی تقسیم اولیائے امت کے ذریعے ہوتی رہے گی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش ہوتے رہیں گے کہ ہمارے بعد بھی مردان حق موجود ہیں جو سرکار کا فیض تقسیم فرما رہے ہیں اور یہ سب ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء (درود شریف) کی وجہ سے انہیں ملا ہے راز یہ کھلا کہ وہ ساری مہک اور وہ ساری خوشبو کی لپٹیں میری سرکار سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کا صدقہ تھیں اور یہ عظمت یاد مصطفیٰ کی تھی جو ان کی پھونکوں میں موجود تھی۔ (مترجم)

حضرت ابو عمران واسطی رحمۃ اللہ علیہ

ہوا پر سواری کی وجہ

فرماتے ہیں جہاز ٹوٹ گیا اور میں اپنی بیوی سمیت ایک تختے پر رہ گیا اس حالت میں میری بیوی نے بچی کو جنم دیا وہ پھر چلانے لگی کہ میں پیاس سے مر رہی ہوں میں نے کہا مولا کریم! ہمارا حال دیکھ رہے ہیں میں نے سر اوپر اٹھایا تو فضا میں ایک شخص کو بیٹھے پایا اس کے ہاتھ میں سنہری زنجیر تھی اور اس کے ساتھ سرخ یاقوت کا کوزہ بندھا ہوا تھا اس نے کہا لو دونوں پی لو، میں نے کوزہ پکڑا اور اس سے پانی پیا۔ وہ پانی کیا تھا کستوری سے زیادہ خوشبودار، برف سے بڑھ کر ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے پوچھا اللہ کریم آپ پر رحم فرمائے آپ ہیں کون؟ اس نے کہا آپ کے آقا جل مجدہٗ کا غلام ہوں میں نے پوچھا کس سبب سے آپ اس مرتبہ پر پہنچے ہیں؟ جواب میں فرمایا میں نے اپنی خواہش رضائے الٰہی کے لئے چھوڑ دی ہے تو اس ذات بے مثل نے مجھے ہوا پر سوار کر دیا ہے پھر وہ غائب ہو گیا اور مجھے نظر نہ آیا۔ (امام قشیری نے ذکر فرمایا ہے)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روض الریاحین'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابوعمران نے فرمایا میں مکہ مکرمہ سے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے لئے نکلا جب میں حرم سے نکلا تو مجھے شدید پیاس نے آلیا محسوس ہوتا تھا موت آگئی ہے میں کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور جان سے ہاتھ دھو لئے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار سبز رنگ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا، گھوڑے کی زین، لگام، سوار کے کپڑے اور دیگر سامان بھی سبز تھا، اس کے ہاتھ میں پیالہ بھی سبز تھا اور پانی کا رنگ بھی سبز تھا۔ پیالہ مجھے دے دیا اور فرمایا پی لو، میں نے تین دفعہ حسب سنت پیا مگر پیالے سے کچھ بھی پانی کم نہ ہوا پھر مجھے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے دونوں ساتھیوں (صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما) کو سلام کرنے مدینہ طیبہ جا رہا ہوں کہنے لگے جب وہاں پہنچیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صاحبین کو سلام پیش کرنا تو عرض کرنا رضوان آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

ابوالعدن عزی کا ذکر محمد جلجولی کے نام سے باب نام محمد میں ہو چکا ہے۔

حضرت ابوالغیث بن جمیل یمنی شمس الشموس رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمن کے بہت بڑے عارف اولیاء میں سے ہیں آپ کی بہت کرامات تھیں۔

بادشاہ کو تباہ کر دیا

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ انہی حضرت ابوالغیث کا خادم اور بادشاہ کا غلام باہم لڑ پڑے حضرت کے خادم نے شاہ کے غلام کو مارا اس بات کا پتہ بادشاہ کو چلا تو اس نے حضرت کے خادم کو قتل کرا دیا جب حضرت کو اطلاع پہنچی تو آپ نے ایک ساعت کے لئے سر مبارک جھکا لیا پھر فرمایا مجھے بھلا چوکیداری سے کیا کام ہے میں مشاب (لکڑیوں کی بنی ہوئی اونچی سی سٹیج جس کے اوپر چھپر (عریش) بنا کر کھیتی کا محافظ بیٹھتا ہے) سے اترتا ہوں اور کھیتی حکومت کی نگرانی میں چھوڑتا ہوں اسی وقت بادشاہ قتل ہو گیا۔ بادشاہ کا لڑکا مظفر حضرت کی خدمت میں معافی مانگتا ہوا آیا آپ کا پاپوش مبارک سر پر رکھا ہوا تھا یا گردن سے باندھا ہوا تھا حضرت نے اسے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا میں آپ کی ولایت مانتا ہوں۔

قبر سے نکل کر ہدایت دیں

یافعی مزید فرماتے ہیں مجھے معتبر لوگوں نے بتایا ہے کہ دو عظیم عارف، مشہور شیوخ حضرت محمد بن ابوبکر حکمی اور شیخ ابو الغیث بن جمیل کی وفات کے بعد کچھ فقیر ان کی صحبت کے لئے حاضر ہوئے حضرت شیخ محمد حکمی قبر سے باہر نکل آئے اور ان کی مصاحبت فرمائی جو ان کے پاس آیا تھا اس سے عہد لیا اور کئی شرطیں منوائیں جن کی تفصیلات طویل ہیں لہٰذا ہم لکھ نہیں رہے لیکن دوسرے فقیروں کے لئے حضرت شیخ ابوالغیث نے اپنی قبر سے صرف ہاتھ باہر نکالا اور اس طرح اس سے مصاحبت فرمائی ان کی بات بھی طویل ہے۔

فقہاء حرام نہیں کھاتے

امام یافعی مزید لکھتے ہیں مشہور بات ہے کہ کچھ فقیروں نے ایک دن شیخ ابو الغیث کی خدمت میں عرض کیا ہمیں گوشت کی طلب ہے انہوں نے جواب دیا فلاں دن تک صبر کرو جس دن آپ کے پاس قافلے آئے تب وہ دن آیا تو خبر آئی کہ ڈاکوؤں نے قافلے کو پکڑ لیا ہے پھر ایک چور قاطع طریق دانے لے کر آ گیا اور دوسرا بیل لے آیا حضرت نے فقیروں سے کہا اسے جس طرح چاہو استعمال کر لو، انہوں نے اپنی مرضی چلائی اور روٹی سامنے رکھی فقہاء محفل سے ہٹ گئے فقیروں نے انہیں کھانے کے لئے بلایا مگر وہ کھانے میں شریک نہ ہوئے حضرت نے فقیروں سے کہا تم کھاؤ فقہاء تو حرام نہیں کھاتے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا حضور! میں نے فقیروں کے لئے اتنے اور اتنے گندم کے دانے نذر مان رکھے تھے مگر ڈاکوؤں نے وہ چھین لئے پھر دوسرا آیا اور کہنے لگا حضور! میں نے فقیروں کے لئے ایک بیل کی نذر مان رکھی تھی مگر بیل مجھ سے چھین لیا گیا دونوں کو حضرت نے فرمایا تمہارا سامان فقیروں کو مل گیا ہے اب فقہاء ندامت سے ہاتھ ملنے لگے کہ انہوں نے فقیروں کا کھانے میں ساتھ نہ دیا۔

ہم تجھے ذبح کرتے ہیں

ایک گویا عورت (مغنیہ) آپ کے سامنے آئی تو بے ہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش میں آئی توبہ کی اور درخواست کی کہ مجھے فقیروں کے ساتھ رہنے دیا جائے وہ بڑی ناز پروردہ امیر عورت تھی، حضرت نے فرمایا ہم تجھے ذبح کریں گے کیا تو صبر کرے گی؟ کہنے لگی ہاں صبر کروں گی، آپ نے اسے حکم دیا فقیروں کو پانی پلایا کر، وہ چھ ماہ تک اپنی پشت پر لا کر فقیروں کو پانی پلاتی رہی حضرت نے اسے پہلے حال سے بالکل بدلا ہوا دیکھا، پھر حضرت سے عرض کرنے لگی میں اپنے رب کریم سے ملنے کی بہت مشتاق ہوں، حضرت نے فرمایا جمعرات کے دن تیری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے گی، جمعرات کو وہ فوت ہو گئی۔ (روض الریاحین)

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ بہت بڑے عارف تھے یافعی نے ''تاریخ یمن، روض الریاحین اور نشر المحاسن'' میں آپ کی تعریف کی ہے۔

شیر پر لکڑیاں لا دویں

آپ اپنے مرشد کے گدھے پر لکڑیاں لانے جنگل میں گئے شیر آیا اور اس گدھے کو مار کر کھا گیا آپ نے فرمایا مجھے اپنے مرشد کی عزت کی قسم! اب لکڑیاں تجھی پر لاد کر لے جاؤں گا لکڑیاں اس پر لاد کر شہر لے آئے اور وہاں آ کر اتاریں، پھر شیر کو مخاطب ہو کر کہا اپنی جگہ پر واپس جانے تک خبردار کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچانا، یہ منظر دیکھ کر آپ کے مرشد نے آپ کو حکم دیا کہ یہ شہر اپنی سب وسعتوں سمیت تمہارے لئے ناکافی ہے یہاں سے کہیں اور چلے جائیں، آپ وہاں سے حضرت شیخ علی اہدل کے پاس چلے گئے، ایک مدت تک ان کے پاس قیام رہا وہاں سے انہیں فائدہ حاصل ہوا اور خوب تہذیب و تنقیح ہوئی کہا

کرتے تھے میں حضرت ابن افلح ابوالغیث کے پاس سے ایک خاموش موتی بن کر نکلا تو حضرت اہدل نے مجھ میں سوراخ کیا (موتی انہوں نے بنایا اور پرویا انہوں نے) اس کے بعد آپ شامی پہاڑوں کی طرف نکل گئے وہاں آپ کی بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں بے شمار لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی مریدین کی کثرت ہوئی اور کرامات پھیلیں۔

ولی کا جوتا

آپ کا ایک مرید جب اپنے علاقے میں گیا تو ایک عورت کے فتنے میں مبتلا ہو گیا تنہائی میں اس کے پاس گیا اور اس انداز سے بیٹھا جس انداز سے مرد عورت کے پاس بیٹھتا ہے اچانک حضرت کی کھڑاؤں (لکڑی کا جوتا) اس کی پیٹھ پر لگی جس سے وہ کانپ گیا اٹھ کھڑا ہوا اور توبہ کی، آپ ان پڑھ تھے لیکن آپ کی محفل میں بڑے بڑے فقہاء آ کر مشکل مسائل اور ادق جزئیات پوچھتے آپ انہیں صحیح جواب دیتے۔

میرے غلام کے غلاموں کو خوش آمدید

امتحان کی غرض سے فقہاء کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا میں اپنے غلام کے غلاموں کو مرحبا کہتا ہوں فقہاء کو یہ بات بے حد ناگوار گزری اور حضرت حضرمی سے انہوں نے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا آپ نے ٹھیک فرمایا ہے آپ سب لوگ نفس وہوا کے غلام ہیں اور نفس وہوا ان کے غلام، لہٰذا آپ ان کے غلاموں کے غلام ہوئے۔

یہ لذت سماع

آپ سماع کے سخت خلاف تھے اور جو سماع کا شیدا ہوتا اس سے قتال وجدال فرماتے کچھ عظیم المرتبت مشائخ اس ارادے سے آپ کے گاؤں میں داخل ہوئے کہ سماع کرتے ان کے پاس پہنچیں گے، آپ اپنے شہر کے سب لوگوں کو لے کر ان کے مقابلے میں نکل آئے یہ ان کے قریب پہنچے تو وہ حالت سماع میں تھے قوالی ہو رہی تھی آپ پر بھی حال طاری ہو گیا اور ان کی طرح یہ بھی گھومنے اور چکر کھانے لگے آپ کے ساتھی حیران ہو کر آپ سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہوا آئے تو جنگ کرنے تھے اور خود سماع پر رقص فرمانے لگے؟ فرمایا مجھے اس کی عزت کی قسم! جس کی عزت ہے میں تو اس وقت چکر لگانے لگا جب میں نے آسمان کو سماع کی وجہ سے چکر لگاتے دیکھا۔

ولایت کے چار اصول

حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کی صورت بیداری میں میرے سامنے متمثل ہوئی اور مجھ سے بہت سی گفتگو کی اس گفتگو میں یہ جملے بھی تھے تصوف کے دعوے دار تصوف چھوڑ دیں صرف وہ آدمی صوفی ہے جس میں یہ چار باتیں ہوں: وہ صرف اللہ کریم کی ذات کے لئے ہو، اپنی ذات اور لوگوں کے لئے نہ ہو۔ اللہ کریم کی طرف ایک ہی راستے پر چلے جو راستہ نفس کی مخالفت کا ہے۔ وہ صرف ایک ہی جہت کی طرف متوجہ ہو اور وہ جہت ہے: تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (رحمٰن)

پھر فرمایا طریق کی لڑکیوں سے پرہیز ضروری ہے کیونکہ یہ توجہ سے دیکھنے سے نظر کو اچک لے جاتی ہیں، حضرمی فرماتے

ہیں ان لڑکیوں سے مراد کرامات ہیں یہ سالک کے راستے میں سامنے آتی ہیں اور جب وہ ان کے ملاحظہ میں پڑ جاتا ہے تو مقصود اس سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

حکومت نہیں کر سکے گا

محبی نے حضرت ابو بکر بن مقبول زیلعی کے تعارف (ترجمہ) میں ذکر کیا ہے کہ اسی تعارف کے دوران قانصوہ پاشا والی یمن کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ یمن میں بڑے شکوہ اور ہیبت کے ساتھ داخل ہوا، بہت زیادہ فوج مال اور دبدبہ اس کے ہمراہ تھا بنی بحر کے ایک بزرگ کو ان کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی آپ نے اپنے ایک مرید کو جاسوس بنا کر لحیہ شہر کی طرف بھیجا قانصوہ اس وقت وہاں ہی تھا، مرید سے کہا جب وہ لحیہ سے نکلے تو زیدیہ میں محلۂ فقیہ تک اس کا پیچھا کرنا اور دیکھنا کیا وہ بیت عطا میں سیدی ابو الغیث بن جمیل کی زیارت کے لئے جاتا ہے یا نہیں؟ وہ مرید اس کے پیچھے ہو گیا وہ زیدیہ سے چاشت کے وقت نکل گیا مگر آپ کی زیارت کے لئے نہ آیا مرید نے حضرت کو اطلاع دی وہ فرمانے لگے قانصوہ پاشا یمن میں جم نہیں سکے گا، اور نہ اسے فتح و کامرانی ملے گی کیونکہ یمن کی کنجیاں سیدی ابو الغیث کے ہاتھ میں ہیں جو جسے چاہیں اور جہاں چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرما دیتے ہیں، پھر واقعہ اسی طرح ہوا، آپ کا وصال ۶۵۱ھ میں ہوا بیت عطا یمن میں دفن ہوئے آپ کے مزار کی یمن میں مثال نہیں جیسا کہ آپ کی کرامات کے ذکر میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

حضرت ابو الغیث بن محمد شہبر قدیمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید، صاحب شرف اور ولی کبیر ہیں آپ اپنے زمانے کے مشہور اکابر اولیاء میں سے ہیں، آپ کو امرائے مکہ، اشراف مکہ، امرائے روم اور خاص و عوام میں بڑا مرتبہ اور شکوہ حاصل تھا، بہت زیادہ کشف تھا، لوگوں میں تصرف حاصل تھا جو چاہتے ان سے لے کر فقراء اور مساکین کو دے دیتے۔ یمن کے تاجر اور دوسرے لوگ سمندر کی سختیوں اور بری تنگیوں میں آپ سے مدد چاہتے تھے تو فوراً آپ کی برکت انہیں مل جاتی تھی۔

وہاں ہی شاہی فرمان مل گیا

موسم حج میں آپ وہاں ٹھہرے جہاں مسجد حرام کے ساتھ شاہی فرمان تقسیم ہوتے ہیں اور دفتر والوں سے کہتے مجھے اتنا حصہ دے دو جو میرے لئے خاص ہے ایک ملازم بولا اگر آپ اتنے ہی باکمال شخص ہیں تو اپنے مقصد کے لئے شاہی اجازت دکھا دیں تا کہ ہم آپ کو جگہ دے دیں۔ ابھی ایک ساعت بھی نہیں گزری تھی کہ آپ نے انہیں سلطان وقت سلطان محمد بن سلطان مراد کی طرف سے فرمان نامہ پیش کر دیا جو جا مکیہ اور نواح کے ان دنوں سلطان تھے، شاہی فرمان میں جس جگہ کا حکم لکھا ہوا تھا وہ انہوں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا یہ سلطان محمد بھی صاحب خطوہ اولیاء گرامی میں شامل تھے حضرت جب مذکورہ بالا سرکاری زمین سے الگ ہوئے تو طواف کے لئے حرم پاک میں داخل ہو گئے، سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مطاف (کعبے کے ارد گرد کا وہ میدان جس میں حاجی طواف کے دوران چلتے ہیں) میں پا پیادہ لوگوں سے چھپے ہوئے تھے آپ نے انہیں روک لیا

اور فرمایا مجھے اپنی طرف سے فرمان لکھ دو تا کہ وہ جگہ میری اور میری اولاد کی رہے اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو لوگوں کے سامنے اظہار کر دوں گا تمہارا اقتدار ختم ہو جائے گا اور رسوا ہو جاؤ گے، سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت لکھ کر آپ کو مہر کر دی آپ لے کر سرکاری کارندوں کے پاس آئے چنانچہ انہوں نے جگہ آپ کے حوالے کر دی مکہ مکرمہ میں ۱۰۴ھ میں وصال ہوا جنت معلیٰ کی بالائی گھاٹی میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر پاک کے قریب دفن ہوئے۔ (محبی)

حضرت ابو الغیث نقاش تونسی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف اولیاء کے لیڈر اور حامل علمائے گرامی کے استاذ ہیں آپ بہت زیادہ سخاوت کرتے حتیٰ کہ سخاوت میں آپ پر افراط وزیادتی کا الزام لگایا جاتا آپ زیادہ تر مال مسلمان قیدیوں اور ان کی آزادی کے لئے خرچ کرتے۔

سات سو آدمیوں کے لئے کپڑے تیار کرو

آپ نے اپنے خدام کو فرمایا کہ میرے پاس سات سو آدمیوں کے لئے چادریں، قمیصیں، جوتے، پگڑیاں اور ضروری سامان لے آؤ انہوں نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور سب چیزیں لے آئے مگر یہ راز معلوم نہ کر سکے ابھی یہ سب چیزیں آپ کی خدمت میں پہنچی بھی نہیں تھیں کہ خبر آئی کہ تیونس کے ساحل کے قریب فرنگیوں کی تین بحری کشتیاں ٹوٹ گئی ہیں اور ان میں سات سو مسلمان قیدی تھے وہ سب آزاد ہو گئے حضرت کی خانقاہ میں آئے آپ نے جو لباس تیار کرائے تھے وہ انہیں پہنا دیئے ان کی بڑی عزت اور آؤ بھگت فرمائی۔

سونا سیاہ کوئلہ بن گیا

ایک فوجی ایک رات تیونس کے قریب ایک محل کے پاس سے گزرا، اس نے دیکھا کہ ایک بڑا پتھر زمین سے اٹھا ہوا ہے اور اس کے نیچے ایک غار نظر آ رہی ہے اس نے دیکھا کہ غار سونے کے ڈھلے سکوں سے بھری ہوئی ہے وہ غار کے اندر چلا گیا اپنی جیب اور دامن سکوں سے بھر لیا مگر جب نکلنا چاہا تو دیکھا کہ غار کا منہ پتھر سے بند ہو گیا ہے وہ بہت حیران ہوا عقل جواب دے گئی، پھر دینار جو لئے تھے واپس رکھ دیئے اور دروازے کی طرف بڑھا تو وہ راستہ کھلا ہوا پایا۔ کئی دفعہ سونا لے کر دروازے کی طرف بڑھا تو اسے بند پایا اب اسے یہی سوجھا کہ دینار رکھ کر چلا جائے جب وہاں سے نکل گیا تو کئی دنوں کے بعد اسی محل کے پاس سے پھر گزرا اس نے دیکھا کہ ایک شخص اسی سونے سے اپنی زنبیل بھر رہا ہے پھر وہاں سے نکل کر خچر پر اسے لاد رہا ہے اس فوجی نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے جواب میں کہا شیخ الشیوخ حضرت ابو الغیث کا غلام ہوں اور یہ خزانہ آپ کا ہی حصہ ہے جب کچھ اٹھا لے جانے کا حکم دیتے ہیں تو میں آتا ہوں دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے میں اندر آ کر اتنا اٹھا لیتا ہوں جتنے کا آپ حکم دیتے ہیں اور پھر واپس چلا جاتا ہوں آپ کے بغیر اس مال میں کسی اور کا کوئی حصہ نہیں یہ بھی مروی ہے کہ جب اس مال میں کسی طرف سے خیانت ہوتی تو یہ سونا اسی وقت کالا کوئلہ بن جاتا، کسی آدمی نے خادم کو شدت سے لوٹا اور اس سے کچھ لینا چاہا خادم نے اس کی جیب اور گریبان کو بھر دیا مگر جب وہ لے کر گھر پہنچا تو یہ سب کا سب کوئلہ تھا۔

عورت کو حاضر کرو

ایک شخص نے بستر پر سے اپنی بیوی کو غائب پایا اسے یقین ہو گیا کہ یہ جنوں کی کارستانی ہے وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اطلاع دی آپ نے ایک کاغذ پر خط لکھا اور فرمایا پرانے تیونس میں چلو اور وہاں ٹھہرو، جب رات کا تیسرا حصہ گزرے گا تو تمہارے پاس سے ایک جتھا گزرے گا یہ خط ان کے بادشاہ کو دے دینا، تمہارا کام ہو جائے گا وہ مذکورہ جگہ پر چلا گیا اور بیٹھ کر انتظار کرنے لگا، جب آدھی رات گزری تو روحانیوں کا ایک جتھا گزرا اس نے ان سے بادشاہ کے متعلق پوچھا اسے بتایا گیا کہ یہ بادشاہ ہے اس نے خط کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ نے پڑھا پھر کہا بسر و چشم اطاعت ہو گی، پھر بادشاہ نے عورت کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور اسے خاوند کے حوالے کر کے حکم دیا میرا اسلام حضرت کو پہنچا دینا۔

پھر عید کا سامان مل گیا

ابن نوعر کہتے ہیں مجھے امیر علی بہک زادہ نے بتایا کہ اس کا باپ جب تیونس کا والی تھا اور جلدی ہی معزول کر دیا گیا تھا اور اتنی شدید بدحالی میں مبتلا ہوا جس کا اظہار الفاظ کے ذریعے ناممکن ہے۔ ہمارا حال ان کی معزولی کی وجہ سے خراب ہو گیا اتفاق ایسا ہوا کہ عید آ گئی اور ان کے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ تھا، حضرت شیخ کا ایک خادم ہدیہ لے کر میرے والد کے پاس آیا یہ ہدیہ سیب تھے ان کی تعداد پوری سو تھی اس کے ساتھ معذرت کی کہ یہ بہت کم ہیں، میرے باپ نے سیب لے لئے ہر سیب کے دو ٹکڑے کرتے گئے اور ہر سیب کے درمیان سے ایک ایک دینار نکلتا گیا، ایک سو دینار کو آپ نے خرچ کر کے گھر کے خرچ میں وسعت پیدا کر لی آپ کی لاتعداد کرامات ہیں آپ کا وصال ۱۰۳۱ھ میں ہوا اور اسی خانقاہ میں مدفون ہوئے جو آپ کے نام سے معروف تھی۔ (محبی)

حضرت ابوالفتح واسطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر عارفین اور محقق اولیاء میں شامل اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں، آپ نے ہی انہیں اسکندریہ شہر جانے کا اشارہ فرمایا تھا آپ وہاں گئے اور بے شمار خلق خدا سے حصول کمال فرمایا آپ کی ولایت میں مخالفت بھی کی گئی لوگ اسکندریہ میں مجالس آپ کے لئے منعقد کرتے اور آپ دلائل سے انہیں چپ کرا دیتے، جامع مسجد عطارین کا خطیب مخالفین میں پیش پیش تھا ایک دن وہ منبر پر بیٹھا تھا اور خطبے کی اذان اس کے سامنے دی جا رہی تھی کہ اسے یاد آیا وہ جنبی (ناپاک حالت میں) ہے اس موقع پر حضرت واسطی نے اپنی آستین اس کی طرف پھیلا دی اسے یوں محسوس ہوا کہ وہ ایک گلی ہے وہ اس میں داخل ہو گیا وہاں سے اسے پانی اور برتن بھی مل گیا غسل کر کے نکلا اور منبر پر بیٹھ گیا، چونکہ حضرت نے اسے یوں ڈھانپ کر پردہ پوشی فرمائی تھی اس لیے وہ آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ کا بہت بڑا ساتھی بن گیا قریباً پچیس سال کی عمر میں وصال ہوا اور بقول امام شعرانی آپ اسکندریہ میں دفن ہوئے آپ کا مزار ظاہر ہے اور مرجع خلائق ہے۔

حضرت ابوالفضل بن جوہری رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے عظیم مشائخ میں شامل ہیں۔ ایک مصیبت زدہ آپ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا آپ میرے لئے دعا فرمادیں آپ نے ارشاد فرمایا میں آپ کو ایسے شخص کے پاس بھیجتا ہوں جو دعا کردے گا بیت المقدس جاؤ وہاں انتظار کرو جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر نکلیں تو دسویں آدمی کو چمٹ جانا اور اسے دعا کے لئے کہنا، وہ بیت المقدس چلا گیا رات کو وہاں سویا اور صبح نماز کے بعد دسویں آدمی کو روک لیا اور اس سے دعا کی درخواست کی وہ فوراً ٹھیک ہو گیا مگر پوچھا آپ کو میرا کس نے بتایا ہے اس نے جواب دیا مجھے حضرت ابوالفضل بن جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے آپ نے فرمایا وہ پہلے آ گئے مگر یہ تو آنکھ سے آنکھ لڑانے کی بات ہوئی آپ کی وفات ایلہ میں حج سے واپس آتے ہوئے ۴۸۰ھ میں ہوئی آپ مصر میں لائے گئے اور اس سرزمین میں دفن ہوئے آپ مصر میں علم وولایت کا دروازہ تھے۔ (سخاوی)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ "روض الریاحین" میں آپ کے شاگرد ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے (ابوبکر) حضرت بن جوہری کے متعلق سنا تو وہ شہر سے آپ کی زیارت کے لئے نکلے کہتے ہیں میں مصر میں جمعہ کے دن پہنچا اور سب لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس وعظ میں پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ حسین وجمیل منظر والے ایک شیخ ہیں منظر بڑا دلکش ہے ملیح انداز آپ کے اوپر لباس فاخرہ اعلیٰ کپڑے پگڑی اور چادر تھی، کھلی قبا اور وسیع ہمت و دنیا تھی، یہ دیکھ کر میں نے جی میں کہا یہی حضرت جوہری ہیں جن کے لئے تعریفوں کے پل باندھے گئے اور انہی کی صلاحیت، دین، تقوی، کثرت صفات، قوت ایمان اور صفائے یقین کی داستانیں سوار لے کر ہمارے ملک میں چلتے پھر رہے ہیں اور ان کا یہ سوٹ اور یہ لباس ہے میں حیران رہ گیا انہیں اسی حال میں چھوڑ کر خود وہاں سے چل دیا مصر کی گلی سے گزر رہا تھا ایک عورت بلند آواز سے مجھے پکارنے لگی وہ نوحے کر رہی تھی اور چیخ چلا رہی تھی کہتی تھی ہائے مصیبت! ہائے میری بیٹی ہائے میری رسوائی! میں نے رحم کھایا اور اس کی اس حالت کو دیکھ کر اس کے قریب گیا میں نے اسے کہا اے خاتون! تجھے کیا ہو گیا ہے اور تیرا واقعہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی حضور! میں شریف گھرانے کی رہنے والی ہوں میری صرف ایک بچی تھی میں نے بڑی مشقت سے اس کی تربیت کی اور پوری قوت سے اس کی حفاظت کی وہ جوان ہو گئی تو مجھ سے ایک مسلمان نے اس کا رشتہ مانگا جو بڑا باصلاحیت انسان تھا میں نے اسے لڑکی کا ہمسر سمجھتے ہوئے نکاح کر دیا آج کی رات اس نے اپنے خاوند کے پاس شادی ہو کر جانا ہے مگر اسے تو جن کا عارضہ ہو گیا ہے اور اس کی عقل ماری گئی ہے میں نے شفقت ورحمت کے پیش نظر کہا تم نہ ڈرو اس کا علاج میرے ذمے ہے اور اللہ کریم کے فضل و کرم سے میں اس کی حالت ٹھیک کر دوں گا۔ وہ ذرا سی پرسکون ہوئی میرے آگے آگے چل پڑی میں اس کے پیچھے چلتا گیا ایک عظیم الشان اعلیٰ اور اونچی عمارت تک مجھے پہنچا دیا میں مکان کے اندر محل میں پہنچا وہاں شادی کے لئے سب قسم کا سامان موجود تھا چھوٹے بچوں کے کھیلنے کا سامان بھی تھا اس عورت نے مجھے بیٹھنے کے لئے کہا میں نے دیکھا کہ اس کی لڑکی جن کی تکلیف کی وجہ سے دائیں بائیں دیکھ رہی ہے لیکن بڑی حسین وجمیل ہے میں نے اس کے سامنے قرآن پاک کی دس آیتیں سات قراتوں کے ساتھ پڑھیں۔ جن فصیح زبان میں بولا اور سب نزدیک و دور کے لوگ سننے لگ گئے اس نے کہا اے شیخ

ابوبکر! ان سات روایات کے تحت اپنی قرأت پر فخر نہ کر۔ ہم ستر قسم کے جن ہیں جو حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ذات العلم کے کنوئیں کے واقعہ کے دن ایمان لائے تھے اور آج ہم شیخ الصالح ابوالفضل بن جوہری کے پیچھے نماز پڑھنے آئے ہیں تم نے تو انہیں حقیر سمجھا ہے اور دل میں ان کے خلاف کئی گمان ڈالے ہوئے ہیں اللہ سے استغفار کر اور اپنی اس غفلت کی اللہ کے سامنے توبہ کر ہم اس بچی کے گھر کے پاس سے حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آج کے مقدس دن گزر رہے تھے یہ ہمارے سامنے آئی اور ہم پر نجاست پھینک دی میرے باقی دوست تو بچ گئے لیکن میرا جسم ناپاک ہو گیا اور اس شیخ کامل کے پیچھے نماز پڑھنے سے اس نے مجھے محروم کر دیا تو میں نے غصہ کی وجہ سے یہ کچھ کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو میں نے اس سے کہا اس شیخ الصالح کی حرمت کی تجھے قسم دیتا ہوں جس کے پیچھے نماز پڑھنے آئے ہو اسے چھوڑ کر چلے جاؤ اس نے کہا آپ کی بات بسرو چشم مانتا ہوں۔ وہ اسی وقت چلا گیا بچی کو فوراً آرام آ گیا اور اس نے پردہ اپنے چہرے پر ڈال لیا مجھ سے حیا کرنے لگی ایسا محسوس ہوتا تھا اسے کچھ بھی نہ تھا اس کی ماں بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی اسی طرح حفاظت فرمائے جس طرح آپ نے ہماری حفاظت فرمائی میں اسی وقت وہاں سے نکلا میں نے حضرت کی زیارت کی پختہ نیت کی جب آپ نے مجھے آتے دیکھا تو ہنس پڑے فرمانے لگے شیخ ابوبکر کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں جس نے ہمارے متعلق صرف جن کی بتائی ہوئی خبر کی تصدیق کی۔ جب وہ بول رہے تھے تو میں بے ہوش ہو کر گر گیا اور کافی دیر کے بعد جب قوالی ہوئی تو مجھے ہوش آیا آپ کی خانقاہ کے ایک گوشے میں توبہ کرنے کے بعد آپ کی صحبت میں رہا۔ اور اللہ سے توفیق مانگی کہ میں نیک لوگوں کی کرامتوں کا آئندہ انکار نہ کرسکوں۔

حضرت ابوالفضل سائح رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک ڈاکو کو جو گھوڑے پر سوار تھا ملے اس نے کہا کپڑے اتار دیں آپ نے شلوار کے علاوہ کپڑے اتار دیئے اس نے کہا شلوار بھی اتار دو آپ نے شلوار اتاری اور اس کی طرف پھینک کر فرمایا یہ لے اور سمندر میں چلا جا اس کا گھوڑا اسے لے کر بھاگا اور سمندر میں داخل ہوا جب وہ ڈرا کہ اب تو موت آ گئی ہے تو سوچنے لگا یہ اسی انسان کا کارنامہ ہے جس کے میں نے کپڑے چھینے ہیں سچے دل سے توبہ کی گھوڑا واپس پلٹا اور صحیح وسالم پانی سے نکل آیا قرافہ گاؤں میں آیا حضرت کے متعلق پوچھا جب آپ ملے تو فرمایا کپڑے چھوڑ جا اور چلا جا۔ اپنا راستہ لے ہم نے تیری توبہ کے لئے دعا کر دی ہے۔ (سخاوی)

حضرت ابوالفضل شریف عباسی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان مظفر نے کافور نابلسی سے التجا کی کہ وہ کسی نیک آدمی تک اسے پہنچا دیں جس کی وہ زیارت کیا کریں مصائب کے وقت اس کے پاس جایا کریں انہوں نے بتادیا یہ ان کے پاس ایک جماعت کے لئے رات کو بھیس بدل کر آئے جب آپ کے پاس پہنچے تو سب سے پہلے آپ کے ہاتھ میں بادشاہ کا ہاتھ آیا آپ نے اسے جھنجھوڑا اور فرمایا تو تو بادشاہ ہے۔ تو زمین والوں پر رحم کر آسمان والا تجھ پر رحم کرتا رہے گا۔ جو بات تیرے جی میں ہے وہ جلد پوری ہو جائے گی وہ ایک قلعہ فتح کرنا چاہتا

تھا آپ کی اس دعا کے بعد فتح ہو گیا آپ کی اس طرح کی اور بہت سی حکایتیں بھی ہیں۔ (مناوی)

حضرت ابو القاسم مناوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم شان والے ولی تھے نیشاپور کے جلیل القدر مرشد تھے آپ کی کرامتیں بہت ظاہر تھیں، ایک یہ ہے کہ آپ بیمار ہوئے تو حضرت ابو الحسن شنجی اور حسن حداد ملنے کے لئے آئے اور راستے پر آدھے درہم کے ادھار سیب لئے اور حضرت کی طرف لے چلے، جب آپ کے پاس بیٹھے تو آپ نے فرمایا یہ اندھیرا کیسا ہے؟ دونوں نکلے اور ان کی باتوں کو سوچنے لگے انہیں یاد آیا کہ انہوں نے سیب کی قیمت صحیح نہیں لگائی اس کے پاس آئے اسے پوری قیمت بتائی واپس حضرت کے پاس آئے آپ نے دونوں پر نگاہ ڈال کر فرمایا ہو سکتا ہے کہ اب انسان اندھیرے سے نکل جائے اب اپنا واقعہ بتاؤ انہوں نے قصہ سنایا کہ تم میں سے ہر آدمی چاہتا ہے کہ دوسرا پہلے ادا کرے دکان دار تم سے تقاضا کرتے ہوئے شرماتا تھا اور اس ساری بات کا سبب میں تھا تو مجھے پھر اندھیرا نظر آیا۔ (مناوی)

حضرت ابو القاسم بن احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانے میں خراسان کے بے مثل ولی تھے حضرت ابن عطا اور دوسرے اولیاء کی صحبت میں بیٹھے۔ آپ کے آداب میں یہ بات شامل تھی کہ اولیاء اللہ جس کرامت کی بھی خبر دیتے آپ تصدیق فرما لیتے اور فرماتے جو ان کی تصدیق نہیں کرتا وہ برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ولایت میں آپ کا حال بہت ٹھیک تھا اگر آپ چاہتے کہ زمین سے بہت بڑا درخت اکھاڑ پھینکیں تو حضرت شبلی کی طرح اکھاڑ پھینکتے۔ بقول مناوی آپ نے جمیزہ (درخت) (از قسم انجیر) کا درخت اکھاڑ پھینکا جس کے نیچے پانچ سو سوار ٹھہر سکتے تھے۔

حضرت ابو القاسم اقطع مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ باعمل عالم اور محدث زاہد تھے۔ شیخ عبد الغنی عامل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو القاسم کو نہلایا تو ان کی شرم گاہ سے روئی ہٹ گئی آپ نے بایاں ہاتھ اٹھایا اور روئی اٹھا کر شرم گاہ پر رکھ دی میں نہلاتے ہوئے پڑھتا تھا: وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (الکہف: 18) (اور ہم ان کی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے ہیں) آپ بذات خود دائیں بائیں کروٹیں بدلتے رہے اور آپ کے غسل کا پانی زمین پر نہیں گرا بلکہ لوگوں نے اوپر ہی اوپر اٹھا لیا اور سرمہ دانی میں ڈالتے رہے جس کی آنکھیں آ جاتی تھیں وہ اس پانی کو بطور سرمہ ڈالتا، بقول سخاوی آپ ۵۲۸ھ میں فوت ہوئے اور قرافہ میں دفن ہوئے۔

مناوی فرماتے ہیں ابو طاہر نے آپ کی ایک کرامت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں مصر کی جامع مسجد میں رات گزار رہا تھا کہ ایک آدمی نے کہا اٹھیے! وہ ابو القاسم آ گئے ہیں وہ جو بھی قسم کھا لیں اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ میں اٹھا تو آپ دروازہ سے اندر آ رہے تھے میں نے عرض کیا میرے لئے دعا کریں فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے کسی غیر کے حوالے نہ کرے۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس دن سے آج تک میرا رزق کہاں کہاں سے آ رہا ہے۔

حضرت شیخ ابو القاسم بن عمر اہدل رحمۃ اللہ علیہ

آپ باصلاحیت منبع خیر فقیہ تھے آپ کی کرامتیں ظاہر ہوئیں اور برکات کی بارش ہوئی۔ شیخ محمد سعید اہدل کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں آیا اور اس درد کی شکایت کی جو میرے ہاتھ میں تھا اور آپ سے چمٹ گیا فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تجھے آرام دے گا اب میرے چچا ابو بکر اہدل کی قبر پر جاؤ تم واپس آؤ گے تو درد ٹھیک ہو چکا ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کہتے ہیں میں مزار پہ گیا، تھوڑی دیر ٹھہرا اور روتا رہا۔ پھر مجھے ہلکی سے اونگھ آئی آنکھیں کھلیں تو درد رک چکا تھا محسوس ہوتا تھا کبھی تھا ہی نہیں، میں واپس آپ کو بتانے کے لئے آیا۔ ابھی میں دروازے پر تھا کہ فرمانے لگے اے محمد! اس آرام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا شاید آپ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے۔ فرمانے لگے چپ ہو جا کسی کو نہ سنا۔ شیخ علی بن زیاد نے واقعہ بیان کیا ہے کہ انہیں آنکھوں میں تکلیف تھی اور آرام کر کے تھک گئے تھے وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور اپنی تکلیف کی شکایت کی آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا وہ فوراً ٹھیک ہو گئے آپ کی اور بھی بہت سی کرامات ہیں۔ علامہ شرجی نے آپ کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت ابو القاسم بن محمد سہامی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عمل پسند عالم اور صلاحیت مآب ولی تھے کرامات ملاحظہ ہوں:

بادشاہ آپ کے کسی خاص آدمی پر ناراض ہوا اور زبید سے اسے نکال دیا وہ حضرت طلحہ ہتار کے مزار پر شہر سے باہر ایک مہینہ بیٹھا رہا آپ زیارت کے لئے حضرت طلحہ کے مزار پر گئے تو اس آدمی کو وہاں بیٹھا پایا اس نے روتے ہوئے اپنی تکلیف بیان کی آپ نے فرمایا میرے ساتھ چل ڈر نہیں وہ جب آپ کے ساتھ واپس آیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ اس سے کبھی ناراض نہ ہوا ہو۔

ایک فقیہ شدید تکلیف میں مبتلا ہوا اس کے پاس ایک دن کی روٹی نہ تھی اور نہ کوئی اسے حاصل کرنے کا ذریعہ تھا وہ حضرت کی قبر پر آیا دعا مانگی اور رونے لگ گیا کیا دیکھتا ہے کہ قبر پر ایک مثقال سونا پڑا ہے لیکن جس وقت وہ بیٹھا اور جب آیا وہاں کوئی چیز نہ تھی۔ طبقات الخواص کے حوالے سے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سن وصال ۸۱۷ھ لکھا ہے۔ زبیدی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ باب سہام کے قبرستان میں آپ کی قبر ہے اور لوگ زیارت و تبرک کے لئے وہاں ہجوم کئے رہتے ہیں۔

حضرت ابو القاسم بن سلیمان ضیاء ادفوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب کرامت ولی تھے جب آپ کماد بیلنے والے کا دھواں دیکھتے تو فرماتے یہ اتنے اور اتنے قنطار ہوگا (ایک وزن) یا تلوں کا ڈھیر دیکھتے تو فرماتے اس میں اتنے دانے ہوں گے پھر ایسا ہی ہوتا۔ ایک دفعہ دریائے نیل میں پانی کم ہو گیا اور وہ رک گیا، آپ اس کے اندر گئے وہاں پیشاب کیا تو پانی بڑھ گیا جب تاتاریوں کے حملہ کا وقت آیا تو آپ ادفوہ کے اونچے اونچے گنبدوں کی طرف گئے اور انہیں توڑ دیا پھر خبر ملی کہ تاتاری شکست کھا گئے ہیں۔ بقول مناوی آپ ادفوہ میں ۹۹۴ھ میں

فوت ہوئے اور اس سرائے میں دفن کئے گئے جو آپ کے لئے بنائی گئی تھی۔

حضرت ابوالقاسم بن احمد اہدل رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمن کے سردار اور ولی کبیر ہیں۔ آپ کو عام طور پر قائد الوحش کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت سب وحشی آپ کے لئے مسخر کر دیئے تھے اور جو آپ کو تکلیف پہنچاتا یا آپ سے قطع تعلق کرتا اور آپ کے سامنے مانی ہوئی باتیں پوری نہ کرتا تو آپ اس کے پیچھے وحشی لگا دیتے۔ رمع کے علاقے کے ایک پڑاؤ میں آپ ۱۰۲۲ھ میں وصال فرما گئے اور طلوع فجر سے تھوڑا پہلے وہاں دفن ہوئے۔ (محبی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابومحمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مایۂ ناز عارفین میں شامل ہیں۔ ایک دن بطیحہ میں اکیلے بیٹھے تھے سو سے زیادہ پرندے آپ کے پاس سے گزرے اور وہاں اتر پڑے ان کی بھانت بھانت کی بولیاں خلط ملط ہونے لگیں آپ نے عرض کیا اے میرے، پروردگار! انہوں نے تو مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے یہ کہنے کی دیر تھی کہ سب پرندے مر گئے اب آپ نے عرض کیا میں انہیں مارنا تو نہیں چاہتا تھا وہ اٹھے اور پر جھاڑ کر اڑ گئے۔

آپ ایک پارٹی کے پاس سے گزرے جس کے سامنے شراب کے برتن اور گانے بجانے کے ساز پڑے تھے۔ آپ نے عرض کیا میرے پروردگار! جس طرح دنیا میں ان کی زندگی تو نے باعیش بنائی ہے آخرت میں بھی باعیش بنا دے۔ شراب فوراً پانی بن گئی اللہ تعالیٰ نے ان پر خوف طاری کر دیا وہ چیخنے چلانے لگے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے ان کے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے سارے برتن توڑ دیئے اور سچے دل سے توبہ کر لی۔

ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور وہ آپ کے مریدوں میں سے تھا عرض کرنے لگا، آپ بادشاہ کو پیغام بھیجیں کہ وہ میری ضرورت کی کچھ چیزیں مجھے دے دوسرے دن پھر آیا اور عرض کیا حضور! آپ نے بادشاہ کو پیغام بھیجا تھا؟ آپ نے فرمایا جی ہاں! اس نے عرض کیا پھر بادشاہ نے کیا کہا؟ فرمانے لگے اس نے کہا ہے کہ جب تک وہ زندہ رہا میں اسے اپنی مخلوق سے کسی کا محتاج نہیں کروں گا۔ جب اسے بھوک لگتی تو اللہ تعالیٰ ایسا آدمی بھیج دیتا جو اسے کھلا دیتا اور جب لباس نہ ہوتا تو کوئی کپڑے بھیج دیتا۔ اگر روپے پیسے کی اسے ضرورت ہوتی تو بغیر سوال کئے اسے روپے مل جاتے موت تک یہی کیفیت رہی۔ (سراج)

شعرانی کہتے ہیں اپنے وقت میں عظیم ولایت کی آپ پر انتہا تھی۔ شیخ ابوالوفا اور شیخ منصور جیسے عظیم المرتبت عارفوں نے آپ سے فیض لیا۔ ابتدائی دنوں میں آپ راستوں پر قافلے لوٹا کرتے تھے پھر حضرت ابوبکر ہوار بطائحی کے ہاتھ پر توبہ کی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کمال دیا کہ آپ کی دعا سے کوڑھی اور برص کے مریض اور جنون والے ٹھیک ہو جایا کرتے تھے۔

تاذفی کہتے ہیں ایک آدمی ان کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی حضوری ہو تو میرے بارے اس سے سوال کرنا آپ نے ایک ساعت کے لئے سر جھکایا پھر فرمایا میں نے پوچھ لیا ہے جواب ملا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ

اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ (ص) (کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا) آپ یہ ساری بات آج رات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھ کر معلوم کرلیں گے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یہ بتائیں گے اس آدمی نے سنایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس رات زیارت ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ محمد نے سچی بات کہی ہے انہیں یہی کہا گیا تھا۔ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾۔ آپ بطائح کے قریب حدادیہ میں فوت ہوئے۔ ابو مدین مغربی کا ذکر ان کے نام شعیب میں ہوگا۔ ابو مسلم خولانی کا ذکر عبداللہ کے تحت آئے گا۔

حضرت ابو النجاء الفوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کرامت یہ ہے کہ جب کسی انسان کو آپ ذکر کی تلقین فرماتے تو وہ جمادات سمیت سب موجودات کی بولیاں سننے لگتا۔ آپ کا وصال ۶۰ سال سے کچھ بعد عمر میں ۹۱۶ھ میں ہوا۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری فرماتے ہیں ہمیں یہ بات محمد صوفی نے بتائی انہوں نے عبدالعزیز سے سنی انہیں محمد مروزی نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن سلیمان نے یہ بات بتائی کہ حضرت کے خادم ابو حمزہ نے بتایا کہ آپ کی نظر جاتی رہی تھی جب آپ چاہتے کہ قرآن پڑھیں تو قرآن حکیم اور اللہ کریم آپ کی نظر واپس کر دیتا اور جب قرآن کریم بند کرتے تو پھر نظر ختم ہو جاتی۔ ابو المواہب شاذلی اور ابو المواہب بکری باب محمد میں مذکور ہو چکے، حضرت ابو النجیب سہروردی کا ذکر عبدالقادر کے ذیل میں آئے گا اور حافظ ابو نعیم کا ذکر ان کے نام احمد بن عبداللہ کے تحت ہوگا۔

حضرت ابو الوفاء بن معروف حموی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عمر عرضی اپنے ملنے والے علماء کی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت حموی غیب سے خرچ کیا کرتے تھے آپ کی دکانوں کا کرایہ خادم چودہ قطعہ لاکر چمڑے کے نیچے رکھ دیتا آپ اسے خرچ کرتے رہتے مگر وہ اسی طرح پڑے رہتے آپ کا وصال اسی سال سے زائد عمر میں ۱۰۱۶ھ میں ہوا۔

حضرت ابو یحییٰ صنہاجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدی محی الدین ابن عربی کے مشائخ میں سے ہیں۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ آپ عظیم المرتبت ولی تھے اشبیلیہ میں ہمارے پاس آپ کی وفات ہوئی وفات کے بعد بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئیں جس پہاڑ کے دامن میں ہم نے آپ کو دفن کیا وہ بہت اونچا تھا ہمیشہ وہاں جھکڑ چلتا رہتا تھا اس دن ہوا رک گئی لوگ بہت خوش ہوئے اور آپ کی قبر پر رات قرآن پڑھتے ہوئے گزاری جب لوگ پہاڑی سے اتر آئے تو حسب معمول جھکڑ چل پڑا۔ (روح القدس)

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان کے نام طیفور بن عیسیٰ اور ابو یعزیٰ مغربی کا ذکر ان کے نام یکنور کے تحت ہوگا۔

حضرت ابو یعقوب بصری رحمۃ اللہ علیہ

خود فرماتے ہیں میں ایک دفعہ حرم پاک میں دس دن بھوکا رہا بہت کمزوری ہوگئی مجھے دل نے مجبور کیا کہ میں باہر وادی کی طرف نکل جاؤں شاید کوئی چیز مل جائے اور میں بھوک مٹا سکوں، میں باہر نکلا تو ایک اونٹ پھینکا ہوا ملا اسے تو بو پڑ چکی تھی میں نے اسے پکڑ تو لیا مگر میرے دل میں ایک وحشت سی آئی پھر ایک آواز آئی کہ تو دس دن بھوکا رہا ہے کیا میں نے اس لئے تیرے رزق میں تاخیر کی کہ تو یہ مردہ پھینکا ہوا بدبودار اونٹ کھائے میں نے وہ پھینک دیا اور مسجد میں آکر بیٹھ گیا اچانک ایک آدمی آیا میرے سامنے بیٹھ گیا تھیلا کھولا ایک تھیلی اس سے نکال کر کہا اس میں پانچ سو دینار ہیں میں نے اسے کہا آپ نے سب لوگوں کو چھوڑ کر خاص مجھے یہ رقم کیوں دی؟ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہم لوگ دس دنوں سے سمندر میں تھے جہاز ڈوبنے لگ گیا سب ساتھیوں نے کوئی نہ کوئی نذر مانی کہ اگر اللہ کریم نجات دیں گے تو ہم صدقہ دیں گے۔ میں نے یہ نذر مانی کہ میں پانچ سو دینار سب سے پہلے ملنے والے مجاور کو نجات کے بعد پیش کروں گا آپ مجھے سب سے پہلے ملے ہیں لہٰذا آپ کو پیش کردیئے ہیں، میں نے کہا انہیں کھولیں اس نے کھولا تو اس میں مصری انداز کے بھونے گوشت کے کیک چھیلے ہوئے بادام اور بہت سی چیزیں تھیں۔ میں نے مختلف چیزوں میں سے ایک ایک مٹھی بھر لی اور اسے کہا یہ باقی میری طرف سے اپنے بچوں کو ہدیہ پیش کردینا میں نے آپ کی طرف سے جو قبول کرنا تھا کر چکا ہوں، پھر میں نے اپنے جی سے کہا تیرا رزق تو دس دنوں سے تیری طرف چلتا آرہا تھا اور تو اسے وادی میں تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ (روض الریاحین)

حضرت ابو یعقوب حباس صعیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں آپ ایک دن سمندر کے کنارے کھڑے ہوکر کہنے لگے اے سمندر! تو کہاں سے کہاں تک ہے؟ سمندر نے جواب دیا اللہ کریم کے علم کی ابتداء سے لے کر اس کے علم کی گہرائیوں تک ہوں۔ آپ اپنے دوست کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تو نے بھی سنا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں آپ فرمانے لگے اب نہ بولنا وہ ایک عرصہ کے لئے گونگا ہوگیا پھر آپ نے اس کی سفارش فرمائی وہ بولنے تو لگ گیا مگر سنتا نہیں تھا ساری زندگی اسی طرح گزار دی۔ بقول امام مناوی آپ کا وصال ۱۰۰۸ھ میں ہوا۔

حضرت احمد سبتی بن خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ

مناوی کہتے ہیں یہ اپنے وقت کے قطب تھے حکومت چھوڑ کر زہد اختیار کرلیا ہر ہفتہ میں چھ دن روزہ رکھتے اور عبادت میں مشغول رہتے اور جب ہفتہ کا دن ہوتا تو باقی سات دنوں کے کھانے کے لئے کچھ محنت کرکے کچھ مال حاصل کرلیتے اور باقی ہفتہ وہی کھاتے اسی لئے آپ کو سبتی (ہفتہ کے دن والا) کہتے ہیں۔ امام محی الدین بن عربی فرماتے ہیں میں نماز کے بعد جمعہ کے دن دوران طواف اسے ملا۔ میں بھی طواف کر رہا تھا لیکن میں نے اسے نہ پہچانا البتہ طواف کے دوران نہ مجھے اس کی ادائیں پسند آئیں اور نہ ہی میں نے اس کی حالت کو اچھا سمجھا اس کی کیفیت یہ تھی کہ وہ نہ کسی کے لئے بھیڑ بنتا اور نہ کوئی اس کے

خلاف بھیڑ بنا تا پاؤں کے ساتھ پاؤں رکھ کر چل رہا تھا اور قدم میں ذرا بھی فاصلہ نہ کرتا میں نے سوچا کہ یہ صرف روح ہے جس نے جسمانی شکل اختیار کر لی ہے میں نے اسے روکا اور سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا میں اس کے ساتھ چل پڑا ہم باہم باتیں کرتے رہے اور فیض کا سلسلہ بھی جاری رہا میں نے ان سے ایک یہ بات بھی پوچھی کہ آپ نے کاروبار کے لئے ہفتہ کا دن کیوں خاص کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش کا سلسلہ اتوار کو شروع فرمایا تھا اور جمعہ کے دن اس کی انتہاء ہوئی تھی میں نے وہ دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خاص کر لئے ہیں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو نفسانی خواہش کے لئے ہو اور ان دنوں کی غذا ہفتہ کے دن کما لیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن اپنی مخلوق پر نگاہ ڈالی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ میں ملک کا بادشاہ ہوں کیونکہ ملک ظاہر ہو گیا تھا اسی لئے اس کا نام سبت ہے اور سبت کا حصہ راحت ہوتا ہے۔ اللہ نے یہ بھی بتایا کہ اپنی تخلیق کی وجہ سے اسے تھکن نہیں ہوئی اگرچہ لغوب تھکن کے معنی میں آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ راحت ہے جو تھکن کے بعد ہوتی ہے لیکن ہمارے حق میں بلا راحت تھکن ہے میں ان کی ذہانت پر حیران ہوا پھر پوچھا آپ کے زمانے میں وقت کا قطب کون ہے؟ فرمانے لگے، میں ہی ہوں۔ پھر مجھے الوداع کہہ کر چلے گئے۔

حضرت احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد بن حامد کہتے ہیں میں حضرت احمد کے پاس بیٹھا تھا اور آپ پر نزعی کیفیت طاری تھی آپ کی عمر پچانوے سال تھی آپ کے ایک مرید نے آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق پوچھا آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا: بیٹا! میں پچانوے سال سے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں جواب کھل رہا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ سعادت کے ساتھ کھلے گا یا شقاوت کے ساتھ، اور مجھے اب کیا جواب ملے گا۔ آپ پر سات سو دینار قرض تھا سب قرضخواہ اس آخری وقت میں آ گئے آپ نے انہیں دیکھا اور فرمایا، "میرے پروردگار! آپ نے قرضوں کو مال والوں کا اسٹامپ بنایا ہوا ہے آپ ہی ان کے یہ وثیقے اور اسٹامپ اب وصول فرما سکتے ہیں، آپ کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا میرا قرض ادا فرمایئے اور میرے قرضخواہوں کو راضی کر دیجئے کہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا حضرت احمد کے قرضخواہ کہاں ہیں؟ وہ سب باہر نکلے اور اس نے ان کا قرضہ ادا کر دیا، پھر آپ کی جان نکل گئی۔ (روض الریاحین)

پانی پر قالین بچھا دیا

مناوی کہتے ہیں حضرت احمد بلخی ایک مشہور ولی تھے شدید سردی میں صرف ایک قمیص پہنتے اس کے باوجود لوگ انہیں پہچان لیتے تھے جب لوگوں سے بات کرتے تو اپنا قالین نہر جیحون کے اوپر بچھا دیتے خود بھی اس پر بیٹھ جاتے اور چار سو اور آدمیوں کو بھی اس پر بٹھا لیتے آپ کا وصال ۲۰۴ھ میں ہوا۔

حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف کبیر اور ولی شہیر ہیں حضرت دارانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عینیہ جیسے اولیائے گرامی سے اکتساب فیض فرمایا

امام قشیری آپ کو اہل شام کا پھول کہتے ہیں۔

آگ بھی ایک کھیل ہے

آپ کا امام دارانی سے مخالفت نہ کرنے کا عہد تھا آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! تنور خوب بھڑک کر گرم ہو چکا ہے اب آپ کا حکم کیا ہے؟ دارانی باتوں میں مشغول تھے اور آپ نے یہ فقرہ کئی دفعہ ان کے سامنے دہرایا تو انہوں نے فرمایا، جاؤ تنور میں جا کر بیٹھ جاؤ یہ الفاظ حضرت دارانی کی طبیعت پر بوجھ کی وجہ سے گراں ہوئے کہ یہ کیوں بار بار کہتے ہیں تنور گرم ہے پھر دارانی کافی دیر تک ان کی طرف سے غافل اپنی باتوں میں لگے رہے پھر فرمایا جاؤ احمد کو دیکھو کیونکہ اس کا میرے ساتھ عہد ہے کہ وہ میری کسی بات کی مخالفت نہیں کرے گا وہ تنور میں ہوگا، لوگوں نے جا کر دیکھا تو وہ جلتے تنور کے اندر بیٹھے تھے مگر ان کا ایک بال تک نہیں جلا تھا، بقول مناوی آپ کا وصال ۲۳۰ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ علیہ

سولی پر قرآن خوانی

امام ثعلبی نے اپنی کتاب ''العلوم الفاخرۃ فی أمور الآخرۃ'' میں اور ابن جوزی نے کتاب ''الصفوۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ مشہور عباسی خلیفہ واثق نے آپ کو آزمائش میں ڈال دیا اور کہا خلق قرآن کا اقرار کرو آپ نے عباسیوں کا خلق قرآن والا فتنہ ماننے سے انکار کر دیا۔ واثق نے رمضان ۲۳۱ھ میں آپ کو قتل کرا دیا، ابراہیم بن اسماعیل کہتے ہیں آپ تن تنہا تھے جب اسی شدت میں قتل ہو کر سولی پر چڑھائے گئے تو مجھے بتایا گیا کہ ان کا سر قرآن پڑھتا رہا میں حقیقت حال جاننے کے لئے اس جگہ کے قریب رات کو گیا جہاں سے ان کا سر مجھے نظر آ سکتا تھا وہاں پیدل اور سوار اہلکاروں کا پہرہ تھا جب پہریدار سو گئے تو میں نے سنا ان کا سر یہ پڑھ رہا تھا: الٓمّٓ ۞ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۞ (العنکبوت) (الم کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور (کیا) انہیں آزمایا نہیں جائے گا؟) یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (1)

1۔ یہی کام تو کربلا کے مسافر امام العاشقین حضرت حسین علیہ السلام کے سر نے کیا تھا صفت حسینی ہے۔ (مترجم)

نوٹ:۔ فتنۂ خلق قرآن

عباسیوں کے دور میں کچھ نام نہاد فلاسفہ نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر کے حکام سے علمائے حق کو بے پناہ اذیتیں دلائیں۔ علمائے حق ایک صاف اور سیدھی بات کر رہے تھے کہ قرآن بحیثیت کلام الٰہی صفت خداوندی ہے اور اللہ کریم کی صفات عالیہ چونکہ اپنے موصوف جل مجدہٗ کی طرح ازلی، ابدی اور غیر فانی ہیں لہٰذا قرآن حکیم بھی بحیثیت صفت الٰہی غیر فانی ہے، فلاسفہ کے گھمنڈ کھرے ذہنوں میں یہ بات نہیں اتر رہی تھی اور حکام جو رموز شرع سے بے خبر تھے ان مناطقہ اور فلاسفہ کے ہتھے چڑھ چکے تھے اور یونانی علوم کے زیر اثر تھے لہٰذا انہوں نے لاتعداد عظیم المرتبت علماء اور بندگان خدا کو قتل کرا دیا جیلوں میں ڈال کر طرح طرح کی اذیتیں دیں یوں تو یہ حضرات آفتاب و ماہتاب تھے لیکن سب سے زیادہ آگے بڑھ کر جس عظیم ہستی نے اس تحریک کی قیادت کی اور اقتدا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سالہا سال تک کوہ عزیمت بنے رہے وہ امام اہل سنت سند الصلحاء سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ تھے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ اصل کتاب میں اب انہی کا ذکر علامہ نبہانی فرمانے والے ہیں............ (مترجم)

سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

آپ امام ہمام اور اسلام کے عظیم جھنڈوں میں سے ایک ہیں۔ طبرانی نے ایک کرامت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک آدمی کی ماں اپاہج تھی بیس سال سے اس کا یہ حال تھا وہ اپنے لڑکے سے کہنے لگی امام احمد رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور عرض کرو میرے لئے دعا کریں وہ آیا دروازہ کھٹکھٹایا مگر آپ نے دروازہ کھولے بغیر پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا میری ماں اپاہج ہے اور آپ سے دعا کی طلب گار ہے فرمانے لگے ہم اس کی دعا کے زیادہ محتاج ہیں وہ فوراً واپس گھر گیا اس کی ماں نے اپنے پاؤں پر چل کر دروازہ کھولا فوراً ٹھیک ہو گئی۔

خضر سلام کہتے ہیں

علامہ طبرانی نے ہی یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت امام احمد کے پاس آیا آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے آنے والے نے پوچھا تم میں احمد بن حنبل کون ہیں؟ آپ بولے میں ہوں بتایئے کیا کام ہے؟ اس نے عرض کیا میں چار سو فرسخ (نو سو کوس) بری و بحری طے کر کے آیا ہوں میرے پاس ایک شخص آیا تھا اور مجھے پوچھا تھا کیا تم احمد بن حنبل کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا جی میں انہیں نہیں جانتا، اس نے مجھے کہا بغداد جا کر ان کا پتہ کرو جب وہ ملیں تو انہیں کہنا خضر علیہ السلام آپ کو سلام پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آسمان کا خالق عرش کا مالک جل مجدہٗ آپ سے راضی ہے اور سب ملائکہ بھی راضی ہیں اس صبر و برداشت کی وجہ سے جو آپ نے کیا ہے (خلق قرآن کے وقت تکالیف برداشت کرنے کی طرف اشارہ ہے)۔ (مترجم)

حضرت امام احمد صدیق ہیں

ابن ابی الورد کہتے ہیں میں نے حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی تو میں نے عرض کیا حضرت احمد کی شان و مقام کیا ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی موسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس آرہے ہیں ان سے پوچھنا پھر موسیٰ علیہ السلام آ گئے میں نے عرض کیا اے نبی خدا علیہ السلام! فرمائیں حضرت امام احمد کا مرتبہ کیا ہے؟ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا ان کی سختی اور تکلیف سے آزمائش کی گئی اور انہیں سچا پایا گیا تو صدیقین میں انہیں شامل کر لیا گیا۔ آپ کا وصال ۲۴۱ھ میں ہوا۔ (مناوی)

حضرت ابو سعید خراز احمد بن عیسیٰ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ذوالنون مصری کے ارادتمندوں میں سے ہیں آپ نے بذات خود فرمایا میں ایک سفر میں تھا اور ہر تین دنوں کے بعد میرے سامنے کوئی چیز آ جاتی میں اسے کھا کر کچھ طاقت حاصل کر لیتا ایک دفعہ تین دن گزر گئے اور مجھے کچھ نہ ملا میں کمزور ہو کر بیٹھ گیا ہاتف نے مجھے آواز دی تمہیں کیا محبوب ہے سبب یا قوت؟ ہم کھانے کی کوئی چیز دے دیا کریں یا قوت برداشت دے دیں؟ میں نے اسی وقت عرض کیا مجھے طاقت درکار ہے پس پھر کیا تھا طاقت مل گئی بارہ دن تک چلتا رہا کچھ چکھا تک نہیں اور پھر کمزوری نہ پلٹی وصال ۲۷۷ھ میں ہوا۔ (قشیری)

حضرت ابوبکر احمد بن نصر زقاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت جنید کے ہمعصروں میں ایک شہرہ آفاق ولی ہیں خود فرماتے ہیں۔

جمال یوسفی کی معجزہ نمائیاں

میں مکہ مکرمہ میں مجاور (مسجد نشین) تھا مجھے تھوڑا سا دودھ پینے کی خواہش ہوئی میں مکہ مکرمہ سے باہر عسفان کی اسرزمین کی طرف نکلا میں نے ایک عورت کو دیکھا اور اس کی محبت میں مبتلا ہو گیا، میں نے اسے کہا او خاتون! میری ذات آپ کی ذات کے لئے ہے، اس نے مجھے جواب دیا، اے ابوبکر! اگر آپ کی توجہ اللہ کریم کی طرف ہوتی تو آپ کو دودھ کی خواہش بھول جاتی (وہ عارفہ تھی سب کچھ جان گئی) میں نے اسے جواب دیا میں نے تمہیں اس آنکھ سے دیکھا تھا (آنکھ کی طرف اشارہ کر کے) میں نے اپنی انگلی سے آنکھ پھوڑ دی روتا دھوتا ندامت سے مرا ہوا واپس مکہ مکرمہ پلٹا وہاں سو گیا، میں نے خواب میں حضور سیدنا یوسف صدیق علیہ السلام کی زیارت کی میں نے عرض کیا اے اللہ کریم کے نبی، اے سیدی یوسف علیہ السلام! میں سلام عرض کرتا ہوں آپ نے فرمایا اے ابوبکر! میں سلام کا جواب دے رہا ہوں پھر فرمانے لگے اللہ کریم آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا رکھے کہ تم عسفانی عورت سے بچ نکلے ہو، پھر آپ نے میری آنکھ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔

پھر دیوار پھٹ گئی

آپ کو زقاق اس لئے کہتے ہیں کہ آپ زقاق (چمڑے کی مشکیں) بیچا کرتے تھے اپنی سرائے کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک جوان بھاگتا ہوا آپ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا حضور والا! میں طالب پناہ ہوں آپ نے فرمایا اندر چلا جا جب وہ سرائے میں داخل ہو گیا تو اس کے سپاہی پہنچ گئے، آپ سے انہوں نے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا وہ سرائے میں چلا گیا ہے جوان نے جب آپ کے یہ کلمات سنے تو وہ بہت ڈرا کہ اب پکڑا جاؤں گا دفعتہً پھر دیوار پھٹ گئی وہ وہاں سے نکل گیا پولیس والوں نے سرائے میں جا کر دیکھا تو وہ نہ ملا وہ نکلے اور کہنے لگے کہ حضرت! ہمیں تو کوئی نہیں ملا، پھر وہ چلے گئے نوجوان حضرت کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا حضور! میں نے آپ سے پناہ لی تھی اور آپ نے انہیں میرے متعلق خود بتا دیا، آپ نے فرمایا بیٹا! اگر میں سچ نہ بولتا تو تجھے نجات کیسے ملتی۔ آپ کا وصال مصر میں ہوا۔ (سخاوی)

حضرت ابوالحسین احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں انہیں دباسی بغدادی نے جناب روذباری کی ہمشیرہ فاطمہ کی زبانی یہ واقعہ بتایا وہ کہتی ہیں مجھے زیتونہ نے یہ بات بتائی زیتونہ حضرت ابوالحسین کی خادمہ تھیں اور پہلے حضرت ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا جنید کی خدمت کر چکی تھیں فرماتے ہیں دن شدید ٹھنڈا تھا میں نے حضرت نوری سے کہا کیا میں آپ کے پاس کوئی چیز اٹھا لاؤں؟ فرمایا لے آؤ میں نے عرض کیا آپ کیا پسند فرمائیں گے؟ فرمانے لگے روٹی اور دودھ اٹھا لاؤ آپ کے سامنے کوئلے پڑے تھے وہ بھڑک رہے تھے اور آپ انہیں اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ رہے تھے، آپ روٹی کھانے لگ گئے مگر دودھ تو آپ

کے ہاتھ پر بہہ رہا تھا اور ہاتھ میں کوئلے کی سیاہی بھی لگی ہوئی تھی۔ میں نے جی میں کہا، پروردگار! یہ تیرے ولی بھی کس قدر میلے ہیں، ان میں کوئی صاف ستھرا نہیں ہوتا، کہتی ہیں میں پھر وہاں سے نکلی تو مجھے ایک عورت چمٹ کر کہنے لگی تو نے تو میرے کپڑوں کی گٹھڑی چرالی ہے مجھے وہ گھسیٹ کر پولیس والوں کے پاس لے گئی، جب نوری کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ نکلے۔ اور پولیس والے سے کہا اسے کچھ نہ کہو یہ تو اللہ والیوں میں سے ایک ولیہ (ولی عورت) ہے پولیس والے نے مجھے کہا میں کیا کروں یہ عورت جو تمہارے خلاف دعویٰ کر رہی ہے، پھر ایک لونڈی آ گئی اس کے پاس وہ مطلوبہ کپڑوں کی گٹھڑی موجود تھی، اب زیتونہ صاحبہ کو حضرت نوری واپس لائے اور فرمایا اب بھی کہو گی کہ اے اللہ! تیرے ولی کتنے میلے ہیں؟ کہتی ہیں میں نے عرض کیا حضور! اب تو میں اللہ کریم کے سامنے توبہ کر رہی ہوں۔

تین سیر مچھلی ورنہ موت

ابن عطا کہتے ہیں میں نے حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ کرامات کے بارے میں ایک دن میرے جی میں بھی خیال آ گیا میں نے بچوں سے مچھلیاں پکڑنے والی کنڈی لی دو کشتیوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور کہا ''مجھے تیری عزت پاک کی قسم! کہ مجھے اگر تین رطل (ایک وزن تقریباً ایک سیر) مچھلی نہ ملی تو میں اپنے آپ کو غرق کر دوں گا'' پھر میری طرف ایک تین سیر وزنی مچھلی نکلی حضرت جنید کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا ہونا تو یہ چاہئے تھے کہ ایک سانپ نکلتا اور انہیں کاٹ کھاتا۔ (کیونکہ ایسے باکمال آدمی کو ایسے امتحان میں خود کو نہیں ڈالنا چاہئے تھا بلکہ یہ تو مبتدی لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ (مترجم)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حضرت جعفر دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ابوالحسن نوری پانی میں نہانے کے لئے داخل ہوئے ایک چور آیا اور آپ کے کپڑے اٹھا کر لے گیا پھر وہ کپڑے لے کر خود واپس آیا مگر اس کا ایک ہاتھ خشک ہو چکا تھا نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ ہمارے پاس کپڑے واپس لے آیا ہے تو اسے اس کا ہاتھ واپس مل جائے گا پھر اسے آرام آ گیا۔

ایک سال آپ ساحل دجلہ پر تشریف لے گئے دیکھا تو اس کے دونوں کنارے باہم مل گئے ہیں (1)، آپ وہاں سے ہی واپس چل دیئے اور فرمایا مجھے تو آپ کی عزت وجلال کی قسم ہے کشتی کے بغیر دریا عبور نہیں کروں گا۔ (2)

پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی

اب امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو جب حضرت مسجد شونیزیہ میں تشریف لے جاتے تو دیئے کی روشنی آپ کے چہرے کی روشنی کی وجہ سے ختم ہو جاتی اسی لئے آپ کو نوری کہتے ہیں، تفلیسی فرماتے ہیں اگر آپ ساتھ ہوتے تو پسو اور کھٹمل ہمیں نہ کاٹتے۔

1۔ دریا کا پانی نیچے ہے اور اوپر کنارے آ کر مل گئے ہیں تا کہ حضرت کشتی کے بغیر پار اتر جائیں۔ (مترجم)

2۔ مجھے یہ اعزاز و کرامت پسند نہیں کہ کشتی کے بغیر عبور کروں۔ (مترجم)

ہم صرف اللہ تعالیٰ کا مال لیتے ہیں

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنے علاقہ میں حضرت نوری کو ہاتھ پھیلاتے اور لوگوں سے مانگتے دیکھا اسے یہ بات بہت ناگوار گزری اور حضرت جنید کو آ کر یہ بات بتائی آپ نے فرمایا تمہیں یہ بات شاق نہیں گزرنی چاہئے وہ تو صرف اس لئے لوگوں سے مانگ رہے ہیں کہ آخرت میں اس کا ثواب لوگوں کو عطا فرمائیں، پھر حضرت جنید نے سو درہم ترازو پر تولے اور مزید ایک مٹھی بھر کر ان پر ڈال دی اور اس شخص کو فرمایا یہ ان کے پاس لے چلو، اس شخص نے جی میں خیال کیا کہ انہوں نے سو درہموں کو تو اس لئے تولا تھا تا کہ ان کی مقدار وزنی معلوم ہو سکے مگر بعد کے مجہول وزن والے مٹھی بھر درہم ان میں کیوں ملائے حالانکہ آپ دانا ہیں جب وہ درہم لے کر حضرت نوری کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ایک سو تولے لئے اور فرمایا یہ تو واپس لے جا اور حضرت جنید کو دے دے اور کہو میں آپ کی طرف سے کچھ بھی قبول نہیں کروں گا، مگر جو سو سے زائد تھے وہ آپ نے لے لئے، وہ شخص بہت حیران ہوا اس نے اب حضرت نوری سے پوچھا انہوں نے جواب دیا جناب جنید اسی کے دونوں سروں کو پکڑنا چاہتے ہیں ایک سو تو حصول ثواب کی خاطر اپنے لئے تولے اور پھر ایک مٹھی بلا وزن اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر ڈال دیئے (اسی کے دونوں کنارے اپنا بھی اور اللہ تعالیٰ کا بھی اس طرح پکڑنا چاہتے تھے) ہم نے وہ لے لیا ہے جو اللہ کریم کا ہے اور جو ان کا ہے وہ نہیں لیا۔ وہ شخص درہم لے کر حضرت جنید کے پاس گیا اور ساری بات انہیں بتائی وہ رو کر فرمانے لگے انہوں نے اپنا مال لے لیا اور ہمارا واپس کر دیا۔

حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑ گئے۔ حضرت جنید نے درہموں کی ایک تھیلی آپ کو بھیجی آپ نے واپس فرما دی پھر حضرت جنید بیمار ہوئے تو حضرت نوری نے ان کی عیادت فرمائی ان کے پاس بیٹھ گئے اپنا ہاتھ ان کے ماتھے پر رکھا انہیں فوراً آرام آ گیا تو آپ نے فرمایا جب آپ اپنے بھائیوں کی عیادت فرمائیں تو اس طرح شفا دلا کر ان کی رفاقت کا ثبوت دیجئے، حضرت نوری کرامت ظاہر کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

یاد خدا کا انداز

ایک صاحب کہتے ہیں میری بیوی کا بچہ پیدا نہیں ہو رہا تھا میں آپ کے پاس ایک پیالہ لایا تا کہ آپ اس میں کچھ لکھ دیں اور میں آپ کی تحریر سے برکت حاصل کروں آپ نے لکھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پیالہ پھٹ گیا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ میں ایک اور پیالہ لے آیا وہ بھی اسی طرح ٹوٹ گیا تیسرا، چوتھا اور پانچواں بھی یونہی ٹوٹ گیا بات اسی طرح چلتی رہی اور حال بھی وہی آپ نے فرمایا اے شخص! کسی اور کے پاس جا تو جتنے بھی پیالے لاتا رہے گا ان کا یہی حشر ہوتا رہے گا، میں ایک بندہ ہوں اور جب اپنے مولا کریم کو یاد کرتا ہوں تو اس ذات اقدس کو ہیبت اور حضور قلب سے یاد کرتا ہوں (اس ہیبت کی وجہ سے یہ پیالے ٹوٹ رہے ہیں)۔ آپ کا وصال ۲۹۵ھ میں ہوا، جب آپ کا جنازہ اٹھا تو حضرت شبلی بلند آواز سے کہہ رہے تھے زمین پر اب آگ جلا دو کیونکہ علم اٹھ گیا ہے۔

حضرت احمد بن یحیٰی جلاء رحمۃ اللہ علیہ

بقول امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے صاحبزادے نے بتایا کہ جب میرے والد کا وصال ہوا آپ نہلانے والے پر ہنسنے لگے پھر کوئی آپ کو نہلانے کی جرأت نہیں کر رہا تھا سب کہتے تھے وہ زندہ ہیں پھر آپ کا ایک ہمعصر و ہمسر شخص آیا تو اس نے آپ کو غسل دیا۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مشائخ صوفیہ میں ایک ممتاز مقام کے مالک تھے انہیں جلا (بہت روشنی دینے والا، بہت روشن) اس لئے کہتے ہیں کہ جب وہ گفتگو فرماتے تو دلوں کو روشنی ملتی۔ آپ اصلاً بغدادی ہیں لیکن رہائش رملہ میں تھی حضرت ذوالنون وغیرہ سے فیض پایا۔

میں تو آپ کا مہمان ہوں

آپ کی عظیم القدر کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آپ نے خود ارشاد فرمائی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں فاقہ کی حالت میں تھا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آپ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلوات اللہ علیك! میں آپ کا مہمان ہوں پھر مجھے اونگھ آ گئی میں نے دیکھا کہ سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی ہے میں نے آدھی کھائی تو جاگ گیا دوسری نصف میرے ہاتھ میں تھی آپ کے جسم میں لفظ اللہ کی طرح رگیں ابھری ہوئی تھیں آپ کا وصال ۳۰۶ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن محمد جزیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت جنید کے بڑے مریدوں میں سے ہیں، آپ عظیم شان والے اور وسیع معرفت والے تھے قریباً بیس سال ہوئے مجھے فرمایا میں نے کبھی تنہائی میں بھی بیٹھے ہوئے اپنا پاؤں محض ادب الٰہی کی خاطر کبھی نہیں پھیلایا۔

اللہ کا لفظ زمین پر خون سے لکھا گیا

فرماتے ہیں ہمارے ساتھیوں میں ایک شخص تھا جو کثرت سے اللہ، اللہ کہا کرتا تھا ایک دن اس کے سر پر کھجور کا تنا گر گیا اور اس کا سر پھٹ گیا اس کا خون زمین پر گرا تو زمین پر لفظ اللہ اس خون سے لکھا گیا، اصولی بات ہے کہ جو کچھ کسی برتن میں ہوتا ہے وہی اس سے نکلتا ہے۔

خدا بندے سے خود پوچھے

آپ کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب اللہ کریم مملکت میں کوئی کام کرنا چاہے تو اسے اس کے شروع ہونے سے پہلے بتا دے؟ سب نے کہا ایسا کوئی بھی نہیں ہے، آپ نے فرمایا پھر ان دلوں پر روؤ، جنہیں اللہ کریم نے ان چیزوں سے کچھ عطا نہیں فرمایا۔ آپ کا وصال ۳۱۴ھ میں ہوا، ابن عطا کہتے ہیں میں وفات کے سال بعد آپ کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ کریم کی طرف انگلی سے اشارہ کر رہے ہیں۔ (سب

واقعات مناوی نے نقل کئے ہیں)

حضرت احمد بن عبد اللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے حضرت غوث بن عبد اللہ بلخی کو ۳۱۵ھ میں مکہ مکرمہ کے قریب ایک سونے کے تانگے پر سوار دیکھا، ہوا میں اس تانگے کو فرشتے سونے کی زنجیروں سے کھینچ رہے تھے میں نے عرض کیا آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمانے لگے ایک بھائی سے ملنے جارہا ہوں جس کا مجھے بہت اشتیاق ہے، میں نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ وہ آپ کے پاس انہیں لے آتے؟ فرمانے لگے پھر زیارت کا ثواب مجھے کیسے ہوتا۔ (روض الریاحین)

حضرت احمد بن محمد ابو علی روذباری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے دور میں اکابر صوفیہ کے امام تھے اور اپنے عصر میں شافعی آئمہ کے مرشد تھے آپ اصلاً بغدادی ہیں آپ کا نسب نامہ کسریٰ سے ملتا ہے۔ تصوف حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے، فقہ ابن سریج سے، حدیث ابراہیم جیزی سے اور علم نحو ثعلب سے حاصل کیا، آپ کے پاس فقیروں کی ایک جماعت آئی ان میں سے ایک بیمار ہو گیا آپ نے اپنے ساتھیوں کو اس کی خدمت کرنے کا حکم دیا مگر وہ کبیدہ ہو گئے آپ نے قسم کھائی کہ اب میرے بغیر اس کی اور کوئی خدمت نہیں کرے گا آپ اس کی خدمت کرتے رہے وہ مر گیا تو آپ نے اسے دفن فرمادیا جب آپ نے اس کے سر کی طرف سے کفن کھولنا چاہا (کفن کے سرہانے کی طرف سے رسی کھولی) تاکہ اسے قبر میں لٹادیں تو اس نے آنکھیں کھول لیں اور کہا ”اے ابو علی! میں اپنے مرتبے کے پیش نظر قیامت کے دن آپ کی مدد کروں گا جیسا کہ آپ نے اپنے نفس کی مخالفت کر کے یہاں دنیا میں میری مدد کی ہے۔

فرماتے ہیں جب میں مصر میں داخل ہوا تو لوگوں کو اکٹھا پایا وہ کہہ رہے تھے ہم ایک نوجوان آدمی کے جنازے میں تھے اس نے ایک کہنے والے کی یہ آواز سنی، اس انسان کی ہمت عالی ہے جس کی طمع یہ ہے کہ تجھے دیکھ لے، یہ سن کر کھلکھلایا اور مر گیا، فرماتے ہیں ایک شخص نے دعوت کی اور دعوت میں ایک ہزار دیئے جلائے ایک آدمی نے اسے کہا تم فضول خرچی کر رہے ہو اس نے کہا اندر داخل ہو جسے میں نے غیر اللہ کے لئے جلایا ہے اسے بجھادے وہ اندر گیا مگر کوئی دیا نہ بجھا سکا تو باہر نکل آیا۔

آپ ایک دن فرات پر سے گزرے جی نے مچھلی کی خواہش کی پانی نے مچھلی آپ کی طرف پھینک دی اور ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا میں بھون دیتا ہوں اس نے اسے تلا اور آپ نے تناول فرمایا۔ مصر میں ۳۲۶ھ میں وصال ہوا حضرت ذوالنون مصری کی قبر کے قریب قرافہ میں دفن ہوئے۔ (علامہ مناوی نے یہ سب واقعات تحریر فرمائے ہیں)

بقول امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا یہ آسمان کے دروازے ہیں جو کھل گئے ہیں یہ جنتیں ہیں جو مزید ہو گئی ہیں، اور یہ کہنے والا مجھے کہہ رہا ہے اے ابو علی! ہم نے آپ کو بلند مرتبے پر پہنچادیا ہے خواہ آپ اسے ملاحظہ کر رہے ہیں۔

حضرت احمد بن عطار ذوباری صوری رحمۃ اللہ علیہ

بقول منصور مغربی رحمۃ اللہ علیہ حضرت احمد ذوباری نے فرمایا کہ مجھے وضو وطہارت کے امر میں انتہائی خیال رہتا اور بہت زیادہ پانی استعمال کرنے کی وجہ سے مجھے دل میں تنگی سی ہوتی دل کو سکون نہ ملتا کہ اتنا پانی بہانا اچھا نہ تھا میں نے عرض کیا میرے پروردگار معافی کا خواستگار ہوں میں نے ہاتف کو کہتے سنا کہ عفو علم میں ہے (یعنی علم میں جتنا اضافہ کرو ٹھیک ہے پانی میں یہ اضافہ اچھا نہیں۔ مترجم) پھر یہ سن کر میری دل گرفتگی جاتی رہی۔ (قشیری)

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ اکابر اولیاء اور مشاہیر اصفیاء میں سے ایک ہیں اپنے وقت میں شام کے مرشد تھے، علوم شرعیہ اور علوم حقیقہ (علوم ظاہر و باطن) کے ماہر تھے، آپ مکہ مکرمہ جا رہے تھے کہ ایک اونٹ نے آپ سے بات کی تھی آپ نے دیکھا کہ اونٹ بوجھ اٹھائے جا رہے ہیں رات ہے اور اونٹوں نے گردنیں لمبی کر رکھی ہیں یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا پاک ہے وہ ذات جو ان کا بوجھ اٹھاتی ہے ایک اونٹ پلٹا اور کہا فرمایئے اللہ عظیم مرتبے والا ہے آپ نے پھر یہ کہا، آپ کا وصال ۳۶۹ھ میں ہوا۔

حضرت احمد خیاط دبیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ زاہدوں، صلحاء، عارف، اولیاء اور عامل علماء کے سر برآوردہ قائد تھے آپ مصر میں تیس سال تک معتکف رہے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگی، آپ صاحب حال و مکاشفہ انسان تھے، آپ بیمار ہوئے تو اپنے خادم کو فرمایا میرے پاس فرشتے آئے تھے اور بتا گئے ہیں کہ تمہارا وصال اتوار کی رات کو ہوگا۔ اتوار کی رات آپ نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی اور آدمی رات تک اسی انداز سے چلتے رہے آپ نے پچاس آیات کی تلاوت کی اور وصال فرما گئے آپ کا وصال ۳۷۳ھ میں مصر میں ہوا اور بقول سخاوی توبہ کرنے والے معروف نوجوان کی قبر کے قریب مشہور نحوی ابن باب شاہ کی قبر سے نیچے قرافہ میں دفن ہوئے۔

حضرت احمد طابرانی سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ سے بھی کوئی کرامت ظاہر ہوئی ہے؟

لال وجواہر سے استنجاء

فرمانے لگے جب میں نے ابتدائے امر میں اس راستے کا ارادہ کیا تو میں نے بسا اوقات استنجاء کے لئے پتھر نہ پایا میں نے فضا سے کچھ پکڑا وہ جوہر تھا (موتی تھا) میں نے استنجاء کر کے اسے پھینک دیا پھر کہنے لگے کرامات میں آخر خطرے کی کیا بات ہے (ان سے غرور پیدا نہیں ہوتا) بلکہ ان سے توتوحید میں مزید یقین بڑھتا ہے جسے کائنات میں اللہ کریم کے بغیر کچھ نظر ہی نہ آتا ہو اس کے سامنے فعل معتاد (عام عادت کے مطابق عمل) اور فعل غیر معتاد (عادت سے ہٹ کر بات مثلاً کرامات) برابر ہیں۔ (قشیری)

حضرت حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

لوگ حضرت ابونعیم، حلیہ اولیاء جیسی معروف کتاب کے مصنف کے خلاف ہو گئے مسجد میں حدیث لکھانے اور وعظ کہنے سے آپ کو روک دیا۔

بد دعا کا اثر

مزید ظلم یہ کیا کہ آپ کو شہر بھی چھوڑ دینے کا حکم دیا آپ نے بد دعا دی جمعہ کے دن جب کہ وہ سارے لوگ مسجد میں تھے تو مسجد ان کے اوپر گر گئی اور آپ کے سب دشمن اس کے نیچے آ کر مر گئے جو بچ گئے تھے وہ آپ کے پاس گئے اور واپس لے آئے مگر دوبارہ آپ کی مخالفت شروع کر دی وہاں فتنہ و فساد برپا ہو گیا اور گاؤں کا تہائی حصہ مارا گیا۔ وصال ۴۳۰ھ میں ہوا۔ (شعرانی الأجوبة المرضية)

حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امام محمد غزالی مصنف احیاء العلوم کے بھائی اور اکابر اولیاء میں سے ایک ہیں۔

نماز کے اندر ایک مسئلہ کا خیال

آپ کی ایک کرامت امام سبکی نے اپنی کتاب ''معید النعم و مبید النقم'' میں یوں بیان فرمائی ہے کہ امام غزالی نے ایک دفعہ اپنے بھائی حضرت احمد کو نماز پڑھائی، حضرت احمد نے آپ کی اقتداء چھوڑ دی جب نماز پوری ہو گئی تو امام غزالی نے نماز توڑنے کا سبب پوچھا وہ کہنے لگے کہ آپ خون حیض سے لتھڑے ہوئے تھے، غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا تو انہیں یاد آیا کہ نماز میں انہیں حیض کے ایک مسئلہ کا خیال آیا تھا۔

حضرت احمد بن حسین ابوالقاسم ابن قسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مغرب کے رہنے والے ہیں اور ''خلع النعلين'' نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

دودھ شہد تھا اور پھلوں سے دینار نکلتے تھے

آپ کے پاس ایک بکری تھی اس کے دودھ کا ذائقہ شہد جیسا تھا آپ کے پاس درخت تھے ان کے پھلوں کے اندر بے شمار دینار وغیرہ نکلتے تھے، مغرب کے بڑے بڑے لوگ آپ کے فرمانبردار تھے اور لاتعداد لوگ اطراف و اکناف سے آپ کے پاس آتے تھے جب معاملہ وقار کا بہت زیادہ بڑھا تو حکمرانوں نے آپ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا مغرب کے بادشاہ عبدالمومن نے ایک سال قید رکھ کر آپ کو شہید کرا دیا۔ (مناوی)

ابن حورانی نے اپنی کتاب ''الاشارات إلى أماكن الزيارات'' کے باب زیارت دمشق میں لکھا ہے کہ آپ صاحب کرامات اور صاحب احوال ظاہرہ تھے رمضان کے مہینے میں آپ نے پانچ سو قرآن ختم کئے نہر یزید کے پانی سے پاؤں میں

کھڑاؤں (لکڑی کا جوتا) پہن کر گزرے اور کھڑاؤں بھی نہ بھیگے۔

مینڈک پھر آج تک وہاں نہ آئے

ایک رات آپ وہاں عبادت کے لئے تشریف لائے، مینڈک ٹرارہے تھے اور آپ کے علم میں فرق پڑ رہا تھا آپ نے فرمایا اے مینڈکو! تم نے ٹرا ٹرا کر ہمیں تکلیف دی ہے اب ایک ہی صورت ہے یا تم اس جگہ کو چھوڑ دو یا میں چھوڑ دوں صبح ہوئی تو نہر میں کوئی مینڈک نہ تھا اور آج تک پھر نہر یزید میں کبھی مینڈک نہیں آئے۔ آپ کا وصال ۵۵۸ھ میں ہوا اور قاسیون کے میدانی دامن میں دفن ہوئے اور لوگ دونوں کی زیارت کے لئے آتے ہیں وہاں دعا قبول ہوتی ہے یہاں کتاب الاشارات کی عبارت ختم ہوئی اس کے بعد ابن الحورانی نے لکھا فائدہ: نہر یزید جبل صالحیہ کے دامن میں ہے یہ نہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کھدوائی تھی۔ (تاجی)

حضرت ابوالعباس احمد بن ابوالخیر صیاد یمنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبیر و شہیر ولی ہیں آپ کے احوال عظیم ہیں اور اللہ کریم کی آپ پر عطائیں جسیم ہیں آپ ابتدائے امر میں شہر زبید کے رہنے والے عام لوگوں جیسے تھے۔

اٹھ نماز پڑھ

آپ ایک دفعہ سو رہے تھے کہ ایک آنے والے نے آپ سے کہا صیاد! اٹھ نماز پڑھ، نہ تو آپ اس سے پہلے نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی نماز کا طریقہ جانتے تھے اور نہ ہی انہیں وضو کا سلیقہ آتا تھا، آواز سنتے ہی آپ اٹھے وضو و نماز کا طریقہ آپ نے سیکھا اور آپ کی عمر اس وقت بیس سال تھی کئی دن آپ کی یہی کیفیت رہی پھر وہی شخص خواب میں آیا اور کہا صیاد! اٹھیے اور میرے پیچھے چلیے! میں اٹھا تو ایک شخص کو دیکھا وہ میرے آگے آگے مسجد سوید تک چلا یہ مسجد شہر زبید کی مشہور فضیلت والی مسجد تھی جب ہم مسجد پہنچے تو وہاں بہت سی صفوں میں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا ان کے کپڑے سفید تھے اور نور ان کے چہروں پر چمک رہا تھا مجھے اس شخص نے کہا وضو کیجئے اور ان کے ساتھ نماز پڑھیے میں طلوع فجر تک ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا پھر وہ غائب ہو گئے مجھے نہیں معلوم کدھر گئے۔

غیب سے رقم اور کپڑے ملتے رہے

فرماتے ہیں ایک صحرا میں میرے پاس ایک آنے والا آیا اس کے پاس روٹی اور گوشت تھا وہ مجھے کہنے لگا صیاد! کھالیں میں نے کہا مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے وہ غائب ہو گیا پھر مٹھائی اور کیک لے کر آیا اور کہا کھا لیجئے، میں نے کہا ضرورت نہیں ہے پھر غائب ہو گیا اور ستو اور چینی لے آیا اور کھانے کی پھر دعوت دی میں نے پھر انکار کیا، پھر وہ طرح طرح کے کھانے پیش کرتا رہا اور میں بالکل ان کی طرف متوجہ نہ ہوا، اس سارے عرصہ میں آپ کے گھر بچوں کو زبید میں رقم ملتی رہتی جب آپ آتے تو بچے بتاتے آپ کے بھیجے ہوئے درہم اور کپڑے ملتے رہے ہیں اور ہم اللہ کے فضل و کرم سے ٹھیک ٹھاک حالات

میں ہیں، اصل کیفیت یہ تھی کہ آپ تو کچھ بھی نہیں بھیجا کرتے تھے (یہ سب دست غائب تھا)۔

یہ انداز غیبوبت

آپ قبروں کے درمیان سو رہے تھے کہ ایک زوردار آواز سنی اور آپ کی عقل جاتی رہی ایک سال اس طرح گزرا کہ آپ نہ تو کسی کو پہچانتے تھے اور نہ کسی چیز کی تمیز تھی اور نہ ہی کوئی کام کرتے تھے، ایک صحرا میں آپ پر رقت طاری ہوگئی آپ سجدے میں تھے حرکت کئے بغیر اور شعور کے بغیر پورا سال آپ سجدے میں رہے جب افاقہ ہوا تو ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی پھر مجھے ایک آدمی ملا بڑا نیک شخص تھا اس نے میری آنکھ ضائع ہونے کا سبب پوچھا میں نے اسے بتا دیا وہ کہنے لگا اے ضعیف انسان! آپ یہ بھی نہ کر سکے کہ یوں ہاتھ پھیر دیتے پھر اس نے میری آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگئی گویا اسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے یہ حال فنا آپ پر اکثر طاری رہتا آپ کئی کئی دن پڑے رہتے جھکڑ آپ پر چلتے رہتے اور گھاس آپ پر اگتی رہتی۔

پھر شاگرد پانی پر چلنے لگ گیا

ایک مرد حق آگاہ نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ میں ایک گروہ کے ساتھ فازہ کی مسجد میں داخل ہوا۔ حضرت شیخ صیاد کے ابتدائی دن تھے اور آپ کے پاس ایک نوجوان بیٹھا تھا ہم نے آپ سے پوچھا کیا یہ آپ کا شاگرد ہے؟ آپ نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے پھر نوجوان سے پوچھا کیا یہ تیرے مرشد ہیں؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ ہم نے کہا صیاد صاحب! اب تو آپ کے مرید بھی بننے لگ گئے۔ انہیں غصہ آیا اور فرمایا جی ہاں یہ میرا شاگرد ہے۔ ہم نے کہا اگر آپ کا شاگرد ہے تو اسے حکم دیں سمندر کے اوپر چلے اور سامنے والے پہاڑ سے ہمیں پتھر لا دے ہم نے وہاں ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا جو سمندر کے درمیان تھا اور ساحل سے وہاں تک آدھ دن کا سفر تھا۔ حضرت ساحل کی طرف بڑھے اور نوجوان سے کہا اس پانی کے اوپر چلتے جایئے اور اس پہاڑ سے ابھی پتھر لایئے نوجوان سمندر میں اترا اور پانی پر یوں چلنے لگا گویا زمین پر چل رہا ہے۔ ہم نے نوجوان کو قسم دلائی کہ وہ واپس آجائے اب ہم نے حضرت کو قسم دی کہ اسے واپس بلائیں۔ آپ نے اسے واپس آنے کا حکم دیا وہ واپس آگیا تو پورا گروہ بڑا شرمندہ ہوا حضرت سے معذرت کرنے لگے آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے، معذرت چاہنے لگے اور درخواست کی کہ آپ انہیں معاف کر دیں اور دعا کریں۔ آپ نے انہیں معاف بھی فرمایا اور دعا بھی مانگی۔

غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ بیان فرما دیا

حضرت ابراہیم بن بشار فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت صیاد کے پاس ایک جماعت کے ساتھ گیا ہمارے پاس قاضی ابوبکر بن عقامہ بھی آئے اور حضرت سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر کہنے لگے اس بات کے سب گواہ رہو کہ یہ بزرگ ایک دن میرے پاس سے گزرے میں ایک گروہ میں بیٹھا تھا سارے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی اٹھ کھڑا ہوا جب آپ چلے گئے تو میں نے ساتھیوں سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں شرماتے کہ ایک ان پڑھ آدمی کے لئے کھڑے ہو گئے ہو؟ کچھ لوگ آپ کے حق میں بولے اور آپ کی بڑی عظمت بیان کی میں نے جواب دیا اللہ کی قسم! اگر ان سے ایک مسئلہ پوچھا جائے

جو امام غزالی نے الوسیط والبسیط میں لکھا ہے تو انہیں معلوم نہیں ہوگا۔ ایک ساعت کے بعد حضرت واپس پلٹے تو ہم میں سے کوئی بھی محفل چھوڑ کر نہیں گیا تھا لوگ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قاضی صاحب! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تم ایک ان پڑھ آدمی کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہو۔ اگر اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے جو الوسیط و البسیط میں امام غزالی نے ذکر کیا ہوا ہے اسے پتہ نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم! مجھے وہ مسئلہ پتہ ہے اور وہ فلاں اور فلاں ہے آپ نے وہ مسئلہ ذکر کر دیا جسے میں نے اپنے ذہن میں متعین کیا تھا۔ حاضرین! میری اس شہادت کے گواہ رہنا۔ حضرت یہ سن کر تبسم فرما رہے تھے۔ اللہ کریم ہمیں ان سے فائدہ عطا کرے۔

عظمت کرامات

آپ فرمایا کرتے تھے اللہ کی قسم! اگر ہمارے زمانے کے لوگ وسیع کرامات کے متحمل ہو سکیں تو میں زبید کے رہنے والے چار سو آدمی حج کے دن اکٹھے کرتا ہم مسجد شاعرہ سے احرام باندھتے پھر انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیتا۔ ایک گروہ ہوا میں اڑتا اور ایک گروہ پانی پر چلتا جاتا اور پھر وہ سب جبل عرفات میں لوگوں کے ساتھ وقوف کرتے۔

شیر لوگوں کے ساتھ رہتے

آپ کے پاس کسی نے ذکر کیا کہ ایک اللہ والا شیر پر سوار ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا اگر لوگ برداشت کرتے تو میں ستر شیر ان کے لئے باندھ دیتا۔ اگر لوگ چاہتے تو میں سڑکوں پر انہیں کھلا چھوڑ دیتا وہ لوگوں کے درمیان چلتے پھرتے اور کسی کو نقصان نہ دیتے۔

آپ خود فرماتے ہیں میں ایک رات سو رہا تھا کہ ایک پکارنے والے کی یہ پکار میں نے سنی۔ اے صیاد! کیا تو یہ چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا لوگوں کو چھوڑ کر غاروں میں ہمارے پاس آ جا میں نے سب گھر والوں اور بچوں کو چھوڑ دیا اور اللہ سے لو لگالی۔ آپ نے حضرت ابراہیم فشلی سے راہ ہدایت پائی۔ پھر فازہ کی مسجد میں الگ ہو کر بیٹھ گئے اور طویل عرصہ تک روزوں، نوافل اور کثرت ذکر کرتے ہوئے معتکف رہے۔ آپ عجائبات دیکھتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے اولیاء کی عجیب و غریب باتیں بتاتے تھے۔

آپ کی لاتعداد کرامتیں ہیں۔ آپ کے شاگرد حضرت ابراہیم بن بشار نے ایک مستقل کتاب آپ کی سیرت و مناقب میں لکھی ہیں۔ یہ ابن بشار بھی بہت بڑے ولی تھے انہوں نے حضرت صیاد اور حضور غوث اعظم سے فیض حاصل کیا۔ حضرت احمد صیاد ۵۷۹ھ میں فوت ہوئے اور شہر زبید میں باب سہام کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کی قبر بہت مشہور ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ بہت بڑا روضہ ہے اور قبر کے اوپر خوبصورت تابوت ہے آپ کی قبر مشہور قبروں میں سے ہے، جن کی زیارت اور برکت کے لئے لوگ آتے ہیں وہاں نور کے اثرات بالکل صاف اور ظاہر ہیں۔ (زبیدی) بقول مناوی آپ کا وصال ۹۵۵ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن خمیس رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عارف ہیں، ہم آپ سے روایت کر چکے ہیں کہ جب حضرت احمد پیدا ہوئے تو آپ نے حاضرین سے فرمایا اب شیخ یحییٰ نجار کے گھر ام عبیدہ کے پیٹ سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے اللہ نے اس کی روح کو مقدس کیا ہے یہ بچہ اپنے احباب کے لئے سراپا کرم ہوگا اور رب تعالیٰ کو عزیز ہوگا۔ (سراج)

حضرت احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ان چار اقطاب میں سے ایک ہیں جن کی عظمت وجلال پر امت کا اتفاق ہے کہ یہی ولایت عظمیٰ کے ارکان ہیں۔

یہ ان کی آمد تک زندہ رہے گا

سراج حضرت تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے سامنے سے ایک شخص گزرا تو آپ نے اسے توبہ کرنے کا حکم دیا وہ کہنے لگا حضور! کیا آپ وہ کچھ بھی پڑھ لیتے ہیں جو ماتھوں پر لکھا ہوتا ہے؟ آپ نے اسے غور سے دیکھا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا اور ساتھیوں نے آپ سے وجہ پوچھی تو فرمایا اس کے ماتھے پر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کی علامت لگی ہوئی ہے وہ جلدی ہی ظاہر ہونے والے ہیں وہ نرالے طریق اور انوکھے بھید کے وارث ووالی ہوں گے، مخلوق انہیں دیکھ کر اور عظمت ولایت پا کر حیران رہ جائے گی، لوگوں نے پوچھا کیا یہ رفاعی کے دور تک زندہ رہے گا؟ ارشاد فرمایا، جی ہاں۔

اولیاء کی پیش گوئیاں

سراج ہی روایت کرتے ہیں کہ بچپن میں امام رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے فقیروں کا ایک گروہ گزرا اور رک کر آپ کو دیکھنے لگا ایک بولا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یہ مبارک درخت ظاہر ہوگیا، دوسرا کہنے لگا اس کی تو بہت سی ٹہنیاں نکلیں گی، تیسرا گویا ہوا جلدی ہی اس کا سایہ پھیل جائے گا، چوتھے نے کہا جلدی اس پر بکثرت پھل لگے گا اور اس کا چاند چمکے گا، پانچویں نے فرمایا جلدی لوگ اس کے عجائبات دیکھیں گے اور بکثرت لوگ اس کے طالب ہوں گے، چھٹے کا ارشاد تھا جلدی اس کی شان کا ظہور ہوگا اور اس کی دلیل غالب ہوگی، ساتواں یوں سخن سنج ہوا کتنے ہی دروازے اس کی وجہ سے بند ہوں گے (سب اولیائے وقت سے پوچھا جائے گا اور ان کی طرف کوئی اس دور میں نہیں جا سکے گا) اس کے بے شمار دوست ہوں گے۔

اگر بارش آبادی پر ہوتی

سراج رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر قرشی سے انہوں نے واسطی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے جناب ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ میں (حضرت کے بھانجے) اپنے ماموں سیدی احمد کے خلوت کدے کے دروازے پر بیٹھا تھا اور وہاں کوئی اور آدمی موجود نہ تھا کہ مجھے چلنے کی کچھ آواز سی آئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ناواقف شخص ہے وہ آپ سے دیر تک گفتگو کرتا رہا اور پھر دیوار کے روشن دان سے نکل کر اچک لینے والی بجلی کی طرح ہوا میں چلا گیا میں نے اپنے ماموں سے پوچھا

آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں، آپ نے جواباً فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کے ذریعے اللہ کریم اس بحر محیط کی حفاظت فرماتے ہیں یہ چار خواص میں سے ایک ہیں، لیکن اب تین دنوں سے وہ متروک و مہجور ہے اور اسے اس کا شعور تک نہیں ہے، میں نے عرض کیا کس وجہ سے اس پر یہ افتاد پڑی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ان دنوں جزیرہ میں مقیم ہے تین دن وہاں بارش برستی رہی ہے اور وادیاں پانی سے بھر گئی ہیں اس کے دل میں یہ کھٹکا گزرا ہے کہ اگر یہ بارش آباد سرزمینوں پر ہوتی تو کیا خوب ہوتا، اس سے پھر توبہ تو کر لی لیکن اللہ کریم نے فعل پر اعتراض کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا گیا، میں نے عرض کیا کیا آپ نے اسے بات بتادی ہے؟ فرمانے لگے مجھے تو اسے کہتے شرم آتی تھی، میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں اسے بتا دوں آپ نے فرمایا پھر میں نے آواز سنی اے علی! اپنا سر اٹھا میں نے سر اٹھایا تو اپنے آپ کو جزیرے میں پایا میں حیران تھا اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آدمی سامنے ہے میں نے اسے سلام کیا اور ساری بات بتادی اس نے مجھے کہا میں آپ کو اللہ کریم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جو میں کہوں گا آپ کریں گے۔ یہ میری گودڑی میری گردن میں ڈالیں اور مجھے منہ کے بل گھسیٹیں اور یہ پکارتے جائیں "یہ ہے سزا اس شخص کی جو اللہ کریم پر اعتراض کرتا ہے" میں نے یہی کچھ کہا اور جب اس کو گھسیٹنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو ہاتف کی آواز آئی، علی! (ابوالحسن) اسے چھوڑ دیجئے کیونکہ آسمان کے فرشتوں نے رو رو کر اور سوال کر کر کے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے اب اللہ کریم اس سے راضی ہو گئے ہیں، اس کے بعد مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو میں ماموں جان کے خلوت کدے میں تھا۔ بخدا مجھے معلوم نہیں کہ میں کیسے گیا اور کیسے پلٹا۔

کچلا ہوا مردہ اٹھ بیٹھا

حضرت شیخ صالح عبدالاحد مقالیسی کہتے ہیں میں شیخ ابراہیم فاروثی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں حاضر ہوا تو آپ مشائخ کے فضائل ذکر کرنے لگے نام لیتے ہوئے فرماتے فلاں شیخ کہتے اور بات بیان کر دیتے لیکن جب سیدی احمد رفاعی کا ذکر کیا تو فرمانے لگے ہمارے شیخ سیدی احمد، ایک فقیر نے اس فقرے پر اعتراض کیا اور کہا حضرت! شیخ منصور کو تو آپ صرف کہتے ہیں فلاں شیخ، اور ان کے لئے شیخنا سیدی احمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں ایسا کیوں؟ جب کہ یہ سب لوگ صالح بندے ہیں؟ حضرت فرمانے لگے میں ایسے عظیم انسان کے لئے کیوں نہ یہ الفاظ استعمال کروں جس کے ہاتھ پر اللہ کریم نے مردے کو زندہ کیا ہو، فقیر نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا میرے والد گرامی شیخ عمر نے مجھے بتایا کہ وہ ایک گروہ کے ساتھ فاروث (حضرت ابراہیم کا گاؤں) آئے جب وہ پہنچے اور حدی خواں نے عصر کی اذان دی اور وہاں ہی انہوں نے نماز مغرب ادا کی کھانا کھایا عشاء کی نماز پڑھ کر سرائے میں چلے گئے جہاں فقراء اور قراء (قاری) سوتے ہیں، دیکھا تو قراء سو چکے تھے سرائے میں کچھ لوگوں کے ساتھ شیخ کا لڑکا بھی ایک چادر کے نیچے سو رہا تھا جب سحری ہوئی تو حسب عادت انہوں نے قوالی شروع کی پھر رقص کرنے لگ گئے اور بچے کو پاؤں کے نیچے کچل دیا یہ رقص رات بھر جاری رہا اور بچہ پاؤں کے نیچے بالکل پس گیا اس کا چہرہ بالکل روٹی کی طرح ہو گیا اور پیٹھ اور منہ کی تمیز نہ رہی جب یہ کشتگان عشق نماز صبح کے لئے نکلے تو خادم دریاں اٹھانے اور بستر سنبھالنے کے لئے آیا اس نے وہ چادر جھاڑی جس میں وہ لڑکا تھا تو وہ کچلا ہوا مردہ حالت میں ایک طرف گر گیا نوکر میرے

والد صاحب کے پاس آیا اور بات بتائی آپ بڑے دل گرفتہ ہوئے اور حضرت سیدی احمد رفاعی کے پاس آ کر انہیں ساری بات بتائی آپ اٹھے اپنی گدڑی بچھائی دو رکعت نماز نفل پڑھ کر ہاتھ پھیلا کر طویل دعا مانگی پھر اس لڑکے کو یا فلاں کہہ کر پکارا اور کہا اٹھ کر بیٹھ جا اور نماز پڑھ، میرے والد فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ابھی آپ پکار سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ لڑکے نے چادر کے نیچے سے سر نکالا اور کہا لبیک، آپ نے فرمایا بیٹا! سورج نکل آیا ہے اب اٹھ کھڑے ہو، پھر آپ نے اس پر ہاتھ مبارک پھیرا، وہ یوں اٹھا گویا اسے کوئی تکلیف نہیں ہو، پھر آپ نے میرے والد گرامی کو فرمایا ''اے عمر! میں تجھے اپنی ذات اور شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کی قسم دیتا ہوں کہ یہ بات (زندہ کرنے والی) کسی کو نہ بتانا اور اسے چھپائے رکھنا'' انہوں نے عرض کیا بسر و چشم تعمیل حکم کروں گا۔ حضرت احمد تو ام عبیدہ کی طرف واپس تشریف لے گئے تو والد ماجد نے حاضرین سے کہا ''اے گرامی قدر بزرگو! میں کیسے یہ کرامت بیان نہ کروں میرے آقا کو یہ کرامت عطا ہوئی ہے مگر یہ تو بیان کرنا اسی لئے ضروری ہے کہ دراصل یہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک معجزہ ہے۔ (سراج)

حضرت فاروثی کئی دفعہ آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے ایک دفعہ آپ سے بات کر رہے تھے کہ قبر سے آپ نے جواب دیا ''حاجت پوری ہو گئی ہے۔''

قبر پر لکھا گیا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''روض الریاحین'' میں فرماتے ہیں، مروی ہے کہ حضرت جمال الدین ادینہ شہر کے خطیب حضرت احمد رفاعی کے مرید تھے۔ ادینہ میں ایک باغ تھا اور کسی ضرورت کے تحت وہ اسے خریدنا چاہتے تھے آپ نے حضرت احمد کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ شیخ اسماعیل کے پاس آدمی بھیجیں جو اس باغ کے بارے میں یہ بات کرے اور ان سے خریدے اسماعیل بھی ادینہ کے شیخ تھے حضرت سیدی سید احمد نے فرمایا میرے بھائی! میں بشر و چشم خود وہاں جاؤں گا پھر آپ کے ساتھ مالک باغ کے پاس گئے ادینہ میں ہی ان کی منزل تھی۔ آپ نے مذکورہ باغ کے بارے میں سفارش کی تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا آپ نے بار بار سفارش فرمائی اس نے کہا جناب والا! اگر آپ مجھ سے خریدنا چاہتے ہیں تو میں اسی صورت میں دوں گا جب آپ وہ قیمت ادا کریں جو میں کہوں گا آپ نے فرمایا اے اسماعیل! مجھے بتائیں تو سہی آپ کو کتنی قیمت چاہیے؟ انہوں نے کہا میرے آقا! شرط یہ ہے کہ آپ جنت میں ایک محل اس کی قیمت کا ادا فرمائیں؟ آپ نے فرمایا جناب والا! آپ میرے بیٹے ہیں میں بھلا کون ہوں جس سے آپ یہ مانگ رہے ہیں مجھ سے دنیا کی جو چیز چاہتے ہو مانگو انہوں نے عرض کی حضور! مجھے دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہیے جو مانگنا تھا وہ مانگ چکا۔ سیدی احمد نے سر مبارک جھکایا آپ کا رنگ متغیر ہوا چہرہ پیلا پڑ گیا سر اٹھایا تو پیلاہٹ پر سرخی چھا گئی اور فرمایا اسماعیل! میں نے آپ کی مانگی ہوئی قیمت پر آپ سے باغ خرید لیا، انہوں نے عرض کی سیدی! مجھے اپنی تحریر دے دیں آپ نے ایک کاغذ پر لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ وہ محل ہے جو اسماعیل بن عبد المنعم نے عبید فقیر حقیر احمد بن حسن رفاعی سے خریدا ہے۔ اس بات کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ضامن ہیں یہ محل جنت میں ہے اور اس کا حدود اربعہ یہ ہے کہ ایک طرف جنت عدن دوسری طرف جنت ماوی تیسری طرف

جنت خلد چوتھی طرف جنت فردوس، وہاں کی سب حوریں، سب غلمان، سب قالین سب ساز و سامان، سب نہریں اور سب درخت اس سودے میں شامل ہیں یہ فروخت اس باغ کے بدلے میں ہوئی جو اسماعیل کا اس دنیا میں موجود ہے اللہ اس بات کا شاہد و کفیل ہے" آپ نے خط لپیٹا اور حضرت اسماعیل کے حوالے کر دیا وہ خط لے کر اپنے بچوں کے پاس گئے جو رہٹ کے ذریعے مذکورہ باغ میں بوئی ہوئی جوار کو پانی دے رہے تھے آپ نے بچوں سے فرمایا اب رہٹ سے اتر آؤ میں نے یہ باغ سیدی احمد کو بیچ دیا ہے انہوں نے کہا آپ نے کیوں بیچا؟ ہم تو خود اس کے محتاج ہیں آپ نے جنت والے محل کی ساری بات بتا کر یہ بھی بتایا کہ ان کا خط میرے پاس ہے۔ بچوں نے کہا ہم تبھی راضی ہوں گے کہ اس محل میں ہماری بھی شرکت ہو آپ نے فرمایا آؤ نیچے اتر آؤ وہ ہم سب کا مشترک ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری اس بات کا وکیل ہے، بچے راضی ہو کر نیچے اتر آئے اور خطیب صاحب کو باغ کا چارج دے دیا اور وہ اس پر متصرف ہو گئے تھوڑی مدت کے بعد باغ بیچنے والے شیخ اسماعیل وصال پا کر اللہ کی رحمت سے جا ملے انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ یہ خط ان کے کفن میں رکھ دینا انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کو دفن کر دیا جب دوسری صبح کو اٹھے تو ان کی قبر پر یہ لکھا ہوا پایا: قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا (الاعراف: 44) (ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا)۔

پھر دف ٹوٹ گئی

آپ جوانی میں شیخ علی بن قاری واسطی کے پاس قرآن پڑھا کرتے تھے۔ ایک شخص نے کھانا پکایا حضرت ابن قاری ان کے مریدوں اور مشائخ و قراء کی ایک اور جماعت کو بھی بلایا۔ جب کھانا کھا چکے تو ایک قوال نے تالیاں بجا کر قوالی شروع کی حضرت احمد جہاں لوگوں کے جوتے پڑے تھے وہاں بیٹھے تھے اور شیخ ابن قاری کے جوتے ان کے پاس تھے جب لوگوں کو ذوق پیدا ہوا اور وہ وجد میں آئے تو سیدی احمد رفاعی نے چھلانگ لگائی اور قوال کے پاس سے دف لے کر توڑ دی سب مشائخ شیخ علی بن قاری کی طرف متوجہ ہوئے اور سیدی احمد بن رفاعی کی اس حرکت پر انہیں نفرت بھرے الفاظ سے کہا کہ یہ تو بچہ ہے ہم اس سے جواب طلب نہیں کرتے مطالبہ تو آپ سے ہوگا شیخ ابن قاری نے فرمایا پہلے اس سے پوچھ لو اگر جواب دے دیا تو ٹھیک نہیں تو پھر مجھ سے مطالبہ کرنا وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تو نے دف کیوں توڑی؟ آپ نے جواب دیا سردارو! ہمیں قوال کی امانت کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا وہ خود ہمیں بتائے گا کہ اس کے دل میں کیا کھٹکا جو وہ کہے گا ہم مان لیں گے سب نے قوال سے پوچھا کہ تمہارے دل میں کیا کھٹکا تھا؟ اس نے جواب دیا میں کل شام شرابیوں کے پاس تھا جب وہ شراب سے مست ہوئے تو اسی طرح ناچنے لگے جس طرح مشائخ ناچ رہے تھے تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بھی انہی شرابیوں کی طرح ہیں ابھی یہ خیال پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ اس لڑکے نے اٹھ کر دف توڑ دی یہ سن کر مشائخ اٹھے اور حضرت احمد کے ہاتھ چومنے لگے۔

یہ پہلے لکھا ہوا ہے

جب کوئی آپ کو کہتا کہ تعویذ لکھ دیں اور آپ کے پاس سیاہی نہ ہوتی تو آپ پتا لیتے اور اس پر سیاہی کے بغیر لکھ دیتے،

ایک دن ایک شخص کو سیاہی کے بغیر لکھ کر دیا اس شخص نے پتا لیا اور ایک عرصہ تک غائب رہا پھر وہ پتا لے کر آیا اور امتحان کے طور پر آپ کے سامنے پیش کیا کہ اس پر لکھ دیں جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا بیٹا! یہ تو پہلے بھی لکھا ہوا ہے اور جھڑکے بغیر اسے واپس کر دیا۔ (سراج)

گونگے اور بہرے بھی سننے لگ جاتے

امام شعرانی فرماتے ہیں، آپ غوث اکبر، قطب اشہر اور ارکان طریق آئمہ عارفین میں سے ایک ہیں جن کی امامت پر امت کا اجتماع ہے اور امت کو اعتقاد ہے آپ کی کرامات بے شمار ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی بات قریب والے کی طرح دور والے بھی سنتے حتیٰ کہ ام عبیدہ کے ارد گرد گاؤں کے لوگ اپنی چھتوں پر بیٹھ جاتے آپ کی آواز سنتے اور آپ کی سب باتیں سمجھ جاتے حتیٰ کہ گونگے اور بہرے بھی جب آپ کے پاس ہوتے تو اللہ ان کے کان آپ کے کلام کے لئے کھول دیتا۔

جب اللہ تعالیٰ کے انوار آپ پر پڑتے تو آپ اس طرح پگھلتے گویا آپ پانی کا ایک ٹکڑا ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا لطف آتا یہ آہستہ آہستہ جمنے لگ جاتے اور آپ کا عادی جسم واپس آ جاتا آپ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا لطف نہ ہو تو میں آپ کے پاس واپس نہ آؤں۔

پھر آزادی کا پروانہ آسمان سے اترا

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا نام احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم بن رفاعہ ہے آپ سردار سید صاحب شہرت قطب اور عظیم زاہد ہیں۔ آپ مشاہیر اولیاء میں سے ایک ہیں آپ کی کنیت ابو العباس ہے آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ دو آدمیوں کی باہمی محبت محض اللہ پاک کی ذات کے لئے تھی ایک کا نام معالی اور دوسرے کا نام عبد المنعم تھا وہ دونوں ریاضت کے لئے صحرا میں گئے ایک نے یہ تمنا کی کہ جہنم سے آزادی کا پروانہ آسمان سے اترنا چاہئے۔ سفید ورق تو گرا لیکن اس میں تحریر ان دونوں کو نظر نہ آئی۔ وہ حضرت رفاعی کی خدمت میں لے آئے لیکن واقعہ نہ بتایا آپ ان کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے دنیا میں ہی قیامت سے پہلے میرے دوستوں کا جہنم سے آزاد ہونا مجھے دکھا دیا ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ تو سفید ہے آپ نے فرمایا اے بچو! قدرت کا ہاتھ سیاہیوں سے نہیں لکھا کرتا یہ نور سے لکھا ہوا ہے۔

میری گردن پر

ایک دفعہ آپ مقام ام عبیدہ میں اپنے بالا خانہ میں بیٹھے تھے پھر اپنی گردن پھیلائی اور عرض کیا "میری گردن پر" آپ سے پوچھا گیا کیا مطلب؟ فرمایا حضور عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی بغداد شریف میں فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم ہر اللہ کے ولی کی گردن پر ہے لوگوں نے اس وقت کا خیال کیا بعد میں پتہ چلا کہ بات ایسے ہی تھی۔

جب آپ نے حج مبارک کر لیا تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کے سامنے آئے اور یہ شعر پڑھے:

فی حالة البُعدِ روحی کُنتُ اُرسِلُهَا
تقبل الارض عنی فهی نائبتی
و هذه نوبة الأشباح قد ظهرت
فامدد یمینک کی یحظی بها شفتی

دور ہونے کی حالت میں میں آپ کی خدمت میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔
وہ میرے قائم مقام ہو کر اس سرزمین پاک کو چوما کرتی تھی۔
اب ظاہری جسم کی باری ہے اور وہ حاضر خدمت ہے۔
اپنا دایاں ہاتھ باہر نکالیے تاکہ میرے ہونٹ اسے چوم کر لطف اندوز ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک نکلا حضرت نے چوما اور لوگوں نے یہ منظر دیکھا۔ اس وقت حرم نبوی میں نوے ہزار لوگوں کا مجمع تھا ان میں خود حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے، سب لوگوں نے یہ منظر دیکھا کچھ خیال کرنے لگے کہ قیامت آ گئی ہے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں یہ واقعہ پوچھا تو آپ نے شہادت دی ایک شخص نے عرض کیا حضور! بندگان خدا کو رشک تو آیا ہوگا۔ آپ نے جواباً فرمایا آسمان پر فرشتے بھی رشک کر رہے تھے یہ بات فرماتے ہوئے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (مترجم) آپ نے اپنی موت اور اس کی صفت قبل از وقت بتادی تھی۔

بھونا ہوا پرندہ فضاء سے اترا

شیخ جلیل آپ کے بھانجے ابوالفرج عبدالرحمٰن رفاعی کہتے ہیں کہ میں ایک دن اس طرح بیٹھا تھا کہ حضرت مجھے نظر بھی آ رہے تھے اور آپ کی باتیں بھی مجھے سنائی دے رہی تھیں آپ تنہا بیٹھے تھے ہوا سے ایک آدمی اترا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا حضرت سے فرمایا مشرق سے آنے والے کو خوش آمدید، اس نے عرض کیا میں نے بیس دنوں سے کچھ کھایا پیا نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے وہ کھلائیں جو میری خواہش ہے آپ نے فرمایا تیری خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا یہ پانچ پرندے جو اڑتے جا رہے ہیں ان میں سے ایک بھونا ہوا مجھے مل جائے دو روٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا ایک جگ۔ حضرت نے فرمایا یہی ملے گا۔ پھر آپ نے ان پرندوں کو دیکھا اور فرمایا کہ اس آدمی کی خواہش جلدی پوری کرو ابھی بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ ان میں سے ایک پرندہ بھونا ہوا آپ کی خدمت میں اترا حضرت نے پہلو میں پڑے ہوئے دو پتھروں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ان کے سامنے رکھ دیا وہ چھنے ہوئے آٹے کی دو خوش منظر روٹیاں بن گئیں پھر ہوا میں ہاتھ بلند کیا تو سرخ رنگ کا ایک جگ پکڑا جس میں پانی تھا۔ اس آدمی نے روٹی کھائی پانی پیا اور جس طرح آیا تھا ہوا میں واپس اڑ گیا، حضرت اٹھے وہ ہڈیاں لیں بائیں ہاتھ میں رکھیں اور دایاں ہاتھ ان پر پھیرتے ہوئے فرمایا اے متفرق ہڈیو اور اے ٹوٹے ہوئے جوڑو! جاؤ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جڑ جاؤ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت سے پرندہ سیدھا فضا میں چلا گیا اور اڑنے لگا پھر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ کے ساتھی کہتے ہیں کہ بے شمار دفعہ انہوں نے آپ کو جنت اعلیٰ میں دیکھا۔ حضرت کی بیوی تیز زبان تھی جو آپ کو تنگ کرتی تھی

اور ایذا دیتی تھی وہی آدمی آپ کے پاس آیا جس نے آپ کو جنت میں دیکھا تھا اس نے دیکھا کہ آپ کی عورت کے ہاتھ میں آگ ہلانے والی لاٹھی ہے اور وہ آپ کے کندھوں پر مار رہی ہے آپ کے کپڑے سیاہ ہو گئے ہیں لیکن آپ خاموش ہیں وہ آدمی بہت کبیدہ خاطر ہوا اور وہاں سے نکل گیا حضرت کے مریدوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگے حضرت پر اس عورت کی طرف سے اتنی زیادتی ہوتی ہے اور تم خاموش رہتے ہو؟ ایک آدمی بولا اس کا مہر پانچ سو دینار ہے اور حضرت فقیر ہیں وہ آدمی گیا پانچ سو دینار اکٹھے کئے اور ایک تھیلی میں رکھ کر پیش کئے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اس بدبخت عورت کا حق مہر ہے جو آپ کے ساتھ اتنی بدسلوکی کرتی ہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا اگر میں اس کی زبان اور ہاتھ پر صبر نہ کروں تو تو مجھے جنت میں کیسے دیکھے۔

شیخ شمس الدین ابن جوزی کے نواسے نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت کی لاتعداد کرامات اور اعلیٰ مقامات تھے آپ کے مرید درندوں پر سوار ہوتے اور سانپوں سے کھیلتے کئی ایک لمبی کھجوروں پر چڑھ جاتے اور اپنے آپ کو زمین پر گرا دیتے اور انہیں ذرا بھی تکلیف نہ ہوتی۔ تاذفی نے ''قلائد الجواہر'' میں یہ باتیں ذکر کی ہیں آپ کی وفات ۵۷۸ ھ میں ہوئی۔

حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن جمال الدین عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ابوثور کے نام سے مشہور ہیں قدس سے باہر مدفون ہیں آپ زاہد، عابد اور مجاہد تھے۔ اللہ تعالیٰ کے صلحاء بندوں میں شامل ہیں۔ آپ کی کنیت ابوثور (بیل والا) اس لئے پڑی کہ آپ بیت المقدس کی فتح کے دن مجاہدین میں شامل تھے اور بیل پر سوار جنگ لڑ رہے تھے لوگوں نے پھر یہ کنیت رکھ دی۔

بیل کی فرمانبرداری

''الانس الجلیل'' میں مذکور ہے کہ آپ علاقہ روم کے بانیوں کے ایک گرجے میں مقیم تھے جسے مارقیوس کا گرجا کہا جاتا ہے اور اب اس کا نام دیر ابی ثور (ابوثور کا گرجا) آپ کی نسبت سے پڑ چکا ہے یہ گرجا قدس شریف سے باہر باب الخلیل کے قریب واقع ہے جب آپ کھانے پینے کی کوئی چیز خریدنا چاہتے تو ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے بیل کے گلے میں ڈال دیتے اور اسے چلا دیتے وہ بیل قدس شریف جا کر ایک آدمی کی دکان پر پہنچتا جو حضرت کی اشیائے ضرور یہ بھیجا کرتا تھا بیل وہاں جا کر کھڑا ہو جاتا وہ شخص اس کے گلے سے رقعہ نکال کر پڑھتا اور حضرت کی مطلوبہ اشیاء لے کر بیل پر لاد دیتا اور بیل لے کر واپس چلا آتا۔

یہ آپ کی ایک کرامت تھی، آپ اسی گرجے میں وصال فرما گئے ملک عزیز ابوالفتح عثمان بن عبدالملک صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ گاؤں جس میں آپ کا مزار ہے آپ کے لئے وقف کر دیا یہ وقف ۵۹۴ ھ میں ہوا، وفات کے بعد آپ اسی جگہ دفن ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں وہاں آپ کی اولاد مقیم ہے۔ علامہ مناوی نے بھی آپ کی یہ کرامت بھی بیان فرمائی ہے مگر غلطی سے ان کا نام عبداللہ لکھ دیا ہے جو آپ کے والد ماجد کا نام ہے۔

حضرت احمد ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے شاگرد صفی الدین بن ابو المنصور کہتے ہیں کہ حضرت ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی تھیں آپ کے ساتھی اور محب آپ سے نسبت حاصل کرنے کی وجہ سے اس سے شادی کے خواہاں تھے جوان کے دل میں تھا حضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے دل کا بھید پا کر فرمایا میری اس بیٹی کے ساتھ شادی کا تم میں سے کسی کو ہرگز خیال نہیں آنا چاہئے جس وقت یہ پیدا ہوئی تھی تو مولا کریم نے مجھے اس کے ہونے والے خاوند کے متعلق بتا دیا تھا میں اس کا منتظر ہوں۔

یہ امتحان اور پھر ایسے انعام

صفی الدین کہتے ہیں میں ملک اشرف کی وزارت میں اپنے والد کے ساتھ فرات کی دوسری طرف ٹھہرا ہوا تھا جب ہم مصر آئے تو ملک عادل نے میرے والد کو بطور ایلچی مکہ مکرمہ بھیجا، میں اس دوران حضرت حرار کی خدمت میں حاضر ہوا اور صحبت پائی۔ میں ابھی بچہ تھا کہ جب میرے پاس مشائخ و اولیاء کا تذکرہ ہوتا تو آپ کی صورت میرے سامنے چمکنے لگتی جب میں آپ کی مصاحبت میں آیا تو میری ہیئت بالکل بدل گئی پہلے تو میری ہیئت وصورت بڑی خوبصورت تھی سنہری لباس تھا خوبصورت خچر اور دیگر لوازمات تھے، اب میں نے گھر والوں کو چھوڑ دیا اور حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا پھر وہ دن بھی آیا کہ میرے والد مکہ مکرمہ سے سفارت سے واپس پلٹے ان کے ساتھ ایک عظیم جماعت آ رہی تھی مصر سے لاتعداد لوگ ان کے استقبال کے لئے بڑے اہتمام سے خیمے وغیرہ لے کر نکلے مجھے حضرت نے فرمایا اپنے باپ کے استقبال کے لئے تم بھی جاؤ میں نے عرض کیا حضور! آپ کے سوا میرا اب کوئی اور باپ نہیں ہے میں تو اب ان کے جانوروں پر سوار نہیں ہوں گا اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا کھاؤں گا آپ نے فرمایا تمہیں بہر حال جانا ہو گا، میں ایک بیکار سے جانور پر گندے گندے کپڑوں میں ملبوس نکلا میرے گھر والے مجھے اس حالت میں دیکھ کر رو رہے تھے جب میں مقام برکۃ الحاج پر اپنے والد کو تنہا ملا اور سلام کیا تو نہ والد نے مجھے پہچانا اور نہ ان کے ساتھیوں نے ہی مجھے جانا، ان کے ساتھ سپاہیوں، ممالیک (غلام) اور خدام کی پوری فوج تھی، کچھ دیر کے بعد جب مجھے پہچانا تو کھڑے ہوئے اور ان کا چہرہ زرد پڑ گیا اور مبہوت رہ گئے اللہ تعالیٰ انہیں اس کا ثواب عطا فرمائے وہ سب لوگ وہاں سے چل پڑے مگر وہ حیران تھے، میرے گھر والے اور سب بھائی اور جو گروہ مصر سے آئے تھے یہاں پہنچ گئے وہ سب اکٹھے ہو گئے مگر میں گوشہ تنہائی میں پڑا رہا، پھر وہ سب لوگ قالین پر میرے والد کے سامنے تحفے رکھنے لگے جو میرے والد کی معیت میں تھے یا ان کے لئے مصر سے آئے تھے میں ان کے ساتھ شریک نہ تھا اکیلا بیٹھ کر قیدی کی طرح رو رہا تھا جسے اپنے گھر والوں سے دور کر دیا ہو، اور جسے اپنے دوستوں سے الگ کر دیا گیا ہو، میرے والد نے آخر کار مجھے دھمکی دی کہ اگر اپنے سابقہ حال پر واپس نہ آؤ گے تو تمہیں بیڑیوں میں بند کر کے جیل میں ڈال دیا جائے گا، میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں آ کر بات عرض کی انہوں نے بھی مجھے ڈانٹ کر نکال دیا اور فرمایا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور پھر میرے پاس نہ آنا میں عرصہ تک روتا رہا اور مجنون لیلیٰ کا یہ شعر پڑھتا رہا: ؎

جننا بلیلیٰ ثم جنت بغیرنا

واُخریٰ بنا مجنونۃ لا نریدھا

ہم تو لیلیٰ کے عاشق زار ہیں اور وہ کسی اور کے عشق میں مبتلا ہے (ہمارا خیال نہیں کرتی)

لیکن ایک دوسری ہم پر مرر ہی ہے مگر ہم اس کے ارادتمند نہیں۔

مجھے مولا کریم نے حضرت کے مقصود کا بھید بتادیا کہ وہ میرے صدق کو جانچ رہے ہیں تاکہ میرے معاملہ میں خطا اور ارادے کی ذمہ داری ان پر نہ آئے حضرت کی طرف سے بھی مجھے اس بات کا شرح صدر ہوا میں اپنے والد کے گھر چلا گیا اور اپنے آپ کو سٹور روم میں بند کرلیا، قسم کھالی کہ نہ کھاؤں گا نہ پیئوں گا نہ سوؤں گا اور نہ باہر نکلوں گا یہ سب کچھ اگر حضرت نے چاہا تو کروں گا، میرے بارے میں جب والد ماجد نے پوچھا تو لوگوں نے انہیں بتایا کہ حضرت نے تو اسے نکال دیا ہے مگر وہ کچھ کھاتا پیتا نہیں ہے انہوں نے کہا کوئی بات نہیں جب بھوک اور پیاس کی شدت ہوگی وہ خود کھانے پینے لگ جائے گا میں تین دن اسی حال میں رہا جب تیسرے دن والد نیند سے بیدار ہوئے تو کہنے لگے ''اسے کہہ دو وہ شیخ کی خدمت میں چلا جائے اور اپنے لئے جو پسند کرتا ہے وہ کرے'' میں نے جواب دیا میں اس وقت تک ہرگز نہیں جاؤں گا جب تک خود مجھے حضرت کے پاس والد صاحب لے کر نہ جائیں اور انہیں مجھے قبول فرمانے کی درخواست نہ کریں، میرا مطلب یہ تھا کہ اس طرح حضرت کا احترام ہوگا، والد صاحب نے کہا میں اسی طرح کروں گا مجھے بلوایا اور ساتھ لے کر اپنے گھر سے حضرت کی مسجد تک پیدل چلتے گئے حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا ''حضور! یہ آپ کا بیٹا ہے اسے جس طرح چاہے استعمال فرمائیں میں تو چاہتا ہوں کہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا'' حضرت نے جواباً فرمایا مجھے امید ہے کہ اس لڑکے کے ذریعے اللہ کریم آپ کو نفع دے گا'' مجھے حضرت کے حوالے کر کے وہ چل دیئے اللہ کریم انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور میری طرف سے انہیں جزائے خیر مرحمت ہو، اس کے بعد ایک ماہ تک میں نے والد ماجد کو نہ دیکھا اور میں روزانہ اپنے کندھے پر دو مٹکے پانی ننگے پاؤں حضرت کے خلوت کدے تک اٹھا کر لاتا تھا اور لوگ والد صاحب کو یہ باتیں جا کر بتاتے تھے وہ سن کر فرماتے ''میں نے اسے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا ہے'' اور اللہ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کا اجر ضائع نہ فرمائے اور جس خیر کا مالک اللہ کریم ہے اس خیر سے اسے عطا فرمائے''، والد ماجد کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا گویا حضرت مجھے فرمارہے ہیں اے صفی الدین! میں نے تم سے اپنی لڑکی کی شادی کردی ہے، جب میں جاگا تو حیرت میں ڈوب گیا حیا کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کرسکوں اگر اطلاع نہ دیتا تو یہ بھی خیانت ہے کہ آپ سے ایک ایسی چیز چھپا رہا ہوں جو میں نے دیکھی ہے حضرت خود میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''جو تم نے خواب میں دیکھا ہے بتادو'' مجھ پر یہ سن کر ہیبت طاری ہوگئی ایک لحظہ مجھ پر خاموشی طاری رہی، حضرت نے فرمایا، بولو اب بولے بغیر چارہ نہیں ہے میں نے سارا خواب کہہ سنایا آپ نے جواب سن کر فرمایا بیٹا! یہ تو ازل سے طے شدہ تھا، مجھے آپ نے بیٹی نکاح کر کے دے دی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں ان کے چہرے پر ایسا نور تھا جو دیکھنے والوں کو ان کے ولیہ ہونے کا اقرار کرادیتا تھا وہ اہل جنت میں سے تھیں مجھے ان سے اللہ کریم نے فقیر اور فقیہ بچے عطا فرمائے اور حضرت کے

وصال کے بعد ایک طویل عرصہ تک ہم ان کی برکت میں زندہ رہے انہیں بہت مکاشفات حاصل تھے انہوں نے اپنے وصال سے ایک سال پہلے اپنی موت کی خبر دے دی تھی اور اپنی موت سے کچھ وقت پہلے بتایا کہ بہت سے عجائبات اور واقعات کا میری موت کے بعد ظہور ہوگا پھر اسی طرح ہوا، جب ان کی جان نکل رہی تھی تو اپنی جان کو خطاب کر کے وہ کہہ رہی تھیں:

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ (الفجر)

''اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو۔ یوں کہ تو اس سے راضی ہو۔ وہ تجھ سے راضی ہو''۔

روح کے نکلتے تک دہراتی رہیں۔ (یافعی، روض الریاحین)

حضرت احمد بن ابوبکر نجیبی شبیلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سقلاطونی ریشم کے بننے کا کام کرتے تھے لہٰذا حرار (ریشم والے) مشہور ہوئے اشبیلہ میں مشہور امام اور محدث حضرت ابن العاص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور مقام مجتہد سے سرفراز ہوئے ان کی ذات وخدمت سے اور بھی بہت سے فقراء مستفید ہوئے، حضرت سیدی جعفر اندلسی کا شہرہ ہوا تو ایک اشبیلی جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ساری جماعت صاحب دعوت تھی جب اندلس پہنچے تو سب ساتھیوں نے کہا آؤ ابن المراۃ کو بھی مل لیں اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا حضرت حرار رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میں تو یہاں صرف حضرت ابواحمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا ہوں، سب ساتھی بھی مدعیٔ نبوت کی ملاقات کا ارادہ ترک کر کے آپ کے ساتھ ہو لئے جب حضرت کی خدمت میں پہنچے تو وہاں مخلوق کا جم غفیر دیکھا جن کی تعداد کا اللہ کریم کو ہی علم تھا، وہاں بہت سے نقیب تھے جنہیں مشاہرہ ملتا تھا، آپ کے سب ساتھی صف بستہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

خالی تختی پر استاذ لکھ کر دیتا ہے

حضرت جعفر نے انہیں دیکھا پھر فرمایا ''جب لڑکا استاذ کے پاس آتا ہے اور اس کی تختی خالی ہوتی ہے تو استاذ اس پر لکھ دیتا ہے اگر وہ لکھی ہوئی تختی لے کر استاذ کے پاس آئے گا تو استاذ کہاں لکھے گا؟ لہٰذا جو ایسی تختی لاتا ہے وہ واپس چلا جاتا ہے'' حضرت نے پھر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا: ''جو ایک قسم کا پانی پیتا ہے اس کا مزاج ٹھیک رہتا ہے اور جو رنگا رنگ پانی پیتا ہے اس کے مزاج میں تبدیلی ہو جاتی ہے'' یہ گویا اشارہ تھا راستے کے اس پروگرام کی طرف جس کا ارادہ کر کے وہ لوگ اس مدعی کے پاس جانا چاہتے تھے۔

محفل سماع اور امتحان

حضرت ابوالعباس احمد کہتے ہیں میں نے اللہ کریم کا شکر ادا کیا کہ مجھے یہ خیال نہیں آیا تھا پھر انہوں نے خدام کو اشارہ کیا وہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور میرے ساتھیوں کو واپس ہونے کا حکم دیا مجھے تنہا حضرت کے اشارے کے مطابق ایک مکان میں لے گئے جہاں حضرت کے عقیدت مند موجود تھے میں نے دیکھا کہ جگہ وسیع ہے اور چار سے پندرہ سال کی عمر کے

جوان لڑکے وہاں موجود ہیں جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے اے ابواحمد! جب تم لوگ اپنے شہر سے نکلے تو اللہ کریم نے تمہارے احوال کی ہمیں اطلاع کر دی اور ہم جان گئے کہ تم لوگ کس کس وصف کے ساتھ آ رہے ہو، دوسرے دن ان میں سے ایک گروہ نے چاہا کہ ایک جگہ کو خاص کر لیں اور وہاں محفل سماع منعقد کریں انہوں نے مجھے بھی اپنی صحبت میں لے لیا جب ہم مقررہ جگہ پر اکٹھے ہوئے تو انہوں نے کھانے کے لئے کچھ منگایا، پھر ایک شخص نے کچھ قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی پھر محفل سماع شروع ہوئی، محفل جاری تھی کہ مذکورہ جگہ میں دو آدمی آئے اور ایک آدمی کو پکڑ کر ساتھ لے گئے پھر ایک اور کو لے چلے پھر مجھے پکڑا اور دروازے کی طرف لے چلے کیا دیکھتا ہوں کہ شہر کا کوتوال (متولی) دروازے پر کھڑا ہے اس کا کندھا دروازے کے ایک کواڑ پر ہے اور اس کا سامان زاد دروازے کے دوسرے کواڑ پر، اس کے ساتھی سپاہی اس کے سامنے ہیں جب کوئی آدمی نکلتا ہے تو وہ اسے سنبھال لیتے ہیں اور مسجد کی طرف لے جاتے ہیں۔ میں باہر نکلا تو متولی کے سامنے کھڑا ہو گیا مگر نہ تو وہ اور نہ ہی اس کے ساتھی مجھے دیکھ رہے تھے۔ اسی حال میں تھے کہ اس کے پیچھے والی دیوار پھٹ گئی اور سبز کپڑوں والا انسان اس سے نکلا مجھے پکڑ کر اس دیوار سے باہر نکال دیا اور کہنے لگا ''خود کو بچا کر لے جاؤ'' یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میں شہر کی جامع مسجد میں چلا گیا پورے شہر میں درویشوں کی گرفتاری سے مضطرب تھا اس گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ حضرت نے اپنے مریدوں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اس طرح اکٹھے نہ ہوا کریں چونکہ انہوں نے حضرت کے حکم کے خلاف اجتماع کیا لہٰذا ان پر یہ افتاد پڑی۔ اب مجھے اس جماعت سے شرم آ رہی تھی جن کے ساتھ میں تھا مگر وہ گرفتار ہو گئے تھے اور میں بچ گیا تھا میں اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ حضرت کا خادم آیا اور مجھے حضرت کے پاس لے گیا میں نے دیکھا کہ وہ ساری جماعت جن کے ساتھ میں تھا وہاں موجود تھی میں حضرت کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے حاضرین کو فرمایا تم سب پانی پر چل سکتے ہو اور ہوا میں اڑ سکتے ہو تو پھر تم نے اس طرح کیوں نہ کیا جب وہ پولیس والے (متولی وغیرہ) آئے تھے جیسا کہ اس شخص (حضرت احمد) نے کیا ہے؟ ابوالعباس (احمد) کہتے ہیں میں نے حضرت کی اس تعریف پر اللہ کریم کا شکر ادا کیا پھر ہم واپس چلے۔

علم کی یہ وسعتیں

جب دوسرا دن آیا تو خادم آیا اور میں اس کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو حضرت نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور جو امداد عطا فرمائی تھی فرما دی ارشاد ہوا اب اپنے شہر چلے جاؤ اب مستغنی ہو گئے ہو میں وہاں سے پلٹا اور اشبیلیہ کا سفر اختیار کیا جب میں حضرت سے رخصت ہوا تو عالم علوی یوں مجھ پر منکشف ہوا کہ کوئی چیز مخفی نہ رہی گئی، میں پانی کے اوپر یوں ناز سے چلتا جیسے زمین پر چلتا ہوں میرے گھر والے اور رفقاء کا آپس میں اختلاف رہتا تو کہتے یہ تو احمد ہے ہی نہیں (خدا جانے کون سی مخلوق ہے جو یوں انداز دلربائی پائے ہوئے ہے۔ مترجم) میں مسجد میں جاتا تو جوتوں کی جگہ اپنے نفس کو بھی اتار جاتا میں اسے بھی مشاہدہ کرتا جس کے لئے نماز پڑھتا ہوں اور انہیں بھی دیکھتا جن کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ (یعنی اللہ کریم کا مشاہدہ بھی ہوتا اور خلق کا مشاہدہ بھی۔ مترجم)

فرماتے ہیں میں عربوں کے ساتھ مصر کے علاقہ کی طرف سفر کر کے گیا مہدیہ کو عبور کر کے بڑھا تو وہاں حضرت ابو یوسف

دہانی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ساحل مہدیہ پر ہی ان کی سرائے میں میں نے رات گزاری، پھر آگے سفر کرتا گیا جب مصر میں داخل ہوا تو وہاں ابوعبداللہ قرشی سے ملاقات ہوئی میں آپ کی جگہ پر کئی دن آتا جاتا رہا مگر ظاہری دنیا میں ان سے بات نہ کی، پھر عربوں میں سے سیدی ابو یوسف وہاں تشریف لے گئے اور حضرت قرشی کے مقام پر اترے اور قرشی صاحب انہیں پا کر بہت خوش ہوئے ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے حضرت ابو یوسف کو اپنے نفس کی ایک حاجت میں مبتلا پایا مجھے اس بات سے بہت غیرت آئی۔ میں ان کے مقام پر پہنچا اور عرض کیا سیدی! کیا آپ اجازت فرمائیں گے کہ جب تک آپ مصر میں ہیں آپ کی خدمت کروں اور آپ مجھے اسی حال پر رہنے دیں جس پر میں تھا؟ میں تو مسجد الفتح کے پاس ایک ہوٹل کے سٹور میں رہتا تھا جس کی چھت سرکنڈے کے پتوں کی بنی ہوئی تھی اور اس میں ایک لوٹا ہی تھا میں ریشم کے کمر بند کی گوڑیاں ایک درہم میں لپیٹا کرتا تھا اور وہ تیلی کو دے دیتا تھا اور ہر شام اس سے ایک روٹی لے لیا کرتا تھا یہی میری غذا تھی جب ایک درہم کی روٹیاں آ چکتیں تو میں ایک اور کمر بند کی گوڑی بناتا اور اسی طرح کرتا اس حالت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ نہ اپناتا تا اپنے مرشد کی خدمت میں اس حال میں لگا رہتا پھر مجھے حکم ہوا کہ اگر تو انہیں چھوڑ کر چلا نہیں جائے گا تو ہم تجھے اندھا کر دیں گے۔ (یہ واقعات علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرماتے ہیں)۔

انہوں نے حدیں معطل کی ہیں

سیدی محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روح القدس میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ کثیر المکاشفہ تھے جب کسی مسئلہ پر بحث ہوتی تو وہ ہم سے بالکل بے خبر ہوتے جب اس ذہولی دنیا سے واپس پلٹتے تو اس مسئلہ کی کوئی ایک صورت بیان کر دیتے اب تک وہ اسی حال پر قائم ہیں انہوں نے اپنے بھائی ابوعبید اللہ محمد خیاط اشبیلی کی ہی خدمت کو اپنایا اور کسی کے پاس نہیں گئے جب مصر میں قحط و وبا کا زور ہوا جس میں لاتعداد لوگ ہلاک ہوئے تو آپ مصر میں ہی تھے آپ نے چلتے چلتے دیکھا کہ دودھ پیتے بچے بھوک سے مر رہے ہیں تو یوں عرض کی میرے پروردگار! یہ کیا ہے؟ جواب ملا میرے بندے! کبھی میں نے تمہیں بھی ضائع اور تباہ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، ارشاد ہوا تو پھر کچھ نہ بول، یہ بچے جنہیں تو دیکھ رہا ہے زنا کی اولاد ہیں اور یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے میری حدود کو معطل کر دیا ہے لہٰذا میں نے خود ان پر حدیں جاری کر دی ہیں لہٰذا تمہارے دل میں کوئی ایسی بات نہیں آنی چاہئے جب یہ سنا تو حالت پلٹ گئی اور مخلوق کی اس حالت پر آپ راضی ہو گئے۔ آپ کو اس قسم کے بے شمار خطابات سے نوازا جاتا تھا، میں اشبیلیہ اور مصر میں ان کے اور ان کے بھائی ابوعبداللہ خیاط کے ساتھ ایک عرصہ تک رہا جو اللہ کریم نے ہمیں عطا فرما رکھا تھا۔ (روح القدس)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ حرار نے فرمایا میں اپنی تجرید (تنہائی) کے وقت مصر میں تھا اور فخارین کے کارخانے کے سامنے قرافہ کے راستے پر واقع مسجد میں اکثر آ کر رات گزارا کرتا تھا رات کو میں جبانہ کے قبرستان میں نکل جاتا اللہ کریم نے میرے سامنے اہل قبور کے احوال کھول دیئے تھے میں ناز و نعمت والوں کو بھی دیکھتا اور عذاب والوں پر بھی نگاہ ڈالتا ان کے احوال مختلف ہوتے تھے فتح کی سمت قبرستان کا جو حصہ تھا ان کے احوال بہت اچھے تھے۔

ابھی آپ کی موت کا وقت نہیں

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں ایک دفعہ بیمار پشت پر لیٹا ہوا تھا کہ مجھے بڑے بڑے سبز، سفید اور سرخ پرندے پر اٹھائے اور پر گراتے بیک وقت نظر آئے کچھ لوگ بھی سامنے آئے جن کے ہاتھوں میں ڈھکے ہوئے برتن تھے جن میں تحفے تھے میں نے خیال کیا یہ موت کا تحفہ ہے میں نے ان کی طرف توجہ کر کے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا ان لوگوں میں سے ایک بولا ابھی آپ کا وقت نہیں آیا یہ کسی اور مومن کا تحفہ ہے جس کا وقت موت آ چکا ہے میں انہیں دیکھتا رہا پھر وہ غائب ہو گئے۔

عقل و روح کی تعیین

آپ بہت سیاحت فرمایا کرتے تھے خود کہتے ہیں میں ایک دفعہ دوران سیاحت شیخ ابو العباس رعینی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا وہ بڑی شان والے تھے میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے انہیں کہا حضرت! کیا عقل افضل ہے یا روح؟ میں نے دیکھا کہ حضرت کی روح سیر آسمانی کو چل پڑی، میری روح بھی ساتھ ہو لی، ہم آسمان دنیا پر پہنچ گئے۔ میں وہاں فرشتوں اور ان کے انوار کو دیکھنے میں محو ہو گیا حضرت مجھ سے اوجھل ہو گئے، میں نے کوئی ٹھہرنے کی جگہ تلاش کی مگر نہ پا سکا۔ میں واپس زمین پر اترا جب محویت ختم ہوئی تو دیکھا ابھی حضرت تو عالم استغراق میں ہیں ایک لحظہ بعد وہ بھی دنیائے ظاہر میں واپس آئے تو فرمایا جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کرایا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے مگر اپنی حد پر آ کر رک گئے اور عرض کی وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (۱)۔ (ہم میں سے ہر ایک کا متعین مقام ہے) حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو اپنے مقام کی طرف تشریف لے گئے حضرت جبریل علیہ السلام روح تھے اور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام عقل تھے یہ علم بعد میں ان سے ہی حاصل کیا"۔

پتھر بول پڑا

ارشاد فرماتے ہیں ایک سیاحت کے دوران مجھے پتھروں کے ساتھ استنجاء کی ضرورت تھی میں نے استنجاء کے لئے پتھر لیا تو وہ بولا میں آپ سے اللہ کریم کا نام لے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے استنجاء کے لئے استعمال نہ فرمائیں میں نے اسے چھوڑ کر دوسرا پتھر لے لیا تو وہ بھی یہی کچھ کہنے لگ گیا اب میں نے وہ کچھ کیا جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انداز تھا میں نے پتھر سے کہا مجھے اللہ کریم نے حکم دیا ہے کہ تجھ کو استنجاء کے لئے استعمال کروں اب یہی بات تیرے لئے بہتر ہے۔

یہ واقعہ بھی ان کی اپنی زبانی ہے کہ میں اپنے بھائی کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر خود مصر چلا گیا کچھ عرصہ بعد وہ واپس آئے اور مجھے سلام کیا میں ان کی آمد سے بہت خوش ہوا وہ کہنے لگے بھائی جان! میں بھوکا ہوں میں نے کہا میرے بھائی! میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے مجھے کوئی چیز بے تکلف بھی مل نہیں سکتی اور کسی سے مانگنا میری عادت نہیں ہے ابھی بات پوری بھی نہیں کر پایا تھا کہ گھر کے روشن دان سے بڑی سی چڑیا آئی اور میری گود میں ایک بڑا قیراط (سونے کا سکہ) ڈال دیا میں نے اسے اٹھایا اور

ان کے لئے کھانا لے آیا اور انہوں نے کھایا، حضرت ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ مصر میں فوت ہوئے اور بنی کندہ کے قبرستان میں دفن ہوئے یہ بہت بڑا قبرستان ہے جس میں صحابہ و تابعین کے بہت سے مزار ہیں بالکل ابتدائی حصے میں ابو العباس حرار اور آخر میں زعفرانی مدفون ہیں۔ (سخاوی)

حضرت ابو العباس بصیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو کشف تام اور قبولیت عام کی دولت حاصل تھی آپ شیخ ابو السعود بن ابی العشائر کے ہم عصر تھے حضرت ابو السعود اپنے خلوت کدے باب القنطرہ سے خلیج نیل کی طغیانی کے دنوں میں آپ کو خلوت کدہ شیخ ابو العباس باب الخرق کی طرف پتے پانی میں ڈال کر بھیجا کرتے تھے ابو السعود کا پتہ ابو العباس کے پتے پر غالب آتا اس کے گرد گھومتا یہاں تک کہ سمندر کے ساحل پر پتہ لگ جاتا اور تر نہ ہوتا۔

حضرت حاتم فرماتے ہیں میں نے بیس سال حضرت ابو السعود کی خدمت کی، میں عرض کرتا تھا میرا عہد ذمہ داری لے لیں وہ فرماتے آپ میری اولاد (مرید) نہیں ہیں آپ تو میرے بھائی ابو العباس بصیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں وہ سرزمین مغرب سے آئیں گے جب آپ مصر پہنچ گئے تو سیدی ابو السعود حضرت حاتم کو کہلا بھیجا آپ کے مرشد آج رات آگئے ہیں لہٰذا ان کی ملاقات کے لئے بولاق جاؤ۔ اب اہل مصر سے جو آدمی سب سے پہلے حضرت بصیر کو جا کر ملا وہ سیدی حاتم رحمۃ اللہ علیہ تھے جب آپ نے حضرت کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو حضرت نے فرمایا، میرے بیٹے حاتم کو خوش آمدید۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے ہمارے آنے تک تمہاری حفاظت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ پردہ رکھ لیتے ہیں

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت بصیر رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو ایک امیر کبیر کے گھر شادی کی دعوت میں بلایا گیا بیگم صاحبہ کے لباس پر تو پیوند لگے ہوئے تھے حضرت سے انہوں نے مشورہ لیا آپ نے جانے کی اجازت دے دی انہوں نے عرض کیا کیا اسی پیوند زدہ لباس کے ساتھ چلی جاؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں جاؤ، وہ گئیں تو اللہ کریم نے اس لباس کو سنہری نگینوں سے بھرپور لباس میں بدل دیا نگینے اور موتی بھی ایسے تھے جن کی مثال شاہوں کے ذخیروں میں بھی نہیں تھی، امیروں اور بادشاہوں کی بیگمات حیران ہو کر کہہ رہی تھیں بھلا ایسے نگینے ایک فقیر کی بیوی کو کہاں سے مل سکتے ہیں؟ ایک نے ان سے ہزار دینار کے بدلے ایک نگینہ لینا چاہا مگر مائی صاحبہ نے انکار کر دیا اور کہنے لگیں مجھے اجازت نہیں ہے جب حضرت کے پاس واپس آئیں اور انہیں بتایا تو وہ مسکرائے اور فرمایا اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتے ہیں پردہ رکھ لیتے ہیں۔

فقر غیور

حضرت کا ایک مرید آپ کے وصال کے بعد سیدی عبد الرحیم قناوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپ اس وقت لوگوں سے بیعت لے رہے تھے آپ نے حضرت بصیر کے مرید کے لئے محراب میں بیٹھے بیعت کی خاطر ہاتھ بڑھایا اچانک دیوار سے حضرت

بصیر کا ہاتھ نکلا اور حضرت عبدالرحیم کے ہاتھ کو بیعت لینے سے روک دیا حضرت عبدالرحیم یہ دیکھ کر بولے اللہ کریم میرے بھائی ابوالعباس بصیر پر رحم فرمائے وہ اپنی زندگی میں بھی اپنی اولاد (مرید) کے لئے غیور تھے اور وصال کے بعد بھی غیور ہیں۔

پھر کعبہ طواف کرنے لگ گیا

مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علامہ برہان انباسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ذات پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ''الکوکب المنیرفی مناقب الشیخ أبی العباس البصیر'' رکھا ہے اس میں آپ کی یہ کرامت بیان فرماتے ہیں کہ آپ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو شیخ ابوالحجاج رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ کعبہ مکرمہ ان دونوں کا طواف کر رہا تھا۔ علامہ انباسی (مصنف کتاب) کہتے ہیں اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صلحاء کی زندگی کے واقعات ایسی مثالوں سے بھرے پڑے ہیں آپ قرافہ صغریٰ میں مدفون ہیں آپ کی قبر ظاہر ہے ہر جمعہ کو زائرین وہاں حاضر ہوتے ہیں۔

ہرنی دودھ پلاتی ہے

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ یوں آپ کی خدمت میں خراج تحسین پیش فرماتے ہیں، ابوالعباس احمد اندلسی خزرجی المعروف بصیر عالم، امام، علامہ، مریدوں کے مربی، شیخ طریقت، معدن جود وحقیقت، قطب وقت اور غوث زمانہ ہیں، آپ کو ابن غزالہ (ہرنی کا بچہ) بھی کہتے ہیں آپ کے والد ماجد مغربی علاقہ کے بادشاہ تھے شیخ صفی الدین بن ابو المنصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے میں آپ کا ذکر کیا ہے اور تعریف کی ہے۔ صفی الدین کہتے ہیں کہ آپ بچپن سے ہی عبادت گزار تھے ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوئے حضرت ابواحمد جعفر اندلسی کے مرید ہیں اور حضرت اندلسی حضرت ابومدین شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، ایک شخص نے آپ کے لئے ''الکوکب المنیرفی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر'' لکھی ہے (ابھی اوپر مناوی اس کا حوالہ دے چکے ہیں) اس کتاب میں آپ کی کنیت ابن غزالہ کی وجہ آپ کی زبانی یہ منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ماں نے آپ کو نابینا پایا اپنے جی میں سوچا جب بادشاہ (باپ) اسے دیکھے گا تو پسند نہیں کرے گا اور نفرت سے دور کر دے گا، اس نے آپ کو اٹھایا اور صحرا میں چلی گئی آپ کو وہاں رکھا اور خود واپس آ گئی، اللہ کریم نے ایک ہرنی بھیجی جو آپ کو دودھ پلانے لگی جب شاہ سفر سے پلٹا تو بیگم صاحبہ نے بتایا بچہ ہوا تھا مگر مر گیا ہے شاہ نے جواب دیا شاید اللہ کریم اس کے بدلے میں بہتر عطا فرما دیں وہ ایک دن شکار کے لئے نکلا شکار کا حلقہ بنایا تو حلقے کے درمیان ایک ہرنی کو دیکھا جو ایک انسانی بچے کو دودھ پلا رہی ہے جب بچے کو شاہ نے دیکھا تو دل میں اس کے لئے الفت پیدا ہوئی جی میں کہنے لگا میں اپنے لڑکے کے بدلے میں اس بچے کو اٹھا لیتا ہوں اسے اٹھا کر اپنے گھر پلٹا تو بہت خوش تھا بیوی سے کہنے لگا اللہ کریم نے بدلے میں یہ بچہ دے دیا ہے اسے لے کر تربیت کیجئے تاکہ یہی ہمارا بچہ بن جائے جب اس نے بچے کو دیکھا تو بہت روئی اور کہنے لگی اللہ کریم کی قسم! یہ میرا لڑکا ہے، پھر سارا واقعہ خاوند کو کہہ سنایا وہ بولا الحمدللہ، اللہ کریم نے ہمیں یہ بچہ واپس کر دیا، اب اسے ماں بھی اور دوسری دودھ پلانے والی خواتین بھی دودھ پلاتی رہیں۔ وہ بڑا ہو گیا اور قرآن پڑھنے لگا جب عمر سات سال کی ہوئی تو قرأت سبعہ (قرآن کی سات قرائتیں) اور علم شریف حاصل کرنے لگا، خوبصورت انداز سے جوان ہوا اور کرامات کا اس سے ظہور ہونے لگا۔

کیا شان بے نیازی ہے

آپ کا طریقہ تنہائی اور روکھی سوکھی غذا تھی، آپ کے آستانہ پر فقراء رہتے ان میں سے اکثر صرف خشک روٹیاں اور ترش لیموں کھاتے، ادھر حضرت سیدی ابوالسعود اور ان کے مریدوں کا کھانا بڑا نفیس اور میٹھی چیزوں پر مشتمل ہوتا جب ان کا یہ انداز حضرت ابوالعباس کے مریدوں کو معلوم ہوا تو اچھے کھانے کھانے کے لئے وہ حضرت ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے دستر خوان بچھا کر اوپر خشک روٹیاں اور ترش لیموں ہی رکھے اب یہ لوگ جی میں کہنے لگے ہمیں اپنے مرشد کے پاس جا کر اسی پر قناعت کرنی چاہئے جو اللہ کریم نے ہمیں عطا فرما رکھا ہے، جب حضرت کے پاس واپس آئے تو آپ نے نگاہ قلبی (بصیرت) سے دیکھ کر ایک درویش کو فرمایا یہ ٹھیکری لے لو اور سنار کے پاس جاؤ اس نے دیکھا تو وہ سرخ سونا تھی اس نے دلال کو دی اس نے ہزار دینار کی بیچی یہ درویش رقم لے کر حضرت کے پاس آیا حضرت نے پوچھا یہاں تم کتنے فقیر ہو؟ انہوں نے جواب دیا دس ہیں اچھا ہر ایک سو دینار لے لے اور میری محفل سے نکل جائے کیونکہ دنیا پسند لوگ فقیروں کی محفل کے قابل نہیں ہوتے تم دنیا کی طرف اور حسن کی طرف مائل ہو گئے ہو، وہ سب بولے حضور والا! ہمیں اس رقم کی ضرورت نہیں ہے ہم تو صرف آپ کی صحبت کو پسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا پھر یہ مال اس کے مالک کے حوالے کر آؤ اور وہ سونے کی ٹھیکری میرے پاس واپس لاؤ جب وہ واپس لائے تو وہ اپنی پہلی حالت پر ٹھیکری ہی تھی حضرت نے اسے اپنے آستانے کی ایک طرف پھینک دیا۔ یہ آپ کی کرامت ہے کہ ایک چیز کی اصلیت ہی تبدیل ہو گئی آپ نے مصر سے پیدل حج کا سفر فرمایا، آپ قرافہ میں مقیم رہے وہیں تقریباً سن چھ سو ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ (سخاوی)

حضرت ابوالعباس احمد بن منذر اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک رضی اللہ عنہ کے تصرفات

جب آپ کے لئے کوئی مسئلہ مشکل ہوتا تو آپ کو سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ ملتے اور حل فرما دیتے روحانی اور عظیم المرتبت لوگ آپ کے پاس سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ (روح القدس)

حضرت سیدی ابوالعباس احمد بن جعفر سبتی خزرجی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شہر مراکش کے باہر مدفون ہیں، اولیاء کے ائمہ اور اصفیاء کے مشاہیر میں سے ایک ہیں، آپ کے مناقب عالیہ اور مشہور کرامات زبان زد عام و خاص ہیں، نفح الطیب میں حضرت شہاب مقری نے بھی آپ کے نام کا عنوان باندھ کر تعارف کرایا ہے اکابر علماء نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے اور آپ کی ولایت کبریٰ کی شہادت دی ہے۔

شطرِ احسان کی تعریف

ان ارشادات میں سے ابن الزیات کا یہ قول بھی ہے کہ ابوالحسن صنہاجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ایک خاص دوست سے آپ کی یہ روایت نقل کرتے ہوئے مجھے (ابن الزیات کو) بتائی کہ میں نے آپ سے ابتداء سے لے کر انتہاء تک آپ کے حالات

پوچھے اور سوال کیا کہ چیزیں کس طرح آپ کے سامنے آکر ماہیت بدل لیتی ہیں اور کیسے آپ کی دعا قبول ہوتی ہے اور آپ صدقے اور ایثار کا حکم ایسے لوگوں کو کیسے دیتے ہیں جو آپ کے سامنے آکر اپنی مشکلات کے حل اور مطالب کی سختیوں کا اس جہاں کے متعلق ذکر کرتے ہیں؟ آپ نے مجھے جواب دیا میں صرف ایسی باتوں کا ہی لوگوں کو حکم دیتا ہوں جن سے انہیں فائدہ ہوتا ہے اور میں نے جب قرآن پڑھا اور حضرت شیخ ابو عبد اللہ فخار رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا اور احکام کی کتابیں نظر نور ہوئیں اور عمر بیس سال کی ہوگئی تو اللہ کریم کا یہ ارشاد میرے سامنے آیا: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ(۱) (بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا) میں نے آیت کریمہ پر غور کیا تو مجھے پتہ چلا اس کا مطلوب تو میں ہی ہوں میں اس آیت پر بحث کرتا رہا مجھے منکشف ہوا کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہاجرین و انصار میں مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمائی ان لوگوں نے سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ مواخات کا حکم بھی ارشاد فرمادیں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اس کا حکم مشاطرت (برابر برابر تقسیم) ہے پھر میں نے اس حدیث پاک پر توجہ دی: تفترق أمتی علی ثلاثین فرقۃ (''میری امت تیس فرقوں میں بٹ جائے گی'') مجھے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن صبح کو فرمایا تھا جس دن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مواخات قائم فرمائی تھی اور جب غلاموں نے عرض کیا تھا انصار رضی اللہ عنہم نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کو برابر برابر حصہ (مشاطرت) دے دیا ہے اس خبر کے بعد حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ ارشاد فرمایا تو میں سمجھ گیا کہ جو چیز حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں معمول ہے وہ مشاطرت اور ایثار ہے۔ (حکم قرآن نے مشاطرت کی راہ سمجھائی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایثار کی تعلیم دی۔ مترجم) اب میں اللہ کریم سے یہ نیت باندھ کر بیٹھ گیا کہ وہ ذات جو کچھ مجھے عطا کرے گی اس سے نصف میں فقیروں کو بطور حصہ (مشاطرت) دے دوں گا، میں نے بیس سال اس پر عمل کیا اس حکم کا پھل میرے دل میں لگا میں دل پر جو حکم بھی کرتا ہوں وہ سچ کر دکھاتا ہے میں اب چالیس سال کی عمر پوری کر چکا تھا میں نے قرآنی آیات پر عمل کیا تو مجھے پتہ چلا کہ شطر (نصف حصہ) ہی عدل ہے اور اس سے زائد اگر دیا جائے تو یہ احسان ہے، اب میں یہ نیت کر کے بیٹھ گیا کہ جو اللہ کریم عطا فرمائے گا اس کے دو حصے اللہ کریم کی ذات کے لئے خرچ کروں گا اور ایک تہائی خود استعمال کروں گا۔ اس پر میں نے بیس سال عمل کیا اس کا ثمر مجھے یہ ملا کہ مخلوق میں میری ولایت وعزل (معزولی) کا حکم چلنے لگا جسے چاہتا حکومت وولایت دیتا اور جسے چاہتا معزول کر دیتا، پھر میں نے اس پر غور کیا کہ مقام احسان میں اللہ کریم نے سب سے پہلے اپنے بندوں پر کیا فرض کیا ہے میں نے دیکھا کہ یہ شکر نعمت ہے کہ کچھ سمجھنے سے پہلے بچے کی فطرت اسی کو ظاہر کرتی ہے اب میں نے دیکھا کہ صدقات واجبی طور پر سات اصناف پر تقسیم ہو جاتے ہیں اور احسان یہی ہے کہ ان پر یہ صدقات خرچ ہوں اور وہ یہ ہیں کہ اپنی جان کا بھی حق ہے، بیوی کا حق ہے، حق رحم ہے، یتیم کا حق ہے، حق مہمان ہے، دو قسمیں اور بھی ہیں (کمافی الحدیث) میں اب اس درجے کی طرف منتقل ہوا اور مولا کریم سے عہد کیا کہ جو مجھے آپ کی سرکار سے ملے گا اس کے سات حصے کر کے دو حصے اپنے اور ایک بیوی کے لئے لوں گا اور باقی پانچ حصے مستحقین کو دے دوں گا میں نے چودہ سال اس پر عمل کیا تو مجھے ثمرہ یہ ملا کہ میری عرض آسمانوں

میں سنی جانے لگی جب میں کہتا یا رب اے میرے پروردگار! مجھے جواب ملتا لبیک (میں حاضر ہوں) پھر مجھے فرمایا اب پوری عمر میری یہی انتہا ہے اب اس حالت میں مجھے مزید چھ سال پورے کرنے ہیں تاکہ بیس سال چودہ کے بعد پورے ہو جائیں۔ صنہاجی فرماتے ہیں میں نے اس دن شمار کیا جب آپ کا وصال ہوا اور میں جنازہ میں گیا تو میں نے تاریخ لکھی ہوئی یاد کی میں نے سب اعداد ملائے تو چھ سالوں سے صرف تین دن کم تھے ہوسکتا ہے یہ اس لئے ہوا ہو کہ چاند انتیس کے ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

پھر بارش ہوگئی

ابوالحسن خباز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور! آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں کہ لوگ کس قحط اور مہنگائی میں مبتلا ہیں؟ آپ نے فرمایا بارش ان کے بخل کی وجہ سے رکی ہوئی ہے اگر یہ صدقہ کریں تو بارش ہو جائے گی اپنے زمیندار دوستوں سے کہو صدقہ کریں۔ جیسے ہی تم صدقہ کرو گے بارش ہوگی خباز بولے لوگوں کو اگر کہوں گا تو وہ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے آپ مجھے صرف ایسا حکم دیں جس کا تعلق صرف میری ذات سے ہو آپ نے فرمایا جتنا خرچ کیا ہے اتنا صدقہ بھی کرو، وہ بولے اللہ کریم قرض کا معاملہ تو نہیں فرماتے ہاں ہم ادھار کا معاملہ کرتے ہیں انہوں نے حیلہ کر کے کچھ کمایا اور صدقہ کر دیا جیسا کہ حضرت کا حکم تھا، فرماتے ہیں پھر میں اسی وادی میں پہنچا جہاں میں آباد تھا سورج پورے انداز سے گرمی برسا رہا تھا میں تو بارش سے مایوس تھا اور جو کچھ بویا ہوا تھا وہ اس شدید گرمی میں تباہ ہو رہا تھا ایک ساعت وہاں ٹھہرا تو بادل آیا اور ساری وادی کو سیراب کر گیا میں نے سمجھا ہر طرف بارش ہوگئی ہے میں وہاں سے نکلا تو بارش صرف میری وادی تک ہی تھی۔

ابن خطیب قسطمینی نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے حاج، بندہ خدا، متقی اور زاہد حضرت ابوالعباس احمد بن عاشر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شہر سلا میں حاضر ہوا ایک فقیر نے اولیاء کی کرامت کے بارے میں ان سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کرامت موت سے ختم نہیں ہوتی اس کی زندہ مثال حضرت سبتی ہیں، ان کا اشارہ شیخ، فقیہ، عالم اور محقق حضرت ابوالعباس سبتی (ترجمہ) کی طرف تھا جو مراکش میں مدفون ہیں اور آپ کی قبر منبع برکات ہے جہاں سے صدقات کے بعد حاجات پوری ہوتی ہیں۔

نفح الطیب کے مصنف علامہ مقری کہتے ہیں کہ میں کئی دفعہ آپ کی قبر پر گیا اور اللہ کریم سے جو سوال کیا وہ پورا ہوا، ایک سوال یہ بھی تھا کہ میں علم میں مصروف رہوں اور شہرت علمی پاؤں اور فلاں فلاں کتابیں سمجھ سکوں اللہ کریم نے ان کے وسیلے سے مسئلہ حل فرما دیا۔

کلمۃ الصفا من المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہی مقری فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن یوسف حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمال پاک خواب میں دیکھا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبتی کے متعلق آپ کی رائے پاک کیا ہے؟ میں خود ان کے متعلق

اچھی رائے نہیں رکھتا تھا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جان بخش تبسم کے بعد فرمایا وہ سباق (آگے نکل جانے والے) میں شامل ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مزید وضاحت فرمائیں ارشاد ہوا وہ برق (بجلی) کی طرح پل صراط سے گزر جائے گا۔ میں صبح کے بعد گھر سے نکلا تو حضرت ابو العباس سبتی مجھے ملے اور فرمایا بخدا جو تم نے دیکھا اور سنا ہے مجھے جب تک نہیں بتاؤ گے میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا، میں نے انہیں ساری بات بتا دی تو آپ زور سے بولے کلمۃ الصفا من المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (صفائی کا حکم مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف سے)

یہ عاشقانہ ادائیں

ابن زیات ابو العباس صنہاجی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن السماک نامی امیر کبیر تھا مگر زمانے کے انقلابات نے اسے محتاج کر کے رکھ دیا وہ بیان کرتا ہے کہ وہ حضرت ابو العباس سبتی کی خدمت میں آیا حالت یہ تھی کہ کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور ستر عورت بھی نہیں ہو رہا تھا اس حالت کی شکایت آپ کے سامنے کی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور باب غزوت تک ساتھ لے گئے پھر خود وہاں ایک طہارت خانے میں داخل ہو گئے کپڑے اتار کر مجھے بلایا اور فرمایا یہ کپڑے لے لو میں نے لے لئے عصر کے بعد کا وقت تھا میں اب دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ غسل خانے میں ہیں کپڑے مجھے دے دیئے ہیں بھلا اب کیا ہوتا ہے مغرب کی طرف قریب ہی ایک دیوار پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے سے ایک نوجوان سوار ہو کر نکلا ہے اور اس کے پاس کپڑوں کی گٹھڑی ہے میں نے اسے دیکھا تو دیوار سے اتر کر اس کے پاس آ گیا اس نے پوچھا فقیہ ابو العباس کدھر ہیں؟ میں نے کہا وہ تو غسل خانے میں ہیں مگر ننگے ہیں، اس نے مجھے کہا میرے جانور کو ذرا پکڑ رکھنا میں نے سنا کہ فقیہ اسے کہہ رہے تھے وہ کپڑے کہاں ہیں؟ اب اس سے فقیہ نے کپڑے لئے اور غسل خانے سے باہر آئے جب مجھے دیکھا تو فرمایا تم یہاں کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا حضور! آپ کے لئے خوفزدہ تھا (چونکہ آپ کے پاس کپڑے نہیں تھے اور آپ غسل خانے سے بغیر کپڑوں کے باہر نہیں آ سکتے تھے) اس لئے میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا آپ نے فرمایا جس کے لئے میں نے وہ کچھ کیا (کہ اپنے کپڑے اتار کر دے دیئے) کیا وہ مجھے اس طرح چھوڑ سکتا تھا؟ میں نے پھر نوجوان سے پوچھا کہ وہ کیسے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے بتایا کہ ایک شریف خاتون نے مجھے حکم دیا کہ آپ کی خدمت میں یہ کپڑے پہنچا دوں، اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت کے بغیر کسی اور کو نہ دوں اور آپ کے بغیر کوئی اور یہ کپڑے نہ پہنے، یہ واقعہ صحیح اور مشہور ہے۔

رزق یوں بھی آتا ہے

تاولی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے صاحبزادے ابو عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں ابو عبد اللہ اپنے والد حضرت سبتی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں چھوٹا سا تھا تو میرے معاملے کا آغاز یوں ہوا کہ میں تفکر و تدبر کے بارے لوگوں کی باتیں سنا کرتا تھا میں نے تھوڑی دیر گہرے انداز سے سوچا میں نے دیکھا کہ یہ تو چیزیں چھوڑ دینے سے ہی حاصل ہو گا میرے پاس تو ترک کرنے والا عمل کوئی نہیں، میں نے اب اسباب و علائق کو چھوڑ دیا اور جی کو مخلوق سے کاٹ دیا اور توکل کرتے ہوئے سیاحت

کے لئے چل نکلا سارا دن چلتا رہا بھوک اور تھکن نے مجھے نڈھال کر دیا میں عیش وعشرت میں پلا تھا پیدل کبھی نہیں چلا تھا میں ایک گاؤں میں پہنچا مسجد میں گیا وضو کیا مغرب کی نماز پڑھی پھر وہاں نماز عشاء ادا کی لوگ مسجد سے نکل گئے میں نماز پڑھنے کے لئے اٹھا مگر بھوک کی شدت اور سفر کی کوفت کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا تھا صرف دو رکعتیں پڑھیں اور بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنے لگا رات کا ایک حصہ گزر گیا اچانک ایک شخص ایک گھر کا سختی سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا گھر والوں نے اسے جواب دیا تو اس نے پوچھا کیا میری گائے دیکھی ہے وہ بولا میں نے نہیں دیکھی، اس نے کہا کہیں بھٹک گئی ہے اور اس کا بچھڑا اس کے لئے بہت مضطرب ہے چیخ رہا ہے گاؤں میں یہ شخص گائے تلاش کرتا رہا مگر وہ نہ مل سکی، ایک آدمی نے اسے کہا غالباً وہ مسجد میں شام کے وقت تھی سب نے آ کر مسجد کا دروازہ کھولا اندر آئے تو مجھے وہاں موجود پایا گائے کا مالک کہنے لگا میرا خیال ہے تم نے رات کو کچھ نہیں کھایا وہ گھر گیا روٹی کا ٹکڑا اور دودھ لے آیا پھر پانی لینے گیا تو گائے کو گھر کے اندر پایا اپنے پڑوسیوں کے پاس جا کر کہنے لگا گائے تو گھر کے اندر ہی تھی میرا تلاش میں نکلنا صرف اس لئے تھا کہ اس مسجد والے بھوکے نوجوان کو روٹی مل سکے (لہٰذا گائے نظر نہ آئی) پھر اس نے مجھے گھر چلنے کی رغبت دلائی مگر میں نے انکار کر دیا۔

قتل نہیں سو کوڑے

ایک رات آپ طلباء کے ہاں فروکش ہوئے وہ بلند آواز سے باہم مذاکرہ کرنے لگ گئے اچانک کوتوالوں نے ہوٹل کا دروازہ کھٹکھٹایا، محافظ نے دروازہ کھولا تو کوتوال بولے تمہیں معلوم نہیں جو رات کو یوں نعرہ بازی کرتے ہیں وہ قتل کر دیئے جاتے ہیں پھر دو سپاہی ہوٹل کے دروازے پر نگران چھوڑے کہ صبح ہو تو ان سب کو محل میں لے آؤ محافظ نے واپس آ کر سب کو بات بتائی سب پر خوف طاری ہوا اور ہلاکت کا یقین ہو گیا مگر حضرت ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کو پروا تک نہ تھی وہ ہنس رہے تھے سحری کے وقت تھوڑی دیر کے لئے خلوت میں چلے گئے اور پھر سب طلبہ سے کہا کوئی خوف و ڈر نہیں ہے میں نے اللہ کریم سے تمہیں بطور ہبہ لے لیا ہے اور یہ دونوں کوتوال جو سامنے بیٹھے ہیں کل صبح ان شاء اللہ قتل ہو جائیں گے طلباء نے کہا آپ کے ہاں جزا تو افعال کے خیر و شر پر دی جاتی ہے ان دونوں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی جس کی بنا پر قتل ہو جائیں بلکہ ان کی سزا تو صرف اتنی ہونی چاہئے کہ جیسا انہوں نے ہمیں خوفزدہ کیا ہے انہیں بھی خوفزدہ کیا جائے حضرت نے فرمایا علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں لہٰذا تمہیں خوفزدہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے جس کا بدلہ قتل ہے طلباء حضرت سے بار بار درخواست کرتے رہے آپ نے فرمایا چلو پھر ان کی سزا یہ ہوگی کہ انہیں سو سو کوڑے مارے جائیں پھر صاحب وقت عبداللہ خراز جامع اعظم کے پاس سے گزرے تو وہاں ایک کھلا تابوت پایا اور قریب وہی دو کوتوال تھے اب بات واضح تھی کہ اسے انہوں نے ہی کھولا ہے دونوں کو محل کے گراؤنڈ میں لے گئے ابھی طلوع فجر بھی نہ ہوئی تھی کہ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے طلباء سے کہا ذرا اب دونوں کو کوڑے پڑتے دیکھو وہ تمہیں قتل کرنا چاہتے تھے سب طلباء چل پڑے وہ اس وقت تک وہاں موجود رہے جب تک ان دونوں کو سو سو کوڑے نہ لگ گئے۔

ولایت کی عظمت

ابو القاسم کاتب نے ابو بکر بن منظور سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ مراکش کا ایک سردار مر گیا اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی

کہ مختلف انداز کے ہزار دینار حضرت ابو العباس سبتی کو دے دینا یہ لوگ ارطالہ کے رہنے والے تھے وہ رقم لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا "میرے والد ماجد فوت ہو گئے ہیں اور مجھے وصیت کر گئے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں یہ ہزار دینار پیش کروں اور آپ انہیں اپنی مرضی سے خرچ کریں" آپ نے یہ سن کر فرمایا میں نے یہ قبول کر لئے اور پھر تیرے حوالے کر دیئے، اس نے عرض کیا! حضور والا! میرے لئے کیا حکم ہے میں اب انہیں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا بس لے لیجئے، وہ کہتا ہے میں وہاں سے چل پڑا مگر ان کی بات سے میرا گمان ان کے حق میں اچھا نہ رہا، میں نے کہا ان دیناروں کو میں حسب عادت خرچ کروں گا اور خوب لذت اندوز ہوں گا، میں انہیں اسی طرح استعمال کروں گا جس طرح باقی دینار استعمال کیا کرتا ہوں میں نے انہیں تھیلی میں ڈال لیا اور بدکاری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، کیا دیکھتا ہوں ایک خاتون سواری پر سوار ہے اور غلام اسے چلا رہا ہے میں نے غلام کو اشارے سے بات سمجھائی اس نے مجھے اثبات میں جواب دیا وہ میرے پیچھے پیچھے میرے باغ میں آ گئے خاتون سواری سے اتری اور میں اسے باغ کے اندر ایک قبے میں لے گیا غلام سواری لے کر ایک گوشے میں چلا گیا اور مجھے کہا دروازہ بند کر لیں میں دروازہ بند کر کے قبے کی طرف آیا تو عورت کو بہت زیادہ روتے ہوئے پایا وہ دیر تک اسی طرح روتی رہی اس کے رونے نے مجھے بھی رلا دیا، میں نے پوچھا آخر بات کیا ہے؟ وہ کہنے لگی جس کام کے لئے مجھے بلایا ہے وہ کرو اور ان باتوں کو چھوڑو، مگر اس کا رونا بڑھتا ہی گیا، میں نے کہا وہ بات جس کے لئے میں نے تمہیں بلایا ہے وہ روتے چیختے تو نہیں ہوتی اس کے لئے تو پیار اور انس، انشراح صدر اور زوال انقباض ضروری ہے پھر یہ شرمندگی بھی زائل ہونی چاہئے۔ وہ کہنے لگی ہم رونا چھوڑتے ہیں اور انس کرتے ہیں تا کہ آپ کی غرض پوری ہو سکے، میں نے کہا جب تک آپ رونے کا سبب نہیں بتائیں گی میں ایسا نہیں کروں گا میں نے بہت اصرار کیا تو وہ بولی کیا آپ بادشاہ کے دربان کو جانتے ہیں جسے شاہ نے قید میں ڈال دیا ہے؟ میں نے جواب دیا جانتا ہوں، بولی میں اس کی بیٹی ہوں اور میرے بغیر اس کا اور کوئی نہیں ہے بادشاہ نے اسے جیل میں ڈال دیا ہے اور سارا مال ضبط کر لیا ہے جو گھر میں بچا تھا وہ میں بیچ کر باپ پر خرچ کرتی رہی جب کوئی چیز باقی نہ رہی اور سب حیلے ختم ہو گئے تو میں نے اپنی جان پر جبر کیا اور اس مقام پر آ کھڑی ہوئی جس پر آپ مجھے دیکھ رہے ہیں مگر میں کنواری ہوں آج تک کسی نے میرا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اب میں نے ہزار دینار اس کی طرف پھینک دیئے اور اسے کہا اللہ کی قسم! میں اس طرح کبھی آپ کے قریب نہیں آؤں گا۔ یہ دینار اپنے باپ پر خرچ کرو جب ختم ہو جائیں تو اپنے غلام کو میرے پاس بھیج دینا میں اسے اپنے گھر کا پتہ بتا دوں گا، خود اپنے گھر میں رہو اپنی عزت کی حفاظت کرو اگر ایسا نہ کیا تو میں تمہیں رسوا کر دوں گا، آپ دیکھیں گی کہ میں اپنی جائیداد بیچ کر آپ کے والد پر خرچ کرتا رہوں گا یا تو میں مر جاؤں گا یا میری ساری جائیداد تباہ ہو جائے گی، یہ باتیں کر کے میں باہر نکلا کہ غلام کو تلاش کروں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت لڑکی کی تلاش کرتی پھر رہی ہے وہ کہہ رہے تھے بادشاہ اس کے باپ سے راضی ہو گیا ہے اور اس کی جائیداد و املاک اسے واپس کر دی ہیں اور دس ہزار دینار بھی دیئے ہیں وہ لڑکی کو تلاش کر رہا ہے مگر وہ اسے مل نہیں رہی ہے اب جو غلام لڑکی کے ساتھ تھا مشکوک ہو رہا تھا اس کا خیال تھا کہ معاملہ تو میرے اور لڑکی کے درمیان طے ہو گیا ہے اور وہ خواہ مخواہ مارا جائے گا، میں نے جلدی سے

اسے کہا تجھ پر کوئی زد نہیں آئے گی تو لڑکی کے متعلق بے خبر بن جا تا کہ یہ لوگ واپس چلے جائیں میں فوراً لڑکی کے پاس آیا اسے کہا بادشاہ آپ کے والد سے راضی ہو گیا ہے اور مال و منال واپس کر کے انعام بھی دے دیا ہے اب آپ اپنے گھر چلی جائیں وہ سواری پر سوار ہو کر اپنے والد کے پاس پہنچ گئی، باپ نے پوچھا تم کہاں تھیں گھر سے کس نے تمہیں نکالا اور کیا افتاد گھر پر پڑی؟ وہ کہنے لگی گھر میں جو لوگ ہیں انہیں باہر نکال دیجئے اس نے سب کو الگ کر دیا اب لڑکی نے نوجوان کے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ سنا کر ہزار دینار اس کی طرف پھینک دیئے اور کہا یہ ہے وہ رقم جو اس نے آپ پر خرچ کرنے کے لئے مجھے دی، اس کا باپ بولا اللہ کی قسم یہی تو کبریت احمر (سرخ رنگ کا سونا، یا سرخ یاقوت) ہے اللہ کی قسم! اگر تمہارا باپ، ہمسرو محافظ ہوتا تو اس کے ساتھ تمہاری شادی کرنے سے نفرت نہ کرتا۔ اب غلام کو اس نے نوجوان کی طرف بھیجا۔ غلام نے جا کر کہا میرے آقا آپ کو طلب فرما رہے ہیں کہتے ہیں مجھے خوف ہوا کہ کہیں بات وہاں غلط انداز سے نہ ہو گئی ہو، میں پھر چل پڑا کیونکہ مجھے اپنی برأت اور پاکیزگی کا یقین تھا، میں اس کے پاس پہنچا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا مجھے گلے لگا لیا وہ میرے مقام کو پہچان چکا تھا کہنے لگا اب جب کہ آپ اعیان الناس (اعلیٰ لوگ، سردار) میں شامل ہیں آپ کی وجہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں پھر کہا قسم بخدا اگر اس کا باپ معتبر لوگوں کو بلا کر شہادت دے کہ اس نے اپنی بیٹی کی اس فلاں نوجوان سے شادی کر دی ہے اور اسے نقد انعام کا نصف حصہ بھی ادا کر دیا ہے جو بادشاہ نے عطا کیا ہے اور نصف آخر اسے بعد میں دوں گا اتنے اتنے حلے دوں گا اتنے اور اتنے کپڑے دوں گا اس نے اپنی بہت سی املاک کا اسی طرح ذکر کر کے بچی کو ہبہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ حضرت شیخ سبتی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے سے اس کے ایک ہزار دینار میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور مجھے بادشاہ کے حاجب کی بیٹی مل گئی۔ حضرت سبتی کی ولادت ۵۲۴ھ میں سبتہ کے مقام پر ہوئی اور آپ کا وصال ۶۰۱ھ میں مراکش میں ہوا، مراکش کے باہر دفن ہوئے آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔ (نفح الطیب)

حضرت احمد بن مسعود بن شداد مقری موصلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم، عابد اور زاہد تھے امام ابن عربی رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور ان کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے موصل میں ۶۰۱ھ میں مجھے یہ واقعہ خود سنایا کہ میں نے حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی اور آپ سے پوچھا حضور! شطرنج کا کیا حکم ہے؟ ارشاد ہوا حلال ہے (خواب دیکھنے والے حنفی تھے) میں نے عرض کیا نرد(1) (ایک کھیل) کا کیا حکم ہے؟ فرمایا حرام ہے میں نے عرض کیا غنا (قوالی وغیرہ کے اشعار گانے کے طور پر پڑھنا) فرمایا حلال ہے میں نے عرض کیا شبابہ(2) ساز کی ایک قسم ہے) کا کیا حکم ہے؟ ارشاد ہوا حرام ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلوات اللہ علیک میرے لئے دعا فرمائیں کیونکہ مجھے کچھ ضرورت لاحق ہے سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اللہ کریم تجھے ایک ہزار دینار عطا فرمائے اور ہر دینار چار درہموں کا ہو، میں جاگ گیا مجھے ملک ناصر صلاح الدین بن یوسف بن ایوب نے کسی کام کے لئے

1۔ ایک ایرانی بادشاہ کی ایجاد تھی عموماً اسے لعب الطاولہ کہتے ہیں۔ المسجد

2۔ مرنا رده ہے جسے پنجابی میں توتنی کہتے ہیں۔

بلایا جب میں واپس ہونے لگا تو مجھے چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا اگلی رات سفر سے پہلے وہ چار ہزار درہم جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا میں متعین فرمائے تھے وہ پورے کے پورے پاس تھے۔ (مناوی)

حضرت احمد بن عمران عیاشی یمانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شرجی نے آپ کے صاحبزے ابو مدین شعیب کے تعارف و ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ کچھ سبق پڑھنے والے لوگ آئے ایک مسئلہ کے متعلق پوچھا آپ نے جواب دیا وہ شخص جواب کو قبول کرنے میں متردد ہوا۔ حضرت نے اپنے لڑکے کو حکم دیا فلاں کتاب مجھے دو اس نے کتاب دی آپ نے فرمایا فلاں جگہ سے مسئلہ تلاش کرو لڑکا اچھی طرح تلاش نہ کر سکا۔ حضرت نے خود کتاب کھولی تو نابینا ہونے کے باوجود وہی مقام کھولا جو مطلوب تھا اور سائل کو اس کا صحیح جواب عطا فرمایا۔ آپ کظر گاؤں میں مقیم تھے جو ریمہ کی طرف حصین شریف کے علاقہ میں تھا آپ ۶۰۵ھ تک زندہ تھے۔

حضرت ابو العباس احمد بن علی بونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے مشائخ میں شامل، صاحب انوار و اسرار ہیں آپ سے مرسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم لوگ فیضیاب ہوئے ہیں، آپ کی کرامت تو یہ ہے کہ آپ کی دعائیں شرف قبولیت پاتی تھیں۔

سات اسمائے خلوت اور دیگر عملیات

اور آپ کے فوائد میں یہ بات بھی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کو خواب میں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمائے خلوت دریافت کئے تو آپ نے ارشاد فرمایا وہ سات اسماء ہیں: یا اللهُ، یا حیُّ، یا قیُّومُ، یا ذَا الجَلالِ وَالِاکْرَام، یَانِهَایَۃَ النِّهَایَاتِ، یَانُورَ الاَنْوَار، یا رُوْحَ الْاَرْوَاحِ۔ آپ کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ جب خلوت میں شہوانی وساوس آئیں تو وضو کر کے بہت زیادہ اچھی طرح یَاهَادِی کا ذکر کرو، اگر زیادہ فکر ہو تو وضو کے بعد یَالَطِیْفُ کا ورد کیا جائے خواہش طعام ہو تو بعد وضو یا قَوِیُّ پڑھیں، مزید کہتے ہیں اگر تنگ دستی ہو تو باوضو یَا فَتَّاحُ کا ورد کیا جائے اگر نفسانی وساوس اور شیطانی خیالات کی بھرمار ہو تو یَا ذَالْقُوَّۃِ کی کثرت کی جائے، اگر کوئی معاملہ درپیش ہو اور اس سے غم واندوہ آ جائے تو یَا بَاسِطُ کا ورد رکھا جائے دونوں جہانوں کے معاملات میں سے کوئی مسئلہ درپیش ہو تو یہ اسماء معلیٰ پڑھے جائیں: یَا قَوِیُّ، یَا عَزِیْزُ، یَا عَلِیْمُ، یا قَدِیْرُ، یَا سَمِیْعُ، یَا بَصِیْرُ بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۶۲۲ھ میں ہوا۔

نوٹ: حضرت امام بونی رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم شخصیت تھے آپ نے شمس المعارف نامی کتاب چار جلدوں میں تحریر فرمائی اس میں باطنی علوم، خواص اسماء، عملیات، تعویذات، علوم خفیہ سب پر بحث فرمائی مگر مباحث کو یوں بیان فرمایا کہ نااہل کی سمجھ میں کچھ نہ آئے مثلاً ایک عمل درج فرما دیا مگر اس کی شرائط کسی اور مقام پر لکھ دیں سمجھنے والے سمجھ گئے مگر ناسمجھ آپ کی بات تک نہ پہنچ سکے۔ اس کتاب کا ترجمہ اردو میں ہو گیا ہے مگر مترجم کے سامنے بھی وہی مجبوری رہی، پھر طرفہ یہ تھا شاید کہ عربی عبارت میں نقوش کے ہندسے خلط ملط ہو گئے اور رہی سہی کسر اردو ترجمے نے پوری کر دی، راقم الحروف نے کئی نام نہاد عاملوں کو یہ کتاب

اٹھائے پھرتے دیکھا ہے کہ وہ اس کی مشکلات کا حل چاہتے تھے کئی ایک اصل عربی کتاب میرے پاس لے آئے کہ فلاں اور فلاں مقام کا ترجمہ کر کے ہمیں بات سمجھا دیں، مگر یہ سب کچھ اپنی اغراض فاسدہ اور مقاصد باطلہ کے لئے کرنا چاہتے تھے لہٰذا فقیر نے بھی اسی طرح پردہ ڈال دیا جس طرح امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالا تھا۔ بہر حال اہل دل اور محققین کے لئے آپ کی کتاب خاصے کی چیز ہے کیونکہ سب علوم مخفیہ پر سیر حاصل بحث اس میں موجود ہے۔ (مترجم)

حضرت ابو العباس احمد ناجنی مصری رحمۃ اللہ علیہ

شان استغنا

آپ صالح تھے۔ روزانہ ایک گٹھری لکڑیاں کاٹ کر لاتے بیچتے اور روپے فقیروں پر خرچ کر ڈالتے۔

سونا بن جا

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص نے آپ کے سامنے ایک تھیلی ڈالی جس میں نفقہ (خرچ) تھا اور کہا حضور! یہ تھیلی اپنے قدموں کے نیچے سے اٹھالیں آپ نے فرمایا بخدا! میرے بیٹے! مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں اسے اپنے ہاتھ سے ہرگز نہیں پکڑوں گا اللہ کریم نے اپنے بندوں کو دنیا سے بچا رکھا ہے اور مجھے اس گٹھے کی وجہ سے بچا رکھا ہے جو میرے سر پر ہے اللہ کریم کے ایسے بندے موجود ہیں جو اس گٹھے کو کہہ دیں کہ سونا بن جا تو وہ سونا بن جائے گا۔ آپ نے جونہی یہ الفاظ کہے سر پر رکھا ہوا لکڑیوں کا گٹھا سونا بن گیا۔ آپ نے فرمایا میں صرف مثال پیش کر رہا تھا تو سونا نہ بن لکڑیاں ہی رہ گٹھا پھر لکڑیوں کی اصلیت میں آ گیا آپ کا وصال مصر میں ہوا اور ابو الفضل کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

حضرت احمد بن محمد بن احمد صعبی طوسی المعروف شکیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عابد، زاہد، مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات تھے ہر جمعہ کی رات آپ کی قبر سے آپ کے قرآن پڑھنے کی آواز آتی، آپ کا وصال ۶۵۴ھ میں ہوا آپ کو زبدہ گاؤں میں دفن کیا گیا آپ کی قبر کی زیارت ہوتی ہے اور لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ (شرجی، زبیدی)

حضرت ابو العباس احمد بن علوان صوفی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ ولی شہیر اور عارف کبیر ہیں۔ آپ کے والد کاتب اور بادشاہوں کے خدمتگار تھے آپ نے بھی اپنے والد کے انداز پر کتابت ہی شروع فرمائی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ

نحو، لغت اور ادب کی تعلیم حاصل کر کے بادشاہ کے دروازے پر حاضری دی تا کہ اپنے والد کی جگہ سنبھال سکیں ابھی راستے میں ہی تھے کہ ان کے کندھے پر ایک سبز رنگ کا پرندہ آ کر بیٹھا اور اپنی چونچ آپ کے منہ تک پھیلا دی حضرت نے

اپنا منہ کھولا تو پرندے نے کوئی چیز آپ کے منہ میں ڈال دی آپ نے اسے نگل لیا اور فوراً واپس آ کر اسی وقت سے خلوت نشین ہو گئے چالیس دن معتکف رہے پھر نکل کر ایک بڑی چٹان پر بیٹھ کر اللہ کریم کا ذکر فرمانے لگ گئے چٹان پھٹ گئی ایک ہاتھ نکلا آپ نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا اس ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیجئے آپ نے پوچھا یہ ہاتھ کس کا ہے؟ آپ کو بتایا کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے آپ نے مصافحہ کیا تو قائل کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے تجھے شیخ کا نقیب بنا دیا ہے اسی بات کی طرف اپنے کلام میں اشارہ فرماتے ہوئے اپنے مریدوں کو فرمایا تمہارے مرشد تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد بے شمار مخلوق آپ کے پیچھے چل پڑی کرامات کا ظہور ہوا اور مکاشفات متواتر ہونے لگے۔

پھر اپنا ہی مال واپس مل گیا

آپ کی خدمت میں ایک گروہ زیارت کے لئے آیا ان میں سے ہر آدمی کے پاس بطور نذر کچھ مال تھا۔ آپ کے پاس پہنچنے کے بعد وہ مال آپ کے نقیب (نمائندہ) کو دیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ سے دعا طلب کی جب اپنے شہر پہنچے اور اپنے گھروں میں سو گئے تو صبح جو بھی جاگا اس نے اپنے پاس وہ مال موجود پایا جو حضرت کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ آپ کا وصال ماہ رجب ۶۶۵ھ میں ہوا اور اپنے گاؤں یفرس میں دفن ہوئے یہ تعز شہر سے ایک دن کی مسافت پر ہے آپ کی قبر سے لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں قبر ظاہر ہے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ (شرجی)

آگے حضرت احمد بن علوان یمنی کا ذکر آ رہا ہے مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کی اولاد سے ہیں یا ویسے ہی اتفاقاً ان دونوں کے نام اور دونوں کے باپوں کے نام باہم مل گئے ہیں اندازاً آپ کا وصال ۸۰۰ھ میں ہوا ہے۔

حضرت ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد مستعجل رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

اکابر رجال، اعیان اولیاء اور سادات اصفیاء میں سے ایک ہیں۔ بقول سراج رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے افسر نے آپ سے اوقاف وغیرہ کا خراج طلب کیا جیسا کہ حکومتیں کرتی ہیں آپ نے فرمایا کیا فقیروں سے بھی یہ خراج طلب کیا جاتا ہے؟ اس افسر نے کہا جی ہاں۔

مال کی تھیلی سانپ بن گئی

حضرت نے ایک فقیر کو مال سے بھر کر تھیلی دی اور حاکم کے پاس بھیج دیا رقم طلب کرنے والے حاکم کے پاس پہنچ کر اس نے باریابی کی اجازت چاہی اس نے اجازت دے دی حالانکہ وہ کسی عظیم معاملے کے بغیر کسی کو اجازت نہیں دیا کرتا تھا، جب درویش نے تھیلی اس کے سامنے رکھی تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا اور درباریوں کی طرف بڑھا وہ بھاگ بھاگ کر دروازے بند کرنے لگ گئے چلا رہے تھے اپنا مال لے جایئے جب مسئلہ کا حق ادا ہو گیا تو فقیر نے اشارہ کیا سانپ پھر تھیلی بن گیا جیسا کہ پہلے تھیلی تھی اب حاکم بند کمرے سے باہر آیا اور معذرت پیش کی درگزر کا سوال کیا اور معافی کی درخواست کی لیکن اللہ کریم نے حضرت کی بے ادبی کی وجہ سے اسے تباہ فرما دیا۔

ایک ٹیکس وصول کرنے والا آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا آپ کے ذمہ میرا بہت سا ٹیکس ہے اور حکومت کے لئے مجھ پر آپ کے ٹیکس کی بہت سی ضمانت جمع ہو چکی ہے، آپ نے فرمایا کیا تم فقیروں سے بھی ٹیکس لیتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا چپ رہ تیرا نچلا حصہ تو گر رہا ہے۔ یہ الفاظ تھے یا اس کے ہم معنی الفاظ تھے۔ ابھی حضرت کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ٹیکس لینے والے کی انتڑیاں نیچے نکل گئیں۔

پھر آنکھ نکل کر گر گئی

علامہ سراج ہی بیان کرتے ہیں کہ فقیروں کی طرف سے ایک شخص ام عبیدہ کے راستے پر متعین تھا سمندری راستے جو تاجر آتے اور فقراء کے لئے نذریں ساتھ لاتے وہ وصول کیا کرتا تھا یہ تاجر غرقابی اور لوٹ مار سے بچنے کے لئے نذریں مانا کرتے تھے وہ شخص لالچ میں آ گیا اور نذریں خورد برد کرنے لگا حضرت مستعجل کے سامنے ایک شکایت ہوئی آپ نے اسے طلب فرما کر کہا یا تو فقیروں کا مال انہیں ادا کرو نہیں تو اللہ کریم تمہاری آنکھ کو نکال باہر کرے گا آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ایک انگلی جلدی سے بند کی وہ آنکھ فوراً باہر نکل کر گر گئی جو کھلی انگلی کے مقابلے میں تھی۔

ایک دولت مند شخص آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا اور عرض کرنے لگا مجھے جنون عطا فرمائیں اس نے آپ کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دیئے، حضرت نے ہوا سے چند اوک بھر کر فرمایا لیجئے اتنے رطل (ایک وزن) جنون کے ہم نے تمہیں دے دیئے۔ وہ اسی وقت جنونی کیفیت میں مبتلا ہو گیا۔ دنیا اور اہل وعیال کو چھوڑ کر دریا کی طرف نکل گیا اور گردن تک پانی میں سال یا اس سے زائد عرصہ کھڑا رہا اس کے پڑوسی اور دوست حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجاء کی کہ اسے پہلے حال پر لوٹا دیں اور دنیوی عقل اسے عطا فرمائیں آپ نے اسے طلب کرنے کا فرمان لکھا جب وہ آیا تو آپ نے اسے پڑوسیوں اور دوستوں کی بات بتائی۔ وہ کہنے لگا حضرت! خدا کا واسطہ دیتا ہوں ایسا نہ کریں بلکہ مجھے اتنے رطل اور جنون عطا فرمائیں، آپ نے مزید جنون اسے عطا فرمایا وہ واپس جہاں سے آیا تھا چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔

نوٹ: اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی جنون طلب فرمایا تھا انہوں نے سارے علوم پڑھے خرد کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھائیں مگر دل کی دنیا آباد نہ ہو سکی اب یوں درخواست کی: ؎

عطا اسلاف کا جذب دروں کر   شریک زمرۂ لا یحزنون کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں   میرے مولا مجھے صاحب جنون کر

اور یہی وہ جنون ذوفنون ہے وہ مقام محبت اور دیار عشق ہے جس کا طالب ہر بندۂ خدا رہا ہے۔ (مترجم)

حضرت مستعجل ام عبیدہ یعنی غوث احمد رفائی رضی اللہ عنہ کے شہر میں پلے بڑھے وہیں ۶۷۱ھ میں وفات پائی اور اپنے دادا کے روضے میں والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت ابو العباس ملثم رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے جلیل القدر مشائخ میں شامل ہیں اور وہاں کے عارفوں کے آقا ہیں، ہر طرف سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے پلٹ پڑے تھے آپ کے والد مشرق میں بادشاہ تھے مصر والے اپنے اہل خانہ کو آپ کے زاویہ اور خلوت کدے میں جانے سے نہیں روکتے تھے ایک فقیہ نے اس بات پر گرفت کی آپ نے فرمایا فقیہ صاحب! اپنی جان کا بھی خیال کریں آپ کی عمر کے صرف سات دن رہ گئے ہیں پھر آپ مرجائیں گے پھر ایسا ہی ہوا۔

ایک قاضی نے بھی ایک دفعہ آپ کی مخالفت کی اور آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا وہ محضر نامہ قاضی نے صندوق میں رکھا تا کہ ذرا دن چڑھے تو شرعی حکم کے لئے آپ کو طلب کرے صبح تو ہوگئی مگر وہ محضر نامہ نہ ملا، حالانکہ صندوق کی کنجی اس کے پاس تھی، حضرت نے وہ محضر نامہ نکال لیا اور فرمایا جو ذات تیرے صندوق سے ایسے محضر نامے نکالنے پر قادر ہے وہ تیرے دل سے ایمان بھی نکال سکتی ہے قاضی نے توبہ کی، ڈر گیا اور اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ آپ کو مستقبل کے عجیب وغریب مکاشفات حاصل تھے۔ جس بات کی آپ خبر دیتے وہ اسی طرح پوری ہوتی جس طرح آپ بتاتے۔ فرماتے تھے میں اپنے اختیار سے نہیں بولتا ہوں، ۶۰۰ ھ کی حدود میں آپ کا وصال ہوا، مصر محروسہ میں حسینیہ کے مقام پر دفن ہوئے مزار ایک مسجد میں زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔

عظمت کب ملتی ہے

فرمایا کرتے تھے، قطب مقام قطبیت پر، اوتاد مقام اوتادیت پر، اور اولیاء مقام ولایت پر صرف اور صرف حضور امام المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم، آپ کی معرفت، آپ کی شریعت کی عظمت اور آپ کے آداب پر عمل کر کے ہی پہنچتے ہیں۔ (شعرانی)

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کا نام احمد بن محمد شیخ صالح ابو العباس ملثم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ صاحب مقامات وکرامات تھے آپ سے عجائب وغرائب قسم کی روایات ہیں، شہر قوص میں مقیم تھے، بہت عمر رسیدہ تھے کئی لوگوں نے تو آپ کی لمبی عمر بتانے میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ آپ کو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا ایک فرد کہا کچھ دوسرے بولے آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔

حج ہر سال کس طرح

آپ سے سوال ہوا کہ آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ قوم یونس (علیہ السلام) سے ہیں اور آپ نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں کیا یہ سچ ہے؟ تو آپ نے فرمایا میں قوم یونس (علیہ السلام) سے نہیں ہوں میں حسینی سید ہوں، لیکن حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے وصال کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا میں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ آپ اپنی جگہ پر ہی ہر سال حج کرتے (گھر بھی ہوتے اور حج بھی کر آتے)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی عمر بہت لمبی تھی کیونکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ دوسری صدی ۱۵۰ ھ میں پیدا ہوئے اور تیسری صدی کے

پہلے ربع میں فوت ہوئے اور یہ حضرت ۶۷۲ ھ میں فوت ہوئے اس طرح ان کی عمر پانچ سو سال سے زائد بنتی ہے۔ (مترجم)

الوحید کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک جمعہ کو آپ کے پاس تھے اٹھے اور وضو کیا تو حضرت نے فرمایا مبارک! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا جامع مسجد جانے کا پروگرام ہے آپ نے فرمایا مجھے اپنی زندگی کی قسم! جمعہ کی نماز تو پڑھی جا چکی وہ نکلے تو سچ مچ لوگ نماز پڑھ چکے تھے اور ان کا جمعہ رہ گیا تھا۔ وہ کہتے ہیں حضور کا یہ فرمانا کہ جمعہ پڑھا جا چکا ہے بطور صفت بدلیت تھا کیونکہ ابدال ایک جگہ ہوتے ہیں اور ان کی شبیہ دوسری جگہ ہوتی ہے کبھی کشف صوری سے بھی یہ بات ہو جاتی ہے کہ دیواریں سامنے سے اٹھ جاتی ہیں اور صرف راستہ ہی باقی رہ جاتا ہے پھر وہ شخص جس طرح چاہے نماز پڑھتا ہے اور یہ راستے اور وادیاں اس کے لیے حجاب نہیں بنتیں۔

میرے اختیار میں نہیں

کسی آدمی نے انہیں عرض کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ فلاں آدمی فلاں دن مرجائے گا اور جہاز ڈوب جائے گا، اور اس قسم کے اور واقعات بھی ذکر کرتے ہیں اور پھر ایسا ہی ہوتا ہے اور اللہ کریم کے نبی نہ ایسی باتیں کرتے تھے اور نہ ہی ایسی باتیں ظاہر فرماتے تھے وہ تو صرف وہی احکام پہنچاتے تھے جن کا انہیں حکم دیا جاتا تھا۔ نبی کمال وقوت میں بہت آگے ہوتے ہیں اولیاء کا نور تو نور نبوت کا صرف ایک چھینٹا ہے پھر فرمایئے آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟ یہ سن کر آپ اپنی پشت کے بل لیٹ گئے اور فرمانے لگے مجھے اپنی زندگی کی قسم! یہ میرے اختیار کی بات نہیں، ہنسنے بھی لگ گئے۔

آپ کے یہ شاگرد ''الوحید فی علم التوحید'' کے مصنف عبدالغافر بن نوح قوصی آپ کی محفل کے اخص الخواص تھے فرماتے ہیں کہ آپ جسے نہ پہچانتے اور نہ کبھی ملے ہوتے اس کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام لے کر پکارتے اور کبھی غلطی نہ فرماتے۔

ایک آدمی نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ وہ حج کے لئے جانا چاہتا ہے آپ نے فرمایا تمہارا قافلہ پکڑا جائے گا اور جہاز غرق ہوگا پھر ایسا ہی ہوا۔ مصنف الوحید نے اپنی کتاب میں آپ کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کی وفات ۷۸۲ ھ میں ہوئی اور قوص میں اپنی سرائے میں دفن ہوئے محل وفات اور تاریخ وفات طبقات شعرانی میں درج ہے وہاں سے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اور شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو الگ الگ آدمیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام ایک تھا اور وہ قوص تو علاقہ صعید کے ایک کنارے پر واقع ہے اور حسینیہ مصر محروسہ میں ہے اس میں تو شعرانی اور مناوی میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ مصری ہیں۔ واللہ اعلم

سیدی حضرت احمد بدری رحمۃ اللہ علیہ

آپ غوث کبیر اور قطب شہیر ہیں، آپ ان ارکان ولایت میں شامل ہیں جن پر ساری امت کو اعتقاد ہے اور جن سے ساری امت محبت کا دم بھرتی ہے۔

قبر سے تحریری معافی لکھ دی

ابن لبان نے آپ کے خلاف زبان کھولی تو اس سے قرآن، علم اور ایمان سلب ہو گئے وہ اولیاء سے استغاثہ کرتا رہا لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ حضرت بدوی کے معاملے میں مداخلت کرتا، سب اولیاء نے اسے بتایا کہ وہ یاقوت العرش کی خدمت میں یہ مسئلہ لے کر جائے (وہ آپ کی خدمت میں آیا) تو آپ حضرت سیدی احمد کی خدمت میں (وفات کے بعد) حاضر ہوئے اور قبر سے ہی آپ نے ان سے بات فرمائی حضرت یاقوت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا آپ تو جوانوں (باہمت اولیاء) کے باپ ہیں اس مسکین سے جو چھین لیا ہے تحریراً اسے واپس عطا فرما دیں آپ نے فرمایا شرط یہ ہے کہ یہ توبہ کرے اس نے توبہ کی تو آپ نے معافی کی تحریر دی اسی وجہ سے پھر ابن لبان آپ کا بہت معتقد ہوا (چونکہ انہوں نے معافی دلائی تھی) حضرت یاقوت نے پھر ابن لبان کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اور قرافہ میں اسی خاتون کے قدموں میں وہ مدفون ہوا۔

شیخ تقی الدین بن دقیق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالعزیز درینی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت احمد بدوی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ مخلوق ان کے پیچھے پڑی ہوئی ہے ان کا جا کر ان مسائل (حضرت نے وہ مسائل بتائے) میں امتحان لو اگر وہ جواب دے دیں تو یقیناً وہ ولی اللہ ہیں۔ حضرت درینی تشریف لے گئے اور مسائل پوچھے آپ نے بہت اچھے جوابات عطا فرمائے اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ جوابات مشہور کتاب ''الشجر ۃ'' میں لکھے ہوئے ہیں ان حضرات کو آپ کے ارشاد کے مطابق اس کتاب سے جوابات مل گئے، حضرت سیدی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جب سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ جواب دیتے وہ سمندر ہیں جس کی گہرائی کا علم نہیں۔

جی! یہ ہمارے حوالے ہے

امام شعرانی کہتے ہیں، آپ کی خبریں مثلاً فرنگستان سے قیدیوں کو لے آنا، راستے کے ڈاکوؤں کے مقابلے میں لوگوں کی مدد کرنا اور مدد چاہنے والوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان آپ کے حائل ہو جانے کے اتنے واقعات ہیں جو کئی دفاتر میں بھی سما نہیں سکتے۔ امام شعرانی کہتے ہیں کہ میرے شیخ حضرت محمد شناوری نے ان کے مزار کے پاس میری بیعت لی اور مجھے ان کے حوالے فرمایا تو آپ کا ہاتھ قبر سے نکلا اور میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جی ہاں میں نے اس کا ذمہ لے لیا ہے، میں نے آپ کو مصر میں خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا تم ہماری زیارت کو آؤ ہم تمہارے لئے ملوخیہ (ایک قسم کا نباتاتی ساگ) پکائیں گے۔ میں طندتا میں داخل ہوا تو جو آدمی بھی میری دعوت کرتا وہ ملوخیہ ہی مجھے کھلاتا، میں پھر ہمیشہ ان کے مولود (جائے پیدائش یوم ولادت) پر حاضر ہوتا رہا۔

یہ جو نہیں، گندم ہے

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو ایک آدمی کے پاس صرف جو تھے۔ طندتا کے امیر نے ایسا چارہ مانگا جسے اس کے گھوڑے رات کو کھا سکیں اسے کچھ نہ ملا اسے بتایا گیا کہ فلاں آدمی کے پاس ہیں جب اس سے گندم مانگنے گئے تو وہ کانپتا ہوا حضرت کی

خدمت میں آیا، آپ نے فرمایا شاہی کارندوں کو کہہ دو کہ یہ گندم ہے اس نے یہی کہا جب جو کھولے گئے تو سچ مچ گندم تھے آپ نے ایک آدمی کو فرمایا اس سال جتنی گندم اکٹھی کر سکتا ہے کر لے اور نیت یہ کر لے کہ فقیروں کے لئے وسعت پیدا کرنی ہے جلدی سخت مہنگائی ہونے والی ہے اس نے گندم اکٹھی کر لی اور پھر وہی ہوا جو آپ کا ارشاد تھا۔

ایک دھکے نے دنیا بدل دی

ایک دفعہ حضرت ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آئے اور فرمایا آپ نماز (با جماعت) نہیں پڑھتے اور یہ اولیاء اللہ کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا خاموش ورنہ میں تمہارا آٹا غبار آلود کر دوں گا (دقیق آٹے کو کہتے ہیں اور کہنے والے ابن دقیق تھے کتنا عمدہ استعارہ ہے۔ مترجم) پھر آپ نے انہیں دھکا دے دیا وہ ایک انتہائی وسیع جزیرے میں جا پڑے اب تو وہ شدید تنگ ہوئے ہلاکت سر پر تھی وہاں انہیں حضرت خضر علیہ السلام ملے انہوں نے فرمایا گھبرائیں نہیں حضرت بدوی رضی اللہ عنہ جیسے آدمیوں پر اعتراض نہیں کئے جاتے۔ اب اس سامنے والے قبہ (گنبد) میں چلے جاؤ۔ اس کے دروازے پر ٹھہر جاؤ وہ (حضرت بدوی) عصر کے وقت لوگوں کو نماز پڑھانے آئیں گے اور ان کے دامن سے چمٹ جانا شاید وہ معاف فرما دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا حضرت بدوی رضی اللہ عنہ نے پھر دھکا دیا تو وہ اپنے گھر کے دروازے پر تھے۔

نوٹ: نگاہ ظاہر سمجھ رہی تھی حضرت بدوی رضی اللہ عنہ نماز ہماری مسجد میں نہیں پڑھتے تو کہیں بھی نہیں پڑھتے یہ تارک جماعت ہیں یا تارک نماز ہیں اعتراض تو ہو گیا لیکن شان ولایت ملاحظہ ہو کہ ایک ایسے جزیرہ میں پھینک کر اپنی نماز با جماعت بھی دکھا دی اور سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت بھی ہو گئی جس کی طرف ان کا وہم و گمان نہیں جا رہا تھا۔ تبھی تو اقبال بولے: ؎

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

(مترجم)

شیخ خلیفہ انباری آپ کے مخالف ہوا اور جو آپ کے مولد (یوم ولادت) میں حاضر ہوتے تھے ان کی شان میں گستاخی کی تو وہ ایسے پھوڑے میں مبتلا ہوا جو اس کے منہ اور زبان تک پھیل گیا اور وہ مر گیا۔

ہاتھ بڑھا اور بچہ سینگ سے اتر گیا

حضرت نے خواب میں ہاتف کو یہ کہتے سنا کہ اے احمد! طندتا کی طرف چل کیونکہ تم نے وہاں ٹھہرنا ہے اور مردوں اور بڑے بڑے بہادروں کی تربیت کرنی ہے ان میں عبد العال، عبد الوہاب، عبد المجید، عبد المحسن اور عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم جیسے عظماء شامل ہیں یہ واقعہ ۶۳۴ھ کے رمضان میں پیش آیا آپ خواب دیکھنے کے بعد مصر تشریف لائے پھر طندتا کی طرف چلے اور جلدی جلدی شہر کے ایک شحیط نامی بزرگ کے گھر داخل ہو گئے اور مکان کی چھت پر چڑھ گئے پورا دن اور پوری رات آنکھوں کو آسمان کی طرف لگائے رکھا آپ کی آنکھوں کی سیاہی انگارے کی طرح سرخ چمکدار ہو گئی آپ چالیس چالیس دن بلکہ اس سے بھی زائد عرصہ کھائے پیئے اور سوئے بغیر اسی طرح رہتے۔ آپ پھر چھت سے اترے اور فیشا المنارہ کی طرف

چلے آپ کے پیچھے بچے چل پڑے جن میں عبدالعال اور عبدالمجید بھی تھے حضرت سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ متورم ہو گئی آپ نے حضرت عبدالعال رحمۃ اللہ علیہ سے انڈہ طلب فرمایا تاکہ اپنی آنکھ کے لئے استعمال کر سکیں انہوں نے عرض کیا کیا آپ مجھے یہ سبز کھجور کی چھڑی دے دیں گے جو آپ کے پاس ہے؟ آپ نے فرمایا لے لو، آپ نے چھڑی دے دی وہ اپنی ماں کے پاس جا کر کہنے لگے یہاں ایک بدوی ہیں ان کی آنکھ میں درد ہے مجھ سے انڈہ مانگا ہے اور مجھے یہ چھڑی دی ہے، ان کی والدہ نے کہا میرے پاس انڈہ وغیرہ کچھ بھی نہیں وہ واپس آئے اور حضرت احمد کو بتا دیا آپ نے فرمایا جاؤ اور صومعہ (گرجا) سے مجھے ایک انڈہ لا دو، حضرت عبدالعال گرجا گئے دیکھا تو وہ انڈوں سے بھرا پڑا ہے ایک انڈہ لیا اور آپ کی خدمت میں لے آئے، پھر حضرت عبدالعال رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیچھے اس وقت تک چلنے لگ گئے اور ان کی ماں انہیں حضرت احمد سے چھڑا نہ سکیں وہ کہا کرتیں، اے بدوی! تم تو ہمارے لئے بدبختی بن گئے ہو حضرت احمد فرماتے اگر وہ یوں کہیں کہ اے بدوی! تم ہمارے لئے سراپا خیر ہو تو ضرور سچی ہوتیں پھر آپ نے ان کو یہ پیغام بھیجا کہ ابوالعال تو اس دن سے میرا بیٹا (مرید) ہے جب بیل کے سینگ والا معاملہ ہوا تھا۔ حضرت ابوالعال کو ان کی والدہ نے بیل کے گھاس کھانے والی جگہ (کھرلی) میں جنم دیا تھا وہ لپٹے ہوئے تھے بیل نے گھاس کھانے کے لئے سر جھکایا تو اس کا سینگ آپ پر لپیٹے ہوئے کپڑے (پوتڑے) میں چلا گیا اور عبدالعال اس کے سینگ پر لٹک گئے بیل بپھر گیا کوئی بھی انہیں سینگ سے اتار نہ سکا۔ سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عراق سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہیں سینگ سے اتارا۔ آپ کے یاد کرانے سے عبدالعال کی ماں کو بات یاد آ گئی اور اس دن سے وہ بھی آپ کی معتقد ہو گئیں۔

کیا تصرفات ہیں

امام شعرانی فرماتے ہیں میں آپ کے مولد منعقدہ ۹۴۸ھ میں حاضر نہ ہو سکا ایک ولی وہاں موجود تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ سیدی احمد اس دن اپنی قبر سے پردہ ہٹاتے اور فرماتے عبدالوہاب (امام شعرانی) نے دیر کر دی نہیں آیا ہے۔

میں نے ایک سال پھر مولد پر نہ جانے کا پروگرام بنایا میں نے پھر حضرت احمد کو خواب میں دیکھا ان کے ہاتھ میں سبز کھجور کی چھڑی تھی اور ہر طرف سے وہ لوگوں کو بلا رہے ہیں لوگ ان کے پیچھے اور دائیں بائیں تھے اتنی مخلوق اور گروہ تھے کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا تھا مصر میں میرے پاس سے گزرے اور فرمایا کیا تم نہیں چلو گے؟ میں نے عرض کیا مجھے درد ہے فرمانے لگے عاشقوں اور محبت والوں کو درد نہیں روکا کرتا پھر آپ نے مجھے اولیاء کی عظیم جماعت دکھائی۔ اور لوگ تھے مردہ اور زندہ شیوخ ان میں شامل تھے وہ کفن پہنے ان کے ساتھ گھسٹتے جا رہے تھے تاکہ مولد شریف میں حاضری دیں پھر آپ نے مجھے قیدیوں کی ایک جماعت دکھائی جو یورپ سے بیڑیوں اور طوقوں میں اپنے چوتڑوں پر گھسٹتے آ رہے تھے آپ نے فرمایا دیکھو یہ لوگ اس حال میں ہیں مگر مولد کی محفل سے غیر حاضر نہیں ہیں اب میں نے حاضری کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ کو عرض کی ان شاء اللہ ہم بھی حاضر ہوں گے آپ نے فرمایا کہ آپ کے لئے تو عہد ضروری ہے میرے لئے دو سیاہ درندے بطور ضامن مقرر فرما دیئے جو ہاتھیوں کی طرح بڑے قد کاٹھ کے تھے، انہیں آپ نے حکم دیا انہیں لائے بغیر نہ چھوڑنا میں نے حضرت شیخ محمد

شاوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سارا واقعہ سنایا بولے سب اولیاء اپنے نمائندوں کے ذریعے لوگوں کو بلاتے ہیں اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ حاضری کے لئے خود لوگوں کو دعوت دیتے ہیں مزید فرمایا کہ میرے مرشد حضرت محمد سروی ایک سال حاضری سے قاصر رہے تھے تو حضرت احمد نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا تھا کہ ایسے مقام پر جہاں حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیائے عظام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عالی مقام کے ساتھ بنفس نفیس تشریف ارزانی فرماتے ہیں وہاں تم نہیں آتے؟ یہ سن کر حضرت محمد سروی مولد کے لئے چل پڑے دیکھا تو لوگ واپس آ رہے ہیں اور اجتماع ختم ہو چکا ہے آپ بطور تبرک ان کے کپڑوں پر ہاتھ پھیر کر اپنے منہ پر پھیرنے لگ گئے۔

کیا شان ولایت ہے

سیدی محمد شناوری ذکر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کے مولد میں حاضری دینے کا شدت سے انکار کیا تو اس کا ایمان سلب ہو گیا اس کے وجود میں ایک بال بھی ایسا نہ رہا جسے دین اسلام کا ذرا بھی شوق ہو، اس نے پھر حضرت سے مدد چاہی آپ نے فرمایا شرط یہ ہے کہ پھر ایسی باتیں نہیں کرو گے اس نے اقرار کیا تو آپ نے اسے ایمان کا کپڑا پہنا دیا اور فرمایا کس وجہ سے تو ہماری مخالفت کرتا ہے؟ وہ بولا کیونکہ ایسی محفلوں میں مرد اور عورتیں اکٹھے ہوتے ہیں حضرت احمد نے جواباً فرمایا یہی کچھ تو دوران طواف ہوتا ہے وہاں تو کوئی نہیں روکتا مزید فرمایا مجھے اپنے رب کریم کی عزت کی قسم! جو بھی مولد میں نافرمانی کرتا ہے اسے توبہ کی توفیق ملتی ہے اور پھر وہ توبہ نبھاتا ہے میں وحشیوں کی صحراؤں میں اور مچھلیوں کی سمندروں میں نگرانی کرتا ہوں انہیں ایک دوسرے سے بچاتا ہوں کیا اللہ کریم مجھے اپنے مولد میں حاضر ہونے والوں کی حفاظت سے عاجز فرما دیں گے؟

ہمارے شیخ نے فرمایا حضرت ابو الغیث بن کتیلہ جو محلہ کبریٰ کے ایک عالم اور نیک شخص تھے مصر میں تھے وہ بولاق آئے تو دیکھا کہ لوگ مولد شریف کے سلسلہ میں اہتمام کر رہے ہیں اور کشتیوں میں اہتمام سے سوار ہو رہے ہیں، آپ نے اس بات کی مخالفت فرمائی کہنے لگے پناہ بخدا! یہ لوگ حضور امام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے اتنا اہتمام نہیں کرتے جتنا احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے کر رہے ہیں، ایک آدمی نے انہیں کہا سیدی احمد عظیم ولی ہیں وہ کہنے لگے اس محفل میں ان سے اعلیٰ مقام لوگ موجود ہیں۔

ایک آدمی نے انہیں مچھلی کھلانے پر اصرار کیا انہوں نے مچھلی کھائی تو ان کے حلق میں ایک کانٹا اتر گیا وہ بہت سخت تھا نہ تو وہ غطاس (ایک قسم کا تیل) کے تیل سے نکلا اور نہ کسی اور حیلے سے وہ اترا، ان کی گردن اتنی سوج گئی جتنا کھجور کا منکا ہوتا ہے نو ماہ تک وہ کھانے سے لطف اندوز نہ ہوئے نہ پی سکے اور نہ سو سکے، مگر اللہ کریم نے بیماری کا سبب انہیں بھلا دیا نو ماہ کے بعد سبب یاد آیا کہنے لگے مجھے حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کے روضے پر لے چلو وہ آپ کے روضے میں لے گئے وہاں سورۂ یٰسین کی تلاوت کی سخت چھینک آئی اور خون سے لتھڑا ہوا کانٹا باہر نکل آیا آپ نے کہا سیدی احمد! میں اللہ کریم کے سامنے توبہ کر رہا ہوں درد اور سوجن اسی لمحہ ختم ہو گئے۔

مخالفت کا انجام

ابیار غربیہ کے گوشے میں رہنے والے شیخ خلیفہ کے لڑکے نے بھی آپ کی مخالفت کی کہ شہر کے لوگ کیوں آپ کے مولد کیلئے جاتے ہیں ہمارے شیخ حضرت محمد شناوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کافی سمجھایا مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا حضرت نے سیدی احمد کے سامنے اس کی شکایت فرمائی آپ نے فرمایا جلدی اسے پھوڑا نکلے گا اور اس کی زبان اور منہ پر پھیل جائے گا اسی دن پھوڑا نکل آیا اس کا چہرہ تباہ ہو گیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔

امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھ سے یہ واقعہ ۹۴۵ھ میں دیکھا کہ ایک قیدی جسے بیڑیاں اور طوق پڑے ہوئے تھے اور جس کی عقل میں بھی فتور آ چکا تھا سیدی عبد العال کے مینار پر تھا میں نے اس سے سبب پوچھا تو اس نے بتایا میں یورپ کے علاقے میں قید تھا رات کے آخری حصہ میں میری توجہ حضرت احمد کی طرف ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ آپ سامنے ہیں آپ نے مجھے پکڑا اور لے کر ہوا میں اڑ پڑے اور یہاں آ کر رکھ دیا دو دن اس کی یہ کیفیت رہی کہ جلدی اچک لینے کی وجہ سے اس کے سر میں چکر آ رہے تھے (یہ سب واقعات امام عبد الوہاب شعرانی نے بیان فرمائے ہیں)۔

کتاب المنن میں مذکور ہے کہ میرے ساتھ حضرت سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مولد میں یہ واقعہ پیش آیا میں رکن قبلہ میں بیٹھا تھا حضرت کے زائرین میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ میرے دل کے اجزاء تک بڑھا کر میرے دل کو پکڑ لیا میں ہلاکت کے قریب تھا وہ گلے میں کمان ڈالے ہوئے تھا میں نے حضرت احمد کی خدمت میں شکایت پیش کی انہوں نے میری جان چھڑائی اور آپ کے ساتھیوں سے کسی کو بھی اس واقعہ کا علم نہ ہو سکا۔

مناوی فرماتے ہیں احمد بن علی بدوی سید عالی مقام، امام اولیاء افراد عالم کے فرد وحید ہیں متبولی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولیائے مصر میں محمد بن ادریس (امام شافعی) کے بعد ان سے بڑا کوئی مفتی نہیں اس کے بعد نفیسہ کا نمبر ہے اور اس کے بعد شرف الدین کردی اور اس کے بعد منوفی ہیں، حضرت بدوی کی کرامات حد و حساب سے ماورا ہیں ان میں وہ کرامت بھی شامل ہے کہ ایک عورت کے لڑکے کو فرنگیوں نے قید کر لیا تھا اس نے آپ کی پناہ لی تو آپ نے بیڑیوں سمیت حاضر کرایا۔

آپ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے دودھ کا مشکیزہ اٹھا رکھا تھا آپ نے مشکیزہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اس کے پھٹنے سے گلا سڑا سانپ اس کے اندر سے نکلا۔

حضرت عبد الوہاب شعرانی کی موجودگی میں آپ کے مقام کے ایک شیخ نے آپ سے سفر کی اجازت مانگی آپ نے انہیں قبر سے جواب دیا سفر کیجئے اور اللہ کریم پر بھروسہ کیجئے حضرت شعرانی فرماتے ہیں میں نے اسی طرح اپنے کان سے سنا حالانکہ علامہ شعرانی اور آپ کے درمیان تین سو سال کا عرصہ حائل ہے۔

واقعہ عجیب

علامہ عدوی نے قصیدہ بردہ از امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ کی ایک عجیب و غریب کرامت یہ ہے کہ

ایک جماعت اس بات کی کوشش کر رہی تھی کہ سیدی احمد بدوی کے مولد شریف کی محفل کو باطل ثابت کریں۔ اللہ ہمیں حضرت کی ذات اور آپ کے علوم اور مدد سے نوازے یہ واقعہ آپ کی کرامت ہے کہ وہ لوگ جو مخالف تھے انہوں نے حضرت امام عالم ربانی یحییٰ مناوی سے مطالبہ کیا کہ حضرت کے مولد کے ابطال میں ان کے فتوے سے موافقت کریں آپ نے ایسا نہ کیا اور فتویٰ پر تصدیق لکھنے سے انکار کر دیا ان لوگوں نے مولانا سلطان ملک ظاہر چقمق رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی انہوں نے مناوی کی طرف آدمی بھیجا آپ تشریف لائے آپ کے ساتھی نے مجھے بتایا جونہی بادشاہ نے آپ کو دیکھا تو کرسی سے اتر کر ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا اور آپ سے سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے مولد کے ابطال پر گفتگو کرنے لگا حضرت نے فرمایا میں کبھی بھی اس فتوے پر تصدیق نہیں کروں گا کہ مولد باطل ہے بلکہ میں تو ان محرکات کی تردید کروں گا جو وہاں ہوں گی اور بادشاہ اپنی طرف سے کوئی سپہ سالار، وزیر یا امیر بھیجیں جو محرکات کو روک دیں اگر مولد میں محرمات ہوں اور مولد کی محفل برقرار رہے۔ سلطان نے کہا جماعت علماء اس کے ابطال کا فتویٰ دے چکی ہے۔ حضرت نے فرمایا میں ایسا فتویٰ لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا، پھر جو کچھ فرمایا اس کا حاصل یہ تھا کہ شیخ احمد بدوی سید کبیر ہیں اور بڑے غیور ہیں وہ اس جماعت کے مساعی سے اپنا راستہ نہیں چھوڑیں گے جنہوں نے ان کے مولد کے خلاف فتویٰ بازی شروع کر رکھی ہے اور جناب بادشاہ آپ جلدی دیکھ لیں گے کہ انہیں حضرت شیخ بدوی کی وجہ سے کتنی تکلیف پہنچے گی، بادشاہ نے سارے جتن کئے مگر حضرت نے سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے مولد کے ابطال پر فتویٰ کی تصدیق نہ فرمائی حضرت جب بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر آئے تو بہت خوش تھے کہ بادشاہ کی فرمائش پر بھی انہوں نے حضرت بدوی کے مولد کے ابطال پر لکھے گئے فتوے کی تصدیق نہیں فرمائی ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ان سب مفتیوں اور تعصب کے ماروں کو ایک ایک کر کے تکالیف نے گھیر لیا کئی مفتی تو اپنے مناصب سے معزول کر دیئے گئے اور کئی لوگوں کو جلاوطن کر دیا گیا اور وہ سفارشیں تلاش کرتے رہے کچھ دمیاط بھاگ گئے اور زنجیروں میں جکڑ کر لائے گئے اور پندرہ دن جیل میں رہے کچھ متعصب بادشاہ کے ہاں صاحب مرتبہ تھے مگر اب انہیں شاہ کی مجلس سے اہانت اور رسوائی سے نکالا گیا بیڑیاں پہنائی گئیں اور شرعی مجلس میں پانچ سو ڈنڈے مارے گئے پھر بادشاہ نے اپنی محفل میں بلوا کر شدید پٹوایا اور مغربی علاقے میں جلاوطن کر دیا گئی اور بھی شدید مار کی زد میں آئے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ جھوٹ اور بہتان سے ہمیں امن و سلامتی میں رکھے ہم پر اللہ تعالیٰ اور محبوب رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہوں آپ کا وصال ۶۷۵ ھ میں مصر میں ہوا۔ (شعرانی)

حضرت احمد بن ابوبکر بن احمد بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جب آپ علاقہ یمن میں پہنچے تو گاؤں میں بیمار ہوئے اور ران کی ٹھنڈی ہوا(1) کھل گئی اور یہ کیفیت موت سے پہلے ختم نہ ہوئی اللہ نے آپ کو وصال دے کر اپنے قرب سے نوازا، آپ کے صاحبزادے عبداللہ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے گاؤں والوں کو آپ کی موت کی اطلاع دی وہ کہنے لگے موت سے پہلے بیماری کی آپ نے ہمیں

1۔ موت کے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

کیوں اطلاع نہ دی اس گاؤں کی زمین بہت سخت اور شدید ہے ایک یا دو دنوں میں قبر کھودی جا سکتی ہے پھر ایک چٹان کے اوپر آپ کی قبر کھودنا شروع کی زمین بالکل نرم ملی اب لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور یہ اللہ کریم کی طرف سے انہیں کرامت ملی ہے، گاؤں میں پانی بھی نہ تھا بہت دور سے آدھا دن خرچ کر کے لوگ پانی لائے اللہ واحد وقہار جل مجدہٗ کے سامنے لوگوں نے آپ کا وسیلہ پیش کیا کہ پانی ملے تا کہ آپ کو غسل دے سکیں اور وہ غسل کے بغیر متغیر نہ ہو جائیں اللہ کریم نے نہر کی طرح ان کی قبر کے قریب چشمہ جاری فرما دیا اس چشمے سے پانی لے کر انہوں نے آپ کو غسل دیا بہت اچھا کفن پہنایا آپ کا پھر اس گاؤں میں دعاؤں کی قبولیت اور مطالب کے حصول کا شہرہ ہو گیا۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن موسیٰ عجیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمن کے عظیم المرتبت ولی، فقیہ، عالم، زاہد اور عابد تھے آپ کی بے شمار کرامات تھیں جو بلا قصد آپ سے ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

آیت وہی ہے آدمی وہ نہیں

ایک دن آپ ایک آسیب زدہ کے پاس گئے اور پڑھا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ (یونس) (تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر تم افتراء باندھتے ہو) وہ شیطان چیخا کہ نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے پھر وہ جن بھاگ گیا آپ کی زندگی میں واپس نہیں آیا جب آپ کا وصال ہو گیا تو جن واپس آ گیا حضرت کی جماعت کا ایک شخص وہاں موجود تھا اس نے بھی ایسا ہی پڑھا جیسا کہ حضرت نے پڑھا تھا وہ شیطان ہنسا اور کہا آیت تو وہی ہے مگر مرد وہ نہیں، اب اس نے مریض کو نہ چھوڑا۔

نیک لوگوں کے ایک گروہ نے آپ کو اپنی قبر میں سورۂ نور پڑھتے ہوئے سنا بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۶۸۴ھ میں ہوا۔ زبیدی نے طبقات میں آپ کا سن وصال ۶۹۰ھ لکھا ہے آپ کے غسل کے وقت عجیب و غریب انوار نکلے اور غسل کے وقت آپ کی شرمگاہ نظر نہ آ سکی۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یمن کے علاقہ کے ایک شخص کے ہاتھ پر پھوڑا تھا صالحین کی ایک جماعت کے پاس گھومتا پھرتا رہا تا کہ وہ اس کے شفایاب ہونے کی دعا کریں مگر پھوڑا نہ گیا وہ حضرت ابن عجیل کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا دعا فرمائیے کہ اللہ اس پھوڑے کو دور فرما دے اگر ایسا نہ ہوا تو نیک لوگوں سے میرا عقیدہ اٹھ جائے گا آپ نے یہ سن کر پڑھا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہاتھ آگے بڑھائیے آپ نے ہاتھ اس پر پھیر کر ایک کپڑے سے لپیٹ دیا اور فرمایا اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے اسے نہ کھولنا وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا دوست بھی ساتھ تھے راستے پر ایک گاؤں آیا وہاں جا کر انہوں نے روٹی اور دودھ خرید کر اسے ہاتھوں سے بطور چوری کھلایا یمن والے اسے ثرافہ (ثا کے ساتھ) کہتے ہیں وہ پھوڑا اس کے دائیں ہاتھ میں تھا وہ اسے بھول گیا اور پٹی کھول کر کھانا کھانے لگ گیا جب کھانے سے فارغ ہوا تو پھوڑے کا

نشان تک نہ تھا اور باقی ہاتھ سے الگ اس کی تمیز تک نہ ہو رہی تھی۔

زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ہر سال لوگوں کے ساتھ حج کیا کرتے تھے اور بدوی عرب اوران کے علاوہ کوئی اور انہیں راستے پر کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا اگر کوئی ایسی حرکت کرتا تو فوراً سزا پا لیتا، ایک سال وہ حسب عادت قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے نکلے جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو عربوں کا ایک جتھا انہیں لوٹنے کے لئے آگے بڑھا قافلے والے خوفزدہ ہو گئے حضرت خاموش کھڑے تھے قافلے میں حضرت علی بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے انہوں نے آپ کو کہا حضور والا! یہ توقف و احتمال کس لئے ہے؟ آپ نے فرمایا جناب شیخ علی! اس (رب سبحانہ تعالیٰ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)، کے ادب کے لئے میں خاموش ہوں یہ سن کر شیخ علی تو خاموش ہو گئے اور آپ نے قافلہ والوں کو حکم دیا کہ یہاں اتر پڑیں وہ پورا دن اور پوری رات وہیں اترے بیٹھے رہے اور عرب بھی قریب ہی ڈیرے ڈالے پڑے رہے وہ ان کی غفلت کے منتظر تھے دوسرے دن عربوں نے قافلے کو لوٹنے کا پروگرام بنایا جونہی سورج نکلا تو فوج مدینہ پاک سے وہاں پہنچ گئی ادھر فوج پہنچی ادھر عرب قافلہ لوٹنے کے لئے بڑھے فوج نے کچھ عربوں کو مار ڈالا اور کچھ کو قید کر لیا فوج سے لوگوں نے یوں اس کی آمد کا پوچھا فوجی بولے کل صبح مدینہ طیبہ میں ایک منادی نے پکارا بدوی عرب ابن عجیل رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے کے مقابل آ گئے ہیں اب تو یہی ہے کہ ان پر حملہ کیا جائے، حملہ، حملہ، شریف مدینہ نے یہ سن کر ہمیں مقابلے کا حکم دیا لوگوں نے دیکھا تو وہ بالکل وہی وقت تھا جب شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کو ادب کی بات فرما رہے تھے۔

بدی سے روک لیا

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''نشر المحاسن'' میں حضرت کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ آپ کا ایک مرید کہیں دور کسی شہر میں غائب تھا اس نے ایک دن ایک ناپاک ارادہ کیا آپ نے اسے اپنی کھڑاؤں (لکڑی کا جوتا) مارا اس نے کھڑاؤں کو دیکھا تو اسے پہچان لیا اور سمجھ گیا کہ اس بات سے حضرت مطلع ہیں آپ کے ادب کے پیش نظر اس بات سے رک گیا، حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت چاہی، اس واقعہ میں تو کئی کرامات ہیں۔ (۱) اس کے حال پر حضرت کا مطلع ہونا، (۲) کھڑاؤں کا اتنی دور اتنی جلدی پہنچ جانا، (۳) آدمی کو اس کے ناپاک ارادے سے بچا لینا وغیرہ۔

شرف وقرب کی نعمتیں

آپ کی یہ کرامت قاضی جمال الدین ریمی نے بیان کی ہے کہ میں نے جمال الدین اسنوی مصر کے عالم کی یہ تحریر دیکھی کہ جب ۷۷۹ھ کے شعبان مکرم کی اکیسویں رات تھی تو میں نے دیکھا سوار ہیں اور آسمان سے فضائے ارضی میں اترے ہیں اور لوگ ان کی طرف بھاگے جا رہے ہیں میں نے پوچھا یہ سوار کیسے اور کون ہیں؟ مجھے جواب دیا گیا یہ حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری ہے اب میں بھی جلدی ادھر بڑھا میں نے دیکھا حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور آپ

کے دائیں بائیں دو شخص ہیں اور آپ کے سامنے ایک شخص دونوں گھٹنوں پر کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں کتاب ہے اور وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پڑھ کر سنا رہا ہے میں نے سرکار عرش وقار کا ہاتھ مبارک چوما آپ نے ہلکی سی دعا فرمائی میں پیچھے ہٹ کر اس جماعت میں بیٹھ گیا جن کے چہرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے آپ کی طرف تھے میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ نبی علیہ السلام کے ساتھ بیٹھنے والے کون لوگ ہیں؟ اس نے جواب دیا دائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور سامنے ایک شخص ہے جسے احمد بن موسیٰ عجیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے کہا کیا ابن عجیل نے محفل کے قرب میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہم کا مقام پالیا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں، محفل میں اسے وہ مقام مل گیا ہے اس نے میرا ہاتھ زور سے دبایا اور میں جاگ گیا۔

اسنوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یمن کے ایک شخص نے بتایا کہ ایک نیک آدمی نے کہا، واہ واہ! میں نے اسے کہا کسے واہ واہ کر رہے ہو اس نے کہا احمد بن عجیل کو، وہ قرب محفل میں صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کا مقام پا گئے ہیں یہ سن کر مجھ پہ بہت ہیبت طاری ہوئی پھر میں نے خواب میں مندرجہ بالا واقعہ دیکھا اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکات سے نفع اندوز فرمائے۔

حضرت عواجہ کے دو مرید شیخ وفقیہ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کی بشارت دیا کرتے تھے وہ آپ کے والد کے دوست تھے وہ کہا کرتے اے فقیہ موسیٰ! (عجیل) آپ کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو اپنے دور کا خورشید ہوگا جب آپ کی ولادت ہوئی تو وہ ساتویں دن آپ کے گھر بھی آئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ پنگھوڑے میں تھے کہ انہوں نے آپ کے کان میں سرگوشی کی جب آپ بڑے ہوئے تو آپ سے اس سرگوشی کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا انہوں نے اپنی اولاد کی مجھے وصیت کی تھی یہ بھی بڑی کرامت ہے کہ پنگھوڑے کی وہ وصیت یاد رہے جو معصومیت میں کی گئی تھی۔

نوٹ: حضور شیخ الاسلام محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جب بچپن کی بات فرماتے کہ مجھے وہ یاد ہے تو ارشاد ہوتا اس سے پہلے کی باتیں بھی مجھے یاد ہیں اس سے پہلے کی حد کہاں جاتی ہے؟ بیان سے باہر ہے حضرت سہل تستری کا ارشاد ہے میں اپنے غلاموں کی اس وقت بھی تربیت کر رہا تھا جب وہ اپنے آباء کے اصلاب میں تھے، یہ محبت کی دنیا ہے عظمت ایمان کی دنیا ہے، اخلاص عمل کی دنیا ہے، قرب مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا ہے وصال ربانی کی دنیا ہے اسے شعور نہیں پایا کرتے۔ (مترجم)

حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک رات لوگوں کے سو جانے کے بعد وضو کے لئے باہر تشریف لے آئے آپ نے کنوئیں میں ڈول ڈالا اور اس کے آخری کنارے تک پہنچ گئے مگر اب کوئی آدمی نہیں تھا جو رسی کو پکڑ لیتا اور آپ کنوئیں کے کنارے آ کر ڈول لے لیتے آپ حیران تھے اور آپ کے علاقے کے کنوئیں چالیس چالیس گز تک گہرے تھے اچانک ایک شخص کنوئیں کے کنارے پر آیا اور رسی پکڑی اور پانی برتن میں ڈال دیا آپ نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ (النحل) (اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں) اس کے بعد وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ایک معتبر شخص نے مکہ مکرمہ کے ایک دین وصلاحیت والے شخص کو یہ بات بتاتے پایا کہ میں طویل عرصہ سے دیکھ رہا ہوں کہ علماء وصلحاء مکہ مکرمہ آتے ہیں اور طواف کعبہ کرتے ہیں جو بھی آیا کعبہ مکرمہ کا نور اور اس کی عظمت اس پر چھا گئی مگر جب ابن

عجیل کعبے میں داخل ہوئے تو ان کا نور اور عظمت نور کعبہ اور اس کی عظمت پر چھا گئی آپ کی کرامات شمار میں نہیں آ سکتیں۔
وصال ۶۹۰ھ میں ہوا آپ کا مزار یمن کا مشہور و معروف اور معتبر مزار ہے لوگ دور دور سے زیارت کو آتے ہیں جو آپ کی پناہ میں آتا ہے خوف سے نجات پاتا ہے بلکہ جو آپ کے مزار پر پہنچ گیا وہ ظالم کی زد سے محفوظ ہو گیا آپ سے پہلے وہاں کوئی آبادی نہ تھی آپ آئے تو لوگ آپ کے ساتھ آ کر آباد ہو گئے نام صرف بیت الفقیہ (فقیہ کا گھر) رہا حالانکہ اب وہ بڑا شہر بن گیا ہے مگر نسبت اب بھی آپ کی ہی باقی ہے۔

وصال کے بعد جس نے آپ کو غسل دیا وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ کے پاس انوار ساطعہ اور امور عجیبہ دیکھے آپ کی اولاد کے فقہاء، بنی مشرع کے نام سے مشہور ہیں یہ سب بنی عجیل ہیں نیک اور پرہیزگار ہیں، ان میں فقیہ عالم اور صالح موسیٰ احمد مشرع بھی ہے جو شہر زبید کے مشہور فقیہ اور فنون کے ماہر ہیں، انہی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فقیہ احمد بھی ہیں جو مدت تک فقہ پڑھتے رہے پھر تصوف کا ان پر غلبہ ہوا بے شمار لوگ اور بے حد مخلوق ان کی فرمانبردار بن گئی، اور ان کی سرداری کو تسلیم کیا۔ وہاں اس خاندان کی بے حد شہرت، حرمت اور عظمت ہے۔ انہی موسیٰ کے دوسرے صاحبزادے فقیہ صالح عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ ایسے نوجوان ہیں جو عبادت الٰہی میں جوان ہوئے فقہ میں مشغول رہے جوانی میں فقہ و نحو پڑھاتے رہے۔ اللہ کریم کی طرف سے آپ کو فتح و برکت ملی۔ (شرجی)

جامع کتاب فقیر یوسف نبہانی عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے احمد بن موسیٰ مشرع مذکور کا ذکر اپنی کتابوں "سعادت الدارین" اور "جامع الصلوات" میں بھی کیا ہے آپ کے لاتعداد فصیح و بلیغ درود ہیں جو میں نے امام قسطلانی کی کتاب مسلک الحنفاء سے نقل کئے ہیں قسطلانی نے آپ کی کنیت ابو العباس (احمد مشرع) نقل کی ہے میں نے اپنی مذکورہ بالا دونوں کتابوں میں آپ کے بھائی عبداللطیف بن موسیٰ کے درود بھی نقل کئے ہیں، آپ کے حالات (ترجمہ) اس سے پہلے مجھے معلوم نہ تھے میں نے دونوں کا یہاں ضمناً ذکر کر دیا ہے تاکہ دونوں کا نسب نامہ معلوم ہو سکے یہ تو معلوم ہی ہے کہ ان دونوں میں سے فقیہ کبیر اور ولی شہیر حضرت موسیٰ بیت الفقیہ کے وارث و صاحب ہیں۔

حضرت احمد بن عمر انصاری ابو العباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ زمانے کے قطب اور ولایت میں مخلوق کے مشار الیہ تھے مغربی الاصل تھے اور اسکندریہ میں آ کر قیام فرما ہو گئے تھے۔

یہ نصیب اللہ اکبر!

فرماتے تھے چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ میں حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں (یہ واقعہ تفسیر روح المعانی میں بھی مذکور ہے، مترجم)

آپ نے اپنے خلیفہ سیدی یاقوت عرشی کے متعلق اسی دن اطلاع فرمادی جب وہ حبشہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور ان کے لئے عصیدہ (۱) گرمیوں کے موسم میں اسکندریہ میں بنایا تھا جب آپ سے عرض کیا گیا کہ عصیدہ تو سردیوں کی خوراک ہے تو آپ نے فرمایا یہ تمہارے لئے نہیں تمہارے بھائی یاقوت کے لئے ہے جو حبشہ کے علاقہ میں پیدا ہوا ہے اور جلد ہی تمہارے پاس آنے والا ہے پھر بات ایسی ہی ہوئی۔

حضرت خضر علیہ السلام کی دعا

آپ ارشاد فرماتے حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں میں نے اپنے اس ہاتھ سے ان سے مصافحہ کیا ہے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ جو شخص روزانہ صبح یہ کلمات پڑھتا ہے وہ ابدال میں شمار ہوتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے۔ اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف فرما اور درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل فرما)۔

ایک فقیر کو حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے فرمایا ابوالعباس سچے ہیں،

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک دفعہ میرے پاس آئے خود اپنا تعارف کرایا میں نے مومنوں کی روحوں کا علم غیب کے طور پر ان سے سیکھا کہ کیا وہ روحیں انعام میں ہیں یا عذاب میں؟ اب اگر ایک ہزار فقیہ آکر مجھ سے الجھیں اور حضرت خضر علیہ السلام کے وصال کی بات کہیں تو میں اپنے مشاہدہ کے خلاف بات نہیں مانوں گا۔

سلطان یعقوب نے حکم دیا کہ ایک مرغی ذبح کی جائے اور دوسری گلا دبا کر ماردی جائے دونوں کو اسی طرح کر کے پکایا گیا حضرت کے سامنے رکھ کر خود بھی کھانے کے لئے آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جب حضرت نے دونوں مرغیوں کو دیکھا تو گلا دبا کر ماری ہوئی کے متعلق خادم کو حکم دیا کہ اسے اٹھالیا جائے یہ تو مردار ہے لیکن اب میں دوسری بھی نہیں کھاؤں گا کیونکہ پہلی کا شوربا اس کے ساتھ مل گیا ہے۔ (شعرانی)

ساٹھ رگیں پھڑکتی ہیں

بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص ایک مشکوک کھانا امتحان کی غرض سے آپ کے سامنے لایا آپ نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد ہوا کہ حضرت محاسبی اگر مشکوک کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو ان کی انگلی کی ایک رگ پھڑکنے لگ جاتی تھی میرے ہاتھ میں تو ساٹھ رگیں پھڑک رہی ہیں (محاسبی کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے) قاہرہ کے مقام خط مقسم میں آپ کا قیام تھا۔ ہر رات اسکندریہ میں آکر حضرت شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے مولد میں شرکت فرماتے اور اسی رات پھر قاہرہ پہنچ جاتے۔

پھر قطب مل گیا

شیخ اصفہانی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں قطب کی تلاش میں نکلا ڈاکو آ گئے اور انہوں نے مجھے روک لیا قتل کا ارادہ کر لیا اور پشت کے پیچھے ہاتھ باندھ دیئے فضا سے ایک شخص یوں جھپٹا جس طرح باز جھپٹتا ہے اور فرمایا میں ہی تیرا مطلوب ہوں (میں ہی قطب زمانہ ہوں) میرے بازو کھول دیئے یہ حضرت مرسی رحمۃ اللہ علیہ تھے آپ نے مجھے پوچھا تیرے فلاں شہر سے یہاں تک کتنے دریا ہیں؟ میں نے کہا چار ہیں آپ نے فرمایا اور وہ دریا جس میں آپ ڈوبنے لگے تھے آپ کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا کہ اصفہانی آتے ہوئے ایک دریا میں ڈوبنے لگ گئے تھے اور بمشکل جان بچائی تھی۔

ایک شخص نے اپنے بیٹے سے کہا باخبر ہو جا اللہ تجھے باخبر نہ کرے وہ بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا یہ سن کر آپ نے فرمایا اے ابوالحسن! اپنے اخلاق اچھے کر لیجئے اور لوگوں کے ساتھ اچھائی سے پیش آیئے تمہاری عمر صرف سال رہ گئی ہے سال کے بعد وہ مر گیا۔

آپ قوص میں اپنے پانچ خاص آدمیوں کے ساتھ تشریف لے گئے آپ سے پوچھا گیا اس سفر کا سبب کیا ہے؟ فرمایا ان سب کو یہاں دفن کرنے آیا ہوں (پھر وہ سب وہاں مر گئے اور) آپ نے انہیں دفن کیا۔

اپنی موت کی خبر

آپ اشمون ابوعبداللہ حکیم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا آپ میرے قریب ہوں وہ قریب ہوئے تو آپ نے اپنا ہاتھ ان کی پشت پر رکھ کر انہیں سینے سے بھینچ کر لگایا اور فرمایا میں آپ کو الوداع کہنے آیا ہوں جب میں اسکندریہ واپس جاؤں گا تو ایک رات گزار کر دوسری رات قبر میں چلا جاؤں گا پس ایسا ہی ہوا۔

اسکندریہ والے دشمن کے حملے سے ڈرے ہوئے تھے انہوں نے اسلحہ گلے میں لٹکایا ہوا تھا حضرت نے فرمایا جب تک میں تمہارے درمیان ہوں دشمن یہاں نہیں آ سکتا دشمن پھر وہاں آپ کی وفات کے بعد ہی آیا۔

ایک عورت کا بچہ پیدا نہیں ہو رہا تھا اور وہ ہلاک ہو رہی تھی حضرت کی ٹوپی مبارک اس کے پیٹ پر رکھی گئی تو فوراً بچہ ہو گیا۔ ایک جرب (کھجلی) والے نے پہنی تو فوراً ٹھیک ہو گیا۔

آپ کی سب اولیاء میں منفرد کرامت یہ ہے جس میں آپ اکثر اولیاء سے بڑھ گئے ہیں کہ آپ کی بیعت واطاعت میں تیس جج شامل ہوئے آپ حضرت عرشی کو فرمایا کرتے تھے روزانہ ہزار عوام کو بیعت میں لینا کوئی عظمت نہیں عظمت یہ ہے کہ خواہ سو سال میں ہو ایک فقیہ کو بیعت میں لے لیا جائے۔

غرور کا انجام

ایک شخص آپ کے پاس آیا آپ علم کی کوئی بات فرما رہے تھے اس نے اس مسئلہ میں آپ کی مزاحمت کی آپ نے فرمایا آپ یہ مسئلہ بیان فرما دیں اس نے مسئلہ بیان تو کیا مگر خود کو حضرت سے اعلیٰ سمجھا حضرت نے فرمایا اے شکست خوردہ و رسوا

یہاں سے نکل جا، اب اس سے قرآن اور باقی سارے علوم چھن گئے شہر کی گلیوں میں گھومتا پھر رہا تھا حضرت عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا ہم نے سورۂ فاتحہ اور معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○) اسے واپس کر دیں تا کہ نماز پڑھ سکے اسے قرآن کے علاوہ اٹھارہ علم یاد تھے مگر موت تک یہ علم اس سے سلب ہی رہے۔

چھ جگہ بیک وقت حاضری

ایک شخص نے جمعہ کے دن دعوت ولیمہ دی آپ نے دعوت قبول فرمالی پھر چار اور آدمی آئے اور دعوت ولیمہ دی مگر وقت سب کا وہی تھا جو پہلے شخص کا تھا سب کی دعوت آپ نے قبول فرمالی پھر نماز جمعہ پڑھ کر فقراء میں بیٹھ گئے اور کسی کے پاس بھی دعوت میں نہیں گئے پھر پانچ کے پانچ آپ کا شکریہ ادا کرنے آئے کہ آپ نے تشریف لا کر ممنون فرمایا۔

حضرت شیخ حسن عدوی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ کی شرح میں لکھا ہے کہ ایک صاحب نے کہا میں نے حضرت ابو العباس کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ انوار نے آپ کے جسم کو بھر دیا ہے اور آپ کے وجود سے نور پھوٹنے لگ گیا ہے نور کا یوں غلبہ ہوا کہ میں آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ آپ کا وصال اسکندریہ میں ۶۸۶ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن جعد ابینی رحمۃ اللہ علیہ

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یمن کے علاقہ میں دو بزرگ تھے، ایک شیخ کبیر، عارف اللہ احمد بن جعد رحمۃ اللہ علیہ تھے اور دوسرے شیخ کبیر عارف ربانی سعید ابو عیسیٰ تھے دونوں کے مرید اور شاگرد تھے، حضرت احمد اپنے کچھ مریدوں کے ساتھ حضرت شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے جب کہ آپ کچھ قبور شریفہ کی زیارت کے لئے آئے تھے، اتفاق ایسا ہوا کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مرید بھی زیارت کے لئے چل نکلے ابھی کچھ راستہ طے کیا تھا کہ شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ کو خیال گزرا کہ وہ اسی وقت واپس چلے جائیں اور کسی اور وقت زیارت کے لئے آئیں آپ اپنے دوستوں سمیت واپس اپنی جگہ سے حضر موت تشریف لے گئے حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ تو چلتے گئے اور قبور کی زیارت فرمائی اور واپس آ گئے حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کئی دن ٹھہرے رہے اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو لے کر زیارت کے لئے چلے دونوں بزرگ اور ان کے مرید راستے میں ایک دوسرے سے مل گئے حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کو کہا، آپ پر تو فقیروں کا حق بن گیا ہے کہ آپ واپس لوٹ جائیں انہوں نے جواب دیا مجھ پر کوئی حق ضروری نہیں ہوا (یعنی میں آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکا ہوں اب واپس نہیں جا سکتا) حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ اٹھیں اور انصاف سے دیکھیں کہاں آدھا ہوا ہے شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو ہمیں اٹھائے گا ہم اسے بٹھا دیں گے (اپاہج کر دیں گے) حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو ہمیں اپاہج کرے گا ہم اسے مبتلائے مصائب کر دیں گے۔ جو کچھ دونوں نے کہا دونوں اس میں مبتلا ہو گئے شیخ احمد وصال تک اپاہج رہے اور شیخ سعید کے جسم میں کئی بلائیں آ گئیں ان کا جسم کٹنے لگ گیا اور وصال تک یہی حال رہا۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اپنے نفس کو بہت مجاہدہ میں رکھتے تھے ایک دن ایک مردار اونٹ کے پاس سے آپ کا گزر ہوا

آپ کے جی کو اس سے شدید نفرت ہوئی آپ نے فرمایا اے میرے نفس! یہ مردار تجھ سے بہتر ہے اور پھر آپ گھر کے ایک مکان میں داخل ہوئے ایک ساعت کے بعد نکلے تو آپ سے کستوری کی مہک آ رہی تھی آپ نے اپنے مرشد حضرت اہدل سے کثیب احمر (سرخ ٹیلا) کی زیارت کی اجازت چاہی جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہاں صلحاء آتے رہتے ہیں آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا مجھے خوف ہے کہ تم بے ادبی نہ کر بیٹھو، آپ کو بتائے بغیر آپ کی وہاں زیارت کو چلے گئے دیکھا وہاں ایک شخص نماز صبح پڑھ رہا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے اپنا سر گدڑی میں ڈالا سورج نکل آیا حضرت احمد نے گدڑی کو ہلایا تو اس کے اندر کوئی بھی نہ تھا گدڑی پہن کر اپنے مرشد کی خدمت میں آئے اب روزانہ آپ کو ایک دینار ملنے لگا یہ سلسلہ سال تک چلتا رہا پھر آپ کے مرشد نے حکم دیا حج کے لئے جاؤ اور گدڑی واپس کر کے آؤ میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ کوئی بے ادبی کر بیٹھو گے جب آپ عرفات میں تھے تو گدڑی والا ملا اور کہا میری امانت بھی دو اور جو کچھ اس سے ملا ہے وہ بھی تاکہ ہم واپس ہوں۔

آپ کے پاس ایک عورت آ کر کہنے لگی دعا فرمائیں مجھے اللہ کریم نرینہ اولاد دیں، آپ نے فرمایا تجھے جلدی اللہ کریم عطا فرمائے گا، اس کی بچی ہوئی۔ اس نے آپ کو آ کر بتایا آپ نے فرمایا میں نے تو بچے کو ہاتھ سے چھو کر تمہیں بتایا تھا لیکن اس ذات نے اس کی ڈاڑھی کو جھوٹا ثابت کرنے کا ارادہ کر لیا (یعنی وہ بچہ ہے) وصال ۶۹۰ھ میں ہوا۔

حضرت ابوالعباس احمد بن عمر زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبار صالحین اور مشاہیر مقربین مردان خدا میں شامل تھے آپ شریعت و حقیقت کے علوم کے جامع تھے آپ کی بہت سی مفید تصنیفات اور کرامات ہیں۔

آپ لحیہ گاؤں سے محمول گاؤں تشریف لائے تو گاؤں والے عرصہ دراز سے قحط میں مبتلا تھے آپ وہاں پہنچے تو ایک جانور آ کر آپ کے سامنے ڈکارنے لگا آپ مسجد میں تشریف لے گئے اللہ کریم سے دعا کی پھر فرمایا اے میکائیل! نا پیے بادل ہر طرف سے فوراً اکٹھے ہو گئے اور حکم الٰہی سے بہت بارش برسی، وادی خلب کے لوگ آپ کے مرید تھے اور بڑے معتقد تھے آپ ایک دفعہ ان کے پاس آئے تو انہیں بھی قحط میں مبتلا پایا وہ آپ سے بارش کے لئے چمٹ گئے آپ نے اپنے ایک فقیر کو حکم دیا وادی کے کنارے پر جا کر کہو، فقیہ حکم دے رہا ہے کہ ابھی جاری ہو جا، فقیر نے ایسا ہی کیا تو وادی میں اسی وقت پانی آ گیا اور حکم خداوندی سے خوب سیراب ہو گئے۔

مستحقین اور ظالموں کا نذرانہ رد ہو گیا

آپ کے پاس ایک گروہ زیارت کے لئے آیا ان کے پاس نذرانے کے درہم بھی تھے جب انہوں نے آپ کے سامنے رکھ دیئے تو آپ مسواک سے ایک ایک درہم کو الٹنے پلٹنے لگ گئے۔ تین درہم نکال کر ایک شخص کو واپس کر دیئے پھر سولہ درہم اور نکال کر ایک اور کو واپس فرما دیئے۔ پھر خادم کو حکم دیا کہ باقی درہم سنبھال لو۔ جس کے پاس تین درہم تھے اس سے کسی

نے پوچھا حضرت نے یہ کیوں واپس کر دیئے ہیں وہ بولا میرے تو نہیں ہیں یہ ایک بڑھیا نے بھیجے تھے جس کے پاس یتیم ہیں اسے خوف تھا کہ اگر وہ خود لائے گی تو یہ پہچان کر واپس کر دیں گے میں نے انہیں اپنے درہموں میں ملا لیا حضرت نے بعینہ وہ تین نکال کر واپس کر دیئے ہیں، اب اس نے سولہ درہموں والے سے سبب پوچھا وہ بولا یہ ایک لٹیرے ڈاکو بوڑھے کے ہیں اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا تھا تو حضرت کے لئے اس نے یہ نذر مانی تھی جب گھوڑا ٹھیک ہو گیا تو اس نے یہ رقم مجھے دے کر بھیجا کہ حضرت اس کا نذرانہ وصول نہیں فرمائیں گے حضرت نے وہی سولہ میرے درہموں سے نکال دیئے ہیں جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں، صمیون عرب میں حضرت کے مقام کے قریب رہتے ہیں ان کا پیشہ صرف لوٹ مار ہے۔

یہ ابتداء یہ انتہاء

آپ کے صاحبزادے عیسیٰ جب پیدا ہوئے تو آپ پہلے روئے اور بعد میں ہنسنے لگے جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا مجھے بتایا گیا کہ وہ غرق ہو کر مرے گا میں رو پڑا پھر مجھے بتایا گیا کہ اس کا ایک لڑکا ہو گا کہ ولایت میں میری انتہاء اس کا آغاز ہو گی۔ یہ سن کر میں ہنس پڑا پھر ایسا ہی ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کے لڑکے عیسیٰ غرق ہو کر فوت ہوئے اور ان کے صاحبزادے محمد بن عیسیٰ مشہور زمانہ عالم وفقیہ ہوئے۔

وجد میں وصال

آپ نے اپنے پوتے احمد بن ابراہیم کے متعلق فرمایا میرے اس بچے کی تخلیق وجد و مستی سے ہوئی ہے اور وجد میں ہی وفات پائے گا یہ صاحبزادہ بہت ہی وجد میں رہتا تھا ایک دن گانے والے کو اس نے ایک قصیدہ گاتے سنا جس کا پہلا شعر یہ ہے:

اھلا و سھلا بکم یا جیرۃ الحلل و مرحبا بحداۃ العیس والکلل

(اے حلہ پوش پڑوسیو! میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔
تمہارے اونٹوں اور سواریوں کے حدی خوانوں کو بھی خوش آمدید)۔

یہ قصیدہ سن کر ایسا وجد طاری ہوا کہ وہ اسی وجد میں رحلت فرما گئے آپ کی کرامات مشہور ہیں، وفات ۷۰۴ھ میں ہوئی لحیہ گاؤں میں مدفون ہوئے یہ ساحل سمندر پر مشہور مقام ہے آپ کی قبر پر دور دراز سے لوگ حصول تبرک اور قصد زیارت کے لئے حاضری دیتے ہیں، آپ کے مزار کی تو بات ہی کیا آپ کے گاؤں میں بھی کوئی پناہ لے لے تو کوئی بھی حکمران یا عرب اس سے تعرض نہیں کر سکتا یہ اللہ کریم کا ہی لطف و کرم ہے میں نے وہاں اس حال میں یہ شہر چھوڑا کہ آپ کی اولاد علم واصلاح میں مشہور تھی ان کا نسب نامہ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مولا علی کے بھائی) سے ملتا ہے۔ (زبیدی)

حضرت احمد بن حسین شیبی مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عابد، زاہد، احوال صادقہ اور کرامات خارقہ کے موصوف ہیں، آپ نے شیخ احمد بن مفرج رحمۃ اللہ علیہ کو یمن میں بیٹھے کعبہ دکھایا انہیں قندیلیں اور طواف کرنے والے سامنے نظر آئے، آپ کے ایک مرید کو مرض نے آلیا، اس نے آپ سے مدد چاہی

حالانکہ آپ کا وصال ہو چکا تھا آپ بیداری میں اس کے پاس تشریف لائے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو فوراً وہ ٹھیک ہو گیا اس کے ہاتھ میں تسبیح پکڑائی جو کئی سال اس کے پاس رہی۔ (مناوی)

حضرت احمد بن حسند جی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیائے کبار میں شامل ہیں صاحب ولایت وتمکین ہیں۔ شیخ علی بن غریب سلامہ کے رہنے والے تھے اور مسجد معاذ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ وہ ایک رات وادی میں وضو کے لئے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ پانی کا سیلاب آیا ہوا ہے حالانکہ وہ وقت سیلاب کا نہ تھا اور انہوں نے سیلاب کے آگے آگے ایک شخص کو یہ کہتے سنا، حسندج مندج وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا فرماتے ہیں میں اس کے پیچھے ہولیا آواز آئی ان میں پیچھے پیچھے چلتا گیا سیلاب تینہ گاؤں میں جا پہنچا یہ ساحل سمندر پر تھا اور وادی کا پانی شاذ و نادر ہی وہاں جا سکتا تھا اور وادی کے پانی سے کبھی کبھار ہی وہ جگہ سیراب ہوتی تھی وہ سیلاب آیا حضرت احمد مذکور کی زمین کو پانی پلایا اس سے آگے نہ بڑھا اور اس کا کوئی حصہ خالی نہ چھوڑا۔

آپ کی اولاد میں کسی پر اگر وقت تنگ ہو جاتا تو وہ آپ کی قبر پر آتا وہاں اتنے دراہم موجود ہوتے جس سے ان کی ضرورت پوری ہو جاتی، آپ کی اور بھی کئی کرامات ہیں۔ (زبیدی، شرجی)

حضرت احمد بن استاذ اعظم باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے کبار اور اولیائے اخیار میں سے ایک ہیں، آپ کے مریدوں کی ایک جماعت نے آپ کے وسیلے سے اللہ کریم سے مدد چاہی تو انہیں اپنا مطلوب مل گیا اور انہوں نے اپنا مرغوب پا لیا، آپ کے ایک فقیر کو گورنر نے قید کر لیا اس نے آپ سے استغاثہ کیا اس نے والی سے بیڑیاں کھولنے کے لئے کہا قید کرنے والے جیلبچی نے اسے کہا میں تو اسی صورت میں بیڑیاں کھولوں گا کہ تو میری عادت (رشوت) پوری کر دے اس قیدی نے جواب دیا اگر میں خود بیڑیاں کھول لوں تو پھر آپ میرا معارضہ ومقابلہ نہیں کریں گے۔ وہ بولا ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کروں گا اس وقت اس نے حضرت سے استغاثہ کیا اور آپ کا وسیلہ پیش خدا کیا بیڑیاں کھل گئیں اور وہ اپنے راستے پر چل نکلا آپ کا وصال ۶۰۴ھ میں تریم میں ہوا۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن محمد بن عطاء اللہ سکندری شاذلی تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف مرسی کے مرید ''الحکم المشہورۃ'' کے مصنف حضرت تقی الدین سبکی کے مرشد ہیں۔ کمال بن ہمام آپ کی قبر کی زیارت کے لئے آیا اور وہاں سورۂ ہود پڑھتا ہوا یہاں پہنچا فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ (ہود) (تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب)۔ آپ نے قبر سے بلند آواز میں جواب دیا، اے کمال! ہم میں کوئی بدبخت نہیں ہے اب کمال نے وصیت کی کہ اسے اسی قبرستان میں دفن کیا جائے۔

مردِ حق کی عظمت

آپ کے شاگردوں میں ایک نے حج کیا اس نے آپ کو مطاف، مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے صفا و مروہ کے مسعیٰ

(دوڑنے کی جگہ جومیلین اخضرین کے درمیان ہے) اور عرفات میں دیکھا، جب وہ واپس ہوا تو حضرت کے متعلق پوچھا کہ جب میں حج کے لئے شہر سے نکل گیا تو کیا حضرت بھی کہیں تشریف لے گئے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا وہ نہیں گئے وہ آپ کی خدمت میں پہنچا سلام کیا حضرت نے پوچھا کیا تم نے اپنے اس سفر میں کوئی مردان حق بھی دیکھے ہیں؟ اس نے عرض کیا حضور! میں نے آپ کو دیکھا آپ مسکرائے اور فرمایا مرد عظیم ساری کائنات کو بھر دیتا ہے اگر وہ اپنے حجرے سے قطب کو بھی بلائے تو وہ جواب دیتا ہے آپ ۷۰۹ھ میں مصر میں فوت ہوئے قرافہ میں ابوالوفاء کے قریب بقول مناوی مدفون ہوئے۔

حضرت احمد بن فقیہ ابوالخیر منصور شماخی سعدی رحمۃ اللہ علیہ

یہ نسب مشہور قبیلہ سعد کی طرف ہے اور شماخی کی نسبت حضرموت کے خاندان بنی شماخ کی طرف ہے آپ کے والدین یمن کے علاقہ شہر زبید میں مقیم ہو گئے، حضرت احمد مذکور امام جلیل اور عارف عالم تھے اپنے باپ کے بعد علم حدیث کی حکمرانی آپ پر ہی ختم تھی کمال علمی کے ساتھ تقویٰ و کرامات کا منبع تھے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ذکر خیر میں اپنی تاریخ کے اندر لکھا ہے کہ ایک نیک آدمی نے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی، آپ کے ساتھ پہلو میں ایک آدمی بیٹھا تھا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خواب دیکھنے والے کو فرمایا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ اس نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں انہیں نہیں پہچانتا آپ نے فرمایا یہ احمد بن ابوالخیر ہیں جو ہمیشہ میری سنت کے متبع رہتے ہیں آپ کا وصال ۷۲۹ھ میں ہوا۔ (زبیدی) آپ کے مقبرہ پر آنے والے عموماً آپ کی قبر سے آسمان کی طرف بلند ہوا نور دیکھتے ہیں۔ (مناوی)

حضرت احمد بن عاشر رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلا میں باہر سے آکر مقیم ہو گئے تھے آپ مشہور ولی ہیں اور مغرب میں آپ کی کرامات کا شہرہ ہے۔ مقری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عاشر رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بڑے بڑے علماء کی کثیر تعداد کی تعریف نقل کی ہے جنہوں نے شہادت دی ہے کہ حضرت بڑے پایہ کے ولی تھے۔ پھر ابن قنفذ سے بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے سفرنامے میں آپ کی ولایت و ارشاد کا ذکر کیا ہے وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک نیک شخص نے میری موجودگی میں آپ سے مسلمان اور عیسائی کے مکاشفے کا فرق دریافت کیا کیونکہ مکاشفہ ان میں بھی پایا جاتا ہے فرمایا جس مسلمان کو مکاشفہ کا مقام حاصل ہو وہ مصیبت و دکھ سے نجات دلا دیتا ہے۔ مگر نصرانی ایسا نہیں کر سکتا یہ سن کر اس نے سوال کیا کیا حضرت فقیہ بھی ایسا کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں کر سکتا ہوں پھر آپ نے دائیں بائیں دیکھا تا کہ اس مرض کا کوئی مریض مل سکے اور آپ مشاہدہ کرا سکیں مگر وہاں کوئی آدمی ایسا نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اس دوسرے سوال پر غصے میں آ گئے تھے (کیونکہ یہ ذاتی سوال تھا) پھر آپ نے ہاتھ باہر نکالا اور فرمایا فقیر تو اپاہج اور حرکت سے معطل لوگوں کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کا درد ختم ہو جاتا ہے حالانکہ وہ زمین پر گھسٹ رہا ہوتا ہے۔ مصنف مزید لکھتے ہیں کہ یہی سوال ایک نصرانی نے آپ سے کیا جو ظاہری لباس میں مسلمان بنا ہوا تھا آپ نے فرمایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ تیری کمر سے زنار (جینو) گر چکا ہے پھر سچ مچ زنار گر گیا، عیسائی بھری محفل میں رسوا ہو کر اسلام لے

آیا۔(ابن قنفذ قسطمینی) آپ کی حالت و برکات موت تک قائم رہیں۔ وصال ۷۶۵ھ میں ہوا۔ (نفح الطیب)

حضرت احمد بن ثابت مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کتاب ''التفکر والاعتبار'' کے مصنف ہیں اس کتاب میں لکھتے ہیں میں نے حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس درود شریف کا فیضان دیکھا ہے۔

اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں

کہ میں خلوت میں تھا میرے پاس ایک شخص آیا اس نے اپنے فقر و غم کی شکایت کر کے مجھے فتنے میں مبتلا کر دیا اس نے میرے سامنے ایک مربع چیز پیش کی تاکہ میں اسے ٹھیک کر دوں میں نے اسے لیا تو وہ مصحف شریف تھا میں نے اس کو درست کر دیا جب وہ مجھ سے الگ ہوا تو ایک شخص نے مجھے اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ اس مربع چیز سے مستفید نہیں ہو گا ہاں آپ پر اب خوف آئے گا۔ میں دو نمازوں کے درمیان کے وقت روتا رہا پھر ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا آپ اللہ کریم کے سامنے حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ جلیلہ پیش کریں اور سیدی خالد مکہ مکرمہ کے صاحب ولایت کا وسیلہ پکڑیں، پھر میں نے اللہ کریم کی سرکار میں حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ پیش کیا اور پوری رات آپ سے استغاثہ کرتا رہا، پھر ایک بزرگ کی زیارت کے لئے نکلا میں نماز مغرب کے قریب ان کی منزل کے پاس پہنچا جماعت کھڑی ہو گئی اور میں نماز میں شامل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے گروہ میری طرف بڑھتے آ رہے ہیں اور میں ان کے درمیان آ گیا ہوں آنکھ جھپکنے کی دیر سے بھی پہلے میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی اس میں بہت تنگ دل ہوا مگر میں تو نماز میں تھا میں نے نماز جاری رکھی۔ دفعتہً سرکار سید الاولین والآخرین، رسول رب العالمین، قائد الغر المحجلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے میرا ہاتھ پکڑا حلقہ میں داخل فرمایا اور ارشاد ہوا میں ساری خدائی کا شفیع ہوں اب میرا خوف تھم گیا میں نے نماز پوری کی یہ بالمشافہ زیارت تھی خواب نہ تھا جب میں نے نماز پوری کر لی تو اس ولی کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی زیارت کے لئے آیا تھا دیکھتے ہی فرمایا دیوار تمہیں روک رہی تھی میں نے عرض کیا جناب! جہاں کا میں نے مشاہدہ کیا ہے وہاں تک میں تو آپ کو پہنچا دوں گا کیا آپ مجھے اس سے آگے نہیں پہنچا دیں گے؟ انہوں نے تھوڑی دیر کے لئے سر کو جھکا لیا پھر سر اٹھا کر کہا حضور زین مخلوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکاوٹیں توڑ کر آپ کو حلقے میں داخل فرما لیا ہے اب آپ کو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

حضرت احمد قطب الدین مخلوف رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) شیخ الاسلام یحیٰی مناوی کے دادا کے دادا ہیں۔ آپ مایۂ ناز صوفیہ اور عظمت مآب عارفین میں شمار ہوتے ہیں۔ تونس کے علاقہ کے جدادہ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے وہیں پلے اور بڑھے۔ راہ تصوف پر چلے اور اس کے لئے مختلف علاقوں میں گئے آپ کے ہاتھ پر کرامات کا ظہور ہوا آپ اس وقت دریائے نیل کے ساحل پر آ کر کھڑے ہو گئے جب کہ لوگ بوجہ قحط وہاں سے جلاوطنی اختیار کرنے والے تھے، آپ نے نیل سے کہا اللہ کے حکم سے اب چڑھ جا، دریا

اسی وقت چڑھ گیا، مصر پر دشمن چڑھ دوڑا، آپ اس کے سامنے آگئے اور آگ کو حکم دیا انہیں پکڑ لے آگ کے شرارے وہاں جا پڑے اور وہ جل گئے آپ کے اس انداز کے بے شمار مناقب ہیں آپ بعد از وصال منیہ میں دفن ہوئے وہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔(مناوی)

حضرت احمد بن زید بن علی بن حسن بن عطیہ شاوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمنی شافعی فقیہ، عالم، امام کامل، عابد، زاہد اور بہت زیادہ متقی تھے۔ آپ کا علاقہ صنعاء اور اس کے ملحقات کے زیدیوں سے ملا ہوا تھا وہاں ان دنوں محمد بن علی مہدوی الملقب صلاح الدین کی عملداری تھی حضرت ان کے عقیدہ و مذہب کی خامیوں کی نشان دہی فرمایا کرتے تھے آپ نے ایک مختصر سی کتاب بھی لکھی تھی جس میں اتباع سنت اور اجتناب بدعت پر زور دیا تھا اب محمد بن علی فوج لے کر آپ پر حملہ آور ہوئے حضرت کے گھر پر دھاوا بولا آپ کو آپ کے صاحبزادے ابوبکر، آپ کے اہل خانہ اور مریدوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا آپ نے ان سے کوئی جنگ نہ لڑی یہ قتل ظلم و تعدی کا جیتا جاگتا نمونہ تھا، ان لوگوں نے شہر کو خوب لوٹا اس علاقے کے لوگ آپ کے معتقد تھے لہٰذا آپ کے گھر بے شمار لوگوں کی امانتیں پڑی ہوئی تھیں سب لٹ گئیں یہ ۷۹۳ھ کا واقعہ ہے مگر اس کے بعد محمد بن علی کو بھی سکون نہ ملا دیر تک حکمران نہ رہ سکا شدید عقوبتوں میں گرفتار ہوا اپنے خچر پر ایک دن سوار ہوا اچانک خچر بدکا بھاگا اور یہ حاکم اس سے گرا مگر ایک پاؤں رکاب میں پھنس گیا اب خچر مزید بھاگا بڑی کوشش کے بعد خچر کو قابو کیا گیا، اس سے خچر کے بدکنے کا سبب پوچھا گیا تو بولا میں نے فقیہ احمد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اس نے خچر کے منہ پر اپنی انگلی ماری اور وہ یوں بھاگ کھڑا ہوا زخمی حالت میں چند دن زندہ رہ کر مر گیا، حضرت کی شہادت کے صرف ایک ماہ بعد ایسا ہوا، حضرت کا علامہ شرف الدین اسماعیل مقری شافعی مصنف ''الروض'' نے فصیح و بلیغ مرتبہ لکھا دونوں (صاحب شہادت، صاحب قصیدہ) کا تعلق بنی شاور سے ہے۔(شرجی)

حضرت احمد بن علوان یمنی رحمۃ اللہ علیہ

ہاتھی دھنس گیا

کچھ لوگ آپ کے گوشہ خلوت میں ہاتھی لے آئے اور اس کا چارہ مانگنے لگے وہاں تو صرف فقیروں کی غذا تھی انہوں نے وہی لینی چاہی آپ نے انہیں روکا تو وہ بگڑے کہ ہم نے ضرور یہی غذا لینی ہے آپ نے ہاتھی کی طرف اشارہ کیا تو اس کی ٹانگیں پہاڑی میں دھنس گئیں اس کی ہڈیاں اب بھی چٹان میں نظر آ رہی ہیں، جہازوں کے مسافر مشکلات میں آپ سے مدد مانگتے تو نجات پاتے۔ آپ بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ آٹھویں صدی کی ابتداء میں واصل بحق ہوئے۔ ہم پہلے احمد بن علوان کا ذکر کر آئے ہیں وہ اور ہیں۔ ان کا وصال ۶۶۵ھ میں ہوا تھا دونوں کے نام، آباء اور علاقہ کے نام ایک جیسے ہیں۔

حضرت احمد بن احمد زہوری عجمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مجذوب تھے دمشق میں قیام تھا آپ کے احوال ظاہر اور واضح تھے کرامات بہت تھیں۔ ظاہر برقوق ابھی سپاہی تھا

کہ اس نے خواب دیکھا کہ وہ چاند کو روٹی کی صورت میں نگل گیا ہے صبح وہ ان کے پاس سے گزرا تو آپ نے زور سے کہا او برقوق! کیا روٹی کھا گئے ہو؟ وہ مبہوت ہو کر رہ گیا اور آپ کا معتقد بن گیا جب وہ والی سلطنت بن گیا تو آپ کو بلایا اور بہت تعظیم کی وہ آپ کی سفارش بالکل نہیں ٹھکراتا تھا۔

عشق بے پروا کی رعنائیاں

آپ اس کی مجلس میں تشریف لے جاتے اس کی سیٹ پر بیٹھ جاتے سب امراء کی موجودگی میں اسے گالیاں دیتے اور کئی دفعہ اس پر تھوک بھی دیتے مگر وہ ان باتوں سے ذرا برابر اثر نہ لیتا۔ آپ اس کے اہل خانہ کے پاس چلے جاتے تو وہ نہ بگڑتا ابن بارد کہتے ہیں مجھے ان کے کئی ارشاد یاد ہیں جو آپ نے فرمائے اور پھر وہی ہوا جو آپ کا فرمان تھا کبھی بات خطا نہ ہوئی لوگوں کا آپ پر بہت اعتقاد تھا، حافظ ابن حجر کا ارشاد ہے سلطان کو آپ نے سلطنت کی بشارت دی تھی لہٰذا وہ آپ کا معتقد تھا۔ بقول مناوی ۸۰۱ھ میں وصال ہوا۔

حضرت ابوبکر احمد بن محمد بن حسان حصری یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ولی، زاہد اور عابد تھے، ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے چلا، ایک کشتی پر سوار ہوا اپنے ساتھیوں سمیت غرق ہونے لگا تو آپ سے مدد مانگی حالانکہ اس سے پہلے اس نے آپ کی زیارت کبھی نہیں کی تھی اس نے چٹان کے سامنے ایک شخص کو دائیں اور بائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا وہ ہوا کو حکم دے رہے تھے کہ ادھر ادھر ہو جا جھکڑ رک گیا اور یہ لوگ بچ گئے جب آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا آپ وہی ہیں جو کشتی میں تشریف لائے تھے آپ کا وظیفہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل اور تین ختم قرآن پاک تھا وصال ۸۰۲ھ میں ہوا۔ زبید کے قریب مدفون ہوئے قبر ظاہر ہے ہر حاجت والے زائر کی وہاں حاجت پوری ہوتی ہے۔ (مناوی)

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد ناصح مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ولی اور محدث تھے بیت المقدس میں قیام تھا، ''الانس الجلیل'' کے مصنف کہتے ہیں آپ کی ولایت وصلاحیت کا چرچا تھا۔ شیخ خلیفہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ان کی زیارت کی تھی وہ مدرسہ فخریہ سے اقصیٰ شریف کی طرف جا رہے تھے اور زمین لپٹ لپٹ کر ان کے قدموں کے نیچے سے گزر رہی تھی۔ (طی ارضی کی کرامت حاصل تھی) ۸۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت احمد بن سلیمان زاہد رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام، عالم، عامل، مرد حق اور شیخ طریقت تھے، آپ نے طریقت کی مٹی راہوں کو واضح کیا فقیہ تھے فرمایا کرتے تھے:

وہ پھر نہ مل سکا

میں بچپن میں مکتب کی طرف جا رہا تھا کہ ایک پراگندہ مو، غبار آلود ولی حق ملا اس نے مجھ سے میرا کھانا مانگا میں نے اسے

دے دیا اور خود بھوکا رہنے کا ارادہ کرلیا کھانا لے کر اس نے کہا اے احمد! تمہارے لئے مقام مقسم (قاہرہ) پر یونیورسٹی تعمیر ہوگی اور تمہارا لقب زاہد پڑ جائے گا ایک گروہ اس عمارت میں تمہارے ساتھ جھگڑے گا اور اللہ کریم انہیں رسوا کردے گا، اور مصر میں تم مشار الیہ قرار پاؤ گے اور لاتعداد مردان حق کی تربیت تمہارے ہاتھ سے ہوگی پھر معاملہ ایسا ہی ہوا مگر وہ شخص مجھے نہ مل سکا۔

تسلی سے کام کرو وہ ابھی جیل میں رہے گا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں علماء کا ایک گروہ آپ کا شدید مخالف تھا ان مخالفین میں شیخ الاسلام ابن حجر اور حضرت جمال الدین (جو جمالیہ کے رہنے والے تھے یہ جمالیہ سعید السعداء کی خانقاہ کے قریب ہے)، بھی شامل تھے جمال الدین نے تو آپ کو جامع مسجد کی تعمیر کے لئے مٹی اٹھانے سے بھی روک دیا۔ حضرت نے یہ دیکھ کر فرمایا جس فقیر کی دلیل سامنے نہ آئے اس کی سرکار کا احترام نہیں ہوتا پھر آپ نے سر مبارک جھکایا اور جمال الدین کے خلاف بادشاہ کا دل ابھارا۔ بادشاہ نے اسی وقت کارندے بھیج کر انہیں جیل میں ڈال دیا مگر کوئی جرم نہ بتایا حضرت کی جامع مسجد کی تعمیر تک وہ جیل میں بند رہے آپ مٹی لانے والے کو فرماتے بڑی جرأت و بہادری سے مٹی اٹھا کر لاتے رہو تمہارے فارغ ہونے سے پہلے ہم اسے جیل سے باہر نہیں آنے دیں گے۔

علماء کو چیلنج کر دیا

اس سے پہلے شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی مخالفت میں انتہا کر چکے تھے جب حضرت کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا انہیں ہماری کون سی بات ناپسندیدہ ہے؟ اس شخص نے کہا وہ کہتے ہیں کہ آپ غیر آباد مسجدوں کی چیزیں اٹھا کر اپنی مسجد میں لگا دیتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ سب اللہ کریم کے گھر ہیں، پھر آپ جامع ازہر علامہ بلقینی سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے جامع کے صحن میں آپ نے کرسی رکھوائی آپ پر حال طاری تھا اور آپ کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ تھیں آپ کرسی پر بیٹھ گئے اور فرمایا جو علم بھی آسمان سے اترا ہے میں سائل کو اس کے جواب میں وہ بتادوں گا۔ سب لوگ مبہوت ہو گئے کسی نے سوال نہ کیا جب یہ کیف و مستی ختم ہوئی تو فرمایا مجھے یہاں کون لایا؟ لوگوں نے کہا آپ سے یہ اور یہ وقوع پذیر ہوا اور آپ نے یہ اور یہ فرمایا آپ نے پوچھا پھر کسی نے سوال کیا؟ جواب ملا نہیں سرکار! فرمایا الحمد للہ اگر کوئی ہمارے سامنے آتا تو ہم اسے چیر پھاڑ دیتے پھر جامع ازہر سے آپ تشریف لے گئے (یہ سب واقعات امام شعرانی نے نقل فرمائے ہیں)

بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ طریقت میں آپ کے مرشد حضرت حسن ششتری تھے اور آپ سے حضرت غمری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مدین رحمۃ اللہ علیہ نے فیض پایا آپ دمیاط تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر آپ کے پاس ایک صاحب ایک مٹھائی کا ڈبہ بطور ہدیہ لا رہے تھے سخت ہوا چلی اور بادبان کی رسی اس سے ٹکرائی اور وہ سمندر میں گر گیا جب مٹھائی والا شخص آپ کے سامنے آیا اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا ہمارے لئے جو ہدیہ لائے تھے وہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا وہ تو سمندر میں ہے آپ نے اپنے نمائندہ کو حکم دیا اسے خلوت خانے میں لے چلو اس نے دیکھا کہ ڈبہ اندر پڑا ہے اور اس سے پانی گر رہا ہے

۸۲۰ھ میں انتقال ہوا مصر میں اپنی مسجد میں دفن ہوئے۔

حضرت احمد حلفاوی خلیفہ حضرت مدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم وزاہد تھے حضرت مدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کا احترام واکرام فرماتے۔ آپ زاویہ میں جوتوں سمیت حضرت مرشد کی موجودگی میں چلتے تو آپ انہیں منع نہ فرماتے شویکی اس بات سے متاثر ہو کر کہتے آپ ادب نہیں کرتے ایک دن شویکی نے غصے میں آپ کو ڈانٹ دیا اور آپ سے قطع تعلقی کر لی مگر تیسرے دن کے خاتمے سے پہلے آ کر کہا میرے بھائی! آپ کی ناراضگی پر تو حق تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ جب سے میں نے آپ کو چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ نے بھی مواہب بند فرما دیئے ہیں حضرت مدین رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا میں نے تو انہیں جنت میں آپ کے ساتھ چلتے دیکھا ہے آپ کا وصال ہوا اور مدین رحمۃ اللہ علیہ کے زاویہ کے صحن میں دفن ہوئے۔ (مناوی) ظاہر بات ہے کہ حلفایہ سے مراد تاسومہ ہے جو پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔

حضرت احمد بن ہلا حسبانی صولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حلب میں تشریف فرما تھے اپنے زمانے کے مشہور صوفیہ میں شامل تھے آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ کائنات پر مطلع ہیں اور سرکار خداوندی سے بلا واسطہ انہیں فیض ملتا ہے اور وہی دائرہ ولایت کے مرکزی نقطہ ہیں اور وہ بیداری میں سب انبیاء سے ملتے ہیں، فقہاء ومحدثین کی ایک عظیم جماعت آپ کے پیچھے پڑ گئی عموماً ان حضرات کا گروہ اولیاء سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے دولت وحکومت اکابر آپ کے خلاف ہو گئے آپ کے مریدوں کی کثرت ہوئی اور اطراف واکناف سے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اسی حال میں بقول مناوی ۸۲۳ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت احمد بن محمد ردینی یمنی شریف سنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم وعامل شیخ تھے آپ جلیل القدر اور مشہور الذکر ولی تھے صاحب احوال وکرامات تھے شیخ عبداللہ معترض کہتے ہیں میں ایک قافلہ میں تھا ہمیں خوف نے آلیا میں نے شریف احمد سے امداد چاہی تو حضرت کو اپنے سامنے پایا دائیں دیکھا تو بھی تھے بائیں دیکھا تو بھی تھے آپ کی برکت سے اللہ کریم نے ہمیں سلامتی عطا فرمائی۔

اونٹ اٹھ نہ سکا

آپ کی شادی شیخ شریف احمد مساوی کے گھر ہوئی تھی دونوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا آپ کی بیوی نے اپنے باپ کو پیغام بھیجا وہ آیا اور لڑکی کو لے جانا چاہا حضرت ردینی رحمۃ اللہ علیہ گھر پر نہیں تھے جب خاتون کجاوے میں سوار ہوئیں تو اونٹ اٹھ نہ سکا اور ان کے اترے بغیر کسی کی بھی کوششوں سے اونٹ اٹھ نہ سکا جب ان کے والد نے یہ بات دیکھی تو سمجھ گیا کہ یہ حضرت احمد کا کام ہے وہ آپ کے پاس آیا آپ اپنی جگہ پر معتکف تھے آپ سے معذرت چاہی اور اس کے بعد کبھی آپ کی مخالفت نہ کی۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں بقول شرجی آپ کا وصال ۸۲۷ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن عبد الرحمٰن سقاف رحمۃ اللہ علیہ

آئمہ اوتاد اور علمائے زہاد میں سے ایک ہیں آپ نے شیخ جلیل حضرت موسیٰ بن علی باجرش کو پیغام بھیجا کہ ہمیں وہ کچھ بھیجیں جس کی نیت کی ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ حیران ہو گئے اور فرمایا میں نے تو ابھی دل میں اس کی نیت کی تھی اور کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی۔

آپ کی صاحبزادی نے درخت پر بیٹھی فاختہ دیکھی تو اصرار کیا کہ مجھے فاختہ پکڑ کر دیں آپ نے خادم کو اشارہ کیا کہ اسے پکڑ لاؤ اس نے جا کر فاختہ کو پکڑ لیا وہ بیٹھی ہی رہی خادم لڑکی کے پاس اسے لے آیا۔ آپ وضو کے لئے کنوئیں پر آ گئے مگر وہاں نہ ہی رسی تھی اور نہ ڈول تھا آپ نے پانی کو اشارہ کیا وہ اوپر آ گیا آپ نے ساتھیوں سمیت وضو کر لیا تو پانی واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

علم واپس مل گیا

آپ نے سیدنا ہود علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس نماز باجماعت ادا فرمائی ایک فقیہ نے دل ہی دل میں آپ پر اعتراض کیا اس فقیہ کے دل سے قرآن پاک اور سب علوم نکل گئے وہ شدید پریشان ہوا عارف باللہ حضرت عبدالخالق ساکن جردان بھی اس سال زیارت کے لئے آئے جب انہیں پتہ چلا کہ فقیہ صاحب کا سب کچھ چھن چکا ہے تو وہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کی قبر انور کی طرف پلٹے اور فقیہ کی سفارش فرمائی کہ اسے چھنا ہوا علم مل سکے جب قبر سے واپس پلٹے تو پڑھ رہے تھے:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ (آل عمران: 174)

''پس پلٹے اللہ کے احسان وفضل سے کہ انہیں کوئی نہیں پہنچے''۔

چنانچہ فقیہ کا چھینا ہوا علم واپس مل گیا۔

آپ کے پاس کوئی جائیداد نہ تھی جس سے غلہ حاصل کرتے چند کھجوریں تھیں جن کو بیچ کر اہل وعیال کا خرچ پورا کرتے کچھ پھل کپڑوں کے لئے بیچنا پڑتا حالانکہ وہ خرچ کے لئے بھی پورا نہ تھا چہ جائیکہ اسے کپڑوں کے لئے بیچا جاتا، ایک سال اس پھل کو آفت نے آلیا اور بہت ہی کم پھل بچ سکا۔ آپ کے چچازاد بھائیوں نے کچھ جمع کرنا چاہا تاکہ آپ گھر والوں کا اس سے خرچ چلا سکیں آپ نے انہیں کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جو بچ گیا ہے وہی کافی ہے پھر وہ تھوڑا سا سال بھر کافی رہا۔

آپ بیمار ہوئے تو آپ کا حال پوچھا گیا فرمایا صلحاء بلا سے یوں لطف اندوز ہوتے ہیں جس طرح اہل دنیا نعمتوں سے لطف اٹھاتے ہیں پھر وضو کر کے نماز ظہر پڑھی قبلہ کی طرف رخ کر کے دائیں پہلو پر لیٹ گئے پھر انگشت شہادت اٹھا کر ذکر الٰہی شروع کر دیا روح نکلنے تک یہی انداز اپنائے رکھا۔ بقول مصنف ''المشرع الروی'' وصال ۸۲۹ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن ابراہیم یمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمنی الاصل ہیں مگر پھر روم میں مقیم ہو گئے یمن سے بروسہ میں چلے گئے پھر مصر میں آ کر شیخونیہ میں ٹھہرے زاہد و

عابد تھے شیخونیہ میں لوگوں سے کٹ گئے صرف جمعہ کو ہی انہیں جمعہ کے وقت دیکھا جا سکتا تھا آپ کے احوال و کرامات کی شہرت تھی۔

کیا ہی عظمت ہے

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ تواتر سے ثابت ہے کہ بیس سال تک آپ نے پانی بالکل نہیں پیا، آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں کھڑے رہتے آپ کے جنازے میں اتنا مجمع تھا کہ حیرانی تھی آپ کے بدن کے کپڑے خریدنے میں لوگوں نے انتہائی شفقت کا اظہار کیا اور بھاری قیمت دے کر خریدے، جتنے کپڑوں کے پیسے اکٹھے ہوئے عجیب اتفاق ہے کہ ان کی قیمت شیخونیہ میں آپ کی ساری عمر کی خوراک کے برابر تھی ذرا بھی کمی بیشی نہ تھی۔ بقول ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ یہ بات بھی آپ کی کرامت میں شمار ہوئی۔ بقول مناوی وصال ۸۳۰ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن علی بن یوسف اشکل رحمۃ اللہ علیہ

آپ صالح فقیہ تھے لوگوں سے الگ تھلگ دور رہتے تھے۔ یہی حال ان کے بھائی محمد، والد علی اور دادا یوسف (علیہم الرحمۃ) کا تھا سب کا طریقہ عزلت و تنہائی تھا۔ بنی احجف کے ایک شخص کے ذمہ سرکاری رقم تھی جس کی ادائیگی سے وہ عاجز آ چکا تھا ادھر امیر نے اسے بلوایا وہ حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ مذکور کی خدمت میں آیا اور بالکل چمٹ گیا آپ نے فرمایا وہاں جا کر حساب کرو آپ کے ذمے تو کچھ بھی نہیں ہے وہ اہل دیوان کے پاس حساب کے لئے گیا اس کا حساب تو بے باک تھا اس نے کچھ بھی ادائیگی وہاں نہ کی، آپ کا ایک مرید اسی طرح آپ کی خدمت میں آیا اور حکومت کے پچاس دیناروں کا ذکر کیا جس کی ادائیگی اس کے لئے ممکن نہ تھی اور حکام کی طرف سے مطالبہ ہو رہا تھا یہ ابن میکائیل کا دور تھا آپ نے فرمایا خط قبول کر لیں مگر آپ کو اس کے بعد کوئی چیز انہیں یا بنی رسول کو نہیں دینی پڑے گی اس لئے کہ ان کی حکومت یوں ہی زائل ہونے والی ہے جس طرح آج کا دن ختم ہونے والا ہے ابھی دن نہیں گزرا تھا کہ ملک افضل کی فوجیں آ گئیں سخت جنگ ہوئی اور ابن میکائیل شکست کھا گیا اس کی حکومت جاتی رہی اور اس شخص کی ادائیگی ختم ہو گئی۔

امام شرجی فرماتے ہیں یہ بنو اشکل علم و صلاح کا گھرانہ ہے ان کے متاخرین میں فقیہ محمد بن ابی بکر حضرت اسماعیل جبرتی کبیر کے شہر زبید میں جلیس رہے اور ان کرامات و مناقب کو ایک جلد میں جمع فرمایا ان محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ شکل کی وفات اپنے شہر میں ۸۲۰ھ سے کچھ اوپر ہوئی اور اپنے خاندان کے قبرستان میں مدفون ہوئے یہ قبور زیارت کے لئے مشہور ہیں۔

حضرت احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام و مقتدیٰ اور عارف ربانی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیش گوئی

آپ نے ارشاد فرمایا میرے بعد سترہ اولیائے ربانی احمد نامی آئیں گے سب سے آخری احمد ایک ہزار ہجری کے سرے

پر پیدا ہوگا وہ مرتبے میں سب سے اعلیٰ ہوگا۔ اہل کشف کا ایک جم غفیر کہتا ہے کہ اس احمد سے مراد حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی نقشبندی ہیں۔ (الحانی)

حضرت ابوالعباس احمد بن یحییٰ مساوی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبیر القدر، مشہور الذکر عظیم سنی تھے آپ کے احوال و کرامات کثیر ہیں۔

گڑھے سے سب کچھ نکال کر دیتے

زیدی سیدوں کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا یہ لوگ کرامات اولیاء کے منکر ہیں انہوں نے آپ کا امتحان لینا چاہا آپ سے کھانے کی ایسی چیز کا مطالبہ کیا جو آپ کے پاس نہ تھی آپ کے پاس تو صرف ایک گڑھا تھا جس سے پانی بہتا تھا اور یمنی اسے سرداب کہتے تھے ان کے مطالبہ پر آپ کبھی ان سے گھی نکالتے کبھی شہد نکال لیتے اور کبھی دودھ باہر لاتے جو مانگتے اسی گڑھے سے آپ نکال کر دے دیتے۔

آپ قاضی عثمان بن عبد ناشری کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے وہ قریب المرگ تھے جب آپ وہاں سے نکلے تو ان کی وجہ سے آپ کبیدہ خاطر تھے کیونکہ دونوں میں یارانہ تھا پھر دوبارہ آپ آئے تو ان کے گھر والوں کو فرمایا میں نے ان کے لئے تین سال مانگ لیے ہیں۔ قاضی صاحب اس کے بعد پورے تین سال کمی بیشی کے بغیر زندہ رہے۔ یہ واقعہ سب لوگوں میں مشہور ہے آپ کی کراماتیں بہت ہیں وصال ۸۴۱ھ میں ہوا اور شہر حرض میں اپنے خلوت کدے میں شہر کے ایک کنارے دفن ہوئے آپ کی قبر وہاں مشہور ہے لوگ زیارت و تبرک کے لئے وہاں آتے ہیں۔ (زبیدی)

حضرت احمد بن حسین بن ارسلان شہاب ابوالعباس رملی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے وقت کے شریعت پسند صوفیہ کے سردار تھے۔ کمال مقدسی کہتے ہیں کہ معنوی حیثیت سے اہل رمل و قدس میں آپ کی کرامات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

کتاب اور صاحب کتاب

ایک کرامت ملاحظہ ہو کہ جب آپ کی کتاب ''الزہد'' مکمل ہوئی تو آپ اسے لے کر سمندر کے کنارے پہنچے اس کے ساتھ پتھر باندھ کر اسے سمندر کی گہرائی میں پھینک دیا اور عرض کیا اے اللہ! اگر یہ صرف تیری ذات کے لئے خاص تھی تو اسے سامنے لے آ ورنہ اسے ختم کر دے کتاب سمندر کی تہہ سے ابھر کر پانی کی سطح پر تیرنے لگ گئی۔

آپ نے طوغان رملہ کے محاسب کے پاس سفارش کی مگر اس نے نہ مانی اور کہا ابن ارسلان نے لمبی سفارشیں کر کر کے ہمیں تھکا دیا ہے اگر ان میں کوئی کمال ہے تو اس کھجور کو پھینک دیں کھجور اس کے قریب تھی ابھی اس کی بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ شدید جھکڑ آیا اور کھجور گر گئی وہ معافی مانگنے کے لئے آپ کے پاس بھاگا آیا۔

جب آپ کو قبر میں دفن کے لئے اتارا گیا تو آپ کی آواز آئی آپ پڑھ رہے تھے:

رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝ (المومنون)

(اے میرے رب! مجھے برکت والی جگہ اتار)۔

آپ صائم اور عبادت گزار تھے۔ رات کو بہت کم لیٹتے وصال ۸۴۱ھ میں ہوا اور بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس میں دفن ہوئے۔

''الانس الجلیل'' میں لکھا ہے کہ آپ اصلاً بنو کنانہ کے عربی الاصل ہیں علوم میں مصروف ہوئے اور رملہ میں مقیم رہے جو بھی آپ کے پاس طلب علم کے لئے آیا مستفید ہوا آپ کے مشائخ میں شہاب الدین بن ہائم اور شیخ جلال الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ شامل ہیں آخر میں آپ درس و تدریس اور فتوئی نویسی چھوڑ کر متوجہ الی اللہ ہو گئے اور رملہ سے بیت المقدس جا کر متوطن ہوئے آپ کی بہت سی مفید تالیفات ہیں، اتفاق ایسا ہوا کہ رملہ کے محاسب نے آپ کے ایک مرید کو مارا جس کا نام شیخ محمد مشمر تھا اس نے آپ سے استغاثہ کیا وہ محاسب کہنے لگا اگر تیرے مرشد کے پاس دلیل (کرامت) ہے تو اس درخت پر ظاہر کرے یہ کھجور کا درخت تھا جو اس کے سامنے کھڑا تھا درخت فوراً زمین پر گر گیا محاسب پا پیادہ آپ کی خدمت میں آ کر قدموں میں گر پڑا۔

آپ کا ابھی بچپن تھا کہ شیخ نجم الدین بن جماعہ آپ کو شیخ الصلاحیہ کہہ کر پکارتے اور آپ ان کی مصیبت کو دور فرما دیتے آپ کا قد لمبا تھا رنگت پیلی رہتی تھی لباس اچھا ہوتا اور پرہیز گاری غالب تھی لاتعداد مکاشفات تھے اور مقبول دعائیں تھیں قدس شریف کے زاویہ ختنیہ میں وصال ہوا اور حضرت ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے آپ کے لئے لوگوں نے عمدہ خواب دیکھے آپ کے مناقب بہت طویل ہیں جو آپ کی اور ابو عبداللہ قرشی کی قبر کے درمیان دعا مانگتا ہے اللہ کریم قبول فرماتے ہیں صاحب ''الانس الجلیل'' فرماتے ہیں میں نے تجربہ کیا تو ٹھیک نکلا۔ وصال ۸۴۴ھ میں ہوا آپ کی تاریخ وفات میں مناوی رحمۃ اللہ علیہ کو اختلاف ہے ان کی کتاب ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت احمد بن محمد بن عبد الغنی ابو العباس سرسری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ عارف، عالم، عامل، قطب اور غوث تھے آپ کو جو حاصل ہوا نگاہ باطن سے حاصل ہوا اور آپ کا نفع چاروں مذاہب کو پہنچا، آپ کے مکاشفات اور کرامات ظاہر و باہر ہیں۔

مجھے قطب دکھائیں

جب کمال بن ہمام مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عارف ربانی عبدالکریم حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ مجھے قطب کی زیارت کرائیں انہوں نے ایک وقت مقررہ کا وعدہ فرمایا اور پھر انہیں لے کر مطاف میں چلے گئے انہیں حکم دیا اپنا سر اوپر اٹھائیں انہوں نے سر اٹھایا تو حضرت سرسری رحمۃ اللہ علیہ کو آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا پایا غور سے آپ کو دیکھا اور پہچانا دہشت طاری ہو گئی اسی دہشت میں بلند آواز سے کہنے لگے یہ تو ہمارے دوست ہیں مگر ہم ان کا مقام نہ پہچان سکے، پھر آپ

نگاہوں سے اوجھل ہو گئے جب کمال مصر واپس آئے تو سب سے پہلے آپ کو سلام کر کے آپ کے قدم چوم لئے آپ نے فرمایا جو دیکھا ہے اسے چھپاؤ، ۸۶۱ھ میں وصال ہوا قرافہ میں قبر ہے۔

حضرت احمد بن مخلوف شابی خلیفہ حضرت عبدالوہاب ہندی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علوان آپ کی لطیف حکایت بیان کرتے ہیں جس کا تعلق آپ کے مرشد سے ہے یہ واقعہ علوان کو ان کے مرشد شیخ مغربی سید علی بن مغربی مدفون مجدل معرش (جبل لبنان) نے شیخ نباسی سے نقل کرتے ہوئے سنایا تھا کہ حضرت شابی نے اپنے مرشد عبدالوہاب ہندی کے ساتھ مل کر سفر حج کیا۔

کیا شان ولایت ہے

جب مکہ مکرمہ پہنچے تو عبدالکبیر نامی شخص سے ملے جو قطب تھے دونوں نے چاہا کہ حضرت قطب کی بات اپنی موت سے پہلے طریق نبوی کے متعلق سن لیں حضرت قطب نے بات کا ان کی فرمائش پر آغاز کیا جب وہ کلام میں مستغرق ہو گئے تو شابی نے نگاہ ڈالی تو عجیب منظر تھا کہ کعبہ مشرفہ ان تینوں کا طواف کر رہا ہے، شیخ ہندی کو شیخ شابی کے اس مکاشفہ پر یہ خوف ہوا کہ کہیں شابی اسی بات میں کھو نہ جائیں انہوں نے ڈانٹ کر فرمایا شابی! طینہ پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (بقرہ:102)۔ (ہم تو تیری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو) حضرت ہندی کا یہ ارشاد (شابی! طینہ) سے مراد یہ ہے کہ شابی مناوی ہے حرف ندا محذوف ہے (یا شابی! اے شابی) جس طرح اللہ کریم کے اس ارشاد میں ندا محذوف ہے يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (یوسف:29)۔ (اصل میں یا یوسف تھا یا محذوف ہے اے یوسف!) اور ان کا یہ ارشاد کہ طینہ ہے یعنی کعبہ مکرمہ اجزائے ارضی (مٹی وغیرہ) سے بنا ہوا ہے لہٰذا اگر وہ تمہارا طواف کر رہا ہے تو اس کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ مقصود اصلی تو خدا واحد لاشریک ہے کوئی اور مقصود اصلی نہیں، اس عبارت سے ہرگز اس وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ حضرت ہندی نے شان کعبہ میں کمی کی ہے ایسا تو اس لئے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرما کر کہا ہے: وَطَهِّرْ بَيْتِيَ بیت اللہ سے مراد یہاں کعبہ مکرمہ ہے عربی گرائمر میں یہ مضاف ہے اور ''ی'' ضمیر ذات خداوندی کے لئے ہے اور وہ مضاف الیہ ہے اللہ کریم نے اس کی نسبت اپنی ذات سے فرما کر کہ میرا گھر، اس کی کیسی عظمت بیان کی ہے۔ (مترجم) لیکن جب اشیاء کی نسبت ذات خداوندی کے ساتھ ہو تو نتیجہ یہی سامنے آتا ہے کہ وہ عدم ہیں محل فنا ہیں صرف ایک ہی ذات واجب الوجود ہے جو ذات حق ہے اور اس کے بغیر سب فانی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ (الرحمٰن) (زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے)۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے: كَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ وَهُوَ الْآنَ عَلٰى مَا عَلَيْهِ كَانَ (اللہ کریم کی ذات تھی اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی وہ ذات اب بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھی) حضرت ہندی کا یہ فرمانا کہ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (بقرہ:102) اقتباس قرآنی ہے وہ اپنے مرید شابی کو تنبیہ کرنا چاہتے تھے کہ یہ سب کچھ اللہ کریم کی طرف سے نعمت ہے لہٰذا اس نعمت میں کھو کر ذات حق سے غافل نہیں ہونا چاہئے اس طرح کفران نعمت ہو

گی، اصل راہ یہ ہے کہ توجہ ذات حق کی طرف ہو یہ تو ایک آزمائش ہے کہ کعبہ یوں آپ کے گرد گھومنے لگ گیا ہے اور اللہ کریم آزمائش تو فرماتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے: وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (الانبیاء: 35) (اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو) مطلب یہ ہے کہ یہ راہ حقیقت اس بات کی مقتضی ہے کہ کرامات کی طرف بالکل توجہ نہ ہو اور توجہ صرف مطلوب کی طرف ہو ہر تکلیف شرعی اس کے لئے ہو اور اس راہ میں استقامت ہو۔ (نسمات الاسحار: شیخ علوان حموی)

یہی علوان حموی صفدی کے قصیدہ تائیہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ مجھے سیدی احمد بن یوسف (خلیفہ سیدی زروق رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک مرید واضح بن عبدالجبار سویدی تلمسانی نے بتایا، سویدی ''الحکم'' کے شارح ہیں دین و تقویٰ اور علم اصول دین کے ماہر ہیں اپنی کتب میں صوفیہ کا کلام بہت نقل کرتے ہیں۔ ۹۰۸ھ کے ربیع الاخر میں مغربی علاقہ کے شہر نجبایہ کے ایک عالم کو مسائل توحید کے ایک مسئلہ میں اشکال پیش آیا علمائے مغرب سے انہوں نے دریافت کیا لیکن کسی نے شافی جواب نہ دیا انہوں نے شیخ المشائخ فرد و قطب ابوالعباس احمد بن مخلوف شابی کے متعلق سنا وہ آپ کی طرف چل پڑے جب آپ کے پاس پہنچے تو سنا کہ ایک فقیر آپ کے سامنے عرض کر رہا ہے کہ اسے ریاکاری کا مرض لاحق ہے حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ریا کی بہت سی قسمیں ہیں آپ نے ان میں سے ایک ایسی قسم بھی بیان فرمائی جو قابل تعریف ہے پھر ارشاد فرمایا اگر تیرے جی میں ایسی ہی بات ہے تو یہ اچھی ہے اگر یہ نہیں تو پھر قابل مذمت ہے جب مغربی نجباوی عالم نے حضرت کا یہ وضاحتی جواب سنا تو انہیں سوال کرنے کی جرأت ہوئی اور پورے شرح صدر سے سوال سامنے لانا چاہا ابھی ارادہ ہی کیا تھا کہ حضرت شیخ، اللہ انہیں اپنی رحمت سے ڈھانپے، اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خاموش رہیں ابھی آپ کے لئے وقت نہیں ہے جب مجلس برخاست ہوئی اور فقیر چلے گئے تو حضرت نے نجباوی عالم کو بلایا بکری کی کھال ان کے لئے بچھائی اپنے لئے مصلیٰ بچھایا اور انہیں بیٹھنے کو کہا پھر فرمایا آپ کا نام یہ ہے آپ فلاں شخص کے بیٹے ہیں میرے مریدوں کے رجسٹر میں آپ کا نام لکھا ہوا ہے آپ یہ سوال لے کر آئے ہیں اور اس کا جواب یہ ہے (سب کچھ بتا دیا)۔

حضرت احمد بن عروس مغربی تونسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرد نیک اور عظیم المرتبت مجذوب تھے تونس میں طبقہ مجاذیب کے عظیم ولی ہیں آپ کی کرامات ظاہر تھیں وحشت سے بھرے پرندے اتر کر آپ کے ہاتھوں سے دانہ کھاتے۔ آپ کے پاس فقیروں کی بڑی تعداد ہوتی تھی آپ فضاؤں میں ہاتھ بڑھا کر ان کی ضرورت کے مطابق غذا لے لیتے تھے ایک شخص آپ کی خدمت میں زیارت کے لئے آیا آپ کے لمبے ناخن اور پراگندہ بال دیکھے تو جی میں کچھ خیال آیا آپ نے فرمایا درندے کے ناخن نہیں ہوتے آپ کی بڑی ہیبت تھی ہر آدمی آپ سے نہیں مل سکتا تھا کیونکہ آپ کو دیکھنے سے بدن پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی آپ تونس کے ایک ہوٹل کی چھت پر بیٹھے رہتے تھے۔ موت تک اسی طرح بیٹھے رہے بقول سخاوی آپ کی وفات ۸۷۰ھ سے کچھ اوپر ہوئی۔

حضرت احمد بن حسن مغربی تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عبد صالح، ولی، زاہد تھے آپ پر لوگوں کو اعتقاد تھا اور آپ کو کشف عطا ہوا تھا دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کے لئے قیام فرماتے، آپ کی کرامت یہ تھی کہ آپ کا دبدبہ سب پر طاری تھا جنہوں نے دیکھا نہیں ہوتا تھا وہ بھی ہیبت زدہ ہو جاتے اور سب آپ کا ارشاد مانتے تھے۔ آپ اگر کسی کو امان نامہ لکھ دیتے اور وہ مال کثیر لے کر تن تنہا ڈاکوؤں کے پاس سے گزرتا تو وہ اس کو کچھ نہ کہتے بلکہ اسے مال سمیت منزل مقصود پر پہنچا دیتے۔ بقول مناوی آپ کا وصال ۸۷۰ھ کے بعد ہوا۔

حضرت احمد بشیطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علامہ، رہنما، ولی، صاحب کشف، نیکی، زہد اور ورع میں یگانہ روزگار تھے، آپ کو شہاب الدین کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے حرم نبوی میں قیام کر لیا تھا آپ کو عجیب و غریب احوال و کرامات حاصل تھیں۔

دل کی بات کا عجیب انداز سے ذکر

یہ بات مشہور ہوئی کہ آپ کے خلوت خانے سے دراہم چرا لئے گئے ہیں اور یہ کسی جن ہی نے لئے ہیں حضرت سید شریف سمہودی آپ کے پاس آ کر بیٹھے اور کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کچھ دراہم چوری ہو گئے ہیں آپ نے جواب دیا جی ہاں خلوت کدے سے، ابھی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی نماز کا زیادہ حصہ پڑھا جا چکا تھا مگر سمہودی اس وسوسے میں مبتلا تھے کہ نماز کے بعد پھر پوچھیں گے جب سلام پھیرا گیا تو انہوں نے پوچھا حضور! کس نے یہ جرأت کی کہ آپ کے خلوت کدے سے یہ رقم اٹھالی؟ آپ نے جواب دیا ایک ایسے شخص نے جو خود لینے کا معترف ہے انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے جواب دیا انہی میں سے ایک ہے جن کا ایک ساتھی پوری نماز میں آپ کو کہتا رہا ہے کو جونہی نماز ختم ہو گی پھر پوچھیں گے۔

مدینہ طیبہ میں اگر کوئی بیمار ہوتا تو لوگ اسے آپ کے پاس لاتے اور طالب دعا ہوتے کبھی آپ دعا کرتے اور کبھی سورۂ فاتحہ پڑھ کر آنے والے کے لیے دعائے مغفرت کر دیتے اور مریض کی طرف توجہ نہ دیتے، سید شریف فرماتے ہیں میں نے آپ کے احوال کا خوب جائزہ لیا صرف دعا اس کے لئے ہوتی جسے ٹھیک ہونا ہوتا اور فاتحہ مرنے والے کے لئے پڑھتے تھے۔

مدینہ طیبہ میں حضرت محقق علامہ شعرانی تشریف لائے جب جانے لگے تو کہا میں مصر سے اپنی کتابیں لے کر واپس آ جاؤں گا حضرت سید شریف سے کہا کہ حضرت بشیطی رحمۃ اللہ علیہ سے میرے لئے اس سفر میں عافیت کی دعا کراؤ آپ نے فرمایا ان کا سفر تو ایک علامت ہے، پھر خبر آئی کہ مصر پہنچ کر ان کا وصال ہو گیا ہے۔

اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے

ایک بڑے عالم مصر سے اپنے لڑکے کے ساتھ حج کو آئے اس لڑکے کے طور طریقے اچھے نہ تھے یہ عالم پہلے مدینہ طیبہ پہنچے وہاں سے زیارت کر کے مکہ مکرمہ گئے وہاں ان کا لڑکا بیمار ہو گیا جب حج سے واپس آئے تو حضرت کو سلام کہنے آ گئے آپ

کے ایک مرید نے کہا حضور! علامہ صاحب کا فرزند بیمار ہے، آپ نے فرمایا، اے اللہ! شہروں اور بندوں کو اس کے شر سے راحت پہنچا وہ مصر اسی حالت میں پہنچے کہ ٹکڑے ہو جائے پھر خبر آئی کہ وہ راستے میں سمندر میں تھے کہ جہاز ڈوب گیا اور وہ لڑکا غرق ہو گیا ایک جزیرے میں اسے دفن کیا گیا پھر وہاں سے مصر لایا گیا مگر وہاں پہنچنے تک وہ ٹکڑے ہو چکا تھا۔

اشرف قایتبائی نے ۸۸۳ھ میں حج سے پہلے اعلان کر دیا کہ وہ اس سال حج کرے گا آپ نے فرمایا وہ اگلے سال حج کرے گا پھر ایسا ہی ہوا آپ کے مناقب لاتعداد ہیں۔ بقول مناوی وصال ۸۸۳ھ میں ہوا۔

حضرت ابو العباس احمد بن محمد غمری واسطی رحمۃ اللہ علیہ

بقول شعرانی رحمۃ اللہ علیہ آپ اکابر عارفین اور مقرب اولیاء کے اعیان میں شامل تھے۔ آپ ٹھوس پہاڑ اور سنہری خزانہ تھے بادشاہوں پر بھی آپ کی ہیبت طاری رہتی تھی آپ کی لاتعداد کرامتیں تھیں، ایک گروہ کے پاس سے ایک چاندی کی تھیلی سمندری طوفان کے دوران گر گئی اور جہاز سمانود کے علاقہ میں نچلی سمت کو چل رہا تھا کئی شہر گزرنے کے بعد انہیں تھیلی کا خیال آیا۔ حضرت نے جہاز روکنے کا حکم دیا اور فرمایا فلاں جگہ جا کر جال ڈالو وہاں مل جائے گی پھر وہ تھیلی وہیں مل گئی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت ابو الحسن نے خود امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تھا اور دو اونٹوں پر ہم نے سنگ مرمر کے ستون لاد رکھے تھے ہم ایک تنگ پل کے پاس پہنچے جہاں سے صرف خالی اونٹ گزر سکتا تھا حضرت نے دوسرے اونٹ کو فضا میں اڑا کر وہاں سے گزار دیا ستون اس کی پیٹھ پر تھے، آپ میت غمر سے زفتا جانا چاہتے تھے مگر کوئی کشتی نہ تھی آپ مگرمچھ کی پشت پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت امین الدین جامع مصر کے امام نے بتایا کہ مسجد کے ستون کھڑے کرنے تھے رات بھر لوگوں کو کہا گیا کہ صبح ستون کھڑے کروانے آئیں حضرت نے اکیلے ہی ستونوں کی دو صفیں کھڑی کر دیں صبح لوگوں نے جا کر دیکھا تو ستون کھڑے ہوئے تھے۔

شیخ حسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے پاس حضرت ابو العباس ہموار نہری زمین سے بیج دار جمیزہ کاٹنے آئے آپ کے پاس سواری تھی جمیزہ کی لکڑیاں کاٹ کر کشتی میں ڈال دی گئیں مگر کشتی کیچڑ میں پھنس گئی، لوگوں نے عرض کیا حضور! ایک اور کشتی درکار ہے تاکہ کچھ لکڑیاں اس میں ڈال کر اس کشتی کو ہلکا کر لیں چونکہ پانی کم تھا اس لئے کشتیاں بحر محلہ میں داخل کرنے سے حکومت نے روک دیا تھا۔ صبح تک حضرت وہیں ٹھہرے رہے جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک ایک کشتی آئی اور اس میں صرف ایک آدمی سو رہا تھا حضرت نے اسے جگایا وہ اٹھا اور کہنے لگے مجھے یہاں کون لے آیا ہے میں تو مشرقی سمندر میں ابو شعرہ والی وادی کے کنارے پر تھا لوگوں نے کہا تمہیں یہی شیر (حضرت ابو العباس رضی اللہ عنہ) لے آئے ہیں لکڑیاں دو کشتیوں میں ڈال دی گئیں اور سب مل کر چل پڑے۔ وصال ۹۰۵ھ میں ہوا مصر محروسہ کی جامع مسجد کے آخری دروازے کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت احمد بن حسن بن عبد اللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

مروی ہے کہ آپ حضرت عمر محضار کی جامع مسجد تریم میں بیٹھے تھے ذکر خدا کر رہے تھے ہاتھ میں تسبیح تھی بہت سے لوگ

اکٹھے تھے آپ پر حال طاری ہوا جب بھی آپ لفظ اللہ جل مجدہٗ کہتے تو تسبیح کا دانہ چار ٹکڑے ہو جاتا جسے وہ ٹکڑا لگتا وہ درد محسوس کرتا حاضرین ٹکڑے لے گئے وہ زخموں کا ان سے علاج کرتے۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن ابوبکر بن عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر صوفیہ اور سادات علماء اور اعیان اولیاء میں سے ایک ہیں جناب محمد بن عبدالرحمٰن کریشہ کے پیٹ میں درد شروع ہوا وہ علاج سے تھک گئے نیند کافور ہو گئی، اطباء نے جواب دے دیا انہوں نے آپ کی خدمت میں دعا کے لئے پیغام بھیجا، آپ نے اپنے ایک خلیفہ کو حکم دیا کہ اس کے پاس جا کر اپنے منہ سے پانی کی کلی اس کے منہ میں اس طرح ڈالو کہ اس کے پیٹ میں چلی جائے ایسا کرنے سے وہ فوراً ٹھیک ہو گئے۔ عدن میں ۹۲۲ھ میں فوت ہوئے اور اپنے باپ کے مشہور روضہ میں دفن ہوئے۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد مجذوب مصری حب رمانہ (انار کا دانہ) رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بیک وقت کئی الگ جگہوں پر دیکھا جاتا تھا۔ بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۲۰ھ سے اوپر ہوا اور باب اللوق کے سامنے کنارے پر دفن ہوئے۔

حضرت احمد بخاری حسینی رحمۃ اللہ علیہ

کرامات ظاہرہ اور احوال باہرہ سے موصوف تھے آپ کے خلیفہ حضرت محمود حلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے آپ کو غسل دیا تو ایک صاحب پانی ڈال رہے تھے اور دوسرے کے پاس رومال تھا وہ میرا پسینہ پونچھ رہے تھے کیونکہ غسل دیتے وقت مجھے شرم کی وجہ سے پسینہ آ رہا تھا۔

موت نہیں ایک کھیل ہے

آپ نے دوران غسل تین دفعہ آنکھیں کھولیں اور مجھے یوں دیکھا جیسے ظاہری زندگی میں دیکھا کرتے تھے پھر جب میں نے آپ کو قبر میں رکھا تو آپ اٹھ بیٹھے قبلہ رخ ہو گئے اور سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے لگے سب دیہاتیوں اور حاضرین نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا، سب نعرے مارنے لگے اور تکبیریں کہنے لگے۔ ۹۲۲ھ میں وصال ہوا اپنی مسجد میں دفن ہوئے۔ (العقد المنظوم)

حضرت احمد بن عمر بن شرف شہاب قرافی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

صلاح میں مشہور اولیاء میں شامل تھے آپ بچوں کو پڑھایا کرتے تھے ایک دن مدرسہ کے بچوں کے سامنے سے غائب ہوئے جب واپس آئے تو بچوں کو کھیلتے پایا ایک قاضی بنا بیٹھا تھا ایک گواہ بنا ہوا تھا اور ایک سفیر تھا آپ نے فرمایا بڑے ہو کر تم یہی کچھ بنو گے پھر ایسا ہی ہوا آپ کی بات خطا نہ گئی۔ (مناوی)

حضرت احمد بن بترس صفدی رحمۃ اللہ علیہ

اصل کتاب میں بترس ہی لکھا ہوا ہے ہوسکتا ہے اصل لفظ بیبرس ہو اور تحریف وغیرہ سے بترس بن گیا ہو، آپ شیخ عارف باللہ اور مکاشف اسرار غیب اللہ ہیں، آپ روشن بڑھاپے والے تھے جب آپ کشف کی بات کرنا چاہتے تو تھوڑی دیر سر کو زمین تک جھکا لیتے پھر سر اٹھاتے تو آپ کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح ہوتیں اور یوں ہانپتے جیسے بہت بوجھ اٹھانے والا آدمی ہانپتا ہے اس کے بعد پھر غیب وکشف کی باتیں ارشاد فرماتے۔

ڈکار حوائج کو باہر پھینک رہے ہیں

صفد میں ۹۲۴ھ میں حضرت شیخ موسیٰ کناری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ارادۃً ملنے کے لئے تشریف لائے جمعہ کے دن آپ سے ملے اور آپ کے ہاتھ چوم لئے، وہ آپ کے پاس نماز جمعہ کے وقت تک بیٹھے رہے اور مخلوق آپ کے پاس آتی رہی کوئی زیارت کے لئے آتا، کوئی حکام سے سفارش کرانے آتا۔ کوئی بھوکا کھانا کھانے آتا غرضیکہ ہر قسم کے سائل آتے رہے پھر آپ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے نماز کے بعد واپس آکر عشاء کی نماز تک وہیں بیٹھے رہے کناری بھی ساتھ تھے دل میں یہ خیال تھا کہ حصول برکت کے لئے رات انہی کے پاس رہیں گے جب سب لوگ چلے گئے تو آپ نے اس قدر لگاتار ڈکار لئے میں نے (کناری) جی میں کہا حیرانی کی بات ہے میں سارا دن ان کے ساتھ رہا ہوں میں نے انہیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا ہے پھر میں نے سوچا ہوسکتا ہے یہ ڈکار بھوک کی وجہ سے آرہے ہوں آپ نے فوراً فرمایا نہیں جناب! یہ ڈکار نہ کھانے کی وجہ سے ہیں اور نہ ہی بھوک کی وجہ سے، میں نے عرض کیا پھر یہ کس وجہ سے ہیں؟ فرمانے لگے آپ نے وہ سب باتیں سنیں جو ہماری مجلس میں لوگ کرتے رہے وہ سب باتیں مسلمانوں کی بھلائی کی خاطر روح کے ساتھ اندر داخل ہوگئیں رات کو روح انہیں باہر نکال رہی ہے تاکہ مولا کریم کی مناجات کے لئے صاف وشفاف ہوجائے۔ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے میں ہیبت زدہ ہو گیا ان سے اجازت لی اور گھر واپس آگیا۔

وہ حال سلب کرنے آیا تھا

انہوں نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے دوسرے دن نماز صبح میں نے آپ کے اور آپ کے خدام کے ساتھ پڑھی، لوگ تو اپنے کاموں کے لئے چلے گئے اور میں سورج اچھا خاصا بلند ہونے تک ان کے پاس بیٹھا رہا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت نے حرکت فرمائی اٹھے بیٹھے، کانپے اور بے ہوش ہوگئے، میں حیران تھا مجھے اس کا سبب سمجھ نہیں آرہا تھا پھر آپ مجلس میں بیٹھ گئے اور باب طبقہ کی طرف منہ کر لیا اور فرمایا آنے والا آیا اور گزر گیا۔ پردہ ایک صاف وشفاف سفید لباس اور سفید پگڑی والے مغربی نوجوان نے کھولا وہ خوف واضطراب میں دائیں بائیں دیکھتا اندر داخل ہوا حضرت کو تو نہ دیکھا اور مجھے دیکھ لیا میری طرف بڑھا اور مجھ پر گر گیا میں بیٹھا ہوا تھا نہ بول رہا تھا اور نہ ہی حرکت کر رہا تھا میں نے اسے کندھوں سے پکڑا اور بٹھا دیا، پھر حضرت نے اسے بلایا اس نے اب حضرت کو دیکھا اٹھا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چوم لئے لوگ کام کاج کر کے واپس

آئے تو آپ نے فرمایا دودھ، شہد اور روٹی اس کے لئے لاؤ انہوں نے یہ سب چیزیں لا کر رکھ دیں تھوڑا سا اس نے کھایا پھر آپ نے اسے جانے کی اجازت دی تو وہ چلا گیا لوگوں نے حضرت سے عرض کی یہ مغربی شخص کون تھا؟ وہ میرا حال سلب کرنے آیا تھا مجھے اللہ کریم نے اس پر غالب کر دیا اور میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔

شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے پاس ایک برتن تھا جس کی قیمت قریباً پچاس درہم ہوگی میں نے اسے کھانے پینے کے لئے رکھا ہوا تھا ہم وادی دلبیہ کے پاس کھانے کے لئے بیٹھ گئے مگر جب میں صفد پہنچا تو وہ غائب تھا میں نے ساتھی سے اس کے متعلق پوچھا اور شیخ میرا اس سے پوچھنا سن رہے تھے اور پھر کہا اس سے مت پوچھ وہ برتن وادی دلبیہ میں کھانے کے وقت بھول آئے ہو۔ فرماتے ہیں میں تنہا ان کے پاس بیٹھا تھا میرے دل میں خیال گزرا کیا حضرت کو قوت تمکین بھی حاصل ہے آپ نے میرے دل پر مطلع ہو کر فرمایا ہاں ہمیں قوت تمکین حاصل ہے میں خاموش ہو گیا اس سے زیادہ نہیں بولا، آپ صفد میں ۹۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ (غزی)

حضرت احمد بہلول رحمۃ اللہ علیہ

شادی اور گھر

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری ابتدائی عمر میں آپ نے میری شادی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا تھا کہ تمہاری بیوی زینب بنت شیخ خلیل قصبی ہے وہ تم سے تیس دینار مہر لے گی تمہیں گھر دے گی اور اپنے تینوں بھائی بھی تمہاری خدمت میں پیش کر دے گی میں ان سے الگ ہوا تو لڑکی کے والد آپ کے پاس آئے اور بذات خود مجھ سے اپنی لڑکی کی منگنی کر دی اس کا نام زینب ہی نکلا، بھائی بھی تین ہی تھے اور گھر اس کے نام سے ہی منسوب تھا جیسا فرمایا تھا ویسا ہی نکلا۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا میں حضرت کے پاس پہنچا تو مجھ سے پوچھا کون سا علم پڑھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کتاب ''الروض کو'' القضاء علی الغائب'' (غیر حاضر کے خلاف شرعی عدالتی فیصلہ) تک پڑھا ہے اور اس سے پہلے کتاب ''المنہاج'' پڑھ چکا ہوں فرمانے لگے ''الروض'' پڑھنے کی آپ کو کیا ضرورت ہے ''منہاج'' ہی کافی ہے اس کا مصنف ولی خدا ہے شعرانی کہتے ہیں اس کے بعد مجھے ''الروض'' سے کچھ بھی یاد نہ ہو سکا یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

بقول غزی حضرت محمد بن عنان حضرت بہلول کی بہت عزت کرتے تھے آپ کی کرامات وخوارق بہت سی ہیں کہا کرتے تھے کہ مجھے باب القرافہ سے باہر سڑک پر دفن کرنا اور میری قبر کا نشان نہ چھوڑنا تا کہ جانور اور خچر میرے اوپر سے گزرتے رہیں جب لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے جامع مسجد بطیحہ میں آپ کی قبر تیار کر رکھی ہے تو فرمایا اگر مجھے وہاں اٹھا کر لے جا سکو تو بے شک لے جانا آپ کے وصال کے بعد وہ جامع بطیحہ کے گوشہ تک بھی آپ کے جسم کو نہ لے جا سکے لیکن جب قرافہ کی طرف چلے تو وجود ہلکا ہو گیا (لہٰذا وہیں دفن ہوئے) ۹۲۸ھ میں وصال ہوا۔

حضرت احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو العباس ہے آپ مغربی تونسی ہیں آپ تباسی کے لقب سے مشہور ہیں، مسلکاً مالکی ہیں کچھ لوگوں نے دباسی (بجائے تباسی) کہا ہے آپ حضرت علی بن میمون کے مرشد اور عارف ربانی ہیں آپ کے والد صاحب امارت ونعمت تھے، آپ نے مال و دولت کی طرف توجہ نہ دی سب کچھ چھوڑ کر سیدی ابو العباس احمد بن مخلوف شابی قیروانی (والدگرامی سیدی عرفہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی خدمت کرتے رہے اور وہیں سے علم طریقت حاصل کیا احمد بن مخلوف مایہ ناز ولی ہیں (ان کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے)

کیا عظمت ولایت ہے

آپ کے مناقب میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت ابو الفتح ہندی حضرت شیخ ابو مدین کی زیارت کے لئے مغرب کی طرف تشریف لے گئے تو اللہ کریم کے ایک شہر میں ایک درخت بطور کشف ان کے سامنے آیا جس کے پتوں پر لکھا ہوا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، الشابی ولی اللہ۔ پھر حضرت ہندی کا معاملہ بڑھتا گیا اور شابی ان کی مصاحبت میں آئے اور آپ کے ہاتھ سے شابی کو مقامات ملے (مکاشفہ یہی تھا کہ اب اس علاقہ میں توحید و رسالت کا علم بلند ہوگا اور آپ کے مرید شابی یہاں مسند ولایت پر بیٹھیں گے۔ مترجم) حضرت تباسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شابی کی خدمت میں رہے اور مقامات قلب پا کر عظیم عارفوں میں شامل ہو گئے آپ کو دست غیب حاصل تھا۔ سیدی علی بن میمون (آپ کے خلیفہ) فرماتے ہیں میں آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ ابن ابی زید کی کتاب پڑھ رہے ہیں جو ظاہر شرع اور باطن طریقت کے تقاضوں پر مشتمل تھی آپ نے اس انداز سے اسے بیان کیا کہ میں جی میں کہنے لگا یہ ہے علم کی عظمت و پختگی۔

سیدی محمد بن علوان حموی اپنی کتاب ''تحفۃ الحبیب'' میں لکھتے ہیں، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب مانے ہوئے مدرسین میں سے محقق حضرات کسی مسئلے میں الجھ جاتے اور پورے علاقہ میں رفع اشکال (مشکل اعتراض کو دور کرنے کا جواب کسی سے بن نہ پڑتا اور یہ بات ظاہری علوم کی ہوتی (جن میں اساتذہ اور محققین ماہر ہوتے ہیں) تو وہ لوگ مسئلہ آپ کی خدمت میں بھیج دیتے آپ اس کی بطریق احسن وضاحت فرما دیتے اور شاندار تقریر سے اسے صاف کر دیتے۔ نورانی قلم سے آپ کے رخساروں پر لکھا ہوا تھا: رحمۃ اللہ۔ رحمۃ دائیں رخسار پر اور لفظ اللہ بائیں گال پر لکھا ہوا تھا۔ یہ تحریر بالکل صاف تھی جب بھی کوئی لکھا پڑھا آدمی حضرت کے قریب جاتا تو اسے پڑھ لیتا۔

ایک معتبر شخص نے یہ عجیب واقعہ ہمیں بتایا کہ حضرت بیمار ہوئے اب ضروری تھا کہ آپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا آپ نے اپنے چار غلاموں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ آپ کو اٹھالیں، آپ چت لیٹے ہوئے تھے آپ جس قالین پر تھے وہ چاروں اس کے ایک ایک کنارے پر آ گئے وہ اس کے ایک کنارے کو بھی مل کر نہ اٹھا سکے انہوں نے مزید چار اور بلائے جب وہ آٹھ ہو گئے تو آپ کا وجود ہلکا ہو گیا اور انہوں نے آپ کو اٹھالیا۔

شیخ علوان رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ مسعود صنہاجی مرید حضرت تباسی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نامحرم عورت پر اجنبیہ نظر ڈالی پھر حضرت کے پاس آیا آپ نے دوران کلام فرمایا کئی لوگ اسی حال میں ہمارے پاس آجاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہوتا ہے اس نے اعتراف کرلیا۔ آپ کا وصال ۹۳۰ھ میں علاقہ مغرب کے شہر نفراوہ میں سو سال سے زائد عمر میں ہوا۔ (غزی)

میں نے شیخ علوان حموی کی کتاب شرح قصید تائیہ از ابن حبیب صفدی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا کہ وہاں آپ کا ذکر ہوا ہے اور آپ کی تعریف کی گئی ہے وہاں آپ کے اس مکاشفہ کا بھی ذکر ہے جو اس عورت اجنبیہ دیکھنے والے مرد پر پیش آیا۔ حضرت مسعود بن صنہاجی ذکر فرماتے ہیں کہ ان کے بھائی علی بن میمون اور ان کے شاگرد شیخ علوان دونوں نے حضرت تباسی رحمۃ اللہ علیہ مذکور سے استفادہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو اس کے بولنے سے پہلے اللہ کریم اس کا مافی الضمیر آپ کو بتا دیتے تھے ایک دفعہ مجھے فرمایا اے مسعود! میں ایسا دیکھ رہا ہوں کہ تم حج کر رہے ہو فلاں جگہ پر پہنچے ہوئے ہو اور چاند کی روشنی میں فلاں فلاں مقام دیکھ رہے ہو پھر آپ کا ارشاد پورا ہوا میں نے حج کیا ان جگہوں پر پہنچا اور اسی طرح چاند کی چاندنی میں دیکھتا رہا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ میں ایک رات اپنے ایک دوست کے ساتھ جن کا نام ابو القاسم تھا، اس فرمان ربانی پر مذاکرہ کر رہا تھا:

اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝

''کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا''۔ (الملک)

اس مذاکرہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میرے دوست کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے دوست اے ابو القاسم! اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝ (الملک)۔

حضرت شیخ احمد سروی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعرانی ''المنن الکبریٰ'' میں بیان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت احمد سروی نے بتایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا وہ نوری قلموں سے درود پڑھنے والوں کا درود ایک صحیفہ میں لکھ رہے تھے۔

حضرت احمد سطیحہ مصری رحمۃ اللہ علیہ

دل کے بھیدوں کی بات بتاتے امراء اور گورنروں سے لوگوں کے کام کراتے تھے آپ کی بہت سی کرامات ہیں، آپ کی بیوی کی ماں ایک رات چھپ کر آپ کے پاس آگئی اس نے دیکھا کہ آپ مرض ناجو سے بری حسین جوانوں کی طرح ہیں جب آپ نے اس کا آنا محسوس کیا تو ڈانٹ دیا وہ گونگی، لولی، اپاہج اور اندھی ہوگئی اسی حال میں اس کی موت ہوئی۔

نقل اتارنے کا مزہ چکھ لیا

آپ کا خادم چھوٹے بچے کی طرح آپ کو گھوڑے پر گود میں لئے رہتا تھا آپ کے سر پر طویل چمڑے کی ٹوپی ہوتی اور

تھوڑی کے نیچے چمڑے کا کپڑا سا لٹکائے رکھتے، سرخ رنگ کے جبے پہنتے تھے ولایت کے آثار آپ کے وجود پر ہویدا تھے جب کوئی انسان آپ کو ملتا پھر ساتھ نہ چھوڑ سکتا تھا، ایک شخص نے آپ کی نقل اتاری، لمبی ٹوپی پہنی اور اپنے خادم کی گود میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر کیا پس گرا اور گردن ٹوٹ گئی وہ چلایا مجھے حضرت احمد سطیحہ کی خدمت میں لے چلو جب لائے تو حضرت اسے دیکھ کر ہنس پڑے فرمایا تو لنگڑے پن اور پاؤں کے تعطل میں میرا مقابل بن رہا تھا اب اللہ کریم کے سامنے توبہ کرتا کہ تیری زخمی گردن ٹھیک ہو جائے اس نے توبہ واستغفار کی، حضرت نے زیتون کا تیل لے کر اس میں تھوکا اور فرمایا یہ تیل اس کی گردن پر لگاؤ جب تیل لگایا تو وہ ٹھیک ہو گیا وہ کھجور کے تنے کی طرح موٹی ہو رہی تھی تیل لگانے کے بعد ورم ختم ہو گیا اب اس نے ٹوپ اتار پھینکی اور زندگی بھر حضرت کی خدمت کرتا رہا۔

غضب ولی

آپ بطا نامی شہر کے تھے آپ بولاق میں آئے ہوئے تھے جہاز میں سفر کے لئے سوار ہوئے مالک جہاز آپ کو نہیں پہچانتا تھا اس نے ساتھیوں سمیت آپ کو اتار دیا جب آپ جہاز سے اتر گئے تو اسے آگ لگ گئی اور ساحل صحرا کے قریب غرق ہو گیا وہ سب لوگ آپ کی دلجوئی کرنے لگ گئے آپ نے جہاز کے مالک کو فرمایا اپنے جہاز کے جلے حصوں کی اب خود بندش کا سامان کیجئے ہم تو کبھی اب تمہارے ساتھ نہیں چلیں گے۔

آپ نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کے لئے منگنی کرنا چاہی وہ کہنے لگی کیا میرے لئے دنیا تنگ ہو گئی ہے کہ میں سطیحہ جیسے معذور سے شادی کروں پھر اسے فالج ہو گیا اور مرنے تک کسی سے شادی نہ کر سکی۔

آپ نے منف میں آئے ہوئے ایک حاکم کے سامنے سفارش کی اس نے سفارش مان لی جب آپ وہاں سے چلے آئے تو اس نے اس آدمی کو پھر قید کر دیا جس کے لئے سفارش مانی تھی اب اس کے گلے میں خناق کا پھوڑا نکلا اور وہ اسی حال میں مر گیا۔

ایک عورت کو فالج ہو گیا چار سال تک طبیبوں نے علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا حضرت اس کے پاس گئے اور زیتون کے تیل میں تھوک کر فرمایا یہ اس کے بدن پر ملو، حضرت کی موجودگی میں لوگوں نے اسے تیل لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔

آپ دسوق شہر کے ایک گوشے میں محفل سماع میں تشریف لے گئے ایک عجمی فقیر نے آپ کے لباس کے نیچے چوک سا مارا آپ نے فرمایا عجمی نے مجھے طعنہ مارا ہے پھر فرمانے لگے اے میرے پروردگار! میرا حق لے لے، عجمی صبح سویرے دیوار کے ساتھ رسی سے لٹک رہا تھا لیکن کسی کو یہ پتہ نہ چل سکا کہ اس کو کس نے پھانسی دی ہے۔

امام شعرانی کہتے ہیں آپ میرے گھر کے دروازے پر ایک دفعہ آ کر کھڑے ہو گئے بادشاہ کے پاس سفارش کرنا چاہتے تھے فرمانے لگے آپ کی توجہ بھی اس سفارش میں ہمارے ساتھ ہونی چاہئے یہ سن کر مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی میں نے اپنے آپ کو کعبہ کے دروازے پر کھڑا پایا آپ نے (یہ راز پا کر) فرمایا بھائی! آپ تو ہم سے بہت دور چلے گئے، آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اپنے زاویہ شبرا میں عربیہ کے سامنے دفن ہوئے قبر زیارت گاہ ہے آپ وہاں کے رہنے والوں کو

بد دعائیں دیا کرتے تھے جو آپ کی مخالفت کیا کرتے، آپ کی بد دعا سے وہ باہم لڑ کر تباہ ہو گئے۔ بقول امام شعرانی وہ اب تک تباہ شہر ہے۔ شعرانی کہتے ہیں میں نے انہیں کہا فقیر شہر آباد کرتے ہیں تباہ نہیں کرتے؟ فرمانے لگے یہ منافق ہیں ان کی تباہی میں دین کی مصلحت ہے۔

حضرت احمد بخائی مجذوب مصری رحمۃ اللہ علیہ

علم نحو پڑھتے آپ پر جذب و مستی کا دورا پڑا تو بعد میں ہمیشہ عبارات پر اعراب ہی لگاتے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے گناہوں پر مطلع فرما دیا تھا جو کوئی گنہگار آپ کو ملتا آپ اس پر تھوک دیتے آپ کو بحر ہند کی سمجھ عطا ہوئی تھی، جب بندگان ولایت مآب کے پاس سے گزرتے کہتے: سبحان اللہ المعطی (عطا فرمانے والا اللہ پاک ہے) وصال ۹۴۵ھ میں ہوا اپنے زاویہ سویقۃ اللبن میں دفن ہوئے۔ (مناوی)

حضرت احمد بن محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سادات آل باعلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عظیم ولی اور بڑے عالم ہیں۔ شلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کی کرامات بہت ہیں آپ نے ایک گروہ کے دینی اور دنیوی مقاصد کے لئے دعا مانگی وہ مقاصد آپ کی دعا کی برکت سے انہیں حاصل ہو گئے اس گروہ نے مجھے (شلی رحمۃ اللہ علیہ) خود یہ بات بتائی۔

مجھے آپ کے ایک ثقہ و معتبر شخص نے بتایا کہ اسے شدید وسواس نے آلیا وہ طواف کعبہ میں مشغول تھا کہ اسے وسوسہ پڑا کہ اس کا پیشاب نکل گیا ہے وہ جلدی مسجد شریف سے نکلنے لگا کہ پاک مسجد ناپاک نہ ہو جائے پھر اس نے کپڑے کو دیکھا مگر وہ تو تر نہ تھا پھر اسے وضو اور کپڑے کے پاک ہونے میں شبہ پڑنے لگا وہ بہت کبیدہ خاطر ہوا حضرت اس کے پاس سے گزرے اور وہ اسی حالت اضطراب میں تھا وہ آپ سے چمٹ گیا اور دعا کے لئے بے حد اصرار کیا تا کہ اس کے یہ وسوسے ختم ہوں حضرت نے اس کے لئے دعا کی اس وقت کے بعد پھر وسوسے نہیں آئے مکہ مشرفہ میں ۹۵۴ھ میں وصال ہوا اور جنت معلیٰ (1) میں سادات بنی علوی کی قبروں کے پاس دفن ہوئے آپ کی قبر وہاں معروف ہے جس کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ (المشرع الروی)

1۔ نوٹ: آں کدح بشکست و آں ساغر نماند، آج جنت معلیٰ اجاڑ ہے وہاں قبروں کے ٹوٹے کتبوں کے بغیر کچھ بھی نہیں قبرستان کا اچھا خاصا حصہ سڑکوں اور پلوں کی نذر ہو چکا ہے ایک طرف جنگلے کے اندر خاندان نبوت کی قبریں ہیں جنگلہ اس لئے لگا ہوا ہے تا کہ کوئی مسلمان ان مزارات اقدس تک نہ پہنچ سکے۔ سیدہ نساء العالمین حضرت خدیجۃ الکبریٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا شکستہ مزار اس جنگلے سے نظر آتا ہے جب فقیر مترجم نے دوران حج (۱۹۸۱ء/۱۴۰۱ھ) آپ کی زیارت کی تو مزار کے ایک طرف کسی نے کچے مکانوں کو لیپنے والی مٹی لگا کر اوپر لکھ دیا تھا ''قبر خديجة الكبرىٰ أم المؤمنين'' یہ کیفیت دیکھ خدا جانے دل پر کیا گزری کتنی دیر رقت طاری رہی، پھر ایک بوڑھا عرب ملا اس نے فٹ فٹ اونچی مربع دیوار کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے اندر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ محو استراحت ہیں، ساری تاریخ سامنے گھوم رہی تھی دونوں حضرات کی علمی خدمات اور مجاہدانہ کارناموں کی للکار سنائی دے رہی تھی، آج کیسے اخلاف ہیں وہ لوگ جو اپنے اسلاف کی قبروں کو بھی باقی نہیں رہنے دے رہے ہیں۔ (مترجم)

حضرت احمد بن یوسف ابو العباس الحریثی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعرانی فرماتے ہیں میرے سامنے ان کی اتنی کرامات ظاہر ہوئیں جو شمار سے باہر ہیں بعض کے متعلق ان کا نظریہ یہ تھا کہ انہیں چھپایا جائے لہٰذا میں نے وہ کسی کو نہیں بتائی ہیں۔ کچھ کرامات کے متعلق آپ خاموش رہتے تو میں ان کا ذکر کر دیتا، مجھے ایک دفعہ بواسیر ہوگئی مجھے شدید درد ہو رہا تھا آپ کے سامنے جا کر شکایت کی تو فرمایا کل ان شاء اللہ نماز عصر میں ختم ہو جائے گی میں نے جب نماز عصر پڑھی تو پھر اس کا نشان نہ پایا۔

قبر سے اٹھ کر تلقین صبر

میں نے ایک حاجت کے وقت آپ کا ارادہ کیا میں اس وقت ام خوند (مصر) کے مدرسہ کی چھت پر تھا میں نے دیکھا کہ آپ قبر سے دمیاط سے نکلے ہیں اور چلتے آ رہے ہیں وہ اتنے قریب آگئے کہ میرے اور ان کے درمیان صرف پانچ گز کا فاصلہ رہ گیا فرمایا صبر کیجئے پھر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

کرامات کی یہ پہنائیاں

رمضان کی ایک شام نماز مغرب سے لے کر عشاء تک میرے پاس بیٹھے رہے سرخ شفق کے ختم ہونے تک پانچ دفعہ قرآن پاک ختم کر دیا میں خود سن رہا تھا جب میں آپ کے ساتھ حضرت سیدی علی مرصفی کے پاس پہنچا تو انہیں یہ بات بتائی وہ فرمانے لگے ایک دفعہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ میں نے رات اور دن میں سولہ ہزار تین سو دفعہ قرآن پاک ختم کیا میں ہر درجے میں ہزار ختم کر سکتا ہوں۔ (آپ کے من وعن یہی الفاظ تھے)

امام شعرانی ہی کتاب ''المنن'' میں اپنے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کے پیچھے نماز کی تکبیر کہی وہ زاویہ کے امام تھے انہوں نے سورۂ مزمل کا ورد شروع کیا تو میری زبان قرأت قرآن کے لئے کھل گئی میں نے سورۂ بقرہ سے پڑھنا شروع کیا ابھی وہ سورۂ مزمل میں تھے اور پہلی رکعت چل رہی تھی کہ میں سارا قرآن پڑھ کر ان تک جا پہنچا میں پھر خاموش ہو گیا تا کہ وہ رکوع کریں یہ معاملہ میں نے اپنی ذات میں مشاہدہ کیا میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کریم نے مجھے یہ کرامت عطا فرمائی۔ کیونکہ کرامات اولیاء کا ماننا ضروری اور واجب ہے ولی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جس طرح دوسروں کی کرامات پر یقین رکھتا ہے اس طرح اپنی کرامات پر بھی یقین رکھے کیونکہ جانبین میں وہ اللہ کریم کی قدرت سے ہی ظہور پاتی ہیں حضرت احمد مذکور ۹۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت احمد بن حسن معلم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت محمد جمل اللیل کے بھائی، مشہور سادات، عارف اولیاء اور عامل علماء میں شامل ہیں آپ نے جب حضرت خضر علیہ السلام کے احوال عظیمہ کے متعلق سنا تو اللہ کریم سے دعا کی کہ ان سے ملاقات ہو جائے تا کہ ان کی خوشبو کی مہکوں سے وہ اپنے مسام کو معطر کر سکیں ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دوپہر کے وقت آپ ایک غار میں تشریف لائے تو وہاں انہیں ایک بدوی ملا

دیر تک بیٹھا رہا مگر باتیں بہت کم کیں، آپ کو اسے بہت انس ہوا، آپ سمجھ گئے کہ یہ کوئی عظیم انسان ہے جب وہ غائب ہوا اور اڑ گیا تو اس غار میں عجب سی مہک اٹھی اب انہیں پتہ چلا کہ یہی حضرت خضر عظیم المرتبت ہیں پھر وادی کے لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا وہ بولے یہاں آپ کے بغیر اور کوئی نہیں آیا جب آپ اپنے مرشد عبدالرحمٰن سقاف رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور انہیں حالات بتائے تو انہوں نے فرمایا وہ خضر علیہ السلام تھے اب ان سے ملنے کی برکات آپ کو ملیں گی۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن عبدالرحمٰن شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

آل باعلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عامل علماء اور عارف اولیاء میں شامل ہیں آپ کو اہل قبور اور ان کی راحت و عذاب کا علم اللہ کریم نے عطا فرما رکھا تھا اس بارے میں آپ سے کئی حکایات اور خارق عادت کرامات منقول ہیں۔

امام ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

آپ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں امام بن عیسیٰ کی مشہور قبر دراصل ان کی قبر نہیں ہے آپ کسی کام کے لئے جا رہے تھے کہ آپ کی قبر کی زیارت کی۔ قبر کے پاس آپ پر ہیبت اور خود فراموشی طاری ہوگئی افاقہ ہوا تو فرمایا کہ میں حضرت امام احمد بن عیسیٰ کی روح پاک سے ملا میں نے ان سے پوچھا کیا حقیقۃً آپ کی یہی قبر ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ میری یہی قبر ہے میں نے عرض کیا میں فلاں کام کرنا چاہتا ہوں فرمایا یہ بات بغیر کسی تکلیف کے پوری ہوگی پھر وہ بور گاؤں گئے وہاں کے سردار سے ملے اور وہ کام فوراً پورا ہوگیا، آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ اپنے گھر تریم میں حضرت امام غزالی حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور ان سے ان کی سب کتابوں کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی۔

قرآن یاد ہوگیا

آپ نے ایک عرب سے بڑی سی لکڑی مانگی تاکہ اپنے گھر کے دروازے بنا سکیں وہ عرب کہنے لگا مجھے بھی آپ سے ایک کام ہے میں چاہتا ہوں کہ میں دل کی گہرائیوں سے قرآن پاک یاد کرلوں حضرت نے فرمایا منہ کھولو اس نے منہ کھولا آپ نے تین دفعہ تھوک ڈالا تو اسے تھوڑے وقت میں قرآن پاک یاد ہوگیا۔

تمہیں دیکھنے کے لئے لوگ ترسیں گے

آپ نے اپنے شاگرد حضرت امام ابن عبداللہ عیدروس کو فرمایا ایک دور کے علاقے کے لوگ تم سے حصہ وافر پائیں گے اور حضرموت کے لوگ تو تم کو ایک نظر دیکھنے کے لئے ترسیں گے، پھر یہی کچھ ہوا عیدروس احمد آباد (ہندوستان) تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں ٹھہرے رہے (1)۔

1۔ نوٹ: سیدی خواجہ سید رسول آف بولہ شریف خلیفہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے مترجم کے لئے کچھ اسی قسم کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے پھر اللہ کریم نے دینی و دنیوی علوم سے نوازا، میرا راستہ تو سکون کا تھا مگر وہاں سے اٹھا کر کسی اور مقام پر بیٹھا دیا گیا اور اب زندگی خدمت علم و اسلام میں بسر ہو رہی ہے، ان حضرات کی نگاہ دلنواز کے اپنے انداز ہوتے ہیں، عامی اور علم کا فریب کرگس ان کی عظمتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (مترجم

آپ نے اپنے خدام کی کئی جماعتوں کو ایسے مختلف کاموں میں لگا دیا جن میں مسلمانوں کا نفع تھا آل ابن شرف کو آپ نے سانپوں کا دم بخشا اگر کسی کو سانپ کاٹ لے اور آل ابن شرف کا کوئی آدمی اسے دم کر دے تو پھر کوئی نقصان نہیں ہوتا آپ نے اسی طرح آل ابن مداعہ کو ناک کی بیماریوں کا دم عطا فرمایا جس کو ناک کی تکلیف ہوتی اور آل ابن مداعہ کا کوئی آدمی وہ کلمات اس کی ناک پر کہہ دیتا تو مرض فوراً غائب ہو جاتا، آپ کا وصال ۹۴۶ھ میں تریم میں ہو۔ ازنبل کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بقول مصنف ''المشرع الروی'' آپ کا مزار زیارت گاہ انام ہے۔

حضرت احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر میں تشریف لے آئے تھے عابد و زاہد تھے آپ اکثر چالیس چالیس دن بھوکے رہتے اور پھر صرف ایک منقیٰ کے دانے پر افطاری فرماتے وصال ۹۵۶ھ میں ہوا مصر قدیمہ میں سمندری نالوں کے قریب اپنی خلوت گاہ میں مدفون ہوئے جب لوگ آپ کو دفن کرنے لگے تو آپ کی قبر میں سونے کی بھری ہوئی ایک ہنڈیا پائی لوگوں نے والی مصر علی پاشا کو اطلاع دی انہوں نے کہا جنازے میں شریک فقیروں کو دے دو۔ بقول مناوی یہ بھی لوگوں نے آپ کی ہی کرامت سمجھی۔

حضرت احمد بن عقیل سقاف رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف اولیاء اور عامل علماء میں سے ایک ہیں، بچپن سے ہی آپ پر آثار ولایت کا ظہور تھا۔ آپ کے گھر والے جب کوئی چیز چاہتے تو آپ کے وسیلے سے اللہ کریم سے دعا مانگتے پھر انہیں مطلوبہ چیز مل جاتی، سرزمین مشقاص میں فشن گاؤں میں ۹۶۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن حسین عبداللہ العیدروس رحمۃ اللہ علیہ

آپ شریعت و حقیقت کے جامع تھے اور علم و طریقت کا جھنڈا آپ کے پاس تھا۔ حضرت احمد شیخ عیدروس اپنے والد عید روس کے پاس ہندوستان جا رہے تھے کہ آپ کو الوداعی سلام کہنے محفل میں سیدہ فاطمہ بنت سید احمد بن حسین (حضرت مذکور کی اپنی صاحبزادی) کا ذکر دوران کلام ہوا تو آپ نے فرمایا یہ آپ کی (ابن عیدروس) کی بیوی ہوں گی وہ تو ایک اور شخص سے شادی شدہ تھیں وہ اپنے والد کے پاس چلے گئے جب دوبارہ تریم آئے تو سیدہ فاطمہ سے ان کی شادی ہوگئی (پہلے خاوند سے فراغت ہو چکی تھی)۔ (مترجم)

حضرت ولی صالح احمد بن عبدالقوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد مذکور کو عرفات میں بالکل سامنے دیکھا، بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی (دوڑ) میں بھی انہیں موجود پایا مگر ظاہری طور پر تو وہ اپنے شہر میں موجود تھے وہاں سے نہیں نکلے تھے۔

آپ کا شاگرد سعید بن سالم عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ میری موت ہنیں میں ہو آپ نے فرمایا تمہاری موت تو دورہ میں ہوگی یہ مشقاص کی ایک جگہ کا نام ہے پھر ایسا ہی ہوا حضرت خود ۹۶۸ھ میں تریم میں فوت ہوئے اور بقول مصنف

''المشرع الروی'' زنبل کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت المولی احمد طاش کوبر لی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد عارف ربانی ہیں غزال کی نسبت سے معروف ہیں ان لوگوں کی اپنی زبان میں انہیں کیکلو بابا کہا جاتا ہے وہاں ان کا نام معروف نہیں آپ کی نسبت غزال سے اس لئے ہے کہ آپ غزال (ہرن) کو مسخر کر چکے تھے اور اس پر سواری فرماتے تھے عجمی علاقہ کے شہر خولی میں آپ کی ولادت ہوئی پھر رومی علاقوں میں چلے گئے۔ بروسا کی فتح کے وقت آپ موجود تھے آپ سلطان اورخان کے ساتھ تھے اور ہرن پر سوار تھے بروسا شہر کے قریب ہی اپنا وطن بنالیا وہیں فوت ہو کر مدفون ہوئے۔ سلطان اورخان نے ان کی قبر پر روضہ تعمیر کرا دیا۔ آپ کی قبر زیارت گاہ اور مشہور ہے ''الشقائق نعمانیہ'' کے مصنف ذکر کرتے ہیں میں نے آپ کی قبر شریف کی زیارت کی تو مجھے بے حد انس حاصل ہوا پھر شیخ مذکور نے ان سے مرشد کے متعلق سوال کیا تو جواب دیا میں بابا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے ایک ہوں ہمارے مرشد اعلیٰ حضرت ابو الوفاء بغدادی ہیں، سلطان اورخان نے آپ سے دعا طلب کی تو آپ نے فرمایا میں کبھی تم سے غافل نہیں ہوتا اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں، ایک مدت کے بعد حضرت نے ایک درخت عجیب و غریب انداز میں اکھاڑا اور شہر بروسا میں لے آئے اور دار السلطنت میں لے جا کر پہنچے اور گھر کے اندر دروازے کے قریب اسے لگا دیا پھر جا کر بادشاہ کو یہ خبر دی وہ بہت خوش ہوا پھر آپ نے اس درخت کو پالا وہ بڑا ہو گیا صاحب ''الشقائق'' فرماتے ہیں درخت اب بھی باقی ہے آپ کا وصال ۹۶۸ھ کو ہوا۔

حضرت احمد ابو الوفاء بن معروف حموی خلوتی قصیری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابو الوفاء عرضی حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو الوفاء حموی خلوتی اپنے مرشد حضرت قصیری کے حکم سے قاہرہ تشریف لے آئے یہ بھی مروی ہے کہ وہ مصر میں استاذ ابو الحسن بکری حضرت استاد محمد رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے پاس آ کر اترے وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ علوم کی کتابیں ان کے پاس پڑھیں۔

مرشد کی دستگیری

جب حضرت استاذ نے دیکھا کہ میرا انداز صالحانہ ہے اور میں اوراد و وظائف پڑھتا ہوں اور تہجد کی نماز ادا کرتا ہوں تو انہوں نے مجھے اپنا مرید بنانا چاہا اور خواہش کی کہ میں ان کی بیعت میں آ جاؤں میں اس بات پر توجہ نہ دیتا کیونکہ میرا حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق گہرا اعتقاد تھا میں انہیں چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔ مجھے استاد محترم نے کئی دفعہ زور دیا، میں ایک دفعہ کمرے میں تھا کہ استاذ ابو الحسن میرے پاس تشریف لائے انہوں نے سرخ رنگ کا فرغل پہنا ہوا تھا اور ان کے سر پر سوتے وقت کا چھوٹا سا عمامہ تھا انہوں نے بیٹھ کر میری طرف ہاتھ پھیلایا اور فرمایا ہاتھ آگے بڑھایئے اور شاذلی طریقہ پر مجھ سے بیعت کیجئے، میں خاموش رہا دفعتہً دیوار پھٹ گئی اور اس سے ہمارے مرشد حضرت احمد قصیری نکلے اور حضرت شیخ ابو الحسن

سے فرمایا، آپ میرے مرید سے تعرض نہ کریں، استاذ نے جواباً فرمایا یہ میرا مرید ہے، دونوں میں بحث چل نکلی اچانک حضرت احمد نے حضرت بکری پر خوفناک نظر ڈالی میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھ سے آگ کا دھاگا نکلا اور حضرت البکری تک پہنچا وہ اب مجھ سے دور ہو گئے اور ایک اور شخص نے دونوں میں صلح کرادی اور سورۂ فاتحہ دونوں کے لئے تلاوت کی، میں نے وہاں موجود ایک صاحب سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جنہوں نے ان دونوں کے درمیان صلح کرادی ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اسی دن صبح کو میں شہر قصیر کی طرف چل نکلا یہ شہر حلب کے نواح میں واقع ہے میں شیخ ابوالحسن البکری رحمۃ اللہ علیہ سے خوفزدہ تھا میں سفر کرتے وقت حضرت احمد کی زندگی میں ہی ان کے پاس پہنچ گیا میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے وہ ہنس پڑے اور فرمایا ہمارا سلسلہ ان شاء اللہ نہیں ٹوٹے گا۔ یہ سب کچھ محبی نے اپنی کتاب ''خلاصۃ الاثر'' میں ذکر کیا ہے نجم الغزی نے ''الکواکب السائرۃ'' میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے ان کی عبارت یوں ہے:

احمد بن عبد بن سلیمان کردی قصیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلوتی فقیہ وصوفی ہیں پھر آپ کی بے حد تعریف کی ہے آخر میں کہا ہے کہ آپ کے مقام جبل اقرع میں آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے آپ کی صلاحیتوں کا چرچا ہے آپ کی شہرت کا چرچا ہے آپ کے خلفاء اور مرید بکثرت ہیں وصال ۹۶۸ھ میں ہوا۔

حضرت احمد شہاب الدین بن علی دجانی حسینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید بدر یافا میں آل دجانی کے جد کی اولاد سے ہیں قدس میں جو نبی خدا سیدنا داؤد علیہ السلام کی خدمت میں رہے آپ دسویں صدی میں تھے اور آپ کا شمار اکابر علماء و اولیاء میں ہوتا ہے آپ کے مرشد طریقت سیدی سید علی بن میمون ہیں اور ان کے خلیفہ عارف کبیر شیخ محمد بن عراق سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا ہے۔ آپ شافعی مسلک پر کاربند تھے کتاب ''المنہاج'' آپ کو یاد تھی۔

حضور علیہ السلام کی گرم گستریاں

ابتدائے سلوک میں آپ علم نحو سے ناواقف تھے کیونکہ آپ نے نحو کی طرف توجہ ہی نہ دی تھی آپ مسجد اقصیٰ میں اپنے خلوت کدے میں تھے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی طور پر زیارت ہوگئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے احمد! نحو سیکھ لو، فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے نحو سکھا دیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربی میں سے چند اصول مجھے ارشاد فرمائے پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام رجوع فرما ہوئے خلوتخانے کے دروازے تک آپ کے پیچھے چلتا گیا اور عرض کیا الصلوة والسلام علیك یا رسول الله! میں نے رسول کی لام پر پیش (ضمہ) پڑھی۔ (یا کے بعد رسول مضاف ہے اور لفظ اللہ مضاف الیہ ہے عربی نحو کا قاعدہ یہ ہے کہ جب لفظ ندا مضاف پر آجائے تو اس پر زبر پڑھتے ہیں یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ رسول کے لام، حبیب کی ب اور شفیع کی عین پر حرف ندا یا کی وجہ سے زبر پڑھی جاتی ہے۔ (مترجم) اب رسول کی لام پر اس قاعدہ کے تحت پیش غلط ہے لہٰذا سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ فرما کر ارشاد فرمایا میں ابھی تو تمہیں

سکھا رہا تھا کہ خلاف قاعدہ انداز سے عربی نہ بولو (لحن نہ کرو) یا رسول اللہ لام پر زبر کے ساتھ کہو۔ اب میں نے نحو پڑھنا شروع کر دیا اور پھر یہ علم میرے سامنے کھل گیا۔

نوٹ: ایک طرف تو اولیائے برحق کا انداز یہ ہے کہ وہ کشفی کیفیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نحو کا درس لیتے ہیں ان کی اعرابی غلطیاں خود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام درست فرماتے ہیں اور دوسری طرف کے خود ساختہ علماء اور اولیاء کا انداز یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو میں گفتگو فرماتے سنتے ہیں تو پوچھتے ہیں حضور! آپ کو اردو کیسے آگئی؟ جواب یہ ملا ہے کہ تمہاری وجہ سے ہمیں اردو سیکھنی پڑی ہے العیاذ باللہ، یعنی ان حضرات کا یہ ایمان نہیں کہ امتی کی زبان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں بلکہ امتی کی وجہ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی زبان سیکھی، یہی تو الٹی گنگا بہائی جا رہی ہے۔ (مترجم)

حضرت دجانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن میمون اور ان کے خلیفہ حضرت محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لگے رہے پھر انہیں اچانک عنایت ربانیہ اور فیوضات عرفانیہ نے اپنی آغوش میں لے لیا آپ مسند ارشاد پر بیٹھے آپ کے خلفاء اور مریدوں کی کثرت ہوئی یہ سب کچھ دجانیہ نامی بیت المقدس کے علاقے کے گاؤں میں ہوا پھر ان کی ملاقات سیدنا داؤد علیہ السلام کی روح مقدس سے ہوئی آپ کا مزار اقدس قبلہ کی طرف سے شہر قدس کے آخری حصہ میں واقع صیہون نامی ایک گرجے میں تھا اور وہاں عیسائیوں کا قبضہ تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے آپ کو فرمایا، احمد! مجھے نجات دلاؤ میری نجات تمہارے ہاتھ میں ہے آپ نے ادھر توجہ فرمائی اور اس مقام شریف پر آپ کو قبضہ مل گیا اور اس وقت سے وہ جگہ آپ کے اور آپ کی اولاد کے پاس ہے یہ سب کچھ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص عارف ربانی سیدی حضرت حسین دجانی نے اپنی شرح ''القول المختار علی منظومتہ فی ضرورۃ الاشعار'' میں نقل کیا ہے میں نے وہ سب کچھ اپنے فرزند عالم، فاضل حضرت محمد ابو السعادات کے گرامی نامہ سے نقل کیا ہے یہ خط انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں لکھا اور مجھے شام بھیجا تھا، حضرت کا ذکر نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کشفی ملاقات اور نحو پڑھنے کا ذکر بھی کیا ہے غزی فرماتے ہیں مجھے یہ واقعہ آپ کے خلیفہ و شاگرد حضرت یوسف دجانی اربدی نے بتایا آپ کا وصال ۹۶۹ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن علوی باجحدب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کے ایک مرید کا لڑکا مر گیا وہ اس کی موت سے بے حد پریشان اور نڈھال ہوا اور بچے کو اٹھا کر حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ مذکور کے پاس لے گیا اور عرض کیا حضور! اللہ کریم سے دعا کریں کہ یا تو میرے بچے کو زندہ فرما دے یا مجھے اس سے (موت دے کر) ملا دے آپ نے قاضی محمد بن حسین سے کہا کیا ایسی دعا کرنا جائز ہے؟ انہوں نے جواباً کہا اگر کسی فساد دفعیہ یا کسی مصلحت کے حصول کے لئے ہو تو جائز ہے، حضرت نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ ہم تمہارے لئے یہ دعا کریں کہ تم اللہ کریم کی قضا پر راضی ہو جاؤ آپ نے پھر یہی دعا فرمائی لڑکے کے باپ نے کہا میں اللہ کی قضا پر راضی ہوں۔

آپ کے عجیب مکاشفات تھے آپ بادشاہ اور اس کے کارندوں کی کوئی چیز قبول نہیں فرماتے تھے ایک سرکاری کارندے نے ایک دور دراز کے آدمی کے ہاتھ آپ کو خوشبو بھیجی اسے بتایا گیا تھا کہ آپ خوشبو پسند فرماتے ہیں لیکن اس

ذریعے سے بھی آپ نے خوشبو قبول نہ فرمائی، ایک اور نے دودھ والی بکری بھیجی تو وہ بھی آپ نے واپس فرما دی ایک اور نے ایک خاتون کے ہاتھ دودھ بھیجا جسے آپ جانتے تھے تو وہ بھی آپ نے قبول نہ فرمایا باقی لوگوں سے آپ ہدایہ قبول فرماتے اور انہیں ان کے بدلے بھی عطا فرماتے۔ (یہ سب مکاشفاتی کیفیت سے آپ کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ شاہ اور اس کے کارندوں کا ہدیہ ہے اور نہیں لینا ہے۔ مترجم)

آپ حج بیت اللہ کی نیت سے سمندری سفر فرما رہے تھے کہ سمندر سے پانی کا اوک بھرا، برتن میں ڈالا اور پی لیا آپ کو کہا گیا آپ نے یہ کیسے پی لیا یہ تو کڑوا ہوتا ہے؟ فرمانے لگے کیا سب لوگ اس سے نہیں پیا کرتے؟ لوگوں نے برتن سے بچا ہوا پانی پیا تو وہ میٹھا تھا۔

زیارت خضر علیہ السلام

آپ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اکثر مجلس کرتے تھے آپ کے مرید عوض بامختار نے آپ سے درخواست کی کہ اس کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرا دیں۔ آپ نے فرمایا تم ان سے مل تو لو گے لیکن تمہیں ان پر پوری گرفت حاصل نہ ہوگی، اتفاق ایسا ہوا کہ معجاز کے پہاڑوں میں اس کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی آپ بدوی وضع قطع میں تھے یہ انہیں پہچان نہ سکا جب وہ اس سے دور نکل گئے تو زور سے بلایا اے عوض بامختار! تیرا کام ہو جائے گا ہمارا اسلام اپنے مرشد شیخ احمد کو پیش کرنا، یہ سن کر عوض نے کہا ذرا ٹھہریں میں نے آپ سے کچھ پوچھنا ہے وہ بولے آپ کے مرشد نے نہیں کہا تھا کہ تمہیں اس پر گرفت نہ ہوگی؟ پھر وہ غائب ہو گئے۔

آپ مستجاب الدعوات تھے کئی گروہوں کے لئے آپ نے جو دعائیں فرمائیں قبول ہوئیں خصوصاً بارش کے نزول اور ظاہری و باطنی مرضوں کے زوال میں آپ کی دعائیں بہت مقبول تھیں آپ کے نیک مرید عمر بن علی بامنصور نے آپ سے اپنے شہر کے لئے نزول باراں کی درخواست کی کیونکہ وہاں عرصہ سے بارش نہیں ہو رہی تھی آپ نے دعا فرما کر کہا وہاں بدھوار کو بارش ہوگی وہ اپنے شہر گئے اور لوگوں کو بارش کی بشارت دی پھر ایسا ہی ہوا بہت بارش ہوئی جس سے بے حد فائدہ ہوا آپ شہر تریم میں ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے اور زنبل کے قبرستان میں آپ دفن ہوئے قبر مشہور زیارت گاہ ہے وہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن علوی بن محمد مولی الدویلہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ صالح اولیاء اور زاہد علماء میں شامل ہیں آپ اکثر مشہور ربانی عارفہ سلطانہ بنت علی زبیدی کو ملا کرتے اور اکثر ان کے گھر سو جاتے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جاتی آپ ان کے منہ کو چوم بھی لیتے آپ کی دعائیں مقبول تھیں اور احوال پسندیدہ تھے ایک سال شدید قحط پڑا لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ بارش کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا کر کے فرمایا کہ فلاں مقام تک بارش کا سیلاب آئے گا ایسے مقام کی طرف اشارہ فرمایا جہاں شدید سیلاب پہنچ سکتا ہے پھر ایسا ہی ہوا آپ کے خادم حضرت محمد بن علی سلامہ نے آپ کی دعوت پکائی آپ کے سامنے کھانا اور بینگن رکھے آپ نے روٹی کھائی

بینگن کا سالن نہ کھایا حالانکہ آپ کی عادت تھی جو کچھ پیش کیا جاتا کچھ نہ کچھ کھا لیتے جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ان بینگنوں میں کچھ شبہ ہے لوگوں نے میزبان سے پوچھا تو پتہ چلا کہ یہ شاہی مال سے ہیں آپ اپنے چچا مشہور زمانہ عبدالرحمٰن سقاف رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت میں حاضر ہوئے دیے سے تیل ختم ہو گیا آپ نے دیا منگا کر اس میں تھوکا تو وہ تیل سے بھر گیا۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن ابوبکر شلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ "المشرع الروی" کے مصنف کے دادا، ایک عظیم المرتبت علم پسند عالم اور عارف ولی اللہ ہیں ذرا کرامت ملاحظہ ہو کہ جناب گرامی عمر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب تریم میں اپنا کنواں کھودا تو پانی سے پہلے ایک بہت بڑی چٹان آگئی جس نے انہیں عاجز کر دیا جب حضرت کو اس بات کا علم ہوا اور یہ بھی پتہ چلا کہ وہ محض رضائے الٰہی کے لئے یہ کام کر رہا ہے اور اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے تو آپ نے ایک چھوٹے سے پتھر پر لکھا اور اس بڑی چٹان پر اسے مارا وہ مٹی ہو گئی اور پانی ٹھاٹھیں مارنے لگا آپ نے جب سفر حج کیا تو قافلے کو شط کے راستے پر شدید پیاس نے آلیا اور پانی وہاں سے بہت دور تھا حضرت نے اپنا مشکیزہ لیا اور ایک چھوٹی سی پہاڑی میں اوجھل ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پلٹے تو مشکیزہ ٹھنڈے میٹھے پانی سے پر تھا آپ کا وصال ۱۰۰۴ھ میں ہوا تریم کے قبرستان زنبل میں دفن ہوئے۔ (المشرع الروی)

حضرت احمد بن سلیمان قادری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عارف ہیں جن پر لوگوں کو اعتقاد تھا اور آپ کے تقویٰ دیانت اور ولایت پر سب کو اتفاق تھا۔ اپنے زمانے میں شام کے سب مشائخ سے بڑے مرتبے والے تھے آپ کے اخلاق حسین اور عادات معطر اور کرامات واضح تھیں، شکوک میں مبتلا لوگوں کو عزت بخشتے ان کی مہمانی فرماتے اور ان پر توجہ فرماتے اور انہیں طرح طرح کے مکاشفات سے مطلع فرماتے (اس طرح ان کے تردد کا خاتم ہو جاتا) محبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے علامہ عبدالکریم کی کسی کتاب میں ان کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ حضرت قادری مذکور کا ایک مکاشفہ ایک رومی کے بارے میں بھی سامنے آیا یہ رومی پاشا مملکت شام کے سربراہ کا ساتھی تھا پاشا آپ کی زیارت کے لئے آیا تو آپ نے اسے ارشاد فرمایا تمہیں ایک حادثے کا خطرہ ہے لہٰذا آج اپنے گھر سے نہ نکلنا پورا دن گھر میں رہنا، اس نے ایک ضروری معاملہ پیش آنے پر آپ کے ارشاد کی پروا نہ کی اور مشورہ کے بغیر چل نکلا اتفاق ایسا ہوا کہ اس کا گھوڑا سرکش ہو گیا اسے لے کر چلتا گیا اور اسے چٹانوں اور سخت پتھروں پر پھینک دیا وہ ٹوٹ پھوٹ گیا پتھروں پر پڑا رہا نہ افاقہ ہوتا اور نہ ہی ہڈیاں جڑتی دکھائی دیتیں۔ اسے اٹھا کر گھر لایا گیا دیر تک علاج کے بعد اسے آرام آیا۔

گم شدہ کی واپسی کا عمل

آپ سے گم شدہ شخص یا چیز کی واپسی کے لئے یہ عمل منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ يَا مُعْطِيًا مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ وَيَا رَازِقًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ رُدَّ عَلَيَّ مَا ذَهَبَ

''اے اللہ! اے طلب کے بغیر عطا فرمانے والے! اور اے سبب کے بغیر رزق دیکھنے والے! جو چلا گیا وہ مجھے عطا فرمادے''۔

رمضان کے تین دن باقی تھے کہ ۱۰۰۵ھ میں فوت ہوئے اور امیر سیف الدین کے قبرستان میں مدرسہ فلجیہ میں دفن ہوئے اسے آپ نے ہی تباہی کے بعد آباد کیا تھا۔ (محبی)

حضرت احمد بن خضر مطوعی پدر شیخ حشیش حمصانی رحمۃ اللہ علیہ

ولایت میں آپ کا قدم بہت مضبوط تھا اور کرامات میں آپ کی بہت شہرت تھی۔ آپ کے صاحبزادے زین العابدین نے علامہ مناوی کو یہ واقعہ سنایا کہ آپ کی ایک بیوی آپ کے غلے سے کچھ رقم بچالیتی تا کہ آپ کے بچوں کو رزق کی وسعت ہو سکے اور اس رقم سے وہ کشائش حاصل کر سکیں وہ ایک الماری میں رکھ کر تالہ لگا دیتی جب حضرت اپنے کام سے فارغ ہو کر شام کو واپس آتے تو دراہم ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے اور چڑیوں کی طرح آواز نکالتے آپ فرماتے اس نے تمہیں چرالیا ہے۔

کسی فقیر کے ساتھ ایک واقعہ پیش آجانے کی وجہ سے آپ بیمار ہو گئے تو رات کو انوار مجردہ (جسم کے بغیر صرف نورانی حیثیت) کی صورت میں اولیائے کرام آپ کو ملنے آتے تھے۔ آپ کی بیوی جاگ رہی ہوتی تھیں اور پاس ہی بیٹھی ہوتی تھیں اسے محسوس تک نہ ہوتا مگر وہ گھر سے باہر ہوتی نہ تو چل سکتی اور نہ ہی اسے پتہ چلتا کہ کس نے اسے اٹھا کر وہاں رکھ دیا ہے یہ بار بار ہوتا (کیونکہ بوجہ پردہ داری بھی انہیں وہاں نہیں ہونا چاہئے تھا اور بحیثیت مقام ولایت بھی اس کا حاضر ہونا باعث تکلیف تھا۔ مترجم) آپ انہیں کہا کرتے اے بنت عمر! یہ لوگ نہیں چاہتے کہ آپ میرے پاس رہیں لہٰذا آپ ذرا الگ ہو جائیں وہ مرض کے پورے دن آپ سے الگ رہیں۔ (مناوی)

حضرت احمد بن ابوبکر نسفی خزرجی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قعود کے نام سے معروف ہیں آپ امام عظیم المرتبت اور قائد اولیاء ہیں آپ کا شمار مشاہیر علماء میں ہوتا ہے، آپ لفظ قعود سے اس لئے مشہور ہوئے کہ آپ نے استاذ محمد بن ابی الحسن البکری کے ساتھ مل کر حج کیا تو آپ کو انہوں نے عام استعمال کے اونٹ (گھریلو) پر بٹھایا جس پر آپ راستے میں سونے کے لئے خود سوار ہوا کرتے تھے (قعود وہ اونٹ ہے جسے بہت مانوس و اصیل سمجھ کر گھر رکھ لیا جاتا ہے اور سب کام کاج کے لئے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ مترجم)

اتفاق کی بات کہ جب آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو اونٹوں کا نگران دونوں حضرات کے پاس آیا اور کہا وہ اونٹ (قعود) تو مر گیا ہے، حضرت احمد کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا حضرت البکری نے انہیں فرمایا مغموم نہ ہوں ہم اس سے بہتر اونٹ پر آپ کو سوار کریں گے مگر انہیں کوئی اس بات سے فائدہ نہ ہوا (وہ دنیا اونٹ نہیں چاہتے تھے) اس متغیر حال میں وہ حضور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور مزار اقدس کے سامنے یہ بات جا کر عرض کی کیا دیکھتے ہیں کہ شتربان پھر آ گیا ہے اور حیران ہو کر حضرت شیخ کو بتاتا ہے کہ وہ اونٹ (قعود) تو زندہ ہے یہ خبر اڑی تو آپ کا نام قعود پڑ گیا۔ کچھ مصریوں نے بقول محبی

یہی کچھ لکھا ہے سن وفات ۱۰۰۷ھ ہے۔

حضرت احمد منادی مطوعی رحمۃ اللہ علیہ

جیزہ کے علاقہ کے شہر مناداہ کے رہنے والے صاحب احوال و کرامات ہیں۔ حشیش حمصانی اپنی بات ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ اجتماع کی ایک رات جامع ازہر میں حضرت شونی کی مجلس میں تھے اور رات کا تیسرا حصہ رہنے میں تھوڑی دیر ہوگی کہ وہ مجلس سے اٹھ کر جامع ازہر کے صحن میں سو گئے اچانک حضرت منادی آئے اور ان کے قریب لیٹ گئے وہ آپ کو اس سے پہلے نہیں پہچانتے تھے حمصانی نے محسوس کیا کہ ان کی پیٹھ بھی پھول رہی ہے اور منادی کی پیٹھ کا بھی یہی حال ہے پھر منادی کا دل ایک مرغ کی صورت میں سامنے آیا اور حمصانی کے دل کو چیرنے پھاڑنے لگا وہ اسے چوستا رہا اس میں کوئی شے باقی نہ چھوڑی پھر وہ واپس پلٹا اور ان کا سینہ ٹھیک ہو گیا اور حضرت حمصانی کی اپنی پیٹھ بھی ٹھیک ہوگئی مگر صبح دیکھا کہ سب حال تو سلب ہو چکا ہے فرماتے ہیں (حمصانی) میں تین رقباء سے مل بیٹھا کرتا تھا وہ حسینہ کے ایک گھر میں کتان صاف کرنے کا کام کیا کرتے تھے میں بہت دل شکستگی کے ساتھ ان کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھے کہا ایک مہینہ روزے رکھو اور ساتھ ذکر میں مشغول رہو میں نے ایسا ہی کیا جب عرصہ پورا ہو گیا تو حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت پاک نصیب ہوئی آپ نے پوری توجہ فرمائی اور عطائے جزیل سے نوازا، میں پھر حضرت احمد منادی کو مؤیدیہ کے قریب ملا تو انہوں نے مجھے کہا میں تمہاری بھلائی کا ایک سبب بن گیا میں نے تو تم سے تھوڑی سی چیز لی تھی مگر اس کی جگہ آپ کو بہت کچھ مل گیا کاش! جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کو ملا ہے مجھے ملتا اور میں نے آپ سے کچھ نہ لیا ہوتا۔ امام منادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا لڑکا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ انہیں ملا جو خود بڑا صاحب ولایت تھا تو حضرت احمد مذکور نے فرمایا یعسوب الفقراء (یعسوب شہد کی ملکہ مکھی کو کہتے ہیں مراد ہے سردار) نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے آپ کو (زین العابدین) اس حال میں پایا کہ آپ نے عرش کا ایک پایہ پکڑا ہوا تھا، آپ کے آنے سے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی ہوتی ہے وہ ذات پاک آپ کو عرش پر اپنے ساتھ لے جاتی ہے آپ گیارہویں صدی کی ابتدا میں وصال فرما گئے۔ (منادی)

حضرت احمد احمدی صعیدی رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ منیہ کے گاؤں بنی احمد کے ایک گھر کے چشم و چراغ ہیں، صوفی و زاہد تھے آپ کی امدادیں عام ہوئیں اور چرچا پھیلا آپ ذکر و فکر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود کی کثرت کیا کرتے تھے، خود کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت کی اور جب وہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت کے لئے جاتے تو سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے سوال کا جواب ارشاد فرماتے۔ وصال ۱۰۰۷ھ میں ہوا۔ (محبی) بقول مناوی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۰۰۹ھ ہے مقام صعید میں بنی احمد کے زاویہ میں دفن ہوئے۔

حضرت احمد سطیحہ بن مقبول زیلعی عقیلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمن کے شہر لحیہ کے رہنے والے، امام کبیر اور مشاہیر اولیاء کے آئمہ میں سے ایک ہیں، بہت سے عارفوں نے آپ

سے فیض حاصل کیا ان میں ختم الٰہی حضرت احمد بن محمد قشاشی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

ایک بزرگ آپ کے پاس آئے چونکہ بچپن کا دور تھا اور آپ قرآن پڑھتے تھے اور اپاہج تھے اس بزرگ نے آپ کے کان میں کہا جب بچے قرآن پاک پڑھ کر چلنے پھرنے اور کھیلنے کودنے لگ جائیں تو ہم اے سطیحہ! تمہیں کھڑا کر دیں گے اور تم بھی ان کے ساتھ چلنے لگ جاؤ گے! آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا اگر آپ ہمیں کھڑا کر دیں گے تو ہم آپ کو بٹھا دیں گے وہ یہ سن کر چلایا اور بھاگ گیا۔

آپ وصال سے کچھ دن پہلے اپنی بیوی سے فرمانے لگے جب میں مر جاؤں تو نہ چیخنا اور نہ ہی نوحہ وشیون کرنا کیونکہ میں صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہا ہوں، بیگم صاحبہ بھی ولیہ تھیں کہنے لگی علاقہ کے لوگوں کی عادت کے خلاف چلنا بھی ممکن نہیں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو لوگ ہم پر عیب لگائیں گے اور کہیں گے کہ مرنے والے کی ان کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہ تھی آپ نے مائی صاحبہ کو جواب دیا اگر نوحہ کرو گی تو تم مجھے تلاش کرتے پھرو گی اور میں نہیں ملوں گا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو وہ سب لوگ آہ وزاری اور نوحہ وشیون کرنے لگ گئے جب جنازہ تیار ہو گیا تو وہ لوگ نماز جنازہ کے لئے آپ کو مسجد کی طرف لے چلے وہ لوگ امام مسجد کے منتظر تھے تا کہ وہ نماز جنازہ پڑھائیں ایک شخص آیا اور تبرکاً آپ کے جسم کو ہاتھ لگانا چاہا جب اس نے اس تابوت جنازہ کے اوپر ڈھانپ دینے والے پردے پر ہاتھ رکھا تو اس نے تابوت میں آپ کو نہ پایا لوگوں کو اس نے یہ بات بتادی لوگ تنگ دل ہوئے، حیرت میں ڈوب گئے آپ کو تلاش کرنے لگے ان کا خیال تھا کہ شائد آپ کہیں گر گئے ہیں پھر بنی زیلعی کے ایک بزرگ شخص آئے انہوں نے کہا سورۂ یٰس شریف چالیس مرتبہ پڑھو جب سورت چالیس مرتبہ پڑھ دی تو آپ کو تابوت جنازہ میں موجود پایا آپ کا وصال ۱۰۱۲ھ میں لحیہ شہر میں ہی ہوا اور اپنے دادا احمد بن عمر زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن ہوئے۔ (محبی)

حضرت احمد ابولبد فیومی رحمۃ اللہ علیہ

قلیوب کے قریب قلمہ نامی شہر میں قیام تھا اور اولیائے کبار میں شمار تھا، کرامات بے شمار ہیں حضرت حشیش حمصانی کہتے ہیں کہ آپ میری بیوی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس ہمارے کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ اس نے جواب دیا صرف پنیر ہے، آپ نے فرمایا جی دودھ بھی تو ہے جو تم نے اپنے خاوند کے لئے بچا رکھا ہے بات اسی طرح تھی اور صرف وہی جانتی تھی۔

ایک دفعہ آپ نے بازار میں ایک شخص کے پاس ہرنی دیکھی آپ نے اسے کہا یہ مجھے بیچ دیں اس نے جواب دیا مجھے اس کے پچاس ملتے ہیں آپ نے فرمایا یہ لیجئے اس کی قیمت اس کے ہاتھ پر آپ نے پانچ رکھ دیئے اس نے وہ واپس کر دیئے اور ک میں کہتا ہوں مجھے پچاس ملتے ہیں اور آپ مجھے صرف پانچ دے رہے ہیں؟ آپ وہی بار بار اسے دیتے رہے اور ہر دفعہ رقم بڑھ گئی اور آخر کار پچاس پورے ہو گئے وہ لے کر چلتا ہوا۔ حضرت حشیش فرماتے ہیں آپ دل کے کھٹکوں پر مطلع ہو جایا کرتے تے جو انسان آپ کے سامنے آ جاتا آپ اس کے دل کی بات کھول دیتے، آپ کا وصال بقول علامہ مناوی ۱۰۱۷ھ میں ہوا۔

حضرت احمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضر موت کے شہر عینات کے باسی صاحب مناقب مشہورہ اور کرامات ماثورہ ہیں آپ سادات باعلوی کے ایک فرد ہیں، آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو شریف مکہ ادریس بن حسن بن ابی نمر کو ملنے آئے اور فرمایا آپ اپنے بھائی ابوطالب کے بعد سارے حجاز کے حاکم بن جائیں گے، پھر ایسا ہی ہوا۔

انگشتری مل گئی

شلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عارف حضرت محمد بن علوی سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر المشہو رقعود مصری اور حضرت احمد مذکور کے درمیان بے پناہ محبت اور گہری مودت کا رشتہ تھا جب آپ مکہ سے نکلے تو حضرت قعود کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ چل پڑے جب وہ واپس ہوئے تو ان کی انگشتری جس میں ایک عظیم وفق تھا گم ہوگئی علم اوفاق و اسماء کے آپ زبردست ماہر تھے انگشتری کے گم ہو جانے سے آپ کو بہت اضطراب ہوا اور اس رات اسی اضطراب وقلق میں سو گئے۔ حضرت احمد کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں آپ انگشتری گم ہونے سے پریشان ہیں یہ رہی آپ کی انگشتری اور پھر وہ آپ کو پہنا دی صبح ہوئی تو انگشتری ہاتھ میں تھی آپ بہت خوش ہوئے۔

پناہ دے کر اسے نبھایا

آل کثیر کے ایک شخص نے اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالا، اب سلطان عمر بن بدر سے ڈرنے لگا کہ وہ بدلے میں اسے مروادیں گے اس نے حضرت احمد مذکور سے پناہ مانگی، سلطان عمر نے حضرت کے گھر سے اسے نکال لانے کا حکم دیا فوج آپ کے گھر پر چڑھ دوڑی گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر وہ نہ مل سکا پھر حضرت نے رات کو اسے اپنے گھر سے باہر نکالا حالانکہ فوج نے گھر کو گھیر رکھا تھا۔ ۱۰۲۰ھ میں بندر الشحر میں وصال ہوا بقول مصنف ''المشرع الروی'' آپ کا مزار وہاں مشہور ہے۔

حضرت احمد بن ابوبکر بن سالم یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ یمن کے بڑے اولیاء میں سے ایک ہیں آپ نے دو دفعہ حج کیا اور عارفوں کی ایک جماعت سے ملے، عدن کی بندرگاہ میں حضرت ابوبکر اور ان کے بنی عیدروس کے ساتھیوں سے ملنے تشریف لے گئے حضرت احمد بن عمر عیدروس کو تو ان کے گھر ملنے گئے حضرت احمد ان کی پیشوائی کے لئے گھر سے باہر نکل آئے جب ایک دوسرے پر نگاہ پڑی تو آمنے سامنے کھڑے ہو گئے مگر باہم بات نہیں کی، جب حضرت احمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا تو فرمایا ہمارے درمیان نور حائل ہو گیا تھا اور زبان ظاہر سے بات کرنے سے اس نے ہمیں روک دیا، دونوں وہیں سے اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ حضرت نے عدن سے بندرگاہ شحر تک سفر کیا وہیں قیام فرمایا شہرت پھیلی ہر طرف سے لوگوں کا تانتا بندھ گیا نفع عام ہوا اور کرامات وخوارق کا ظہور ہوا، بقول محبی رحمۃ اللہ علیہ حضر موت، شحر، دوعر اور ساحلی علاقوں کے لوگ آپ کے بہت معتقد ہیں بہت سی نذریں آپ کی خدمت میں لاتے ہیں اور آپ کی بہت سی کرامات ان کے سامنے ظاہر ہوئی ہیں۔ وصال

۱۰۲۰ھ میں شحر کی بندرگاہ میں ہی ہوا۔ آپ کے جنازے میں لوگوں کی بے حد بھیڑ تھی۔

حضرت احمد بن شیخ عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ

آپ ان عظیم المرتبت اکابر میں سے ایک ہیں جن کا علم، ولایت اور معرفت میں شہرہ ہے آپ پر احساسات کی دنیا سے نکل جانے کی حالت طاری ہوتی تھی اور خبر تک نہ ہوتی کہ کون آیا ہے اس غیبت کی حالت میں آپ غیب کی خبریں دیا کرتے تھے دلوں کے مقاصد اور ذہنوں کی باتیں بتاتے کچھ لوگوں کو حال کی بات ارشاد فرماتے اور کچھ کو آنے والے واقعات سے باخبر کرتے، امراض ومصائب والے لوگوں کو شفا کی دعا سے نوازتے تو اللہ کریم انہیں دکھ اور بلا سے محفوظ فرما دیتے انہیں پھر دوا استعمال کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

آپ نے شیخ عبداللہ بن شیخ کو اطلاع دی کہ ان کے والد جناب شیخ تریم میں وصال پا گئے ہیں اور ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن والد کی جگہ پر آ گئے ہیں بعد میں اطلاع آئی کہ اسی دن ان کا وصال ہوا تھا اور آپ کے ارشاد کے مطابق بات تھی ۱۰۲۴ھ میں بقول مصنف ''المشرع الروی'' بندرگاہ بروج میں آپ کا وصال ہوا قبر مشہور و معروف ہے۔

حضرت احمد حمدہ مجذوب سالک رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا کشف کبھی خطا نہ کرتا کسی چیز کے وقوع سے پہلے اس کی خبر دے دیتے پھر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ فرماتے امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے ولی کبیر حضرت زین العابدین مناوی سے نقل فرماتے ہیں کہ جو حال مجھ پر طاری ہوتا اس کی اطلاع مجھے پہلے ہی دے دیتے اور ظاہری کیفیت یہ تھی کہ باب الفتوح کے سامنے آپ ایک بدکار عورت کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے مگر اس جگہ جس بدکار عورت کی موت آتی وہ آپ کی برکت سے توبہ کر کے ہی مرتی اور کئی تو اصحاب مقامات میں آپ کی وجہ سے شامل ہو گئی تھیں وصال ۱۰۲۶ھ میں ہوا باب النصر میں دفن ہوئے۔ (مناوی)

حضرت احمد بن عیسیٰ بن غلاب کلابی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی نسبت صحابی رسول حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے آپ اکابر اولیاء علماء میں سے ہیں ایک ولی نے بتایا کہ آپ کے درس کو ملاحظہ فرمانے حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور میں نے زیارت کی، زویلہ واشرفیہ کے درمیان اور خط شوائین میں آپ ہی بقول عبد صالح حضرت سید عبدالمنعم عقاد پناہ دے رکھی تھی اور امن قائم کر رکھا تھا کئی مدارس بالخصوص جوہریہ اور اشرفیہ کے اخراجات کے آپ ہی ضامن تھے اسی طرح علامہ شونی نے جامع ازہر میں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک اور صلوٰۃ وسلام کے لئے مرکز (شیوخ) بنا رکھا تھا اس کے اخراجات بھی آپ کے ذمے تھے وصال ۱۰۲۷ھ میں ہوا اور امام عالی حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن ہوئے۔ (مناوی)

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی احمد فاروق سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علماء وصوفیہ کے امام ہیں اور طریقہ نقشبندیہ کے ارکان میں سے ایک ہیں، آپ کے شیخ طریقت امام مؤید الدین محمد

باقر (حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) ہیں آپ کو مرشد نے بتایا کہ جب میں سرہند (سہرند) پہنچا تو میں نے واقعاتی طور پر ایک شخص دیکھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ شخص اپنے دور کا قطب ہے جب آپ مجھے ملے تو میں نے اس حلیہ اور صورت کی بنا پر آپ کو پہچان لیا، مرشد نے یہ بھی بتایا کہ جب میں سرہند داخل ہوا تو وہاں ایک مشعل جلتی دیکھی جس کے شعلے اتنے اونچے تھے کہ آسمانوں کی عظمتوں کو چھو رہے تھے اور ساری دنیا مشرق سے مغرب تک اس کے نور سے جگمگا رہی تھی اور لوگ اپنے دیئے ایک ایک کر کے اس سے جلا رہے تھے یہ ہے آپ کا مرتبہ و مقام۔

مقامات اولیاء کی تشریح

حضور مجدد رحمۃ اللہ علیہ خود ارشاد فرماتے ہیں اکثر مجھے عرش مجید پر اٹھا لیا جاتا ایک دفعہ جب مجھے اٹھایا گیا اور میں عرش معلیٰ سے اتنا اوپر چلا گیا جتنا عرش معلیٰ مرکز ارضی سے اونچا ہے تو میں نے وہاں حضرت شاہ نقشبند (سیدی خواجہ بہاء الدین نقشبند مؤسس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہ) کا مقام دیکھا آپ سے تھوڑے اوپر کچھ اور مشائخ کے مقام تھے جن میں حضرت معروف کرخی اور حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں کچھ اور مشائخ کا بیان حضرت شاہ نقشبند کے ساتھ ساتھ تھا حضرت کے مقام سے نیچے حضرت نجم الدین بکری، حضرت علاء الدین عطار (رضی اللہ عنہما) تھے اور باقی سب مشائخ کا مقام نیچے تھا۔ ان سب درجات سے اوپر آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مقامات تھے سارے کے سارے انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہمارے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طرف اور ملائکہ کے مقامات آپ کے دوسرے پہلو میں تھے۔ سب مقاموں کی انتہا ہمارے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے ارفع و اعلیٰ مقام پر ہوتی تھی، میں جب یہ چاہتا ہوں مجھے یہ عروج حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی بلا ارادہ بھی یہ عروج نصیب ہوتا ہے۔

مقامِ شفاعت مجددی

خود فرماتے ہیں حضور سید ولد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بشارت دی ہے کہ علم کلام میں تم مجتہد ہو اور تمہاری شفاعت سے قیامت کے دن اللہ کریم ہزار ہا لوگوں کو بخش دیں گے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمان ارشاد مجھے اپنے ہاتھ مبارک سے لکھ کر دیا اور فرمایا تم سے پہلے کسی کو نہیں دیا۔

نسبت کی عظمتیں

ارشاد ہوتا ہے اللہ کریم نے قیامت تک ہمارے سلسلہ میں شامل ہونے والے مردوں اور عورتوں کے نام مجھے بتائے ہیں اور میری یہ نسبت میری اولاد کے ذریعے قیامت تک قائم رہنے کی بھی اطلاع دی ہے امام مہدی بھی اسی نسبت شریفہ پر ہی ہوں گے۔

فرماتے ہیں میں احباب کے ساتھ حلقۂ ذکر میں تھا میرے دل میں کھٹکا گزرا کہ مجھ میں قصور و نقص ہے اسی وقت مجھے القا ہوا میں نے تمہیں اور قیامت تک بالواسطہ یا بلاواسطہ تمہارا وسیلہ پکڑنے والوں کو بخش دیا ہے۔

خشک لکڑی سبز ہو جائے

فرماتے ہیں میں نے کعبہ مطہرہ کو دیکھا کہ اللہ کریم کی عطا فرمودہ میری عظمت کو دیکھ کر وہ میرا طواف کر رہا ہے اللہ کریم نے مجھے ہدایت کے معاملہ میں عظیم قوت عطا فرما رکھی ہے اگر میں خشک لکڑی پر توجہ ڈالوں تو وہ سبز ہو جائے۔

نظر مرشد کی پہنائیاں

ایک شیخ نے آپ کو لکھا جن مقامات کا آپ دعویٰ فرماتے ہیں کیا یہ صحابہ کرام کو بھی حاصل تھے یا نہیں؟ اگر حاصل تھے تو کیا انہوں نے اکٹھے سب حاصل کر لئے یا آہستہ آہستہ انہیں عطا ہوئے؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ ان سوالوں کا جواب آپ کی آمد پر موقوف ہے وہ آئے آپ نے سب مقامات کے ساتھ دفعتہ ان پر توجہ دی وہ گر گئے آپ کے قدم پکڑ لیے اور کہا میں ایمان لے آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب مقامات صرف حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر اقدس سے ہی حاصل ہو گئے تھے۔

تصرفات کی یہ عظمتیں

آپ کے دس مریدوں میں سے ہر ایک نے رمضان شریف میں ایک ہی دن میں افطاری کی دعوت دی آپ نے سب کی دعوت قبول فرمالی جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو ایک ہی لمحے میں سب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے ہاں افطاری فرمائی، بارش برس رہی تھی اور آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا فلاں وقت تک تھم جا، بس بارش پھر اس وقت تک تھم گئی۔

رات گئی بات گئی

دور دراز اور پراگندہ علاقے سے ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے آیا اور رات آپ کے ایک مخالف کے گھر بے خبری میں آ کر سرہند شریف میں ٹھہر گیا میزبان نے اس سے پوچھا سرہند آنے کا کیا مقصد ہے؟ اس نے جواب دیا حضرت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ آپ کے خلاف بولنے لگ گیا جب اس شخص نے یہ کیفیت دیکھی تو ڈر گیا اور حضرت سے اپنے جی میں یہ کہتے ہوئے مدد مانگنے لگا میرے آقا! میں تو طلب حق کے لئے آیا ہوں اور یہ مجھے حق سے روکتا ہے پھر وہ سو گیا صبح ہوئی تو عجیب کیفیت ہوئی کہ گھر کا مالک مر چکا تھا وہ آدمی اٹھا اور جلدی جلدی حضور مجدد کی خدمت میں حاضری دی اور آپ کی خدمت میں خبر پیش کرنی چاہی آپ نے اس پر نگاہ ناز ڈالی اور مسکرا کر فرمایا، جو رات کو گزر جائے اس کا تذکرہ دن کو نہیں کرتے، ایک کوڑھی آپ کی خدمت میں طالب دعا ہوا آپ کی دعا سے فوراً شفا پا گیا۔ آپ کے فرزند اکبر حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اکثر خیر و شر کی خبریں قبل از وقوع ارشاد فرمایا کرتے تھے اور وہ من وعن پوری ہوتی تھیں۔

لوگ دیکھ نہ سکے

جب آپ کے مریدوں کی کثرت ہوئی تو حاسدوں نے آپ کے خلاف بادشاہ (جہانگیر) کو ابھارا اس نے آپ کو جیل میں ڈال دیا آپ تین سال تک جیل میں رہے پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا آپ کے فرزند اکبر شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ مذکور فرماتے ہیں

آپ کو رہا کرنے کا سبب یہ تھا کہ شدید نگرانی اور محافظین کی تاڑنے والی نگاہوں کے باوجود جو ہر وقت آپ کو گھیرے رکھتی تھیں آپ نماز جمعہ کے لئے جیل سے نکل آیا کرتے تھے اور نماز پڑھ کر پھر جیل پہنچ جاتے ان لوگوں کو پتہ نہ چلتا کہ آپ کس راستے سے نکل جاتے ہیں جب ان لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو جیل سے نکال کر آپ کو آزاد کر دیا۔

حضرت شیخ محمد معصوم ایک دفعہ عمر کے ابتدائی حصے میں شدید بیمار ہوئے اور ان کی زندگی کی امید جاتی رہی آپ کے دادا حضرت سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر والوں کو فرمایا ڈرو نہیں اس کی عمر طویل ہوگی اور رشد و ہدایت کا منبع بنے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اس کے ہاتھ میں عصا ہے اور اس کے اردگرد ہزار ہا مرید ہیں، پھر ایسا ہی ہوا حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نوے سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے حضرت مجدد کا وصال ۱۰۳۴ھ میں ہوا۔ سرند میں مدفون ہوئے سرند لاہور کے علاقہ کا ایک شہر ہے۔ (الخانی)

نوٹ: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے برصغیر کی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ساری بہاریں اس برصغیر میں آپ کی ذات اقدس سے وابستہ ہیں، مغلیہ سلطنت کی بدعات کے خلاف آپ نے جہاد فرمایا ہر قسم کی مشکلات کا استقلال و جرأت سے مقابلہ کیا، ان حالات کو دیکھ کر علامہ اقبال بول اٹھے:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

نطشے کے افکار کا مطالعہ کرتے ہوئے علامہ اقبال اس نتیجہ پر پہنچے کہ مقام کبریائی کو سمجھنے سے نطشے قاصر رہا ہے اگر وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوتا تو آپ اس کی واردات قلبی کو راہ راست پر لگا دیتے اور گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے سے اسے بچا لیتے اسے قاہری و دلبری کے حسین امتزاج کے راستے پر گامزن کرتے۔ اقبال فرماتے ہیں:

کاش! بودے در زمان احمدے　تا رسیدے برسرور سرمدے

(کاش وہ مجدد الف ثانی حضرت احمد کے دور میں ہوتا، اگر آپ سے ملتا تو آپ اسے سرور دائمی کی دولت سے مالا مال فرما دیتے)۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر حضرت مجدد اس برصغیر میں پیدا نہ ہوتے تو پھر خداوند قدوس مجھے بھی یہاں نہ بھیجتے۔ انہوں نے میدان ہموار کیا اور میں کام کر رہا ہوں (روایت معنوی) حضرت مجدد کی کوششوں کا نتیجہ عالمگیر تھا، مغلیہ کجرویاں ختم ہو گئیں اور پھر ایک دفعہ ملت اسلامیہ کا تشخص قائم ہوا، ہم سمجھتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے لئے برصغیر کے جن عظماء نے زمین ہموار کی ہے ان میں حضرت مجدد کا نام بہت اونچا ہے ایسے ہی اہل اللہ کے دم قدم سے اسلامیان کو فکری اور علمی رہنمائی ملتی رہی ہے اسی بنا پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں ''اولیاء کا ہے فیضان پاکستان پاکستان'' کج فکر دربار اکبری میں بھی کسی اور انداز سے سوچ رہے تھے دربار جہانگیر میں بھی کسی اور چکر میں تھے اور قائد پاکستان جناح کی قیادت کے دوران بھی گاندھی اور نہرو کی لنگڑیوں کی جوئیں بنے ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد بھی ہمیں معاف کرنے کے موڈ میں نہیں، یعنی ظلمت نے انداز تاریکی نہیں بدلا۔ (مترجم)

حضرت احمد بن محمد سعدی ابن خلیفہ ترکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ وفا بنی سعد الدین جباوی کے خلیفہ کے بھائی ہیں اپنے اس بھائی کی وفات کے بعد خلافت آپ کو ملی، ایک عادل معتبر راوی نے آپ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ وہ گدھے پر بوری دانے پسانے کے لئے لے جائے عثمانی داروغے نے اس سے ٹیکس لینا چاہا اس نے کہا میرے پاس نہیں ہے نقیب آگے بڑھا بوری کا منہ بندھا ہوا تھا اور گندم بوری کے منہ میں بھی آئی ہوئی تھی اور بوری کی پچھلی سمت بھی آئی ہوئی تھی تا کہ توازن گدھے کی پشت پر بحال رہے۔ جب کارندوں نے نقیب کو روکا تو اس نے آگے بڑھ کر خنجر سے بوری کا منہ کاٹ دیا اب گندم کے دانوں سے یہ حصہ لبالب بھرا ہوا تھا مگر ایک دانہ بھی نہ گرا وہ روکنے والا کاردار رونے لگ گیا توبہ کرتا حضرت کی خدمت میں پہنچا عاجزی سے معتقد ہوا۔ آپ کا وصال ۱۰۳۴ھ میں ہوا، دادا کے زاویہ میں دفن ہوئے۔ (محبی)

حضرت احمد بن ابوالفتح حکمی مقری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نزیل مکہ مشرفہ تھے آپ شیخ و امام ہیں تصوف کی تعلیم بہت سے عظیم المرتبت اولیاء اور علماء سے حاصل کی آپ اپنی ایک کرامت خود یوں بیان فرماتے ہیں کہ عالم بیداری میں حضرت خضر علیہ السلام نے میری ان پانچ مشائخ سے ملاقات کرائی۔ شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی، شیخ احمد بن موسیٰ عجیل، شیخ اسماعیل بن محمد حضرمی، شیخ محمد بن ابوبکر حکمی اور شیخ محمد بن حسین بجلی رحمہم اللہ اجمعین۔ یہ سب حضرت خواجہ عواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی تھے۔ مجھے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا آگے بڑھیے اور اپنے مرشد اور دادا محمد بن ابوبکر حکمی سے پڑھیے، حضرت دادا نے مجھے فرمایا میرے پاس آؤ میں ان کی خدمت میں سامنے بیٹھ گیا تو فرمایا پڑھو، میرے ہاتھ میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ تھا میں نے ایک ہی مجلس میں یہ ساری کتاب آپ کے سامنے پڑھ ڈالی یہ آپ نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ آپ چودہ رجب ۱۰۴۴ھ کو مکہ مکرمہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے نکلے مدینہ طیبہ میں آکر بیمار ہو گئے اور اسی سال ۲۹ رجب کو وصال ہوا البقیع میں دفن ہوئے۔ (محبی)

حضرت احمد بن شیخان باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

اولیائے کاملین اور شیوخ عارفین کے اکابر میں سے ایک ہیں، آپ کی نظر جاتی رہی تھی جب آپ اپنے نانا پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو ایک فقیر ولی سے ملنے کا ارادہ کیا جو ہر جمعہ کی رات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتا تھا آپ نے اس سے کہا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھیے کیا آپ نے میری زیارت قبول فرمائی ہے؟ اگر آپ فرمائیں کہ قبول ہے تو عرض کرنا کہ اس کی خواہش ہے اسے ایک آنکھ سے نظر آنے لگ جائے تا کہ وہ قرآن پاک دیکھ سکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں اس شخص کو جواب عطا فرمایا میرے بیٹے! احمد کو کہہ دو کہ ہم نے تمہاری زیارت قبول کر لی ہے اور اللہ کریم جلد ہی تیری دونوں آنکھوں کا نور واپس فرما دیں گے پھر معاملہ ایسا ہی ہوا جب وہ مکہ مکرمہ آئے تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور ان کی دونوں آنکھیں روشن و بینا کر گیا وصال تک آنکھیں بینا رہیں جدہ کے کنارے وصال ہوا آپ کا لڑکا

سالم آپ کو اٹھا کر مکہ مکرمہ لایا اور آل باعلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص حصے میں جنت معلّٰی میں دفن ہوئے۔ (شلی ومحبی)

حضرت احمد بن علی حریری عسالی کردی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نزیل دمشق ہیں خلوتیوں کے شام میں مرشد ہیں صاحب برکت زاہد و عابد ولی ہیں افراد میں سے ایک ہیں شاہ ولی خلوتی سے اکتساب فیض کیا شیخ کبیر ایوب خلوتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فیض کیا آپ پر علامات ولایت ظاہر تھیں دمشق کے ایک ثقہ آدمی نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عسالی کے دور میں مصر گیا زائچوں کے ایک ماہر سے ملا اور اس سے پوچھا دور حاضر میں قطب کون ہے؟ اس نے کچھ اشعار نکالے جن سے حضرت عسالی رحمۃ اللہ علیہ مذکور کا نام ان کی شکل وصورت، ان کے گھر اور ان کے گاؤں کا نام سامنے آیا وصال ۱۰۴۸ھ میں ہوا۔ (محبی)

حضرت احمد بن احمد خطیب شویری مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام کبیر ہیں آپ کی امامت فقہ، حدیث اور تصوف میں مسلم ہے آپ کی بہت سی کرامات اور مکاشفات ہیں۔ سری محمد بن محمد دروری جو اعیان علماء میں سے ہیں، آپ کو ناقص سمجھتے اور آپ کا انکار کرتے۔ یہ بات آپ تک پہنچی تو آپ نے اپنے ایک مرید سے کہا کہ ہمارے درمیان مقابلہ مقام حضور میں ہوگا سری اس بات کو نہ سمجھ سکے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں ایک مہینے میں ہی مر گئے۔ مولانا سری کا جنازہ عام آدمیوں جیسا تھا مگر آپ کا جنازہ بھرپور تھا جس میں حکام، امراء اور علماء شامل تھے آپ کے وصال کا سب لوگوں کو صدمہ تھا آپ کا وصال مصر میں ۱۰۶۶ھ میں ہوا آپ کا جنازہ آپ کے بھائی شمس الدین شویری شافعی نے رمیلہ میں پڑھایا۔ (محبی)

حضرت احمد بن محمد بن یونس بدری قشاشی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ محترم ومکرم سید ہیں قدس شریف کے سامنے وادی نور میں اپنے زاویہ میں مدفون حضرت سید بدر مشہور ولی کی اولاد ہیں، آپ خود بھی عارف اولیاء کے امام اور عامل علماء کے سردار ہیں آپ نے تعلیم تصوف فرید عصر شیخ احمد شناوی مدنی وغیرہ سے پائی آپ سے عالم محقق حضرت ابراہیم کورانی وغیرہ نے فیض پایا۔

مقام ختمیت کی نفیس بحث

حضرت کے وقت کے اولیاء نے اعتراض کیا کہ آپ فرد وقت اور امام عصر ہیں ان شاہدوں میں شیخ ایوب دمشقی بھی شامل ہیں انہوں نے حضرت کو کئی خط لکھے۔ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں "مجھے بالیقین معلوم ہے کہ ہر زمانے میں ایک شخص مقام صمدیت پر براجمان ہوتا ہے اور اللہ کی قسم آپ اس وقت کے مقام صمدیت پر فائز ہونے والے انسان ہیں" آپ کی قریباً پچاس بڑی مفید تصنیفات ہیں۔ بقول محبی آپ اپنے زمانے میں مقام ختمیت تک جا پہنچے تھے حضرت نے "شق الجیب فی معرفۃ رجال الغیب" (مولفہ عارف ربانی سالم بن احمد بن شیخان باعلوی) کے حاشیہ پر اپنی تحریر سے والختم کی شرح کرتے ہوئے لکھا کہ صاحب ختم ہر زمانے میں صرف ایک ہوتا ہے ولایت خاصہ اسی پر ختم ہوتی ہے اور وہی اس دور کا شیخ اکبر ہوتا ہے،

مزید فرماتے ہیں کہ یہ بات متحقق ہے کہ ختمیت خاصہ ایک مرتبہ الٰہیہ ہے جو اسے عطا ہوتا ہے جو اپنے وقت اور زمانے میں اس کا اہل ہوتا ہے یہ سلسلہ ابدالآباد تک جاری رہے گا حتیٰ کہ دنیا میں کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے کیونکہ مراتب الٰہیہ کے قائم کرنے والوں سے دنیا خالی نہ ہوگی جو ان مراتب کو قائم کرتا ہے۔

نوٹ: حضرت اوپر والی عبارت میں یہ واضح فرمانا چاہتے ہیں کہ جس طرح بادشاہ کے تحت نظام عدل کو قائم رکھنے کے لئے عدلیہ کے چھوٹے بڑے جج ہوتے ہیں اسی طرح نظام الٰہی کے قیام کے لئے اللہ کریم نے اس انسان کو مقرر کر رکھا ہوتا ہے جسے الختم کہا جاتا ہے جس طرح نظام عدل میں کبھی خلا نہیں آتا اور یکے بعد دیگرے جج آتے رہتے ہیں بالکل اسی طرح مقام ختمیت پر فائز لوگ یکے بعد دیگرے اس مسند پر رونق افروز رہتے ہیں۔ (مترجم)

اس کی مثال اس چھوٹے درجے کے مرتبہ عدل کے حفاظت کرنے والے کی طرح ہوتی ہے جو پہلے اور بعد میں آنے والوں کے درمیان قیام عدل کا ایک ذریعہ ہوتا ہے ایسے صاحب ختم کے ذریعے سے ہی صالحات کی تکمیل ہوتی ہے اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں ہم نے اس کی پوری طرح تحقیق کر لی ہے اور صدق سے اس کی منازل کو پایا ہے ہمارے مشائخ میں سے جن لوگوں نے اس مقام کو پایا ہے اور تسلسل کے ساتھ ہم تک بغیر انقطاع کے حاصل ہے وہ پانچ نفوس قدسیہ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے لیکن میں یہ سب اندھیرے میں پیر نہیں مار رہا اور نہ غیب کی بات کا صرف اندازہ لگا رہا ہوں (بلکہ یہ سب حقائق ہیں) آخر میں فرماتے ہیں میں ان سب کا غلام احمد بن محمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ اتنی عبارت نقل کرنے کے بعد محبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، آپ جیسا عظیم المرتبت انسان اللہ کریم کی اجازت کے بغیر ایسی باتیں نہیں لکھ سکتا۔ آپ کا وصال مدینہ طیبہ میں ۱۰۷۱ھ میں ہوا اور سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے روضہ کے مشرق میں دفن ہوئے۔

حضرت احمد بن علی دمشقی خلوتی ابن سالم عمری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں بقول محبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ایک مفید رسالہ "الحسب" نامی ہے میں نے اسے پا کر پڑھا آپ نے اس کے آخر میں اپنے معاملے کا آغاز کا ذکر کیا ہے اور پھر حال جس انداز سے چلا اس کا حال بھی مذکور ہے میں (محبی) نے صرف اتنا لیا ہے جتنا آپ کے تعارف کے لئے ضروری تھا اور باقی چھوڑ دیا ہے۔

راہ سلوک کے عجیب غریب واقعات

آپ (احمد بن علی) فرماتے ہیں میرا آغاز کار یوں تھا، مگر اس آغاز کا اختتام تو کہیں نہیں کہ مجھے اولیاء سے محبت جنون کی حد تک تھی میں مرشد کامل کی تلاش میں تھا مگر وہ مل نہیں رہا تھا میں مرشد کی تلاش میں حجاز، روم، مصر، الجزائر اور سمندر کے ساحلوں پر گھومتا پھرتا رہا آخر کار تھک ہار کر واپس ہوا اور صالحیہ میں ایک عرصہ مقیم رہا۔ برزہ میں مقام ابراہیم کی مجھے زیارت نصیب ہوئی تو وہاں استاذ گرامی حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے میرے کچھ حالات مجھے بطور کشف بتائے میں سمجھ گیا کہ یہی میرے مطلوب ہیں (مرشد مطلوب یہی ہیں) پھر میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے "اٹھو! حضور سید

کل علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری طرف تشریف لا رہے ہیں اور اس وقت ان کا ارادہ پاک تمہاری طرف ہے'' میں جلدی میں اٹھا خواب میں معلوم ہوتا تھا کہ میں جامع مسجد مظفری میں ہوں میں اس کے مغربی دروازے سے نکلا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جو زین ڈالے ایک گھوڑے کو لا رہا تھا اس نے گھوڑے کو اس چبوترے کے ساتھ لگا دیا جو دروازے کے ساتھ تھا اور مجھے کہا سوار ہو جائیں میں نے کہا میں ہوں کون کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں سوار ہو کر جاؤں؟ میں آنکھوں کے بل چل کر جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے جو حکم ہوا ہے میں وہ کر رہا ہوں اس نے رکاب تھام لی اور میں سوار ہو گیا گویا میں لوگوں کے مجمع میں ہوں اور درمیان سے انہوں نے میری سواری کے چلنے کا راستہ چھوڑ رکھا ہے میں ان کے درمیان چلتا حضور سید کائنات علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا مگر میں آپ سے تھوڑا پیچھے رہا تا کہ میں اپنے گھوڑے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل نہ لا سکوں، چونکہ آپ علیہ السلام بھی تو سوار تھے میں نے اپنے گھوڑے کا سر حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں مقدس گھٹنوں کے قریب کیا ہوا تھا اور ہم باہم بہت سی باتیں کر رہے تھے، اب میں خواب سے بیدار ہوا مگر مجھے اپنے واقعہ کا بہت فکر تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سلطانیہ سے مظفری جامع مسجد میں قاصد آیا اور کہا حضرت تمہیں طلب فرما رہے ہیں میں چل پڑا جب میں وہاں پہنچا تو آپ دیکھ کر ہنس پڑے اور فی البدیہ فرمایا:

السالمی أحمد السالك طریق القوم   نسیج وحدہ ظریف الشکل غالی السوم
ھذا الذی آمنوا البلوىٰ و ھو فی النوم   فعاد و ھو سمیری فی المحبة دوم

(احمد سالمی اولیائے کرام کے راستے کا سالک ہے اکیلا تانا بانا بن رہا ہے اس مشکل میں لطافت وظرافت ہے اس کی قیمت بہت زیادہ ہے یہ وہی ہے جو نیند میں تھا تو دوسرے لوگ آزمائش سے مامون رہے جب یہ آیا تو دوام وقیام ہونے والی محبت میں میرا ہم کلام قصہ گو بن گیا)۔

یہ اشعار پڑھ کر آپ اہل طریقت حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہارے اس طریق کا حامل یہ شخص ہے یہ کہہ کر آپ نے میری طرف اشارہ بھی فرما دیا میں حیران رہ گیا کہ اس سے پہلے میں نہ تو آپ کی بیعت میں تھا اور نہ گہری ملاقاتیں تھیں (کبھی محفلیں نہیں ہوئی تھیں) پھر ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا انہوں نے مجھے اپنے طریقہ میں بیعت فرمایا اور کہا ہم آج ہی مقام برزہ پر جائیں گے میں نے عرض کیا بہت اچھا (مرحبا) پھر دو سواریاں لائی گئیں ایک ان کے لئے تھی اور ایک میری تھی باقی سب لوگ پیدل چل رہے تھے میں نے ابھی خواب میں جو کچھ دیکھا تھا اس کے کچھ حصے آپ نے ذکر فرمائے اور کچھ لوگ جو میں نے خواب میں دیکھے تھے وہ آپ کے ساتھ تھے میں سمجھ گیا کہ یہی وارث محمدی ہیں اب آپ کی ذات میں میری محبت واعتقاد بڑھنے لگا پھر ہم آئے آپ نے فرمایا ہمارا یہ مکان راستے کے لئے مناسب نہیں ہے لہٰذا اور مکان تلاش کرو اب ہم جامع مسجد مظفری کے سامنے مشرقی سمت مدرسہ ضیائیہ میں آ گئے آپ کچھ عرصہ وہاں رہے۔ میں نے پھر خواب میں دیکھا گویا سات آدمی شاہی ڈاک برداروں جیسے مدرسہ ضیائیہ میں آئے ہیں اور میرے متعلق سوال کیا ہے، میں نے انہیں کہا اس سے تمہارا کیا کام ہے؟ وہ کہنے لگے اسے بادشاہ طلب کر رہا ہے میں نے کہا میں ہی وہ شخص ہوں لیکن کیا میں اس قابل ہوں

کہ بادشاہ مجھے بلائے؟ وہ کہنے لگے ہم تو قاصد ہیں مزید کچھ نہیں جانتے، مجھے بہت قلق ہوا اور میں خواب سے جاگ گیا میں نے یہ خواب بھی حضرت کو سنایا فرمانے لگے کل صبح سویرے میں اس کی تمہیں تعبیر بتاؤں گا پھر ہم وہاں سے چل کر باغوں کے راستے شہر میں آ کر ٹھہرے حضرت نے فرمایا پگڑی بڑی باندھو، میں اس وقت چھوٹا سا عمامہ باندھا کرتا تھا آپ کی خدمت میں میں نے عرض کیا حضور! یہی پگڑی کافی ہے آپ نے فرمایا تو جامع مسجد قصب کی امامت کے لئے مطلوب ہے وہ گروہ جسے تم نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا حضرت حجر بن عدی اور ان کے ساتھی (رضی اللہ عنہم) تھے جو یہاں مدفون ہیں میں بہت حیران تھا کیونکہ میں امامت کا اہل نہیں تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت کے ساتھیوں کے انتخاب کی وجہ سے میں وہاں امام بن گیا میں حضرت کے ساتھ وہاں اٹھارہ سال ٹھہرا رہا۔ میں نے پھر ایک دن خواب دیکھا گویا میں مسجد صغیر کے سامنے شاہی سرائے کے دروازے پر سو رہا ہوں اور بادشاہ کے کارندے میرے پاس آ کر رکے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہی ہیں، میں نے کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ وہ کہنے لگے یہ شاہی فرمان ہے آپ شام کے نائب سلطان بن چکے ہیں، میں نے انہیں جواب دیا میں شہر کا ایک فقیر اور ضعیف انسان ہوں مجھے سیاست نہیں آتی، انہوں نے مجھے ڈانٹ پلا کر کہا ادب سیکھو، ہم ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا آ گئی اس کے پاس اس کی عرض حال (حال پیش کرنے کی درخواست) تھی مجھے کہا میری درخواست آپ لے لیں میں نے اسے جھڑک دیا اور ان آدمیوں سے کہا اسے مارو انہوں نے اسے مارا تو وہ چلی گئی میں جاگ گیا اور سارا قصہ حضرت کو سنایا آپ نے سن کر فرمایا تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔

کشف اور خلافت وشادی

جب میں بیمار ہوا اور حضرت کو بھی اس بیماری نے آ لیا جس سے ان کی وفات ہوگئی تو ہم مل کر شہر عدم گئے میں نے صاف طور پر خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ ہمارے گھر کی طرف آ رہے ہیں اور ہر آدمی کے ہاتھ میں ایک چینی تھال ہے جس میں یاسمین، بخورات اور چھوہارے رکھے ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے صافیہ بنت ایوب سے تمہاری شادی کا سامان ہے میں نے کہا مجھے تو پتہ نہیں کہ صافیہ نامی ان کی کوئی صاحبزادی ہے وہ کہنے لگے جی ہاں ان کی کنواری نوجوان پردہ نشین صاحبزادی ہے پھر جو کچھ ان کے پاس تھا، لے کر ہمارے گھر میں آ گئے اور رکھ کر چل دیئے سب نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مبارک دی اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں رونے لگ گیا مجھے یقین تھا کہ یہ حضرت کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ عید قربان کی رات تھی چاشت کے وقت دوستوں کا ایک گروہ روتا ہوا آیا کہنے لگے اسی دن (آج ہی) حضرت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھ گئے اور فرمانے لگے "میرے دوستو! جو موجود ہیں وہ سب غیر موجود لوگوں کو بھی بتا دیں کہ میرے بعد سب خلیفوں کے خلیفہ (قائد) شیخ احمد بن سالم ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ان کی خلافت مردان طریقت کی موجودگی میں آسمان سے اتری ہے اور طریقت کی زبان ہی صدق سے بھری ہوئی ہے" کچھ دنوں کے بعد حضرت کو کچھ آرام آ گیا فرمانے لگے مجھے جامع مسجد منجک سوار کر کے لے چلو آپ جامع مسجد تشریف لائے اور پوچھا شیخ احمد کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا بالکل پہلے کی طرح ہے فرمانے لگے مجھے لے چلو تاکہ میں اس کی زیارت کر آؤں دو آدمیوں کے درمیان ان کی مدد سے چل پڑے وہ میرے

سرہانے بیٹھ گئے مگر بیماری کی وجہ سے میں اٹھ نہ سکا فرمایا اٹھو اب کوئی تکلیف نہیں ہے پھر فرمایا میں نے تمہارے احباب کو خلافت کی خبر تو دے بھیجی تھی اب میں بذات خود آ گیا ہوں۔ تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو طریقت کو قائم رکھنا اسے لازم سمجھنا، اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں اللہ کریم کے سامنے کھڑا کر کے کہوں گا میں نے آپ کی ذات کے لئے اس شخص پر اکیس سال ضائع کر دیئے، آپ بھی روئے اور میں بھی رویا سب پیر بھائی موجود تھے پھر مجھے فرمایا تم نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟ میں اس واقعہ کو چھپانا چاہتا تھا آپ نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا سچ سچ کہہ دو میں نے مذکور واقعہ بیان کیا فرمانے لگے قسم بخدا! اس کا نام صافیہ ہی ہے وہ جوان اور پردہ نشین ہے اور صرف تمہارے لئے ہی یہ رشتہ مناسب ہے میں نے تمہیں وہ نکاح کر دی ہے اللہ کریم اسے بابرکت بنائے، آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور واپس تشریف لے گئے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا (چند دن بعد) ان کا وصال ہو گیا، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، یہاں وہ عبارت ختم ہوئی جو حضرت نے خود اپنے تعارف و ترجمہ میں لکھی ہے محبی فرماتے ہیں اپنے مرشد کی وفات کے بعد آپ خلیفہ بن گئے بے شمار مخلوق نے آپ سے بیعت کی اور ہر طرف آپ کا شہرہ ہوا۔ حاصل کلام وہ اولیاء میں سے تھے وفات ۱۰۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ فرادیس کے قبرستان میں دفن ہوئے اگرچہ نظر بہ ظاہر یہ حضرت احمد کی کرامت ہے لیکن اس میں ان کے مرشد ایوب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی بے شمار کرامات ہیں کہ آپ بیان سے پہلے خواب بتاتے رہے۔

حضرت احمد ابوشوشہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ باب زویلہ کے محفوظ احاطے میں رہتے تھے آپ کی کرامات ظاہر تھیں اپنے منہ میں ایک سو سوئیاں رکھ کر کھاتے پیتے رہتے تھے وہ انہیں کھانے پینے اور بولنے سے نہ روکتیں۔ بقول جبرتی وصال ۱۱۱۰ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ احمد بن محمد بن کسبہ حلبی قادری رحمۃ اللہ علیہ

سیدی مصطفی البکری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''السیوف الحداد'' میں جہاں ایسے اولیاء اور علمائے افراد کا ذکر کیا ہے جو ان سے ملے تھے وہاں لکھا ہے کہ ان میں عظیم المرتبت شیخ احمد حلبی قادری بھی شامل ہیں۔ آپ مخلوق سے کٹ کر گوشۂ تنہائی و وحدت میں رہ کر ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے، ۱۱۲۲ھ میں آپ شام تشریف لائے اور میں بھی بیت المقدس سے آیا جو لوگ سلام کے لئے آئے تھے میں نے انہیں کہا، حضرت کے پاس زیارت کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ صاحب مقام ہیں ہمیں ان کی برکات سے حصہ ملے گا ان آنے والے لوگوں میں مجذوب محبوب حضرت مصطفیٰ تعلبی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے وہ بھی ہمارے ساتھ چل دیئے ہم آپ کے پاس پہنچے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر ایک وسیع بہت مفید، بھلائی سے بھرپور اور مقاصد سے مملو بحث چھیڑ دی دوران کلام فرمانے لگے انسان کے لئے مناسب یہ ہے کہ جب اللہ کریم نظم و نثر کے دروازے اس کے سامنے کھول دے تو وہ ان پر مغرور نہ ہو اور اپنے دل کو اپنی نظم و نثر پر ہی نہ لگا دے بلکہ (اگر وہ مانع ہے) تو اسے پھاڑ دے یا جلا دے کیونکہ جو کچھ اللہ کریم کے پاس ہے وہ ان سب چیزوں سے اعلیٰ ہے جو یہاں اس دنیا میں ہیں، میں

آپ کو الوداع کہہ کر واپس پلٹا میں (حضرت مصطفیٰ) نے جتنے قصائد لکھے تھے اور جو فوائد تحریر کئے تھے اور جن اوراد پر عمل کیا تھا سب پھاڑ ڈالے اور بہت کچھ پھاڑا اس محفل میں مجھے اس سے بہت نفع حاصل ہوا میں اس کے بعد ان سے نہیں مل سکا کیونکہ وہ لوگوں سے مجتنب رہتے تھے آپ کو قرآن پاک یاد تھا معقول و منقول کے ماہر تھے دوران گفتگو حال میں مستغرق ہوتے تو سننے والے کو آپ کی بات سمجھنا مشکل ہو جاتا۔

ایک خاص شخص نے مجھے بتایا جو اکثر آپ کے پاس آتا جاتا تھا کہ میں ایک دفعہ حاضر ہوا تو وہ عربی تلفظ بطور لحن (خلاف قواعد نحویہ) کر رہے تھے میں نے جی میں سوچا حضرت کو عربی اچھی طرح نہیں آتی۔ خیال آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ کریم آجروی پر رحم فرمائے پھر آپ نے ان کے کچھ مناقب بیان فرمائے پھر فرمایا میں نے آجرومنیہ کی شرح لوگوں کی خواہش کے مطابق لکھی ہے پھر آپ نے علم نحو کی ایک مشکل بحث چھیڑ دی اور مجھے حیران کر دیا (پتہ چلا کہ حضرت جان بوجھ کر لحن کر رہے تھے ورنہ نحو کے تو امام ہیں۔ مترجم)

یہی فاضل کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سامنے بیٹھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ وسوسے جو نماز میں انسان کو آ لیتے ہیں کوئی ایسی شے ہے جو انہیں آنے سے روک دے؟ آپ نے فوراً میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انسان جب جناب خداوندی میں دوران نماز اپنے وجود کے ساتھ کسی انداز سے بھی حاضر ہوتا ہے تو وسوسے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں (حضور حق مانع وساوس ہے)

مزید کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے ایک دنیوی کام تھا آپ نے مجھے وہ کام بھی بتادیا اور اس کے پورے ہو جانے کی کیفیت بھی واضح فرمادی اور یہ بھی فرمایا کہ دو تین دنوں میں ہو جائے گا، پھر ایسا ہی ہوا پھر اس فاضل نے کہا جو ان پر اعتراض کرتا ہے وہ حق پر نہیں آپ کی حضرت سیدنا شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت تھی جو انہوں نے اپنی کتاب المراسلات میں نقل کر دی ہے۔ حضرت احمد کا حلب میں وسیع دائرہ تھا پھر انہیں عمار السریرہ جانے کا خیال آ گیا، سیاحت فرمائی گھومے پھرے آپ کی خوشبو مہکی اور خوب پھیلی، آپ کے پاس آنے جانے والے ایک صاحب بتاتے ہیں کہ انہیں دست غیب تھا کیونکہ وہ بہت زیادہ خرچ کرتے تھے مگر ان کی کوئی معلوم آمدنی نہ تھی تو ایسا خرچ اپنی جیب سے کیسے پورا ہو سکتا ہے انہوں نے طریقہ قادریہ اپنے مرشد حضرت مصطفیٰ الطیفی سے حاصل فرمایا۔

ہمیں برادر مکرم حضرت مصطفیٰ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت نے انہیں ارشاد فرمایا کہ اس آخری سفر کے دوران آپ کی ملاقات حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام سے ہوئی، مجھے خالہ زاد بھائی حضرت عبدالرحمٰن نے بتایا کہ میں کئی دفعہ حضرت کے سامنے ہوتا تو آپ میرے دل کے حالات ارشاد فرما دیتے یوں انداز بیان ہوتا اب ہم اس اور اس حال میں ہیں اب ہمیں یہ خیال ہے، عبدالرحمٰن ہی بتاتے ہیں کہ آپ نے اپنی وفات کا دن بھی بتادیا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ موت اسہال (پیچس) سے ہوگی پھر ایسا ہی ہوا تاریخ وفات مذکور نہیں ہاں ان کے شام آنے کا تذکرہ ہے کہ ۱۱۴۲ھ میں آئے تھے۔

حضرت سید احمد بن عبد القادر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام عارف ربانی ہیں، علم ظاہر و باطن میں حجازیوں میں یکتا ہیں۔ آپ مکی ہیں پھر مدینہ میں تشریف لے گئے آپ شیخ نخلی مکی مشہور علامہ کبیر کے مشائخ میں سے ایک ہیں، آپ کی بہت شہرت تھی بارہویں صدی کے پہلے حصے میں تھے۔

شرا باتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحریر میں کہتے ہیں پہلے حضرت مولانا احمد مکی رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اوصاف لکھے گئے ہیں کہ وہ صاحب کرامات تھے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے، مجھے مولانا مرحوم و مبرور واخی فی اللہ اور محب لوجہ اللہ عبد السلام حلبی حریری، ان کے والد محترم مرحوم حضرت عبد الغفار اور مرحوم بھائی مصطفیٰ حلبی بیری جیسے معتبر لوگوں نے بتایا ہے کہ حضرت احمد مکی اہل کرامات میں سے تھے ایک کرامت ان سب حضرات نے اس طرح بتائی کہ بہار کا موسم تھا چھوٹے سے باغ میں ہم سب آپ کے ساتھ تھے آسمان نے موسلا دھار بارش شروع کر دی باغ میں کوئی مکان نہ تھا جو بارش سے ہمیں بچاتا جہاں ہم کیچڑ وغیرہ اور گندگی سے بھی بچ سکتے، حضرت احمد مکی نے ہمیں اس حال میں دیکھا تو فرمایا جسے کپڑوں اور جسم پر بارش پڑنے کا خوف ہو وہ ہماری طرف آ جائے زمین پر آپ نے لکیر کھینچ دی اور کہا اس دائرہ کے اندر ہو جاؤ ہم اندر ہو گئے تو وہ (مشہور حدیث) پڑھنے لگے: اَللّٰھُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا (اے پروردگار! ہمارے اردگرد برسا ہم پر بارش نہ برسا۔) شرا باتی کہتے ہیں سید عبد السلام مذکور نے قسم کھا کر مجھے بتایا کہ جب ہم خط کے اندر آ گئے تو ہم پر ذرا بھی بارش نہ پڑی ہم اسے اردگرد برستے دیکھ رہے تھے بارش کی تو بات ہی کیا ہے زمین پر گر کر بھی اس کا کوئی چھینٹا ہم پر نہیں پڑ رہا تھا یہ حضرت کی کرامت تھی، آپ اور شیخ مراد ازبکی نقشبندی کے درمیان محبت و مودت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اللہ کریم ان کی برکات ہم پر نازل فرمائے، مرادی نے اپنی تاریخ میں حضرت احمد مکی کا ذکر نہیں کیا اپنے دادا شیخ مراد نقشبندی کا ذکر کیا ہے حضرت کی وفات ۱۱۲۳ھ میں قسطنطنیہ میں ہوئی۔

حضرت احمد بن حسن نشرتی عریان رحمۃ اللہ علیہ

آپ ولی، عارف اور سچے مجذوب تھے صاحب احوال و کرامات تھے ان پڑھ تھے کچھ بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے مگر کوئی قاری آپ کے سامنے پڑھتے غلطی کرتا تو فرماتے ٹھہرو غلطی کر رہے ہو، وصال ۱۱۸۴ھ میں ہوا۔ (جبرتی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ احمد دردیر مالکی خلوتی مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف اولیائے ربانی اور عمل پسند علمائے حقانی کے آئمہ میں سے ایک ہیں آپ کی علم، عمل، ولایت اور ارشاد میں شہرت محتاج بیان نہیں ہے، آپ کے مناقب و فضائل اپنی مختلف انواع میں اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے احوال کی شرح کی ضرورت نہیں، آپ شمس عرفان اور عارف زمان ہیں، مسلمان مختلف مکاتب فکر اور متنوع مشارب ذکر رکھتے ہوئے بھی آپ کی عظمت مقام و ولایت اور آپ کے ارشاد و تبلیغ کی رفعت کے قائل ہیں سب تسلیم کرتے ہیں کہ سب اسلامی علاقوں میں آپ کے بے حد وسیع علوم کا بہت نفع ہوا، ہمارے استاذ گرامی شیخ حسن عدوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "النفحات الشاذلیة فی شرح البردة البوصیریة" میں آپ کا ذکر خیر فرمایا اور لکھا ہے کہ ان کے مرشد حضرت شیخ سبائی رحمۃ اللہ علیہ انہیں فتح قلبی کی بشارتیں دیتے

اور کئی دنوں میں کئی دفعہ ارشاد فرماتے تھے مجھے اللہ اپنے پروردگار کی عزت کی قسم ہے کہ آپ تو حضرت دردیر کے محبوب ہیں اسی بنا پر میں نے اپنی آرزوئیں اسی آستانہ عالیہ کی دہلیزوں سے وابستہ کر لیں اور اسی مقام عالی دردیر شریف کی زیارت کو عموماً اپنا معمول بنالیا اور اسی کے ذریعے اپنے مولا کریم سے متوسل رہا میں نے طریقہ خلوتیہ کی اپنے استاذ حضرت شیخ محمد سباعی رحمۃ اللہ علیہ مذکور سے تجدید کی انہوں نے اپنے والد اور استاذ ولی شہیر حضرت صالح سباعی سے یہ طریقہ حاصل کیا تھا اور انہوں نے حضرت قطب دردیر سے فیض پایا جب حضرت مرشد کا وصال ہو گیا تو میں نے اپنے شیخ واستاد، اپنے زمانے کے آقا، امام بے مثل عارف ربانی شیخ محمد فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید طریقہ کی انہوں نے یہ طریقہ حضرت عارف کبیر ولی شہیر احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا انہوں نے قطب دردیر سے اکتساب کیا (دونوں سلسلے حضرت عدوی کے جناب شیخ احمد دردیری رحمۃ اللہ علیہ سے مل گئے۔ مترجم)

خون میں داخل ہو جاؤں گا

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تو اس سے حضرت مرشد کی زیارت کی مزید تائید ہوئی اس کام کا تعلق حکومت مصر سے تھا اسے احباب واخوان کا خوف لاحق تھا جب میں نے حضرت احمد قطب شہیر رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ لیا تو خواب میں دیکھا کہ میں یکہ وتنہا ایک محل میں ہوں اس کے دروازے بند ہیں جو بہت بڑے اژدھوں اور چھوٹے سانپوں سے بھرا ہوا ہے میں نے چھوٹے سانپوں کو مار ڈالا مگر پھر دل میں سوچنے لگا کہ بڑے سانپ تو موجود ہیں اب مجھ میں ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنے کی جرأت نہ تھی بڑے سانپوں کا خوف مسلط تھا لیکن محل کے سب دروازے تو بند تھے اور نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا کیا دیکھتا ہوں کہ محل کے بالائی حصے سے ایک کھڑکی کھل گئی ہے میں نے دیکھا تو اس کھڑکی سے ایک اور محل نظر آیا جو میرے محل کے مقابل تھا اور اس کا نام قصر امان تھا مگر اس تک پہنچنا ممکن نہ تھا کیونکہ میرے محل اور اس کے درمیان بہت فاصلہ تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گوہر سامنے آ گیا ہے اور اس کا نور آسمانی فضاؤں سے زمین پر چمک رہا ہے اس گوہر نے مجھے خطاب کر کے کہا میں حضرت دردیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح ہوں اپنا منہ کھول لیجئے تا کہ میں اندر داخل ہو کر تمہارے خون اور گوشت میں مل جاؤں میں نے یہ سن کر منہ کھول دیا وہ اندر داخل ہو گئے اب مجھ میں عظیم قوت پیدا ہو گئی اور میں نے جی میں کہا اب اے جان! تو چل جس طرح چاہے میں نے ایک قدم فضا میں رکھا اور دوسرا قصر الامان میں رکھ دیا اور یہ پڑھتا رہا:

بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اس اللہ کریم کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان میں کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی وہ ذات سننے اور جاننے والی ہے۔

میں اب قصر الامان میں ٹھہر گیا یہاں پہنچ کر میں نیند سے بیدار ہو گیا جس مصیبت میں میں مبتلا تھا اس خواب کی برکت سے ختم ہو گئی اور مجھے پوری کامیابی نصیب ہوئی میں نے یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بیان کرنے کے لئے ذکر کر دیا ہے اور اس لئے بھی کیا ہے تا کہ مشکلات میں مسلمان بھائی اس امام رضی اللہ عنہ سے توسل کریں اللہ کریم ہمیں حضرت کی برکات سے نوازے اور اپنی محبت والوں کی لڑی میں پرودے اپنے محبوب پاک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجاہ کے طفیل، جب تک کہ ذاکر

اس ذات لایزال کا ذکر کرتے رہیں اور غافل غفلت میں پڑے رہیں یعنی قیامت تک۔ حضرت سیدنا دردیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مصر میں ۱۲۰۱ھ میں ہوا آپ کا مزار مشہور ہے حصول تبرک کے لئے لوگ وہاں جاتے ہیں (1)۔

حضرت سیدنا شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طریقہ خلوتیہ کے شیخ اور مصر میں اس سلسلہ کے استاذ اعظم ہیں ان سے پہلے ان کے مرید احمد دردیر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کے مرشد اعظم تھے اور ان سے پہلے ان کے مرشد حضرت محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں اس سلسلہ عالیہ کے استاذ اعظم تھے ان سے پہلے ان کے مرشد مصطفیٰ البکری اس سلسلہ کے استاذ اعظم اور مجدد اکرم تھے یہ سب حضرات منبع کرامات تھے اور اللہ کریم کی معرفت سب کرامات سے بڑی تھی، اور سچے مریدان کے عقیدت کیش تھے یہ بھی تو کرامت ہے یہ سب حضرات مایہ ناز عالم وولی تھے۔ ہمیں ان کی برکات سے اللہ تعالیٰ نفع عطا فرمائے آمین۔ ان حضرات سے یہ سلسلہ عالیہ مصر، حجاز، شام، مشرق، مغرب اور سب اسلامی علاقوں میں پھیلا۔ حضرت احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آپ کے عظیم خلیفہ میرے دوست علامہ باکمال ولی کبیر اور عارف شہیر سیدی شیخ محمد جسر طرابلسی کے فرزند شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نزہۃ الفکر" لکھی ہے یہ کتاب انہوں نے اپنے والد حضرت محمد جسر رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں تحریر کی ہے۔ فرماتے ہیں مجھے سیدی شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور میرے والد کے متعلق بشارات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ میرے دادا جان حضرت محمد جسری رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی اطلاع وفات ابھی مصر میں نہیں پہنچی تھی کہ حضرت صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والد اور ان کے ساتھیوں کی محفل میں فرمایا آپ سب حضرت حاجی مصطفیٰ الجسر (میرے دادا) کے لئے فاتحہ پڑھیں یہ سن کر میرے والد رونے لگ گئے اور حضرت صاوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں تسلی دیتے رہے اور پھر ان کی پشت پر اپنا کریم ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگے آپ فضلہ تعالیٰ جسر (پل) ہیں آپ اللہ کے حکم سے پل ہیں کافی وقت کے بعد میرے، والد کو اپنے طور پر اپنے والد کی وفات کی اطلاع ملی واضح بات ہے کہ اس زمانے میں مصر و شام کے درمیان نہ تو تار کا سلسلہ تھا اور نہ ہی ٹھیک انداز کی ڈاک تھی۔ حضرت سیدی احمد صاوی جیسا عظیم ولی اس بات کا محتاج نہیں کہ ان کی ولایت وفضیلت کے لئے ان کی بہت سی کرامات نقل کی جائیں سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ آپ علمائے عاملین وہدایت یافتہ وہادی ماہرین علوم کے آئمہ کے قائد اور کامل و عارف مرشد اولیاء کے رہنماؤں کے لیڈر تھے اللہ تعالیٰ آپ کی برکات سے ہمیں نوازیں مصر میں آپ کا وصال ۱۲۴۱ھ میں ہوا۔

1۔ نوٹ: ایک عظیم محل

مذکورہ بالا عمل حضور سید المرسلین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا فرمودہ ہے اجل مقرر تو برحال ہے مگر ہر مصیبت اللہ کریم اس ورد پاک سے دور فرما دیتے ہیں حدیث کی سب سے معتبر کتابوں میں یہ ارشاد عالی موجود ہے اور اہل اللہ کا معمول ہے حدیث میں تو یہی ارشاد ہے کہ تین دفعہ دن کو پڑھنے والا دن بھر مامون رہتا ہے اور رات کو اسی مقدار میں پڑھنے والا رات کو مامون ومحفوظ رہتا ہے ہم نے عملیاتی زندگی میں اس کی بے حد برکات پائی ہیں اور بحمد اللہ یہ ہمارے معمولات میں شامل ہے ہم آخر میں یہ الفاظ بڑھا لیا کرتے ہیں فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرہ: 137) خضر علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کی سب امت کو اجازت ہے تو یہ الفاظ فطرت ہیں، شفا ہیں، نور ہیں اور دل کا سرور ہیں۔ (مترجم)

حضرت سیدنا احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ

آپ تیرہویں صدی کے عارف اولیاء کے مشاہیر میں سے ایک ہیں اور مشہور ادریسی سلسلہ کے مالک ہیں آپ کی وہ عظیم کرامت جس تک مقام فردیت پانے والے اولیاء ہی پہنچتے ہیں یہ ہے کہ آپ نے عالم بیداری میں سرکار عالی مدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت و محفل فرمائی اپنے اوراد و وظائف اور مشہور درود بالمشافہ حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل فرمائے۔ الحمد للہ میں (امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ سب آپ کے خلیفہ کے خلیفہ حضرت شیخ اسماعیل نواب مقیم مکہ مشرفہ کے سامنے ایک ہی محفل میں جب آپ بیروت تشریف لائے تو پڑھے حضرت اسماعیل مکہ میں ہی فوت ہوئے تھے میں نے غالباً یہ اوراد ۱۳۰۹ھ میں آپ کے سامنے پڑھے تھے اور اس سے تین سال پہلے جب آپ زیارت کے لئے قدس تشریف لائے تھے تو ان سے وہاں بھی ملا تھا پھر وہاں سے آپ عمرے کا احرام باندھ کر بیت اللہ تشریف لے گئے تھے تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر عمل کر سکیں۔

من أهل بحجة أو عمرة من المسجد الأقصى الى المسجد الحرام غفر له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر (رواه ابوداؤد عن ام سلمة رضی اللہ عنہا)

(جو حج یا عمرے کا احرام مسجد اقصیٰ سے باندھ کر مسجد حرام تک جائے اس کے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں)۔

جب میں آپ کو وہاں ملا تو آپ نے مجھے سلسلہ عالیہ ادریسیہ رشیدیہ کی تلقین فرمائی اور اپنے اوراد، وظائف اور درودوں کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ یہ انہیں حضرت ابراہیم رشید متوفی مکہ مشرفہ ۱۲۹۱ھ نے عطا فرمائے تھے اور خود انہوں نے یہ سلسلہ کے بانی سیدی احمد بن ادریس متوفی صبیہ (یمن) ۱۲۵۳ھ سے حاصل کئے تھے۔ حضرت اسماعیل نواب مذکور نے سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف اپنے اوراد کے حاشیے پر بڑی خصوصیت سے لکھ رکھا ہے میں تبرکاً انہی کے الفاظ میں یونہی لکھ دیتا ہوں تا کہ بہت فائدہ ہو حضرت اسماعیل نواب لکھتے ہیں: بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد سيد المرسلين وعلى آله و اصحابه اجمعين فى كل لمحة و نفس عدد ما وسعه علم الله آمين۔ یہ درود و سلام ہر لمحہ اور ہر سانس میں اللہ کریم کے علم کی وسعتوں کے مطابق جاری و ساری رہے آمین۔ یہ مختصر سی تحریر ہے جو ہم نے ان اوراد شریفہ کے مصنف و صاحب کے لئے لکھی ہے وہ ہمارے آقا، مولیٰ، فخر، ملجا، سند، ذخیرہ حضرت احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ ہیں آپ سادات سلسلہ ادریسیہ میں سے ہیں آپ کا سارے عالم اسلامیہ مغربیہ میں شہرہ ہے آپ حسنی سید ہیں اور امام عالی مقام سیدنا حسن بن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی اولاد پاک سے ہیں آپ شہر فاس میں ابتدائی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل میں مصروف رہے اور مہارت حاصل کی آپ کے ماہرین و فطین اساتذہ نے آپ کو تدریس و تعلیم کی اجازت مرحمت فرمائی آپ کو جو اللہ تعالیٰ نے چاہا یہاں پڑھایا آپ کے درس میں شامل ہونے والے لوگوں میں آپ کے مرشد سیدی عبدالوہاب بھی تھے جو کبھی کبھی تشریف لاتے تھے یہ اس دور سے پہلے کی بات ہے جب آپ نے ان سے بیعت کی جب آپ

درس وتدریس چھوڑ کر آپ کے پاس آگئے اور آپ سے کمال ادب سے پیش آنے لگے تو حضرت عبدالوہاب تازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب وہ جھوٹے دعوے احمد! کدھر ہیں۔ آپ کا اشارہ علمی دعویٰ کی طرف تھا۔ آپ اپنے مرشد سے کیسے ملے اور کس طرح ان سے اخذ کیا؟ تو اس کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت احمد کے شنقیط کے ایک محقق عالم استاد تھے جنہیں علامہ مجیدری کہا جاتا تھا وہ اکثر شہر فاس آتے جاتے رہتے تھے جب وہ فاس میں آکر ٹھہرتے تو علامہ احمد حدیث ودین کی کچھ کتابیں آپ سے پڑھتے اور سنتے تھے جب وہ شنقیط واپس جانے لگے تو آپ کی شروع کی ہوئی کچھ کتابیں ختم نہیں ہوئی تھیں آپ نے عرض کی حضور! اگر آپ مجھے سفر میں ساتھ چلنے کی اجازت دے دیں تو میں کتابیں پوری کرلوں گا؟ استاذ گرامی نے کہا میں اپنے مرشد سے آپ کے لئے اجازت پوچھ کر بتاؤں گا۔ حضرت احمد نے استاذ گرامی سے کہا کیا آپ کا بھی کوئی مرشد ہے؟ (حیران تھے کہ اتنے بڑے ماہر عالم کو مرشد کی کیا ضرورت تھی۔ مترجم) انہوں نے جواب دیا ہاں میرے مرشد سیدی عبدالوہاب تازی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات عجیب لگی کہ حضرت تازی ان کے مرشد ہیں کیونکہ وہ تو گمنام تھے اور اکثر لوگ ان کے مرتبے کو نہیں پہچانتے تھے وہ صرف انہیں ایک عمر رسیدہ نیک انسان سا سمجھتے تھے اور قریباً ایک سو تیس سال کا ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرتے تھے۔

مرید کیسا ہے کہاں ہے مرشد کو معلوم ہوتا ہے

کچھ دنوں کے بعد مجیدری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ حضرت نے مجھے اجازت نہیں دی اتنا فرمایا ہے کہ احمد کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں ان کی ملاقات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرادوں، یہ بات سن کر حضرت احمد کو مزید تعجب ہوا اب حضرت احمد علامہ مجیدری کے ساتھ حضرت عبدالوہاب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلسلۂ طریقت آپ سے حاصل کیا پوری توجہ سے آپ کے ساتھ ہولئے اور ہر سمت سے کٹ کر انہی کے ہو رہے ابھی کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ آپ نے حضرت احمد کو بتایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے استاذ مجیدری رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے ہیں، حضرت نے عرض کیا حضور! آپ کو یہ کیسے پتہ چل گیا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا تربیت کرنے والے مرشد کے کچھ اوقات ہوتے ہیں جو وہ مریدوں کی روحوں پر توجہ دینے کے لئے صرف کرتا ہے جب تک مرید زندہ ہوتے ہیں مرشد انہیں ایک حال پر نہیں پاتا بلکہ کبھی انہیں نورانی پاتا ہے اور کبھی تاریک کیونکہ ان کے سلوک واطاعت میں فرق ہوتا رہتا ہے، کبھی وہ اللہ کریم کے قریب ہوتے ہیں اور کبھی دور، مجھے کئی دنوں سے علامہ مجیدری رحمۃ اللہ علیہ اسی کیفیت میں نظر آرہے ہیں جس پر میں انہیں پہلے مل چکا ہوں اور اسی ایک جگہ ہوتے ہیں جس میں پہلے انہیں دیکھا ہے (چونکہ قبر نہیں بدلتی) یہی علامہ مجیدری ہیں جنہوں نے سیدی احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے حزب سیفی حاصل کیا تھا حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جنوں کے قطب قفائی سے حاصل کیا تھا اور قفائی نے یہ سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔

حضرت عبدالوہاب نے وصال کی خبر دے دی پھر جب شنقیط سے سواروں کا قافلہ آیا تو انہوں نے حضرت مجیدری کے وصال کی خبر دی جو حضرت عبدالوہاب کے ارشاد کے مطابق تھی۔

ایک دفعہ سیدی عبدالوہاب سیدی احمد کو لے کر اپنے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغ جن کے مناقب کتاب ''الذہب الابریز'' مصنفہ سیدی احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں درج ہیں، کے مزار پر گئے اور زیارت کے وقت یوں تعارف کرایا یہ ہیں میرے مرشد اور میرے رضائی باپ، پھر یہ شعر پڑھے:

لقد نبتت فی القلب منکم محبة کما نبتت فی الراحتین الأصابع

حرام علی قلبی محبة غیر کم کما حرمت یومًا لموسٰی المراضع

''میرے دل میں آپ کی محبت یوں اگ پڑی ہے جس طرح ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں انگلیاں اگی ہوئی ہیں (کہ وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتیں) آپ کے بغیر کسی اور کی محبت میرے دل پر یوں حرام ہے جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اپنی والدہ ماجدہ کے بغیر باقی دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ حرام تھا۔''

کبھی کبھی آپ سیدنا عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

عشقتکم طفلا ولم ادرِ ما الهوٰی فشاب عذاری و الهوی فیکم الطفل

''میں نے بچپن میں اس وقت آپ سے محبت کی جب مجھے محبت کا مفہوم ہی معلوم نہ تھا اب میرے بال تو سفید ہو گئے ہیں مگر آپ کی محبت ابھی تک بچپن میں ہی ہے۔ یعنی اس میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی''۔

محنت سے ہی ملتا ہے، مربی کون ہے

حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کئی دفعہ اپنے ساتھی مریدوں کی آزمائش کے لئے فرماتے ہم چاہتے ہیں کہ فلاں شہر کا فلاں پھل کوئی ہمیں لا دیتا آپ کا کوئی ایک ساتھی کہہ دیتا کہ حضرت اتنے بوڑھے ہو چکے ہیں اب بھی ایسی باتیں کرتے ہیں مگر حضرت احمد تیار ہو جاتے اور سامان سفر اکٹھا کرتے تا کہ وہ پھل لے کر آئیں جب حضرت کو الوداع کہنے کے لئے آتے اور عرض کرتے کہ حضور! میں آپ کے ارشاد کے لئے سفر پر جا رہا ہوں اور رو داع کرتے آپ کے ہاتھ چومتے تو آپ ان کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فرماتے: اے احمد! ہمارے سب حکم سنجیدگی سے ہوتے ہیں (دوسرے لوگوں نے سمجھا ہے کہ ہم مذاق کر رہے ہیں اور بڑھاپے میں مذاق نہیں کرنا چاہئے) جو خود کوشش و سنجیدگی دیتا ہے وہی جواباً عظمت و سنجیدگی پاتا ہے (یعنی جو مرشد کے ارشاد پر محنت و مشقت کرتا ہے اسی کو مرشد کی خوشنودی کی وجہ سے انعام و اکرام ملتا ہے) حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احمد کو جو کلمات ارشاد فرمائے ان میں یہ بھی تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اسے پہچان لو اگرچہ وہ کسی بھی صورت میں تمہارے سامنے آئے جب آپ سے شیخ مربی کے متعلق سوال ہوا کہ کیا شیخ مربی (تربیت کرنے والا) وہ ہوتا ہے جسے مولا کریم جل مجدہٗ اپنی مخلوق کے دلوں کی اطلاع بخش دیتے ہیں؟ تو فرمایا: نہیں، پھر پوچھنے والوں نے کہا کیا وہ ایسا ہوتا ہے جس کے سامنے اللہ جل جلالہٗ عرش سے فرش تک سب کھول دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں پوچھنے والوں نے کہا حضور! پھر وہ کون ہوتا ہے آپ نے جواباً یہ ارشاد ربانی پڑھا:

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ (مریم)

(لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جنہوں نے رب کے پاس اقرار رکھا ہے)۔

پھر حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پوری زندگی رہے جب آپ کی وفات ہوگئی تو آپ نے استخارہ کیا کہ اب کس شیخ کی صحبت میں رہا جائے آپ کی اپنی خواہش یہ تھی کہ حضرت کے ایک شاگرد عبداللہ نامی کے ساتھ رہیں جو اللہ کریم کے ایک کامل عارف تھے۔

تجھے کس نے کہا کہ مرجا

کرامت ملاحظہ ہو: آپ اپنے شہر سے غائب ہوگئے تاکہ راہ خدا کے اپنے ساتھیوں سے مل کر ذکر کریں آپ کے کچھ مرید بھی ساتھ تھے آپ کا لڑکا فوت ہوگیا لوگوں نے آپ کو اطلاع دی آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے آنے سے پہلے اسے دفن نہ کرنا تین دنوں کے بعد گھر واپس آئے تو مردہ بچے سے کہا تجھے کس نے کہا تھا کہ مرجا؟ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو وہ بچہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔

حضرت تو عبداللہ کی صحبت چاہتے تھے مگر آپ کو سیدی ابوالقاسم وزیر غازی کی صحبت کا حکم ملا اب حضرت تازی سے حضرت غازی رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف چل پڑے۔ یہ حضرت سیدی غازی افراد امت میں شامل تھے جب آپ اشارہ پاکر حضرت غازی کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا میرے مرشد علی بن عبداللہ آپ کے لئے ایک امانت چھوڑ گئے ہیں جو میرے پاس امانت ہے آپ کی ذات کی تفصیلات انہوں نے مجھے بتائی تھیں یہاں تک کہ جزئیات تک بتائی تھیں کہ آپ سب سے پہلی دفعہ آئیں گے تو اس گھر میں ٹھہریں گے جو قبرستان کے پاس ہے۔ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سیدی احمد بن یونس تھے اور ان کے مرشد سیدی احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ تھے اور زروق رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد عقبہ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ تھے حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد یحییٰ قادری تھے، قادری کے مرشد علی وفا اور ان کے مرشد ان کے والد سیدی محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ تھے سید محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت داؤد باخلی رحمۃ اللہ علیہ تھے، اور حضرت باخلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سیدی احمد عطا سکندری تھے۔

قرآن سے مواخات

مزید لکھتے ہیں ہمارے مرشد نے اپنے مرشد سیدی احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے اس ودیعت امانت کے پہنچنے اور سیدی ابوالقاسم غازی سے اس کے بطور فیض ملنے کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا جو امانت بطور ودیعت سیدی علی رحمۃ اللہ علیہ چھوڑ گئے تھے وہ مجھے سیدنا ابوالقاسم کے پاس پہنچنے سے پہلے مل گئی تھی یہ طریقہ فیض اکثر قلبی تھا وہ توجہ قلبی سے مجھے استفاضہ فرماتے رہے جب حضرت ان کے پاس جاتے تو مراقبہ کی کیفیت میں ان کی مجلس میں ان کے بالکل قریب بیٹھ جاتے جو کچھ دل میں آتا دل کے ذریعے ہی پوچھتے اور وہ دل کے ساتھ ہی جواب دیتے زبان استعمال نہیں ہوتی تھی، ہمارے مرشد نے انہیں عرض کیا حضور! سوال کیا تھے؟ انہوں نے جواب دیا بات حضور کی ہے اللہ کریم تو تھے مگر کوئی اور شے ان کے ساتھ نہ تھی، حضرت احمد آپ کے مصاحب وملازم رہے آگے وصال تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر آپ کے وصال کے بعد اللہ کریم کی طرف متوجہ ہوئے کہ اشارہ مل سکے کہ اب مشرق ومغرب میں کون شیخ مربی ہیں کہا کرتے تھے چونکہ مشائخ کی خدمت سے مجھے بے حد

فائدہ پہنچا تھا کہ ہمیشہ کسی نہ کسی شیخ کامل کی خدمت میں رہوں اب حضرت الٰہیہ سے مجھے جواب ملا کہ سطح ارضی پر اب سوائے قرآن پاک کے اور کوئی ایسا شیخ نہیں جس سے تم فائدہ حاصل کر سکو، پھر میں کئی سالوں تک قرآن کریم سے فیض پاتا رہا پھر حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن سے میری مواخات (بھائی بھائی بنانا) قائم فرما دی اور ارشاد فرمایا میں تمہارے باطن کو علوم واسرار قرآنی کا خزینہ بنا رہا ہوں اس کے بعد جب بھی قرآن عظیم کی کوئی آیت آپ سے پوچھی جاتی تو معانی ودقائق کی حقیقتیں یوں واضح فرماتے کہ عقلیں دنگ رہ جاتیں اور افکار ونقول سرنگوں ہو جاتیں۔

علوم قرآن اور ولایت

شیخ مکرم سیدی ابراہیم الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کئی دفعہ آپ کی یہ بات بتائی کہ وہ حضرت کی چھ محفلوں میں تین دن حاضر ہوئے روزانہ دو محفلیں ہوتی تھیں ایک مجلس نماز عصر کے بعد نماز مغرب تک اور دوسری محفل نماز صبح کے بعد دن کے کسی بھی حصے تک جہاں تک رب کریم کی مرضی ہوتی، نماز عصر کے بعد ایک شخص نے آپ سے اس ارشاد ربانی کی شرح چاہی۔

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝ (الاعلیٰ) اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی۔

آپ نے وہ اسرار وعلوم پیش فرمائے جس سے دلوں کو یقین اور کانوں کو سرور ملا یہ یقین پیدا ہوا کہ یہ تازہ بہ تازہ الہام ربانی ہے اگلی صبح کو پھر وہی شخص پلٹا اور اسی آیت کے متعلق پھر پوچھا محفل کا پورا وقت حضرت نے ایک تروتازہ حیران کن، اعلیٰ اور قابل فخر نئے انداز سے شرح فرمائی جو کل کے اجلاس سے بھی اعلیٰ تھی، نماز عصر کے بعد وہ شخص پھر آ گیا اور کہا حضور!

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝ (الاعلیٰ) اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی۔

(وہی آیت پھر پڑھی) آپ نے سابقہ دونوں اسلوب چھوڑ کر ایک نئے عجیب انداز سے تفسیر شروع فرمائی جو دلوں پر اثر انداز ہونے اور تاثیر بخشنے میں بے حد اہم تھی تین دنوں کی چھ محافل میں وہ شخص یہی آیت پیش کرتا رہا اور آپ تفسیر فرماتے رہے آپ نے چھٹی مجلس کے بعد فرمایا اگر مجھے عمر عطا ہو اور اتنا عرصہ تمہارے پاس رہوں جتنا سیدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے تھے (ساڑھے نو سو سال) اور ہر مجلس میں اسی آیت کی تفسیر کرتا رہوں اور سابقہ تقریر کے معانی نہ دہراؤں تو میرے علوم ختم نہیں ہوں گے اور نہ مجھ پر ہونے والے مولا کریم کے احسانات کی انتہا ہو گی اگر تم چاہو تو ہم ساحل کی طرف نکل چلتے ہیں اور دوسری آیت کو موضوع سخن بنا لیتے ہیں۔

ہمارے شیخ کا ارشاد ہے کہ میں خود تو موجود نہیں تھا لیکن مجھے معتبر لوگوں نے بتایا ہے کہ جب حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ زبید شہر میں تھے تو وہاں کے علماء، مفتیان کرام اور رجال حق کے سامنے پورے بارہ دن سورۂ احزاب کی اس آیت کریمہ: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (الاحزاب:35) کی تفسیر فرماتے رہے جب اس آیت پر بیان کردہ آپ کی تفاسیر، کلام اور تقاریر کو ان لوگوں نے جمع کیا تو ستر کتابچے بن گئے۔

علوم کی یہ فراوانیاں

حرمین شریفین اور یمن میں یہ بات حد تواتر تک مشہور ہے کہ حضرت سے جب قرآن حکیم کی کوئی بات پوچھی جاتی تو

اپنے ہاتھ کی اندرونی سمت پر نظر ڈالتے پھر جو علم لدنی بھی چاہتے بیان فرماتے چلے جاتے، جب کسی حدیث پاک کے متعلق سوال ہوتا تو اپنے ہاتھ کی بیرونی سمت پر نظر ڈال لیتے اور وہ اسرار الٰہیہ اور معارف الہامیہ بیان فرماتے کہ عقلیں مبہوت ہو جاتیں اور ماہرین علوم معقول ومنقول حیران رہ جاتے مطلب یہ ہوا کہ آپ کا ہاتھ مبارک علم مکنون ومحفوظ کے لئے لوح (تختی) تھا، ہمارے مرشد کا ہی ارشاد ہے کہ آپ نے آخری عمر میں ہاتھ سے دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا جب آپ سے قرآنی تفسیر یا حدیث پاک کے متعلق سوال ہوتا تو ہاتھ یا کسی اور جگہ پر نظر جمائے بغیر ہی تفسیر وحدیث بیان فرما دیتے بلاد مغرب میں مشرق کی طرف تشریف لانے سے پہلے بے شمار نامدار علماء وفضلاء آپ کی صحبت میں رہے وہاں آپ کے ہاتھوں پر بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جن کے بیان کی ضرورت نہیں، سب مغربی آپ کی فضیلت، استقامت، اور علوم وفنون میں آپ کے مرتبے کو جانتے ہیں، وہاں آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں آپ نے کچھ تناول فرمائیں جو باقی بچیں تو مریدان کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھے یہاں تک کہ بولی کے لیے گھر لے گئے اور بولی بڑھاتے چلے گئے ان کی قیمت ایک ہزار ریال تک جا پہنچی جہاں بولی رکی وہ شخص وہاں سے نکل کھڑا ہوا کہ میں کتابیں بیچ کر رقم دیتا ہوں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت وہاں ٹھہرے پھر مشرقی علاقے کا سفر شروع کیا اور مکہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا تیرویں صدی کے تیرویں سال میں آپ مصر پہنچے وہاں سے آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حرم مکہ میں تیس سال گزارے اس دوران ایک دو دفعہ صعید مصر اپنے احباب سے ملنے گئے مدینہ طیبہ اور طائف اس عرصے میں کئی دفعہ تشریف لے گئے پھر آپ کو یمن جانے کا حکم ملا وہاں کچھ عرصہ زبید میں اور کچھ عرصہ مخا وغیرہ میں گزارا۔ پھر ابوعریش کے قریب صبیہ نامی مشہور گاؤں میں قریباً نو سال قیام فرمایا وہیں وصال ہوا وہیں آپ کے نیک اخلاف موجود ہیں۔

آپ کے خلفائے کرام

الغرض آپ ظاہر وباطن کے علموں میں جامع شخصیت کے مالک تھے دونوں میں ید طولیٰ رکھتے تھے اسی طرح قرآن و حدیث کے دونوں فنون میں روایت ودرایت اور کشف وتحقیق کی حیثیت سے آپ کا بے حد شہرہ تھا اور آپ کی فضیلت کے عوام وخواص معترف تھے بڑے بڑے علماء نے آپ سے یہ علوم حاصل کئے ان علوم کو حاصل کرنے والوں میں فاضل اکمل علامہ سید عبدالرحمٰن اہدل مفتی زبید جیسے لوگ موجود تھے مفتی صاحب اپنے دور کے عظیم علماء میں شامل ہیں اپنے شہر میں ان کے علم وعمل کی عظمت کے سب لوگ معترف تھے، آپ کے شاگردوں میں محدث، مشہور فقیہ، مناقب ماثورہ میں شہرہ آفاق، اپنے وقت میں مدینہ طیبہ کے علماء کے شیخ حضرت محمد عابد جیسے نابغۂ روزگار بھی شامل تھے اسناد میں انہیں بڑی مہارت حاصل تھی آپ نے ''حصر الشارد فی اسانید محمد عابد'' جیسی اہم کتاب اسی موضوع پر لکھی، آپ کے ایک اور شاگرد اپنے وقت کے علامہ فاضل فحول، جامع معقول ومنقول سید محمد سنوسی رضی اللہ عنہ ہیں سنوسی نے اپنے وقت کے مشہور مغربی اولیاء سے فیض طریقت پایا تھا۔ ان کے مشائخ میں عارف ربانی حضرت شیخ العربی الدرقاوی اور حضرت ابوالعباس تجانی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے علمائے دین شامل تھے جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو وہاں حضرت احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے اکتساب فیض کیا ان پر پورا اعتماد کیا

ان کی مصاحبت اختیار کی، لوگوں کو آپ کا راستہ بتایا آپ کی شہرت علمی وفضیلت کمالی اوصاف سے باہر ہے۔ حضرت کے ایک اور شاگرد عارف ربانی حضرت شیخ محمد مدنی ظافر ہیں جو مدینہ طیبہ کے بزرگ اور سردار تھے انہوں نے حضرت احمد کی بے حد تعریف کی ہے وہ مغرب سے جب ایک مرشد کامل بن کر اپنے مرشد حضرت العربی الدرقاوی سے اجازت وخلافت پا کر واپس تشریف لائے تو حضرت احمد بن ادریس کو مکہ مکرمہ میں ملے آپ سے راہ سلوک حاصل کیا اور بے حد تعریف وتوصیف فرمائی حضرت کے شاگردوں میں حضرت محمد مجذوب سواکنی ہیں یہ اولیائے سوڈان میں سے ہیں اپنے وقت میں مخلوقات میں ان کے سچے کشف کرامات اور خوارق کا شہرہ تھا حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے بھی فیض پایا اور عرصۂ دراز تک آپ کے ساتھ رہے سب سے آخر میں حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پانے والے ہمارے شیخ کامل، آپ کے اسرار کے وارث، آپ کے فیوضات وعمل کے خصائص کے مظہر، صاحب کرامات وتائید ربانی سیدی وسندی شیخ ابراہیم رشید رضی اللہ عنہ ہیں آپ حضرت کے آخری سالوں میں صبیہ میں آپ کے مصاحب رہے اور زندگی کے آخری لمحات تک ساتھ نہ چھوڑا اور آپ کی برکات کے فیوض کو غنیمت سمجھا حضور کا وصال ہوا تو سر جناب ابراہیم کے گھٹنوں پر تھا اور آپ کے ہاتھ سے ہی حضرت کے اسرار عرفانی اور انوار ظاہری وباطنی، آپ کی خصوصیات وکمالات عطائیہ کا عوام وخواص کے سامنے ظہور ہوا ہم ان سب باتوں کا کئی سالوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اور آپ ''عیاں راچہ دلیل'' کے مصداق تھے۔

تمہارے مریدوں کا ولی میں خود ہوں

حضرت سیدی احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ النفیس کو اللہ تعالیٰ نے مواہب محمدیہ، علوم دینیہ اور ظاہری دنیا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت واجتماع سے نواز رکھا تھا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست سب کچھ حاصل کرتے حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنفس نفیس آپ کو شاذلی طریقہ کے اوراد بتائے تھے لہٰذا آپ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے شاگرد، اویسی اور مرید خاص ہیں کیونکہ سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی آپ کو اوراد جلیلہ اور بیعت کا خاص طریقہ ارشاد فرمایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا جو تمہاری طرف آئے گا میں اسے کسی اور کی ولایت اور کفالت میں نہیں دوں گا بلکہ خود اس کا ولی وکفیل ہوں گا۔

آسمانوں اور زمین کی چابیاں مل گئیں اور اعمال کی تلقین

حضرت احمد خود فرماتے ہیں کہ میں ظاہری وصوری طور پر سرکار عظمت مدار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور جناب خضر علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ مجھے سلسلہ شاذلیہ کے اذکار سکھائیں انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں مجھے اذکار تلقین فرمائے پھر انہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے خضر! انہیں وہ سکھائیں جو سب اذکار، درودوں اور استغفار کا جامع ہو اس کا ثواب افضل ہو، اور عدد زائد ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! علیک السلام وہ کون سا ذکر ہے؟ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا یہ پڑھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّ نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللهِ (یہ کلمہ ہر لمحہ اور ہر سانس میں اتنی تعداد میں ہو جتنا اللہ کریم کا علم وسیع ہے) حضرت خضر علیہ السلام نے یہ کلمہ

پڑھا پھر میں نے ہر دو حضرات کے بعد پڑھا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تین دفعہ دہرایا پھر آپ نے صلوٰۃ عظیم کا ورد شروع فرمایا اور آخر تک پڑھ کر حضرت خضر علیہ السلام کو فرمایا آپ یہ پڑھیں: اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام یہ استغفار کبیر ہے اسے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پورا پڑھا میں نے بھی ہر دو حضرات کے بعد پڑھا مجھے انوار اور قوت محمدیہ مل گئی اور الٰہی چشمے مجھے عطا ہو گئے۔ پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا احمد! اب تمہیں آسمانوں اور زمین کی چابیاں مل گئی ہیں یہ ہے ذکر مخصوص اور درود عظیم اور استغفار کبیر اسے ایک دفعہ پڑھنا دنیا و آخرت اور مافیہما سے کئی گنا زائد ثواب رکھتا ہے، حضرت فرماتے ہیں پھر یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلا واسطہ مجھے تلقین فرمائے (اب حضرت خضر علیہ السلام واسطہ نہ رہے) میں اب مریدوں کو اسی طرح تلقین کرتا ہوں جس طرح سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے تلقین فرمائے تھے ایک دفعہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فی کل لمحۃ و نفس عدد ما وسعہ علم اللہ''۔ کا میں نے احمد! تمہیں خزانہ دے دیا ہے تم سے پہلے یہ کسی نے نہیں پڑھا اپنے مریدوں کو سکھائیں تا کہ درجات میں آگے بڑھیں آپ فرمایا کرتے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ کے ساتھ مجھے اوراد لکھائے ہیں آپ کے ایک مرید عالم کو حزب پنجم میں ایک کلمہ کا اشکال پیش آیا تو آپ نے فرمایا بھائی صاحب! ہمیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرح فرمایا تھا (لہٰذا اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا)

آپ فرماتے تھے ہم نے بھی علم لوگوں کی زبانوں سے حاصل کیا ہے جس طرح تم کرتے ہو پھر اس علم کو ہم نے اللہ کریم اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں پیش کیا جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا ہم نے اسے محفوظ کر لیا اور جو انہوں نے مٹا دیا ہم نے بھی اسے محو کر دیا، اللہ عظمت والے کی قسم! جو کچھ آپ نے مجھے تعلیم کیا اگر مجھے اب پڑھنے کا حکم ہو تو میں دہرا دوں کبھی زیادہ تاکید کرتے ہوئے یوں فرما دیتے، اگر میں نے اللہ کریم کے سامنے علم پیش کرتے کوئی تبدیلی کی ہو تو یہ میرے لئے تباہی ہوگی۔ آپ قول و فعل اور حال و دلالت میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں بڑے راسخ قدم اور پوری سعی فرمانے والے تھے اور عادی وقتوں اور درودوں میں آپ پر کثرت سے استغراق طاری رہتا، صبح کی نماز بہت لمبی پڑھتے جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آنسوؤں کا طوفان آنکھوں سے بہہ نکلتا اور عام طور پر نظر و ادراک اسی حد تک پہنچتا جس سے نماز جائز ہو جاتی۔ (یعنی قیام تو بہت طویل ہوتا تھا مگر پڑھ صرف اتنا سکتے جس سے نماز جائز ہو جاتی جواز نماز کی صورت تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت۔ مترجم) آپ کا نفس عالی علم حقائق میں ہوتا جو ان اوراد کا وظیفہ کرتا ہے وہ ان باتوں سے بے خبر نہیں رہتا اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فائدہ بخشے۔

امام نبہانی مزید لکھتے ہیں یہ سابقہ عبارات لکھنے کے بعد مجھے ایک اور رسالہ ملا جو آپ کے خلیفہ اعظم حضرت شیخ ابراہیم رشید نے ''عقد الدر النفیس'' کے نام سے آپ کی کرامات و مناقب میں لکھا یہ وہ مطبوعہ ''العقد النفیس الکبیر'' نہیں ہے جو مشہور ہے میں عقد الدر سے وہ کرامات یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں جو مندرجہ بالا شیخ اسماعیل کے کلام میں مذکور نہیں حضرت ابراہیم رشید فرماتے ہیں:

اس کے پاس تر میری زبان ہے

حضرت کی محفل میں بہت سے علمائے اعلام رئیس العلماء حضرت قاضی حسن احمد عائش کے ساتھ حاضر ہوئے اور آپ سے بہت سے علمی مسائل پوچھے آپ نے وہ جواب دیئے جوان علماء کے دلوں میں کبھی نہیں کھٹکے تھے یہ سب اللہ برتر واعلیٰ کا عطیہ تھا جب علماء واپس اپنی جگہ پر پہنچے تو کہنے لگے حضرت کا کلام تو بڑا شاندار و وجیہ ہے مگر آپ کے ارشاد پر ہم فلاں اور فلاں علامہ حضرات کے کلام کو ترجیح دیتے ہیں، یہ سن کر قاضی حسن نے فرمایا کہ آؤ مل کر دعا کریں کہ اللہ کریم ہمیں حق کی راہ دکھائے کہ حضرت اور آپ کے غلاموں میں سے کون آگے ہے، سب نے یہ رائے پسند کی دعا کر کے سو گئے جس عالم نے یہ سوال کیا تھا اسے اللہ کریم نے خواب میں حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرادی عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال عرض کئے جن میں ان حضرات کا اختلاف تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں فلاں آدمی کے قول کی پیروی کروں؟ ارشاد ہوا اس کے جو اقوال کتاب وسنت کے مطابق ہوں وہ مان لو وہ سب علماء کو یکے بعد دیگرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گنتے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد فرماتے رہے جو اقوال کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق ہوں انہیں مان لو، آخر میں عرض کیا یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام کیا میں حضرت احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی پیروی کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: واہ واہ اس طرح جس طرح ایک متعجب آدمی کرتا ہے فرمایا سبحان اللہ! کیا میرے بیٹے احمد کی کوئی اپنی بات بھی ہے وہ تو صرف میری سنت کے مطابق بولتا ہے اور میری زبان کی تعبیر کرتا ہے وہ عالم صبح کو بہت خوش ہو کر اٹھا اور اپنے احباب کو خواب سنایا پھر سب حضرت احمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں خواب سنایا آپ نے فرمایا اللہ کریم کا شکر ہے جس نے تمہیں حال حقیقت واضح فرما دی۔

علم خداداد کی وسعتیں

حضرت ابراہیم رشید فرماتے ہیں جب آپ یمن میں زبید شہر میں تشریف لائے اور وہاں کچھ عرصہ ٹھہرے تو سادات علماء کے اکابر دوڑتے آپ کی خدمت میں پہنچے ان میں حضرت مفتی زبید عبدالرحمٰن جیسے فاضل لوگ بھی تھے صبح وشام وہ آپ کی محفل میں آتے جاتے تھے وہ آپ سے علم لدنی پر مشتمل نرالے فنون سنتے جہاں تک ان کے خیالات بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ کٹھن مسائل بھی وہ آپ سے دریافت کرتے ایسے جواہر جواب میں ارشاد فرماتے جن سے سینہ کھل جاتا اب ان سب علماء نے مل کر یہ رائے قائم کی ہر عالم تفاسیر واحادیث سے مشکل مقامات نوٹ کرے گا پھر سب کو ایک جگہ کاغذ پر لکھ لیا جائے اور حضرت مفتی عبدالرحمٰن ترتیب وار سوال کریں گے اور سب علماء جواب سنیں گے مگر وہ ٹھیک جواب دے دیں تو ہم ان کی عظمت کو قبول کرلیں گے یہ سب کچھ پورا کر کے حضرت احمد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور مفتی صاحب کو بطور کشف فرمایا اپنا سوالوں کا پرچہ سامنے رکھ لیں پہلا سوال دیکھیں جو فلاں عالم کی طرف سے ہے پھر آپ نے اس کا وہ جواب عطا فرمایا جس سے عقلیں دنگ رہ گئیں، پھر فرمایا دوسرا سوال فلاں صاحب کی طرف سے ہے اور اس کی عبارت یہ ہے پھر اس کا وہ جواب دیا جس کا کھٹکا بھی کسی کو نہ ہوا تھا، اب تیسرا سوال متعین فرما کر وہ جواب عطا فرمایا کہ عقلیں

دنگ رہ گئیں اسی طرح خود سوال فرماتے اور جواب دیتے رہے سب سوال ختم ہو گئے تو علماء آپ کے سچے کشف کو دیکھ کر حیران رہ گئے گویا آپ ان کے ساتھ تھے آپ کے علم اور بلا تکلف سب سوالوں کے جواب نے انہیں حیرت زدہ کر دیا سب آپ کے مطیع ہوئے اور آپ کی فضیلت کا اعتراف کیا۔ وہ روزانہ نماز عشا کے بعد آپ کی محفل میں آکر کچھ آیات کی تفسیر پوچھا کرتے تھے انہوں نے آپ سے اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ (احزاب: 35) کی تفسیر بھی پوچھی آپ بارہ دن روزانہ صبح و شام محفل میں اس آیت کی تشریح و تفسیر فرماتے رہے ہر مجلس میں ایسے عجائب و غرائب کا انکشاف ہوتا جو پہلے کبھی نہیں سنے گئے تھے پھر آپ نے علماء کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر ہماری عمریں وفا کرتیں اور ہم اس آیت کی تفسیر قیامت تک کرتے اور ہر محفل میں نیا علمی رنگ ہوتا تو ہم ضرور اس طرح کر گزرتے علماء نے آپ کا یہ ارشاد سچ جانا اور آپ کے ارشادات کو مدون کر لیا۔

یہ ہے اصل بادشاہی

حضرت ابراہیم رشید خود حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی زبانی دو واقعات بیان کرتے ہیں جو سلوک کی ابتدا میں مغرب میں آپ کو پیش آئے تھے حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بتایا تھا کہ میں ایک دن بازار میں ایک جماعت کے ساتھ چل رہا تھا کہ پولیس والوں کا ایک گروہ ہمارے پاس سے گزرا جنہوں نے بندھے ہوئے ایک آدمی کو گھیر رکھا تھا وہ ان سے نجات نہیں پا سکتا تھا حضرت نے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا تمہارا کیا خیال ہے اس قسم کا بندھا ہوا انسان ان لوگوں کے ہاتھوں سے نکل سکتا ہے؟ سب نے جواب دیا نہیں نکل سکتا، آپ نے فرمایا اب دیکھو اللہ کریم کے تصرفات اور خارق عادت کرامات کیا ہوتی ہیں یہ کہہ کر آپ پولیس والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نرمی کرو سکون میں آؤ، اس آدمی کے طوق اور بیڑیاں گر گئیں پولیس والے ادھر ادھر بھاگ گئے اس ملزم نے اپنا راستہ لیا (حضرت نے یہ اس لئے کیا) کیونکہ وہ مظلوم تھا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپ شہر فاس کے دروازے کی طرف تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ دروازے پر پولیس والے کھڑے ہیں اور ٹیکس لینے والے ان محتاج اور فقیر لوگوں سے بھی پھل لے رہے ہیں جو باغوں میں گرا پڑا ہوتا ہے اور فقیر لوگ اسے اپنے بچوں اور بوڑھوں کے لئے لے آتے ہیں فقراء اس دارو گیر سے بہت تنگ تھے اور کہہ رہے تھے، کاش! ہمیں بھی کوئی مددگار یا سفارشی مل جاتا جب حضرت نے ان کی مصیبت کو دیکھا تو محض اللہ کریم سے ثواب لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ایک دلیر آدمی میرے حوالے کرو جو بادشاہ کو اس طرح خبر پہنچائے جس طرح ہم اسے کہیں اور ہمیں جواب بھی لا دے حاضرین سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا میں بادشاہ کو آپ کا پیغام پہنچا دوں گا آپ نے فرمایا میرا نام نہ لینا اور کہنا کہ ایک آدمی تمہیں کہتا ہے جو مصیبت تم نے ضعیف و نادار مسلمانوں کو ڈال رکھی ہے اسے ختم کروا سے ختم کرنے میں تمہاری بہتری ہے اگر ایسا نہیں کرو گے تو جو مصیبت تم پر پڑنے والی ہے خود دیکھ لو گے وہ شخص بادشاہ کے پاس پہنچا اور حضرت کی بات اسے بتائی اس نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر سر اٹھایا اور اس شخص کو کہا کس نے تمہیں بھیجا ہے اس نے جواب دیا بھیجنے والے کا حکم یہ تھا کہ میں آپ کو اس کا نام نہ بتاؤں بادشاہ نے کہا نہیں جا کر کہہ دو ہم نے آپ کی بات مان لی اور لوگوں کا مال آپ کے حکم کے تحت چھوڑ دیا لیکن میرا ابھی ایک کام ہے اور وہ یہ کہ فلاں قبیلہ ہماری اطاعت چھوڑ چکا ہے اور ہمارے خلاف فوج لے آیا ہے ہم انہیں

شکست نہیں دے سکتے۔ بے حد فساد شروع ہو گیا ہے اب اصلاح حال کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہماری اطاعت کریں حضرت نے پیغام وصول فرما کر جواب دیا بادشاہ سے کہو ہم نے تمہاری یہ بات پوری کر دی پھر کیا تھا جلد ہی اس قبیلے کے عقل منداور معتبر لوگ آئے اور بادشاہ سے صلح کر کے اطاعت کیشی کو قبول کر لیا۔

ولی کامل کا دور باعث بخشش ہے

حضرت ابراہیم رشید فرماتے ہیں میں اپنے علاقے سوڈان میں اپنے والد گرامی قاضی صالح رشید سے علم حاصل کر رہا تھا کہ میرا بڑا بھائی آیا اور والد ماجد کو اپنا ایک خواب سنانے لگا بھائی صاحب کی بیوی انہی دنوں فوت ہوئی تھی بھائی نے بتایا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے اور اس سے پوچھا کہ جب تو اللہ کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس ذات پاک نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ بولی اللہ کریم نے ہم سب مردوں کو اپنے سامنے اکٹھا کر کے فرمایا تمہارا زمانہ ہمارے بندے احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا لہٰذا ہم نے تم سب کو اس کی وجہ سے معاف فرما دیا ہے میں نے یہ خواب اپنے بھائی کی زبانی والد ماجد کی مجلس درس میں سوڈان میں سنا حضرت سرزمین یمن میں تھے نہ ہم ان کے سلسلہ میں شامل تھے اور نہ ہی انہیں دیکھا تھا صرف ان کے متعلق کچھ باتیں سنی تھیں اور ان کی شہرت ہم تک پہنچی تھی پھر اللہ کریم نے ہماری ان سے ملاقات بھی کرا دی ہم ان کے سلسلہ میں بھی شامل ہوئے اور ان کی خدمت میں بھی بیٹھے، میں نے پھر حضرت کے سامنے اس عورت کا واقعہ بھی بیان کیا آپ سے پوچھا کیا یہ ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

یہ دستگیریاں

یہی ابراہیم فرماتے ہیں کہ ایک کردی بھائی نے مجھے بتایا کہ میں (کردی) سفر میں تھا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ صحرا و جنگل میں مجھے گرمی اور شدید پیاس نے آلیا میں ہلاکت کے بالکل قریب تھا راستے کے قریب ایک درخت کے نیچے جا کر میں نے لیٹنے کے لئے جگہ ٹھیک کی اور کہا اب یہی میری قبر ہے پھر مجھے یاد آیا کہ سیدی احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ نے ہمیں کہا تھا کہ اگر میرا مرید مجھے پکارے وہ مشرق و مغرب میں ہو یا کوہ قاف میں، میں اسے جواب دوں گا۔ اگر وہ سچا مرید ہو گا تو اسے جواب میں لبیک کا کلمہ سنائی دے گا یہ خیال آیا تو میں نے کہا، اے میرے آقا احمد! میری مدد فرمائیے، دیکھیں میں بھوک اور پیاس سے مر رہا ہوں، میں پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور کپڑے کا ایک حصہ میں نے منہ میں ڈالا ہوا تھا مجھے محسوس ہوا درخت میں کوئی چیز رکھی حرکت کر رہی ہے میں نے منہ سے پردہ ہٹایا میں نے درخت کی ٹہنیوں کے درمیان ہندوانے (تربوز) جیسی کوئی شے دیکھی اس کے اوپر دو بڑی بڑی روٹیاں بھی دکھائی دے رہی تھیں میں نے اپنے جی میں کہا بس یہ قوت خیالیہ کی کرشمہ سازیاں ہیں بھلا ایسے جنگل میں تربوز کون لا سکتا ہے؟ میں نے پھر منہ پر کپڑا لیا اور موت کا مجھے یقین ہو گیا۔ مگر مجھے تردد تھا کہ یہ صرف خیال ہے یا حقیقت؟ میں نے پھر منہ سے کپڑا ہٹایا دیکھا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سچ مچ تربوز اور روٹیاں ہیں جب میں آگے بڑھا انہیں لیا تو معلوم ہوتا تھا روٹیاں ابھی تنور سے نکلی ہیں اور تربوز بھی بڑا نفیس تھا میں نے سیر ہو کر کھایا اور تربوز کا پانی خوب پیا پھر اٹھ کر چل پڑا آپ کی برکت سے آباد علاقے میں پہنچ گیا۔ یہی کردی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا

وہ ایک جنگل میں تھے کہ شیران کی طرف بڑھا سب ساتھیوں نے کردی کو اس سمت کر دیا جدھر شیر تھا وہ سب پیچھے ہو لئے رات ہوئی تو سب سو گئے شیر نے آ کر کردی کو سونگھا پھر بھاگ کر کچھار میں چلا گیا۔

کیا مسیحائی ہے

حضرت ابراہیم الرشید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ایک مغربی مرید کی بیوی نافرمان سخت مزاج تھی اس نے بیوی کو سخت مارا وہ مر گئی اب اسے حکام کے خوف نے آلیا رات کو آ کر حضرت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ساری بات عرض کی حضرت اس کے ساتھ اٹھ کر اس عورت کے پاس آئے اسے مردہ پایا اس کے خاوند کو فرمانے لگے ہم اللہ کریم کے سامنے اس مصیبت کو دور کرنے کا سوال کرتے ہیں یہ بات کسی کو نہ بتانا اور پردہ رکھنا۔ حضرت نے عورت پر لاٹھی رکھی تو وہ اللہ کریم کے حکم سے زندہ ہو گئی اور پھر جب تک اللہ کریم نے چاہا زندہ رہی۔

حضرت ابراہیم مذکور ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے ایک ساتھی کو مقام صعید کی طرف جانے کا حکم دیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ کر کے اسے ان کا امیر بنایا کیونکہ سنت نبوی یہی ہے وہ جدہ میں جا اترے مگر بدحالی نے آ گھیرا ان کے پاس زادراہ اور خرچ نہ رہا، جماعت کے امیر نے خواب میں سیدی احمد کو دیکھا کہ آپ ایک تحریر پکڑاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ لو اور اللہ کریم کی عطا کردہ برکت کے ساتھ سفر جاری رکھو انہوں نے وہ تحریر جیب میں رکھ لی صبح ہوئی تو انہوں نے خواب ساتھیوں کو سنایا جیب میں ہاتھ ڈالا تو خط بھی مل گیا اسے جیب سے نکالا تو اس پر لکھا تھا:

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ يَا كَرِيْمُ

''اے میرے رب! آسانی فرما تنگی سے بچا، اے میرے پروردگار! تکمیل خیر سے ہو، اے کریم!''

سب ساتھی خوش ہو گئے اللہ نے ان کی تنگی دور فرما دی اور اچھے انداز سے سب کام سدھر گئے اور برکت خداوندی کے ساتھ چل پڑے۔

نام ولی کی شان

بقول حضرت ابراہیم آپ کے ایک عارف مرید مدینہ طیبہ میں کچھ محبوب ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر چڑیاں دیکھیں ساتھیوں سے کہا اگر میں ان چڑیوں کو حضرت احمد کے نام کے ساتھ بلاؤں تو وہ ضرور آ جائیں فوراً سب چڑیاں سامنے آ گریں کچھ مر گئیں اور کچھ اڑ گئیں۔

یہ انداز علاج

حضرت ابراہیم رشید آپ کی ایک اور کرامت بتاتے ہیں۔ ہم ابھی حضرت کو نہیں ملے تھے ہم حج کیلئے مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے اور حضرت یمن میں تھے ہم حج سے فارغ ہوئے تو میں سخت بیمار ہو گیا میں رفع حاجت کے لئے بھی اٹھ نہیں سکتا تھا اس حال میں مجھے موت کا خوف تھا میں عاجزی وزاری سے اللہ کریم کے سامنے دعائیں کرنے لگا کہ مجھے زندگی میں کوئی

عارف کامل مل جائے جو مجھے اللہ کریم کی معرفت خاصہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت کرا دے اور اس مکمل معرفت کے بعد میری موت ہو میں نے حضرت احمد کا دعا میں وسیلہ پیش کیا صرف آنکھیں ہی بند کی تھیں کہ میں نے خواب میں دیکھا سیدی احمد بن ادریس میرے پاس تشریف لائے ہیں اور میں اپنی چار پائی پر لیٹا ہوا ہوں آپ میرے پاس آ کر ٹھہرے اور فرمایا تمہاری دوا یہ ہے کہ اپنے چمڑے اور گوشت کے درمیان زمزم کا پانی بھر لو، میں نے عرض کیا سرکار! میں تو بیمار ہوں آپ میرے لئے ایسا کر دیں میں نے پلٹ کر دیکھا تو میرے پاس ماشکی زمزم کی مشک اپنی پشت پر لا رہا تھا جب حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ آئے تو انہوں نے میری چمڑی ایک جگہ سے پھاڑی اور مشکیزہ کا سر اس میں ڈال دیا پانی یوں میرے جسم میں آواز دے کر چلنے لگا جیسے نالیوں میں چلتا ہے وہ سارا پانی میرے جسم میں چلا گیا مجھے بہت پسینہ آیا اور پسینہ چار پائی سے نیچے نکلنے لگا مجھے جاگ آ گئی میں اپنے اندر قوت پانے لگا اور خیال گزرا کہ میں اب جہاں چاہوں اپنے پاؤں پر چل کر جا سکتا ہوں مجھے حضرت کی برکت سے آرام آ گیا۔ کچھ دنوں کے بعد میں سخت بیمار ہو گیا حضرت کا پھر وسیلہ لیا تو آپ کو تنہا ایک اونچی جگہ بڑے سے خیمے میں دیکھا میں نے سلام عرض کیا آپ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا تم موت سے ڈر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں موت سے ڈر رہا ہوں آپ نے ایک کاغذ لیا اس میں دو سطریں لکھیں پہلی سطر یہ تھی تم اسی سال کی عمر سے پہلے نہیں مرو گے دوسری سطر میں لکھا تھا جب تک اللہ کریم کے بڑے عارفوں میں شامل نہیں ہو جاتے موت نہیں آ سکتی آپ نے مجھے ورقہ عطا فرمایا اور پڑھنے کا حکم دیا میں نے پڑھ کر اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین کی زیارت

مجھے پھر خیال آیا کہ مجھے کبھی سرکار عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب نہیں ہوئی میں نے حضرت کے سامنے اس کا ذکر بھی کر دیا آپ نے فرمایا بیٹھو ہم تمہیں زیارت کرا دیتے ہیں میں نے آپ کے ہاتھ میں کوئی شے دیکھی جو سوت کی طرح (ریل) بنی ہوئی تھی میں خود بھی اسی طرح لپٹا ہوا خود کو محسوس کر رہا تھا سمجھتا تھا میں ایک گوڑھی ہی ہوں مجھ سے ایک دھاگہ نکلا حضرت نے اسے اپنے والی گوڑھی سے ملا کر میرا کچھ حصہ بھی اس پر لپیٹ دیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب سامنے آئے ہیں وہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تھے پھر انہوں نے میرے اور دھاگہ لپیٹا تو ایک اور صاحب سامنے آئے وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے پھر کچھ اور حصہ لپیٹا تو تیسرے صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر کچھ اور دھاگہ لپیٹا تو چوتھے صاحب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سامنے آئے میں یوں محسوس کرتا تھا کہ میں دودھ پینے والے بچے کی طرح ضعیف ہو گیا ہوں مزید دھاگہ انہوں نے لپیٹا تو حضور کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار عالی ہوا اس خواب کی خوشی سے میں بیدار ہو گیا حج پورا کرنے کے بعد ہم یمن گئے اور حضرت احمد سے یمن کے شہر صبیہ مقدسہ میں جا کر ملے یہ ۱۲۴۸ھ کی ابتدا کا واقعہ ہے۔

ولایت نور کا سمندر

ہماری آمد کے بعد پہلی رات تھی اور ہم ابھی مہمان ہی تھے کہ جونہی آنکھیں نیند کے لئے بند ہوئیں میرے سامنے عظیم نور کا سمندر آ گیا میں اس میں غرق ہو گیا اور وہ مجھ پر پوری طرح چھا گیا میں اس سے نکل نہیں سکتا تھا اور انوار کی ٹھاٹھوں سے

یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں مر جاؤں گا میں نیند سے بیدار ہوا تو میرے جسم پر اضطراب تھا دوسرے دن ہم نے آپ کے سلسلے میں شمولیت کی میں سمجھ گیا کہ حضرت کا معاملہ بہت بڑا ہے جب ہم راہ سلوک پر چل پڑے اور آپ سے نسبت قائم ہوگئی تو آپ نے ہمیں فرمایا میرا طریق یہ ہے کہ مرید بڑھتے بڑھتے اپنے مقصود اعلیٰ کو پالے اور مقصود اعلیٰ ذات خداوندی کے بغیر کچھ نہیں۔ وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ (النجم) (اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے) بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ جو قدم بھی اٹھے وہ اللہ کریم کے سامنے ہی اٹھے، ابراہیم رشید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الحمد للہ! ہمیں آپ سے وہ مدد ملی جو عبارات میں بیان نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو حدیث قدسی میں حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے مطابق ہے:

أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ

"میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا اور کسی دل میں اس کا کھٹکا تک نہیں گزرا"۔

جب ذات کریم اپنے فضل سے کسی طرف متوجہ ہوتی ہے تو کوئی اس کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم رشید ہی یہ کرامت بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دن "احزاب التجلیات" (نوری وظائف) پڑھ رہا تھا کہ سخاوت وجود کے جھونکے اور تجلیات معبود کی لہریں یوں اٹھیں جو سالک کو کوٹ پیس کر بالکل فنا کر کے رکھ دیتی ہیں میرا ادراک و فہم ختم ہو گیا (خدا جانے کتنی دیر یہ کیفیت رہی) پھر مجھے موجودات کا شعور اور کچھ قوت حاصل ہوئی جسم کے ہر عضو بلکہ ہر جزو میں تجلیات جلال کی وجہ سے سخت درد تھا۔ ہر ساعت مجھے رات کے پچھلے حصے سے لے کر اگلی رات تک روح نکلتی محسوس ہوئی مجھے خیال آیا کہ حضرت مرشد کو اس بات کی اطلاع دے دوں ایک پیر بھائی کو ادھر بھیجا کہ واقعہ جا کر بتادے اور عرض کر کے کہے کہ میں قریب المرگ ہوں، یہ عرض کی جائے کہ اگر آپ کی نگاہ ناز نے مجھے جلال سے نکال کر جمال تک نہ پہنچایا تو ہلاک ہو جاؤں گا حضرت ہی مجھے فنا سے بقا کی طرف لا سکتے ہیں آپ نے قاصد کو فرمایا اسے جا کر کہو کہ شیخ فرماتے ہیں کَانَ(1) (درد تھا حالت تھی اب......) وہ شخص واپس آیا تو میں اٹھ بھی نہیں سکتا تھا اس نے آکر یونہی کہا کہ حضرت فرماتے ہیں کَانَ میرا سارا درد غائب ہو گیا میں اسی لمحہ اٹھا اور ایسا محسوس ہوا کہ کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا، میں نے اللہ کریم کا شکر ادا کیا مجھے معلوم ہوا کہ صوفیہ کرام کا یہ ارشاد حق ہے:

اَوَّلُ الطَّرِيْقِ جُنُوْنٌ وَ اَوْسَطُهٗ فُنُوْنٌ، وَ اٰخِرُهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

(فقیری کا آغاز جنون ہے، درمیان فنون ہے اور انتہا کن فیکون ہے)۔

1۔ نوٹ: حضرت کا کَانَ فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بس یہ درد وغیرہ ماضی کی بات ہے کیونکہ کَانَ کون سے ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطب ہے تھا یعنی پہلے تھا اب نہیں ہے اب انہی بات آخری عربی عبارت کی تو اس کا مطلب ہے مرید ابتدائے امر میں مرشد کے عشق کی وجہ سے بالکل پاگل ہوتا ہے آگے چل کر بے شمار اندازوں سے اس سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے اور آخری مرحلے پر اس کی زبان سیف اللہ بن جاتی ہے جو کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ (مترجم)

ولی کے پیچھے نماز کا مقام

یہ کرامت بھی حضرت ابراہیم کی زبانی ملاحظہ ہو کہ ایک شخص نے گوشت خرید اکپڑے میں لپیٹا نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت کے ساتھ نماز پڑھی نماز پڑھ کر گوشت لے کر گھر کو چلا ہنڈیا میں ڈال کر آگ جلائی مگر آگ نے اس پر کوئی اثر نہ کیا زیادہ آگ جلائی مگر وہ بھی مفید نہ پائی حضرت کو آ کر اطلاع دی آپ نے فرمایا ہمیں بشارت دی گئی ہے کہ جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسے آگ نہیں لگتی۔

بقول حضرت ابراہیم مذکور آپ کے خچر کی رکاب ٹوٹ گئی آپ نے خادم کو حکم دیا اسے لوہار کے پاس بھجوا کر ٹھیک کراؤ لوہار نے کئی دفعہ اسے آگ میں رکھا مگر آگ نے اس پر اثر نہ کیا وہ حضرت کے پاس آیا اور یہ بات آ کر بتائی حضرت نے فرمایا میں اللہ کریم کے بندوں میں سے ایک بندہ اور غلام ہوں۔ اللہ کریم نے مجھے یہ عزت بخشی ہے کہ جو میرے ساتھ رہتا ہے اسے آگ نہیں جلاتی (1) تو پھر کیا مقام ہے اس انسان کا جس کے پاس بلد امین (مکہ مکرمہ) میں خود خدا رہا ہو مجلس میں ایک شخص بیٹھا تھا جو صحبت و مجالست کا منکر تھا اس واقعہ سے اسے فائدہ ہوا وہ مصاحبت و پڑوس کا مقام پہچان گیا۔

صلوٰۃ عظیم کی برکات

آپ کا ایک مرید مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً میں فوت ہوا اور جنت معلٰی میں طبقہ درویشوں میں سے ایک صاحب کشف اور روشن بصیرت والا شخص دفن کے وقت پاس تھا اس نے دیکھا کہ سیدنا عزرائیل علیہ السلام جنت سے قالین اور بستر لائے ہیں، بڑے بڑے دیئے بھی ان کے پاس ہیں اور تا حد نگاہ انہوں نے قبر وسیع کر دی ہے بستر لگا کر دیئے رکھ دیے ہیں، وہ صاحب کشف شخص یہ دیکھ کر جی میں کہنے لگا کاش! میری موت کے بعد میرا پروردگار میرا بھی یوں ہی اکرام و عزت فرمائے جس طرح اس کا فرمایا ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں سے ہر ایک کی اس عظیم درود کی وجہ سے ایسی ہی عزت ہوگی جس کی نسبت استاد گرامی سیدی احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے درود شریف یہ ہے:

اللّٰھم إنی أسئلك بنور وجه الله العظيم، الذی ملأ أرکان عرش الله العظيم، و قامت به عوالم الله العظيم، ان تصلی علی مولانا محمد ذی القدر العظيم و علی ال نبی الله العظيم بقدر عظمة ذات الله العظيم، فی کل لمحة و نفس عدد ما فی علم الله العظيم صلوة دائمة بدو ام الله العظيم، تعظيما لحقك يا مولانا يا محمد يا ذالخلق العظيم و سلم عليه و علی آله مثل ذالك و اجمع بينی و بينه کما جمعت بين الروح و النفس ظاهرا و باطنًا، يقظة و مناما و اجعله يا رب روحًا لذاتی من جميع الوجوه فی الدنيا قبل الآخرة يا عظيم

1۔ نوٹ: ہم تھوڑے سے اضافے کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ پھر کیا مقام ہے ان صحابہ کا جنہیں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی سعادت ملی تبھی تو سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو آدمی حالت ایمان میں میری زیارت کرے گا اسے ہرگز آگ نہیں لگے گی اور نہ اسے لگے گی جو میری زیارت کرنے والے صحابی کو اسی انداز سے دیکھے۔ (مترجم، مشکوٰۃ شریف)

''اے اللہ! میں آپ سے عظمت والے اللہ کی ذات کے نور سے وسیلے کا سوال کرتا ہوں جس نے عظمت والے اللہ کے عرش کے ارکان کو بھر رکھا ہے اور عظمت والے رب کے سب جہان اسی کے ذریعے قائم ہیں کہ آپ صاحب قدر عظیم ہمارے مولا حضرت محمد مصطفیٰ اور عظمت والے رب کے نبی کی آل پر درود بھیج یہ درود عظمت والے اللہ کی ذات کی عظمت کے مطابق ہو اور ہر لحہ و ہر نفس جاری و ساری ہو اور آپ کے علم کی تعداد کے مطابق ہو اور چونکہ آپ کی ذات عظمت مآب دائمی ہے لہٰذا یہ درود بھی دائمی ہو، اے ہمارے آقا! یارسول اللہ! اے خلق عظیم والے یہ سب آپ کے حق کی عظمت کے لئے ہے، اے اللہ! آپ پر اور آپ کے ساتھ آپ کی آل پر بھی اسی طرح سلام نازل فرما مولا کریما! مجھے اور میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوں جمع فرما دے جس طرح روح و نفس ملے ہوئے ہیں ظاہر و باطن، بیداری اور خواب میں ہم اکٹھے ہیں، مولا کریما! ہر حیثیت سے آخرت سے پہلے اس دنیا میں بھی آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میری ذات کی روح بنادے عظمت تو اللہ آپ کی ہے''۔

حضرت ابراہیم رشید فرماتے ہیں کہ حضرت کا حلیہ مبارک کچھ یوں تھا، قد لمبا، رنگ سفید مائل بہ سرخی، جسم دبلا، کھلی آنکھیں، تھوڑا مائل بہ لمبائی چہرہ، دونوں بھوئیں لمبے باریک تھے بال سفید ہو رہے تھے وصال ۱۲۵۳ھ میں ہوا شہر صبیہ میں دفن ہوئے (یمن) وہاں آپ کا مزار باعث یمن و برکت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں قیامت تک ڈھانپے رہے۔

حضرت ابوالعباس تجانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت احمد کے جلیل القدر خلیفہ ہیں پھر مستقل سلسلہ کے بانی بھی بنے، آپ عارفوں کے امام اور اکابر اولیاء اللہ کے فرد وحید تھے سیدی علی حرازم بن العربی برادت المغربی الفاسی نے اپنی کتاب ''جواہر المعانی'' میں لکھا ہے۔ یہ کتاب آپ کے حالات پر لکھی گئی تھی اور سیدی علی آپ کے خلیفہ تھے فرماتے ہیں ''حضرت عمل کرنے والے علماء اور آئمہ مجتہدین میں شامل ہیں آپ ایسے لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے دین اور دنیا کا شرف اکٹھا پایا اور علم و عمل کو بھی یکجا کیا، آپ میں احوال ربانی، شکوہ والے علمی مقامات، آسمانی عظیم ہمت، خدائی صاف ستھرے اخلاق، سنت کے مطابق عالی شان طریقہ، علم لدنی، مکمل نفوذ پانے والے خدائی بھید، عظیم المرتبت خوارق اور عالی شان کرامات مجتمع تھیں، آپ قطب جامع، غوث نافع، وارث رحمانی اور امام ربانی تھے'' اسی طرح کے اور بھی اوصاف جمیلہ جناب علی فاسی نے بیان فرمائے جو سب آپ کو حاصل تھے بلکہ اس سے بڑھ کر بھی حاصل تھے آپ کا سلسلہ مغرب، سوڈان اور افریقہ کے سب حصوں میں خوب پھیلا اور کوئی سلسلہ ان علاقوں میں اس حد تک نہیں پھیل پایا اس سلسلے سے وہاں بے حد فائدہ ہوا اور خوب رشد و ہدایت لوگوں نے پائی جو صاحب بھی آپ کی اور آپ کے سلسلے کی وضاحت چاہتا ہے اور نرالے فوائد کو جاننا چاہتا ہے تو وہ مذکورہ بالا کتاب ''جواہر المعانی'' اور اسی کے حاشیہ پر آپ کے خلیفہ کے خلیفہ حضرت عمر فوتی کی کتاب ''الرماح'' پڑھ لے، اللہ کریم ہمیں ان کی برکات سے نوازے، آمین۔

جنازے میں دور کی مسافت سے شمولیت

شیخ عمر ریاحی تونسی نے اپنے دادا علامہ امام شیخ ابراہیم ریاحی پر لکھی کتاب ''تعطیر النواحی'' میں لکھا ہے کہ جب وہ فاس

کے سامنے پہنچے تو سب سے پہلے سیدنا مکتوم حضرت تجانی، اللہ ہمیں ان کے ذریعے نفع دے، کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے یونہی دروازہ کھلا تو خادمہ نے پوچھا کیا آپ ابراہیم ریاحی تونسی ہیں؟ آپ نے خادم کو جواب دیا جی ہاں، وہ بولی حضرت نے آپ کی آمد کی اطلاع دی تھی اور فرمایا تھا کہ اجازت طلبی کے بغیر ہی انہیں اندر لے آنا وہ آپ کو اندر لے گئی وہاں حضرت کے گھر میں شیخ محمد مشری اور حضرت محمد غالی وغیرہما جیسے کئی اکابر بیٹھے تھے جو حضرت سے مل چکے تھے۔ پھر آپ کو دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا جو آپ نے سارا پی لیا، اس کے بعد حضرت شیخ تجانی رحمۃ اللہ علیہ خلوت کدے سے نکل کر آپ کے پاس تشریف لائے آپ کے سلام کا جواب دینے کے فوراً بعد انہیں بتایا کہ آپ کے مرشد شیخ صالح کواش وصال پا گئے ہیں اور یہ ان کے جنازے کے لئے گیا ہوا تھا یہ دن سوموار سترہ شوال ۱۲۱۸ھ کا تھا اور حضرت قطب مکتوم حضرت صالح کواش کے جنازے میں بطور کرامت تشریف لے گئے تھے کیونکہ آپ تو فاس میں تھے اور وہ تونس میں تھے۔

حضرت شیخ احمد بن سلیمان اروادی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا خالد مشہور نقشبندی مرشد کے خلیفہ ہیں آپ اکابر عارفین اور آئمہ علمائے عاملین میں شامل ہیں، شام میں کئی سال قیام رہا آپ صاحب کرامات اور خوارق عادات تھے، مجھے (نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) میرے مرشد شیخ عارف دور حاضر میں شام کے منفرد عالم اور یکتا ولی سیدی سلیم مسوتی نے بتایا (ان کا ذکر میں اس کتاب کے حرف سین میں کرنے والا ہوں) کہ حضرت اروادی اپنے دور کے عظیم ولی تھے انہوں نے مجھے بھی اپنے سلسلہ میں لیا تھا سلسلہ کے اور دیگر سب علوم کی مجھے اجازت مرحمت فرمائی تھی میں نے ان کی بہت سی کرامات دیکھی تھیں۔

خالی برتن بھر گیا

ایک دفعہ ان کے ہاتھ میں بالکل چھوٹا سا جگ تھا جس میں بالکل تھوڑا سا پانی سما سکتا تھا آپ نے اس سے وضو کرنا شروع کیا پانی کم تھا جگ خالی ہو گیا تو آپ نے اسے دیکھا وہ پھر بھر گیا پھر خالی ہو گیا تو آپ نے پھر نگاہ ڈالی وہ پھر بھر گیا پھر خالی ہوا تو آپ کی نگاہ سے پھر بھر گیا چار دفعہ اسی طرح ہوا آپ نے وضو پورا فرما لیا میں نے اپنی آنکھوں سے یہ بات دیکھی جس میں آخر تک مجھے شبہ نہیں۔ حضرت نے خود مجھے (مسوتی) بتایا کہ دو دفعہ ان کے لئے زمین کی وسعتیں (طی ارض) سمٹ گئیں ایک دفعہ تو یوں ہوا کہ دور کی سرزمین میں ایک قیدی مرید نے مدد مانگی حضرت فوراً وہاں پہنچے اور زمین سمٹ گئی آپ نے جیل سے اسے نجات دلا دی دوسری دفعہ کا ذکر آپ نے یہ فرمایا خلاصۂ کلام یہ کہ آپ اپنے دور کے اکابر عارفین کے قائد تھے۔

حضرت احمد ترمانینی حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام زاہد و عابد اور ولی کبیر ہونے کے ساتھ ساتھ مایۂ ناز عالم بھی تھے تیرہویں صدی کے آخر میں وصال ہوا، علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپ زمانہ حاضر کے فضلائے گرامی کے سرخیل تھے، سب سے بڑھ کر دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے متلاشی تھے، راہ خدا میں کسی ملامت گر کو پرکاہ کی حیثیت نہ دیتے دنیا داروں کی دنیا کی وجہ سے مدارات نہ کرتے اعلان حق فرماتے

ہوئے کسی چھوٹے بڑے، محکوم وحاکم کی پرواتک نہ ہوتی۔ حلب اور اس کے نواح میں آپ کے علوم کا فیض عام وتام ہوا اور ان علاقوں میں سب لوگ متفق تھے کہ آپ اپنے زمانے میں علم وعمل میں یکتا اور فرید الدہر ہیں میں (نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) نے آپ کے یہ اوصاف بہت سے علماء اور دیگر حضرات سے سنے جو آپ کو ملے تھے مجھے آپ کے ان اوصاف بلکہ ان کے علاوہ دیگر اوصاف میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ مجھے معتبر لوگوں نے بتایا کہ علم وعمل کی فراوانیوں کے ساتھ ساتھ آپ صاحب کرامات وخوارق عادات تھے آپ اپنے درس کے دوران حاضرین کے دلوں کی باتیں کر دیا کرتے تھے اور ان کی دنیوی وآخروی مشکلات کو حل فرمادیا کرتے تھے چونکہ یہ باتیں بار بار ہوتی تھیں لہٰذا اسی بنا پر لوگ آپ کے درس میں حاضری دیتے تھے کوئی شخص آپ کے درس میں آتا تو حضرت کی زبان سے اپنی نیت میں آنے والے مسئلہ کا حسن وقبح سن لیتا اور جو بات حضرت کی زبان سے سن کر اس پر عمل کرتا اسی میں اس کی بھلائی ہوتی، حضرت خود جامعہ ازہر میں علوم پڑھے تھے اور بڑے بڑے مشائخ سے ملے تھے ان میں حضرت حسن قویسنی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد فضالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظما شامل تھے آپ کے ساتھ شیخ محمد دمنہوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابراہیم سقا اور شیخ ابراہیم باجوری بھی شامل تھے آپ ان آئمہ کے ہمعصر ہیں ان میں سے کچھ نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔

بچے کا سیاہ گندمی رنگ

آپ کے ایک شاگرد اور درس میں شامل ہونے والے شخص محمد ناشد حلبی نے مجھے آپ کے کشف کی ایک کرامت بتائی کہ ایک شخص کا گندمی مائل سیاہ رنگ کا بچہ پیدا ہوا مگر اس کا رنگ نہ ماں جیسا تھا اور نہ باپ جیسا، اس شخص کا اپنی بیوی کے متعلق گمان بدلا اور سوئے ظن غالب آیا پھر اسے حضرت کے درس کا پتہ چلا تو وہاں حاضری دینے لگا حضرت نے بطور کشف فرمایا مولا کریم نے کسی حکمت کے تحت ہی حیض کے دنوں میں جماع حرام قرار دیا ہے اگر کوئی حیض کے دنوں میں جماع کرلے اور بچہ سیاہی مائل گندمی پیدا ہو جائے تو اسے صرف اپنی جان کو ملامت کرنی چاہئے کیونکہ یہ رنگ صرف حیض کے دنوں میں جماع کرنے سے پیدا ہوا ہے یہ سن کر وہ شخص جان گیا کہ حضرت کا روئے سخن اس کی طرف ہے کیونکہ ایسا قصور اسی سے سرزد ہوا تھا اس نے ارادہ کر لیا کہ پھر ایسا گناہ نہیں کرے گا اپنی بیوی کے متعلق بدگمانی اس نے چھوڑ دی یہ سب حضرت کی برکت سے ہوا۔

حضرت احمد القاقا کردی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلیمانیہ کے رہنے والے تھے مجھے (علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) تو نہیں مل سکے لیکن میں جب علاقہ کردی خطے موصل کے ایک شہر کوی سنجو میں ۱۲۹۵ھ میں جج تھا تو میں نے حضرت القاقا کا ذکر سنا سب لوگ انہیں ولی سمجھتے تھے اور آپ کے معتقد تھے آپ کی کرامات تھیں اور خارق عادات کے منبع تھے عجیب بات یہ تھی کہ آپ جس شخص کو تعویذ دیتے اس پر کوئی اسلحہ اثر نہ کرتا (1) خواہ جتنی قوت سے استعمال کیا جاتا یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جنگ میں جاتے وہ آپ سے تعویذ لیتے اور پھر انہیں کوئی

1۔ نوٹ: آستانہ عالیہ چشتیہ شمسیہ سیال شریف پر ستائیسویں رمضان کی رات کو بھی ایک تعویذ لکھا ہے جسے باندھنے کے بعد اللہ کریم اسلحہ کی مار سے محفوظ فرما دیتے ہیں، وہاں اس رات کو اہتمام سے مروجہ اسلحہ پاس رکھ کر یہ عمل کیا جاتا ہے اور لاتعداد لوگ یہ تعویذ حاصل کرنے کے لیے پروانہ وار آستانہ قدسیہ پر حاضر ہوتے ہیں اور سینکڑوں واقعات مختلف علاقوں کے بتاتے ہیں کہ حضور شمس معرفت اور آپ کے خاندان عرش نشان کے دیگر اصحاب سجادہ (بقیہ آگے)

ضرر نہ ہوتا۔ یہ کرامت وہاں کے علماء وعوام میں حد تواتر کی حد تک مشہور تھی اور کوئی اس کا منکر نہ تھا سب لوگ معتقد تھے کہ وہ اپنے علاقے کے عظیم اولیائے امت میں شامل ہیں وہ خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے مجھے آپ کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا اللہ ہمیں آپ کی برکات سے نوازے۔ میں آپ کے فرزند شیخ سعید آفندی سے بیروت میں ملا جب وہ حج سے واپس تشریف لا رہے تھے وہ بڑے نیک انسان تھے۔ یہ ۱۳۲۰ھ کا واقعہ ہے مجھے اب شک ہے کہ وہ حضرت کے صاحبزادے تھے یا پوتے تھے۔

حضرت احمد بن شیخ عبد اللہ نوبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علاقہ قدس شریف کے زرعی علاقے کے ایک گاؤں میں رہنے والے تھے آپ کا گھرانہ صلاح و ولایت اور مجد و شرف کا گھرانہ تھا آپ سیدنا عبد القادر جیلانی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک سے تھے یہ نوبانی خاندان مذکورہ بالا گاؤں میں رہا تھا ان کے جد اعلیٰ شیخ نوبانی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا وہیں مزار ہے حضرت احمد اسی خاندان کے صلحا و اخیار میں شامل ہیں آپ ولی حق، صاحب کرامت و خارق عادت ہیں۔ میں (امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ) کئی دفعہ بیروت میں آپ سے ملا کیونکہ وہ ہر سال وہاں اپنے مریدوں کی دلجوئی کے لئے آتے اور وہ نذرانے آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ مجھے لاتعداد لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے حضرت کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔

پھر وہ امتحان میں پاس ہو گئے

میں نے خود آپ کی یہ کرامت دیکھی کہ آپ ایک دفعہ میرے پاس تشریف لے آئے میرے ہاتھ میں سیدی شیخ محمد بکری کبیر مصری بن تاج العارفین حضرت ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ پر لکھا ہوا تعارف و ترجمہ تھا جو میں نے ایک شامی دوست سے مانگا تھا اس شامی دوست نے مجھے لکھا کہ نجم الدین غزی کی کتاب ''الکواکب السائرۃ فی أعیان المائۃ العاشرۃ'' دسویں صدی کے اولیاء کی تاریخ ہے اسے ملاحظہ فرمائیں میں اس کتاب سے اس وقت تک بے خبر تھا بعد میں اس کا مطالعہ کیا اور اپنی اس کتاب میں اس سے بہت کچھ نقل کیا میں مذکورہ بالا شام سے آئے ہوئے تعارف کا مطالعہ کر رہا تھا اور کچھ اشعار کا مطالعہ جاری تھا کہ حضرت نوبانی آئے میں دل میں کتاب پڑھ رہا تھا اور وہ خط جو ڈاک سے ابھی ابھی ملا تھا وہ بھی میرے پاس تھا میں نے بطور مزاح حضرت سے کہا مجھے آپ ارشاد فرمائیں یہ شعر جو اس ورق پر ہے کس کا ہے؟ میں نے شعر کا کوئی لفظ نہ پڑھا آپ نے جواب سے انکار فرمایا میں آپ سے بالکل چمٹ گیا اور بار بار جواب دینے کے لئے کہا آپ نے فرمایا یہ حضرت البکری کا کلام ہے میں نے کہا ان کا شہر کون سا ہے؟ کیونکہ میں سمجھ رہا تھا کہ شاید ان کی مراد مصطفیٰ بکری شامی ہوں کیونکہ شام میں انہی کی شہرت تھی مجھے آپ نے فرمایا ان کا علاقہ مصر ہے میں نے کہا اب میرا صرف یہ سوال ہے کہ آپ ان کا نام بتا دیں آپ نے فرمایا ان کا نام محمد ہے یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ آپ کی کرامت ہے اور آپ بطور کشف اس پر مطلع

(بقیہ گزشتہ) کی برکات سے اس تعویذ کی موجودگی میں اسلحہ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (مترجم)

ہوئے ہیں کیونکہ آپ تو خالص ان پڑھ تھے علم، تاریخ اور اخبار کا آپ کو علم نہ تھا مجھے ایک سچے دوست نے بتایا کہ حضرت لوگوں کے صندوقوں میں پڑے سامان اور دل کے راز بتادیتے جنہیں خدا کے بغیر کوئی نہیں جانتا تھا۔

وظیفہ کی رقم بتادی

میری (نبہانی) موجودگی میں آپ سے ایک آدمی نے آکر دعا طلب کی کہ اسے وظیفہ مل جائے جس سے اس کی گزران ہو سکے کیونکہ وہ بہت مجبور ہے آپ نے فرمایا جلدی تمہیں ماہانہ چھ سو قرش وظیفہ ملنے لگے گا اس نے کہا میرا کنبہ بہت بڑا ہے یہ میرے لئے کافی نہ ہوگا آپ نے فرمایا دوڑ دھوپ کی ضرورت نہیں صرف یہی کچھ ملے گا اس بات کے تین دنوں کے بعد حاکم نے اسے پیغام بھیجا اور گزران کے لئے چھ سو قرش ماہانہ مقرر کر دیا حضرت کے ارشاد سے نہ زائد ہوا اور نہ ہی کم۔

دوائیں اور شفا

مختلف امراض کے لئے آپ کشفی علاج تجویز فرماتے تو ان مرضوں سے شفا ہو جاتی لیکن اگر اسی مرض کا اسی دوائی سے آپ کے بتائے بغیر علاج کیا جاتا تو شفا نہ ہوتی میں نے خود اپنی اولاد اور خاندان کے کچھ مریضوں پر اس بات کا تجربہ کیا تو فائدہ ہوا مگر آپ کے بتائے بغیر اسی مرض کے کسی اور مریض کو دوائی دی تو فائدہ نہ ہوا۔

فرشتے مسخر تھے

حضرت نے خود مجھے بتایا کہ میں پرانے شہر اقصیٰ میں مسجد اقصیٰ کے نیچے کچھ دن خلوت میں بیٹھ کر کچھ اسمائے الٰہیہ کا ورد کرتا رہا پھر وہاں سے فارغ ہو کر جب اپنے شہر میں پہنچا تو خواب میں دیکھا کہ نہر کے کنارے کھلے میدان میں نماز مغرب پڑھ رہا ہوں ایک پرندہ آیا میرے کندھے پر آکر بیٹھا اور اپنی چونچ میرے دائیں کان میں رکھ دی اور کہا سبحان الملک الخلاق (حسن وخوبی سے تخلیق فرمانے والا بادشاہ مولا کریم پاک ہے) تین دفعہ کہہ کر اڑ گیا اس کے بعد جب بھی کوئی شخص مجھ سے غیب کی بات، مریض کی شفا کے لئے علاج یا کوئی حاجت پوچھتا تو وہی پرندہ آتا مگر اس کا وجود نظر نہ آتا اور چونچ کان میں رکھ دیتا اور کہتا یوں کیجئے یعنی وہ ایسا علاج بتا دیتا جس سے متعلقہ مرض کی شفا وابستہ ہوتی یا حادثہ اور اس کے وقوع کا وقت بتا دیتا اگر سوال کسی حادثہ کے متعلق ہوتا۔ اگر کسی حاجت کا سوال ہوتا تو اس کے پورا ہونے یا پورا نہ ہونے کی اطلاع مل جاتی بس جو کچھ وہ بتا دیتا وہی کچھ کر گزرتا میں سمجھ رہا تھا کہ یہ از قسم خادم (موکل) ہے لیکن مجھے اس مخلوق کی اصلیت معلوم نہ تھی۔ یہ صرف ان مقدس اسماء کی برکت تھی جو میں نے اقصائے قدیم میں ایک عرصہ تک خلوت میں پڑھے تھے اگر یہ صحیح ہے تب بھی آپ کے ولایت کے منافی نہیں کیونکہ یہ بھی تو اسمائے اللہ کی کرامت ہے یہ ممکن ہے کہ یہ روحانی فرشتہ ہی ہو اور اللہ نے انہیں آپ کے لئے مسخر کر رکھا ہو پھر وہ عظیم کرامت ہوئی۔

حضرت خضر علیہ السلام نے سلام بھیجا ہے

میرے دوست مسمی محی الدین بن حاج علی حشیشو نے بتایا یہ دوست صیدا کے علماء میں شامل تھے جب میں ازہر شریف

میں تھا تو یہ میرے ساتھ رہتے تھے وہ جھوٹ نہیں بولا کرتے مجھے کافی عرصہ ان سے شرف ملاقات رہا وہ کہتے ہیں حضرت مرشد عارف ربانی شیخ نور الدین یشرطی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت احمد نوبانی رحمۃ اللہ علیہ آئے اور بتانے لگے میں حوران کے علاقے میں تھا کہ مجھے حضرت خضر علیہ السلام ملے اور آپ کے لئے سلام بھیجا ہے میں وہ سلام پہنچانے آیا ہوں۔ محی الدین کہتے ہیں حضرت جناب احمد نوبانی کا بہت اکرام واحترام فرماتے تھے، اب اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا ملنا بذات خود بڑی کرامت ہے کم ہی اولیائے ربانی سے ان کی ملاقات ہوتی ہے گزشتہ سال ۱۳۲۲ھ میں اسی مزارع گاؤں میں قدس شریف کے قریب آپ کا وصال ہوا، اللہ تعالیٰ مجھے اور مسلمانوں کو آپ کی برکات سے نفع دے۔

حضرت احمد بن حسن بن عبد اللہ بن علی عطاس باعلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمارے آقا، استاذ، مرشد، باعث برکت، علامہ وافضل، مرشد کامل مکمل واکمل، علمائے عاملین اور اولیائے عارفین کے فرد وحید اور عترت نبوی سادات آل باعلوی کے رکن رکین ہیں۔ آپ کو یہ سارا خاندان بھی اور سب پہچاننے والے بھی جانتے ہیں، اس خاندان اور ملنے والے لوگوں کے ثقہ، معتبر اور نیک لوگوں نے مجھے (نبہانی) بتایا ہے کہ آپ اپنے دادا کے سب احباب سے بھی اپنے دادا کے بہت پیارے اور اخص ہیں اور اسی طرح سرکار نبی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی اخص ہیں۔ آپ حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل پاک میں خواب اور بیداری میں اکثر رہتے ہیں یہ بذات خود بہت بڑی کرامت ہے جو اللہ کریم اپنے کچھ اولیاء کو عطا فرماتا ہے۔

سند علمی و عملی کی اجازت

اب میں یہاں حضرت صادق ومصدوق کی محبت کی خاطر آپ کی اجازت کا ذکر کروں گا جن کی ولایت عظمیٰ اور کرامت کبریٰ کا سب کو اعتراف ہے آپ کی سب کرامات آپ کے مقام رفیع پر دلیل ہیں۔ ایک کرامت بذات خود وہ بھی ہے جس کا ذکر حضرت نے اس اجازت نامے میں فرمایا ہے کہ آپ گزشتہ بڑے بڑے اولیائے کرام رضی اللہ عنہم سے ملے اور ان سے بلاواسطہ اکتساب فیض کیا۔ میں حضرت کا فقیر وحقیر شاگرد یوسف بن اسماعیل نبہانی ہوں اللہ کریم مجھے آپ کی، آپ کے اسلاف کی، آپ کے مریدوں، شاگردوں اور ساتھی محبوں کی برکات سے نوازے اور نفع بخشے چونکہ یہ اجازت میری تحریر "ھادی المرید إلی طرق الأسانید" کی طباعت واشاعت کے بعد پہنچی تھی پھر یہ اجازت نامہ بیحد مفید تھا اور اسے میری اس کتاب میں ضرور ہونا چاہئے تھا لہٰذا کتاب کی ضخامت کے باوجود ہم نے اسے تبرک ونفع کے لئے یہاں درج کر دیا ہے الحمد للہ! یہ اجازت ہمیں تحریراً مل گئی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم حضرت سے میری ملاقات کرائے اور میں یہ اجازت ان کی زبان اقدس سے بالمشافہ سن لوں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ اجازت اس دور میں بہت بڑی غنیمت ہے اور نفیس گوہر ہے جس کی قیمت نہیں لگائی جا سکتی میرا جو بھی ہم عصر مجھ سے یہ اجازت قبول کرنا چاہے وہ اس کا اہل ہو خواہ کچھ عرصہ بعد ہی ہو جائے تو میری طرف سے اسے اجازت ہے تاکہ اس کا نفع عام ہوتا کہ وہ لوگ آپ کی سند سے متصل ہو جائیں جو بھی اہل ایمان ہوں۔ والحمد للہ رب

العالمین۔ یہ ہے حضرت کے اپنے حروف میں آپ کی اجازت، میں نے اس سے صرف وہی الفاظ حذف کئے ہیں جو محض حسن ظن اور میرے ٹوٹے دل کی تسلی کے لئے حضور نے میرے متعلق تحریر فرما دیئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، سب تعریفیں اس ذات بابرکت اللہ کریم کے لئے ہیں جس نے اہل محبت کے لئے وصال وتعلق کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ان کی روحیں اللہ کریم کے ظل راحت کی وسعتوں میں محو قیلولہ ہیں اگرچہ ان کے جسم دور ہیں اور صلوٰۃ وسلام اس ذات اقدس پر جو پرکار موجودات کے مرکزی نقطہ ہیں اور شراب مشاہدات سے مخمور ہیں، راہ ہدایت کی طرف مائل جانوں کے ہادی ہیں اور مانگنے والے ہاتھوں کو اعلیٰ اور قیمتی عطیات مرحمت فرما کر مستغنی کر دینے والے ہیں صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ، اور وہ لوگ بھی ان صلوات وسلام میں شامل ہیں جو آپ کی آل واصحاب اور سب حالات میں آپ کے متبع ہیں۔ ان میں حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی تک سب لوگ شامل ہیں۔ اللہ نبہانی پر اپنی عطائے جزیل فرماتے ہوئے اس کے دل کے پردے کھول دے اور دنیا وآخرت میں انہیں وہاں تک پہنچائے جو ان کی تمنا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! یہ سلام ان سب پر مشتمل ہو جو آپ سے محض رضائے الٰہی کے لئے محبت کرتے ہیں یہ تحریر ہم احاطہ عمر بن عبدالرحمٰن عطاس سے کر رہے ہیں سبب تحریر یہ ہے کہ آپ سے طلب دعا کا سوال کرتے ہیں، میں آپ سے بھی اور آپ کے ساتھیوں کی بھی عافیت کا طالب ہوں میں اور یہاں کے سب پیر بھائی اور اصحاب معرفت بخیریت ہیں ہم نے پہلے بھی آپ کے خطوط کے جواب میں عدن کے راستے سے خط لکھا ہے، ہم نے اس خط میں آپ کو بتا دیا تھا کہ جو صندوق آپ نے ہماری طرف اس سفر کے دوران میں بھیجا تھا قریباً رمضان شریف کے وسط میں وہ ہمیں ریاض الجنۃ میں مل گیا ہے، ہم نے اسے ایسا ہی پایا جیسا آپ نے ذکر فرمایا اللہ کریم آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور آپ کی طرف سے اسے قبول کرے ہم نے اس صندوق کی کتب جہاں تک ہو سکا ہر طرف تقسیم کر دی ہیں کیا علماء میں، کیا طلبہ میں اور کیا ان لوگوں میں جنہیں خیر کی طلب ہے تقریباً ساٹھ تریم پچاس سیون میں اور دوسرے شہروں میں جتنی مل سکی ہیں بھیج دی ہیں، اس علاقہ کے سادات عالی مقام اور دیگر عظمائے علاقہ سے ہم نے ملاقات کی ہے سب لوگ آپ کے مشکور ہیں اور نیک دعاؤں میں آپ کو یاد کر رہے ہیں آپ کی اکثر کتابیں موجود ہیں اور ان کا مطالعہ جاری رہتا ہے، آپ نے ہم سے جو اجازت کا ارادہ فرمایا ہے تو ہم کچھ حالات آپ کو لکھ دینا چاہتے ہیں آپ کی ذات عالی کو پتہ ہے کہ ہم فقیر وضعیف لوگ ہیں ہمارے پاس تو ایسی کوئی شے نہیں جس کے متعلق آپ خیال فرما رہے ہیں صرف یہی ہے کہ ہم محض اللہ تعالیٰ کے لئے آپ سے محبت کرتے ہیں ہاں بات اتنی ہے کہ ہمارے پاس صرف اسلاف گرامی سے صوری ومعنوی ربط ایک حد تک ہے اللہ کریم کرے یہ ہمارے گمان کے مطابق پختہ ربط وتعلق ہو ہم آپ کی نیک تمناؤں اور دعاؤں کو غنیمت سمجھتے ہیں اور آپ کے حکم کی تعمیل میں لکھتے ہیں، میں نے یوسف بن اسماعیل نبہانی کو سب علوم شرعیہ، تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، علوم آلیہ (بطور آلہ استعمال ہونے والے منطق، بلاغت، ادب وغیرہ) سب اذکار، احزاب اور سلف صالح کی طرف منسوب سب اوراد اور سب علوم روایت ودرایت کی اجازت مطلقہ دی ہے میں نے انہیں سب سلاسل کی بھی اجازت دی ہے جو عظماء کی طرف منسوب ہیں مثلاً علویہ، شاذلیہ، قادریہ وغیرہ جیسا کہ یہ سلسلے بڑی شرح وبسط سے

کتب میں مذکور ہیں۔ خصوصاً حضرت محمد مرتضیٰ کی عظیم کتاب ''أبواب السعادة و سلاسل السيادة'' اس سلسلہ کی عظیم کتاب ہے جس میں سارے سلسلے سندوں سمیت درج ہیں میں اس کتاب کو اجازت عامہ وخاصہ کے ساتھ حضرت سید عیدروس بن عمر حبشی اور دوسرے مشائخ و بزرگوں سے روایت کرتا ہوں ان بزرگوں میں اجل، افضل اور اعلم حضرت سید صالح بن عبداللہ عطاس، حضرت سید ابوبکر بن عبداللہ عطاس بھی ہیں جنہوں نے یہ سب کچھ حضرت سید عالم، عامل و کامل عبدالرحمٰن بن سلیمان سے حاصل فرمایا اور ان کا سلسلہ سید محمد مرتضیٰ سے ان کا سید عبدالرحمٰن بن مصطفیٰ عیدروس سے حاصل کیا انہوں نے خود اس کی وضاحت ''النفس اليماني في اجازة بني شوكاني'' میں کی ہے یہ بھی جلیل القدر عظیم المرتبت کتاب ہے جس میں حضرت نے اپنے مشائخ اپنے والد اور اپنے دادا جان کے مشائخ کا ذکر کیا ہے یہ کتاب میرے پاس ہے میں نے اس کے سب مضامین سمیت آپ کو اجازت دی ہے اس میں بہت سے سلاسل ملے ہوئے ہیں میں نے آپ کو حضرت سید عیدروس بن عمر حبشی کی تحریروں کی بھی جازت دی ہے انہوں نے جو سلاسل لکھے ہیں ان سب کی بھی آپ کو اجازت ہے مجھے انہوں نے خود زبانی اور تحریری اجازت مرحمت فرمائی تھی جو میرے پاس موجود ہے اور یہ سب کچھ مصر سے چھپ بھی چکا ہے حضرت عیدروس کی کتاب سب کے لئے عام ہے ہم نے اس کے مولف کے سامنے اس کا بہت سا حصہ سنا ہے، ہم نے آپ کو ''الثبت الكبير'' کی بھی اجازت دی ہے جیسا کہ ہم اپنے شیخ سید احمد بن زینی دحلان سے اسے روایت کرتے ہیں۔ وہ شیخ عثمان بن محمد دمیاطی سے اور وہ حضرت شیخ امیر کبیر سے اسے روایت فرماتے ہیں۔ میں آپ کو سب طرق خاصہ و عامہ کی اجازت دیتا ہوں جن کی اجازت دینا میرے لئے صحیح ہے میں نے یہ باتیں بہت سے مشائخ سے بیداری اور خواب میں حرمین کریمین، مصر اور حضرموت وغیرہ سے حاصل کی ہے میں بہت سے جلیل القدر مشائخ سے ملا اور بلا واسطہ ان سے اخذ کیا کچھ نام یہ ہیں: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، عظیم المرتبت فقیہ محمد بن علی حسینی، حضرت شیخ غزالی، شیخ احمد بن حجر اور حضرت ابن العربی (رضی اللہ عنہم) بہت سے اور ہیں جن کی تعداد طویل اور ذکر لمبا ہے اللہ کریم نے اگر مقدر فرمایا اور زمانے نے حالات سنائے تو کچھ کا ذکر ہم آپ کے سامنے کر دیں گے اب جب کہ ہم خط لکھ رہے ہیں مکان لوگوں سے بھرا ہوا ہے اللہ کریم سب کی عاقبت خیریت سے کرے۔ ہم نے آپ کی حاجت وضرورت کا ذکر بہت سے اصحاب توجہ سے کیا ہے اور ان کے لئے آپ سے دعا طلب کی ہے آخر میں ہماری طرف سے آپ کو آپ کی اولاد اور جن لوگوں کو جس انداز سے آپ چاہیں ہماری طرف سے ہماری اولاد اور حاضرین کی طرف سے سلام مسنون۔ ان صفحات کا کاتب ہمارا محب محمد بن عوص بن محمد بافضل بھی آپ کو سلام پیش کر رہا ہے میں اس کے لئے اور باقی سب مدد طلب کرنے والوں کے لئے آپ سے طالب دعا ہوں۔ اپنے مولا کریم سے عفو کا طالب تمہارا دعا گو احمد بن حسن بن عبداللہ بن علی عطاس علوی''۔

حضرت نے یہ گرامی نامہ نصف رجب ۱۳۲۱ھ کے قریب لکھایا حضرت نے یہ فرمان نامہ اپنے کاتب کو املا کرایا کیونکہ حضرت کی ظاہری نظر بہت کمزور تھی اور اللہ کریم صاحب حمد و احسان نے آپ کو قوت بصیرت بدلے میں عطا فرما دی تھی آپ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملتے اور ولایت میں یہ بڑا اعزاز اور عالی درجہ ہے افراد زماں کو ہی حاصل ہوتا

ہے جو ولایت وعرفان میں عظیم مرتبے والے ہوتے ہیں، مجھے حضرت کی طرف سے اس سے پہلے بھی خط ملا تھا یہ پہلا فرمان نامہ تھا جو از راہ لطف وکرم آپ نے لکھا تھا اور اسی کے سبب سے میرا دل آپ کی محبت میں مبتلا ہوا۔ یہ خط پا کر مجھے بے حد خوشی ہوئی تھی مجھے نہیں یاد کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد کسی خط سے مجھے اتنی خوشی ہوئی ہو۔ ہاں یہ اجازت والا بعد کا ایسا فرمان نامہ تھا جس سے ویسی ہی خوشی ہوئی میں نے اس پہلے خط کو یکے بعد دیگر کئی دفعہ پڑھا ہر دفعہ مجھے نیا لطف، انس اور خوشی حاصل ہوئی ابھی تک مجھے آپ کے حالات کا علم نہ تھا صرف یہ پہلا فرمان نامہ پڑھ کر میں آپ کی ولایت پر اعتقاد کر بیٹھا اور سمجھا کہ اس کے پڑھنے سے مجھے جو انس وسرور ملا ہے وہ آپ کی کرامت ہے میں نے اپنی کتاب ''أسباب التالیف من العاجز الضعیف'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے اللہ کریم آپ سے راضی ہو مجھے اور مسلمانوں کو آپ کی اور آپ کے پاکیزہ اسلاف کی برکات سے نوازے۔

حضرت اخلاص خلوتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف ربانی ولی تھے دمشق میں آ کر ٹھہرے ہوئے تھے حضرت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ قایا رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت پائی تھی، سلسلۂ ولایت میں بہت کوشش کرتے رہے جب حضرت قایا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو مریدوں کی گردنیں حصول خلافت کے لئے اٹھیں مگر حضرت نے اپنے بعد بقول ابوالوفاء عرضی آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا عرضی لکھتے ہیں کہ حضرت قایا رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ذکر کے اعلانچی شیخ عبدالعزیز بن الطرش رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سنایا کہ حضرت کے ساتھ ہم بیرہ الفرات کے ایک حصے میں تھے میرے ساتھ الحاج حسین نامی ایک شخص تھا میں اسے ساتھ لے کر غسل کے لئے وہاں ایک پانی پر گئے وہ نہر میں اترا وہ بہت گہری تھی اور وہ تیرنا نہیں جانتا تھا وہ ڈوبنے لگا پانی سے سر نکال کر چیخا کہ میں مر رہا ہوں وہ دوبارہ ڈوب کر ابھرا تو بولنے کی سکت نہ تھی میں خود تیرنا نہیں جانتا تھا میرے ساتھ اور کوئی نہ تھا اس کے کپڑے چونکہ میرے پاس پڑے تھے اور مجھ پر حکام کو شبہ ہو سکتا تھا لہٰذا میں ڈر کر بھاگ کھڑا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا الحاج حسین کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا حضور! مجھے پتہ نہیں ہے آپ نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا فرمایا وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا بخدا حضور! مجھے پتہ نہیں ہے آپ نے فرمایا او پاگل! وہ مرشد جو اپنے مریدوں کی حفاظت نہیں کر سکتا مرشد نہیں ہوتا۔ کافی وقت گزرا تو کیا دیکھتے ہیں کہ الحاج حسین کو اٹھا کر لایا جا رہا ہے پانی پیٹ میں بھرنے سے پھولا ہوا ہے مگر اس میں روح ہے۔ لوگوں نے اسے لٹکا دیا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اس کے منہ سے پانی نکل رہا تھا پانی نکل گیا تو وہ ٹھیک ہو گیا میں نے اس سے حالات پوچھے وہ بولا مجھے تو موت کا یقین ہو چکا تھا میں نے محسوس کیا کہ ایک ہاتھ مجھے ساحل کی طرف دھکیل رہا ہے پھر میں ساحل پر لگ گیا، حضرت کا وصال ۱۰۷۴ھ میں اکہتر سال کی عمر میں ہوا۔ (محبی)

حضرت ادفوی کا ذکر ہم پیچھے محمد بن محمد کے نام سے کر چکے ہیں۔

حضرت اسحاق بن محمد ابو یعقوب نہر جوری رحمۃ اللہ علیہ

صوفی ہیں آپ علی الاطلاق اپنے عصر کے امام اور اپنے وقت کے بالاتفاق قائد تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عصروں سے فیض پایا ابو عثمان مغربی کہتے ہیں میں نے ان سے زیادہ نورانی انسان نہیں دیکھا۔

حجام کی پریشانی

آپ پر نزعی کیفیت طاری تھی کہ حجام آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا مجھے کہہ رہے ہو؟ مجھے اس ذات پاک کی قسم جسے کبھی موت نہیں آئے گی میں تو اس کے سامنے موجود ہوں صرف حجاب عزت ہی میرے اور ان کے درمیان حائل ہے بس اسی وقت وصال ہو گیا اب وہ حجام اپنی ڈاڑھی پکڑتا اور کہتا آہ! مجھ جیسا حجام اولیاء کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنے لگ گیا تھا کیا ایسا بھی ہوتا ہے؟ آہ! میں کتنا شرمندہ ہوں جب یاد کرتا ہوں تو روتا ہوں بقول مناوی وصال ۳۳۰ھ میں ہوا۔

حضرت ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی رحمۃ اللہ علیہ

ایک لڑکی کی دعا

آپ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے قرشی فرماتے ہیں آپ ابتدائی عمر میں لوہار تھے ایک غریب عورت آپ کے پاس سے گزری اور کہنے لگی میری بیٹیاں ہیں ان کا باپ گھر میں نہیں ہے اور تین دنوں سے وہ بھوکی بیٹھی ہیں کوئی چیز نہیں کھائی یہ مکان چھوڑ کر اٹھے اس کے ساتھ گئے بہت سا کھانا خرید کر اس کے ساتھ اس کے گھر گئے تین لڑکیاں سامنے آئیں ایک بولی اللہ آپ کو دنیا و آخرت کی آگ سے بچائے اس کے بعد آپ آگ میں ہاتھ ڈالتے تو آگ کا اثر نہ ہوتا، بقول سخاوی ۲۶۴ھ میں وصال ہوا۔

مناوی کہتے ہیں آپ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے عظیم المرتبت صحابی ہیں آپ اجتہاد کے مقام پر فائز تھے اور ساتھ ہی ساتھ عارف، زاہد اور صوفی تھے پوری رات جاگنا آپ کا شعار تھا، آپ آگ میں ہاتھ ڈال دیتے تو آپ کو کوئی ضرر اور دکھ نہ پہنچتا جب آپ کو قبر کی طرف اٹھا کر لے جا رہے تھے تو آپ کی لاش پر پرندے پر ہلاتے گئے حتیٰ کہ قبر تک پہنچ گئے آپ مشہور کتاب ''مختصر المزنی'' کے مصنف ہیں اس میں آپ نے حضرت امام شافعی کی نصوص جمع کر دی ہیں۔ وصال مصر میں ہوا اور اپنے امام شافعی کے مزار کے قریب مدفون ہوئے، بقول مصنف ''کشف الظنون'' آپ نے مذہب شافعی کے مطابق کتب لکھیں۔

حضرت اسماعیل بن یوسف دیلمی رضی اللہ عنہ

آپ اللہ کریم کے بڑے بندوں، چوٹی کے زاہدوں اور ایسے عارفوں میں شامل تھے جو علم و عمل کے جامع ہوتے ہیں مجھے کسی میٹھی چیز کی خواہش تھی میں مسجد کی طرف سے رات کو نکلا تا کہ پیشاب بھی کر لوں کیا دیکھتا ہوں کہ راستے کے دونوں طرف مٹھائی سے بھرے دو تھیلے موجود ہیں۔ مجھے پکار کر کہا ہے اے اسماعیل! یہ ہے وہ جس کی تمہیں خواہش ہے لیکن اگر اسے

چھوڑ دو تو تمہارے لئے بہتر ہے میں نے پھر اسے نہیں کھایا۔ (مناوی)

حضرت اسماعیل بن یوسف انبابی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف کبیر اور ولی شہیر ہیں آپ کے ہاتھ پر خوارق و کرامات کا ظہور ہوا، جانور اور پرندے آپ سے باتیں کرتے تھے۔ آپ لوح محفوظ پر نظر رکھتے اور جو کہتے وہ سب کچھ سچ ہوتا مالکی علماء میں سے ایک شخص آپ کے خلاف ہو گیا اس نے آپ کو سزا دینے کا فتویٰ دے دیا۔ آپ کو اس بات کا پتہ چلا تو فرمایا میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے کہ وہ سمندر میں غرق ہو گا پھر مصر کے بادشاہ نے انہیں یورپ کے بادشاہ کے کہنے پر وہاں بھیجا تا کہ وہ ان سے مناظرہ کر کے اسلام کی حقانیت ثابت کر سکیں۔ یورپ کے شاہ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مناظرے میں عیسائی راہبوں کو شکست دے دیں گے تو ہم لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ اب مصر میں سب سے بڑے مناظر یہی مالکی صاحب تھے انہیں بھیجا گیا مگر وہ غرق ہو گئے (حضرت کو کشف کے ذریعے ان کی ہلاکت کا پہلے ہی علم ہو چکا تھا اور معلوم ہو چکا تھا کہ عیسائی پادری ایمان نہیں لائیں گے۔ مترجم) حضرت اسماعیل وفات کے بعد ملک مصر کے علاقہ جیزہ میں اپنے شہر انبابہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر وہاں زیارت گاہ عوام ہے، بقول مناوی آپ کے والد یوسف حضرت سیدی احمد بدوی کی جماعت کے ارکان اعلیٰ میں شامل تھے۔

حضرت ابوالفدا اسماعیل بن عبدالملک بن مسعود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق سے یمن آئے اور شہر عدن کو اپنا وطن بنایا وہاں کے لوگوں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا آپ بابرکت فقیہ تھے جن کا علم وصلاح میں شہرہ تھا۔

آپ کی ایک کرامت جندی نے آپ کی مسجد کے امام قاری یوسف صدائی سے یوں نقل کی ہے وہ کہتے ہیں ایک دن حضرت نے مجھے فرمایا کیا میں آپ کو ایک اللہ کریم کی ایسی آیت دکھادوں جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، آپ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا نگاہ آسمان کی طرف اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ آیت الکرسی نور سے لکھی ہوئی ہے اور اس کی تابانی سے آنکھیں چندھیا رہی ہیں تحریر کا آغاز مشرق سے ہوا ہے اور اختتام مغرب میں ہوا ہے مشہور تھا کہ حضرت کی جناب خضر علیہ السلام سے محفل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی حکایات مشہور ہیں، شرجی فرماتے ہیں آپ کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

حضرت اسماعیل بن محمد حضرمی ابوالعباس یمنی قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام کبیر اور قطب شہیر ہیں آپ دونوں گروہوں (علماء وصلحاء) کے رہبر اور دونوں سلسلوں (ظاہر و باطن) کے رہنما ہیں، آپ نہ صرف مسلمانوں کے امام بلکہ ولایت کے عظماء کے سرکردہ تھے آپ کے والد ماجد مصر سے یمن تشریف لائے اور وہیں متوطن ہو گئے شہر مجم کے قریب گاؤں ضحیٰ میں قیام تھا آپ کے والد بھی بہت بڑے ولی تھے یہ سیف بن ذی یزن حمیری کی اولاد سے ہیں۔

جاؤ علم نحو پڑھو

لوگوں میں آپ کی خارق عادت کرامات کا بہت شہرہ تھا بہت بڑے ولی فقیہ محمد بن معطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے گاؤں رقبہ میں تھا کہ خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے جاؤ فقیہ اسماعیل حضرمی کے پاس پہنچو اور علم نحو پڑھو میں جاگا تو بہت حیران ہوا کیونکہ مشہور یہ تھا کہ جناب اسماعیل نحو میں کوئی خاص مقام نہیں رکھتے میں نے جی میں سوچا یہ کوئی اشارہ ہے لہٰذا ضرور جانا چاہئے میں حضرت فقیہ اسماعیل کے شہر میں پہنچا جب میں وہاں پہنچا تو آپ کے پاس ایک جماعت علم فقہ پڑھ رہی تھی حضرت نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا فقیہ صاحب! میں نے آپ کو سب نحو کی کتابوں کی اجازت دے دی ہے۔ میں نے آپ کی اجازت قبول کر لی کیونکہ اس کا تعلق کشف سے تھا میں اپنے شہر واپس آ گیا میں جب بھی نحو کی کتاب کا مطالعہ کرتا اس کا مضمون سمجھ جاتا تھا میرے ساتھ جو نحو کا تکرار کرتا وہ سمجھتا میں نے اس فن کی بہت سی کتب پڑھ لی ہیں۔

اے سورج! تھم جا

آپ ایک دن شہر زبید کی طرف جا رہے تھے سورج غروب ہونے کے قریب جا پہنچا آپ ابھی شہر سے دور تھے ڈر یہ تھا کہ کہیں جانے سے پہلے شہر کی فصیل کے دروازے بند نہ ہو جائیں۔ آپ نے سورج کی طرف اشارہ فرمایا کہ رک جا جب تک آپ اپنے مقام تک نہیں پہنچے سورج رکا رہا۔ امام شرجی کہتے ہیں یہ کرامت لوگوں میں مشہور ہے میں نے آپ کی اولاد کے ایک صاحب کے خط میں دیکھا کہ انہوں نے لکھا میں ہوں سورج ٹھہرا دینے والے کا بیٹا۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب علم نے مجھے امام محب الدین طبری کے حوالے سے بتایا وہ کہتے ہیں میں فقیہ اسماعیل حضرمی کے ساتھ تھا اور شہر زبید کے قبرستان کا واقعہ ہے آپ نے فرمایا اے محب الدین! کیا آپ کو مردوں کے بولنے پر یقین ہے؟ میں نے کہ جی ہاں، فرمانے لگے تو مجھے اس قبر والا شخص کہہ رہا ہے کہ میں جنت کے عام (گرے پڑے) لوگوں میں سے ہوں، حضرت!

حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں

آپ ایک دفعہ زبید شہر کے قبرستان سے گزر رہے تھے تو شدت سے رو پڑے پھر ہنس دیئے ایک صاحب نے وجہ پوچھی، تو فرمایا میرے سامنے کی اس قبر والی خاتون بولی، حضرت! میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ میں نے کہا تو کیا ہے؟ وہ بولی میں فلاں مغنیہ (گانے والی) ہوں میں ہنس پڑا اور بولا تم بھی ان کے ساتھ ہو پھر اس قبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو پتہ چلا واقعی اسی مغنیہ کی ہے۔

ملک مظفر اپنے غلاموں کو وصیت کرتے تھے کہ حضرت یونہی آئیں تو مجھے بتایا جائے کیونکہ حضرت کے پاس بغیر اجازت تشریف لے جایا کرتے تھے شاہ کو خوف تھا کہ حضرت اگر اچانک آ گئے تو میرے پاس کوئی ایسی بات نہ پالیں جو آپ کو نا گوار ہو کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ آپ اچانک شاہ کے پاس پہنچ جاتے اور کسی حاجب دربان کو پتہ نہ چلتا۔

قدم چومنے والا جنتی ہے

لوگوں میں مشہور تھا کہ جو حضرت کے پاؤں چومتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ فقیہ ابراہیم علوی نے فقیہ احمد بن ابوالخیر سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد (ابوالخیر) نے حضرت فقیہ اسماعیل سے اس بارے میں پوچھا آپ نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ضحیٰ گاؤں میں ایک نیک آدمی آیا جب ہم نے جمعہ پڑھ لیا تو آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو! میں نے سرکار نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے اور یہ فرماتے سنا ہے جو شخص فقیہ اسماعیل کے قدم چومے گا جنت میں جائے گا۔ حضرت فقیہ احمد بن ابوالخیر نے بتایا کہ یہ خواب سنانے والا شخص اہل حصیٰ کا باسی ابن الزغب نامی تھا یہ بنوزغب صاحب ولایت و صلاح لوگ ہیں، حضرت فقیہ احمد بن سلیمان حکمی مفتی زبید کہتے ہیں مجھے حضرت اسماعیل فقیہ کے قدم چومنے والے واقعہ کا علم ہوا تو میرے جی نے اس بات کو کرنا چاہا پھر میں اتفاقاً زبید شہر گیا تو آپ سے ملاقات اور سلام کی نیت سے حاضر دی جونہی میں داخل ہوا فرمانے لگے مرحبا! تم میرے قدم چومنے آئے ہو پھر آپ نے قدم بڑھائے اور میں نے چوم لئے۔

فقیہ احمد بن ابوالخیر کہتے ہیں حضرت اسماعیل فقیہ کئی دفعہ اپنے دوستوں سے مزاح فرماتے تھے میں نے جی میں سوچا کیا نیک لوگ بھی اس طرح کرتے ہیں؟ آپ نے مغرب وعشاء کے درمیان مجھے اپنے گھر طلب فرمایا اور کہا احمد! لوگوں کا خیال ہے کہ نیک لوگ جب لڑکوں کے ساتھ باتیں کرتے اور مزاح کرتے ہیں تو وہ ان سے مانوس ہو جاتے ہیں، ایسی بات نہیں ہے ان کے دل اللہ کریم سے لگے ہوتے ہیں۔ (زبیدی)

سورج رکنے کی تاویل

مناوی کہتے ہیں علامہ سبکی نے آپ کے لئے سورج کے رک جانے کا ذکر ایک اور انداز سے کیا ہے۔ سبکی کہتے ہیں آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ آپ نے سفر میں اپنے خادم سے کہا تو سورج کو حکم دے دے کہ وہ رک جائے تاکہ ہم منزل پر پہنچ جائیں کیونکہ آپ منزل سے دور تھے سورج غروب ہونے کے قریب تھا، خادم نے سورج کو خطاب کرتے ہوئے کہا حضرت فقیہ اسماعیل تجھے ٹھہر جانے کا حکم دے رہے ہیں یہ سن کر سورج رک گیا اور حضرت اپنی منزل پر پہنچ گئے وہاں پہنچ کر آپ نے خادم کو کہا تم نے اس قیدی (سورج) کو ابھی نہیں چھوڑا، خادم نے اب سورج کو ڈوبنے کا حکم دیا تو وہ غروب ہو گیا اور فوراً رات ہو گئی (کتاب کا جامع فقیر یوسف نبہانی کہتا ہے) یہ باتیں اللہ کریم کی قدرت سے دور نہیں ہیں سورج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی یوشع علیہ السلام کے لئے پلٹ آیا تھا، چونکہ اولیائے کرام کی کرامات از قسم معجزات انبیاء ہیں بلکہ دراصل یہ نبیوں کے معجزے ہی ہیں کیونکہ یہ کرامات ان کے دین کے صحیح ہونے کی دلیلیں ہیں اور فاعل (کام کرنے والا) دونوں جگہوں (نبی وولی) میں ایک اللہ کریم ہی ہے (لہٰذا معجزہ کی طرح کرامت بھی حق ہے) ایسی کرامت میں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ کریم نے بطور کرامت اس ولی کے لئے ایک سورج پیدا فرما دیا اور ولی اس کی روشنی میں اپنے مقام پر پہنچ گیا پھر سورج غروب ہو گیا اور اصل سورج اپنے انداز سے چلتا رہا اسی لئے مندرجہ بالا عبارت میں حضرت اسماعیل کے شاگرد نے کہا کہ اسی وقت رات ہو گئی۔ واللہ اعلم

حضرت اسماعیل فرماتے ہیں میں حضور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال جہاں آراء سے لطف اندوز ہوا تو میں نے عرض کیا

حضور! علیک الصلوٰۃ والسلام وہ لوگ کون ہیں جن پر نہ خوف ہے نہ حزن؟ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا وہ علم دین پڑھنے والے ہیں، میں نے دوسری بار پھر زیارت پائی تو درخواست پیش کی کہ علم دین پڑھنے والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا علم پڑھنے والے ہیں میں نے عرض کیا تو قرآن پڑھنے والے کون ہیں؟ فرمایا وہ تو اولیائے ربانی ہیں آپ کا وصال ۷۶۷ھ میں ہوا۔

حضرت مجد الدین اسماعیل بن محمد بن خداداد رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد، قاضی، امام، قطب الاولیاء، فرید زمانہ، صاحب کرامات ظاہرہ ہیں خداداد کا معنی ہے عطیہ خداوندی

رافضی فقیہ کی منطق اور اس کا عملی توڑ

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ شاہ عراق محمد خدا بندہ جب کافر تھا تو اسے ایک امامیہ رافضی فقیہ جمال الدین بن مطہر نامی ملا جب سلطان اسلام لایا اور اس کی قوم تاتار بھی دامن اسلام میں داخل ہوئی تو اس نے اس امامیہ فقیہ کی بہت عزت وتوقیر کی فقیہ صاحب نے شاہ کے سامنے رافضی نظریہ خوب چمکا کر بیان کیا دوسرے نظریات پر اس کی عظمت ثابت کی صحابہ کرام اور مسئلہ خلافت اپنے انداز سے بتایا اسے سمجھایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف وزیر تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں لہٰذا انہی کو وراثت خلافت ملتی ہے اس نے اسے مثال یوں دی کہ جو ملک آپ کے پاس ہے یہ آپ کو اپنے باپ دادا اور اقارب سے وراثت میں ملا ہے چونکہ یہ بات اس کے نزدیک معلوم ومعروف تھی اور وہ ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور دین کے قواعد سے ناواقف تھا لہٰذا اس نے حکم دے دیا کہ لوگ رافضی ہو جائیں عراق عرب وعجم، فارس، آذربائیجان، اصفہان، کرمان اور خراسان میں اس نے فرامین لکھے اور شہروں میں ایلچی دوڑا دیئے سب سے پہلے یہ حکم نامہ بغداد، شیراز اور اصفہان میں پہنچا بغدادیوں میں سے باب ارج کے اندر رہنے والے امام عالی مقام حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پیروکار اہل سنت جماعت نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا وہ کہنے لگے اس سلسلہ میں نہ ہم حاکم کی بات سنتے ہیں اور نہ مانتے ہیں وہ جمعہ کے دن جس جامع مسجد میں بادشاہ کا ایلچی تھا، ہتھیار لگا کر آئے جب خطیب خطبہ کے لئے اٹھا تو بارہ ہزار مسلح آدمی اٹھ کھڑے ہوئے یہی لوگ بغداد کے محافظ اور اس کے معاملات میں معتبر تھے سب نے قسم دے کر خطیب سے کہا کہ اگر مروج خطبے کو اس نے تبدیل کیا اور کمی وبیشی کی تو وہ اس سے بھی اور شاہی قاصد سے بھی جنگ کریں گے اور پھر جو اللہ کریم کریں گے اسی کو تسلیم کر لیں گے، بادشاہ نے یہ حکم دیا تھا کہ خلفائے راشدین اور باقی صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے نام خطبے سے حذف کر دیئے جائیں، صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے تابع فرمان لوگوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ وغیرہ کے نام مذکور ہوں۔ خطیب کو موت کا ڈر تھا لہٰذا اس نے مروجہ خطبہ ہی پڑھا، شیرازیوں اور اصفہانیوں نے بھی بغدادیوں کی ہی نقل اتاری قاصد بادشاہ کے پاس واپس آئے اور سب واقعات آ کر اسے بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ تینوں شہروں کے قاضی (جج) طلب کئے جائیں سب سے پہلے حضرت مجد الدین قاضی شیراز لائے گئے بادشاہ ان دنوں قراباغ کے مقام پر ٹھہرا ہوا تھا یہ گرمیاں گزارنے کے لئے ٹھنڈا مقام تھا جب قاضی صاحب وہاں پہنچے تو شاہ نے حکم دیا انہیں کتوں کے سامنے ڈال دیا جائے اس نے سنگل ڈال کر بڑے بڑے کتے انسانوں کو مار کر کھانے کے لئے باندھ رکھے تھے جب کوئی ا۔ا آدمی

آتا جسے کتوں کے سامنے ڈالنا مقصود ہوتا تو اسے کھلے میدان میں بیڑیوں کے بغیر چھوڑ دیا جاتا پھر وہ کتے اس پر چھوڑ دیئے جاتے وہ قسمت کا مارا ان کے آگے بھاگتا مگر کہاں جاتا کتے اسے پکڑتے چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا جاتے جب حضرت قاضی مجد الدین پر اسی طرح کتے چھوڑے گئے اور وہ ان کے قریب پہنچے تو آپ سے مانوس ہو گئے دمیں ہلانے لگ گئے اور حضرت پر حملہ نہ کیا یہ بات شاہ کو معلوم ہوئی تو ننگے پاؤں گھر سے نکلا اور حضرت کے پاؤں پر گرا چومنے لگ گیا آپ کا ہاتھ تھام لیا اور اپنے کپڑے سب کے سب حضرت کے اوپر ڈال دیئے۔ یہ عمل ان لوگوں کے نزدیک بادشاہ کی طرف سے کسی کی انتہائی تعظیم پر مبنی ہوتا تھا۔ اس طرح شاہ جس پر کپڑے ڈال دیتا تھا وہ اس کے لئے اس کے بچوں اور اخلاف کے لئے ایک اعزاز ہوتا وہ یکے بعد دیگرے جب تک ان کپڑوں کا کوئی حصہ بھی باقی رہتا شاہ اور اس کے خاندان سے وراثت پاتے رہتے ان سب کپڑوں میں عظمت شلوار کو حاصل ہوتی تھی جب شاہ حضرت کو کپڑے پہنا چکا تو ان کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گیا۔ اپنی خواتین کو آپ کی تعظیم کا حکم دیا اور کہا ان کی ذات سے فائدہ حاصل کریں، شاہ نے رافضی مذہب چھوڑ دیا اور سب شہروں میں حکم نامے بھیجے کہ حسب دستور لوگ اہل سنت و جماعت ہی رہیں، حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں بہت عمدہ تحفے بھیجے اور عزت و احترام سے اپنے شہر واپس بھیجا دیگر عطیات کے ساتھ جمکان کے علاقے کے ایک سو گاؤں بھی آپ کی نذر کئے ابن بطوطہ مزید لکھتے ہیں مجھے کئی دفعہ حضرت قاضی مجد الدین کی زیارت نصیب ہوئی میں آخری ماہ ربیع الثانی ۷۴۸ھ میں انہیں ملا آپ کے انوار و برکات سے متمتع ہوا اللہ ان جیسی ہستیوں سے مستفید فرمائے۔

حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن عمر ناشری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو علم و عمل اور تنہائی پسندی میں بڑا استقلال حاصل تھا اپنے والد ماجد کی طرح دنیا داروں اور حکام وغیرہ سے الگ رہتے تھے، ایک عرصہ آپ جج رہ چکے تھے اس دوران دو آدمیوں کا ایک گائے کی ملکیت میں جھگڑا آپ کے سامنے آیا کہا جاتا ہے کہ گائے نے بول کر آپ کو بتایا میں فلاں کی ملکیت ہوں مگر دوسرے شخص نے ثابت کر دیا کہ گائے اس کی ہے۔ ظاہر شرع کے مطابق آپ نے اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا اور اصل مالک کو اپنے پاس سے قیمت ادا کر دی خود معزول ہو گئے اور عبادت کا راستہ اپنا لیا۔ بقول شرجی آپ کا وصال ۷۸۴ھ میں ہوا۔

حضرت اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالصمد جبرتی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف کبیر، شیخ الشیوخ، صاحب احوال صادقہ اور کرامات خارقہ ہیں ایک شخص نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اس کے پاس ایک درہم تھا وہ سوچ رہا تھا کہ کیا درہم اس کی اولاد کے لئے کافی ہوگا یا نہیں؟ وہ سورۂ فاتحہ بھی اس کشمکش میں ایک رکعت میں پڑھنا بھول گیا جب آپ فارغ ہوئے تو اسے فرمایا نماز دہرا لیجئے درہم کے فکر میں تم نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔

اسم اعظم

حقائق میں آپ کے بلند مقام ارشادات ہیں آپ کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سے اسم اعظم کے متعلق پوچھا گیا

تو آپ نے جواب دیا بحیثیت اسم اعظم وہ ہے جسے سب اسماء پر عظمت وشکوہ حاصل ہو مگر بحیثیت عوام الناس کے وہ اسم اعظم ہے جس سے اسے کامرانی وفتوح حاصل ہو اسم اعظم کا مطلب وہ اسم نہیں جس سے دعا قبول ہو کچھ حضرات کا خیال ہے جس اسم سے دل رب کریم کی طرف لگ جائے وہی اسم اعظم ہے۔ (مناوی)

صاحب وقت کی عظمتیں اور دستگیریاں

علامہ شرجی کہتے ہیں شیخ اسماعیل جبرتی یمنی عارف اولیائے کے امام اور عامل علماء کے بزرگ ہیں وہ ''الانسان الکامل'' کے مصنف حضرت عبدالکریم جبلی کے مرشد ہیں ایک یمنی نیک فاضل شخص نے بتایا کہ میں ابین کے علاقہ میں ایک سفید ٹیلے پر اللہ کریم کے ایک مقرب بندے سے ملا اس نے بطور مکاشفہ بہت سی چیزیں مجھے بتائیں میں نے اس سے پوچھا کہ اب صاحب وقت کون ہے؟ اس نے جواب دیا اب صاحب وقت حضرت شیخ اسماعیل جبرتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ایک دفعہ محفل سماع میں گئے دوران سماع آپ نے زور زور سے کئی آواز دیئے اور دیگ کے اندر چل کر فرمانے لگے، پتھروں کے ڈھیر کی طرف، پتھروں کے ڈھیر کی طرف! پھر کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے یوں حرکات فرمانے لگے گویا کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ کافی دیر اسی طرح کھڑے رہے پھر محفل سماع میں آ گئے چند راتیں گزریں تو شیخ یعقوب مخائی سفر سے واپس آئے اور بتایا کہ ایک رات شدید جھکڑ تھا سمندر بپھر گیا اور ہلاکت سامنے نظر آنے لگی میں نے کہا اے شیخ اسماعیل! اب تو تباہی ہے اے اہل یٰس! مدد کا وقت ہے اللہ کی قسم! میں نے پھر حضرت کو اپنی آنکھ سے دیکھا آپ یوں پانی پر آئے جیسے تیرنے والا پرندہ آتا ہے انہوں نے چپو ہاتھ میں پکڑ لیا اور طوفان بند ہو گیا اور اللہ کریم نے ہمیں حضرت کی برکت سے بچا لیا، حضرت یعقوب مذکور بہت سفر فرمایا کرتے تھے حضرت اسماعیل کے سامنے انہوں نے سمندر کی اکثر مشکلات کا ذکر کیا آپ نے فرمایا جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کہا کرو اے اہل یٰس! جب مندرجہ بالا طوفان آیا تو یہی ورد آپ نے کیا اور کامیابی ہوئی۔

حسن سوجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سلطان سعد الدین اور مسلمانوں کے حکم کے تحت مجھے ارض حبشہ پر بڑی توجہ تھی مجھے خبر ملی کہ کافروں نے وہاں مسلمانوں پر غلبہ پا لیا ہے اور کچھ کو قتل کر دیا ہے مجھے بہت قلق ہوا میں ان کے لئے حضرت اسماعیل سے ہر وقت سفارش کرتا رہتا اور چمٹا رہتا۔ میں ایک رات حضرت کے ساتھ محفل سماع میں حاضر ہوا مجھے مسلمانوں اور ان کی مشکلات کا شدید خیال تھا یہ کھٹکا گزر رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا دوستی نے فائدہ دیا ساتھ رہنے نے فائدہ دیا۔ محفل سماع ختم ہوئی تو میں گھر جا کر صبح کا انتظار کرنے لگا میں بیٹھ کر سورۂ یٰس پڑھنے لگا تو مجھے اونگھ آ گئی میں نے دیکھا حضرت نے کافروں پر حملہ کر کے ان کا سب اسلحہ چھین کر توڑ دیا ہے اور ان کے پاس کوئی چیز نہیں رہ گئی ہے میں یہ دیکھ کر بیدار ہوا۔ صبح کی نماز پڑھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سلام عرض کیا تو فرمایا تم نے کیا دیکھا؟ میں نے ساری بات بتائی چند دن گزرے تو پتہ چلا سلطان سعد الدین اور ان کے ساتھی مسلمان کافروں پر غالب آ گئے ہیں انہیں قتل کر دیا ہے اور مختلف ٹھہروں میں تتر بتر کر دیا ہے۔ والحمدللہ

دردوں کی بھرمار

مکہ مکرمہ کے فقیہ عبدالرحیم امیوطی کہتے ہیں مجھے آپ پر اعتقاد نہ تھا آپ کے مرتبے کے خلاف باتیں کرتا رہتا تھا ایک رات خواب اور بیداری کی درمیانی کیفیت تھی کہ مجھے یوں دکھائی دیا حضرت ایک گروہ کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے ہیں ایک اور شخص سے کہہ رہے ہیں فلاں درد لے آؤ وہ لے آیا آپ نے مجھ پر رکھ دیا پھر ایک اور درد کا نام لے کر فرمایا وہ لاؤ آپ نے وہ بھی مجھ پر رکھ دیا اس طرح آپ نے بیس درد مجھ پر رکھ دیئے اب میں تو دردوں سے مر رہا تھا آپ پھر تشریف لے گئے وہ درد پوری رات اور اگلے دن عصر تک مجھ پر مسلط رہے میں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا آپ تشریف لائے وہ سب درد اٹھا لئے میں یوں اٹھ بیٹھا گویا مجھے کچھ بھی نہیں ہوا میں نے آئندہ کے لئے توبہ کی اور حضرت کے متعلق میرا عقیدہ ٹھیک ہو گیا۔ اللہ آپ کا مجھے فیض دے۔

توکل کا نرالا انداز

شیخ حسن ہبل کہتے ہیں مجھے ایک دفعہ طویل بیماری نے آلیا میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ میں کسی مخلوق سے رابطہ (علاج غیرہ کے لئے) قائم نہیں کروں گا۔ حضرت مجھے ملنے تشریف لے آئے اور فرمایا آپ نے اللہ کریم سے عہد کر لیا ہے کہ مخلوق سے رابطہ قائم نہیں کریں گے میں نے جواب دیا جی ہاں، آپ نے فرمایا فقیروں کا یہی طریقہ ہوتا ہے پھر آپ اٹھے میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا یوں ٹھیک ہوا گویا مجھے کچھ تھا ہی نہیں۔

ایک اور ٹھیک نہیں ہے

فقیہ علی بن عثمان مطیب حضرت کے ساتھی تھے آپ نے انہیں خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو وہ آپ کے پاس آتے اور التماس کرتے ان کا لڑکا فقیہ محمد شدید بیمار ہوا تو وہ حضرت کے پاس آ کر کہنے لگے میرا لڑکا ٹھیک نہیں ہے آپ نے اس جملے کے ادا کرنے پر انہیں ملامت فرمائی اور فرمایا لڑکا تو ٹھیک ہے ایک اور (والد) ٹھیک نہیں ہے کچھ دنوں کے بعد لڑکا تو ٹھیک ہو گیا مگر والد یعنی فقیہ علی بیمار ہو گئے اب انہیں پتہ چلا کہ حضرت کا اشارہ کدھر تھا کہ دوسرا ٹھیک نہیں ہے انہیں موت کا یقین ہو گیا وصیت لکھی اور قبر کھودنے کا حکم دیا اور اس کے بعد موت کی آغوش میں چلے گئے۔

میں زندہ ہوں

قاضی فخر الدین نوری مکی آپ کی موت کے بعد یہ کرامت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں اس وقت مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں سو رہا تھا آپ نے فرمایا میں مرا نہیں ہوں زندہ ہوں مجھے ذات اقدس رزق دے رہی ہے میں اپنے رب کے پاس نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں۔

ایک نیک آدمی نے بتایا کہ میں نے حضرت کو قبر میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا آپ کے پاس ایک گروہ سورۂ یٰس پڑھ رہا تھا میں نے عرض کیا حضور! آپ قبر میں بھی اسی طرح ہیں جس طرح دنیا میں تھے آپ کے ساتھی یہاں بھی قرآن پڑھ

رہے ہیں فرمایا جی ہاں میں اسی حال میں ہوں۔ ایک شخص نے حضرت عبداللطیف عراقی صاحب عدن کو خواب میں دیکھا کہ وہ اسے کہہ رہے ہیں کیا تم قطب دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! آپ نے فرمایا وہ یہ ہیں، سامنے حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تھے اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے نفع دے۔ بقول امام شرجی فقیہ عبدالرحمٰن بن زکریا کو نقاد الاولیاء (اولیاء کی جانچ کرنے والا) کہا جاتا تھا وہ کہا کرتے تھے قسم بخدا! شیخ اسماعیل جبرتی جیسا کوئی شخص شام، یمن، عراق اور حرمین میں اب تک نہیں ہے۔

حضرت اسماعیل ایک دن فقیہ ابوبکر بن ابوحربہ سے ملے ان پر حال طاری ہو گیا جب ہوش آیا تو کہنے لگے جناب اسماعیل! آپ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پہچان سکتا ہے آپ کو تو وہ کچھ ملا ہے جو آپ کی جماعت (گروہ اولیاء) میں سے کسی اور کو نہیں ملا۔ وصال ۸۰۶ھ میں ہوا شہر زبید کے باب سہام والے قبرستان میں دفن ہوئے اس قبرستان میں آپ کے مقبرہ سے بڑا کوئی مقبرہ نہیں نور و برکت فراواں ہے۔

حضرت اسماعیل بن عمر مغربی مالکی نزیل مکہ رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن حجر نے کتاب ''الانباء'' میں لکھا ہے کہ آپ پسندیدہ، صالح، فاضل اور تصوف وفقہ کے عالم تھے آپ کی کرامات بھی ہم ذکر کرتے تھے، علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کے ایسے لاتعداد واقعات ہیں جو آپ کی عظمت شان پر دال ہیں ایک کرامت علامہ تونسی نے یوں بیان کی ہے کہ انہوں نے خواب میں اسکندریہ میں ایک شخص دیکھا اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ وہ بولا میں حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ مذکور کی شفاعت سے نجات پا گیا ہوں مکہ مکرمہ میں آپ کا وصال ۸۱۰ھ میں ہوا۔ (مناوی)

حضرت اسماعیل بن اسحاق بن ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

بچپن سے ہی آپ کی فقیری وصلاحیت کا چرچا تھا حاجتمند اس عمر میں آپ کے پاس آ کر حاجتیں بیان کرتے تو حکم خدا سے وہ پوری ہو جاتیں آپ کی شفاعت جس معاملے میں پیش کی جاتی قبول ہوتی یمنی وادیوں میں آپ کی برکت سے کثرت سے فضل ہوتا آپ زمین کے جس حصے کو آباد کرتے بہت جلدی لوگ وہاں اکٹھے ہو جاتے اور جگہ آباد ہو جاتی لوگ آ کر رہنے لگتے۔ وصال ۸۲۸ھ میں ہوا۔ (زبیدی)

حضرت حافظ محدث علامہ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل کنانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مایہ ناز عالم اور ولی کامل تھے ابن حجر وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا۔

ماں کی جگہ قربانی

آپ کی والدہ ماجدہ کو ضعف نے آلیا آپ ان کے پاس گئے حال پوچھا وہ آہ وزاری کرنے لگیں اور شدید بخار کی شکایت کی آپ نے انہیں جواب دیا کہ آپ جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ میں نے آپ سے اٹھالی ہے آپ پھر اسی محفل میں بیمار ہو گئے آپ کی کمزوری بڑھتی رہی اور والدہ کی طبیعت بحال ہوتی گئی پھر اسی بیماری میں آپ کا وصال ہو گیا۔ ۸۶۱ھ میں فوت ہو کر مالمہ میں رشتہ داروں کے پاس دفن ہوئے۔ (الانس الجلیل)

حضرت اسماعیل بن ابوبکر ابن شیخ اسماعیل جبرتی کبیر رحمۃ اللہ علیہ

شرجی ''طبقات الخواص'' میں آپ کو اجل، اوحد اور اپنے دور کا سب سے عظیم و بے مثل لکھتے ہیں ایک شخص نے مجھے بتایا کہ جناب اسماعیل کے خلاف اگر میرے دل میں کوئی بات آتی تو خواب میں آپ متنبہ کر دیتے۔ مجھے (شرجی) نیک فقیہ عبداللہ بن محمد عجلی نے بتایا کہ حضرت اسماعیل کو میں کوئی خاص آدمی نہیں سمجھتا تھا کیونکہ ان کا تعلق دنیا سے تھا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا گویا میں ایک بڑی محفل میں ہوں اور اس میں بے شمار علماء وصوفیہ بھی ہیں اور میر محفل جن کی طرف اشارہ ہے وہ شیخ اسماعیل ہیں اس کے بعد آپ کے بارے مجھے حسن ظن ہوا اور میں جان گیا کہ یہ معتبر ہیں اللہ ہمیں ان سے اور ان کے اسلاف سے فائدہ بخشے، میں اتفاقاً حکومت کے ایک دیہاتی کارندے سے بھی ملا اس نے حضرت کے خلاف کوئی بات کی رات ہوئی تو میں نے اسے خواب میں دیکھا اس کے جسم پر پیپ بہہ رہی تھی اور وہ خود زمین پر گر چکا تھا یہ باتیں دلیل ہیں کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر مزید فضل فرمائے۔ بقول شرجی آپ کا وصال ۸۷۵ھ میں ہوا۔

حضرت ابوالفدا اسماعیل بن یوسف بن فریع رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم اور عابد وزاہد تھے وادیٔ زبید کے گاؤں تربیہ میں رہتے تھے اور علم میں مشغول تھے آپ نے وہاں کئی لوگوں سے علم فقہ پڑھا اور کئی لوگوں کو پڑھایا، اللہ کریم کے نیک بندوں میں شامل تھے آپ کی مشہور کرامات ہیں بقول جندی ہر رات آپ کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے جو آسمان تک پھیلا ہوا ہوتا ہے مزار اسی گاؤں میں ہے تاریخ وفات معلوم نہیں۔ (شرجی)

حضرت اسماعیل بن احمد بن عیسیٰ زورق رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص نے جب آپ سیاحت کے لئے چلے آپ کو لگا تار بددعائیں دینا شروع کر دیں مگر جونہی آپ واپس تشریف لائے وہ مر گیا ایک شخص آپ کا سامان لوٹنے کے لئے آگے بڑھا تو اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ آپ جب حضرت ابومدین کی زیارت کے لئے جاتے رحمت پاتے فیض محسوس کرتے اور قبر سے وہ آپ سے بات کرتے۔ (مناوی) مجھے معلوم نہیں کہ ان کے اور شیخ احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ فاسی صوفی زورق کے درمیان کتنا عرصہ حائل ہے جن کا وصال ۸۹۹ھ میں ہوا۔

حضرت اسماعیل فراء رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف ربانی تھے آپ پر لوگوں کا اعتقاد تھا الزاہد القاہری کے لقب سے مشہور تھے بقول غزی ان کے دادا شیخ الاسلام کے یہ دوست تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جو اولیاء وصالحین میں سے راہ خدا میں ان کے مصاحب تھے، والد ماجد شیخ الاسلام بھی ان کے ساتھ رہے اور ان کے لئے انہوں نے علم وصلاح کی ضمانت دی اللہ نے آپ کی ضمانت پوری فرمائی ایسا ہی ہوا قاہرہ میں ۷۹۲ھ میں وصال ہوا۔

حضرت ابو عمرو اسود بن یزید بن قیس نخعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تابعین فقہاء میں شامل تھے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل کیا۔ حضرات ابوبکر، عمر، علی، ابن مسعود، ابوموسیٰ، سلیمان اور عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت بیان کی۔ آپ عابد، زاہد، روزہ دار اور شب بیدار تھے مروی ہے کہ رمضان پاک کی ہر رات میں آپ پندرہ ختم کیا کرتے تھے اسی حج فرمائے۔ تھے روزے میں اتنی مشقت اٹھاتے کہ جسم نیلا پڑ جاتا زیادہ روزے رکھنے کی وجہ سے ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی رات دن سات سو رکعت نماز نفل معمول تھا۔

بارش کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے

بقول امام یافعی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے وسیلے سے یوں دعا مانگی مولا کریم! ہم آپ کی سرکار سے اس آدمی کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں جو ہم سب سے افضل ہے اور وہ ہے اسود بن یزید رضی اللہ عنہ، پھر انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں آپ نے ہاتھ اٹھائے دعا مانگی اور بارش ہوگئی امام یافعی آپ کی وفات ۷۵ھ اور دوسرے لوگ ۸۵ھ بتاتے ہیں۔ بقول شرجی امام یافعی کی بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔

حضرت اصلان دہ دہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مجذوب تھے اور حلب میں اترے تھے بقول عرضی آپ کا مکمل تصرف لاتعداد لوگوں نے دیکھا تھا ان کی یہ کرامت ہمیں (عرضی) ہمارے سسر حضرت احمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ جو اولیائے کرام کے معتقد، رب تعالیٰ کے نیک بندے اور بنی شیبان کے نیک اور شریف لوگوں میں شامل تھے اور شحنہ کی اولاد کے معزز رکن تھے، نے بتائی کہ ان کے (شیبانی) والد کا ایک معتق غلام تھا جس کا نام سلیمان تھا وہ ترقی کرتا اور بڑھتا ہوا کتخدائے جعفر پاشا بن گیا اور یمنی علاقوں کا سربراہ قرار پایا جب یمن سے انطاکیہ واپس آیا تو مذکورہ احمد شیبانی اس کے استقبال کو نکلے اس نے انہیں ایک کاغذ دیا اور بتایا کہ اہل یمن میں سے حضرت محمد زجاج نے مجھ سے ضمانت لی تھی کہ میں اصلان دہ دہ کو ان کا سلام بھی پیش کروں اور ان کی طرف سے ان کے ہاتھ بھی چوم لوں اب چونکہ میں جعفر پاشا کی خدمت میں مصروف ہوں اور حضرت اصلان کی خدمت میں جانے سے قاصر ہوں آپ میرے نائب بن کر وہاں جائیں جب جناب احمد شیبانی آئے تو حضرت اصلان دہ دہ یہ کہتے ان کے لئے اٹھے اس شخص کو خوش آمدید جو ہمارے پاس اہل یمن کا سلام لایا ہے چار دفعہ یہ جملہ دہرایا پھر چار مرتبہ کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پھر کئی دفعہ کہا کیا تم نے جمل دیکھا اور نہ جمال، احمد مذکور نے تو ان سے کوئی بات نہیں کی تھی صرف باطنی طور پر ان کے سامنے بات پیش کی تھی یہ اوپر والے کلمات ترکی میں کہے تھے کیونکہ وہ عربی نہیں جانتے تھے ان کی زبان ترکی تھی احمد کو ایک درویش نے بتایا جو آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ جناب والا! حضرت دہ دہ آپ کو سلامتی کی دعا دے رہے ہیں یمن و برکت کے حصول کا کہہ رہے ہیں اور مکہ تک تمہیں کوئی اونٹ والا لے جائے گا انہوں نے جواب دیا آپ ٹھیک کہتے ہیں یہی ان کا

مطلب ہے۔

سارت مشرقة و سرت مغربا　　شتان بین مشرق و مغرب

(وہ مشرق کو چلی اور میں نے مغرب کا راستہ لیا۔ مشرق اور مغرب کی طرف جانے والوں میں بہت فاصلہ ہوتا ہے)۔

ایک فوجی نے دکاندار سے چاول، قہوہ کی پتی اور چینی لی اپنے جی میں کہنے لگا: میں آپ کو اس سے سولہ ابلوج (ایک وزن) چینی دوں گا باقی ان کا خلیفہ علی بیچ دے گا اور اس کی اصل قیمت سے بہت کم قیمت لے گا اب اس نے اپنا خیال بدلا اور کہنے لگا میں دو ابلوج چینی لوں گا پھر اس نے دکاندار سے چینی جانور پر لادلی۔ چینی پانی میں گر گئی اور قریباً ختم ہونے لگی پھر تقدیر کی بات کہ چاول اور چینی جو اچھی قیمت پر بک رہے تھے، بہت سستے ہو گئے وہ فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور جتنی نذرمانی تھی پوری دے دی اور ابھی تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ اعلیٰ قیمت پر تینوں چیزیں بک گئیں۔

پھر مکان مل گیا

احمد شیبانی ہی کہتے ہیں میں محتاج تھا اور ایک غیر آباد مکان لینا چاہتا تھا اور اس مکان میں کاتی ہوئی ریشم بیچی جاتی تھی یہ مکان ایک شخص کے لئے وقف تھا میں نے اس شخص سے مکان کی بات کی تو وہ انکار کر گیا میرے دل کو یہ بات گراں گزری۔ حضرت دہ دہ عموماً ہمارے عشائر یہ والے گھر میں آتے رہتے تھے ہمارے گھر کا ایک دروازہ جراکسیہ کی طرف کھلتا تھا اور اسی طرف وہ وقف والا مکان تھا حضرت اس دروازے سے کبھی باہر نہیں نکلے تھے آپ ہمیں ملنے آئے گھر کے اندر آ کر وہی دروازہ کھولا اور اس مکان کی طرف جا کر اس سے پیٹھ لگا لی دیر تک بیٹھے رہے پھر ہمارے گھر آ کر باہر نکل گئے دوسرے دن وہ شخص آیا جس کے لئے مکان وقف تھا اور وہی رقم مانگی جو میں نے کہی تھی اللہ نے کام پورا کر دیا۔

ایک دن آپ حافظ صاحب کے دفتر میں جا پہنچے قریباً ایک مہینہ وہاں ٹھہرے رہے وہ آپ کی زیارت کرتے اور آپ کے ہاتھ چوم لیتے اب خبریں پھیلنے لگیں کہ صاحب وزیر اعظم بن گئے ہیں آپ ان دنوں آمد میں تھے لوگ ہدیے نذرانے لگا تار وہیں لاتے حکمران سیکڑوں قرش (ایک سکہ) پیش کرتے آپ جو بڑی سی بڑی سفارش کرتے قبول کی جاتی اور آپ غلبۂ حال اور جذب و مستی کی وجہ سے کسی چیز کا ادراک تک نہیں فرماتے تھے، لوگوں نے ملاحظہ کیا کہ جب سلطان بغداد پر قابض ہونا چاہتا تھا تو ان دنوں اصلان دہ دہ رحمۃ اللہ علیہ شدید باطنی کرب میں مبتلا تھے۔ بغداد کی فتح کے تھوڑا عرصہ بعد ۱۰۴۸ھ میں قریباً سو سال کی عمر پا کر وصال ہوا۔ (محبی)

حضرت نجار قدسی اصم رحمۃ اللہ علیہ

آپ لکڑی کا کام کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو کلہاڑا لکڑی میں پھنس جاتا آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اب وقت نماز ہے لہٰذا آپ کی کوئی نماز بے وقت نہ ہوتی آپ مصر میں فوت ہوئے اور ادفوی کے قبرستان کے مشرقی دروازے کے باہر بقول سخاوی دفن ہوئے۔

حضرت ابوالفضل احمدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ یکتا عارفوں اور مقرب اولیاء کے آئمہ میں شامل ہیں، امام شعرانی کے پیر بھائی ہیں اور حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے امام شعرانی سے پہلے اکتساب فیض کیا۔

یہ علم، یہ اتحاد، یہ انجام

امام شعرانی فرماتے ہیں میرا ان سے ایسا قلبی اتحاد تھا جو اور کسی کے ساتھ نہ تھا وہ رات کو حکمت بھرا کلام میرے سامنے پیش فرمایا کرتے اور میں لکھتا چلا جاتا جب آپ تشریف لاتے تو میں اپنی تحریر ان کی خدمت میں پیش کرتا آپ اپنے عمامہ سے ایک ورق نکالتے اور فرماتے بعد میں میرے خیال میں آیا تو میں نے یوں اکٹھا کیا جب دونوں تحریریں ملائی جاتیں تو بالکل ایک جیسی ہوتیں (یہ اتحاد قلبی کی علامت تھی۔ بعض لوگ سمجھتے ہم میں سے ایک نے دوسرے کی عبارت نقل کر لی ہے آپ کا یہ خاصہ تھا جو میں نے کسی اور بزرگ میں نہیں پایا جن کا ذکر میں نے طبقات شعرانی میں کیا ہے کہ آپ کو رات اور دن کے اعمال کے اطوار معلوم ہوتے تھے اور ان کی رنگا رنگی اور ان کے مدارج و ترقیاں سب آپ کے سامنے ہوتیں، فرمایا کرتے تھے اللہ کریم نے مجھے یہ عظمت عطا فرمائی ہے کہ میں گندم وغیرہ کے دانوں کو جب دیکھتا ہوں تو انہیں پھر کیڑا نہیں لگتا اور نہ ہی وہ تلف ہوتے ہیں ہم نے خود اپنے ہاں گندم کے ذخیرے پر تجربہ کیا جسے گھن لگ جاتا تھا۔ آپ کو اس بات کا علم بھی تھا کہ کائنات میں آج کس کی ڈیوٹی ہے اور کون معزول ہوا ہے، آپ نے کئی دفعہ تنہا حج کیا، جب آخری حج تھا تو آپ بہت کمزور تھے میں نے عرض کیا اس حال میں بھی آپ سفر فرمائیں گے؟ فرمانے لگے جی ہاں اپنی مٹی کے لئے مجھے یہ سفر کرنا ہوگا کیونکہ میرا اصل شہدائے بدر کی تربتوں سے ماخوذ ہے، پھر ایسا ہی ہوا یوم بدر سے دو دن پہلے شدید بیمار ہوئے اور یوم بدر کو وصال فرما کر بدر میں دفن ہوئے اور آپ کا ارشاد پورا ہو گیا، میں نے پھر آواز دینے والوں (ہواتف) کو سنا کہ وہ سحری میں کہہ رہے تھے میں نے کبھی حضرت ابوالفضل جیسے انسان سے مصاحبت نہیں کی اور نہ کبھی ہوگی۔ (1)

میں نے ایک فقیر کے سامنے آپ کی تعریف کی تو وہ کہنے لگا مجھے ان سے ملا دیں ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ خلوت میں تھے حضرت افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یا ھو بھمۃ (اے او بکرے!) وہ فقیر بدحواس سا ہو گیا قریب تھا کہ وہ مر جاتا پھر حضرت نے فرمایا اللہ کریم کی عزت کی قسم! اگر میں شفقت نہ کرتا تو اس کے دل کو صرف آواز سے پھاڑ کر رکھ دیتا پھر فرمانے لگے اسے جو کچھ ملتا ہے کھا لیتا ہے نیکی اور ورع اختیار نہیں کرتا آپ نے اسے یوں بدحواس فرما دیا جیسا قرآن میں سود خور آدمی کے بدحواس ہونے کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1۔ نوٹ: کچھ ایسا واقعہ ہی دور حاضر میں حضور شیخ الاسلام علامہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیش آیا آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے شیدائی تھے ادب کا جو انداز آپ نے پایا تھا اس دور میں وہ کمیاب نہیں نایاب تھا حادثہ میں زخمی ہوئے تو رمضان کریم کی پندرہ تاریخ تھی پھر وصال مبارک حضرت ابوالفضل کی طرح بدایوں کی مقدس تاریخ پر ہی ہوا اور روح اڑتی بدایوں کے ساتھ شامل ہو گئی، اللہ کریم کے اپنے بندوں کے ساتھ نرالے انداز ہوتے ہیں۔ (مترجم)

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ

(بقرہ:275)

''وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو''۔

آپ نے پھر یقین کی حقیقتوں پر اس سے گفتگو فرمائی اور دقائق کھول کر رکھ دیئے پھر وہ فقیر کہنے لگا حضور! اپنے مقام اور عبارت میں تھوڑا نیچے اتریں (تاکہ میں سمجھ سکوں) پھر آپ نے وہاں ایک شخص دیکھا جو خلوت پسند تھا مگر ذکر میں اس کی آواز دھیمی تھی آپ نے فرمایا اس فقیر کو باہر لے جاؤ اور کھانا کھلاؤ ورنہ یہ مرجائے گا اور جہنم میں داخل ہوگا فقیر سن کر بولا یہ (بھوک وغیرہ) تو خلوت کی شرط ہے، حضرت افضل الدین نے فرمایا ولایت خلوت میں کیسے طلب کی جاتی ہے؟ اگر بندہ ولی ربانی ہے تو اسے اس علاج وعمل کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ بندۂ خدا نہیں ہے تو ان طریقوں سے ولی نہیں بن سکتا بھلا بکائن کا درخت کسی عمل وعلاج سے سیب کا درخت بن سکتا ہے۔ حضرت ابوالفضل نے روٹی لی اور اسے فرمایا میری بات مان لو باہر چلے جاؤ جو اللہ کریم نے وعدہ دے رکھا ہے وہ مل جائے گا ان شاء اللہ، مگر وہ نہ نکلا خلوت کدے میں ہی بیٹھا رہا آپ نے فرمایا اب اللہ تعالیٰ تجھے موت میں مبتلا کردے گا وہ ایک دن اور ایک رات کے بعد مر گیا، آپ فرمایا کرتے تھے مخلوق کے اندرون صاف بلور کی طرح ہیں میں ان کے اندر کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح ان کا ظاہر میرے سامنے ہے آپ اگر کسی انسان سے رخ موڑتے تو وہ پگھلنے لگتا اور دنیا وآخرت کے کسی کام میں فلاح نہ پاتا۔

قبر سے آواز دی میں یہاں ہوں

آپ انسان کی ناک سے اس کے گھر ہونے والے سب کام معلوم کر لیتے فرماتے یہ بات میرے اختیار میں ہے میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یہ بات نہ رہے مگر اس ذات کی طرف سے حجاب نہ ہوا اللہ کریم کی اسی میں حکمتیں اور بھید ہیں آپ کا وصال ۹۴۲ھ میں ہوا شعرانی فرماتے ہیں میں نے ۹۱۸ھ میں حج کیا تو بدر گیا اور وہاں میں نے آپ سے کہا آپ کو اللہ کریم کی قسم دیتا ہوں قبر سے بول کر مجھے اپنی قبر بتائیں آپ نے بلایا ادھر آؤ میں یہاں ہوں ان کے بتانے سے مجھے قبر کا علم ہوا۔

حضرت آقا شمس الدین رملی کا ذکر ان کے نام محمد میں ہو چکا ہے۔

حضرت اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف ربانی تھے اللہ بخش کا معنی ہے عطیہ خداوندی آپ ہندوستان کے رہنے والے اور سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہیں آپ عالی مشرب اور معارف میں انتہائی بلند تھے آپ سے عجیب تصرفات اور نرالی کرامات منقول ہیں، آپ عارف ربانی اور حضرت تاج الدین ہندی نقشبندی صاحب کرامات کے جلیل القدر شیخ ہیں۔

پھر محبت حائل ہوگئی

حضرت تاج الدین نے بھی آپ کے خوارق ملاحظہ فرمائے حضرت نے انہیں کسی خدمت کے لئے امروہہ بھیجا وہ راستے میں جارہے تھے کہ ایک حسین وجمیل عورت دیکھی اوراس کے عشق میں مبتلا ہو گئے یوں محبت نے غلبہ پایا کہ اختیار کی باگ آپ کے ہاتھ سے نکل گئی حضرت کا کام چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو گئے یہی حال تھا کہ آپ نے حضرت کو اس عورت کے دائیں پہلو میں دیکھا وہ آپ کو دیکھ رہے تھے اور انگشت شہادت تنبیہ وتعجب کے طور پر اپنے منہ پر رکھی ہوئی تھی جب آپ کو اس طرح دیکھا تو بیحد شرمسار ہوئے اب آپ کی محبت آپ کے دل سے بالکل نکل گئی اور آپ نے اپنی راہ لی جب کام اور خدمت بجا کر حضرت کے پاس واپس آئے تو آپ انہیں دیکھتے ہی ہنس پڑے آپ جان گئے کہ حضرت ساری بات سے باخبر ہو گئے ہیں۔

مکڑی کی طرف پیغام

حضرت اللہ بخش کا ایک عقیدت مند ایک دن علم تصوف کا سبق آپ سے پڑھ رہا تھا کہ مکڑی شہر میں آ گئی لوگوں کے درختوں اور کھیتوں میں گھس گئی حضرت کے باغ کا نگران آیا اور مکڑی کی اطلاع دی آپ نے اپنے ایک خادم کو باغ کی طرف بھیجا اور فرمایا جا کر بلند آواز سے مکڑی کو کہہ دو کہ تم مہمان ہو اور مہمانوں کی رعایت ضروری ہوتی ہے مگر ہمارے باغ کے درخت تو بہت چھوٹے ہیں تمہاری دعوت کے قابل نہیں مروت یہی ہے کہ تم انہیں چھوڑ دو مکڑی نے جونہی یہ آواز سنی اڑی اور باغ سے نکل گئی حضرت کے باغ کے علاوہ لوگوں کی کھیتیاں اور درخت کھائے ہوئے گرے پڑے بھوسے جیسے ہو گئے۔

ایک صاحب نے آ کر آپ کے سامنے فقر، تنگ دستی اور معاشی خرابی کی شکایت کی اور کئی دن آپ کی خدمت میں بیٹھا رہا آپ نے اسے فرمایا اگر دنیا کا تمہیں کچھ حصہ مل گیا تو ہمیں کیا دو گے؟ اس نے کہا دسواں حصہ جناب کا ہو گا آپ نے فرمایا اتنا نہیں دے سکو گے آپ بات دہراتے رہے طے آخر میں یہ ہوا کہ سواں حصہ دیں گے آپ نے ایک ایک دنیادار کے پاس جانے کا حکم دیا حضرت کی دعا سے اسے تھوڑے ہی دنوں میں بہت سی دنیا مل گئی، حضرت اس کے پاس فقیروں کو خط دے کر بھیجتے کہ انہیں کچھ دے دو مگر وہ نہ دیتا حضرت کے حصے کے بہت سے درہم اس کے پاس جمع ہو گئے اس نے حضرت کو لکھا اپنا کوئی خادم بھیجئے تاکہ یہ درہم آپ کی طرف بھیج سکوں جب وہ خط حضرت کے پاس پہنچا تو آپ کو غیرت وجلال آ گیا اور فرمایا سبحان اللہ! آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہوا پودا کبھی کاٹا مگر میں آج کاٹنے لگا ہوں کچھ دنوں کے بعد اس کی موت کی اطلاع آ گئی آپ کی بہت سی کرامات تھیں آپ کا وصال ۱۰۰۲ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔ (مجمی)

ام احمد قابلہ مصریہ رحمۃ اللہ علیہا

نیک خاتون تھیں، اہل خیر سے تھیں اللہ کے لئے سب باتیں قبول کرتیں اور اجرت نہ لیتیں۔

پانی بھی جلتا ہے

ان کے ایک صاحبزادے نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک ٹھنڈی سرما کی رات کہا بیٹا! ذرا دیا جلا دینا میں نے جواب دیا امی! ہمارے پاس تو تیل نہیں ہے کہنے لگیں دیئے میں پانی ڈال کر اللہ کا نام لے لو، میں نے ایسا ہی کیا تو دیا جل گیا۔ میں نے کہا پیاری امی! کیا پانی بھی جلنے لگتا ہے فرمانے لگیں ایسا تو نہیں ہوتا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے سب چیزیں اس کی مطیع ہو جاتی ہیں۔ (سخاوی)

ام ربیع زبیدی رحمۃ اللہ علیہا

قافلہ کے سواروں کے ساتھ ہوتیں جب انہیں پانی کی ضرورت ہوتی تو ان کے پاس آتے پھر ان کے سامنے پانی آجاتا آپ کا وصال مصر میں ہوا ادفوی کے قبرستان میں قرافہ میں مدفون ہوئیں۔ (سخاوی)

حضرت ام سطل رحمۃ اللہ علیہا

سیدزادی عابدہ اور زاہدہ تھیں عظیم قاری جناب شریف کی بیوی تھیں جو قرأت میں ابوالجود جیسے عظیم قاری کے استاد تھے بڑے بڑے اژدہے آپ کے ہاتھ سے پانی پیتے اور سانپ ان کے سرہانے آکر سو جاتے آپ بقول سخاوی اپنے خاوند کے ساتھ قرافہ میں مدفون ہیں۔

حضرت امیر کلال ابن سید حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے ایک امام ہیں اور حضرت بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ استاذ اعظم کے مرشد ہیں آپ کے مقامات میں آپ کی والدہ ماجدہ کا یہ ارشاد منقول ہے وہ فرماتی ہیں جب میں آپ کو پیٹ میں لئے ہوئے تھی تو میں نے کھانے کا ایک لقمہ لیا شائد وہ شبہ والا تھا تو میرے جی میں اس سے بہت تکلیف ہوئی جب یہ بات کئی دفعہ ہوئی تو میں نے کھانے میں احتیاط شروع کر دی اور پھر وہ تکلیف بھی جاتی رہی مجھے اسی وقت امید لگ گئی کہ آپ سراپا برکت ہیں۔

جب آپ جوان ہوئے تو کشتی کے فن میں مہارت حاصل کی بڑے بڑے بہادر، معرکہ ساز اور پر نظارہ لوگ آپ کے پاس آتے چنانچہ واقف کاروں میں سے ایک کے دل میں خیال آیا کہ یہ سردار بھی ہیں اور خاندان سادات سے بھی ہیں انہوں نے یہ کشتی کا دھندا کیوں اپنا رکھا ہے اور یہ بہادرانہ کام اس میدان میں کیوں کر رہے ہیں؟ اس خیال کے جلدی بعد اس شخص کو نیند آگئی اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور وہ سینے تک کیچڑ میں دھنس گیا ہے اسے شدید اضطراب تھا اور بہت ڈر رہا تھا کہ آپ اچانک آگئے اور اس بھنور سے اسے نکال لیا جب اسے کچھ آرام آیا اور ہلاکت کا خوف اڑا تو حضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب تو تمہیں میری ہمت کا پتہ چل گیا ہوگا اور تم نے جان لیا ہوگا کہ سید کشتی کیوں لڑتا ہے۔ (الحانی)

حضرت امین الدین بن نجار رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر محروسہ میں جامع مسجد غمری کے امام تھے۔

جانور محراب سے نکلا

امام شعرانی فرماتے ہیں مجھے ان کے ساتھ یوں واقعہ پیش آیا کہ میں ان کے سامنے بخاری کی شرح حرم میں شکار کی جزا کے بارے میں پیش کر رہا تھا انہوں نے ثیتل (از قسم ہرن ایک جنگلی جانور) کی جزا کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا ثیتل کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا آپ ابھی دیکھ لیں گے اسی وقت ثیتل محراب سے نکلا اور میرے کندھے کے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا وہ گدھے سے چھوٹا اور نر بکرے سے تھوڑا بڑا تھا اس کی تھوڑی کے نیچے داڑھی نما چھوٹے چھوٹے بال تھے آپ نے فرمایا یہ ہے ثیتل پھر وہ دیوار میں گھس گیا میں نے آپ کے قدم چوم لئے، آپ نے فرمایا میرے مرنے تک کسی کو نہ بتانا، جامع کتاب یوسف نبہانی فرماتے ہیں میں نے ثیتل کے لئے ''کتاب الحیوان'' پڑھی تو وہاں اس کی یہ تعریف درج تھی ثیتل پہاڑی دو سالہ بکرے کو کہتے ہیں یہ جو حضرت نخعی سے مروی حدیث میں ہے کہ حرم میں ثیتل کے شکار کا بدلہ گائے ہے اگر محرم اسے مارے تو جہاں بھی مارے یہی بدلہ ہوگا، مزید کرامات ملاحظہ ہوں۔

امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے آپ کو وصال کے دو سال بعد خواب میں دیکھا تو آپ نے میرے سامنے ایک حدیث بیان کی جس کی سند سریانی تھی اور متن عبرانی تھا کہ سرکار عظمت مدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جو شخص دائمی صبح کی نماز کے بعد سو جاتا ہے اللہ کریم اسے پہلو کے درد (نمونیا) میں مبتلا فرما دیتے ہیں'' دوسری روایت میں ہے اللہ اس کے پہلو میں مرض بع (پھوڑا، گھاؤ) پیدا فرما دیتے ہیں'' امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں اسی طرح نقل فرمایا ہے۔

حضرت شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''العہود'' میں لکھا ہے کہ حضرت اگر کسی چیز کے متحرک ہونے کے لئے قسم کھا لیتے تو وہ چیز متحرک ہو جاتی میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ دو تین ہاتھ دور پڑی تختی کو فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں آ جا میں نے دیکھا تختی کھسکنے لگی اور حضرت کے پاس آ گئی۔ مناوی فرماتے ہیں وہ پورے ورق پر ایک سطر ہر سطر کا وقت برابر ہوتا ایک حرف بھی دوسری سطر سے کمی و بیشی نہ ہوتی اور سطر پوری کئے بغیر قلم نہ اٹھاتے وصال ۹۲۹ھ میں ہوا باب النصر کے باہر قبرستان میں سیدی ابراہیم جعبری کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت ابو عامر اویس بن عامر مرادی قرنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کے مطابق تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں افضل ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تو پایا مگر والدہ ماجدہ کی خدمت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضری نہ دے سکے۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپ فرماتے تھے اویس بن عامر اہل یمن کے قبیلہ مراد اور قرن سے اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے پاس آئیں گے انہیں مرض برص تھا اب ٹھیک ہے صرف درہم جتنی جگہ باقی ہے ان کی والدہ ہیں

جن کے وہ فرماں بردار ہیں اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں اگر تم ان سے دعائے مغفرت کرا سکو تو کراؤ۔ (مناوی)

جنت سے کفن آیا

شرجی نے آپ کے بہت سے مناقب کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقامات مسعودی کی شرح میں ہرم بن حیان مرادی کی روایت پڑھی ہے جو حضرت اویس کے دوست تھے کہ آپ کا وصال دمشق میں ہوا تھا اور آپ کے پاس دو کپڑے موجود پائے گئے تھے ایک پر لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ اللہ رحمٰن ورحیم کی طرف سے اویس قرنی کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے اور دوسرے پر لکھا ہوا تھا: یہ ہے جنت سے اویس قرنی کا کفن، لیکن عام مشہور بات یہ ہے کہ حضرت اویس کا وصال بطور شہید معرکہ صفین میں ۳۷ھ میں سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے ساتھ ہوا۔

یہ پراگندگی اور استغنا

امام یافعی جناب ہرم بن حیان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے (ہرم) اویس کی باتیں پہنچی تو میں کوفہ میں آیا مجھے صرف آپ کی زیارت مقصود تھی دوپہر کا وقت تھا آپ فرات کے کنارے وضو فرما رہے تھے کہ میں آپ کو آملا۔ جو ان کی ہیبت و صورت بتائی گئی تھی، اس کی وجہ سے میں انہیں پہچان گیا، وہ دبلے پتلے گندمی گہرے رنگ کے انسان تھے پراگندہ مو، سر منڈا ظاہری طور پر ہیبت ناک تھے۔ میں نے انہیں سلام عرض کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے مصافحہ نہ فرمایا۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے لوگ پیاس سے بلک رہے تھے اور موت کا خوف تھا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم میری بات کو چھپائے رکھو گے؟ انہوں نے کرامت کو چھپانے کا وعدہ کیا تو آپ نے دعا مانگی اپنی چادر کو الٹا تو پانی فوراً ابلنے لگا سب نے سیر ہو کر پیا اور جانوروں کو پلایا آپ نے پھر اس جگہ ہاتھ پھیرا تو پہلے کی طرح خشک ہوگئی۔

ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں آپ جبل حرا (وہ پہاڑ جس میں غار حرا ہے اور کعبہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ مترجم) پر تھے آپ کے ساتھی کو پیاس لگی آپ نے پاؤں سے پہاڑ کو دبایا تو پاؤں کے نیچے سے پانی نکل آیا آپ کا وصال ۱۳۱ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں طاعون سے ہوا۔ (مناوی) قشیری کہتے ہیں اسی طرح روایت ہے کہ حضرت ایوب مذکور کے ساتھ سفر میں ایک جماعت تھی انہیں کہیں پانی نہ مل سکا تو حضرت سختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا راز رکھو گے جب تک میں زندہ ہوں؟ لوگوں نے اقرار کیا تو آپ نے زمین پر دائرہ مارا اور پانی بہہ نکلا تو سب لوگوں نے پیا۔ وہ لوگ جب بصرہ پہنچے تو حماد بن زید رضی اللہ عنہ کو اس کی کسی نے اطلاع کی حضرت عبدالواحد بن زید بولے (یہ بات ٹھیک ہے) میں بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔

حضرت ایوب کناس مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسین جا کی مشہور نیک واعظ کے مرشد ہیں جا کی پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا انہوں نے شاہ کے پاس محفل لگالی تاکہ اس سے حکم حاصل کر کے آپ کو وعظ سے روک دیں دلیل یہ دی کہ وہ لحن کرتے ہیں (عربی گرائمر کے خلاف عربی بولتے ہیں اور الفاظ کو بگاڑ دیتے ہیں۔ مترجم) بادشاہ نے آپ کو وعظ سے روکنے کا فرمان جاری کر دیا آپ نے اپنے مرشد حضرت ایوب کناس کے سامنے شکایت کی بادشاہ بیت الخلا میں چلا گیا تو اچانک دیوار سے حضرت ایوب نکلے ان کے کندھے پر جھاڑو تھا اور شیر کی شکل میں تھے منہ کھول لیا تاکہ شاہ کو نگل لیں، بادشاہ کانپنے لگ گیا اور بے ہوش ہو کر گرا جب ہوش آیا تو شیر بولا شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ کو وعظ کہنے کا پیغام بھیجو ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا یہ کہہ کر دیوار کے اندر غائب ہو گیا۔ اب باشاہ شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور حضرت ایوب سے بھی ملنا چاہا مگر آپ نے ملنے سے انکار کر دیا (شعرانی) حسین جا کی کا سن وفات ۷۳۰ھ لکھا ہے اور بتایا ہے کہ مصر میں باب نصر کے باہر وہ اپنے مرشد ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفن ہوئے مگر حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت شیخ ایوب بن احمد خلوتی حنفی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ استاد کبیر، آئمہ مرشدین، مشاہیر عارفین، اعیان علمائے عاملین اور اولیائے مقربین میں شامل ہیں، بڑا واضح اور صاف کشف تھا (محبی) محبی نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے فقیہ ادیب ابراہیم بن عبدالرحمٰن امین الفتویٰ سے دمشق میں سنا وہ کہتے تھے میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ تھا:

دعوه یکابد أشواقه فقد أكثر الوجد إحراقه

(عاشق کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ اپنے شوق وذوق کا مقابلہ کرتا ہے کیونکہ محبت نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہے)۔

میں نے یہ قصیدہ کسی کو بھی نہیں سنایا تھا میں حضرت سے ملا میں عبرانی دروازے سے جامع مسجد اموی کی طرف جا رہا تھا جونہی ملاقات ہوئی فوراً آپ نے مجھے یہ مطلع سنا دیا میں بہت حیران ہوا خیال آیا شائد کسی اور نے یہی شعر پہلے کہا ہو آپ نے فرمایا کیا اس ردیف و بحر میں آپ نے کچھ نظم کیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، فرمایا گزشتہ رات آپ نے مجھے ایک قصیدہ سنایا تھا جس کا مطلع یہ ہے۔ جائیں اور لے جائیں آپ کے ایسے کئی واقعات ہیں۔

دربان راستہ چھوڑ گئے

آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کے دروازوں پر تقریباً چالیس حاجب و دربان ہیں آپ اندر گئے مگر کسی دربان نے آپ کو نہیں روکا جب آپ اندر پہنچے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئے تو آپ نے فرمایا ایوب! تم میرے نقش قدم پر ہو تمہارے علاوہ میرے پاس اور کوئی داخل نہیں ہوا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اسرار

آپ نے خود حضور سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا جمال جہاں آرا دیکھا آپ کے ساتھ سادات عشرہ (عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم) تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے عم زاد بھائی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرما رہے تھے کہ ایوب کو کہہ دیجئے اس زمانے کے لئے مبارک وخوشی ہے جس میں تم ہو گویا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اس ارشاد پاک میں حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ ہمزیہ کی طرف اشارہ فرمایا جس کا آغاز یوں ہوتا ہے یا عربیا حمواحمی الجرعاء آپ ہر وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے رہتے یہ کلمہ آپ کے وجود سے مل چکا ہوتا جب سو جاتے تو آواز سانسوں کے ساتھ اس کلمہ کی آتی رہتی اور فرماتے اگر ابتدائے کار میں مجھے معلوم ہو جاتا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں کیا اسرار ہیں تو میں کوئی اور علم طلب نہ کرتا، آپ نے اپنے رسالہ ''الاسمائیہ'' میں لکھا ہے کہ سب اذکار میں سے جلدی اثر ڈالنے والا ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت ہے۔

مثالی شکل اور بدلیت

علامہ محبی آپ کے پوتے مشہور عالم شیخ عبدالحی عکری صالحی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے (عبدالحی) جامع مسجد سلیمیہ کے خلوت کدے میں آپ کو دیکھا آپ کا ظاہری جسم عظیم وکبیر ہو گیا اور پورے خلوت کدے میں پھیل گیا، ایک شخص نے آپ کو کمرے میں سویا ہوا دیکھا پھر رات کے دوران ہی وہ شخص گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اس نے بڑے غور سے آپ کو پہچانا مگر پھر اندر آیا تو آپ وہاں سو رہے تھے کئی دفعہ اندر باہر آ کر اس نے آپ کو اسی انداز میں دیکھا یہ بدلیت کی صفات میں سے ہے اولیائے ربانی ایک جگہ ہوتے ہیں اور ان کی مثالی شکل دوسری جگہ ہوتی ہے۔

حسن رسالت کی ذرہ نوازیاں

حضرت خود فرماتے ہیں میں نے حقیقتہً ظاہری دنیا میں اس رات یہ واقعہ دیکھا جس رات میں اپنے قصیدہ ہمزیہ کو شان مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام میں نظم کر رہا تھا جس کے چار سو سے زیادہ شعر ہیں اور ہر شعر میں میں نے سب اقسام کی دو جناس (ہم شکل مگر معنی الگ الگ الفاظ) ہر شعر میں جمع کیے ہیں صرف علم بدیع کے انواع کو نہیں لیا۔ میں صبح اوراد پڑھ رہا تھا کہ بشارت یوں ملی جس طرح صبح کی پو پھوٹتی ہے شکل یہ تھی کہ میرے سامنے ایک درخت آیا وہ ایسا ہی جیسا کہ قرآن پاک میں مولا کریم نے ذکر کیا ہے اس کی جڑیں تو زمین میں تھیں اور شاخیں آسمان پر پہنچی ہوئی تھیں اس پر یوں انوار پڑے رہے تھے گویا سورج کی شعائیں ہیں میں نے اس کے پیچھے دیکھنا چاہا میں اس درخت پر چھا گیا اور اس کے پیچھے وسیع فضا دیکھی جس کی حد وانتہا نہ تھی گیا دیکھتا ہوں کہ سید کل صلی اللہ علیہ وسلم اسی سمت تشریف لا رہے ہیں جدھر یہ غلام ہے آپ کے ساتھ اتنی مخلوق ہے جس کا شمار اللہ کریم کو ہی معلوم ہے آپ کے جسم اطہر کے ہر ہر مسام سے نور کی شعائیں چمک رہی ہیں میری یہ عجیب قسمت تھی کہ سرکار عرش وقار علیہ الصلوۃ والسلام جب بھی مجھے نوازتے تو آپ تھوڑے آگے جھک کر اپنا سر مبارک میرے سر کے اوپر اور اپنا سینہ میرے سینے کے اوپر فرما لیتے اور اپنے دونوں مقدس ہاتھ میری پشت پر رکھ کر فرماتے اللہ تم میں برکت ڈالے اور اس زمانے میں بھی جس میں تم

ہو۔ الحمدللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل کا فیض شامل حال رہا ہے۔

شانِ عارف

آپ فرماتے ہیں: عارف وہ نہیں جو جیب سے خرچ کرے عارف تو وہ ہے جو غیب سے خرچ کرے آپ کی اور بھی بہت سی کرامات ہیں۔ وصال ۱۰۷۱ھ میں ہوا غرباء کے قبرستان میں فرادیس کے مقبرے میں دفن ہوئے بقول محبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخ وفات اس فقرے سے نکلتی ہے۔ الشیخ ایوب قطب (۱۰۷۱ھ)۔